INSTITUTE OF ISLAMIC AND ARABIC STUDIES
FACULTY OF ISLAMIC & ORIENTAL STUDIES
NEW ACADEMIC BLOCK
UNIVERSITY OF PESHAWAR
P.O. No.: 25120
PESHAWAR - PAKISTAN
PHONE / FAX: 091-9216769
E-MAIL: foisaa6@hotmail.com

CERTIFICATE OF APPROVAL

This thesis entitled ---امام جلال الدین السیوطی کے الدر المنثور فی التفسیر
الماثور کا اردو ترجمہ، تحقیق و تخریج (مقدمہ، سورۃ المؤمنون تا السجدۃ)---
submitted by Mr Abzahir Khan is hereby approved and recommended as partial fulfillment for the award of degree of "Doctor of Philosophy in Islamiyat".

Dr Siraj-ul-Islam Hanif
Assistant Professor
Department of Islamic Studies
Abdul Wali Khan University
Mardan.

Prof Dr Qibla Ayaz
Director
Institute of Islamic & Arabic Studies
University of Peshawar

Prof Dr Miraj-ul-Islam Zia
Supervisor
Institute of Islamic & Arabic Studies
University of Peshawar.

امام جلال الدین السیوطیؒ کے الدر المنثور فی التفسیر الماثور

کا اُردو ترجمہ، تخریج اور تحقیق

(مقدمہ، سورۃ المؤمنون تا سورۃ السجدۃ)

مقالہ برائے پی ایچ۔ڈی



مقالہ نگار: ابظاہر خان

نگران: پروفیسر ڈاکٹر معراج الاسلام ضیاء

انسٹیٹیوٹ آف اسلامک اینڈ اریبک سٹڈیز

یونیورسٹی آف پشاور

مئی 2011ء


بسم الله

انتساب

اپنے والدین، اساتذہ کرام
اور دوستوں کے نام جن کی محبت
اور رہنمائی کی وجہ سے آج میں
اس مقام پر پہنچا۔

فہرست

عنوان	صفحہ نمبر
مقدمہ	م
باب اول: سورۃ المومنون کا اردو ترجمہ اور علمی تحقیق	۱
فصل اول: فضائلِ سورۃ المومنون کے روایات کی تحقیق	۱
فصل دوم: سورۃ المومنون کے روایات کی تحقیق	۴
آیت ۱. قَدْاَفْلَحَ الْمُوْمِنُوْنَ	۴
آیت ۲. الَّذِیْنَ ھُمْ فِیْ صَلَا تِھِمْ خٰشِعُوْن	۱۰
آیت ۳ تا ۹. وَالَّذِیْنَ ھُمْ عَنِ اللَّغْو.....یُحَافِظُوْن	۲۳
آیت ۱۰. ۱۱ أُوْلَئِكَ هُمُ ..... فِيْهَا خَالِدُوْنَ	۳۰
آیت ۱۲ تا ۱۶. وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَان..... تُبْعَثُوْن	۳۱
آیت ۱۷ تا ۱۹. وَلَقَدْ خَلَقْنَا فَوْ قَكُمْ.....وَمِنْهَا تَأْكُلُونَ	۴۱
آیت ۲۰. وَشَجَرَةً تَخْرُجُ مِن ..... وَصِبْغٍ لِّلْآكِلِيْن	۴۴
آیت ۲۱ تا ۲۶. وَإِنَّ لَكُمْ فِيْ الْأَنْعَام..... بِمَا كَذَّبُوْنِ	۴۶
آیت ۲۷ تا ۲۹. فَأَوْحَيْنَا إِلَيْهِ أَنِ اصْنَعِ..... خَيْرُ الْمُنزِلِيْنَ	۴۷
آیت ۳۰ تا ۳۵. إِنَّ فِيْ ذَلِكَ لَآيَات.....أَنَّكُم مُّخْرَجُوْن	۴۸
آیت ۳۶ تا ۴۰. هَيْهَاتَ هَيْهَاتَ.....لَيُصْبِحُنَّ نَادِمِيْن	۴۹
آیت ۴۱ تا ۴۵. فَأَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ..... وَسُلْطَانٍ مُّبِيْنٍ	۵۰

عنوان		صفحہ نمبر
آیت ۴۶تا۵۰.	إِلَى فِرْعَوْنَ.....قَرَارٍ وَمَعِيْن	۵۱
آیت ۵۱تا۵۲.	يَا أَيُّهَا الرُّسُلُ .....فَاتَّقُونِ	۵۸
آیت ۵۳.۵۴.	فَتَقَطَّعُوا أَمْرَهُم.....حَتَّى حِيْن	۶۲
آیت ۵۵.۵۶	أَيَحْسَبُونَ أَنَّمَا..... بَل لَّا يَشْعُرُونَ	۶۳
آیت ۵۷ تا۶۲.	إِنَّ الَّذِيْنَ هُم .....وَهُمْ لَا يُظْلَمُون	۶۵
آیت ۶۳.	بَلْ قُلُوبُهُمْ فِيْ..... هُمْ لَهَا عَامِلُون	۶۹
آیت ۶۴تا۶۷.	حَتَّى إِذَا أَخَذْنَا.....سَامِراً تَهْجُرُون	۷۰
آیت ۶۸تا۷۵ .	أَفَلَمْ يَدَّبَّرُوا الْقَوْلَ.....يَعْمَهُوْن	۷۴
آیت ۷۶تا۸۳.	وَلَقَدْ أَخَذْنَاهُم.....إِلَّا أَسَاطِيْرُ الْأَوَّلِيْن	۷۷
آیت ۸۴تا۹۵.	قُل لِّمَنِ الْأَرْضُ .....لَقَادِرُوْنَ	۸۰
آیت ۹۶.	ادْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ ..... بِمَا يَصِفُوْن	۸۲
آیت ۹۷تا۹۸.	وَقُل رَّبِّ أَعُوْذُ بِكَ ..... أَن يَحْضُرُوْنِ	۸۴
آیت ۹۹تا۱۰۰.	حَتّٰى إِذَا جَاءَ أَحَدَهُم.....يَوْمِ يُبْعَثُوْن	۸۵
آیت ۱۰۱تا۱۰۳.	فَإِذَا نُفِخَ فِيْ الصُّوْر.....جَهَنَّمَ خَالِدُوْن	۸۹
آیت ۱۰۴تا۱۰۵	تَلْفَحُ وُجُوْهَهُم.....بِهَا تُكَذِّبُون	۹۲
آیت ۱۰۶.۱۰۷.	قَالُوْا رَبَّنَا غَلَبَت .....فَإِنَّا ظٰلِمُوْنَ	۹۵
آیت ۱۰۸تا۱۰۹.	قَالَ اخْسَؤُوا ..... وَأَنتَ خَيْرُ الرَّاحِمِيْنَ	۹۶
آیت ۱۱۰تا۱۱۴.	فَاتَّخَذْتُمُوْهُمْ .....كُنتُمْ تَعْلَمُوْنَ	۱۰۰
آیت ۱۱۵.۱۱۶.	أَفَحَسِبْتُمْ أَنَّمَا.....الْعَرْشِ الْكَرِيْم	۱۰۱

عنوان		صفحہ نمبر
آیت ۱۱۷.	مَن يَدْعُ مَعَ اللّٰهِ..... يُفْلِحُ الْكَافِرُوْن	۱۰۳
آیت ۱۱۸.	وَقُل رَّبِّ اغْفِرْ ..... خَيْرُ الرَّاحِمِيْنَ	۱۰۴
باب دوم:	سورۃ النور کا اردو ترجمہ اور علمی تحقیق	۱۰۵
فصل اول:	مقدمہ سورۃ النور کے روایات کی تحقیق	۱۰۵
فصل دوم:	سورۃ النور کے روایات کی تحقیق	۱۰۶
آیت ۱.	سُورَةٌ أَنزَلْنَاهَا ..... لَّعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ	۱۰۶
آیت ۲.	الزَّانِيَةُ وَالزَّانِي.....طَائِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِين	۱۰۷
آیت ۳.	اَلزَّانِي لَا يَنْكِحُ.....عِلَى الْمُؤْمِنِين	۱۱۱
آیت ۴.۵	وَالَّذِيْنَ يَرْمُونَ .....فَإِنَّ اللّٰهَ غَفُورٌ رَّحِيْمٌ	۱۱۹
آیت ۶.۱۰.	وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُم..... تَوَّابٌ حَكِيْم	۱۲۴
آیت ۱۱.	إِنَّ الَّذِيْنَ جَاؤُوا..... لَهُ عَذَابٌ عَظِيْم	۱۳۶
آیت ۱۲ تا ۱۴.	لَوْ لَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْه.....فِيْهِ عَذَابٌ عَظِيْم	۱۶۵
آیت ۱۵.	إِذْ تَلَقَّوْنَهٗ.....هُوَ عِنْدَاللّٰهِ عَظِيْم	۱۶۶
آیت ۱۶ تا ۱۸.	وَلَوْ لَآ اِذْسَمِعْتُمُوْه.....وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ	۱۶۸
آیت ۱۹ تا ۲۰.	إِنَّ الَّذِيْنَ يُحِبُّون.....رَؤُوفٌ رَحِيْم	۱۶۹
آیت ۲۱.	يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا.....وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْم	۱۷۰
آیت ۲۲.	وَلَا يَأْتَلِ أُوْلُوا الْفَضْلِ .....وَاللّٰهُ غَفُورٌ رَّحِيْم	۱۷۱
آیت ۲۳.	إِنَّ الَّذِيْنَ يَرْمُون.....وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْم	۱۷۴
آیت ۲۴.	يَّوْمَ تَشْهَدُ عَلَيْهِمْ اَلْسِنَتُهُمْ .....كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ	۱۷۶

عنوان	صفحہ نمبر
آیت ۲۵. يَوْمَئِذٍ يُوَفِّيهِمُ اللّٰهُ ..... هُوَ الْحَقُّ الْمُبِيْنُ	۱۷۸
آیت ۲۶. الْخَبِيْثَاتُ لِلْخَبِيْثِيْن.....وَرِزْقٌ كَرِيْمٌ	۱۷۹
آیت ۲۷تا۲۹. يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا.....وَمَا تَكْتُمُوْنَ	۱۸۶
آیت ۳۰. قُل لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا.....بِمَا يَصْنَعُوْن	۱۹۷
آیت ۳۱. وَقُل لِّلْمُؤْمِنِيْنَ .....لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْن	۲۰۱
آیت ۳۲. وَأَنكِحُوْا الْأَيَامَى.....وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ	۲۱۷
آیت ۳۳. وَلْيَسْتَعْفِفِ الَّذِيْنَ..... غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ	۲۱۹
آیت ۳۴. ۳۵. وَلَقَدْ أَنزَلْنَا إِلَيْكُم ..... بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ	۲۳۰
آیت ۳۶. فِيْ بُيُوتٍ أَذِنَ اللّٰه..... فِيْهَا بِالْغُدُوِّ وَالْآصَالِ	۲۴۱
آیت ۳۷. ۳۸. رِجَالٌ لَّا تُلْهِيْهِمْ .....بِغَيْرِ حِسَابٍ	۲۵۰
آیت ۳۹. ۴۰. وَالَّذِيْنَ كَفَرُوا أَعْمَالُهُم..... لَهُ مِن نُّورٍ	۲۵۴
آیت ۴۱. ۴۲. أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللّٰهَ يُسَبِّحُ.....وَإِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ	۲۵۷
آیت ۴۳. ۴۴. أَلَمْ تَرَ أَنَّ ..... لَّأُوْلِي الْأَبْصَارِ	۲۵۸
آیت ۴۵. ۴۶. وَاللّٰهُ خَلَقَ كُلَّ .....إِلَى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ	۲۶۰
آیت ۴۷تا۵۲. وَيَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِاللّٰه.....هُمُ الْفَآئِزُوْن	۲۶۱
آیت ۵۳. وَأَقْسَمُوا بِاللّٰه.....خَبِيْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ	۲۶۲
آیت ۵۴. قُلْ أَطِيْعُوا اللّٰه.....الْبَلَاغُ الْمُبِيْنُ	۲۶۳
آیت ۵۵تا۵۷. وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ.....وَلَبِئْسَ الْمَصِيْر	۲۶۵
آیت ۵۸. ۵۹. يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا.....عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ	۲۶۸

عنوان		صفحہ نمبر
آیت ۶۰.	وَالْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَاء.....سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ	۲۷۵
آیت ۶۱.	لَيْسَ عَلَى الْأَعْمَى.....لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُون	۲۷۸
آیت ۶۲.۶۳	إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِيْن .....عَذَابٌ أَلِيْم	۲۸۹
آیت ۶۴.	أَلَا إِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي.....بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ	۲۹۵
باب سوم: سورۃ الفرقان کا اردو ترجمہ اور علمی تحقیق		۲۹۶
فصل اول: مقدمہ سورۃ الفرقان کے روایات کی تحقیق		۲۹۶
فصل دوم: سورۃ الفرقان کے روایات کی تحقیق		۲۹۷
آیت ۱ تا ۱۱.	تَبَارَكَ الَّذِيْ نَزَّل .....بِالسَّاعَةِ سَعِيْرا	۲۹۷.۲۹۸
آیت ۱۲.	إِذَا رَأَتْهُم مِّن.....تَغَيُّظاً وَزَفِيْرا	۳۰۳
آیت ۱۳.۱۴	وَإِذَا أُلْقُوا مِنْهَا .....وَادْعُوا ثُبُوراً كَثِيْراً	۳۰۶
آیت ۱۵.۱۶	قُلْ أَذَلِكَ خَيْرٌ .....وَعْداً مَسْؤُولاً	۳۰۸
آیت ۱۷ تا ۱۹	يَوْمَ يَحْشُرُهُم.....عَذَاباً كَبِيْرا	۳۰۹
آیت ۲۰	وَما أَرْسَلْنَا .....وَكَانَ رَبُّكَ بَصِيْرا	۳۱۲
آیت ۲۱	وَقَالَ الَّذِيْنَ .....وَعَتَوْ عُتُوّاً كَبِيْراً	۳۱۳
آیت ۲۲	يَوْمَ يَرَوْنَ الْمَلَائِكَة ..... حِجْراً مَّحْجُورا	۳۱۴
آیت ۲۳	وَقَدِمْنَا إِلَى مَا ..... هَبَاء مَّنْثُوراً	۳۱۵
آیت ۲۴	أَصْحَابُ الْجَنَّة.....وَأَحْسَنُ مَقِيْلًا	۳۱۸
آیت ۲۵.۲۶	وَيَوْمَ تَشَقَّقُ السَّمَاء.....الْكَافِرِيْنَ عَسِيْراً	۳۲۰
آیت ۳۱	وَيَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِم.....هَادِيَاً وَنَصِيْراً	۳۲۲

عنوان	صفحہ نمبر
آیت ۳۲.۳۳ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوا.....وَّأَحْسَنَ تَفْسِيْراً	۳۲۸
آیت ۳۴تا۳۸ الَّذِيْنَ يُحْشَرُوْنَ .....بَيْنَ ذٰلِكَ كَثِيْراً	۳۳۱
آیت ۳۹تا۴۲ وَكُلّاً ضَرَبْنَا لَهُ الْأَمْثَال.....أَضَلُّ سَبِيْلا	۳۳۷
آیت ۴۳.۴۴ أَرَأَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ .....هُمْ أَضَلُّ سَبِيْلاً	۳۳۸
آیت ۴۵تا۴۷ أَلَمْ تَرَ إِلَى رَبِّكَ.....وَجَعَلَ النَّهَارَ نُشُورا	۳۴۰
آیت ۴۸.۴۹ وَهُوَ الَّذِيْ أَرْسَل .....وَأَنَاسِيَّ كَثِيْرا	۳۴۳
آیت ۵۰تا۵۲ وَلَقَدْ صَرَّفْنَاه.....جِهَاداً كَبِيْراً	۳۴۴
آیت ۵۳ وَهُوَ الَّذِيْ مَرَجَ .....وَحِجْراً مَّحْجُورا	۳۴۶
آیت ۵۴ وَهُوَ الَّذِيْ خَلَقَ.....وَكَانَ رَبُّكَ قَدِيْرا	۳۴۸
آیت ۵۵ وَيَعْبُدُوْنَ مِن دُوْنِ اللّٰه .....رَبِّهِ ظَهِيْراً	۳۴۹
آیت ۵۶تا۵۸ وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا.....عِبَادِهِ خَبِيْراً	۳۵۰
آیت ۵۹تا۶۰ الَّذِيْ خَلَقَ .....وَزَادَهُمْ نُفُورا	۳۵۱
آیت ۶۱ تَبَارَكَ الَّذِيْ..... وَقَمَراً مُّنِيْراً	۳۵۲
آیت ۶۲ وَهُوَ الَّذِيْ جَعَلَ.....أَوْ أَرَادَ شُكُوراً	۳۵۳
آیت ۶۳تا۶۷ وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ .....بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَاما	۳۵۵
آیت ۶۸تا۷۱ وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ .....يَتُوبُ إِلَى اللّٰهِ مَتَاباً	۳۶۲
آیت ۷۲تا۷۴ وَالَّذِيْنَ لَا يَشْهَدُوْنَ..... لِلْمُتَّقِيْنَ إِمَاما	۳۷۳
آیت ۷۵تا۷۶ أُولٰئِكَ يُجْزَوْنَ.....مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامَا	۳۷۸
باب چہارم: سورۃ الشعراء کا اردو ترجمہ اور علمی تحقیق	۳۸۳

عنوان		صفحہ نمبر
فصل اول: مقدمہ سورۃ الشعراء کے روایات کی تحقیق		۳۸۳
فصل دوم: سورۃ الشعراء کے روایات کی تحقیق		۳۸۴
آیت ۱ تا ۹	طسّم ..... لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ	۳۸۴
آیت ۱۰ تا ۵۱	وَإِذْ نَادَى رَبُّكَ ..... أَوَّلَ الْمُؤْمِنِيْنَ	۳۸۷
آیت ۵۲ تا ۶۲	وَأَوْحَيْنَا إِلَى مُوسَىٰ ..... سَيَهْدِيْن	۳۹۲
آیت ۶۳ تا ۶۸	فَأَوْحَيْنَا إِلَى مُوسَىٰ ..... لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْم	۴۰۰
آیت ۶۹ تا ۸۵	وَاتْلُ عَلَيْهِم ..... وَرَثَةِ جَنَّةِ النَّعِيْم	۴۱۰
آیت ۸۶ تا ۸۸	وَاغْفِرْ لِأَبِي ..... لايَنفَعُ مَالٌ وَلَا بَنُون	۴۱۲
آیت ۸۹ تا ۹۳	اِلا مَنْ اَتَى اللّٰه ..... أَوْ يَنتَصِرُون	۴۱۴
آیت ۹۴ تا ۹۸	فَكُبْكِبُوا فِيْهَا ..... بِرَبِّ الْعَالَمِيْن	۴۱۵
آیت ۹۹ تا ۱۰۴	وَمَا أَضَلَّنَا ..... لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ	۴۱۷
آیت ۱۰۵ تا ۱۲۲	كَذَّبَتْ قَوْمُ نُوحٍ ..... الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ	۴۱۸
آیت ۱۲۳ تا ۱۴۰	كَذَّبَتْ عَاد ..... الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ	۴۲۱
آیت ۱۴۱ تا ۱۵۹	كَذَّبَتْ ثَمُود ..... الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ	۴۲۴
آیت ۱۶۰ تا ۱۷۵	كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوط ..... الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ	۴۲۹
آیت ۱۷۶ تا ۱۹۱	كَذَّبَ أَصْحَابُ ..... الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ	۴۳۱
آیت ۱۹۱ تا ۲۱۳	وَإِنَّهُ لَتَنزِيْلُ رَب ..... مِنَ الْمُعَذَّبِيْن	۴۳۶
آیت ۲۱۴	وَأَنذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْأَقْرَبِيْن	۴۴۱
آیت ۲۱۵ تا ۲۲۰	وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ ..... هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْم	۴۵۰

عنوان		صفحہ نمبر
آیت ۲۲۱ تا ۲۲۳	هَلْ أُنَبِّئُكُم..... أَكْثَرُهُمْ كَاذِبُون	۴۵۴
آیت ۲۲۴ تا ۲۲۷	وَالشُّعَرَاء..... أَيَّ مُنقَلَبٍ يَنقَلِبُونَ	۴۵۵
باب پنجم: سورۃ النمل کا اردو ترجمہ اور علمی تحقیق		۴۶۷
فصل اول: نزولِ سورۃ النمل کے روایات کی تخریج		۴۶۷
فصل دوم: سورۃ النمل کے روایات کی تحقیق		۴۶۷
آیت ۱ تا ۶	طٰسٓ تِلْك..... لَّدُنْ حَكِيمٍ عَلِيمٍ	۴۶۷
آیت ۷ تا ۹	إِذْ قَالَ مُوسَىٰ..... أَنَا اللّٰهُ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ	۴۶۸
آیت ۱۰ تا ۱۴	وَأَلْقِ عَصَاكَ فَلَمَّا ..... كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِين	۴۷۰
آیت ۱۵	وَلَقَدْ آتَيْنَا دَاوُود..... مِّنْ عِبَادِهِ الْمُؤْمِنِينَ	۴۷۳
آیت ۱۶	وَوَرِثَ سُلَيْمَان..... لَهُوَ الْفَضْلُ الْمُبِينُ	۴۷۴
آیت ۱۷	وَحُشِرَ لِسُلَيْمٰن..... فَهُمْ يُوزَعُون	۴۷۷
آیت ۱۸، ۱۹	حَتَّىٰ إِذَا أَتَوْا..... عِبَادِكَ الصَّالِحِينَ	۴۷۹
آیت ۲۰ تا ۱۳	وَتَفَقَّدَ الطَّيْر..... وَأْتُونِي مُسْلِمِينَ	۴۸۱
آیت ۳۲ تا ۴۴	قَالَتْ يَا أَيُّهَا الْمَلَأُ ..... رَبِّ الْعَالَمِين	۴۹۴
آیت ۴۵ تا ۵۸	وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا ..... مَطَرُ الْمُنذَرِين	۵۱۴
آیت ۵۹	قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰه..... أَمَّا يُشْرِكُون	۵۱۷
آیت ۶۰، ۶۱	أَمَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ..... أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ	۵۱۸
آیت ۶۲ تا ۶۴	أَمَّن يُجِيبُ الْمُضْطَر..... إِن كُنتُمْ صَادِقِين	۵۱۹
آیت ۶۵	قُلْ لَا يَعْلَم..... أَيَّانَ يُبْعَثُون	۵۲۲

عنوان	صفحہ نمبر
آیت ۶۶تا۷۵ بَلِ ادّٰرَكَ..... إِلَّا فِیْ كِتَابٍ مُّبِیْنٍ	۵۲۴
آیت ۷۶تا۷۹ إِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ.....إِنَّكَ عَلَى الْحَقِّ الْمُبِیْن	۵۲۷
آیت ۸۱تا ۸۲ إِنَّكَ لَا تُسْمِعُ.....كَانُوْا بِاٰیٰتِنَا لَا یُوْقِنُوْنَ	۵۲۸
آیت ۸۳تا۸۶وَیَوْمَ نَحْشُرُ..... لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْن	۵۳۹
آیت ۸۷ یَوْمَ یُنْفَخُ.....وَكُلٌّ اَتَوْهُ دٰخِرِیْن	۵۴۰
آیت ۸۸ وَتَرَى الْجِبَالَ.....خَبِیْرٌ بِمَا تَفْعَلُوْن	۵۴۱
آیت ۸۹.۹۰ مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ ..... مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْن	۵۴۲
آیت ۹۱.۹۳ اِنَّمَآ اُمِرْتُ.....بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْن	۵۴۵
باب ششم: سورۃ القصص کا اردو ترجمہ اور علمی تحقیق	۵۴۷
فصل اول: نزولِ سورۃ القصص کے روایات کی تحقیق	۵۴۷
فصل دوم: سورۃ القصص کے روایات کی تحقیق	۵۴۷
آیت ۱تا۴ طٰسٓمٓ.....إِنَّهُ كَانَ مِنَ الْمُفْسِدِیْنَ	۵۴۷
آیت ۵.۶ وَنُرِیْدُ أَن نَّمُنَّ..... كَانُوا یَحْذَرُونَ	۵۵۱
آیت ۷.۸ وَأَوْحَیْنَا إِلَى أُمِّ ..... كَانُوا خَاطِئِیْن	۵۵۲
آیت ۹ وَقَالَتِ امْرَاَتُ..... وَّهُمْ لَا یَشْعُرُوْن	۵۵۳
آیت ۱۰ وَأَصْبَحَ فُؤَادُ ..... لِتَكُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْن	۵۵۰
آیت ۱۱ وَقَالَتْ لِأُخْتِهِ..... وَهُمْ لَا یَشْعُرُونَ	۵۵۶
آیت ۱۲.۱۳ وَحَرَّمْنَا عَلَیْهِ..... اَكْثَرَهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ	۵۵۷
آیت ۱۴ وَلَمَّا بَلَغَ اَشُدَّه..... نَجْزِی الْمُحْسِنِیْن	۵۵۹

عنوان		صفحہ نمبر
آیت ۱۵	وَدَخَلَ الْمَدِيْنَةَ ..... إِنَّهُ عَدُوٌّ مُّضِلٌّ مُّبِيْنٌ	۵۶۰
آیت ۱۶.۱۷	قَالَ رَبِّ اِنِّی..... ظَهِيْرًا لِّلْمُجْرِمِيْنَ	۵۶۲
آیت ۱۸.۱۹	فَأَصْبَحَ فِی الْمَدِيْنَة.....أَن تَكُونَ مِنَ الْمُصْلِحِيْن	۵۶۴
آیت ۲۰.۲۱	وَجَاءَ رَجُلٌ مِّن..... مِنَ الْقَوْمِ الظَّالِمِيْن	۵۶۶
آیت ۲۲	وَلَمَّا تَوَجَّهَ.....سَوَآءَ السَّبِيْل	۵۶۸
آیت ۲۳تا۲۸	وَلَمَّا وَرَدَ مَاءَ.....عَلَى مَا نَقُولُ وَكِيْل	۵۶۹
آیت ۲۹	فَلَمَّا قَضٰى مُوْسَى.....لَعَلَّكُمْ تَصْطَلُوْن	۵۸۱
آیت ۳۰	فَلَمَّا أَتَاهَا .....أَنَا اللّٰهُ رَبُّ الْعَالَمِيْنَ	۵۸۳
آیت ۳۱تا۳۷	وَأَنْ أَلْقِ عَصَاكَ .....لَا يُفْلِحُ الظَّالِمُون	۵۸۵
آیت ۳۸.۳۹	وَقَالَ فِرْعَوْن.....اِلَيْنَا لَا يُرْجَعُوْن	۵۸۸
آیت ۴۰تا۴۲	فَأَخَذْنَاهُ ..... مِّنَ الْمَقْبُوحِيْنَ	۵۹۰
آیت ۴۳تا۴۵	وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى.....لَكِنَّا كُنَّا مُرْسِلِيْنَ	۵۹۱
آیت ۴۶	وَمَا كُنْتَ بِجَانِبِ .....لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ	۵۹۲
آیت ۴۷تا۵۰	وَلَوْلَا أَن تُصِيْبَهُم ..... الْقَوْمَ الظَّالِمِيْنَ	۵۹۵
آیت ۵۱تا۵۵	وَلَقَدْ وَصَّلْنَا.....ا نَبْتَغِی الْجٰهِلِيْنَ	۵۹۸
آیت ۵۶	اِنَّكَ لَا تَهْدِی.....وَهُوَاَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ	۶۰۷
آیت ۵۷تا۶۰	وَقَالُوا إِن نَّتَّبِعِ ..... أَفَلَا تَعْقِلُونَ	۶۱۱
آیت ۶۱	اَفَمَنْ وَّعَدْنٰهُ.....مِنَ الْمُحْضَرِيْن	۶۱۳
آیت ۶۲تا۶۷	وَيَوْمَ يُنَادِيْهِم ..... يَّكُوْنَ مِنَ الْمُصْلِحِيْن	۶۱۶

عنوان	صفحہ نمبر
آیت ۶۸تا۷۰ وَرَبُّكَ يَخْلُقُ مَا يَشَاء .....وَإِلَيْهِ تُرْجَعُون	۶۱۷
آیت ۷۱تا۷۵ قُلْ أَرَأَيْتُم .....مَّا كَانُوا يَفْتَرُونَ	۶۱۸
آیت ۷۶ تا۸۲ إِنَّ قَارُونَ كَانَ.....لَا يُفْلِحُ الْكَافِرُونَ	۶۲۰
آیت ۸۳تا۸۴ تِلْكَ الدَّارُ الْآخِرَة.....ا مَا كَانُوا يَعْمَلُون	۶۳۲
آیت ۸۵تا۸۷ إِنَّ الَّذِيْ فَرَض.....مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ	۶۳۴
آیت ۸۸ وَلَا تَدْعُ مَعَ اللهِ.....وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ	۶۳۷
باب ہفتم: سورۃ العنکبوت کا اردو ترجمہ اور علمی تحقیق	۶۳۹
فصل اول: مقدمۃ سورۃ العنکبوت کے روایات کی تحقیق	۶۳۹
فصل دوم: سورۃ العنکبوت کے روایات کی تحقیق	۶۳۹
آیت ۱تا۳ الٓمٓ.....وَلَيَعْلَمَنَّ الْكٰذِبِيْن	۶۳۹
آیت ۴ اَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ.....سَآءَ مَا يَحْكُمُوْن	۶۴۳
آیت ۵تا۹ مَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآء..... فِي الصّٰلِحِيْن	۶۴۴
آیت ۱۰تا۱۱ وَمِنَ النَّاسِ .....وَلْيَعْلَمَنّ الْمُنٰفِقِيْنَ	۶۴۵
آیت ۱۲تا۱۳ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا..... كَانُوْا يَفْتَرُوْن	۶۴۷
آیت ۱۴تا۱۵ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا.....ايَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ	۶۵۰
آیت ۱۶تا۲۷ وَإِبْرَاهِيْمَ إِذْ قَال.....ِ لَمِنَ الصَّالِحِيْن	۶۵۳
آیت ۲۸تا۳۵ وَلُوطاً إِذْ .....بَيِّنَةً لِّقَوْمٍ يَعْقِلُون	۶۵۸
آیت ۳۶تا۴۰ وَإِلٰى مَدْيَن ..... أَنفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ	۶۶۳
آیت ۴۱تا۴۲ مَثَلُ الَّذِيْنَ .....وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ	۶۶۴

عنوان	صفحہ نمبر
آیت ۴۳تا۴۵ وَتِلْكَ الْأَمْثَال..... يَعْلَمُ مَا تَصْنَعُونَ	۶۶۶
آیت ۴۶تا۴۷ وَلَا تُجَادِلُوا أَهْل.....إِلَّا الْكَافِرُون	۶۷۳
آیت ۴۸تا۵۰ وَمَا كُنتَ تَتْلُو.....أَنَا نَذِيرٌ مُّبِينٌ	۶۷۷
آیت ۵۱تا۵۲ أَوَلَمْ يَكْفِهِم..... هُمُ الْخَاسِرُون	۶۷۸
آیت ۵۳تا۵۵ وَيَسْتَعْجِلُونَكَ.....ذُوقُوا مَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ	۶۸۲
آیت ۵۶ يَا عِبَادِيَ الَّذِين.....فَإِيَّايَ فَاعْبُدُون	۶۸۳
آیت ۵۷تا۵۹ كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ.....رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْن	۶۸۴
آیت ۶۰تا۶۳ وَكَأَيِّنْ مِّنْ دَآبَّة.....اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْن	۶۸۵
آیت ۶۴تا۶۶ وَمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ .....فَسَوْفَ يَعْلَمُوْن	۶۸۶
آیت ۶۷تا۶۹ أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّا.....إِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْن	۶۸۸
باب ہشتم: سورۃ الروم کا اردو ترجمہ اور علمی تحقیق	۶۸۹
فصل اول: مقدمۃ سورۃ الروم کے روایات کی تحقیق	۶۸۹
فصل دوم: سورۃ الروم کے روایات کی تحقیق	۶۹۰
آیت ۱تا۶ الٓمّٓ .....وَلٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْن	۶۹۰
آیت ۷تا۱۳ يَعْلَمُونَ ظَاهِرا.....بِشُرَكَائِهِمْ كَافِرِيْن	۶۹۹
آیت ۱۴تا۱۶ وَيَوْمَ تَقُومُ السَّاعَة..... فِيْ الْعَذَابِ مُحْضَرُوْن	۷۰۲
آیت ۱۷تا۱۹ فَسُبْحٰنَ اللّٰه .....وَكَذٰلِكَ تُخْرَجُوْنَ	۷۰۶
آیت ۲۰تا۲۶ وَمِنْ اٰيٰتِهٖ .....كُلٌّ لَّهٗ قَانِتُوْن	۷۰۹
آیت ۲۷ وَهُوَ الَّذِيْ يَبْدَا .....وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ	۷۱۱

عنوان	صفحہ نمبر
آیت ۲۸. ۲۹ ضَرَبَ لَكُم مَّثَلا.....وَمَا لَهُم مِّن نَّاصِرِين	۷۱۲
آیت ۳۰ فَأَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّينِ .....أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ	۷۱۳
آیت ۳۱ تا ۳۵ مُنِيْبِيْنَ إِلَيْه .....كَانُوا بِهِ يُشْرِكُوْن	۷۱۶
آیت ۳۶ تا ۴۰ وَإِذَا أَذَقْنَا النَّاسَ.....عَمَّا يُشْرِكُوْنَ	۷۱۷
آیت ۴۱ تا ۴۲ ظَهَرَ الْفَسَادُ فِيْ الْبَرِّ.....أَكْثَرُهُمْ مُّشْرِكِيْنَ	۷۲۰
آیت ۴۳ تا ۴۶ فَأَقِمْ وَجْهَكَ.....وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ	۷۲۲
آیت ۴۷ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا.....نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْن	۷۲۳
آیت ۴۸ تا ۵۱ اللّٰهُ الَّذِيْ.....مِن بَعْدِهِ يَكْفُرُون	۷۲۴
آیت ۵۲ تا ۵۳ فَإِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتَى..... فَهُم مُّسْلِمُوْنَ	۷۲۵
آیت ۵۴ اللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَكُم .....وَهُوَ الْعَلِيْمُ الْقَدِيْرُ	۷۲۷
آیت ۵۵ تا ۶۰ وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ.....الَّذِيْنَ لَا يُوْقِنُوْن	۷۲۹
باب نہم: سورۃ لقمان کا اردو ترجمہ اور علمی تحقیق	۷۳۱
فصل اول: فضائل سورۃ لقمان کے روایات کی تحقیق	۷۳۱
فصل دوم: سورۃ لقمان کے روایات کی تحقیق	۷۳۱
آیت ۱ تا ۶ الٓمٓ.....لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ	۷۳۱
آیت ۷ وَإِذَا تُتْلَى عَلَيْهِ .....فَبَشِّرْهُ بِعَذَابٍ أَلِيْمٍ	۷۳۹
آیت ۸ تا ۱۱ إِنَّ الَّذِيْنَ آمَنُوا .....فِيْ ضَلَالٍ مُّبِيْن	۷۴۰
آیت ۱۲ تا ۱۳ وَلَقَدْ آتَيْنَا لُقْمَان.....لَظُلْمٌ عَظِيْم	۷۴۱
آیت ۱۴ تا ۱۹ وَوَصَّيْنَا الْإِنسَان.....لَصَوْتُ الْحَمِيْر	۷۶۲

عنوان		صفحہ نمبر
آیت ۲۰تا۲۶	أَلَمْ تَرَوْا.....هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْد	۷۷۰
آیت ۲۷	وَلَوْ أَنَّمَا فِي الْأَرْض..... إِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ	۷۷۲
آیت ۲۸تا۳۳	مَّا خَلْقُكُمْ وَلَا بَعْثُكُم.....بِاللّٰهِ الْغَرُورُ	۷۷۵
آیت ۳۴	إِنَّ اللّٰهَ عِندَه.....إِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ	۷۷۸
باب دهم: سورۃ السجدہ کا اردو ترجمہ اور علمی تحقیق		۷۸۴
فصل اول: فضائلِ سورۃ السجدہ کے روایات کی تحقیق		۷۸۴
فصل دوم: سورۃ السجدہ کے روایات کی تحقیق		۷۹۰
آیت ۱تا۶	آلم.....وَالشَّهَادَةِ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ	۷۹۰
آیت ۷تا۱۰	الَّذِيْ أَحْسَنَ كُلَّ شَيْءٍ ..... رَبِّهِمْ كَافِرُوْنَ	۷۹۳
آیت ۱۱	قُلْ يَتَوَفَّاكُم مَّلَكُ..... تُرْجَعُوْنَ	۷۹۶
آیت ۱۲تا۱۵	وَلَوْ تَرَى إِذِ الْمُجْرِمُوْن.....لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ	۸۰۱
آیت ۱۶	تَتَجَافَى جُنُوبُهُم.....هُمْ يُنفِقُوْنَ	۸۰۲
آیت ۱۷	فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ..... بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْن	۸۰۹
آیت ۱۸تا۲۰	أَفَمَنْ كَانَ مُؤْمِناً ..... بِهِ تُكَذِّبُوْن	۸۱۶
آیت ۲۱	وَلَنُذِيْقَنَّهُم.....لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْن	۸۱۷
آیت ۲۲تا۲۶	وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ ..... أَفَلَا يَسْمَعُوْنَ	۸۲۰
آیت ۲۷	أَوَلَمْ يَرَوْا.....أَفَلَا يُبْصِرُوْن	۸۲۲
آیت ۲۸تا۳۰	وَيَقُوْلُوْنَ مَتَى.....إِنَّهُمْ مُّنتَظِرُوْنَ	۸۲۳
نتائجِ تحقیق		۸۲۵

عنوان	صفحہ نمبر
سفارشات	۸۲۷
علمی فہارس	۸۲۸
قرآنی آیات کی فہرست	۸۲۸
صحیح احادیث کی فہرست	۸۳۵
ضعیف احادیث کی فہرست	۸۴۲
موضوع احادیث کی فہرست	۸۴۵
عربی اشعارکی فہرست	۸۴۶
بلدان وابحار کی فہرست	۸۴۸
اعلام کی فہرست	۸۵۰
مصادر ومراجع	۸۷۳

مقدمہ

الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ، اما بعد

قرآن کریم نبی آخر الزمان ﷺ پر نازل ہونے والی ساری انسانیت کے لئے آخری کتابِ ہدایت اور سرچشمہ دین ہے۔قیامت تک آنے والے تمام مسائل کا حل اور دنیاوآخرت کی کامیابی کا راز اس پر عمل کرنے میں پنہاں ہے۔یہ ایک بدیہی امر ہے کہ قرآن کی اطاعت اور پیروی اس کے فہم وتدبر کے بعد ہی ممکن ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس کتاب کو ہدایت اور رحمت قراردیا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے: هٰذَا بَصَآئِرُ لِلنَّاسِ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّقَوْمٍ يُوْقِنُوْنَ(۱) ''یہ بصیرت کی روشنیاں ہیں سب کے لئے اور ہدایت اور رحمت ان لوگوں کے لئے جو یقین لائیں۔''اللہ تعالیٰ نے اس میں غور وفکر کرنے کی دعوت دی ہے۔﴿كِتَابٌ أَنزَلْنَاهُ إِلَيْكَ مُبَارَكٌ لِّيَدَّبَّرُوا اٰيٰتِهٖ (۲)﴾''(یہ) کتاب جو ہم نے تم پر نازل کی ہے،بابرکت ہے تاکہ لوگ اس کی آیتوں میں غور کریں''۔ اور﴿أَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ الْقُرْآنَ أَمْ عَلَى قُلُوبٍ أَقْفَالُهَا (۳)﴾.''بھلا یہ لوگ قرآن میں غور نہیں کرتے یا (ان کے)دلوں پر تالے لگے ہیں''۔ اور اسی کو تفسیر کہا جاتا ہے۔

تفسیر کے لغوی معنی کشف واظہار کے ہیں۔جب کہ اصطلاح میں اس سے مُراد وہ علم ہے جس میں الفاظِ قرآن کی ادائیگی کے طریقے،اُن کے مفہوم،اُن کے افرادی اورترکیبی احکام اوراُن معانی سے بحث کی جاتی ہے جو اُن الفاظ سے ترکیبی حالت میں مراد لئے جاتے ہیں ،نیزاُن معانی کا تکملہ،ناسخ ومنسوخ،شانِ نزول اورمبہم قصوں کی توضیح کی شکل میں بیان کیا جاتا ہے۔(۴)اس علم کے ماہرین کو مفسرین کہا جاتاہے۔ظہورِاسلام سے ہی اس علم کی ابتداء ہوئی ۔سب سے پہلے مفسر آپ ﷺ کی ذاتِ گرامی ہی تھی اور آپ ﷺ کی رہنمائی براہِ راست اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعے سے کی۔صحابہ کرامؓ کو اہلِ زبان ہونے کے باوجود جس آیت میں ابہام ہوتا ، تو آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوکر پوچھتے اور آپ ﷺ اس کی توضیح وتشریح فرماتے۔

---

(۱) القرآن الکریم ، جاثیہ، ۲۰ (۲) القرآن الکریم ، ص،۲۹

(۳) القرآن الکریم، محمد،۲۴ (۴) آلوسی،روح المعانی،۱:۴

پھر صحابہ کرامؓ کے دور میں دس صحابہ نے فنِ تفسیر میں مہارت حاصل کی۔جن میں تین افراد عبداللہ بن عباسؓ(۱)، ابی بن کعبؓ(۲)اور عبداللہ بن مسعودؓ(۳)بہت مشہور ہوئے۔انہوں نے تفسیر کے باقاعدہ مدارس قائم کئے تھے۔ ان حضرات کے شاگردوں نے اس علم کے لیے گرانقدر خدمات انجام دیں۔ اس کے قوانین مرتب کیے،تفسیری روایات کو حفظ کرنے کی طرف توجہ دلائی اور تفسیر کو دو اقسام(تفسیر بالماثور اور تفسیر بالرأی) میں تقسیم کیا۔

بنو اُمیہ کے آخری اور بنو عباس کے ابتدائی دور میں علمِ تفسیر نے خوب پروان چڑی۔ اس دور میں مستقل تفاسیر وجود میں آئیں۔جن میں علمِ تفسیر سے متعلق علوم(قراء ت،اسباب نزول،ناسخ ومنسوخ وغیرہ)کو بھی ذکر کیا گیا۔اس دور میں تفسیر بالرأی کو کم اور تفسیر بالماثور پر زیادہ توجہ دی گئی۔مشہور ماثور تفاسیر میں سے ایک الدر المنثور فی التفسیر الماثور بھی ہے۔جس کے مصنف امام جلا ل الدین السیوطیؒ ،نویں صدی ہجری کے ایک بلند پایہ عالم تھے۔جس کے تصانیف کی تعداد پانچ سو (۵۰۰) سے زائد ہے۔

تفسیر الدر المنثور کی جامعیت مسلم ہے ۔ امام صاحبؒ نے اس کتاب میں صحاحِ ستہ سمیت مسند احمد، ابن جریر ، ابن ابی حاتم ،عبد بن حُمید اور ابن ابی الدنیا سے اخذ کر کے تفسیری روایات کا ایک

---

(۱) عبداللہ بن عباسؓ بن عبدالمطلب ،قریشی،ہاشمی ۳ ھ کو پیداہوئے ،رسول اللہﷺ کے چچا زاد بھائی جلیل القدر صحابی تھے ۔حبر الأمہ اور ترجمان القرآن جیسے القابات سے نوازے گئے، طائف میں سکونت پذیر تھے اور وہیں [۶۸ھ] کو وفات پاگئے تھے۔[احمد بن علی بن حجر العسقلانی ،تھذیب التھذیب،دارالفکر،بیروت،طبع اول(۱۴۰۴ھ)۵:۲۴۷،رقم(۴۷۴)]

(۲) اُبی بن کعب بن قیس بن عبید نجاری ، خزرجی انصاری ابو المنذر قبولِ اسلام سے قبل یہود کے احبار میں سے تھے۔کتب سابقہ پر گہری نظر تھی۔کاتبین وحی میں سے تھے۔غزوہِ بدر، اُحد ، خندق اور دوسرے غزوات میں شریک رہے۔جنگ جابیہ میں سیدنا عمرؓ کے ہم رکاب تھے۔ بیت المقدس والوں کے لئے صلح نامہ آپؓ ہی نے تحریر کیا تھا۔آپؓ کی مرویات(۱۶۴)ہیں۔مدینہ منورہ میں۲۱ھ کو وفات پاگئے۔[ابن الجوزی،عبدالرحمٰن بن علی،صفۃ الصفوۃ،دارالعلم،بیروت،(۱۹۸۵ء)،۱:۱۸۸۔۔زرکلی ،خیرالدین ،الاعلام،دارالعلم للملا بین،بیروت، ۱: ۸۲]

(۳) عبداللہ بن مسعود بن غافل بن حبیب الھذلی، ابو عبدالرحمٰن ، خادم الرسولﷺ ، صاحب النعلین ، آپ سابقین اولین میں سے تھے ۔ بدریین کی فضیلت بھی آپ کو حاصل ہے۔کوفہ میں علم شریعت کو پھیلانے کا شرف بھی آپ کو حاصل ہے۔۳۲ ھ کو کوفہ میں وفات پائے تھے۔[ابن سعد ،محمد بن سعد بن منیع ، الطبقات الکبریٰ ، دارصادر ،بیروت، (بدون تاریخ)،۳:۱۵۰]

بڑا ذخیرہ جمع کیا۔ مگر کچھ ایسے مصادر جو ضعیف اور موضوع روایات پر مشتمل ہیں اُن سے بھی استفادہ کیا ہے جس کی وجہ سے اس تفسیر میں ضعیف اور موضوع روایات جمع ہوگئی ہیں جو اس تفسیر کے علمی رُتبے کے کمی کا باعث ثابت ہوئے ہیں اور اس تفسیر کو زیادہ پزیرائی سے مانع قرار پائے ہیں۔

عبد الرزاق المہدی نے اس تفسیر پر تخریجِ احادیث کا کچھ کام کیا ہے 'جو مکمل نہیں ہے آپ کی تخریج صرف صحاح ستہ سمیت چند کتب تک محدود ہے 'ادارہ ضیاء المصنفین بھیرہ شریف کے زیر نگرانی بھی اس تفسیر پر مختصر تحقیقی کام ہوا ہے' جو ایک مکمل تحقیقی کام نہیں ہے ۔

انسٹیٹیوٹ آف اسلامک اینڈ اریبک سٹڈیز پشاور یونیورسٹی کے اساتذہ کرام کی خواہش تھی کہ اس تفسیر پر ایک ایسے تحقیقی کام اہتمام کیا جائے جس میں مذکورہ بالا تمام کوتاہیوں کو دور کیا گیا ہو تا کہ ایک طرف اس میں ضعیف وموضوع روایات کی نشاندہی ہو سکے اور دوسری طرف اس تفسیر کو علمی رتبہ بھی حاصل ہو جائے۔ اسی طرح اس تحقیقی کام میں اگر تفسیر کا آسان، سلیس، بامحاورہ اور محقق اُردو ترجمہ بھی ہوجائے تو یہ کتاب زیادہ مفید اور عام فہم بن جائے گی۔

چونکہ تفسیر الدر المنثور ایک ضخیم تفسیر ہے ایک محقق کے لئے تنہا اس پورے تفسیر پر تحقیق کرنا انتہائی مشکل ہے لھذا مجھے پی ایچ۔ ڈی کے تحقیقی مقالہ کے لئے (سورہ المؤمنون سے سورۃ السجدۃ) کا حصہ دیا گیا۔امید ہے کہ اس کوشش سے عوام وخواص دونوں مستفید ہوں گے۔

منہج تحقیق: (Methodology of Research)

اس تحقیق میں میرے سامنے تفسیر الدر المنثور کا جو نسخہ ہے وہ دار الکتب العلمیہ، بیروت، لبنان نے ۱۳ صفر ۱۴۱۱ھ/۲۴ جولائی ۱۹۹۰ء کو شائع کیا ہے، جو چھ جلدوں پر مشتمل ہے۔

اس تحقیقی کام کو دس ابواب میں تقسیم کیا گیا ہے اور ہر باب دو دو فصول پر مشتمل ہے۔پہلے باب میں سورۃ المومنون کے فضائل اور روایات کی تحقیق کی گئی ہے اس کے بعد ہر سورت کو باب کی صورت میں ظاہر کیا گیاہے اور اس کے متعلق علمی تحقیق کی گئی ہے۔

انداز یہ اختیار کیا گیا ہے کہ ہر فصل میں متعلقہ سورت کے بارے میں علامہ السیوطیؒ نے جو فضائل ذکر کئے ہیں اُن روایات کی تحقیق کی گئی ہے اور اگر علامہ السیوطیؒ نے کسی سورت کا مقدمہ ذکر کیا ہے تو اُس مقدمہ کی بھی تحقیق کی گئی ہے ۔دوسری فصل چونکہ متعلقہ سورت کے روایات کی تحقیق پر مشتمل ہے لھذاان کے تمام ضروری مباحث پرسیرحاصل علمی بحث کی گئی ہے جو عموما رواۃ ،اعلام ،بلدان، اشعاراور روایات پر حکم لگانے پر مشتمل ہے۔

متن قرآن کا ترجمہ فتح محمد جالندھریؒ کے ترجمہِ قرآن کا نقل شدہ ہے۔ آیت کی تفسیر میں جلال الدین السیوطیؒ نے جو روایات نقل کی ہیں ان کا سلیس اور محقق اردو ترجمہ درج کیا گیا ہے۔

ہر صفحہ پر موجود روایات، پہلی بار آنے والے اعلام،اماکن اوردوسری ضروری وضاحتوں کے لئے (۱)، (۲)، (۳)۔۔۔ کے نمبر دیے گئے ہیں۔

متن میں ۱، ۲، ۳۔۔۔ کے جو نمبر دیئے گئے ہیں، حاشیہ میں ان کے ذیل میں روایات اعلام،اماکن، اور دیگر تشریحی کلمات متعلقہ کتب کے حوالے سے بیان کئے گئے ہیں۔جہاں پر کسی فقہی مسئلے کا استنباط ہوتا ہے، حاشیہ میں اس کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔اس کے علاوہ السیوطی نے جو باطل اسرائیلی روایات نقل کی ہیں حاشیہ میں ان کی بھی نشاندہی کی گئی ہے۔

جن روایات کی تخریج کافی کوشش کے باوجود بھی دستیاب نہ ہوسکی، انہیں حاشیہ میں ''روایت نہیں ملی یا شخصیت متعین نہ ہوسکی'' سے ظاہر کیا گیا ہے۔

حاشیہ میں جن رموز کا استعمال کیا گیا ہے ان کی وضاحت کچھ یوں ہے:

ج سے مراد جلد،ص سے مراد صفحہ،ط سے مراد طبع، ء سے مراد سنِ عیسوی، ھ سے مراد سنِ ھجری، ق۔ھ سے مراد قبل از ھجری اورس۔ن سے مراد سن ِاشاعت نامعلوم ہیں۔

آخر میں تحقیقی کاوش سے اخذ شدہ نتائج اور ان کی روشنی میں سامنے آنے والی تجاویز درج کی گئی ہیں۔اس کے بعد علمی فہارس کے عنوان کے تحت آیاتِ قرآنی کی فہرست،صحیح احادیث کی فہرست،ضعیف احادیث کی فہرست،موضوع احادیث کی فہرست،اعربی اشعار کی فہرست،بلدان وابحارکی فہرست،اعلام کی فہرست اورمصادرومراجع حروفِ تہجی کے ترتیب سے ذکر کئے گئے ہیں۔

میں اپنے نگران پروفیسرڈاکٹر معراج الاسلام ضیاء، انسٹیٹیوٹ آف اسلامک اینڈ اریبک سٹڈیز کا بے حد ممنون اور شکر گزار ہوں جنہوں نے اپنی گوناگوں مصروفیات میں سے وقت نکال کر وقتاً فوقتاً میری رہنمائی کی اور ہر مشکل گھڑی میں میری مدد کرکے میرے حوصلے کو بڑھایا۔

اس کے علاوہ میں پروفیسر ڈاکٹر قبلہ ایاز، پروفیسر ڈاکٹرضیاء اللہ،پروفیسر ڈاکٹر محمدمشتاق،ڈاکٹر سراج الاسلام حنیف،ڈاکٹرفخرالدین قانت دیگر اساتذہ کرام، انسٹیٹیوٹ آف اسلامک اینڈ اریبک سٹڈیز اور شیخ زید اسلامک سنٹرپشاور کے لائبریرین صاحبان کابھی شکریہ اداکرتاہوں جن کے تعاون اور مفید مشوروں سے اس تحقیق کی تکمیل ہوئی۔

ابظاہر خان

ریسرچ سکالر

انسٹیٹیوٹ آف اسلامک اینڈ اریبک سٹڈیز

یونیورسٹی آف پشاور

سورۃ المؤمنون

باب اول

سورۃ المؤمنون کا اردو ترجمہ اور علمی تحقیق

فصل اول: فضائلِ سورۃ المؤمنون کے روایات کی تحقیق

فصل دوم: سورۃ المؤمنون کے روایات کی تحقیق

سورۃ المؤمنون کا اردو ترجمہ اور علمی تحقیق

فصل اول: فضائلِ سورۃ المؤمنون کے روایات کی تحقیق

ابن مردویہؒ (۱) نے ابن عباسؓ (۲) کا قول نقل کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ سورۃ المؤمنون مکہ (۳) میں نازل ہوئی (۴)۔

عبد الرزاقؒ ، (۵) امام شافعیؒ ، (۶) سعید بن منصورؒ ، (۷) ابن سعدؒ ، (۸)

---

(۱) ابوبکر احمد بن موسیٰ بن مردویہ الاصبہانی ، الحافظ ، العلامہ ، صاحب التفسیر والتاریخ ، آپ ایک بہت بڑے عالم اور محدث تھے ۔آپؒ [۳۲۳] ھ کو پیدا ہوئے اور [۴۱۰ ھ] کو وفات پائی [ذہبی ، شمس الدین محمد بن احمد ، تذکرۃ الحفاظ ، داراحیاء التراث العربی ، لبنان ، (بدون تاریخ) ، ۳: ۱۰۵۰ رقم (۹۶۵)]

(۲) عبداللہ بن عباسؓ بن عبدالمطلب ، قریشی ، ہاشمی ، ۳ھ کو پیدا ہوئے ، رسول اللہ ﷺ کے چچازاد بھائی ، جلیل القدر صحابی تھے ۔حبر الأمہ اور ترجمان القرآن جیسے القابات سے نوازے گئے ، طائف میں سکونت پذیر تھے اور وہیں [۶۸ ھ] کو وفات پاگئے تھے ۔[احمد بن علی بن حجر العسقلانی ، تھذیب التھذیب ، دارالفکر ، بیروت ، طبع اول (۱۴۰۴ھ) ۵: ۲۴۷ ، رقم (۴۷۴)]

(۳) وہ مقدس شہر جہاں اللہ تبارک وتعالیٰ کا مقدس گھر (بیت اللہ) واقع ہے ۔بطلیموس کہتے ہیں کہ شہر خطِ استواء سے [۸۷] درجے اور [۲۳] درجے اور خطِ سرطان سے [۲۱] نقطے پر واقع ہے ۔ازدحام الناس کی وجہ سے اس کا نام مکہ پڑ گیا ہے ۔مکہ شہر کا نام اور بکہ اللہ تعالیٰ کے گھر کا نام ہے ۔قرآن کریم میں اس کے کئی نام بتائے گئے ہیں : البلد الامین ، البیت العتیق ، الکعبۃ ، بیت اللہ ، اور اُم القریٰ وغیرہ ۔[حموی ، یاقوت بن عبداللہ ابوعبداللہ ، معجم البلدان ، دارالفکر ، بیروت ، (بدون تاریخ) ۵: ۱۸۱۔۱۸۵]

امام قرطبی لکھتے ہیں : ''ہجرت نبوی ﷺ سے پہلے جو سورتیں نازل ہونے والی سورتیں مکی کہلائی جاتی ہیں ' اگرچہ وہ کسی سفر کے دوران نازل ہوئی ہوں اور ہجرت سے بعد میں نازل ہونے والی سورتیں مدنی کہلاتی ہیں [اگرچہ وہ مکہ میں نازل ہوئی ہو] ۔'' [القرطبی ، ۶: ۳۰]

(۴) نحاس ، احمد بن محمد بن اسماعیل ابوجعفر ، الناسخ والمنسوخ ، مکتبۃ الفلاح ، الکویت ، ۱۴۰۸ھ (ط ۔اول) ۱: ۵۷۹

(۵) عبدالرزاق بن ہمام بن نافع ، صنعانی ، الحمیری [۱۲۶ ھ] کو پیدا ہوئے تھے اور حافظ حدیث تھے ۔تقریباً ۱۷ ہزار احادیث زبانی حفظ تھیں ۔[۲۱۱ ھ] کو وفات پاگئے ۔[تھذیب التھذیب ، ۶: ۲۷۸ رقم (۶۱۱)]

(۶) محمد بن ادریس بن عباس بن عثمان بن شافع ہاشمی ، قریشی ، ابوعبداللہ ، ۱۵۰ھ کو غزہ [فلسطین] میں پیدا ہوئے تھے ۔دو سال کی عمر میں مکہ معظمہ لائے گئے ۔دو دفعہ بغداد گئے ۱۹۹ھ کو مصر تشریف لے گئے اور زندگی کے آخری دنوں تک وہاں مقیم رہے ۔۲۰۴ھ کو وفات پاگئے ۔[تذکرۃ الحفاظ ، ۱: ۳۶۱ رقم (۳۵۴)]

(۷) سعید بن منصور بن شعبہ ، الخراسانی ، ابوعثمان جوزجان میں پیدا ہوئے ، بلخ میں پلے بڑھے اور مکہ میں مقیم رہے تھے آپ حدیث کے بہت بڑے امام تھے ، [۲۲۷ ھ] کو مکہ میں وفات پاگئے ۔[تھذیب التھذیب ، ۴: ۷۸]

(۸) محمد بن سعد بن منیع زہری ، ابوعبداللہ ، ثقہ مورخ ، حافظ حدیث تھے ۔بصرہ میں ۱۶۸ھ کو اُن کی ولادت ہوئی تھی ۔بغداد میں رہائش پزیر تھے اور وہیں ۲۳۰ھ کو وفات پاگئے ۔[خطیب ، احمد بن علی ، تاریخ بغداد ، دارالکتاب العلمیۃ ۔بیروت (بدون تاریخ) ۵: ۳۲۱]

ابنِ ابی شیبہؒ(۱) احمدؒ(۲) اور امام بخاریؒ(۳) نے اپنی تاریخ میں امام مسلمؒ، (۴) ابوداودؒ، (۵) ابن ماجہؒ (۶) ابن خزیمہؒ، (۷) امام طحاویؒ (۸)،

---

(۱) عبداللہ بن محمد بن ابراہیم بن عثمان، الکوفی، خواستی عبسی، ابوبکر ابن ابی شیبہ الکوفی، صاحبِ تصانیف عالم اور فقیہ تھے۔ ۲۳۵ھ کو وفات پائی۔ [تہذیب التہذیب، ۹:۶۸]

(۲) احمد بن محمد، ابوعبداللہ، شیبانی، ائمہ اربعہ میں سے ہیں، آپ کا تعلق مرو سے تھا۔ آپؒ ۱۶۴ھ کو بغداد میں پیدا ہوئے تھے۔ فقہ اور حدیث کے ماہر اور علم کی راہ میں تکالیف اُٹھانے والے مشہور امام گزرے ہیں۔ خلق القرآن کے مسئلے میں حکومتِ وقت نے کافی ستایا تھا، لیکن آپؒ آخر دم تک اَپنے موقف پر قائم رہے۔ [تاریخ بغداد، ۴:۴۱۳]

(۳) [بُخاریٰ] (باء کے ضمہ کے ساتھ) ماوراء النھر کے مشہور بلاد میں سے ہے جس کو آمل الشط سے تعبیر کیا جاتا ہے جو اقلیم خامس میں واقع ہے جیحون اور بخاریٰ کے درمیان دو دن کا فاصلہ ہے۔ محمد بن اسماعیل البخاری اس شہر کے رہنے والے تھے۔ [معجم البلدان، ۱:۳۵۳]

محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن مغیرہ، بخاری، ابوعبداللہ، امیر المومنین فی الحدیث ۱۹۴ھ کو بخارا میں پیدا ہوئے۔ بچپن میں یتیم ہو گئے۔ طلبِ حدیث کے سلسلے میں مشقتیں اٹھائیں اور لگ بھگ ایک ہزار اساتذہ سے کسبِ فیض کیا، ۲۵۶ھ کو خرتنگ میں وفات پائی۔ [تذکرۃ الحفاظ، ۲:۵۵۵]

(۴) مسلم بن حجاج بن مسلم قشیری، نیشاپوری، ابوالحسین، ۲۰۴ھ کو نیشاپور میں پیدا ہوئے۔ کبار ائمہ اور حفاظِ حدیث میں سے تھے۔ حجاز، شام اور عراق کے سفر کیے۔ نیشاپور ہی میں ۲۶۱ھ کو وفات پا گئے۔ [تذکرۃ الحفاظ، ۲:۵۸۸ رقم (۶۱۳)]

(۵) سلیمان بن اشعث بن اسحاق بن بشیر، ابوداؤد، ازدی، سجستانی، اپنے زمانے میں حدیث کے بہت بڑے عالم تھے، ان کی السنن صحاح میں گنی جاتی ہے۔ ۲۰۲ھ کو ولادت ہوئی۔ حصولِ علم کے لئے لمبے سفر کیے۔ ۲۷۵ھ کو بصرہ میں وفات پا گئے۔ [احمد بن محمد ابن ابی بکر بن خلکان، وفیات الاعیان، منشورات الرضی، قم، ایران، طبع (۱۳۶۴ھ) ۲:۴۰۴]

(۶) محمد بن یزید رَبعی، قزوینی، ابوعبداللہ، ابن ماجہ، ائمہ حدیث میں سے ہیں۔ آپ مشہور کتاب سنن ابن ماجہ کے مؤلف ہیں۔ حصولِ علم کے سلسلے میں بصرہ، بغداد، شام، مصر، حجاز، اور رے کے بعید اسفار اختیار کیے۔ [تذکرۃ الحفاظ، ۲:۶۳۶ رقم (۶۵۹)]

(۷) محمد بن اسحاق بن خزیمہ، سلمی، ابوبکر، اپنے دور میں نیشاپور کے امام تھے۔ فقیہ، مجتہد اور حدیث کے بہت بڑے عالم تھے۔ نیشاپور میں پیدا ہوئے اور وہاں وفات پا گئے۔ عراق، شام، جزیرہ اور مصر کے اسفار کئے۔ امام الائمہ کے لقب سے مشہور ہیں۔ تصانیف کی تعداد تقریباً ۱۴۰ ہے۔ [سُبکی، عبدالوھاب بن علی، طبقات الشافعیہ الکبریٰ، فیصل عیسیٰ البابی الحلبی، (س۔ن) ص ۱۰۹۳]

(۸) طحاء شمالی مصر میں واقع ہے جو ایک ٹیلے کا نام ہے۔ طحاء کے مغرب میں دریا نیل بہتا ہے اور اس شہر کی طرف مشہور امام ابوجعفر احمد بن محمد کو منسوب کیا جاتا ہے۔ آپؒ اصلاً طحاء کے مضافات میں طحطوط نامی بستی کے رہنے والے تھے لیکن آپ نے طحاء کی نسبت کو پسند کیا تھا اور طحطوطی

ابنِ حبانؒ (۱) اور امام بیہقیؒ (۲) نے اپنے سنن میں حضرت عبداللہ بن ثابتؓ (۳) سے حدیث نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے مکہ میں نماز ادا کی تو آپ ﷺ نے سورۃ المؤمنون کو ابتداء سے پڑھا یہاں تک کہ جب حضرت موسیٰؑ اور حضرت ہارونؑ یا حضرت عیسیٰؑ کا ذکر آیا تو آپ ﷺ کو کھانسی کی تکلیف ہوئی تو آپ ﷺ رکوع میں چلے گئے (۴)۔

= کہلانے کو بُرا مانتے تھے۔[معجم البلدان،۴:۲۲]

احمد بن محمد بن سلامہ بن سلمۃ بن عبدالملک، ازدی، حجری، مصری، طحاوی، حنفی، مصر کے علاقہ طحا کے ایک گاؤں ۲۳۹ھ کو پیدا ہوئے، اس لئے طحاوی کہلائے۔علم حدیث اور علم فقہ میں کامل مہارت رکھتے تھے۔آپ ابتدائی عمر میں شافعی المسلک تھے، پھر حنفی ہوگئے۔قاہرہ میں ۳۲۱ھ کو وفات پاگئے۔[زرکلی، خیرالدین، الاعلام، دارالعلم للملایین، بیروت، (۱۹۸۰ء)۱:۲۰۶]

(۱) محمد بن حبان بن احمد بن حبان بن معاذ بن معبد، تیمی، ابوحاتم، بستی، سجستانی۔تاریخ، جغرافیہ، رجال اور حدیث کے بہت بڑے عالم تھے۔حصول علم کے سلسلے میں خراسان، شام، مصر، عراق اور جزیرہ کے سفر کئے۔[تذکرۃ الحفاظ،۳:۹۲۰ رقم (۸۷۹)]

(۲) ابوبکر احمد بن الحسین بن علی، خسروجردی، آپ نیشاپور کے قصبے خسروجرد میں ۳۸۴ھ کو پیدا ہوئے۔آپ کو شیخ خراسان کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔آپ علم حدیث اور فقہ کے ماہر تھے۔امام ذہبی آپؒ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ اگر آپؒ چاہتے تو اپنا مذہب بنا سکتے تھے۔آپؒ ۴۵۸ھ کو وفات پاگئے۔[تذکرۃ الحفاظ،۳:۱۱۳۲ رقم (۱۰۱۴)]

(۳) عبداللہ بن السائب بن صیفی بن عابد بن عمر بن مخزوم بن یقظۃ بن مرہ، ابوعبدالرحمن اور ابوالسائب القرشی، المخزومی، المکی، آپؓ صحابی تھے اور اُبی بن کعبؓ کو قرآن سنایا تھا۔مکہ میں مقیم رہے اور وہیں وفات پائی تھی۔[محمد بن سعد، الطبقات الکبریٰ، دارالفکر، بیروت، طبع ۱۹۸۷ء ج ۵ ص ۴۴۵۔] نوٹ:[الدرالمنثور میں عبداللہ بن ثابت کا نام مذکور ہے جو کاتب کی غلطی ہوسکتی ہے۔اصل راوی عبداللہ بن سائب ہے]

(۴) امام بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری، دارابن کثیر، الیمامۃ، بیروت، ط۔ثالث (۱۹۸۷ء) کتاب: صفۃ الصلوٰۃ، باب: الجمع بین السورتین فی رکعۃ، رقم الباب: ۲۴۔۔امام نسائی، ابوعبدالرحمن، احمد بن شعیب سنن النسائی، مکتب المطبوعات الاسلامیۃ، حلب، (۱۴۸۶ھ) کتاب الافتتاح، باب، الرکوع فی الصلوٰۃ، رقم (۹۹۷)۔۔مصنف عبدالرزاق کتاب، الصلوٰۃ، باب، الصلوٰۃ الصبح، رقم (۲۷۰۷)۔۔امام احمد بن حنبل، مسند، مؤسسۃ قرطبۃ، القاھرۃ، کتاب، مسند المکیین، باب: احادیث عبداللہ بن السائب، رقم (۱۴۸۴۷)۔۔امام مسلم، مسلم بن حجاج، صحیح مسلم، داراحیاء التراث العربی، بیروت، کتاب: الصلوٰۃ، باب، القراءۃ فی الصبح، رقم (۶۹۳)۔۔امام ابوداود، سلیمان بن اشعث، سنن ابی داود، دارالفکر، بیروت، کتاب، الصلوٰۃ، باب، الصلوٰۃ فی النعل، رقم (۶۴۹)۔۔امام ابن ماجہ، ابوعبداللہ محمد بن یزید، سنن ابن ماجہ، دارالفکر، بیروت، کتاب، اقامۃ الصلوٰۃ والسنۃ فیھا، باب، القراءۃ فی صلوٰۃ الفجر، رقم (۸۱۲)۔۔امام بخاریؒ نے اس حدیث کو تعلیقاً ذکر کیا ہے۔امام بیہقیؒ نے معرفۃ السنن میں اس حدیث کو عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ کے حوالے سے روایت کیا ہے، جو اس حدیث کی تقویت ہے۔ناصرالدین البانیؒ نے اس سے صحیح میں شمار کیا ہے[معرفۃ السنن والاثار للبیہقی، ج ۴ ص ۱۱ رقم (۱۲۸۰)۔۔صحیح ابن ماجہ، ج ۱ ص ۱۳۷، رقم (۶۶۹)]

فصل دوم: سورۃ المؤمنون کے روایات کی تحقیق

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿۱﴾

[بے شک ایمان والے رستگار ہو گئے][۱]

امام عبدالرزاقؒ ،امام احمدؒ،عبد بن حمیدؒ (۱)،امام ترمذیؒ (۲)،امام نسائیؒ (۳)،ابن منذرؒ (۴) عقیلیؒ (۵)،حاکمؒ (۶)امام حاکمؒ نے اس روایت کو صحیح شمار کیا ہے،امام بیہقیؒ نے دلائل میں اور ضیاءؒ (۷) نے مختارہ میں حضرت عمر فاروقؓ (۸)

---

(۱) عبد بن حمیدؒ بن نصر الامام،الحافظ،ابو محمد الکشی،آپ کا اپنا نام عبدالحمید تھا۔آپ ایک ماہر محدث اور مفسر تھے۔[۲۴۹ھ] کو اچانک وفات پا گئے تھے۔[تذکرۃ الحفاظ،۲:۵۳۴]

(۲) دریائے جیحون کے کنارے واقع مشہور شہروں میں ایک شہر کا نام ترمذ ہے۔شرقی جانب میں صعانیان کا علاقہ ہے۔یہ ایک خوبصورت شہر ہے جو فصیل کے درمیان واقع ہے اور اس کے بازاروں کے فرش اینٹوں کے بنے ہوئے ہیں۔[معجم البلدان،۲:۲۶]

محمد بن عیسیٰ بن سورۃ بن موسیٰ ،بوغی ،ترمذی ابوعیسیٰ ،علماء وحفاظِ حدیث میں سے تھے۔دریائے جیحون کے قریب ترمذ میں رہائش پزیر تھے۔۲۰۹ھ کو پیدا ہوئے خراسان،عراق اور حجاز کے سفر کئے۔ترمذ میں ۲۷۹ھ کو وفات پا گئے۔[تذکرۃ الحفاظ،۲:۶۳۳ (۶۵۸)]

(۳) [نساء] خراسان میں ایک بستی کا نام ہے۔سرخس اور نساء کے درمیان دو دن کا فاصلہ ہے اور مرو اور نساء کے درمیان پانچ دن کی مسافت ہے۔اس شہر کے مشہور علماء میں سے امام احمد بن شعیب بن علی النسائی کا نام لیا جاتا ہے[معجم البلدان،۵:۲۸۲]

احمد بن علی بن شعیب بن علی بن سنان بن بحرین بن دینار ابوعبدالرحمٰن نسائی قاضی اور حافظ حدیث تھے۔خراسان کے نساء نامی گاؤں سے تعلق تھا۔حصولِ علم کیلئے لمبے لمبے سفر کئے۔مصر میں رہائش پزیر ہوئے۔وہاں سے رملہ (فلسطین) چلے گئے اور وہاں وفات پا گئے۔بیت المقدس میں دفن کئے گئے۔[تذکرۃ الحفاظ،۲:۶۲۸]

(۴) محمد بن ابراہیم بن المنذر،ابوبکر،نیشاپوری،امام احمد بن حنبل کے وفات کے کے دنوں لگ بھگ میں پیدا ہوئے۔الاشراف فی اختلاف العلماء ،الاجماع ،المبسوط اور الاوسط جیسی کتابوں کے مصنف ہیں۔[تذکرۃ الحفاظ ،۳:۷۸۲۔۷۸۳]

(۵) محمد بن عمرو بن موسیٰ بن محمد العقیلی المکی ،ابوجعفر،آپؒ ایک محدث اور اعلیٰ درجے کے مفسر تھے۔آپ اسماء الرجال کے ماہر اور جرح وتعدیل کے امام تھے۔آپ نے اس فن میں ’’ الضعفاء الکبیر‘‘ نامی کتاب تالیف کی ہے۔[تذکرۃ الحفاظ،۳:۸۳۳]

(۶) محمد بن عبداللہ بن حمدویہ بن نعیم ابوعبداللہ حاکم نیشاپوری،نیشاپور میں ۳۲۱ھ کو پیدا ہوئے۔حافظِ حدیث اور راقم الحدیث تھے۔۳۵۹ھ کو نیشاپور کے قاضی مقرر ہوئے اور اسی وجہ سے حاکم کا لقب پڑ گیا۔نیشاپور میں ۴۰۴ھ کو وفات پا گئے[تاریخ بغداد،۵:۴۷۳]

(۷) محمد بن عبدالواحد بن احمد بن عبدالرحمٰن ،سعدی مقدسی الاصل،صالحی ،حنبلی،ابوعبداللہ ضیاء الدین،مورخ اور محدث تھے۔دمشق میں پیدا ہوئے اور وہاں وفات پا گئے۔[الاعلام ۶:۲۵۵]

(۸) عمر فاروقؓ بن خطاب ،قرشی ،عدوی ،کنیت ابوحفص اور لقب فاروق ،مکہ معظمہ میں ۴۰ قبل ہجری کو پیدا ہوئے۔جلیل القدر صحابی اور دوسرے خلیفہ راشد تھے۔۱۳ھ کو خلیفہ مقرر ہوئے اور آپؓ کی عدالت مثال ہے۔آپؓ ۲۳ھ کو رحلت کر گئے۔[الاصابۃ فی تمیز الصحابہ،ج ۴،ص ۵۸۸۔۔المزی،تہذیب الکمال فی اسماء الرجال،موسسۃ الرسالۃ بیروت،۱۴۱۳ھ،ج ۲۱،ص ۳۱۷۔۔الاعلام،۵:۴۵]

سے روایت نقل کی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ پر وحی نازل ہوتی تو آپ ﷺ کے سامنے شہد کی مکھیوں کی بھنبھناہٹ جیسی آواز سنائی دیتی۔ایک دن آپ ﷺ پر وحی نازل ہوئی،ہم تھوڑی دیر انتظار کرنے لگے۔پھر آپ ﷺ پر نزولِ وحی کا سلسلہ منقطع ہوگیا تو آپ ﷺ نے منہ قبلہ کی جانب کیا اپنے ہاتھ مبارک اُٹھائے اور عرض کی: اے اللہ! ہماری تعداد زیادہ کردے،ہمیں کم نہ کر،ہمیں عزتیں عطاء فرما،ہمیں ذلیل ورسوا نہ کر،ہمیں (انعامات) عطاء فرما،ہمیں (اپنے انعامات سے) محروم نہ کر،ہمیں فضیلت عطاء فرما اور ہم پر کسی اور کو فضیلت نہ دے اور ہمیں اپنی رضا سے نواز۔پھر فرمایا مجھ پر دس آیات نازل ہوئی ہیں۔جس نے ان پر عمل کیا وہ جنت میں داخل ہوگیا پھر آپ ﷺ نے سورۃ المومنون کی ابتدائی دس آیات کی تلاوت فرمائی (۱)۔

---

(۱) ابوبکر عبدالرزاق بن ھمام الصنعانی،مصنف عبدالرزاق،المکتب الاسلامی،بیروت،۱۴۰۳ھ(ط۔ثانی) کتاب: فضائل القرآن،باب: تعلیم القرآن وفضلہ،رقم (۶۰۳۸)۔۔مسند احمد: کتاب،مسند العشرۃ المبشرین بالجنۃ،باب،اول مسند عمر بن الخطاب،رقم (۲۱۸)۔۔عبد بن حمید ابومحمد الکشی،المنتخب من مسند بن عبد،مکتبۃ السنۃ،القاھرۃ،۱۴۰۸ھ(ط۔اول)،کتاب،مسند عمر بن الخطابؓ،رقم (۱۵)۔۔ترمذی،محمد بن عیسیٰ ابوعیسیٰ،سنن الترمذی،داراحیاء التراث العربی،بیروت،(ن۔م)،کتاب تفسیر القرآن عن رسول اللہ،باب،ومن سورۃ المومنون،رقم (۳۱۷۳)۔۔النسائی،احمد بن شعیب ابوعبدالرحمٰن،السنن الکبری للنسائی،دارالکتاب العلمیۃ،بیروت۱۴۱۱ھ(س۔ن)۱:۴۵۰،رقم (۱۴۳۹)۔۔العقیلی،محمد بن عمر بن موسیٰ،ضعفاء العقیلی،دارالمکتبۃ العلمیۃ،بیروت،۱۴۰۴ھ(ط۔اول)۴:۴۶۰،رقم (۲۰۹۲)۔۔حاکم،محمد بن عبداللہ النیشابوری،المستدرک علی الصحیحین،دارالکتاب العلمیۃ،بیروت،۱۴۱۱ھ(ط۔اول)،کتاب،التفسیر،باب تفسیر سورۃ المومنون،رقم (۳۴۷۹)۔حدثنا یحییٰ بن موسیٰ وعبد بن حمید غیر واحد المعنیٰ،قالوا حدثنا عبدالرزاق عن یونس بن سُلیم عن الزھری عن عروہ بن الزبیر عن عبدالرحمٰن بن عبدالقاری، قال سمعت عمر بن الخطابؓ۔۔۔۔۔امام ترمذیؒ نے مذکورہ حدیث کی سند پر بحث کرتے ہوئے لکھا ہے کہ امام عبدالرزاق نے اس حدیث کی دو اسناد بیان کی ہیں۔پہلی سند میں یونس بن سلیم امام زہری سے بلاواسطہ نقل کرتا ہے حالانکہ یونس بن سُلیم امام زہری کے بلاواسطہ شاگرد نہیں ہیں بلکہ درمیان میں یونس بن یزید کا واسطہ ہے۔اور وہ امام زہری کے شاگرد ہیں۔جب امام عبدالرزاق اس طرح سند بیان کرتا ہے تو اس کو مرسل شمار کرتا ہے اس کے مقابلے میں اُس سند جس میں یونس بن یزید کا واسطہ ہو اس کو اصح سے تعبیر کرتا ہے۔[سنن الترمذی: کتاب: تفسیر القرآن عن رسول اللہ،باب: ومن سورۃ المومنون،رقم (۳۱۷۳)]۔۔امام نسائیؒ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث منکر ہے۔کیونکہ اس حدیث کو یونس بن سُلیم کے علاوہ کسی اور نے روایت نہیں کیا ہے۔[النسائی،احمد بن شعیب ابوعبدالرحمٰن،السنن الکبری للنسائی،دارالکتاب العلمیۃ،بیروت۱۴۱۱ھ(ن۔م)ج۱،ص۴۵۰، رقم (۱۴۳۹)]۔۔المزی،تہذیب الکمال، ۳۲:۵۰۸۔۵۰۹]،امام حاکمؒ نے اس کو صحیح میں شمار کیا ہے۔[مستدرک حاکم: رقم:۳۴۷۹]،شیخ الالبانیؒ نے اس حدیث کو [ضعیف] قرار دیا ہے۔الالبانی،ناصر الدین،تعلیق الالبانی علیٰ جامع الصغیر وزیادتہ،المکتب الاسلامی،۱:۹۸۴رقم (۹۸۳۳)

امام بخاریؒ نے الادب المفرد میں، امام نسائیؒ، ابن منذرؒ، حاکمؒ (حاکمؒ نے اس کو صحیح قرار دیا ہے)، ابن مردویہؒ اور امام بیہقیؒ نے دلائل میں حضرت یزید بن بابنوسؒ (۱) سے روایت نقل کی ہے کہ ہم نے حضرت عائشہؓ (۲) سے درخواست کی کہ رسول اللہ ﷺ کے اخلاق کیسے تھے؟ حضرت عائشہؓ نے فرمایا: آپ ﷺ کے اخلاق قرآن تھے۔ پھر فرمایا سورۃ المؤمنون پڑھ ﴿قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ﴾ پس وہ پڑھتا گیا یہاں تک کہ وہ دسویں آیت پر پہنچی تو آپؓ نے فرمایا رسول اللہ ﷺ کے اخلاق اسی طرح کے تھے (۳)۔

امام ابن عدیؒ، (۴) حاکمؒ اور بیہقیؒ نے الاسماء والصفات میں حضرت انسؓ (۵) سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ نے جنت عدن کو پیدا فرمایا، اپنے دست قدرت سے اس کے درخت لگائے اور انہیں حکم دیا

---

(۱) یزید بن بابنوسؒ بصری، حضرت عائشہؓ سے روایت کرتے ہیں، آپؒ کے بارے میں علماء لکھتے ہیں کہ آپ ان سات لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے حضرت علیؓ کو شہید کیا تھا۔ امام ابوداودؒ نے آپ کو شیعہ قرار دیا ہے۔ [تھذیب التھذیب، ۱۱:۲۷۶]

(۲) سیدہ عائشہؓ بنت ابوبکرؓ صدیق اُم المومنین ۹ ق ھ کو مکہ میں پیدا ہوئیں۔ دو ہجری کو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رشتہ ازدواج میں منسلک ہوگئیں اور ۵۸ ھ کو مدینہ منورہ میں وفات پاگئیں۔ آپ سے [۲۲۱۰] احادیث کی روایت کی گئی ہے۔ [تھذیب التھذیب، ۱۲:۱۶۴ رقم (۲۸۴۰)]

(۳) بخاری، محمد بن اسماعیل، الادب المفرد، دار البشائر الاسلامیۃ، بیروت، ط۔ ثالث (۱۴۰۹ھ)، کتاب، حسن الخلق، باب: من دعاء اللہ ان یحسن خلقہ، رقم (۳۰۸)۔۔، السنن الکبری للنسائی، ۶:۴۱۲ رقم (۱۱۳۵۰)۔۔ المستدرک: کتاب، التفسیر، باب تفسیر سورۃ المومنون، رقم (۳۴۸۱)۔۔ امام حاکمؒ نے مذکورہ حدیث کو صحیح الاسناد قرار دیا ہے۔ [المستدرک، رقم (۳۴۸۱)]

(۴) عبداللہ بن عدی بن محمد بن المبارک بن الجرجانی، ابواحمد، آپؒ نے ایک ہزار شیوخ سے استفادہ کیا، اور علماء میں ابن عدی سے شہرت حاصل کی۔ آپ علم حدیث اور اسماء الرجال کے بہت بڑے ماہر تھے۔ [تذکرۃ الحفاظ، ۳:۸]

(۵) سیدنا انس بن مالکؓ بن نضر بن ضمضم، نجاری، خزرجی انصاری ابوثمامہ یا ابوحمزہ ایک عظیم صحابی اور خادم رسول ﷺ تھے۔ مدینہ منورہ میں ۱۰ ق ھ کو پیدا ہوئے۔ بچپن میں اسلام قبول کیا اور رسول اللہ ﷺ کی وفات تک آپ ﷺ کی خدمت کرتے رہے۔ رسول اللہ ﷺ نے آپؓ کو صاحب الاذنین کا لقب دیا تھا۔ دمشق اور بصرہ میں رہائش پذیر رہے۔ بصرہ میں ۹۳ ھ کو وفات پاگئے۔ [الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ ۱:۱۲۶ رقم (۲۷۷)]

کہ پڑھوتب انہوں نے ﴿قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ﴾ کے کلمات ادا کیے (۱)۔

امام طبرانیؒ (۲) نے السنن میں اور ابن مردویہؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے اس جیسی روایت نقل کی ہے (۳)۔

امام عبد الرزاقؒ اور ابن جریرؒ (۴) نے حضرت قتادہؒ (۵) سے یہ تفسیر نقل کی ہے کہ

---

(۱) المستدرک، کتاب، التفسیر، باب تفسیر سورۃ المومنون، رقم (۳۴۸۰)۔۔امام حاکمؒ نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔علامہ ذھبیؒ نے میزان الاعتدال میں اس حدیث کی سند پر بحث کرتے ہوئے لکھا ہے: ولقد اساء ابن عدی فی ایرادہ ھذہ البواطیل فی ترجمۃ علی والعلاء متھم بالکذب ۔مذکورہ حدیث کی سند میں علاء ایک راوی ہے جس پر کذب فی الحدیث کا الزام ہے۔[میزان الاعتدال، ۳: ۱۳۷۔۔ الکامل لابن عدی ۵: ۱۹۳]۔۔البانیؒ نے اس حدیث کو ضعیف شمار کیا ہے۔[الالبانی، محمد ناصر الدین، السلسلۃ الضعیفۃ المختصرۃ، مکتبۃ المعارف ،الریاض، ۳: ۴۴۳ رقم (۱۲۸۳)]

(۲) سلیمان بن احمد بن ایوب الشامی الطبرانی، آپؒ ۲۶۰ھ کو ''مدینہ'' میں پیدا ہوئے، آپ کی والدہ اُم ولد تھیں۔آپؒ صاحب معاجم الثلاثہ ہیں۔علم شریعت کے تمام پہلوؤں کے ماہر عالم مانے جاتے ہیں۔آپ ۳۶۰ھ میں وفات پا گئے تھے۔[تذکرۃ الحفاظ، ۳: ۹۱۲ رقم (۸۷۵)]

(۳) طبرانی، سلیمان بن احمد ابوالقاسم، المعجم الکبیر، مکتبۃ العلوم والحکم، الموصل (۱۴۰۴ھ)، ۱۲: ۱۴۷، رقم (۱۲۷۲۳)۔۔۔الطبرانی، سلیمان بن احمد ابوالقاسم، المعجم الاوسط، دار الحرمین، القاھرۃ، طبع (۱۴۱۵ھ)، ۱: ۲۲۴، رقم (۷۳۸)۔۔۔امام طبرانیؒ نے مذکورہ حدیث کی سند کے بارے میں لکھا ہے: لم یروا ھذا الحدیث عن السدی الا حماد بن عیسیٰ تفرد بہ منجاب" [المعجم الاوسط، ۵: ۳۴۹، رقم (۵۵۱۸)]۔۔امام الھیثمیؒ نے مجمع الزوائد میں اس حدیث کی سند پر بحث کرتے ہوئے لکھا ہے: رواہ الطبرانی فی الاوسط والکبیر واحد اسنادی الطبرانی جید، [الھیثمی، نور الدین علی بن ابی بکر، مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، دار الفکر، بیروت، طبع (۱۴۱۲ھ)، ۱۰: ۳۱۷ رقم (۱۸۶۳۷)۔]۔۔شیخ الالبانیؒ نے اس حدیث کو [ضعیف] قرار دیا ہے۔[الالبانی، محمد ناصر الدین، السلسلۃ الضعیفۃ المختصرۃ، ۳: ۴۴۳ رقم (۱۲۸۳)]

(۴) محمد بن جریر بن یزید طبری، ابوجعفر مؤرخ ومفسر اور امام تھے۔۲۲۴ھ کو آمل طبرستان میں پیدا ہوئے، بغداد میں سکونت پذیر رہے اور وہیں ۳۱۰ھ کو وفات پا گئے۔[الاعلام، ۲: ۶۹]

(۵) قتادہ بن دعامہ بن قتادہ بن عزیز ابوالخطاب سدوسی بصری مفسرِ قرآن اور حافظ حدیث تھے۔مادرزاد اندھے تھے۔لغت، ایام عرب اور انساب کے ماہر عالم تھے۔منکر تقدیر اور مدلس تھے۔۶۱ھ کو پیدا ہوئے اور ۱۱۸ھ کو واسط میں طاعون کے عارضے سے وفات پا گئے۔[تھذیب التھذیب، ۸: ۳۱۵، رقم (۶۳۷)۔۔تذکرۃ الحفاظ، ۱: ۱۲۲ رقم (۱۰۷)]

کعبؒ (۱) نے کہا: اللہ تعالیٰ نے اپنے دست قدرت سے صرف تین چیزیں تخلیق کی ہیں: حضرت آدم علیہ السلام کو اپنے دست قدرت سے پیدا کیا، تورات کو دست قدرت سے لکھا اور جنت عدن کو اپنے دست قدرت سے لگایا۔ پھر جنت عدن کو حکم دیا۔ کچھ بولو۔ تو جنت عدن نے ﴿قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ﴾ کی صورت میں کلام کیا کیونکہ وہ اس میں موجود عزت وشرف سے آگاہ تھی (۲)۔

امام ابن جریرؒ نے حضرت مجاہدؒ (۳) سے روایت نقل کی ہے: جب اللہ تعالیٰ نے جنت کو پیدا کیا تو فرمایا ﴿قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ﴾ (۴)۔

امام ابن جریرؒ نے حضرت ابوالعالیہؒ (۵) سے روایت نقل کی ہے: جب اللہ تعالیٰ نے جنت کو پیدا کیا تو اس کی طرف دیکھ کر فرمایا ﴿قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ﴾ اسی کے بارے میں قرآن کریم میں نازل فرمایا (۶)۔

---

(۱) کعب بن ماتع حمیری، اہل کتاب کے علماء میں شمار کئے جاتے تھے۔ آپ سیدنا عمر بن الخطابؓ کے زمانے میں مشرف بہ اسلام ہوئے۔ حضرت عثمان بن عفانؓ کے عہدِ خلافت کے دنوں میں وفات پاگئے۔ [تھذیب التھذیب، ۸:۳۹۳، رقم (۷۹۵)۔ تذکرۃ الحفاظ، ۱:۵۲ رقم (۳۳)]

(۲) ابن جریر، محمد بن جریر الطبری، جامع البیان فی تاویل القرآن، دارالکتاب العلمیۃ، بیروت، سورۃ المؤمنون، ۹:۱۹۶، رقم (۲۵۴۱۰)۔ عبدالرزاق بن ھمام الصنعانی، تفسیر الصنعانی، مکتبۃ الرشد، الریاض، ۱۴۱۰ھ (ط۔اول)، سورۃ المؤمنون، رقم (۱۸۹۷)

(۳) مجاہد بن جبر المکی، ابوالحجاج المخزومی المقری، تفسیر کے بہت بڑے امام گزرے ہیں۔ آپؒ ۲۰ھ کو حضرت عمرؓ کے دورِ خلافت میں پیدا ہوئے۔ علیؓ، سعد بن ابی وقاص، العبادلہ الاربعہ، ابوسعید الخدری وغیرہ سے فیض حاصل کیا۔ ایک ماہر عالم تفسیر کی حیثیت سے جانے جاتے ہیں۔ بناء بر اختلاف ۱۰۴ھ کو وفات پاگئے تھے۔ [تھذیب التھذیب، ۱۰:۳۸، رقم (۶۸)۔ تذکرۃ الحفاظ، ۱:۹۲ رقم (۸۳)]

(۴) تفسیر الطبری، سورۃ المؤمنون، ۹:۱۹۶ رقم (۲۵۴۱۱)

(۵) رُفیع بن مھران، ابوالعالیہ، الریاحی، البصری، آپ شمار کبار تابعین میں کیا جاتا ہے۔ بنی ریاح بن یربوع کے آزاد کردہ غلام اور علم الحدیث کے ماہر عالم اور ایک ثقہ راوی الحدیث کی حیثیت سے جانے جاتے تھے اور قرآن فہمی میں کافی مہارت رکھتے تھے۔ [تھذیب التھذیب، ۳:۲۴۶ رقم (۵۳۹)۔ الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ، ۲:۵۱۴ رقم (۲۷۴۲)]

(۶) تفسیر الطبری، سورۃ المؤمنون، ۹:۱۹۶ رقم (۲۵۴۱۰)

امام ابن ابی حاتمؒ (۱) نے حضرت سعید بن جبیرؒ (۲) سے اس آیت کے متعلق روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی توحید کی تصدیق کرنے والے سعادت مند ہو گئے (۳)۔

امام عبد بن حمیدؒ نے حضرت طلحہ بن مصرفؒ (۴) سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ اُفْـــــلِـــــحَ کو مجہول کا صیغہ پڑھتے۔ حضرت عاصمؒ (۵) سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ اَفْلَحَ کو معروف کا صیغہ پڑھتے (۶)۔

امام طستی رحمہ اللہ (۷) نے مسائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ (۸) نے آپ رضی اللہ عنہ سے اس آیت کے معنی کے بارے میں پوچھا تو حضرت ابن عباسؓ

---

(۱) عبدالرحمٰن بن محمد بن ابوحاتم بن ادریس بن منذر، تمیمی، حنظلی، رازی، ابومحمد [رای] میں ۲۴۰ھ کو پیدا ہوئے۔ کبار حفاظ حدیث میں سے تھے۔ فن اسماء الرجال کے ماہر عالم اور ماہر مفسرِ قرآن تھے۔ [تذکرۃ الحفاظ، ۳:۸۲۹ رقم (۸۱۲)]

(۲) سعید بن جبیر بن ہاشم الاسدی ابوعبداللہ، ۴۵ھ میں پیدا ہوئے، آپ بہت بڑے فقیہ اور محدث تھے۔ ابن عباسؓ، ابن الزبیرؓ، ابن عمرؓ اور ابوھریرہؓ وغیرہ صحابہ کرام سے روایت نقل کی ہیں۔ آپؒ کو ۴۹ کی عمر میں حجاج نے شہید کیا تھا۔ [تھذیب الکمال، ۱۰:۳۵۸ رقم (۲۲۴۵)]

(۳) الحسین بن المسعود البغوی، معالم التنزیل، دار طیبہ للنشر والتوزیع، طبع رابع (۱۴۱۷ھ)، سورۃ المؤمنون، ۵:۵۰۸

(۴) طلحہ بن مصرف بن عمرو بن کعب بن حدرب بن معاویہ الھمدانی الیامی، ابومحمد یا ابوعبداللہ الکوفی، کوفہ میں اپنے عہد میں سب سے زیادہ عالم و فاضل شخصیت تھے۔ آپ کو سید القراء کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔ [البخاری، محمد بن اسماعیل، التاریخ الکبیر، دار الفکر بیروت، لبنان، ۴:۳۴۶۔۔ تھذیب التھذیب ۵:۲۳ رقم (۱۳)]

(۵) عاصم بن بھدلہ الکوفی، ابوبکر المقری، آپ صاحب القرآن تھے۔ اہل کوفہ آپ کی قراءت کو مختار سمجھتے تھے۔ آپؒ ایک ثقہ راوی اور رجل صالح تھے۔ آپ کو قراءت کا سردار مانا جاتا ہے۔ [تھذیب التھذیب، ۵:۳۷۔۳۸ رقم (۶۸)۔۔ لسان المیزان، ۷:۲۵۲ رقم (۳۴۰۲)]

(۶) روایت نہیں ملی

(۷) عبدالصمد بن علی بن محمد بن مکرم، ابوالحسین الوکیل، المعروف بطستی، آپ علم الحدیث کے ماہر علماء میں شمار ہوتے تھے۔ آپ ''المسائل'' کتاب کے مصنف ہیں۔ ۲۶۶ھ کو پیدا ہوئے اور ۳۴۶ھ کو وفات پا گئے۔ [تاریخ بغداد، ۱۱:۴۱ رقم (۵۷۱۸)]

(۸) نافع بن الازرق بن قیس الحنفی البکری، ابوراشد، الازارقہ جماعت کے سردار اور اُن کے فقیہ تھے۔ خوارج کے سرکردہ لوگوں میں سے تھے۔ آپ اکثر بازاروں میں لوگوں کو دعوت دیا کرتے تھے۔ آپ ابن عباسؓ سے سوالات پوچھا کرتے تھے، اُن سوالات کا ایک مجموعہ مسائل نافع بن الازرق کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔ [ابن حجر احمد بن علی بن حجر العسقلانی، لسان المیزان، مؤسسۃ الاعلمی للمطبوعات، بیروت، طبع ثالث (۱۴۰۶ھ)، ۶:۱۴۴۔۔ الاعلام ۷:۳۵۱۔۳۵۲]

نے فرمایا وہ کامیاب وسعادت مند ہوئے۔عرض کی کیا عرب اس معنی کو پہچانتے ہیں؟فرمایا کیوں نہیں، کیا تو نے لبید (۱) کا قول نہیں سنا:

فَاعْقِلِیْ اِنْ کُنْتِ مَا تَعقِلِیْ وَ لَقَدْ اَفْلَحَ مَنْ کَانَ عَقَلَ(۲)

"سمجھ لو اگر تو سمجھنے والی ہے، بے شک وہ کامیاب ہوا جس نے سمجھ لیا"

الَّذِیْنَ هُمْ فِیْ صَلٰوتِهِمْ خَاشِعُوْنَ﴿۲﴾

"جو نماز میں عجز و نیاز کرتے ہیں"[۲]

امام سعید بن منصورؒ، ابن جریرؒ اور بیہقیؒ نے سنن میں حضرت محمد بن سیرینؒ (۳) سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے بتایا گیا کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز پڑھتے تو اپنی آنکھیں آسمان کی طرف اُٹھاتے۔تب یہ آیت نازل ہوئی (۴)۔

امام عبد بن حمیدؒ، ابوداؤدؒ نے مراسیل میں، ابن منذرؒ، ابن ابی حاتمؒ اور بیہقیؒ نے ایک اور سند سے سنن میں حضرت ابن سیرینؒ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ جب نماز پڑھتے تو دائیں بائیں دیکھتے تب یہ آیت نازل ہوئی۔بعد میں نبی کریم ﷺ اپنا سر جھکا رکھتے تھے (۵)۔

امام عبد بن حمیدؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت محمد بن سیرین سے روایت نقل

---

(۱) لبید بن ربیعہ بن مالک بن جعفر شاعر، ابوعقیل، صحابی رسول ﷺ اور مشہور شاعر تھے۔اسلام قبول کرنے کے بعد کبھی اشعار نہیں کہے تو آپ کہا کرتے تھے کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے قرآن کے ساتھ تبدیل کر دیا، کوفہ میں سکونت پزیر رہے اور جس رات حضرت معاویہؓ حسن بن علیؓ کے ساتھ مصالحت کے لئے نخیلہ آئے اُسی رات کو آپؓ وفات پا گئے تھے۔[الطبقات الکبریٰ، ۶:۳۳]

(۲) نافع بن الازرق، مسائل نافع بن الازرق عن عبداللہ بن عباسؓ، الجفان والجابی، ط۔اول (۱۹۹۳ء)، ص ۹۴
ربیعۃ بن لبید العامری، دیوان لبید بن ربیعۃ، دار صادر، بیروت (بدون تاریخ)، ص ۱۷۷

(۳) محمد بن سرین الانصاری، ابوبکر، (سبی عین التمر) کے باشندے تھے۔حضرت عثمانؓ کے دورِ خلافت کے آخری دو سال میں پیدا ہوئے۔آپ ایک بہت بڑے عالم فاضل، فقیہ اور ماہر تعبیر الریاء تھے۔بصرہ میں ۱۱۰ھ کو وفات پا گئے۔[تھذیب التھذیب، ۹:۱۹۰ رقم (۳۳۸) ۔۔تذکرۃ الحفاظ، ۱:۷۷ رقم (۷۴)]

(۴) تفسیر الطبری، سورۃ المؤمنون، ۹:۱۹۷ رقم (۲۵۴۱۴)
بیہقی، احمد بن الحسین، سنن البیھقی الکبریٰ، مکتبۃ الباز، المکۃ المکرمۃ، طبع (۱۴۱۴ھ)، ۲:۲۸۳، رقم (۳۳۵۶)

(۵) سنن البیھقی الکبریٰ، ۲:۲۸۳، رقم (۳۳۵۴)۔۔ابوداود، سلیمان بن اشعث، مراسیل ابی داود، باب: ماجاء فی القراءۃ (اذا قام فی الصلوٰۃ نظر ھکذا ھکذا) رقم (۴۴)

کی ہے کہ نبی کریم ﷺ کے صحابہؓ حالت نماز میں اپنی نظریں آسمان کی طرف اٹھاتے اور دائیں بائیں متوجہ ہوتے تو اللہ تعالیٰ نے ان دو آیات ﴿قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ☆ الَّذِیْنَ هُمْ فِیْ صَلٰوتِهِمْ خٰشِعُوْنَ﴾ کو نازل فرمایا۔ انہوں نے اپنے سر جھکا لئے اس کے بعد حالت نماز میں اپنی نظریں نہ اٹھائیں اور نہ ہی دائیں بائیں متوجہ ہوئے (۱)۔

امام عبدالرزاقؒ اور ابن ابی شیبہؒ نے حضرت ابن سیرینؒ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ کبھی کبھی حالت نماز میں کسی چیز کی طرف دیکھتے اور اپنی نظر اُٹھاتے تو یہ آیت نازل ہوئی۔ نبی کریم ﷺ نے اپنا سر جھکا لیا۔ ابن سیرینؒ کہتے ہیں: اگر یہ روایت نہ ہوتی تو میں اپنی عقل سے نہ جان سکتا کہ اس آیت کا کیا معنی ہے؟ (۲)

امام ابن مردویہؒ، حاکمؒ (حاکمؒ نے اسے صحیح قرار دیا ہے) اور بیہقیؒ نے سنن میں حضرت محمد بن سیرینؒ سے وہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ (۳) سے یہ روایت نقل ہے کہ نبی کریم ﷺ جب نماز ادا فرماتے تو اپنی نظریں آسمان کی طرف اُٹھاتے جب یہ آیت نازل ہوئی تو نبی کریم ﷺ نے اپنا سر جھکا لیا (۴)۔

---

(۱) تفسیر الطبری، سورۃ المؤمنون، ۹: ۱۹۷ رقم (۲۵۴۱۵)

سنن البیھقی الکبریٰ، ۲: ۲۸۳، رقم (۳۳۵۴)

محمد بن نصر المروزی، تعظیم قدر الصلوٰۃ، مکتبۃ الدار، المدینۃ المنورۃ، طبع اوّل (۱۴۰۶ھ) ۱: ۸۷، رقم (۱۳۶)

(۲) سنن البیھقی الکبریٰ، ۲: ۲۸۳، رقم (۳۳۵۴)

مصنف ابن ابی شیبۃ، المصنف، باب: فی الرجل رفع بصرہ الی السماء فی الصلوٰۃ، ۲: ۱۴۳

(۳) عبدالرحمٰن بن صخر جلیل القدر صحابہ میں سے ہیں، غزوہ خیبر کے موقع پر مشرف بہ اسلام ہوئے، زمانہ جاہلیت میں آپ کا نام عبدالشمس تھا جسے رسول اللہ ﷺ نے تبدیل کر دیا۔ آپ کو اصحاب صفہ کے امیر ہونے کا شرف بھی حاصل ہے۔ آپ نبی کریم ﷺ سے کثرت سے احادیث نقل کیا کرتے تھے۔ [الطبقات الکبریٰ، ۴: ۳۲۵]

(۴) سنن البیھقی الکبریٰ، ۲: ۲۸۳، رقم (۳۳۵۷)۔ المستدرک، کتاب، التفسیر، باب تفسیر سورۃ المؤمنون، رقم (۳۴۸۴)۔ المعجم الاوسط، ۴: ۲۴۰، رقم (۴۰۸۲)۔ امام حاکمؒ نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے اور امام طبرانیؒ نے اس حدیث کی سند کے بارے میں لکھا ہے: لم یروھذا الحدیث عن ابن عون الاجریر ولا عن جریر الا وھب تفردبہ حبرۃ [المعجم الاوسط، ۴: ۲۴۰]۔ امام ہیثمیؒ نے اس حدیث کی سند کے بارے میں لکھا ہے: رواہ الطبرانی فی الاوسط وقال تفردبہ حبرۃ بن نجم الاسکندرانی: قلت: ولم اجدمن ترجمتہ وبقیۃ رجالہ ثقات، [مجمع الزوائد، ۲: ۲۳۳، رقم (۲۴۳۰)]

امام ابن مردویہؒ نے حضرت ابن عمرؓ(۱) سے اس آیت کے متعلق یہ روایت نقل کی ہے کہ صحابہ کرام جب نماز میں کھڑے ہوتے تو اپنی نمازوں کی طرف متوجہ ہوتے اور اپنی نظروں کو سجدوں کی جگہ رکھتے اور یہ جانتے کہ اللہ تعالیٰ ان کی طرف متوجہ ہے۔ وہ دائیں بائیں متوجہ نہ ہوتے (۲)۔

امام ابن مبارکؒ (۳) نے زہد میں، عبدالرزاقؒ، فریابیؒ (۴) عبد بن حمیدؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ، ابن ابی حاتمؒ، حاکمؒ (حاکمؒ نے اسے صحیح قرار دیا ہے) اور بیہقیؒ نے سنن میں حضرت علی رضی اللہ عنہ (۵) سے روایت نقل کی ہے کہ ان سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا: اس سے مراد دل کا خشوع ہے اور یہ کہ تو اپنے پہلو کو بندۂ مؤمن کیلئے نرم کردے اور تو نماز میں کسی کی طرف متوجہ نہ ہو (۶)۔

---

(۱) عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب، عدوی، ابوعبدالرحمٰن، آپؓ جلیل القدر صحابی اور دوسرے خلیفہ راشد کے بیٹے تھے۔ ۱۰ھ کو مکہ معظمہ میں پیدا ہوئے۔ آپؓ کا تقویٰ مثال ہے۔ آپؓ مکہ معظمہ میں ۷۳ھ کو وفات پا گئے۔ [زرکلی، خیرالدین، الاعلام، ۴: ۱۰۸]

(۲) الزھد لوکیع، باب، الصمت والحسن والخشوع، رقم (۲۲۳)

(۳) عبداللہ بن المبارک بن واضح حنظلی، تمیمی، مروزی، ابوعبدالرحمٰن، ۱۱۸ھ کو خراسان میں پیدا ہوئے تھے۔ شیخ الاسلام، حافظ حدیث، تاجر اور ایک بہادر مجاہد تھے۔ دریائے فرات کے ساحلی گاؤں [ہیت] میں ۱۸۱ھ کو وفات پا گئے تھے۔ [زرکلی، خیرالدین، الاعلام، ۴: ۱۱۵]

(۴) فریاب فاء کے کسرے اور راء کے سکون کے ساتھ]، فاریاب سے مخفف ہے جو بلخ کے مضافات میں سے ہے۔ ابوبکر جعفر بن محمد الحسن المستفاض الفریابی کو اس شہر کی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔ [حموی، معجم البلدان، ۴: ۲۵۹]

جعفر بن محمد بن الحسن بن المستفاض، ابوبکر الفریابی، آپ ۲۰۸ھ کو فریاب میں پیدا ہوئے آپ جید علماء کرام میں سے تھے۔ علوم حدیث کے ماہر ہونے کے ساتھ ساتھ قضاء کا عہدہ بھی آپ کے پاس رہا۔ [تاریخ بغداد، ۷: ۱۹۹ رقم (۳۶۶۵)]

(۵) سیدنا علی بن ابی طالب، ہاشمی، قرشی، نبی ﷺ کے چچازاد بھائی اور داماد تھے۔ خلیفہ راشد رابع اور سابقون الاولون اور عشرہ مبشرہ میں سے تھے۔ مکہ معظمہ میں ۲۳ ق ھ کو پیدا ہوئے اور رسول اللہ ﷺ کے سایہ عاطفت میں پلے بڑے ۳۵ھ کو خلیفہ منتخب ہوئے۔ ۱۷ رمضان ۴۰ھ کو شہادت پائی۔ [الاصبھانی، احمد بن عبداللہ ابونعیم، حلیۃ اولیاء، دارالکتاب العربی، بیروت، طبع رابع (۱۴۰۵ھ)، ۱: ۲۱۔۸۷]

(۶) عبداللہ بن المبارک المروزی، الزھد، دارالکتاب العلمیۃ، بیروت، (بدون تاریخ) ۱: ۴۰۳، رقم (۱۱۳۵)۔۔ المستدرک، کتاب، التفسیر، باب تفسیر سورۃ المومنون، رقم (۳۴۸۲)۔۔ تفسیر الطبری، سورۃ المومنون، ۹: ۱۹۷ رقم (۲۵۴۲۴)۔۔ مصنف عبدالرزاق، کتاب: فضائل القرآن، باب: تعلیم القرآن وفضلہ، رقم (۳۲۶۱۔۳۲۶۳)۔۔ عبدالرزاق بن ھمام الصنعانی، تفسیر الصنعانی، مکتبۃ الرشد، الریاض، ۱۴۱۰ھ (ط۔اول)، سورۃ المومنون، رقم (۱۹۰۰)۔۔ ابن المنذر، الاوسط، مکتبۃ دارطیبۃ، الریاض، طبع اوّل (۱۴۰۵ھ)، ۵: ۱۹۰۔۔ سنن البیھقی الکبریٰ، ۲: ۲۸۳، رقم (۳۳۵۷)

امام ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ وہ ڈرنے والے اور پرسکون ہوتے ہیں (۱)۔

امام حکیم ترمذیؒ (۲) اور بیہقیؒ نے شعب الایمان میں حضرت ابوبکر صدیقؓ (۳) سے روایت نقل کی ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا: نفاق کے خشوع سے اللہ کی پناہ چاہو۔ عرض کی گئی نفاق کا خشوع کیا چیز ہے؟ فرمایا بدن میں خشوع ہو اور دل میں نفاق ہو (۴)۔

امام ابن مبارکؒ، ابن ابی شیبہؒ اور امام احمدؒ نے زہد میں حضرت ابوالدرداءؓ (۵) سے روایت نقل کی ہے، کہا: نفاق کے خشوع سے اللہ کی پناہ چاہو۔ سوال کیا گیا نفاق کا خشوع کیا ہے؟ فرمایا تو جسم کو خشوع والا ہو جب کہ دل میں خشوع نہ ہو (۶)۔

---

(۱) تفسیر الطبری، سورۃ المؤمنون، ۹، ۱۹۸ رقم (۲۵۴۲۸)۔ عبداللہ بن المبارک المروزی، الزھد، ۱: ۵۵

(۲) محمد بن علی بن الحسن بن بشیر، آپ ایک زاھد محدث اور حافظ تھے۔ آپ نے بڑے بڑے علماء سے استفادہ کیا تھا۔ آپ کا تقویٰ مشہور ہے آپ کو مؤذن کے لقب سے بھی یاد کیا جاتا ہے۔ آپ ذو تصانیف شخصیت تھے۔ نوادر الاصول آپ کی مشہور تالیف ہے۔ [تذکرۃ الحفاظ، ۲: ۶۴۵ رقم (۶۶۸)]

(۳) عبداللہ بن ابی قحافہ عثمان بن عامر، تیمی، قرشی، جلیل القدر صحابی ہے۔ آپؓ کو مسلمانوں کے پہلے خلیفہ راشد ہونے کا شرف حاصل ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے بچپن کے دوست تھے۔ آپؓ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہجرت کے موقع پر بھی ہمسفر رہے۔ ۱۳ھ کو مدینہ منورہ میں وفات پا گئے۔ [الاعلام، ۴: ۱۰۲]

(۴) بیہقی، ابوبکر احمد بن الحسین، شعب الایمان، دار الکتاب العلمیۃ، بیروت، ۵: ۳۶۴ رقم (۶۹۶۷)۔ امام العراقیؒ نے تخریج الاحیاء میں مذکورہ حدیث پر حکم لگاتے ہوئے لکھا ہے: اخرجه البيهقي في شعب الايمان من حديث ابى بكر الصديقؓ وفيه الحارث بن عبيد الايادى وضعفه احمد وابن معين، [العراقی، تخریج الاحیاء، برنامج منظومۃ التحقیقات، الاسکندریہ، ۳: ۲۲۵]

(۵) عویمر بن قیس (عویمر بن عامر) ابوالدرداء صاحب رسول اللہ ﷺ، قاضی دمشق، آپؓ جلیل القدر اور کثیر الروایہ صحابہ کرام میں سے ہیں۔ آپؓ اُن چند افراد میں سے ہیں، جنہوں نے عہد نبوی میں قرآن کو جمع کیا تھا۔ آپؓ دورِ عثمانی میں وفات پا گئے تھے۔ [تھذیب التھذیب، ۸: ۱۵۰]

(۶) کتاب الزھد، ۱: ۱۴۲

شعب الایمان، ۵: ۳۶۴ رقم (۶۹۶۶)۔ شیخ الالبانیؒ نے اس حدیث کو [ضعیف] قرار دیا ہے۔ الالبانی، ناصر الدین، الایمان لابن مندہ، خرج الاحادیثہ ناصر الدین الالبانی، المکتب الاسلامی، بیروت، طبع رابع (۱۹۹۳ء)، ۱: ۲۷

امام عبد بن حمیدؒ، ابن جریرؒ اور ابن منذرؒ نے حضرت قتادہؒ سے روایت نقل کی ہے کہ دل میں خشوع سے مراد خوف اور نماز میں اپنی آنکھیں جھکانا ہے(۱)۔

امام ابن ابی شیبہؒ، عبد بن حمیدؒ اور ابن جریرؒ نے حضرت ابراہیمؒ (۲) سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس سے مراد دل کا خشوع ہے اور وہ نماز میں خاموش رہنا ہے(۳)۔

امام ابن جریرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت حسن بصریؒ (۴) سے یہ تعبیر نقل کی ہے کہ ان کے دلوں میں خشوع ہوتا ہے جس کی وجہ سے وہ اپنی آنکھوں کو جھکاتے ہیں اور تواضع کا اظہار کرتے ہیں (۵)۔

امام عبدالرزاقؒ، عبد بن حمیدؒ، ابن جریرؒ اور ابن حاتمؒ نے حضرت زہریؒ (۶) سے یہ قول نقل کیا ہے کہ نماز میں خشوع سے مراد نماز میں پرسکون رہنا ہے(۷)۔

امام ابن مبارکؒ، عبدالرزاقؒ، عبد بن حمیدؒ، ابن جریرؒ اور ابن منذرؒ نے حضرت مجاہدؒ سے نقل کیا ہے کہ نماز میں خشوع سے مراد خاموش رہنا ہے(۸)۔

---

(۱) ابن المنذر، الاوسط، ۵:۱۹۱

(۲) ابراہیم بن یزید بن قیس بن اسود، ابوعمران، نخعی، بنو مذحج سے تعلق رکھتے تھے۔ ۴۶ھ کو پیدا ہوئے، کوفہ میں رہائش تھی۔ صلاح وصدق، روایت اور حفظ حدیث کے سلسلے میں کبار تابعین میں سے شمار کیے جاتے تھے۔ ۹۶ھ کو وفات پا گئے۔ سیدہ عائشہؓ سے اُن کی ملاقات ثابت ہے، مگر اُن سے روایت ثابت نہیں۔ [تھذیب التھذیب، ۱:۱۶۰۔۱۶۱]

(۳) تفسیر الطبری، سورۃ المؤمنون، ۹:۱۹۸ رقم (۲۵۴۲۸)

(۴) ابوسعید حسن بن ابی الحسن یسار بصری، مشہور تابعی ہیں۔ علم، زہد، تقویٰ اور عبادت میں اپنی مثال آپ تھے۔ آپ کے والد ماجد یسار سیدنا زید بن ثابتؓ کے آزاد کردہ غلام تھے۔ مدینہ منورہ میں ۲۱ھ کو پیدا ہوئے۔ سیدنا علیؓ کی سایہ عاطفت میں رہے۔ بصرہ میں سکونت پزیر تھے۔ ۱۱۰ھ کو وفات پا گئے۔ [ذہبی، میزان الاعتدال فی نقد الرجال، دار المعرفۃ، بیروت (بدون تاریخ) ۱:۵۲۷۔۔ الاعلام، ۲:۲۲۶]

(۵) عبداللہ بن المبارک المروزی، الزھد، ۱:۵۵

(۶) محمد بن مسلم بن عبداللہ بن شہاب زہری، قریش کی شاخ بنو زہرہ بن کلاب سے تعلق تھا۔ ۵۸ھ کو پیدا ہوئے۔ مدینہ منورہ میں رہائش تھی۔ حافظ وفقیہ تابعی ہیں۔ ۱۲۴ھ کو حجاز اور فلسطین کے سرحد پر وفات پا گئے۔ [میزان الاعتدال فی نقد الرجال، ۴:۷۷۱۔۔ الاعلام، ۷:۹۷]

(۷) ابوبکر عبدالرزاق بن ھمام الصنعانی، مصنف عبدالرزاق، رقم (۳۲۶۲)۔۔ بن المنذر، الاوسط، ۵:۱۹۱

(۸) عبداللہ بن المبارک المروزی، الزھد، ۱:۳۵۔ تفسیر الطبری، سورۃ المؤمنون، ۹:۱۹۶

ابن سعدؒ، ابن ابی شیبہؒ اور امام احمدؒ نے زہد میں حضرت مجاہدؒ سے وہ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ(۱) سے روایت نقل کرتے ہیں کہ آپ ﷺ جب نماز میں کھڑے ہوتے تو یوں لگتے گویا وہ ایک لکڑی ہیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی اسی طرح کیا کرتے تھے۔ اور مجاہدؒ نے کہا کہ اس سے مراد نماز میں خشوع ہے(۲)۔

امام حکیم ترمذیؒ حضرت قاسم بن محمدؒ(۳) کے واسطے سے حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما(۴) وہ حضرت اُم رومان سے [جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی ماں ہیں] روایت نقل کرتے ہیں کہ حضرت اُم رومان(۵) نے کہا کہ مجھے ابوبکر صدیقؓ نے دیکھا کہ میں نماز پڑھتے وقت ایک طرف جھکی ہوئی تھی تو انھوں نے مجھے سخت جھڑکا، قریب تھا کہ میں نماز چھوڑ دیتی۔ فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا۔ جب تم میں سے کوئی نماز میں کھڑا ہو تو اپنے اعضاء کو پرسکون رکھے۔ یہودیوں کی طرح نماز نہ میں مائل ہو کیونکہ نماز میں اعضاء کا پرسکون ہونا

---

(۱) عبداللہ بن الزبیر بن عوامؓ، قرشی، اسدی، ابوبکر، ہجرت کے بعد مسلمانوں میں پہلے مولود تھے۔ یکم ہجری کو مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے۔ سیدنا عثمانؓ کے دورِ خلافت میں فتح آفریقہ میں شریک تھے۔ ۲۴ھ کو یزید کی موت کے بعد اُن کے لئے خلافت کی بیعت لی گئی۔ مصر، حجاز، یمن، خراسان، عراق اور شام پر حکومت کی۔ آپ کی مدتِ خلافت ۹ سال ہے۔ آپؓ سے ۳۳ احادیث مروی ہیں۔ [الاصابہ فی تمیز الصحابہ، ۴: ۸۹ رقم (۴۶۸۵)]

(۲) سنن البیھقی الکبریٰ، ۲: ۲۸۳، رقم (۳۳۳۹)۔۔ الامام احمد بن حنبل، الزھد، ۱: ۱۰۸۔۱۱۲۔۔ ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبۃ، المصنف فی الاحادیث والآثار، مکتبۃ الرشد الریاض، طبع اوّل (۱۴۰۹ھ)، کتاب، الصلوٰۃ، باب، من کان یقول فی الصلوٰۃ لاتحرک، رقم، (۷۲۴۵)۔

(۳) قاسم بن محمد بن ابی بکر الصدیقؓ القرشی التیمی ابومحمد، آپ جلیل القدر تابعی اور مدینہ کے فقہاء میں سے تھے۔ آپ کی والدہ ام ولدہ تھیں، جس کا نام سوداء تھا۔ ۱۰۶ھ کو مقام قدید میں وفات پا گئے۔ [تذکرۃ الحفاظ، ۱: ۹۶ رقم (۸۸)]

(۴) اسماء بنت ابی بکر الصدیقؓ عبداللہ بن ابی قحافہ عثمان بن عامر، القرشیہ، التمیمیہ، آپؓ کو ''ذات النطاقین'' کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔ زبیر بن عوامؓ سے آپؓ کی شادی ہوئی اور آپؓ عبداللہ بن زبیرؓ کی والدہ تھیں۔ آپؓ سے (۵۶) احادیث نقل ہیں۔ [تھذیب التھذیب، ۱۲: ۴۲۶ رقم (۲۷۲۰)۔۔ الاعلام، ۱: ۳۰۵]

(۵) زینب بنتِ عامر (وعد بنت عامر) بن عویمر بن عبدالشمس بن عتاب آپؓ ابوبکر الصدیقؓ کی زوجہ مبارکہ اور عبدالرحمٰنؓ کی والدہ محترمہ ہیں۔ آپؓ صحابیہ رسول ﷺ ہیں۔ اور آپؓ کو قدیم الاسلام ہونے کا شرف حاصل ہے۔ [ابن حجر، احمد بن علی بن حجر العسقلانی، الاصابہ فی تمیز الصحابہ، ۸: ۶۰۲، رقم (۱۲۰۲۳)۔۔ ابن حجر، احمد بن علی بن حجر العسقلانی، تھذیب التھذیب، ۱۲: ۴۹۴ رقم (۲۹۴۵)]

نماز کے کمال میں سے ہے(۱)۔

امام حکیم ترمذیؒ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ایک آدمی کو دیکھا جو نماز میں اپنی ڈاڑھی سے کھیل رہا تھا۔ آپ ﷺ فرمایا اگر اس کا دل خشوع والا ہوتا تو اس کے اعضاء بھی خشوع کرتے (۲)۔

امام ابن سعدؒ نے حضرت ابوقلابہ رضی اللہ عنہ (۳) سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت مسلم بن یسار رحمہ اللہ (۴) سے نماز میں خشوع کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے جواب دیا خشوع یہ ہے کہ تو اپنی نظر سجدے کی جگہ رکھے (۵)۔

---

(۱) حلیۃ الاولیاء وطبقات الاصفیاء، ۹: ۳۰۴۔ نوادر الاصول، ۲: ۱۷۱۔ شیخ ناصر الدین الالبانیؒ نے اس حدیث کو موضوع شمار کیا ہے۔ حدیث کی سند میں الحکم بن عبداللہ ایک راوی ہے جس کے بارے میں علماء کی رائے ہے کہ وہ کذاب ہے، یہ قول ابو حاتمؒ کا ہے۔ امام احمدؒ نے الحکم کے بارے میں لکھا ہے: احادیثه کلها موضوعة [الالبانی، السلسلۃ الضعیفۃ، ۶: ۱۹۲ رقم (۲۶۹۱)]

(۲) شعب الایمان، ۵: ۳۶۴ رقم (۶۹۶۷)۔ تعظیم قدر الصلوٰۃ، ۱: ۱۹۴۔ علامہ العراقی نے اس حدیث کو سعید بن مسیّب کا قول قرار دیا ہے اور ابن ابی شیبۃ نے اس حدیث کو ایک مجہول شخص کے واسطے سے ذکر کیا ہے جو اس کے ضعف کی نشانی ہے۔ [العراقی، تخریج احادیث الاحیاء، ۱: ۱۰]

(۳) عبداللہ بن زید بن عمرو بن ناتل بن مالک ابوقلابۃ، بصری، آپ ایک بہت بڑے عالم، امام اور شیخ الاسلام تھے۔ ایک ثقہ راوی الحدیث اور حدیث کے امام مانے جاتے تھے۔ ۱۰۴ھ یا ۱۰۵ھ کو وفات پا گئے تھے۔ [الطبقات الکبریٰ، ۷: ۱۸۳]

(۴) مسلم بن یسار ابوعبداللہ آپؒ ایک بڑے عالم، فاضل وفقیہ تھے۔ مزاج میں حد درجے کا تقویٰ تھا۔ نماز میں قلتِ التفات کے قائل تھے۔ ایک مرتبہ آپ سے نماز کے خشوع کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا (ان تضع بصرک حیث تسجد) [الطبقات الکبریٰ، ۷: ۱۸۳۔ ۱۸۶۔ تہذیب التہذیب، ۱۰: ۱۲۷ رقم (۲۶۲)]

(۵) مصنف عبدالرزاق، کتاب: الصلوٰۃ، باب: رفع الرجل بصرہ الی السماء، رقم (۳۲۶۰)۔ الطبقات الکبریٰ، ۷: ۱۸۶

ابن ابی شیبہؒ، امام بخاریؒ، ابوداؤدؒ اور نسائیؒ نے حضرت عائشہؓ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے نماز میں ادھر اُدھر متوجہ ہونے کے بارے میں پوچھا۔ تو فرمایا یہ جھپٹ مارنا ہے۔ جیسے شیطان بندے کی نماز پر جھپٹ مارتا ہے(۱)۔

امام ابن شیبہؒ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انھوں نے اپنی بیماری کی حالت میں کہا مجھے بٹھاؤ مجھے بٹھاؤ۔ میرے پاس ایک امانت ہے جو رسول اللہ ﷺ نے مجھے عطا فرمائی تھی۔ فرمایا تم میں سے کوئی بھی نماز میں ادھر اُدھر متوجہ نہ ہو۔ اگر وہ مجبور ہو تو ایسی نماز میں ایسا کرے جو اللہ تعالیٰ نے اس پر فرض نہیں کی (یعنی نفلی نماز)(۲)۔

امام عبد الرزاقؒ اور ابن شیبہؒ نے حضرت عطاءؒ (۳) کے واسطے سے روایت نقل کی ہے کہ میں

---

(۱) مصنف ابن ابی شیبۃ، کتاب: الصلوٰۃ، باب: من کرہ الالتفات فی الصلوٰۃ، رقم (۳۵۳۱)
صحیح بخاری، کتاب، صفۃ الصلوٰۃ، باب، الالتفات فی الصلوٰۃ، رقم (۷۱۸)
صحیح بخاری، کتاب، بدء الوحی، باب: ، الصفۃ ابلیس وجنودہ، رقم (۳۱۱۷)
سنن الترمذی، کتاب، ابواب السفر، باب: ، ذکر ما فی الالتفات فی الصلوٰۃ، رقم (۵۹۰)
سنن ابی داود، کتاب، الصلوٰۃ، باب، الالتفات فی الصلوٰۃ، رقم (۹۱۱)
سنن النسائی، کتاب، السھو، باب: التشدید فی الالتفات فی الصلوٰۃ، رقم (۱۱۸۳)
سنن البیھقی الکبریٰ، کتاب، الحیض، باب، کراھیۃ الالتفات فی الصلوٰۃ، رقم (۳۳۴۴)
مصنف عبد الرزاق، کتاب: الصلوٰۃ، باب: رفع الرجل بصرہ الی السماء، رقم (۳۲۷۵)
اسحاق بن خزیمۃ ابوبکر السلمی، صحیح ابن خزیمۃ، المکتب الاسلامی، بیروت، (۱۹۷۰ء)، کتاب: الصلوۃ، باب: ذکر الدلیل علیٰ ان لا التفات فی الصلوٰۃ، رقم (۴۸۴)۔۔ امام ترمذیؒ نے اس حدیث کے بارے میں فرمایا ہے: ھذا حدیث حسن غریب، [سنن الترمذی: کتاب: ابواب السفر، باب: ذکر ما فی الالتفات فی الصلوٰۃ، رقم (۵۹۰)] ناصر الدین البانیؒ نے اس کو صحیح شمار کیا ہے۔ [الالبانی، ناصر الدین، صحیح وضعیف سنن ابی داود، ۲: ۴۱۰]

(۲) مصنف ابن ابی شیبۃ، کتاب، الصلوٰۃ، باب: من کرہ الالتفات فی الصلوٰۃ، رقم (۳۵۴۴)

(۳) عطاء بن اسلم بن صفوان، جلیل القدر تابعی محدث اور فقیہ تھے۔ یمن میں ۲۷ھ کو پیدا ہوئے، مکہ میں رہائش پزیر رہے تھے۔ آپؒ کو دو سو سے زیادہ صحابہ کرامؓ سے شرفِ ملاقات حاصل ہے۔ آپؒ ایک ثقہ راوی الحدیث تھے۔ آپؒ ۱۱۴ھ کو وفات پا گئے۔ [تھذیب التھذیب، ۷: ۱۷۶]

نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا جب تُو نماز پڑھتا ہے تو تیرا رب تیرے سامنے ہوتا ہے جبکہ تُو اس سے مناجات کرتا ہے۔ اس لئے ادھر اُدھر متوجہ نہ ہو۔ عطاء نے کہا مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اے ابن آدم! تُو کس طرف متوجہ ہوتا ہے؟ جس کی طرف متوجہ ہو رہا ہے میں اس سے تیرے لئے بہتر ہوں (۱)۔

امام ابن ابی شیبہؒ نے حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے فرمایا: نماز میں ادھر اُدھر متوجہ ہونے سے بچو کیونکہ متوجہ ہونے والے کی نماز نہیں۔ اگر نفلی نماز میں تُم مغلوب ہو جاؤ تو فرضی نماز میں تم کسی طرح مغلوب نہ ہونا (۲)۔

امام ابن ابی شیبہؒ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ (۳) سے روایت نقل کی ہے کہ بندہ جب تک نماز میں ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی طرف متوجہ رہتا ہے مگر جب وہ بے وضو ہو جائے یا پھر کسی اور چیز کی طرف متوجہ ہو جائے (۴)۔

امام ابن شیبہؒ نے حضرت عبداللہ بن منقذؒ (۵) سے روایت نقل کی ہے کہ جب ایک آدمی نماز کے کئے کھڑا ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ جب بندہ کسی اور چیز کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو وہ اس سے اعراض

---

(۱) مصنف ابن ابی شیبۃ، کتاب: الصلوٰۃ، باب: من کرہ الالتفات فی الصلوٰۃ، رقم (۴۵۳۸)

(۲) مصنف ابن ابی شیبۃ، کتاب: الصلوٰۃ، باب: من کرہ الالتفات فی الصلوٰۃ، رقم (۴۵۳۵)

(۳) عبداللہ بن مسعودؓ بن غافل بن حبیب الھزلی، ابوعبدالرحمٰن، قدیم الاسلام اور جلیل القدر صحابی ہیں۔ مکہ میں اسلام قبول کیا۔ اسلام کی خاطر دو ہجرتیں کیں۔ جنگ بدر کے عظیم معرکہ میں آپؓ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہے، اس کے علاوہ تمام غزوات میں شرکت کی ہے۔ آپؓ نبی کریم ﷺ کی خدمت پر مامور رہے اور صاحب النعلین کہلائے۔ آپؓ ۳۲ یا ۳۳ھ کو مدینہ میں وفات پا گئے تھے۔ [تاریخ دمشق، ۳:۵۱۳]

(۴) مصنف ابن ابی شیبۃ، کتاب: الصلوٰۃ، باب: من کرہ الالتفات فی الصلوٰۃ، رقم (۴۵۳۴)

(۵) عبداللہ بن منقذ العبسی ایک ثقہ راوی ہیں۔ آپؒ الحکم بن عتیبہ کے شاگرد رشید تھے۔ [عبدالرحمٰن بن ابی حاتم الرازی، الجرح والتعدیل، داراحیاء التراث العربی، بیروت، طبع (۱۹۵۲ء) ۵:۱۷۵، رقم (۸۲۲)]

کرتا ہے(۱)۔

امام ابن شیبہؒ نے حضرت کعبؒ سے روایت کی ہے کہ جب ایک آدمی نماز کیلئے کھڑا ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی طرف متوجہ رہتا ہے جب تک وہ کسی اور کی طرف متوجہ نہ ہو(۲)۔

امام ابن شیبہؒ نے حضرت حکمؒ سے روایت نقل کی ہے کہ نماز کی تکمیل یہ ہے کہ جو تیری دائیں جانب ہے یا بائیں جانب ہے اس کی طرف متوجہ نہ ہو۔(۳)۔

امام حاکمؒ نے حضرت جبیر بن نفیرؒ(۴) کے واسطے سے حضرت عوف بن مالکؓ(۵) سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکمؒ نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ ایک روز رسول اللہ ﷺ نے آسمان کی طرف دیکھا، فرمایا: یہ وہ اوقات ہیں جن میں علم اٹھا لیا جاتا ہے۔ ایک انصاری [ابن لبیدؓ(۶)] نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ علم کیسے اٹھا لیا جائے گا جب کہ یہ کتابوں میں محفوظ ہوگا اور دلوں نے اسے یاد کیا ہوگا ؟ فرمایا میں تجھے اہل مدینہ میں سب سے سمجھدار سمجھتا

---

(۱) مصنف ابن ابی شیبۃ، کتاب: الصلوٰۃ، باب: من کرہ الالتفات فی الصلوٰۃ، رقم (۴۵۴۰)

صحیح ابن خزیمۃ، کتاب: الصلوۃ، باب: ذکر الدلیل علیٰ ان لا الالتفات فی الصلوٰۃ ، رقم (۴۸۲)

امام ہیثمیؒ نے اس حدیث کی سند پر بحث کرتے ہوئے لکھا ہے: رواہ البزار عن جابر وفیہ الفضل بن عیسیٰ وقداجمعوا علیٰ ضعفہ، [مجمع الزوائد، ۲:۲۳۲، رقم (۲۴۲۶)]۔ شیخ الالبانیؒ نے اس حدیث کو [حسن] قرار دیا ہے۔ [السلسلۃ الصحیحۃ، ۴:۱۲۷ رقم (۱۵۹۶)]

(۲) مصنف ابن ابی شیبۃ، کتاب: الصلوٰۃ، باب: من کرہ الالتفات فی الصلوٰۃ، رقم (۴۵۴۳)

(۳) مصنف ابن ابی شیبۃ، کتاب: الصلوٰۃ، باب: من کرہ الالتفات فی الصلوٰۃ، رقم (۴۵۴۵)

(۴) جبیر بن نفیر بن مالک بن عامر الحضرمی، ابوعبدالرحمٰن۔ آپ کو ابوعبداللہ الحمصی بھی کہا جاتا ہے۔ نبی کریم ﷺ کا زمانہ پایا مگر اس وقت ایمان نہیں لائے، ابوبکرؓ کے زمانے میں مشرف بہ اسلام ہوئے۔ [تذکرۃ الحفاظ، ۱:۵۲ رقم (۳۲)]

(۵) عوف بن مالکؓ الاشجعی، ابوعمر، غزوہ حنین سے پہلے ایمان لائے تھے اور غزوہ حنین میں شرکت کی تھی۔ فتح مکہ کے دن آپ کے پاس اشجع کا جھنڈا تھا۔ حمص میں مقیم رہے اور عبدالملک بن مروان کے زمانے میں وفات پا گئے۔ [الطبقات الکبریٰ، ۷:۴۰۰]

(۶) زیاد بن لبیدؓ بن ثعلبہ بن سنان بن عامر بن عدی، الانصاری، الخزرجی، ابوعبداللہ، بدری صحابہ میں سے ہیں ، بیعت عقبہ میں بھی آپؓ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہے۔ رسول اللہ ﷺ نے آپ کو حضرموت کا عامل مقرر کیا تھا۔ [الطبقات الکبریٰ، ۳:۵۴۹۸]

تھا۔ پھر نبی کریم ﷺ نے یہود ونصاری کی گمراہی کا ذکر کیا جب کہ ان کے پاس کتابیں تھیں ۔ پھر میں شداد بن اوس (۱) سے ملا اوران سے یہ بیان کیا تو انہوں نے جواب دیا: عوف نے سچی بات کی، کیا میں تجھے اس کے اول کے بارے میں نہ بتاؤں؟ میں نے عرض کی کیوں نہیں۔ فرمایا وہ خشوع ہے یہاں تک کہ تو کسی خشوع کرنے والے کو نہ دیکھے گا (۲)۔

امام حاکمؒ حضرت جبیر بن نفیرؒ کے واسطے سے حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ نبی کریم ﷺ نے اپنی نظر آسمان کی طرف اٹھائی، فرمایا یہ وہ اوقات ہیں جن میں لوگوں سے علم اُچک لیا جائے گا یہاں تک کہ وہ کسی چیز پر قادر نہ ہوں گے۔ زیاد بن لبیدؓ نے کہا رسول اللہ ﷺ یہ علم ہم سے کیسے اچک لیا جائے گا جبکہ ہم قرآن پڑھتے ہیں؟ اللہ کی قسم! ہم اپنی عورتوں اور بچوں کو پڑھائیں گے۔ فرمایا اے زیاد! تیری ماں تجھ پر روئے، میں تجھے مدینہ طیبہ (۳) کے فقہاء میں شمار کرتا تھا، یہ تورات، انجیل یہود ونصاریٰ کے پاس ہیں۔ انہوں نے تو انہیں کوئی نفع نہیں دیا۔ میں عبادہ بن صامتؓ (۴) سے ملا، میں نے اسے کہا کیا تو وہ نہیں سنتا جو تیرا بھائی ابوالدرداء کہتا ہے؟ میں نے اسے سب واقعہ بتایا۔ اس نے کہا وہ سچ کہتا ہے، اگر تو چاہے تو تمہیں بتاؤں کہ سب سے پہلے کونسی چیز لوگوں سے اٹھائی جائے گی؟ وہ خشوع ہے، ممکن ہے وہ مسجد میں داخل ہوں اور وہاں کسی کو بھی خشوع کرنے والا

---

(۱) شداد بن اوس بن ثابت، خزرجی، انصاری، ابویعلیٰ، سیدنا عمرؓ نے انہیں حمص کا والی مقرر کیا تھا، جسے وہ سیدنا عثمانؓ کی شہادت کے بعد چھوڑ کر عبادت وریاضت میں مشغول ہوگئے۔ فصیح، حلیم اور حکیم ودانا تھے۔ حضرت ابوالدرداءؓ انہیں 'فقیہ امت' کے لقب سے یاد فرمایا کرتے تھے۔ ۷۵ سال کی عمر میں ۵۸ھ کو ''قدس'' میں وفات پاگئے۔ آپ سے [۵۰] احادیث مروی ہیں۔ [الاصابہ، ۲:۱۳۹]

(۲) المستدرک: کتاب العلم، باب: فصل فی توقیر العالم، رقم (۳۳۷)۔ مذکورہ حدیث کے بارے میں امام حاکمؒ کچھ یوں رقمطراز ہیں: هذا صحيح وقد احتج الشيخان بجميع رواته والشاهد لذلك فيه شداد بن اوس فقد سمع جبير بن نفير الحديث منهما جميعا ومن ثالث من الصحابه وهو ابو الدارداء. [المستدرک، رقم (۳۳۷)]

(۳) مدینہ منورۃ جس کا پرانا نام یثرب تھا۔ یہ شہر مغرب کی جانب سے خطِ استواء سے ۷۰ ونصف درجے طولا اور ۲۰ درجے عرضا واقع ہے۔ جو اقلیم الثانی میں شمار ہوتا ہے۔ یہ شہر مدینۃ الرسول ﷺ کہلایا جاتا ہے جس کی فضیلت نصف مکہ کے برابر ہے [معجم البلدان، ۵:۷۲]

(۴) عبادہ بن الصامتؓ بن اصرم بن فہر بن ثعلبہ الانصاری، ابوالولید، لیلۃ العقبہ کے شرکاء میں سے ہیں۔ بدر کے معرکہ میں شمولیت کی اور تمام غزوات میں مصروف عمل رہے تھے۔ نبی کریم ﷺ کے زمانے میں قرآن کو جمع کیا۔ بیت المقدس میں مقیم رہے، اور وہیں ۳۴ھ کو وفات پاگئے تھے۔ [الطبقات الکبریٰ، ۳:۵۴۶]

نہ پائیں (۱)۔

امام ابن ابی شیبہؒ، امام احمدؒ نے زہد میں اور حاکمؒ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ (۲) سے روایت نقل کی ہے جب کہ حاکمؒ نے اسے صحیح قرار دیا ہے، فرمایا دین میں سب سے پہلے جس چیز کو تم گم پاؤ گے وہ خشوع ہے اور سب سے آخر میں جس چیز کو تم گم کرو گے وہ نماز ہے، تم اسلام کے مضبوط حلقوں کو ایک ایک کر کے توڑو گے۔ عورتیں نماز پڑھیں گی جب کہ حائضہ ہوں گی، تم سابقہ لوگوں کے راستہ پر برابر، برابر چلو گے، تم ان کے راستہ پر نہ چلو اور نہ ہی وہ تمھیں غلط راستہ پر ڈال سکیں۔ یہاں بہت سارے گروہوں میں سے دو گروہ رہ جائیں گے، ان میں سے ایک کہے گا یہ پانچ نمازیں کیا ہیں؟ ہم سے پہلے لوگ تو گمراہ ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ نے تو فرمایا ہے: ﴿وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ (۳)﴾ تین نمازیں پڑھو۔ دوسرا کہے گا مومنوں کا اللہ تعالیٰ پر ایمان فرشتوں کے ایمان جیسا ہے، تم میں کوئی کافر ہے اور نہ ہی منافق، اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہے کہ وہ ان دونوں فرقوں کو دجال کے ساتھ اٹھائے گا (۴)۔

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت ابو یسر رحمہ اللہ (۵) سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم

---

(۱) مستدرک، کتاب العلم، باب: فصل فی توقیر العالم، رقم (۳۳۸)۔۔امام الحاکمؒ اس حدیث پر حکم لگاتے ہوئے لکھتے ہیں: هذا اسنا دصحیح من حدیث البصریین ۔۔امام ترمذیؒ نے اس حدیث کی سند پر بحث کرتے ہوئے لکھا ہے: هذا حدیث حسن غریب ومعاویه بن صالح ثقةعند اهل البیت، ولانعلم احدا تکلم فیه غیر یحیٰ بن سعید القطان، وقدروی عن معاویة بن صالح نحو هذا، وروی بعضهم هذا الحدیث عن عبدالرحمٰن بن جبیر بن نفیرعن ابیه عن عوف بن مالک عن النبی ﷺ [سنن الترمذی رقم (۲۶۵۳)۔۔المستدرک، رقم (۳۳۸)]

(۲) حذیفہ بن یمان بن جابر رضی اللہ عنہ عبسی، ابوعبداللہ، یمان لقب ہے، ان کا اصلی نام حسل تھا۔ رسول اللہ ﷺ کے راز دان تھے۔ سیدنا عمر فاروقؓ نے انہیں مدائن کا عامل مقرر کیا تھا۔ آپ سے ۲۲۵ احادیث نقل ہیں۔ مدائن میں ۳۶ھ کو وفات پا گئے تھے۔ [الاعلام، ۲:۱۷۹]

(۳) القرآن الکریم، ہود، ۱۱۴

(۴) مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب: الزهد باب: کلام حذیفہؓ، رقم (۳۴۸۰۸)۔۔الامام احمد بن حنبل، الزهد، باب، اخبار حذیفہ بن یمانؓ، ج ۱، ص ۱۹۷۔۔مستدرک، کتاب: الفتن والملاحم، رقم (۸۴۴۸)۔۔امام حاکمؒ اس حدیث کے بارے میں لکھتے ہیں: هذا حدیث صحیح الاسناد ولم یخرجا ه [مستدرک: رقم: ۸۴۴۸]

(۵) کعب بن عمرو بن عباد بن عمرو الانصاری، ابوالیسر، السلمی، آپ بدری صحابہ میں سے ہیں، آپ جابر بن عبداللہؓ کے پھوپھی زاد بھائی تھے۔ بیعت عقبہ، بدر اور خندق میں شریک رہے، آپ مدینہ میں ۵۵ھ کو وفات پا گئے۔ [الطبقات الکبریٰ، ۳:۵۸۱]

میں سے کچھ وہ ہیں جو مکمل نماز پڑھتے ہیں، کچھ نصف، کچھ تیسرا حصہ، کچھ چوتھا حصہ یہاں تک کہ دسویں حصے تک کا ذکر کیا(۱)۔

امام ابن ابی شیبہؒ، امام مسلمؒ اور ابن ماجہؒ نے حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ (۲) سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وہ لوگ جو نماز میں آسمان کی طرف نظریں اُٹھاتے ہیں وہ رک جائیں یا وہ آنکھیں اس کی طرف نہ پلٹیں (۳)۔

امام ابن شیبہؒ، امام بخاریؒ، ابوداؤدؒ، امام نسائیؒ اور ابن ماجہؒ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اُن لوگوں کا کیا حال ہے جو نمازوں میں اپنی آنکھیں آسمان کی طرف اٹھاتے ہیں؟ اس معاملہ میں نبی کریم ﷺ نے سختی فرمائی یہاں تک کہ فرمایا وہ اس سے رک جائیں یا انکی آنکھیں اچک لی جائیں گی (۴)۔

---

(۱) مسند احمد، کتاب مسند المکین، باب: حدیث ابی الیسر الانصاری کعب بن عمرو، رقم (۱۵۵۶۱)۔۔سنن النسائی، کتاب: السھو، باب ذکر الاختلاب عمرو بن الحارث وخالد بن یزید رقم، (۶۱۳)۔۔سنن البیھقی الکبریٰ، کتاب، الحیض، باب، کراھیۃ الالتفات فی الصلوٰۃ، رقم (۳۳۴۴۲)۔۔امام نسائیؒ اس حدیث کو اسناد حسن کے ساتھ نقل کیا ہے، سنن النسائی، کتاب، السھو، باب ذکر الاختلاب عمرو بن الحارث وخالد بن یزید رقم، (۶۱۳)۔۔ناصر الدین البانیؒ نے اس حدیث کو حسن لغیرہ شمار کیا ہے۔[صحیح الترغیب والترھیب، ۱:۱۲۹، رقم ۵۳۸]۔۔شعیب الارنووط نے اس حدیث کو [علیٰ شرط مسلم] قرار دیا ہے۔[تعلیق شعیب الارنووط علیٰ مسند احمد، رقم (۱۵۵۶۱)]

(۲) جابر بن سمرہ بن جنادہ، ابوعبداللہ، صحابی رسول اللہ ﷺ ہیں۔آپؓ سعد بن ابی وقاصؓ کے بھانجے تھے۔کوفہ میں مقیم رہے، ۷۰ھ کو عراق میں وفات پا گئے تھے۔[تھذیب التھذیب، ۲:۳۵۔۳۹ رقم (۶۳)]

(۳) صحیح مسلم، کتاب، الصلوٰۃ، باب: النھی عن رفع البصر الی السماء فی الصلوٰۃ، رقم (۶۴۹)۔۔سنن ابن ماجہ، کتاب، اقامۃ الصلوٰۃ و السنۃ فیھا، باب، الخشوع فی الصلوٰۃ، رقم (۱۰۳۵)۔۔سنن البیھقی الکبریٰ، کتاب: الحیض، باب: کراھیۃ الالتفات فی الصلوٰۃ، رقم (۳۳۵۳)۔

(۴) صحیح البخاری، کتاب، الاذان، باب، رفع البصر الی السماء فی الصلوٰۃ رقم (۷۰۸)۔۔سنن ابی داود، کتاب

امام ابن ابی شیبہؒ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے: وہ لوگ جو نماز میں اپنی آنکھیں آسمان کی طرف اٹھاتے ہیں وہ رک جائیں یا وہ آنکھیں ان کی طرف نہ لوٹیں (۱)۔

امام ابن ابی شیبہؒ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ تم میں سے کوئی ڈرتا نہیں جو اپنی نظر نماز کی حالت میں آسمان کی طرف اٹھاتا ہے کہ اس کی نظر اس کی طرف واپس نہ لوٹے (۲)۔

وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ﴿٣﴾ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فَاعِلُوْنَ ﴿٤﴾ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حَافِظُوْنَ ﴿٥﴾ إِلَّا عَلٰٓى أَزْوَاجِهِمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ فَإِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ ﴿٦﴾ فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَأُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ ﴿٧﴾ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِأَمَانَاتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رَاعُوْنَ ﴿٨﴾ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَوٰتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ﴿٩﴾

الصلوٰۃ باب، النظر فی الصلوٰۃ، رقم (۷۷۹)۔۔سنن النسائی، کتاب، السھو، باب، النھی عن رفع البصر الی السماء فی الصلوٰۃ، رقم (۱۱۸۰)۔۔۔سنن ابن ماجہ، کتاب، اقامۃ الصلوٰۃ والسنۃ فیھا، باب، الخشوع فی الصلوٰۃ، رقم (۱۰۴۴)۔۔الدارمی، عبداللہ بن عبدالرحمٰن، سنن الدارمی، دارالکتاب العربی، بیروت، ط۔اول (۱۴۰۷ھ) کتاب: الصلوٰۃ، باب، کراھیۃ رفع البصر الی السماء فی الصلوٰۃ، رقم (۱۳۰۲)۔۔مسند عبد بن حمید، مسند انس بن مالک، رقم (۱۱۹۶)۔۔مصنف عبدالرزاق، کتاب، الصلوٰۃ، باب، رفع الرجل بصرہ الی السماء، رقم (۳۲۵۹)۔۔صحیح ابن خزیمۃ، کتاب، الصلوٰۃ، باب، التغلیظ فی النظر، رقم (۴۷۵۔۴۷۶)۔۔سنن البیھقی الکبریٰ، کتاب: الحیض، باب: کراھیۃ الالتفات فی الصلوٰۃ، رقم (۳۳۵۱)۔۔شیخ الالبانیؒ نے اس حدیث کو [صحیح] قرار دیا ہے۔[الالبانی، ناصرالدین، صحیح ابی داود، ۱:۲۷۲ رقم (۸۰۷)]

(۱) مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب، فی الرجل رفع البصر الی السماء، ۲:۱۳۴۔۔سنن الدارمی، کتاب، الصلوٰۃ، باب، کراھیۃ رفع البصر الی السماء فی الصلوٰۃ، رقم (۱۳۰۲)۔۔سنن النسائی، کتاب، السھو، باب، النھی عن رفع البصر الی السماء فی الصلوٰۃ، رقم (۱۱۸۰)۔۔امام ھیثمی نے مذکورہ حدیث پر حکم لگاتے ہوئے لکھا: رواہ الطبرانی فی الکبیر باسانیدھا منھا اسناد رجالہ ثقات [مجمع الزوائد، ۲:۲۷۱ رقم (۲۴۲۰)۔۔شیخ الالبانیؒ نے اس کو صحیح قرار دیا ہے۔[صحیح ابن ماجہ، ۱:۲۷۲ رقم (۸۵۷)۔

(۲) مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب، فی الرجل رفع البصر الی السماء، ۲:۱۳۴

"اور وہ جو بیہودہ باتوں سے منہ موڑتے ہیں[۳] اور وہ جو زکوٰۃ ادا کرتے ہیں[۴] اور وہ جو اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرتے ہیں[۵] مگر اپنی بیویوں سے یا (کنیزوں سے) جو ان کی ملک ہوتی ہیں کہ (ان سے) مباشرت کرنے سے انہیں ملامت نہیں[۶] اور جو ان کے سوا اوروں کے طالب ہوں وہ (خدا کی مقرر کی ہوئی حد سے) نکل جانے والے ہیں[۷] اور جو امانتوں اور اقراروں کو ملحوظ رکھتے ہیں[۸] اور جو نمازوں کی پابندی کرتے ہیں[۹]

امام ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ لغو سے مراد باطل ہے(۱)۔

عبدالرازقؒ، ابن جریرؒ اور ابن منذرؒ نے حضرت حسن بصریؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ لغو سے مراد معاصی (گناہ) ہیں(۲)۔

امام ابن مبارکؒ نے حضرت قتادہؒ سے اس کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے: اللہ کی قسم! ان کے پاس اللہ کا ایسا حکم آیا جس نے انہیں باطل سے بچالیا(۳)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ﴿وَالَّذِيْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فٰعِلُوْنَ﴾ کا مطلب ہے وہ مالوں کی زکوٰۃ دیتے ہیں، بدکاری سے اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں مگر اپنی بیویوں سے اور لونڈیوں سے جماع کرنے پر ان کی ملامت نہیں کی جاتی، جس نے بیویوں سے ہٹ کر اپنی عورتوں سے خواہش نفس کو پورا کرنا چاہا جو ان پر حلال نہ تھیں تو وہی دین میں سے تجاوز کرنے والے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جو لوگوں کے معاملات میں امانت دار ہیں اور اپنے وعدوں کی رعایت اور حفاظت کرتے ہیں(۴)۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ(۵) سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ﴿إِلَّا عَلٰٓى أَزْوَاجِهِمْ﴾

---

(۱) تفسیر الطبری، سورۃ المؤمنون، ۹، ۱۹۸ رقم (۲۵۴۲۹)
تفسیر عبدالرزاق، سورۃ المؤمنون، عن اللغو معرضون، رقم (۱۹۰۱)

(۲) تفسیر الطبری، سورۃ المؤمنون، ۹: ۱۹۸ رقم (۲۵۴۳۰)

(۳) عبداللہ بن المبارک المروزی، الزھد، ۱: ۲۷۶

(۴) ابن کثیر، ابوالفداء، اسماعیل بن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، دار الغد العربی، قاہرہ، سورۃ المؤمنون، ۳: ۲۴۶

(۵) اسماعیل بن عبدالرحمن السدی، تابعی حجاز الاصل ہیں، کوفہ میں مقیم رہے تھے۔ صاحب التفسیر والمغازی والسیر، وقائع اور ایام الناس کے امام تھے۔ ۱۲۷ھ یا ۱۲۸ھ کو وفات پا گئے۔ [التاریخ الکبیر، ۱: ۳۶۱۔ الاعلام، ۱: ۳۱۷]

سے مراد اس کی بیوی اور ﴿أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ﴾ سے مراد اس کی لونڈی ہے(۱)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت محمد بن کعب رحمہ اللہ (۲) سے یہ قول نقل کیا ہے: تم پر دو کے سوا ہر شرمگاہ حرام ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے ﴿إِلَّا عَلَىٰ أَزْوَاجِهِمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ﴾ (۳)۔

امام عبد بن حمیدؒ، ابن منذرؒ اور ابن حاتمؒ نے قتادہؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جس نے حلال سے تجاوز کیا وہ حرام تک جا پہنچا (۴)۔

امام عبد بن حمیدؒ نے حضرت عبدالرحمٰنؒ (۵) سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس سے مراد زنا کی خواہش کرنا ہے (۶)۔

امام ابن منذر، ابن ابی حاتم اور حاکم رحمہم اللہ (جب کہ حاکمؒ نے اسے صحیح قرار دیا ہے) نے حضرت ابن ابی ملیکہ رضی اللہ عنہ (۷) سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے عورتوں سے متعہ (۸) کے بارے

---

(۱) صحیح البخاری، کتاب، البیوع، باب، ھل یسافر بالجاریۃ قبل ان یستبرءھا، رقم (۱۱۵)

(۲) محمد بن کعب بن سلیم بن اسد القرظی ابوحمزہ آپ قبیلہ اوس کے حلفاء اور مدینہ کے فضلاء میں تھے آپ ایک مرتبہ مدینہ کی ایک مسجد میں درس دے رہے تھے کہ دران اثناء مسجد کی چھت گر گئی، آپ بمع اپنے ساتھیوں کے وہاں وفات پاگئے۔[ابن حجر، احمد بن علی بن حجر العسقلانی، تھذیب التھذیب، ۹:۳۶۴ رقم (۶۵۴۶)]

(۳) سنن الترمذی، کتاب، النکاح، باب: تحریم نکاح المتعۃ، رقم (۱۱۲۲)۔۔سنن البیھقی الکبریٰ، کتاب، نکاح، باب، نکاح المتعہ، رقم (۱۳۹۴۶)۔۔معجم الکبیر، باب العین، احادیث عبداللہ بن العباسؓ، رقم (۱۰۷۸۲)۔۔الشیخ ناصر الدین البانیؒ نے اس حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے۔[ضعیف الترمذی، ۱:۱۳۰ رقم (۱۹۲)]

(۴) تفسیر ابن کثیر، سورۃ المؤمنون، ۳:۲۴۷

(۵) عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم القرشی العدوی، آپ عبداللہ بن زید اور اسامہ بن زید بن اسلم کے بھائی ہیں۔امام احمد بن حنبلؒ نے آپ کو ضعیف شمار کیا ہے۔امام بخاری اور امام نسائیؒ کے ہاں بھی آپ ضعف کے متحمل ہیں۔[الجرح والتعدیل، ۵:۲۳۳]

(۶) تفسیر ابن کثیر، سورۃ المؤمنون، ۳:۲۴۷

(۷) عبداللہ بن عبیداللہ بن ابی ملیکہ التیمی، المکی، القاضی، ابومحمد، آپ رجال حدیث کے ثقہ راویوں میں سے ہیں، ابن الزبیرؓ نے آپ کو طائف کا قاضی مقرر کیا تھا۔آپؒ نے (۸۰) صحابہ کرام سے شرفِ ملاقات حاصل کیا۔[تھذیب التھذیب، ۵:۲۶۸ رقم (۵۲۳)]

(۸) نکاح متعہ: امام سرخسیؒ نے نکاح متعہ کی وضاحت کچھ یوں کی ہے: " ان یقول لامراءۃ :اتمتع بک کذا من المدۃ بکذا من البدل " ابتدائمیں نبی کریم ﷺ نے نکاح متع کو کچھ عرصے کے لئے جائز قرار دیا تھا بعد میں اس کی مشروعیت منسوخ کردی تھی۔ اہل السنۃ والجماعت کے نزدیک اب یہ نکاح جائز نہیں رہا، البتہ اہل التشیع اس کے جواز کے قائل ہیں۔[سرخسی، ابوبکر محمد بن ابی سھل المبسوط، کتاب النکاح، باب، نکاح المتعۃ، ۶:۴۳۶]

میں پوچھا گیا۔حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میرے اور تمھارے درمیان ثالث کتاب اللہ ہے پھر یہ آیت تلاوت کی۔﴿ وَالَّذِينَ هُمْ لِفُرُوجِهِمْ حَافِظُونَ☆ إِلَّا عَلَىٰ أَزْوَاجِهِمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ ﴾ جس نے اس عورت سے جسے اللہ تعالیٰ نے اس کے عقد نکاح میں دیا یا اس کی ملک میں دیا، سے علاوہ کی خواہش کی تو اس نے حد سے تجاوز کیا(۱)۔

امام عبدالرزاقؒ اور ابوداؤدؒ نے ناسخ میں حضرت قاسم بن محمدؒ سے روایت نقل کی ہے کہ ان سے متعہ کے بارے میں پوچھا گیا تو انھوں نے فرمایا: میں اس کی حرمت قرآن میں پاتا ہوں۔پھر اس آیت کی تلاوت کی ﴿ وَالَّذِينَ هُمْ لِفُرُوجِهِمْ حَافِظُونَ☆إِلَّا عَلَىٰ أَزْوَاجِهِمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ﴾(۲)۔

امام عبدالرزاقؒ نے حضرت قتادہؒ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک عورت نے اپنے غلام سے خواہش پوری کی، اس کا ذکر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں کیا گیا۔حضرت عمرؓ نے اس عورت سے پوچھا اس عمل پر تجھے کس چیز نے برانگیختہ کیا؟ تو اس عورت نے کہا میں نے یہ خیال کیا تھا کہ غلام میں سے میرے لئے وہ حلال ہے جو مردوں کے لئے لونڈی میں سے حلال ہے۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس بارے میں صحابہ سے مشورہ طلب کیا۔صحابہ نے عرض کی اس نے کتاب اللہ کا وہ معنیٰ کیا ہے جو اس کا معنیٰ نہیں بنتا۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ کی قسم! اس کے بعد میں تجھے کسی آزاد کے لئے کبھی حلال نہیں کروں گا۔گویا اس عورت کو سزا دی اور اس عورت سے حد کو ساقط کر دیا اور غلام کو حکم دیا کہ وہ اس کے قریب نہ جائے(۳)۔

---

(۱) المستدرک، کتاب: التفسیر، باب: تفسیر سورۃ المومنین، رقم (۳۴۴۳)۔۔سنن البیھقی الکبریٰ، کتاب: النکاح، باب، نکاح المتعہ، رقم (۱۳۹۵۲)۔۔امام حاکمؒ نے اس حدیث کو [علیٰ شرط الشیخین] قرار دیا ہے۔[المستدرک، رقم (۳۴۴۳)]۔۔قال الذھبی علیٰ شرط البخاری و مسلم[تعلیق الذھبی علیٰ المستدرک، رقم (۳۴۴۳)]

(۲) مصنف عبدالرزاق، کتاب، الطلاق، باب، المتعۃ ، رقم (۱۴۰۳۷۔۱۴۰۳۶)

تفسیر عبدالرزاق، سورۃ المومنون، متعۃ النساء، رقم (۱۹۰۲)

(۳) مصنف عبدالرزاق، کتاب: الطلاق، باب: العبد ینکح سیدتہ،، رقم (۱۲۸۱۸)

امام عبدالرازقؒ نے حضرت ابوبکر بن عبداللہؒ (۱) سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے اپنے والد کو کہتے ہوئے سنا کہ میں حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ (۲) کے پاس تھا۔ ایک عورت اپنے رومی غلام کے ساتھ حاضر ہوئی، اس نے عرض کی میں نے اس سے خواہش پوری کرنی چاہی تو میرے چچازاد بھائیوں نے مجھے روک دیا۔ حضرت عمرؒ نے فرمایا: کیا اس سے قبل تو نے یہ عمل کیا ہے؟ اس نے بتایا جی ہاں، فرمایا اللہ کی قسم! اگر تجھ میں جہالت کا عنصر نہ ہوتا تو میں تمہیں پتھروں سے رجم کر دیتا (۳)۔

امام عبدالرزاقؒ اور ابن ابی شیبہؒ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ان سے ایک ایسی عورت کے بارے میں پوچھا گیا۔ جس نے اپنی لونڈی خاوند کے لئے حلال کی تھی۔ فرمایا تیرے لئے صرف ایک شرم گاہ حلال ہے چاہو تو بیچ دو اور چاہو تو ہبہ کر لو چاہو تو آزاد کر دو (۴)۔

امام عبدالرزاقؒ نے حضرت سعید بن وہبؒ (۵) سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی خدمت میں حاضر ہوا، عرض کیا: میری ماں کی ایک لونڈی ہے، اس نے وہ لونڈی میرے لئے حلال کر دی ہے کہ میں اس سے اپنی خواہش پوری کروں، فرمایا وہ لونڈی تیرے لئے حلال نہیں یہاں تک کہ تو اسے خرید لے یا وہ تجھے یہ لونڈی ہبہ کر دے (۶)۔

---

(۱) ابوبکر بن عبداللہ بن محمد بن ابی سبرۃ بن ابی رھم، قریش کے علماء میں سے تھے۔ آپ کے دادا محترم ابی سبرہؓ بدری صحابہ میں سے تھے۔ خلیفہ منصور نے اپنے دورِ حکومت میں آپؒ کو قضاء کا عہدہ دیا تھا۔ ۱۶۲ھ کو بغداد میں وفات پا گئے تھے۔ [البخاری، محمد بن اسماعیل التاریخ الکبیر، دارالفکر، بیروت، ۹:۹۔ ذہبی، سیر اعلام النبلاء، ۷:۳۳۰، رقم (۱۱۶)]

(۲) عمر بن العزیزؒ بن مروان بن الحکم اموی قرشی ابوحفص ۶۱ھ کو مدینہ میں پیدا ہوئے، ۱۰۱ھ کو مدینہ میں وفات پا گئے تھے۔ صالح خلیفہ اور عادل و نیک سیرت فرمان رواں تھے۔ [سیر اعلام النبلاء، ۵:۱۱۴۔ الاعلام، ۵:۵۰]

(۳) مصنف عبدالرزاق، کتاب: الطلاق، باب، العبد ینکح سیدتہ، رقم (۱۲۸۲۱)

(۴) مصنف عبدالرزاق، کتاب، الطلاق، باب، الرجل یحل امتہ للرجل، رقم (۱۲۸۴۷)

(۵) سعید بن وھب الھمدانی الکوفی، آپ مخضرمین میں سے تھے۔ یمن میں معاذ بن جبلؓ سے آپ کا سماع ثابت ہے۔ آپ ایک ثقہ اور قوی راوی تھے، ۷۵ یا ۷۶ھ کو وفات پا گئے۔ [تھذیب الکمال، ۱۱:۹۷، رقم (۲۳۷۳)]

(۶) مصنف عبدالرزاق، کتاب، الطلاق، باب: العبد ینکح سیدتہ،، رقم (۱۲۸۴۸)

امام عبدالرزاقؒ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جب مرد کی بیوی، اس کی بیٹی یا اس کی بہن اس کے لئے اپنی لونڈی حلال کردے تو وہ اس سے وطی کرے جب کہ یہ لونڈی حلال کرنے والی عورت کی ملکیت ہی ہوگی (۱)۔

امام عبدالرزاقؒ نے حضرت طاؤسؒ (۲) سے یہ قول نقل کیا ہے: یہ کھانے میں سے حلال کرنا ہے، اگر اس لونڈی نے بچہ جنا تو اسکا بچہ اس مرد کا ہوگا جس کے لئے اسے حلال کیا گیا تھا جبکہ وہ لونڈی پہلے خاوند کی ہوگی (۳)۔

امام عبدالرزاقؒ نے حضرت عطاءؒ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی اپنی لونڈی، اپنے غلام، اپنے بیٹے، اپنے بھائی اور اپنے باپ کے لئے جب کہ عورت اپنی لونڈی اپنے خاوند کے لئے حلال کرتی۔ مجھے یہ بھی بتایا گیا ہے کہ مالک اپنی لونڈی اپنے مہمان کے ہاں بھی بیچ دیتا تھا (۴)۔

امام ابن ابی شیبہؒ نے حضرت ابن سیرینؒ سے روایت نقل کی ہے کہ شرم گاہوں کو عاریۃً نہیں دیا جاسکتا۔ (۵)۔

امام ابن ابی شیبہؒ نے حضرت حسن بصریؒ سے روایت نقل کی ہے کہ شرم گاہوں کو ادھار پر نہیں دیا جاسکتا (۶)۔

امام عبد بن حمیدؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت قتادہؒ (۷) سے ﴿ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلٰوتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ﴾ کی یہ تعبیر نقل کی ہے کہ وہ وضو، اوقات، رکوع اور سجود کی نگہبانی کرتے ہیں (۸)۔

---

(۱) مصنف عبدالرزاق، کتاب، الطلاق، باب، العبد ینکح سیدتہ، رقم (۱۲۸۵۸)

(۲) طاؤس بن کیسان یمانی، ۳۳ھ کو پیدا ہوئے۔ آپ سیدنا عثمانؓ کے مایہ ناز شاگرد تھے۔ پانچ سو صحابہ کرامؓ سے ملاقاتیں کی تھی۔ حالت حج میں ۱۰۶ھ کو وفات پاگئے۔ [البدایہ والنھایہ، ۹: ۲۲۴۔۔، الاعلام، ۳: ۲۲۴]

(۳) مصنف عبدالرزاق، کتاب، الطلاق، باب، العبد ینکح سیدتہ، رقم (۱۲۸۵۱)

(۴) مصنف عبدالرزاق، کتاب، الطلاق، باب، العبد ینکح سیدتہ، رقم (۱۲۸۵۰)

(۵) مصنف ابن ابی شیبہ: کتاب، النکاح، باب: قالوا فی المراۃ او الرجل یحل جاریتہ یطاھا، رقم (۱۷۳۰۱)

(۶) مصنف ابن ابی شیبہ: کتاب، النکاح، باب: قالوا فی المراۃ او الرجل یحل جاریتہ یطاھا، رقم (۱۷۲۹۷)

(۷) قتادۃ بن دعامۃ بن قتادۃ بن عُزیر، سدوسی، بصری، مفسر قرآن اور حافظِ حدیث تھے۔ مادرزاد اندھے تھے۔ لغت، ایام عرب اور انساب کے ماہر عالم تھے۔ منکرِ تقدیر اور مدلس تھے۔ ۶۱ھ کو پیدا ہوئے اور ۱۱۸ھ کو واسط میں طاعون کے عارضہ سے وفات گئے۔ [تذکرۃ الحفاظ، ۱: ۱۲۲۔۔، تھذیب التھذیب، ۸: ۳۱۵ رقم (۶۳۷)]

(۸) شعب الایمان، ۳: ۱۹ رقم (۲۷۵۰)

امام سعید بن منصورؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت مسروقؒ (۱) سے روایت نقل کی ہے کہ قرآن حکیم میں ﴿یُحَافِظُوْنَ﴾ کا جو ذکر ہے اس سے مراد ہے کہ وہ نماز کے اوقات کا خیال رکھتے ہیں (۲)۔

امام عبد بن حمیدؒ، ابن منذرؒ، ابن ابی حاتمؒ، ابوالشیخؒ (۳) اور طبرانیؒ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ان سے عرض کی گئی کہ اللہ تعالیٰ قرآن میں اکثر نماز کا ذکر فرماتا ہے: ﴿اَلَّذِیْنَ هُمْ عَلٰی صَلَاتِهِمْ دَآئِمُوْنَ(۴)﴾ ﴿وَالَّذِیْنَ هُمْ عَلٰی صَلَوٰتِهِمْ یُحَافِظُوْنَ﴾ فرمایا: اس سے مراد نماز کے اوقات کا خیال رکھنا ہے۔ لوگوں نے کہا ہم تو اس سے مراد نماز کا ترک کرنا لیتے، فرمایا نماز کا ترک کرنا تو کفر ہے (۵)۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابوصالحؒ (۶) سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہاں نماز سے مراد فرض نماز ہے (۷)۔

امام عبد بن حمیدؒ نے حضرت عکرمہؒ (۸) سے یہ قول نقل کیا ہے کہ نماز سے مراد فرض نماز ہے (۹)۔

---

(۱) مسروق بن اجدع بن مالک ہمدانی، وادعی، ابوعائشہ، ثقہ اور جلیل القدر تابعی تھے۔ یمن کے باشندے تھے۔ سیدنا ابوبکر صدیقؓ کے دورِ خلافت میں مدینہ منورہ تشریف لائے تھے۔ کوفہ میں سکونت اختیار کی تھی۔ ۶۳ھ کو وفات پا گئے تھے۔ [الطبقات الکبریٰ، ۶:۷۶]

(۲) تفسیر الطبری، سورۃ المؤمنون، ۹:۲۰۰

(۳) عبداللہ بن محمد بن جعفر بن حیان، ابومحمد الاصبہانی، آپ حافظ الحدیث تھے۔ علم الحدیث پر آپ کو ملکہ حاصل تھا، ابوالشیخ کے لقب سے یاد کئے جاتے ہیں۔ [تذکرۃ الحفاظ، ۳:۹۴۵ رقم (۸۹۶)]

(۴) القرآن الکریم، المعارج، ۲۳

(۵) المعجم الکبیر، کتاب: العین، باب: احادیث عبداللہ بن مسعود الھذیلی، رقم (۸۹۴۰)۔ امام ہیثمیؒ نے اس حدیث کی سند کے بارے میں لکھا ہے: قاسم اور سعد بن الحسن نے ابن مسعود کو نہیں سنا ہے۔ [مجمع الزوائد، کتاب، التفسیر، باب، سورۃ سال، رقم (۱۱۴۴۰)]

(۶) عبداللہ بن صالح بن محمد بن مسلم الجہنی ابوصالح کاتب اللیث۔ آپ ایک ثقہ راوی ہیں، اور علماء آپ کو مستقیم الحدیث کا نام دیتے ہیں۔ ۲۲۲ھ کو وفات پا گئے تھے۔ [تھذیب التھذیب، ۵:۲۲۸، رقم (۳۴۹۸)]

(۷) روایت نہیں ملی

(۸) عکرمہ القرشی، الہاشمی، ابوعبداللہ المدنی، مولیٰ عبداللہ بن عباسؓ، آپ اصل میں بربر اہل مغرب سے تھے۔ آپ تفسیر کے بڑے امام تھے۔ آپؒ کا کہنا ہے کہ میں نے چالیس سال حصولِ علم میں گزارے۔ ابن عباسؓ کے اکثر تفسیری روایات آپ سے ہی منقول ہیں۔ [تذکرۃ الحفاظ، ۱:۹۵ رقم (۸۷)۔ تھذیب الکمال، ۲۰:۲۶۵ رقم (۴۰۰۹)]

(۹) روایت نہیں ملی

أُولَٰئِكَ هُمُ الْوَارِثُونَ ﴿١٠﴾ الَّذِينَ يَرِثُونَ الْفِرْدَوْسَ ۖ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ﴿١١﴾

"یہی لوگ میراث حاصل کرنے والے ہیں (۱۰) (یعنی) جو بہشت کی میراث حاصل کرینگے اور اس میں ہمیشہ رہیں گے"(۱۱)۔

امام عبدالرزاقؒ، عبد بن حمیدؒ، ابن جریرؒ اور حاکمؒ (جب کہ حاکمؒ نے اسے صحیح قرار دیا ہے) نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ وارثوں سے مراد جو اپنے گھروں اور اپنے بھائیوں کے گھروں کے مالک بنتے، اگر وہ اللہ تعالی کی اطاعت کرتے جو ان کے لئے تیار کئے گئے (۱)۔

امام سعید بن منصورؒ، ابن ماجہؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ، ابن ابی حاتمؒ، ابن مردویہؒ اور بیہقیؒ نے بعث میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے ہر ایک آدمی کے دو گھر ہیں، ایک گھر جنت میں اور دوسرا جہنم میں ہے۔ جب وہ مر کر جہنم میں داخل ہو جائے تو جنتی اس کے گھر کے مالک بن جاتے ہیں۔ اللہ تعالی کے اس فرمان کا یہی معنیٰ ہے (۲)۔

امام عبد بن حمیدؒ حضرت انسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ ربیع بنت نضرؓ (۳) رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ اس کا بیٹا حارث بن سراقہ (۴) غزوہ بدر (۵) میں شہید ہو گیا تھا۔ اسے ایک اجنبی تیر لگا تھا۔ اس نے عرض کی مجھے

---

(۱) مستدرک، کتاب: التفسیر، باب: سورۃ المومنون، رقم (۳۴۸۵)
تفسیر عبدالرزاق، سورۃ المومنون، (یرثون مساکنھم اخوانھم) رقم (۱۹۰۳)

(۲) تفسیر الطبری، سورۃ المؤمنون، ۹: ۲۰۰ رقم (۲۵۴۴۱)۔۔البیھقی، ابوبکر احمد بن الحسین، البعث النشور، مؤسسۃ الکتب الثقافیۃ، بیروت، (۱۴۰۸ھ)، ۱: ۲۴۷ رقم (۲۳۱)۔۔سنن ابن ماجہ، کتاب، الزھد، باب: صفۃ الجنۃ، رقم (۴۳۴۱)۔۔شیخ الالبانیؒ نے اس حدیث [صحیح] قرار دیا ہے۔[صحیح ابن ماجہ، ۲: ۴۳۸، رقم (۳۵۰۳)]

(۳) ربیع بنت النصر بن ضمضم بن زید بن حرام، الانصاریہ، آپؓ صحابیہ ہیں اور انس بن نضر کی بہن اور انس بن مالکؓ کی پھوپھی تھی۔ آپ حارث بن سراقہ کی والدہ ہیں جو بدری صحابہ اور بدر کے شھداء میں شامل ہیں۔[تھذیب التھذیب، ۱۲: ۴۴۷ رقم (۲۷۹۰)۔۔الطبقات الکبریٰ، ۸: ۴۲۴]

(۴) حارث بن سراقہ بن الحارث الانصاری، النجاری، آپ بدری صحابہ میں سے ہیں اور بدر کے دن شھید ہو گئے تھے۔[الاصابہ فی تمیز الصحابہ، ۱: ۵۷۵ رقم (۱۴۱۶)]،

(۵) بدر مکہ و مدینہ کے درمیان واقع مشہور اور میٹھے پانی کا نام تھا جو بعد میں اس مقام کی پہچان بن گئی اور نام کی حیثیت اختیار کر گیا۔ اسلام کا پہلا معرکہ حق و باطل اسی مقام پر لڑا گیا تھا جس کی وجہ سے اس کی قدر و منزلت اور بھی بڑھ گئی۔[معجم البلدان: ۱: ۳۵۷]

حارثہ کے بارے میں بتاؤ، اگر وہ جنت میں ہے تو میں صبر کروں، اگر وہ جنت میں نہیں تو میں اس کے لئے دعا میں کوشش کروں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اے اُم حارثہؓ! جنت میں کئی جنتیں ہیں کہ تیرا بیٹا فردوس اعلیٰ میں ہے۔ فردوس جنت کا ربوہ (بلند جگہ) درمیانی اور افضل ترین حصہ ہے (۱)۔

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنسَانَ مِن سُلَالَةٍ مِّن طِينٍ ﴿١٢﴾ ثُمَّ جَعَلْنَاهُ نُطْفَةً فِي قَرَارٍ مَّكِينٍ ﴿١٣﴾ ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظَامًا فَكَسَوْنَا الْعِظَامَ لَحْمًا ثُمَّ أَنشَأْنَاهُ خَلْقًا آخَرَ ۚ فَتَبَارَكَ اللَّهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ ﴿١٤﴾ ثُمَّ إِنَّكُم بَعْدَ ذَٰلِكَ لَمَيِّتُونَ ﴿١٥﴾ ثُمَّ إِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ تُبْعَثُونَ ﴿١٦﴾

"اور ہم نے انسان کو مٹی کے خلاصے سے پیدا کیا ہے۔[۱۲] پھر اس کو ایک مضبوط (اور محفوظ) نطفہ بنا کر رکھا[۱۳] پھر نطفے کا لوتھڑا بنایا۔ اور پھر لوتھڑے کی بوٹی بنائی پھر بوٹی کی ہڈیاں بنائیں پھر ہڈیوں کا گوشت (پوست) چڑایا۔ پھر اس کو نئی صورت میں بنا دیا۔ تو خدا جو سب سے بہتر بنانے والا بڑا بابرکت ہے۔[۱۴] پھر اس کے بعد تم مر جاتے ہو[۱۵] پھر قیامت کے دن اٹھا کھڑے کئے جاؤ گے۔"[۱۶]

امام عبد بن حمیدؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت قتادہؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق مٹی سے اور حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد کی تخلیق نطفہ سے ہوئی (۲)۔

امام عبد بن حمیدؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ حضرت مجاہدؒ سے ﴿ سُلَالَةٍ مِّن طِينٍ ﴾ کی یہ تعبیر نقل کی ہے کہ اس سے مراد وہ مٹی ہے جب تو اسے اپنے ہاتھ میں لے تو اسکا پانی تیری انگلیوں سے نکل جائے (۳)۔

---

(۱) سنن الترمذی، کتاب: التفسیر، باب: سورۃ المؤمنون، رقم (۳۱۷۴)
تفسیر عبدالرزاق، سورۃ المومنون، ام حارثہ انھما جنتان فی جنۃ، رقم (۱۹۰۴)۔۔امام ترمذیؒ نے اس حدیث کے بارے میں لکھا ہے: قال ھذا حدیث حسن صحیح [سنن الترمذی: رقم (۳۱۷۴)]۔۔شیخ البانیؒ نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔[صحیح الترمذی، ۳:۹۷، رقم (۲۵۳۶)]

(۲) تفسیر الطبری، سورۃ المؤمنون، ۹:۲۰۰

(۳) تفسیر الطبری، سورۃ المؤمنون، ۹:۲۰۰

امام عبد بن حمیدؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت عکرمہؒ سے یہ تعبیر نقل کی ہے کہ انسان کو مٹی کے جوہر سے نکالا گیا(۱)۔

امام ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ ﴿ سُلٰلَةٍ ﴾ سے مراد رقیق (پتلے) پانی کا جوہر ہے جس سے بچے کی ولادت ہوتی ہے(۲)۔

امام عبد بن حمیدؒ اور ابن جریرؒ نے حضرت مجاہدؒ سے ﴿ سُلٰلَةٍ ﴾ کا معنیٰ حضرت آدم علیہ السلام کی مٹی لے لیا(۳)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت خالد بن معدانؒ (۴) سے روایت نقل کی ہے کہ انسان کو مٹی سے پیدا کیا گیا۔ بے شک موسم سرما میں دل نرم ہوتے ہیں(۵)۔

امام عبدالرزاقؒ اور ابن جریرؒ نے آیت کی تفسیر میں حضرت قتادہؒ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کو مٹی سے پیدا کیا گیا اور ان کی اولاد کو حقیر پانی سے پیدا کیا گیا(۶)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نطفہ جب رحم میں گرتا ہے تو جسم کے ہر بال اور ناخن میں اڑ جاتا ہے، چالیس دن تک اس طرح رہتا ہے پھر رحم میں آجاتا ہے اور علقہ بن جاتا ہے(۷)۔

---

(۱) تفسیر الطبری، سورۃ المؤمنون، ۹:۲۰۰

(۲) تفسیر الطبری، سورۃ المؤمنون، ۹:۲۰۰ رقم (۲۵۴۵۴)

(۳) تفسیر الطبری، سورۃ المؤمنون، ۹:۲۰۰ رقم (۲۵۴۵۵)

(۴) خالد بن معدان بن ابی کرب الکلاعی۔ ابوعبداللہ الشامی الحمصی، آپ ایک نیک اور متقی شخص تھے، شہرت کے مخالف تھے۔ آپ کو تقریباً ستر صحابہ کرام سے ملاقات کا شرف حاصل ہے۔ ۱۰۳ھ کو صیام کی حالت میں وفات پا گئے تھے۔ [تذکرۃ الحفاظ، ۱:۹۳]

(۵) تفسیر قرطبی، سورۃ النوح، ۱۸:۲۶۳

(۶) تفسیر الطبری، سورۃ المؤمنون، ۹:۲۰۰

تفسیر عبدالرزاق، سورۃ المؤمنون، رقم (۱۹۰۵)

(۷) تفسیر ابن کثیر، سورۃ المؤمنون، ۳:۲۴۸

امام دیلمیؒ (۱) نے ضعیف سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوع روایت نقل کی ہے کہ وہ نطفہ جس سے بچہ جنم لیتا ہے اس کی وجہ سے تمام اعضاء اور رگوں میں کپکپی طاری ہوجاتی ہے۔ جب وہ نکلتا ہے تو رحم میں جا گرتا ہے (۲)۔

امام عبدالرزاقؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت مجاہدؒ سے روایت نقل کی ہے کہ ہم نے حضرت ابن عباسؓ سے عزل (۳) کے بارے میں پوچھا، فرمایا: جاؤ لوگوں سے اس کے بارے میں پوچھو۔ پھر میرے پاس آؤ اور مجھے آکر بتاؤ۔ انھوں نے پوچھا پھر آپ رضی اللہ عنہ کو بتایا کہ لوگوں نے کہا ہے کہ یہ چھوٹی قسم کا زندہ درگور کرنا ہے اور یہی آیت ﴿وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنسَانَ مِن سُلَالَةٍ﴾ پڑھی پھر کہا یہ زندہ درگور کی جانی والی چیز میں سے کیسے ہوسکتا ہے جب تک اس پر پیدائش نہ گزرے (۴)۔

---

(۱) شیرویہ بن شھر دار بن شرویہ بن فناخسرہ، ابوشجاع، الدیلمی، الھمذانی، آپ اپنے وقت کے بہت بڑے محدث، عالم، حافظ اور مورخ تھے۔ ۴۴۵ھ کو ھمذان میں پیدا ہوئے۔ علم کی خاطر مختلف علاقوں کے سفر کیے۔ آپ کتاب مسند الفردوس اور تاریخ ھمذان کے مؤلف ہیں۔ [تذکرۃ الحفاظ، ۴:۱۲۵۹۔۱۲۶۰ رقم (۱۲۶۳)]

(۲) الفوائد المجموعۃ، ۱:۶۶۔ تنزیہ الشریعۃ المرفوعۃ لابن عراق، ۱:۲۵۶۔ تذکرۃ الموضوعات، ۱:۱۳۲ [فیہ نھشل کذاب]

(۳) العزل: علامہ نوویؒ نے عزل کی تعریف یوں کی ہے: ''ھو ان یجامع فاذا قارب الانزال خارج الفرج''، ھو مکروہ عندنا فی کل حال سواء رضیت ام لا انہ طریق الیٰ قطع النسل. [النووی، یحییٰ بن شرف ابوزکریا، شرح النووی، داراحیاء التراث العربی، بیروت، ط۔ ثانی، (۱۳۹۲ھ)، کتاب النکاح، باب: حکم العزل، ۱۰:۹]

ائمہ ثلاثہ کے نزدیک جب عورت آزاد ہو تو اُس سے عزل کرنے میں اجازت لینے کی ضرورت ہوتی ہے اور اگر لونڈی ہے تو بدون اجازت عزل جائز ہے۔ ائمہ ثلاثہ نے عمر بن خطابؓ کی حدیث کو دلیل میں پیش کیا ہے۔ [مسند احمد: مسند العشرۃ المبشرۃ فی الجنۃ، اول مسند عمر بن الخطاب: رقم (۲۰۷)] امام شافعیؒ کے نزدیک عزل کا جواز مطلقا ہے، چاہے آزاد عورت کی اجازت ہو یا نہ، چاہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ قرآن میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ﴿نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنَّىٰ شِئْتُمْ﴾ (البقرۃ، ۲۲۳) [المستدرک: کتاب: التفسیر. تفسیر سورۃ البقرۃ، رقم (۳۰۵۹)] اس کے علاوہ امام شافعیؒ کا مستدل وہ تمام احادیث ہیں جس میں عزل کے جواز کا حکم آیا ہے۔ امام ابن حزمؒ کے نزدیک عزل مطلقا حرام ہے اس کی دلیل جدامۃ بنت وھبؓ کی حدیث ہے جس کو امام ابن ماجہؒ نے ذکر کیا ہے۔ [سنن ابن ماجہ: کتاب النکاح، باب، العزل، رقم (۲۰۰۱)]

(۴) مصنف عبدالرزاق، کتاب: الطلاق، باب، العزل، رقم (۱۲۵۷۰)۔ سنن البیھقی الکبریٰ، کتاب: النکاح، باب: العزل، رقم (۱۴۰۹۹)

امام عبدالرزاقؒ نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ان سے عزل کے بارے میں پوچھا گیا۔ فرمایا یہ مخفی زندہ درگور کرنا ہے(۱)۔

عبدالرزاقؒ نے ابن مسعودؓ سے عزل کے بارے میں روایت نقل کی ہے، فرمایا یہ مخفی زندہ درگور کرنا ہے(۲)۔

امام ابن ابی شیبہؒ، عبد بن حمیدؒ اور ابن منذرؒ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ وہ یوں قراءت کرتے ﴿فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظٰمًا﴾(۳)۔

امام ابن ابی شیبہؒ اور ابن منذرؒ نے حضرت قتادہؒ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ وہ اس آیت کو یوں پڑھتے ﴿فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظٰماً فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْما﴾ پہلے عظم کو واحد اور دوسری جگہ جمع کے ساتھ پڑھتے(۴)۔

امام عبد بن حمید نے عاصمؒ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے پہلے عظما کو الف کے بغیر اور دوسرے کو واحد پڑھا ہے(۵)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہما سے ﴿ثُمَّ أَنشَأْنَاهُ خَلْقاً آخَرَ﴾ کی یہ تعبیر کی ہے کہ اس میں پھر روح پھونکی(۶)۔

امام عبد بن حمیدؒ اور ابن جریرؒ نے حضرت ابوالعالیہؒ سے روایت نقل کی ہے کہ اس سے مراد ہے کہ اس میں روح ڈالی(۷)۔

امام عبد بن حمیدؒ اور ابن جریرؒ نے حضرت عکرمہؒ اور مجاہدؒ سے اس جیسی روایت نقل کی ہے(۸)۔

---

(۱) سعید بن منصور، سنن، باب، جامع الطلاق، رقم (۲۲۲۳)۔۔المعجم الکبیر، باب: الراء، رفاعہ بن رافع الرزقی، رقم (۴۵۳۶)

(۲) مصنف عبدالرزاق، کتاب، الطلاق، باب، العزل، رقم (۱۲۵۸۰)۔۔سعید بن منصور، سنن، باب، جامع الطلاق، رقم (۲۲۲۲)

(۳) روایت نہیں ملی

(۴) روایت نہیں ملی

(۴) نحاس، معانی القرآن، جامعۃ اُم القری، مکۃ مکرمۃ، ط۔اول (۱۴۰۹ھ)، ۴:۴۴۸

(۵) امام غزالی، محمد بن محمد ابوحامد، احیاء العلوم الدین، دارالمعرفۃ بیروت، کتاب: النکاح، باب: الثالث فی آداب المعاشرہ، ۲:۵۲

(۶) تفسیر الطبری، سورۃ المؤمنون، ۹:۲۰۴ رقم (۲۵۴۶۳)

امام غزالی، محمد بن محمد ابوحامد، احیاء العلوم الدین، دارالمعرفۃ بیروت، کتاب: النکاح، باب: الثالث فی آداب المعاشرہ، ۲:۵۲

(۷) تفسیر الطبری، سورۃ المؤمنون، ۹:۲۰۴ رقم (۲۵۴۶۲)

امام عبد بن حمیدؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت مجاہدؒ سے یہ معنیٰ نقل کیا ہے کہ جب اس کی جوانی مکمل ہو جائے (۱)۔

امام عبد بن حمیدؒ نے حضرت ضحاکؒ (۲) سے یہ قول نقل کیا ہے کہ خلق آخر سے مراد ہے کہ اس کے دانت اور بال بنائے۔ ان سے عرض کی گئی جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو کیا اس کے سر پر بال نہیں ہوتے؟ فرمایا زیر ناف اور بغل کے بال کہاں ہوتے ہیں؟ (۳)۔

امام ابن ابی شیبہؒ، عبد بن حمیدؒ اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت صالح ابو خلیل رحمہ اللہ (۴) سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت نبی کریم ﷺ پر نازل ہوئی ﴿وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِيْنٍ ..... خَلْقًا اٰخَرَ﴾ حضرت عمرؓ نے یہ سن کر ﴿فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ﴾ کے کلمات اپنی زبان سے ادا کئے۔ فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! اس آیت کا اختتام اس طرح ہوا، جس طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی زبان سے کلمات ادا ہوئے تھے (۵)۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت وہب بن منبہ رحمہ اللہ (۶) سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عزیر

---

(۱) مجاہد بن جبر، تفسیر مجاہد، دار الکتاب العلمیۃ، طبع اول (۲۰۰۵ء) سورۃ المؤمنون، ص ۱۷۱ رقم (۱۰۶۱)

(۲) ضحاک بن مزاحم، بلخی، خراسانی، ابو القاسم، آپؒ ایک ماہر مفسر قرآن تھے۔ آپؒ نے بچوں کی تربیت کے لئے ایک مدرسہ قائم کیا تھا جس کی نگرانی خود کیا کرتے تھے۔ ۱۰۵ھ کو خراسان میں وفات پا گئے تھے۔ [تھذیب التھذیب، ۴: ۳۹۷ رقم (۷۹۴)]

(۳) نحاس، معانی القرآن، جامعۃ أم القری، مکۃ مکرمۃ، ط۔ اول (۱۴۰۹ھ)، ۴: ۴۴۸

(۴) صالح بن ابی مریم الصبعی، عبد اللہ بن الحارث، نوفل اور مجاہدؒ سے نقل کرتے ہیں۔ ابو داود، ابن معین اور نسائی نے اس کو ثقہ کہا ہے۔ آپ دخیل کے والد ہیں۔ [تھذیب التھذیب، ۴: ۳۵۳ رقم (۶۹۵)۔۔ التاریخ الکبیر، ۴: ۲۸۹ رقم (۲۸۵۵)]

(۵) المعجم الکبیر، باب: العین، احادیث عبد اللہ بن العباسؓ، رقم (۱۲۲۴۴)۔۔ امام ہیثمیؒ نے اس حدیث کی سند کے بارے میں لکھا ہے: رواہ الطبرانی فی الکبیر والاوسط وقال: لو اجتمعتاما عصیتکما وفیه ابو عبیده بن فضل بن عیاض وهو لین. وبقیة رجاله ثقات [مجمع الزوائد، کتاب، المناقب، باب، ماورد له من الفضل من موافقاته للقرآن ونحو ذالک، رقم (۱۴۴۳۱)]

(۶) وہب بن منبہ الیمانی الصنعانی، ابو عبد اللہ الانباری، آپ ایک ثقہ تابعی ہیں منبہ کے والد فارس سے تعلق رکھتے تھے۔ اور صنعاء کے قضاء پر فائز تھے۔ نبی کریم ﷺ کے زمانے میں مدینہ آئے تھے اور اسلام قبول کیا تھا۔ [تھذیب التھذیب، ۱۱: ۱۴۷۔۱۴۸، رقم (۷۸۰۷)]

علیہ السلام نے عرض کی کہ اے میرے رب! تو نے پانی کو حکم دیا وہ ہوا میں جم گیا، تو نے اس جمے ہوئے پانی سے سات آسمان بنائے، پھر تو نے پانی کو حکم دیا کہ وہ مٹی پر برسے، مٹی کو حکم دیا کہ وہ پانی سے الگ رہے تو بات اس طرح ہوئی، تو نے اسے زمین کا نام دیا اور تمام پانی کو بحر (سمندر) کا نام دیا، پھر تو نے پانی سے نابینا آنکھ بنائی اور اسے بصارت عطا کر دی، اس سے بہرے کان بنائے اور انہیں سننے کی صلاحیت عطا کر دی۔ مردہ نفوس بنائے اور انہیں زندگی عطا کر دی۔ ان سب چیزوں کو تو نے حکم کن عطا فرمایا ان سے ایسی مخلوق بنائی جس کی زندگی پانی میں ہے اور ایسی مخلوق بنائی جو پانی میں صبر نہیں کر سکتی۔ یہ مختلف مخلوق ہے جو مختلف جسموں اور رنگوں میں موجود ہے۔ تو نے اس کی کئی جنسیں بنائیں اور انکے کئے جوڑے بنائے، کئی اقسام کو تخلیق کیا، جس کو تو نے پیدا کیا اس کو تو نے الہام کیا پھر تو نے مٹی اور پانی پر رینگنے والے، قدموں پر چلنے والے جانور اور درندے بنائے ﴿فَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰى بَطْنِهٖ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰى رِجْلَيْنِ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰٓى اَرْبَعٍ (۱)﴾ ان میں سے کچھ ایسے بھی ہیں جو ایک معمولی ہڈی ہیں پھر تو نے اپنی کتاب اور حکمت سے نصیحت کی اور پھر اس پر لازمی موت کا فیصلہ کر دیا پھر اسے دوبارہ اٹھائے گا جس طرح اس سے پہلے دفعہ زندگی دی۔

حضرت عزیر علیہ السلام نے عرض کی: اے اللہ! تو نے اپنی حکم کن سے اپنی تمام مخلوق تخلیق کی تو وہ مخلوق تیری مشیت کے مطابق پیدا ہوئی پھر تو نے زمین میں ہر قسم کی نباتات کو ایک حکم سے ایک مٹی سے اور ایک پانی سے سیراب کر کے پیدا کیا تو وہ تیرے حکم کے مطابق مختلف کھانوں، مختلف رنگوں، مختلف خوشبوؤں اور مختلف ذائقوں کی صورت میں پیدا ہوئی۔ ان میں سے کچھ میٹھے، کچھ کھٹے، کچھ کڑوے، کچھ خوشبودار، کچھ بدبودار، کچھ بدصورت اور کچھ خوبصورت ہیں۔

حضرت عزیر علیہ السلام نے عرض کی: اے میرے رب! ہم تیری تخلیق اور تیرے دست قدرت کا کرشمہ ہیں تو نے ہمارے جسموں کو ہماری ماؤں کی رحموں میں شکل وصورت عطا کی، تو نے جیسے چاہا اپنی قدرت سے ہماری صورت بنائی، تو نے ہمارے بنیادی ارکان بنائے، ان میں ہڈیاں بنائیں، ہمارے کان اور ناک تخلیق فرمائے، پھر اس تاریکی میں ہمارے لئے نور بنایا، اس تنگی میں وسعت بخشی، اس کے منہ میں روح ڈالی۔ پھر تو نے اپنے حکم کے مطابق اپنے فضل سے ہمارے لئے رزق بنائے۔ اس میں تجھے نہ مشقت ہوئی اور نہ ہی تو نے تھکاوٹ محسوس کی۔ تیرا عرش پانی پر تھا اور ظلمت ہوا

---

(۱) القرآن الکریم، النور، ۴۵

عرش پانی پر تھا اور ظلمت ہوا پر تھی۔ فرشتے تیرے عرش اٹھائے ہوئے تھے۔ وہ تیری تسبیح بیان کر رہے تھے۔ ساری مخلوق تیری مطیع تھی۔ تیرے خوف سے سر جھکائے ہوئے تھی۔ تیرے نور کے سوا کوئی نور نہیں دکھائی دیتا تھا۔ تیری آواز کے سوا کوئی آواز سنائی نہیں دیتی تھی۔ پھر تو نے نور کا خزانہ اور ظلمت کا راستہ کھول دیا۔ دونوں رات اور دن ہو گئے جو تیرے حکم سے آگے پیچھے چلتے ہیں (۱)۔

امام ابن ابی حاتمؒ اور ابو الشیخؒ نے العظمۃ میں وہب بن منبہؒ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا جیسا چاہا جس سے چاہا، وہ اسی طرح تھا جیسے فرمایا ﴿فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ﴾ مٹی اور پانی سے پیدا کیا تو نے اس کے بال، اس کا گوشت، اس کا خون، اس کی ہڈیاں اور اس کا جسم بنایا۔ یہ اس تخلیق کی ابتداء ہے جس سے اللہ تعالیٰ نے بنی آدم کو بنایا۔ پھر اس میں نس رکھا۔ اس سے وہ کھڑا ہوتا ہے، بیٹھتا ہے، وہ سنتا ہے اور دیکھتا ہے اور ان چیزوں کو جانتا ہے جو جاندار جانتے ہیں اور اُن چیزوں بچتا ہے جس سے جاندار بچتے ہیں۔ پھر اس میں روح رکھی جس کے ذریعے وہ حق کو باطل سے ہدایت کو گمرائی سے پہچانتا ہے۔ اس کے ذریعے ڈرتا ہے اور آگے بڑھتا ہے اور چھپتا ہے، علم سیکھتا ہے اور تمام معاملات میں تدبیر کرتا ہے۔ مٹی کی وجہ سے انسان میں خشکی اور پانی کی وجہ سے اس میں تری ہے۔ یہ مخلوق کی ابتدا ہے جس سے اللہ تعالیٰ نے ابن آدم کا آغاز کیا۔ جس طرح اس نے پسند کیا تھا۔ پھر انسانی جسم میں یہ چار چیزیں ودیعت کیں جو مخلوق کی انواع میں سے ہیں۔ یہی چیزیں اللہ کے حکم سے جسم کی اصل اور جوہر ہیں۔ وہ سوداء، صفراء، خون اور بلغم ہیں۔ انسان میں خشکی اور گرمی نفس کی وجہ سے ہے۔ اس کا مسکن خون ہے، ٹھنڈک روح کی وجہ سے ہے، اس کا مسکن بلغم ہے۔ یہ فطرتیں اعتدال پر ہوں جب کہ ان میں سے ہر ایک چوتھائی حصہ ہے تو وہ کامل جسم اور صحیح جسم ہوگا۔ اگر ان چار میں سے کوئی دوسرے پر زائد ہو جائے تو وہ اس پر غالب آجاتی ہے اور دوسری فطرت میں بیماری پیدا کر دیتی ہے۔ اگر دوسری سے وہ کم ہو جائے تو دوسری اس پر غالب آجاتی ہے تو یہ جھک جاتی ہے اور اپنی طاقت سے کمزور پڑ جاتی ہے اور قوت سے عاجز ہو جاتی ہے تو دوسری کی جانب سے اس میں ضعف واقع ہو جاتا ہے۔ دوا جاننے والا طبیب جسم کی بیماری سے آگاہ ہو جاتا ہے کہ بیماری کس وجہ سے ہے۔ کیا زیادتی کی وجہ سے ہے یا کم کی وجہ سے؟ (۱)

---

(۱) العظمۃ، باب، داحیھا وخالقھا، ۳:۱۰۵۳

(۲) العظمۃ، باب، تعالیٰ واستعیو ا، ۵:۱۶۲۲

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت علیؓ سے روایت نقل کی ہے کہ جب نطفہ چار ماہ تک پرورش پالیتا ہے تو اس کی طرف ایک فرشتہ بھیجا جاتا ہے جو تین تاریکیوں میں اس میں روح پھونکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ﴾ کا یہی مفہوم ہے، یعنی اس میں روح پھونکی (۱)۔

امام ابن جریرؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ پیدائش کے بعد وہ ماں کے پیٹ سے نکلا۔ اس کی دوسری تخلیق کا آغاز اس کا رونا ہے۔ پھر اس کی تخلیق یہ ہے کہ اس کی رہنمائی اس کی ماں کے پستان پر کی۔ پھر اس کی تخلیق یہ ہے کہ وہ بچہ جانے کہ وہ کیسے اپنے پاؤں پھیلائے یہاں تک کہ وہ بیٹھے۔ پھر وہ گھٹنوں کے بل چلے۔ پھر وہ اپنے قدم پر کھڑا ہو، پھر وہ چلے، پھر وہ دودھ چھوڑے، پھر وہ سیکھے کہ کیسے وہ پیئے اور کیسے کھانا کھائے، یہاں تک کہ بلوغت کی عمر کو پہنچے، پھر وہ شہروں اور ملکوں میں سفر کرے (۲)۔

امام عبدالرزاقؒ اور ابن جریرؒ نے حضرت قتادہؒ سے ﴿ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ﴾ کی یہ تفسیر نقل کی ہے: بعض کہتے ہیں: اس سے مراد بالوں کا اُگنا ہے، بعض کہتے ہیں: اس سے مراد روح کا پھونکنا ہے (۳)۔

امام ابن جریرؒ نے حضرت مجاہدؒ سے ﴿اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ﴾ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ لوگ بناتے ہیں اور اللہ تعالیٰ بھی بناتا ہے جب کہ اللہ تعالیٰ بہترین بنانے والا ہے (۴)۔

امام ابن جریرؒ نے حضرت ابن جریجؒ (۵) سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت عیسیٰ بن مریمؑ بھی بناتے (جبکہ اللہ تعالیٰ بنانے والوں میں سے سب سے بہترین ہے) (۶)۔

---

(۱) تفسیر الطبری، سورۃ الانسان، ۱۲: ۳۵۳

(۲) تفسیر الطبری، سورۃ المؤمنون، ۹: ۲۰۴ رقم (۲۵۴۶۶)

(۳) تفسیر عبدالرزاق، سورۃ المؤمنون، (هو نبات الشعر)، رقم (۱۹۰۶)

تفسیر الطبری، سورۃ المؤمنون ۹: ۲۰۴ رقم (۲۵۴۶۷)

(۴) تفسیر الطبری، سورۃ المؤمنون، ۹: ۲۰۴ رقم (۲۵۴۷۲)

(۵) عبدالملک بن عبدالعزیز بن جریج، القریشی الاموی، ابو خالد یا ابو الولید، صاحب تصانیف اور شیخ الحرم تھے۔ آپ وہ پہلے شخص ہیں جس نے مدینہ میں علم کی تدوین کی تھی۔ آپ ایک ثقہ اور قوی راوی تھے۔ [تھذیب التھذیب، ۲: ۳۴۲۔۳۴۵ رقم (۴۳۴۵)]

(۶) تفسیر الطبری، سورۃ المؤمنون ۹: ۲۰۴ رقم (۲۵۴۷۳)

امام طیالسیؒ (۱)، ابن ابی حاتمؒ، ابن مردویہؒ اور ابن عساکرؒ (۲) نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا: چار چیزوں میں، میں نے اپنے رب سے موافقت کی۔ میں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ! کاش آپ ﷺ مقام ابراہیم کے پیچھے نماز پڑھتے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت ﴿ وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى (۳)﴾ نازل فرمائی۔ میں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ! کاش آپ اپنی بیویوں کے لئے حجاب کا حکم دیتے کیونکہ آپ کی خدمت میں نیک اور بدکار لوگ حاضر ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت ﴿وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَسْئَلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ (۴)﴾ نازل فرمائی۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کی ازواج مطہرات سے کہا اس طرح کے عمل سے رک جاؤ ورنہ اللہ تعالیٰ تم سے بہتر بیویاں بدل دے گا تو یہ آیت ﴿ عَسٰى رَبُّهٗۤ اِنْ طَلَّقَكُنَّ (۵)﴾ نازل ہوئی۔ یہ آیت ﴿وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ..... خَلَقْنَا﴾ نازل ہوئی تو میں نے کہا ﴿ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ﴾ تو یہ حصہ بھی نازل ہوگیا (۶)۔

---

(۱) سلیمان بن داود بن الجارود، الحافظ، آپ فارسی النسل تھے۔ بصرہ میں مقیم رہے۔ آپ حفاظِ حدیث میں سے تھے۔ خداوندِ کریم نے آپ کو کمال کا حافظہ دیا تھا۔ امام وکیعؒ آپ کے بارے میں فرماتے ہیں: ''مابقی احدا احفظ لحدیث طویل من ابی داود'' آپ مسند ابی داود کے مصنف ہیں۔ [تذکرۃ الحفاظ، ۱:۳۵۲۔ تھذیب التھذیب، ۴:۱۶۰]

(۲) علی بن الحسن بن ھبۃ اللہ بن عبداللہ الشافعی، المعروف ابن عساکر، ابوالقاسم، ۴۹۹ھ کو دمشق میں ایک نیک آدمی کے گھر پیدا ہوئے۔ آپ نے حصول علم کے لئے اسفار بعیدہ اختیار کئے تھے۔ تاریخ دمشق آپ کی تالیف ہے۔ [ذہبی، سیر اعلام النبلاء، ۲۰:۱۳۸]

(۳) القرآن الکریم، البقرۃ، ۱۲۵

(۴) القرآن الکریم، سورۃ الاحزاب، ۵۳

(۵) القرآن الکریم، سورۃ التحریم، ۳۵

(۶) طیالیسی، مسند الطیالیسی، دار المعرفۃ، بیروت، بدون تاریخ، باب: الافراد، رقم (۴۱)۔ تاریخ دمشق، ۴۴:۱۱۳۔ المعجم الکبیر، باب: العین، احادیث عبداللہ بن العباسؓ، رقم (۱۲۲۴۴)۔ امام ترمذیؒ نے اس حدیث کی سند کے بارے میں لکھا ہے: قال ابو عیسیٰ ھذا حدیث حسن صحیح [سنن الترمذی، رقم (۳۰۹۸)]۔ شیخ الالبانیؒ نے اس حدیث کو [صحیح] قرار دیا ہے۔ [سنن الترمذی، رقم (۳۰۹۸) الاحکام مذیلہ باحکام الالبانی،]

امام ابن راہویہؒ(۱)، ابن منذرؒ، ابن ابی حاتمؒ، طبرانیؒ سے اوسط میں اور ابن مردویہؒ نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ (۲) سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے یہ آیت املاء کرائی تو معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ (۳) نے کہا ﴿فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ﴾ تو رسول اللہ ﷺ مسکرائے۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! آپ کیوں مسکرائے؟ فرمایا: اس آیت کا اختتام ﴿فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ﴾ پر ہوا ہے (۴)۔

امام طبرانیؒ اور ابن مردویہؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت عمرؓ نے ﴿فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ﴾ کے الفاظ زبان سے ادا کئے تو اللہ تعالیٰ نے اسی طرح ان کلمات کو نازل فرمایا (۵)۔

---

(۱) اسحاق بن ابراہیم بن مخلد حنظلی تمیمی مروزی ابو یعقوب بن راہویہ اپنے زمانے میں خراسان کے بہت بڑے عالم تھے۔ ۱۶۱ھ کو پیدا ہوئے۔ کبار حفاظ حدیث میں سے تھے۔ امام بخاریؒ، امام نسائیؒ اور امام ترمذیؒ جیسے اساطین علم نے اُن کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کئے۔ چونکہ اُنکے والد کی ولادت دوران سفر ہوئے تھی اس لئے راہوئے کہلائے جاتے ہیں۔ نیساپور میں ۲۳۸ھ کو وفات پا گئے۔ [وفیات الاعیان، ۱:۱۹۹۔۔ زرکلی، الاعلام، ۱:۲۹۲]

(۲) سیدنا زید بن ثابتؓ بن ضحاک الانصاری خزرجی، ابو خارجہ، اکابر صحابہ میں سے تھے۔ مدینہ منورہ میں ۱۱ق۔ھ کو پیدا ہوئے۔ مکہ معظمہ میں پلے بڑھے۔ چھ سال کی عمر میں آپؓ کے والد کو قتل کیا گیا۔ ماہر قرآن ہونے کی وجہ سے جمع قرآن کی ذمہ داری سونپ دی گئی تھی۔ کاتبین وحی میں آپ کا شمار پہلے لوگوں میں ہوتا ہے۔ [ابن الجزری، غایۃ النہایۃ فی طبقات القراء، مکتبۃ الخانجی مصر، طبع (۱۹۳۲ء) ۱:۲۹۶]

(۳) سیدنا معاذ بن جبلؓ عمرو بن اوس، الانصاری، خزرجی، ابو عبدالرحمٰن، ۲۰ ق ھ کو پیدا ہوئے۔ حلال وحرام کے بہت بڑے عالم تھے۔ آپؓ دور نبوی ﷺ کے چھ حفاظ کرام میں سے تھے۔ غزوہ تبوک کے بعد نبی کریم ﷺ نے آپؓ کو معلم بنا کر یمن بھیجا تھا۔ آپؓ سے مرویات کی تعداد (۱۸۷) ہے۔ ۱۸ھ کو وفات پا گئے۔ [صفۃ الصفوۃ، ۱:۴۸۹۔۔ الاعلام، ۷:۲۵۸]

(۴) المعجم الاوسط، ۵:۵۶، رقم (۴۶۵۷)۔۔ امام طبرانیؒ نے مذکورہ حدیث کی سند پر بحث کرتے ہوئے لکھا ہے: لا یروی ھذا الحدیث عن زید بن ثابتؓ الا بھذا الاسناد تفرد بہ آدم، المعجم الاوسط، ۵:۵۶، رقم (۴۶۵۷)۔۔ امام ھیثمیؒ مذکورہ حدیث کی سند کے بارے میں کچھ یوں لکھتے ہیں: جابر الجعفی راوی ضعیف ہیں بعض نے توثیق بھی کی ہے۔ اس کے باقی رجال صحیح ہیں۔ مجمع الزوائد: کتاب: التفسیر، باب: سورۃ المومنون، رقم (۱۱۱۸۷)۔۔ حافظ ابن حجرؒ نے بھی جابر جعفی کو ضعیف قرار دیا ہے۔ [المطالب العالیۃ لحافظ ابن حجر العسقلانیؒ، باب: سورۃ قد افلح، رقم (۳۷۶۲)]

(۵) المعجم الکبیر، باب العین، احادیث عبداللہ بن العباسؓ، رقم (۱۲۲۴۴)

وَلَقَدْ خَلَقْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعَ طَرَآئِقَ وَمَا كُنَّا عَنِ الْخَلْقِ غٰفِلِيْنَ ﴿۱۷﴾

"اور ہم نے تمہارے اوپر (کی جانب) سات آسمان پیدا کیے اور ہم خلقت سے غافل نہیں ہیں"[۱۷]

امام ابن ابی شیبہؒ، ابن منذرؒ، ابن ابی حاتمؒ اور ابوالشیخؒ نے حضرت مجاہدؒ سے ﴿سَبْعَ طَرَآئِقَ﴾ کا معنی سات آسمان نقل کیا ہے(۱)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت قتادہؒ سے ﴿وَمَا كُنَّا عَنِ الْخَلْقِ غٰفِلِيْنَ﴾ کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے: اگر اللہ تعالیٰ کسی چیز کو غفلت کے باعث چھوڑتا تو ان لوگوں کے آثار کو چھوڑتا جن پر ہوائیں چلتی ہیں۔(۲)۔

وَأَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً بِقَدَرٍ فَأَسْكَنّٰهُ فِي الْأَرْضِ وَإِنَّا عَلٰى ذَهَابٍ بِهٖ لَقٰدِرُوْنَ ﴿۱۸﴾ فَأَنْشَأْنَا لَكُمْ بِهٖ جَنّٰتٍ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّأَعْنَابٍ لَّكُمْ فِيْهَا فَوَاكِهُ كَثِيْرَةٌ وَّمِنْهَا تَأْكُلُوْنَ ﴿۱۹﴾

"اور ہم ہی نے آسمان سے ایک اندازے کے ساتھ پانی نازل کیا۔ پھر اس کو زمین میں ٹھہرا دیا اور ہم اس کے نابود کر دینے پر بھی قادر ہیں۔[۱۸] پھر ہم نے اس سے تمہارے لئے کھجوروں اور انگوروں کے باغ بنائے، ان میں تمہارے لئے بہت سے میوے پیدا ہوتے ہیں۔ اور ان میں سے تم کھاتے بھی ہو"[۱۹]

امام ابن مردویہ اور خطیبؒ (۳) نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جنت سے زمین کی طرف پانچ دریا نازل کیے۔ سیحون (۴) یہ ہند (۵)

---

(۱) العظمۃ، ۳:۱۰۳۹ رقم (۵۵۸)

(۲) تفسیر ابن کثیر، سورۃ النمل، ۳:۵۰۳

(۳) احمد بن علی ابوبکر الخطیب البغدادی، کمال حافظے کے مالک تھے، الامام الحافظ کے القابات سے یاد کئے جاتے ہیں، آپ تاریخ بغداد کے مصنف ہیں۔ بنیقاء بستی میں پیدا ہوئے، جو اعمال نہر ملک کے مضافات میں ہے۔ بغداد میں وقت کے شیوخ سے مستفید ہونے کے بعد بصرہ، کوفہ، رائی، دینور اور دمشق کے اساتذہ سے علم کا پیاس بجھاتا رہا۔[الصفدی، الوافی فی الوافیات، دار الکتب السلطنیۃ، ۱:۹۴۲]

(۴) سیحون ماوراء النھر کا بہت بڑا دریا جو جندہ کے قریب سمرقند کے مضافات میں بہتا ہے۔ یہ ایسا دریا ہے جو سردی میں برف باری سے جم جاتا ہے اور پھر اس کے اوپر قافلوں کا گزر شروع ہوتا ہے۔ یہ دریا بلادِ ترک کے حدود میں بہتا ہے۔[معجم البلدان، ۳:۲۹۴]

(۵) امام قزوینیؒ کے مطابق ھند جو بہت سارے شہروں کا مجموعہ ہے اس کی وسعت بہت زیادہ ہے۔ طول میں اس کی مسافت تین مہینوں اور عرض میں دو مہینوں پر مشتمل ہے۔ ھند اور سند دو بھائیوں کے کا نام تھے جو توقیر بن یقطن بن حام بن نوحؑ کے بیٹے تھے۔[القزوینی، الاثار البلاد وخبار العباد، ۱:۴۳۲]

دریا ہے،جیحون، (۱) یہ بلخ (۲) کا دریا ہے، دجلہ، (۳) فرات (۴) یہ دونوں عراق (۵) کے دریا ہیں، نیل، (۶) یہ مصر (۷) کا دریا ہے اللہ تعالیٰ نے ان پانچوں کو جنت کے چشموں میں سے ایک چشمہ سے جاری کیا۔ جنت کے درجات

---

(۱) جیحون سالان میں ایک مقام کا نام ہے۔ جو ھند اور کابل کے درمیان واقع ہے۔ اسی مقام پر ایک جگہ جو عندمیس کے نام سے جانا جاتا ہے۔ جس سے ایک چشمہ نکلتا ہے جس کو جیحون یا دریا بلخ کا نام دیا جاتا ہے۔[معجم البلدان،۲:۱۹۶]

(۲) خراسان کے مشہور شہروں میں ایک نام بلخ کا بھی ہے۔ دریائے جیحون کو دریائے بلخ بھی کہا جاتا ہے۔ خلافتِ راشدہ کے دنوں میں الاحنف بن قیس جس کو عبداللہ بن عامر بن کرز نے بھیجا تھا فتح کیا تھا۔[معجم البلدان،۱:۴۸۰]

(۳) دجلہ ایک دریا کا نام ہے جس کو نھر بغداد بھی کہا جاتا ہے۔ اس دریا کو آرنک اور کودک کے نام سے بھی جانا جاتا ہے۔ اس دریا کا منبع میسرہ کے مقام پر ہے جو آمد سے دو دن کے فاصلے پر واقع ہے جو بھلورس کے نام سے جانا جاتا ہے۔[معجم البلدان،۲:۴۴۱]

(۴) فرات:[فاء کے ضمہ اور راء کی تخفیف کے ساتھ] فرات ایک دریا کا نام ہے اور یہ نام عربی محاورہ[اعذب المیاہ] سے مشتق ہے۔ جس طرح قرآن کریم ہے ﴿ھذا عذب فرات﴾ میٹھے پانی کو عربی میں فرات کہا جاتا ہے۔ اس دریا کا منبع آرمینیہ بتایا جاتا ہے، وہاں سے نکل کر فالیقلاء جو خلاد کے نزدیک ہے اس کے پہاڑوں میں سے گزر کر ارضِ قیصر میں داخل ہوتا ہے۔ وہاں سے کمخ، ملیطہ اور سمساط سے گزر کر اس کے ساتھ چھوٹے چھوٹے دریا ملکر واسط کے مقام پر (جو بصرہ کے قریب ہے) دریا دجلہ میں گر جاتا ہے جہاں یہ دونوں دریا ایک بہت بڑے دریا کی صورت میں نظر آتے ہیں اور اس کے بعد اس کا اختتام بحر ھند پر ہو جاتا ہے۔[معجم لبلدان،۴:۲۴۱ تا ۲۴۴]

(۵) امام الخلیل فرماتے ہیں کہ عربی میں عراق دریا کے کنارے کو کہتے ہیں چونکہ عراق کا علاقہ دریا دجلہ اور فرات کے کنارے پر واقع ہے اس لئے اس علاقے کا نام عراق پڑ گیا ہے۔ عراق خطِ استواء سے ۳۱ درجے عرضا اور ۷۵ درجے طولا واقع ہے۔ یہ ایک خوبصورت مناظر اور معتدل آب وھوا والا علاقہ ہونے کی وجہ سے اس علاقے کے باشندے ہمیشہ معتدل رہے ہیں اور صحت اور عقل دونوں کے حوالے سے ان لوگوں کو مختار سمجھا جاتا ہے۔[معجم البلدان،۴:۹۵]

(۶) امام القضائیؒ فرماتے ہیں کہ عجائبِ مصر میں سے دریائے نیل کا بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جس کو اہلِ مصر کے لئے سقی کا زریعہ بنایا ہے اور جس کی وجہ سے اہل مصر بارش سے غنی ہوتے ہیں۔ دریا نیل ایک لمبا بہنے والا دریا ہے اس کی لمبائی کی طرح کوئی دریا بھی نہیں ہے اور اس کی ایک عجیب بات یہ بھی ہے کہ دنیا کا واحد دریا ہے جو جنوب سے شمال کی طرف بہتا ہے۔ اس کو سیدالانھار کہا جاتا ہے۔ حضرت عمرؓ کے زمانے میں جب عمرو بن العاصؓ نے مصر فتح کیا تو اہل مصر کے مطابق دریائے نیل سال میں عید صلیب کے موقع پر رُک جاتا تھا اور جب اس میں ایک کنواری لڑکی کو ڈال دیا جاتا تو اس میں سیلان پیدا ہو جاتا ورنہ قطرہ بھی نہیں بہتا، حضرت عمرؓ نے دریائے نیل کی طرف ایک رقہ لکھا جب اس کو دریائے نیل میں ڈالا گیا تو کبھی بھی اس میں رُکاوٹ نہیں آئی اور اہل مصر ایک مصیبت سے ہمیشہ کے لئے بچ گئے۔[معجم البلدان،۵:۳۳۵]

(۷) مصر کا نام مصر ایم بن حام بن نوح علیہ السلام کی وجہ سے رکھا گیا ہے۔ حضرت عمرؓ کے زمانہِ خلافت میں حضرت عمرو بن العاصؓ نے اس شہر کو فتح کیا تھا۔ جو خطِ استواء سے ۵۴ درجے طولا اور ۲۹ درجے عرضا واقع ہے۔ مصر اقلیم الثالث میں واقع ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں صرف دو شہروں کی تعریف بیان کی ہے ایک مکہ اور دوسرا مصر ہے۔[معجم البلدان،۵:۱۳۷]

میں سے سب سے نچلے درجہ سے حضرت جبرائیل امین کے پروں پر نازل کیا۔ جبرائیل امین نے انھیں پہاڑوں کو ودیعت کیا اور زمین میں جاری کیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو لوگوں کی زندگیوں کے لئے نفع بخش بنا دیا۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿وَأَنزَلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً بِقَدَرٍ فَأَسْكَنَّاهُ فِي الْأَرْضِ﴾ کا یہی مفہوم ہے۔ جب یاجوج ماجوج کے نکلنے کا وقت ہوگا تو اللہ تعالیٰ جبرائیل امین کو نازل فرمائے گا تو وہ زمین سے قرآن حکیم، تمام علم، بیت اللہ سے حجر اسود، مقام ابراہیم، حضرت موسیٰ علیہ السلام کا تابوت تمام تر تبرکات کے ساتھ اور ان پانچوں دریاؤں کو اٹھالے گا اور ان کو آسمان پر لے جائے گا۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿وَإِنَّا عَلَى ذَهَابٍ بِهِ لَقَادِرُونَ﴾ کا یہی مفہوم ہے۔ جب یہ چیزیں زمین سے اٹھالی جائیں گی تو زمین والے دنیا اور آخرت کی بھلائی سے محروم ہو جائیں گے (۱)۔

امام ابن ابی الدنیاؒ (۲) نے حضرت ابن عطافؒ (۳) سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے چار دریا نازل فرمائے: دجلہ، فرات، سیحون اور جیحون۔ یہی وہ پانی ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿فَأَنشَأْنَا لَكُم بِهِ جَنَّاتٍ﴾ (۴).

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت سدیؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جنتٍ سے مراد باغات ہیں (۵)۔

---

(۱) تاریخ بغداد، ۱:۵۷۔۔قال ابن عدی رواہ مسلمة عن مقاتل وھو غیر محفوظ بل ھو منکر المتن [الکامل فی الضعفاء، ۱:۳۸۰۔۔الشیخ البانیؒ نے اس حدیث کو موضوع قرار دیا ہے۔[الالبانی، ناصر الدین، السلسلۃ الضعیفہ، ۶:۱۸۷، رقم (۲۶۸۶)]

(۲) عبداللہ بن محمد بن عبید بن سنان بن سفیان بن قیس القرشی الاموی، ابوبکر ابن ابی الدنیا البغدادی، الحافظ، آپ مشہور کتابوں کے مصنف ہیں۔ آپ خلفاء کی تربیت پر فائز تھے۔ آپ ایک بلند پایہ خطیب تھے۔[تھذیب التھذیب، ۶:۱۴ رقم (۳۷۱۱)]

(۳) محمد بن محمد بن محمد بن عطاف الھمدانی الجرزی ثم الموصلی، علوم القرآن والحدیث کا ماہر عالم، جو علوم حاصل کرنے کے لئے بغداد آئے اور وہیں مالک البانیاسی اور ابن طلحہ جیسے علماء سے علوم لاسلامیہ حاصل کئے اور اس کے بعد علم کی پیاس بجھانے کے لئے دوسرے شہروں کے سفریں اختیار کیے۔ ابن عساکر آپؒ سے نقل کرتے ہیں۔ ۷۰ سال کی عمر میں ۵۳۴ھ کو وفات پا گئے۔[ذہبی، سیر اعلام النبلاء، ۲۰:۵۴ (۳۲)۔۔الانساب، ۳:۲۴۹۔۲۵۰]

(۴) ابن ابی الدنیا، صفۃ الجنۃ، مکتبۃ القرآن، القاھرۃ، (بدون تاریخ)، صفۃ باب شجرۃ الجنۃ، رقم (۷۸)

(۵) تفسیر الطبری، سورۃ التوبۃ، ۶:۴۴۳

وَشَجَرَةً تَخْرُجُ مِن طُورِ سَيْنَآءَ تَنبُتُ بِالدُّهْنِ وَصِبْغٍ لِّلْآكِلِينَ [٢٠]

"اور وہ درخت بھی (ہم ہی نے پیدا کیا) جو طور سینا میں پیدا ہوتا ہے (یعنی زیتون کا درخت کہ) کھانے کے لئے روغن اور سالن لئے ہوئے اُگتا ہے"۔

امام ابن جریرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ضحاکؒ سے ﴿مِن طُورِ سَيْنَآءَ﴾ کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ اس سے مراد وہ پہاڑ ہے جس سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو پکارا گیا (۱)۔

امام عبدالرزاقؒ، عبد بن حمیدؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت قتادہؒ سے ﴿شَجَرَةً تَخْرُجُ﴾ کی یہ تفسیر نقل کی ہے یعنی زیتون سے مراد خوبصورت پہاڑ اور ﴿تَنبُتُ بِالدُّهْنِ وَصِبْغٍ لِّلْآكِلِينَ﴾ سے مراد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس میں دہن اور سالن کی صلاحیت رکھ دی ہے (۲)۔

امام ابن ابی شیبہؒ، عبد بن حمیدؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت مجاہدؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ﴿مِن طُورِ سَيْنَآءَ﴾ سے مراد بابرکت ہے ﴿تَنبُتُ بِالدُّهْنِ﴾ یعنی اگاتا ہے (۳)۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ربیع بن انس رضی اللہ عنہ (۴) سے روایت نقل کی ہے کہ شجرۃ سے مراد زیتون ہے (۵)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت سدیؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ شجرۃ سے مراد زیتون کا درخت ہے جو تیل کو پیدا کرتا ہے یہ ایسا تیل ہے جو پکایا جاتا ہے، کھانے والوں کے لئے سالن ہے جسے لوگ کھاتے ہیں (٦)۔

---

(۱) تفسیر الطبری، سورۃ المؤمنون، ۹:۲۰۷ (۲۵۴۸۰)

(۲) تفسیر الطبری، سورۃ المؤمنون، ۹:۲۰۷ رقم (۲۵۴۷۹)

تفسیر عبدالرزاق، سورۃ المؤمنون، وشجرۃ تخرج (۱۹۰۸)

(۳) تفسیر الطبری، سورۃ المؤمنون، ۹:۲۰۸ رقم (۲۵۴۸۵)

تفسیر مجاہد، سورۃ المؤمنون، رقم (۱۰۲۳)

(۴) ربیع ابن انس الحنفی، البصری ثم الخراسانی، آپ ابن المبارک کے اساتذہ میں سے تھے لیکن احادیث کو قطعات کی صورت میں پیش کیا کرتے تھے۔ آپ پر اہل تشیع کے الزامات بھی تھے۔ [الذہبی، حمد بن احمد، الکاشف، دار القبلۃ للثقافۃ، جدۃ، ط۔اول (۱۹۹۲ء) ۱:۳۹۱۔۔ مشاہیر علماء امصار، ج ۱، ص ۱۲٦]

(۵) تفسیر ابن کثیر، سورۃ المؤمنون، ۳:۲۵۱

(٦) تفسیر الطبری، سورۃ المؤمنون، ۹:۲۰۹

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت عطیہ عوفیؒ (۱) سے یہ قول نقل کیا ہے کہ سیناء (۲) زمین کا نام ہے (۳)۔

امام عبد بن حمیدؒ نے حضرت مجاہدؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ طور سے مراد پہاڑ اور سیناً سے مراد پتھر ہیں۔ ایک لفظ میں وسیناً ہے جس سے مراد درخت ہے (۴)۔

امام عبدالرزاقؒ اور ابن منذرؒ نے حضرت کلبیؒ (۵) سے ﴿مِن طُورِ سَيْنَآءَ﴾ کا معنی درختوں والا پہاڑ نقل کیا ہے (۶)۔

امام ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ﴿تَنبُتُ بِالدُّهْنِ﴾ کی تفسیر کی ہے کہ اس سے مراد وہ تیل ہے جو کھایا جاتا ہے اور اسے لگایا جاتا ہے (۷)۔

امام ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت زیدؒ سے ﴿تَنبُتُ بِالدُّهْنِ وَصِبْغٍ لِّلْآكِلِينَ﴾ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اس کو بطور سالن استعمال کرتے ہیں (۸)۔

امام عبد بن حمیدؒ نے حضرت عاصمؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ ﴿مِن طُورِ سَيْنَآءَ﴾ پڑھتے یعنی سین پر زبر اور آخر میں الف ممدودہ ﴿تَنبُتُ﴾ کو تاء کے نصب اور با کے رفع کے ساتھ پڑھتے (۹)۔

---

(۱) عطیہ العوفی، الکوفی، ایک تابعی ہیں۔ لیکن روایتِ حدیث کے باب میں زیادہ قوی نہیں ہیں۔ امام نسائیؒ نے آپ کو ضعیف کہا ہے۔ [العجلی، احمد بن علی، معرفۃ الثقات مکتبۃ الدار، المدینۃ المنورۃ، طبع (۱۹۸۵ء)، ۲: ۱۴۰۔ النسائی، لضعفاء المتروکین، ۱: ۸۵]

(۲) سینا شام میں ایک مقام کا نام ہے جس کی طرف [الطّور] کی نسبت کی جاتی ہے۔ جس کو طور سینا کہا جاتا ہے۔ جس مقام پر خداوندی کریم موسیٰ علیہ السلام سے ہم کلام ہوئے تھے۔ جو زیادہ درختوں والی جگہ ہے۔ شیخ ابوالبقاء کے مطابق [سینا] ایک پہاڑ کا نام ہے۔ [حموی، معجم البلدان، ۳: ۳۰۰]

(۳) تفسیر الطبری، سورۃ المؤمنون، ۹: ۲۰۹

(۴) تفسیر مجاہد سورۃ المؤمنون، رقم (۱۰۲۴)

(۵) ھشام بن محمد بن السائب الکلبی، ابوالمنذر الاخباری، صاحب السمر والنسب، آپ تاریخ میں کافی مہارت رکھتے تھے۔ امام ذھبیؒ نے آپ کو [متروک] کہا ہے اور ابن عساکرؒ آپ کو رافضی شمار کرتا ہے۔ [التاریخ الکبیر، ۸: ۲۰۰ رقم (۲۷۰۷)۔ تذکرۃ الحفاظ، ۱: ۳۴۳ رقم (۳۲۶)]

(۶) تفسیر عبدالرزاق، سورۃ المومنون، جبل حسن، رقم (۱۹۰۷)

(۷) تفسیر الطبری، سورۃ المؤمنون، ۹: ۲۰۹ (۲۵۴۸۶)

(۸) تفسیر الطبری، سورۃ المؤمنون، ۹: ۲۰۹ (۲۵۴۸۷)

(۹) تفسیر الطبری، سورۃ المؤمنون، ۹: ۲۰۹

امام عبد بن حمیدؒ نے سلمان بن عبدالملکؒ (۱) سے یہ روایت نقل کی ہے کہ وہ ﴿ تنبت بالدهن ﴾ کو تاء کے نصب اور باء کے رفع کے ساتھ پڑھتے (۲)۔

وَإِنَّ لَكُمْ فِي الْأَنْعَامِ لَعِبْرَةً ۖ نُّسْقِيكُم مِّمَّا فِي بُطُونِهَا وَلَكُمْ فِيهَا مَنَافِعُ كَثِيرَةٌ وَمِنْهَا تَأْكُلُونَ ﴿٢١﴾ وَعَلَيْهَا وَعَلَى الْفُلْكِ تُحْمَلُونَ ﴿٢٢﴾ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَىٰ قَوْمِهِ فَقَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ ۖ أَفَلَا تَتَّقُونَ ﴿٢٣﴾ فَقَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ كَفَرُوا مِن قَوْمِهِ مَا هَٰذَا إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُرِيدُ أَن يَتَفَضَّلَ عَلَيْكُمْ وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَأَنزَلَ مَلَائِكَةً مَّا سَمِعْنَا بِهَٰذَا فِي آبَائِنَا الْأَوَّلِينَ ﴿٢٤﴾ إِنْ هُوَ إِلَّا رَجُلٌ بِهِ جِنَّةٌ فَتَرَبَّصُوا بِهِ حَتَّىٰ حِينٍ ﴿٢٥﴾ قَالَ رَبِّ انصُرْنِي بِمَا كَذَّبُونِ ﴿٢٦﴾

"اور تمہارے لئے چارپایوں میں بھی عبرت (اور نشانی) ہے کہ ان کے پیٹھوں میں ہے اس سے ہم تمہیں (دودھ) پلاتے ہیں اور تمہارے لیے ان میں اور بھی بہت سے فائدے ہیں اور بعض کو تم کھاتے بھی ہو [۲۱] اور ان پر اور کشتیوں پر تم سوار ہوتے ہو [۲۲] اور ہم نے نوحؑ کو ان کی قوم کی طرف بھیجا تو انھوں نے اس سے کہا! خدا ہی کی عبادت کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں، کیا تم ڈرتے نہیں [۲۳] تو ان کی قوم کے سردار جو کافر تھے کہنے لگے کہ یہ تو تم ہی جیسا آدمی ہے۔ تم پر بڑائی حاصل کرنا چاہتا ہے۔ اور اگر خدا چاہتا تو فرشتے اتار دیتا۔ ہم نے اپنے اگلے باپ دادا میں تو یہ بات کبھی سنی نہیں تھی۔ [۲۴] اس آدمی کو تو دیوانگی (کا عارضہ) ہے تو اس کے بارے میں کچھ مدت انتظار کرو [۲۵] نوح علیہ السلام نے کہا کہ اے پروردگار انہوں نے مجھے جھٹلایا ہے تو میری مدد کر [۲۶]"۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت مجاہدؒ سے ﴿ الانعام ﴾ کا معنی اونٹ، گائے، بھیڑ اور بکری نقل کیا ہے اور کہا منافع سے مراد جو وہ بچے جنتے ہیں ان پر سواری کی جاتی ہے، ان سے دودھ اور گوشت حاصل کیا جاتا ہے (۳)۔

---

(۱) سلیمان بن عبدالملک بن مروان الحکم القرشی الاموی، خلفاءِ بنواُمیہ کا مشہور خلیفہ گزرے ہیں۔ مدینہ میں پیدا ہوئے اور شام میں پلے بڑھے۔ علم کے دلدادہ تھے۔ آپ اپنے والد اور دادا کے وساطت سے واقعہ افک کے راوی ہیں۔ آپ نے اپنا جانشین عمر بن عبدالعزیزؒ کو بنایا تھا۔ درحقیقت یہ آپ کا ایک عظیم کارنامہ تھا۔ [التاریخ الکبیر، ۴: ۲۵ رقم (۱۸۴۷)۔ الجرح والتعدیل، ۴: ۱۳۰ رقم (۵۶۸۱)]

(۲) تفسیر الطبری، سورۃ المؤمنون، ۹: ۲۰۹

(۳) ابن کثیر، سورۃ المؤمنون، ۳: ۲۹۵

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابوصالحؒ سے الفلک کا معنی کشتیاں نقل کیا ہے(۱)۔

فَأَوْحَيْنَآ إِلَيْهِ أَنِ اصْنَعِ الْفُلْكَ بِأَعْيُنِنَا وَوَحْيِنَا فَإِذَا جَآءَ أَمْرُنَا وَفَارَ التَّنُّورُ فَاسْلُكْ فِيهَا مِن كُلٍّ زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ وَأَهْلَكَ إِلَّا مَن سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ مِنْهُمْ وَلَا تُخَاطِبْنِي فِي الَّذِينَ ظَلَمُوا إِنَّهُم مُّغْرَقُونَ ﴿۲۷﴾ فَإِذَا اسْتَوَيْتَ أَنتَ وَمَن مَّعَكَ عَلَى الْفُلْكِ فَقُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي نَجَّانَا مِنَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ﴿۲۸﴾

"پس ہم نے ان کی طرف وحی بھیجی کہ ہمارے سامنے اور ہمارے حکم سے ایک کشتی بناؤ۔ پھر جب ہمارا حکم آپہنچے اور تنور (پانی سے بھر کر) جوش مارنے لگے تو سب (قسم کے حیوانات) میں جوڑا جوڑا (یعنی نر اور مادہ) دو دو کشتی میں بٹھا دو اور اپنے گھر والوں کو بھی سوان کے جن کی نسبت ان میں سے (ہلاک ہونے کا) حکم پہلے صادر ہو چکا ہے۔ اور ظالموں کے بارے میں ہم سے کچھ نہ کہنا وہ ضرور ڈبو دیئے جائینگے [۲۷] اور جب تم اور تمہارے ساتھی کشتی میں بیٹھ جاؤ تو (خدا کا شکر کرنا اور) کہنا کہ سب تعریف خدا ہی کو (سزاوار) ہے۔ جس نے ہم کو نجات بخشی ظالم لوگوں سے [۲۸]"

امام ابن جریرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ﴿فَاسْلُكْ فِيهَا﴾ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ ہر چیز کے دو جوڑے اس میں رکھ لے(۲)۔

وَقُل رَّبِّ أَنزِلْنِي مُنزَلًا مُّبَارَكًا وَأَنتَ خَيْرُ الْمُنزِلِينَ ﴿۲۹﴾

"اور (یہ بھی) دعا کرنا کہ یہ پروردگار ہم کو مبارک جگہ اُتاریو اور تو سب سے بہتر اُتارنے والا ہے [۲۹]

امام ابن ابی شیبہؒ، عبد بن حمیدؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت مجاہدؒ سے ﴿وَقُل رَّبِّ أَنزِلْنِي مُنزَلًا مُّبَارَكًا﴾ کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت نوحؑ سے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ تجھے کشتی سے اتارے تو یہ عرض کرنا(۳)۔

امام عبد بن حمیدؒ نے عاصمؒ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے منزلا کو میم کے نصب اور راء کے جر کے ساتھ پڑھا ہے(۴)۔

---

(۱) فتح القدیر، ۶:۳۳۸۔۔زاد المسیر، ۴:۴۰۹۔۔تفسیر مقاتل، ۳:۱۹۳

(۲) تفسیر الطبری، سورۃ المؤمنون، ۹:۲۱۰ رقم (۲۵۴۸۸)

(۳) تفسیر الطبری، سورۃ المؤمنون، ۹:۲۱۰ رقم (۲۵۴۸۹)

(۴) روایت نہیں ملی

امام عبد بن حمیدؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت قتادہؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں تعلیم دے رہا ہے کہ جب تم سوار ہو تو کیا کہو، جب نیچے اترو تو کیا کہو، جب سوار ہو تو کہو ﴿سُبْحٰنَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِیْنَ ☆ وَإِنَّا إِلٰى رَبِّنَا لَمُنقَلِبُون (۱)﴾ اور ﴿بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرَاهَا وَمُرْسَاهَا إِنَّ رَبِّیْ لَغَفُورٌ رَّحِیْم (۲)﴾ اور جب اترو تو یہ کہو: ﴿رَّبِّ أَنزِلْنِیْ مُنزَلاً مُّبٰرَكاً وَّأَنتَ خَیْرُ الْمُنزِلِیْنَ (۳)﴾

إِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ وَّإِنْ كُنَّا لَمُبْتَلِیْنَ ﴿۳۰﴾

"بے شک اس (قصے) میں نشانیاں ہیں اور ہمیں تو آزمائش کرنی تھی" [۳۰]

امام عبد بن حمیدؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت قتادہؒ سے یہ تفسیری قول نقل کیا ہے کہ تم سے قبل بھی لوگوں کو آزمایا (۴)۔

ثُمَّ أَنشَأْنَا مِن بَعْدِهِمْ قَرْناً اٰخَرِیْنَ ﴿۳۱﴾ فَأَرْسَلْنَا فِیْهِمْ رَسُولاً مِّنْهُمْ أَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلٰهٍ غَیْرُهٗ ط أَفَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۳۲﴾ وَقَالَ الْمَلَأُ مِن قَوْمِهِ الَّذِیْنَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِلِقَآءِ الْاٰخِرَةِ وَأَتْرَفْنَاهُمْ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا مَا هٰذَا إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ یَأْكُلُ مِمَّا تَأْكُلُوْنَ مِنْهُ وَیَشْرَبُ مِمَّا تَشْرَبُوْنَ ﴿۳۳﴾ وَلَئِنْ أَطَعْتُم بَشَراً مِّثْلَكُمْ إِنَّكُمْ إِذاً لَّخٰسِرُوْنَ ﴿۳۴﴾ أَیَعِدُكُمْ أَنَّكُمْ إِذَا مِتُّمْ وَكُنتُمْ تُرَاباً وَعِظَاماً أَنَّكُم مُّخْرَجُوْنَ ﴿۳۵﴾

"پھر ان کے بعد ہم نے ایک اور جماعت پیدا کی [۳۱] اور ان میں سے ایک پیغمبر (بھیجا جس نے اُن سے کہا) کہ خدا ہی کی عبادت کرو (کہ) اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں، تو کیا تم ڈرتے نہیں [۳۲] تو ان کی قوم کے سردار جو کافر تھے اور آخرت کے آنے کو جھوٹ سمجھتے تھے اور دنیا کی زندگی میں ہم نے ان کو آسودگی دے رکھی تھی۔ کہنے لگے کہ یہ تو تم ہی جیسا آدمی ہے، جس قسم کا کھانا تم کھاتے ہو، اسی طرح کا یہ بھی کھاتا ہے اور جو پانی تم پیتے ہو اسی قسم کا یہ بھی پیتا ہے

---

(۱) القرآن الکریم، الزخرف، ۱۳، ۱۴

(۲) القرآن الکریم، ہود، ۴۱

(۳) تفسیر الطبری، سورۃ المؤمنون، ۹: ۲۱۰

(۴) تفسیر ابن کثیر، سورۃ المؤمنون، ۵: ۴۷۳

[۳۳]اور اگر تم اپنے ہی جیسے آدمی کا کہا مان لیا تو گھاٹے میں پڑ گئے [۳۴] کیا یہ تم سے یہ کہتا ہے کہ جب تم مر جاؤ گے اور مٹی ہو جاؤ گے اور استخوان (کہ سوا کچھ نہ رہے گا) تو تم (زمین سے نکالے جاؤ گے [۳۵]"

ابن ابی حاتمؒ نے ابو مالکؒ (۱) سے ﴿قَرْنًا﴾ کا معنیٰ اُمت نقل کیا ہے (۲)۔

هَيْهَاتَ هَيْهَاتَ لِمَا تُوعَدُونَ ﴿٣٦﴾ إِنْ هِيَ إِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوتُ وَنَحْيَا وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوثِينَ ﴿٣٧﴾ إِنْ هُوَ إِلَّا رَجُلٌ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا وَمَا نَحْنُ لَهُ بِمُؤْمِنِينَ ﴿٣٨﴾ قَالَ رَبِّ انْصُرْنِي بِمَا كَذَّبُونِ ﴿٣٩﴾ قَالَ عَمَّا قَلِيلٍ لَيُصْبِحُنَّ نَادِمِينَ ﴿٤٠﴾

"جس بات کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے (بہت) بعید اور (بہت) بعید ہے [۳۶] زندگی تو یہی ہماری دنیا کی زندگی ہے کہ (اسی میں) ہم مرتے اور جیتے ہیں ، اور ہم پھر نہیں اُٹھائے جائینگے [۳۷] یہ تو ایک ایسا آدمی ہے جس نے خدا پر جھوٹ افتراء کیا ہے اور ہم اس کو ماننے والے نہیں [۳۸] پیغمبر نے کہا کہ اے پروردگار انہوں نے مجھے جھوٹا سمجھا ہے تو میری مدد کر [۳۹] فرمایا کہ یہ تھوڑے ہی عرصے میں پشیمان ہو کر رہ جائینگے [۴۰]"

امام ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت عباسؓ سے ﴿هَيْهَاتَ هَيْهَاتَ﴾ کا معنی بہت دور بہت دور نقل کیا ہے (۳)۔

امام عبد الرزاقؒ، عبد بن حمیدؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت قتادہؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ موت کے بعد دوبارہ اٹھانا ان کے دلوں میں ہی بہت ہی دور کی بات ہے (۴)۔

---

(۱) غزوان الغفاری، ابو مالک الکوفی، آپ کا تعلق وسط تابعین سے تھا۔ حافظ ابن حجرؒ اور علامہ ذہبیؒ نے ثقہ قرار دیا ہے۔ آپ نے عبداللہ بن عباسؓ اور ایک مجہول صحابی سے قصہ ماعز نقل کیا ہے۔ [تقریب التھذیب، ۱:۴۴۲ رقم (۵۳۵۴)۔۔ التاریخ الکبیر، ۷:۱۰۸ رقم (۴۸۳)]

(۲) تفسیر الطبری، سورۃ الزخرف، ۱۱:۱۶۸

(۳) تفسیر الطبری، سورۃ المؤمنون، ۹:۲۱۳ رقم (۲۵۴۹۱)
صحیح البخاری: کتاب التفسیر، باب: تفسیر سورۃ المومنین، رقم الباب (۲۳۷)

(۴) تفسیر الطبری، سورۃ المؤمنون، ۹:۲۱۳ رقم (۲۵۴۹۲)
تفسیر عبد الرزاق، سورۃ المؤمنون، ھیھات ھیھات لما توعدون، رقم (۱۹۱۰)

فَأَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ بِالْحَقِّ فَجَعَلْنَاهُمْ غُثَآءً فَبُعْداً لِّلْقَوْمِ الظَّٰلِمِينَ ﴿٤١﴾ ثُمَّ أَنشَأْنَا مِن بَعْدِهِمْ قُرُوناً ءَاخَرِينَ ﴿٤٢﴾ مَا تَسْبِقُ مِنْ أُمَّةٍ أَجَلَهَا وَمَا يَسْتَأْخِرُونَ ﴿٤٣﴾

"تو ان کو (وعدہ برحق کے مطابق) زور کی آواز میں آ پکڑا، تو ہم نے ان کو کوڑا کرکٹ ڈالا۔ پس ظالم لوگوں پر لعنت ہے [۴۱] پھر ان کے بعد ہم نے اور جماعتیں پیدا کیں [۴۲] کوئی جماعت اپنے وقت سے نہ آگے جاسکتی ہے نہ پیچھے رہ سکتی ہے [۴۳]"

امام ابن جریرؒ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ﴿فَجَعَلْنَاهُمْ غُثَآءً﴾ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ انہیں یوں کر دیا جیسے درخت کی بے جان بوسیدہ چیز ہے(۱)۔

امام عبد الرزاقؒ، عبد بن حمیدؒ اور ابن جریرؒ نے حضرت قتادہؒ سے یہ قول نقل کیا ہے: غثاء کا معنی بوسیدہ چیز ہے(۲)۔

امام عبد بن حمیدؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت مجاہدؒ سے اس کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ ہم انہیں بوسیدہ سیاہ خشک خاک کی طرح بنا دیں گے، سیلاب انہیں یوں اٹھائے گا جس طرح قوم ثمود کو اٹھایا تھا(۳)۔

ثُمَّ أَرْسَلْنَا رُسُلَنَا تَتْرَا كُلَّ مَا جَآءَ أُمَّةً رَّسُولُهَا كَذَّبُوهُ فَأَتْبَعْنَا بَعْضَهُم بَعْضاً وَجَعَلْنَٰهُمْ أَحَادِيثَ فَبُعْداً لِّقَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُونَ ﴿٤٤﴾ ثُمَّ أَرْسَلْنَا مُوسَىٰ وَأَخَاهُ هَارُونَ بِـَٔايَٰتِنَا وَسُلْطَٰنٍ مُّبِينٍ ﴿٤٥﴾

"پھر ہم نے پے در پے اپنے پیغمبر بھیجتے رہے۔ جب کسی اُمت کے پاس اس کا پیغمبر آتا تھا تو اُسے جھٹلاتے تھے تو ہم بھی بعض بعض کے پیچھے (ہلاک کرتے اور اُن پر عذاب) لاتے رہے اور اُن کے افسانے بناتے رہے۔ پس جو لوگ ایمان نہیں لاتے ان پر لعنت ہے۔ (۴۴) پھر ہم نے موسیٰ اور ان کے بھائی ھارون کو اپنی نشانیاں اور دلیل ظاہر دیکر بھیجا (۴۵)

---

(۱) تفسیر الطبری، سورۃ المؤمنون، ۹: ۲۱۴ رقم (۲۵۴۹۴)

(۲) تفسیر الطبری، سورۃ المؤمنون، ۹: ۲۱۳ رقم (۸۔۲۵۴۹۷)

تفسیر عبد الرزاق، سورۃ المؤمنون، ھیھات ھیھات لما توعدون، رقم (۱۹۱۱)

(۳) تفسیر الطبری، سورۃ المؤمنون، ۹: ۲۱۳ رقم (۲۵۴۹۵)

تفسیر مجاہد، سورۃ المؤمنون، رقم (۱۰۶۶)

امام ابن جریرؒ، ابن المنذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت عباسؓ سے ﴿أَرْسَلْنَا رُسُلَنَا تَتْرَا﴾ کا معنی اُن میں بعض بعض کے آثار پر ہونگے (۱)۔

امام ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے مجاہدؒ و قتادہؒ سے اس جیسا معنی نقل کیا ہے اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے (۲)۔

إِلَىٰ فِرْعَوْنَ وَمَلَإِ۟ئِهِۦ فَاسْتَكْبَرُوا۟ وَكَانُوا۟ قَوْمًا عَالِينَ ﴿٤٦﴾ فَقَالُوٓا۟ أَنُؤْمِنُ لِبَشَرَيْنِ مِثْلِنَا وَقَوْمُهُمَا لَنَا عَٰبِدُونَ ﴿٤٧﴾ فَكَذَّبُوهُمَا فَكَانُوا۟ مِنَ ٱلْمُهْلَكِينَ ﴿٤٨﴾ وَلَقَدْ ءَاتَيْنَا مُوسَى ٱلْكِتَٰبَ لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُونَ ﴿٤٩﴾

"(یعنی) فرعون اور اس کی جماعت کی طرف ،تو انہوں نے تکبر کیا اور وہ سرکش لوگ تھے۔[۴۶] کہنے لگے کہ کیا ہم اُن اپنے جیسے دو آدمیوں پر ایمان لے آئے اور اُن کے قوم کے لوگ ہمارے خدمتگار ہیں[۴۷] تو ان لوگوں نے ان کی تکذیب کی سو (آخر) ہلاک کر دیے گیے [۴۸] اور ہم نے موسیٰ کو کتاب دی تھی تا کہ وہ لوگ ہدایت پائے[۴۹]"

امام ابن جریرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن زیدؒ سے ﴿وَكَانُوا۟ قَوْمًا عَالِينَ﴾ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ وہ اپنے رسولوں پر غالب آ گئے اور ان کی نافرمانی کی یہی ان کا علو بلند ہونا تھا اور یہ آیت پڑھی ﴿تِلْكَ ٱلدَّارُ ٱلْـَٔاخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِينَ لَا يُرِيدُونَ عُلُوًّا فِى ٱلْأَرْضِ وَلَا فَسَادًا(۳)﴾ (۴)

وَجَعَلْنَا ٱبْنَ مَرْيَمَ وَأُمَّهُۥٓ ءَايَةً وَءَاوَيْنَٰهُمَآ إِلَىٰ رَبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَمَعِينٍ ﴿٥٠﴾

"اور ہم نے مریم کے بیٹے (عیسیٰ) اور اُن کی ماں کو (اپنی) نشانی بنایا تھا اور اُن کو ایک اُونچی جگہ پر جو رہنے کے لائق تھی اور جہاں (نتھرا ہوا) پانی جاری تھا، پناہ دی تھی[۵۰]"

امام عبدالرزاقؒ، عبد بن حمیدؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت قتادہؒ سے اس آیت کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ حضرت مریمؑ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ان کے باپ کے بغیر جنا (۵)۔

---

(۱) تفسیر الطبری، سورۃ المؤمنون، ۹:۲۱۶ رقم (۲۵۵۰۱-۲)

(۲) تفسیر الطبری، سورۃ المؤمنون ۹:۲۱۳

(۳) القرآن الکریم، القصص، ۸۳

(۴) تفسیر الطبری، سورۃ المؤمنون، ۹:۲۱۳ رقم (۲۵۵۰۴)

(۵) تفسیر الطبری، سورۃ المؤمنون، ۹:۲۱۷ (۲۵۵۰۸)

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ربیع بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ﴿ اٰیَۃً ﴾کا معنی عبرت ہے(۱) ۔

امام ابن ابی شیبہؒ،عبد بن حمیدؒ اور ابن منذرؒ نے حضرت حسن بصریؒ یہ قول نقل کیا ہے:﴿اٰوَیۡنٰھُمَاۤ﴾ میں ھما ضمیر سے مراد حضرت عیسٰی علیہ السلام اوران کی والدہ ہے(۲)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت مجاہدؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ﴿ھما﴾ضمیر سے مراد حضرت عیسٰی علیہ السلام اوران کی والدہ ہیں۔انھوں نے غوطہ(۳)اوراس کے اردگرد پناہ لی(۴)۔

امام ابن جریرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ ربوۃ سے مراد ہموار جگہ اور معین سے مراد جاری پانی ہے۔یہی وہ نہر ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا﴿قَدۡ جَعَلَ رَبُّكِ تَحۡتَكِ سَرِيًّا (٥)﴾ (٦).

امام ابن ابی شیبہؒ،ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ربوۃ سے مراد زمین سے بلند جگہ ہے۔اس میں نباتات اچھی ہوتی ہیں﴿وَاٰوَیۡنٰھُمَاۤ اِلٰی رَبۡوَۃٍ ﴾یعنی سبزہ والی اور معین سے مراد پانی ہے(۷)۔

امام عبد بن حمیدؒ،ابن جریرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت مجاہدؒ سے﴿رَبۡوَۃٍ ﴾کا معنی مستویۃ کیا ہے یعنی ہموار اور معین سے مراد جاری پانی ہے(۸)۔

امام عبد بن حمیدؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن عساکرؒ نے حضرت سعید بن جبیرؒ سے روایت نقل کی

---

(۱) فتح القدیر،سورۃ المؤمنون،۵:۱۶۲

(۲) تفسیر الطبری،سورۃ المؤمنون،۹:۲۱۳

(۳) [غوطۃ]غ کے ضمہ کے ساتھ،عربی میں مجتمع البنات کو کہا جاتا ہے۔لمبے لمبے پہاڑوں پر مشتمل یہ ایک خوبصورت ترین مقام ہے جو (۱۸) میل پر محیط ہے۔[حموی،معجم البلدان،۴:۲۱۹]

(۴) تفسیر ابن کثیر،۳:۲۵۴

(۵) القرآن الکریم،مریم،۲۴

(۶) تفسیر الطبری،سورۃ المؤمنون،۹:۲۱۳رقم(۲۵۵۲۳)

(۷) تفسیر ابن کثیر،۳:۲۵۴

(۸) تفسیر الطبری،سورۃ المؤمنون،۹:۲۱۳رقم(۲۵۵۲۳)

Th 12292

Th-12292

ہے کہ ربوۃ سے مراد بلند جگہ ہے، یہ بیت المقدس (۱) کے کئے استعمال ہوا ہے اور معین سے مراد ظاہری پانی ہے (۲)۔

امام عبد بن حمیدؒ، عبد الرزاقؒ، ابن جریرؒ اور ابن عساکرؒ نے حضرت قتادہؒ سے روایت نقل کی ہے کہ ہم ذکر کیا کرتے تھے کہ ربوۃ سے مراد بیت المقدس ﴿ذات قرارٍ﴾ سے مراد کثیر پھل والا اور معین سے مراد جاری پانی ہے (۳)۔

امام عبد بن حمیدؒ، ابن منذرؒ اور ابن عساکرؒ نے وہب بن منبہؒ سے روایت نقل کی ہے کہ ربوۃ سے مراد مصر ہے (۴)۔

امام ابن جریرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے ابن زیدؒ سے روایت نقل کی ہے کہ ربوۃ (ٹیلے) صرف مصر میں ہیں۔ پانی جب چھوڑا جاتا تو بستیاں ان پر ہوتیں۔ اگر یہ ربوۃ نہ ہوتے تو وہ بستیاں غرق ہو جاتیں (۵)۔

امام ابن عساکرؒ نے حضرت زید بن اسلمؒ (۶) سے روایت نقل کی ہے کہ ربوۃ سے مراد سکندریہ ہے (۷)۔

---

(۱) بیت المقدس جو پاکی وطہارت کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ وہ مسجد جو حضرت عمرؓ کے زمانے میں تعمیر ہوئی تھی جو مسلمانوں کا قبلہ اول بھی تھا۔ جس کو (مسجد الانبیاء) بھی کہا جاتا ہے۔ حضرت کعبؓ نے نبی کریم ﷺ سے نقل کیا ہے کہ بیت المقدس کو ایلیاء مت کہو کیونکہ ایلیا ایک عورت کا نام ہے۔ [معجم البلدان، ۵:۱۶۶]

(۲) تاریخ دمشق، ۱:۲۱۲

(۳) تفسیر الطبری، سورۃ المؤمنون، ۹: ۲۱۹ رقم (۲۵۵۱۷)۔۔ تفسیر عبد الرزاق، سورۃ المؤمنون، ذات ثمار و ماء، رقم (۱۹۱۲)۔۔ تاریخ دمشق، ۱:۲۱۲

(۴) تاریخ دمشق، ۱:۲۱۲

(۵) تفسیر الطبری، سورۃ المؤمنون، ۹:۲۱۸ رقم (۲۵۵۱۶)

(۶) امام سیوطیؒ نے زید بن اسلم کا نام ذکر کیا ہے ابن عساکر نے عبد الرحمن بن زید بن اسلم کا نام ذکر کیا ہے۔۔ عبد الرحمن بن زید بن اسلم القرشی العدوی، آپ ایک ثقہ راوی الحدیث کی حیثیت سے جانے جاتے تھے، علماء جرح وتعدیل کے نزدیک آپ ایک ضعیف راوی ہیں۔ امام احمد، امام بخاری اور امام نسائی نے آپ کو ضعیف قرار دیا ہے۔ [الکاشف، ۱:۶۲۸ رقم (۳۱۹۶)۔۔ الجرح والتعدیل، ۵:۲۳۳]

(۷) تاریخ دمشق، ۱:۲۱۲

امام ابن عساکر رحمہ اللہ حضرت جویبرؒ(۱) کے واسطے سے حضرت ضحاکؒ سے وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کرتے ہیں کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام گفتگو کرنے سے رک گئے تھے۔ انہوں نے ابتدا میں کلام کی تھی یہاں تک کہ اس عمر کو پہنچ گئے جس میں نوجوان پہنچتے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے حکمت و فصیح بیان کے ساتھ بولنے کی صلاحیت سے نوازا۔ جب ان کی عمر سات سال ہوگئی تو ان کی والدہ نے انہیں ایسے آدمی کے حوالے کر دیا تا کہ ایسے تعلیم دے جیسے بچوں کو تعلیم دی جاتی ہے۔ وہ آدمی انہیں کسی چیز کے بارے میں آگاہ نہ کرتا مگر اس کی تعلیم سے پہلے ہی حضرت عیسٰی علیہ السلام اسے جانتے ہوتے۔ معلم نے ابوجاد پڑھایا تو حضرت عیسٰی علیہ السلام نے فرمایا ابوجاد کیا ہے؟ معلم نے کہا میں کچھ نہیں جانتا۔ حضرت عیسٰی علیہ السلام نے کہا جو تو جانتا ہی نہیں وہ مجھے کیسے پڑھائے گا۔ معلم نے کہا تو پھر تم مجھے پڑھاؤ۔ حضرت عیسٰی علیہ السلام نے کہا اپنی جگہ سے اٹھ جاؤ۔ تو معلم اپنی جگہ سے اٹھ گیا۔ حضرت عیسٰی علیہ السلام اس کی جگہ پر بیٹھ گئے۔ فرمایا مجھ سے پوچھو۔ اسی معلم نے کہا ابوجاد کیا ہے؟ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا الف سے مراد الاء اللہ (اللہ کی نعمتیں) باء سے مراد بھاء اللہ (اللہ کا حسن) جیم سے مراد بھجت اللہ و جمالہ (اللہ کی خوب صورتی و جمال) ہے۔ معلم بڑا متعجب ہوا۔ سب سے پہلے جس نے ابوجاد کی تفسیر بیان کی ہے وہ حضرت عیسٰی علیہ السلام تھے۔ حضرت عیسٰی علیہ السلام اپنے بچپن میں ہی اللہ کی طرف سے الہام کی وجہ سے عجائب دیکھ لیا کرتے تھے، یہ بات بھی یہودیوں میں پھیل گئی۔ حضرت عیسٰی علیہ السلام پروان چڑھے تو بنو اسرائیل نے انہیں نقصان پہنچانے کا ارادہ کیا۔ ان کی والدہ کو حضرت عیسٰی علیہ السلام کے بارے میں خوف لاحق ہوا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت مریم کی طرف الہام کیا کہ تو مصر کی سرزمین میں چلی جا اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿ وَجَعَلْنَا ابْنَ مَرْيَمَ وَأُمَّهُ ﴾ آیت کا یہی مفہوم ہے۔

حضرت ابن عباسؓ سے ان آیتوں کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا جب کہ وہ دو نشانیاں تھیں۔ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ٹھیک فرمایا کیونکہ حضرت عیسٰی علیہ السلام حضرت آدم علیہ السلام کی نسل سے تو ہیں لیکن ان کا کوئی باپ نہیں۔ حضرت عیسٰی علیہ السلام کی پیدائش کے سلسلے میں حضرت مریمؑ کے ساتھ کوئی مرد شریک نہیں تو آیت میں ایک ہوئے ربوۃ سے مراد مصر کا علاقہ ہے(۲)۔

---

(۱) جویبر بن سعید الازدی، ابوالقاسم البلخی، ایک قول کے مطابق آپ کا نام جابر اور لقب جویبر تھا۔ بغداد میں سکونت پذیر رہے تھے۔ آپ امام الضحاک بن المزاحم کے شاگرد تھے۔ [تاریخ بغداد، ۷: ۲۵۰۔ تہذیب الکمال، ۵: ۱۶۷]

(۲) تاریخ دمشق، ۴۷: ۳۷۵۔ حلیۃ الاولیاء، ۷: ۲۵۱۔۲۵۲۔ یہ ایک موضوعی روایت ہے کیونکہ اس کا مرکزی راوی اسماعیل بن یحییٰ بن عبید تیمی مدنی کوفی ہے، جس کے بارے میں محدث صالح بن محمد جزرۃ فرماتے ہیں: احادیث وضع کیا کرتا تھا۔ امام ازدی فرماتے ہیں: ارکان کذب میں سے ہے اس سے روایت لینی درست نہیں۔ [میزان الاعتدال، ۱: ۲۵۳]۔ حافظ ابن عدی لکھتے ہیں: ثقات سے بواطیل نقل کرتا ہے، اور یہ روایت باطل ہے۔ [الکامل فی ضعفاء الرجال، ۱: ۴۹۱]

امام وکیعؒ (۱)، فریابیؒ، ابن ابی شیبہؒ، عبد بن حمیدؒ، ابن منذرؒ، ابن ابی حاتمؒ اور تمام رازیؒ (۲) نے فضائل نبوت میں اور ابن عساکرؒ نے صحیح سند کے ساتھ حضرت ابن عباسؓ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ ربوۃ کے بارے میں ہمیں جو خبر دی گئی ہے وہ دمشق ہے (۳)۔

امام ابن عساکرؒ نے حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ (۴) سے روایت نقل کی ہے کہ ربوۃ سے مراد دمشق ہے (۵)۔

امام ابن عساکرؒ نے حضرت یزید بن سخبرۃ (۶) [الصحابی] سے روایت نقل کی ہے کہ ربوۃ سے مراد دمشق (۷) ہے (۸)۔

---

(۱) وکیع بن الجراح بن ملیح الرواسی الکوفی، ابوسفیان، ۱۲۸ھ کو اصبھان میں پیدا ہوئے۔ آپ اپنے وقت کے جید علماء میں سے تھے۔ امام شافعیؒ جیسے مقتدیٰ آپ کے شاگردوں میں شامل ہیں۔ ۱۹۷ھ کو وفات پا گئے۔ [تذکرۃ الحفاظ، ۱:۳۰۶ رقم (۲۸۴)]

(۲) تمام بن محمد بن عبداللہ بن جعفر بن عبداللہ بن جنید، ابوالقاسم، الرازی، دمشق میں ۳۳۱ھ کو پیدا ہوئے۔ علمِ حدیث اور معرفۃ الرجال کے بہت بڑے عالم تھے۔ فوائد اور فضائل النبوۃ کتابیں آپ ہی نے تالیف کی ہیں۔ [تذکرۃ الحفاظ، ۳:۱۰۵۸ رقم (۹۶۹)]

(۳) مصنف ابن ابی شیبۃ، رقم (۲۳۴۶۳)

(۴) سیدنا عبداللہ بن سلامؓ بن الحارث الاسرائیلی، ابو یوسف، آپ اسلام قبول کرنے سے پہلے یہودی تھے۔ آپ کا تعلق مشہور یہودی قبیلہ بنو قینقاع سے تھا۔ اسلام قبول کرنے سے پہلے آپ کا نام ''الحصین'' تھا۔ نبی کریم ﷺ نے آپ کا نام تبدیل کر کے عبداللہ رکھا تھا۔ آپؓ یوسف علیہ السلام کے نواسوں میں سے تھے۔ [تھذیب الکمال، ۱۵:۷۴]

(۵) تاریخ دمشق، ۱:۲۰۴ (عبداللہ بن سلامؓ)

(۶) یزید بن شجرہؓ کو صحابی ہونے کا عظیم شرف حاصل ہے۔ امام مجاہدؒ نے آپ سے کسبِ فیض کیا تھا۔ امیر المومنین حضرت معاویہؓ کے زمانے میں ۵۸ھ کو سمندر میں وفات پا گئے تھے۔ [الاصابہ فی تمیز الاصحابۃ، دار الجیل، ۶:۱۶۶۲۔ محمد بن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۷:۴۴۶]

(۷) تاریخ دمشق، ۱:۲۰۷ (یزید بن سخبرہ کا نام غلط درج ہے اصل یزید بن شجرۃ)

(۸) اہل السیر ہ لکھتے ہیں کہ دمشق کو [دمشق] کا نام دماشق بن قانی بن مالک بن ارفخشد بن سام بن نوح کی وجہ سے دیا گیا یہ قول ابن الکلبی کا ہے۔ شام کے مشہور شہروں میں سے ایک شہر دمشق کہلایا جاتا ہے جس کو [جنۃ الارض] کہا جاتا ہے۔ امام الزیج کے مطابق دمشق خط استواء سے ۷۰ درجے طولا اور ۳۳ ونصف درجے عرضا دور ہے۔ جو اقلیم الثالث میں واقع ہے۔ [معجم البلدان، ۲:۴۶۳]

امام ابن عساکرؒ ضعیف سند کے ساتھ حضرت ابوامامہؓ (۱) سے وہ نبی کریمؐ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے یہ آیت ﴿وَآوَيْنَاهُمَا إِلَىٰ رَبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَمَعِينٍ﴾ تلاوت، کی پوچھا کیا تم جانتے ہو کہ یہ کہاں ہے؟ صحابہؓ نے عرض کی اللہ اور اس کا رسول ﷺ بہتر جانتے ہیں فرمایا یہ شام کا علاقہ ہے جسے غوطہ کہتے ہیں۔ یہ ایک شہر ہے جسے دمشق کہتے ہیں جو شام کا بہترین شہر ہے (۲)۔

امام عبد الرزاقؒ، ابن ابی شیبہؒ، عبد بن حمیدؒ، ابن جریرؒ، ابن ابی حاتمؒ اور طبرانیؒ نے حضرت سعید بن مسیبؒ (۳) سے روایت نقل کی ہے کہ ربوۃ سے مراد دمشق ہے (۴)۔

امام ابن جریرؒ، امام ابن حاتمؒ، طبرانیؒ نے اوسط میں، ابن مردویہؒ اور ابن عساکرؒ نے حضرت مرہ بہزیؒ (۵) سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ رملہ (۶)، ربوہ ہے (۷)۔

---

(۱) صدی بن عجلان بن وھب، ابوامامہ الباھلی، نبی کریم ﷺ کے مشہور صحابی ہیں۔ حجۃ الوداع کے دن حاضر رہے۔ عمر بن خطابؓ، عثمانؓ، ابوعبیدہ بن الجراحؓ، معاذ بن جبلؓ جیسے مشہور صحابہ کرامؓ سے احادیث نقل کرتے ہیں۔ حمص میں مقیم رہے اور وہیں ہی وفات پا گئے تھے۔ [الاصابہ فی تمیز الاصحابۃ، ۳:۴۲۰ رقم (۴۰۶۳)]

(۲) تاریخ دمشق، ۱:۱۳۔۱۴

(۳) سعید بن مسیب بن حزم بن ابی وہب، ۱۳ھ کو پیدا ہوئے۔ جلیل القدر تابعی ہیں۔ مدینہ منورہ کے سات بڑے فقہاء میں شمار کئے جاتے ہیں۔ محدث فقیہ اور عابد وزاہد تھے۔ زیتون کی تجارت کر کے اُس کی آمدنی سے اپنا پیٹ پالتے تھے اور کسی سے کسی قسم کا کوئی وظیفہ نہیں لیتے تھے۔ سیدنا عمر فاروقؓ کے فیصلوں کے سب سے بڑے حافظ تھے، ۹۴ھ کو وفات پا گئے۔ [الطبقات الکبریٰ، ۵:۱۱۹]

(۴) مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب، الفضائل، باب: ماجاء فی اھل الشام، رقم (۳۲۴۶۳)۔۔ تاریخ دمشق، ۱: ۲۰۷

(۵) مرہ البھری بن کعب یا کعب بن مرہ البھری، آپ کے نام کے بارے میں قلب پایا جاتا ہے۔ آپ صحابی رسول ﷺ ہیں۔ جبیر بن نفیرؒ آپ سے روایت نقل کرتے ہیں۔ [تھذیب التھذیب، ۱۰:۸۰]

(۶) رملۃ فلسطین کا عظیم شہر تھا جو بعد میں مسلمانوں کے رباط کے لئے مشہور ہوا تھا۔ یہ شہر اقلیم الثالث میں واقع ہے جو خطِ استواء سے ۵۵ وثلث درجے طولا اور ۳۲ وثلثان درجے عرضا واقع ہے۔ رملۃ کو سلطان صلاح الدین نے فتح کیا تھا۔ [معجم البلدان، ۳:۶۹]

(۷) تاریخ دمشق، ۱:۲۱۰۔۔ المعجم الاوسط، ۷:۸، رقم (۶۸۸۴)۔۔ امام طبرانیؒ نے اس حدیث پر حکم لگاتے ہوئے لکھا ہے: لا یروی ھذا الحدیث عن المرہ الا من بھذا الاسناد، تفرد بہ: عباد بن عباد، ۔۔ شیخ البانیؒ نے اس حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے اور عباد کے بارے میں علماء کے اقوال جمع کر کے ثابت کیا ہے کہ آپ ایک ضعیف راوی ہیں۔ [المعجم الاوسط، رقم (۶۸۸۴)۔۔ السلسلۃ الضعیفۃ، ۱:۱۶۰]

امام عبدالرزاقؒ، عبد بن حمیدؒ، ابن جریرؒ، ابن ابی حاتمؒ، ابونعیمؒ (۱)، ابن عساکرؒ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ربوۃ کی تفسیر نقل کی ہے کہ ربوۃ سے مراد فلسطین (۲) میں رملہ کا مقام ہے (۳)۔

امام ابن مردویہؒ نے اپنی حدیث سے ایک مرفوع روایت نقل کی ہے (۴)۔

امام طبرانیؒ، ابن سکنؒ (۵)، ابن مندہؒ (۶)، ابونعیمؒ اور ابن عساکرؒ نے حضرت اقرع بن شفی عکیؓ (۷) کے واسطے سے روایت نقل کی ہے کہ میری حالت مرض میں نبی کریمؐ میری عیادت کے لئے تشریف لائے۔ میں نے عرض کی میرا خیال ہے کہ اس مرض سے میں وفات پا جاؤں گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا تو باقی رہے گا، یہاں سے تو شام کی طرف

---

(۱) احمد بن عبداللہ بن احمد بن اسحاق بن موسیٰ بن مہران الاصبہانی، ابونعیم، آپ علم کے ستاروں میں تھے۔ ۳۳۶ھ کو اصبہان میں پیدا ہوئے۔ قران وحدیث کے علوم پر آپکو دسترس حاصل تھی۔ علم حاصل کرنے کے لئے مکہ، کوفہ، بصرہ اور نیشاپور کے سفر کئے۔ ۴۳۰ھ کو وفات پا گئے۔ [تذکرۃ الحفاظ، ۳:۱۰۹۲۔۱۰۹۷]

(۲) فلسطین مغرب کی طرف سے شام کا دروازہ ہے۔ اس کے ایک قصبہ کو بیت المقدس کا نام دیا جاتا ہے۔ عسقلان، رملۃ، غزہ وغیرہ اس کے مشہور شہر ہیں۔ [معجم البلدان، ۴:۲۷۴]

(۳) تفسیر الطبری، سورۃ المؤمنون، ۹: ۲۱۷۔ تفسیر عبدالرزاق: سورۃ المؤمنون، الی ربوۃ ذات قرار ومعین، رقم (۱۹۱۶)۔۔ تاریخ دمشق، ۱: ۲۱۰۔۔ بخاری، محمد بن اسماعیل، الکنیٰ، دارالفکر، بیروت (بدون تاریخ)، ۱:۴۹، رقم (۴۱۹)

(۴) ابن کثیر، سورۃ المؤمنون، ۳:۲۵۴

(۵) سعید بن عثمان بن سعید بن السکن البغدادی، ابوعلی حفاظ حدیث میں سے تھے۔ ۲۹۴ھ کو پیدا ہوئے۔ مصر میں رہے، اور وہیں ۳۵۳ھ کو وفات پا گئے تھے۔ [تذکرۃ الحفاظ، ۳:۹۳۷ رقم (۸۹۰)۔۔ تاریخ دمشق، ۲۱:۲۱۸۔۔ سیر اعلام النبلاء، ۱۶:۱۱۷۔۱۱۸]

(۶) محمد بن یحییٰ بن مندہ، ابوعبداللہ، آپ علم حدیث کے امام اور علم قراءت کے ماہر عالم تھے۔ اسماعیل السدی اور عبداللہ بن معاویہ وغیرہ جیسے عظیم ہستیوں سے کسب فیض کیا تھا۔ ابوالقاسم الطبرانی اور ابوالشیخ جیسے مقتدیٰ آپ کے شاگردوں میں شمار ہوتے ہیں۔ [تذکرۃ الحفاظ، ۲:۷۴۱۔۷۴۲]

(۷) الاقرع بن شفی العکیؓ کو صحابی رسول اللہ ﷺ ہونے کا شرف حاصل ہے۔ آپؓ ایک مرتبہ بیمار ہو گئے تھے، نبی کریم ﷺ جب بیمار پرسی کے لئے تشریف لے گئے تو آپؓ نے عرض کی: لگتا ہے میں اس مرض سے وفات پا جاؤں گا نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ نہیں آپ ''رملہ'' جائینگے اور وہیں آپ کی موت واقع ہوگی۔ آپؓ حضرت عمرؓ کے عہد میں شام چلے گئے اور رملہ میں وفات پا گئے۔ اس مناسبت سے آپ کو نزیل الرملہ کہا جاتا ہے۔ [الاستیعاب فی معرفۃ الصحابۃ، ۱:۲۳]

ہجرت کرے گا اور فلسطین کے علاقہ میں ربوہ کے مقام پر مدفون ہوگا"۔ چنانچہ یہ حضرت عمرؓ کے دور میں فوت ہوئے اور رملہ کے مقام پر دفن ہوئے (۱)۔

ابن عساکرؒ قتادہؒ سے وہ حسن بصریؒ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ ربوۃ سے مراد درختوں اور دریاؤں والی زمین ہے یعنی دمشق کا علاقہ۔ ایک روایت میں ذات اشجار و انہار کی جگہ ذات اثمار و کثرۃ ماء کے الفاظ ہیں یہ دمشق کا علاقہ ہے (۲)۔

يَا أَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوا مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَاعْمَلُوا صَالِحاً ط إِنِّي بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ ﴿٥١﴾ وَإِنَّ هَذِهِ أُمَّتُكُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً وَأَنَا رَبُّكُمْ فَاتَّقُونِ ﴿٥٢﴾

"اے (میرے) پیغمبرو! پاکیزہ چیزیں کھاؤ اور نیک عمل کرو۔ جو عمل تم کرتے ہو میں ان سے واقف ہوں [۵۱] اور یہ تمہاری جماعت (حقیقت میں) ایک ہی جماعت ہے اور میں تمہارا پروردگار ہوں تو مجھ سے ڈرو [۲۵]"

امام احمدؒ، امام مسلمؒ، ترمذیؒ، ابن منذرؒ اور ابن حاتمؒ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسولؐ نے فرمایا: اے لوگوں! اللہ تعالیٰ پاک ہے اور پاکیزہ چیز کو ہی قبول کرتا ہے (اس کا فرمان ہے) اچھے اعمال کرو جو کچھ تم کرتے ہو، میں وہ جانتا ہوں اور فرمایا اے ایمان والوں! جو ہم نے تمھیں رزق دیا ہے اس میں سے پاکیزہ چیزیں کھایا کرو۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کا ذکر کیا جو طویل سفر کرتا ہے، بال پراگندہ اور غبار آلود، اس کا کھانا حرام، پینا حرام، لباس حرام اور اسے حرام کی غذا دی جاتی ہے، وہ اپنے ہاتھ آسمان کی طرف بلند کرتا ہے، عرض کرتا ہے: اے میرے رب! اے میرے رب!! تو اس کی دعا کیسے قبول ہوگی؟ (۳)۔

---

(۱) تاریخ دمشق، ۱:۲۱۱

(۲) تاریخ دمشق، ۱:۲۰۷

(۳) مسند احمد، کتاب: باقی مسند المکثرین، باب: مسند ابی ھریرہ، رقم (۸۳۳۰)۔۔صحیح مسلم، کتاب، الزکاۃ، باب: قبول الصدقۃ من الکسب الطیب، رقم (۱۳۱۰)۔۔سنن الترمذی، کتاب تفسیر القرآن عن رسول اللہ، باب: ومن سورۃ البقرۃ، رقم (۲۹۸۹۔۲۹۱۵)۔۔سنن الدارمی، کتاب: الرقاق، باب: فی اکل الطیب، رقم (۲۷۱۷)۔۔شعب الایمان، باب: فی المطاعم والمشارب وما یجب، الفصل الثالث فی طیب المطعم، رقم (۵۷۳۸)۔سنن البیھقی الکبریٰ، کتاب: صلوۃ الاستسقاء، باب:

امام احمدؒ نے "زہد" میں، ابن ابی حاتمؒ، ابن مردویہؒ اور حاکمؒ (جب کہ حاکمؒ نے اسے صحیح قرار دیا ہے) نے حضرت اُم عبداللہ رضی اللہ عنہا (۱) جو شداد بن اوس کی بیٹی تھی، سے روایت نقل کی ہے کہ اس نے افطاری کے وقت رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں دودھ کا پیالہ بھیجا جب کہ رسول اللہ ﷺ روزہ رکھے ہوئے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کی طرف وہ آدمی واپس بھیج دیا۔ پوچھا یہ تمھارے پاس دودھ کہاں سے آیا؟ اس نے عرض کی: میری اپنی بکری کا ہے رسول اللہ ﷺ نے اس کی طرف پھر آدمی واپس بھیجوایا۔ پوچھا بکری تیرے پاس کہاں سے آئی؟ اس نے عرض کی کہ میں نے یہ بکری اپنے پیسوں سے خریدی تھی۔ تو رسول اللہ ﷺ نے اسے پی لیا۔ جب اگلا دن آیا تو اُم عبداللہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ عرض کی یارسول اللہ ﷺ! میں نے آپؐ کی خدمت میں دودھ بھیجا جب کہ آپؐ نے مجھے واپس کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے فرمایا: مجھ سے قبل رسولوں کو اسی امر کا حکم دیا گیا تھا تو وہ پاکیزہ چیز ہی کھاتے اور نیک عمل ہی کرتے (۲)۔

الخروج من المظالم، رقم (۶۱۸۷)۔۔ابن ابی الدنیا، عبداللہ بن محمد ابوبکر، الورع، الدار السلفیۃ الکویت، طبع (۱۹۸۸ء)، باب، الورع فی البطن، رقم (۱۱۵)۔۔امام ترمذیؒ نے مذکورہ حدیث پر حکم لگاتے ہوئے لکھا ہے: هذا حديث حسن غريب انما نعرفه من حديث فضيل بن مرزوق ابو حازم هو الاشجعي اسمه سليمان مولىٰ عزة الاشجعية [سنن الترمذی: رقم (۲۹۸۹)]۔۔شیخ الالبانی نے اس حدیث کو [حسن] قرار دیا ہے۔ سنن الترمذی، الاحادیث مذیلۃ باحکام الالبانی علیھا، رقم (۲۹۸۹)

(۱) اُم عبداللہ بنت اوس بنت ثابت الخزرجیہ، الانصاریہ، صحابیۃ الرسول ﷺ ہیں۔ نبی کریم ﷺ کے لئے ایک بار آپؓ نے دودھ کا پیالہ بھجوایا تھا۔ اس کا ذکر آحادیث کی کتابوں میں ملتا ہے۔ آپؓ شداد بن اوسؓ کی بہن ہیں۔ [الاصابہ فی تمیز الصحابہ، ۸: ۲۵۰ رقم (۱۲۱۳۱)]

(۲) امام احمد بن حنبل، الزھد، کتاب، زھد عبید بن عمیر، ۱: ۳۵۳ رقم (۲۳۶۶)۔۔مستدرک کتاب: الاطعمۃ، رقم (۷۱۵۹)۔۔المعجم الکبیر، کتاب: ام عبداللہ اخت شداد بن اوس، باب: من یعرف من النساء بالکنیٰ، رقم (۴۲۸)۔۔الورع، باب، الورع فی البطن، رقم (۱۱۶)۔۔امام ھیثمیؒ نے اس حدیث پر حکم لگاتے ہوئے لکھا ہے: رواه الطبراني وفيه ابوبكر بن ابى مريم وهو ضعيف، مجمع الزوائد، ۱۰: ۵۲۱۔۔امام حاکمؒ نے مذکورہ حدیث کو صحیح قرار دیتے ہوئے لکھا ہے: هذا الحديث صحيح الاسناد ولم يخرجا هما [المستدرک: کتاب: الاطعمۃ، رقم (۷۱۵۹)]

امام عبدانؒ (۱) "الصحابہ" میں حفص بن ابی جبلہؒ (۲) سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ اس آیت کا مصداق حضرت عیسیٰؑ بن مریمؑ ہیں جو اپنی والدہ کے ہاتھ کی کمائی (یعنی سوت کاتنے) سے کھاتے تھے۔ یہ روایت حفص تابعی کی مرسل ہے (۳)۔

امام سعید بن منصورؒ نے حضرت حفص فزاریؒ سے اس جیسی مرفوع روایت نقل کی ہے (۴)۔

امام عبد بن حمیدؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ، ابن ابی حاتمؒ اور ابونعیمؒ حلیہ میں ابومیسرہؒ (۵) سے وہ حضرت عمر بن شرجیلؒ سے اس آیت کی تفسیر سے قول نقل کرتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنی والدہ ماجدہ کے سوت کاتنے کی کمائی سے کھاتے تھے (۶)۔

---

(۱) عبداللہ بن عثمان بن حبلۃ بن ابی راود الازدی ابوعبدالرحمٰن المروزی، عبدان کے لقب سے جانے جاتے تھے۔ ۲۲۱ھ کو پیدا ہوئے تھے۔ عبداللہ بن المبارک کا ہونہار شاگرد تھے۔ سخاوتِ علم اور سخاوتِ مال میں اپنی مثال آپ ہے۔ ابن عدیؒ نے آپ کو امام بخاریؒ کے شیوخ میں شمار کیا ہے۔ [تذکرۃ الحفاظ، ۱:۴۰۱ رقم (۴۰۲)]

(۲) حفص بن ابی حبلہ تابعین کی مقدس جماعت میں سے تھے۔ ایک ثقہ راوی ہونے کے ساتھ علم روایت کا ماہر شمار کئے جاتے تھے ہے۔ عبدان نے آپ کی ایک مرسل حدیث یسار بن مزاحم التمیمی کے طریق سے نقل کی ہے۔ [الاصابہ فی تمیز الصحابہ، ۲:۲۱۳]

(۳) ابن ابی الدنیا، عبداللہ بن محمد ابوبکر، العیال، دار ابن قیم، الدمام، طبع (۱۹۹۰ء) ۲:۵۸۱ رقم (۴۰۰)

(۴) حلیۃ الاولیاء، ۴:۱۴۴

(۵) عمرو بن شرحبیل ابومیسرہ الکوفی، آپ کبار تابعین میں سے تھے۔ آپؒ نے عبداللہ بن مسعودؓ، عمر بن الخطابؓ، علیؓ اور حذیفہ بن یمانؓ وغیرہ مشہور صحابہ کرام سے احادیث نقل کئے ہیں۔ ابونعیم اصبہانیؒ نے آپ کے لئے ''العارف بالسبیل العازم علی الرحیل'' کے الفاظ استعمال کئے ہیں۔ مسروق بن اجدع اور ابواسحاق وغیرہ آپ کے تلامذہ میں سے ہیں۔ [تھذیب التھذیب، ۸:۴۲]

نوٹ: ابومسیرہ کا اپنا نام عمرو بن شرحبیل ہے۔ امام سیوطیؒ نے ابومیسرہ کو عمرو بن شرحبیل کا استاد ذکر کیا ہے۔

(۶) تفسیر الطبری، سورۃ المؤمنون، ۹:۲۲۰ رقم (۲۵۵۳۱)

حلیۃ الاولیاء، ۴:۱۴۴

امام بیہقیؒ شعب میں حضرت جعفر بن سلیمانؒ (۱) سے وہ حضرت ثابتؒ (۲) بن عبدالوہابؒ (۳) بن ابی حفصؒ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے روزے کی حالت میں شام کی جب افطاری کا وقت ہوا تو آپ کی خدمت میں تھوڑا سا دودھ پیش کیا گیا۔ پوچھا تمھارے پاس یہ دودھ کہاں سے آیا ہے؟ لوگوں نے بتایا یہ ہماری اپنی بکریوں کا ہے۔ پوچھا جس قیمت سے بکریاں تم نے خریدیں تھیں اس کی قیمت کہاں سے آئی؟ لوگوں نے بتایا اے اللہ کے نبیؑ! آپؑ مجھ سے کیوں یہ سوال کرتے ہو؟ فرمایا: ہم رسولوں کی جماعت ہیں، ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ ہم پاکیزہ چیزیں کھائیں اور نیک اعمال کریں (۴)۔

امام حکیم ترمذیؒ نے حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ (۵) سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جبرائیل میرے پاس جب بھی آئے تو انھوں نے مجھے دو دعائیں سکھائی: اے اللہ! مجھے پاکیزہ رزق عطا فرما اور مجھے نیک کام کرنے کی ہمت دے (۶)۔

امام ابن منذرؒ نے حضرت مجاہدؒ سے یہ قول نقل کیا ہے ﴿يَا أَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوا مِنَ الطَّيِّبَاتِ

---

(۱) جعفر بن سلیمان الضبعی، ابوسلیمان البصری، مولیٰ بنی الحریش، آپ ایک ثقہ راوی الحدیث تھے۔ ابن سعدؒ نے لکھا ہے: کان ثقة وبه ضعف وكان يشيع، ابن حبانؒ نے الثقات میں ذکر کیا ہے اور اھل بیت کی طرف آپ کا میلان بھی واضح کیا ہے۔ ۱۷۸ھ کو وفات پا گئے تھے۔ [ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۷: ۲۷۷۔ ابن حبان الثقات، ۶: ۱۴۰ رقم (۷۰۷۴)]

(۲) ثابت بن اسلم البنانی، ابومحمد البصری، آپ ایک اعلیٰ پایہ کے عالم اور محدث تھے۔ علم اور عمل کا بادشاہ مانے جاتے تھے۔ حافظ ابن حجرؒ نے آپ کو ثقہ اور عابد قرار دیا ہے۔ حضرت قتادہؒ فرماتے ہیں کہ ثابتؒ رات کو قرآن پڑھا کرتے اور دن کو روزہ رکھتے تھے [تھذیب التھذیب، ۲: ۳ رقم (۲)]

(۳) شعب الایمان میں عبارت کچھ یوں ہے: حدثنا جعفر بن سليمان حديثني ثابت وعبدالوهاب بن ابى حفص..... عبدالوھاب، [تراجم کی کتابوں میں آپ کی پہچان نہ ہوسکی]

(۴) شعب الایمان، باب: فی المطاعم والمشارب وما یجب، الفصل الثالث فی طیب المطعم، رقم (۵۷۶۹)،

(۵) حنظلہؓ بن ابی عامر بن صیفی مالک الانصاری، الاوسی، آپ صحابی رسول ﷺ ہیں۔ ایک غزوہ میں شہید ہو جاتے ہیں تو ملائیکہ آپ کو غسل دیتے ہیں۔ اس وجہ سے آپ کو غسیل الملائیکہ کا لقب مل جاتا ہے۔ [الاصابہ فی تمیز الصحابہ، ۲: ۱۳۷ رقم (۱۸۶۵)]

(۶) نوادر الاصول، ۲: ۲۲۷۔ تاریخ دمشق، ۱: ۲۸

﴿ وَاعْمَلُوا صَالِحًا ﴾ کہ حکم رسولوں کو تھا، پھر عام لوگوں کو فرمایا ﴿ وَإِنَّ هَٰذِهِ أُمَّتُكُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً (۱) ﴾ یعنی تم سب کا دین ایک ہے (۲)۔

فَتَقَطَّعُوا أَمْرَهُم بَيْنَهُمْ زُبُرًا ۖ كُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُونَ ﴿٥٣﴾ فَذَرْهُمْ فِي غَمْرَتِهِمْ حَتَّىٰ حِينٍ ﴿٥٤﴾

"پھر انہوں نے آپس میں اپنے کام کو متفرق کر کے جدا جدا کر دیا۔ جو چیزیں جس فرقے کے پاس ہے وہ اس سے خوش ہو رہا ہے [۵۳] تو ان کو ایک مدت تک ان کی غفلت میں رہنے دو [۵۴]"۔ (۳)

امام عبدالرزاقؒ، عبد بن حمیدؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت قتادہؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ﴿ زبرا ﴾ سے مراد کتابیں ہیں۔ حضرت حسن بصریؒ نے کہا: انھوں نے کتابیں پارہ پارہ کر دیں، ان میں تحریف و تبدیل کر دی (۴)۔

امام عبد بن حمیدؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت مجاہدؒ سے ﴿ زبرا ﴾ کا معنی اللہ کی کتابیں نقل کیا ہے۔ انھوں نے کتابوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ حزب کا معنی ٹکڑا ہے، یہ اہل کتاب تھے (۵)۔

امام ابن جریرؒ، ابن ابی حاتمؒ اور ابن منذرؒ نے ﴿ فَتَقَطَّعُوا أَمْرَهُم بَيْنَهُمْ زُبُرًا ﴾ کا یہ معنی نقل کیا ہے: اس سے مراد ہے کہ انہوں نے جو ادیان میں اختلاف کیا۔ ﴿ حزب ﴾ سے مراد جماعت ہے ﴿ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُونَ ﴾ وہ اپنی رائے پر خوش تھے (۶)۔

---

(۱) القرآن الکریم، انبیاء ۹۲

(۲) ابن کثیر، سورۃ المؤمنون، ۳:۲۵۵

(۳) مذکورہ آیت کے بارے میں مفسرین نے دو رائے قائم کی ہیں۔ پہلی رائے یہ ہے کہ یہ آیت آیت سیف کی وجہ سے منسوخ ہے۔ دوسری رائے امام رازی اور دوسرے مفسرین کی ہے ان کے ہاں یہ آیت منسوخ نہیں ہے بلکہ امام رازی اس کے معنیٰ کے تعین کے قائل ہے۔ [الناسخ والمنسوخ للمقری، ۱:۱۹]

(۴) تفسیر الطبری، سورۃ المؤمنون، ۹:۲۲۱ (۲۵۵۳۳)
تفسیر عبدالرزاق، سورۃ المؤمنون، بینھم زبرا، رقم (۱۹۱۷)

(۵) تفسیر الطبری، سورۃ المؤمنون، ۹:۲۲۱ (۲۵۵۳۶)،
تفسیر مجاہد: سورۃ المؤمنون، ﴿ کل حزب ﴾ رقم (۱۰۷۰، ۱۰۷۱)

(۶) تفسیر الطبری، سورۃ المؤمنون: ۹:۲۲۱ (۲۵۵۳۷)

امام عبدالرزاقؒ، عبد بن حمیدؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت مجاہدؒ سے ﴿غَمْرَتِهِمْ﴾ کا معنی گمرائی اور حین کا معنی موت نقل کیا ہے(۱)۔

امام ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت مقاتلؒ(۲) سے ﴿حَتّٰى حِيْنٍ﴾ کا معنی بدر کا دن نقل کیا ہے(۳)۔

أَيَحْسَبُونَ أَنَّمَا نُمِدُّهُم بِهِ مِن مَّالٍ وَبَنِينَ ﴿٥٥﴾ نُسَارِعُ لَهُمْ فِي الْخَيْرَاتِ ۚ بَل لَّا يَشْعُرُونَ ﴿٥٦﴾

" کیا یہ لوگ خیال کرتے ہیں کہ ہم جو دنیا میں ان کو مال اور بیٹوں سے مدد دیتے ہیں[۵۵] تو (اس سے) ان کی بھلائی میں جلدی کر رہے ہیں (نہیں) بلکہ یہ سمجھتے نہیں"[۵۶]

امام عبد بن حمیدؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے مجاہدؒ سے یہ نقل کیا ہے کہ ﴿يَحْسَبُونَ﴾ میں ضمیر سے مراد قریش ہیں۔ ﴿نُمِدُّهُم﴾ کا معنی ہے ہم انہیں عطا کرتے ہیں اور ﴿نُسَارِعُ لَهُمْ فِي الْخَيْرَاتِ﴾ کا معنی کہ ہم ان کیلئے بھلائی کے کاموں میں اضافہ کرتے ہیں بلکہ بھلائی کے کاموں میں ہم انہیں مہلت دیتے ہیں اور وہ اس کا شعور ہی نہیں رکھتے (۴)۔

امام عبد بن حمیدؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت قتادہؒ نے آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قوم کے ساتھ ان کے اموال اور ان کی اولاد میں خفیہ تدبیر کی۔ اس وجہ سے لوگوں کا ان کے اموال اور اولاد کے ساتھ اندازہ نہ لگاؤ بلکہ ایمان اور عمل صالح کے ذریعے ان کی قدر و منزلت کا اندازہ لگاؤ(۵)۔

---

(۱) تفسیر الطبری،، سورۃ المومنون، ۹:۲۲۱(۲۵۵۴۰)۔۔تفسیر عبدالرزاق، سورۃ المومنین ﴿فذرهم فی غمرتهم﴾ رقم (۱۹۱۸)

(۲) مقاتل بن حیان النبطی، ابو بسطام البلخی، آپ حدیث کے ایک بڑے امام اور ثقہ راوی الحدیث تھے۔امام نسائی نے آپ کی تعریف [لیس به باس] کے الفاظ کے ساتھ کی ہے۔امام الدارقطنی نے آپ کو [صالح] ذکر کیا ہے۔۱۵۰ھ کو کابل میں وفات پا گئے تھے۔[تھذیب التھذیب، ۱۰:۲۴۸ رقم (۵۰۲)۔۔لسان المیزان، ۷:۳۹۷ رقم (۴۹۲۰)]

(۳) تفسیر الطبری، سورۃ المؤمنون، ۹:۵۴۱

(۴) تفسیری الطبری، سورۃ المؤمنون، ۹:۲۲۳ رقم (۲۵۵۴۲)
تفسیر مجاہد، سورۃ المؤمنون، رقم (۱۰۷۶)

(۵) تفسیر ابن کثیر، ۳:۳۳۰

ابن جریرؒ نے عبدالرحمٰن بن ابوبکرؒ(۱) سے یہ روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے اسے ﴿ نُسَارِعُ لَهُمْ فِي الْخَيْرَاتِ ﴾ پڑھا ہے(۲)۔

امام عبد بن حمیدؒ، ابن منذرؒ اور بیہقیؒ نے سنن میں حضرت حسن بصریؒ سے روایت نقل کی ہے کہ کسریٰ کے سامان کا تھیلا لایا گیا اور اسے حضرت عمرؓ کے سامنے رکھ دیا گیا جب کہ لوگوں میں سراقہ بن مالکؓ(۳) بھی تھے۔ حضرت عمرؓ نے کسریٰ(۴) کے دو کنگن لئے اور انہیں سراقہ کی طرف پھینکے سراقہ نے کنگن لے لئے اور ہاتھ میں پہن لئے۔ دونوں کنگن اس کے کندھوں تک جا پہنچے اور کہا الحمدللہ کسریٰ بن ہرمز کے کنگن سراقہ بن مالک بن جعشم کے ہاتھ میں ہیں جو بنو مدلج کا ایک دیہاتی ہے۔ پھر کہا اے اللہ! میں جانتا ہوں کہ تیرا رسول اس امر کا حریص تھا کہ وہ وہ چیز پائے جس سے وہ تیری راہ اور تیرے بندوں پر خرچ کرے مگر تو نے اس سے روکے رکھا، یہ محض تیرا کرم اور احسان تھا اے اللہ! میں اس بات سے تیری پناہ کا خواستگار ہوں کہ حضرت عمرؓ کے ساتھ تیری خفیہ تدبیر ہو۔ پھر ان دونوں آیات کی تلاوت کی(۵)۔

ابن ابی حاتم نے یزید بن میسرہ(۶) سے روایت نقل کی ہے: اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر جو وحی

---

(۱) عبدالرحمٰن بن ابی بکرۃ بن نفیع بن حارث، الثقفی، ابوبحر، آپ کبار تابعین میں سے تھے۔ آپ بصرہ میں پیدا ہوئے تھے۔ آپ کے بارے میں مشہور ہے کہ بصرہ میں آپ کی پیدائش اُس وقت ہوئی جب بصرہ میں کوئی مسلمان بچہ پیدا نہیں ہوا تھا، اس خوشی میں آپ کے والد نے اہل بصرہ کو کھانا کھلایا تھا۔ [الاصابہ فی تمیز الصحابہ، ۵:۲۲۶ رقم (۶۶۸۳)۔۔تھذیب الھذیب، ۶:۱۴۸]

(۲) تفسیر الطبری، سورۃ المؤمنون، ۹، ۲۲۳ رقم (۲۵۵۴۴)

(۳) سراقہ بن مالک بن جعشم مدلجی، کنانی، ابوسفیان، مشہور صحابی ہیں۔ آپ کی رہائش قدید میں تھی۔ ۸ھ کو غزوہ طائف کے بعد اسلام قبول کیا۔ قیافہ شناس تھے۔ آپ عربی کے اچھے شاعر بھی تھے۔ ۲۴ھ کو وفات پا گئے تھے۔ [تھذیب الکمال، ۱۰:۲۱۴۔۔الاعلام، ۳:۸۰]

(۴) کسریٰ فارس کے بادشاہوں کا لقب تھا، نبی کریم ﷺ نے اپنے زمانے میں اس کو دعوت دینے کے لئے عبداللہ بن حذافہ السھمیؓ کو خط دے کر بھیجوا تھا۔ کسریٰ بن ہرمز نے اُس خط مبارک کو چاک دیا تھا نبی کریم ﷺ جواباً فرمایا تھا: مزق الله ملک فارس کل ممزق، اس کے تھوڑے دن بعد اس کے بیٹے نے کسریٰ کو قتل کر دیا اور اس کی حکومت ختم ہوگئی۔ [تھذیب الاسماء، ۲:۷۷ رقم (۵۲۴)]

(۵) سنن البیھقی الکبریٰ، کتاب: قسم الفیٔ والغنیٰ، باب: الاختیار فی التعجیل بقسمۃ، رقم (۱۳۴۱۷)۔۔دلائل النبوۃ، کتاب: جماع ابواب غزوہ تبوک باب: جماع ابواب اخبار النبی ﷺ، رقم (۲۵۹۱)۔۔البدایہ النھایہ، ۷:۷۸۔۔تاریخ دمشق، ۴۴:۳۳۸

(۶) یزید بن میسرہ بن جلس الدمشقی، ایک زاہد، عارف اور واعظ تھے۔ حمص میں مقیم رہے۔ آپ ایک ثقہ راوی تھے۔ ابن حبان نے آپ کو اپنی کتاب الثقات میں ذکر کیا ہے۔ [التاریخ الکبیر، ۸:۳۵۵ رقم (۳۳۱۵)۔۔الثقات لابن حبان، ۷:۶۲۷ رقم (۱۱۸۰۱)]

نازل کی میں اس میں پاتا ہوں کیا میرا بندہ مومن اس بات سے خوش ہوتا ہے کہ میں اس کے لئے دنیا پھیلا دوں جب کہ وہ اسے مجھ سے دور کرتی ہے یا میرا بندہ مومن گھبراتا ہے کہ میں اس سے دنیا قبض کرلوں جب کہ یہ چیز اسے میرے قریب کرتی ہے۔ پھر یہ دو آیات تلاوت کیں (۱)۔

إِنَّ الَّذِيْنَ هُم مِّنْ خَشْيَةِ رَبِّهِم مُّشْفِقُوْنَ ﴿٥٧﴾ وَالَّذِيْنَ هُم بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ يُؤْمِنُوْنَ ﴿٥٨﴾ وَالَّذِيْنَ هُم بِرَبِّهِمْ لَا يُشْرِكُوْنَ ﴿٥٩﴾ وَالَّذِيْنَ يُؤْتُوْنَ مَآ اٰتَوْا وَّقُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ أَنَّهُمْ إِلٰى رَبِّهِمْ رٰجِعُوْنَ ﴿٦٠﴾ أُوْلٰٓئِكَ يُسَارِعُوْنَ فِي الْخَيْرَاتِ وَهُمْ لَهَا سٰبِقُوْنَ ﴿٦١﴾ وَلَا نُكَلِّفُ نَفْساً إِلَّا وُسْعَهَا وَلَدَيْنَا كِتَابٌ يَنطِقُ بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿٦٢﴾

"جو اپنے پروردگار کے خوف سے ڈرتے ہیں [۵۷] اور جو اپنے پروردگار کی آیتوں پر ایمان رکھتے ہیں (۵۸) اور جو اپنے پروردگار کے ساتھ شریک نہیں کرتے [۵۹] اور جو دے سکتے ہیں دیتے ہیں اور ان کے دل اس بات سے ڈرتے رہتے ہیں کہ ان کو اپنے پروردگار کی طرف لوٹ کر جانا ہے [۶۰] یہی لوگ نیکیوں میں جلدی کریں اور یہی ان کے لئے آگے نکل جاتے ہیں [۶۱] اور ہم اسی شخص کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتے اور ہمارے پاس کتاب ہے جو سچ سچ کہہ دیتی ہے اور ان لوگوں پر ظلم نہیں کیا جائے گا [۶۲]

امام ابن جریرؒ اور امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت حسن بصریؒ سے روایت نقل کی ہے کہ مومن احسان وشفقت کو جمع کرتا ہے جب کہ منافق گناہ اور بے خوفی کو جمع کرتا ہے۔ پھر ﴿إِنَّ الَّذِيْنَ هُم مِّنْ خَشْيَةِ رَبِّهِم مُّشْفِقُوْنَ﴾ تک تلاوت کی۔ جب کہ منافق کہتا ہے ﴿إِنَّمَا أُوتِيْتُهُ عَلٰى عِلْمٍ عِنْدِيْ (۲)﴾ (۳)۔

امام فریابیؒ، امام احمدؒ، عبد بن حمیدؒ، ترمذیؒ، ابن ماجہؒ، ابن ابی الدنیاؒ نے نعت خائفین میں، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ، ابن ابی حاتمؒ، حاکمؒ (جب کہ حاکمؒ نے اسے صحیح قرار دیا ہے)، ابن مردویہؒ اور بیہقیؒ نے شعب الایمان میں حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت نقل کی ہے: میں نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے ﴿وَالَّذِيْنَ يُؤْتُوْنَ مَآ اٰتَوْا وَّقُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ﴾ کیا وہ آدمی جو چوری کرتا ہے، بدکاری کرتا ہے اور شراب پیتا ہے، کیا اس کے باوجود اللہ سے ڈرتا ہے؟ فرمایا

---

(۱) ابن ابی الدنیا، عبداللہ بن محمد ابوبکر، ذم الدنیا، مکتبۃ الرشد، الریاض، ط۔اول (۱۹۹۰ء)، ۱: ۸۰ رقم (۱۵۴)

(۲) القرآن الکریم، القصص، ۷۸

(۳) عبداللہ بن المبارک ابوعبداللہ المروزی، الزھد، فصل ذکر اللہ عز جل، ۱: ۳۵۰

نہیں لیکن آدمی روزہ رکھتا ہے، صدقہ کرتا ہے اور نماز پڑھتا ہے وہ اس کے باوجود اللہ سے ڈرتا ہے کہ کہیں اس کی یہ عبادت رد نہ کر دی جائے (۱)۔

امام ابن ابی الدنیاؒ، ابن جریرؒ، ابن انباریؒ (۲) نے مصاحف میں اور ابن مردویہؒ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَالَّذِيْنَ يُؤْتُوْنَ مَا آتَوا وَّقُلُوْبُهُمْ وَجِلَة﴾ کیا اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو غلطیاں کرتے ہیں اور نافرمانی والے اعمال کرتے ہیں؟ ایک روایت میں یوں ہے: کیا اس سے مراد وہ شخص ہے جو گناہ کرتا ہے اور اس سے ڈرتا ہے؟ فرمایا نہیں بلکہ اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو نماز پڑھتے ہیں، روزہ رکھتے ہیں، صدقہ کرتے ہیں اور ان کے دل ڈرتے ہیں (۳)۔

---

(۱) مسند احمد، کتاب: باقی مسند الانصار، باب: باقی مسند عائشۃ، رقم (۲۵۷۴۶)۔۔سنن ترمذی، کتاب: التفسیر عن رسول اللہ، باب: ومن سورۃ المومنون، رقم (۳۱۷۵)۔۔سنن ابن ماجہ، کتاب، الزھد، باب، التوقی علی العمل، رقم (۴۱۸۸)۔۔مستدرک، کتاب: التفسیر، باب: سورۃ المومنین، رقم (۲۸۷۵)۔۔شعب الایمان، ۱: ۴۷۷ رقم (۷۸۱)۔۔امام ترمذیؒ نے اس حدیث کی سند کی تقویت بیان کرتے ہوئے لکھا ہے: قد روی هذا الحدیث عن عبدالرحمٰن بن سعید عن ابی حازم عن ابی هریرةؓ، امام حاکمؒ نے اس حدیث کو صحیح قرار دیتے ہوئے لکھا ہے: هذا الحدیث صحیح الاسنا دولم یخرجاه [سنن الترمذی: کتاب: التفسیر عن رسول اللہ، باب: ومن سورۃ المومنون، رقم (۳۰۹۹)۔۔مستدرک، کتاب، رقم (۲۸۷۵)]

(۲) ابو بکر محمد بن القاسم بن الانباری، المقری النحوی، ۲۷۲ھ کو پیدا ہوئے۔ حافظ الحدیث تھے۔ آپ ہمیشہ حافظے سے املاء کیا کرتے تھے۔ ۱۲۰ تفاسیر آپ کو زبانی یاد تھیں۔ [تاریخ بغداد، ۳: ۱۸۱ رقم (۱۲۲۴)۔۔البدایہ والنہایہ، ۱۱: ۱۹۶]

(۳) المعجم الاوسط، ۴: ۱۹۸ رقم (۳۹۶۵)۔۔تفسیر الطبری، سورۃ المومنون: ۹: ۲۲۵ رقم (۲۵۵۵۹)۔۔امام الدارقطنی نے مذکورہ حدیث پر حکم لگاتے ہوئے لکھا ہے: فقال یرویه عبدالرحمٰن بن سعید بن وهب واختلف عنه فرواه یحییٰ بن یمان عن مالک بن مغول بن عبدالحمٰن بن سعید بن وهب عن عائشة وغیربه یرویه عن عبدالرحمٰن مرسلا عن عائشة وهو المحفوظ [الدارقطنی، علی بن عمربن احمد، العلل الواردة فی الاحادیث النبویة، دارطیبة الریاض، (۱۴۰۵ھ)، ۱۱: ۹۳]

امام عبدالرزاقؒ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿وَالَّذِيْنَ يُؤْتُوْنَ مَآ اٰتَوا﴾ کا معنیٰ یعنی وہ آگے دیتے ہیں نقل کیا ہے(۱)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے یہی معنی نقل کیا ہے کہ انہیں جو دیا جاتا ہے وہ آگے عطا کر دیتے ہیں(۲)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿وَالَّذِيْنَ يُؤْتُوْنَ مَا آتَوا وَّقُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ﴾ کی یہ تعبیر نقل کی ہے: وہ خوف کرتے ہوئے عمل کرتے ہیں(۳)۔

امام فریابیؒ اور ابن جریرؒ نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ وہ زکوۃ ادا کرتے ہیں(۴)۔

امام سعید بن منصورؒ، عبد بن حمیدؒ اور ابن منذرؒ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ روایت نقل کی ہے کہ وہ لوگ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں اور اس کی اطاعت کرتے ہیں(۵)۔

امام عبد بن حمیدؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت سعید بن جبیرؒ سے یہ معنی نقل کیا گیا ہے کہ انہیں جو کچھ عطا کیا جائے وہ آگے دیتے ہیں اور ان کے دل قیامت اور حساب کے بُرے انجام سے خوف زردہ ہوتے ہیں(۶)۔

امام عبد بن حمیدؒ اور ابن جریرؒ نے حضرت مجاہدؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ انہیں جو کچھ عطا کیا جائے وہ آگے دیتے ہیں۔ مومن مال خرچ کرتا ہے جب کہ اس کا دل ڈر رہا ہوتا ہے(۷)۔

عبد الرزاقؒ، عبد بن حمیدؒ اور ابن جریرؒ نے حضرت حسنؒ اور قتادہؒ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ یہ

---

(۱) تفسیر عبدالزاق، سورۃ المؤمنون، یعطون ما اعطوا، رقم (۱۹۷۷)

(۲) تفسیر عبدالزاق، سورۃ المؤمنون، یعطون ما اعطوا، رقم (۱۹۲۰)

(۳) حلیۃ الاولیاء، ۸: ۲۴۱

(۴) صحیح بخاری: کتاب: التفسیر، باب: تفسیر سورۃ المؤمنون، رقم الباب (۲۳۷) [ترجمۃ الباب]

(۵) تفسیر الطبری، سورۃ المؤمنون، ۹: ۲۲۵ (۲۵۵۵۸)

(۶) عبداللہ بن المبارک ابوعبداللہ المروزی، الزھد، فصل ذکر اللہ عز جل، ۱: ۳۵۰،

(۷) تفسیر الطبری، سورۃ المؤمنون، ۹: ۲۲۵

آیت ﴿وَالَّذِیْنَ یُؤْتُوْنَ مَآ اٰتَوْا﴾ پڑھتے کہتے وہ بھلائی کے کام کرتے ہیں اور انہیں جو عطا کیا جاتا ہے وہ آگے لوگوں کو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہوئے عطا کرتے ہیں (۱)۔

امام ابن مبارکؒ زہد میں، عبد بن حمیدؒ اور ابن جریرؒ نے حضرت حسن بصریؒ سے یہ قول نقل کیا ہے: وہ بھلائی کے کام کرتے ہیں اور ڈرتے ہیں کہ کہیں یہ انہیں اللہ کے عذاب سے نجات بھی نہ دیں (۲)۔

امام عبد بن حمیدؒ نے حضرت ابن ابی ملیکہؒ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: جونہی میں یہ آیت پڑھتی ہوں یہ آیت مجھے سرخ اونٹوں سے بھی زیادہ محبوب ہے۔ حضرت ابن عباسؓ نے پوچھا وہ کون سی آیت ہے؟ تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ارشاد فرمایا ﴿وَالَّذِیْنَ یُؤْتُوْنَ مَآ اٰتَوْا﴾ (۳)

امام سعید بن منصورؒ اور ابن مردویہؒ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے وہ نبی کریمؐ سے روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہؐ نے ﴿وَالَّذِیْنَ یُؤْتُوْنَ مَآ اٰتَوْا﴾ کو مقصور پڑھا ہے (یعنی مجرد کے صیغہ سے پڑھا ہے جس کا معنی آنا ہے) (۴)۔

امام سعید بن منصورؒ، امام احمدؒ، امام بخاریؒ نے تاریخ، عبد بن حمیدؒ، ابن منذرؒ، ابن اشتہؒ (۵)، ابن انباریؒ نے مصاحف میں، دار قطنیؒ (۶) نے افراد میں حاکمؒ (جب کہ حاکمؒ نے اسے صحیح قرار دیا ہے) اور ابن مردویہؒ نے

---

(۱) تفسیر عبد الرزاق، سورۃ المؤمنون، یعطون ما اعطوا، رقم (۱۹۲۱)

تفسیر الطبری، سورۃ المؤمنون ۹:۲۲۴ رقم (۲۵۵۱_۲)

(۲) عبد اللہ بن المبارک ابو عبد اللہ المروزی، الزھد، فصل ذکر اللہ عز جل، ۱:۶

(۳) مستدرک، کتاب، التفسیر، باب، قراءت النبی، رقم (۲۹۲۳)

(۴) روایت نہیں ملی،

(۵) محمد بن عبد اللہ بن اشتہ ابو بکر الاصبھانی المقری، علم نحوہ کے امام مانے جاتے تھے، مشہور اور ثقہ عالم تھے، علوم العربیہ کے ماہر اور عربی دان تھے۔ تصنیف میں اعلیٰ مقام پر فائز تھے۔ صاحب سنۃ اور احادیث کے ماہر تھے۔ کتاب المحبر اور کتاب المفید فی الشاذ کے مصنف تھے۔ ۳۶۳ھ کو مصر میں وفات پا گئے تھے۔ [معرفۃ القراء الکبار، ۱:۳۲۱ (الطبقۃ الثامنۃ رقم (۲۴۰)]

(۶) علی بن عمر بن احمد بن مہدی، ابو الحسن، دار قطنی شافعی، اپنے دور کے امام فی الحدیث والعلل تھے۔ آپ نے سب سے پہلے قراءت پر کتاب لکھی اور اُس کے ابواب مقرر کئے۔ دار قطن (جو بغداد کا ایک قصبہ ہے) میں پیدا ہوئے، اور بغداد میں وفات پا گئے۔ [وفیات الاعیان، ۳: ۲۹۷۔۔ تاریخ بغداد، ۱۲:۳۴۔۔ ذہبی، ابو عبد اللہ محمد بن احمد، سیر اعلام النبلاء، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت، طبع (۱۹۹۰ء)، ۱۶:۴۴۹]

حضرت عبید بن عمیرؒ(۱) سے روایت نقل ہے کہ اُس نے حضرت عائشہؓ سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ اس آیت ﴿الذین یاتون ماتوا﴾ کو پڑھتے یا ﴿یاتون ماتوا﴾ پڑھتے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا کیا تجھے قراءت زیادہ پسندیدہ لگتی ہے۔ میں نے کہا مجھے ان دونوں میں سے ایک دنیا و مافیہا سب سے زیادہ محبوب ہے۔ حضرت عائشہؓ نے پوچھا کون سی؟ میں نے کہا ﴿والذین یاتون ماآتوا﴾ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا میں اس بات کی گواہی دیتی ہوں کہ رسول اللہ ﷺ اس طرح پڑھا کرتے تھے۔ یہ اس طرح نازل ہوئی لیکن "ھجاء" حرف ہے(۲)۔

امام ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿أُولَٰئِكَ يُسَارِعُونَ فِي الْخَيْرَاتِ وَهُمْ لَهَا سَابِقُونَ﴾ کی تفصیل میں یہ قول نقل کیا ہے: ان کے لئے اللہ کی جانب سے سعادت پہلے ہی مقدر کی جا چکی ہے(۳)۔

بَلْ قُلُوبُهُمْ فِي غَمْرَةٍ مِّنْ هَٰذَا وَلَهُمْ أَعْمَالٌ مِّن دُونِ ذَٰلِكَ هُمْ لَهَا عَامِلُونَ ﴿٦٣﴾

" مگر ان کے دل ان (باتوں) کی طرف سے غفلت میں (پڑھے ہوئے) ہیں، اور اُن کے سوا اور اعمال بھی ہیں جو یہ کرتے رہتے ہیں[۶۳]"۔

امام عبد بن حمیدؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ﴿غمرة﴾ کا معنی کفر اور شرک نقل کیا ہے اور ان کے شرک کے علاوہ یہ برے اعمال ہیں جن کو کئے بغیر ان کا کوئی چارہ کار نہیں(۴)۔

---

(۱) عبید بن عمیر بن قتادہ بن سعد اللیثی، ابو العاصم المکی، مفسر اور واعظ تھے۔ امام بخاریؒ نے آپ کو صحابہ میں شمار کیا ہے۔ امام مسلم فرماتے ہیں: ولد فی زمن النبی ﷺ، آپ کا شمار کبار تابعین میں ہوتا ہے۔ عمر بن خطابؓ، عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ اور عائشہؓ سے آپ کا سماع ثابت ہے۔[ابن عبدالبر قرطبی، الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، دار احیاء التراث العربی، بیروت، (بدون تاریخ)، ج ۱، ص ۳۱۲،]

(۲) مسند احمد، کتاب: باقی مسند الانصار، باب: مسند عائشہؓ، رقم (۲۴۶۸۵)۔ مستدرک: کتاب: التفسیر، باب: قراءت النبی ﷺ، رقم (۲۹۲۳)۔ امام حاکمؒ نے مذکورہ حدیث کی سند کے بارے میں فرمایا: ھذا صحیح الاسناد ولم یخرجاہ [المستدرک، رقم (۲۹۲۳)

(۳) صحیح بخاری: کتاب: التفسیر، باب: تفسیر سورۃ المومنین، رقم الباب: ۲۳۷

(۴) ابن کثیر، سورۃ المؤمنون، ۳: ۲۵۶

امام ابن ابی شیبہؒ، عبد بن حمیدؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت مجاہدؒ سے ﴿بَلْ قُلُوبُهُمْ فِي غَمْرَةٍ مِّنْ هَذَا﴾ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ وہ قرآن سے اندھے ہیں، ان کے اور برے اعمال بھی ہیں جن کو لازمی طور پر کرتے ہیں (۱)۔

امام عبد الرزاقؒ، عبد بن حمیدؒ، ابن منذرؒ، ابن جریرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت قتادہؒ سے ﴿بَلْ قُلُوبُهُمْ فِي غَمْرَةٍ مِّنْ هَذَا﴾ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ ان کے دل مومنوں کے اعمال سے غافل ہیں، اُن کے اور اعمال بھی ہیں جو مومنوں کے اعمال سے برے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے مومنوں کا ذکر کیا ﴿بَلْ قُلُوبُهُمْ فِي غَمْرَةٍ مِّنْ هَذَا وَلَهُمْ أَعْمَالٌ (۲)﴾ پھر کافروں کے بارے میں فرمایا: ﴿بَلْ قُلُوبُهُمْ فِي غَمْرَةٍ مِّنْ هَذَا﴾ یعنی ان کے اور اعمال بھی ہیں جن کے باعث انہیں یہ یہ نام دیئے گئے (۳)۔

حَتَّىٰ إِذَا أَخَذْنَا مُتْرَفِيهِم بِالْعَذَابِ إِذَا هُمْ يَجْأَرُونَ ﴿٦٤﴾ لَا تَجْأَرُوا الْيَوْمَ إِنَّكُم مِّنَّا لَا تُنصَرُونَ ﴿٦٥﴾ قَدْ كَانَتْ آيَاتِي تُتْلَىٰ عَلَيْكُمْ فَكُنتُمْ عَلَىٰ أَعْقَابِكُمْ تَنكِصُونَ ﴿٦٦﴾ مُسْتَكْبِرِينَ بِهِ سَامِرًا تَهْجُرُونَ ﴿٦٧﴾

"یہاں تک کہ جب ہم نے ان میں سے آسودہ حال لوگوں کو پکڑ لیا تو وہ اس وقت چلائینگے [۶۴] آج مت چلاؤ! تم کو ہم سے کچھ مدد نہیں ملے گی [۶۵] میری آیتیں تم کو پڑھ پڑھ کر سنائی جاتی تھی اور تم اُلٹے پاؤں پھر پھر جاتے تھے [۶۶] ان سے سرکشی کرتے، کہانیوں میں مشغول ہوتے اور بے ہودہ بکواس کرتے تھے [۶۷]"۔

امام نسائیؒ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿حَتَّىٰ إِذَا أَخَذْنَا مُتْرَفِيهِم بِالْعَذَاب﴾ میں ﴿هم﴾ ضمیر سے مراد بدری مقتول لئے ہیں (۴)۔

---

(۱) تفسیر الطبری، سورۃ المؤمنون ۹: ۲۲۷ رقم (۲۵۵۶۷)
تفسیر مجاهد، سورۃ المؤمنون، ص ۱۷۱، رقم (۱۰۷۵)

(۲) القرآن الکریم، المؤمنون، ۵۷

(۳) تفسیر الطبری، سورۃ المؤمنون: ۹: ۲۲۷ رقم (۲۵۵۷۳)

(۴) السنن الکبریٰ النسائی، کتاب، التفسیر، باب: تفسیر سورۃ المومنین، ۶: ۴۱۳ رقم (۱۱۳۵۳)

امام عبدالرزاقؒ، عبد بن حمیدؒ اور ابن ابی حاتمؒ حضرت قتادہؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ہمارے سامنے یہ قول ذکر کیا گیا کہ یہ آیت ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی جنہیں (کفار کو) اللہ تعالیٰ نے غزوہ بدر میں قتل کیا (۱)۔

امام ابن ابی شیبہؒ، عبد بن حمیدؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت مجاہدؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے سرکشوں کو بدر کے روز تلواروں سے پکڑ لیا۔ جب کہ مکہ مکرمہ میں گڑگڑاتے تھے (۲)۔

امام عبد بن حمیدؒ نے حضرت سعید بن جبیرؒ سے عذاب کا معنی بدر کے روز تلوار سے قتل کرنا لیا ہے (۳)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ربیع بن انسؒ سے ﴿مُتْرَفِيهِم﴾ کا معنی (ان کے تکبر کرنے والے) کیا ہے (۴)۔

امام ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ وہ مدد طلب کرتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿فَكُنتُمْ عَلَىٰ أَعْقَابِكُمْ تَنكِصُونَ﴾ کا یہ مفہوم نقل کیا ہے کہ تم واپس ہوتے ہو (۵) اور ﴿سَمِرًا تَهْجُرُونَ﴾ کا مفہوم ''بیت اللہ کے گرد بیٹھ کر قصہ گویاں کرتے اور یاوا گوئی کرتے ہو'' (۶)۔

امام عبد بن حمیدؒ اور ابن جریرؒ نے حضرت مجاہدؒ سے ﴿تَنكِصُونَ﴾ کا معنی تم پیچھے ہٹ جاتے تھے نقل کیا ہے (۷)۔

---

(۱) مصنف عبدالرزاق، کتاب: المغازی، باب: وقعۃ بنی نضیر، رقم (۹۷۳۴)

تفسیر عبدالرزاق، سورۃ المؤمنون، (۱۹۲۳)

(۲) تفسیر الطبری، سورۃ المؤمنون ۹: ۲۲۸ رقم (۲۵۵۸۱)

(۳) تفسیر قرطبی، سورۃ المؤمنون، ۱۲: ۱۳۲۔۔ فتح القدیر، سورۃ المومنون، ۵: ۱۶۵

(۴) تفسیر قرطبی، سورۃ المؤمنون، ۱۲: ۱۳۲۔۔ فتح القدیر، سورۃ المومنون، ۵: ۱۶۵

(۵) صحیح البخاری: کتاب: التفسیر، باب: تفسیر سورۃ المومنین، رقم الباب: ۲۳۷

(۶) تفسیر الطبری، سورۃ المؤمنون، ۹: ۲۳۱

تفسیر مجاہد، سورۃ المؤمنون، رقم (۱۰۷۶)

(۷) تفسیر الطبری، سورۃ المؤمنون، ۹: ۲۲۹ رقم (۲۵۵۸۸)

امام عبد بن حمیدؒ، ابن جریرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت قتادہؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ﴿ مستکبرین بہ﴾ میں ضمیر سے مراد بیت حرام ہے۔ اور ان کے قصہ گو کو کوئی خوف نہ ہوتا تھا۔ کیونکہ انہیں امن دیا گیا ہوتا جب کہ عرب رات کے وقت قصہ گوئی اور مجلس کرنے والوں کے بارے میں ڈرتے تھے اور وہ ایک دوسرے سے لڑ پڑتے تھے۔ اہل مکہ کو جو امن نصیب تھا اس وجہ سے انہیں کوئی ڈر نہیں ہوتا تھا. تھجرون یعنی تم اللہ کے حرم میں اور بیت اللہ کے نزدیک شرک کرتے ہو اور بہتان لگاتے ہو۔ حضرت حسن بصریؒ اس کی یہ تعبیر نقل کرتے تھے: تم اللہ کی کتاب اور اللہ کے نبی کا مذاق اوڑاتے ہو(۱)۔

امام عبد بن حمیدؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت حسن بصریؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ﴿ مُسْتَكْبِرِيْنَ بِهٖ ﴾ میں "ہ" ضمیر سے مراد میرا حرم ہے اور تم قرآن میرے ذکر اور میرے رسول کا مذاق اُوڑاتے ہو(۲)۔

امام ابن جریرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ "ہ" ضمیر سے مراد اللہ تعالیٰ کا حرم ہے، تکبر کی وجہ یہ ہے۔ کیونکہ حرم کی حدود میں ان پر کوئی غالب نہیں آیا(۳)۔

امام عبد بن حمیدؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت مجاہدؒ سے قول نقل کیا ہے کہ وہ مکہ مکرمہ میں تکبر کرتے ہیں سمرا کا معنی مجلس کرنے والا ذکر کیا ہے اور تم قرآن حکیم کے مطالق نازیبا باتیں کرتے ہو(۴)۔

عبد بن حمیدؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابوصالحؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ﴿ مُسْتَكْبِرِيْنَ بِهٖ ﴾ میں ہ ضمیر سے مراد قرآن حکیم ہے(۵)۔

---

(۱) مستدرک، کتاب التفسیر، باب سورۃ المومنون، رقم (۳۴۸۷)
تفسیر الطبری، سورۃ المؤمنون، ۹: ۲۳۰ رقم (۲۵۵۹۷)

(۲) تفسیر الطبری، سورۃ المؤمنون، ۹: ۲۳۰ رقم (۲۵۵۹۲)

(۳) تفسیر الطبری، سورۃ المؤمنون، ۹: ۲۳۰ رقم (۲۵۵۹۳)

(۴) مستدرک، کتاب: التفسیر، باب قراءۃ النبی ﷺ، رقم (۲۹۷۰)۔۔(امام حاکمؒ نے اس حدیث پر حکم لگاتے ہوئے لکھا ہے کہ ھذا الحدیث صحیح الاسناد ولم یخرجا ہ)[المستدرک، رقم (۲۹۷۰)]

(۵) تفسیر ابن کثیر، سورۃ المؤمنون، ۳: ۲۵۷

امام طستیؒ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت نافع بن ازرقؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے عرض کی کہ مجھے اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿سَمِراً تَهْجُرُوْنَ﴾ کا معنی بتائیں فرمایا وہ لہو ولعب اور باطل باتیں کرتے۔ پوچھا عرب اسے جانتے ہیں؟ فرمایا ہاں۔ کیا تو نے شاعر کا شعر نہیں سنا۔

شعر: وباتوا بشعب لهم سامرا اذا خب نيرانهم اوقدوا (۱)

"انہوں نے اپنی گھاٹی میں رات باتیں کرتے گزاری، جب ان کی آگ بجھ جاتی تو وہ اسے نئے سرے سے جلا لیتے"۔

امام سعید بن منصورؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت سعید بن جبیرؒ سے روایت نقل کی ہے کہ قریش بیت اللہ کے اردگرد بیٹھ کر قصہ گوئی کرتے، اس کا طواف نہ کرتے اور اس پر فخر کرتے تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا (۲)۔

امام عبد بن حمیدؒ ابن ابی حاتمؒ اور ابن مردویہؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے ﴿سَمِراً تَهْجُرُوْنَ﴾ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ قریش حلقے بنایا کرتے تھے اور بیت اللہ کے اردگرد باتیں کیا کرتے تھے (۳)۔

امام ابی شیبہؒ، ابن منذرؒ، ابن ابی حاتمؒ، طبرانیؒ، ابن مردویہؒ اور حاکمؒ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے جب کہ حاکمؒ نے اسے صحیح قرار دیا کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت پڑھی۔ کہا (بات یہ تھی) کہ مشرک رات کی قصہ گوئیوں میں رسول اللہ ﷺ کا مذاق اڑایا کرتے تھے (۴)۔

امام عبد بن حمیدؒ نے عاصمؒ سے روایت نقل کیا ہے کہ انہوں نے تهجرون کو تاء کے فتحہ اور جیم کے ضمہ کے ساتھ پڑھا ہے (۴)۔

---

(۱) مسائل نافع بن الازرق، ۱:۱۷۹

(۲) تفسیر الطبری، سورۃ المؤمنون، ۹:۲۳۰ رقم (۲۵۵۹۳)

(۳) تفسیر الطبری، سورۃ المؤمنون، ۹:۲۳۰ رقم (۲۵۵۹۱)

(۴) حاکم، المستدرک، کتاب التفسیر، باب: قراءت النبی ﷺ مما لم یخرجاہ وقد صح سندہ، رقم (۲۹۷۰)۔ معجم الکبیر، ۱۱:۷۴ رقم (۱۱۰۸۹)۔ امام ہیثمی نے مذکورہ حدیث پر حکم لگاتے ہوئے لکھا ہے: رواہ الطبرانی وفیہ یحییٰ بن سلمۃ بن کھیل وھو ضعیف وقد ذکرہ ابن حبان فی الثقات [مجمع الزوائد، ۷:۱۷۵ رقم (۱۱۱۹۰)]

(۵) تفسیر قرطبی، سورۃ المؤمنون، ۱۲:۱۲۳

امام عبد بن حمیدؒ نے حضرت عکرمہؒ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ جب وہ قصہ گوئی کرتے تو یاد گوئی کرتے (۱)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت عکرمہؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ حق کو چھوڑتے ہیں اور حق کا مزاق اڑاتے ہیں (۲)۔

امام نسائیؒ، ابن ابی حاتمؒ، حاکمؒ (جب کہ حاکمؒ نے اسے صحیح قرار دیا ہے) اور ابن مردویہؒ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جب آیت نازل ہوئی تو قصہ گوئی کو ناپسند کیا جانے لگا۔ اور "بہ ضمیر" سے مراد بیت اللہ ہے۔ وہ کہتے ہم بیت اللہ والے ہیں (یعنی اسی طرح وہ تکبیر کرتے تھے)۔ وہ بیت اللہ کو چھوڑے رکھتے (طواف نہ کرتے) اور اسے آباد نہ کرتے تھے (۳)۔

أَفَلَمْ يَدَّبَّرُوا الْقَوْلَ أَمْ جَاءَهُمْ مَّا لَمْ يَأْتِ آبَاءَهُمُ الْأَوَّلِينَ ﴿٦٨﴾ أَمْ لَمْ يَعْرِفُوا رَسُولَهُمْ فَهُمْ لَهُ مُنكِرُونَ ﴿٦٩﴾ أَمْ يَقُولُونَ بِهِ جِنَّةٌ بَلْ جَاءَهُم بِالْحَقِّ وَأَكْثَرُهُمْ لِلْحَقِّ كَارِهُونَ ﴿٧٠﴾ وَلَوِ اتَّبَعَ الْحَقُّ أَهْوَاءَهُمْ لَفَسَدَتِ السَّمَاوَاتُ وَالْأَرْضُ وَمَن فِيهِنَّ بَلْ أَتَيْنَاهُم بِذِكْرِهِمْ فَهُمْ عَن ذِكْرِهِم مُّعْرِضُونَ ﴿٧١﴾ أَمْ تَسْأَلُهُمْ خَرْجًا فَخَرَاجُ رَبِّكَ خَيْرٌ وَهُوَ خَيْرُ الرَّازِقِينَ ﴿٧٢﴾ وَإِنَّكَ لَتَدْعُوهُمْ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ [٧٣] وَإِنَّ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ عَنِ الصِّرَاطِ لَنَاكِبُونَ ﴿٧٤﴾ وَلَوْ رَحِمْنَاهُمْ وَكَشَفْنَا مَا بِهِم مِّن ضُرٍّ لَّلَجُّوا فِي طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُونَ ﴿٧٥﴾

" کیا اُنہوں نے ان کلام میں غور نہیں کیا یا اُن کے پاس کوئی ایسی چیز آئی ہے جو اُن کے اگلے باپ دادا کے پاس نہیں آئی تھی (۶۸) یا یہ اپنے پیغمبر کو جانتے پہچانتے نہیں، اس وجہ سے ان کو نہیں مانتے (۶۹) کیا یہ کہتے ہیں کہ اسے سودا ہے (نہیں) بلکہ وہ ان کے پاس حق کو لیکر آئے ہیں اور اِن میں سے اکثر حق کو ناپسند کرتے ہیں (۷۰) اور خدا ئے (برحق) ان کی خواہشوں پر چلے تو آسمان اور زمیں اور جو اِن میں ہیں سب درہم برہم ہو جائے۔ بلکہ ہم نے ان کے

---

(۱) تفسیر ابن کثیر، سورۃ المؤمنون، ۳: ۲۵۷

(۲) روح المعانی، سورۃ المؤمنون، ۱۸: ۵۰

(۳) مستدرک، کتاب التفسیر، باب: سورۃ المومنین، رقم (۳۴۸۷)
السنن الکبریٰ النسائی، کتاب التفسیر، باب: سورۃ المومنین، رقم (۱۱۳۵۱)
امام حاکمؒ نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔ [المستدرک، رقم (۳۴۸۷)]

پاس ان کی نصیحت [کی کتاب] پہنچادی ہے اور وہ اپنی [کتاب] نصیحت سے منہ پھیر رہے ہیں [۷۱] کیا تم ان سے (تبلیغ کے صلے میں) کچھ مال مانگتے ہو، تو تمہارا پروردگار کا مال بہت اچھا ہے اور وہ سب سے بہتر رزق دینے والا ہے [۷۲] اور تم تو اُن کو سیدھے راستے کی طرف بھلاتے ہو [۷۳] اور جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں لاتے وہ راستے سے الگ ہو رہے ہیں [۷۴] اور اگر ہم اُن پر رحم کریں اور جو تکلیفیں اُن کو پہنچ رہی ہیں، وہ دور کر دیں تو اپنی سرکشی پر اڑے رہے (اور) بھٹکتے (پھریں) [۷۵]"۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت قتادہؒ سے ﴿افلم یدبر القول﴾ کی یہ تعبیر نقل کی ہے کہ قوم غور وفکر کرتی اور سمجھ بوجھ رکھتی تو اللہ کی قسم! وہ قرآن میں ایسی چیز پاتی جو انہیں اللہ تعالیٰ کی معصیت سے روک دیتی (۱)۔

امام ابن ابی شیبہؒ، عبد بن حمیدؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابو صالحؒ سے ﴿ام لم یعرفوا رسولھم﴾ کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کو پہچانتے تھے لیکن وہ آپ ﷺ سے حسد کرتے تھے اور ﴿ام لم یعرفوا رسولھم﴾ میں حق سے مراد اللہ تعالیٰ کی ذات ہے (۲)۔

امام ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ﴿بل اتینٰھم بذکرھم﴾ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ ہم نے ان کے لئے واضح کیا (۳)۔

امام عبد الرزاقؒ، عبد بن حمیدؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت قتادہؒ سے ﴿بل اتینا ھم بذکرھم﴾ کا معنی قرآن لیا ہے ﴿ام تسالھم اجرا﴾ کا یہ معنی کیا ہے کہ ہم نے جو آپ کو دیا ہے اس پر آپ ان سے اجر طلب کرتے ہیں (۴)۔

امام عبد الرزاقؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حسن بصریؒ سے نقل کیا ہے ﴿خرجا﴾ یعنی اجرا (۵)

---

(۱) تفسیر ابن کثیر، سورۃ المؤمنون، ۳: ۲۵۷

(۲) تفسیر الطبری، سورۃ المؤمنون، ۹: ۲۳۳

(۳) تفسیر الطبری، سورۃ المؤمنون، ۹: ۲۳۴ رقم (۲۵۶۲۶)

(۴) تفسیر عبد الرزاق، سورۃ المؤمنون، ﴿بل اتینا ھم بذکرھم﴾ رقم (۱۹۲۸)

(۵) تفسیر الطبری، سورۃ المؤمنون: ۹: ۲۳۴ رقم (۲۵۶۲۷)

امام عبد بن حمیدؒ نے مجاہدؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ خرچ اور اس سے قبل جو قصہ مذکور ہے وہ قریش کے کفار کے لئے ہے(۱)۔

امام عبد بن حمیدؒ نے حضرت عاصمؒ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے خرجا کو الف کے بغیر اور ﴿أَمْ تَسْأَلُهُمْ خَرْجاً﴾ میں الف کے ساتھ پڑھا ہے(۲)۔

امام ابن ابی شیبہؒ اور امام ابن منذرؒ نے حضرت حسن بصریؒ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے یوں قراءت کی ﴿أَمْ تَسْأَلُهُمْ اَجْرًا فَخَرَاجُ رَبِّكَ﴾(۳)۔

امام عبد بن حمیدؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت قتادہؒ سے صراط مستقیم کا یہ معنی نقل کیا ہے، کہاں اس میں کوئی ٹیڑھا پن نہیں ہے۔ ہمارے سامنے یہ ذکر کیا ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ ایک آدمی سے ملے، اس سے کہا اسلام قبول کرلو۔ یہ چیز اس کو بڑی مشکل لگی اور گراں گزری۔ نبی کریم ﷺ نے اس سے فرمایا مجھے بتاؤ اگر تو ناہموار راستہ پر ہو اور تو ایسے آدمی کو ملے جسے تو جانتا ہو، اس کا نسب بھی پہچانتا ہو وہ تجھے ایک کھلے ہموار راستہ کی طرف بلائے، کیا تو اس کی پیروی کرے گا؟ اس نے کہا جی ہاں، میں ایسا کروں گا۔ فرمایا مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضہِ قدرت میں محمد ﷺ کی جان ہے! بے شک اگر تو اس راستے پر ہوتا تو اس وقت تو اس سے بھی زیادہ پیچیدہ راستے میں ہے اور میں تو اس راستے سے آسان اور ہموار راستہ پر بلا رہا ہوں اگر تجھے اس راستہ کی طرف بلایا جاتا۔ ہمارے سامنے یہ بات ذکر کی گئی ہے کہ نبی کریم ﷺ ایک آدمی کو ملے فرمایا اس کو قبول کرلے اس سے یہ چیز بڑی شاق گزری۔ نبی کریم ﷺ نے اسے فرمایا بتاؤ تیرے دو نوجوان ہوں، اس میں ایک بات کہے تو سچ کہے، اگر تو اس کے پاس امانت رکھے تو وہ تجھے واپس کردے۔ دوسرا تجھ سے بات کرے تو جھوٹ بولے، اگر تو اس کے پاس امانت رکھے تو وہ خیانت کرے اس نے عرض کی کیوں نہیں، میرا نوجوان تو وہ ہے کہ جب بات کرے تو سچ کہے، جب میں اس کے پاس امانت رکھوں تو وہ مجھے ادا کردے۔ نبی کریمؐ نے فرمایا: تم بھی اپنے رب کے پاس ایسے ہی ہوگے(۴)۔

---

(۱) تفسیر الطبری، سورۃ المؤمنون ۹:۲۲۴

(۲) تفسیر النسفی، سورۃ المؤمنون، ۳:۱۲۷

(۳) تفسیر ابن کثیر، سورۃ المؤمنون، ۳:۲۵۸

(۴) تفسیر ابن کثیر، سورۃ المؤمنون، ۳:۲۵۸

امام عبد بن حمیدؒ نے حضرت مجاہدؒ سے ﴿الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ عَنِ الصِّرَاطِ لَنَاكِبُونَ﴾ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ وہ حق سے روگردانی کرتے ہیں (۱)۔

امام ابن جریرؒ نے ﴿ضر﴾ کا معنی بھوک نقل کیا ہے (۲)۔

وَلَقَدْ أَخَذْنَاهُم بِالْعَذَابِ فَمَا اسْتَكَانُوا لِرَبِّهِمْ وَمَا يَتَضَرَّعُونَ ﴿٧٦﴾ حَتَّىٰ إِذَا فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَابًا ذَا عَذَابٍ شَدِيدٍ إِذَا هُمْ فِيهِ مُبْلِسُونَ ﴿٧٧﴾ وَهُوَ الَّذِي أَنشَأَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ وَالْأَفْئِدَةَ ۖ قَلِيلًا مَّا تَشْكُرُونَ ﴿٧٨﴾ وَهُوَ الَّذِي ذَرَأَكُمْ فِي الْأَرْضِ وَإِلَيْهِ تُحْشَرُونَ ﴿٧٩﴾ وَهُوَ الَّذِي يُحْيِي وَيُمِيتُ وَلَهُ اخْتِلَافُ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ ۖ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ﴿٨٠﴾ بَلْ قَالُوا مِثْلَ مَا قَالَ الْأَوَّلُونَ ﴿٨١﴾ قَالُوا أَئِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَعِظَامًا أَإِنَّا لَمَبْعُوثُونَ ﴿٨٢﴾ لَقَدْ وُعِدْنَا نَحْنُ وَآبَاؤُنَا هَٰذَا مِن قَبْلُ إِنْ هَٰذَا إِلَّا أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ ﴿٨٣﴾

"اور ہم نے ان کو عذاب میں پکڑا تو بھی انہوں نے خدا کے آگے عاجزی نہ کی اور عاجزی کرتے ہی نہیں [۷۶] یہاں تک کہ جب ہم نے ان پر عذاب شدید کا دروازہ کھول دیا تو اُس وقت وہاں نا اُمید ہو گئے [۷۷] اور وہی تو ہے جس نے تمہارے کام اور انکھیں اور دل بنائے۔ (لیکن) تم کم شکر گزاری کرتے ہو [۷۸] اور وہی تو ہے جس نے تم کو زمین میں پیدا کیا اور اسی طرف تم جمع ہو کر جاؤ گے [۷۹] اور وہی ہے جو زندگی بخشتا ہے اور موت دیتا ہے اور رات اور دن کا بدلتے رہنا اسی کا تصرف ہے، کیا تم سمجھتے نہیں [۸۰] بات یہ ہے کہ جو بات اگلے (کافر) کہتے تھے اسی طرح کی (بات یہ) کہتے ہیں [۸۱] کہتے ہیں کہ جب ہم مر جائینگے اور مٹی ہو جائینگے اور استخوان (بوسیدہ) کے سوا کچھ (نہ رہے گا) تو کیا ہم پھر اُٹھائے جائینگے؟ [۸۲] یہ عدہ اور ہم سے پہلے ہمارے باپ دادا سے بھی ہوتا چلا آیا ہے (اجی) یہ تو صرف اگلے لوگوں کی کہانیاں ہیں [۸۳]

---

(۱) صحیح بخاری، کتاب: التفسیر، باب: تفسیر سورۃ المومنین، رقم الباب (۲۳۷) [ترجمۃ الباب]

(۲) تفسیر الطبری، سورۃ المؤمنون، ۹: ۲۳۴ رقم (۲۵۶۳۱)

امام نسائیؒ، ابن جریرؒ، ابن ابی حاتمؒ، طبرانیؒ، حاکمؒ (حاکمؒ نے اسے صحیح قرار دیا ہے)، ابن مردویہؒ اور بیہقیؒ نے دلائل میں حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ ابوسفیان (۱) نبی کریمؐ کی خدمت میں حاضر ہوا، عرض کی اے محمدؐ! میں تمھیں اللہ اور رشتہ داری کا واسطہ دے کر کہتا ہوں ہم نے علھز (۲) کو خون کے ساتھ کھایا ہے تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا (۳)۔

امام ابن جریرؒ، ابونعیمؒ نے "المعرفۃ" میں بیہقیؒ نے "دلائل" میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ثمامہ ابن اثال حنفی (۴) کو جب نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر کیا گیا تو وہ مسلمان ہو گیا جب کہ یہ قیدی

---

(۱) صخر بن حرب ابن اُمیۃ بن عبد شمس بن عبد مناف، ابوسفیان القرشی الاموی، آپ نے کنیت سے شہرت پائی تھی۔ زمانہ جاہلیت میں اسلام کے بڑے دشمنوں میں سے تھا۔ قریش کا تجارتی قافلہ آپ کی سرپرستی میں شام جایا کرتا تھا۔ آپؓ نے فتح مکہ کے دن اسلام قبول کیا تھا۔ آپؓ معاویہؓ کے والد اور نبی کریم ﷺ کے سسر تھے، اُم المومنین حضرت اُم حبیبہؓ آپؓ کی بیٹی تھی۔ حنین اور طائف کے غزوات میں شریک رہیں۔ [تھذیب الکمال، ۳۳: ۳۶۱ رقم (۷۴۰۱)]

(۲) العلھز: الوبر بدم الحلم یاکلون فی القحط، [المحیط فی اللغۃ لصاحب بن عباد،] طعام من الدم والوبر.. [القاموس المحیط] وبر یخلط بالدماء الحلم [ابن منظور، دار صادر، بیروت، لسان العرب، (مادہ ع.ل.ہ)]

(۳) السنن الکبریٰ للنسائی، ۶: ۴۱۳ رقم (۱۱۳۵۲)۔۔ تفسیر الطبری، سورۃ المومنون ج ۹: ۲۳۲ رقم (۲۵۶۳۲)۔۔ معجم الکبیر، ۶: ۴۱۳، رقم (۱۱۱۹۱)۔۔ مستدرک، کتاب: التفسیر، باب تفسیر سورۃ المومنین، رقم (۳۴۸۸)۔۔ محمد بن حبان، صحیح بن حبان بترتیب ابن بلبان، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت، ط۔اول (۱۴۱۴ھ)، کتاب: الرقائق باب: الادعیہ، رقم (۹۶۶)۔۔، دلائل النبوۃ، کتاب: الدعاء رسول ﷺ، رقم (۶۱۴، ۶۱۳)۔۔ امام ھیثمیؒ نے اس حدیث پر حکم لگاتے ہوئے لکھا ہے: رواہ الطبرانی وفیہ علی بن الحسین بن واقد وثقہ النسائی وغیرہ وضعفہ ابو حاتم [مجمع الزوائد، ۷: ۷۵ ارقم (۱۱۱۹۱)]۔۔ امام حاکمؒ نے اس حدیث کو صحیح الاسناد قرار دیا ہے۔ مستدرک، کتاب: التفسیر، باب تفسیر سورۃ المومنون، رقم (۳۴۸۸)۔۔ قال شعیب الارنؤوط: اسنادہ حسن، [تعلیق الارنؤوط علیٰ صحیح ابن حبان، رقم (۹۶۶)]

(۴) ثمامہ بن اثال الحنفی، آپ یمامہ کے مکین اور وہاں کے سرداروں میں سے تھے۔ اسلام قبول کرنے کے بعد یمامۃ واپس چلے گئے تھے۔ ایک وقت ایسا آیا تھا کہ اھل یمامہ مرتد ہو گئے تھے لیکن آپ اسلام پر مستقیم رہے اور مرتدین کی سرکوبی کے لئے مسلمانوں کے لشکر کا ساتھ دیا تھا۔ [الاستیعاب، ۱: ۶۴۔۔ الاصابہ، ۱: ۴۱۰]

تھا۔رسول اللہ ﷺ نے اسے آزاد کر دیا۔یمامہ چلا گیا اور اہل مکہ اور یمامہ(۱) کے درمیان رکاوٹ بن گیا یہاں تک کہ قریش نے علھز کھایا۔ابوسفیان نبی کریمؐ کی خدمت میں حاضر ہوا۔عرض کی: کیا آپ کو دونوں جہانوں کے لئے رحمت بنا کر نہیں بھیجا گیا؟ رسول اللہ ﷺ نے جواب دیا: کیوں نہیں۔عرض کی آپ ﷺ تو اپنوں کو تلوار سے اور بیٹوں کو بھوک سے مار ڈالا۔تو اللہ تعالیٰ نے ﴿وَلَقَدْ أَخَذْنَاهُم بِالْعَذَابِ فَمَا اسْتَكَانُوا لِرَبِّهِمْ وَمَا يَتَضَرَّعُونَ﴾ آیت کو نازل فرمایا(۲)۔

امام ابن منذرؒ نے مجاہدؒ سے عذاب کا معنی خشک سالی اور بھوک نقل کیا ہے(۳)۔

امام عسکریؒ(۴) نے "المواعظ" میں علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے آیت ﴿فَمَا اسْتَكَانُوا لِرَبِّهِمْ وَمَا يَتَضَرَّعُونَ﴾ کی تفسیر میں یہ روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے دعا میں تواضع اختیار نہیں کی اور نہ خشوع وخضوع اختیار کیا۔ اگر وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے خشوع وخضوع اختیار کرتے تو اللہ تعالیٰ ان کی دعا قبول کر لیتا(۵)۔

ابن جریرؒ نے حضرت حسن بصریؒ سے روایت نقل کی ہے کہ جب بادشاہ کی طرف سے تمہیں کوئی مصیبت پہنچے تو یہ بھی ایک عذاب ہے اللہ تعالیٰ کے عذاب کا مقابلہ حمیت کی صورت میں نہ کرو بلکہ اس کا مقابلہ استغفار کی صورت میں کرو، عاجزی کرو اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں آہ وزاری کرو اور یہ آیت ﴿وَلَقَدْ أَخَذْنَاهُم بِالْعَذَابِ فَمَا اسْتَكَانُوا لِرَبِّهِمْ وَمَا يَتَضَرَّعُونَ﴾ تلاوت کی(۶)۔

---

(۱) یمامۃ اقلیم الثالث میں واقع ہے جو خط استواء سے ۱۷ درجے طولا اور ۲۱ درجے عرضا واقع ہے۔العزیزی نے لکھا ہے کہ یمامۃ اقلیم الثانی میں واقع ہے۔حضرت ابوبکرؓ کے زمانے میں خالد بن ولیدؓ کی سرپرستی میں مسلمانوں نے جنگ یمامۃ کے بعد فتح کیا تھا۔یمامہ اور بحرین کے درمیان دس دنوں کا فاصلہ ہے اور اس کو علاقہ نجد میں شمار کیا جاتا ہے۔[معجم البلدان،۵:۴۴۲]

(۲) تفسیر الطبری،سورۃ المؤمنون،۹،۲۳۶رقم(۲۵۶۳۳)۔۔الاصبھانی،معرفۃ الصحابۃ،دار الوطن،الریاض،(۱۴۱۹ھ)،۴:۳۳۲،رقم(۱۳۲۷)۔۔بخاری،محمد بن اسماعیل،صحیح البخاری،کتاب:التفسیر،باب:تفسیر سورۃ آل م غلبت الروم،رقم(۴۴۹۶)

(۳) تفسیر مجاہد،سورۃ المؤمنون،ص ۱۷۱(۱۰۷۸)

(۴) حسن بن عبداللہ بن سعید بن اسماعیل العسکری،ابواحمد،آپ ایک فقیہ،ادیب اور عالم حدیث تھے۔عسکر میں ۲۹۳ھ کو پیدا ہوئے اور حصول علم کی خاطر بغداد منتقل ہوئے۔آپ کتاب المواعظ کے مئولف ہیں۔[لسان المیزان،۲:۲۱۸ رقم(۹۵۷)۔۔الاعلام،۲:۱۹۶]

(۵) علی بن حسام،کنز العمال فی سنن الاقوال ولافعال،مئوسسۃ الرسالۃ،بیروت،طبع(۱۹۸۹ء)۲:۳:۴۷۳،رقم(۴۵۳۴)

(۶) تفسیر الطبری،سورۃ المؤمنون،۹:۲۳۶رقم(۲۵۶۳۴)

امام ابن ابی شیبہؒ، ابن جریرؒ اور ابن مردویہؒ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ﴿ عَذَابٍ شَدِيدٍ ﴾ کا معنی غزوہ بدر کا عذاب لیا ہے جو گزر چکا ہے(۱)۔

امام ابن جریرؒ نے حضرت ابن جریجؒ سے ﴿ عَذَابٍ شَدِيدٍ ﴾ کا معنی بدر میں شکست لیا ہے(۲)۔

امام ابن جریرؒ نے حضرت مجاہدؒ سے ﴿عَذَابٍ شَدِيدٍ ﴾ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ قریش کو جو بھوک کا سامنا کرنا پڑا اور اس کے علاوہ انہیں جو مصائب دیکھنے پڑے(۳)۔

قُل لِّمَنِ الْأَرْضُ وَمَن فِيهَا إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿٨٤﴾ سَيَقُولُونَ لِلَّهِ قُلْ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ ﴿٨٥﴾ قُلْ مَن رَّبُّ السَّمَاوَاتِ السَّبْعِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ ﴿٨٦﴾ سَيَقُولُونَ لِلَّهِ قُلْ أَفَلَا تَتَّقُونَ ﴿٨٧﴾ قُلْ مَن بِيَدِهِ مَلَكُوتُ كُلِّ شَيْءٍ وَهُوَ يُجِيرُ وَلَا يُجَارُ عَلَيْهِ إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿٨٨﴾ سَيَقُولُونَ لِلَّهِ قُلْ فَأَنَّىٰ تُسْحَرُونَ ﴿٨٩﴾ بَلْ أَتَيْنَاهُم بِالْحَقِّ وَإِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ ﴿٩٠﴾ مَا اتَّخَذَ اللَّهُ مِن وَلَدٍ وَمَا كَانَ مَعَهُ مِنْ إِلَٰهٍ إِذًا لَّذَهَبَ كُلُّ إِلَٰهٍ بِمَا خَلَقَ وَلَعَلَا بَعْضُهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ سُبْحَانَ اللَّهِ عَمَّا يَصِفُونَ ﴿٩١﴾ عَالِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَتَعَالَىٰ عَمَّا يُشْرِكُونَ ﴿٩٢﴾ قُل رَّبِّ إِمَّا تُرِيَنِّي مَا يُوعَدُونَ ﴿٩٣﴾ رَبِّ فَلَا تَجْعَلْنِي فِي الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ﴿٩٤﴾ وَإِنَّا عَلَىٰ أَن نُّرِيَكَ مَا نَعِدُهُمْ لَقَادِرُونَ ﴿٩٥﴾

" کہو کہ اگر تم جانتے ہو تو بتاؤ کہ زمین اور جو کچھ زمین میں ہے سب کس کا مال ہے؟ [۸۴] جھٹ بول اُٹھیں کہہ خدا کا ۔کہو کہ پھر تم سوچتے کیوں نہیں؟ [۸۵] (ان سے) پوچھو کہ سات آسمانوں کا کون مالک ہے اور عرش عظیم کا (کون) مالک (ہے؟) [۸۶] بے ساختہ کہہ دینگے کہہ یہ (چیزیں) خدا ہی کی ہیں، کہو کہ پھر تم ڈرتے کیوں نہیں؟ [۸۷] کہو کہ اگر تم جانتے ہو تو بتاؤ کہ وہ کون ہے جس کے ہاتھ میں ہر چیز کی بادشاہی ہے اور وہ پناہ دیتا ہے اور اُس کے مقابل کوئی کسی کو پناہ نہیں دیے سکتا [۸۸] فورا کہہ دینگے کہ (ایسی بادشاہی تو) خدا ہی کی ہے، تو کہو پھر تم پر جادو کہاں سے پڑ جاتا ہے؟ [۸۹] بات یہ ہے کہ ہم نے اُن کے پاس حق پہنچا دیا ہے اور جو (بت پرستی کیے جاتے ہیں) بیشک جھوٹے ہیں [۹۰] خدا نے نہ تو (اپنا) کسی کو بیٹا بنایا ہے اور نہ اس کے ساتھ کوئی معبود ہے، ایسا ہوتا تو ہر معبود اپنی اپنی مخلوقات کو لے کر چل دیتا اور

---

(۱) تفسیر الطبری، سورۃ المؤمنون، ۹:۲۳۶ رقم (۲۵۶۳۶)

(۲) تفسیر الطبری، سورۃ المؤمنون، ۹:۲۳۶ رقم (۲۵۶۳۷)

(۳) تفسیر الطبری، سورۃ المؤمنون، ۹:۲۳۶ رقم (۲۵۶۳۹)

ایک دوسرے پر غالب آجاتا۔ یہ لوگ جو کچھ خدا کے بارے میں بیان کرتے ہیں خدا اس سے پاک ہے [۹۱] وہ پوشیدہ اور ظاہر کو جانتا ہے اور (مشرک) جو اُس کے ساتھ شریک کرتے ہیں اس کی شان اس سے اُنچی ہے [۹۲] (اے محمد ﷺ) کہو کہ اے پروردگار جس عذاب کا اُن (کفار) سے وعدہ ہو رہا ہے، اگر تو میری زندگی میں اُن پر نازل کرے مجھے بھی دیکھا دے [۹۳] تو اے پروردگار مجھے (اس سے محفوظ رکھیئے اور) ان ظالموں میں شامل نہ کیجئے [۹۴] اور جو وعدہ ہم ان سے کر رہے ہیں ہم تم کو دکھا کر ان پر نازل کرنے پر قادر ہیں [۹۵]۔"

امام ابوعبیدؒ (۱) اور ابن منذرؒ نے حضرت ہارونؒ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت اُبی بن کعبؓ (۲) کے مصحف میں ﴿سیقولون للّٰہ﴾ ہر جگہ الف کے بغیر ہے (۳)۔

امام ابوعبیدؒ اور ابن منذرؒ نے حضرت عاصم جحدریؒ (۴) سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ (۵) کے مصحف "امام" میں سب جگہ [للّٰہ] بجو الف کے بغیر ہے (۶)۔

---

(۱) قاسم بن سلام الھروی، الازدی، الخراسانی، البغدادی، ابوعبید آپ اعلیٰ پایہ کے عالم اور زاھد تھے۔ ہرات میں پیدا ہوئے اور وہیں تعلیم حاصل کی۔ آپ کو ایک مؤدب کی حیثیت سے پہچانے جاتے تھے۔ آپ نے علم قراءت میں المقصور والممدود کتاب لکھی ہے۔ جو علم قراءت میں دلیل سمجھی جاتی ہے۔ [تذکرۃ الحفاظ، ۲:۱۴۱۷ رقم (۴۲۳)۔ تھذیب التھذیب، ۸:۲۸۳ رقم (۵۷۴)]

(۲) اُبی بن کعب بن قیس بن عبید نجاری، خزرجی انصاری ابوالمنذر قبول اسلام سے قبل یہود کے احبار میں سے تھے۔ کتب سابقہ پر گہری نظر تھی۔ کاتبین وحی میں سے تھے۔ غزوہ بدر، اُحد، خندق اور دوسرے غزوات میں شریک رہے۔ جنگ جابیہ میں سیدنا عمرؓ کے ہم رکاب تھے۔ بیت المقدس والوں کے لئے صلح نامہ آپؓ ہی نے تحریر کیا تھا۔ آپؓ کی مرویات (۱۶۴) ہیں۔ مدینہ منورہ میں ۲۱ھ کو وفات پا گئے۔ [الاصابہ، ۱:۱۹۔ الاعلام، ۱:۸۲]

(۳) ابوعبید القاسم بن سلام، فضائل القرآن، دار ابن کثیر، دمشق (۱۴۲۰ھ)، ۲:۸۶ رقم (۵۳۰)

(۴) عاصم الجحدریؒ بصرہ سے تعلق رکھنے والے تابعین کی جماعت میں سے تھے۔ علم قراءت کے ماہر کے علماء میں سے شمار ہوتے تھے۔ آپ کی سماع ابی بکرہ رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے۔ [التاریخ الکبیر ۶:۴۸۶]

(۵) عثمان بن عفانؓ بن العاص بن اُمیہ القرشی الاموی، ابوعبداللہ، ذوالنورین، آپ خلافاء اربعہ میں ہیں۔ سابقون الاولون کا شرف بھی آپ کو حاصل ہے۔ غزوہ بدر کے علاوہ تمام غزوات میں شریک رہے۔ آپؓ رسول اللہ ﷺ کے پھوپھی زاد بھائی تھے۔ [ابن سعد، محمد بن سعد بن منیع، الطبقات الکبریٰ، دار صادر، بیروت، (بدون تاریخ)، ۵:۱۵۱]

(۶) فضائل القرآن، ۲:۸۶ رقم (۵۲۹)

امام ابن ابو داودؒ(۱) نے مصاحف میں حضرت اُسید بن زیدؒ(۲) سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے مصحف میں ﴿سیقولون لله﴾ تینوں جگہ الف کے بغیر ہے(۳)۔

امام عبد بن حمیدؒ نے حضرت یحییٰ بن عتیقؒ(۴) سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت حسن بصریؒ کے مصحف میں تین جگہ الف کے بغیر لکھا ہوا دیکھا ہے(۵)۔

امام عبد بن حمیدؒ نے حضرت عاصمؒ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے ﴿لله﴾ کو الف کے بغیر پڑھا ہے(۶)۔

امام ابن ابی شیبہؒ، عبد بن حمیدؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت مجاہدؒ سے ﴿قل من بیده ملکوت کل شیء﴾ کا معنی ہر شے کے خزانے کیا ہے(۷)۔

اِدْفَعْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ السَّیِّئَةَ ط نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا یَصِفُوْنَ ﴿۹۶﴾

"اور بری بات کے جواب میں ایسی بات کہو جو نہایت اچھی ہو۔ اور یہ جو کچھ بیان کرتے ہیں ہمیں خوب معلوم ہے"[۹۶]

---

(۱) عبداللہ بن سلیمان بن اشعث، ابوبکر، الامام، العلامہ، الحافظ، (صاحب المصاحف)، شیخ بغداد، سجستان میں پیدا ہوئے، بچپن میں والد محترم کے ساتھ سفر کیا اور فرماتے تھے کہ میں نے اسحاق بن راہویہؒ کا جنازہ دیکھا تھا۔ آپ کو بحور العلم کا کہا جاتا تھا۔ اس وجہ سے بعض لوگوں نے آپ کو اپنے والد (ابوداودؒ) پر فضیلت دی ہے۔ [تاریخ بغداد ۹:۴۶۴۔۔ سیر اعلام النبلاء، ۱۳:۲۲۳ رقم (۱۱۸)]

(۲) اُسید بن ابی زید اسید یزید البراد، ابوسعید المدینی، آپ صغار تابعین میں سے تھے۔ آپ قلیل الحدیث راوی ہیں۔ عباسی خلیفہ منصور کے زمانے میں وفات پا گئے تھے۔ بشار بن ایوب آپ کے شاگردوں میں سے ہے۔ [تقریب التھذیب، ۱:۱۱۱ رقم (۵۱۰)۔۔ تھذیب التھذیب ۱:۳۰۰ رقم: ۶۲۶؛ تھذیب الکمال ۳:۲۳۶ رقم (۱۵۰)]

(۳) ابن ابی داود، عبداللہ بن سلیمان بن اشعث، المصاحف، کتاب: الامام الذی کتب منہ عثمان بن عفانؓ باب: فی مصحف عثمان بن عفانؓ، رقم (۱۰۲)

(۴) یحییٰ بن عتیق، البصری، الطفاوی، آپ ایک قابل مفسر و محدث تھے۔ امام بخاریؒ نے سورۃ اقراء کی تفسیر میں آپ کی روایت نقل کی ہے۔ امام احمد بن حنبلؒ نے آپ کو ثقہ کہا ہے۔ ابن حبان نے ''الثقات'' میں ذکر کیا ہے۔ [تھذیب التھذیب، ۱۱:۲۲۲ رقم (۴۱۲)۔۔ تھذیب الکمال، ۲۱: ۴۵۶ رقم (۶۸۸۱)۔۔ مشاہیر علماء امصار، ۱:۱۵۵ رقم (۱۲۲۲)]

(۵) المصاحب، رقم (۱۰۲) [مثلہ]

(۶) روایت نہیں ملی

(۷) تفسیر الطبری، سورۃ المؤمنون، ۹:۲۳۹ رقم (۲۵۶۴۲)

تفسیر مجاہد، سورۃ المؤمنون، رقم (۱۰۷۹)

امام عبد بن حمیدؒ، ابن جریرؒ اور ابن منذرؒ نے حضرت مجاہدؒ سے آیت کا یہ معنی نقل کیا ہے: وہ تمھیں جو اذیتیں دیتے ہیں ان سے اعراض کیجئے (۱)۔

امام ابن ابی شیبہؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے عطاءؒ سے ﴿اِدْفَعْ بِالَّتِیْ هِیَ أَحْسَنُ السَّیِّئَةَ﴾ کا یہ مفہوم نقل کیا ہے: سلام کے ساتھ بدلہ دیجئے (۲)۔

امام عبد بن حمیدؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے آیت کی تفسیر میں حضرت قتادہؒ سے روایت نقل کی ہے: اللہ کی قسم! وہ گھونٹ کتنا اچھا ہے جو تو پیتا ہے جب کہ تو مظلوم ہو، جو یہ طاقت رکھتا ہو کہ بھلائی کے ساتھ شر پر غالب آئے تو وہ ایسا کرے، اللہ کی توفیق کے بغیر کوئی طاقت نہیں (۳)۔

امام ابن ابی حاتمؒ اور ابو نعیمؒ نے "حلیہ" میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اگر کوئی آدمی کسی کے بارے میں ایسی بات کرے جو اس میں نہیں تو جواب میں یوں کہے: اگر تو جھوٹا ہے تو میں اللہ تعالیٰ سے سوال کرتا ہوں کہ وہ تجھے بخش دے اور اگر تو سچا ہے تو میں اللہ تعالیٰ سے سوال کرتا ہوں کہ وہ مجھے بخش دے (۴)۔

امام بخاریؒ نے "الادب" میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نبی کریمؐ کی خدمت میں حاضر ہوا عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! میرے رشتہ دار ہیں، میں ان سے صلح رحمی کرتا ہوں جب کہ وہ قطع رحمی کرتے ہیں، میں ان کے ساتھ حسن سلوک کرتا ہوں جب کہ وہ میرے ساتھ برا سلوک کرتے ہیں، میرے ساتھ جاہلانہ رویہ اپناتے ہیں جبکہ میں ان کے ساتھ حلم کرتا ہوں۔ فرمایا اگر بات اسی طرح ہے جس طرح تو کہتا ہے گویا تو نے اکتا دینے والے عمل کے پیچھے لگائے ہوئے ہے۔ جب تک تو اس حال پر رہے گا تو ان کے خلاف اللہ کی جانب سے مددگار رہوگا (۵)۔

---

(۱) تفسیر الطبری، سورۃ المؤمنون، ۹:۲۴۱ رقم (۲۵۶۴۴)

(۲) تفسیر الطبری، سورۃ المؤمنون، ۹:۲۴۱ رقم (۲۵۶۴۵)

(۳) تفسیر الطبری، سورۃ المؤمنون، ۹:۲۴۱ رقم (۲۵۶۴۷)

(۴) حلیۃ الاولیاء، ۸:۲۵۳

(۵) الادب المفرد، ۱:۳۲ رقم (۵۲)۔ مسند احمد، مسند مکثرین من الصحابہ، مسند ابی ھریرہ، رقم (۷۹۷۹)۔ صحیح ابن حبان، کتاب البر والاحسان، باب صلۃ الرحم وقطعھا، رقم (۴۵۱)

وَقُلْ رَّبِّ أَعُوْذُ بِكَ مِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِيْنِ ﴿٩٧﴾ وَأَعُوْذُ بِكَ رَبِّ أَنْ يَحْضُرُوْنِ ﴿٩٨﴾

"اور کہو کہ اے پروردگار! میں شیطانوں کے وسوسوں سے تیری پناہ مانگتا ہوں [۹۷] اور اے پروردگار! اس سے بھی تیری پناہ مانگتا ہوں کہ وہ میرے پاس آموجود ہو [۹۸] "

امام ابن ابی شیبہؒ، امام احمدؒ، ابوداؤدؒ، امام ترمذیؒ (جب کہ ترمذیؒ نے اسے حسن قرار دیا ہے)، امام نسائیؒ اور بیہقیؒ نے "الاسماء والصفات" میں حضرت عمرو بن شعیبؒ (۱) سے وہ اپنے باپ سے وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نیند کے وقت ڈر سے بچنے کیلئے کلمات سیکھاتے ہیں، [بسم اللہ اعوذ بکلمات اللہ التامہ من غضبہٖ وعقابہٖ وشر عبادہ ،ومن همزٰت الشياطين وان يحضرون] اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں، میں اللہ کے غضب، اس کے عذاب اور اس کے بندوں کے شر اور شیطانوں کے وسوسوں اور ان کے حاضر ہونے کے شر سے اللہ تعالیٰ کے مکمل کلمات کی پناہ چاہتا ہوں (۲)۔

---

(۱) عمرو بن شعیب بن محمد بن عبداللہ بن عمرو بن العاص، السھمی ابوابراھیم المدنی، نزیل الطائف، آپ نے اپنے دادا، والد، امام طاؤس اور سعید بن مسیّب سے کسبِ فیض حاصل کیا تھا۔ امام قتادہ اور امام زھری جیسے بڑے امام آپ کے شاگرد تھے۔ [لسان المیزان، ۷: ۲۲۵]

(۲) مسند احمد، مؤسسۃ، مسند المکثرین من الصحابہ (مسند عبداللہ بن عمرو،) رقم (۶۶۹۶)

سنن ابی داود، کتاب: الطب، باب: کیف الرقی ؟، رقم: (۳۸۹۳)

سنن الترمذی، کتاب: الدعوات، باب: بلا اسم، رقم (۳۵۲۸)

مصنف ان ابی شیبہ، کتاب: الطب، باب: فی الرجل یفرغ من الشئ، رقم (۲۳۶۰۴)

مصنف ان ابی شیبہ، کتاب: الدعوات، باب: الرجل اذا فرع من اللیل، رقم (۲۳۶۰۴)

سنن النسائی، کتاب: عمل الیوم واللیل، باب: فی الرجل یفرغ من نومہ، رقم (۱۰۶۰۱)

صحیح مسلم، کتاب، البر والصلہ والادآب، باب: صلۃ الرحم رقم (۴۶۴۰)

الاسماء الصفات، کتاب: ماجاء فی صفۃ کلام، باب: بسم اللہ اعوذ بکلمات اللہ، ۱: ۴۳۳ رقم، (۳۹۷)

امام ترمذیؒ نے اس حدیث کے بارے میں لکھا ہے: ھذا حدیث حسن غریب، [الترمذی، رقم (۳۵۲۸)]

شیخ الالبانیؒ نے اس حدیث کو حسن قرار دیا ہے۔ صحیح الترمذی، ۲: ۱۷۱ رقم (۲۷۹۳)

امام ابن ابی حاتمؒ نے ابن زیدؒ سے ﴿أَعُوذُ بِكَ رَبِّ أَن يَحْضُرُونِ﴾ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ میرے معاملات میں سے کسی چیز میں حاضر ہوں (۱)۔

امام احمدؒ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ (۲) سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ! میں اکیلے میں ڈر محسوس کرتا ہوں تو فرمایا: یہ کلمات پڑھا کرو [اعوذ بكلمات الله التامه من غضبة وعقابه وشر عباده ،ومن همزات الشياطين وان يحضرون] تو وہ تجھے کوئی تکلیف نہ دے گا اور نہ وہ اس لائق ہے کہ وہ تجھے تکلیف دے (۳)۔

حَتَّىٰ إِذَا جَاءَ أَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ رَبِّ ارْجِعُونِ ﴿٩٩﴾ لَعَلِّي أَعْمَلُ صَالِحًا فِيمَا تَرَكْتُ كَلَّا ۖ إِنَّهَا كَلِمَةٌ هُوَ قَائِلُهَا وَمِن وَرَائِهِم بَرْزَخٌ إِلَىٰ يَوْمِ يُبْعَثُونَ ﴿١٠٠﴾

"یہ لوگ ایسی طرح غفلت میں رہینگے) یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی کے پاس موت آجائے گی تو کہے گا کہ اے پروردگار! مجھے پھر (دنیا میں) واپس بھیج دیے [۹۹] تا کہ میں اس میں جسے چھوڑ آیا ہوں نیک کیا کروں۔ ہرگز نہیں۔ یہ ایک ایسی بات ہے کہ وہ اسے زبان سے کہہ رہا ہوگا (اور اس کے ساتھ عمل نہیں ہوگا) اور اس کے پیچھے برزخ ہے (جہاں وہ) اس دن تک کہ (دوبارہ) اُٹھائے جائینگے، (رہینگے)" [۱۰۰]

امام ابن ابی الدنیاؒ نے ذکر الموت میں اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب کافر کو اس کی قبر میں رکھا جاتا ہے اور وہ جہنم میں اپنا ٹھکانہ دیکھتا ہے تو وہ عرض کرتا ہے اے میرے مالک! مجھے واپس لے چلو تا کہ میں توبہ کروں اور نیک اعمال کروں تو اسے کہا جاتا ہے کہ جتنی تیری عمر تھی تو نے اتنی عمر گزار لی۔ تو اس پر

---

(۱) تفسیر الطبری، سورۃ المؤمنون، ۹:۲۴۱

(۲) خالد بن ولیدؓ بن مغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم القرشی المخزومی، ابوسلیمان، سیف اللہ، مشہور صحابہ میں سے تھے۔ ۷ھ کو اسلام قبول کیا۔ زمانہ جاہلیت میں آپ قریش کے سرداروں میں سے تھے، فتح مکہ، موتہ اور حنین کے مواقع پر حاضر رہے۔ آپ فاتح دمشق ہیں۔ حمص میں ۲۱ھ کو وفات پا گئے تھے۔ [تہذیب التہذیب، ۳:۱۰۷]

(۳) مسند احمد، کتاب: اول مسند المدنیین اجمعین، باب: حدیث خالد بن ولید، رقم (۱۵۹۷۸)

امام ہیثمیؒ نے اس حدیث پر حکم لگاتے ہوئے لکھا ہے: رواه الطبرانی فی الاوسط وفیه الحکم بن عبدالله الایلی وهو متروک، [مجمع الزوائد، ۱۰:۷۶ ارقم (۱۷۰۶۷)]

اس کی قبر تنگ کر دی جاتی ہے تو مصیبت زدہ کی طرح سوتا ہے اور گھبراتا ہے، زمین کے کیڑے مکوڑے جیسے سانپ اور بچھو اس کا قصد کرتے ہیں (۱)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ اہل قبور میں سے نافرمانوں کیلئے ہلاکت ہے۔ ان کی قبروں میں سیاہ سانپ داخل ہوتے ہیں۔ ایک سانپ اس کے سر کے پاس اور ایک سانپ اس کے پاؤں کے پاس ہوتا ہے وہ اسے ڈستے رہتے ہیں یہاں تک اس کے وسط میں مل جاتے ہیں، یہی وہ برزخ کا عذاب ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَمِنْ وَّرَآئِهِمْ بَرْزَخٌ إِلَى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ﴾ (۲)

امام ابن جریرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن زیدؒ سے اس آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ موت کا ذائقہ چکھنے سے قبل اس کو دیکھ لیتا ہے (۳)۔

امام ابن جریرؒ اور ابن منذرؒ نے حضرت ابن جریجؒ سے روایت نقل کی ہے کہ لوگوں نے گمان کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت عائشہ صدیقہؓ سے فرمایا کہ مومن جب فرشتوں کو دیکھتا ہے تو فرشتے اسے کہتے ہیں: ہم تجھے واپس دنیا کی طرف لے جاتے ہیں۔ تو وہ کہتا ہے غموں اور دکھوں کے گھر کی طرف بلکہ مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف لے چلو۔ رہا کافر تو وہ فرشتے کافر کو کہتے ہیں: ہم تجھے دنیا کی طرف واپس لے چلتے ہیں تو وہ کہتا ہے ﴿رَبِّ ارْجِعُوْنِ لَعَلِّيْ اَعْمَلُ صَالِحًا فِيْمَا تَرَكْتُ﴾ (۴)۔

امام دیلمیؒ نے حضرت جابر بن عبداللہؓ (۵) سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب انسان پر موت کا وقت آتا ہے تو اس کے لئے وہ تمام چیزیں جمع کر دی جاتی ہیں جو اس کو حق سے روکتی تھیں اور اس کی آنکھوں کے سامنے رکاوٹ بن جاتی ہیں، اس وقت وہ یہ کہتا ہے ﴿رَبِّ ارْجِعُوْنِ لَعَلِّيْ اَعْمَلُ صَالِحًا فِيْمَا تَرَكْتُ﴾ (۶)

---

(۱) طبرانی، ابوالقاسم سلیمان بن احمد، الدعاء، دار الکتاب العلمیۃ، بیروت، ط۔اول (۱۴۱۳ھ)، ۱:۴۶۴ رقم (۱۶۲۳)

(۲) تفسیر الطبری، سورۃ المؤمنون، ۹:۲۴۲ (۲۵۶۵۰)

(۳) تفسیر الطبری، سورۃ المؤمنون، ۹:۲۴۲ رقم (۲۵۶۵۱)

(۴) تفسیر الطبری، سورۃ المؤمنون، ۹:۲۴۲ (۲۵۶۵۲)

(۵) جابر بن عبداللہؓ بن عمرو بن حرام، خزرجی، انصاری، سلمی، ۱۶ق ھ کو پیدا ہوئے۔ باپ بیٹا دونوں صحابی ہیں۔ ۱۹ غزوات میں حصہ لیا۔ صحیحین میں اُن کی (۱۵۴۰) روایتیں ہیں۔ ۷۸ھ کو وفات پا گئے۔ [الاصابۃ، ج۱، ص۲۱۳۔ الاعلام، ۲:۱۰۴]

(۶) روح المعانی، ۱۸:۶۴

امام عبد بن حمیدؒ ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت عکرمہؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ یہ عرض اس لئے کرے گا کہ شاہد میں لا الہ الا اللہ کہوں (۱)۔

امام بیہقیؒ نے الاسماء والصفات میں عکرمہؒ کے واسطے سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ﴿لَعَلِّيٓ اَعۡمَلُ صَالِحًا﴾ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ لا الہ الا اللہ کہوں (۲)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت سفیان بن حسینؒ (۳) سے ﴿ومن ورآئهم برزخ﴾ کا معنی ان کے سامنے نقل کیا ہے (۴)۔

امام ابن ابی شیبہؒ، ہنادؒ (۵)، عبد بن حمیدؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابو نعیمؒ نے حلیہ میں حضرت مجاہدؒ سے ﴿برزخ﴾ کا معنی موت سے لے کر دوبارہ اٹھائے جانے تک کیا ہے (۶)۔

امام عبد بن حمیدؒ اور ابن جریرؒ نے مجاہدؒ سے ﴿برزخ﴾ کا معنی میت اور دنیا کی طرف لوٹائے جانے کے درمیان رکاوٹ سے کیا ہے (۷)۔

---

(۱) طبرانی، الدعاء، ۴:۴۶۴، رقم (۱۶۲۲)

(۲) الاسماء الصفات، باب: ماجاء فی فضل الکلمہ، ۱:۲۱۸، رقم (۲۰۴)

(۳) سفیان بن حسین بن الحسن، ابو محمد، ثقہ راوی ہونے کے ساتھ آپ پر نقلِ حدیث میں غلطی کے الزامات بھی پائے جاتے تھے۔ آپ عباسی خلیفہ کے مئودب بھی رہے تھے۔ مہدی کے زمانے میں [رے] میں وفات پا گئے تھے۔ [تذکرۃ الحفاظ، ۷:۳۱۲]

(۴) تفسیر الطبری، سورۃ المؤمنون، ۹:۲۴۲، (۲۵۶۵۳)

(۵) ھناد بن سری بن مصعب ابو السری، آپ ایک ثقہ راوی الحدیث اور حدیث کے بہت بڑے امام تھے۔ آپ انتہائی نیک اور پرہیزگار انسان تھے۔ راھب الکوفۃ سے جانے جاتے تھے۔ خوفِ خداوندی کی وجہ سے کثرت سے رویا کرتے تھے۔ امام احمد نے کوفہ والوں کو کہا تھا: ''علیکم بھناد'' امام وکیعؒ آپ کی بڑی تعظیم کیا کرتے تھے۔ [تذکرۃ الحفاظ، ۲:۵۰۷، رقم (۵۲۲)]

(۶) حلیۃ الاولیاء، ۹:۲۷۷

تفسیر مجاھد، سورۃ المؤمنون، رقم (۱۰۸۰)

تفسیر الطبری، سورۃ المؤمنون، ۹:۲۴۲

(۷) تفسیر مجاھد، سورۃ المؤمنون، رقم (۱۰۸۰)

تفسیر الطبری، سورۃ المؤمنون، ۹:۲۴۲

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت محمد بن کعب قرظیؒ سے برزخ کا معنی دنیا اور آخرت کا درمیانی عرصہ لیا ہے، نہ وہ دنیا والوں کے ساتھ ہوتا ہے کہ وہ کھائے پیئے اور نہ ہی آخرت والوں کے ساتھ ہوتا ہے کہ اسے اعمال کی جزا دی جائے (۱)۔

امام عبد بن حمیدؒ نے آیت کی تفسیر میں حضرت بصریؒ سے روایت نقل کی ہے کہ ﴿برزخ﴾ سے مراد دنیا و آخرت کے درمیان کا عرصہ ہے (۲)۔

امام عبدالرزاقؒ، عبد بن حمیدؒ اور ابن جریرؒ نے قتادہؒ سے روایت نقل کی ہے کہ ﴿برزخ﴾ سے مراد باقی ماندہ دنیا ہے (۳)۔

امام عبد بن حمیدؒ نے حضرت قتادہؒ سے یہ قول نقل کیا ہے: قبروں والے دنیا اور آخرت کے درمیان ﴿برزخ﴾ میں رہیں گے یہاں تک کہ انہیں دوبارہ اٹھایا جائے (۴)۔

امام عبد بن حمیدؒ نے حضرت ربیعؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ﴿برزخ﴾ سے مراد قبور ہیں (۵)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابو صخرؒ (۶) سے روایت نقل کی ہے کہ ﴿برزخ﴾ سے مراد قبروں والے ہیں، نہ وہ دنیا میں اور نہ آخرت میں ہیں۔ وہ تا قیامت اس میں رہیں گے (۷)۔

---

(۱) تفسیر ابن کثیر، سورۃ المؤمنون، ۳:۲۶۴

(۲) تفسیر ابن کثیر، سورۃ المؤمنون، ۳:۲۶۴

(۳) تفسیر عبدالرزاق، سورۃ المؤمنون، ومن ورائھم برزخ، رقم (۱۹۳۱)

تفسیر الطبری، سورۃ المؤمنون، ۹:۲۴۳ رقم (۲۵۶۶۱)

تفسیر الطبری، سورۃ المؤمنون، ۹:۲۴۳ رقم (۲۵۶۵۷)

(۴) تفسیر الطبری، سورۃ المؤمنون، ۹:۲۴۲

(۵) تفسیر الطبری، سورۃ المؤمنون، ۹:۲۴۲

(۶) حمید بن زیاد، ابی المخارق المدنی، ابو صخر الخراط، آپ مصر میں مقیم رہے تھے اور صاحب العباء کے لقب سے جانے جاتے تھے۔ امام احمد نے آپ کو: "لیس بہ باس" سے یاد کیا ہے [تھذیب التھذیب، ۳:۳۶ رقم (۶۹)۔ لسان المیزان، ۷:۲۰۰ رقم (۲۷۷۸)۔ التاریخ الکبیر، ۲:۳۵۰ رقم (۲۷۱۲)]

(۷) تفسیر ابن کثیر، سورۃ المؤمنون، ۳:۲۶۴

امام سعید بن منصورؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ، ابن ابی حاتمؒ اور سمویہؒ(۱) نے فوائد میں حضرت ابوامامہؓ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ ایک جنازہ میں حاضر ہوئے۔ جب اس میت کو دفن کیا گیا تو اس نے کہا کہ یہ دوبارہ اٹھائے جانے کے دن تک برزخ ہے(۲)۔

امام ہنادؒ نے حضرت ابومحلمؒ (۳) سے رویت نقل کی ہے کہ امام شعبیؒ (۴) سے کہا گیا: فلاں آدمی وفات پا گیا ہے۔ فرمایا: نہ وہ دنیا میں ہے اور نہ ہی آخرت میں بلکہ وہ برزخ میں ہے(۵)۔

امام ابن جریرؒ نے حضرت سعید بن جبیرؒ سے ﴿برزخ﴾ کا معنی موت کے بعد نقل کیا ہے(۶)۔

فَإِذَا نُفِخَ فِي الصُّورِ فَلَآ أَنسَابَ بَيْنَهُمْ يَوْمَئِذٍ وَلَا يَتَسَآءَلُونَ ﴿١٠١﴾ فَمَن ثَقُلَتْ مَوَازِينُهُ فَأُوْلَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴿١٠٢﴾ وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِينُهُ فَأُوْلَئِكَ الَّذِينَ خَسِرُوٓا أَنفُسَهُمْ فِي جَهَنَّمَ خَلِدُونَ ﴿١٠٣﴾

"پھر جب صور پھونکا جائے گا تو نہ تو اُن میں قرابتیں ہوں گی اور نہ ایک دوسرے کو پوچھیں گے [۱۰۱] تو جن کے (عملوں کے) بوجھ بھاری ہوں گے۔ وہ فلاح پانے والے ہیں [۱۰۲] اور جن کے بوجھ ہلکے ہونگے وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے تئیں خسارے میں ڈالا، ہمیشہ دوزخ میں رہینگے [۱۰۳] "

---

(۱) اسماعیل بن عبداللہ بن مسعود بن جبیر بن عبداللہ بن کیسان ابوالبشر العبدی الفقیہ المعروف بسمویہ، اصبھان سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ کو علم کے حصول کے لئے دور دراز علاقوں کے سفر کرنے پڑے۔ اس لئے ابن عساکر نے آپ کے تعارف میں لکھا ہے: ولہ رحلة واسعة، ابن ابی حاتم آپ کے بارے میں کچھ یوں رقمطراز ہیں: وھو ثقة صدوق، آپ کے بارے ابونعیم الحافظ لکھتے ہیں: کان من الحفاظ، آپؒ ۲۶۷ھ کو وفات پا گئے تھے۔ [تاریخ دمشق، ج۸: ۴۲۲]

(۲) تفسیر الطبری، سورۃ المؤمنون، ۹: ۲۴۲ (۲۵۶۵۸)

(۳) ھلال بن سلمان الھمدانی، الکوفی، ابومحلم، آپؒ امام شعبیؒ کے شاگرد تھے۔ امام ابن معین نے آپؒ کو ثقہ قرار دیا ہے اور ابن حبان نے آپ کو ''الثقات'' میں ذکر کیا ہے۔ [تھذیب التھذیب، ۱۱: ۷۱ ۔۔ تقریب التھذیب ۲: ۲۷۳]

(۴) عامر بن شراحیل بن ذی کبار، شعبی، حمیری، ھمدان کے قبیلہ شعب کے نسبت سے شعبی کہلائے، کوفہ میں ۱۹ھ کو پیدا ہوئے، وہیں پرورش پائی اور وہیں ۱۰۳ھ کو وفات ہوئے۔ فقید المثال حافظے کے مالک تھے۔ عبدالملک بن مروان کے مشیر وندیم اور شاہ روم کے لئے اُن کے سفیر وقاصد تھے۔ ثقہ رجال حدیث میں سے تھے۔ فقیہ اور شاعر تھے۔ [وفیات الاعیان، ۳: ۱۲]

(۵) ھناد بن السری، الزھد، دار الخلفاء الکتاب الاسلامی، الکویت، طبع اول (۱۴۰۶ھ) ۱: ۱۹۵

(۶) تفسیر الطبری، سورۃ المؤمنون، ۹: ۲۴۳، رقم (۲۵۶۵۶)

امام ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ﴿ فَلَآ أَنسَابَ بَيْنَهُمْ يَوْمَئِذٍ وَلَا يَتَسَآءَلُونَ ﴾ کی تفسیر نقل کی ہے کہ جب صور پھونکا جائے گا تو اللہ تعالیٰ کی ذات کے سواء کوئی زندہ باقی نہ رہے گا (۱)۔

امام عبد بن حمیدؒ اور ابن جریرؒ نے حضرت سدیؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ پہلے نفخہ کے وقت ہوگا (۲)۔

امام عبد بن حمیدؒ نے آیت کی تفسیر میں حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ لوگوں میں سے کوئی بھی دوسرے کا نسب اور رشتہ داری کا نہیں پوچھے گا (۳)۔

امام ابن جریرؒ نے آیت کی تفسیر میں حضرت ابن جریجؒ سے یہ قول نقل کیا ہے: اس روز کوئی کسی کا نسب نہیں پوچھے گا اور نہ ہی رشتہ داری کی نسبت کرے گا (۴)۔

امام سعید بن منصورؒ، عبد بن حمیدؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت اور سورۃ صافات کی آیت ﴿ ﴿ فَلَآ أَنسَابَ بَيْنَهُمْ يَوْمَئِذٍ وَلَا يَتَسَآءَلُونَ ﴾ ﴾ اور اللہ کے قول ﴿ واقبل بعضهم علىٰ بعض يتساءلون ﴾ کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا: یہ مختلف مقامات پر صورت حال ہوگی، جس مقام پر کوئی نسب نہیں پوچھے گا اور نہ ہی ایک دوسرے سے سوال کریں گے اس وقت وہ گرے پڑے ہوں گے، وہ پہلا نفخہ ہے۔ جب دوسرا نفخہ ہوگا وہ اٹھیں گے اور ایک دوسرے سے سوال کریں گے (۵)۔

---

(۱) تفسیر الطبری، سورۃ المؤمنون، ۹: ۲۴۴، رقم (۲۵۶۶۵)

(۲) تفسیر الطبری، سورۃ المؤمنون، ۹: ۲۴۴، رقم ((۲۵۶۶۶)

(۳) ابن ابی الدنیا، الاھوال، کتاب: ذکر الصور، باب: فلا انساب بینھم، رقم (۶۸)

(۴) تفسیر الطبری، سورۃ المؤمنون، ۹: ۲۴۴، رقم ((۲۵۶۶۷)

(۵) صحیح بخاری، کتاب: التفسیر، باب: تفسیر سورۃ صافات، رقم (۴۵۳۷)

ابن ابی الدنیا، الاھوال، کتاب: ذکر الصور، باب: فلا انساب بینھم، رقم، (۶۲)

امام ابن جریرؒ اور حاکمؒ (جب کہ حاکمؒ نے اسے صحیح قرار دیا ہے) نے ایک اور سند سے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ آپ سے ان دو آیتوں کے بارے میں پوچھا گیا۔ فرمایا جب وہ سوال نہیں کریں گے: یہ اس وقت ہوگا جب پہلا نفخہ ہوگا اور زمین پر کوئی چیز باقی نہ بچے گی اور جہاں تک سورۃ صافات کا تعلق ہے تو جب وہ جنت میں داخل ہوں گے تو ایک دوسرے سے سوال کریں گے (۱)۔

امام ابن مبارکؒ نے "زہد" میں، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ، ابن ابی حاتمؒ اور ابونعیمؒ نے حلیہ میں اور ابن عساکرؒ نے حضرت ابن مسعودؓ سے روایت نقل کی ہے کہ جب قیامت کا روز ہوگا تو اللہ تعالیٰ اگلے پچھلے لوگوں کو جمع کرے گا۔ اور ایک میں یوں الفاظ ہیں: اگلے پچھلے لوگوں کی موجودگی میں ایک مرد یا ایک عورت کا ہاتھ پکڑا جائے گا۔ یوں ایک منادی کرنے والا اعلان کرے گا: جس کسی کا کسی پر حق ہو تو وہ اپنا حق لے لے، اللہ کی قسم! جس کا اپنے والد اور اپنی بیوی پر حق ہوگا اگرچہ چھوٹا ہی ہو تو وہ بڑا خوش ہوگا۔ اس کا مصداق اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے: ﴿فَلَآ أَنسَابَ بَيْنَهُمْ يَوْمَئِذٍ وَلَا يَتَسَآءَلُونَ﴾ (۲)

امام ابن جریرؒ نے حضرت قتادہؒ سے روایت نقل کی ہے کہ قیامت کے روز انسان کو سب سے زیادہ غضب ناک یہ چیز کرے گی کہ وہ ایسے آدمی کو دیکھے گا جو اسے پہچانتا ہو کیونکہ وہ اس چیز سے ڈرے گا کہ کہیں وہ اس سے کوئی مطالبہ نہ کر دے پھر یہ آیت کریمہ تلاوت کی: ﴿يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِيْهِ (۳)﴾ (۴)

---

(۱) تفسیر الطبری، سورۃ المؤمنون، ۹:۲۴۴ رقم (۲۵۶۶۷)۔۔ مستدرک، کتاب: التفسیر، باب: تفسیر سورۃ المومنین، رقم (۳۴۸۹)۔۔ امام حاکمؒ نے اس حدیث کے بارے میں لکھا ہے: هذا حديث صحيح الاسناد ولم يخرجا ه، .. امام الذهبی نے اس حدیث کو [صحیح] قرار دیا ہے۔ [تعليق الذهبی علیٰ المستدرک، رقم (۳۴۸۹)]

(۲) عبداللہ مبارک، الزہد، ۱:۴۴۲

تفسیر الطبری، سورۃ المؤمنون، ۹:۲۴۴ رقم (۲۵۶۶۹)

حلیۃ الاولیاء، ۴:۲۰۲

تاریخ دمشق، ۱۸:۲۸۵

(۳) القرآن الکریم، سورۃ عبس، ۳۴

(۴) تفسیر الطبری، سورۃ المؤمنون، ۹:۲۴۵ رقم (۲۵۶۷۱)

امام احمدؒ، طبرانیؒ، حاکمؒ اور بیہقیؒ نے سنن میں حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ (۱) سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے نسب، میرے سبب اور سسرالی رشتہ دار کے سواء ہر رشتہ ختم ہو جائے گا (۲)۔

امام بزارؒ، امام طبرانیؒ، حاکمؒ، بیہقیؒ اور امام الضیاءؒ نے مختارۃ میں عمر بن الخطابؓ سے نقل کیا ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میرے نسب اور سسرالی رشتہ کے سواء ہر نسب اور سسرالی رشتہ قیامت کے روز ختم ہو جائے گا (۳)۔

امام ابن عساکرؒ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے نسب اور سسرالی رشتہ کے سواء ہر نسب اور سسرالی رشتہ قیامت کے روز ختم ہو جائے گا (۴)۔

تَلْفَحُ وُجُوهَهُمُ النَّارُ وَهُمْ فِيهَا كَالِحُونَ ﴿١٠٤﴾ أَلَمْ تَكُنْ آيَاتِي تُتْلَى عَلَيْكُمْ فَكُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُونَ ﴿١٠٥﴾

"آگ ان کے مونہوں کو جھلس دے گی اور وہ اس میں تیوری چڑھائے ہونگے [۱۰۴] کیا تم کو میری آیتیں پڑھ کر نہیں سنائی جاتی تھی (نہیں) تم ان کو سنتے تھے اور جھٹلاتے تھے [۱۰۵]

---

(۱) مسور بن مخرمۃ بن نوفل بن اُھیب بن عبد مناف، القرشی، ابوعبدالرحمن، الزھری، مکہ میں ۲ھ کو پیدا ہوئے۔ آپ کے والد آپ کو اپنے ساتھ مدینہ لے گئے تھے۔ آپؓ ابن الزبیرؓ سے چار ماہ چھوٹے تھے۔ آپؓ نے نبی کریم ﷺ سے علم حاصل کیا اور فقیہ کی حیثیت سے جانے جاتے تھے۔ مدینہ میں شھادتِ عثمانؓ تک رہے، اس کے بعد مکہ چلے گئے اور آخر وقت تک وہیں مقیم رہے تھے۔ [الاستیعاب، ۱: ۴۲۸۔ الاصابہ، ۶: ۱۱۹ رقم (۷۹۹۹)]

(۲) مسند احمد، کتاب: اول مسند الکوفیین، باب: حدیث المسور بن مخرمۃ، رقم (۱۸۱۴۹)
مستدرک، کتاب: معرفۃ الصحابہ، باب: ذکر مناقب فاطمہؓ، رقم (۴۷۴۷)
شیخ البانیؒ نے اس حدیث کو صحیح شمار کیا ہے۔ [السلسلۃ الصحیحۃ ۴، ۶۵۰، رقم (۱۹۹۵)]

(۳) مستدرک، کتاب: معرفۃ الصحابہ، باب: ذکر اسلام امیر المومنین علیؓ، رقم (۴۶۸۴)
سنن الکبریٰ البیھقی، کتاب: النکاح، باب، الانساب کلھا منقطع یوم القیامۃ، رقم (۱۳۱۷۱)
مصنف عبدالرزاق، کتاب، النکاح، باب: نکاح الصغیرین، رقم (۱۰۳۵۴)

(۴) تاریخ دمشق، ۶۷: ۲۱

امام ابن جریرؒ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ﴿تَلْفَحُ وُجُوهَهُمُ النَّار﴾ کا معنی تنقح ہے یعنی آگ ان کی ہڈیوں سے گودا نکال دے گی (۱)۔

امام ابن مردویہؒ اور ضیاءؒ نے "صفۃ النار" میں حضرت ابوالدرداہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: انہیں آگ کی لپک پہنچے گی تو ان کے گوشت ان کے پٹھوں پر بہ جائیں گے (۲)۔

امام ابن ابی حاتمؒ، طبرانیؒ نے اوسط میں، ابن مردویہؒ اور ابونعیمؒ نے حلیہ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ جب جہنمیوں کو جہنم کی طرف ہانکا جائے گا تو جہنم ان کی گردن پکڑے گے اور انہیں آگ کی ایسی لپک دے گی جو ان کے گوشت کو ان کی ہڈیوں پر نہیں چھوڑے گی مگر اسے ان کی پنڈلی پر پھینک دے گی (۳)۔

امام ابونعیمؒ نے حلیہ میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ انہیں ایسی لپک پہنچے گی جو ہڈیوں پر گوشت نہیں چھوڑے گی مگر اسے انکی ایڑیوں پر پھینک دے گی (۴)۔

امام ابن ابی شیبہؒ، عبد بن حمیدؒ نے ابوالھذیلؒ نے اس کی مثل روایت نقل کی ہے (۵)۔

امام احمدؒ، عبد بن حمیدؒ اور امام ترمذیؒ (امام ترمذیؒ نے اسے صحیح قرار دیا ہے)، ابن ابی الدنیاؒ نے صفۃ النار میں، ابویعلیٰؒ (۶)، ابن منذرؒ، ابن ابی حاتمؒ، حاکمؒ (حاکمؒ نے اسے صحیح قرار دیا ہے)، ابن مردویہؒ اور ابونعیمؒ نے حلیہ میں ابوسعید

---

(۱) تفسیر الطبری، سورۃ المؤمنون، ۹: ۲۴۵

(۲) تفسیر الطبری، سورۃ المؤمنون، ۹: ۲۴۴

(۳) المعجم الاوسط، ۱: ۹۲ رقم (۲۷۸)

حلیۃ الاولیاء، ۵: ۹۳

امام طبرانیؒ نے اس حدیث پر حکم لگاتے ہوئے لکھا ہے: لم یروا ھذا الحدیث عن عبداللہ بن ابی الھذیل الا ابوسنان تفرد بہ محمد بن سلیمان الاصبھانی، [المعجم الاوسط، رقم (۲۷۸)]

(۴) حلیۃ الاولیاء، ۴: ۳۶۰

(۵) مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب: ذکر النار، باب: ماذکر فیھا رقم (۳۴۱۲۱)

(۶) احمد بن علی بن المثنیٰ بن یحییٰ بن عیسیٰ بن ھلال التمیمی ابویعلیٰ، آپ اہل موصل میں سے تھے۔ آپ محمد بن الصباح الدولابی اور یحییٰ بن معینؒ کے شاگرد تھے۔ عراق کے متقی، قوی اور ثقہ راویوں سے اخذ کرتے تھے۔ آپ اُن خوش نصیب لوگوں میں سے تھے جن کے اور نبی آخر الزمان کے درمیان صرف تین آدمیوں کا حوالہ ہے۔ [الثقات لابن حبان، ۸: ۵۵]

الخدریؓ سے وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ آگ اس کے چہرے کو جلا دے گی تو اس کا اوپر والا ہونٹ سکڑ جائے گا یہاں تک کہ سر کے درمیان تک جا پہنچے گا اور اس کا نیچے والا ہونٹ ڈھیلا ہو جائے گا یہاں تک کہ اس کی ناف تک جا ملے گا (۱)۔

امام ابن ابی شیبہؒ نے حضرت مغیث بن سمیؒ (۲) سے روایت نقل کی ہے کہ جب ایک آدمی کو آگ کے پاس لایا جائے گا تو اسے کہا جائے گا کہ انتظار کرو یہاں تک کہ ہم تجھے تحفہ دیں۔ تو اس کے پاس سانپوں کے زہر کا پیالہ لایا جائے گا۔ جب اس کے منہ کے قریب ہوگا تو اس کا گوشت علیحدہ ہو جائے گا اور ہڈیاں علیحدہ ہو جائیں گی (۳)۔

امام عبدالرزاقؒ، فریابیؒ، ابن ابی شیبہؒ، ہنادؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ، ابن ابی حاتمؒ، طبرانیؒ اور حاکمؒ (جب کہ حاکمؒ نے اسے صحیح قرار دیا ہے) نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ﴿ وَهُمْ فِيهَا كَالِحُونَ ﴾ کا معنی ہے کہ کلوح الراس سے مراد پکنا ہے ان کے دانت ظاہر ہو جائیں گے اور ان کے ہونٹ سکڑ جائیں گے (۴)۔

---

(۱) مسند احمد، کتاب: باقی مسند المکثرین، باب: مسند ابی سعید الخدریؓ، رقم (۱۱۴۰۹)

سنن الترمذی، کتاب: تفسیر القرآن عن رسول اللہ ﷺ، باب ومن سورۃ المومنین، رقم (۳۱۷۶)

[قال ابو عیسیٰ هذا حدیث حسن صحیح غریب، الترمذی رقم (۳۱۷۶)]

ابن ابی الدنیا، صفۃ النار، کتاب: تلفح و جوهم النار، باب: تشویه النار، رقم (۱۱۰)

مسند ابی یعلیٰ: مسند من ابی سعید الخدریؓ، رقم (۱۳۶۷)

حلیۃ الاولیاء، ۸: ۱۸۲۔ مستدرک، کتاب: التفسیر، باب: تفسیر سورۃ المومنین، رقم: (۳۴۴۹)

شیخ الالبانیؒ نے اس حدیث کو [ضعیف] قرار دیا ہے۔ [ضعیف الترمذی، ۱: ۲۰۷، رقم (۴۸۳)]

(۲) مغیث بن سمی الاوزاعی، ابوایوب، آپ ایک ثقہ تابعی تھے۔ عبداللہ بن عمرؓ اور کعبؒ سے آپؒ کا سماع ثابت ہے۔ آپؒ سے زید بن واقد نقل کرتے ہیں۔ امام بخاریؒ نے آپ کے بارے میں لکھا ہے کہ آپ نے ایک ہزار صحابہ کو دیکھا تھا۔ [تاریخ الکبیر، ۸: ۲۴]

(۳) مصنف ابن ابی شیبہ فی الاحادیث والاثار، کتاب: ذکر النار، باب: ماذکر فیما اعد لاھل النار وشدتہ، رقم (۳۴۱۲۳)

(۴) تفسیر عبدالرزاق، سورۃ المومنین، ۴: ۴۶۱ رقم (۱۹۳۴)

صحیح البخاری، کتاب: التفسیر، باب: تفسیر سورۃ المومنین، رقم الباب: ۲۳۷

ہناد بن السری، الزھد، ۱: ۹۰ رقم (۳۰۴)

تفسیر الطبری، سورۃ المؤمنون، ۹: ۲۴۶ رقم (۲۵۶۷۵)

امام ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ﴿ کالحون ﴾ کا معنی ترش روکیا ہے(۱)۔

قَالُوْا رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا وَكُنَّا قَوْماً ضَآلِّيْنَ ﴿١٠٦﴾ رَبَّنَا أَخْرِجْنَا مِنْهَا فَإِنْ عُدْنَا فَإِنَّا ظَلِمُوْنَ ﴿١٠٧﴾

"اے ہمارے پروردگار! ہم پر ہماری کم بختی غالب ہوگئی اور ہم راستے سے بھٹک گئے [۱۰۶] اے پروردگار! ہم کو اس میں سے نکال دیے، اگر ہم پھر (ایسے کام) کرے تو ظالم ہونگے [۱۰۷]۔"

امام عبد بن حمیدؒ، ابن جریرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے مجاہدؒ سے ﴿قالوا ربنا غلبت علينا شقوتنا﴾ کا معنیٰ نقل کیا ہے یعنی وہ بدبختی جو ان کے بارے میں لکھی گئی ہے(۲)۔

امام عبد بن حمیدؒ نے حضرت حسن بصریؒ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ یوں قراءت کرتے تھے ﴿غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا﴾(۳)۔

امام عبد بن حمیدؒ نے حضرت اسحاقؒ سے روایت نقل کی ہے کہ عبداللہ کی قراءت میں ﴿شقاوتنا﴾ کے الفاظ ہیں(۴)۔

المعجم الکبیر، ۸:۱۵۸ رقم (۹۰۲۲)

مستدرک، کتاب: التفسیر، باب: سورۃ المومنین، رقم (۳۴۹۱)

امام حاکمؒ نے اس حدیث کو صحیح الاسناد قرار دیا ہے۔ المستدرک، رقم (۳۴۹۱)

امام الذھبی نے اس کو صحیح قرار دیا ہے۔ [التعلقات الذھبی علی المستدرک، رقم (۳۴۹۱)]

(۱) تفسیر الطبری، سورۃ المؤمنون، ۹:۲۴۶

(۲) تفسیر الطبری، سورۃ المؤمنون، ۹:۲۴۶ رقم (۲۵۶۷۶)

تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ المؤمنون، ۸:۲۵۰۸ رقم (۱۴۰۴۳)

(۳) روایت نہیں ملی

(۴) روایت نہیں ملی

قَالَ اخْسَؤُوا فِيهَا وَلَا تُكَلِّمُونِ ﴿١٠٨﴾ إِنَّهُ كَانَ فَرِيقٌ مِّنْ عِبَادِي يَقُولُونَ رَبَّنَا آمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَأَنتَ خَيْرُ الرَّاحِمِينَ ﴿١٠٩﴾

"(خدا) فرمائے گا کہ اسی میں ذلت کے ساتھ پڑے رہو اور مجھ سے بات نہ کرو [۱۰۸] میرے بندوں میں ایک گروہ تھا جو دعا کیا کرتا تھا کہ اے ہمارے پروردگار ہم ایمان لائے تو تم ہم کو بخش دیے اور ہم پر رحم کر اور تو سب سے بہتر رحم کرنے والا ہے[۱۰۹]"

امام ابن ابی شیبہؒ، امام ترمذیؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ، ابن ابی حاتمؒ، امام طبرانیؒ، ابن مردویہؒ اور بیہقیؒ نے بعث میں حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جہنمیوں پر بھوک مسلط کی جائے گی یہاں تک کہ یہ بھوک اس عذاب کے ہم پلہ ہو جائے گی جس میں وہ پہلے سے موجود تھے۔ وہ کھانا طلب کریں گے تو ان کو ضریع دیا جائے گا جو نہ موٹا کرے گا اور نہ ہی بھوک کو مٹائے گا۔ وہ پانی طلب کریں گے تو لوہے کے برتنوں سے ان کی طرف کھولتا ہوا پانی بلند کیا جائے گا۔ جب وہ پانی ان کے چہروں کے قریب پہنچے گا تو ان کے چہروں کو جلا دے گا۔ جب وہ ان کی پیٹوں میں جو کچھ ہوگا اسے کاٹ کر رکھ دے گا۔ وہ کہیں گے جہنم کے داروغوں کو بلاؤ۔ تو وہ جہنم کے داروغوں کو بلائیں گے اور کہیں گے ﴿ادْعُوا رَبَّكُمْ يُخَفِّفْ عَنَّا يَوْماً مِّنَ الْعَذَابِ (۱)﴾ تو جہنم کے داروغے انہیں جواب دیں گے ﴿أَوَلَمْ تَكُ تَأْتِيكُمْ رُسُلُكُم بِالْبَيِّنَاتِ قَالُوا بَلَى قَالُوا فَادْعُوا وَمَا دُعَاء الْكَافِرِينَ إِلَّا فِي ضَلَالٍ (۲)﴾ تو یہ جہنمی کہیں گے: مالک کو بلاؤ وہ مالک کو بلائیں گے اور کہیں گے ﴿يَامَالِكُ لِيَقْضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ﴾ (۳) تو مالک انہیں جواب دے گا ﴿انکم ماکثون﴾ وہ کہیں گے اپنے رب کو بلاؤ۔ تمہارے رب سے بہتر کوئی نہیں۔ تو وہ کہیں گے ﴿قَالُوا رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا وَكُنَّا قَوْماً ضَالِّينَ [۱۰۶] رَبَّنَا أَخْرِجْنَا مِنْهَا فَإِنْ عُدْنَا فَإِنَّا ظَالِمُونَ (۴)﴾ تو اللہ تعالیٰ انہیں جواب دے گا ﴿قَالَ اخْسَؤُوا فِيهَا وَلَا تُكَلِّمُونِ﴾ اس وقت وہ ہر چیز سے کمزور ہو جائیں گے۔ اس موقع پر انہیں چنگاڑ، حسرت اور ہلاکت میں جکڑ لیا جائے گا (۵)۔

---

(۱) القرآن الکریم، المؤمن، ۴۹۔۵۰ (۲) القرآن الکریم، المؤمن، ۵۰ (۳) القرآن الکریم، الزخرف۔۷۷

(۴) القرآن الکریم، المؤمنون، ۱۰۶۔۱۰۷ (۵) سنن الترمذی: کتاب: صفۃ جھنم عن رسول اللہ ﷺ، باب: ما جاء فی صفۃ طعام اھل النار، رقم (۲۵۱۱)(۱۱۸۶)۔۔امام ترمذیؒ نے اس حدیث کی سند پر بحث کرتے ہوئے لکھا ہے: قال ابو عیسیٰ انما نعرف ھذا الحدیث عن الاعمش عن سمرۃ بن عطیہ عن شھرین خوشب بن امُ الدرداء عن ابی الدرداء قولہ ولیس بمرفوع وقطبۃ بن عبدالعزیز ھو ثقۃ عند اھل الحدیث، [سنن الترمذی: قم (۲۵۱۱)(۱۱۸۶)]۔ تفسیر الطبری: سورۃ المؤمنون: ۹: ۲۴۸ رقم (۲۵۶۶۸)

امام ابن ابی شیبہؒ، ہنادؒ، عبد بن حمیدؒ، عبداللہ بن احمدؒ(۱) نے زہد میں، ابن منذرؒ، ابن ابی حاتمؒ، طبرانیؒ، حاکمؒ (حاکمؒ نے اسے صحیح قرار دیا ہے) اور بیہقیؒ نے بعث میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ (۲) سے روایت نقل کی ہے کہ جہنمی مالک کو بلائیں گے ﴿يَا مَالِكُ لِيَقْضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ﴾ وہ چالیس سال تک انہیں اس طرح رہنے دے گا انہیں کوئی جواب نہ دے گا۔ پھر انہیں جواب دے گا ﴿إِنَّكُم مَّاكِثُونَ (۳)﴾ پھر جہنمی اپنے رب کو پکاریں گے ﴿رَبَّنَا أَخْرِجْنَا مِنْهَا فَإِنْ عُدْنَا فَإِنَّا ظَالِمُونَ﴾ اللہ تعالیٰ انہیں دنیا کے عرصہ کے برابر اسی طرح رہنے دے گا کوئی جواب نہ دے گا۔ پھر انہیں جواب دے گا ﴿قَالَ اخْسَؤُوا فِيهَا وَلَا تُكَلِّمُونِ﴾ اس کے بعد قوم مایوس ہو جائے گی۔ پھر ان کے لئے گدھے جیسی ناپسندیدہ آواز ہوگی (۴)۔

امام سعید بن منصورؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور بیہقیؒ نے شعب میں حضرت محمد بن کعبؒ سے روایت نقل کی ہے: جہنمی پانچ دفعہ آوازیں دیں گے۔ اللہ تعالیٰ انہیں چار کا جواب دے گا۔ جب پانچویں دفعہ آواز دیں گے تو بعد میں کبھی بھی بات نہ کریں گے۔ وہ عرض کریں گے ﴿رَبَّنَا أَمَتَّنَا اثْنَتَيْنِ وَأَحْيَيْتَنَا اثْنَتَيْنِ فَاعْتَرَفْنَا بِذُنُوبِنَا فَهَلْ إِلَىٰ خُرُوجٍ مِّن سَبِيلٍ (۵)﴾ پھر انہیں جواب دے گا۔ ﴿ذَٰلِكُم بِأَنَّهُ إِذَا دُعِيَ اللَّهُ وَحْدَهُ كَفَرْتُمْ وَإِن يُشْرَكْ بِهِ تُؤْمِنُوا فَالْحُكْمُ لِلَّهِ الْعَلِيِّ الْكَبِيرِ (۶)﴾ پھر وہ عرض کریں گے ﴿

---

(۱) عبداللہ بن احمد بن محمد بن حنبل بن ہلال بن اسد، الشیبانی، ابوعبدالرحمٰن، علم کا خزانہ، امام احمد بن حنبلؒ کا فرزند اور ایک قابل محدث کی حیثیت سے جانے جاتے تھے۔ آپ ۲۱۳ھ کو پیدا ہوئے تھے۔ امام صاحب نے اپنے اس بیٹے کے بارے میں فرمایا تھا: ''قد وعیٰ کثیرا من العلم'' امام صاحب کی اکثر روایات آپ ہی سے منقول ہیں۔ آپ ۲۹۰ھ کو وفات پا گئے تھے۔ [تقریب التھذیب، ۱: ۲۹۵ رقم (۳۲۰۵)۔۔ تھذیب التھذیب، ۵: ۱۲۴ رقم (۲۴۶)۔۔ الکاشف، ۱: ۵۳۸ رقم (۲۶۲۵)]

(۲) عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ، قرشی، زاہد صحابی تھے۔ ۷ ق ھ کو پیدا ہوئے۔ والد سے پہلے اسلام قبول کیا۔ مکہ کے باشندے تھے۔ دورِ جاہلیت میں لکھنا پڑھنا جانتے تھے۔ سریانی زبان پر عبور حاصل تھا۔ ۶۵ھ کو وفات پا گئے۔ [صفوہ الصفوۃ، ۱۔۲،: ۳۱۴ رقم (۸۲)]

(۳) القرآن الکریم، الزخرف، ۷۷

(۴) مصنف ابن ابی شیبۃ،، رقم (۳۴۱۲۲)

مستدرک، کتاب: التفسیر، باب: تفسیر سورۃ المومنین، رقم (۳۴۵۱)

ہناد بن السری، الزھد، ۱: ۱۵۸ رقم (۲۱۹)

تفسیر ابن ابی حاتم سورۃ المؤمنون: ۸: ۲۵۰۹ رقم (۱۴۰۴۷)

(۵) القرآن الکریم، المومن، ۱۱

(۶) القرآن الکریم، المومن، ۱۲

رَبَّنَا أَبْصَرْنَا وَسَمِعْنَا فَارْجِعْنَا نَعْمَلْ صَالِحاً إِنَّا مُوقِنُون (۱) ﴾ اللہ تعالیٰ انہیں جواب دے گا ﴿فَذُوقُوا بِمَا نَسِيتُمْ لِقَاءَ يَوْمِكُمْ هَذَا إِنَّا نَسِينَاكُمْ وَذُوقُوا عَذَابَ الْخُلْدِ بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُون (۲) ﴾ پھر وہ کہیں گے ﴿رَبَّنَا أَخِّرْنَا إِلَى أَجَلٍ قَرِيبٍ نُّجِبْ دَعْوَتَكَ وَنَتَّبِعِ الرُّسُل ﴾ اللہ تعالیٰ انہیں جواب دے گا ﴿أَوَلَمْ تَكُونُوا أَقْسَمْتُم مِّن قَبْلُ مَا لَكُم مِّن زَوَال (۳) ﴾ پھر وہ کہیں گے ﴿رَبَّنَا أَخْرِجْنَا نَعْمَلْ صَالِحاً غَيْرَ الَّذِي كُنَّا نَعْمَلُ ﴾ اللہ تعالیٰ انہیں جواب دے ﴿أَوَلَمْ نُعَمِّرْكُم مَّا يَتَذَكَّرُ فِيهِ مَن تَذَكَّرَ وَجَاءَكُمُ النَّذِير (۴) ﴾ پھر کہینگے ﴿قَالُوا رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا وَكُنَّا قَوْماً ضَالِّين ☆ رَبَّنَا أَخْرِجْنَا مِنْهَا فَإِنْ عُدْنَا فَإِنَّا ظَالِمُون (۵) ﴾ اس کے بعد اللہ تعالیٰ جواب دینگے ﴿قَالَ اخْسَؤُوا فِيهَا وَلَا تُكَلِّمُون (۶) ﴾ اس کے بعد وہ کبھی بھی کلام نہ کریں گے (۷)۔

امام ابن جریرؒ اور ابن منذرؒ نے حضرت ابن جریجؒ سے روایت نقل کی ہے کہ ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ جہنمی جہنم کے داروغوں کو بلائیں گے: ﴿ادْعُوا رَبَّكُمْ يُخَفِّفْ عَنَّا يَوْماً مِّنَ الْعَذَاب (۸) ﴾ جہنم کے داروغے انہیں جواب نہ دیں گے: جتنا عرصہ اللہ تعالیٰ چاہے گا، جب کچھ وقت بعد وہ انہیں جواب دیں گے تو جہنمیوں کو کہیں گے: ﴿فَادْعُوا وَمَا دُعَاءُ الْكَافِرِينَ إِلَّا فِي ضَلَال (۹) ﴾ پھر وہ جہنم کے خازن کو کہیں گے: ﴿يَا مَالِكُ لِيَقْضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ (۱۰) ﴾ مالک چالیس سال تک انہیں کوئی جواب نہ دے گا۔ پھر انہیں جواب دے گا ﴿إِنَّكُم مَّاكِثُون ﴾ پھر یہ بدبخت اپنے رب کو آواز دیں گے: ﴿رَبَّنَا أَخْرِجْنَا مِنْهَا فَإِنْ عُدْنَا فَإِنَّا ظَالِمُون ﴾ اللہ تعالیٰ دنیا کے عرصہ کے برابر انہیں کوئی جواب نہ دے گا۔ پھر اس کے بعد انہیں جواب دے گا۔ ﴿قَالَ اخْسَؤُوا فِيهَا وَلَا تُكَلِّمُون ﴾ (۱۱)

---

(۱) القرآن الکریم، السجدۃ، ۱۲ (۲) القرآن الکریم، السجدۃ، ۱۴ (۳) القرآن الکریم، ابراھیم، ۴۴
(۴) القرآن الکریم، فاطر، ۳۷ (۵) القرآن الکریم، المومنون، ۱۰۶۔ ۱۰۷ (۶) القرآن الکریم، المؤمنون، ۱۰۸
(۷) تفسیر الطبری، سورۃ المؤمنون، ۹: ۲۴۷ رقم (۲۵۶۸۲)
الاسماء الصفات ل، باب: قول اللہ عزوجل، (اخسوا فیھا) رقم (۴۶۹)
(۸) القرآن الکریم، المؤمن، ۴۹ (۹) القرآن الکریم، المؤمن، ۵۰ (۱۰) القرآن الکریم، الزخرف، ۷۷
(۱۱) تفسیر الطبری، سورۃ المؤمنون، ۹: ۲۴۷ رقم (۲۵۶۸۰)

امام عبد بن حمیدؒ نے اس آیت کی تفسیر میں حضرت حسن بصریؒ سے روایت نقل کی ہے: اس سے قبل وہ کلام کریں گے اور جھگڑیں گے۔ جب آخری موقع ہوگا عبد بن حمیدؒ نے حسنؒ سے اسی آیت میں قول نقل کیا ہے کہ اس سے پہلے وہ کلام بھی کرینگے اور مخاصمہ بھی کرینگے تو اس وقت اللہ تعالیٰ فرمائے گا ﴿قَالَ اخْسَؤُوا فِيهَا وَلَا تُكَلِّمُونِ﴾ انہیں ہمیشہ کے لئے کلام سے روک دیا جائے گا (۱)۔

امام عبد الرزاقؒ، ابن ابی شیبہؒ، عبد بن حمیدؒ، ابن جریرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت زیاد بن سعد خراسانیؒ (۲) سے ﴿قَالَ اخْسَؤُوا فِيهَا وَلَا تُكَلِّمُونِ﴾ کا یہ معنی نقل کیا ہے ان کے منہ بند کر دیئے جائیں گے، اب ٹب کے بجنے جیسی آوازیں سنیں گے (۳)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابو مالکؒ سے ﴿اخسوا﴾ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ تم ذلیل ورسوا ہو جاؤ (۴)۔

امام ابن جریرؒ اور بیہقیؒ نے الاسماء والصفات میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے: جب جہنمیوں کی اللہ تعالیٰ سے گفتگو ختم ہو جائے گی تو اس وقت اللہ تعالیٰ ان سے فرمائے گا ﴿قَالَ اخْسَؤُوا فِيهَا وَلَا تُكَلِّمُونِ (۵)﴾

---

(۱) تفسیر الطبری، سورۃ المؤمنون، ۹: ۲۴۷

(۲) خراسان کے علاقے کے حدود بہت وسیع ہیں۔ یہ علاقہ عراق سے شروع ہوتا ہے اور اس کے آخری حدود ھند سے ملے ہوئے ہیں۔ اس علاقے کے مشہور شہر نیشاپور، ہرات اور کرمان وغیرہ ہیں۔ [معجم البلدان، ج ۲، ص ۳۵۰]۔۔ زیاد بن سعد بن عبد الرحمن الخراسانی، ابو عبد الرحمن، آپ خراسان کے تھے، مکہ میں مقیم رہے اور پھر یمن چلے گئے تھے، آپ امام زہری کے ہونہار شاگردوں میں سے تھے۔ ایک ثقہ اور قوی راوی تھے۔ [تھذیب التھذیب، ۳: ۳۱۸۔۔ تذکرۃ الحفاظ: ۱۹۸۱]

(۳) تفسیر عبد الرزاق، سورۃ المومنین، رقم (۱۹۳۶)

تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ المؤمنون، ۸: ۲۵۰۸ رقم (۱۴۰۴۶)

(۴) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ المؤمنون، ۸: ۲۵۰۸ رقم (۱۴۰۴۸)

(۵) الاسماء الصفات، باب: قول اللہ عز وجل، (اخسوا فیھا) رقم (۴۶۹)

تفسیر الطبری، سورۃ المؤمنون، ۹: ۲۴۷

تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ المؤمنون، ۸: ۲۵۰۹ رقم (۱۴۰۴۸)

ابن ابی دنیاؒ نے صفۃ النار میں حذیفہؓ سے روایت نقل کی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جب اللہ جہنمیوں سے کہے گا ﴿قَالَ اخْسَؤُوا فِيهَا وَلَا تُكَلِّمُونِ﴾ ان کے چہرے گوشت کے ٹکڑے جیسے ہو جائیں گے جن میں منہ اور نتھنے نہیں ہونگے۔ سانس ان کی پیٹوں میں آجا رہی ہوگی (۱)۔

امام ہنادؒ نے حضرت ابن مسعودؓ سے روایت نقل کی ہے: اس آیت کے بعد ان کی جہنم سے نکلنے کی کوئی صورت نہ ہوگی (۲)۔

فَاتَّخَذْتُمُوهُمْ سِخْرِيًّا حَتَّىٰ أَنسَوْكُمْ ذِكْرِي وَكُنتُم مِّنْهُمْ تَضْحَكُونَ ﴿١١٠﴾ إِنِّي جَزَيْتُهُمُ الْيَوْمَ بِمَا صَبَرُوا أَنَّهُمْ هُمُ الْفَائِزُونَ ﴿١١١﴾

"تو تم ان سے تمسخر کرتے رہے یہاں تک کے ان کے پیچھے میری یاد بھی بھول گئے اور تم (ہمیشہ) ان سے ہنسی کیا کرتے تھے [۱۱۰] آج میں نے اُن کو ان کے صبر کا بدلہ دیا کہ وہ کامیاب ہوگئے" [۱۱۱]

امام ابن جریرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن زیدؒ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿فَاتَّخَذْتُمُوهُمْ سِخْرِيًّا﴾ کی تفسیر نقل کی ہے کہ سُخریا اور سِخریا دو مختلف لفظ ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿لِيَتَّخِذَ بَعْضُهُم بَعْضًا سُخْرِيًّا (۳)﴾ کہا وہ انہیں مسخر کرتے ہیں، دوسرے جوان کا مذاق اڑاتے ہیں وہ سِخْریا ہے (۴)۔

قَالَ كَمْ لَبِثْتُمْ فِي الْأَرْضِ عَدَدَ سِنِينَ ﴿١١٢﴾ قَالُوا لَبِثْنَا يَوْمًا أَوْ بَعْضَ يَوْمٍ فَاسْأَلِ الْعَادِّينَ ﴿١١٣﴾ قَالَ إِن لَّبِثْتُمْ إِلَّا قَلِيلًا لَّوْ أَنَّكُمْ كُنتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿١١٤﴾

"(خدا) پوچھے گا کہ تم زمین میں کتنے برس رہے؟ [۱۱۲] وہ کہینگے کہ ہم ایک روز یا ایک روز سے بھی کم رہے تھے، شمار کرنے والوں سے پوچھ لیجئے [۱۱۳] (خدا) فرمائے گا کہ (وہاں) تم (بہت ہی) کم رہے۔ کاش تم جانتے ہوتے [۱۱۴]"

---

(۱) ابن ابی الدنیا، صفۃ النار، باب الحیات والعقارب، ۱:۱۰۵ رقم (۹۷)

(۲) ہناد بن السری، الزھد، باب، الخلود فی النار (لیس بعد الایۃ الخروج اخسوا فیھا) رقم (۲۱۱)

(۳) القرآن الکریم، الزخرف۔۳۲

(۴) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ المؤمنون، ۸:۲۵۱۰ رقم (۱۴۰۵۳)

حلیۃ الاولیاء، ۵:۱۳۲

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ایقع بن عبد الکلاعیؒ (۱) سے یہ روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ جب جنتیوں کو جنت داخل فرمادے گا اور جہنمیوں کو جہنم میں داخل کردے گا تو فرمائے گا ﴿كَمْ لَبِثْتُمْ فِي الْأَرْضِ عَدَدَ سِنِينَ﴾ تو وہ عرض کریں گے ﴿لَبِثْنَا يَوْماً أَوْ بَعْضَ يَوْمٍ﴾ اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا تم نے ایک پورے دن یا دن کے کچھ حصہ میں جو تجارت کی ہے وہ کتنی اچھی ہے تم میری رحمت، میری رضا اور میری جنت میں ہمیشہ کے لئے رہو۔ پھر جہنمیوں سے فرمائے گا: ﴿كَمْ لَبِثْتُمْ فِي الْأَرْضِ عَدَدَ سِنِينَ﴾ تو جہنمی جواب دیں گے: ﴿لَبِثْنَا يَوْماً أَوْ بَعْضَ يَوْمٍ﴾ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تم نے ایک دن یا دن کے کچھ حصہ میں کتنی بری تجارت کی، میری جہنم اور ناراضگی میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے رہو (۲)۔

امام عبد الرزاقؒ، عبد بن حمیدؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت قتادہؒ سے ﴿فسئل العادين﴾ کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ اس سے مراد حساب کرنے والے ہیں (۳)۔

امام ابن ابی شیبہؒ، عبد بن حمیدؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت مجاہدؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ﴿فسئل العادين﴾ سے مراد فرشتے ہیں (۴)۔

أَفَحَسِبْتُمْ أَنَّمَا خَلَقْنَاكُمْ عَبَثاً وَأَنَّكُمْ إِلَيْنَا لَا تُرْجَعُونَ ﴿۱۱۵﴾ فَتَعَالَى اللَّهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيمِ ﴿۱۱۶﴾

"کیا تم یہ خیال کرتے ہو کہ ہم نے تم کو بے فائدہ پیدا کیا ہے اور یہ تم ہماری طرف لوٹ کر نہیں آؤ گے؟ [۱۱۵] تو خدا جو سچا بادشاہ ہے (اس کی شان) اس سے اُنچی ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں، وہی عرش بزرگ کا مالک ہے [۱۱۶]

---

(۱) ایقع بن عبد الکلاعی بن عبد الکلاعی، آپ کا شمار تابعین میں ہوتا تھا بعض مؤرخین نے آپ کو صحابہ میں شمار کیا ہے، لیکن اس پر کوئی خاص دلیل نہیں ہے۔ آپ نے ابو موسیٰ اشعریؓ کو پایا تھا۔ [لسان المیزان ۱:۴۷۶]

(۲) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ المؤمنون، ۸:۲۵۱۱ رقم (۱۴۰۶۰)

(۳) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ المؤمنون، ۸:۲۵۱۱ رقم (۱۴۰۶۳)۔ تفسیر عبد الرزاق: رقم (۱۹۳۸)

(۴) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ المؤمنون، ۸:۲۵۱۱ رقم (۱۴۰۶۴)

تفسیر مجاہد، سورۃ المؤمنون، ص ۱۷۸

امام حکیم ترمذیؒ، ابویعلیٰؒ، ابن ابی حاتمؒ، ابن سنیؒ (۱) نے عمل یوم ولیلۃ میں، ابونعیمؒ نے حلیہ میں اور ابن مردویہؒ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے ایک بیمار کے کان میں ﴿أَفَحَسِبْتُمْ أَنَّمَا خَلَقْنَاكُمْ عَبَثاً وَّأَنَّكُمْ إِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ﴾ آیت پڑھی تو تندرست ہوگیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے پوچھا: تو نے اس کے کان میں کیا پڑھا؟ تو حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس کے بارے میں عرض کی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! اگر کوئی یقین والا اس آیت کو پہاڑ پر پڑھے تو وہ بھی اپنی جگہ سے ہل جائے گا (۲)۔

امام ابن سنیؒ، ابن مندہؒ اور ابونعیمؒ "المعرفۃ" میں سند حسن کے ساتھ حضرت محمد بن ابراہیم بن حارث تیمیؒ (۳) کی سند سے وہ اپنے باپ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ایک لشکر میں روانہ کیا، ہمیں حکم دیا کہ ہم جب شام کریں یا صبح کریں تو ہم یہ پڑھا کریں ﴿أَفَحَسِبْتُمْ أَنَّمَا خَلَقْنَاكُمْ عَبَثاً وَّأَنَّكُمْ إِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ﴾ ہم نے اسے پڑھا، ہم نے غنیمت حاصل کی اور ہم محفوظ رہے (۴)۔ [اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے]

---

(۱) ابن السنی، ابوبکر احمد بن محمد بن اسحاق بن ابراہیم بن اسباط الدینوری، آپ حافظ الحدیث اور حدیث کے امام تھے۔ کتاب عمل یوم ولیل کے مصنف ہیں۔ علم کی خاطر بصرہ، کوفہ، بغداد اور مصر کے سفریں کئے۔ آپ سنن نسائی کے راوی ہیں، اور امام نسائی کو سنا تھا۔ [تذکرۃ الحفاظ، ۳: ۹۳۹۔۔ سیر اعلام النبلاء، ۱۶: ۲۵۶]

(۲) حلیۃ الاولیاء، ۷: ۳۶۹
تفسیر ابن ابی حاتم: سورۃ المؤمنون، ۸: ۲۵۱۱ رقم (۱۴۰۷۰)
ابن السنی، ابوبکر احمد بن محمد، کتاب عمل الیوم واللیلۃ، مکتبۃ القاھرۃ، (۱۴۰۴ھ)، ۱: ۱۴۴ رقم (۷۷)
مسند ابی یعلیٰ، مسند عبداللہ بن مسعودؓ، رقم (۴۰۴۵)
طبرانی، الدعاء، ۱: ۳۳۱ رقم (۱۰۸۲)
فضائل القرآن، باب، فضل آیات القرآن، رقم (۴۵۱)۔۔ امام ھیثمیؒ رواہ ابی یعلیٰ وفیہ ابن لھیعۃ وفیہ ضعف وحدیثہ حسن وبقیۃ رجالہ الصحیح، مجمع الزوائد، ۵: ۱۹۸ رقم (۸۴۶۹)۔۔ امام العقیلی نے اس حدیث کو موضوع شمار کیا ہے [ضعفاء العقیلی، ۲: ۱۶۳]۔۔ امام شوکانیؒ نے بھی اس حدیث کو موضوع کہا ہے۔ [الفوائد المجموعہ، ۱: ۳۰۹۔۔ اسنادہ ضعیف مرسل. ارسلہ ابراھیم التمیی ولم یذکر الصحابی]

(۳) محمد بن ابراہیم بن حارث التیمی، آپ کے دادا محترم مہاجرین اولین میں سے تھے۔ آپ نے سعد بن ابی وقاصؓ کو دیکھا تھا اور انس بن مالکؓ سے روایت کی ہے۔ آپ ایک ثقہ راوی اور فقیہ عالم تھے۔ ۱۲۰ھ کو وفات پا گئے تھے۔ [تھذیب التھذیب، ۹: ۶۔۔ تذکرۃ الحفاظ، ۱: ۱۲۴]

(۴) معرفۃ الصحابۃ، کتاب حرف الالف، باب، من اسمہ ابراہیم، رقم (۶۹۰)

مَن يَدْعُ مَعَ اللَّهِ إِلَٰهًا آخَرَ لَا بُرْهَانَ لَهُ بِهِ فَإِنَّمَا حِسَابُهُ عِندَ رَبِّهِ إِنَّهُ لَا يُفْلِحُ الْكَافِرُونَ ﴿١١٧﴾

"اور جو شخص خدا کے ساتھ اور معبود کو پکارتا ہے جس کی اُس کے پاس کچھ بھی سند نہیں تو اس کا حساب خدا ہی کے ہاں ہوگا ۔ کچھ شک نہیں کہ کافر رستگاری نہیں پائینگے [۱۱۷] "

امام ابن ابی شیبہؒ، عبد بن حمیدؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت مجاہدؒ سے ﴿ لَا بُرْهَانَ لَهُ ﴾ کا معنی گواہ لیا ہے(۱)۔

امام عبد بن حمیدؒ نے حضرت قتادہؒ سے ﴿ لَا بُرْهَانَ لَهُ ﴾ کا معنی گواہ نقل کیا ہے(۲)۔

امام ابن جریرؒ نے حضرت مجاہدؒ سے ﴿ لَا بُرْهَانَ لَهُ ﴾ کا معنی دلیل نقل کیا ہے(۳)۔

امام عبد بن حمیدؒ نے حضرت عاصمؒ سے ﴿فَإِنَّمَا حِسَابُهُ عِندَ رَبِّهِ إِنَّهُ لَا يُفْلِحُ الْكَافِرُونَ ﴾ میں اِنَّ کے ہمزہ کو مکسور نقل کیا ہے(۴)۔

امام عبد بن حمیدؒ نے حضرت حسن بصریؒ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے اسے ان ہمزہ کے فتحہ کے ساتھ پڑھا ہے(۵)۔

امام عبد بن حمیدؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت قتادہؒ سے ﴿فَإِنَّمَا حِسَابُهُ عِندَ رَبِّهِ إِنَّهُ لَا يُفْلِحُ الْكَافِرُونَ ﴾ کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کے ہاں کافر کا حساب ہے کہ وہ کامیاب نہیں ہوگا(۶)۔

---

(۱) تفسیر مجاهد، سورۃ المؤمنون، رقم (۱۰۸۳)
تفسیر الطبری، سورۃ المؤمنون، ۲۵۴ رقم (۲۵۷۰۰)

(۲) تفسیر بغوی، سورۃ المؤمنون، ۵: ۴۳۳

(۳) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ المؤمنون، ۲۵۴ رقم (۲۵۷۰۱)
تفسیر مجاهد، سورۃ المؤمنون، رقم (۱۰۸۳)

(۴) روایت نہیں ملی

(۵) روایت نہیں ملی

(۶) تفسیر الطبری، سورۃ المؤمنون، ۲۵۴

وَقُلْ رَّبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَأَنْتَ خَيْرُ الرَّاحِمِينَ ﴿١١٨﴾

"اور خدا سے دعا کرو کہ میرے پروردگار مجھے بخش دیے اور (مجھ پر) رحم کر اور تو سب سے بہتر رحم کرنے والا ہے [۱۱۸]"

امام ابن ابی شیبہؒ، امام احمدؒ، امام بخاریؒ، امام مسلمؒ، امام ترمذیؒ، امام نسائیؒ، ابن ماجہؒ، ابن خزیمہؒ، ابن ابی حاتمؒ، ابن حبانؒ اور بیہقیؒ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! مجھے ایسی دعا سیکھایئے جو میں نماز میں پڑھا کروں۔ فرمایا: یہ پڑھا کرو **اللھم انی ظلمت نفسی ظلما کثیرا وانه لا یغفر الذنوب الا انت، فاغفرلی مغفرة من عندک وارحمنی انک انت الغفور الرحیم**(۱)۔

---

(۱) مسند احمد، مسند العشرہ المشرة من الجنة، رقم (۸)

صحیح البخاری، کتاب: الاذان، باب، الدعاء قبل الاسلام، رقم (۷۹۰)

صحیح مسلم، کتاب، الذکر والدعاء والتوبة والاستغفار، باب: الاستحباب خفض الصوت بالذکر، رقم (۴۸۷۶)

سنن الترمذی،، کتاب، الدعوات عن الرسول اللہ ﷺ (۳۵۳۱)

سنن النسائی، کتاب السھو، باب: نوع آخر من الدعاء رقم (۱۲۸۵-۱۳۰۲)

سنن ابن ماجہ، کتاب: الدعاء، باب: دعاء رسول اللہ ﷺ، رقم (۳۸۲۵)

صحیح ابن حزیمہ، کتاب: الصلوٰة، باب: اباحة الدعاء فی الصلوٰة، رقم (۸۴۶)

صحیح ابن حبان، کتاب الصلوٰة، باب: صفة الصلوٰة، رقم (۱۹۷۶)

السنن البیھقی الکبریٰ، کتاب، الحیض، باب، مایستحب لہ ان یقصر من الدعاء، رقم (۲۷۰۴)

امام ترمذیؒ نے اس حدیث کے بارے میں فرمایا ہے: **ھذا حدیث حسن غریب، وھو حدیث لیث بن سعد وابو الخیر اسمه مرثد بن عبدالله الیرانی**، [سنن الترمذی: رقم ۳۵۳۱]۔۔ الشیخ البانیؒ نے بھی اس حدیث کو صحیح میں شمار کیا ہے [صحیح الترمذی، ۳:۱۷۱، رقم (۲۷۹۵)]۔۔ امام ابن حجرؒ نے اس حدیث پر حکم لگاتے ہوئے لکھا ہے: **متفق علیه من روایة عبداللّٰه بن عمرو بن العاص عن ابی بکر الصدیق انه قال یارسول الله علمنی دعاء ادعو به فی صلاتی فقال قل اللّٰھم فذکره وفی روایة لھما عن عبداللّٰه بن عمرو بن العاص ان ابا بکر قال فذکره ولم ارمن جعله من قوله ﷺ ولا من رواه بعد التشھد**، [تلخیص الجبیر فی احادیث الرافعی الکبیر، ۱:۲۶۹]۔۔ **قال اسناده صحیح علیٰ شرط الشیخین**، تعلقات شعیب الارنووط علیٰ مسند احمد، رقم (۸)

سورۃ النور

باب دوم

سورۃ النور کا اردو ترجمہ اور علمی تحقیق

فصل اول: فضائل سورۃ النور کے روایات کی تحقیق

فصل دوم: سورۃ النور کے روایات کی تحقیق

سورۃ النور کا اردو ترجمہ اور علمی تحقیق

فصل اول: فضائلِ سورۃ النور کے روایات کی تحقیق

امام ابن مردویہؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ سورۃ النور مدینہ طیبہ میں نازل ہوئی (۱)۔

حضرت ابن زبیرؓ سے بھی اس جیسی روایت نقل کی ہے (۲)۔

امام حاکمؒ اور بیہقیؒ نے شعب الایمان میں اور ابن مردویہؒ نے حضرت عائشہؓ سے مرفوع روایت نقل کی ہے کہ عورتوں کو بالا خانوں میں نہ رکھو اور انہیں لکھنا نہ سیکھاؤ، انہیں سوت کاتنا اور سورۃ النور کی تعلیم دو (۳)۔

امام سعید بن منصورؒ، ابن منذر اور بیہقیؒ نے حضرت مجاہدؒ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مردوں کو سورۃ مائدۃ اور عورتوں کو سورۃ نور کی تعلیم دو (۴)۔

امام ابوعبیدؒ نے فضائل میں حضرت حارثہ بن مضربؒ (۵) سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمر بن خطابؓ نے ہماری طرف خط بھیجا کہ سورۃ نساء، سورۃ احزاب اور سورۃ نور کی تعلیم حاصل کرو (۶)۔

---

(۱) ابومحمد، علی بن احمد بن سعید بن حزم، الناسخ والمنسوخ، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، طبع (۱۴۰۶ء)، ۱: ۴۷

(۲) ابن حزم، الناسخ والمنسوخ، ۱: ۴۷ [منقول از ابن عباسؓ]

(۳) مستدرک، کتاب: التفسیر، باب: تفسیر سورۃ النور، رقم (۳۴۹۴)

شعب الایمان،، باب فی تعظیم القرآن، ۲: ۴۷۷، رقم (۲۴۵۳)۔ امام ذہبیؒ نے امام حاکمؒ کا تعاقب کرتے ہوئے لکھا ہے: قلت: بل هو موضوع وآفته عبدالوهاب بن الضحاك [تلخيص المستدرك، ۲: ۳۹۲]۔ علامہ شوکانیؒ نے اس حدیث کی سند پر بحث کرتے ہوئے لکھا ہے: رواه الخطيب عن عائشه مرفوعا وفي اسناده محمد بن ابراهيم الشافي كا ن يضع الحديث وقد اخرجه الحاكم في المستدرك من غير طريقه وقال صحيح الاسنادوتعقبه ابن حجر اطرافه فقال ان في اسنادالحاكم عبدالوهاب بن الضحاك و هو المتروك [الشوکانی، محمد بن علی بن محمد، الفوائد المجموعہ، المکتب الاسلامی، بیروت، ط۔ثانی (۱۴۰۷ھ)، ۱: ۱۲۷]

(۴) شعب الایمان،، باب فی تعظیم القرآن، ۲: ۴۶۹ رقم (۲۴۲۸)

امام الشوکانیؒ نے اس حدیث کی سند پر بحث کرتے ہوئے لکھا ہے: ''في اسناده جعفر بن نضر يحدث عن الثقات بالبواطيل'' [الشوکانی، محمد بن علی بن محمد، الفوائد المجموعہ، المکتب الاسلامی، بیروت، ط۔ثانی (۱۴۰۷ھ)، ج۱، ص ۱۲۷]۔ الشیخ البانیؒ نے اس حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے۔ [البانیؒ، ناصر الدین، السلسلۃ الضعیفۃ المختصرۃ، مکتبۃ المعارف، الریاض، ۸: ۳۸۱ رقم (۳۸۷۹)]

(۵) حارث بن مضرب العبدی، آپ تابعین میں سے تھے۔ آپ حضرت علیؓ، عمرؓ اور ابوموسیٰ اشعریؓ کے شاگرد تھے۔ ابواسحاق السبیعی آپ کے شاگردوں میں سے تھے۔ ابن حبانؒ نے ''الثقات'' میں ذکر کیا ہے اور امام ابن معین نے ثقہ قرار دیا ہے۔ [الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ، ۲: ۱۶۲ رقم (۱۹۴۲)۔ الطبقات الکبریٰ، ۶: ۱۱۶]

(۶) فضائل القرآن، ۱: ۴۰۴ رقم (۳۶۴)

امام حاکمؒ نے حضرت ابو وائلؒ (۱) سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے اور میرے ایک ساتھی نے حج کیا جب کہ حضرت ابن عباسؓ بھی حج کر رہے تھے۔ حضرت ابن عباسؓ سورۃ نور پڑھنے لگے اور اس کی تفسیر کرنے لگے۔ میرے ساتھی نے کہا: سبحان اللہ! اس آدمی کے سر سے کیا نکلتا ہے؟ اگر اس کی گفتگو ترک سن لیں تو مسلمان ہو جائیں (۲)۔

فصل دوم: سورۃ النور کے روایات کی تحقیق

سُورَةٌ أَنزَلْنٰهَا وَفَرَضْنٰهَا وَأَنزَلْنَا فِيهَا اٰيٰتٍ بَيِّنٰتٍ لَّعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ﴿۱﴾

"یہ (ایک) سورت ہے۔ جس کو ہم نے نازل کیا اور اس (کے احکام) کو فرض کر دیا، اور اس میں واضح المطالب آیتیں نازل کیں تا کہ تم یاد رکھو" [۱]

امام ابن ابی شیبہؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ فَرَضْنٰهَا کا معنیٰ ہے کہ ہم نے انہیں بیان کر دیا ہے (۳)۔

امام ابن ابی شیبہؒ، عبد بن حمیدؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت مجاہدؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ فَرَضْنٰهَا کا معنیٰ ہے کہ ہم نے اس کی وضاحت کر دی ہے کہ حلال کا حکم دیا اور حرام سے روک دیا (۴)۔

امام عبد بن حمیدؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے قتادہؒ سے یہ معنیٰ نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس سورت میں اپنے فرائض متعین فرمائے، حلال کو حلال اور حرام کو حرام قرار دیا، اپنی حدود کو متعین فرمایا، اپنی اطاعت کا حکم دیا اور معصیت سے روک دیا (۵)۔

---

(۱) شفیق بن سلمۃ الاسدی، ابو وائل الکوفی، آپ کے بارے میں تراجم کی کتابوں میں دو رائے موجود ہیں، علامہ ابن حجر نے الاصابہ فی تمیز الصحابہ میں اور ابن سعد نے الطبقات میں آپ کو صحابی شمار کیا ہے۔ آپ کے بارے میں علماء تراجم کی دوسری رائے یہ ہے کہ آپ تابعی ہیں۔ آپ نے جنگِ قادسیہ میں شرکت کی تھی۔ [الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ، ۳۸۶:۳ رقم (۳۹۸۶)]

(۲) مستدرک، کتاب: معرفۃ الصحابہ، باب: ذکر عبداللہ بن عباسؓ، رقم (۶۲۹۲)۔۔ امام حاکمؒ نے اس حدیث کے سند کے بارے میں لکھا ہے: ''صحیح الاسناد ولم یخرجاہ'' المستدرک. رقم [۶۲۹۲]

(۳) تفسیر الطبری، سورۃ النور، ۲۵۶:۹ (۲۵۷۰۶)
تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النور، ۲۵۱۶:۸ (۱۴۰۸۱)

(۴) تفسیر الطبری، سورۃ النور، ۲۵۶:۹، (۲۵۷۰۴)

(۵) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النور، ۲۵۱۶:۸ (۱۴۰۸۱)

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت حسن بصریؒ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے فرضنا کو راء مشدد کے ساتھ نہیں پڑھا(۱)۔

امام ابن جریرؒ اور ابن منذرؒ نے ﴿وَأَنزَلْنَا فِيهَا آيَاتٍ بَيِّنَاتٍ﴾ کے بارے میں یہ روایت نقل کی ہے کہ حلال، حرام اور حدود کے احکام نازل کئے(۲)۔

الزَّانِيَةُ وَالزَّانِي فَاجْلِدُوا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ وَّلَا تَأْخُذْكُم بِهِمَا رَأْفَةٌ فِي دِينِ اللَّهِ إِن كُنتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَائِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿٢﴾

"بدکاری کرنے والی عورت اور بدکاری کرنے والا مرد (جب اُن کی بدکاری ثابت ہو جائے) دونوں میں سے ہر ایک کو سو دُرے مارو۔ اور اگر تم خدا اور روز آخرت پر ایمان رکھتے ہو تو شرع خدا (کے حکم) میں تمہیں ان پر ہرگز ترس نہ آئے۔ اور چاہیے کہ اُن کی سزا کے وقت مسلمانوں کی ایک جماعت بھی موجود ہو۔"[۲]

امام عبدالرزاقؒ، عبد بن حمیدؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت عطاءؒ سے آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ ان پر حدود جاری کی جائیں، انہیں معطل نہ کیا جائے۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ انہیں کوڑے مارتے وقت سختی کی جائے(۳)۔

عبدالرزاقؒ، عبد بن حمیدؒ، ابن جریرؒ اور ابن منذرؒ نے مجاہدؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حد قائم کرتے وقت تمہیں نرمی لاحق نہ ہو(۴)۔

---

(۱) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النور، ۸:۲۵۱۶ (۱۴۰۸۴)

(۲) تفسیر الطبری، سورۃ النور، ۹:۲۵۶، (۲۵۷۰۸)

(۳) مصنف عبدالرزاق،، کتاب: الطلاق، باب: فی قولہ تعالیٰ (ولا تاخذ بھما رافۃ)، رقم (۱۳۵۰۳)
مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب: الحدود، باب: فی قولہ تعالیٰ (وَّلَا تَأْخُذْكُم بِهِمَا رَأْفَةٌ) رقم (۲۸۷۳۸)
تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النور، ۸:۲۵۱۹ رقم (۱۴۱۰۱)
تفسیر الطبری، سورۃ النور، ۹:۲۵۷ رقم (۲۵۷۱۳)

(۴) مصنف عبدالرزاق، کتاب: الطلاق، باب: فی قولہ تعالیٰ (ولا تاخذ بھما رافۃ)، رقم (۱۳۵۰۳)
تفسیر الطبری، سورۃ النور، ۹:۲۵۷ رقم (۲۵۷۱۳)

امام عبد بن حمیدؒ نے حضرت ضحاکؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ تمہیں شفقت نہ آجائے کہ تم حدود معطل کرنے لگو(۱)۔

امام عبد بن حمیدؒ، ابن جریرؒ اور ابن منذرؒ نے حضرت عمران بن حدیرؒ(۲) سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے ابومجلز (۳) سے کہا کیا اس آیت کا یہ مفہوم ہے کہ ہم جب لوگوں کو رجم کریں، کوڑے ماریں یا ہاتھ کاٹیں تو ہمیں شفقت اپنی گرفت میں نہ لے؟ انہوں نے جواب دیا: نہیں ایسا نہیں بلکہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ جب کسی کو بادشاہ کے سامنے پیش کیا جائے تو اس کے لیے مناسب نہیں کہ ان پر رحم کرتے ہوئے انہیں چھوڑ دے یہاں تک کہ ان پر حدود جاری کرے(۴)۔

امام عبد بن حمیدؒ اور ابن جریرؒ نے حضرت حسن بصریؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ تم انہیں سخت کوڑے مارو، اس میں تمہیں نرمی لاحق نہ ہو جائے(۵)۔

امام عبد بن حمیدؒ نے حضرت ابراہیم وعامرؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ بدکاری کی صورت میں انہیں سخت کوڑے مارو اور تمام اعضاء کو ان کا حصہ دو(۶)۔

---

(۱) معانی القرآن، ۴:۴۹۵

(۲) عمران بن حدید السدوسی، ابوعبیدہ، البصری، آپ اہل بصرہ میں سے تھے۔ آپؒ نے انسؓ کے پیچھے نماز جنازہ پڑھا تھا۔ آپ ابومجلز، ابوقلابۃ، ابوعثمان اور دعامۃ کے شاگرد تھے۔ آپ ایک عابد اور صالح کے نام سے جانے جاتے تھے۔ [تھذیب التھذیب، ۸:۱۱۰ رقم (۲۱۶)]

(۳) لاحق بن حمید بن سعید، یا شعبہ بن حمید السدوسی، آپ پست قد کے حامل مروا کے باشندے تھے، قتیبہ بن مسلم کے ساتھ خراسان آئے، آپ کنیت سے مشہور ہوئے تھے۔ ابن حبانؒ نے آپ کو ''الثقات'' میں شمار کیا ہے۔ آپ حضرت علیؓ کے محبین میں تھے، ابوداود الطیالیسی نے آپ کو اہل التشیع قرار دیا ہے۔ [الطبقات الکبریٰ، ۷:۲۱۶]

(۴) تفسیر الطبری، سورۃ النور، ۹:۲۵۷ رقم (۲۵۷۱۶)

(۵) تفسیر الطبری، سورۃ النور، ۹:۲۵۷ رقم (۲۵۷۲۲)

(۶) تفسیر قرطبی، ۱۲:۱۴۳

امام ابن ابی شیبہؒ، عبد بن حمیدؒ اور ابن جریرؒ نے حضرت شعبہؒ(۱) سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حماد سے عرض کی: کیا بدکار کو سخت کوڑے مارے جائیں؟ فرمایا ہاں۔ اس کے کپڑے اتروا لیے جائیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ﴿وَّلَا تَاْخُذْكُمْ بِهِمَا رَاْفَةٌ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ﴾ میں نے عرض کی یہ تو فیصلہ میں ہے۔ فرمایا: یہ فیصلے اور کوڑے مارنے کے بارے میں ہے(۲)۔

امام عبدالرزاقؒ نے مصنف میں حضرت عمرو بن شعیبؒ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے فیصلہ کیا ہے کہ جب غیر شادی شدہ عورت اور مرد بدکاری کریں اور چار آدمی گواہی دے دیں تو انہیں اس طرح سو کوڑے مارے جائیں جیسے اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔ دونوں کو اسی جگہ جلاوطن کر دیا جائے جہاں وہ نہیں رہتے تھے۔ انہیں جلاوطن کرنا میری سنت ہے(۳)۔

امام عبد الرزاقؒ، عبد بن حمیدؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت عبید اللہ بن عبداللہ بن عمرؒ(۴) سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی لونڈی نے بدکاری کی تو حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے اس کی ٹانگوں اور پشت پر ضربیں لگائیں۔ تو میں نے یہ آیت پڑھی تو حضرت عبداللہؓ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے اس کے قتل کرنے اور اس کے سر پر مارنے کا حکم نہیں دیا، جہاں پر میں نے اسے مارا ہے میں نے اسے درد کر دیا ہے(۵)۔

---

(۱) شعبہ بن حجاج بن ورد، عتکی، ازدی، واسطی، بصری، ابو بسطام، واسط میں ۸۲ھ کو پیدا ہوئے۔ وہیں پرورش پائی۔ بصرہ میں سکونت اختیار کی اور وہیں ۱۶۰ھ کو وفات پا گئے۔ علوم الحدیث کے ائمہ میں سے تھے۔ روایت و درایت کے بادشاہ شمار کئے جاتے تھے۔ [تاریخ بغداد ۹:۲۵۵، رقم (۴۸۳۰)۔۔ التاریخ الکبیر، ۴:۲۴۴ رقم (۲۶۷۸)]

(۲) مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب: الحدود، باب: فی الزانیۃ والزانی یخلع عنھا ثیابھا، رقم (۲۸۳۲۹)

تفسیر الطبری، سورۃ النور، ۹:۲۵۸ رقم (۲۵۷۳۲)

(۳) مصنف عبدالرزاق، کتاب: النکاح، باب: النفیر قم (۱۳۳۱۸)

مصنف عبدالرزاق، کتاب: النکاح، باب: النکاح والطلاق والارتجاع بغیر بینۃ رقم (۱۰۲۷۰)

(۴) عبید بن عبداللہ بن عمرؓ بن الخطاب القرشی العدوی المدنی، ابو بکر، آپ کا شمار وسط تابعین میں ہوتا ہے۔ آپ سے ایک جماعت روایت کرتی ہے۔ امام الزہری آپ کے شاگردوں میں سے ہیں۔ قسطنطنیہ کے جہاد میں شریک رہے تھے۔ [الطبقات الکبریٰ، ۵:۲۰۲۔۔ التاریخ الکبیر، ۵:۳۸۷ رقم (۱۲۴۱)]

(۵) مصنف عبدالرزاق، کتاب: الطلاق، باب: ضرب المراۃ رقم (۱۳۵۳۷۰)

تفسیر الطبری، سورۃ النور، ۹:۲۵۶ رقم (۲۵۷۰۹)

امام ابن ابی شیبہؒ، عبد بن حمیدؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے ابو برزہ اسلمیؓ (۱) سے روایت نقل کی ہے کہ ان کے سامنے ان کے خاندان کی ایک لونڈی لائی گئی جب کہ اس نے بدکاری کی تھی اور ان کے پاس دس افراد موجود تھے۔ آپ نے لونڈی کے بارے میں حکم دیا تو اسے ایک کونے میں بٹھا دیا گیا۔ پھر ایک کپڑا لانے کا حکم دیا جو اس پر ڈال دیا گیا۔ پھر آپ نے ایک آدمی کو چھڑی عطا کی، فرمایا: اسے پچاس کوڑے مارو نہ بہت ہلکے نہ بہت سخت۔ وہ آدمی اٹھا، اس نے اس عورت کو کوڑے مارے۔ وہ اس کے جسم کے مختلف حصوں پر کوڑے مارنے لگا۔ پھر یہ آیت تلاوت کی ﴿وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَآئِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ (۲)

امام عبد بن حمیدؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ آیت میں موجود لفظ طَآئِفَةٌ سے مراد ایک آدمی یا زائد آدمی ہیں (۳)۔

امام عبد بن حمیدؒ نے حضرت حسن بصریؒ سے روایت نقل کی ہے کہ طَآئِفَةٌ سے مراد دس ہیں (۴)۔

امام ابن جریرؒ نے آیت میں موجود طَآئِفَةٌ سے ایک سے لے کر ہزار تک مراد لیا ہے (۵)۔

امام عبد بن حمیدؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت قتادہؒ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ جب ان پر حد جاری کی جائے تو مومنوں میں سے ایک جماعت موجود ہونی چاہیئے تاکہ یہ عبرت، نصیحت اور نکال بن جائے (۶)۔

---

(۱) ابو برزۃ الاسلمی نضلۃ بن عبید، آپ کو صاحب الرسول ﷺ ہونے کا شرف حاصل ہے۔ آپ کے نام کے بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے، کنیت سے شہرت پائی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے آپ کا نام تبدیل کیا تھا۔ نبی کریم ﷺ کے وفات کے بعد مروہ تشریف لے گئے تھے اور وہیں وفات پا گئے تھے۔ [الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ، ۶: ۴۳۳ رقم (۸۷۲۲)]

(۲) تفسیر الطبری، سورۃ النور، ۹: ۲۶۰ رقم (۲۵۷۳۹)

تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النور، ۸: ۲۵۲۰ رقم (۱۴۱۰۸)

(۳) تفسیر الطبری، سورۃ النور، ۹: ۲۵۹ رقم (۲۵۷۳۳)

تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النور، ۸: ۲۵۲۰ رقم (۱۴۱۰۹)

(۴) مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب: الحدود، باب: وفی قولی تعالیٰ ولیشھد عذابھما، رقم (۲۸۷۲۴)

(۵) تفسیر الطبری، سورۃ النور، ۹: ۲۵۹ رقم (۲۵۷۳۴)

مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب: الحدود، باب: وفی قولی تعالیٰ (ولیشھد عذابھما)، رقم (۲۸۷۲۳)

مصنف عبد الرزاق، کتاب: الطلاق، باب: فی قولہ تعالیٰ (ولا تاخذکم بھما رافۃ)، رقم (۱۳۵۰۵)

(۶) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النور، ۸: ۲۵۲۰ رقم (۱۴۱۱۳)

امام ابن جریرؒ نے حضرت عکرمہؒ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ دو یا زائد آدمی موجود ہونے چاہئیں (۱)۔

امام ابن جریرؒ نے حضرت زہریؒ سے روایت نقل کی ہے کہ طَآئِفَةٌ سے مراد تین یا زائد افراد ہیں (۲)۔

حضرت ابن زیدؒ نے آیت میں طَآئِفَةٌ سے مراد چار افراد لیے ہیں (۳)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت نصر بن علقمہؒ (۴) سے روایت نقل کی ہے کہ ان افراد کا موجود ہونا اس لیے نہیں کہ انہیں ذلیل ورسوا کیا جائے بلکہ اس لیے ہے تا کہ اللہ تعالیٰ ان کے ذریعے توبہ اور رحمت کا اہتمام کرے (۵)۔

ابن ابی شیبہؒ نے شیبانیؒ (۶) سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے ابن ابی اوفیؓ (۷) سے پوچھا: کیا رسول اللہ ﷺ نے کسی کو رجم کیا ہے؟ فرمایا: ہاں۔ میں نے پوچھا کیا سورۂ نور کے نازل ہونے سے پہلے یا بعد میں۔ انہوں نے جواب دیا: میں یہ نہیں جانتا (۸)۔

الزَّانِي لَا يَنكِحُ إِلَّا زَانِيَةً أَوْ مُشْرِكَةً وَالزَّانِيَةُ لَا يَنكِحُهَا إِلَّا زَانٍ أَوْ مُشْرِكٌ وَحُرِّمَ ذَٰلِكَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ ﴿٣﴾

---

(۱) تفسیر الطبری، سورۃ النور، سورۃ النور، ۹:۲۶۰ رقم (۲۵۷۳۵)

(۲) تفسیر الطبری، سورۃ النور، سورۃ النور، ۹:۲۶۰ رقم (۲۵۷۳۶)

(۳) تفسیر الطبری، سورۃ النور، ۹:۲۶۰ رقم (۲۵۷۴۱)

(۴) نضر بن علقمۃ الحضرمی، آپ شام کے رہنے والے اور محفوظ بن علقمۃ کے چھوٹے بھائی تھے، جبیر بن سعید کے شاگرد تھے۔ [التاریخ الکبیر، ۸:۱۰۲ رقم (۲۳۴۲)]

(۵) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النور، ۸:۲۵۲۰ رقم (۱۴۱۰۹)

(۶) سلیمان بن ابی سلمان، ابو اسحاق الشیبانی، الکوفی، آپ کے نام کے بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ آپ کے نام فیروز، خاقان، مہران، وغیرہ تراجم کی کتابوں میں مذکور ہیں۔ امام نسائی نے آپ کو ثقہ قرار دیا ہے، ابو حاتمؒ نے ثقہ، صدوق، اور صالح الحدیث کے القابات آپ کے لئے استعمال کی ہیں۔ [تاریخ بغداد، ۱:۴۲۹، رقم (۶۶۷)۔۔ التاریخ الکبیر، ۴:۱۶ رقم (۱۸۰۸)]

(۷) عبد اللہ بن علقمہ (ابو اوفی) بن خالد الخزاعی الاسلمی، ابو ابراہیم، ابن ابی اوفیٰ، آپ رسول اللہ ﷺ کے صحابی ہیں اور ابن ابی الاوفی سے مشہور ہوئے تھے۔ بیعت رضوان کے دن حاضر رہیں، حدیبیہ اور غزوۂ خیبر میں شریک رہیں۔ آپ مدینہ الرسول ﷺ سے کوفہ منتقل ہوئے تھے اور ۸۷ھ کو کوفہ میں وفات پانے والے آخری صحابی ہیں۔ [الطبقات الکبریٰ، ۴:۳۰۱]

(۸) مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب: الحدود، باب: الزانی کم مرۃ یرد، رقم (۲۸۷۷۵)

"بدکار مرد کو بدکار یا مشرک عورت کے سوا کوئی نکاح نہیں کرتا اور بدکار عورت کو بھی بدکار یا مشرک مرد کے سوا اور کوئی نکاح میں نہیں لاتا اور یہ (یعنی بدکار عورت سے نکاح کرنا) مومنوں پر حرام ہے۔"[۳]

امام عبد الرزاقؒ، فریابیؒ، سعید بن منصورؒ، عبد بن حمیدؒ، ابن ابی شیبہؒ، ابن منذرؒ، ابن ابی حاتمؒ، ابوداؤدؒ نے ناسخ میں، بیہقیؒ نے سنن میں اور ضیاء مقدسیؒ نے حضرت سعید بن جبیرؒ کے واسطے سے حضرت ابن عباسؓ سے اس آیت کی تفسیر میں یہ روایت نقل کی ہے کہ یہاں نکاح سے مراد عقد نکاح نہیں بلکہ جماع کرنا ہے۔ معنی یہ ہوا کہ بدکارہ کے ساتھ بدکاری بدکار مرد یا مشرک ہی کرتا ہے۔ مومنوں پر بدکاری حرام کر دی گئی ہے(۱)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت مقاتلؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جب مہاجر مدینہ طیبہ آئے تو ان میں سے اکثر تنگ دستی کا شکار تھے مگر چند افراد غنی تھے، مدینہ طیبہ میں بھاؤ بہت زیادہ تھے، سخت تنگ دستی تھی، اہل کتاب کی کچھ عورتیں ایسی تھیں جو اعلانیہ بدکاری کرتی تھیں۔ انصار میں سے امیہ تھی جو عبداللہ بن ابی کی لونڈی تھی اور نسیکہ بنت امیہ تھی جو ایک اور انصاری کی لونڈی تھی۔ انصار کی زانی لونڈیوں نے اپنے دروازوں پر ایسی نشانیاں لگا رکھی تھیں جن سے یہ معلوم ہو جاتا کہ یہ بدکارہ ہے۔ یہ مدینہ کے لوگوں میں سے خوشحال ترین تھیں۔ مہاجر مسلمانوں نے ان عورتوں کے مال میں طمع کیا کیونکہ وہ سخت تکلیف کا شکار تھے۔ بعض نے بعض پر اپنی رائے کا اظہار کیا، کاش! ہم ان میں سے کسی کے ساتھ شادی کر لیتے اور ان کے مال سے کچھ پاتے۔ دوسروں نے کہا ہم اس بارے میں رسول اللہ ﷺ سے مشورہ کرتے ہیں۔ وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ہمیں سخت تنگ دستی نے آلیا ہے ہم ایسی چیزیں نہیں پاتے جو ہم کھائیں۔ بازار میں اہل کتاب میں سے ایسی بدکارہ عورتیں ہیں، ان کی لونڈیاں ہیں اور انصار کی کچھ لونڈیاں ہیں جو خود کمائی کرتیں ہیں، کیا ہمیں مناسب ہے کہ ہم ان سے شادی کریں اور ان کی کمائی میں سے جو زائد مال ہو ہم اسے حاصل کریں۔ جب ہم ان کے مال میں بے نیاز ہو جائیں گے تو ہم ان عورتوں کو چھوڑ دیں گے؟ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا جس میں مومنوں پر حرام کر دیا ہے کہ وہ ایسی عورتوں سے شادی کریں جو بدکارہ ہوں اور اعلانیہ بدکاری کرتیں ہوں(۲)۔

---

(۱) مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب النکاح، باب: فی قولہ تعالیٰ الزانی لا ینکح الا زانیۃ، رقم (۱۶۹۳۱)
سنن سعید بن منصور: باب: ما جاء فی الرجل یزنی، رقم (۸۶۵)
تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النور، ۸: ۲۵۲۱ رقم (۱۴۱۲۱)
سنن البیہقی الکبری، باب النکاح المحدثین، رقم (۱۳۶۴۵)

(۲) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النور، ۸: ۲۵۲۳ رقم (۱۴۱۲۸)

امام ابن ابی شیبہؒ،عبد بن حمیدؒ اور ابن جریرؒ نے مجاہدؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ دور جاہلیت میں بدکار عورتیں تھیں، ان میں ایک خوبصورت عورت تھی جو اُم مہزول (۱) سے پہچانی جاتی تھی۔ مسلمان فقراء میں سے کوئی ان میں سے کسی سے شادی کرتا تو وہ اپنی کمائی میں سے اس مسلمان پر مال خرچ کرتی۔ اللہ تعالیٰ نے اس چیز سے منع کر دیا کہ کوئی مسلمان ایسی عورت سے شادی نہ کرے (۲)۔

امام عبد بن حمیدؒ نے حضرت سلیمان بن یسارؒ (۳) سے یہ قول نقل کیا ہے کہ دور جاہلیت میں بدکارہ عورتیں تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو ان کے ساتھ نکاح کرنے سے منع کر دیا (۴)۔

امام عبد بن حمیدؒ اور ابن جریرؒ نے حضرت عطاءؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ دور جاہلیت میں بدکارہ عورتیں ہوتیں جو بغایا آل فلاں، بغایا آل فلاں کے نام سے معروف تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے جاہلیت کی بات کو اسلام کے حکم کے ساتھ پختہ کر دیا (یعنی یہ بیان کر دیا کہ دور جاہلیت میں جسطرح دونوں جانب بدکار آپس میں رابطہ رکھتے تھے، دور اسلام میں دونوں جانب بدکار ہی اپنا تعلق قائم کریں گے) ان سے پوچھا گیا: یہ حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے؟ انہوں نے جواب دیا: جی ہاں (۵)۔

امام ابن ابی شیبہؒ، ابن جریرؒ اور عبد بن حمیدؒ نے حضرت مجاہدؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ کچھ لوگ تھے جو اعلانیہ بدکارہ عورتوں سے بدکاری کا ارادہ رکھتے دور جاہلیت میں ایسا ہوتا تھا۔ انہیں بتایا گیا کہ اب یہ حرام ہے تو ان مردوں نے ایسی عورتوں سے شادی کا ارادہ کر لیا تو اللہ تعالیٰ نے ان پر نکاح حرام کر دیا (۶)۔

---

(۱) اُم مہزول، السائب بن ابی السائب کی لونڈی تھی۔ السائب بن ابی السائب صیفی بن عابد بن عبداللہ القرشی المخزومی العابدی، حافظ ابن حجرؒ نے آپ کو طلقاء میں سے شمار کیا ہے، علامہ ابن عبدالبرؒ نے لکھا ہے کہ غزوہ بدر کے دن قتل ہونے والے کفار میں سے تھے۔ [الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ، ۳:۲۲ رقم (۳۰۶۷)]

(۲) تفسیر الطبری، سورۃ النور، ۹:۲۶۱ رقم (۲۵۷۵۰)

(۳) سلیمان بن یسار الھلالی، ابوایوب، یا ابوعبدالرحمٰن، امام نسائی نے آپ کے بارے میں فرمایا ہے: کان من العلماء، آپ مدینہ کے فقہاء اور ائمۃ الاجتہاد میں سے تھے۔ ۱۰۰ھ کو وفات پا گئے تھے۔ [الطبقات الکبریٰ، ۲:۳۸۴۔ تذکرۃ الحفاظ، ۱:۹۱ رقم (۸۱)]

(۴) تفسیر الطبری، سورۃ النور، ۹:۲۶۰

سنن النسائی الکبریٰ، ۶:۴۱۵ رقم (۱۱۳۵۹)

(۵) تفسیر الطبری، سورۃ النور، ۹:۲۶۱ رقم (۲۵۷۵۵)

(۶) مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب النکاح: باب، رقم (۱۶۹۳۴)

تفسیر الطبری، سورۃ النور، ۹:۲۶۳ رقم (۲۵۷۵۷)

امام عبد بن حمیدؒ نے حضرت مجاہدؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اسلام کے آغاز میں کچھ لوگ بدکاری کرتے تھے تو انہوں نے کہا کہ ہم ایسی عورتوں سے شادی کیوں نہ کرلیں جن کے ساتھ ہم بدکاری کرتے تھے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا(۱)۔

ابن ابی شیبہؒ اور عبد بن حمیدؒ نے ضحاکؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ آیت میں نکاح سے مراد بدکاری ہے، عقد نکاح نہیں ہے(۲)۔

امام عبد بن حمیدؒ اور ابن جریرؒ نے حضرت سعید بن جبیرؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ بدکارہ عورت اور مشرکہ کے ساتھ کوئی بدکاری نہیں کرتا جب بدکاری کرتا ہے مگر بدکار ہی ایسا کرتا ہے(۳)۔

امام ابن ابی شیبہؒ نے حضرت عکرمہؒ سے اس جیسا قول نقل کیا ہے(۴)۔

امام ابن جریرؒ، ابن منذرؒ، ابن ابی حاتمؒ اور بیہقیؒ نے آیت کی تفسیر میں حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ اہل قبلہ میں سے بدکار مرد اپنے جیسی اہل قبلہ میں سے بدکارہ عورت کے ساتھ بدکاری کرتا ہے یا ایسی مشرکہ کے ساتھ بدکاری کرتا ہے جو اہل قبلہ میں سے نہیں اور اہل قبلہ میں سے بدکارہ اہل قبلہ میں سے بدکار مرد کے ساتھ ہی بدکاری کرتی ہے یا ایسے مشرک کے ساتھ بدکاری کرتی ہے جو اہل قبلہ میں سے نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مومنوں پر بدکاری حرام کردی ہے(۵)۔

امام سعید بن منصورؒ نے حضرت مجاہدؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے بدکاری کو حرام قرار دیا ہے تو ایسی بدکارہ عورتیں جو تھیں جو خوبصورت بھی تھیں اور ان کے پاس مال بھی تھا۔ جب بدکاری حرام کردی گئی تو بعض لوگوں نے کہا انہیں ضرور طلاق دی جائے گی۔ تو ہم ان سے شادی کرلیں گے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس کے بارے میں اس آیت کو نازل فرمایا(۶)۔

---

(۱) تفسیر الطبری، سورۃ النور، ۹:۳۲۶

(۲) تفسیر الطبری، سورۃ النور، ۹:۳۲۶

(۳) تفسیر الطبری، سورۃ النور، ۹:۲۶۳

(۴) مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب النکاح: باب، فی قولہ تعالیٰ الزانی لاینکح الا زانیۃ رقم (۱۶۹۲۱)

(۵) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النور، ۸:۲۵۲۵ رقم (۲۴۱۳۷)

تفسیر الطبری، سورۃ النور، ۹:۲۶۴ رقم (۲۵۷۵۱)

(۶) تفسیر الطبری، سورۃ النور، ۹:۲۶۴

امام احمدؒ، عبد بن حمیدؒ، امام نسائیؒ، حاکمؒ (جب کہ حاکمؒ نے اسے صحیح قرار دیا ہے)، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ، ابن ابی حاتمؒ، ابن مردویہؒ، بیہقیؒ نے سنن میں اور ابوداؤدؒ نے "ناسخ" میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک عورت تھی جسے اُم مہزول کہا جاتا۔ وہ کسی مرد کے ساتھ بدکاری کرتی اور یہ بھی شرط لگاتی کہ وہ اپنا مال اس مرد پر خرچ کرے گی۔ نبی کریم ﷺ کے ایک صحابیؓ نے اس سے شادی کا ارادہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا(۱)۔

امام عبد بن حمیدؒ، ابوداؤدؒ، امام ترمذیؒ (جب کہ ترمذیؒ نے اسے حسن قرار دیا ہے)، امام نسائیؒ، ابن ماجہؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ، ابن ابی حاتمؒ، ابن مردویہؒ، امام حاکمؒ (جب کہ حاکمؒ نے اسے صحیح قرار دیا ہے) اور بیہقیؒ نے حضرت عمرو بن شعیبؒ سے وہ اپنے باپ سے وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی تھا جس کا نام مرثد (۲) تھا۔ وہ مکہ مکرمہ سے قیدی اٹھاتا اور انہیں مدینہ طیبہ لے آتا۔ مکہ مکرمہ میں ایک عورت تھی جس کا نام عناق تھا۔ یہ مرثد کی دوست تھی۔ اس نے مکہ مکرمہ کے قیدیوں میں سے ایک آدمی کو پایا جسے وہ اٹھا لے جائے۔ اس نے کہا میں آیا یہاں تک کہ ایک چاندنی رات میں مکہ مکرمہ کی دیواروں میں سے ایک دیوار کے سائے تک پہنچا۔ عناق آئی۔ اس نے دیوار کے نیچے سایہ سا دیکھا۔ جب وہ مجھ تک پہنچی تو اس نے مجھے پہچان لیا۔ پوچھا مرثد؟ میں نے کہا: ہاں مرثد۔ اس نے کہا خوش آمدید، آؤ ہمارے پاس رات گزارو میں نے کہا اللہ تعالیٰ نے بدکاری کو حرام قرار دیا ہے۔ اس نے کہا اے خیمے والو! یہ وہ آدمی ہے جو تمہارے قیدی اٹھا لے جاتا ہے۔ تو آٹھ آدمی میرے پیچھے ہو لیے۔ میں ایک گھاٹی میں داخل ہو گیا اور ایک غار تک پہنچا اور اس میں داخل ہو گیا۔ وہ لوگ آئے اور میرے سر پر کھڑے ہو گئے۔ انہوں نے پیشاب کیا۔ ان کا پیشاب میرے سر پر پڑا مگر اللہ تعالیٰ نے انہیں مجھ سے دور کر دیا۔ پھر وہ لوگ چلے گئے

---

(۱) مسند احمد، کتاب: مسند المکثرین من الصحابۃ، باب: مسند عبداللہ بن عمرو بن العاص، رقم (۶۴۸۰)

سنن النسائی الکبریٰ، ۶: ۴۱۵ رقم (۱۱۳۵۹)

مستدرک، کتاب: النکاح، باب: حدیث موسیٰ رقم (۲۷۸۵)

تفسیر الطبری، سورۃ النور، ۹: ۲۶۰ رقم (۲۵۷۴۲)

تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النور، ۸: ۲۵۲۵ رقم (۱۴۱۴۰)

امام طبرانی نے المعجم الاوسط میں اس حدیث کے سند کے بارے میں لکھا ہے: لم یرو اھذا الحدیث عن سلمان التیمی الامعتمرا [المعجم الاوسط: ۲: ۲۲۱ رقم (۱۷۹۸)]

امام حاکمؒ نے مذکورہ حدیث کی سند کے بارے میں لکھا ہے: ھذا الحدیث صحیح الاسناد ولم یخرجاہ [المستدرک: ۲۷۸۵]

(۲) مرثد بن ابی مرثد (کناز بن الحصین الغنوی) باپ بیٹے دونوں صحابی تھے۔ بدر اور اُحد میں شریک رہیں۔ شام منتقل ہوئے اور وہیں سکونت پذیر رہیں، ابوبکر الصدیقؓ کے عہد میں وہاں سے واپس آ کر مدینہ میں وفات پا گئے تھے۔ [الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ، ۶: ۷۰ رقم (۷۸۸۳)]

میں بھی اپنے ساتھی کے پاس آ گیا۔ اسے اٹھایا اور مدینہ طیبہ لے آیا۔ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں عناق سے شادی کرلوں؟ رسول اللہ ﷺ رک گئے اور مجھے کچھ جواب نہ دیا یہاں تک کہ آیت نازل ہوئی۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس سے شادی نہ کر(۱)۔

امام ابن جریرؒ نے حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت نقل کی ہے کہ کچھ مشہور عورتیں تھیں مسلمان فقراء وہ ان عورتوں میں سے شادی کرنے پر تیار ہو جاتے تا کہ وہ عورتیں ان مردوں پر خرچ کریں۔ تو اللہ تعالیٰ نے انہیں اس چیز سے منع کر دیا(۲)۔

امام ابوداؤدؒ نے "ناسخ" میں، ابن مردویہؒ، ابن جریرؒ اور بیہقیؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت ان عورتوں کے بارے میں نازل ہوئی جو دور جاہلیت میں اعلانیہ بدکاری کرتی تھیں۔ وہ بدکارہ اور مشرکہ تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے مومنوں پر ان سے نکاح کرنا حرام قرار دیا(۳)۔

امام ابن ابی شیبہؒ، عبد بن حمیدؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ، ابن ابی حاتمؒ اور ابن مردویہؒ نے سعید جو حضرت ابن عباسؓ کے غلام تھے، کہ واسطے سے روایت نقل کی ہے کہ میں حضرت ابن عباسؓ کے پاس تھا۔ ایک آدمی آیا، کہا میں ایک عورت سے محبت کرتا تھا۔ میں نے اس سے وہ پایا جسے اللہ تعالیٰ نے مجھ پر حرام کیا ہے جب کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس

---

(۱) سنن الترمذی، کتاب: تفسیر القرآن عن رسول اللہ ﷺ، باب: ومن سورۃ النور، رقم (۳۱۷۷)
سنن ابی داود، کتاب: النکاح، باب: وفی قوہ تعالیٰ الزانی لاینکح الا زانیۃ، رقم (۲۰۵۱)
المجتبیٰ من السنن، مکتب المطبوعات الاسلامیہ، حلب، ط۔ ثانی (۱۹۸۶ء) کتاب: النکاح، باب: تزویج الزانیۃ، رقم (۳۲۲۸)
سنن البیھقی الکبری، کتاب: النکاح، باب: نکاح المحدثین وما جاء فیہ، رقم (۱۳۶۳۹)
مستدرک، کتاب: النکاح، باب: حدیث موسیٰ رقم (۲۷۰۱)
تفسیر الطبری، سورۃ النور: ۹: ۲۶۰ رقم (۲۵۷۴۶)
تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النور، ۸: ۲۵۲۵ رقم (۱۴۱۴۴)

امام ترمذیؒ نے مذکورہ حدیث کی سند پر حکم لگاتے ہوئے لکھا ہے: قال ابو عیسیٰ ھذا حدیث حسن غریب لانعرفہ الا من ھذا الوجہ [سنن الترمذی: کتاب: باب: ومن سورۃ النور، رقم (۳۱۷۷)]۔۔ امام حاکمؒ نے مذکورہ حدیث کے بارے میں لکھا ہے: ھذا حدیث صحیح الاسناد ولم یخرجاہ [المستدرک: ۲۷۰۱] شیخ الالبانیؒ نے اس حدیث کو [حسن] قرار دیا ہے۔ [صحیح الترمذی، ج ۳، ص ۸۰ رقم (۳۵۳۸)]

(۲) تفسیر الطبری، سورۃ النور، ۹: ۲۶۰ رقم (۲۵۷۴۳)

(۳) تفسیر الطبری، سورۃ النور، ۹: ۲۶۲ رقم (۲۵۷۵۳)

عمل سے توبہ کی توفیق نصیب فرمائی ہے۔اب میں نے ارادہ کیا ہے کہ میں اس سے شادی کرلوں۔تو لوگوں نے یہ آیت پڑھ کر سنائی، حضرت ابن عباسؓ نے جواب دیا یہ اس آیت کا موقع محل نہیں ہے۔ایسی عورتیں ہوتی تھیں جو اعلانیہ بدکاری کرتی تھیں۔ وہ اپنے دروازوں پر جھنڈے لگاتی تھیں لوگ ان کے پاس آتے تھے۔وہ اسی کے ذریعے پہچانی جاتی تھیں۔تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔تو اس سے شادی کرلے، اس میں جو گناہ ہو وہ مجھ پر ہے(۱)۔

امام عبد بن حمیدؒ، ابن ابی شیبہؒ، ابن ابی حاتمؒ اور بیہقیؒ نے حضرت سعید بن جبیرؒ سے روایت نقل کی ہے کہ دور جاہلیت میں بدکارہ عورتیں ہوا کرتی تھیں۔ایک آدمی دور اسلام میں ان میں سے کسی سے شادی کر لیتا اور ان سے لطف اندوز ہوتا۔تو یہ چیز اسلام میں حرام کردی گئی۔تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا(۲)۔

امام ابوداؤدؒ، ابن منذرؒ، ابن عدیؒ، ابن ابی حاتمؒ اور ابن مردویہؒ نے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایسا بدکار جس پر حد جاری کی گئی ہو وہ شادی نہ کرے مگر اپنی مثل سے(۳)۔

امام ابن ابی شیبہؒ اور عبد بن حمیدؒ نے حضرت حسن بصریؒ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ آدمی جس پر بدکاری کی حد جاری کی گئی ہو وہ شادی نہ کرے مگر اپنی مثل سے(۴)۔

امام ابن ابی شیبہؒ، سعید بن منصورؒ اور ابن منذرؒ نے حضرت علیؓ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے ایک عورت سے شادی کی۔پھر اس نے بدکاری کی تو اس پر حد جاری کی گئی۔وہ اس عورت کو حضرت علیؓ کے پاس لایا تو آپؓ نے

---

(۱) مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب: النکاح، باب: فی قولہ تعالیٰ الزانی لاینکح الا زانیۃ رقم (۱۶۹۲۹)

تفسیر الطبری، سورۃ النور، ۹: ۲۶۲ رقم (۲۵۷۶۲)

تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النور، ۸: ۲۵۲۱ رقم (۱۴۱۲۰)

(۲) سنن البیہقی الکبری، کتاب: النکاح، باب: نکاح المحدثین وما جاء فیہ، رقم (۱۴۲۳۶)

(۳) سنن ابی داود، کتاب: النکاح، باب: وفی قولہ تعالیٰ الزانی لاینکح الا زانیۃ، رقم (۲۰۵۲)

تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النور، ۸: ۲۵۲۴ رقم (۱۴۱۳۳)

امام حاکمؒ نے مذکورہ حدیث کے بارے میں لکھا ہے: ھذا الحدیث صحیح الاسناد ولم یخرجاہ [مستدرک، رقم ۲۷۰۰]۔۔شیخ الالبانیؒ نے اس حدیث کو [صحیح] قرار دیا ہے [السلسلۃ الصحیحۃ، ۵: ۵۷۲ رقم (۲۴۴۴)]

(۴) مصنف ابن ابی شیبہ: کتاب: النکاح، باب: فی قولہ تعالیٰ الزانی لاینکح الا زانیۃ رقم (۱۶۹۳۵)

اس مرد اور اس کی بیوی کے درمیان جدائی کرادی اور اس مرد سے فرمایا تو اپنے جیسی سزا یافتہ عورت سے ہی شادی کر(۱)۔

امام احمدؒ اور امام نسائیؒ نے حضرت ابن عمرؓ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تین قسم کے لوگ جنت میں داخل نہیں ہونگے اور نہ ہی اللہ تعالیٰ قیامت کے روز ان کی طرف نظر کرم فرمائے گا، والدین کا نافرمان، مرد بننے والی عورت، بے غیرت (۲)۔

امام ابن ماجہؒ نے حضرت انسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: جو آدمی یہ ارادہ رکھتا ہو کہ پاک صاف حالت میں اللہ تعالیٰ سے ملے تو آزاد عورتوں سے شادی کرے (۳)۔

امام سعید بن منصورؒ، ابن ابی شیبہؒ، عبد بن حمیدؒ، ابو داؤدؒ، ابو عبیدؒ نے "ناسخ" میں، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ، ابن ابی حاتمؒ اور بیہقیؒ نے حضرت سعید بن مسیبؒ سے روایت نقل کی ہے کہ صحابہ کا خیال تھا کہ اس آیت کو مابعد آیت نے منسوخ کر دیا ایسی عورتیں بھی ایامی المسلمین میں داخل ہیں (۴)۔

---

(۱) مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب: النکاح، باب: فی قولہ تعالیٰ الزانی لاینکح الا زانیۃ رقم (۱۶۹۳۶)۔

(۲) مسند احمد، کتاب: مسند المکثرین من الصحابۃ، باب: باقی عبداللہ بن عمرو بن العاص، رقم (۶۱۴۵)

المجتبیٰ من السنن، کتاب: الزکاۃ، باب: المنان بما اعطیٰ، رقم (۲۵۶۲)

امام طبرانیؒ نے اس حدیث کی سند پر بحث کرتے ہوئے لکھا ہے: لم یروا ھذا الحدیث عن سالم الا عبداللہ بن یسار الاعرج تفرد بہ عمر بن محمد العمری [المعجم الاوسط، ج۳، ص ۱۵ رقم ۲۴۴۳]۔۔امام ھیثمیؒ نے مذکورہ حدیث کی سند کے بارے میں کچھ یوں لکھا ہے: رواہ البزار باسنادین ورجالھما ثقات [مجمع الزوائد، ۸: ۲۷۰ (۱۳۴۳۲)]

(۳) سنن ابن ماجۃ، کتاب: النکاح، باب: تزویج الحرائر، رقم (۱۸۶۲)

امام شوکانیؒ نے مذکورہ حدیث کی سند پر حکم لگاتے ہوئے لکھا ہے: رواہ ابن عدی عن علی وابن عباس مرفوعا وفی اسنادہ خمسۃ کذابون قداخرج ابن ماجہ من حدیث انس [الفوائد المجموعۃ، ج ۱، ص ۱۲۳ رقم (۱۳)]

(۴) سنن سعید بن منصور، باب: ماجاء فی رجل یزنی رقم (۸۶۲)

مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب: النکاح، باب: فی قولہ تعالیٰ الزانی لاینکح الا زانیۃ رقم (۱۶۹۲۲)

تفسیر الطبری، سورۃ النور، ۹: ۲۶۴، رقم (۲۵۷۷۲)

تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النور، ۸: ۲۵۲۴ رقم (۱۴۱۳۴)

السنن الکبریٰ البیہقی، ۷: ۱۵۴ رقم (۱۳۶۴۶)

وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَأْتُوْا بِأَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمَانِيْنَ جَلْدَةً وَّلَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً أَبَداً وَأُوْلٰٓئِكَ هُمُ الْفَسِقُوْنَ ﴿٤﴾ إِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْ م بَعْدِ ذٰلِكَ وَأَصْلَحُوْا فَإِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿٥﴾

"اور جولوگ پرہیزگار عورتوں کو بدکاری کا عیب لگائیں اور اُن پر چار گواہ نہ لائیں تو اُن کو اسی درے مارو اور کبھی ان کی شہادت قبول نہ کرو۔ اور یہی بدکردار ہیں[۴] ہاں جو اس کے بعد توبہ کرلیں اور (اپنی حالت) سنوار لیں تو خدا (بھی) بخشنے والا مہربان ہے"[۵]

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت سعید بن جبیرؒ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ جب حکام کے سامنے یہ مسئلہ پیش کیا جائے تو حکام جھوٹی تہمت لگانے والوں کو اسی درے لگائیں اور حد لگائے جانے کے بعد جب تک وہ زندہ رہے اس کی گواہی قبول نہ کی جائے۔ فاسقوں کا معنیٰ نافرمانی کرنے والے ہیں، یعنی انہوں نے جو جھوٹی تہمت لگائی ہے اس میں نافرمانی کرنے والے ہیں (۱)۔

امام ابوداؤدؒ نے "ناسخ" میں اور ابن منذرؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ جو ایسا کرنے کے بعد توبہ کرلے تو اللہ تعالیٰ اس پر نظر رحمت فرماتا ہے۔ تاہم گواہی کبھی بھی قابل قبول نہ ہوگی (۲)۔

امام ابن مردویہؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایسا جرم کرنے والے کے بارے میں کوڑے مارنے کا حکم دیا ہے، توبہ قبول ہوگی اور گواہی رد کردی جائے گی (۳)۔

امام سعید بن منصورؒ اور ابن جریرؒ نے حضرت عمر بن خطابؓ سے روایت نقل کی ہے کہ آپؓ نے ابوبکرہؓ سے فرمایا: اگر تو توبہ کرے گا تو میں تیری گواہی کو قبول کرلوں گا (۴)۔

امام ابن مردویہؒ نے حضرت ابن عمرؓ سے انہوں نے نبی کریم ﷺ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ ایسے لوگوں کی توبہ یہ ہے کہ وہ اپنے آپ کو جھٹلائیں۔ اگر وہ اپنے آپ کو جھٹلائیں تو ان کی شہادت قبول کی جائے گی (۵)۔

---

(۱) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النور، ۸:۲۵۳۱ رقم (۱۴۱۷۲)

(۲) تفسیر ابن کثیر، سورۃ النور، ۳:۲۵۹

(۳) روایت نہیں ملی،

(۴) تفسیر الطبری، سورۃ النور، ۹:۲۶۵ رقم (۲۵۷۸۰)

(۵) الناسخ والمنسوخ، ۱:۲۴۳ رقم (۲۳۴)

نوٹ: حدِ قذف کی سزا کھانے کے بعد قاذف کی گواہی ہمیشہ کے لئے رد کی جائے گی یہ امام ابوحنیفہؒ کا قول ہے۔ امام مالک اور امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ اگر وہ توبہ کرلے تو پھر اُس کی گواہی قبول کی جائے گی۔ [تفسیر ابن کثیر، ۳:۲۵۹]

امام ابوداؤدؒ نے "ناسخ" میں حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ آپ نے سورۃ نور کی آیت ﴿وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ﴾ کے بارے میں فرمایا: اس حکم سے ﴿وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ﴾ کو خارج کیا گیا ہے کیونکہ میاں بیوی جب دونوں قسم اٹھادیں تو ان میں جدائی کردی جائے گی اور اگر دونوں قسم نہ اٹھائیں تو حد جاری کی جائے گی، کوڑے مارنا ہو یا رجم کرنا (۱)۔

ابن منذرؒ، ابن جریرؒ اور بیہقیؒ نے "سنن" میں نقل کیا ہے کہ حضرت ابن عباسؓ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿وَّلَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا﴾ اور ﴿اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا﴾ کے بارے میں فرمایا: جس نے توبہ کی اور اصلاح کی تو کتاب اللہ میں اس کی شہادت قبول کی جائے گی (۲)۔

امام عبدالرزاقؒ، عبد بن حمیدؒ اور ابن منذرؒ نے حضرت سعید بن مسیّبؒ سے روایت نقل کی ہے: حضرت مغیرہ بن شعبہؓ (۳) کے خلاف تین آدمیوں نے بدکاری کی گواہی دی جبکہ زیاد نے گواہی دینے سے انکار کیا۔ حضرت عمرؓ نے تینوں افراد پر حد قذف جاری کی۔ حضرت عمرؓ نے ان سے فرمایا: توبہ کرو، تمہاری گواہی قبول کی جائے گی۔ دو آدمیوں نے توبہ قبول کرلی اور ابوبکرہؓ (۴) نے توبہ نہ کی تو ان کی گواہی قبول نہ کی جاتی تھی۔ ابوبکرہؓ، زیادؓ کے ماں کی جانب سے بھائی تھے۔ جب زیادؓ کی وجہ سے حد قذف جاری ہوگئی تو ابوبکرہؓ نے قسم اٹھائی کہ وہ زیاد سے کبھی بھی کلام نہیں کرے گا۔ تو زیادؓ سے مرتے دم تک گفتگو نہ کی (۵)۔

امام عبدالرزاقؒ، عبد بن حمیدؒ اور ابن منذرؒ نے آیت کی تفسیر میں حضرت عطاءؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جب تہمت لگانے والا توبہ کرے اور اپنے آپ کو جھٹلائے تو اس کی گواہی قبول کی جائے گی (۶)۔

---

(۱) تفسیر القرطبی، سورۃ النور، ۱۲:۱۶۳

(۲) تفسیر الطبری، سورۃ النور، ۹:۲۶۹، رقم (۲۵۸۲۳)

(۳) مغیرۃ بن شعبۃ ابی عامر بن مسعود بن معتب الثقفی، ابوعیسیٰ، نبی کریم ﷺ کے مشہور صحابی ہیں۔ جنگ خندق کے سال مشرف بہ اسلام ہوئے۔ بیعت رضوان اور حدیبیہ کے دن موجود رہے۔ کوفہ میں ۵۰ھ کو وفات پاگئے تھے۔ [الطبقات الکبریٰ، ۴:۲۸۴]

(۴) نفیع بن الحارث کلدۃ بن عمرو بن علاج بن ابی سلمۃ، ابوبکرۃ الثقفی، ایک قول کے مطابق آپؓ کا نام نفیع بن مسروق تھا۔ آپ کو صحابی رسول ﷺ ہونے کا شرف حاصل ہے۔ آپؓ طائف کے رہنے والے تھے۔ طائف کے قلعے سے نبی کریم ﷺ کو احوال بتانے پر آپ کو آزاد کیا گیا تھا۔ ۵۱ھ یا ۵۲ھ کو بصرہ میں وفات پاگئے تھے۔ [التاریخ الکبیر، ۸:۱۱۲ رقم (۲۳۸۸)]

(۵) مصنف عبدالرزاق، کتاب: النکاح، باب: وفی قولہ تعالیٰ ولا تقبلوا لھم شھادۃ ابدا، رقم (۱۳۵۶۴)

(۶) مصنف عبدالرزاق: کتاب: الطلاق، باب: وفی قولہ تعالیٰ ولا تقبلوا لھم شھادۃ ابدا، رقم (۱۳۵۶۴)

امام عبد بن حمیدؒ نے امام شعبیؒ، زہریؒ، طاؤسؒ اور مسروقؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جب تہمت لگانے والا توبہ کرلے تو اس کی گواہی قبول کی جائے گی۔ اس کی توبہ یہ ہے کہ وہ اپنے آپ کو جھٹلائے (۱)۔

امام عبد بن حمیدؒ نے حضرت سعید بن مسیّبؒ اور حضرت حسن بصریؒ سے یہ قول نقل کیا ہے: دونوں نے کہا کہ تہمت لگانے والا جب توبہ کرلے تو اس کی توبہ کا معاملہ اس کے اور اس کے اللہ کے درمیان ہے، اس کی گواہی قبول نہ کی جائے گی (۲)۔

عبد بن حمیدؒ نے مکحولؒ (۳) سے قاذف کے بارے میں یہ قول نقل کیا ہے: جب وہ توبہ کرلے تو اس کی شہادت قبول نہ کی جائے گی (۴)۔

امام عبد بن حمیدؒ نے حضرت محمد بن سیرینؒ سے یہ قول نقل کیا ہے: تہمت لگانے والا جب توبہ کرلے تو اس کی توبہ کا معاملہ اللہ اور اس کے درمیان ہے رہی اس کی گواہی وہ کبھی بھی قبول نہ کی جائے گی (۵)۔

امام عبد بن حمیدؒ نے حضرت عکرمہؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس کی کوئی گواہی نہیں (۶)۔

امام سعید بن منصورؒ، عبد بن حمیدؒ اور ابن منذرؒ نے حضرت سعید بن جبیرؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس کی توبہ کا معاملہ اللہ اور اس کے درمیان ہے کہ وہ اسے عذاب عظیم سے بچائے۔ تاہم اس کی گواہی قبول نہ کی جائے گی (۷)۔

عبد الرزاقؒ، عبد بن حمیدؒ، ابن جریرؒ اور ابن منذرؒ نے قتادہؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت حسن بصریؒ فرمایا کرتے تھے جھوٹی تہمت لگانے والے کی گواہی کبھی بھی قبول نہ کی جائے گی۔ اس کی توبہ کا معاملہ اللہ اور اس کے بندے کے درمیان ہے (۸)۔

---

(۱) الناسخ والمنسوخ، ۱: ۲۴۳ رقم (۲۳۴)

(۲) مصنف ابن ابی شیبہ: کتاب: البیوع والاقضیہ، باب: قال لا تجوز شھادتہ، رقم (۲۰۶۵۵)

(۳) مکحول بن ابی مسلم شہراب بن شاذل ابو عبداللہ فارسی الاصل تھے۔ کابل میں پیدا ہوئے۔ لڑکپن بھی وہیں گزارا۔ پھر زبردستی غلام بنائے گئے اور مصر کے خاندان بنو ہذیل کی عورت نے آپ کو خریدا اور کچھ عرصہ بعد آزاد کردیا۔ طلب حدیث میں عراق، مدینہ اور دیگر ممالک کے اسفار کیں۔ دمشق میں رہائش پذیر رہے اور وہیں ۱۱۲ھ کو وفات پاگئے۔ مدلس اور تقدیر کے منکر تھے۔ [تذکرۃ الحفاظ، ۱: ۱۰۷ رقم (۹۶)۔۔ میزان الاعتدال، ۴: ۱۱۷ (۸۷۴۷)]

(۴) تفسیر الطبری، سورۃ النور، ۹: ۲۶۵ (۵) روایت نہیں ملی

(۶) روایت نہیں ملی (۷) تفسیر الطبری، سورۃ النور، ۹: ۲۶۵

(۸) تفسیر الطبری، سورۃ النور، ۹: ۲۶۵

امام عبد بن حمیدؒ، عبد الرزاقؒ، ابن جریرؒ اور ابن منذرؒ نے حضرت ابن جریجؒ سے بھی اسی کی مثل روایت نقل کیا ہے کہ جس آدمی پر بھی حد کی جائے اس کی گواہی قبول کی جائے گی مگر جھوٹی تہمت لگانے والے کی گواہی قبول نہ کی جائے گی۔ اس کی توبہ کا معاملہ اس کے اور اس کے رب کے درمیان ہے (۱)۔

امام عبد الرزاقؒ، عبد بن حمیدؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابراہیمؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جھوٹی تہمت لگانے والے کی گواہی قبول نہ کی جائے گی۔ اس کی توبہ اس کے اور اس کے رب کے درمیان ہے (۲)۔

امام عبد بن حمیدؒ نے حضرت عیسیٰ بن عاصمؒ (۳) سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت ابو بکرہؓ کے پاس جب کوئی آدمی آتا تا کہ اس کا گواہ بنے تو وہ کہتے میرے علاوہ کسی اور کو گواہ بنالو کیونکہ مسلمانوں نے مجھے فاسق قرار دیا ہے (۴)۔

امام عبد بن حمیدؒ نے سعید بن مسیّبؒ سے روایت نقل کی ہے کہ میں حضرت عمر بن خطابؓ کے پاس حاضر تھا جب آپؓ نے حضرت مغیرہ بن شعبہؓ پر تہمت لگانے والوں پر حد قذف جاری کی تھی ان لوگوں میں ابو بکرہؓ، ماتعؓ (۵)، اور شبلؓ (۶) تھے۔ حضرت عمرؓ نے ابو بکرہؓ کو بلا کر فرمایا اگر تو اپنے آپ کو جھٹلا دے تو تیری گواہی قبول کی

---

(۱) مصنف عبد الرزاق، کتاب: الطلاق، باب: وفی قولہ تعالیٰ ولا تقبلوا لھم شھادۃ ابدا، رقم (۱۳۵۷۲)
تفسیر الطبری، سورۃ النور، ۹: ۲۶۵

(۲) مصنف عبد الرزاق، کتاب: الطلاق، باب: وفی قولہ تعالیٰ ولا تقبلوا لھم شھادۃ ابدا، رقم (۱۳۵۷۳)
تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النور، ۸: ۲۵۲۳ رقم (۱۴۱۸۸)

(۳) سعید بن عاصم، (عیسیٰ بن عاصم) الاسدی الکوفی، ارمینیۃ میں مقیم رہے تھے۔ آپ ایک ثقہ اور قوی راوی الحدیث تھے۔ علم حدیث پر دسترس رکھنے والے ماہر علماء حدیث میں سے تھے۔ امام حاکمؒ نے آپ کے بارے میں فرمایا ہے: ''ثقۃ و کوفی'' اور امام نسائی نے فرمایا: ''ثقۃ'' [الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ، ۸: ۱۹۴ رقم (۴۰۰)]

(۴) سنن البیہقی الکبری، کتاب الشھادات رقم (۲۰۳۳۵)

(۵) الدر المنثور میں ماتع کا نام ذکر ہے، اصل میں نافع ہے۔ نافع بن الحارث بن کلدۃ، والدہ کا نام سمیۃ تھا۔ آپ ابو بکرہؓ کے ماں شریک بھائی تھے۔ طائف سے تعلق رکھنے والے تھا۔ مغیرۃ بن شعبہؓ کے خلاف گواہی دینے والوں میں سے تھے۔ [الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ، ۶: ۴۰۵ رقم (۸۶۵۸)، الطبقات الکبریٰ، ۷: ۷۰]

(۶) شبل بن معبد بن عبید بن الحارث بن عمرو بن علی، البجلی الحمسی، ابن السکن فرماتے ہیں کہ آپ صحابی تھے۔ امام الدار قطنی کے نزدیک تابعی تھے۔ آپ مغیرۃ بن شعبہؓ کے خلاف گواہی دینے والوں میں سے تھے۔ [الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ، ۶: ۳۷۷ رقم (۳۹۶۱)]

جائے گی۔تو ابوبکرہؓ نے اپنے آپ کو جھٹلانے سے انکار کر دیا۔حضرت عمرؓ اس کی میت تک اس کی گواہی کو قبول نہیں کرتے تھے۔ان کی توبہ سے مراد ان کا اپنے آپ کو جھٹلانا ہے(۱)۔

امام عبدالرزاقؒ نے حضرت عمر بن شعیبؒ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ اور اس کے رسول کا فیصلہ ہے کہ تین، دو یا ایک جب بدکاری کی تہمت لگائیں تو ان کی شہادت قبول نہ کی جائے گی۔انہیں اسی(80) کوڑے مارے جائیں۔ان کی گواہی کبھی بھی قبول نہ کی جائے گی۔یہاں تک کہ مسلمانوں کے لیے ان کی توبہ نصوح اور اصلاح ظاہر ہو جائے(۲)۔

امام عبد بن حمیدؒ نے حضرت جعفر بن برقانؒ(۳) سے روایت نقل کی ہے میں نے حضرت میمون بن مہرانؒ (۴) سے اس آیت کے بارے میں پوچھا﴿وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَاْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمٰنِيْنَ جَلْدَةً وَّلَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ☆ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا﴾ اللہ تعالیٰ نے اس میں توبہ کا ذکر کیا ہے اور ایک دوسری آیت میں فرمایا،﴿اِنَّ الَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ الْغٰفِلٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ لُعِنُوْا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ﴾ کہا جہاں تک پہلی آیت کا تعلق ہے تو اس میں ممکن ہے کہ عورت سے ایسا فعل صادر ہوا ہو۔جہاں تک دوسری آیت کا تعلق ہے تو وہ یہ عورت ہے جس نے ایسا فعل مطلقاً نہ کیا ہو(۵)۔

امام ابن مردویہؒ نے حضرت انسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ اور اہل مکہ کے درمیان

---

(۱) مصنف عبدالرزاق، کتاب: الطلاق، باب: وفی قولہ تعالیٰ ولاتقبلوا لھم شھادۃ ابدا، رقم (۱۳۵۶۵)

(۲) مصنف عبدالرزاق، المکتب، کتاب: الطلاق، باب: وفی قولہ تعالیٰ ولاتقبلوا لھم شھادۃ ابدا، رقم (۱۳۵۷۲)

(۳) جعفر بن برقان الکلابی، ابوعبداللہ الجزری الرقی، رقہ کے رہنے والے تھے اور پھر کوفہ چلے گئے تھے۔آپ کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ آپ اُمی تھے، پڑھنا لکھنا نہیں جانتے تھے۔لیکن نقل روایت کے میدان میں ممتاز لوگوں میں شمار کئے جاتے تھے۔[تذکرۃ الحفاظ، ۱:۱۷۱ رقم (۱۶۶)]

(۴) میمون بن مہران الجذری، ابوایوب الرقی، ۴۰ھ کوفہ میں پیدا ہوئے تھے۔عمر بن عبدالعزیزؒ کے زمانے میں جزیرۃ کا قاضی مقرر کئے گئے تھے۔۱۱۶ھ یا ۱۱۷ھ کو جزیرہ میں وفات پا گئے تھے۔[تذکرۃ الحفاظ، ۱:۹۹ رقم (۹۱)]

(۵) مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب، الاوائل، باب: اول ما فعل ومن فعلہ، رقم (۳۵۹۷۷)

معاہدہ تھا تو کوئی عورت مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے مدینہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو جاتی تو مشرک کہتے یہ مردوں کی تلاش میں نکلی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا (۱)۔

امام عبدالرزاقؒ نے حضرت حسن بصریؒ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ بدکاری جھوٹی تہمت سے بڑھ کر ہے اور جھوٹی تہمت شراب پینے سے بڑھ کر ہے (۲)۔

امام عبدالرزاقؒ نے حضرت عطاءؒ سے یہ قول نقل کیا ہے: بدکار کو کوڑے جھوٹی تہمت اور شراب پینے والے سے سخت لگائے جائیں گے اور حد قذف، حد شراب سے سخت ہوگی (۳) (واللہ اعلم)

وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ شُهَدَآءُ اِلَّآ اَنْفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ اَحَدِهِمْ اَرْبَعُ شَهٰدٰتٍ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿٦﴾ وَالْخَامِسَةُ اَنَّ لَعْنَتَ اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ كَانَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿٧﴾ وَيَدْرَؤُا عَنْهَا الْعَذَابَ اَنْ تَشْهَدَ اَرْبَعَ شَهٰدٰتٍ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ لَمِنَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿٨﴾ وَالْخَامِسَةَ اَنَّ غَضَبَ اللّٰهِ عَلَيْهَآ اِنْ كَانَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ [٩] وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ وَاَنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ حَكِيْمٌ ﴿١٠﴾

"اور جو لوگ اپنی عورتوں پر بدکاری کی تہمت لگائیں اور خود ان کے سوا ان کے کوئی گواہ نہ ہوں تو ہر ایک کی شہادت یہ ہے کہ پہلے تو چار بار خدا کی قسم کھائے کہ بیشک وہ سچا ہے [٦] اور پانچویں بار یہ (کہے) کہ اگر وہ جھوٹا ہو تو اس پر خدا کی لعنت [٧] اور عورت سے سزا کو یہ بات ٹال سکتی ہے کہ وہ پہلے چار بار خدا کی قسم کھائے کہ بیشک یہ جھوٹا ہے [٨] اور پانچویں دفعہ یوں (کہے) کہ اگر یہ سچا ہو تو مجھ پر خدا کا غضب (نازل ہو) [٩] اور اگر تم پر خدا کا فضل اور اس کی مہربانی نہ ہوتی تو بہت سی خرابیاں پیدا ہو جائیں۔ مگر وہ صاحب کریم ہے اور یہ کہ خدا توبہ قبول کرنے والا حکیم ہے" [١٠]

امام ابن ابی حاتم اور ابن مردویہؒ نے حضرت عاصم بن عدیؓ (۴) سے روایت نقل کی ہے کہ جب آیت ﴿وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ﴾ نازل ہوئی۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ آدمی کے چار گواہ لانے تک تو

---

(۱) روایت نہیں ملی

(۲) مصنف عبدالرزاق، کتاب: الطلاق، باب: وفی قولہ تعالیٰ ولا تقبلوا لھم شھادۃ ابدا، رقم (۱۳۵۱۰)

(۳) مصنف عبدالرزاق: کتاب: الطلاق، باب: وفی قولہ تعالیٰ ولا تقبلوا لھم شھادۃ ابدا، رقم (۱۳۵۰۷)

(۴) عاصمؓ بن عدی بن الجد بن العجلان، العجلانی، القصاعی، الانصاری، ابوعبداللہ، نبی کریم ﷺ کے مشہور صحابہ اور بنو عجلان کے سرداروں میں سے تھے۔ جنگ اُحد میں شریک رہیں، ۱۲۰ سال کی طویل عمر پائی۔ ۴۵ھ کو وفات پا گئے تھے۔ [الطبقات الکبریٰ، ۳: ۴۶۶]

بدکار آدمی نکل جائے گا۔ چند دن ہی گزرے تھے تو کیا دیکھتا ہوں کہ میرا ایک بھتیجا ہے جس کے ساتھ اس کی بیوی ہے جبکہ اس عورت کے ساتھ اس کا ایک بیٹا ہے۔ وہ عورت کہہ رہی ہے یہ تیرا بیٹا ہے جب کہ بھتیجا کہہ رہا ہے یہ میرا نہیں ہے تو "لعان" والی آیت نازل ہوئی۔ عاصمؓ نے کہا میں ہی سب سے پہلے اس بارے میں گفتگو کرنے والا تھا اور سب سے پہلے مجھے ہی اس آزمائش سے دوچار ہونا پڑا(۱)۔

امام احمدؒ، عبدالرزاقؒ، طیالسیؒ، عبد بن حمیدؒ، ابوداؤدؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ، ابن ابی حاتمؒ اور ابن مردویہؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے جب آیت ﴿وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ﴾ نازل ہوئی تو حضرت سعد بن عبادہؓ (۲) (جو انصار کے سردار تھے) نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ کیا یہ آیت اسی طرح نازل ہوئی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے انصار کی جماعت! کیا تم سن نہیں رہے تمہارا سردار کیا کہتا ہے؟ صحابہؓ نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! اس پر ملامت نہ کیجئے یہ ایک غیور آدمی ہے، اللہ تعالیٰ کی قسم! اس نے ہمیشہ باکرہ عورت سے ہی شادی کی ہے۔ اس نے کبھی کسی عورت کو طلاق نہیں دی کہ ہم میں سے کوئی اس عورت سے شادی کی جرأت کرے۔ یہ محض غیرت کی زیادتی کی وجہ سے ایسا کرتے ہیں۔ حضرت سعدؓ نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ میں یہ تو جانتا ہوں کہ یہ حق ہے اور اللہ تعالیٰ کی جانب سے نازل ہوئی ہے۔ لیکن مجھے اس بات پر تعجب ہے اگر میں کمینی عورت کو پاؤں جس سے جو کوئی بدکار مرد بدکاری کر رہا ہو تو مجھے یہ حق نہیں کہ میں اس پر حملہ کردوں اور نہ میں اسے ہلا سکتا ہوں یہاں تک کہ میں چار گواہ لاؤں، اللہ کی قسم! میں انہیں نہیں لاؤں گا مگر وہ اپنی حاجت پوری کرلے گا۔ یہ لوگ تھوڑی دیر بھی نہ ٹھہرے تھے کہ ہلال بن اُمیہؓ آئے۔ یہ اُن تین اصحاب میں سے ایک تھے جن کی توبہ قبول ہوئی تھی۔ وہ رات کو اپنی زمین سے واپس آئے اور اپنی بیوی کے پاس گئے۔ وہاں ایک آدمی کو پایا اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا اور اپنے کانوں سے آواز سن لی۔ اسے کچھ نہ کہا یہاں تک کہ صبح ہوئی اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ عرض کی یارسول اللہ ﷺ میں رات کو اپنے گھر والوں کے پاس آیا۔ اپنی بیوی کے پاس ایک مرد پایا۔ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا اور اپنے کانوں سے سنا۔ اس نے جو ذکر کیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے ناپسندیدگی کا اظہار کیا۔ اس پر انصار جمع ہو گئے اور عرض کی ہم اس مصیبت کا شکار ہو گئے جس کا ذکر ابھی حضرت سعد بن عبادہؓ نے کیا تھا۔

---

(۱) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النور، ۸: ۲۵۲۸ رقم (۱۴۱۶۱)

(۲) سعد بن عبادۃ بن دلیم بن حارثۃ بن حزیمۃ الانصاری الخذری المدنی، سید الخزرج، نبی کریم ﷺ کے مشہور صحابہ میں تھے۔ عقبہ اولیٰ وثانیہ میں شریک رہے تھے۔ زمانہ جاہلیت میں لکھنا پڑھنا جانتے تھے۔ نبی کریم ﷺ کے وفات کے بعد آپؓ خلافت کے امیدواروں میں سے تھے۔ [الاصابۃ فی تمیز الصحابہ، ۳: ۶۶ رقم (۳۱۷۵)۔ الطبقات الکبریٰ، ۳: ۶۱۳]

رسول اللہ ﷺ نے اس کی سزا کا فیصلہ کیا اور مسلمانوں میں اس کی گواہی کو باطل کر دیا۔ ہلالؓ نے کہا اللہ کی قسم! مجھے امید ہے اللہ تعالیٰ میرے لیے اس سے نجات کی کوئی راہ بنائے گا۔ عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں جانتا ہوں کہ جو خبر میں آپ کے پاس لایا ہوں وہ آپ پر بڑی شاق گذری ہے۔ اللہ جانتا ہے میں سچا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ اسے کوڑے مارنے کا ارادہ کر رہے تھے کہ آپ ﷺ پر وحی نازل ہوئی۔ جب آپ ﷺ پر وحی نازل ہوتی تو چہرے کی رنگت سے صحابہ پہچان لیتے۔ تو وہ رک گئے یہاں تک کہ وحی ختم ہوگئی۔ فرمایا: اے ہلالؓ! تجھے بشارت ہو اللہ تعالیٰ نے تیرے لیے نجات کی ایک صورت بنا دی۔ حضرت ہلالؓ نے عرض کی: میں اپنے رب سے اس کی امید رکھتا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اسے بلالاؤ۔ ہلالؓ کی بیوی آئی۔ رسول اللہ ﷺ نے دونوں پر اسی آیت کو تلاوت کیا، دونوں کا ذکر کیا اور انہیں بتایا کہ آخرت کا عذاب دنیا کے عذاب سے سخت ہے۔ حضرت ہلالؓ نے عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ میں نے اس بارے میں سچی بات کی ہے۔ عورت نے کہا اس نے جھوٹ بولا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دونوں باہم لعان کرو۔ حضرت ہلال سے کہا گیا گواہی دو۔ تو حضرت ہلال نے چار دفعہ گواہی دی، اللہ کی قسم! وہ سچا ہے۔ جب پانچویں دفعہ گواہی کی باری آئی تو ہلال سے کہا گیا دنیا کا عذاب آخرت سے بہت ہی آسان ہے۔ یہ جھوٹی گواہی تجھ پر عذاب کو واجب کر دے گی۔ حضرت ہلال نے پانچویں دفعہ یہ گواہی دی: اگر وہ جھوٹا ہے تو اس پر اللہ کی لعنت۔ پھر اس عورت سے کہا گیا تو گواہی دے۔ اس نے چار دفعہ گواہی دی کہ اللہ کی قسم! یہ جھوٹا ہے۔ جب پانچویں دفعہ گواہی کی باری آئی، اسے کہا گیا اللہ سے ڈر، دنیا کا عذاب آخرت کے عذاب سے آسان ہے اور یہ شہادت تجھ پہ عذاب کو لازم کر دے گی۔ وہ ایک لمحہ کے لیے جھجکی اور کہا میں اپنی قوم کو رسوا نہیں کروں گی تو اس نے پانچویں دفعہ یہ گواہی دی کہ اگر یہ مرد سچا ہے تو اس (عورت) پر اللہ کا غضب ہو۔ رسول اللہ ﷺ نے دونوں میں تفریق کر دی اور یہ بھی فیصلہ کیا کہ اس کی اولاد کی نسبت کسی باپ کی طرف نہ ہوگی اور ان پانچ گواہوں کی وجہ سے بچے پر کوئی الزام نہ دیا جائے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس عورت کے بارے میں فیصلہ کیا کہ اس عورت کے لیے کوئی رزق، کوئی رہائش اور عدت نہ ہوگی کیونکہ ان کے درمیان جدائی طلاق اور وفات کے بغیر ہوئی ہے(۱)۔

---

(۱) مسند احمد، کتاب: ومن مسند بنی ہاشم، باب: بدایۃ مسند عبداللہ بن العباس (۲۱۳۱_۱۲۶۶)

سنن ابی داود، کتاب: الطلاق، باب: فی اللعان، رقم (۲۲۵۴)

مصنف عبدالرزاق، کتاب: الطلاق، باب: لا یجتمع المتلاعنان ابدا، رقم (۱۲۴۴۴)

تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النور، ۸: ۲۵۲۳ رقم (۱۴۱۷۶)

مسند الطیالسی: مسند عکرمہ مولیٰ عباسؓ رقم (۲۶۶۷)

شیخ الالبانیؒ نے اس حدیث کو [صحیح] قرار دیا ہے۔ [صحیح ابی داود، ۲: ۴۲۵ رقم (۱۹۷۴)]

امام بخاریؒ، امام ترمذیؒ اور ابن ماجہؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ہلال بن اُمیہؓ(۱) نے نبی کریم ﷺ کے سامنے بیوی پر تہمت لگائی کہ اس نے شریک بن سحماءؓ کے ساتھ بدکاری کی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: گواہی پیش کرو یا تیری پشت پر حد جاری کی جائے گی۔ عرض کی یارسول اللہ ﷺ جب ہم میں سے کوئی اپنی بیوی پر کسی مرد کو دیکھے تو وہ گواہ تلاش کرنے کیلئے جائے گا۔ رسول اللہ ﷺ یہی فرماتے رہے، گواہ پیش کرو ورنہ تیری پشت پر حد جاری کی جائے گی۔ حضرت ہلال نے عرض کی: اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا! میں سچا ہوں اور اللہ تعالیٰ ضرور ایسا حکم نازل کرے گا جو میری پشت کو حد سے محفوظ رکھے گا۔ حضرت جبرائیل امین حاضر ہوئے تو یہ آیت ﴿وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ ۔۔۔۔۔مِنَ الصّٰدِقِيْنَ﴾ نازل کیں۔ نبی کریم ﷺ متوجہ ہوئے۔ دونوں کو بلا بھیجا حضرت ہلالؓ گواہی دینے لگے جب کہ نبی کریم ﷺ یہ کہہ رہے تھے: اللہ جانتا ہے تم میں سے ایک جھوٹا ہے۔ کیا تم میں کوئی توبہ کرنے والا ہے؟ پھر وہ عورت اُٹھی اور گواہی دی۔ جب پانچویں دفعہ گواہی دینے کی باری آئی تو صحابہ نے اُسے روکا اور کہا یہ تجھ پر (عذاب کو) واجب کر دے گی۔ وہ رکی سر جھکایا یہاں تک کہ ہم نے گمان کیا کہ شاید یہ رجوع کر لے گی پھر کہا میں ہمیشہ کیلئے اپنی قوم کو ذلیل و رسوا نہیں کروں گی۔ وہ چلی گئی۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: دیکھنا اگر تو وہ سرمگیں آنکھوں والا بھاری سرین والا اور موٹی پنڈلیوں والا بچہ جنے تو وہ شریک بن سحماء کا ہوگا۔ تو اس عورت نے ایسا بچہ ہی جنا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اگر کتاب اللہ کا حکم نہ ہوتا تو میں اس سے نبٹ لیتا (۲)۔

امام ابن ابی حاتمؒ، ابن منذرؒ اور ابن مردویہؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی

---

(۱) ہلال بن اُمیۃ بن عامر بن قیس بن عبدالاعلم، الانصاری، آپ کو صحابی رسول ﷺ ہونے کا شرف حاصل ہے۔ آپ ایک موحد اور راسخ العقیدۃ صحابی تھے۔ نبی واقف کے بُت توڑا کرتے تھے۔ جنگ بدر اور اُحد میں شریک رہے، فتح مکہ کے دن آپ کے پاس اپنے قبیلے کا جھنڈا تھا۔ [الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ، ۶:۵۴۶ رقم (۸۹۸۴)]

(۲) صحیح بخاری، کتاب: تفسیر القرآن، باب: یدرء عنها العذاب ان تشهد، رقم (۴۴۷۰)

سنن الترمذی، کتاب: تفسیر القرآن عن رسول اللہ ﷺ، باب: ومن سورۃ النور، رقم (۳۱۷۹)

سنن ابن ماجۃ، کتاب: الطلاق، باب: اللعان، رقم (۲۰۶۷)

امام ترمذیؒ نے مذکورہ حدیث پر حکم لگاتے ہوئے لکھا ہے: قال ابوعیسیٰ هذا حدیث حسن غریب من هذاالوجه من حدیث هشام بن حسان وهکذا روىٰ عباد بن منصور هذا الحدیث عن عکرمة عن ابن عباس عن النبی ﷺ و رواه ایوب عن عکرمه مرسلا ولم یذکر عنه ابن عباس [الترمذی: رقم: ۳۱۷۹]۔۔ شیخ الالبانی نے اس حدیث کو [صحیح] قرار دیا ہے۔ [البانی، ناصر الدین، صحیح الترمذی، ۳:۸۱ رقم (۲۵۴۰)]

رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس نے اپنی بیوی پر الزام لگایا کہ اس نے فلاں مرد کے ساتھ بدکاری کی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس الزام کو ناپسند کیا اور اس کو رد کرتے رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے حکم نازل فرمایا۔ رسول اللہ ﷺ نے دونوں کی طرف پیغام بھیجا اور دونوں کو بلایا، فرمایا: تم دونوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے حکم نازل فرمایا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے مرد کو بلایا اس پر آیات کی تلاوت کی اس نے چار دفعہ گواہی دی: اللہ کی قسم! وہ سچا ہے۔ پھر اسے حکم دیا اور اس کے منہ کو بند کر دیا۔ اسے نصیحت کی اور کہا اللہ تعالیٰ کی لعنت کے مقابلہ میں ہر شے آسان ہے۔ پھر اسے چھوڑا تو اس مرد نے یہ کہا اگر وہ جھوٹا ہے تو اللہ تعالیٰ کی اس پر لعنت۔ پھر عورت کو بلایا۔ اس پر آیت کی تلاوت کی۔ اس عورت نے چار گواہیاں دے دیں: اللہ کی قسم! وہ مرد جھوٹا ہے۔ پھر اسے حکم دیا اور بات کرنے سے منع کر دیا۔ اس عورت کو نصیحت کی اور کہا: تجھ پر افسوس! اللہ کے غضب سے تیرے لیے ہر چیز آسان ہے۔ پھر اسے اجازت دے دی تو اس عورت نے کہا: اگر مرد سچا ہے تو اس (عورت) پر اللہ تعالیٰ کا غضب ہو(۱)۔

امام بخاریؒ، امام مسلمؒ اور ابن مردویہؒ نے حضرت سعید بن جبیرؒ کے واسطے سے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، عرض کی، یارسول اللہ ﷺ میری بیوی نے بدکاری کی ہے۔ رسول اللہ ﷺ خاموش ہو گئے، گویا آپ زمین میں اپنا سر جھکائے ہوئے ہیں۔ پھر آپ ﷺ نے اپنا سر اُٹھایا اور کہا اللہ تعالیٰ نے تیرے اور تیری بیوی کے بارے میں حکم نازل کیا ہے، اپنی بیوی کو لے آؤ۔ وہ عورت آ گئی۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اٹھو اور چار بار گواہی دو۔ وہ مرد اٹھا، اس نے چار بار گواہی دی اللہ کی قسم! وہ سچا ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تیرے لیے ہلاکت، تیرے لیے افسوس! یہ گواہی تجھ پر سزا کو واجب کر دے گی۔ تو مرد نے پانچویں دفعہ گواہی دی اگر وہ جھوٹا ہے تو اس پر اللہ کی لعنت ہو۔ پھر اس کی بیوی اٹھی۔ اس نے چار دفعہ گواہی دی: اللہ کی قسم! مرد جھوٹا ہے۔ پھر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ویلك، ویحك یہ گواہی تجھ پر عذاب کو واجب کر دے گی۔ عورت نے پانچویں دفعہ گواہی دی۔ اگر مرد سچا ہے تو اس پر اللہ کا غضب ہو۔ پھر اس مرد سے فرمایا: اب چلا جا تیرا اس عورت پر کوئی حق نہیں ہے۔ اس نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ میرا مال۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تیرے لیے کوئی مال نہیں۔ اگر تو نے اس پر سچا الزام لگایا ہے تو یہ مال اس کا عوض ہے جو تو نے اس سے لطف اٹھایا۔ اگر تو نے اس پر جھوٹا الزام لگایا ہے تو یہی چیز تجھے اس سے دور کرنے والی ہے(۲)۔

---

(۱) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النور، ۸: ۲۵۳۴ رقم (۱۴۱۸۳)

(۲) صحیح بخاری، کتاب: الطلاق، باب: قول الامام للمتلاعنین ان احدکما کاذب، رقم (۵۰۰۶)
صحیح مسلم، کتاب: العان، رقم (۱۴۹۳)

امام احمدؒ، عبد بن حمیدؒ، امام ترمذیؒ (جب کہ ترمذیؒ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے)، ابن جریرؒ اور ابن مردویہؒ نے حضرت سعید بن جبیرؒ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے دو لعان کرنے والوں کے بارے میں پوچھا: کیا ان کے درمیان تفریق کر دی جائے گی؟ جواب دیا سبحان اللہ! ہاں۔ سب سے پہلے جس نے اس بارے میں سوال کیا: وہ فلاں بن فلاں تھا۔ اس نے عرض کی: اس آدمی کے بارے میں بتایئے جو اپنی بیوی کو بدکاری کرتے ہوئے دیکھتا ہے۔ اگر بات کرے تو بہت بڑی بات کرتا ہے۔ اگر خاموش رہے تو ایسی بات پر خاموش رہتا ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ خاموش رہے، اسے کوئی جواب نہ دیا۔ جب اس کے بعد وہ صحابی حاضر ہوا تو عرض کی: میں نے جس بارے میں پوچھا تھا میں خود اسی میں مبتلا ہو گیا ہوں۔ تو اللہ تعالیٰ نے سورۃ نور میں اس آیت کو نازل فرمایا ﴿وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ ..... اِنْ كَانَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ﴾ آپ نے اس آدمی سے گفتگو کا آغاز کیا، اسے نصیحت کی، اسے آخرت یاد دلائی اور بتایا دنیا کا عذاب آخرت کے عذاب سے آسان ہے۔ اس آدمی نے جواب دیا اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے! میں نے آپ سے جھوٹ نہیں بولا۔ پھر دوسری دفعہ عورت سے گفتگو کی اور نصیحت کی، اسے یاد دلایا اور بتایا کہ دنیا کا عذاب آخرت کے عذاب سے آسان ہے۔ عورت نے جواب دیا اس ذات کی قسم جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے! یہ جھوٹا ہے۔ مرد سے گواہی کا سلسلہ شروع کیا۔ اس نے چار دفعہ اللہ کے نام کے ساتھ گواہی دی کہ وہ سچا ہے اور پانچویں دفعہ یہ گواہی دی کہ اگر وہ جھوٹا ہے تو اس پر اللہ کی لعنت ہو۔ پھر آپ ﷺ عورت کی طرف متوجہ ہوئے، اس نے بھی اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ چار دفعہ گواہی دے دی کہ وہ جھوٹا ہے اور پانچویں دفعہ یہ گواہی دی کہ اس پر اللہ کا غضب ہوا اگر مرد سچا ہے (۱)۔

---

(۱) مسند احمد، کتاب: مسند المکثرین من الصحابۃ، باب: مسند عبداللہ بن عمر بن الخطاب، رقم (۴۶۹۳)

سنن الترمذی، کتاب: تفسیر القرآن عن رسول اللہ ﷺ، باب: ومن سورۃ النور، رقم (۳۱۷۸)۔ امام ترمذیؒ نے مذکورہ حدیث پر حکم لگاتے ہوئے لکھا ہے: ھذا حدیث حسن صحیح [الترمذی، رقم (۳۱۷۸)]

سنن نسائی، کتاب: الطلاق، باب: عظۃ الامام الرجل المراءۃ عند اللعان، رقم (۳۴۷۳)

تفسیر الطبری، سورۃ النور، ۹: ۲۷۳ رقم (۲۵۸۳۱)

امام العراقیؒ نے اس حدیث کی سند کے بارے میں لکھا ہے: اخرجه الطبرانی بسند ضعیف، [تخریج احادیث الاحیاء، ۳: ۲۰۴]

شعیب الانووطؒ نے اس حدیث کی سند کے بارے میں لکھا ہے: اسناده صحیح علیٰ شرط مسلم رجاله الثقات رجال الشیخین [تعلیق شعیب الارنووطؒ علیٰ مسند احمد، رقم (۴۶۹۳)]۔

امام ابن ابی شیبہؒ، امام احمدؒ، امام مسلمؒ، عبد بن حمیدؒ، ابوداؤدؒ، ابن ماجہؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ ابن مردویہؒ نے حضرت ابن عمرؓ سے روایت نقل کی ہے کہ ہم جمعہ کی رات مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے۔ تو ایک انصاری آیا۔ اس نے کہا ہم میں سے کوئی جب اپنی بیوی کے ساتھ کسی مرد کو دیکھے اور اسے قتل کر دے تو تم اسے قتل کر دیتے ہو، اگر بات کرے تو تم اسے کوڑے مارتے ہو۔ اگر خاموش رہے تو غیظ وغضب کی حالت میں خاموش رہتا ہے، اللہ کی قسم! اگر میں نے صحت مندی کی حالت میں صبح کی تو میں رسول اللہ ﷺ سے ضرور پوچھوں گا۔ اس نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا، عرض کی: یارسول اللہ ﷺ ہم میں سے کوئی جب اپنی بیوی کے ساتھ کسی مرد کو دیکھے اسے قتل کر دے تو تم اسے قتل کر دیتے ہو اگر بات کرے تو اسے کوڑے مارتے ہو اگر خاموش رہے تو غیض وغضب کی حالت میں خاموش رہتا ہے، اے اللہ! فیصلہ فرما، تو لعان والی آیت نازل ہوئی۔ سب سے پہلے وہی سوال کرنے والا اس مصیبت کا شکار ہوا (۱)۔

امام عبدالرزاقؒ، امام احمدؒ، عبد بن حمیدؒ، امام بخاریؒ، امام مسلمؒ، ابوداؤدؒ، نسائیؒ، ابن ماجہؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور طبرانیؒ نے حضرت سہل بن سعدؓ (۲) سے روایت نقل کی ہے: عویمرؓ (۳) عاصم بن عدیؓ کے پاس آئے، عرض کی:

---

(۱) مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب: الدیات، باب: الرجل یجد مع امراءتہ رجل فیقتلہ، رقم (۲۷۸۸۳)
مسند احمد، کتاب: مسند المکثرین من الصحابۃ، باب: مسند عبداللہ بن مسعودؓ، رقم (۴۰۰۱)
صحیح مسلم، کتاب: العان، رقم (۱۴۹۵)
سنن ابی داود، کتاب، : الطلاق، باب: اللعان، رقم (۲۲۵۳)
سنن ابن ماجۃ، کتاب، : الطلاق، باب: اللعان، رقم (۲۰۶۸)
صحیح ابن حبان، کتاب: الطلاق، باب: اللعان، رقم (۴۲۸۱)
تفسیر الطبری، سورۃ النور، ۹: ۲۷۳ رقم (۲۵۸۳۰)
شیخ البانی نے مذکورہ حدیث کو صحیح الاسناد قرار دیا ہے، [صحیح ابی داود، ۲: ۴۲۴ رقم (۱۹۷۳)]

(۲) سہل بن سعدؓ بن مالک بن خالد الانصاری الخزرجی الساعدی، ابوالعباس، باپ بیٹے دونوں صحابی ہیں۔ جب رسول اللہ ﷺ وفات پائے اُس وقت آپکی عمر پندرہ سال تھی۔ آپ کا نام خزن تھا، نبی کریم ﷺ سہل نام رکھا۔ ۸۸ھ کو وفات پا گئے تھے۔ [الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ، ۳: ۲۰۰ رقم (۳۵۳۵)]

(۳) عویمر بن ابی ابیض العجلانی، الانصاری البدری، صحابہ کی عظیم جماعت میں شرکت کا شرف حاصل ہے۔ بدر کی فضیلت بھی آپؓ کو حاصل ہے۔ [الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ، ۴: ۴۶۷ رقم (۶۱۱۸)]

رسول اللہ ﷺ سے سوال کیجئے ایسے آدمی کے بارے میں بتائیں جو اپنی بیوی کے ساتھ ایک آدمی پاتا ہے اور اسے قتل کر دیتا ہے، کیا جواب میں قاتل کو قتل کر دیا جائے گا یا اس کے ساتھ کیسا سلوک کیا جائے گا۔ عاصمؓ نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا۔ رسول اللہ ﷺ نے سوال کرنے والے پر ناراضگی کا اظہار کیا۔ عویمرؓ ان سے ملے، پوچھا تو نے کیا کہا؟ عاصمؓ نے جواب دیا تو میرے لیے کوئی خیر نہیں لایا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کی تو رسول اللہ ﷺ نے سوال کرنے والے پر ناراضگی کا اظہار کیا۔ عویمرؓ نے کہا میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوں گا اور ضرور سوال کروں گا۔ وہ حاضر ہوا اور کہا یا رسول اللہ ﷺ! اسے جانے دیں، تحقیق اس نے اپنے بارے میں جھوٹ بولا ہے۔ تو اس نے رسول اللہ ﷺ کے بتانے سے پہلے اسے طلاق دے دی یہ کیفیت پائی کہ آپ ﷺ پر وحی نازل ہو چکی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے دونوں کو بلایا اور دونوں کے درمیان لعان کرایا۔ عویمرؓ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں نے اس کو طلاق دے دی۔ تو یہی واقعہ لعان کرنے والوں کے لیے لعنت بن گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اسے دیکھنا اگر یہ سیاہ رنگ، موٹی کالی آنکھوں والا اور بڑی سرین والا بچہ جنے تو میرا خیال ہے کہ مرد سچا ہے، اگر وہ سرخ رنگ کا بچہ جنے گویا وہ وحرہ ہے تو میرا خیال ہے کہ مرد جھوٹا ہے۔ تو اس عورت نے ناپسندیدہ کیفیت پر بچہ جنا تھا(۱)۔

امام ابو یعلیٰؒ اور ابن مردویہؒ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ دور اسلام میں سب سے پہلے لعن کرنے والا ہلال بن امیہؓ تھا۔ اس نے شریک بن سحماءؓ پر تہمت لگائی کہ اس نے اس کی بیوی کے ساتھ بدکاری کی ہے۔ عورت نے معاملہ کا انکار کیا رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: چار گواہ لاؤ ورنہ تیری پشت پر حد جاری کی جائے گی۔ عرض کی یا رسول اللہ ﷺ اللہ خوب جانتا ہے کہ میں سچا ہوں۔ اللہ تعالیٰ ایسا حکم ضرور جاری کرے گا جو میری

---

(۱) مصنف عبدالرزاق، کتاب: الطلاق، باب: لا یجتمع المتلاعنان ابدا، رقم (۱۲۴۴۶)
مسند احمد، کتاب: مسند الانصار، باب حدیث ابی مالک سھل بن سعدؓ، رقم (۲۸۸۱)
صحیح بخاری، کتاب: الاعتصام بالکتاب والسنۃ، باب: ما یکرہ من التعمق والتنازع فی العلم، رقم (۶۸۷۴)
صحیح مسلم، کتاب: العان، رقم (۱۴۹۲)
سنن ابی داود، کتاب، : الطلاق، باب: اللعان، رقم (۲۲۳۸)
سنن نسائی، کتاب، : الطلاق، باب: بدء اللعان، رقم (۳۴۶۶)
سنن ابن ماجۃ، کتاب، : الطلاق، باب: اللعان، رقم (۲۰۶۶)
تفسیر الطبری، سورۃ النور، ۹: ۲۷۳ رقم (۲۵۸۳۵)
المعجم الکبیر: باب السین، (سھل بن سعد الساعدی) رقم (۵۶۷۴)
الشیخ الالبانیؒ نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔ غایۃ المرام، ج ۱، ص ۱۰۱ رقم (۱۳۴)

پشت کو کوڑوں سے محفوظ کر دے گا۔ تو اللہ تعالیٰ نے لعان والی آیت نازل فرمائی۔ رسول اللہ ﷺ نے اس آدمی کو بلایا، اللہ کے نام کے ساتھ گواہی دو کہ تو نے اس عورت پر بدکاری کی جو تہمت لگائی ہے اس میں سچا ہے۔ اس نے اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ چار دفعہ گواہی دے دی۔ پھر پانچویں دفعہ کہا تجھ پر اللہ کی لعنت ہو اگر تو اس بات میں جھوٹا ہوگا جو تو نے اس پر بدکاری کی تہمت لگائی ہے۔ تو اس نے اسی طرح کیا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے اس عورت کو بلایا، فرمایا: اٹھو اللہ کے نام کے ساتھ گواہی دو کہ مرد نے تجھ پر بدکاری کی جو تہمت لگائی ہے اس میں وہ جھوٹا ہے۔ عورت نے اس بارے میں چار دفعہ گواہی دی۔ پھر پانچویں دفعہ فرمایا: اس نے تجھ پر بدکاری کی جو تہمت لگائی ہے اس میں اگر سچا ہے تو تجھ پر اللہ کا غضب ہو۔ راوی نے کہا جب چوتھی دفعہ یا پانچویں دفعہ گواہی دینے کی باری تھی تو وہ ایک لمحہ خاموش ہوگئی یہاں تک کہ صحابہ گمان کرنے لگے کہ وہ اعتراف کر لے گی۔ پھر اس نے کہا میں ہمیشہ کے لیے اپنی قوم کو ذلیل و رسوا نہیں کروں گی اور گواہی دے دی رسول اللہ ﷺ نے ان کے درمیان تفریق کر دی۔ فرمایا: دیکھنا اگر وہ گھنگریالے بالوں والا، پتلی پنڈلیوں والا بچہ جنے تو شریک بن سحماء کا ہوگا۔ اگر وہ سفید، سیدھے بالوں والا، چھوٹی آنکھوں والا ہوا تو وہ ہلال بن امیہؓ کا ہوگا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا حکم نازل نہ ہو چکا ہوتا تو میں اسے دیکھ لیتا (۱)۔

امام نسائیؒ اور ابن مردویہؒ حضرت عمرو بن شعیبؒ سے وہ اپنے باپ سے وہ دادا سے روایت نقل کرتے ہیں کہ انصار میں سے بنی زریق کے ایک آدمی نے اپنی بیوی پر بدکاری کی تہمت لگائی۔ وہ آدمی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ رسول اللہ ﷺ نے چار دفعہ اس کی بات کو رد کیا تو اللہ تعالیٰ نے لعان والی آیت کو نازل فرمایا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سوال کرنے والا کہاں ہے؟ اللہ تعالیٰ کی جانب عظیم حکم نازل ہوا۔ مرد نے لعان کے علاوہ ہر چیز کا انکار کیا اور عورت نے بھی اسی قسم کی بات کی۔ دونوں نے لعان کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر یہ عورت زرد رنگ والا، پتلی پنڈلیوں والا، بٹی ہوئی ہڈیوں والا بچہ جنے تو وہ لعان کرنے والے کا ہوگا۔ اگر وہ سیاہ رنگ والا جیسے خاکستری اونٹ ہوتا ہے تو بچہ کسی اور کا ہوگا۔ تو اس عورت نے خاکستری اونٹ جیسا بچہ جنا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس بچہ کو منگوایا اور اسے اس کی ماں کے خاندان کے حوالے کر دیا۔ فرمایا: اگر وہ آیات نازل نہ ہوتیں تو اس میں یہ یہ سزا ہوتی (۲)۔

---

(۱) مسند ابی یعلیٰ، مسند محمد بن سرین، رقم (۲۸۲۴)

قال حسین سلیم احمد، اسنادہ صحیح، [تعلیق حسین سلیم احمد علیٰ مسند ابی یعلیٰ، رقم (۲۸۲۴)]

(۲) سنن نسائی، ۴: ۷۸، رقم (۶۳۶۲)

امام بزارؒ (۱) نے حضرت حذیفہ بن یمانؓ سے روایت نقل کی ہے: رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابو بکرؓ سے فرمایا: اگر تو اُم رومانؓ کے ساتھ کسی مرد کو دیکھے تو تو اس مرد کے ساتھ کیا کرے گا؟ عرض کی! اللہ کی قسم! میں اس کے ساتھ برا سلوک کروں گا۔ فرمایا: اے عمرؓ! تو اس کے ساتھ کیا سلوک کرے گا؟ عرض کی! اللہ کی قسم! میں اسے قتل کروں گا۔ تو یہ آیت نازل ہوئی۔ میں کہتا ہوں کہ اس کی سند کے راوی ثقہ ہیں مگر بزار اپنے حافظہ سے روایت نقل کی ہے۔ ابن مردویہ اور امام دیلمیؒ نے اسی سند سے ذکر کیا ہے، تاہم حضرت عمرؓ کے قول (کُنْتُ قَاتِلَهُ) کے بعد انا لفظ کا اضافہ کیا ہے: فرمایا: اے سہیل بن بیضاءؓ (۲)! تو کیا کرے گا؟ عرض کی! میں کہوں گا اللہ تعالیٰ نے ابعد پر لعنت کی کہ وہ خبیث ہے، اللہ تعالیٰ نے بُعَدی پر لعنت کی وہ خبیثہ ہے اور اللہ تعالیٰ نے تین میں سے پہلے پر لعنت کی ہے جس کے بارے میں خبر دی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے ابن بیضاء! تو نے قرآن کے معنیٰ کو سمجھا ہے۔ یہ بزارؒ کے قول سے امام عبدالرزاقؒ اور عبد بن حمیدؒ نے حضرت زید بن نفیع رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت ابو بکرؓ سے فرمایا: بتاؤ اگر تم اپنی بیوی کے ہاں کسی مرد کو پاؤ تو اس مرد کے ساتھ کیا کرو گے؟ عرض کی! میں اسے قتل کر دوں گا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمرؓ سے فرمایا۔ تو حضرت عمرؓ نے بھی حضرت ابو بکر صدیقؓ جیسا جواب دیا۔ دوسرے لوگوں نے بھی حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ جیسے جواب دیئے تو پھر رسول اللہ ﷺ نے سہیل بن بیضاءؓ سے فرمایا۔ تو عرض کی! میں کہوں گا اللہ تعالیٰ نے تجھ پر لعنت کی ہے تو خبیثہ ہے اور اللہ تعالیٰ نے تجھ پر لعنت کی ہے تو خبیث ہے اور اللہ تعالیٰ نے ہم تینوں میں سے پہلے پر بھی لعنت کی ہے جس سے یہ واقعہ نکلا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے ابن بیضاء! تو نے قرآن کا صحیح معنیٰ سمجھا ہے۔ اگر اس نے قتل کیا تو جواب میں قاتل کو قتل کر دیا جائے گا۔ اگر اس نے تہمت لگائی تو اس پر حد جاری کی جائے گی۔ اگر اس نے عورت پر تہمت لگائی تو مرد اس سے لعان کرے گا (۳)۔

---

(۱) احمد بن عمرو بن عبدالخالق، ابو بکر البزار، بصرہ کے علماء حدیث میں سے تھے۔ مسند البزار آپ کی مستند اور مشہور تصنیف ہے۔ آپ نے علمِ حدیث کو محبوب مشغلہ بنایا تھا، آخری عمر میں اصبھان، بغداد اور شام میں حدیث پڑھاتے رہیں، رملہ میں ۲۹۲ھ کو وفات پا گئے تھے۔ [تاریخ بغداد، ۴: ۳۳۴۔ الاعلام، ۱: ۱۸۹]

(۲) سہیل بن بیضاء (آپ کی والدہ کا نام بیضاء تھا) والد کا نام ربیعہ بن ھلال بن مالک بن ضبہ تھا۔ سہیلؓ نبی کریم ﷺ کے صحابہ میں سے تھے۔ آپ نے دو مرتبہ حبشہ ہجرت کی تھی۔ ۳۴ سال کی عمر میں بدر میں شرکت کی، اُحد، خندق اور تبوک میں شریک رہیں۔ غزوہ تبوک سے واپسی پر ۹ھ کو وفات پا گئے تھے۔ نبی کریم ﷺ نے نمازِ جنازہ پڑھایا تھا۔ [الطبقات الکبریٰ، ۳: ۴۱۶]

(۳) مصنف عبدالرزاق، باب: الرجل یجد مع امراتہ رجلا، رقم (۱۲۴۱۲)

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت سعید بن جبیرؒ سے آیت ﴿وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ﴾ کی تفسیر میں قول نقل کیا ہے کہ اس سے مراد وہ آدمی ہے جو اپنی بیوی پر بدکاری کی تہمت لگاتا ہے ﴿وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ شُهَدَآءُ اِلَّآ اَنْفُسُهُمْ﴾ یعنی مرد کے پاس اپنی ذات کے علاوہ کوئی ایسے گواہ نہیں جو یہ گواہی دیں کہ اس کی بیوی نے بدکاری کی ہے۔ یہ مسئلہ حکام کے سامنے پیش کیا گیا تو نماز کے بعد مسجد میں خاوند کی گواہی یہ ہوگی کہ وہ چار دفعہ اللہ کے نام کے ساتھ یہ گواہی دے گا: میں اللہ کے نام کے ساتھ گواہی دیتا ہوں جس کے سواء کوئی معبود نہیں کہ اس کی بیوی بدکارہ ہے اور پانچویں دفعہ یہ گواہی دے کہ اگر وہ جھوٹا ہے تو اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو۔ ﴿يدرا﴾ کا معنیٰ ہے کہ حکام اس سے حد کو ساقط کر دیں گے۔ جب عورت چار بار یہ گواہی دے گی کہ اس کا خاوند جھوٹا ہے عورت خاوند کی جگہ کھڑی ہوگی اور چار دفعہ کہے گی۔ میں اس اللہ کے نام پر شہادت دیتی ہوں جس کے سواء کوئی معبود نہیں، میں بدکارہ نہیں ہوں اور میرا خاوند جھوٹا ہے اور پانچویں دفعہ کہے گی: اگر اس کا خاوند سچا ہے تو اللہ تعالیٰ کا اس پر غضب ہو(۱)۔

امام عبد بن حمیدؒ نے حضرت قتادہؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اگر عورت اپنے بارے میں بدکاری کا اقرار کرے گی تو اسے رجم کر دیا جائے گا، اگر بدکاری کا انکار کرے تو حد سے بچ جائے گی۔ یہاں عذاب سے مراد دنیا کا عذاب ہے۔ پھر ان کے درمیان تفریق کر دی جائے گی اور وہ مطلقہ کی عدت گذارے گی (۲)۔

امام عبد الرزاقؒ نے حضرت عمر بن خطابؓ سے روایت نقل کی ہے کہ دو لعان کرنے والے کبھی بھی اکٹھے نہیں ہوں گے (۳)۔

امام عبد الرزاقؒ نے حضرت علیؓ اور حضرت ابن مسعودؓ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے (۴)۔

امام عبد الرزاقؒ نے حضرت امام شعبیؒ سے روایت نقل کی ہے کہ لعان رجم سے بڑھ کر ہے (۵)۔

عبد الرزاقؒ نے سعید بن میسبؒ سے روایت نقل کی ہے کہ ان دونوں میں سے جو زیادہ جھوٹا ہے اس پر اللہ

---

(۱) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النور، ۸: ۲۵۳۲ رقم (۱۴۱۸۱)

(۲) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النور، ۸: ۲۵۳۲ رقم (۱۴۱۸۲)

(۳) مصنف عبد الرزاق، کتاب: الطلاق، باب: لا یجتمع المتلاعنان ابدا، رقم (۱۲۴۳۳)

(۴) مصنف عبد الرزاق، کتاب: الطلاق، باب: لا یجتمع المتلاعنان ابدا، رقم (۱۲۴۳۴)

(۵) مصنف عبد الرزاق، کتاب: الطلاق، باب: لا یجتمع المتلاعنان ابدا، رقم (۱۲۴۶۰)

تعالیٰ کی لعنت ہے(۱)۔

امام بزارؒ نے حضرت جابرؓ سے روایت نقل کی ہے کہ لعان والی آیت زیادہ سوال کرنے کی وجہ سے نازل ہوئی ہے(۲)۔

امام خرائطیؒ (۳) نے "مکارم الاخلاق" میں حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت نقل کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت سعد بن عبادہؓ نے کہا: اگر میں اپنی بیوی کو دیکھوں جب کہ اس کے ساتھ کوئی مرد ہو تو میں انتظار کرتا رہوں گا یہاں تک کہ چار آدمی لاؤں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہاں۔ عرض کی! مجھے اس ذات کی قسم! اگر میں نے اسے دیکھ لیا تو میں اسے تلوار سے جلدی قتل کرلوں گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے انصار! سنو تو تمھارا سردار کیا کہتا ہے، بیشک سعد غیرت مند ہے، میں سعد سے غیرت مند ہوں اور اللہ تعالیٰ مجھ سے بھی غیرت مند ہے(۴)۔

امام ابن ماجہؒ، ابن حبانؒ، حاکمؒ اور ابن مردویہؒ نے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو اس وقت ارشاد فرماتے ہوئے سنا: جب لعان والی آیت نازل ہوئی جس عورت نے کسی قوم پر ایسے آدمی کو داخل کیا جو ان میں سے نہیں تھا (بدکاری کے ذریعہ غیر کی اولاد کو ان میں شامل کیا) تو اللہ تعالیٰ کی جانب سے اس کے لیے کچھ بھی نہیں اور اللہ تعالیٰ اسے کبھی بھی جنت میں داخل نہیں کرے گا۔ اور جس آدمی نے اپنی بیوی اور اولاد کا انکار کیا جب کہ وہ جانتا ہے کہ یہ اس کی اولاد ہے تو قیامت کے روز اللہ تعالیٰ اس سے حجاب فرمائے گا اور اگلوں پچھلوں کی موجودگی میں اسے ذلیل ورسوا کرے گا(۵)۔

---

(۱) مصنف عبدالرزاق، کتاب: الطلاق، رقم (۱۲۴۶۱)

(۲) روایت نہیں ملی

(۳) ابو بکر محمد بن جعفر بن سھل الخرائطی السامری، حفاظ حدیث میں سے تھے۔ فلسطین کے علاقہ [سامرہ] کے رہنے والے تھے۔ آپؒ مکارم الاخلاق، مساوی الاخلاق، اعتدال القلوب، ھواتف، فضیلۃ الشکر، جیسی کتابوں کے مصنف ہیں۔ ۳۲۷ھ کو وفات پا گئے تھے۔ [تاریخ بغداد، ۲: ۱۴۰ (رقم ۵۵۱)]

(۴) خرائطی، ابو بکر محمد بن جعفر مکارم الاخلاق، دار الفکر، دمشق، طبع (۱۴۰۶ھ) باب، ذکر السود دوشریطۃ، رقم (۵۰۰)

(۵) سنن ابن ماجۃ، کتاب، الفرائض، باب: من انکرہ ولدہ، رقم (۲۷۴۳)
صحیح ابن حبان، کتاب: النکاح، باب: ثبوت النسب، رقم (۴۱۰۸)
مستدرک، کتاب: فضائل القرآن، باب: الطلاق، رقم (۲۸۱۴)
امام حاکمؒ نے مذکوہ حدیث پر حکم لگاتے ہوئے لکھا ہے: ھذا حدیث صحیح علیٰ شرط مسلم ولم یخرجاہ ،المستدرک، رقم (۱۴۰۸)]۔ شیخ الالبانیؒ نے اس حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے۔ [ضعیف ابن ماجۃ، ۱، ۲۲۰]

اِنَّ الَّذِیۡنَ جَآءُوۡ بِالۡاِفۡکِ عُصۡبَۃٌ مِّنۡکُمۡ لَا تَحۡسَبُوۡہُ شَرًّا لَّکُمۡ بَلۡ ہُوَ خَیۡرٌ لَّکُمۡ لِکُلِّ امۡرِیٍٔ مِّنۡہُمۡ مَّا اکۡتَسَبَ مِنَ الۡاِثۡمِ وَالَّذِیۡ تَوَلّٰی کِبۡرَہٗ مِنۡہُمۡ لَہٗ عَذَابٌ عَظِیۡمٌ ﴿۱۱﴾

"جن لوگوں نے بہتان باندھا ہے تم ہی میں سے ایک جماعت ہے اس کو اپنے حق میں بُرا نہ سمجھنا۔ بلکہ وہ تمہارے لئے اچھا ہے۔ ان میں سے جس شخص نے گناہ جتنا حصہ لیا اس کے لیے اتنا ہی وبال ہے۔ اور جس نے ان میں سے اس بہتان کا بڑا بوجھ اُٹھایا ہے اس کو بڑا عذاب ہوگا"[۱۱]

امام عبدالرزاقؒ، امام احمدؒ، امام بخاریؒ، عبد بن حمیدؒ، امام مسلمؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ، ابن ابی حاتمؒ اور بیہقیؒ نے شعب میں حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب سفر پر جانے کا ارادہ کرتے تو اپنی ازواج مطہرات میں قرعہ ڈالتے۔ جس کا قرعہ نکلتا اسے رسول اللہ ﷺ سفر پر ساتھ لے جاتے۔ حضرت عائشہؓ نے کہا: ایک غزوہ جس میں رسول اللہ ﷺ نے شرکت کی اس میں آپ ﷺ نے قرعہ اندازی کی تو میرے نام قرعہ نکلا۔ حجاب کا حکم نازل ہونے کے بعد میں رسول اللہ ﷺ کیساتھ روانہ ہوئی۔ مجھے میرے ہودج میں ہی بیٹھے ہوئے اونٹ پر سوار کیا جاتا اور اسی میں مجھے نیچے اتارا جاتا۔ ہم چلتے رہے یہاں تک کہ جب رسول اللہ ﷺ اس غزوہ سے فارغ ہوئے، آپ ﷺ لوٹے یہاں تک کہ ہم مدینہ طیبہ کے قریب پہنچ گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے ایک رات کوچ کا اعلان کیا۔ جب لوگوں نے کوچ کا اعلان کیا میں اٹھی، میں چلی یہاں تک کہ لشکر سے دور چلی گئی۔ جب میں قضائے حاجت سے فارغ ہوگئی تو میں اپنے کجاوے کی طرف آئی تو کیا دیکھتی ہوں کہ ظفار گھونگھوں کا میرا ہار ٹوٹ گیا۔ میں نے اپنا ہار تلاش کرنا شروع کر دیا۔ اس کی تلاش نے مجھے روکے رکھا۔ وہ لوگ آئے جو مجھے ساتھ لے کر چلتے تھے۔ انہوں نے میرا ہودج اٹھایا اور اس اونٹ پر رکھ دیا جس پر میں سفر کرتی تھی۔ صحابہ یہ گمان کرتے تھے کہ میں اس میں موجود ہوں۔ ان دنوں عورتیں ہلکی پھلکی ہوتی تھیں، جسیم نہ ہوتی تھیں۔ عورت علقہ (تھوڑا) کھاتی تھی۔ جب انہوں نے ہودج کو اٹھایا تو اس کے ہلکا ہونے کا احساس نہ کیا۔ میری عمر ابھی تھوڑی تھی۔ صحابہ نے اونٹ اٹھایا اور اسے لے کر چل پڑے۔ جب لشکر چلا گیا تو میرا ہار مجھے مل گیا۔ میں لشکر کے پڑاؤ کی جگہ گئی۔ نہ وہاں کوئی بلانے والا اور نہ ہی کوئی جواب دینے والا تھا۔ میں نے اسی جگہ کا قصد کیا جہاں میں نے رات گذاری تھی۔ میرا گمان تھا جب وہ مجھے نہ پائیں گے تو میری طرف آئیں گے۔ میں اپنی جگہ بیٹھی ہوئی تھی کہ مجھ پر نیند غالب آ گئی اور میں سوگئی۔ صفوان بن معطل سلمی (۱)، ذاکوانی لشکر کے پیچھے تھے۔ وہ رات کو چلتے رہے اور میرے ٹھہرنے کی جگہ صبح کی۔

---

(۱) صفوان بن المعطل بن رخصہ (یا ربیعہ) السلمی الذکوانی، ابوعمرو، واقعہ افک سے شہرت پانے والے نہایت پاکدامن اور نیک سیرت صحابی رسول ﷺ تھے۔ غزوہ خندق میں شریک ہوئے تھے۔ جہاد فی سبیل اللہ کو اپنا محبوب مشغلہ سمجھا تھا، حضرت عمر فاروقؓ کے عہد میں آرمینیہ کے مقام پر شہادت کے عظیم مرتبے پر فائز ہوگئے تھے۔ [الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ، ۲: ۴۴۱ رقم (۴۰۹۳)۔ التاریخ الکبیر، ۴: ۳۰۴ رقم (۲۹۲۲)

انہوں نے سونے والے انسان کا سایہ دیکھا۔ وہ میرے پاس آئے۔ جب مجھے دیکھا تو مجھے پہچان لیا۔ انہوں نے حجاب سے پہلے مجھے دیکھا ہوا تھا۔ جب انہوں نے مجھے پہچان لیا، ﴿اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ﴾ کہا تو میں جاگ گئی۔ میں نے اپنی چادر سے اپنے چہرے کو ڈھانپ لیا۔ اللہ کی قسم! اس نے مجھ سے کوئی بات نہ کی اور میں نے اِنَّا لِلّٰهِ کے سوا کوئی کلمہ اس سے نہ سنا۔ اس نے اپنی سواری بٹھائی اور اونٹنی کے اگلے پاؤں پر قدم رکھا۔ میں سواری پر سوار ہوگئی۔ وہ سواری کی مہار پکڑے آگے چلتے رہے یہاں تک کہ ہم لشکر میں اس وقت پہنچے جب وہ دوپہر کے وقت گرمی کی شدت سے پڑاؤ ڈال چکے تھے۔ میرے بارے میں جس نے ہلاک ہونا تھا وہ ہلاک ہوگیا۔

جس نے بہتان لگایا وہ عبداللہ بن ابی بن سلول تھا(۱)۔ ہم مدینہ طیبہ پہنچے، مجھے بخار ہوگیا یہاں تک کہ میں ایک ماہ تک بیمار رہی۔ لوگ بہتان تراشی کرنے والوں کے بارے میں باتیں کرتے مگر مجھے اس کا کچھ احساس نہ تھا۔ جو چیز مجھے شک میں ڈالتی وہ یہ تھی کہ میں رسول اللہ ﷺ سے وہ شفقت نہ دیکھی جو میں اس وقت دیکھا کرتی۔ جب میں بیمار ہوا کرتی آپ ﷺ میرے پاس تشریف لاتے، فرماتے تیرا کیا حال ہے۔ پھر چلے جاتے۔ یہ چیز مجھے شک میں ڈالتی اور مجھے کسی غلط بات کا احساس نہ ہوتا۔ جب میں کمزور ہوگئی تو میں نے قضائے حاجت کے لئے جگہ بنائی۔ قضائے حاجت کے بارے میں ہمارا طرزِ عمل بھی پہلے والے عربوں کا سا تھا۔ اپنے گھروں کے قریب بیت الخلاء بنانا ہمارے لیے پریشانی کا باعث ہوتا تھا۔ میں اور اُم مسطح (۲) گئیں۔

میں اور ام مسطح گھر کی طرف آرہی تھیں جبکہ ہم نے اپنے کپڑے نیچے لٹکائے ہوئے تھے۔ اُم مسطح کا پاؤں چادر میں اڑ گیا اور وہ گر گئی۔ اس نے کہا مسطح (۳) برباد ہو۔ میں نے اس سے کہا تو نے کتنی بری بات کہی ہے، تو اس آدمی کو گالی

---

(۱) عبداللہ بن اُبی بن سلول، ابوالحباب، الخزرجی، ہجرت سے پہلے یثرب کے سرداروں میں شمار ہوتا تھا۔ جس نے اسلام اور مسلمانوں کو دل سے تسلیم نہیں کیا تھا۔ نبی کریم ﷺ کو ایذا پہنچانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑتا تھا۔ رئیس المنافقین کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔ [ابن جریر، تاریخ الطبری، ۲:۳۸۱۔ ۔ البدایہ والنہایہ، ۴:۱۳]

(۲) اُم مسطح القریشیہ التیمیۃ، آپ مطلبیہ بنت ابی رھم انیس بن عبدالمطلب بن عبدمناف ہیں۔ آپ نے اسلام قبول کیا اور آخر عمر تک اُس پر قائم رہی، جب مسطح نے اھل الافک کا ساتھ دیا، آپؓ اپنے بیٹے پر برس پڑی اور اس پر عتاب کیا تھا۔ [الطبقات الکبریٰ، ۸:۲۲۸]

(۳) مسطح بن اثاثہ بن عباد بن المطلب بن عبدمناف، المطلبی، آپ کا نام عوف اور لقب مسطح تھا، جس سے آپ مشہور تھے۔ آپ کی والدہ ابوبکرؓ کی خالہ زاد بہن تھی۔ بدر، احد اور تقریباً تمام غزوات میں شریک رہے۔ واقعہ اِفک کی وجہ سے مشہور ہوئے تھے۔ [الطبقات الکبریٰ، ۳:۵۳]

دے رہی ہے جو غزوۂ بدر میں شریک ہوا۔ تو ام مسطحؓ نے کہا اے بھولی بھالی! کیا تو نے وہ بات نہیں سنی جو اس نے کہی ہے میں نے پوچھا اس نے کیا کہا ہے؟ ام مسطحؓ نے تہمت لگانے والوں کی تمام بات مجھے بتا دی۔ میری بیماری پہلے سے بھی بڑھ گئی۔

جب میں اپنے گھر لوٹی رسول اللہ ﷺ تشریف لائے۔ آپ ﷺ نے سلام فرمایا۔ پھر پوچھا تیرا کیا حال ہے؟ میں نے عرض کی کیا آپ ﷺ مجھے اجازت دیتے ہیں کہ میں اپنے والدین کے ہاں چلی جاؤں؟ اس وقت میرا ارادہ یہ تھا کہ میں ان سے اس خبر کے بارے میں یقین حاصل کرلوں۔ حضرت عائشہؓ نے کہا رسول اللہ ﷺ نے مجھے اجازت دے دی۔ میں اپنے والدین کے ہاں آ گئی۔ میں نے اپنی والدہ سے کہا اے ماں! یہ لوگ کیا باتیں کر رہے ہیں؟ والدہ نے کہا اے بیٹی! پریشان نہ ہو اللہ کی قسم! بہت ہی کم کوئی ایسی عورت ہوگی کو جو خوبصورت ہو، اس کا خاوند اس سے محبت کرتا ہو اور اس کی سوتنیں بھی ہوں، وہ اس بارے میں باتیں نہ کریں۔ میں نے کہا سبحان اللہ! کیا لوگ اس قسم کی باتیں کرتے ہیں؟ میں ساری رات روتی رہی یہاں تک کہ میں نے صبح کر دی۔ نہ میرے آنسو تھمے اور نہ ہی مجھے نیند آئی۔ صبح میں پھر رونے لگی۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی بن ابی طالبؓ اور حضرت اسامہ بن زیدؓ (۱) کو بلایا تا کہ اپنے گھر والوں کی جدائی کے بارے میں مشورہ لیں کیونکہ وحی نہیں آ رہی تھی۔ جہاں تک اسامہؓ کا تعلق ہے انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو وہی برأت کا مشورہ عرض کیا جو وہ رسول اللہ ﷺ کے خاندان کے بارے میں جانتے تھے اور جو وہ اپنے دل میں محبت کے بارے میں جانتے تھے۔ عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ وہ آپ کے گھر والے ہیں اور ہم ان کے بارے میں بھلائی ہی جانتے ہیں۔ جہاں تک حضرت علی بن ابی طالبؓ کا تعلق ہے عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو تنگی میں مبتلا نہیں کیا، اس کے علاوہ بھی عورتیں بے شمار ہیں۔ اگر آپ لونڈی سے پوچھیں تو وہ آپ کو سچ سچ بتا دے گی۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت بریرہؓ (۲) کو بلایا، فرمایا اے بریرہ! کیا تو نے عائشہؓ میں کوئی ایسی چیز دیکھی ہے جو تجھے شک میں ڈالے بریرہ نے عرض کی نہیں، اس ذات کی قسم جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ

---

(۱) اُسامہ بن زیدؓ بن حارثہ، مشہور صحابی ہیں۔ ۷ قبل ھجری کو مکہ میں پیدا ہوئے۔ نبی کریم ﷺ کے ساتھ ہجرت کی، بعد از وفاتِ نبی کریم ﷺ مکہ تشریف لائے اور وہاں سے دمشق چلے گئے، وہاں سے واپس مدینہ چلے آئے اور جرف میں وفات پا گئے۔ [تھذیب التھذیب، ۱:۱۸۲ رقم (۳۹۱)۔۔ تھذیب تاریخ دمشق، ۲:۳۹۱]

(۲) بریرہ، آپ ایک کنیز تھی جو حضرت عائشہؓ کی خدمت پر مامور تھی، عائشہؓ پر جب تہمت باندھی گئی اُس میں آپؓ سے پوچھ گچھ کی گئی تھی۔ حضرت عائشہؓ نے آپؓ کو بعد میں آزاد کیا تھا۔ یزید بن معاویہ کے عہدِ خلافت تک زندہ رہیں۔ [الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ، ۷: ۵۳۵ رقم (۱۰۹۲۷)۔۔ تھذیب الکمال، ۳۵: ۱۳۶ رقم (۷۷۹۶)]

مبعوث کیا! میں نے اس سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں دیکھی جس پر میں اس پر ناراض ہوتی کہ وہ ایک کم عمر لڑکی ہے۔ وہ اپنے گھر والوں کا کھانا پکانے کے لیے آٹا گوندھ کر سو جاتی ہے، بکری آتی ہے تو اسے کھا جاتی ہے۔

رسول اللہ ﷺ ایک روز کھڑے ہوئے اور عبداللہ ابن ابی نے جو کچھ کہا ہے اس پر حجت پیش کی۔ آپ ممبر پر جلوہ افروز تھے۔ فرمایا اے مسلمانو! میرے ساتھ اس آدمی کے بارے میں کوئی انصاف کرے گا جس سے مجھے میرے گھر والوں کے بارے میں اذیت پہنچی ہے؟ اللہ کی قسم! میں اپنے گھر والوں کے بارے میں بھلائی ہی جانتا ہوں۔ حضرت سعد بن معاذؓ انصاری (۱) اٹھے، عرض کی یارسول اللہ ﷺ میں اس کے ساتھ آپ کے معاملہ میں انصاف کرتا ہوں۔ اگر وہ قبیلہ اوس سے ہے تو میں اس کی گردن اڑا دوں گا۔ اگر وہ ہمارے خزرجی بھائیوں میں سے ہے تو آپ ہمیں حکم دیں، ہم آپ کے حکم کی تعمیل کریں گے۔ حضرت سعد بن عبادہؓ اٹھے جو خزرج کے سردار تھے۔ وہ اس سے قبل بڑے صالح آدمی تھے لیکن انہیں عصبیت نے اپنی گرفت میں لے لیا۔ حضرت سعد بن معاذؓ سے کہا اللہ کی قسم! تو نے جھوٹ بولا تو اسے نہ قتل کرے گا نہ قتل کی طاقت رکھتا ہے۔ حضرت اسید بن حضیرؓ اٹھے جو حضرت سعد کے چچازاد بھائی تھے، سعد بن عبادہؓ سے کہا تو نے جھوٹ بولا، ہم ضرور اسے قتل کریں گے۔ تو منافق ہے اور منافقوں کی طرف داری کرتا ہے۔ اوس و خزرج قبیلے بھڑک اٹھے یہاں تک کہ انہوں نے باہم لڑنے کا ارادہ کر لیا جب کہ رسول اللہ ﷺ منبر پر جلوہ افروز تھے۔ رسول اللہ ﷺ انہیں چپ کراتے رہے یہاں تک کہ وہ خاموش ہو گئے اور رسول اللہ ﷺ بھی خاموش ہو گئے۔ میں اس دن روتی رہی، نہ میرے آنسو رکتے اور نہ ہی مجھے نیند آتی۔ میرے والدین میرے پاس رہے۔ میں دو راتیں اور ایک دن روتی رہی، نہ میں سوتی اور نہ ہی میرے آنسو رکتے۔ میرے والدین خیال کرتے کہ یہ رونا میرے دل کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیگا۔ اس اثنا میں کہ میرے والدین میرے پاس بیٹھے ہوئے تھے جبکہ میں روئے جا رہی تھی انصار کی ایک عورت نے اندر آنے کی اجازت چاہی۔ میں نے اسے اجازت دی۔ وہ میرے پاس بیٹھ کر رونے لگی۔ ہم سب اس حالت میں تھے کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے پھر بیٹھ گئے۔ میرے بارے میں جب سے باتیں ہو رہی تھیں اس وقت سے آپ ﷺ میرے پاس نہیں بیٹھے تھے جب کہ ایک ماہ ہو گیا تھا۔ میرے بارے میں کوئی وحی بھی نازل نہ ہوئی تھی جبکہ آپ بیٹھے تو کلمہ شہادت پڑھا پھر فرمایا اے عائشہ! تیرے بارے میں مجھے یہ باتیں پہنچی ہیں۔ اگر تو ان سے بری ہے تو اللہ تعالیٰ تیری برأت کا ظہار کر دے گا۔ اگر تجھ

---

(۱) سعد بن معاذ بن نعمان بن امری ء القیس، الانصاری، ابوعمرو، قبیلہ اوس کا سردار، صحابی رسول ﷺ، غزوہ بدر، اُحد، اور خندق میں شریک رہے، غزوہ خندق کے موقع پر تیر لگنے سے زخمی ہوئے اور اُسی زخم سے بعد میں شہید بھی ہو گئے تھے۔ [الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ، ۳: ۸۴ رقم (۳۲۰۶)۔۔ الطبقات الکبریٰ، ۳: ۴۲۰]

سے گناہ ہو چکا ہے تو اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرو اور اس کی بارگاہ میں توبہ کرو کیونکہ بندہ جب گناہ کا اعتراف کر لیتا ہے پھر توبہ کر لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اس کی توبہ قبول کر لیتا ہے۔ جب رسول اللہ ﷺ اپنی گفتگو مکمل کر چکے تو میرے آنسو خشک ہو گئے یہاں تک کہ مجھے محسوس تک نہ ہوا کہ کبھی آنکھوں میں آنسو بھی تھے۔ میں نے اپنے والد سے عرض کی میری طرف سے جواب دیں۔ انہوں نے کہا اللہ کی قسم! میں کچھ نہیں جانتا کہ میں رسول اللہ ﷺ کو کیا جواب دوں۔ میں نے اپنی والدہ سے کہا میری طرف سے رسول اللہ ﷺ کو جواب دیں۔ انہوں نے کہا میں نہیں جانتی کہ رسول اللہ ﷺ کو کیا جواب دوں۔ میں اس وقت نوعمر تھی۔ قرآن حکیم زیادہ نہیں پڑھتی تھی۔ میں نے کہا اللہ کی قسم! میں جانتی ہوں کہ تم نے یہ بات کی ہے یہاں تک کہ تمہارے دلوں میں راسخ ہو چکی ہے اور تم نے اس کی تصدیق بھی کی ہے۔ اگر میں تمہیں کہوں کہ میں بری ہوں جب کہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ میں بری ہوں تو تم میری تصدیق نہیں کرو گے۔ اگر میں تمہارے سامنے اس کا اعتراف کر لوں جب کہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ میں بری ہوں تو تم میری تصدیق نہیں کرو گے۔ اگر چہ میں تمہارے لیے سوائے حضرت یعقوبؑ کے قول کی کوئی شان نہیں پاتی ﴿فَصَبْرٌ جَمِيلٌ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ﴾ (۱)

پھر میں نے رخ پھیر لیا اور اپنے بستر پر لیٹ گئی۔ میں جانتی تھی کہ میں بری ہوں اور اللہ تعالیٰ میری براءت کا اظہار کرے گا لیکن اللہ کی قسم! مجھے گمان تک نہیں تھا کہ اللہ تعالیٰ میرے بارے میں وحی نازل کرے گا جس کی تلاوت کی جائے گی۔ میں اپنے آپ کو اس سے حقیر جانتی تھی کہ اللہ تعالیٰ میرے بارے میں ایسا کلام کرے گا جس کی تلاوت کی جائے گی۔ لیکن میں اس کی امید رکھتی تھی کہ رسول اللہ ﷺ خواب دیکھیں گے جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ میری براءت کا اعلان کر دے گا۔ اللہ کی قسم! رسول اللہ ﷺ اسی مجلس میں تشریف فرما تھے اور گھر والوں میں سے کوئی آدمی بھی وہاں سے نہیں گیا تھا کہ رسول اللہ ﷺ پر وحی کا سلسلہ شروع ہو گیا اور وحی کے وقت جو کیفیت ہوتی تھی وہ کیفیت طاری ہو گئی۔ جب کلام آپ ﷺ پر نازل کیا جا رہا ہوتا تھا اس کے بوجھ کی وجہ سے سخت سردی میں بھی چاندی کے منکوں کی طرح پسینے کے قطرے گرتے تھے۔ جب رسول اللہ ﷺ سے وحی کا سلسلہ منقطع ہوا تو آپ ﷺ مسکرا رہے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے سب سے پہلے جو گفتگو کی وہ یہ تھی اے عائشہ! تجھے بشارت ہو اللہ تعالیٰ نے تیری برأت کی ہے۔ میری ماں نے کہا رسول اللہ ﷺ کی طرف اٹھو۔ میں نے کہا رسول اللہ ﷺ کی طرف نہیں اٹھوں گی اور نہ ہی شکریہ ادا کروں گی۔ میں تو اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کروں گی جس نے میری برأت کا حکم نازل کیا۔ اللہ تعالیٰ نے دس آیات کو

---

(۱) القرآن الکریم، یوسف، ۱۸

نازل فرمایا۔ جب اللہ تعالیٰ نے میری براءت کے بارے میں آیات نازل کر دیں تو حضرت ابوبکرؓ نے کہا اللہ کی قسم! میں مسطح پر کوئی مال خرچ نہیں کروں گا اس وجہ سے کہ اس نے جو عائشہؓ کے بارے میں باتیں کی ہیں جب کہ پہلے حضرت ابوبکرؓ حضرت مسطح کی مدد کرتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت ﴿وَلَا يَأْتَلِ أُولُوا الْفَضْلِ مِنكُمْ﴾ (۱) نازل کی تو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے کہا اللہ کی قسم! میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھے بخش دے۔ تو حضرت مسطح پر پہلے جو مال خرچ کرتے تھے وہ جاری کر دیا رسول اللہ ﷺ زینب بنت جحشؓ (۲) سے میرے بارے میں پوچھتے تھے، فرمایا: اے زینب! تو کیا جانتی ہے اور کیا دیکھتی ہے؟ اس نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میرے کان اور آنکھ نہ رہے، میں تو بھلائی ہی جانتی ہوں۔ حضرت عائشہؓ نے کہا: ازواج مطہرات میں سے یہی میرا مقابلہ کرتی تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے اسے اپنے تقویٰ کی وجہ سے محفوظ رکھا۔ اس کی بہن حمنہ اس کے لیے لڑتی رہی تو بہتان لگانے والے برباد ہو گئے (۳)۔

امام بخاریؒ، امام ترمذیؒ، ابن جریرؒ، ابن ابی حاتمؒ اور ابن مردویہؒ نے حضرت عائشہؓ سے روایت نقل کی ہے: جب میرے بارے میں باتیں کی گئیں جب کہ مجھے اس کا علم نہ تھا، رسول اللہ ﷺ میرے بارے میں خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوئے۔ آپ ﷺ نے کلمہ شہادت پڑھا، اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کی پھر فرمایا: اے لوگو! مجھے ان لوگوں

---

(۱) القرآن الکریم، النور، ۲۲

(۲) زینب بنت جحش بن یعمر الاسدیہ، اُم المومنین، آپ امیمۃ بنت عبدالمطلب کی بیٹی تھیں، جو نبی کریم ﷺ کی پھوپھی تھیں۔ پہلے آپ کا نکاح زید بن حارثہؓ سے ہوا تھا جب آپؓ نے طلاق دے دی تو بحکم الٰہی آپؓ نبی کریم ﷺ کی زوجیت میں آئی اور آپؓ کو اُم المومنین کا شرف حاصل ہو گیا۔ ۲۰ھ کو مدینہ میں وفات پا گئی تھی۔ [الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ، ۷: ۶۶۷ رقم (۱۱۲۲۱)۔۔ الطبقات الکبریٰ، ۸: ۶۶۷]

(۳) مصنف عبدالرزاق، کتاب: المغازی، باب: حدیث الافک، رقم (۹۷۴۸)

مسند احمد، باقی مسند الانصار، باقی مسند السیدۃ عائشۃ، رقم (۲۵۰۹۵)

صحیح بخاری، کتاب: تفسیر القرآن، باب: لولا ان سمعتموہ ظن المومنون والمومنات، رقم (۴۴۷۳)

صحیح مسلم، کتاب: التوبۃ، باب، فی حدیث الافک وقبول توبۃ القاذف، رقم (۲۵۰۹۵)

تفسیر الطبری، سورۃ النور، ۹: ۲۷۸۔۲۸۱ رقم (۲۸۸۵۴)

تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النور، ۸: ۲۵۳۹ رقم (۱۴۲۰۶)۔۔ امام ہیثمیؒ نے اس حدیث کی سند کے بارے میں لکھا ہے: رواہ الطبرانی ورجالہ رجال الصحیح، الا ان بعض ھذا یخالف مافی الصحیح، [مجمع الزوائد، ۹: ۳۷۲ رقم (۱۵۲۹۸)۔۔ شیخ الالبانیؒ نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔ [الالبانی، ناصر الدین، صحیح ابی داود، ۲: ۴۰۱ رقم (۱۸۷۱)]

کے بارے میں مشورہ دو جنہوں نے میرے گھر والوں پر تہمت لگائی ہے، اللہ کی قسم! میں اپنے گھر والوں کے بارے میں کوئی برائی نہیں جانتا۔ انہوں نے اس آدمی پر تہمت لگائی ہے اللہ کی قسم! میں اس کے بارے میں بری بات سے آگاہ نہیں ہوا۔ وہ میرے گھر میں اس وقت داخل ہوا جب میں اپنے گھر میں موجود تھا۔ وہ سفر میں غائب نہیں ہوا مگر میرے ساتھ ہی غائب ہوا۔ حضرت سعد بن معاذؓ اٹھے۔ عرض کی! یارسول اللہ ﷺ مجھے اجازت دیجئے کہ میں انکی گردنیں اڑادوں۔ بنو خزرج میں سے ایک آدمی اُٹھا۔ حسان بن ثابتؓ کی والدہ (۱) بھی اسی خاندان سے تعلق رکھتی تھی۔ اس نے کہا اللہ کی قسم! تو نے جھوٹ بولا۔ اللہ کی قسم! اگر وہ لوگ اوس سے ہوتے تو ان کی گردنیں اڑاتا۔ قریب تھا کہ مسجد کی اطراف میں اوس وخزرج کے درمیان میں جنگ چھڑ جاتی جبکہ مجھے اس کا کوئی علم نہ تھا۔ جب اس دن کی شام ہوگئی، میں طبعی حاجت کے لیے باہر گئی جب کہ میرے ساتھ اُم مسطح بھی تھی۔ اُم مسطح لڑکھڑا کر گر پڑی اور یہ کہا مسطح برباد ہو۔ میں نے کہا اے ماں! تو اپنے بیٹے کو گالیاں دیتی ہے؟ وہ خاموش ہوگئی پھر دوبارہ لڑکھڑائی تو اس نے پھر کہا مسطح برباد ہو۔ میں نے کہا اے ماں! تو اپنے بیٹے کو بددعائیں دیتی ہے۔ وہ تیسری دفعہ گری اور کہا مسطح برباد ہو۔ میں نے اسے جھڑکا۔ اس نے کہا میں اسے برا بھلا نہیں کہہ رہی مگر تیری وجہ سے میں کہہ رہی ہوں۔ میں نے کہا میری کوئی وجہ ہے؟ تو اس نے تمام واقعہ بیان کردیا۔ میں نے کہا بات اسی طرح ہے۔ اس نے کہا اللہ کی قسم! بات اسی طرح ہے۔ میں اپنے گھر لوٹی گویا جس کام کے لیے نکلی تھی۔ اس میں سے تھوڑا یا زیادہ نہ پاتی تھی۔ مجھے بخار زیادہ ہوگیا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا: مجھے میرے والد کے گھر بھیج دیجئے رسول اللہ ﷺ نے غلام کو میرے ساتھ بھیج دیا، گھر میں داخل ہوئی۔ میں نے اُم رومانؓ کو نیچے پایا جب کہ حضرت ابوبکرؓ اوپر والے مکان میں تھے جو قرآن حکیم پڑھ رہے تھے۔ میری ماں نے مجھ سے پوچھا بیٹی کیوں آئی ہو؟ میں نے بتایا اور سارا واقعہ ذکر کردیا۔ مجھے اس بارے میں تکلیف پہنچی تھی، اسے ایسی صورتحال پیدا نہ ہوئی۔ اس نے کہا اے بیٹی! معاملہ کو ہلکا لو۔ اللہ کی قسم! بہت کم ایسا ہوا ہے کہ ایک عورت خوبصورت ہو، اس کا خاوند اس سے محبت کرتا ہو اور اس کی سوکنیں بھی ہوں، اس سے حسد تو کیا جاتا ہے اور اس کے بارے میں باتیں تو کی جاتی ہیں۔ میں نے پوچھا میرے والد کو اس بارے میں علم ہے؟ ماں نے جواب دیا علم ہے۔ میں نے پوچھا رسول اللہ ﷺ کو علم ہے؟ فرمایا ہاں۔ میں رونے لگی میرے والد ابوبکرؓ نے میری آواز سن لی جب کہ وہ اوپر قرآن حکیم پڑھ رہے تھے۔ وہ نیچے اترے۔ میری ماں سے پوچھا کیا بات ہے؟

---

(۱) اُم حسان، الفریعۃ بنت خالد بن جنبیس بن لوذان، خزرجیۃ، آپ کو صحبتِ نبوی ﷺ کا شرف حاصل ہے۔ مشہور صحابی وشاعر حسان بن ثابتؓ کی والدہ ہیں۔ [الطبقات الکبریٰ، ۸: ۳۷۲]

اُس نے جواب دیا اس کے بارے میں جو باتیں کی جارہی ہیں انکی خبر اس تک پہنچ چکی ہے۔اس وجہ سے یہ رو رہی ہے۔تو حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا اے بیٹی! میں تجھے قسم دیتا ہوں کہ تو اپنے گھر چلی جا تو میں گھر واپس آ گئی۔

رسول اللہ ﷺ گھر تشریف لائے میری خادمہ سے میرے بارے میں پوچھا۔اس نے عرض کی: اللہ کی قسم! میں اس میں کوئی عیب نہیں دیکھتی سوائے اس کے کہ یہ سو جاتی ہے، بکری گھر میں داخل ہوتی ہے اور اس کے خمیر اور آٹے کو کھا جاتی ہے۔اس خادمہ کو رسول اللہ ﷺ کے بعض صحابہ نے ڈانٹا اور کہا رسول اللہ ﷺ سے سچی بات کرو یہاں تک کہ اسے نیچے گرا دیا۔خادمہ نے کہا سبحان اللہ! میں اس کے بارے میں اتنا جانتی ہوں جو سنار سرخ سونے کی ڈلی کے بارے میں جانتا ہے۔جس آدمی کے بارے میں یہ بات کی گئی تھی اس تک خبر پہنچی تو اس نے کہا سبحان اللہ! اللہ کی قسم! میں نے تو آج تک کسی عورت کا پردہ تک نہیں ہٹایا۔حضرت عائشہؓ نے کہا: وہ صحابی شہادت کی موت مرے۔میرے والدین میرے پاس رہنے لگے۔وہ اسی حالت میں تھے کہ رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے جب کہ آپ عصر کی نماز پڑھ چکے تھے۔پھر داخل ہوئے جب کہ میرے والدین میرے دائیں بائیں جانب موجود تھے۔رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کی پھر فرمایا: اے عائشہ اگر تجھ سے گناہ ہوا ہے یا تو نے ظلم کیا ہے تو اللہ سے توبہ کر کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا ہے۔

حضرت عائشہؓ نے کہا: انصار کی ایک عورت آئی۔وہ دروازے پر بیٹھی ہوئی تھی۔میں نے عرض کی آپ اس عورت کے سامنے کوئی چیز ذکر کرنے سے نہیں رکیں گے؟ رسول اللہ ﷺ نے تلقین کی میں اپنے باپ کی طرف متوجہ ہوئی اور عرض کی رسول اللہ ﷺ کو جواب دیں تو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے کہا: میں کیا جواب دوں؟ پھر میں اپنی ماں کی طرف متوجہ ہوئی۔میں نے کہا رسول اللہ ﷺ کو جواب دیجئے۔ماں نے کہا میں کیا جواب دوں؟ اُن دونوں نے کوئی جواب نہ دیا تو میں نے کلمہ شہادت پڑھا، اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کی۔پھر میں نے کہا اللہ کی قسم! اگر میں تمہارے سامنے یہ کہوں کہ میں نے ایسا کوئی عمل نہیں کیا تو تمہارے نزدیک یہ بات مجھے نفع نہ دے گی کیونکہ تم یہ باتیں کر چکے ہو اور تمہارے دلوں میں یہ راسخ ہو چکی ہیں۔اگر میں کہوں کہ میں نے ایسا کیا ہے جبکہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے میں نے ایسا عمل نہیں کیا تو تم کہو گے اس نے اپنے اوپر جرم کو تسلیم کر لیا ہے، اللہ کی قسم! میں اپنے لیے اور تمہارے لیے کوئی مثال نہیں پاتی مگر ابو یوسفؑ کی مثال، میں نے حضرت یعقوبؑ کا نام یاد کرنا چاہا مگر میں اس پر قادر نہ ہوئی۔جب انہوں نے کہا تھا ﴿ فَصَبْرٌ جَمِيلٌ ط وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ ﴾ (۱) اسی لمحہ رسول اللہ ﷺ پر وحی شروع ہو گئی۔ہم

---

(۱) القرآن الکریم، یوسف، ۱۸

سب خاموش ہو گئے پھر وحی کا سلسلہ منقطع ہو گیا۔ میں نے آپ ﷺ کے چہرے سے خوشی کے آثار پہچان لیے تھے جب کہ آپ ﷺ اپنی پیشانی پر ہاتھ پھیر رہے تھے۔ آپ ﷺ فرما رہے تھے: اے عائشہؓ! خوش ہو، اللہ تعالیٰ نے تیری برأت کا اعلان کر دیا ہے۔ مجھے سخت غصہ تھا۔ میرے والدین نے کہا رسول اللہ ﷺ کی طرف اٹھو میں نے کہا میں نہ آپ ﷺ کیلئے اٹھوں گی اور نہ ہی آپ ﷺ کی تعریف کروں گی۔ میں تو اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کروں گی جس نے میری برأت کو نازل فرمایا۔ تم سب نے باتیں سنیں نہ تم نے اس کا انکار کیا اور نہ غیرت کا اظہار کیا۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ کہا کرتی تھیں جہاں تک حضرت زینب بنت جحشؓ کا تعلق ہے اللہ تعالیٰ نے اسے اسی کے دین کی وجہ سے محفوظ رکھا۔ اس نے اچھی ہی بات کی۔ جہاں تک اسکی بہن حمنہؓ (۱) کا تعلق ہے تو وہ بھی دوسرے ہلاک ہونے والوں کی طرح ہلاک ہو گئی۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ کے بارے میں حضرت مسطحؓ، حضرت حسان بن ثابتؓ، عبداللہ بن ابی منافق یہی اس کو بڑھا چڑھا کر پیش کرتا اور لوگوں کو جمع کرتا اسی کا سب سے زیادہ کردار تھا اور حمنہ نے یہ گفتگو کی۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے قسم اٹھائی کہ وہ مسطحؓ کو کبھی بھی کوئی نفع نہ پہنچائیں گے تو اللہ تعالیٰ نے آیت ﴿وَلَا يَأْتَلِ أُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ﴾ (۲) نازل فرمائی۔ اس میں صاحب فضل سے مراد حضرت ابوبکر صدیقؓ اور ﴿اولی القربیٰ﴾ اور مساکین سے مراد مسطحؓ ہے۔ جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت ابوبکر صدیق نے کہا کیوں ہم یہ پسند کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں بخش دے پھر جسطرح پہلے احسان کرتے تھے اسی طرح احسان کرنا شروع کر دیا (۳)۔

---

(۱) حمنۃ بنت جحشؓ الاسدیہ، زینب بنت جحشؓ کی بہن اور مصعب بن عمیرؓ کی منکوحہ تھی، حضرت مصعب کی شہادت کے بعد آپؓ نے طلحۃ بن عبیداللہؓ سے نکاح کیا تھا۔ [الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ، ۷:۵۸۶ رقم (۱۱۰۵۴)۔۔ الطبقات الکبریٰ، ۸:۲۴۱]

(۲) القرآن الکریم، النور، ۲۲

(۳) صحیح بخاری، کتاب: تفسیر القرآن، باب: ان اللذین یحبون ان تشیع الفاحشۃ فی الذین آمنوا، (بغیر رقم کے)

سنن الترمذی، کتاب: تفسیر القرآن عن رسول اللہ ﷺ، باب: ومن سورۃ النور، رقم (۳۱۸۰)

تفسیر الطبری، سورۃ النور، ۹:۲۸۱ رقم (۲۵۸۵۷)

امام ترمذیؒ نے اس حدیث کی سند پر حکم لگاتے ہوئے لکھا ہے: هذا حديث حسن صحيح غريب من حديث هشام بن عروة وقد رواه يونس بن يزيد ومعمر و غير واحد عن الزهري عن عروه بن الزبير وسعيد بن المسيب وعلقمة بن وقاص الليثي وعبيد بن عبدالله عن عائشة هذا الحديث اطول من حديث هشام بن عروة واتم ، [الترمذی ، رقم (۳۱۸۰)]

شیخ الالبانیؒ نے اس حدیث کو [صحیح] قرار دیا ہے۔ صحیح الترمذی، ۳:۸۲ رقم (۲۵۴۱)

امام احمدؒ، امام بخاریؒ، سعید بن منصورؒ، ابن منذرؒ اور ابن مردویہؒ نے حضرت اُم رومانؓ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ اسی اثناء میں کہ میں نے حضرت عائشہؓ سے پوچھا کونسی بات؟ اس عورت نے کہا یہ یہ بات۔ میں نے پوچھا یہ باتیں رسول اللہ ﷺ کو پہنچ چکی ہیں؟ اس عورت نے بتایا جی ہاں۔ میں نے پوچھا ابوبکرؓ کو بھی؟ اس عورت نے کہا جی ہاں۔ حضرت عائشہؓ بے ہوش ہو کر گر پڑیں۔ انہیں بے ہوشی سے افاقہ نہیں ہوا مگر انہیں سخت بخار ہو چکا تھا۔ شاید اسی بات کی وجہ سے بخار ہوا تھا۔ کہا حضرت عائشہؓ اٹھ کر بیٹھ گئیں، کہا اللہ کی قسم! اگر میں قسم اٹھاؤں تو تم میری تصدیق نہیں کرو گے اگر میں تمہارے سامنے اس پر معذرت پیش کروں تو تم میری معذرت تسلیم نہیں کرو گے۔ میری اور تمہارے مثال حضرت یعقوب علیہ السلام اور اس کے بیٹوں جیسی ہے ﴿وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ (۱)﴾ رسول اللہ باہر تشریف لے گئے۔ اللہ تعالیٰ نے انکی پاکدامنی کا حکم نازل فرمایا۔ رسول اللہ ﷺ واپس تشریف لائے جب کہ آپ ﷺ کے ساتھ حضرت ابوبکرؓ بھی تھے۔ وہ گھر میں داخل ہوئے فرمایا: اے عائشہؓ اللہ تعالیٰ نے تیری پاکدامنی کا حکم نازل فرمایا ہے۔ حضرت عائشہؓ نے کہا: اللہ تعالیٰ کی حمد نہ کہ آپ ﷺ کی۔ حضرت ابوبکر صدیق نے فرمایا: کیا تو یہ بات رسول اللہ ﷺ سے کہہ رہی ہے؟ عرض کی جی ہاں۔

حضرت عائشہؓ نے کہا باتیں کرنے والوں میں سے ایک ایسا آدمی تھا جس کی کفالت حضرت ابوبکر صدیقؓ کیا کرتے تھے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے قسم اٹھادی کہ میں اس کے ساتھ حسن سلوک نہیں کروں گا۔ تو اللہ تعالیٰ نے سورۂ نور کی آیت (۲) نازل فرمائی۔ تو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے کہا کیوں نہیں۔ بعد میں اس کے ساتھ حسن سلوک کا سلسلہ جاری رکھا (۳)۔

امام بزارؒ اور ابن مردویہؒ نے سند حسن کے ساتھ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت نقل کی ہے آپ ﷺ جب سفر کا ارادہ کرتے تو اپنی ازواج مطہرات میں قرعہ اندازی کرتے۔ غزوۂ بنی مصطلق میں قرعہ حضرت عائشہؓ کے نام سے نکل گیا۔ وہ اس کی تلاش میں گئیں۔ مسطح حضرت ابوبکرؓ اور ان کے خاندان میں بطور یتیم پرورش پا رہا تھا۔ جب حضرت عائشہؓ واپس آئیں تو لشکر نہ پایا۔ صفوان بن معطل سلمیؓ لوگوں سے پیچھے رہتے تھے۔ وہ کوئی پیالہ، تھیلا اور برتن پاتے تو اسے اٹھا لیتے۔ انہوں نے کیا دیکھا کہ حضرت عائشہ صدیقہؓ ہیں۔ صفوانؓ نے اپنا چہرہ ان سے دوسری طرف

---

(۱) القرآن الکریم، یوسف، ۱۸

(۲) القرآن الکریم، نور، ۲۲

(۳) صحیح بخاری، کتاب: المغازی، باب: حدیث الافک، رقم (۳۹۱۲)

مسند احمد، کتاب: باقی مسند الانصار، باب: حدیث اُم رومان اُم عائشۃ اُم المومنین، رقم (۲۵۳۱۶)

کر دیا۔ پھر اپنا اونٹ حضرت عائشہؓ کے قریب کیا اور لشکر تک جا پہنچے۔ لوگوں نے باتیں بنائیں اور کہا جو کچھ کہا پھر تمام واقعہ بیان کیا۔ رسول اللہ ﷺ دروازے پر تشریف لاتے، پوچھتے تمہارا کیا حال ہے؟ یہاں تک کہ ایک تشریف لائے فرمایا: اے عائشہ! تمہیں بشارت ہو اللہ تعالیٰ نے تیری پاک دامنی کا حکم نازل فرمایا ہے۔ حضرت عائشہ نے عرض کی اللہ کی حمد نہ کہ آپ ﷺ کی۔ میرے بارے میں دس آیات نازل فرمائیں۔ رسول اللہ ﷺ نے مسطح، حمنہ اور حسان پر حد قذف جاری کی (۱)۔

امام ابن مردویہؒ نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب سفر پر روانہ ہوتے تو اپنی کسی زوجہ کو بھی ساتھ لے جاتے۔ حضرت عائشہؓ کو بھی ساتھ لیا۔ آپ کے لیے ایک کجاوہ مخصوص تھا۔ اس کجاوے پر لوگ متعین تھے جو اسے اونٹ پر رکھتے اور نیچے رکھتے۔ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ نے پچھلی رات کو پڑاؤ ڈالا۔ حضرت عائشہؓ قضائے حاجت کے لیے تشریف لے گئیں اور دور چلی گئیں اور اندازہ نہ ہوا۔ نبی کریم ﷺ اور دوسرے لوگ بیدار ہوئے پھر کوچ کیا وہ لوگ جو ہودج کو اونٹ پر رکھنے آئے اسے اونٹ پر باندھ دیا۔ یہ معلوم نہ ہوا کہ حضرت عائشہ صدیقہؓ اس میں نہیں۔ یہ لوگ چلے گئے۔ حضرت عائشہؓ آئیں دیکھا کہ نبی کریم ﷺ اور لوگ جا چکے ہیں۔ اس جگہ بیٹھ گئیں۔ ایک انصاری جس کا نام صفوان بن معطلؓ تھا۔ جاگا یہ عورتوں سے شادی نہیں کرتا تھا۔ وہ حضرت عائشہ صدیقہؓ کے قریب آیا جب کہ اس کا اونٹ ان کے ساتھ تھا۔ جب حضرت عائشہؓ کو دیکھا جب کہ چھوٹی عمر سے ہی انہیں پہچانتا تھا۔ کہا اُم المومنینؓ اور اپنا منہ دوسری طرف کر لیا۔ انہیں اپنے اونٹ پر سوار کیا۔ پھر اونٹ کی لگام پکڑی اور آگے چلتے رہے یہاں تک کہ لوگوں تک جا پہنچے۔ نبی کریم ﷺ پڑاؤ ڈال چکے تھے جب کہ حضرت عائشہ صدیقہؓ کو نہ پایا۔ لوگوں نے باتیں بنائیں جو نبی کریم ﷺ تک جا پہنچیں۔ یہ بات نبی کریم ﷺ پر شاق گزری۔ آپ ﷺ نے حضرت عائشہؓ سے علیحدگی اختیار کر لی۔ اور ان کے بارے میں حضرت زید بن ثابتؓ اور دوسرے صحابہ سے مشورہ کیا۔ حضرت زیدؓ نے عرض کی: اسے رہنے دیں، ممکن ہے اللہ تعالیٰ اس میں کوئی نیا حکم دے۔ حضرت علیؓ ابن طالب نے کہا عورتیں بے شمار ہیں۔ حضرت عائشہ ایک رات عورتوں کے ساتھ باہر گئیں۔ اُم مسطحؓ کا پاؤں پھسلا تو اس نے کہا مسطحؓ برباد ہو۔ حضرت عائشہؓ نے کہا تو نے کتنی بری بات کی ہے۔ اُم مسطحؓ نے کہا کیا آپ جانتی نہیں کہ مسطحؓ نے کیا کہا ہے اور سب بات بتا دی۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ پر بے ہوشی طاری ہو گئی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان آیات کو نازل کیا۔

---

(۱) مسند ابی یعلیٰ، مسند ابی ھریرۃ، رقم (۶۱۲۵)
المعجم الکبیر، باب، ذکر ازواج النبی، (۱۶۵)

حضرت ابو بکر صدیقؓ مسطحؓ کو اپنا مال دیا کرتے، اس کے ساتھ صلہ رحمی کرتے اور نیکی کرتے۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے قسم اٹھالی کہ اسے کچھ بھی نہ دیں گے تو سورۂ نور کی آیت نمبر [22] نازل ہوئی۔ نبی کریم ﷺ نے حضرت ابو بکر صدیقؓ کو حکم دیا کہ وہ حضرت عائشہ صدیقہؓ کے پاس جائیں اور انہیں بشارت دیں۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ آئے اور انہیں انکی پاک دامنی کی خبر دی اور یہ بھی بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں آیات نازل فرمائی ہیں۔ حضرت عائشہ نے کہا اللہ کی حمد نہ آپ کی، نہ کہ آپ کے صاحب کی (۱)۔

امام طبرانیؒ اور ابن مردویہؒ نے اپنی سند سے حضرت عمرؓ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب سفر کا ارادہ کرتے تو اپنی بیویوں میں تین دفعہ قرعہ اندازی کرتے۔ جس کے نام قرعہ نکلتا اسے سفر پر ساتھ لے جاتے۔ جب رسول اللہ ﷺ غزوۂ بنی مصطلق کے لئے تشریف لے گئے تو رسول اللہ ﷺ نے اپنی ازواج میں قرعہ اندازی کی۔ قرعہ حضرت عائشہؓ اور اُم سلمہؓ کے نام نکلا۔ رسول اللہ ﷺ نے دونوں کو ساتھ لیا۔ ابھی لوگ راستہ میں ہی تھے تو حضرت ام سلمہؓ کا کجاوہ ایک طرف جھک گیا۔ لوگوں نے اونٹ بٹھایا تا کہ اس کے کجاوے کو درست کریں۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ قضائے حاجت کا ارادہ رکھتی تھیں۔ جب انہوں نے اپنے اونٹ بٹھائے۔ حضرت عائشہؓ نے کہا میں نے اپنے دل میں سوچا جتنے وقت میں یہ کجاوہ درست کرتے ہیں میں قضائے حاجت سے فارغ ہو آتی ہوں۔ میں کجاوے سے اتری لیکن صحابہ کو اس کا احساس نہ ہوا۔ میں بے آباد جگہ گئی تو میرا ہار ٹوٹ گیا۔ اس ہار کو جمع کرنے اور لڑی میں پرونے میں رکی رہی۔ لوگوں نے اپنے اونٹ اٹھائے اور چلے گئے۔ ان کا خیال تھا کہ میں کجاوے میں ہوں۔ میں نکلی تو کسی کو نہ دیکھا۔ میں انکے پیچھے چلی یہاں تک کہ میں تھک گئی۔ میں نے اپنے دل میں سوچا لوگ مجھے نہ پائیں گے تو میری تلاش میں واپس آئیں گے۔ میں راستہ پر کھڑی ہوگئی میرے پاس صفوان بن معطلؓ گزرے۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ سوال کیا تھا کہ ان کی ڈیوٹی ساقہ (ہانکنے والے یا پیچھے چلنے والے) پر لگا دیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کی ڈیوٹی اس پر لگا دی۔ جب لوگ چلتے تو یہ نماز پڑھتے رہتے۔ پھر ان کے پیچھے پیچھے چلتے۔ لوگوں سے جو چیز گر جاتی اسے اٹھا لیتے یہاں تک کہ اسکے مالک تک پہنچاتے۔ حضرت عائشہؓ نے کہا جب وہ میرے پاس سے گذرے تو مجھے مرد گمان کیا، کہا اے سونے والے اٹھو کیونکہ لوگ تو چلے گئے ہیں۔ میں نے کہا میں مرد نہیں ہوں میں عائشہ ہوں۔ تو حضرت صفوان بن معطلؓ نے کہا: ﴿اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ﴾۔ پھر اپنا اونٹ بٹھایا اس کا گھٹنہ باندھا پھر مجھ سے دور ہو گیا کہا اے ماں! اٹھو اور سوار ہو جاؤ۔ جب سوار ہو جاؤ تو مجھے بتا دینا۔ حضرت عائشہؓ نے کہا میں سوار ہو گئی، وہ واپس آئے، ڈھنگا کھولا، اپنا اونٹ

---

(۱) تفسیر الطبری، سورۃ النور، ۹: ۲۸۳

اُٹھایا اور اونٹ کی لگام پکڑی۔ حضرت عمرؓ نے کہا اس نے حضرت عائشہؓ سے کوئی گفتگو نہ کی یہاں تک کہ حضرت عائشہؓ کو رسول اللہ ﷺ تک لے آیا۔

حضرت عبداللہ بن ابی بن سلول نے لوگوں سے اس بارے میں باتیں کیں۔ کعبہ کے رب کی قسم! اس نے خوب اس بات کو عام کیا۔ اس مسئلہ میں اس کی مدد حضرت حسان بن ثابتؓ، حضرت مسطح بن اثاثہؓ اور حضرت حمنہؓ نے کی۔ پورے لشکر میں بات عام ہوگئی اور بات رسول اللہ ﷺ کو بھی پہنچ گئی۔ یہ بات رسول اللہ ﷺ کے دل میں ہی رہی یہاں تک کہ تمام لوگ مدینہ طیبہ پلٹ آئے۔ عبداللہ بن ابی منافق نے اس بات کو مدینہ طیبہ میں بھی خوب عام کیا جو رسول اللہ ﷺ کے لیے بڑا شاق گذرا۔

حضرت عائشہؓ نے کہا: ایک روز اُم مسطحؓ میرے پاس آئی۔ اس نے مجھے دیکھا کہ میں قضائے حاجت کے لیے جانا چاہ رہی ہوں۔ اس نے ایک لوٹا نما برتن لیا جس میں پانی تھا۔ وہ برتن گر گیا تو ام مسطح نے کہا مسطحؓ برباد ہو۔ حضرت عائشہؓ نے اس سے کہا سبحان اللہ! ایسے آدمی کو گالی دے رہی ہو جو بدری ہے جب کہ وہ تیرا بیٹا بھی ہے اُم مسطحؓ نے اس سے کہا تجھ پر قیامت گزر گئی اور تجھے کچھ خبر نہیں اور تمام واقعہ بتا دیا۔ حضرت عائشہؓ نے کہا جب اس نے مجھے بات بتائی تو مجھے بخار ہو گیا اور مجھے قضائے حاجت کا خیال ہی نہ رہا۔

حضرت عائشہؓ نے کہا میں اس سے قبل رسول اللہ ﷺ کی طرف سے کچھ سختی دیکھتی تھی لیکن نہ جانتی تھی کہ یہ سختی کیوں ہے۔ جب اُم مسطح نے مجھے بتایا تو مجھے پتہ چل گیا کہ اس سختی کی وجہ یہ ہے۔ جب رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے تو میں نے عرض کی مجھے اجازت دیجئے کہ میں اپنے میکے چلی جاؤں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: چلی جاؤ۔ حضرت عائشہؓ رسول اللہ ﷺ کے کاشانہ سے نکلیں یہاں تک کہ اپنے والد کے پاس آئیں حضرت ابوبکر صدیقؓ نے پوچھا کیا بات ہے؟ میں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے مجھے اپنے گھر سے نکال دیا ہے تو ابوبکر نے فرمایا: تجھے رسول اللہ ﷺ نے اپنے گھر سے نکال دیا اور میں تجھے پناہ دوں گا اللہ کی قسم! میں تجھے اس وقت تک پناہ نہیں دوں گا جب تک رسول اللہ ﷺ حکم نہ دیں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے پناہ دینے کا حکم دیا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے حضرت عائشہؓ سے فرمایا: اللہ کی قسم! دور جاہلیت میں بھی ہمارے بارے میں ایسی بات نہیں کی گئی تو اب یہ کیسے ہو سکتی ہے جب کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اسلام کی عزت سے نوازا ہے۔ عائشہؓ، ان کی والدہ ام رومان، حضرت ابوبکرؓ اور عبدالرحمٰن (۱) رضی اللہ عنہم

---

(۱) عبدالرحمٰن بن ابوبکر الصدیقؓ عبداللہ بن ابی قحافہ عثمان، القرشی التیمی، ابومحمد المدنی، زمانہ جاہلیت میں آپ کا نام عبدالکعبہ یا عبدالعزیٰ تھا، نبی کریم ﷺ نے تبدیل کر کے عبدالرحمٰن رکھ دیا تھا۔ بدر میں مشرکین کے ساتھ مسلمانوں کے خلاف لڑے تھے۔ فتح مکہ سے قبل اسلام قبول کیا اور مدینہ ہجرت کی۔ [تھذیب التھذیب، ۶: ۱۳۳ رقم (۳۰۰)]

اور ان کے ساتھ گھر کے دوسرے افراد بھی رونے لگے۔ یہ خبر رسول اللہ ﷺ تک پہنچی، آپ ﷺ منبر پر جلوہ افروز ہوئے۔ اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کی اور فرمایا: اے لوگو! جس نے مجھے اذیت دی ہے اس کے ساتھ کون میرے بارے میں انصاف کرے گا؟ حضرت سعد بن معاذؓ اٹھے اپنی تلوار کو سونت لیا۔ عرض کی! یارسول اللہ ﷺ میں آپ کی جانب سے انصاف کروں گا۔ اگر وہ اوس کے قبیلہ سے ہے تو میں اس کا سر لے آتا ہوں۔ اگر وہ خزرج سے ہے تو آپ ہمیں حکم دیں۔ سعد بن عبادہؓ اٹھ کھڑے ہوئے، کہا تو نے جھوٹ بولا ہے۔ اللہ کی قسم! تو اس کو قتل کرنے کی طاقت نہیں رکھتا۔ تم نے یہ اس لیے پسند کیا ہے کیونکہ ہمارے اور تمہارے درمیان دور جاہلیت میں دشمنی تھی۔ ایک نے پکارا: اے اوس! دوسرے نے کہا اے خزرج! وہ جوتوں، پتھروں اور طمانچوں سے ایک دوسرے کو مارنے لگے۔ حضرت اسید بن حضیرؓ (۱) اٹھے، کہا تم کیوں الجھ رہے ہو۔ یہ رسول اللہ ﷺ ہیں۔ آپ ﷺ ہمیں حکم دیں ہم اس پر عمل کریں گے خواہ کسی کی ناک خاک آلود ہو۔

حضرت جبرائیل امینؑ آئے جب کہ رسول اللہ ﷺ منبر پر جلوہ افروز تھے۔ جب وحی کا سلسلہ منقطع ہو گیا تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں وہ آیت تلاوت کر کے سنائی جو جبرائیل امین لائے تھے: ﴿وَاِنْ طَآئِفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا (۲)﴾ تو لوگ چیخنے لگے: اللہ تعالیٰ کا جو حکم ہے ہم اس پر راضی ہیں۔ وہ ایک دوسرے کی طرف اٹھے، ایک دوسرے سے چمٹ گئے، ایک دوسرے کو آوازیں دیں تو نبی کریم ﷺ منبر سے نیچے اتر آئے۔

حضرت عائشہؓ کے بارے میں وحی میں دیر ہو گئی۔ رسول اللہ ﷺ نے علی شیر خداؓ، حضرت اسامہ بن زیدؓ اور بریرہؓ کو بلا بھیجا۔ جب رسول اللہ ﷺ اپنے گھر والوں کے بارے میں مشورہ کرتے تو حضرت علیؓ اور حضرت اسامہ بن زیدؓ کے علاوہ کسی اور سے نہ کرتے۔ حضرت اسامہؓ کے ساتھ مشورہ حضرت زید بن ثابتؓ کی شہادت کے بعد ایسا ہوا۔ حضرت علیؓ سے فرمایا: تم حضرت عائشہؓ کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ جو لوگ باتیں کر رہے ہیں اس سے مجھے سخت دکھ ہوا ہے۔ حضرت علیؓ نے عرض کی! یارسول اللہ ﷺ لوگوں نے باتیں کیں۔، اب آپ ﷺ کے لیے اسے طلاق دینا حلال ہو چکا ہے۔ حضرت اسامہؓ سے فرمایا تو کیا کہتا ہے؟ حضرت اسامہؓ نے عرض کی! سبحان اللہ ہمیں کوئی حق نہیں

---

(۱) اسید بن حضیر بن سماک بن عتیک الانصاری، ابو یحییٰ، لیلۃ العقبہ میں حاضر رہے تھے۔ شریفانہ زندگی گزارنے میں آپ کی مثل مشہور ہے۔ زمانہ جاہلیت میں لکھنا پڑھنا جانتے تھے۔ جنگ بعاث کے دن قوم کا جھنڈا آپ کے پاس تھا۔ [التاریخ الکبیر، ۲: ۴۷ رقم (۶۱۴۰)۔ تھذیب الکمال، ۳: ۲۴۶ رقم (۵۱۷)]

(۲) القرآن الکریم، الحجرات، ۹

پہنچتا کہ ایسی بات کریں۔ یہ تو بڑا بہتان ہے۔ حضرت بریرہؓ سے پوچھا اے بریرہ! تو کیا کہتی ہے؟ عرض کی یارسول اللہ! ﷺ اللہ کی قسم! میں تو آپ کے گھر والوں کے بارے میں بھلائی ہی جانتی ہوں سوائے اسکے کہ وہ بہت زیادہ سونے والی ہے، وہ سو جاتی ہے یہاں تک بکری آتی ہے اور اس کا آٹا کھا جاتی ہے۔ اگر اس قسم کی کوئی بات ہوتی تو اللہ تعالیٰ ضرور آپ کو خبر دے دیتا۔ نبی کریم ﷺ وہاں سے چلے یہاں تک کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے مکان پر آئے اور حضرت عائشہ صدیقہؓ کے پاس آئے فرمایا: اگر تو نے ایسا کیا ہے تو مجھے بتا دو یہاں تک کہ میں تیرے لیے اللہ کی بارگاہ میں بخشش طلب کروں۔ حضرت عائشہؓ نے کہا: اللہ کی قسم! میں اس بارے میں کبھی بھی اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب نہ کروں گی۔ اگر میں نے ایسا کیا ہے تو اللہ تعالیٰ مجھے کبھی نہ بخشے۔ میری اور تمہاری مثال حضرت ابو یوسفؑ جیسی ہے، افسوس کی وجہ سے مجھے حضرت یعقوبؑ کا نام بھول گیا، انہوں نے عرض کیا تھا ﴿ اِنَّمَآ اَشْكُوْا بَثِّيْ وَحُزْنِيْٓ اِلَى اللّٰهِ وَاَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَالَا تَعْلَمُوْنَ ﴾(۱)

اسی اثناء میں کہ نبی کریم ﷺ حضرت عائشہ صدیقہؓ سے بات چیت کر رہے تھے حضرت جبرائیل امینؑ وحی لے کر تشریف لائے۔ نبی کریم ﷺ پر غنودگی طاری ہوگئی۔ جب وحی کا سلسلہ منقطع ہوگیا تو آپ ﷺ مسکرا رہے تھے۔ فرمایا: اے عائشہؓ اللہ تعالیٰ نے تیری پاک دامنی کے بارے میں حکم نازل کیا ہے۔ تو حضرت عائشہؓ نے کہا: اللہ کی تعریف نہ کہ آپ ﷺ کی۔

نبی کریم ﷺ نے حضرت عائشہؓ پر سورۃ نور کی ان آیات تک تلاوت کیا جن میں حضرت عائشہؓ کی پاک دامنی اور براءت کا ذکر کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: گھر چلو تو حضرت عائشہ صدیقہؓ نبی کریم ﷺ کے کاشانہ کی طرف چل پڑیں۔ رسول اللہ ﷺ مسجد کی طرف گئے۔ حضرت عبیدہ بن جراحؓ (۲) کو بلایا۔ انہوں نے لوگوں کو جمع کیا پھر نبی کریم ﷺ نے انہیں وہ آیات سنائیں جن میں حضرت عائشہؓ کی برأت کا ذکر تھا۔ نبی کریم ﷺ نے عبداللہ بن ابی کو بلا بھیجا۔ اسے لایا گیا نبی کریم ﷺ نے اس پر دو حدیں جاری کیں۔ حضرت حسانؓ، حضرت مسطحؓ اور حضرت حمنہؓ کی طرف آدمی بھیجا انہیں سخت کوڑے مارے گئے اور ان کی گردنوں میں ضربیں لگائیں۔

ابن عمرؓ نے فرمایا: جس نے رسول اللہ ﷺ کی ازواج مطہرات پر تہمت لگائی اس پر دو حدیں ہیں۔

---

(۱) القرآن الکریم، یوسف، ۱۸

(۲) ابوعبیدۃ بن الجراح [عامر بن عبداللہ بن الجراح] بن ھلال بن اُھیب، القرشی، القہری، مکہ میں پیدا ہوئے، قدیم الاسلام صحابی ہیں۔ غزوہ بدر، خندق وغیرہ غزوات میں شریک رہے تھے۔ آپ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔ آمین الأمۃ کے لقب سے یاد کیے جاتے ہیں۔ [الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ، ۳:۵۸۶ رقم (۴۴۰۳)۔۔ التاریخ الکبیر، ۶:۴۴۴ رقم (۲۹۴۲)]

حضرت ابوبکر صدیقؓ نے مسطحؓ کی طرف پیغام بھیج دیا: میں کبھی بھی تیرے ساتھ ایک درہم کے ساتھ صلہ رحمی نہیں کروں گا اور نہ ہی کبھی احسان کروں گا۔ پھر حضرت ابوبکر نے اسے دھتکار دیا اور اپنے گھر سے نکال دیا۔ تو سورۂ نور کی آیت نمبر 22 نازل ہوئی۔ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا: جب قرآن مجھے تیرے بارے میں حکم دیتا ہے تو میں تجھ پر پہلے سے دگنا احسان کروں گا۔ عبداللہ بن ابی کی بیوی بھی اس کے ساتھ منافق تھی تو قرآن حکیم کی آیت نازل ہوئی ﴿اَلْخَبِيْثٰتُ لِلْخَبِيْثِيْنَ وَالْخَبِيْثُوْنَ لِلْخَبِيْثٰتِ ۚ وَالطَّيِّبٰتُ لِلطَّيِّبِيْنَ﴾ یعنی عبداللہ کی منافق بیوی عبداللہ منافق کے لیے اور عبداللہ منافق اسکی منافق بیوی کے لیے اور حضرت عائشہؓ اور دوسری ازواج مطہرات نبی کریم ﷺ کیلئے (۱)۔

امام طبرانیؒ اور امام مردویہؒ نے حضرت ابوالیسر انصاریؓ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت عائشہ صدیقہؓ سے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تیری پاک دامنی کا حکم نازل فرمایا ہے۔ عرض کی: اللہ کی تعریف کرتی ہوں۔ آپ کی تعریف نہیں کرتی۔ رسول اللہ ﷺ حضرت عائشہؓ کے پاس سے نکلے اور عبداللہ بن ابی کو بلا بھیجا۔ اس پر دو حدیں جاری کیں۔ مسطحؓ اور حمنہؓ کی طرف آدمی بھیجا، انہیں بھی کوڑے مارے (۲)۔

امام طبرانیؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ جَآءُوْ بِالْاِفْكِ﴾ سے مراد وہ لوگ ہیں جنہوں نے ام المومنینؓ حضرت عائشہ صدیقہؓ پر جھوٹی تہمت لگائی۔ وہ افراد تم میں سے چار تھے ﴿لَا تَحْسَبُوْهُ شَرًّا لَّكُمْ ۭ بَلْ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ﴾ اس خَيْرٌ سے مراد ہے کہ رسول اللہ ﷺ کیلئے بہتر ہے۔ مومنوں کی عورتوں کی سردار کی برأت ہے، حضرت ابوبکرؓ، حضرت عائشہؓ کی والدہ اور صفوان بن معطلؓ کے لیے خیر ہے ﴿وَالَّذِيْ تَوَلّٰى كِبْرَهٗ مِنْهُمْ﴾ سے مراد عبداللہ بن ابی ہے، جس نے اس معاملے کو عام کرنے کا ارادہ کیا ﴿لَهٗ عَذَابٌ عَظِيْمٌ﴾ اس کے لیے دنیا میں حد قذف اور آخرت میں جہنم ٹھکانہ ہوگا۔ ﴿لَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بِاَنْفُسِهِمْ خَيْرًا وَّقَالُوْا هٰذَآ اِفْكٌ مُّبِيْنٌ﴾ اس کا مفہوم یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت بریرہؓ اور دوسری ازواج مطہرات سے مشورہ طلب کیا تو سب نے کہا ہم تو بھلائی ہی دیتی ہیں اور جو بات حضرت عائشہ صدیقہؓ کے متعلق کہی گئی ہے وہ واضح بہتان ہے ﴿لَوْلَا جَآءُوْ عَلَيْهِ بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ﴾ اگر بہتان لگانے والا چار گواہ

---

(۱) المعجم الکبیر، باب، ذکر ازواج النبی، رقم (۱۳۳)

(۲) المعجم الکبیر، باب، ذکر ازواج النبی، رقم (۱۶۳)

امام ہیثمیؒ نے اس حدیث کی سند پر بحث کرتے ہوئے لکھا ہے: رواہ الطبرانی وفیہ اسماعیل بن یحییٰ وھو کذاب] مجمع الزوائد ۹:۳۸۲ رقم (۱۵۳۰۰)

نہ لائے تو وہ اور جنہوں نے ان کی تائید کی ہے وہ سب جھوٹے ہیں ﴿فَاِذْلَمْ یَاْتُوْا بِالشُّهَدَآءِ فَاُولٰٓئِكَ عِنْدَ اللّٰهِ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ﴾ یہاں جھوٹ سے مراد یقینی جھوٹ ہے ﴿وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ﴾ سے مراد اللہ تعالیٰ نے تم پر احسان کیا اور تمہاری پردہ پوشی کی ہے اگر نہ ہوتا ﴿هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ﴾ اس بہتان سے مراد گھڑی ہوئی بات ہے جس طرح حضرت مریمؑ کے بارے میں فرمایا ﴿بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ يَعِظُكُمُ اللّٰهُ اَنْ تَعُوْدُوْا لِمِثْلِهٖٓ﴾ اس سے مراد مسطحؓ، حمنہؓ اور حسانؓ ہیں ﴿وَيُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ﴾ وہ آیات ہیں جو اللہ تعالیٰ نے حضرت عائشہ صدیقہؓ اور ان کی برأت کے بارے میں نازل فرمائیں ﴿وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ﴾ جس معاملہ میں تم پڑ چکے ہو اس کے متعلق تمہارے دلوں میں جو ندامت ہے اللہ تعالیٰ اسے جانتا ہے ﴿حَكِيْمٌ﴾ حد قذف میں اسی کوڑے مارنے کا حکم دینے میں حکمت ہے ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ يُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِيْعَ الْفَاحِشَةُ﴾ جو اس کے بعد اسے عام کرنے کا ارادہ کرتا ہے ﴿فِى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا﴾ اس سے مراد مصدقین میں سے پاک دامن مرد اور پاک دامن عورتیں ہیں ﴿لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ﴾ ان کے لیے تکلیف دہ عذاب ہے دنیا میں حد اور آخرت میں جہنم کا عذاب ہوگا ﴿وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ﴾ جس میں تم داخل ہوئے اس بارے میں عذاب کی جو شدت ہوگی اللہ تعالیٰ اسے جانتا ہے اور جس نے ایسا عمل کیا ہے اس پر اللہ تعالیٰ کی جو ناراضگی ہوگی تم اسے نہیں جانتے۔ ﴿وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ﴾ اللہ تعالیٰ نے تم پر جو فضل و رحمت نازل فرمائی ہے اگر وہ نہ ہو، کم ضمیر سے مراد مسطح، حمنہ اور حسان ہیں ﴿وَاَنَّ اللّٰهَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ﴾ وہ تمہارے اوپر شفقت فرمانے والا ہے کیونکہ تم شرمندہ ہوتے اور حق کی طرف لوٹ آتے ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا﴾ یہاں اٰمَنُوْا سے مراد ہے کہا کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی توحید کی تصدیق کی ﴿لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ﴾ یہاں خُطُوٰتِ سے مراد لغزشیں ہیں ﴿فَاِنَّهٗ يَاْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ﴾ یہاں فحشاء سے مراد اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہے اور منکر سے مراد ہر وہ عمل ہے جسے اللہ تعالیٰ ناپسند کرتا ہے ﴿وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ﴾ اس سے مراد ہے اللہ تعالیٰ نے تم پر فضل و رحمت نازل کی۔ ﴿مَا زَكٰى مِنْكُمْ مِّنْ﴾ اس سے مراد ہے تمہاری توبہ سے قبل تمہیں پاک نہیں کرے گا۔ ﴿وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يُزَكِّيْ مَنْ يَّشَآءُ﴾ پس میں نے چاہا کہ وہ تم پر نظر رحمت فرمائے ﴿وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ﴾ یعنی اللہ تعالیٰ تمہاری باتوں کو سن رہا ہے اور تمہارے اندر جو شرمندگی ہے اسے جانتا ہے (۱)۔ وَلَا يَاْتَلِ یعنی قسم نہ اٹھائیں اُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ یعنی ابو بکرؓ قسم نہ اٹھائیں

(۱) المعجم الکبیر، باب، ذکر ازواج النبی، رقم (۱۹۳)

کہ وہ مسطح پر خرچ نہیں کرے گا۔ ﴿اَنْ یُّؤْتُوْٓا اُولِی الْقُرْبٰی وَ الْمَسٰکِیْنَ وَ الْمُهٰجِرِیْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَلْیَعْفُوْا وَلْیَصْفَحُوْا﴾ اے ابوبکرؓ! میں نے تجھ میں فضل رکھ دیا، تیرے پاس خوشحالی اور اللہ کی پہچان رکھ دی۔ اے ابوبکرؓ! تو مسطح سے ناراض ہو گیا ہے اس کی تیرے ساتھ رشتہ داری ہے۔ اس نے ہجرت کی ہے، وہ محتاج ہے، وہ جنگوں میں شریک ہوا جن سے تو اس پر خوش ہوا۔ انہی میں سے غزوۂ بدر بھی ہے اَلَا تُحِبُّوْنَ اے ابوبکر! کیا تو یہ پسند نہیں کرتا کہ اللہ تعالیٰ تمہیں بخش دے پس تو مسطح کو بخش دے ﴿وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ﴾ جو غلطی کرتا ہے میں اسے بخشنے والا ہوں اور اپنے دوستوں پر رحم کرنے والا ہوں۔

﴿اِنَّ الَّذِیْنَ یَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ﴾ یہاں الْمُحْصَنٰتِ سے مراد پاکدامن عورتیں ہیں الْغٰفِلٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ سے مراد اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی تصدیق کرنے والیاں ہیں۔ حضرت حسان بن ثابتؓ نے حضرت عائشہؓ کے متعلق کہا:

حصان رزان ما تزن بریبة وتصبح غرثی من لحوم الغوافل (۱)

"وہ پاکدامن ہے اپنی جگہ پر قائم رہنے والی ہے، کسی شک کی بناء پر اسے متہم نہیں کیا جا سکتا اور وہ کسی پاکدامن کی عزت پر حملہ نہیں کرتی"۔

حضرت عائشہؓ نے کہا لیکن تو ایسا نہیں ہے ﴿لُعِنُوْا فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَةِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِیْمٌ﴾ انہیں ایمان سے اسطرح خارج کر دیا جس طرح سورۂ احزاب میں منافقوں کے بارے میں فرمایا ﴿مَّلْعُوْنِیْنَ اَیْنَمَا ثُقِفُوْٓا اُخِذُوْا وَقُتِّلُوْا تَقْتِیْلًا﴾ (۲) ﴿وَالَّذِیْ تَوَلّٰی کِبْرَهٗ﴾ یہاں کبر سے مراد بہتان اور اسکا عام کرنا ہے اور ﴿الَّذِیْ تَوَلّٰی﴾ مراد عبداللہ بن ابی ہے۔ (۳) ﴿یَوْمَ تَشْهَدُ عَلَیْهِمْ اَلْسِنَتُهُمْ وَاَیْدِیْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ بِمَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ﴾ یعنی اللہ تعالیٰ ان کی زبانوں پر مہر لگا دے گا اور انکے اعضاء گواہی دینگے اور اعضاء

---

(۱) المعجم الکبیر، باب، ذکر ازواج النبی، رقم (۱۷۵)
المعجم الکبیر، باب، ذکر ازواج النبی، رقم (۱۷۶)
المعجم الکبیر، باب، ذکر ازواج النبی، رقم (۱۷۷)
حسان بن ثابت، دار الکتاب العربی، بیروت، دیوان حسان بن ثابتؓ، ص، ۸۸
تاریخ دمشق، ۱۲:۳۹۶

(۲) القرآن الکریم، الاحزاب، ۶۱

(۳) المعجم الکبیر، باب، ذکر ازواج النبی، رقم (۱۸۰)

مالکوں کے خلاف گواہی دینگے۔اسکی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے کہا: آؤ کہ ہم اللہ تعالیٰ کے نام کی قسمیں اٹھائیں کہ ہم مشرک نہ تھے۔اللہ تعالیٰ انکی زبانوں پر مہر لگا دے گا اور انکے اعضاء نے جو کچھ کیا ہوگا وہ اسکے بارے میں گواہی دیں گے پھر زبانیں بھی انکے خلاف گواہی دیں گی۔﴿یَوْمَئِذٍ یُّوَفِّیْهِمُ اللّٰهُ دِیْنَهُمُ الْحَقَ﴾ اللہ تعالیٰ انہیں انکے اعمال پر بدلہ دے گا جس طرح اللہ تعالیٰ اپنے دوستوں کو ثواب کی جزا عطا فرمائے گا اسی طرح اپنے دشمنوں کو عذاب کے ساتھ جزا دے گا جسطرح سورۂ فاتحہ میں فرمایا﴿مٰلِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ (۱)﴾ یہاں یَوْمِ الدِّیْنِ سے مراد جزاء ہے۔﴿وَیَعْلَمُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ الْمُبِیْنُ﴾ وہی قیامت کے دن جان لیں گے کہ اللہ تعالیٰ ہی حق مبین ہے۔اسکی وجہ یہ ہے کہ عبداللہ بن ابی کو دنیا میں شک تھا اور وہ منافقوں کا سردار تھا اس لیے فرمایا ﴿یَوْمَئِذٍ یُّوَفِّیْهِمُ اللّٰهُ دِیْنَهُمُ الْحَقَ﴾ اور ابن سلول جان جائے گا﴿اَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ الْمُبِیْنُ﴾ یعنی شک ختم ہوجائے گا اور یقین حاصل ہوجائے گا جب اسے شک نفع نہ دے گا۔﴿اَلْخَبِیْثٰتُ لِلْخَبِیْثِیْنَ﴾ اس سے مراد عبداللہ بن ابی اور اللہ تعالیٰ کے بارے میں شک کرنے والے ہیں اور وہ لوگ ہیں جو حضرت عائشہ صدیقہؓ پر تہمت لگاتے ہیں﴿وَالطَّیِّبٰتُ لِلطَّیِّبِیْنَ﴾ یعنی حضرت عائشہؓ کو اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ کیلئے پسند کیا۔حضرت جبرائیل امین ریشم کے کپڑے میں انہیں لائے جب کہ ابھی حضرت عائشہؓ کی ان کی ماں کے رحم میں تصویر بھی نہ بنی تھی اور یہ پیغام دیا: یہ عائشہ بنت ابوبکرؓ ہے جو دنیا اور آخرت میں رسول اللہ ﷺ کی بیوی ہوگی اور یہ حضرت خدیجہ کے عوض میں ہوگی۔حضرت خدیجہؓ کے وصال کے وقت رسول اللہ ﷺ کو حضرت عائشہؓ کی بشارت دی گئی اور حضرت عائشہؓ کی وجہ سے آپ ﷺ کی آنکھیں ٹھنڈی ہوئیں۔﴿وَالطَّیِّبُوْنَ لِلطَّیِّبٰتِ﴾ سے مراد رسول ﷺ کی ذات ہے۔اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اپنے لیے پسند فرمایا اور اولاد آدم کا سردار بنایا اور لِلطَّیِّبٰتِ سے مراد حضرت عائشہؓ ہیں﴿اُولٰٓئِكَ مُبَرَّءُوْنَ مِمَّا یَقُوْلُوْنَ﴾ اللہ تعالیٰ نے حضرت عائشہؓ کو عبداللہ بن ابی کے جھوٹ سے بری کردیا﴿لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ﴾ کیلئے دنیا میں حفاظت اور آخرت میں بخشش ہے اور﴿رِزْقٌ كَرِیْمٌ﴾ سے مراد جنت اور عظیم ثواب ہے(۲)۔

امام ابن ابی حاتمؒ اور طبرانیؒ نے حضرت سعید بن جبیرؒ سے﴿اِفْكٌ﴾ کا معنی جھوٹ نقل کیا ہے اور عُصْبَةٌ سے مراد عبداللہ ابن ابی، مسطح بن اثاثہؓ، حسان بن ثابتؓ اور حمنہ بنت جحشؓ ہیں﴿لَا تَحْسَبُوْهُ شَرًّا لَّكُمْ﴾ سے مراد

---

(۱) القرآن الکریم، الفاتحہ، ۲

(۲) المعجم الکبیر، باب، ذکر ازواج النبی، رقم (۱۶۸)

عائشہؓ اور صفوانؓ ہے یعنی جو جھوٹ تمہارے متعلق کہا گیا ہے اسے برائی گمان نہ کرو بلکہ وہ تمہارے حق میں بہتر ہے کیونکہ اس پر تمہیں اجر دیا جائے گا جس آدمی نے بھی حضرت عائشہ صدیقہؓ کے معاملے میں حصہ لیا اس کے مطابق اس نے گناہ کمایا۔ جس نے تہمت لگائی وہ ابن ابی منافقوں کا سردار ہے۔ اسی نے یہ بات کی، نہ حضرت عائشہؓ اس مرد سے بری اور نہ ہی یہ مرد حضرت عائشہؓ سے بری ہے۔ اس منافق الزام لگانے والے کے لیے بڑا عذاب ہے۔ اس آیت میں تمام مسلمانوں کے لیے بہت بڑی عبرت ہے۔ جب ان میں کوئی غلطی واقع ہو جس نے اس گناہ میں عملی یا قولی مدد کی ہے اس کے لیے تیار ہوا یا اسے یہ اچھی لگی یا اس پر راضی ہوا تو وہ اس گناہ کا اتنا ذمہ دار ہوگا جتنا اس کا حصہ ہوگا۔ جب گناہ مسلمانوں کے درمیان واقع ہوا تو جو حاضر تھا اور اسے ناپسند کیا تو اس کی مثال غائب کی طرح ہے۔ جو غائب تھا اس پر راضی ہوا تو اسکی مثال موجود کی طرح ہے ﴿لَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ﴾ کیوں ہوا جب تم نے حضرت عائشہؓ اور حضرت صفوانؓ کے بارے میں تہمت کو ﴿ظَنَّ الْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ﴾ مومنات کا ذکر اس لیے ہوا کیونکہ الزام لگانے والوں میں حمنہ بنت جحشؓ بھی تھی یعنی تم نے اسے کیوں نہیں جھٹلایا ﴿بِاَنْفُسِهِمْ خَيْرًا﴾ ان میں سے بعض نے بعض کے متعلق کیوں خیر کا گمان نہیں کیا کہ وہ بدکاری نہیں کر سکتے ﴿وَّقَالُوْا هٰذَآ اِفْكٌ مُّبِيْنٌ﴾ انہوں نے یہ کیوں نہیں کہا یہ تہمت واضح جھوٹ ہے ﴿لَوْلَا جَآءُوْ عَلَيْهِ﴾ ضمیر سے مراد جھوٹی تہمت ہے ﴿بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ﴾ یعنی وہ کیوں چار گواہ نہ لائے جب وہ چار گواہ نہیں لائے جنہوں نے حضرت عائشہؓ پر جھوٹی تہمت لگائی تو وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اپنی بات میں جھوٹے ہیں ﴿وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ﴾ یعنی اگر دنیا اور آخرت میں تم پر اللہ تعالیٰ کا فضل اور رحمت نہ ہوتی کہ تمہاری سزا کو مؤخر کیا جو تم نے جھوٹی تہمت لگائی تو تمہیں بڑا عذاب پہنچتا ﴿اِذْ تَلَقَّوْنَهٗ بِاَلْسِنَتِكُمْ﴾ اس کی صورت یہ تھی جب وہ حضرت عائشہؓ کے معاملہ میں شامل ہوئے، کسی نے کہا میں نے فلاں کو یہ کہتے ہوئے سنا بعض نے کہا بلکہ یہ اس اس طرح ہوا یعنی تم میں سے بعض ایک دوسرے کو بیان کرتے ہو اور اپنی زبانوں سے وہ کچھ کہتے جاتے ہو جس کا تمہیں کوئی علم نہیں کہ جو کچھ تم نے کہا ہے وہ حق ہے اور تم یہ گمان کرتے ہو کہ تہمت لگانا چھوٹا گناہ ہے جب کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ جھوٹ سے بڑا گناہ ہے، ایسا یوں نہیں ہوا جب تم نے تہمت کا سنا تو تم یہ کہہ دیتے کہ ہمیں زیب نہیں دیتا کہ ہم ایسی بات کریں جو ہماری آنکھوں نے دیکھی ہی نہیں۔ اے اللہ! تو ہر عیب سے پاک ہے یعنی تم نے یہ کیوں نہیں کہہ دیا کہ یہ تو بہت بڑا جھوٹ ہے جس طرح حضرت سعد بن معاذ انصاریؓ نے کہا تھا کیونکہ حضرت سعدؓ نے جب اس آدمی کی بات سنی جس نے حضرت عائشہؓ پر تہمت لگائی تھی تو کہا تھا ﴿سُبْحٰنَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ﴾ بہتان اسے کہتے ہیں جو مبہوت کر دے اور وہ ایسی بات کرے جو وقوع پذیر نہ ہوئی ہو۔ اللہ تعالیٰ تمہیں نصیحت کرتا ہے کہ اس قسم کی بات یعنی جھوٹی تہمت دوبارہ نہ لگانا۔ اگر تم توحید و رسالت کی تصدیق کرنے والے ہو اور اللہ تعالیٰ تمہارے لیے مواعظ میں سے جن چیزوں کا ذکر کیا گیا ہے ان کو بیان کرتا ہے۔ جو لوگ یہ پسند کرتے ہیں کہ بے حیائی عام ہو جائے اور بدکاری غالب

آجائے ان کے لیے دنیا میں عذاب یعنی حد ہے اور آخرت میں جہنم کا عذاب ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کا فضل تم پر نہ ہوتا تو جو تم نے حضرت عائشہؓ کے بارے میں کہا ہے تو وہ اس پر تمہیں سزا دیتا، بے شک اللہ تعالیٰ رؤف ورحیم ہے۔ جب اس نے تمہیں معاف کر دیا اور تمہیں کوئی سزا نہ دی جو آدمی شیطان کی آراستہ کردہ چیزوں کی پیروی کرتا ہے تو وہ نافرمانیوں اور ناپسندیدہ باتوں کا حکم دیتا ہے جیسی ناپسندیدہ بات حضرت عائشہؓ کے متعلق کہی گئی۔ اگر اللہ تعالیٰ کا تم پر فضل اور رحمت نہ ہوتی تو کوئی اپنے آپ کو درست نہ کرتا لیکن اللہ تعالیٰ جس کے حق میں چاہتا ہے اس کو درست فرما دیتا ہے۔

جب اللہ تعالیٰ نے حضرت عائشہؓ کی پاک دامنی کا حکم نازل فرمایا اور ان کی براءت کر دی اور ان لوگوں کو جھٹلا دیا جنہوں نے حضرت عائشہؓ پر تہمت لگائی تھی تو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے یہ قسم اٹھائی کہ وہ آئندہ کبھی بھی مسطحؓ سے صلہ رحمی نہیں کرے گا کیونکہ مسطحؓ ان لوگوں میں سے تھا جس نے حضرت عائشہؓ پر تہمت کا دعویٰ کیا تھا۔ مسطحؓ مہاجرین اولین میں سے تھا اور وہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی خالہ کا بیٹا تھا وہ آپ کے ہاں ہی بطور یتیم پرورش پا تا رہا تھا حضرت ابوبکر صدیقؓ نے یہ قسم اٹھا دی کہ وہ مسطحؓ سے صلہ رحمی نہیں کریں گے تو حضرت ابوبکر صدیقؓ کے بارے میں ﴿وَلَا يَأْتَلِ أُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ﴾ آیت نازل ہوئی یعنی تم میں سے غنی یعنی ابوبکر صدیق قسم نہ اٹھائیں کہ وہ قریبی رشتہ داروں یعنی مسطح بن اثاثہؓ کو کچھ نہ دیں گے جو حضرت ابوبکر صدیقؓ کا قریبی رشتہ دار اور انکی خالہ کا لڑکا ہے جو محتاج ہے اور اللہ کی راہ میں ہجرت کرنے والا ہے۔ پس چاہیے کہ مسطح سے درگذر کیا جائے کیا تم یہ پسند نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں بخش دے۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ سے فرمایا: تم یہ پسند نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں بخش دے۔ عرض کی کیوں نہیں یا رسول اللہ! ﷺ فرمایا مسطح کو معاف کر دو اور اس سے درگزر کرو۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے معاف کیا اور درگزر سے کام لیا۔ کہا: میں آج کے بعد کسی کو احسان سے محروم نہیں کروں گا ﴿إِنَّ الَّذِينَ يَرْمُونَ﴾ سے مراد وہ لوگ ہیں جنہوں نے ان عورتوں پر بدکاری کی تہمت لگائی جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والی ہیں اور پاکدامن ہیں۔ وہ بدکاری جیسے اعمال سے غافل ہیں جیسے حضرت عائشہ وہ سچ بولنے والی ہیں۔ جن لوگوں نے ایسی تہمت لگائی انہیں دنیا و آخرت میں عذاب دیا جائے گا جیسے عبداللہ بن ابی منافق ہے۔ اس لیے اس کے لیے بہت بڑا عذاب ہے۔

جن لوگوں نے حضرت عائشہؓ پر تہمت لگائی قیامت کے دن ان کی زبانیں ان پر گواہی دیں گی اللہ تعالیٰ انہیں عدل کے مطابق پورا پورا بدلہ دے گا۔ ان پر کوئی ظلم نہیں کرے گا اور وہ جانتے ہیں کہ وہ ہی واضح عدل فرمانے والا ہے۔ ﴿الْخَبِيثَاتُ﴾ یعنی حضرت عائشہؓ پر جھوٹی تہمت لگانے کا فعل ان مردوں اور عورتوں کے لیے ہے جنہوں نے تہمت لگائی اور ﴿الْخَبِيثُونَ﴾ یعنی مرد اور عورتیں ایسی ہی بری باتوں کیلئے ہیں۔ کیونکہ ایسے انسانوں کو ایسی بات زیبا

ہے اور اچھی بات اچھے مردوں اور عورتوں کیلئے ہے یعنی وہ جو مؤمن مردوں اور عورتوں کے بارے میں اچھا گمان کرتے ہیں اور ﴿ الطَّيِّبُونَ ﴾ یعنی اچھے مرد اور اچھی عورتیں اچھے کلام کیلئے ہیں کیونکہ اچھا کلام انہیں ہی زیب دیتا ہے۔ یہی اچھے مرد اور اچھی عورتیں بری باتیں کرنے سے بری ہیں۔ انہیں لوگوں کیلئے مغفرت اور جنت میں اچھا رزق ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت عائشہؓ کی پاکدامنی کا اعلان کر دیا تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں اپنے ساتھ ملا لیا اور حضرت عائشہؓ جنت میں بھی آپ ﷺ کی بیویوں میں سے ہوں گی (۱)۔

امام طبرانیؒ اور ابن مردویہؒ نے حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے میری پاکدامنی کا حکم نازل کیا۔ قریب تھا کہ میری وجہ سے امت ہلاک ہو جاتی۔ جب رسول اللہ ﷺ سے وحی کا سلسلہ منقطع ہو گیا اور فرشتہ چلا گیا تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ سے فرمایا اپنی بیٹی کے پاس جاؤ۔ اسے آگاہ کرو کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان سے اسکی پاکدامنی کا حکم نازل فرمایا ہے۔ تو میرے والد دوڑتے ہوئے آئے، قریب تھا کہ وہ گر پڑتے، کہا اے بیٹی! مبارک ہو میرے ماں باپ تجھ پر قربان! اللہ تعالیٰ نے تیری پاکدامنی کا حکم نازل کیا ہے۔ میں نے کہا اللہ کی تعریف نہ آپ کی نہ آپ کے صاحب کی، جس نے آپ کو بھیجا ہے۔ پھر رسول اللہ ﷺ داخل ہوئے، میرا بازو پکڑا اور اپنے ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے کہا: اس طرح حضرت ابوبکر صدیقؓ نے جاتا پکڑا تاکہ مجھے ماریں۔ میری ماں نے انہیں ایسا کرنے سے منع کیا۔ رسول اللہ ﷺ مسکرا دیے۔ فرمایا میں تجھے قسم دیتا ہوں کہ تو ایسا نہ کرے گا (۲)۔

امام ابن جریرؒ اور ابن مردویہؒ نے حضرت عائشہؓ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ کی قسم! مجھے یہ اُمید نہ تھی کہ میرے بارے میں وحی نازل ہوگی اور نہ میں اس کی طمع کرتی تھی۔ لیکن میں یہ اُمید رکھتی تھی کہ رسول اللہ ﷺ کوئی خواب دیکھیں گے تو ان کے دل میں جو بات ہے وہ جاتی رہے گی۔ رسول اللہ ﷺ نے حبشی لونڈی سے بھی پوچھا

---

(۱) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النور، ۲۵۴۷ رقم (۱۴۲۲۷)

المعجم الکبیر، باب: ذکر ازواج الرسول ﷺ، رقم (۱۷۱-۱۷۳)

(۲) المعجم الکبیر، باب: ذکر ازواج الرسول ﷺ رقم (۱۵۵)

تھا۔اس نے کہا تھا اللہ کی قسم! عائشہؓ تو سونے کی پاکیزگی سے بھی پاک ہے۔صرف اتنی ہی بات ہے: وہ سو جاتی ہے یہاں تک کہ بکری آتی ہے اور اس کا آٹا کھا جاتی ہے۔اللہ کی قسم! اگر وہ بات سچی ہوگی جو لوگ کہتے ہیں تو اللہ تعالیٰ آپ کو باخبر کردے گا۔لوگ اس حبشی عورت کی سمجھداری سے مستعجب ہوئے (۱)۔

امام طبرانیؒ نے حضرت حکم بن عتبہؒ (۱) سے روایت نقل کی ہے کہ جب لوگ حضرت عائشہؓ کے معاملہ میں پڑ گئے۔رسول اللہ ﷺ نے حضرت عائشہؓ کی طرف پیغام بھیجا، پوچھا اے عائشہؓ! لوگ کیا کہتے ہیں؟ حضرت عائشہؓ نے جواب دیا؟ لوگ جو کچھ کہہ رہے ہیں اس پر کوئی معذرت نہیں کروں گی یہاں تک کہ آسمان سے میری پاکدامنی کا حکم نازل ہو۔تو اللہ تعالیٰ نے سورۂ نور کی پندرہ آیات نازل فرمائیں۔پھر ان آیات کی تلاوت کی یہاں تک کہ اَلْخَبِيْثٰتُ لِلْخَبِيْثِيْنَ تک پہنچیں (۲)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت سعید بن جبیرؒ سے روایت نقل کی ہے کہ جن لوگوں نے حضرت عائشہ صدیقہؓ پر جھوٹی تہمت لگائی۔انہیں جھٹلانے اور حضرت عائشہؓ کی براءت کے اظہار کے لئے لگا تار اٹھارہ آیات نازل فرمائیں (۳)۔

امام بزارؒ، طبرانیؒ اور ابن مردویہؒ نے صحیح سند کے ساتھ حضرت عائشہؓ سے روایت نقل کی ہے جب مجھ پر تہمت لگائی گئی تو میں نے ارادہ کیا کہ میں ایک بے آباد کنویں پر آؤں اور اس میں اپنے آپ کو گرادوں (۴)۔

امام بزارؒ نے صحیح سند کے ساتھ حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت نقل کی ہے: جب حضرت عائشہ صدیقہؓ کی پاکدامنی کا حکم نازل ہوا تو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے ان کے سر کا بوسہ لیا تو حضرت عائشہؓ نے کہا آپ نے میری پاکدامنی کا ذکر کیوں نہیں کیا؟ تو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے جواب دیا کون سا آسمان مجھ پر سایہ کرتا اور کون سی زمین

---

(۱) حکم بن عتبۃ الکندی، الکوفی ابو محمد، شیخ الکوفۃ، آپ ایک ثقہ راوی تھے۔ابراہیم النخعی کے ہم عمر تھے۔تدلیس کے الزمات بھی آپ پر لگائے گئے ہیں۔[تذکرۃ الحفاظ، ۱:۱۱۸ رقم (۱۰۲)]

(۲) المعجم الکبیر، ذکر ازواج الرسول، رقم (۲۵۱)

(۳) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النور، ۸:۲۵۴۴ رقم (۱۴۲۰۷)

(۴) المعجم الکبیر، ذکر ازواج الرسول، رقم (۱۵۷)۔۔امام طبرانیؒ نے اس حدیث کی سند پر بحث کرتے ہوئے لکھا ہے: لم یروا ھذا الحدیث عن ایوب الاحماد بن زید و لاعن حماد خالدبن خداش، المعجم الاوسط، ۱:۱۸۴ رقم (۵۸۲)

مجھے اٹھاتی اگر میں ایسی بات کرتا جس کا مجھے علم ہی نہ ہوتا (۱)۔

امام احمدؒ نے حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت نقل کی ہے کہ جب میری پاکدامنی کا حکم آسمان سے نازل ہوا تو نبی کریم ﷺ میرے پاس تشریف لائے، مجھے اس بارے میں بتایا۔ میں نے کہا میں اللہ کی تعریف کروں گی۔ آپ کی تعریف نہ کروں گی (۲)۔

امام عبدالرزاقؒ، امام احمدؒ، عبد بن حمیدؒ، ابوداؤدؒ، ترمذیؒ (جب کہ ترمذیؒ نے اسے احسن قرار دیا ہے) امام نسائیؒ، ابن ماجہؒ، ابن منذرؒ، ابن مردویہؒ، طبرانیؒ اور بیہقیؒ نے دلائل میں حضرت عائشہؓ سے روایت نقل کی ہے کہ جب میری پاکدامنی کا حکم نازل ہوا تو رسول اللہ ﷺ منبر پر جلوہ افروز ہوئے۔ اس معاملہ کا ذکر کیا اور قرآن حکیم کی تلاوت کی۔ جب آپ منبر سے نیچے اترے آپ ﷺ نے دو مردوں اور ایک عورت کے بارے میں حکم دیا تو ان پر دو حدیں جاری کی گئیں (۳)۔

امام ابن جریرؒ نے حضرت محمد بن عبداللہ بن جحشؓ (۴) سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عائشہؓ اور حضرت زینبؓ نے باہم فخر کیا۔ حضرت زینبؓ نے کہا میں ہوں جس کی شادی کا حکم نازل ہوا۔ حضرت عائشہؓ نے کہا میں ہوں جس کی پاکدامنی کا حکم اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں نازل کیا۔ جب ابن معطلؓ نے مجھے اپنی سورای پر سوار کیا تھا۔ حضرت زینبؓ

---

(۱) روح المعانی، سورۃ النور، ۱۸:۱۲۱

(۲) مسند احمد، کتاب: باقی مسند الانصار، باب: حدیث السیدۃ عائشہؓ رقم (۲۳۹۳)

(۳) مسند احمد، کتاب: باقی مسند الانصار، باب: حدیث السیدۃ عائشہؓ رقم (۲۴۱۱۲)
سنن ابی داود، کتاب: الحدود، باب: حد قذف، رقم (۴۴۷۴)۔۔۱
سنن الترمذی، کتاب: تفسیر القرآن عن رسول اللہ ﷺ، باب: ومن سورۃ النور، رقم (۳۱۸۱)
سنن النسائی الکبریٰ، ۴:۳۲۵ رقم (۷۳۵۱)
سنن ابن ماجۃ: کتاب: الحدود، باب: حد القذف، رقم (۲۵۶۷)
المعجم الکبیر: ذکر ازواج الرسول ﷺ منھن، رقم (۲۶۳)
امام ترمذیؒ نے مذکورہ حدیث کی سند کے بارے میں فرمایا ہے: قال ابو عیسیٰ ھذا حدیث حسن غریب لانعرف من حدیث محمد بن اسحاق. [سنن الترمذی: کتاب: تفسیر القرآن عن رسول اللہ ﷺ، باب: ومن سورۃ النور، رقم (۳۱۸۱)]۔ شیخ الالبانیؒ نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔ [الالبانی، ناصر الدین، صحیح الترمذی، ج ۳، ص ۸۴]

(۴) محمد بن عبداللہ بن جحش بن رئاب الاسدی، آپ صحابی رسول اللہ ﷺ ہیں۔ آپ نے اپنے والد اور چچا کے ساتھ ہجرت کی تھی۔ آپ مدینہ میں وفات پا گئے تھے۔ [الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ، ۶:۲۱ رقم (۷۷۹۰)]

نے کہا اے عائشہؓ! جب تو اونٹ پر سوار ہوئی تھی تو تو نے کیا کہا تھا۔ حضرت عائشہؓ نے کہا میں نے کہا تھا ﴿حَسْبِیَ اللّٰہُ وَ نِعْمَ الْوَکِیْلُ﴾ حضرت زینبؓ نے کہا تو نے مومنوں والی بات کہی (۱)۔

امام بخاریؒ اور ابن مردویہؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ حضرت عائشہؓ کی خدمت میں ان کی موت سے پہلے حاضر ہوئے جب کہ وہ بے بس ہو چکی تھی، پوچھا کیسا حال ہے؟ جواب دیا اگر بچ گئی تو سب خیر۔ حضرت ابن عباسؓ نے کہا آپؓ بہت بہتر حال میں ہیں، رسول اللہ ﷺ کی زوجہ ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے آپ کے سوا کسی باکرہ سے نکاح نہیں کیا اور آپؓ کی پاکدامنی کا حکم آسمان سے نازل ہوا ہے (۲)۔

امام حاکمؒ نے حضرت عائشہؓ سے روایت نقل کی ہے جب کہ حاکمؒ نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ مجھ میں نو خصلتیں ہیں جو کسی اور میں نہیں سوائے حضرت مریمؑ کے اللہ تعالیٰ نے انہیں یہ عطا فرمائیں۔ فرشتہ رسول اللہ ﷺ کے پاس میری صورت لایا، رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے عقد نکاح کیا جب کہ میری عمر سات سال تھی۔ مجھے آپ کی خدمت میں بھیج دیا گیا جب کہ میری عمر نو سال تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے شادی کی جب کہ میں باکرہ تھی۔ وحی آئی تھی جب کہ میں اور آپ ﷺ ایک بستر میں ہوتے، میں لوگوں میں آپ ﷺ کو زیادہ محبوب تھی، میرے بارے میں قرآن پاک میں آیات نازل ہوئیں۔ قریب تھا کہ امت اس وجہ سے ہلاک ہو جاتی۔ میں نے جبرائیل امین کو دیکھا جب کہ میرے سوا ازواج مطہرات میں سے کسی نے آپ کو نہیں دیکھا، رسول اللہ ﷺ کی روح میرے گھر میں قبض کی گئی، میرے اور فرشتے کہ سوا اس وقت کوئی بھی نہ تھا (۳)۔

امام ابن سعدؒ نے حضرت عائشہؓ سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے ازواج مطہرات پر دس چیزوں میں فضیلت حاصل ہے، پوچھا گیا اے اُم المومنینؓ! وہ کیا ہیں؟ حضرت عائشہؓ نے جواب دیا نبی کریم ﷺ نے میرے سوا کسی ایسی عورت سے شادی نہیں کی جس کے دونوں والدین نے ہجرت کی ہو۔ اللہ تعالیٰ نے میری برأت کا حکم آسمان سے نازل کیا۔ جبرائیل امین آسمان سے میری تصویر نبی کریم ﷺ کے پاس ریشم کے کپڑے میں لائے اور کہا اس سے شادی کرو، یہ آپ کی بیوی ہے۔ میں اور آپ ﷺ ایک ہی برتن سے غسل کرتے۔ رسول ﷺ میرے سوا ازواج مطہرات

---

(۱) تفسیر الطبری، سورۃ النور، ۹: ۲۷۷ رقم (۲۵۸۴۶)

(۲) صحیح بخاری، کتاب: تفسیر القرآن، باب: ولولا اذ سمعتموہ قلتم مایکون لنا، رقم (۴۴۷۶)

(۳) مستدرک، کتاب: معرفۃ الصحابۃ، باب: تسمیۃ ازواج النبی ﷺ، رقم (۶۷۳۰)

امام حاکمؒ نے اس حدیث کو صحیح الاسناد قرار دیا ہے۔ [المستدرک، رقم (۶۷۳۰)۔۔ امام ذہبیؒ نے اس حدیث کو [صحیح] قرار دیا ہے۔ [تعلیقات الذھبی علی المستدرک، رقم (۶۷۳۰)]

میں سے کسی کے ساتھ ایسا نہ کرتے۔ آپ نماز پڑھتے جب کہ میں آپ کے سامنے ہوتی جب کہ رسول ﷺ یہ عمل کسی اور کے ساتھ نہ کرتے۔ آپ ﷺ پر وحی نازل ہوتی۔ جب کہ میں آپ کے پاس ہوتی میرے سوا ازواج مطہرات میں سے کسی کی موجودگی میں آپ پر وحی نازل نہ ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی روح کو قبض کیا جب کہ آپ میرے سینے سے ٹیک لگائے ہوئے تھے۔ رسول ﷺ کا وصال اسی روز ہوا جس روز میری باری ہوتی تھی اور رسول ﷺ کو میرے گھر میں ہی دفن کیا گیا(۱)۔

امام ابن ابی شیبہؒ، عبد بن حمیدؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور طبرانیؒ نے حضرت مجاہدؒ سے ﴿ اِنَّ الَّذِیْنَ جَآءُ وْ بِالْاِفْكِ ﴾ کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت عائشہؓ پر بہتان لگانے والے عبداللہ بن ابی، مسطحؓ اور حسانؓ تھے(۲)۔

امام ابن جریرؒ اور ابن منذرؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جن لوگوں نے حضرت عائشہؓ پر بہتان لگایا وہ حسانؓ، مسطحؓ، حمنہ بنت جحشؓ اور عبداللہ بن ابی تھے(۳)۔

امام ابن جریرؒ اور ابن منذرؒ نے حضرت عروہؒ(۴) سے روایت نقل کی ہے کہ عبدالملک بن مروان(۵) نے حضرت عروہؒ کو خط لکھا جس میں یہ سوال کیا کہ وہ کون لوگ تھے جنہوں نے حضرت عائشہؓ پر بہتان لگایا تھا؟ حضرت عروہؒ نے اسے جواب دیا اس میں صرف حسان بن ثابتؓ، مسطحؓ، حمنہ بنت جحشؓ تھے۔ کہا ان کے علاوہ کا مجھے علم نہیں(۶)۔

---

(۱) الطبقات الکبریٰ، ۸:۶۳

(۲) تفسیر الطبری، سورۃ النور، ۹:۲۷۵ رقم (۲۵۸۳۷)
المعجم الکبیر: ذکر ازواج الرسول ﷺ منھن، رقم (۱۷۰)۔

(۳) تفسیر الطبری، سورۃ النور، ۹:۲۷۵ رقم (۲۵۸۳۸)

(۴) عروۃ بن الزبیر بن العوام بن خویلد القرشی الاسدی، حضرت عثمانؓ کے خلافت کے اوائل میں پیدا ہوئے تھے۔ مدینہ کے فضلاء وعقلاء میں سے تھے۔ علمِ حدیث اور فقہ کے ماہر عالم وامام تھے۔ [التاریخ الکبیر، ۷:۳۱ رقم (۱۳۸)۔ الکاشف، ۲:۱۸ رقم (۳۷۷۵)]

(۵) عبدالملک بن مروان بن الحکم االقرشی الاموی، آپ بنو اُمیۃ کے خلفاء میں سے تھے۔ مروان کے بعد آپ کی بیعت کی گئی تھی۔ ابن الزبیرؓ کی شہادت کے بعد آپ پورے عالم اسلام کے خلیفہ مقرر ہوئے تھے۔ آپ ایک عابد اور عالم حکمران تھے۔ [تاریخ بغداد، ۴:۴۸۷]

(۶) تفسیر الطبری، سورۃ النور، ۹:۲۷۵ رقم (۲۵۸۳۶)

امام بخاریؒ، ابن منذرؒ، طبرانیؒ، ابن مردویہؒ اور بیہقیؒ نے دلائل میں حضرت زہریؒ سے روایت نقل کی ہے کہ میں ولید بن عبدالملکؒ (۱) کے پاس تھا۔ اس نے کہا ﴿الَّذِیْ تَوَلّٰی کِبْرَہ﴾ یعنی جنھوں نے یہ تہمت لگائی۔ ان میں سے ایک حضرت علیؓ تھے۔ میں نے کہا نہیں۔ مجھے سعید بن مسیبؒ، عروہ بن زبیر، علقمہ بن وقاص (۲)، عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعودؒ (۳) نے روایت کی۔ سب حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت کرتے ہیں، وہ فرماتی ہیں کہ اس آیت کا مصداق عبداللہ بن ابی ہے۔ ولید بن عبدالملکؒ نے مجھ سے کہا اس کا جرم کیا تھا؟ میں نے کہا مجھے آپ کی قوم کے دو بزرگوں ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوفؓ (۴) اور ابوبکر بن عبدالرحمٰن بن حارث بن ہشامؒ (۵) نے بیان کیا ہے، ان دونوں نے حضرت عائشہؓ سے سنا، آپ فرماتی تھیں: وہ میرے معاملہ میں گناہ کا ارتکاب کرنے والا تھا (۶)۔

امام یعقوب بن شیبہؒ (۷) نے اپنی مسند میں کہا: مجھے حضرت حسن بن علی حلوانیؒ (۸) نے کہا : انہیں امام

---

(۱) ولید بن عبدالملک بن مروان بن الحکم الاموی، آپ خاندان بنواُمیۃ کے خلفاء میں سے تھے۔ ۸۶ھ کو عبدالملک کے بعد آپ کی بیعت کی گئی تھی۔ [تاریخ دمشق، ۶۳: ۱۶۴]

(۲) علقمۃ بن وقاص بن محصن بن کلدۃ، بطور واقدی عہد نبوی ﷺ میں پیدا ہوئے تھے۔ حقیقت میں آپ ایک مشہور تابعی ہیں۔ عبدالملک کے دور خلافت میں مدینہ میں وفات پا چکے تھے۔ [الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ، ۵: ۶۶ رقم (۶۲۵۶)]

(۳) عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبۃ بن مسعود، المدنی، الفقیہ، الاعمیٰ ابوعبداللہ، مدینہ کے سات مشہور فقہاء میں شمار کئے جاتے ہیں۔ علم کا دریا، بصارت سے محروم، ایک بہترین عالم دین اور شاعر تھے۔ [تذکرۃ الحفاظ، ج ۱، ص ۷۸ رقم (۷۵)۔ التاریخ الکبیر، ۵: ۳۸۵ رقم (۱۲۳۹)]

(۴) ابوسلمۃ بن عبدالرحمٰن بن عوف، القرشی، الزھری، المدنی، ۲۱ھ کو مدینہ میں پیدا ہوئے تھے۔ آپ کے نام کے بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ عبداللہ، اسماعیل، اور ابوسلمہ آپ کے نام شمار کئے جاتے ہیں۔ مدینہ کے فقہاء اور افاضل قریش میں سے تھے۔ [الطبقات الکبریٰ، ۵: ۱۵۵]

(۵) ابوبکر بن عبدالرحمٰن: ابوبکر بن عبدالرحمٰن بن الحارث بن ہشام القرشی المخزومی المدنی، آپ کا نام محمد یا مغیرۃ بتایا جاتا ہے۔ حضرت عمرؓ کے زمانے میں پیدا ہوئے تھے۔ شریف، نبیل اور مدینہ کے فقہاء سبعہ میں سے تھے۔ مدینہ میں ۹۴ھ کو وفات پا گئے تھے۔ [الطبقات الکبریٰ، ۵: ۱۰۷۔ تذکرۃ الحفاظ، ۱: ۶۳ رقم (۵۳)]

(۶) تفسیر الطبری، سورۃ النور، ۱۲: ۱۷۶

(۷) یعقوب بن شیبۃ بن الصلت بن عصفور، ابویوسف، السدوسی، البصری، آپ کبار علماء حدیث میں سے تھے۔ امام مالکؒ کے مذھب کے پابند تھے۔ آپ نے کئی سو جلدوں میں مسند تالیف کی تھی۔ [تذکرۃ الحفاظ، ۲: ۵۷۷ رقم (۶۰۱)]

(۸) حسن بن علی بن محمد الھذلی، الربعانی، الخلال، المجاور بمکۃ، امام، حافظ، صدوق کے القابات آپ کے لئے استعمال ہوتے ہیں۔ امام عبدالرزاق آپ کے استاد اور امام بخاری، مسلم، ابوداود آپ کے شاگردوں میں شامل ہیں۔ [تذکرۃ الحفاظ، ۲: ۵۲۲ رقم (۵۳۹)]

شافعیؒ انہیں ان کے چچا نے بیان کیا کہ سلیمان بن یسار، ہشام بن عبدالملک (۱) کے پاس گیا اسے کہا اے سلیمان! ﴿الَّذِیْ تَوَلّٰی کِبْرَهٗ﴾ کا مصداق کون ہے؟ سلیمان نے جواب دیا عبداللہ بن اُبی ہے۔ ہشام نے کہا تو نے جھوٹ بولا ہے، وہ تو حضرت علیؓ ہیں۔ ہشام نے کہا امیر المومنین جو کچھ کہہ رہے ہیں اس کے بارے میں وہ خود ہی بہتر جانتے ہیں۔ امام زہری آئے پوچھا الَّذِیْ تَوَلّٰی کِبْرَهٗ کا مصداق کون ہے؟ امام زہری نے کہا ابن ابی ہشام نے کہا تو نے جھوٹ بولا ہے، وہ تو حضرت علیؓ ہیں۔ زہری نے کہا تیرا باپ نہ رہے! میں جھوٹ بولوں گا۔ اگر آسمان سے کوئی منادی کرنے والا کہے تب بھی میں جھوٹ نہ بولوں گا۔ مجھے عروہؒ، سعیدؒ، عبیداللہ اور علقمہؒ نے حضرت عائشہؓ سے روایت کیا ہے کہ ﴿الَّذِیْ تَوَلّٰی کِبْرَهٗ﴾ کا مصداق عبداللہ بن ابی ہے (۲)۔

امام سعید بن منصورؒ، ابن ابی شیبہؒ، امام بخاریؒ، امام مسلمؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ، ابن ابی حاتمؒ، طبرانیؒ اور ابن مردویہؒ نے مسروقؒ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت حسان بن ثابتؓ حضرت عائشہؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ شعر نذر کیا۔ حَصَانٌ رَّزَانٌ مَا تَزِنُّ بِرِیْبَةٍ وَتُصْبِحُ غَرْثٰی مِنْ لُّحُوْمِ الْغَوَافِلِ

"وہ پاک دامن ہے، اپنی جگہ پر قائم رہنے والی ہے، کسی شک کی بناء پر اسے متہم نہیں کیا جا سکتا اور وہ کسی پاک دامن کی عزت پر حملہ نہیں کرتی"۔

حضرت عائشہؓ نے کہا: لیکن تم تو ایسے نہیں ہو میں نے کہا آپ یہ دعویٰ کرتی ہیں کہ اس قسم کے لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد نازل فرمایا ہے: ﴿وَالَّذِیْ تَوَلّٰی کِبْرَهٗ مِنْهُمْ لَهٗ عَذَابٌ عَظِیْمٌ﴾ حضرت عائشہؓ نے فرمایا اندھے پن سے سخت عذاب کا تصور کیا جا سکتا ہے۔ ابن مردویہ کے الفاظ یوں ہیں: کیا نظر کا چلا جانا عذاب نہیں ہے (۳)۔

---

(۱) ہشام بن عبدالملک بن مروان بن الحکم، ابوالولید القرشی الاموی الدمشقی، امیر المومنین، آپ اپنے بھائی یزید بن عبدالملک کے بعد خلیفہ منتخب ہوئے تھے۔ قین میں آپ کی خلافت کی بیعت کی گئی تھی۔ خلافت کے وقت آپ کی عمر [44] سال تھی۔ [البدایۃ والنہایۃ، ۹:۳۵۱]

(۲) تفسیر الطبری، سورۃ النور، ۱۲:۱۷۶

(۳) صحیح بخاری، کتاب: المغازی، باب: حدیث الافک، رقم (۳۹۱۵)
صحیح مسلم، کتاب: فضائل الصحابۃ، باب: فضائل حسان بن ثابتؓ، رقم (۲۴۸۸)
المعجم الکبیر: ذکر ازواج الرسول ﷺ منھن، رقم (۱۷۵)
مصنف ابن ابی شیبۃ: کتاب: الادب، باب: الرخصۃ فی الشعر، رقم (۲۶۰۴۲)
تفسیر الطبری، سورۃ النور، ۹:۲۷۷ رقم (۲۵۸۴۵)
تفسیر ابن ابی حاتم: سورۃ النور، ۸:۲۵۴۴ رقم (۱۴۲۱۹)

امام ابن جریرؒ نے حضرت شعبیؒ کی سند سے حضرت عائشہؓ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے کہا: میں نے حضرت حسان بن ثابتؓ کے اشعار سے بہتر شعر نہیں سنا میں اس کا تصور کرتی ہوں تو اس کے لیے جنت کی امید کرتی ہوں۔ اس نے یہ اشعار ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب بن ہاشم کے بارے میں کہے تھے:

هَجَوْتَ مُحَمَّدًا وَّاَجَبْتُ عَنْهُ وَعِنْدَاللّٰهِ فِیْ ذَاكَ الْجَزَاءُ

"تو نے نبی کریم ﷺ کی ہجو کی اور میں نے اس کا جواب دیا۔ اس جواب پر اللہ کے ہاں جزاء ہے"۔

فَاِنَّ اَبِیْ وَ وَالِدَهٗ وَعِرْضِیْ لِعِرْضِ مُحَمَّدٍ مِّنْكُمْ وِقَاءُ

"بے شک میرا والد، اس کا والد اور میری عزت نبی کریم ﷺ کی عزت کا تم سے زیادہ دفاع کرنے والی ہے"۔

اَتَشْتِمُهٗ وَلَسْتَ لَهٗ بِكُفْءٍ فَشَرُّكُمَا لِخَیْرِ كَمَا الْفِدَاءُ

"کیا تو نبی کریم ﷺ کو برا بھلا کہتا ہے جبکہ تو ان کا ہم پلہ نہیں ہے تم میں سے شر یر تم میں سے اچھے پر قربان ہو"۔

لِسَانِیْ صَارِمٌ لَا عَیْبَ فِیْهِ وَبَحْرِیْ لَا تُكَدِّرُهُ الدِّلَاءُ(۱)

"میری زبان تلوار ہے اس میں کوئی کجی نہیں میرے سمندر ڈول آلودہ نہیں کرتے"۔

عرض کی گئی اے اُمُ المومنین! یہ لغو نہیں ہے فرمایا نہیں لغو وہ ہوا کرتا ہے جو عورتوں کی موجودگی میں کہا جائے۔ عرض کی گئی کیا اللہ تعالیٰ نہیں فرماتا ﴿وَالَّذِیْ تَوَلّٰی كِبْرَهٗ مِنْهُمْ لَهٗ عَذَابٌ عَظِیْمٌ﴾ حضرت عائشہؓ نے فرمایا: کیا اس کی نظر جاتی نہیں رہی تھی اور اسے تلوار کے ساتھ ہانکا نہیں گیا تھا۔ یہاں حضرت عائشہؓ اس وار کا ارادہ کر رہی تھیں جو صفوان بن معطلؓ نے اس پر کیا تھا۔ جب صفوانؓ کو یہ خبر پہنچی کہ حسان نے بھی اس بارے میں بات کی ہے، تلوار سے اس پر حملہ کر دیا تھا، قریب تھا کہ اسے قتل کر دیتا (۲)۔

امام محمد بن سعدؒ نے حضرت محمد بن سیرینؒ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عائشہؓ حضرت حسان بن ثابتؓ کو حاضر ہونے کی اجازت دیتیں اس کے لیے تکیہ منگواتیں اور کہتی حضرت حسانؓ کو تکلیف نہ دو کیونکہ یہ اپنی زبان کے ذریعے رسول اللہ ﷺ کی مدد کرتے تھے جبکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿وَالَّذِیْ تَوَلّٰی كِبْرَهٗ مِنْهُمْ لَهٗ عَذَابٌ عَظِیْمٌ﴾ حضرت حسانؓ نابینا ہو گئے تھے۔ اللہ تعالیٰ اس امر پر قادر ہے کہ اس عظیم عذاب کو ان کے حق میں ان کا اندھا پن بنا دے (۳)۔

---

(۱) دیوان حسان بن ثابت، ص ۸
الاصفہانی ابوالفرج، الاغانی، دارالفکر بیروت، طبع ثانی (بدونِ تاریخ)، ۴: ۱۴۶
(۲) تفسیر الطبری، سورۃ النور ۹: ۲۷۶ رقم (۲۵۸۴۳)
(۳) صحیح بخاری، رقم (۳۹۱۵)
صحیح بخاری، کتاب، فضائل الصحابۃ، باب، فضائل حسان بن ثابتؓ، رقم (۱۵۵)
دیوان حسان بن ثابت، ص ۸

امام ابن جریرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ضحاکؒ سے روایت نقل کی ہے: ﴿وَالَّذِیْ تَوَلّٰی کِبْرَہٗ﴾ کا مطلب ہے جس نے اس عمل کا آغاز کیا (۱)۔

امام فریابیؒ، عبد بن حمیدؒ، ابن جریرؒ، ابن ابی حاتمؒ اور طبرانیؒ نے حضرت مجاہدؒ سے ﴿وَالَّذِیْ تَوَلّٰی کِبْرَہٗ﴾ مصداق عبداللہ بن ابی کو قرار دیا ہے جو اس واقعہ کو آگے پھیلاتا تھا (۲)۔

امام عبد بن حمیدؒ نے قتادہؒ سے روایت نقل کی ہے کہ ہمارے سامنے یہ بات ذکر کی گئی ﴿وَالَّذِیْ تَوَلّٰی کِبْرَہٗ﴾ سے مراد صحابی ہیں۔ ان میں سے ایک قریشی اور دوسرا انصاری ہے۔ جب بھی کوئی شر پھیلتا تو عبداللہ بن ابی کی ہی قیادت وسرداری ہوتی (۳)۔

عبد بن حمیدؒ نے محمد بن سیرینؒ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہؓ حضرت حسانؓ کو اپنے گھر آنے کی اجازت دیتیں اور اس کے لیے تکیہ رکھتیں اور فرماتیں، حسانؓ کے لیے اچھی بات ہی کیا کرو کیونکہ یہ رسول اللہ ﷺ کا دفاع کیا کرتے تھے جبکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿وَالَّذِیْ تَوَلّٰی کِبْرَہٗ مِنْهُمْ لَهٗ عَذَابٌ عَظِیْمٌ﴾ وہ نابینا ہو گئے تھے، ان کے لیے اندھا پن ہی عذاب عظیم ہے۔ اللہ تعالیٰ اس چیز پر قادر ہے کہ وہ عذاب عظیم اس چیز کو بنا دے، حضرت حسانؓ کو بخش دے اور اسے جنت میں داخل کر دے (۴)۔

لَوْلَآ إِذْ سَمِعْتُمُوهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَٰتُ بِأَنفُسِهِمْ خَيْرًا وَقَالُوا هَٰذَا إِفْكٌ مُّبِينٌ ﴿١٢﴾ لَّوْلَا جَاءُو عَلَيْهِ بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ فَإِذْ لَمْ يَأْتُوا بِالشُّهَدَاءِ فَأُولَٰئِكَ عِندَ اللَّهِ هُمُ الْكَاذِبُونَ ﴿١٣﴾ وَلَوْلَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ لَمَسَّكُمْ فِي مَا أَفَضْتُمْ فِيهِ عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴿١٤﴾

"جب تم نے وہ بات سنی تھی تو مومن مردوں اور عورتوں نے کیوں اپنے دلوں میں نیک گمان نہ کیا۔ اور کیوں نہ کہا کہ یہ صریح طوفان ہے [۱۲] یہ (افتراء پرداز) اپنی (تصدیق) کے (لئے) چار گواہ کیوں نہ لائے۔ تو جب یہ گواہ نہیں لا سکے تو خدا کے نزدیک یہی جھوٹے ہیں۔ [۱۳] اور اگر دنیا اور آخرت میں تم پر خدا کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی تو جس بات کا تم چرچا کرتے تھے اس کی وجہ سے تم پر بڑا (سخت عذاب نازل ہوتا" [۱۴]

---

(۱) تفسیر الطبری، سورۃ النور، ۹:۲۷۶ رقم (۲۵۸۴۱)

(۲) تفسیر الطبری، سورۃ النور، ۹:۲۷۸ رقم (۲۵۸۵۳)

(۳) روایت نہیں ملی

(۴) صحیح بخاری، رقم (۳۹۱۵)

امام ابن اسحاقؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ، ابن ابی حاتمؒ، ابن مردویہؒ اور ابن عساکرؒ نے ایک انصاریؓ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابوایوب انصاریؓ کی بیوی نے اس سے کہا جب تہمت لگانے والوں نے باتیں کیں۔ کیا تم سنتے نہیں ہو جو لوگ حضرت عائشہؓ کے بارے میں باتیں کر رہے ہیں۔ کہا: ہاں سنتا ہوں یہ سب جھوٹ ہے کیا تو اسے ایوب کی ماں ایسا کر سکتی ہے؟ بیوی نے کہا نہیں اللہ کی قسم تو نے اس سے کہا اللہ کی قسم حضرت عائشہؓ تم میں سے زیادہ اچھی اور پاکیزہ ہیں یہ جھوٹ اور باطل بہتان ہے جب قرآن حکیم نازل ہوا تو پہلے بہتان لگانے والوں کا ذکر کیا اور جو انہوں نے کہا تھا اس کا ذکر کیا پھر فرمایا ﴿لَوْ لَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بِاَنْفُسِهِمْ﴾ جس طرح ابوایوب اور اس کی بیوی نے کہا تھا (۱)۔

امام واحدیؒ (۲)، ابن عساکرؒ اور حاکمؒ نے حضرت افلحؒ (۳) سے روایت نقل کی ہے جو حضرت ابوایوبؓ کے غلام تھے کہ حضرت ایوب انصاریؓ کی والدہ نے کہا کیا تم سنتے نہیں ہو جو لوگ حضرت عائشہؓ کے بارے میں باتیں کر رہے ہیں ابوایوبؓ نے کہا کیوں نہیں سنتا ہوں وہ سب جھوٹ ہے کیا اُم ایوب تو ایسا کرنے والی ہے؟ اس نے جواب دیا اللہ کی قسم ایسا نہیں۔ کہا۔ اللہ کی قسم حضرت عائشہؓ تم سے بہتر ہے جب قرآن نازل ہوا اور بہتان لگانے والوں کا ذکر کیا تو فرمایا ﴿لَوْ لَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ﴾ (۴)۔

إِذْ تَلَقَّوْنَهُ بِأَلْسِنَتِكُمْ وَتَقُولُونَ بِأَفْوَاهِكُم مَّا لَيْسَ لَكُم بِهِ عِلْمٌ وَتَحْسَبُونَهُ هَيِّناً وَهُوَ عِندَ اللَّهِ عَظِيمٌ ﴿۱۵﴾

"جب تم اپنی زبانوں سے اس کا ایک دوسرے سے ذکر کرتے تھے اور اپنے منہ سے ایسی بات کہتے تھے جس کا تم کو علم نہ تھا اور تم اسے ایک ہلکی بات سمجھتے تھے اور خدا کے نزدیک وہ بڑی بھاری تھی" [۱۵]

---

(۱) تاریخ دمشق، ۱۶:۳۹

(۲) علی بن احمد بن محمد بن علی بن منویہ، ابوالحسن الواحدی، مفسر، محدث، عالم بالادب اور صاحب التصانیف شخص گزرے ہیں۔ اصلاً آپ ساوۃ کے تھے۔ جورای اور ھمذان کے درمیان میں واقع ہے۔ [الاعلام، ۴:۵۵]

(۳) افلح ابوعبدالرحمٰن، مولیٰ ابوایوب الانصاری، آپ سبی عین التمر کے باشندے تھے۔ مدنی، تابعی اور ثقہ راوی حدیث تھے۔ ۶۳ھ کو حرۃ میں قتل کئے گئے تھے۔ [الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ، ۱:۲۰۸ رقم (۴۸۱)]

(۴) تاریخ دمشق، ۱۶:۳۹

امام فریابیؒ، ابن ابی شیبہؒ، عبد بن حمیدؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ، ابن ابی حاتمؒ اور طبرانیؒ نے حضرت مجاہدؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے ﴿اِذْ تَلَقَّوْنَهٗ بِاَلْسِنَتِكُمْ﴾ کی قراءت کی اور یہ معنی بیان کیا کہ تم میں سے بعض بعض سے روایت کرتے (۱)۔

امام عبد بن حمیدؒ نے حضرت قتادہؒ سے بھی اس کا یہی معنی نقل کیا ہے (۲)۔

امام بخاریؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ، ابن حاتمؒ، طبرانیؒ اور ابن مردویہؒ نے حضرت ابن ابی ملیکہؒ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ حضرت عائشہؓ اس آیت کو پڑھتیں تو کہتیں اِنَّمَا هُوَ وَلَقُ الْقَوْلِ یہ جھوٹی بات ہے۔ وَلَق کا معنیٰ جھوٹ ہے۔ ابن ابی ملیکہؒ نے کہا حضرت عائشہؓ ان آیات کے معنیٰ کو دوسرے لوگوں سے زیادہ جانتی تھیں کیونکہ یہ حضرت عائشہؓ کے بارے میں نازل ہوئیں (۳)۔

امام بخاریؒ اور امام مسلمؒ نے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک آدمی ایسی بات کرتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا باعث ہوتی ہے۔ وہ اس بات کی کوئی پرواہ بھی نہیں کرتا۔ اسی بات کی وجہ سے اسے جہنم میں پھینک دیا جاتا ہے، جو جہنم اتنی دور ہے جتنی زمین و آسمان کے درمیان دوری ہے (۴)۔

امام طبرانیؒ حضرت حذیفہؓ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا: پاک دامن عورت پر تہمت سو سال کے عمل کو ضائع کر دیتی ہے (۵)۔

---

(۱) تفسیر الطبری، سورۃ النور، ۹: ۲۸۶ رقم (۲۵۸۶۷)
تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النور، ۸: ۲۵۴۸ رقم (۱۴۲۳۵)
المعجم الکبیر باب: ذکر ازواج الرسول ﷺ منھن، رقم (۱۹۸)

(۲) سابقہ حوالہ

(۳) صحیح بخاری، کتاب: المغازی، باب: حدیث الافک، رقم (۳۹۱۳)
تفسیر الطبری، سورۃ النور، ۹: ۲۸۵ رقم (۲۵۸۶۶)
تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النور، ۸: ۲۵۴۸ رقم (۱۴۲۳۴)

(۴) صحیح البخاری: کتاب: الرقاق، باب: حفظ اللسان، رقم (۶۱۱۳)
صحیح مسلم: کتاب: الزھد والرقائق، باب: التکلم بالکلمۃ یھوی بھا فی النار، رقم (۲۹۸۸)
قال الشیخ الالبانیؒ [الصحیح]. السلسلة الصحیحة، ۷: ۱۸۶ رقم (۱۳۸۵).

(۵) صحیح بخاری، باب: الحاء، حذیفۃ بن الیمانی، رقم (۳۰۲۸)

وَلَوْلَآ إِذْ سَمِعْتُمُوهُ قُلْتُم مَّا يَكُونُ لَنَآ أَن نَّتَكَلَّمَ بِهَٰذَا سُبْحَٰنَكَ هَٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيمٌ ﴿١٦﴾

"اور جب تم نے اسے سنا تھا تو کیوں نہ کہہ دیا کہ ہمیں شایاں نہیں کہ ایسی بات زبان پر لائیں۔ (پروردگار) تو پاک ہے یہ تو (بہت) بڑا بہتان ہے"[۱۶]

امام ابن مردویہؒ نے حضرت عائشہؓ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابوایوب انصاریؓ (۱) کو جب ان کی بیوی نے اس تہمت کے بارے میں بتایا۔ ان کی بیوی نے کہا اے ابوایوبؓ! لوگ جو باتیں کر رہے ہیں کیا تم وہ نہیں سنتے۔ تو انہوں نے کہا ہمیں یہ باتیں کرنا زیب نہیں دیتا اے اللہ! تو پاک ہے، یہ بہت بڑا بہتان ہے (۲)۔

امام سعیدؒ نے اپنی تفسیر میں حضرت سعید بن جبیرؒ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت سعد بن معاذؓ نے جب وہ بات سنی جو حضرت عائشہؓ کے متعلق کی گئی تو انہوں نے کہا اے اللہ! تو ہر عیب سے پاک ہے، یہ بہت بڑا گناہ ہے (۳)۔

امام ابن ابی سلمیؒ نے فوائد میں حضرت سعید بن میبّبؒ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے دو صحابی تھے۔ جب انہوں نے یہ بات سنی تو دونوں نے کہا ﴿سُبْحَٰنَكَ هَٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيمٌ﴾ وہ حضرت زید بن حارثہ اور ابو ایوب انصاریؓ ہیں (۴)۔

يَعِظُكُمُ اللَّهُ أَن تَعُودُوا لِمِثْلِهِۦٓ أَبَدًا إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ﴿١٧﴾ وَيُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمُ الْءَايَٰتِ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ﴿١٨﴾

"خدا تمہیں نصیحت کرتا ہے کہ اگر مومن ہو تو پھر کبھی ایسا کام نہ کرنا[۱۷] اور خدا تمہارے (سمجھانے کے لئے) اپنی آیتیں کھول کھول کر بیان فرماتا ہے۔ اور خدا جاننے والا اور حکمت والا ہے۔"[۱۸]

---

(۱) خالد بن زید بن کلیب بن ثعلبۃ بن عبد عوف، ابوایوب الانصاری، الخزرجی، نجاری، آپ کو صحابی و میزبان رسول ﷺ ہونے کا شرف حاصل ہے۔ ایک متقی، شجاع، مجاہد اور عابد تھے۔ عقبہ، بدر، اُحد، اور خندق میں شریک رہیں۔ معرکہ قسطنطنیہ میں شہید ہوئے تھے اور وہیں شہر کی دیوار کے ساتھ دفن کئے گئے تھے۔ [التاریخ الکبیر، ۳:۱۳۶ رقم (۴۶۲)۔۔ الطبقات الکبریٰ، ۳:۴۸۴]

(۲) ابن کثیر، سورۃ النور، ۳:۲۸۱

(۳) روایت نہیں ملی

(۴) روایت نہیں ملی

امام ابن ابی شیبہؒ، عبد بن حمیدؒ، ابن منذرؒ، ابن ابی حاتمؒ، طبرانیؒ اور مردویہؒ نے ﴿يَعِظُكُمُ اللّٰهُ اَنْ تَعُوْدُوْا لِمِثْلِهٖٓ اَبَدًا﴾ کی وضاحت کرتے ہوئے کہا اللہ تعالیٰ تم پر عذاب نازل کردے گا(۱)۔

امام فریابیؒ اور طبرانیؒ نے حضرت مجاہدؒ سے ﴿يَعِظُكُمُ اللّٰهُ﴾ کا معنی کیا ہے کہ وہ تمہیں منع کرتا ہے(۲)۔

إِنَّ الَّذِينَ يُحِبُّونَ أَن تَشِيعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِينَ آمَنُوا لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ﴿١٩﴾ وَلَوْلَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ وَأَنَّ اللَّهَ رَءُوفٌ رَحِيمٌ ﴿٢٠﴾

"اور جو اس بات کو پسند کرتے ہیں کہ مومنوں میں بے حیائی یعنی (تہمت بدکاری کی خبر) پھیلے ان کو دنیا اور آخرت میں دکھ دینے والا عذاب ہوگا۔ اور خدا جانتا ہے اور تم نہیں جانتے[۱۹] اور اگر تم پر خدا کا فضل ورحمت نہ ہوتی (تو کیا کچھ نہ ہوتا مگر وہ کریم ہے) اور یہ کہ خدا نہایت مہربان اور رحیم ہے"[۲۰]

امام فریابیؒ، عبد بن حمیدؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور طبرانیؒ نے حضرت مجاہدؒ سے یہ قول نقل کیا ہے: ﴿تَشِيعَ﴾ کا معنیٰ ظاہر ہونا ہے وہ حضرت عائشہؓ کے متعلق باتیں کرنا ہے(۳)۔

امام عبد بن حمیدؒ نے حضرت قتادہؒ سے یہ معنیٰ نقل کیا ہے: جو لوگ یہ پسند کرتے ہیں کہ بدکاری واضح وظاہر ہو جائے(۴)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت خالد بن معدانؒ سے یہ قول نقل کیا ہے: وہ آدمی جو اپنی آنکھوں دیکھا اور کانوں سنا واقع بیان کرے تو وہ ان لوگوں میں سے ہے جن کا ذکر ہے، وہ یہ پسند کرتا ہے کہ مومنوں میں بدکاری کا ذکر عام ہو جائے(۵)۔

---

(۱) مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب: الزھد، باب: کلام ابن عباسؓ، رقم (۳۴۷۷۹)

(۲) المعجم الکبیر، ذکر ازواج الرسول، رقم (۲۰۷)

(۳) تفسیر الطبری، سورۃ النور، ۹: ۲۸۷ رقم (۲۵۸۷۲)
المعجم الکبیر، ذکر ازواج الرسول ﷺ منھن، رقم (۲۱۲)

(۴) تفسیر الطبری، سورۃ النور، ۹: ۲۸۷

(۵) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النور، ۸: ۲۵۸۰ رقم (۱۴۲۴۴)

ابن ابی حاتمؒ نے عطاءؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جس نے بدکاری کے ذکر کو عام کیا تو اس پر سزا ہے، اگرچہ وہ اپنی بات میں سچا ہو(۱)۔

امام بخاریؒ نے الادب میں اور امام بیہقیؒ نے شعب میں حضرت علی بن ابی طالبؓ سے روایت نقل کی ہے کہ بدکاری کرنے والا اور اس کا ذکر عام کرنے والا گناہ میں دونوں برابر ہیں (۲)۔

امام بخاریؒ نے الادب میں حضرت شبل بن عوفؒ (۳) سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ بات کی جاتی تھی جس نے بدکاری کا ذکر سنا اور اسے عام کیا تو وہ بدکاری میں ایسے ہے جیسے وہ اس کو پہلی دفعہ کرنے والا ہے (۴)۔

امام احمد حضرت ثوبانؓ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ کے بندوں کو اذیتیں نہ دو، نہ انہیں عار دلاؤ اور نہ بے پردگی کی جستجو کرو۔ وہ آدمی جو اپنے مسلمان بھائی کی بے پردگی کی خواہش کرے گا اللہ تعالیٰ اس کی بے پردگی کرے گا یہاں تک کہ اسے اس کے گھر میں رسوا کر دے گا (۵)۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ وَمَن يَتَّبِعْ خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ فَإِنَّهُ يَأْمُرُ بِالْفَحْشَاءِ وَالْمُنكَرِ ۚ وَلَوْلَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ مَا زَكَىٰ مِنكُم مِّنْ أَحَدٍ أَبَدًا وَلَٰكِنَّ اللَّهَ يُزَكِّي مَن يَشَاءُ ۗ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ﴿٢١﴾

"اے مومنو! شیطان کے قدموں پر نہ چلنا۔ اور جو شخص شیطان کے قدموں پر چلے گا تو شیطان تو بے حیائی (کی باتیں) اور برے کام ہی بتائے گا۔ اور اگر تم پر خدا کا فضل اور اس کی مہربانی نہ ہوتی تو ایک شخص بھی تم میں پاک نہ ہوسکتا۔ مگر خدا جس کو چاہتا ہے پاک کر دیتا ہے۔ اور خدا سننے والا (اور) جاننے والا ہے" [۲۱]

امام ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ ﴿مَا زَكَىٰ مِنكُم﴾ کا معنیٰ ہے کہ مخلوقات میں سے کوئی بھی بھلائی کی طرف ہدایت نہ پا سکا (۶)۔

---

(۱) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النور، ۸: ۲۵۸۰ رقم (۱۴۲۴۷)

(۲) الادب المفرد، کتاب: حسن الخلق، رقم (۳۲۴)

(۳) شبیل بن عوف بن اخیۃ الاحمسی البجلی، ابو الطفیل الکوفی، آپ نے زمانہ جاہلیت کو پایا تھا۔ جنگ قادسیہ میں شرکت کی تھی۔ آپ حارث اور مغیرہ کے والد تھے۔ [التاریخ الکبیر، ۴: ۲۸۵ رقم (۲۷۲۸)]

(۴) الادب المفرد، کتاب: حسن الخلق، رقم (۳۲۴)

(۵) مسند احمد، کتاب: باقی مسند الانصار، باب: ومن حدیث ثوبان، رقم (۲۱۸۹۶)

(۶) تفسیر الطبری، سورۃ النور، ۹: ۲۸۹ رقم (۲۵۸۷۵)

وَلَا يَأْتَلِ أُولُوا الْفَضْلِ مِنكُمْ وَالسَّعَةِ أَن يُؤْتُوا أُولِي الْقُرْبَىٰ وَالْمَسَاكِينَ وَالْمُهَاجِرِينَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلْيَعْفُوا وَلْيَصْفَحُوا أَلَا تُحِبُّونَ أَن يَغْفِرَ اللَّهُ لَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿٢٢﴾

"اور جولوگ تم میں سے صاحبِ فضل (اور صاحبِ) وسعت ہیں، وہ اس بات کی قسم نہ کھائیں کہ رشتہ داروں اور محتاجوں اور وطن چھوڑ جانے والوں کو کچھ خرچ بات نہیں دینگے۔ان کو چاہیئے کہ معاف کردیں اور درگزر کریں۔کیا تم پسند نہیں کرتے کہ خدا تم کو بخش دے؟ اور خدا تو بخشنے والا مہربان ہے۔"[۲۲]

امام ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ ﴿وَلَا يَأْتَلِ أُولُوا الْفَضْلِ مِنكُمْ﴾ فرماتے ہیں: یہ قسم نہ اٹھاؤ کہ تم کسی پر خرچ نہ کروگے(۱)۔

امام ابن منذرؒ نے حضرت عائشہؓ سے روایت کیا ہے فرماتی ہیں: کہ مسطحؓ ان لوگوں میں سے تھا جنہوں نے تہمت لگائی تھی وہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کا قریبی رشتہ دار تھا۔ وہ آپ ہی کی زیر کفالت تھا۔حضرت ابوبکرؓ نے قسم اٹھائی کہ وہ اسے کبھی بھی کوئی چیز عطا نہیں کریں گے تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔حضرت عائشہؓ نے فرمایا حضرت ابوبکر صدیقؓ نے پھر اسے اپنے کفالت میں لے لیا اور کہا میں کوئی قسم بھی نہیں اٹھاتا۔ پھر میں اس کے غیر کو بہتر خیال کرتا ہوں تو اس کو توڑ دیتا ہوں اور وہ کام کرتا ہوں جو بہتر ہوتا ہے(۲)۔

امام عبد بن حمیدؒ اور ابن منذرؒ نے حضرت قتادہؒ سے اس آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ آیت قریش کے ایک آدمی کے بارے میں نازل ہوئی جسے مسطحؓ کہتے، اس کی اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کی آپس میں رشتہ داری تھی۔ مسطحؓ حضرت ابوبکرؓ کے ہاں بطور یتیم پرورش پاتے رہے۔ یہ مسطحؓ ان لوگوں میں سے تھا جس نے حضرت عائشہؓ پر لگائے جانے والے بہتان کو خوب پھیلایا۔ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت عائشہؓ کی براءت اور پاکدامنی کے بارے میں آیت کو نازل فرمایا۔حضرت ابوبکر صدیقؓ نے قسم اٹھادی کہ وہ کبھی بھی اسکے ساتھ حسن سلوک نہ کرے گا۔تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔ ہمارے سامنے یہ بھی ذکر کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نبی ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو بلایا ان پر یہ آیت تلاوت کی فرمایا کیا تو یہ پسند نہیں کرتا کہ اللہ تعالیٰ تجھے بخش دے۔عرض کی کیوں نہیں۔فرمایا اسے معاف کردو اور درگزر سے کام لو۔حضرت ابوبکر صدیقؓ نے عرض کی ضرور اللہ کی قسم! اس سے قبل میں جو اس کے ساتھ حسن سلوک

---

(۱) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النور، ۸: ۲۵۵۴ رقم (۱۴۲۷۱)

(۲) تفسیر ابن کثیر، سورۃ النور، ۳: ۲۸۴

کیا کرتا تھا اس میں سے کوئی چیز بھی نہ روکوں گا (۱)۔

امام ابن منذرؒ نے حضرت حسن بصریؒ سے روایت نقل کی ہے جن لوگوں نے حضرت عائشہ صدیقہؓ پر باتیں کیں ان میں سے ایک ابوبکر صدیقؓ کا قریبی رشتہ دار بھی تھا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے قسم اٹھادی کہ وہ اسے کوئی چیز بھی نہ دے گا جبکہ پہلے اسکے ساتھ صلہ رحمی کرتے تھے۔ جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی تو حضرت ابوبکر صدیقؓ پہلے جو اس پر احسان کرتے تھے اس پر دگنا احسان کرنے لگے (۲)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے مقاتل بن حیانؒ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے قسم اٹھائی کہ وہ مسطحؓ کو نہ کوئی فائدہ پہنچائیں گے اور نہ ہی انکے ساتھ کوئی صلہ رحمی کریں گے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ اور مسطحؓ کی باہم عورتوں کے واسطہ سے رشتہ داری تھی۔ وہ معذرت پیش کرنے کیلئے حضرت ابوبکرؓ کی خدمت میں حاضر ہوا، مسطحؓ نے کہا اللہ تعالیٰ مجھے آپ پر قربان کرے! اے خالو! قسم ہے اس ذات کی جس نے حضرت محمد ﷺ پر قرآن نازل کیا! میں نے حضرت عائشہؓ پر کوئی تہمت نہیں لگائی اور جو باتیں ان کے متعلق کی گئیں میں نے ایسی کوئی بات نہ کی۔ حضرت ابوبکرؓ اس کے خالو تھے۔ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا لیکن تو ہنسا اور جو باتیں حضرت عائشہؓ کے بارے میں کہی گئیں وہ تجھے اچھی لگیں۔ مسطحؓ نے کہا ممکن ہے ان میں سے کوئی چیز ہوگئی ہو۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق ہی یہ آیت نازل فرمائی (۳)۔

امام عبد بن حمیدؒ اور ابن مردویہؒ نے حضرت محمد بن سیرینؒ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے دو یتیموں کے بارے میں قسم اٹھائی جو ان کے زیر کفالت تھے۔ یہ ان لوگوں میں شامل تھے جنہوں نے حضرت عائشہؓ پر تہمت لگائی تھی۔ ان دو میں سے ایک مسطح بن اثاثہؓ تھا۔ یہ غزوۂ بدر میں بھی شریک ہوا تھا۔ حضرت ابوبکرؓ نے قسم اٹھائی کہ وہ ان دونوں کے ساتھ صلہ رحمی نہیں کریں گے اور نہ ان کے ساتھ کوئی احسان کریں گے تو یہ آیت نازل ہوئی (۴)۔

امام ابن جریرؒ اور ابن مردویہؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے رسول اللہ ﷺ کے چند صحابہؓ نے حضرت عائشہؓ پر تہمت لگائی اور اسے خوب پھیلایا اور اس میں باتیں کیں۔ رسول اللہ ﷺ کے صحابہؓ نے قسم اٹھائی۔ حضرت ابوبکرؓ بھی ان میں سے ایک تھے کہ جن لوگوں نے باتیں کی ہیں نہ انہیں کوئی مال دیں گے اور نہ ہی ان

---

(۱) تفسیر الطبری، سورۃ النور، ۹:۲۸۸

(۲) روایت نہیں ملی

(۳) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النور، ۸:۲۵۵۴ رقم (۱۴۲۷۲)

(۴) روایت نہیں ملی

کے ساتھ صلہ رحمی کریں گے۔ فرمایا تم میں سے اغنیاء اور صاحب استطاعت لوگوں کو قسم نہیں اٹھانی چاہیے کہ وہ اپنے رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی نہ کریں گے اور انہیں اس طرح اموال نہ دیں گے جس طرح وہ پہلے کیا کرتے تھے۔ تو اللہ تعالیٰ نے انہیں حکم دیا کہ وہ ان لوگوں کو بخش دیں اور معاف کر دیں (۱)۔

امام ابن منذرؒ نے حضرت ابوسلمہؓ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: صدقہ سے مال کبھی کم نہیں ہوتا، صدقہ کیا کرو۔ کسی آدمی نے کسی آدمی کی زیادتی کو معاف نہیں کیا مگر اللہ تعالیٰ اس کی عزت میں اضافہ کرتا ہے۔ تم لوگوں کو معاف کرو، اللہ تعالیٰ تمہاری عزت میں اضافہ کرے گا۔ کوئی آدمی اپنے لیے سوال کا دروازہ نہیں کھولتا، سوال کے ذریعے لوگوں سے سوال کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس پر فقر کا دروازہ بند کر دیتا ہے! خبردار! سوال نہ کرنے میں ہی بھلائی ہے (۲)۔

امام عبدالرزاقؒ، ابن ابی حاتمؒ، ابن ابی الدنیاؒ نے ''ذم الغضب'' میں، امام خرائطیؒ نے مکارم الاخلاق میں، امام حاکمؒ، طبرانیؒ، ابن مردویہؒ اور امام بیہقیؒ نے اپنی سنن میں ابووائلؒ سے نقل کیا ہے: وہ فرماتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن مسعودؓ کو دیکھا اس کے پاس ایک مدہوش بندے کو لایا گیا تو اُس پر حد قائم کی گئی۔ پھر آپ نے اس بندے سے پوچھا جو اُس کو لایا تھا، یہ آپ کا کیا لگتا ہے؟ جواب ملا یہ اس کا چچا ہے۔ آپؓ نے اُس آدمی کو فرمایا آپ نے ادب نہیں سیکھا؟ اس پر پردہ کیوں نہیں ڈالا؟ ﴿وَلْيَعْفُوا وَلْيَصْفَحُوا أَلَا تُحِبُّونَ أَن يَغْفِرَ اللَّهُ لَكُمْ﴾ پھر فرمایا مجھے وہ شخص یاد آیا جو ہاتھ کاٹنے کے لیے نبی کریم ﷺ کے پاس پہلی مرتبہ لایا گیا تھا۔ جس کو ایک دوسرا شخص لایا تھا، جب اس کا ہاتھ کاٹنے کا حکم صادر ہوا اس کا رنگ اُتر گیا اور افسوس کا اظہار کر کے نبی کریم ﷺ سے سفارش کی۔ نبی کریم ﷺ سے فرمایا: تمہارے لئے یہ مناسب نہیں کہ تم شیطان کا ساتھ دینے میں اپنے بھائی کی مدد کرو اور حاکم کیلئے یہ مناسب نہیں کہ جب اس کے پاس حد جاری کرنے کے لئے حاضر کیا جائے تو وہ قائم نہ کریں، اور فرمایا اللہ معاف کرنے والا ہے اور معافی کو پسند کرتا ہے۔ اور پھر قرآن کی آیت تلاوت کی ﴿وَلْيَعْفُوا وَلْيَصْفَحُوا أَلَا

---

(۱) تفسیر الطبری، بیروت، سورۃ النور، ۹: ۲۹۰ رقم (۲۵۸۷۷)

(۲) المعجم الاوسط، ۲: ۳۷۴

امام طبرانیؒ نے اس حدیث پر حکم لگاتے ہوئے لکھا ہے: لم یروه عن الثوری الا القاسم بن یزید الجرمی وزکریا بن رويد الاشعثی رويد وهو ضعيف جدا اقول بل كا يضع الحديث [طبرانی، ابوالقاسم، سلیمان بن احمد، المعجم الصغیر، المکتب الاسلامی، دارعمار، بیروت، عمان، ط۔اول (۱۴۰۵ھ)، ۱: ۱۰۲ رقم (۱۴۲)]

تُحِبُّونَ أَن يَغْفِرَ اللّٰهُ لَكُم﴾(۱)

إِنَّ الَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنٰتِ الْغٰفِلٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ لُعِنُوا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴿۲۳﴾

"جولوگ پرہیز گاراور بُرے کاموں سے بے خبراور ایماندارعورتوں پر بدکاری کی تہمت لگاتے ہیں ان پر دنیا وآخرت (دونوں) میں لعنت ہے۔اوراُن کوسخت عذاب ہوگا"[۲۳]

امام ابن ابی حاتمؒ، حاکمؒ نے اس کوصحیح قرار دیا ہے،اورابن مردویہؒ نے حضرت عباسؓ سے نقل کیا ہے۔وہ فرماتے ہیں کہ یہ آیت ﴿اِن الذِیْنَ یَرْمُوْنَ الْمُحْصِنٰتِ الْغٰفلٰتِ الْمُومنٰتِ ﴾خاص کرحضرت عائشہؓ کے بارے میں نازل ہوئی ہے(۲)۔

امام عبد بن حمیدؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اورطبرانیؒ نے حضرت خصیفؒ(۳) سے روایت کی ہے کہ میں نے حضرت سعید بن جبیرؒ سے کہا کون سی چیز زیادہ سخت ہے بدکاری یا تہمت؟ فرمایا بدکاری۔ میں نے کہا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:﴿اِنَّ الَّذِیْنَ یَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰت﴾ کہا یہ آیت حضرت عائشہؓ کے متعلق نازل ہوئی(۴)۔

---

(۱) مصنف عبدالرزاق، کتاب:الطلاق، باب:ولاتاخذکم بھمارافۃ رقم(۱۳۵۱۹)
تفسیرابن ابی حاتم،سورۃالنور،۸:۲۵۵۵رقم(۱۴۲۷۸)
سنن البیھقی الکبری، کتاب:الاشربۃ والحد، باب:ماجاء فی الستر علی اھل الحد، رقم(۱۷۳۹۰)
المعجم الکبیر، باب:العین، (احادیث عبداللہ بن مسعودؓ) رقم(۸۵۷۲)
مکارم الاخلاق،۱:۴۴۰رقم(۴۱۵)

(۲) تفسیرابن ابی حاتم،سورۃالنور،۸:۲۵۵۷رقم(۱۴۲۸۵)
مستدرک، کتاب:معرفۃ الصحابۃ، باب:تسمیۃ ازواج النبی ﷺ، رقم(۶۷۳۱)
امام حاکمؒ نے اس حدیث کو[صحیح] قرار دیا ہے۔ستدرک، رقم(۶۷۳۱)

(۳) خصیف بن عبدالرحمن الجزری، االحرائی، الخضرمی، ابوعون، حدیث کے باب میں ضعیف سمجھے جاتے ہیں۔آپ نے امام مالک بن انس کو دیکھا تھا۔[التاریخ الکبیر،۳:۲۲۸رقم(۷۶۶)۔۔الطبقات الکبریٰ،۷:۴۸۲]

(۴) تفسیرالطبری،سورۃالنور،۹:۲۹۰رقم(۲۵۸۸۱)
المعجم الکبیر، ذکرازواج الرسول ﷺ منھن، رقم(۶۔۲۲۷)

امام طبرانیؒ نے حضرت ضحاکؒ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت خاص طور پر حضرت عائشہؓ کے متعلق نازل ہوئی (۱)۔

امام عبد بن حمیدؒ اور ابن جریرؒ نے حضرت ضحاکؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ آیت خصوصاً رسول ﷺ کی ازواج مطہرات کے بارے میں نازل ہوئی (۲)۔

امام عبد بن حمیدؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے ابو جوزاءؒ (۳) کا یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ آیت خاص طور پر امہات المومنین کیلئے ہے (۴)۔

ابن ابی حاتمؒ نے سلمہ بن نبیطؒ (۵) سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہاں اَلْمُحْصَنٰتِ سے مراد نبی کریم ﷺ کی ازواج مطہرات ہیں (۶)۔

امام سعید بن منصورؒ، ابن جریرؒ، طبرانیؒ اور ابن مردویہؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے سورۂ نور کی تلاوت کی اور اس کی تفسیر کی جب اس آیت پر پہنچے تو کہا یہ آیت حضرت عائشہؓ اور ازواج مطہرات کے بارے میں نازل ہوئی جس نے ایسا کیا اس کیلئے یہ نہیں۔ جس نے ازواج مطہرات کے علاوہ کسی اور عورت پر بدکاری کی تہمت لگائی اس کیلئے توبہ ہے۔ پھر یہ آیت تلاوت کی ﴿ وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَاْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمٰنِيْنَ جَلْدَةً وَّلَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا ﴾ مگر جس نے رسول ﷺ کی ازواج مطہرات پر بدکاری کی تہمت لگائی اس کیلئے کوئی توبہ نہیں۔ پھر اس آیت کی تلاوت

---

(۱) المعجم الکبیر، ذکر ازواج الرسول ﷺ، رقم (۶۔۲۲۷)

(۲) تفسیر الطبری، سورۃ النور، ۹:۲۹۱ رقم (۲۵۸۸۳)

(۳) اوس بن عبداللہ الربعی، ابو الجوزاء البصری، آپ بصرہ میں الازد کے علاقے کے رہنے والے تھے۔ نہایت قوی حافظہ اور تفسیر کے ماہر تھے۔ حضرت عائشہؓ اور ابن عباسؓ کے ساتھ بارہ سال رہیں تھے۔ امام بخاریؒ نے لکھا ہے کہ آپ جماجم میں قتل کئے گئے تھے۔ [التاریخ الکبیر، ۲:۱۶ رقم (۱۵۴۰)۔۔ تھذیب التھذیب، ۱:۳۳۵ رقم (۷۰۲)]

(۴) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النور، ۸:۲۵۵۷ رقم (۱۴۲۸۷)

(۵) سلمۃ بن نبیط بن شریط بن انس، ابو الفراس، الاشجعی، الکوفی، آپ ایک ثقہ اور قوی راوی الحدیث تھے۔ علماء جرح وتعدیل نے آپ کی تعریف کی ہے۔ البتہ امام العقیلی نے لکھا ہے: کہ آپ آخری عمر میں مختلط ہوگئے تھے۔ [التاریخ الکبیر، ۴: ۷۴ رقم (۲۰۰۰)۔۔ ضعفاء العقیلی، ۲: ۱۴۷ رقم (۶۴۳)]

(۶) تفسیر ابن ابی حاتم سورۃ النور، ۸:۲۵۵۷ رقم (۱۴۲۸۶)

کی: ﴿لُعِنُوا فِي الدُّنيَا وَ الْاٰخِرَةِ ص وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ﴾ تو بعض لوگوں نے ارادہ کیا کہ وہ حضرت ابن عباسؓ کی طرف اٹھیں اور آیت کی اچھی تفسیر کی وجہ سے ان کے سر کا بوسہ لیں (۱)۔

امام ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن مردویہؒ نے حضرت عائشہؓ سے روایت نقل کی ہے کہ مجھ پر تہمت لگائی گئی جب کہ میں بے خبر تھی۔ مجھے یہ بات بعد میں معلوم ہوئی۔ اسی اثناء میں کہ رسول اللہ ﷺ میرے پاس بیٹھے ہوئے تھے آپؐ پر وحی کی گئی پھر آپؐ اٹھے اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرا۔ فرمایا اے عائشہؓ! تجھے خوشخبری ہو۔ میں نے عرض کی میں اللہ کی تعریف کروں گی نہ کہ آپ کی۔ پھر یہ آیت تلاوت کی (۲)۔

يَوْمَ تَشْهَدُ عَلَيْهِمْ أَلْسِنَتُهُمْ وَأَيْدِيهِمْ وَأَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿٢٤﴾

"(یعنی قیامت کے روز) جس دن ان کی زبانیں ہاتھ اور پاؤں سب اُن کے کاموں کی گواہی دینگے" [۲۴]

ابو یعلیٰؒ، ابن ابی حاتمؒ، طبرانیؒ اور ابن مردویہؒ نے حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے روز کافر اپنے عمل کو پہچان لے گا وہ انکار کرے گا اور جھگڑے گا۔ اسے کہا جائے گا یہ تیرے پڑوسی ہیں، وہ تیرے خلاف گواہی دے رہے ہیں۔ وہ کہے گا انہوں نے جھوٹ بولا ہے۔ اسے کہا جائے گا تیرے گھر والے، تیرے قبیلے والے تیرے خلاف گواہی دے رہے ہیں۔ وہ کہے گا یہ جھوٹ بولتے ہیں۔ قسم اٹھاؤ۔ وہ قسم اٹھا دیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ انہیں خاموش کرا دے گا اور ان کے خلاف ان کی زبانیں اور ہاتھ گواہی دیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ انہیں جہنم میں داخل کر دے گا (۳)۔

امام ابن مردویہؒ نے حضرت ابو ایوب انصاریؓ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے روز سب سے پہلے جس کا جھگڑا پیش ہوگا وہ ایک مرد اور اس کی بیوی ہوگی۔ عورت اور مرد کی زبانیں نہیں بولیں گی بلکہ ان کے ہاتھ اور پاؤں گواہی دیں گے جو اس نے مرد کے ساتھ خیانت کی یا اسے عطا کیا یا کوئی گفتگو کی۔ اسی طرح مرد کے ہاتھ، پاؤں اس مرد کے بارے میں گواہی دیں گے جو مرد اس عورت کو دیتا رہا۔ پھر مرد اور اسکے غلام کو بلایا جائے گا تو معاملہ ان میں اسی طرح ہوگا (۴)۔

---

(۱) تفسیر الطبری، سورۃ النور، ۹:۲۹۱ رقم (۲۵۸۸۵)
المعجم الکبیر، ذکر ازواج الرسول ﷺ رقم (۲۳۴)۔

(۲) تفسیر الطبری، سورۃ النور، ۹:۲۹۱ رقم (۲۵۸۸۲)

(۳) مسند ابی یعلیٰ، مسند ابی سعید الخدری، رقم (۱۳۹۲)

(۴) تفسیر ابن کثیر، سورۃ النور، ۳:۲۷۹

امام احمدؒ اور ابن مردویہؒ حضرت بہز بن حکیمؒ (۱) سے وہ اپنے باپ سے وہ دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمہارے منہ پر چھینکا باندھ دیا جائے گا۔ تمہاری طرف سے سب سے پہلے جو چیز حقیقت حال واضح کرے گا وہ اس کا شرمگاہ اور اس کا ہاتھ ہے (۲)۔

امام ابن مردویہؒ نے حضرت ابوامامہؓ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے روز سب سے پہلے انسان کا جو حصہ بولے گا وہ اس کی ران ہے (۳)۔

امام ابن مردویہؒ نے حضرت ابوامامہؓ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سب سے پہلے انسان کے اعضاء سے ایسے اعمال کے بارے میں پوچھا جائے گا جو اس کو ذلیل ورسوا کرنے والے ہوں گے تو وہ بندہ کہے گا اے میرے رب! تیری عزت کی قسم! میرے پاس بہت بڑی پوشیدہ باتیں ہیں (۴)۔

امام حکیم ترمذیؒ نے نوادر الاصول میں اور ابن مردویہؒ نے حضرت ابوامامہؓ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: میں اپنی امت کے اس آخری آدمی کو جانتا ہوں جو پل صراط سے گزرے گا۔ وہ آدمی پل صراط پر یوں دہرا ہوا ہوگا جس طرح وہ بچہ دہرا ہو چکا ہوتا ہے جسے اس کا والد مارتا ہے، کبھی اس کا ہاتھ پھسلے گا تو آگ اس ہاتھ تک جا پہنچے گی۔ ایک دفعہ اس کا پاؤں پھسلے گا تو اسے آگ جا پہنچے گی۔ ایک دفعہ اس کا پاؤں پھسلے گا تو اسے آگ جا پہنچے گی۔ فرشتے اسے کہیں گے بتاؤ اگر اللہ تعالیٰ تجھے اس مقام سے اٹھائے اور تو سیدھا چلنے لگے کیا تو ہمیں ہر اس کام کے بارے میں بتائے گا جو تو نے کیا ہے؟ تو وہ کہے گا ہاں اللہ تعالیٰ کی عزت کی قسم! میں اپنے اعمال میں سے کسی چیز کو بھی نہیں چھپاؤں گا۔ فرشتے اسے کہیں گے اٹھو سیدھے چلو۔ وہ اٹھے گا۔ وہ چلے گا یہاں دل میں کہے گا اگر میں نے انہیں وہ اعمال بتا دیے تو یہ مجھے اس مکان کی طرف لوٹا دیں گے جہاں میں پہلے تھا۔ تو وہ کہے گا نہیں اس کی عزت کی قسم! میں نے تو کبھی بھی کوئی گناہ نہیں کیا۔ تو وہ فرشتے کہیں گے ہمارے پاس تیرے تک کہ پل صراط سے گزر جائے گا۔ فرشتے اسے کہیں گے اپنے اعمال کے بارے میں بتا جو تو کرتا رہا ہے۔ وہ اپنے

---

(۱) بہز بن الحکیم بن معاویۃ بن حیرۃ القشیری، ابو ملک البصری، آپ ایک صالح، متقی اور ثقہ راوی الحدیث تھے۔ امام نسائیؒ اور امام ترمذیؒ نے آپ کو ثقہ کہا ہے البتہ ابن حبانؒ نے آپ کو کثیر الخطاء قرار دیا ہے۔ [تھذیب التھذیب، ۱: ۴۳۷ رقم (۹۲۴)]

(۲) مسند احمد، کتاب: اول مسند البصریین، باب: حدیث بھز بن حکیم عن ابیہ، رقم (۱۹۵۳۳)

(۳) تفسیر ابن کثیر، ۴: ۱۲۱

(۴) تفسیر الطبری، سورۃ النساء، ۴: ۹۵

خلاف گواہ ہیں۔ وہ دائیں بائیں متوجہ ہوگا۔ کیا کوئی انسان ہے جو دنیا میں اسے دیکھ رہا تھا۔ تو وہ کوئی آدمی نہیں دیکھے گا۔ تو وہ کہے گا گواہ لاؤ۔ اللہ تعالیٰ اس کے منہ پر مہر لگا دے گا۔ اس کے ہاتھ پاؤں اور اس کی جلد اس کے اعمال کے بارے میں آگاہ کریں گے۔ تو اس وقت وہ بندہ کہے گا ہاں تیری عزت کی قسم! میں نے یہ سب اعمال کیے ہیں اور میرے پاس بڑے بڑے خفیہ اعمال بھی ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا جاؤ میں نے انہیں تیرے لیے معاف کر دیا ہے(۱)۔

امام ابن مردویہؒ نے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: انسان کہ منہ پر مہر لگانے کے بعد سب سے پہلے جو ہڈی گفتگو کرے گی وہ اس کی بائیں جانب والی ران ہوگی (۲)۔

يَوْمَئِذٍ يُوَفِّيهِمُ اللَّهُ دِينَهُمُ الْحَقَّ وَيَعْلَمُونَ أَنَّ اللَّهَ هُوَ الْحَقُّ الْمُبِينُ ﴿۲۵﴾

"اس دن خدا اُن کو (اُن کے اعمال کا) پورا پورا (اور) ٹھیک بدلہ دیگا اور اُن کو معلوم ہو جائے گا کہ خدا برحق (اور حق کو) ظاہر کرنے والا ہے" [۲۵]

امام ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ ﴿دِينَهُمُ﴾ سے مراد ان کا حساب ہے۔ قرآن حکیم میں جہاں بھی دین کا لفظ ہے، اس سے مراد حساب ہے (۳)۔

امام عبد بن حمیدؒ اور طبرانیؒ نے قتادہؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو حق اعمال پر ان کے حق پر ہونے کی وجہ سے پورا پورا اجر دے گا اور باطل پرستوں کو ان کے باطل اعمال پر ان کے باطل ہونے کی وجہ سے پورا پورا اجر دے گا (۴)۔

امام ابن جریرؒ نے حضرت مجاہدؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے ﴿الحق﴾ کو مرفوع پڑھا ہے (۵)۔

امام طبرانی اور ابن مردویہؒ حضرت بہز بن حکیمؒ سے وہ اپنے باپ سے وہ دادا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی

---

(۱) اشبلی، ابو محمد عبد الحق بن عبد الرحمٰن، العاقبۃ فی ذکر الموت، مکتبۃ دار الاقصیٰ، الکویت طبع (۱۹۸۶ء)، ۱:۳۱۲

(۲) تفسیر ابن کثیر، سورۃ النور، ۳:۲۷۹

(۳) تفسیر الطبری، سورۃ النور، ۹:۲۹۲ رقم (۲۵۸۸۹)

تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النور، ۸:۲۵۵۹ رقم (۲۴۳۰۴_۱۴۳۰۵)

(۴) المعجم الکبیر، ذکر ازواج الرسول ﷺ، رقم (۲۳۵)

(۵) تفسیر الطبری، سورۃ النور، ۹:۲۹۲ رقم (۲۵۸۸۹)

کریم ﷺ نے اسے یوں پڑھا ﴿يَوْمَئِذٍ يُوَفِّيهِمُ اللَّهُ دِينَهُمُ الْحَقَّ﴾ (۱)۔

الْخَبِيثَاتُ لِلْخَبِيثِينَ وَالْخَبِيثُونَ لِلْخَبِيثَاتِ ۚ وَالطَّيِّبَاتُ لِلطَّيِّبِينَ وَالطَّيِّبُونَ لِلطَّيِّبَاتِ أُولَٰئِكَ مُبَرَّءُونَ مِمَّا يَقُولُونَ لَهُم مَّغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ ﴿٢٦﴾

"ناپاک عورتیں ناپاک مردوں کے لئے اور ناپاک مرد ناپاک عورتوں کے لئے۔اور پاک عورتیں پاک مردوں کے لئے۔اور پاک مرد پاک عورتوں کے لئے۔یہ (پاک لوگ) اُن (بدگوئیوں) کی باتوں سے بری ہیں۔(اور) اُن کے لئے (بخشش) اور نیک روزی ہے"[۲۶]

امام ابن جریرؒ، ابن ابی حاتمؒ، طبرانیؒ اور ابن مردویہؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ ﴿الْخَبِيثَاتُ﴾ سے مراد خبیث کلام اور ﴿لِلْخَبِيثِينَ﴾ سے مراد خبیث مرد ہیں۔ ﴿الْخَبِيثُونَ﴾ سے مراد خبیث مرد اور ﴿لِلْخَبِيثَاتِ﴾ سے مراد خبیث کلام ہے۔﴿الطَّيِّبَاتُ﴾ سے مراد اچھی گفتگو، ﴿لِلطَّيِّبِينَ﴾ سے مراد اچھے مرد، ﴿الطَّيِّبُونَ﴾ سے مراد اچھے لوگ اور ﴿لِلطَّيِّبَاتِ﴾ سے مراد اچھی کلام ہے۔یہ آیت ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی جنہوں نے حضرت عائشہؓ کے متعلق بہتان طرازی کی (۲)۔

امام عبدالرزاقؒ، فریابیؒ، عبد بن حمیدؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ، ابن ابی حاتمؒ اور طبرانیؒ نے حضرت مجاہدؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ﴿الْخَبِيثَاتُ﴾ سے مراد خبیث کلام، ﴿لِلْخَبِيثِينَ﴾ سے مراد خبیث لوگ، ﴿الْخَبِيثُونَ﴾ سے مراد خبیث مرد، ﴿لِلْخَبِيثَاتِ﴾ سے مراد خبیث کلام، ﴿الطَّيِّبَاتُ﴾ سے مراد اچھی گفتگو، ﴿لِلطَّيِّبِينَ﴾ سے مراد لوگ، ﴿الطَّيِّبُونَ﴾ سے مراد اچھے لوگ اور ﴿لِلطَّيِّبَاتِ﴾ سے مراد اچھا کلام ہے۔جو اچھے لوگ ہیں وہ ہر خبیث بات سے پاک ہوتے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ انہیں بخش دیتا ہے اور جو خبیث ہوتا ہے وہ ہر اچھی بات سے مبرأ ہوتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ اس کی اچھی بات کو اس کی طرف لوٹا دیتا ہے، اسے قبول نہیں کرتا (۳)۔

---

(۱) المعجم الکبیر، رقم (۱۰۲۱)

(۲) تفسیر الطبری، سورۃ النور، ۹:۲۹۳ رقم (۲۵۸۹۱)

المعجم الکبیر، ذکر ازواج الرسول ﷺ منھن، رقم (۲۵۰)

(۳) تفسیر الطبری، سورۃ النور، ۹:۲۹۳ رقم (۲۵۸۹۲)

المعجم الکبیر، باب: ذکر ازواج الرسول ﷺ منھن، رقم (۲۴۴)

امام عبد بن حمیدؒ، ابن جریرؒ اور طبرانیؒ نے حضرت قتادہؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ﴿اَلْخَبِيْثٰتُ﴾ سے مراد ہر بری بات اور عمل ہے ﴿لِلْخَبِيْثِيْنَ﴾ سے مراد برے لوگ ہیں اَلْخَبِيْثُوْنَ سے مراد لوگ اور ﴿لِلْخَبِيْثٰتِ﴾ سے مراد بری بات اور برا عمل ہے، ﴿الطَّيِّبٰتُ﴾ سے مراد اچھی بات اور عمل ہے اور ﴿لِلطَّيِّبِيْنَ﴾ سے مراد اچھے لوگ ہیں ﴿الطَّيِّبُوْنَ﴾ سے مراد اچھے لوگ اور ﴿لِلطَّيِّبٰتِ﴾ سے مراد اچھی بات اور عمل ہے، ان لوگوں کے لیے ان کے گناہوں کی بخشش ہے اور ﴿رِزْقٌ كَرِيْمٌ﴾ یعنی جنت ہے(۱)۔

امام عبد بن حمیدؒ نے حضرت حسن بصریؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ لِلْخَبِيْثٰتِ سے مراد بری بات، الطَّيِّبٰتُ سے مراد اچھی بات لِلطَّيِّبِيْنَ اور الطَّيِّبُوْنَ سے مراد اچھے لوگ ہیں لِلطَّيِّبٰتِ سے مراد اچھی گفتگو ہے، اچھے لوگ اس بات سے مبرا ہیں جو حضرت عائشہؓ کے بارے میں کہی گئی (۲)۔

امام عبد بن حمیدؒ نے حضرت سعید بن جبیرؒ سے وہ ضحاکؒ وابراہیمؒ سے اس جیسا قول نقل کرتے ہیں (۳)۔

امام عبد بن حمیدؒ نے حضرت عطاءؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اَلْخَبِيْثٰتُ سے مراد بری بات لِلْخَبِيْثِيْنَ سے مراد برے لوگ، اَلْخَبِيْثُوْنَ سے مراد برے لوگ، لِلْخَبِيْثٰتِ سے مراد بری بات، الطَّيِّبٰتُ سے مراد اچھی بات، لِلطَّيِّبِيْنَ سے مراد اچھے لوگ، الطَّيِّبُوْنَ سے مراد اچھے لوگ اور لِلطَّيِّبٰتِ سے مراد اچھی بات ہے کیا تو نیک آدمی سے بری بات نہیں سنتا تو تو کہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فلاں کو بخش دے نہ یہ بات اس کے اخلاق میں سے ہے اور نہ ہی خصلت میں سے اور نہ ہی ان میں سے ہے جسے وہ عام طور پر کہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے ﴿اُولٰٓئِكَ مُبَرَّءُوْنَ مِمَّا يَقُوْلُوْنَ﴾ یعنی وہ اس سے مبرا ہیں، نہ یہ ان کی خصلت میں سے ہے، نہ ان کے اخلاق میں سے ہے لیکن لغزشیں تو کبھی کبھی واقع ہو جاتی ہیں (۴)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت یحیی بن الجزار (۵) نقل کیا ہے کہ حضرت اسیر بن جابر (۶)۔

---

(۱) تفسیر الطبری، سورۃ النور، ۹:۲۹۴ رقم (۲۵۹۰۳)

(۲) تفسیر ابن کثیر، سورۃ النور، ۳:۳۸۷

(۳) تفسیر ابن کثیر، سورۃ النور، ۳:۳۸۷

(۴) تفسیر ابن کثیر، سورۃ النور، ۳:۳۸۷

(۵) یحیٰی بن الجزار العرنی الکوفی، آپ کا لقب یا والد کے نام زبان تھا۔ اگرچہ آپ پر اہل التشیع کے الزامات تھے لیکن علماء حدیث کے نزدیک ثقہ مانے جاتے ہیں۔ [تہذیب التہذیب، ج۱۱:۱۶۸ رقم (۳۲۳)]

(۶) اسیر بن عمرو بن جابر المحاربی، الشافعی، الحضرمی، آپ عبداللہ بن مسعودؓ کے اصحاب میں سے تھے۔ آپ کی روایت ابوبکرؓ سے بھی ثابت ہے۔ [التاریخ الکبیر، ۲:۶۶ رقم (۱۷۰۵)]

حضرت عبداللہؓ(۱) کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا آج میں نے ولید بن عقبہؒ(۲) سے ایسی بات سنی ہے جس نے مجھے تعجب میں ڈال دیا ہے۔ حضرت عبداللہؓ نے کہا بندۂ مومن کے منہ میں ایک ناپاک کلمہ ہوتا ہے جو اس کے سینے میں کھٹکتا ہے، وہ کلمہ قرار نہیں پاتا یہاں تک کہ وہ آدمی اس کلمہ کو باہر پھینک دیتا ہے، وہ آدمی جو اس کے پاس بیٹھا ہوتا ہے وہ اسی کی مثل اس سے سنتا ہے اور اسے اس کے ساتھ ملا دیتا ہے، کبھی فاجر آدمی کے دل میں پاکیزہ کلمہ ہوتا ہے جو اس کے سینے میں کھٹکتا ہے، وہ قرار پذیر ہوتا یہاں تک کہ وہ فاجر آدمی اسے باہر پھینک دیتا ہے، وہ آدمی جو اس کے پاس بیٹھا ہوتا ہے وہ اسے اس کی مثل سنتا ہے اور اسے اس کے ساتھ ملا دیتا ہے۔ پھر حضرت عبداللہ نے یہ آیت تلاوت کی ﴿اَلْخَبِيْثٰتُ لِلْخَبِيْثِيْنَ وَالْخَبِيْثُوْنَ لِلْخَبِيْثٰتِ﴾(۳)۔

امام ابن جریرؒ، ابن ابی حاتمؒ اور طبرانیؒ نے ابن زیدؒ سے اس آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ آیت حضرت عائشہؓ کے بارے میں اس وقت نازل ہوئی جب منافق نے آپ پر جھوٹا بہتان لگایا تھا، تو اللہ تعالیٰ نے اس سے براءت کر دی۔ عبداللہ بن اُبی ہی وہ خبیث تھا اور وہ اس بات کا مستحق تھا کہ اس کے لیے خبیثہ ہوتی اور وہ اس خبیثہ کے لیے ہوتا۔ رسول اللہ ﷺ پاکیزہ تھے اور آپ اس کے لائق تھے کہ ان کے لیے پاکیزہ ہو۔ حضرت عائشہؓ پاک تھی تو وہ اس بات کی مستحق تھیں کہ ان کے لیے پاکیزہ ہو۔ ﴿اُولٰٓئِكَ مُبَرَّءُوْنَ مِمَّا يَقُوْلُوْنَ﴾ میں حضرت عائشہ صدیقہؓ کی برأت کا ظہار کیا گیا ہے(۴)۔

---

(۱) عبداللہ بن مسعود بن غافل بن حبیب الھذلی، ابوعبدالرحمٰن، خادم الرسول ﷺ، صاحب النعلین، آپ سابقین اولین سے تھے۔ بدریین کی فضیلت بھی آپ کو حاصل ہے۔ کوفہ میں علم شریعت کو پھیلانے کا شرف بھی آپ کو حاصل ہے۔ ۳۲ھ کو کوفہ میں وفات پائے تھے۔[الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ، دارالجیل، ۴:۲۳۳ رقم (۴۹۵۷)]

(۲) ولید بن عقبۃ بن ابی معیط، ابو وھب الاموی القرشی، حضرت عثمانؓ کے ماں شریک بھائی، قریش کے شعراء اور سخی لوگوں میں سے تھے۔ فتح مکہ کے دن اسلام قبول کیا تھا۔ نبی کریم ﷺ نے آپؓ کو بنی مصطلق کے صدقات کو جمع کرنے پر مامور کیا تھا۔ حضرت عمرؓ کے زمانے میں بنی تغلب کے صدقات پر مامور رہے اور سعد بن ابی وقاصؓ کے بعد خلافتِ عثمانؓ میں کوفہ کا گورنر مقرر ہوئے تھے۔ شہادتِ عثمانؓ کے بعد الجزیرہ چلے گئے اور ''رقۃ'' میں وفات پا گئے۔[التاریخ الکبیر، ۸:۱۴۰ رقم (۲۴۸۳)۔ الاعلام، ۸:۱۲۲]

(۳) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النور، ۸:۲۵۶۱ رقم (۲۴۳۱۳)

(۴) تفسیر الطبری، سورۃ النور، ۹:۲۹۵ رقم (۲۵۹۰۵)
تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النور، ۸:۲۵۶۱ رقم (۲۴۳۱۴)
المعجم الکبیر، باب: ذکر ازواج الرسول ﷺ منھن، رقم (۲۶۴)

امام ابن مردویہؒ نے حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت نقل کی ہے کہ میری پاکدامنی کا حکم آسمان سے نازل ہوا۔ میری تخلیق ہوئی، میں پاکیزہ کے پاس رہی اور میرے ساتھ مغفرت اور اجر عظیم کا وعدہ کیا گیا (۱)۔

امام طبرانیؒ نے حضرت ذکوانؒ (۲) سے روایت نقل کی ہے جو حضرت عائشہؓ کے حاجب تھے، کہا ابن عباسؓ حضرت عائشہ صدیقہؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا آپ کو بشارت ہو، آپ کے اور رسول ﷺ اور آپ کے پیاروں کی ملاقات کے درمیان کوئی چیز حائل نہیں سوائے اس کے کہ آپ کی روح آپ کے جسم سے نکلے۔ آپ رسول اللہ ﷺ کو تمام ازواج مطہرات سے زیادہ محبوب تھیں۔ ابواء کی رات آپ کا ہار گم ہو گیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نازل فرمایا ﴿فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا﴾ (۳) یہ بھی آپ کے سبب سے نصیب ہوا اور آپ کی وجہ سے ہی اللہ تعالیٰ نے اس امت کے لیے رخصت کا حکم نازل فرمایا۔ آپ کی براءت کا حکم سات آسمانوں کے اوپر سے نازل ہوا جسے روح الامین لائے۔ اب اس کی یہ حالت ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مساجد میں سے کوئی ایسی مسجد نہیں جس میں اللہ کا ذکر کیا جاتا ہو مگر اسکی صبح وشام تلاوت کی جاتی ہے۔ حضرت عائشہؓ نے کہا اے ابن عباسؓ! رہنے دو مجھے قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے! میں تو یہ پسند کرتی ہوں کہ میں ﴿نسیا منسیا﴾ (بھلائی ہوئی چیز) ہو جاؤں (۴)۔

امام طبرانیؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ جب قیامت کا دن ہوگا تو جن لوگوں نے حضرت عائشہؓ پر تہمت لگائی تھی اللہ تعالیٰ تمام لوگوں کی موجودگی میں انہیں اسی اسی کوڑے مارے گا۔ میرا رب ان میں سے مہاجرین کو بطورِ ہبہ طلب کرے گا۔ اے عائشہؓ! میں تم سے مشورہ طلب کروں گا۔ حضرت عائشہؓ نے یہ کلام سنا جبکہ وہ اپنے کمرے میں تھیں۔ تو وہ رونے لگیں عرض کی مجھے اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا! آپ کی خوشی مجھے اپنی خوشی سے زیادہ محبوب ہے۔ رسول اللہ ﷺ مسکرانے لگے اور فرمایا: یہ اپنے باپ کی بیٹی ہے (۵)۔

---

(۱) تفسیر ابن کثیر، ۳: ۶۴۷

(۲) ابوعمرو المدنی، مولیٰ عائشہؓ، فصیح لہجہ کے حامل، قریش کی امامت کرنے والا، عالم دین اور عالم بالحدیث تھے۔ آپ کے پیچھے عبدالرحمن بن ابوبکرؓ نماز پڑھا کرتے تھے۔ آپ پہلے حضرت عائشہؓ کے مدبر تھے پھر آزاد کرادیئے گئے تھے۔ ۶۳ھ کو الحرہ میں قتل کئے گئے تھے۔ [تقریب التھذیب، دارالرشد، سوریا، ط۔اول (۱۴۰۶ھ)، ج۱، ص۲۰۳ رقم (۱۸۴۲)]

(۳) القرآن الکریم، النساء، ۴۳

(۴) المعجم الکبیر، احادیث بن عباسؓ، رقم (۱۰۷۸۳)

(۵) المعجم الکبیر، ذکر ازواج الرسول ﷺ، رقم (۲۶۴)

امام ابن ابی شیبہؒ، امام احمدؒ، امام بخاریؒ، امام مسلمؒ، امام ترمذیؒ، امام نسائیؒ اور ابن ماجہؒ نے حضرت انسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تمام عورتوں پر حضرت عائشہؓ کی فضیلت اس طرح ہے جس طرح ثرید (کھانے) کی تمام دوسرے کھانوں پر فضیلت ہے(۱)۔

امام حاکمؒ نے حضرت زہریؒ سے روایت نقل کی ہے اگر تمام لوگوں کا علم اکٹھا کیا جائے پھر رسول ﷺ کی ازواج مطہرات کا علم اکٹھا کیا جائے تو پھر بھی حضرت عائشہؓ کا علم وسیع ہوگا(۲)۔

امام حاکمؒ نے حضرت عروہؒ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عائشہؓ کی طرح علم الحلال والحرام کا ماہر، شعر اور طب کی مہارت کی کسی کو ماہر نہ دیکھا ہے(۳)۔

امام حاکمؒ نے موسیٰ بن طلحہؒ(۴) سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت عائشہؓ سے بڑھ کر کسی کو زیادہ فصیح نہیں دیکھا(۵)۔

---

(۱) مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب: فضائل، باب: ذکر عائشہؓ، رقم (۳۲۲۶۷)

مسند احمد، کتاب: باقی مسند المکثرین، باب: باقی مسند انس، رقم (۱۲۶۱۹)

صحیح بخاری، کتاب: المناقب: باب: فضل عائشۃ، رقم (۳۵۵۹)

صحیح مسلم، کتاب: فضائل الصحابۃ، باب: فی فضل عائشۃ رقم (۲۴۴۶)

سنن الترمذی، کتاب: المناقب عن رسول اللہ ﷺ، باب: فی فضل عائشۃؓ، رقم (۳۸۸۷)

سنن نسائی، کتاب: عشرۃ النساء، باب: حب الرسول بعض نساءہ اکثر من بعض، رقم (۳۹۴۸)

سنن ابن ماجۃ، کتاب: الاطعمۃ، باب: فضل الثرید علی الطعام، رقم (۳۲۸۱)

امام ترمذیؒ نے مذکورہ حدیث پر حکم لگاتے ہوئے لکھا ہے: قال وفی الباب عن عائشۃ وابو موسیٰ قال ھذا حدیث حسن وعبداللہ بن عبدالرحمٰن بن معمر ھو ابو طوالۃ الانصاری المدنی ثقۃ وقد روی عنہ مالک بن انسؒ [الترمذی: ۲۸۸۷]۔۔امام ھیثمیؒ نے اس حدیث کی سند پر حکم لگاتے ہوئے لکھا ہے: رواہ الطبرانی ورجالہ الصحیح الا ان اباسلمۃ بن عبدالرحمٰن لم یسمع من ابیہ [مجمع الزوائد]

[قال شیخ الالبانی: صحیح] السلسلۃ الصحیحۃ، ۱۰:۸۴ رقم (۳۵۳۵)]

(۲) مستدرک، کتاب: معرفۃ الصحابۃ رقم (۶۷۳۴)

(۳) مستدرک، کتاب: معرفۃ الصحابۃ رقم (۶۷۳۳)

(۴) موسیٰ بن طلحۃ بن عبیداللہ، القرشی، التیمی، ابوعیسیٰ یا ابومحمد، رجل صالح، کثیر الحدیث، تابعی اور صحیح اللسان شخصیت کے حامل تھے۔ آپ کو اپنے زمانے کا مہدی کہا جاتا تھا۔ [الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ، ۶:۲۶۷ رقم (۸۳۴۴)۔۔الطبقات الکبریٰ، ۵:۱۶۲]

(۵) مستدرک، کتاب: معرفۃ الصحابۃ رقم (۶۷۳۵)

امام احمدؒ نے زہد میں اور حاکمؒ نے حضرت احنفؒ (۱) سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ اور دوسرے خطباء کے خطبے سنے۔ میں نے حضرت عائشہؓ سے بڑھ کر مخلوق کے منہ سے آج تک ذی شان اور حسین بات نہیں سنی (۲)۔

امام سعید بن منصورؒ اور حاکمؒ نے حضرت مسروقؒ سے روایت نقل کی ہے کہ ان سے پوچھا گیا کہ کیا حضرت عائشہؓ علم الفرائض اچھی طرح جانتی تھیں؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے اکابر صحابہ کو دیکھا کہ وہ آپ سے علم الفرائض کے بارے میں سوال کرتے تھے (۳)۔

امام حاکمؒ نے حضرت عطاءؒ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عائشہؓ تمام لوگوں سے زیادہ فقیہ، تمام لوگوں سے زیادہ عالم اور عام لوگوں کے بارے میں رائے کے اعتبار سے تمام لوگوں سے اچھی تھیں (۴)۔

امام ابن شیبہؒ نے حضرت مسلم بطینؒ (۵) سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ حضرت عائشہؓ جنت میں بھی میری زوجہ ہوں گی (۶)۔

امام ابن ابی شیبہؒ نے حضرت عائشہؓ سے روایت نقل کی ہے کہ مجھ میں سات ایسے فضائل ہیں جو کسی اور میں نہیں سوائے حضرت مریمؑ کے جنہیں اللہ تعالیٰ نے ان فضائل سے نوازا ہے۔ اللہ کی قسم! میں یہ اپنی ساتھیوں پر فخر کے لیے نہیں کہہ رہی۔ پوچھا گیا وہ کیا ہیں؟ فرمایا فرشتہ میری صورت لے کر نازل ہوا، رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے شادی کی جب کہ میری عمر سات سال تھی اور مجھے آپ کی خدمت میں پیش کیا گیا جب کہ میری عمر نو سال تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے شادی کی تو میں باکرہ تھی، اس وصف میں کوئی بھی دوسری بیوی میرے ساتھ شریک نہیں۔ نبی

---

(۱) الاحنف بن قیس بن معاویۃ بن حصن التمیمی السعدی، ابو بحر البصری، الاحنف آپ کا لقب اور نام الضحاک ہے۔ نبی کریم ﷺ نے آپ کو دعا دی تھی: ''اللھم اغفر للاحنف '' اپنی قوم کا شریف ترین بندہ، ۶۸ھ یا ۷۲ھ کو کوفہ میں وفات پا گئے تھے۔ [الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ، ۱: ۱۸۷ رقم (۴۲۹)۔۔ مستدرک، رقم الحدیث (۶۵۷۲۔۶۵۷۳)]

(۲) مستدرک، کتاب: معرفۃ الصحابۃ رقم (۶۷۳۲)

(۳) مستدرک، کتاب: معرفۃ الصحابۃ رقم (۶۷۳۶)

(۴) مستدرک، کتاب: معرفۃ الصحابۃ رقم (۶۷۴۸)

(۵) مسلم بن ابی عمران ابو عبداللہ البطین الکوفی آپ ایک ثقہ راوی تھے۔ امام ابن حبانؒ نے [الثقات] میں ذکر کیا ہے۔ [التاریخ الکبیر، ۷: ۲۶۸ رقم (۲۴۶)]

(۶) مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب: الفضائل، باب: ذکر فی عائشۃ، رقم (۳۲۲۷۵)

کریم ﷺ پر وحی نازل ہوئی جب کہ میں اور آپ ایک بستر میں تھے۔ میں رسول اللہ ﷺ کو سب لوگوں سے زیادہ محبوب تھی، میرے بارے میں آیات نازل ہوئیں، قریب تھا کہ امت اس میں ہلاک ہو جاتی، میں نے جبرائیل امین کو دیکھا جب کہ میرے سوا ازواج مطہرات میں سے کسی نے بھی انہیں نہ دیکھا، آپ کی روح قبض کی گئی جب کہ فرشتے اور میرے سوا وہاں کوئی بھی موجود نہ تھا(۱)۔

امام ابن ابی شیبہؒ نے حضرت عائشہؓ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عائشہؓ سے فرمایا: جبرائیل امین تمہیں سلام کہتا ہے، حضرت عائشہؓ نے جواب میں کہا علیه السلام ورحمته اللّٰه و برکاته (۲)۔

امام ابن نجارؒ (۳) تاریخ بغداد میں حضرت ابوبکر محمد بن عمر بغدادی حنبلیؒ سے وہ اپنے باپ سے وہ محمد بن حسن کارانیؒ سے وہ ابراہیم خرجیؒ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ مجھ پر دنیاوی مشکلات آئیں تو میں نے ایسی دعائیں کیں جنہیں کشادگی کی دعائیں کہتے ہیں؟ کہا مجھے ابوعبداللہ احمد بن حنبلؒ نے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا مجھے سفیان بن عیینہؒ (۴) نے انہوں نے کہا مجھے محمد بن واصل انصاریؒ نے، وہ اپنے باپ سے وہ دادا سے وہ انس بن مالک سے روایت کرتے ہیں کہ میں حضرت عائشہؓ کے پاس بیٹھا ہوا تھا تاکہ ان کی براءت کا اظہار کر کے انہیں تسلی دوں جب کہ وہ رو رہی تھیں۔ حضرت عائشہؓ نے کہا اللہ کی قسم! مجھے قریبی اور دور کے سب چھوڑ گئے یہاں تک کہ بلی بھی مجھے چھوڑ گئی مجھ پر کھانا اور پانی پیش نہیں کیا جاتا تھا۔ میں سوتی جبکہ میں بھوکی پیاسی ہوتی۔ میں نے خواب میں ایک نوجوان کو دیکھا اس نے کہا تجھے کیا ہوا ہے؟ میں نے کہا لوگوں نے جو باتیں کی ہیں میں ان کی وجہ سے پریشان ہوں۔ اس نے کہا یہ دعا کرو اللہ تعالیٰ تیری پریشانی دور فرما دے گا۔ میں نے پوچھا وہ کیا ہے؟ اس نے کہا یہ کہو: "یَا

---

(۱) مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب: الفضائل، باب: ذکر فی عائشۃ، رقم (۳۲۲۷۸)

(۲) مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب: الفضائل، باب: ذکر فی عائشۃ، رقم (۳۲۲۸۶)

(۳) محمد بن محمود بن الحسن بن ھبۃ اللہ بن محاسن، ابوعبداللہ، (ابن النجار) محب الدین، الامام اور حافظ الحدیث تھے۔ آپ ذیل تاریخ بغداد، تاریخ الاسلام اور استدرک علی الاسلام کے مصنف ہیں۔ [تذکرۃ الحفاظ، ۴: ۱۴۲۸ رقم (۱۱۴۰)]

(۴) سفیان بن عینہ بن میمون الھلالی الکوفی، ابومحمد، محدث الحرم المکی، کوفہ میں پیدا ہوئے، مکہ میں مقیم رہے اور وہاں وفات پا گئے تھے۔ حافظ، ثقہ او روسیع العلم شخصیت کے حامل عظیم المرتبہ انسان تھے۔ [تذکرۃ الحفاظ، ۱: ۲۶۲۔۲۶۳۔۔ الطبقات الکبریٰ، ۵: ۴۹۷۔۔ التاریخ الکبیر، ۴: ۹۴ رقم (۲۰۸۲)]

سَابِغَ النِّعَمِ وَ دَافِعَ النِّقَمِ وَ يَا فَارِجَ الْغَمَمِ وَيَا كَاشِفَ الظُّلَمِ يَااَعْدَلَ مَنْ حَكَمَ،يَاحَسِيْبَ مَنْ ظَلَمَ،يَا وَلِيَّ مَنْ ظَلَمَ يَا اَوَّلُ بِلَا بِدَايَةٍ وَّيَا اٰخِرُ بِلَا نِهَايَةٍ يَا مَنْ لَّهُ اسْمٌ بِلَا كُنْيَةٍ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ لِّيْ مِنْ اَمْرِيْ فَرَجًا وَّمَخْرَجًا "یہ کہو: اے نعمتوں کی بارش برسانے والے، ناراضگیاں دور کرنے والے، غم مٹانے والے، ظلم ختم کرنے والے، حکم میں عدل کرنے والے، ظلم کرنے والے کا حساب لینے والے، مظلوم کے مددگار، اے اول جس کی ابتداء نہیں، اے آخر جس کی انتہاء نہیں، اے وہ جس کا نام تو ہے مگر کنیت نہیں، اے اللہ! مجھے اس امر سے نجات عطاء فرما۔ حضرت عائشہؓ نے کہا: میں بیدار ہوئی تو میں سیراب اور سیر تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اس مصیبت سے رستگاری کا حکم نازل فرمایا۔ ابن نجار نے کہا یہ خبر غریب ہے(۱)۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتاً غَيْرَ بُيُوتِكُمْ حَتَّىٰ تَسْتَأْنِسُوا وَتُسَلِّمُوا عَلَىٰ أَهْلِهَا ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ﴿٢٧﴾ فَإِن لَّمْ تَجِدُوا فِيهَا أَحَداً فَلَا تَدْخُلُوهَا حَتَّىٰ يُؤْذَنَ لَكُمْ وَإِن قِيلَ لَكُمُ ارْجِعُوا فَارْجِعُوا هُوَ أَزْكَىٰ لَكُمْ ۚ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ ﴿٢٨﴾ لَّيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَن تَدْخُلُوا بُيُوتاً غَيْرَ مَسْكُونَةٍ فِيهَا مَتَاعٌ لَّكُمْ وَاللَّهُ يَعْلَمُ مَا تُبْدُونَ وَمَا تَكْتُمُونَ ﴿٢٩﴾

"مومنو! اپنے گھروں کے سوا دوسرے (لوگوں کے) گھروں میں گھر والوں سے اجازت لیے اور اُن کو سلام کئے بغیر داخل نہ ہوا کرو۔ یہ تمہارے حق میں بہتر ہے (اور ہم) یہ نصیحت اس لئے کرتے ہیں کہ شاید تم یاد رکھو[۲۷] اگر تم گھر میں کسی کو موجود نہ پاؤں تو جب تک تم کو اجازت نہ دی جائے اس میں مت داخل ہو۔ اور اگر یہ کہا جائے کہ (اُس وقت) لوٹ جاؤ تو لوٹ جایا کرو۔ یہ تمہارے لئے بڑی پاکیزگی کی بات ہے۔ اور جو کام تم کرتے ہو خدا سب جانتا ہے[۲۸] ہاں اگر تم کسی ایسے مکان میں جاؤ جس میں کوئی نہ بستا ہو اور اُس نے تمہارا اسباب (رکھا) ہو، تم پر کچھ گناہ نہیں، اور جو کچھ تم ظاہر کرتے ہو اور جو پوشیدہ کرتے ہو خدا کو سب معلوم ہے"[۲۹]

امام فریابیؒ اور ابن جریرؒ حضرت عدی بن ثابتؒ (۲) کے واسطے سے وہ ایک انصاری سے روایت کرتے ہیں کہ ایک عورت نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کی میں گھر میں بعض اوقات ایسی حالت میں ہوتی ہوں

---

(۱) تفسیر القرطبی سورۃ النور، ۱۸:۱۳۳

(۲) عدی بن ثابت الانصاری الکوفی، ثقہ اور قوی راوی اور اہل التشیع کا باعمل عالم تھے۔ کوفہ میں شیعوں کی مسجد میں امام تھے۔ صحاح ستہ میں آپ کی روایت موجود ہیں۔ امام ذہبیؒ فرماتے ہیں: اگر باقی شیعہ آپ کی طرح ہوتے تو شر انتہائی کم ہوتا۔ [التاریخ الکبیر، ۷:۴۴ رقم (۱۹۶)۔ ضعفاء العقیلی، ۳:۲۷۲ رقم (۱۴۱۱)]

پسند نہیں کرتی کہ میرے پاس کوئی آئے نہ بیٹا نہ باپ تو اس وقت کوئی آدمی آجاتا ہے اور میرے پاس چلا آتا ہے تو میں کیا کروں۔ ابن جریرؒ کے الفاظ یہ ہیں: ہمیشہ میرے خاندان کا کوئی فرد میرے پاس چلا آتا ہے جبکہ میں اس حالت میں ہوتی ہوں۔ تو یہ آیت کریمہ ﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ﴾ نازل ہوئی (۱)۔

امام فریابیؒ، سعید بن منصورؒ، عبد بن حمیدؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ، ابن ابی حاتمؒ، ابن انباریؒ نے مصاحف میں، حاکمؒ (جب کہ حاکمؒ نے اسے صحیح قرار دیا ہے) بیہقیؒ نے شعب الایمان میں اور ضیاءؒ نے مختارہ میں مختلف سندوں سے حضرت ابن عباسؓ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ وہ کہتے یہاں حَتّٰى ﴿ تَسْتَاْنِسُوْا ﴾ کی جگہ حَتّٰى ﴿تَسْتَاْذِنُوْا﴾ ہے (۲)۔

امام سعید بن منصورؒ، عبد بن حمیدؒ، ابن جریرؒ اور بیہقیؒ نے شعب الایمان میں حضرت ابراہیمؒ سے روایت نقل کی ہے کہ عبداللہؓ کے مصحف میں ﴿حَتّٰى تُسَلِّمُوْا عَلٰى اَهْلِهَا وَ تَسْتَاْنِسُوْا﴾ ہے (۳)۔

ابن ابی شیبہؒ، عبد بن حمیدؒ اور ابن منذرؒ نے عکرمہؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ابی کی قرأت میں ﴿حَتّٰى تُسَلِّمُوْا وَ تَسْتَاْذِنُوْا﴾ ہے (۴)۔

امام ابن ابی حاتمؒ اور ابن الانباریؒ نے مصاحف میں حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ ﴿حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا﴾ کی جگہ ﴿حَتّٰى تَسْتَاْذِنُوْا﴾ کہتے (۵)۔

امام سعید بن منصورؒ، ابن جریرؒ اور ابن مردویہؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے ﴿الاستناس۔﴾ کا معنیٰ ﴿اَلِاسْتِيْذَان﴾ ہے (۶)۔

امام ابن ابی شیبہؒ، حکیم ترمذیؒ، ابن ابی حاتمؒ، طبرانیؒ اور ابن مردویہؒ نے حضرت ابو ایوب انصاریؓ سے یہ

---

(۱) تفسیر الطبری، سورۃ النور، ۹: ۲۹۷ رقم (۲۵۹۲۱)

(۲) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النور، ۸: ۲۵۶۶ رقم (۱۴۳۴۴)
مستدرک، کتاب: التفسیر، سورۃ نور، رقم (۳۴۹۶)

(۳) تفسیر الطبری، سورۃ النور، ۹: ۲۹۷ رقم (۲۵۹۱۴)
شعب الایمان، ۷: ۴۳۷ رقم (۸۸۰۰)

(۴) شعب الایمان، ۷: ۴۳۷ رقم (۸۸۰۲)

(۵) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النور، ۸: ۲۵۶۶ رقم (۱۴۳۴۴)

(۶) تفسیر الطبری، سورۃ النور، ۹: ۲۹۷ رقم (۲۵۹۱۴)

روایت نقل کی ہے کہ میں نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿ حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا وَتُسَلِّمُوْا عَلٰٓى اَهْلِهَا ﴾ کے بارے میں بتایئے تسلیم کا معنیٰ تو ہم پہچان چکے ہیں الاستناس کا معنیٰ کیا ہے؟ فرمایا: کوئی آدمی سبحان اللہ، اللہ اکبر، الحمد اللہ کہے اور کھانسے تو اس طرح گھر والوں کو اپنے آنے کی اطلاع کر دے (۱)۔

امام طبرانیؒ نے حضرت ابوایوب انصاریؓ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا الاستناس یہ ہے کہ تو خادم کو بلائے یہاں تک کہ گھر والے آگاہ ہو جائیں جنہیں وہ سلام کرے گا (۲)۔

امام ابن ابی شیبہؒ، عبد بن حمیدؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ، ابن ابی حاتمؒ اور بیہقیؒ نے شعب الایمان میں حضرت مجاہدؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ﴿حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا﴾ کا معنیٰ ہے یہاں تک کہ تم کھانسو اور کھنگارو (۳)۔

امام ابن ابی شیبہؒ، امام احمدؒ، امام بخاریؒ نے الادب میں ابوداؤدؒ اور بیہقیؒ نے سنن میں حضرت ربعیؒ (۴) کے واسطے سے روایت نقل کی ہے کہ ہمیں بنی یمامہ کے ایک آدمی نے بیان کیا۔ اس نے رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضری کی اجازت چاہی جب کہ آپ ﷺ گھر میں تشریف فرما تھے۔ اس نے کہا کیا میں داخل ہو سکتا ہوں؟ نبی کریم ﷺ نے اپنے خادم سے فرمایا اس کی طرف جاؤ، اسے اجازت لینے کا طریقہ بتاؤ۔ اسے کہا گیا کہ یہ کہو السلام علیکم، کیا میں حاضر ہو سکتا ہوں (۵)۔

---

(۱) مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب: الادب، باب: فی الاستیذان، رقم (۲۵۶۷۴)
المعجم الکبیر، باب: الحاء، (خالد بن زید) رقم (۴۰۶۵)

(۲) المعجم الکبیر، باب: الحاء، (خالد بن زید) رقم (۴۰۶۴)

(۳) تفسیر ابن ابی حاتم، بیروت، سورۃ النور، ۸: ۲۵۶۶ رقم (۱۴۳۴۶)
شعب الایمان، ۷: ۴۳۷ رقم (۸۸۰۷)

(۴) ربعی بن حراش بن حجش بن عمرو بن عبداللہ بن سجاد العطفانی، ثم العبسی ثم الکوفی، آپ نے کبھی بھی جھوٹ نہیں بولا تھا، ثقہ، عابد، حجۃ اور قانت للہ تھے۔ مشہور کبار تابعین میں سے تھے، ایک جماعت آپ سے روایت نقل کرتی ہیں۔ [الطبقات الکبریٰ، ۶: ۱۲۷]

(۵) مسند احمد، کتاب: باقی مسند الانصار، باب: احادیث رجال من اصحاب النبی ﷺ، رقم (۲۳۱۷۶)
صحیح بخاری، کتاب: الاستیذان، باب: اذا قال ااادخل ولم یسلم، رقم (۱۰۸۴)
سنن ابی داود، کتاب: الادب، باب: کیف الاستیذان، رقم (۵۱۷۷)
سنن البیھقی الکبری، کتاب: الاشربۃ والحد فیھا، باب: ماجاء فی کیفیۃ الاستیذان، رقم (۱۷۴۴۵)
قال الشیخ الالبانیؒ [صحیح]، تعلیقات الالبانی علی الادب المفرد، رقم (۱۰۸۴)
قال شعیب الارنووط: صحیح لغیرہ، [تعلیقات شعیب علی مسند احمد، رقم (۲۳۱۷۶)]

امام ابن جریرؒ نے حضرت عمرو بن سعد ثقفیؒ (۱) سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضری کی اجازت چاہی، عرض کی کیا میں داخل ہوسکتا ہوں؟ رسول اللہ ﷺ نے اپنی لونڈی سے فرمایا جسے روضہؓ (۲) کہتے تھے، اس کی طرف جاؤ اور اسے تعلیم دو کیونکہ وہ اچھی طرح اجازت طلب نہیں کررہا، اسے کہو کہ وہ کہے السلام علیکم، کیا میں داخل ہوسکتا ہوں (۳)۔

امام ابن سعدؒ، امام احمدؒ، امام بخاریؒ نے ادب میں ابوداؤدؒ، امام ترمذیؒ جب کہ ترمذیؒ نے اسے حسن قرار دیا ہے۔ امام نسائیؒ اور بیہقیؒ نے شعب الایمان میں حضرت کلدہؓ (۴) کے واسطے سے روایت نقل کی ہے کہ صفوان بن اُمیہؓ (۵) نے دودھ، ہرنی اور ککڑیاں تحفے کے طور پر بھیجے جب کہ نبی کریم ﷺ وادی کے بالائی حصہ میں تھے، میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ سلام نہ کیا اور نہ ہی اجازت طلب کی نبی کریم ﷺ نے فرمایا: واپس چلے جاؤ، السلام علیکم کہو اور یہ کہو کیا میں اندر آسکتا ہوں؟ (۶)۔

---

(۱) عمر بن سعد السقفی، ثقہ اور قوی راوی الحدیث تھے۔ صحاح کی تمام کتابوں میں آپ کی روایات موجود ہیں۔ آپ نے انس بن مالک، ابوالعالیہ الریاحی اور عامر الشعبی سے علم حاصل کیا تھا۔ یونس بن سلیم آپ کے شاگردوں میں سے ہیں۔ [الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ، ۵:۲۹۴ رقم (۶۸۵۴)۔، التاریخ الکبیر، ۶:۳۳۸ رقم (۲۵۷۱)]

(۲) روضۃ وصفیہ مدینہ کی ایک عورت کی باندیاں تھیں۔ نبی کریم ﷺ کے قدوم کے ساتھ وہ عورت اور اُس کی باندیاں مسلمان ہوگئیں تھیں۔ [الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ، ۷:۶۵۷ رقم (۱۱۱۹۶)]

(۳) تفسیر الطبری، سورۃ النور، ۹:۲۹۷ رقم (۲۵۹۱۷)

(۴) کلدۃ بن حنبل یا کلدۃ بن عبداللہ بن الحنبل، آپ صحابہ کی عظیم جماعت میں تھے۔ واقدی نے آپ کے متعلق لکھا ہے کہ آپ کا تعلق سوڈان سے تھا۔ امام بخاریؒ، امام ابوداؤدؒ، امام ترمذیؒ اور امام نسائیؒ نے آپ کی روایات ذکر کی ہیں۔ آپ نے مکہ میں وفات پائی۔ [الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ، ۵:۳۶۱۹ رقم (۷۴۵۱)]

(۵) صفوان بن اُمیۃ بن خلف بن وھب بن حذافۃ بن جمح القرشی، الجمحی، المکی، ابو وھب صحابی رسول ﷺ، ابر القریش کا لقب پانے والے فتح مکہ کے دن اسلام لائے تھے۔ جنگ یرموک کے ایک دستے کا امیر مقرر ہوئے تھے۔ آپ شہادتِ عثمانؓ کے دنوں میں وفات پاگئے تھے۔ [الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ، ۳:۴۳۲ رقم (۴۰۷۷)]

(۶) مسند احمد، مسند المکیین، باب: حدیث کلدۃ بن الحنبل، رقم (۱۴۹۹۹)
الادب المفرد: کتاب: الاستیذان، باب: اذا قال اادخل ولم یسلم، رقم (۱۰۸۱)
سنن ابی داود: کتاب: الادب، باب: کیف الاستیذان، رقم (۵۱۷۷)
سنن الترمذی: کتاب: الاستیذان والآداب عن رسول اللہ ﷺ، باب: ماجاء فی التسلیم قبل الاستیذان، رقم (۲۷۱۰)
السنن الکبریٰ للنسائی، ۴:۱۶۹ رقم (۶۷۳۵)
شعب الایمان: فصل: بتسلیم الناس بعضھم علیٰ بعض عند الدخول، رقم (۸۸۰۹)
امام ترمذیؒ نے مذکورہ حدیث پر حکم لگاتے ہوئے لکھا ہے: قال ابو عیسی ھذا حدیث حسن غریب لانعرفہ الامن حدیث ابن جریج ورواہ ابو عاصم ایضا عن ابن جریج مثل ھذا [الترمذی: رقم (۲۷۱۰)]

امام قاسم بن اصبغؒ (۱) اور ابن عبدالبرؒ (۲) نے تمہید میں حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمرؓ نے نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضری کی اجازت طلب کی اور یوں کلام کیا السلام علی رسول السلام علیکم ایدخل عمر؟ کیا عمرؓ داخل ہوسکتا ہے؟ (۳)

امام ابن وہبؒ نے کتاب المجالس میں اور ابن ابی شیبہؒ نے حضرت زید بن اسلمؒ سے روایت نقل کی ہے کہ میرے والد نے مجھے حضرت ابن عمرؓ کے پاس بھیجا۔ میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں نے عرض کیا کیا میں اندر آسکتا ہوں؟ فرمایا آجاؤ۔ جب میں اندر چلا گیا کہا اے بھتیجے! خوش آمدید، یہ کہا کرو کیا میں داخل ہوسکتا ہوں؟ بلکہ کہا کرو السلام علیکم۔ جب وہ جواب دیں وعلیک تو پھر کہا کرو کیا میں داخل ہوسکتا ہوں۔ اگر وہ مجلس والے کہیں آجاؤ تو اندر چلے جاؤ (۴)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت اُم ایاسؒ (۵) سے روایت نقل کی ہے کہ ہم چار عورتیں تھیں اور حضرت عائشہؓ کی خدمت میں حاضر ہونا چاہتی تھیں۔ ہم نے کہا ہم داخل ہوسکتے ہیں؟ حضرت عائشہؓ نے فرمایا: نہیں۔ ایک نے کہا: السلام علیکم کیا ہم داخل ہوسکتی ہیں؟ حضرت عائشہؓ نے فرمایا آجاؤ۔ پھر اسی آیت کو تلاوت کیا (۶)۔

---

(۱) قاسم بن اصبغ بن محمد بن یوسف البیانی، القرطبی، محدث الاندلسی، اصلا آپ بیانہ کے تھے، قرطبہ میں مقیم رہیں وروہیں وفات پاگئے تھے۔ آپ کی تصانیف آج بھی علماء میں متداول ہیں۔ [تذکرۃ الحفاظ ۳:۸۵۳۔۸۵۵ رقم (۸۳۱)]

(۲) یوسف بن عبداللہ بن محمد بن عبدالبر، النمری، القرطبی، المالکی، ابوعمر، مورخ، ادیب، حافظ الحدیث اور ایک ممتاز عالم دین تھے۔ قرطبہ میں پیدا ہوئے اور شاطبہ میں پلے بڑے۔ حافظ المغرب کے نام سے یاد کیے جاتے تھے۔ [تذکرۃ الحفاظ ۳:۱۱۲۸ رقم (۱۰۱۳)]

(۳) ابن عبدالبر، ابوعمر یوسف بن عبداللہ، التمہید، وزارۃ عموم الاوقاف والشوءن الاسلامیۃ، المغرب، طبع (۱۳۸۷ھ)، ج ۲، ص ۲۰۲۔ البیہقی، ابوبکر احمد بن حسین، الآدب، دارالکتاب العلمیۃ، طبع (۱۹۸۶ء) ۱:۲۵۹ رقم (۲۰۸)۔۔ امام ہیثمیؒ نے اس حدیث کی سند پر حکم لگاتے ہوئے لکھا: رواہ احمد ورجالہ رجال الصحیح [مجمع الزوائد، ۸:۸۸ رقم (۱۲۸۱۲)]

(۴) مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب، الادب، باب، الاستیذان، رقم (۲۵۶۷۵)

(۵) اُم ایاس بنت انس بن رافع بن امرء القیس بن زید، آپ کی والدہ کا نام اُم شریک بنت خالد بن حنیس بن لوزان ہے۔ آپؓ کو صحابیہ رسول ﷺ ہونے کا شرف حاصل ہے۔ آپؓ نے ابوسعید بن طلحہ بن ابی طلحہ اُس سے شادی کی تھی جو جو بنی عبدالدار کا تھا، [الطبقات الکبریٰ، ۸:۳۱۷]

(۶) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النور، ۸:۲۵۶۹ رقم (۱۴۳۶۲)

امام ترمذیؒ نے حضرت جابر بن عبداللہؓ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سلام گفتگو سے پہلے ہے(۱)۔

امام ابن شیبہؒ اور امام بخاریؒ نے الادب میں حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت نقل کی ہے کہ جو آدمی سلام سے پہلے اندر آنے کی اجازت طلب کرے تو انہوں نے کہا جب تک سلام نہ کہے اسے اجازت نہ دو(۲)۔

امام بخاریؒ نے الادب میں حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت نقل کی ہے کہ جب کوئی آدمی السلام علیکم نہ کہے تو اسے کہہ دو آؤ یہاں تک کہ چابی (یعنی سلام) لائے(۳)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابو عبیدہؓ سے روایت نقل کی ہے کہ جب حضرت عبداللہؓ گھر میں داخل ہوتے تو اندر آنے کا احساس دلاتے، گفتگو کرتے اور اپنی آواز کو بلند کرتے(۴)۔

ابن جریرؒ اور بیہقیؒ نے حضرت ابن مسعودؓ سے روایت نقل کی ہے کہ تم اپنی ماؤں اور بہنوں سے ضرور اجازت لیا کرو(۵)۔

امام بخاریؒ نے الادب میں اور ابوداؤدؒ نے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب ایک آدمی کی نظر چلی گئی تو اس کے لیے اجازت نہیں(۶)۔

امام ابن مردویہؒ نے حضرت عبادہ بن صامتؓ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے گھروں میں جانے کے لیے اجازت لینے کے بارے میں پوچھا گیا، فرمایا جس کی نظر اجازت اور سلام کرنے سے پہلے گھر میں

---

(۱) سنن الترمذی، کتاب: الاستیذان والآداب عن رسول اللہ، باب: ماجاء فی السلام قبل الکلام، رقم (۲۶۹۹)۔ امام ترمذیؒ نے مذکورہ حدیث پر حکم لگاتے ہوئے لکھا ہے: قال ابو عیسیٰ ھذا حدیث منکر لانعرفه الامن ھذا الوجه، [الترمذی، رقم (۲۶۹۹)]

(۲) الادب المفرد، کتاب: الاستیذان، باب: الاستیذان غیر السلام، رقم (۱۰۶۶)

(۳) الادب المفرد، کتاب: الاستیذان، باب: الاستیذان غیر السلام، رقم (۱۰۶۷)

(۴) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النور، ۸: ۲۵۶۶ رقم (۱۴۳۴۳)

(۵) تفسیر الطبری سورۃ النور، ۹: ۲۹۷ رقم (۲۵۹۲۱)

(۶) سنن ابی داود، کتاب: الادب، باب: فی الاستیذان، رقم (۵۱۷۳)

الادب المفرد: کتاب: الاستیذان، باب: الاستیذان غیر السلام، رقم (۱۰۸۲)

داخل ہوگئی تو اس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی اور اس کے لیے کوئی اجازت نہیں (۱)۔

امام طبرانیؒ حضرت ابوامامہؓ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ جو آدمی گواہی دیتا ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں تو وہ کسی گھر میں داخل نہ ہو یہاں تک کہ گھر والوں کو احساس دلائے اور انہیں سلام کرے۔ جب کسی نے گھر کے اندر دیکھ لیا تو وہ اندر داخل ہوگیا (۲)۔

امام ابن ابی شیبہؒ، ابوداؤدؒ اور بیہقیؒ شعب الایمان میں حضرت ہذیلؒ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت سعد آئے اور رسول ﷺ کے دروازے پر اجازت لینے کے لیے رک گئے، دروازے پر کھڑے ہوگئے۔ نبی کریم ﷺ نے انہیں فرمایا: تجھ سے ایسا ہی طرز عمل واقع ہونا چاہیے، اجازت تو دیکھنے کی بھی طلب کرنی ضروری ہے (۳)۔

امام بخاریؒ نے الادب میں اور ابوداؤدؒ نے حضرت عبداللہ بن بشیرؓ (۴) سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی قوم کے دروازے پر تشریف لاتے تو دروازے کے بالکل سامنے کھڑا نہ ہوتے بلکہ دروازے کی دائیں جانب یا بائیں جانب کھڑا ہوتے اور کہتے السلام علیکم السلام علیکم۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ ان دنوں دروازوں پر پردے نہیں ہوتے تھے (۵)۔

---

(۱) سابقہ حوالہ [عن ابی ہریرۃؓ]

(۲) المعجم الکبیر، رقم (۷۵۰۵)

(۳) مصنف ابن ابی شیبۃ، کتاب الادب: باب: ما کرہ من اطلاع الرجل علی الرجل، رقم (۲۶۲۳۴)

سنن ابی داود، کتاب: الادب، باب: فی الاستیذان، رقم (۵۱۷۳)

شعب الایمان، فصل فی کیفیۃ الوقوف علی الدار عند الاستیذان، رقم (۸۸۲۵)

(۴) [الدر المنثور میں [عبداللہ بن بشیر] کا نام مذکور ہے۔ اصل راوی عبداللہ بن بسرؓ ہے] عبداللہ بن بسر بن ابی بسر المازنی، ابو بسر، آپ کو صحابی رسول ﷺ ہونے کا شرف حاصل ہے۔ باپ بیٹے دونوں صحابی ہیں۔ آپ نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ کھانا کھایا تھا اور نبی کریم ﷺ نے دونوں کے لئے دعا کی تھی۔ حمص میں مقیم رہیں، اور نبی کریم ﷺ کے پیشن گوئی کے مطابق سو سال زندہ رہے، نبی کریم ﷺ نے آپ کے بارے میں فرمایا تھا: یعیش ھذا الغلام قرنا۔ حمص میں وفات پا گئے۔ [الاصابۃ فی تمیز الصحابہ، ۴: ۲۳ رقم (۴۵۶۷)۔ تھذیب الکمال، ۱۴: ۳۳۳ رقم (۳۱۸۰)]

(۵) الادب المفرد، کتاب: الاستیذان، باب: الاستیذان غیر السلام، رقم (۱۰۷۸)

سنن ابی داود، کتاب: الادب، باب: کم مرۃ یسلم الرجل فی الاستیذان، رقم (۵۱۸۶)

قال الشیخ الالبانیؒ [صحیح]، [تعلیق الالبانیؒ علی الادب المفرد، رقم (۱۰۷۸)]

امام احمدؒ، امام بخاریؒ، امام مسلمؒ، امام ترمذیؒ اور امام نسائیؒ نے حضرت سہل بن سعدؓ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے نبی ﷺ کے حجرے میں جھانکا جب کہ نبی کریم ﷺ کے ہاتھ میں کنگھی تھی جو آپ ﷺ اپنے سر میں مار رہے تھے۔ فرمایا اگر میں جانتا کہ تو دیکھ رہا ہے تو میں اسے تیری آنکھ میں چبھو دیتا۔ اجازت دیکھنے کی وجہ سے ہی طلب کی جاتی ہے۔ ایک روایت میں الفاظ یوں ہیں: اللہ تعالیٰ نے اجازت کا حکم دیکھنے کی وجہ سے دیا ہے (۱)۔

امام طبرانیؒ نے حضرت سعد بن عبادہؓ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا جب کہ وہ اپنے گھر میں تشریف فرما تھے۔ میں دروازے کے سامنے کھڑا ہو گیا اور اجازت طلب کی۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھے اشارہ کیا کہ دور ہو جاؤ اور فرمایا: اجازت تو محض نظر کی وجہ سے ہے (۲)۔

عبد بن حمیدؒ، ابن ابی حاتمؒ اور بیہقیؒ نے شعب الایمان میں قتادہؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ الاستئناس کا معنیٰ اجازت طلب کرنا ہے۔ یہ بھی کہا جاتا تھا اجازت تین دفعہ ہوتی ہے، جسے پھر بھی اجازت نہ ملے اسے لوٹ جانا چاہیے۔ پہلی دفعہ زندہ کو سننا چاہیے۔ دوسری دفعہ پر انہیں (گھر والوں کو) محتاط ہو جانا چاہیے، تیسری دفعہ پر چاہیں تو اجازت دیں چاہیں تو رد کر دیں (۳)۔

امام مالکؒ، امام بخاریؒ، امام مسلمؒ اور ابو داؤدؒ نے حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت نقل کی ہے کہ میں انصار کی ایک مجلس میں بیٹھا ہوا تھا تو حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ گھبرائے ہوئے آئے۔ ہم نے ان سے کہا کس چیز نے تمہیں گھبراہٹ میں مبتلا کیا ہے؟ حضرت ابو موسیٰؓ نے کہا مجھے حضرت عمرؓ نے کہا کہ میرے پاس آؤ۔ میں ان کی

---

(۱) مسند احمد، کتاب: باقی مسند الانصار، باب: حدیث ابو مالک سہل بن سعد الساعدی، رقم (۵۵۸۵۴)

صحیح مسلم، کتاب: الآداب، باب: تحریم النظر فی بیت غیرہ، رقم (۲۱۵۶)

سنن الترمذی، کتاب: الاستیذان والآداب عن رسول اللہ ﷺ، باب: من اطلع فی دار قوم بغیر اذنھم، رقم (۲۰۷۹)

سنن نسائی، کتاب: القسامۃ، باب: ذکر حدیث عمرو بن حزم فی العقول، رقم (۴۸۵۹)

[قال ابو عیسیٰ: ھذا حدیث حسن صحیح و فی الباب عن ابی ھریرۃؓ۔ قال شعیب الارنوو ء ط: اسنادہ صحیح علیٰ شرطھما، رقم (۲۲۸۵۴)]

(۲) المعجم الکبیر، ۶: ۲۲ رقم (۵۳۸۶)

(۳) شعب الایمان، فصل فی الاستیذان ثلاث مرات، ۶: ۴۴۲ رقم (۸۸۱۸)

خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے تین دفعہ اجازت طلب کی تو مجھے اجازت نہ دی گئی۔ میں پلٹ گیا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کس چیز نے تجھے میرے پاس آنے سے روکا۔ میں نے جواب دیا میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا، میں نے تین دفعہ اجازت طلب کی تو مجھے اجازت نہ دی گئی جب کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: جب تم میں سے کوئی تین دفعہ اجازت طلب کرے اسے اجازت نہ ملے تو وہ لوٹ جائے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا ہے کہ اس حدیث کے بارے میں میرے سامنے گواہ پیش کرو۔ مجلس کے لوگوں نے کہا: سب سے چھوٹا آدمی تھے۔ حضرت ابوسعید، حضرت ابوموسی اشعریؓ کے ساتھ اٹھ کھڑے ہوئے اور ان کے حق میں گواہی دی۔ حضرت عمرؓ نے حضرت ابوموسی اشعریؓ سے فرمایا: میں نے تجھ پر تہمت نہیں لگائی تھی لیکن رسول اللہ ﷺ کی طرف حدیث کی نسبت کرنا بہت سخت ہے (۱)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت سعید بن جبیرؒ سے ﴿لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ بُيُوْتِكُمْ﴾ کی تفسیر نقل کی ہے: ایسے گھروں میں داخل نہ ہو جو تمہارے نہیں ﴿حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا وَتُسَلِّمُوْا﴾ اس میں تقدیم ہے۔ مراد یہ ہے کہ پہلے تم سلام دو پھر اجازت طلب کرو۔ سلام اجازت سے پہلے ہے ذٰلِكُمْ یعنی اجازت طلب کرنا اور سلام پیش کرنا خَيْرٌ لَّكُمْ بغیر اجازت کے داخل ہونے سے بہتر ہے تاکہ تم گنہگار نہ ہو جاؤ اور گھر والے بھی محتاط ہو جائیں تاکہ تم نصیحت حاصل کرو۔ اگر تم گھر میں کوئی بھی نہ پاؤ تو اس گھر میں اس وقت تک داخل نہ ہو یہاں تک کہ تمہیں داخل ہونے کی اجازت دی جائے۔ اگر تمہیں کہا جائے کہ لوٹ جاؤ تو پھر لوٹ جاؤ یعنی نہ بیٹھو اور لوگوں کے دروازے پر کھڑے نہ ہو جاؤ۔ تمہارا لوٹ آنا وہاں کھڑے ہونے اور دروازے پر بیٹھ رہنے سے بہتر ہے اور تم جو کچھ کرتے ہو اللہ تعالیٰ اس سے آگاہ ہے۔ ایسے گھر جن میں کوئی رہائش پذیر نہ ہو ان میں چلے جانے میں کوئی حرج نہیں۔ اس سے مراد سرائیں ہیں جو راستوں پر مسافروں کے لیے بنائی جاتی ہیں۔ ان میں اگر اجازت اور سلام کے بغیر بھی چلے جاؤ تو کوئی حرج نہیں۔ ان سراؤں میں تمہارے لیے سردی اور گرمی سے بچاؤ کے منافع ہیں (۲)۔

امام عبد بن حمیدؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت مجاہدؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اگر اس گھر

---

(۱) صحیح بخاری، کتاب، الاستیذان، باب، الاستیذان ثلاثا، رقم (۵۸۹۱)

موطا مالک، کتاب: الجامع، باب: الاستذان، رقم (۱۷۹۶)

الصحیح المسلم، کتاب، الادب، باب: الاستیذان، رقم (۲۱۵۳)

سنن ابی داود، کتاب: الادب، باب: کم مرۃ یسلم الرجل فی الاستیذان، رقم (۵۱۸۶)

قال الشیخ الالبانیؒ: حسن الاسناد، [صحیح ابن ماجۃ، ۲: ۳۰۲ رقم (۲۹۸۹)]

(۲) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النور، ۸: ۲۵۶۹ رقم (۱۴۳۶۵)

میں تمہارے لیے منافع نہ ہوتو ان میں بغیر اجازت کے داخل نہ ہو۔ یہ بھی کہا کہ لوگ مدینہ کے راستہ پر ایسے گھروں میں کجاوے اور سامان رکھتے تھے جن میں کوئی بھی رہائش نہیں رکھتا تھا۔ لوگوں کو اجازت دی گئی ہے کہ بغیر اجازت کے تم ان میں داخل ہو(۱)۔

امام عبدالرزاقؒ، عبد بن حمیدؒ، ابن جریرؒ اور ابن منذرؒ نے حضرت مجاہدؒ سے ﴿بُيُوتًا غَيْرَ مَسْكُونَةٍ﴾ کا معنیٰ یہ نقل کیا ہے: اس سے مراد وہ گھر ہیں جو سفر کی مختلف منازل پر بنائے جاتے ہیں جن میں کوئی بھی نہیں رہتا(۲)۔

امام عبد بن حمیدؒ، ابن جریرؒ اور ابن منذرؒ نے حضرت محمد بن حنفیہؒ(۳) سے اس کا یہ معنیٰ نقل کیا ہے کہ اس سے مراد وہ سرائیں ہیں جو راستوں پر بنائی جاتی ہیں(۴)۔

امام عبد بن حمیدؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن حاتمؒ نے حضرت عطاءؒ سے ﴿فِيهَا مَتَاعٌ لَّكُمْ﴾ کا یہ معنیٰ نقل کیا ہے: یعنی جن میں قضائے حاجت کرتے ہو(۵)۔

امام عبد بن حمیدؒ نے حضرت عکرمہؒ سے ﴿بُيُوتًا غَيْرَ مَسْكُونَةٍ﴾ کا یہ معنیٰ نقل کیا ہے: اس سے مراد وہ بے آباد کھنڈر ہیں جو قضائے حاجت کے لیے استعمال ہوتے ہیں(۶)۔

امام عبد بن حمیدؒ نے حضرت ابراہیم نخعیؒ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے(۷)۔

امام عبد بن حمیدؒ نے حضرت ضحاکؒ سے ﴿فِيهَا مَتَاعٌ لَّكُمْ﴾ سے مراد سرائیں لی ہیں جن سے بارش، گرمی اور سردی کی حالت میں نفع حاصل کیا جاتا ہے(۸)۔

---

(۱) تفسیر الطبری، سورۃ النور، ۹:۲۹۹ رقم (۲۵۹۳۰)
تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النور، ۸:۲۵۶۸ رقم (۱۴۳۵۴)

(۲) تفسیر الطبری، سورۃ النور، ۹:۳۰۰ رقم (۲۵۹۳۷)

(۳) محمد الاکبر بن علی بن ابی طالب بن عبد المطلب، والدہ کا نام الحنفیۃ خولۃ بنت جعفر بن قیس بن مسلمۃ تھا، جو یمامۃ کے قیدیوں میں سے تھی۔ [الطبقات الکبریٰ، ۵:۹۱]

(۴) تفسیر الطبری، سورۃ النور، ۹:۳۰۰ رقم (۲۵۹۳۴)

(۵) تفسیر الطبری، سورۃ النور، ۹:۳۰۰ رقم (۲۵۹۴۳)
تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النور، ۸:۲۵۷۰ رقم (۱۴۳۷۱)

(۶) تفسیر ابن کثیر، سورۃ النور، ۳:۲۹۰

(۷) تفسیر ابن کثیر، سورۃ النور، ۳:۲۹۰

(۸) تفسیر الطبری، سورۃ النور، ۹:۲۹۹ رقم (۲۵۹۴۹)

امام عبد بن حمیدؒ اور ابن جریرؒ نے حضرت قتادہؒ سے ﴿ بُيُوْتًا غَيْرَ مَسْكُوْنَةٍ ﴾ کا یہ معنی نقل کیا ہے، وہ گھر جن میں لوگ سفر کی حالت میں پڑاؤ کرتے ہیں وہاں کوئی رہتا نہیں ہے ﴿ فِيْهَا مَتَاعٌ لَّكُمْ ﴾ جن میں تمہارے لیے گزارہ اور منفعت ہوتی ہے (۱)۔

امام ابن یعلیٰؒ، ابن جریرؒ اور ابن مردویہؒ نے حضرت انسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک مہاجر نے کہا: میں نے ساری زندگی اس آیت پر عمل کرنے کی خواہش کی مگر میں نے ایسا موقع نہ پایا۔ وہ یوں کہ میں بعض دوستوں کی خدمت میں حاضری کی اجازت چاہوں تو وہ مجھے کہیں واپس لوٹ جا تو میں واپس ہو جاؤں اور میں اس ارشاد پر عمل کر کے خوش ہوں (۲)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت مقاتل بن حیانؒ سے روایت نقل کی ہے کہ دور جاہلیت میں ایک آدمی جب وہ کسی ساتھی کو ملتا تو اس پر سلام نہ کرتا۔ وہ کہتا تیری صبح بخیر! تیری شام بخیر! یہ ان کا آپس میں سلام تھا۔ جب ان میں سے کوئی اپنے ساتھی کے پاس جاتا تو وہ اس سے اجازت طلب نہ کرتا یہاں تک کہ اس کے پاس چلا جاتا۔ وہ کہتا میں آ گیا ہوں۔ تو یہ بات دوسرے آدمی پر شاق گزرتی ممکن ہے وہ اپنے گھر والوں کے ساتھ موجود ہو۔ اللہ تعالیٰ نے ان تمام چیزوں کو پردہ پوشی اور پاکدامنی میں بدل دیا۔ فرمایا ﴿ لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ بُيُوْتِكُمْ ﴾۔ جب گھروں میں داخل ہونے کے لیے سلام اور اجازت والی آیت نازل ہوئی تو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! قریش کے ان تاجروں کا کیا حکم ہے جو مکہ مکرمہ، مدینہ طیبہ، شام اور بیت المقدس آتے جاتے رہتے ہیں؟ راستے پر ان کے معروف گھر ہیں، وہ وہاں کیسے اجازت طلب کریں اور سلام کریں جبکہ ان گھروں میں تو کوئی بھی نہیں رہتا؟ تو اللہ تعالیٰ نے یہ رخصت نازل فرمائی: ﴿ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ (۳) ﴾۔

امام بخاریؒ نے الادب میں، ابوداؤدؒ نے ناسخ میں اور ابن جریرؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ ﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا ﴾ کے حکم کو ﴿ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ ﴾ نے منسوخ کر دیا ہے (۴)۔

---

(۱) تفسیر الطبری، سورۃ النور، ۹: ۳۰۰ رقم (۲۵۹۳۷)

(۲) تفسیر الطبری، سورۃ النور، ۹: ۳۰۰ رقم (۲۵۹۳۸)

(۳) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النور، ۸: ۲۵۶۵ رقم (۱۴۳۴۲)

(۴) تفسیر الطبری، سورۃ النور، ۹: ۳۰۰ رقم (۲۵۹۴۷)

الادب المفرد، ۱: ۳۶۳ رقم (۱۰۵۶)

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ أَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ذٰلِكَ أَزْكٰى لَهُمْ إِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ بِمَا يَصْنَعُوْنَ ﴿٣٠﴾

"مومن مردوں سے کہہ دو کہ اپنی نظریں نیچی رکھا کریں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کیا کریں۔ یہ اُن کے لئے بڑی پاکیزگی کی بات ہے۔ اور جو کام یہ کرتے ہیں خدا ان سے خبردار ہے"[۳۰]

امام ابن مردویہؒ نے حضرت علی بن ابی طالبؓ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں مدینہ طیبہ کے راستوں میں سے ایک راستہ سے گزرا اس نے ایک عورت کو دیکھا۔ عورت نے اسے دیکھا۔ شیطان نے دونوں میں وسوسہ اندازی کی کہ دونوں میں سے ہر ایک نے دوسرے کو اس لیے دیکھا ہے کیونکہ وہ اسے اچھا لگا ہے۔ اسی اثناء میں کہ وہ مرد عورت کو دیکھتے ہوئے دیوار کی جانب چل رہا تھا کہ وہ دیوار سے جا ٹکرایا تو اس کی ناک ٹوٹ گئی۔ اس مرد نے کہا میں اپنا خون صاف نہیں کروں گا یہاں تک میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوں گا اور اپنا معاملہ عرض کروں گا۔ وہ صحابی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تمام واقعہ عرض کیا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: یہ تیرے گناہ کی سزا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی (۱)۔

امام عبد بن حمیدؒ نے حضرت قتادہؒ سے یہ قول نقل کیا ہے ﴿قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ أَبْصَارِهِمْ﴾ یعنی جن کو دیکھنا حلال نہیں ﴿وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ﴾ جو شرمگاہیں حلال نہیں (۲)۔

امام ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ ان شہوات سے اپنی نظریں جھکا کر رکھو جو اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہیں (۳)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت سعید بن جبیرؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ﴿مِنْ أَبْصَارِهِمْ﴾ میں مِنْ فعل کا صلہ ہے۔ معنیٰ یہ ہوگا جن چیزوں کی طرف دیکھنا ان کے لیے حلال نہیں ان سے وہ اپنی نظروں کو محفوظ رکھتے ہیں اور بدکاری سے اپنی شرمگاہوں کو محفوظ رکھتے ہیں ﴿ذٰلِكَ أَزْكٰى لَهُمْ﴾ "یعنی نظر جھکانا اور شرمگاہ کی حفاظت کرنا" (۴)۔

امام عبد بن حمیدؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے ابو العالیہؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ قرآن حکیم کی

---

(۱) روح المعانی، سورۃ النور، ۱۸:۱۳۸

(۲) تفسیر القرطبی، سورۃ النور، ۱۲:۲۰۰

(۳) تفسیر الطبری، سورۃ النور، ۹:۳۰۰ رقم (۲۵۹۴۹)
تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النور، ۸:۲۵۶۵ رقم (۱۴۳۷۳)

(۴) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النور، ۸:۲۵۶۵ رقم (۱۴۳۷۴)

جس آیت میں حفظ فرج کا ذکر ہے۔اس سے مراد بدکاری سے حفاظت ہے مگر سورۂ نور کی آیت میں اس سے مراد عورت کو دیکھنا ہے(۱)۔

امام احمدؒ،عبد بن حمیدؒ،امام بخاریؒ،ابوداؤدؒ،امام ترمذیؒ،امام نسائیؒ اور ابن ماجہؒ حضرت بہز بن حکیمؒ سے وہ اپنے باپ سے وہ اپنے دادا سے روایت نقل کرتے ہیں: میں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ ہم اپنی شرم گاہوں میں سے کس کو چھپائیں اور کس کو کھلا چھوڑیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اپنی شرم گاہ کی حفاظت کر مگر اپنی بیوی اور لونڈی پر۔میں نے عرض کی: جب قوم ایک دوسرے کے پاس ہو۔فرمایا اگر تو یہ طاقت رکھتا ہو کہ اسے کوئی نہ دیکھے تو پھر اسے کوئی ہرگز نہ دیکھے۔میں نے عرض کی: جب ہم میں سے کوئی تنہا ہو۔فرمایا اللہ تعالیٰ زیادہ حقدار ہے کہ بندوں کی نسبت اس سے حیاء کی جائے(۲)۔

امام ابن ابی شیبہؒ اور ابن منذرؒ نے حضرت علاء بن زیادؒ(۳) سے روایت نقل کی ہے کہ یہ کہا جاتا تھا کہ تیری نظر عورت کی چادر کی خوبصورتی کے پیچھے نہ جائے کیونکہ دیکھنا دل میں شہوت پیدا کر دیتا ہے(۴)۔

امام ابن منذرؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ شیطان مرد کی تین جگہوں پر براجمان ہوتا ہے، آنکھ،دل اور شرم گاہ اور وہ عورت کی بھی تین جگہوں پر بیٹھا ہوتا ہے: آنکھ،دل،سرین(۵)۔

---

(۱) تفسیر الطبری،سورۃ النور،۹:۳۰۳ رقم(۲۵۹۴۷)
تفسیر ابن ابی حاتم،سورۃ النور،۸:۲۵۷۱ رقم(۱۴۳۷۹)

(۲) مسند احمد،کتاب:اول مسند البصریین،باب:حدیث معاویۃ بن جیدۃ وھو جد بھز رقم(۱۹۵۳۶)
صحیح بخاری،کتاب:الغسل،باب:من اغتسل عریانا وحدہ فی الخلوۃ ومن تستر،رقم(بدون رقم)
سنن ابی داود،کتاب:الحمام،باب:ماجاء فی التعری،رقم(۴۰۱۷)
سنن الترمذی،کتاب:الادب عن رسول اللہ،باب:ماجاء فی حفظ العورۃ،رقم(۲۷۹۴)
سنن النسائی الکبریٰ،۵:۳۱۳ رقم(۸۹۷۲)
سنن ابن ماجۃ،کتاب:النکاح،باب:التستر عند الجماع،رقم(۱۹۲۰)

(۳) العلاء بن زیاد بن مطر بن العدوی،ابونصر،البصری،آپ شام تشریف لائے تھے۔ایک ثقہ راوی،عابد کی حیثیت سے جانے جاتے تھے۔حجاج کے آخری زمانے میں وفات پاگئے تھے۔[تھذیب التھذیب،۸:۱۶۱ رقم(۳۲۶)]

(۴) مصنف ابن شیبۃ:کتاب:النکاح،باب:ماقالوا فی الرجل تمر بہ المراۃ الخ،رقم(۱۷۲۱۵)

(۵) ہناد بن سری،الزھد،۲:۶۵۱ رقم(۱۴۲۶)

امام ابن ابی شیبہؒ، امام مسلمؒ، ابوداؤدؒ، ترمذیؒ، نسائیؒ اور ابن مردویہؒ نے حضرت جریر بجلیؓ (۱) سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے اچانک نظر پڑ جانے کے بارے میں پوچھا تو کریم نبی ﷺ نے مجھے نظر پھیر لینے کا حکم دیا (۲)۔

امام ابن ابی شیبہؒ، ابوداؤدؒ، ترمذیؒ اور بیہقیؒ نے سنن میں حضرت بریدہؓ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک نظر کے بعد دوسری نظر کو نہ لاؤ کیونکہ پہلی تیری ہے، دوسری تیری نہیں (۳)۔

امام ابن ابی شیبہؒ اور ابن مردویہؒ نے حضرت علیؓ سے اس جیسی روایت نقل کی ہے (۴)۔

امام ابن مردویہؒ حضرت ابن عباسؓ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ مجالس (راستہ) میں نہ بیٹھو۔ اگر ایسا کرنا ضروری ہو تو سلام کا جواب دو، آنکھیں جھکا کر رکھو، راستہ کی رہنمائی کرو، بوجھ اٹھانے والے کی مدد کرو (۵)۔

امام بخاریؒ اور امام مسلمؒ نے حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: راستوں پر بیٹھنے سے پرہیز کرو صحابہ نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! ہمارے لیے اس کے سواء کوئی چارہ کار نہیں۔ وہاں ہم بیٹھ کر باتیں کرتے ہیں۔ فرمایا اگر تم ایسا نہیں کر سکتے تو راستے کا حق دو۔ صحابہ نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ راستے کے کیا حقوق ہیں؟ فرمایا آنکھ جھکانا، تکلیف دہ چیز کا دور کرنا، سلام کا جواب دینا، نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا (۶)۔

---

(۱) جریر بن عبداللہ بن جابر البجلی، آپ نبی کریم ﷺ کے صحابہ میں سے تھے۔ [الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ، ۱: ۴۷۵ رقم (۱۱۳۸)]

(۲) مصنف ابن شیبۃ: کتاب: النکاح، باب: ما قالوا فی الرجل تمر بہ المراءۃ الخ، رقم (۱۷۲۱۴)
صحیح مسلم، کتاب: الآدب: باب: نظر الفجاءۃ، رقم (۲۱۵۹)
سنن ابی داود: کتاب: النکاح، باب: مایومر بہ من غض البصر، رقم (۲۱۴۸)
سنن الترمذی، کتاب: الادب عن رسول اللہ ﷺ، باب: ما جاء فی نظرۃ المفاجاءۃ، رقم (۲۷۷۶)
السنن الکبریٰ للنسائی، ج ۵، ص ۳۹۰ رقم (۹۲۳۳)۔

(۳) مصنف ابن شیبۃ: کتاب: النکاح، باب: ما قالوا فی الرجل تمر بہ المراءۃ الخ، رقم (۱۷۲۱۸)۔

(۴) مصنف ابن شیبۃ: کتاب: النکاح، باب: ما قالوا فی الرجل تمر بہ المراءۃ الخ، رقم (۱۷۲۱۹)۔

(۵) ہناد بن سری، الزھد، ۲: ۵۸۵

(۶) صحیح بخاری، کتاب: المظالم والنصب، باب: افنیۃ الدور والجلوس فیھا، رقم (۲۳۳۳)
صحیح مسلم، کتاب: اللباس الزینۃ، باب: نھی عن الجلوس فی الطرقات، رقم (۲۱۲۱)

امام ابوالقاسم بغویؒ (۱) نے معجم میں اور طبرانیؒ نے حضرت ابوامامہؓ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا تم مجھے چھ چیزوں کی ضمانت دو، میں تمہیں جنت کی ضمانت دیتا ہوں جب تم میں سے کوئی بات کرے تو جھوٹ نہ بولے، جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو اس میں خیانت نہ کرے، جب وعدہ کرے تو اسے نہ توڑے، اپنی نظروں کو نیچا رکھو، اپنے ہاتھوں کو ظلم سے روکے رکھو، اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرو (۲)۔

امام احمدؒ، حکیم ترمذیؒ نے نوادر الاصول میں، طبرانیؒ، ابن مردویہؒ اور بیہقیؒ نے شعب الایمان میں حضرت ابوامامہؓ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ جو آدمی عورت کو پہلی نظر سے دیکھتا ہے پھر اپنی آنکھ بند کر لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے ایسی عبادت پیدا کر دیتا ہے جس کی مٹھاس وہ اپنے دل میں پاتا ہے (۳)۔

امام احمدؒ، امام بخاریؒ، امام مسلمؒ، ابوداؤدؒ نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ابن آدم پر زنا میں سے ایک حصہ لکھ دیا ہے جو انسان ضرور حاصل کرے گا، آنکھ کا زنا دیکھنا، زبان کی بدکاری گفتگو کرنا، کانوں کی بدکاری بات سننا، ہاتھوں کا زنا پکڑنا، پاؤں کا زنا چل کر جانا ہے۔ نفس تو خواہش کرتا ہے، شرم گاہ اس کی تصدیق کرتی ہے یا جھٹلاتی ہے (۴)۔

امام حاکمؒ نے حضرت حزیفہؓ سے روایت نقل کی ہے جبکہ امام حاکمؒ نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نظر ابلیس کے زہر میں بجھے ہوئے تیروں میں سے ایک تیر ہے، جو آدمی اللہ کے خوف سے اسے چھوڑتا ہے اللہ تعالیٰ بدلہ میں اسے ایسا ایمان عطا فرماتا ہے جس کی مٹھاس وہ اپنے دل میں پاتا ہے (۵)۔

---

(۱) عبداللہ بن محمد بن عبدالعزیز، ابوالقاسم البغوی، حافظ الحدیث اور الصدوق کے لقبوں سے یاد کئے جاتے ہیں۔ اصلاً [غشور] کے علاقے کے رہنے والے تھے، جوھرات اور مروالدور کے درمیان واقع ہے۔ پیدائش اور وفات دونوں بغداد کے ہیں۔ معجم الصحابہ آپ کی تالیف ہے۔ اپنے زمانے میں محدث العراق مانے جاتے تھے۔ [لسان المیزان، ۳:۳۳۸ رقم (۱۳۹۳)۔۔ الاعلام، ۴:۱۱۹]

(۲) المعجم الکبیر، ۸:۲۶۲ رقم (۸۰۱۸)۔۔ رواہ الطبرانی فی الکبیر والاوسط وفیہ فضال بن الزبیر ویقال ابن جبیر وھو ضعیف [مجمع الزوائد، ۱۰:۵۴۱]۔۔ شیخ الالبانیؒ نے اس حدیث کو حسن قرار دیا ہے۔ [الالبانی، السلسلۃ الصحیحۃ، ۴:۳۰ رقم (۱۵۲۵)]

(۳) امام احمد بن حنبل، مسند احمد، کتاب: باقی مسند الانصار، باب: حدیث ابی امامۃ الباھلی، رقم (۲۱۷۷۵)

(۴) امام احمد بن حنبل، مسند احمد، کتاب: باقی مسند المکثرین، باب: باقی مسند ابی ھریرۃؓ، رقم (۱۰۵۳۷)
صحیح البخاری: کتاب: الاستیذان، باب: زنا الجوارح دون الفرج، رقم (۵۸۸۹)
صحیح مسلم: کتاب: القدر، باب: قدر علی ابن آدم حظہ من الزنا، رقم (۲۶۵۷)
سنن ابی داود: کتاب: النکاح، باب: مایومر بہ من غض البصر، رقم (۲۱۵۲)

(۵) مستدرک: کتاب: معرفۃ الصحابۃ، باب: الرقاق، رقم (۷۸۷۵)۔۔ امام حاکمؒ نے مذکورہ حدیث کے بارے میں لکھا ہے: ھذا حدیث صحیح الاسناد ولم یخرجاہ [المستدرک، رقم (۷۸۷۵)]

امام ابن ابی الدنیاؒ اور دیلمیؒ نے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے روز ہر آنکھ رو رہی ہوگی مگر وہ آنکھ جو اللہ کی حرام کردہ چیزوں سے بند رہی۔ اور وہ آنکھ جو اللہ کی راہ میں جاگتی رہی اور وہ آنکھ جس سے اللہ تعالیٰ کے خوف کی وجہ سے مکھی کے سر جتنے بڑے آنسو نکلتے رہے(۱)۔

وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ إِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ أَوْ اٰبَائِهِنَّ أَوْ اٰبَاءِ بُعُوْلَتِهِنَّ أَوْ أَبْنَائِهِنَّ أَوْ أَبْنَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ أَوْ إِخْوَانِهِنَّ أَوْ بَنِيْٓ إِخْوَانِهِنَّ أَوْ بَنِيْٓ أَخَوَاتِهِنَّ أَوْ نِسَآئِهِنَّ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُنَّ أَوِ التَّابِعِيْنَ غَيْرِ أُولِي الْإِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ أَوِ الطِّفْلِ الَّذِيْنَ لَمْ يَظْهَرُوْا عَلٰى عَوْرَاتِ النِّسَاءِ وَلَا يَضْرِبْنَ بِأَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِيْنَ مِنْ زِيْنَتِهِنَّ وَتُوْبُوْا إِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا أَيُّهَا الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۳۱﴾

"اور مومن عورتوں سے بھی کہہ دو کہ وہ بھی اپنی نگاہیں نیچی رکھا کریں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کیا کریں اور اپنی آرائش (یعنی زیور کے مقامات) کو ظاہر نہ ہونے دیا کریں مگر جو اُن میں سے کھلا رہتا ہو۔ اور اپنے سینوں پر اوڑھنیاں اوڑھے رہا کریں اور اپنے خاوند اور باپ اور خسر اور بیٹیوں اور خاوند کے بیٹیوں اور بھائیوں اور بھتیجیوں اور بھانجوں اور اپنی (ہی قسم کی) عورتوں اور لونڈیوں غلاموں کے سوا نیز اُن خدام کے جو عورتوں کی خواہش نہ رکھیں یا ایسے لڑکوں کے جو عورتوں کے پردے کی چیزوں سے واقف نہ ہو (غرض ان لوگوں کے سوا) کسی پر اپنی زینت (اور سنگار کے مقامات) کو ظاہر نہ ہونے دیں اور اپنے پاؤں (ایسے طور سے زمین پر) نہ ماریں (کہ جھنکار کانوں میں پہنچے اور) اُن کا پوشیدہ زیور معلوم ہو جائے۔ اور مومنو! سب خدا کے آگے توبہ کرو تاکہ فلاح پاؤ" [۳۱]

---

(۱) تفسیر ابن کثیر، سورۃ النور، ۳:۳۷۶

ابن ابی الدنیا، الرقۃ والبقاء ۱:۲۱۱ رقم (۳۰۳)

الاربعون فی الحث علی الجهاد، دار الخلفاء للکتاب الاسلامی، طبع ۱۴۰۴ھ الکویت، ۱:۱۱۱

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت مقاتلؒ سے روایت نقل کی ہے: اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے، ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ حضرت جابر بن عبداللہ انصاریؓ نے بیان کیا ہے کہ اسماء بنت مرشد بنی حارثہ میں اپنے باغ میں رہتی تھیں۔ عورتوں نے وہاں تہہ بندوں کے بغیر جانا شروع کر دیا۔ تو ان کے پازیب ظاہر ہوئے، ان کے سینے اور مینڈھیاں بھی ظاہر ہوئیں۔ اسماء نے کہا: یہ کتنی قبیح صورت ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی (۱)۔

امام عبد الرزاقؒ، فریابیؒ، سعید بن منصورؒ، ابن ابی شیبہؒ، عبد بن حمیدؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ، ابن ابی حاتمؒ، طبرانیؒ، حاکمؒ (جب کہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے) اور ابن مردویہؒ نے حضرت ابن مسعودؓ سے اس آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ زینت سے مراد کنگن، بازو بند، پازیب، بالی اور ہار ہے اور ﴿مَا ظَهَرَ مِنْهَا﴾ سے مراد کپڑے اور چادر ہے (۲)۔

امام ابن ابی شیبہؒ، ابن جریرؒ اور ابن منذرؒ نے حضرت ابن مسعودؓ سے روایت نقل کی ہے کہ زینت کی دو صورتیں ہیں۔ ظاہری زینت، باطنی زینت جسے صرف خاوند ہی دیکھتا ہے۔ ظاہری زینت سے مراد کپڑے ہیں۔ باطنی زینت سے مراد سرمہ، کنگن اور انگوٹھی ہے۔ ابن جریرؒ کے الفاظ ہیں: ظاہر سے مراد کپڑے اور مخفی سے مراد دونوں پازیب دونوں بالیاں اور دونوں کنگن ہیں (۳)۔

امام احمدؒ، امام نسائیؒ، حاکم اور بیہقیؒ سنن میں حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ (۴) سے روایت کرتے ہیں کہ

---

(۱) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النور، ۸: ۲۵۷۳ رقم (۱۴۳۸۹)

(۲) تفسیر الطبری، سورۃ النور، ۹: ۳۰۳ رقم (۲۵۹۰۲)
المعجم الکبیر، باب العین، (عبداللہ بن مسعودؓ) رقم (۹۱۱۷)
تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النور، ۸: ۲۵۷۳ رقم (۱۴۳۹۵)
سنن البیہقی الکبری، ۲: ۲۲۵ رقم (۳۰۳۲)
مستدرک، کتاب، التفسیر، باب، تفسیر سورۃ النور، رقم (۳۴۹۹)
امام حاکمؒ نے اس حدیث کو [علیٰ شرط مسلم] قرار دیا ہے۔ [المستدرک، رقم (۳۴۹۹)]

(۳) تفسیر الطبری، سورۃ النور، ۹: ۳۰۳ رقم (۲۵۹۰۲)
مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب: النکاح، باب: قولہ تعالیٰ ولا یبدین زینتھن رقم (۱۷۰۱۷)

(۴) عبداللہ بن قیس بن سلیم بن حضار بن حرب بن عامر، ابو موسیٰ الاشعری، والدہ کا نام ظبیۃ بنت وھب تھا۔ مکہ میں اسلام قبول کیا اور اپنے علاقے واپس چلے گئے، جب مدینہ واپسی ہوئی تو نبی کریم ﷺ خیبر میں تھے۔ صحابہ کرامؓ میں سریلی آواز رکھنے والے تھے۔ حضرت عمرؓ نے بصرہ اور کوفہ کا گورنر مقرر کیا تھا۔ علیؓ اور معاویہؓ کے اختلاف کو ختم کرنے کے لئے معاویہؓ کی طرف سے ثالث مقرر ہوئے تھے۔ [التاریخ الکبیر، ۵: ۲۲ رقم (۳۵)، ۔۔ الطبقات الکبریٰ، ۴: ۱۰۵]

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس عورت نے عطر لگایا پھر باہر نکلی اور ایک قوم کے پاس سے گزری لوگوں نے اس کی خوش بو پالی تو وہ بدکارہ ہے(۱)۔

امام ابن منذرؒ نے حضرت انسؓ سے ﴿مَا ظَهَرَ﴾ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ سرمہ اور انگوٹھی (۲)۔

امام سعید بن منصورؒ، ابن جریرؒ، عبد بن حمیدؒ، ابن منذرؒ اور بیہقیؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ مَا ظَهَرَ سے مراد سرمہ، انگوٹھی، بالی اور ہار ہیں (۳)۔

امام عبد الرزاقؒ اور عبد بن حمیدؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ مَا ظَهَرَ سے مراد ہاتھوں کا خضاب اور انگوٹھی ہے (۴)۔

امام ابن ابی شیبہؒ، عبد بن حمیدؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے ﴿مَا ظَهَرَ﴾ کی تفسیر نقل کی ہے: اس کا چہرہ، اس کے ہاتھ اور انگوٹھی ہے (۵)۔

امام ابن ابی شیبہؒ، عبد بن حمیدؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے ﴿مَا ظَهَرَ﴾ کی یہ تفسیر نقل کی

---

(۱) مسند احمد، کتاب: اول مسند الکوفیین، باب: حدیث ابی موسیٰ الاشعری، رقم (۱۹۲۱۲)
سنن نسائی، کتاب: الزینۃ، باب: ما یکرہ للنساء من الطیب، رقم (۵۱۲۶)
مستدرک کتاب: التفسیر، باب: تفسیر سورۃ النور، رقم (۳۴۹۷)
سنن البیہقی الکبری، مکتبۃ الباز، مکۃ مکرمۃ، طبع، (۱۴۱۴ھ)، کتاب: الجمعۃ، باب: ما یکرہ للنساء من الطیب، رقم (۵۷۶۹)
امام حاکمؒ نے اس حدیث کو صحیح الاسناد قرار دیا ہے۔ [المستدرک، رقم (۳۴۹۷)]۔۔شیخ الالبانیؒ نے اس حدیث کو حسن قرار دیا ہے۔
[جلباب المراۃ المسلمۃ، المکتبۃ الاسلامیۃ، عمان، اردن، (۱۴۱۳ھ) ۱:۱۳۶]
امام ترمذیؒ نے اس حدیث کو حسن قرار دیا ہے۔ [الترمذی، رقم (۲۷۸۶)]

(۲) تفسیر الطبری، سورۃ النور، ۹:۳۰۴

(۳) تفسیر الطبری، سورۃ النور، ۹:۳۰۴ رقم (۲۵۹۶۰)
سنن البیہقی الکبری، کتاب: النکاح، باب: تحصیص الوجہ، رقم (۱۳۲۷۲)

(۴) تفسیر الطبری، سورۃ النور، ۹:۳۰۴

(۵) مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب: النکاح، باب: قولہ تعالیٰ ولا یبدین زینتھن رقم ۱۷۰۱۸)
تفسیر ابن ابی حاتم: سورۃ النور، ۸:۲۵۷۳ رقم (۱۴۳۹۸)

ہے: چہرے کی رنگت اور ہتھیلی کے اندر والا حصہ (۱)۔

امام ابن ابی شیبہؒ، عبد بن حمیدؒ، ابن منذرؒ اور بیہقیؒ نے سنن میں حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت نقل کی ہے کہ ان سے ظاہری زینت کے بارے میں پوچھا گیا تو حضرت عائشہؓ نے فرمایا کنگن، چھلا اور اپنی آستین کی طرف کو بند کر کے رکھو (۲)۔

امام ابن ابی شیبہؒ نے حضرت عکرمہؒ سے یہ تفسیر نقل کی ہے: چہرہ اور گردن کا کنارہ (۳)۔

امام ابن جریرؒ نے حضرت سعید بن جبیرؒ سے روایت نقل کی ہے کہ اس سے مراد چہرہ اور ہتھیلی ہے (۴)۔

امام ابن جریرؒ نے حضرت عطاءؒ سے یہ قول نقل کیا ہے دونوں ہتھیلیاں اور چہرہ (۵)۔

امام عبد الرزاقؒ اور ابن جریرؒ نے حضرت قتادہؒ سے یہ تفسیر کی ہے دونوں پازیب، انگوٹھی اور سرمہ۔ قتادہؒ نے کہا، مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو عورت اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتی ہے اس کے لیے حلال نہیں کہ وہ یہاں سے آگے تک ہاتھ نکالے اور آپ نے نصف بازو بند کر لیا (۶)۔

امام عبد الرزاقؒ اور ابن جریرؒ نے حضرت مسور بن مخرمہؒ سے یہ تعبیر نقل کی ہے: کنگن، انگوٹھی اور سرمہ (۷)۔

امام سنیدؒ (۸) اور ابن جریرؒ نے حضرت ابن جریجؒ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابن عباسؓ نے مَا ظَهَرَ کی وضاحت انگوٹھی اور پازیب سے کی ہے۔ ابن جریج نے کہا: حضرت عائشہؓ نے کہا: کنگن اور پازیب۔ حضرت عائشہؓ نے کہا: میرے پاس میری بھتیجی آئی جو میری ماں کی طرف سے بھائی عبد اللہ بن طفیل (۹) مزینہ کی بیٹی

---

(۱) مصنف ابن ابی شیبۃ: ، کتاب: النکاح، باب: قولہ تعالیٰ ولا یبدین زینتھن رقم (۱۷۰۰۳)

(۲) سنن البیھقی الکبریٰ: کتاب: النکاح، باب: تحصیص الوجہ، رقم (۱۳۲۷۳)

(۳) مصنف ابن ابی شیبۃ: کتاب: النکاح، باب: قولہ تعالیٰ ولا یبدین زینتھن رقم (۱۷۰۲۱)

(۴) تفسیر الطبری، سورۃ النور، ۹: ۳۰۴ رقم (۲۵۹۶۳)

(۵) تفسیر الطبری، سورۃ النور، ۹: ۳۰۴ رقم (۲۵۹۶۵)

(۶) تفسیر الطبری، سورۃ النور، ۹: ۳۰۴ رقم (۲۵۹۶۸)

(۷) تفسیر الطبری، سورۃ النور، ۹: ۳۰۴ رقم (۲۵۹۶۹)

(۸) حسین بن داود، ابو علی، امام، حافظ، محدث، صاحب التفسیر، آپ کا لقب سنید تھا۔ امام نسائی نے آپ کی ایک حدیث نقل کیا ہے۔ ۲۲۶ھ کو وفات پا گئے تھے۔ [تذکرۃ الحفاظ، ۲: ۴۵۹۔۴۶۰ رقم (۴۶۸)۔۔ تاریخ بغداد، ۸: ۴۲۔۴۴]

(۹) عبد اللہ بن طفیل بن عبد اللہ بن الحارث، الازدی، آپ عائشہؓ کے ماں شریک بھائی تھے۔ [الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ، ۴: ۱۳۶ رقم (۴۷۷۳)]

تھی۔ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ رسول اللہ ﷺ نے اعراض فرمایا: حضرت عائشہؓ نے عرض کی: یہ میری بھتیجی اور بچی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عورت جب بالغ ہو جائے تو اس کے لیے جائز نہیں کہ وہ اپنے چہرے کے سوا اپنے جسم کو ظاہر کرے یا اس سے زائد حصہ ظاہر کرے، اپنے بازو پر مٹھی رکھی، اپنی مٹھی اور ہتھیلی کے درمیان ایک مٹھی کا حصہ چھوڑا۔(۱)

امام ابوداؤدؒ، امام ترمذیؒ (جب کہ ترمذیؒ نے اسے صحیح قرار دیا ہے)، امام نسائیؒ اور بیہقیؒ نے سنن میں حضرت اُم سلمہؓ (۲) سے روایت نقل کی ہے کہ وہ اور میمونہؓ (۳) رسول اللہ ﷺ کے پاس موجود تھیں۔ کہا ہم اس اثنا میں کہ آپ کے پاس بیٹھی ہوئی تھیں کہ حضرت عبداللہ بن اُم مکتومؓ (۴) آ گئے۔ وہ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس سے پردہ کرو، عرض کی یا رسول اللہ! کیا یہ نابینا نہیں یہ تو ہمیں نہیں دیکھ سکتا، فرمایا کیا تم دونوں بھی اندھی ہو۔ تم دونوں اسے نہیں دیکھ سکتیں؟ (۵)

امام ابوداؤدؒ، ابن مردویہؒ اور بیہقیؒ نے حضرت عائشہؓ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ ان کے جسم پر باریک کپڑے تھے۔ رسول ﷺ نے ان سے اعراض کیا۔ فرمایا اے اسماءؓ! جب عورت بالغ ہو جائے تو اس کے لیے جائز نہیں کہ اس کے جسم کا کوئی حصہ دکھائی دے مگر یہ،

---

(۱) تفسیر الطبری، سورۃ النور، سورۃ النور، ۹: ۳۰۴ رقم (۲۵۹۷۰)

(۲) اُم سلمۃ، ھند بنت ابی اُمیۃ حذیفۃ یا سھیل بن مغیرۃ بن عبداللہ، القرشیہ، المخزومیۃ، اُم المومنین، ۲ھ کو غزوہ بدر کے بعد نبی کریم ﷺ کی زوجیت میں آئی تھی۔ [الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ، ۸: ۱۵۰ رقم (۱۱۸۴۵)]

(۳) میمونۃ بنت الحارث العامریۃ الھلالیۃ، اُم المومنین ہونے کا شرف حاصل ہے۔ حضرت صفیہؓ کے بعد نبی کریم ﷺ نے آپ کے ساتھ سرف مقام پر نکاح کیا تھا۔ آپؓ کے نکاح کے بارے میں فقہاء کے ہاں اختلاف پایا جاتا ہے کہ آیا آپ ﷺ محرم تھے یا غیر محرم! ۵۱ھ کو سرف کے مقام پر آپ کی موت واقع ہو گئی تھی۔ [الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ، ۸: ۱۲۶ رقم (۱۱۷۷۹)]

(۴) عبداللہ بن مکتوم یا عمرو بن زائدہ یا قیس بن زائدہ، (آپؓ کے نام کے بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے) المعروف بابن المکتومؓ، نابینا صحابی رسول ﷺ جو مؤذن رسول ﷺ بھی کہلائے جاتے ہیں۔ مدینہ میں کہیں مرتبہ نبی کریم ﷺ کا نائب رہیں تھے۔ نبی کریم ﷺ کے قدوم سے پہلے مدینہ منورہ ہجرت کر چکے تھے۔ جنگ قادسیہ میں شہادت کے درجے پر فائز ہو گئے تھے۔ [تھذیب التھذیب، ۱: ۳۱ رقم (۵۱)]

(۵) سنن ابی داود، کتاب: اللباس، باب: فی قولہ عزوجل: وقل للمومنات یغضضن من ابصارھن، رقم (۴۱۱۲)
سنن الترمذی: کتاب: الادب عن رسول اللہ ﷺ، باب: ماجاء فی احتجاب النساء من الرجال، رقم (۲۷۷۸)
امام ترمذیؒ نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے [الترمذی، رقم (۲۷۷۸)]
السنن الکبریٰ للنسائی، ۵: ۳۹۳ رقم (۹۲۴۱)
سنن البیھقی الکبریٰ: کتاب: النکاح، باب: ساواۃ المراءۃ الرجل فی حکم الحجاب، رقم (۱۳۳۰۳)

اور اپنے چہرے اور ہتھیلی کی طرف اشارہ کیا (۱)۔

امام ابوداؤدؒ مراسیل میں حضرت قتادہؒ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ جب بچی بالغہ ہو جائے تو مناسب نہیں کہ اس کے چہرے اور ہاتھوں کو جوڑوں تک کے علاوہ اس کا کوئی حصہ دیکھا جائے (۲)۔

امام بخاریؒ، ابوداؤدؒ، امام نسائیؒ، ابن جریرؒ، ابن ابی حاتمؒ، ابن منذرؒ اور بیہقیؒ نے سنن میں حضرت عائشہؓ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ پہلی مہاجر عورتوں پر رحم فرمائے۔ جب اللہ تعالیٰ نے ﴿ وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَىٰ جُيُوبِهِنَّ ﴾ آیت نازل فرمائی تو عورتوں نے اپنے ازار پکڑے اور حاشیہ کی جانب سے انہیں پھاڑا تو انہیں اوڑھنیاں بنا لیا (۳)۔

امام ابن جریرؒ، ابن مردویہؒ اور حاکمؒ نے حضرت عائشہؓ سے روایت نقل کی ہے کہ جب کہ حاکمؒ نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ نبی کریم ﷺ ان کے ہاں تشریف لے گئے جب کہ وہ اوڑھنی اوڑھے ہوئی تھیں۔ تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ایک پیچ دو نہ کہ دو پیچ (تاکہ مرد کی پگڑی کے مشابہ ہو) (۴)۔

امام حاکمؒ نے اُم سلمہؓ سے روایت نقل کی ہے اور اس کی تصحیح کی ہے، نبی کریم ﷺ آپؓ کے ہاں تشریف لے گئے تو آپؓ نے پتلا دوپٹہ اُڑا تھا نبی کریم ﷺ نے موٹے دوپٹہ کی ہدایت کی (۵)۔

امام ابوداؤدؒ، ابن ابی حاتمؒ اور ابن مردویہؒ نے حضرت صفیہ بنت شیبہؓ (۶) سے روایت نقل کی ہے کہ اس

---

(۱) سنن ابی داود: کتاب: اللباس، باب: فی قولہ عزوجل فیما تبدی المراءۃ من زینتھا، رقم (۴۰۴)
سنن البیہقی الکبریٰ: کتاب: النکاح، باب: تخصیص الوجہ، رقم (۱۳۲۷۴)
امام ابوداؤدؒ نے مذکورہ حدیث پر حکم لگاتے ہوئے لکھا ہے: قال ابو داود ھذا مرسل ، خالد بن دریک لم یدرک عائشۃ، [سنن ابی داود، رقم (۴۰۴)]

(۲) المراسیل لابی داود، ۱۲:۲

(۳) صحیح البخاری: کتاب: التفسیر، باب: سورۃ النور، باب: رقم (۴۴۸۰)
سنن ابی داود: کتاب: اللباس، باب: فی قولہ عزوجل: ولیضربن بخمرھن علیٰ جیوبھن، رقم (۴۱۰۲)
السنن الکبریٰ للنسائی، ۶: ۴۱۹ رقم (۱۱۳۶۳)
تفسیر الطبری: سورۃ النور، ۹: ۳۰۷ رقم (۲۵۹۷۷)۔۔شیخ الالبانیؒ نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔ الالبانی، ناصر الدین، تخریج الظلال فی تخریج السنۃ لابن عاصم، المکتبۃ الاسلامیہ، بیروت، طبع (۱۹۹۳ء)، ۱: ۵۷۵]

(۴) مستدرک، کتاب: معرفۃ الصحابۃ باب: اللباس، رقم (۷۴۱۶)
تفسیر الطبری، سورۃ النور، سورۃ النور، ۹: ۳۰۷ رقم (۲۵۹۷۸)

(۵) مستدرک، کتاب: معرفۃ الصحابۃ باب: اللباس، رقم (۷۴۱۷)

(۶) صفیۃ بنت شیبۃ بن عمان بن ابی طلحۃ القرشیہ العبدریۃ، آپ کی صحابیت میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ صحیح بخاری میں آپ کی رویت پر تصریح موجود ہے۔ [الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ، ۷: ۷۴۳ رقم (۱۱۴۰۴)۔۔تقریب التھذیب، ۱: ۷۴۹ رقم (۸۶۲۲)]

اثناء میں کہ ہم حضرت عائشہؓ کے پاس بیٹھی ہوئی تھیں تو عورتوں نے قریش کی عورتوں اور ان کی فضیلت کا ذکر کیا۔ حضرت عائشہؓ نے کہا بے شک قریش کی عورتوں کو فضیلت حاصل ہے، اللہ کی قسم! میں نے انصار کی عورتوں پر فضیلت رکھنے والی کوئی عورت نہیں دیکھی جو کتاب اللہ کی تصدیق میں ان سے بڑھ کر ہو جو قرآن حکیم پر ایمان لانے میں ان سے بڑھ کر ہو۔ سورۂ نور نازل ہوئی ﴿ وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَى جُيُوبِهِنَّ﴾ ان کے مردان کی طرف پلٹے، اللہ تعالیٰ نے جو حکم نازل کیا تھا وہ مردان پر اسے تلاوت کر رہے تھے۔ مرد اپنی بیوی، بیٹی، بہن اور رشتہ دار پر تلاوت کرتا جا رہا تھا۔ ہر عورت اپنی چادر کی طرف اٹھتی اور اسے اپنے اوپر لپیٹ لیتی۔ مقصود اس فرمان کی تصدیق اور اس پر ایمان لانا تھا جو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں نازل فرمایا۔ وہ صبح کی نماز میں رسول اللہ ﷺ کے پیچھے چادریں لپیٹی ہوئی تھیں گویا ان کے سروں پر کوے ہوں (۱)۔

امام سعید بن منصورؒ اور ابن مردویہؒ نے حضرت عائشہؓ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک عورت حضرت عائشہؓ کی خدمت میں حاضر ہوئی جب کہ اس پر ایک پتلی اوڑھنی تھی اس کی پیشانی نیچے سے نظر آ رہی تھی حضرت عائشہؓ نے وہ اوڑھنی منگوائی اور اسے اوڑھا دی (۲)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت سعید بن جبیرؒ سے روایت نقل کی ہے کہ وَلْيَضْرِبْنَ کا معنی وَلْيَشُدُدْنَ یعنی باندھیں، ﴿ بِخُمُرِهِنَّ عَلَى جُيُوبِهِنَّ﴾ یعنی سینے کے اوپر والا حصہ اور سینہ اس میں سے کوئی چیز نظر نہ آئے (۳)۔

امام ابوداؤدؒ نے ناسخ میں حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ سورۂ نور میں ہے: ﴿لَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَى جُيُوبِهِنَّ﴾ اور ارشاد فرمایا: ﴿ (۴)﴾ پھر اس سے استثناء کی اور فرمایا: ﴿وَالْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَاءِ اللَّاتِي لَا يَرْجُونَ نِكَاحًا فَلَيْسَ عَلَيْهِنَّ جُنَاحٌ أَنْ يَضَعْنَ ثِيَابَهُنَّ متبرجات﴾ وہ عورتیں ہیں جو گھروں سے نکلتی ہیں جبکہ ان کے سینے کے اوپر والا حصہ ننگا ہو (۵)۔

امام ابن جریرؒ، ابن منذرؒ، ابن ابی حاتمؒ اور بیہقیؒ نے سنن میں حضرت ابن عباسؓ سے اللہ تعالیٰ کے ﴿ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا لِبُعُولَتِهِنَّ أَوْ آبَائِهِنَّ﴾ کے بارے میں یہ قول کیا ہے کہ ظاہری زینت سے مراد چہرہ، آنکھوں کا

---

(۱) سنن ابی داود: کتاب: اللباس، باب: فی لباس المراءۃ رقم (۴۰۹۷)
تفسیر ابن ابی حاتم: سورۃ النور، ۸: ۲۵۷۵ رقم (۱۴۴۰۶)
(۲) تفسیر ابن کثیر، سورۃ النور، ۳: ۲۹۲
(۳) تفسیر ابن ابی حاتم: سورۃ النور، ۸: ۲۵۷۵ رقم (۱۴۴۰۴)
(۴) القرآن الکریم، الاحزاب، ۵۹ (۵) تفسیر الطبری، سورۃ النور، ۹: ۳۰۷

سرمہ، ہاتھوں کا خضاب اور انگوٹھی ہے جو بھی اس کے گھر میں داخل ہو عورت اس پر اسے ظاہر کر سکتی ہے اور ﴿وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اٰبَآئِهِنَّ﴾ کے بارے میں یہ قول کیا ہے۔ عورت اپنے خاوندوں اور آباء کے لیے یہ زینتیں ظاہر کر سکتی ہیں، بالیاں اور کنگن۔ رہے پازیب، بازوں میں ڈالے جانے والے زیور، سینے کا اوپر والا حصہ اور بال وہ اپنے خاوندوں پر ظاہر کر سکتی ہے (۱)۔

امام بن ابی حاتمؒ نے حضرت سعید بن جبیرؒ سے اس کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ بڑی چادر نہ اتاریں۔ اس سے مراد پردہ ہے۔ یعنی جو اوڑھنی اوپر کی جاتی ہے مگر اپنے خاوندوں اور آباء وغیرہ پر کیونکہ آباء اور دوسرے رشتہ دار اس پر حرام ہیں۔ اسی طرح چچا اور خالو کا بھی یہی حکم ہے۔ ﴿اِلنِّسَآءِ﴾ سے مراد مومن عورتیں ہیں اور ﴿اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ﴾ سے مراد عورت کا غلام ہے (۲)۔

امام ابن ابی شیبہؒ اور ابن منذرؒ نے شعبیؒ اور عکرمہؒ سے اس آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے اور چچا اور خالو کا ذکر نہیں کیا کیونکہ یہ دونوں اپنے بیٹوں کے سامنے تعریف کرتے ہیں۔ اس لیے وہ اپنی اوڑھنی چچا اور خالو کے سامنے نہ اتارے (۳)۔

امام عبد بن حمیدؒ اور ابن منذرؒ نے حضرت کلبیؒ کے واسطے سے ابو صالحؒ سے حضرت ابن عباسؓ سے ﴿اَوْ نِسَآئِهِنَّ﴾ کی یہ تفسیر نقل کی ہے: مسلمان عورتیں۔ اس لیے کوئی بھی مسلمان عورت کسی یہودی اور نصاریٰ عورت کے لیے زینت ظاہر نہ کرے۔ اس سے مراد سینے کا اوپر والا حصہ، بالی، ہار اور اس کے اردگرد والا حصہ (۴)۔

امام سعید بن منصورؒ، ابن منذرؒ اور بیہقیؒ نے سنن میں مجاہدؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ کوئی بھی مسلمان عورت مشرکہ کے سامنے اپنی اوڑھنی نہ اتارے اور نہ ہی اس کا بوسہ لے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: اَوْ نِسَآئِهِنَّ کیونکہ وہ مسلمانوں کی عورتیں نہیں ہیں (۵)۔

امام سعید بن منصورؒ، بیہقیؒ نے سنن میں اور ابن منذرؒ نے حضرت عمر بن خطابؓ سے روایت نقل کی ہے کہ

---

(۱) تفسیر الطبری: سورۃ النور، ۹: ۳۰۵ رقم (۲۵۹۶۷)
تفسیر ابن ابی حاتم: سورۃ النور، ۸: ۲۵۷۶ رقم (۱۴۴۰۷)

(۲) ابن ابی حاتم، عبدالرحمن بن ادریس، تفسیر القرآن العظیم، المکتبۃ العصریۃ، بیروت، سورۃ النور، ۸: ۲۷۶ رقم (۱۴۴۰۸)

(۳) مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب، النکاح، باب، ما قالوا فی الرجل ینظر الیٰ شعر جدتہ، رقم (۱۷۲۹۳)۔

(۴) تفسیر ابن کثیر، سورۃ النور، ۳: ۲۹۲

(۵) سنن البیہقی الکبریٰ: کتاب: النکاح، باب: ما جاء فی ابداء المسلمۃ زینتھا رقم (۱۳۳۲۲)

آپ نے حضرت ابوعبیدہؓ کی طرف خط لکھا: امابعد! مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ مسلمان عورتیں، مشرک عورتوں کے ساتھ حماموں میں جاتی ہیں، کسی ایسی عورت کے لیے حلال نہیں جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتی ہے کہ اس کی شرم گاہوں کو کوئی دیکھے مگر اس کی اپنی ملت کی عورتیں دیکھ سکتی ہیں (۱)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت سعید بن جبیرؒ سے روایت نقل کی ہے کہ ﴿مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ﴾ کا معنیٰ ہے: عورت کا غلام، ایک مسلمان عورت کے لیے جائز نہیں کہ اپنے خاوند کے غلام کے سامنے چادر اتارے (۲)۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن منذرؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ غلام اپنے مالکہ کے بال دیکھ لے تو اس میں کوئی حرج نہیں (۳)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت مجاہدؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ غلام کے سامنے عورت اپنی چادر اتار سکتی ہے (۴)۔

امام ابوداؤدؒ، ابن مردویہ اور بیہقیؒ حضرت انسؓ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ حضرت فاطمہؓ (۵) کے پاس ایک غلام لائے جو رسول اللہ ﷺ نے حضرت فاطمہ کو ھبہ کیا تھا۔ حضرت فاطمہؓ پر ایک کپڑا تھا۔ جب آپ اس کے ساتھ سر ڈھانپتیں تو قدم تک نہ پہنچتا اور جب اپنے قدم کو ڈھانپتیں تو سر تک نہیں پہنچتا تھا۔ جب نبی کریم ﷺ نے ان کی اس مشقت کو دیکھا تو فرمایا: آپ پر کوئی حرج نہیں بلکہ یہ تیرا باپ اور یہ تیرا غلام ہے (۶)۔

امام عبدالرزاقؒ اور امام احمدؒ حضرت اُم سلمیٰؓ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم

---

(۱) سنن البیہقی الکبریٰ، کتاب: النکاح، باب: ماجاء فی ابدائ المسلمۃ زینتھا رقم (۱۳۳۲۱)

(۲) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النور، ۸: ۲۷۷۵۶ رقم (۱۴۴۱۹)

(۳) مصنف عبدالرزاق، کتاب: النکاح، باب: ما قالوا فی الرجل المملوک لہ ان یری شعر مولاتہ، رقم (۱۷۲۷۰)

(۴) تفسیر ابن ابی حاتم،، سورۃ النور، ۸: ۲۵۸۷ رقم (۱۴۴۲۰)

(۵) فاطمۃ الزھراء بنت محمد رسول اللہ ﷺ، اُم الحسنین، زوجۃ علی بن طالبؓ، آپؓ خدیجہؓ کی بیٹی تھی۔ جنت میں اس اُمت کی عورتوں کی سردار ہوگی۔ [الطبقات الکبریٰ، ۸: ۱۹]

(۶) سنن ابی داود، کتاب: اللباس، باب: فی العبد ینظر الیٰ شعر مولاتہ رقم (۴۱۰۶)

سنن البیہقی الکبریٰ، کتاب: النکاح، باب: ماجاء فی ابداء المسلمۃ زینتھا رقم (۱۳۳۲۱)

میں سے کسی کا کوئی مکاتب ہو اور اس مکاتب نے کچھ مال دے دیا ہو تو وہ عورت مکاتب سے پردہ کرے (۱)۔

امام عبد الرزاقؒ نے حضرت مجاہدؒ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ غلام ازواج مطہرات کے پاس حاضر ہوتے تھے (۲)۔

امام ابن منذرؒ نے حضرت ابن جریجؒ سے ﴿اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ﴾ کے بارے میں یہ قول نقل کیا ہے کہ پہلی قراءت میں ہے۔ ﴿الَّذِيْنَ لَمْ يَبْلُغُوا الْحِلْمَ مِمَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ﴾ (۳)۔

امام عبد الرزاقؒ اور ابن منذرؒ نے حضرت طاؤسؒ اور مجاہدؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ غلام اپنی مالکہ کے بال نہ دیکھے دونوں نے کہا ایک قرأت میں ہے ﴿اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ الَّذِيْنَ لَمْ يَبْلُغُوا الْحِلْمَ﴾ (۴)۔

عبد الرزاقؒ نے عطاءؒ سے قول نقل کیا ہے کہ ان سے سوال کیا گیا کیا عورت کا غلام مالکہ کا سر اور قدم دیکھ سکتا ہے؟ میں تو یہ پسند نہیں کرتا مگر اس صورت میں جائز ہے کہ غلام ابھی بچہ ہو۔ جہاں تک داڑھی والے غلام کا تعلق ہے اس کے لیے جائز نہیں (۵)۔

امام ابن ابی شیبہؒ نے حضرت سعید بن مسیبؒ سے روایت نقل کی ہے کہ تمہیں یہ آیت ﴿اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ﴾ دھوکے میں نہ ڈالے کیونکہ اس سے مراد لونڈیاں ہیں غلام نہیں ہیں (۶)۔

امام ابن شیبہؒ نے حضرت ابراھیمؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ عورت اپنے غلام سے پردہ کرے (۷)۔

امام فریابیؒ، ابن ابی شیبہؒ، عبد بن حمیدؒ اور ابن جریرؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے ﴿اَوِ التّٰبِعِيْنَ غَيْرِ اُولِي الْاِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ﴾ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ جس سے عورتیں حیاء نہیں کرتیں (۸)۔

---

(۱) مسند احمد، کتاب: باقی مسند الانصار، باب: حدیث اُم سلمۃ زوج النبی ﷺ، رقم (۲۶۵۱۶)

(۲) مصنف عبد الرزاق کتاب: المکاتب، باب: عجز المکاتب وغیر ذالک رقم (۱۵۷۴۲)

(۳) تفسیر الطبری، سورۃ النور، ۹: ۳۰۲

(۴) مصنف عبد الرزاق، کتاب: الطلاق، باب: ھل یری غلام المراءۃ راسھا وقدمیھا، رقم (۱۲۸۲۷)

(۵) مصنف عبد الرزاق کتاب: الطلاق، باب: ھل یری غلام المراءۃ راسھا وقدمیھا، رقم (۱۲۸۲۵)

(۶) مصنف ابن ابی شیبۃ: کتاب: النکاح، باب: فی قولہ تعالیٰ: المحصنات من النساء، رقم (۱۶۹۱۰)

(۷) مصنف ابن ابی شیبۃ: کتاب: النکاح، باب: فی قولہ تعالیٰ: المحصنات من النساء، رقم (۱۷۲۳۲)

(۸) تفسیر الطبری، سورۃ النور، ۹: ۳۰۹ رقم (۲۵۹۹۸)

مصنف ابن ابی شیبۃ: کتاب: النکاح، باب: فی قولہ تعالیٰ: (اَوِ التّٰبِعِيْنَ غَيْرِ اُولِي الْاِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ)، رقم (۱۷۱۹۰)

امام ابن جریرؒ، ابن منذرؒ، ابن ابی حاتمؒ اور بیہقیؒ نے سنن میں حضرت ابن عباسؓ سے یہ قول نقل کیا ہے: یہ وہ آدمی ہوتا ہے جو لوگوں کے پیچھے پیچھے رہتا ہے یہ کم عقل ہوتا ہے، عورتوں کی کوئی پروا نہیں کرتا اور نہ ہی اس کو عورتوں کی خواہش ہوتی ہے(۱)۔

امام ابن جریرؒ اور ابن مردویہؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے یہ تفسیر نقل کی ہے کہ پہلے زمانے میں ایک آدمی دوسرے آدمی کے پیچھے چلتا۔ اس پر غیرت کا اظہار نہ کیا جاتا۔ اس کی مجبوری میں عورت اپنی اوڑھنی نیچے رکھنے میں کوئی خوف نہ رکھتی۔ یہ وہ احمق ہے جسے عورتوں کی کوئی ضرورت نہیں ہوتی (۲)۔

امام عبدالرزاقؒ، عبد بن حمیدؒ اور ابن جریرؒ نے حضرت طاؤسؒ سے ﴿غَيْرِ أُولِي الْإِرْبَةِ﴾ کی یہ تفسیر نقل کی ہے اس سے مراد وہ احمق ہے جسے عورتوں میں کوئی دلچسپی اور حاجت نہیں ہوتی (۳)۔

امام ابن ابی شیبہؒ، عبد بن حمیدؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت مجاہدؒ سے اس کا معنی وہ بے وقوف لیا ہے جو عورتوں کے معمولات سے آگاہ نہیں ہوتا (۴)۔

امام ابن ابی شیبہؒ، عبد بن حمیدؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے یہ قول نقل کیا ہے: اس سے مراد مخنث ہے جس کا ذکر نہیں اٹھتا (۵)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت سعید بن جبیرؒ سے اس کا معنی وہ بوڑھا آدمی لیا ہے جو عورتوں سے وطی کی طاقت نہیں رکھتا (۶)۔

---

(۱) تفسیر الطبری، سورۃ النور، ۹:۳۰۸ رقم (۲۵۹۸۹)
ابن ابی حاتم، عبدالرحمن بن ادریس، تفسیر القرآن العظیم، المکتبۃ العصریۃ، بیروت، سورۃ النور، ۸:۲۵۷۸ رقم (۱۴۴۲۵)
سنن الکبریٰ البیہقی: کتاب: النکاح، باب: ماجاء ابداء زینتها لغیر اولی الاربۃ من الرجال، رقم (۱۳۳۲۵)

(۲) تفسیر الطبری، سورۃ النور، ۹:۳۰۹ رقم (۲۵۹۸۸)

(۳) تفسیر الطبری، سورۃ النور، ۹:۳۰۹ رقم (۲۶۰۰۳)

(۴) تفسیر الطبری، سورۃ النور، ۹:۳۰۸ رقم (۲۵۹۸۶)
تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النور، ۸:۲۵۷۸ رقم (۱۴۴۲۵)
مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب: النکاح، باب: فی قولہ تعالیٰ: (أَوِ التَّابِعِينَ غَيْرِ أُولِي الْإِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ)، رقم (۱۷۱۸۶)

(۵) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النور، ۸:۲۵۶۹ رقم (۱۴۴۲۸)

(۶) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النور، ۸:۲۵۶۸ رقم (۱۴۴۲۱)

امام عبد بن حمیدؒ نے اس کا معنی عنین (نامرد) لیا ہے(۱)۔

امام ابن منذرؒ نے حضرت کلبیؒ سے اس کا معنی خصی اور نامرد لیا ہے(۲)۔

امام ابن ابی شیبہؒ اور ابن جریرؒ نے حضرت سعید بن جبیرؒ سے اس کا معنی کم عقل لیا ہے(۳)۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن جریرؒ نے حضرت عکرمہؒ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ جس کا ذکر نہ اٹھتا ہو(۴)۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن جریرؒ نے حضرت امام شعبیؒ سے روایت نقل کی ہے کہ اس کا معنی ہے: وہ شخص جسے خواہش نہ ہو کہ وہ عورتوں کی پوشیدہ چیزوں پر مطلع ہو(۵)۔

امام عبدالرزاقؒ، عبد بن حمیدؒ، امام مسلمؒ، ابوداؤدؒ، نسائیؒ، ابن جریرؒ، ابن ابی حاتمؒ، ابن مردویہؒ اور بیہقیؒ نے حضرت عائشہؓ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک مخنث نبی کریم ﷺ کی ازواج مطہرات کے پاس آتا رہتا وہ اسے ﴿غَيْرِ أُولِي الْإِرْبَةِ﴾ میں شمار کرتے۔ ایک رات نبی کریم ﷺ تشریف لائے جب کہ وہ مخنث ازواج مطہرات میں ایک کے پاس بیٹھا ہوا تھا اور وہ ایک عورت کی تعریف کر رہا تھا۔ تو اس نے کہا ﴿إِذَا أَقْبَلَتْ أَقْبَلَتْ بِأَرْبَعٍ وَإِذَا أَدْبَرَتْ بِثَمَانٍ﴾ وہ عورت خوب موٹی تازی ہے، جب آرہی ہو تو اس کے جسم پر چار سلوٹیں اور جب جارہی ہو تو اس کی پیٹھ پر آٹھ سلوٹیں ہوتی ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں نہیں جانتا تھا کہ یہ اتنی پہچان رکھتا ہے، یہ تمہارے پاس نہ آیا کرے، اس سے پردہ کیا کرو(۶)۔

امام ابن مردویہؒ نے حضرت عائشہؓ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک خنثیٰ نبی کریم ﷺ کی ازواج مطہرات

---

(۱) معانی القرآن، ۴: ۵۲۵

(۲) معانی القرآن، ۴: ۲۵۶

(۳) تفسیر الطبری، سورۃ النور، ۹: ۳۰۸ رقم (۲۵۹۸۷)

(۴) مصنف ابن ابی شیبۃ: کتاب: النکاح، باب: فی قولہ تعالیٰ: (أَوِ التَّابِعِينَ غَيْرِ أُولِي الْإِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ)، رقم (۱۷۱۸۸)

(۵) مصنف ابن ابی شیبۃ: کتاب: النکاح، باب: فی قولہ تعالیٰ: (أَوِ التَّابِعِينَ غَيْرِ أُولِي الْإِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ)، رقم (۱۷۱۸۵)

(۶) صحیح مسلم، کتاب: السلام، باب: منع المخنث من الدخول علی النساء الا جانب، رقم (۲۱۸۱)
سنن ابی داود، کتاب: اللباس، باب: فی قولہ غیر اولی اربۃ رقم (۴۱۰۷)
سنن النسائی الکبریٰ، ۵: ۳۹۵ رقم (۹۲۴۶)
تفسیر الطبری، سورۃ النور، ۹: ۳۰۹ رقم (۲۶۰۰۶)
تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النور، ۸: ۲۵۷۹ رقم (۱۴۴۲۹)
سنن البیہقی الکبری، کتاب: النکاح، باب: ماجاء ابداء زینتھا لغیر اولی الاربۃ من الرجال، رقم (۱۳۳۲۸)

کے پاس حاضر ہوتا۔ ازواج مطہرات اسے ﴿ غَيْرِ أُولِي الْإِرْبَةِ ﴾ میں شمار کرتیں۔ ایک روز رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو وہ ایک عورت کی تعریف کر رہا تھا ﴿ إِنَّهَا إِذَا أَقْبَلَتْ أَقْبَلَتْ بِأَرْبَعٍ وَإِذَا أَدْبَرَتْ أَدْبَرَتْ بِثَمَانٍ ﴾ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نہیں سنتا تھا کہ یہ اتنا جانتا ہے۔ یہ تمہارے پاس نہ آیا کرے۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے جلاوطن کر دیا وہ بیداء کے مقام پر رہتا۔ ہر جمعہ کو آتا تاکہ کھانے پینے کی چیزیں لے جائے (۱)۔

امام ابن ابی شیبہؒ، عبد بن حمیدؒ، ابن جریر، ابن منذرؒ، ابن ابی حاتمؒ اور بیہقیؒ نے سنن میں حضرت مجاہدؒ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿ أَوِ الطِّفْلِ الَّذِينَ لَمْ يَظْهَرُوا عَلَى عَوْرَاتِ النِّسَاءِ ﴾ کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ اس سے مراد وہ ہیں جو بالغ ہونے سے پہلے اپنے بچپن کی وجہ سے نہیں جانتے کہ عورتیں کیا ہیں (۲)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت سعید بن جبیرؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس سے مراد وہ بچہ ہے جو ابھی بالغ نہ ہوا ہو (۳)۔

امام عبد بن حمیدؒ نے حضرت قتادہؒ سے اسی کی مثال روایت نقل کی ہے (۴)۔

امام ابن ابی شیبہؒ نے حضرت ابو بکر بن عبد الرحمٰن بن حارث بن ہشامؒ (۵) سے روایت نقل کی ہے کہ عورت کے جسم کا ہر حصہ ڈھانپے جانے کے لائق ہے یہاں تک کہ اس کا ناخن بھی۔ واللہ اعلم (۶)۔

امام ابن جریرؒ نے حضرت حضرمیؒ (۷) سے روایت نقل کی ہے کہ ایک عورت نے چاندی کی دو پازیبیں بنوائیں اور ان میں گھنگرو لگوائے۔ وہ لوگوں کے پاس سے گزری۔ اس نے پاؤں مارا۔ اس کا پازیب مہرے پر لگا تو آواز پیدا ہوئی۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا وَلَا يَضْرِبْنَ بِأَرْجُلِهِنَّ (۸)۔

---

(۱) صحیح مسلم، رقم (۲۱۸۱)

(۲) تفسیر الطبری، سورۃ النور، ۹: ۹۰۹ رقم (۲۶۰۰۸)
سنن البیہقی الکبریٰ: کتاب: النکاح، باب: ماجاء ابداء زینتها لغیر اولی الاربۃ من الرجال، رقم (۱۳۳۲۹)

(۳) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النور، ۸: ۲۵۷۹ رقم (۱۴۴۳۲)

(۴) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النور، ۸: ۲۵۷۹ رقم (۱۴۴۳۲)

(۵) ابو بکر بن عبد الرحمٰن بن حارث بن ہشام، القرشی المدنی، آپ کا نام محمد بتایا جاتا ہے۔ آپ فقہاء سبعۃ میں سے تھے۔ یوم الجمل کے دن چھوٹے قرار دیے گئے۔ آپ عالم، شیخ، کثیر الحدیث اور ثقہ راوی تھے۔ [تھذیب التھذیب، ۱۲: ۳۴ رقم (۱۴۱)]

(۶) مصنف ابن ابی شیبۃ: کتاب: النکاح، باب: فی الغیرۃ وماذکر فیھا، رقم (۱۷۷۱۲)

(۷) حضرمی بن لاحق التمیمی، السعدی، الاعرجی، الیمامی، القاض، آپ بصرہ کے شیخ اور ثقہ راوی الحدیث تھے۔ [تھذیب التھذیب، ۳: ۳۴۰ رقم (۶۸۹)]

(۸) تفسیر الطبری، سورۃ النور، ۹: ۳۱۰ رقم (۲۶۰۱۰)

امام ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے یہ تفسیر نقل کی ہے کہ عورت مردوں کے پاس ایک پازیب کو دوسرے کے ساتھ کھٹکھٹائے یا اس کے پاؤں میں پازیب ہوں تو وہ مردوں کے پاس انہیں حرکت دے۔ اللہ تعالیٰ نے اس سے منع کیا کیونکہ یہ شیطان کا عمل ہے(۱)۔

امام عبد بن حمیدؒ نے حضرت قتادہؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ عورت اپنا پاؤں مارتی تا کہ پازیب کی جھنکار سنائی دے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس سے منع فرمایا(۲)۔

امام عبد بن حمیدؒ نے حضرت مجاہدؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مخفی زینت سے یہاں مراد پازیب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے عورت کو منع کیا کہ وہ اپنا پاؤں زمین پر مارے تا کہ پازیب کی آواز سنائی دے(۳)۔

امام عبد بن حمیدؒ نے حضرت معاویہ بن قرہؒ (۴) سے روایت نقل کی ہے کہ دور جاہلیت میں عورتیں بے آواز پازیب پہنتی تھیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل کیا(۵)۔

امام عبد بن حمیدؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابو مالکؒ سے روایت نقل کی ہے کہ عورت مجلس کے پاس سے گزرتی اس کے پاؤں میں گھونگرے ہوتے۔ جب مجلس کے پاس سے گزرتی تو وہ اپنا پاؤں مارتی (۶)۔

امام ابن ابی حاتمؒ سے حضرت سعید بن جبیرؒ سے روایت نقل کی ہے کہ عورت کے پاؤں میں پازیب ہوتے جن میں گھنگرو ہوتے۔ جب کوئی اجنبی آدمی اس کے پاس سے گزرتا تو وہ جان بوجھ کر اپنے پاؤں کو حرکت دیتی تا کہ پازیب کی آواز اسے سنائے۔ فرمایا وَلَا يَضْرِبْنَ یعنی وہ اپنے پاؤں کو حرکت نہ دیں لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِينَ تا کہ اجنبی کو اپنی مخفی زینت سے آگاہ کریں اس وقت جب کہ اس کے پاس آئے (۷)۔

---

(۱) تفسیر الطبری: سورۃ النور، ۹: ۳۱۰ رقم (۲۶۰۱۲)
تفسیر ابن ابی حاتم: سورۃ النور، ۸: ۲۵۷۹ رقم (۱۴۴۳۳)

(۲) تفسیر الطبری: سورۃ النور، ۹: ۳۰۸

(۳) تفسیر ابن کثیر، سورۃ النور، ۳: ۳۰۰

(۴) معاویۃ بن قرۃ بن ایاس بن ہلال، ابو ایاس البصری، ۳۶ھ کو بصرہ میں جنگ جمل کے دن پیدا ہوئے تھے۔ ایک متقی، صالح اور عالم باعمل شخصیت کے حامل تھے۔ پچیس سے زائد صحابہ کرام سے ملاقاتیں کی ہیں۔ ۱۱۳ھ کو وفات پا گئے تھے۔ [الطبقات الکبریٰ، ۷: ۲۲۱۔ تقریب التھذیب، ۱: ۵۳۸ رقم (۹۷۶۹)]

(۵) تفسیر ابن کثیر، سورۃ النور، ۳: ۳۰۰

(۶) تفسیر الطبری، سورۃ النور، ۹: ۳۱۰ رقم (۲۶۰۱۱)

(۷) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النور، ۸: ۲۵۷۰ رقم (۱۴۴۳۴)

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن مسعودؓ سے روایت نقل کی ہے کہ ﴿مَا يُخْفِينَ مِنْ زِينَتِهِنَّ﴾ سے مراد پازیب ہے(۱)۔

امام ترمذیؒ نے حضرت میمونہ بنت سعیدؓ (۲) سے روایت نقل کی ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا: غیروں کے سامنے زینت کے اظہار میں ناز وادا کرنے والی قیامت کے روز اس تاریکی کی مانند ہوگی جس کا نور نہیں ہوتا۔(۳)

امام احمدؒ اور امام بخاریؒ نے الادب میں، امام مسلمؒ، ابن مردویہؒ اور بیہقیؒ نے شعب الایمان میں حضرت اغرؒ (۴) سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: اے لوگو! سب اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کرو، میں ہر روز سو دفعہ توبہ کرتا ہوں (۵)۔

امام احمدؒ نے حضرت حذیفہؓ سے روایت نقل کی ہے: مجھ سے گھر والوں کے بارے میں لغزش ہو جاتی تھی مگر میں اسے کسی اور کے لیے نہ کرتا تھا۔ میں نے اس کا ذکر نبی کریم ﷺ سے کیا۔ تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے حذیفہؓ! استغفار کیوں نہیں کرتے۔ میں تو دن میں سو بار استغفار کرتا ہوں اور اس کی بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں (۶)۔

امام ابن ابی الدنیاؒ اور بیہقیؒ شعب الایمان میں حضرت ابو رافعؓ (۷) سے روایت نقل کرتے ہیں کہ

---

(۱) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النور، ۸: ۲۵۷۰ رقم (۱۴۴۳۸)

(۲) میمونۃ بنت سعد (یا میمونۃ بنت سعید) صحابیۃ الرسول ﷺ ہونے کا شرف حاصل ہونے کے ساتھ خادمۃ الرسول ﷺ ہونے کا شرف بھی آپ کو حاصل ہے۔ [الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ، ۸: ۱۲۹ رقم (۱۱۷۸۰)۔۔ تاریخ دمشق، ۴: ۳۰۹]

(۳) سنن الترمذی، کتاب: الرضاع، باب: ماجاء فی کراھیۃ خروج النساء فی الزینۃ، رقم (۱۱۶۷)۔۔ مذکورہ حدیث کی سند کے بارے میں امام ترمذیؒ نے لکھا ہے: ھذا حدیث لانعرفه الا من حدیث موسیٰ بن عبیدة وموسیٰ بن عبیده یضعف فی ھذا الحدیث من قبل حفظه وھو صدوق وقد رواه بعضھم عن موسیٰ بن عبیدة ولم یرفعه. [سنن الترمذی، رقم (۱۱۶۷)]

(۴) الاغر المزنی الجھنی، آپ نبی کریم ﷺ کے اصحاب میں سے تھے۔ [ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۶: ۴۹]

(۵) صحیح مسلم، کتاب: الذکر والدعاء والتوبۃ والاستغفار، باب: استحباب الاستغفار، رقم (۲۷۰۲)
مسند احمد، کتاب: مسند الشامیین، باب: حدیث الاغر، رقم (۱۷۳۹۱)
شعب الایمان، ۵: ۳۱۷ رقم (۶۷۸۸)
الادب المفرد، کتاب، الاذکار، باب، سید الاستغفار، رقم (۶۲۱)
شیخ الالبانیؒ نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔ [تعلیقات الالبانی علی الادب المفرد، رقم (۶۲۱)]

(۶) مسند احمد مسند الانصار، باب: حذیفۃ بن الیمان عن النبی ﷺ، رقم (۲۲۸۲۹)

(۷) ابراہیم (یا ثابت) ابو رافع القبطی، مولیٰ النبی ﷺ، آپ کو صحابی الرسول ﷺ ہونے کا شرف حاصل ہے۔ آپ پہلے حضرت عباسؓ کے =

رسول ﷺ سے پوچھا گیا: مومنین کے کتنے پردے ہیں؟ فرمایا یہ شمار سے زیادہ ہیں لیکن مومن جب کوئی گناہ کرتا ہے تو ان میں سے ایک پردے کو پھاڑ دیتا ہے۔ جب وہ توبہ کرتا ہے تو وہی پردہ لوٹ آتا ہے اور نو پردے مزید آجاتے ہیں۔ جب اس پر کوئی پردہ باقی نہیں رہتا اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں میں سے جسے چاہتا ہے ارشاد فرماتا ہے انسان بے پردہ ہوتے ہیں۔ وہ پردہ نہیں لیتے اپنے پردوں سے اسے ڈھانپ لو تو وہ اسے پردوں سے ڈھانپ لیتے ہیں۔ اگر وہ توبہ کر لے تو تمام پردے پھر لوٹ آتے ہیں۔ جب وہ توبہ نہیں کرتا تو فرشتے اس سے حجاب میں ہو جاتے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ انہیں فرماتا ہے اسے اس کے حوالے کر دو تو وہ اسے اس کے حال پر چھوڑ دیتے ہیں یہاں تک کہ اس کی شرمگاہ بھی پردے میں نہیں ہوتی (۱)۔

امام ابن منذرؒ نے حضرت عبداللہ بن مغفلؓ (۲) سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: شرمندگی توبہ ہے (۳)۔

امام حکیم ترمذیؒ نے حضرت ابن مسعودؓ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: شرمندگی توبہ ہے (۴)۔

امام ابن ابی شیبہؒ اور عبد بن حمیدؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ ان سے اس آدمی کے بارے میں پوچھا گیا جو ایک عورت سے بدکاری کرتا ہے پھر اس سے شادی کرتا ہے۔ فرمایا پہلی بدکاری ہے۔ ان دونوں کا اکٹھے توبہ کرنا میرے نزدیک متفرق توبہ کرنے سے زیادہ پسندیدہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: (۵)

غلام تھے، آپؓ نے نبی کریم ﷺ کو ھبہ کیا تھا، حضرت عباسؓ کے اسلام لانے کی خوشی میں آپ ﷺ نے آپؓ کو آزاد کر دیا تھا۔ اُحد اور خندق میں شریک رہے، بدر میں شرکت نہیں کی اگرچہ آپ کا اسلام قبل از بدر ہے۔ [احمد بن علی بن حجر العسقلانی، الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ، دار الجیل، بیروت، ط۔اول (۱۴۱۲ھ)، ج۱، ص۲۰ رقم (۹)۔۔ الطبقات الکبریٰ، ۴:۷۳]

(۱) سنن البیھقی الکبری، فصل فی الطبع علی القلب، رقم (۲۷۱۷)

(۲) عبداللہ بن مغفل، ابوعبدالرحمٰن، آپ صحابی الرسول ﷺ اور اصحاب الشجرۃ میں سے تھے۔ مدینہ میں مقیم رہے پھر بصرہ منتقل ہوئے اور وہیں جامع مسجد بصرہ کے قریب گھر بنا لیا تھا۔ [الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ، ۴:۲۴۲ رقم (۴۹۷۵)،]

(۳) تفسیر ابن کثیر، ۴:۵۰۲

(۴) روح المعانی، ۲۸:۱۵۸

(۵) مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب: النکاح، باب: فی الرجل یفجر بالمراءۃ رقم (۱۶۷۹۶)

وَأَنكِحُوا الْأَيَامَىٰ مِنكُمْ وَالصَّالِحِينَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَإِمَائِكُمْ إِن يَكُونُوا فُقَرَاءَ يُغْنِهِمُ اللَّهُ مِن فَضْلِهِ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ ﴿٣٢﴾

"اور اپنی قوم کی بیوہ عوتوں کے نکاح کر دیا کرو۔ اور اپنے غلاموں اور لونڈیوں کے بھی جو نیک ہوں (نکاح کر دیا کرو) اگر وہ مفلس ہونگے تو خدا اُن کو اپنے فضل سے خوشحال کر دے گا۔ اور خدا (بہت) وسعت والا اور (سب کچھ) جاننے والا ہے"[۳۲]

امام عبد بن حمیدؒ نے حضرت قتادہؒ سے ﴿وَاَنْكِحُو االْاَيَامٰى مِنْكُمْ﴾ کا یہ معنیٰ نقل کیا ہے: جسے تم سنتے ہو اللہ تعالیٰ نے تمہیں نکاح کرنے کا حکم دیا ہے کیونکہ یہ آنکھوں کو جھکانے والا اور شرم گاہوں کی حفاظت کرنے والا ہے(۱)۔

امام عبد بن حمیدؒ اور ابن منذرؒ نے حضرت حسن بصریؒ سے روایت نقل کی ہے: اپنے غلاموں اور کنیزوں میں سے جو نیک ہیں انکے نکاح کر دیا کرو(۲)۔

امام ابن مردویہؒ نے حضرت عائشہؓ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نیک مردوں اور نیک عورتوں کا نکاح کر دیا کرو اور جوان کے بعد ہوگا وہ اچھا ہوگا(۳)۔

امام ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نکاح کا حکم دیا، اس میں رغبت دلائی اور یہ حکم دیا کہ اپنے آزادوں اور غلاموں کی شادی کرو اور اس میں غناء کا وعدہ کیا(۴)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں نکاح کا جو حکم دیا ہے اس کی اطاعت کرو۔ اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ جو غناء کا وعدہ کیا ہے اللہ تعالیٰ اسے پورا کر دے گا(۵)۔

امام عبد الرزاقؒ نے المصنف میں اور عبد بن حمیدؒ نے حضرت قتادہؒ سے روایت نقل کی ہے کہ ہمارے سامنے

---

(۱) تفسیر ابن کثیر، سورۃ النور، ۳:۳۸۲

(۲) تفسیر الطبری، سورۃ النور، ۹:۳۱۱

(۳) سنن الدارمی، کتاب: ومن کتاب النکاح، باب: فی النکاح الصالحین والصالحات، رقم (۲۲۳۶)

(۴) تفسیر الطبری، سورۃ النور، ۹:۳۱۱ رقم (۲۶۰۱۵)

تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النور، ۸:۲۵۸۱ رقم (۱۴۴۴۲)

(۵) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النور، ۸:۲۵۸۱ رقم (۱۴۴۴۹)

یہ ذکر کیا گیا کہ حضرت عمر بن خطابؓ نے فرمایا: میں نے کوئی ایسا آدمی نہیں دیکھا جس نے شادی کی صورت میں غناء نہ دیکھی ہو۔ اللہ تعالیٰ نے اس میں وعدہ فرمایا (۱)۔

عبدالرزاقؒ اور ابن ابی شیبہؒ دونوں نے مصنف میں حضرت عمر بن خطابؓ سے روایت نقل کی ہے کہ شادی کی صورت میں غناء کی خواہش کرو۔ ایک روایت میں الفاظ یوں ہیں: شادی کی صورت میں فضل طلب کرو۔ پھر اس آیت کی تلاوت کی (۲)۔

امام ابن جریرؒ نے حضرت ابن مسعودؓ سے روایت نقل کی ہے کہ نکاح کی صورت میں غناء تلاش کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اور یہ آیت تلاوت کی (۳)۔

امام دیلمیؒ حضرت ابن عباس سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں: نکاح کے ذریعے رزق تلاش کرو (۴)۔

امام بزارؒ، ابن مردویہؒ اور دیلمیؒ نے حضرت عروہؒ کے واسطے سے حضرت عائشہؓ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عورتوں سے نکاح کرو، وہ تمہارے لیے مال لاتی ہیں (۵)۔

ابن ابی شیبہؒ اور ابوداؤدؒ نے مراسل میں حضرت عروہؒ سے مرسل مرفوع روایت نقل کی ہے (۶)۔

امام عبدالرزاقؒ، امام احمدؒ، امام ترمذیؒ (جب کہ ترمذیؒ نے اسے صحیح قرار دیا ہے)، امام نسائیؒ، ابن ماجہؒ، ابن حبانؒ، حاکمؒ (جب کہ حاکمؒ نے اسے صحیح قرار دیا ہے) اور بیہقیؒ نے سنن میں حضرت ابوہریرہؓ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تین آدمیوں کی مدد اللہ کے ذمہ کرم پر ہے، وہ نکاح کرنے والا جو پاکدامنی کا ارادہ رکھتا ہو، وہ مکاتب غلام جو مال دینے کا ارادہ رکھتا ہو اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے والا (۷)۔

---

(۱) مصنف عبدالرزاق، کتاب: النکاح، باب: وجوب النکاح وفضلہ رقم (۱۰۳۹۳)

(۲) مصنف عبدالرزاق، کتاب: النکاح، باب: وجوب النکاح وفضلہ رقم (۱۰۳۸۵)

(۳) تفسیر الطبری، سورۃ النور، ۹: ۳۱۱ رقم (۲۶۰۱۶)

(۴) روح المعانی، ۱۸: ۱۴۹

(۵) روح المعانی، ۱۸: ۱۴۹

(۶) مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب، النکاح، باب، فی التزویج، رقم (۱۹۱۳)
مراسیل ابن ابی داود، ۱: ۲۲۷ رقم (۱۷۹)
المستدرک، کتاب، النکاح، رقم (۲۶۷۹)
امام حاکمؒ نے اس حدیث کو علیٰ شرط الشیخین قرار دیا ہے۔ [المستدرک، رقم (۲۶۷۹)]

(۷) مصنف عبدالرزاق، کتاب: الجہاد، باب: فضل الجہاد، رقم (۹۵۴۲)
مسند احمد، کتاب: باقی مسند المکثرین، باب: باقی مسند ابی ھریرۃ، رقم (۹۳۴۸)
سنن الترمذی، کتاب: فضائل الجہاد عن رسول اللہ، باب: ماجاء فی المجاھد والناکح والمکاتب، رقم (۱۶۵۵)

امام خطیبؒ نے تاریخ میں حضرت جابرؓ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں فاقہ کی شکایت لے کر آیا نبی کریم ﷺ نے اسے شادی کرنے کا حکم دیا(۱)۔

وَلْيَسْتَعْفِفِ الَّذِينَ لَا يَجِدُونَ نِكَاحاً حَتَّى يُغْنِيَهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ وَالَّذِينَ يَبْتَغُونَ الْكِتَابَ مِمَّا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ فَكَاتِبُوهُمْ إِنْ عَلِمْتُمْ فِيهِمْ خَيْراً وَآتُوهُمْ مِنْ مَالِ اللَّهِ الَّذِي آتَاكُمْ وَلَا تُكْرِهُوا فَتَيَاتِكُمْ عَلَى الْبِغَاءِ إِنْ أَرَدْنَ تَحَصُّناً لِتَبْتَغُوا عَرَضَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَمَنْ يُكْرِهْهُنَّ فَإِنَّ اللَّهَ مِنْ بَعْدِ إِكْرَاهِهِنَّ غَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿٣٣﴾

"اور جن کو بیاہ کا مقدور نہ ہو وہ پاک دامنی کو اختیار کئے رہیں یہاں تک کہ خدا اُن کو اپنے فضل سے غنی کر دیں۔ اور جو غلام تم سے مکاتبت چاہے اگر تم اُن میں (صلاحیت اور) نیکی پاؤ تو ان سے مکاتبت کر لو۔ اور خدا نے جو مال تم کو بخشا ہے اس میں سے اُن کو بھی دو۔ اور اپنی لونڈیوں کو اگر وہ پاک دامن رہنا چاہے تو (بے شرمی سے) دنیاوی زندگی کے فوائد حاصل کرنے کے لئے بدکاری پر مجبور نہ کرنا۔ اور جو ان کو مجبور کرے گا تو ان (بیچاریوں) کے مجبور کئے جانے کے بعد خدا بخشنے والا مہربان ہے" [۳۳]

امام عبد بن حمیدؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے عکرمہؒ سے یہ تفصیل نقل کی ہے کہ اس سے مراد وہ مرد ہیں جو ایک عورت کو دیکھتا ہے گویا اس میں خواہش پیدا ہو جاتی ہے۔ اگر اسکی بیوی ہو تو اپنی بیوی کے پاس جائے اور اس سے اپنی خواہش پوری کرے۔ اگر اس کی بیوی نہ ہو تو آسمان و زمین کی بادشاہت میں غور و فکر کرے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اسے اپنے فضل سے غنی کر دے(۲)۔

سنن نسائی، کتاب: النکاح، باب: معونۃ اللہ الناکح الذی یرید العفاف، رقم (۳۲۱۸)

سنن ابن ماجۃ، کتاب: النکاح، باب: المکاتب، رقم (۲۵۱۸)

صحیح ابن حبان، کتاب: النکاح، باب: ذکر معونۃ اللہ جل وعلا، رقم (۴۰۳۰)

مستدرک، کتاب: فضائل القرآن، باب: النکاح، رقم (۲۶۷۸)

امام ترمذی رحمہ اللہ اور شیخ البانی نے اس حدیث کو [حسن] قرار دیا ہے۔ [الترمذی، رقم (۱۶۵۵)۔ صحیح ابن ماجۃ، رقم (۲۰۴۱)]

(۱) تاریخ بغداد، ۱: ۳۶۵

(۲) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النور، ۸: ۲۵۸۲ رقم (۱۴۴۵۰)

امام ابن ابی حاتمؒ سے حضرت ابوروقؒ (۱) سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو چیزیں حرام قرار دیں ہیں ان سے بچو یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ان سے رزق دے (۲)۔

امام خطیبؒ نے تاریخ میں حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ جو آدمی استطاعت نہیں پاتا تو وہ شادی کرلے، اللہ تعالیٰ اسے غنی کردے گا (۳)۔

امام ابن سکنؒ معرفۃ الصحابہ میں عبداللہ بن صبیح (۴) سے وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں حویطب بن عبد العزی (۵) کا غلام تھا۔ میں نے اسے عقد مکاتبہ کا مطالبہ کیا تو اس نے انکار کردیا۔ تو یہ آیت ﴿وَ الَّذِیْنَ یَبْتَغُوْنَ الْکِتٰبَ﴾ نازل ہوئی (۶)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت سعید بن جبیرؒ سے ﴿وَ الَّذِیْنَ یَبْتَغُوْنَ الْکِتٰبَ﴾ کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ غلاموں سے عقد مکاتبہ کا مطالبہ کرتے ہیں (۷)۔

امام ابن ابی حاتمؒ حضرت مقاتلؒ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿فَکَاتِبُوْهُمْ﴾ کی تفسیر نقل کی ہے کہ امر کا صیغہ تعلیم اور رخصت کے لیے ہے ایسا کرنا لازم نہیں (۸)۔

---

(۱) عطیۃ بن الحارث، ابو روق الھمدانی، الکوفی، علم التفسیر کے ماہر اور صاحب التفسیر تھے۔ امام ضحاک کے تلامذہ میں سے تھے۔ [الطبقات الکبریٰ، ۶:۳۶۹۔ الکاشف، ۲:۲۶ رقم (۳۸۱۹)]

(۲) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النور، ۸:۲۵۸۲ رقم (۱۴۴۵۱)

(۳) تاریخ بغداد، ۱۲:۲۹۳

(۴) عبداللہ بن صبیح البصری، علم حدیث کے ماہر عالم دین تھے۔ آپ کو صدوق اور شیخ کے القابات سے یاد کیا جاتا ہے۔ حوطب بن عبدالعزیٰ کے مملوک اور ابن سیرینؒ کے شاگرد تھے۔ امام نسائیؒ نے آپ کی ایک روایت ذکر کی ہے۔ [التاریخ الکبیر، ۵:۱۲۱ رقم (۳۵۴)]

(۵) حوطب بن عبدالعزیٰ بن ابی قیس بن عبدود، آپ اُن معمرین صحابہ کرامؓ میں سے تھے جو سو سال سے زیادہ زندگی گزار چکے تھے۔ آپؓ نے فتح مکہ کے دن اسلام قبول کیا تھا۔ غزوہ حنین اور طائف میں شریک رہیں تھے۔ آپ مکہ کے رہنے والے تھے وہیں سے منتقل ہوکر مدینہ چلے گئے تھے اور مستقل سکونت اختیار کی تھی اور وہیں وفات پا گئے تھے۔ [الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ، ۲:۱۴۳ رقم (۱۸۸۴)]

(۶) تفسیر الطبری، سورۃ النور، ۹:۳۱۱

(۷) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النور، ۸:۲۵۸۲ رقم (۱۴۴۵۲)

(۸) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النور، ۸:۲۵۸۲ رقم (۱۴۴۵۶)

نوٹ: محمد بن یعقوب فیروز آبادی نے [مکاتبت] کے لغوی معنیٰ بیان کرتے ہوئے لکھا ہے: مکاتبة: التکاتب وان یکاتبک عبدک نفسه یمینه اذااداه عتق [الفیروز آبادی، محمد بن یعقوب، القاموس المحیط، مادة [ک.] جب مملوک مکاتبت کا ارادہ کریں تو مالک پر مکاتبت واجب ہے یہ حسن بصریؒ اور مقاتل کا قول ہے۔ امام شعبیؒ اور عطاء ابن ابی رباح نے اس کو ایک استحبابی حکم قرار دیا ہے۔ [تفسیر ابن کثیر، سورۃ النور، ۳:۲۹۷]

امام عبدالرزاقؒ اور عبد بن حمیدؒ نے عامر شعبیؒ سے یہ تفسیری قول نقل کیا ہے کہ چاہے تو عقد مکاتبہ کرلے چاہے نہ کرے(۱)۔

امام عبدالرزاقؒ، عبد بن حمیدؒ اور ابن جریرؒ نے حضرت انس بن مالکؓ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ سیرین نے مجھ سے عقد مکاتبہ کرنے کا سوال کیا۔ میں نے ایسا کرنے سے انکار کردیا وہ حضرت عمرؓ کے پاس حاضر ہوا تو درہ لے کر میرے طرف متوجہ ہوئے۔ فرمایا اس کے ساتھ عقد مکاتبہ کرو اور یہ آیت کریمہ تلاوت کی تو میں نے اس سے عقد مکاتبہ کر لیا(۲)۔

امام ابوداؤدؒ نے مراسیل میں اور بیہقیؒ نے سنن میں حضرت یحیی بن ابی کثیرؒ(۳) سے روایت نقل کی ہی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر تم اس میں کوئی پیشہ دیکھتے ہو تو اس سے عقد مکاتبہ کرلو۔ انہیں لوگوں پر بوجھ بنا کر نہ چھوڑو(۴)۔

عبدالرزاقؒ، ابن ابی شیبہؒ، ابن منذرؒ، ابن ابی حاتمؒ اور بیہقیؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے ﴿خَيْرًا﴾ کا معنیٰ مال نقل کیا ہے(۵)۔

امام عبدالرزاقؒ اور عبد بن حمیدؒ نے بھی حضرت مجاہدؒ سے اس جیسا معنیٰ نقل کیا ہے(۶)۔

امام بیہقیؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے ﴿خَيْرًا﴾ کا معنیٰ امانت اور وفاء نقل کیا ہے(۷)۔

---

(۱) مصنف عبدالرزاق، اکتاب: المکاتب، باب: وجوب الکتاب والمکاتب، رقم (۱۵۵۷۹)

(۲) مصنف عبدالرزاق، اکتاب: المکاتب، باب: وجوب الکتاب والمکاتب، رقم (۱۵۵۷۷)
تفسیر الطبری، سورۃ النور، ۹: ۳۱۲ رقم (۲۶۰۱۹)

(۳) یحییٰ بن ابی کثیر الطائی، ابونصر الیمانی، آپ ایک عالم باعمل تھے۔ ایک ثقہ راوی ہونے کے ساتھ ساتھ آپ میں ارسال اور تدلیس کی بیماریاں پائی جاتی تھیں۔ [الطبقات الکبریٰ، ۵: ۵۵۵۔۔ التاریخ الکبیر، ۸: ۳۰۱ رقم (۳۰۸۷)]

(۴) سنن البیھقی الکبری، ۱۰: ۳۱۷ رقم (۲۱۳۹۰)
مراسل لابی داود، ۱: ۱۸۶

(۵) مصنف عبدالرزاق، اکتاب: المکاتب، باب: وجوب الکتاب والمکاتب، رقم (۱۵۵۷۱)
مصنف ابن ابی شیبۃ: کتاب: البیوع والاقضیۃ، باب: فی قولہ تعالیٰ فکاتبوھم رقم (۲۲۸۵۱)
تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النور، ۸: ۲۵۸۴ رقم (۱۴۴۹۱)

(۶) مصنف عبدالرزاق، اکتاب: المکاتب، باب: وجوب الکتاب والمکاتب، رقم (۱۵۵۷۱)

(۷) سنن البیھقی الکبری، ۱۰: ۳۱۷ رقم (۲۱۳۹۳)

امام بیہقیؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے یہ معنیٰ نقل کیا ہے: اگر تم یہ علم رکھتے ہو کہ وہ مکاتبہ کا مال تجھے دے دے گا(۱)۔

امام عبدالرزاقؒ، عبد بن حمیدؒ، ابن منذرؒ اور بیہقیؒ نے ابن جریجؒ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے عطاءؒ سے کہا کہ اللہ تعالیٰ کے فرمان میں خیر سے مراد مال، صلاح یا ہر چیز ہے۔ تو انہوں نے جواب دیا کہ میرا خیال تو ہے کہ اس سے مراد مال ہے جس طرح اس آیت کریمہ ﴿كُتِبَ عَلَيْكُمْ إِذَا حَضَرَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ إِنْ تَرَكَ خَيْرًا(۲)﴾ میں ﴿خیر﴾ سے مراد مال ہے(۳)۔

امام عبدالرزاقؒ، عبد بن حمیدؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت عبیدۃ سلمانیؒ (۴) سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اگر تم اس میں امانت جانو تو ان سے عقد مکاتبہ کر لو(۵)۔

امام عبد بن حمیدؒ نے حضرت قتادہؒ، ابراہیمؒ اور ابو صالحؒ سے اس کی مثل روایت نقل کی ہے(۶)۔

امام عبدالرزاقؒ، ابن منذرؒ اور بیہقیؒ نے نافعؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت ابن عمرؓ اس بات کو ناپسند کرتے کہ اپنے غلام سے عقد مکاتبہ کریں۔ اگر وہ پیشہ نہ جانتا ہو وہ فرماتے بصورت دیگر وہ مجھے لوگوں کے ہاتھ کی میل کچیل کھلائے گا(۷)۔

سعید بن منصورؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ اور بیہقیؒ نے مجاہدؒ سے اور طاؤسؒ سے ﴿خیر﴾ کا معنیٰ مال اور امانت نقل کیا ہے(۸)۔

---

(۱) سنن البیہقی الکبری، ۱۰: ۳۱۷ رقم (۲۱۳۹۱)

(۲) القرآن العظیم، البقرۃ، ۱۸۰

(۳) مصنف عبدالرزاق، کتاب: المکاتب، باب: وجوب الکتاب والمکاتب، رقم (۱۵۵۷۰)

(۴) عبیدۃ السلمانی، کوفی، آپ کا کبار تابعین میں ہوتا تھا۔ نبی کریم ﷺ کی وفات سے دو سال قبل اسلام قبول کر چکے تھے مگر ملاقات قسمت میں نہ تھی۔ اصحاب علیؓ و ابن مسعودؓ میں سے تھے۔ [العجلی، ابوالحسن احمد بن عبداللہ، معرفۃ الثقات، ۲: ۱۲۴ رقم (۱۱۹۷)]

(۵) مصنف عبدالرزاق، کتاب: المکاتب، باب: وجوب الکتاب والمکاتب، رقم (۱۵۵۷۲)
تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النور، ۸: ۲۵۸۴ رقم (۱۴۴۸۹)

(۶) تفسیر الطبری، سورۃ النور، ۹: ۳۱۱

(۷) مصنف عبدالرزاق، کتاب: المکاتب، باب: وجوب الکتاب والمکاتب، رقم (۱۵۵۷۲)

(۸) تفسیر الطبری، سورۃ النور، ۹: ۳۱۳ رقم (۲۶۰۲۹)
تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النور، ۸: ۲۵۸۵ رقم (۱۴۴۹۰)
سنن البیہقی الکبری، ۱۰: ۳۱۷ رقم (۲۱۳۹۸)

امام عبدالرزاقؒ اور عبد بن حمیدؒ نے حضرت حسن بصریؒ سے جیسا معنیٰ نقل کیا ہے (۱)۔

امام ابن جریرؒ، ابن منذرؒ، ابن ابی حاتمؒ اور بیہقیؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے ﴿ خیـــر ﴾ کا معنی حیلہ نقل کیا ہے۔ یعنی ان میں کوئی حیلہ پاتے ہو تو ان ان سے عقد مکاتبہ کرو، ان کا مالی بوجھ مسلمانوں پر نہ ڈالو۔ ﴿وَّاٰتُوْهُمْ مِّنْ مَّالِ اللّٰهِ الَّذِیْٓ اٰتٰىكُمْ ﴾ یعنی ان کے مال مکاتبہ میں سے کچھ مال کم کردو (۲)۔

امام ابن ابی شیبہؒ، عبد بن حمیدؒ، ابن منذرؒ، ابن ابی حاتمؒ، رویانیؒ (۳) نے اپنی مسند میں اور ضیاء مقدسیؒ نے مختارۃ میں حضرت بریدہؓ سے ﴿ وَّاٰتُوْهُمْ مِّنْ مَّالِ اللّٰهِ ﴾ کی تفسیر نقل کی ہے کہ اس میں لوگوں کو برانگیختہ کیا کہ وہ اپنے مال میں سے اسے دیں (۴)۔

امام عبد بن حمیدؒ نے حضرت حسن بصریؒ سے یہ معنیٰ نقل کیا ہے کہ اسی آیت میں آقا اور دوسرے لوگوں کو مال دینے پر برانگیختہ کیا گیا ہے (۵)۔

امام عبدالرزاقؒ، عبد بن حمیدؒ، ابن منذرؒ اور بیہقیؒ نے حضرت مجاہدؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ آیت کا معنی ہے کہ مکاتب کو مال مکاتبہ میں سے کچھ چھوڑ دیا جائے (۶)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت سعید بن جبیرؒ سے روایت نقل کی ہے کہ اس آیت کا معنیٰ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ غلام آزاد کرانے میں مدد کرو۔ حضرت علی ابن ابی طالبؓ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے آقا کو حکم دیا کہ وہ مکاتب کو قیمت کا چوتھائی حصہ چھوڑ دے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تعلیم ہے فرض نہیں ہے۔ لیکن اس میں لوگوں کے لیے امر ہے (۷)۔

---

(۱) مصنف عبدالرزاق، کتاب: المکاتب، باب: وجوب الکتاب والمکاتب، رقم (۱۵۵۷۱)

(۲) تفسیر الطبری، سورۃ النور، ۹: ۳۱۳ رقم (۲۶۰۲۵)
تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النور، ۸: ۲۵۸۵ رقم (۱۴۴۹۶)
سنن البیھقی الکبریٰ: کتاب: المکاتب، باب: ماجاء فی تفسیر قولہ عزوجل ان علمتم فیھم خیرا رقم (۲۱۳۹۲)

(۳) محمد بن ہارون الرویانی، ابوبکر، طبرستان کے علاقے رویان کی طرف منسوب ہے۔ آپ حفاظِ حدیث میں سے تھے۔ آپ مسند رویانی کے مؤلف ہیں۔ [تذکرۃ الحفاظ، ۲: ۲۸۶ رقم (۷۵۵)۔ الاعلام، ۷: ۱۲۸]

(۴) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النور، ۸: ۲۵۸۵ رقم (۱۴۵۰۳)

(۵) تفسیر ابن کثیر، سورۃ النور ۳: ۲۹۳

(۶) مصنف عبدالرزاق، کتاب: المکاتب، باب: واتوھم من مال، رقم (۱۵۵۴۴)

(۷) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النور، ۸: ۲۵۸۵ رقم (۱۴۵۰۵)

امام عبدالرزاقؒ، سعید بن منصورؒ، عبد بن حمیدؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ، ابن مردویہؒ اور بیہقیؒ نے حضرت ابوعبدالرحمٰن سلمیؒ (۱) کے واسطہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت علی شیر خداؓ نے فرمایا کہ خیر کا معنیٰ مال ہے۔ ﴿ وَّاٰتُوْهُمْ مِّنْ مَّالِ اللّٰهِ ﴾ یعنی وہ مال کاتبہ کا چوتھائی حصہ چھوڑ دے (۲)۔

امام عبدالرزاقؒ، ابن ابی حاتمؒ، حاکمؒ (جب کہ حاکمؒ نے اسے صحیح قرار دیا ہے)، دیلمیؒ، ابن منذرؒ، بیہقیؒ اور ابن مردویہؒ نے مختلف سندوں کے ساتھ حضرت عبداللہ بن حبیبؒ (۳) سے وہ حضرت علیؓ سے وہ نبی کریم ﷺ سے اس کی تفسیر نقل کرتے ہیں کہ مالک مکاتب کو مال مکاتبہ میں سے چوتھائی حصہ چھوڑ دے (۴)۔

امام عبدالرزاقؒ اور عبد بن حمیدؒ نے قتادہؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مال مکاتبہ میں سے دسواں حصہ چھوڑ دے (۵)۔

امام عبدالرزاقؒ، ابن ابی حاتمؒ اور بیہقیؒ نے حضرت عمرؓ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے اپنے غلام سے عقد مکاتبہ کیا جسکی کنیت ابواُمیہ (۶) تھی جب وقت مقرر آیا تو وہ مال مکاتبہ کی قسط لائے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا: جاؤ اس کے ساتھ اپنے مال مکاتبہ میں غنا حاصل کرو۔ عرض کی اے امیر المومنین! کاش! آپ چھوڑ دیتے یہاں تک کہ وہ معافی والی آخری قسط ہوتی۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا: مجھے خوف ہے کہ میں اسے نہ پاؤں گا۔ پھر اس آیت

---

(۱) عبداللہ بن حبیب بن ربیعۃ، ابوعبدالرحمٰن السلمی، کوفی، آپ کبار تابعین میں سے تھے۔ امام اور ثقہ راوی الحدیث تھے۔ [الکاشف، ۱:۵۴۴ رقم (۲۶۸۱)]

(۲) مصنف عبدالرزاق، کتاب: المکاتب، باب: واتوا ھم من مال، رقم (۱۵۵۹۰)
تفسیر الطبری، سورۃ النور، ۹:۳۱۳ رقم (۲۶۰۲۶)

(۳) عبداللہ بن حبیب اور ابوعبدالرحمٰن دونوں سے مراد ایک ہی شخصیت ہے۔

(۴) مصنف عبدالرزاق، کتاب: المکاتب، باب: واتوا ھم من مال، رقم (۱۵۵۹۰)
مستدرک، کتاب: التفسیر، باب: تفسیر سورۃ النور، رقم (۳۵۰۱)
سنن البیھقی الکبری، کتاب: المکاتب، باب: ماجاء فی تفسیر قولہ عزوجل ان علمتم فیھم خیرا رقم (۲۱۴۵۶)
امام حاکمؒ نے مذکورہ حدیث پر حکم لگاتے ہوئے لکھا ہے: ھذا حدیث صحیح الاسناد ولم یخرجاہ وعبداللہ بن حبیب ھو ابوعبدالرحمٰن السلمی وقد اوفقہ ابوعبدالرحمٰن عن علی فی روایۃ اُخریٰ [المستدرک: کتاب: التفسیر، باب: تفسیر سورۃ النور، رقم (۳۵۰۱)]

(۵) مصنف عبدالرزاق، کتاب: المکاتب، باب: واتوا ھم من مال، رقم (۱۵۵۹۴)

(۶) تراجم کی کتابوں میں ابوامیہ کے حالاتِ زندگی معلوم نہ ہو سکے۔

﴿وَّاٰتُوْهُمْ مِّنْ مَّالِ اللّٰهِ الَّذِیْٓ اٰتٰىكُمْ﴾ کی تلاوت کی (۱)۔

عبدالرزاقؒ، ابن جریرؒ اور ابن منذرؒ حضرت سعید بن جبیرؒ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا اگر کوئی مکاتب ہوتا تو اس سے پہلی قسطوں میں سے کوئی چیز نہ چھوڑتے، محض اس خوف سے کہ یہ عاجز آجائے۔ اس کا صدقہ اس کی طرف واپس لوٹے لیکن عقد مکتبہ کا آخری مرحلہ ہوتا تو جتنا مال چاہتے کم کردیتے (۲)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت زید بن اسلمؒ سے روایت نقل کی ہے کہ ﴿وَّاٰتُوْهُمْ مِّنْ مَّالِ اللّٰهِ﴾ یہ حکم والیوں کے لیے ہے کہ ان (مکاتبوں) کو زکوٰۃ کے مال سے جتنا مال چاہیں گے دیں۔ جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿وَفِی الرِّقَابِ (۳)﴾ (۴)۔

امام ابن ابی شیبہؒ، امام مسلمؒ، سعید بن منصورؒ، بزارؒ، دارقطنیؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ، ابن ابی حاتمؒ اور ابن مردویہؒ نے حضرت ابوسفیانؓ کی سند سے حضرت جابر بن عبداللہؓ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عبداللہ بن ابی نے اپنی لونڈیوں سے کہا جاؤ اور ہمارے لیے کچھ چیز کما کر لاؤ جبکہ وہ یہ عمل ناپسند کرتی تھی۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا (۵)۔

امام مسلمؒ نے اسی سند سے حضرت جابرؓ سے روایت نقل کی ہے کہ عبداللہ بن ابی کی ایک لونڈی تھی جسے مسیکہ کہتے، ایک اور لونڈی تھی جسے اُمیہ کہتے تھے۔ وہ ان دونوں سے یہ ارادہ کرتا کہ یہ دونوں بدکاری کریں۔ تو دونوں نے رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں شکایت کی تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا (۶)۔

---

(۱) سنن البیہقی الکبری، کتاب: المکاتب، باب: من کرہ اخذھا الخ رقم (۲۱۴۵۵)
تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النور، ۸: ۲۵۸۷ رقم (۱۴۵۱۰)

(۲) تفسیر الطبری، سورۃ النور، ۹: ۳۱۳

(۳) القرآن الکریم، التوبہ، ۶۰

(۴) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النور، ۸: ۲۵۸۷ رقم (۱۴۵۰۷)

(۵) مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب: النکاح، باب: فی مھر البغی، رقم (۱۷۴۸۲)
صحیح مسلم،، کتاب: التفسیر، باب: فی ولا تکرھوا فتیاتکم علی البغاء، رقم (۳۰۲۹)
تفسیر الطبری، سورۃ النور، ۸: ۲۵۹۱ رقم (۱۴۵۳۵)
تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النور، ۸: ۲۵۸۷ رقم (۱۴۵۳۵)

(۶) صحیح مسلم، کتاب: التفسیر، باب: فی ولا تکرھوا فتیاتکم علی البغاء، رقم (۳۰۲۹)

امام نسائیؒ، امام حاکمؒ (جب کہ حاکمؒ نے اسے صحیح قرار دیا ہے) ابن جریرؒ اور ابن مردویہؒ نے حضرت ابوالزبیرؒ(۱) کی سند سے حضرت جابرؓ سے روایت نقل کی ہے کہ مسیکہ ایک انصاری کی لونڈی تھی۔ رسول ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی، اس نے عرض کی میرا مالک مجھے بدکاری پر مجبور کرتا ہے تو یہ آیت نازل ہوئی (۲)۔

امام بزارؒ اور ابن مردویہؒ نے حضرت انسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ عبداللہ بن ابی کی ایک لونڈی تھی جسے معاذہ کہتے، عبداللہ بن ابی اسے بدکاری پر مجبور کرتا۔ جب اسلام آ گیا تو یہ آیت نازل ہوئی (۳)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت عکرمہؒ سے اس کی مثل روایت نقل کی ہے (۳)۔

امام ابن مردویہؒ نے حضرت علی ابن ابی طالبؓ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ دور جاہلیت کے لوگ لونڈیوں سے بدکاری کراتے تھے، دور اسلام میں انہیں اس چیز سے منع کر دیا (۴)۔

امام ابن مردویہؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ: لوگ دور جاہلیت میں لونڈیوں کو بدکاری پر مجبور کرتے اور ان کی اجرت لیتے تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی (۵)۔

امام طیالسیؒ، بزارؒ، ابن ابی حاتمؒ، طبرانیؒ اور ابن مردویہؒ نے صحیح سند کے ساتھ حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ عبداللہ بن ابی کی ایک لونڈی تھی جو دور جاہلیت میں بدکاری کرتی۔ اس کی بدکاری سے کئی بچے پیدا ہوئے۔ جب اللہ تعالیٰ نے بدکاری کو حرام کر دیا۔ ابن ابی نے کہا تو بدکاری کیوں نہیں کرتی۔ اس لونڈی نے کہا اللہ کی قسم! میں کبھی بھی بدکاری نہیں کروں گی تو ابن ابی نے اسے مارا تو اللہ تعالیٰ نے اسی آیت کو نازل فرمایا (۶)۔

---

(۱) محمد بن مسلم بن تدرس، القرشی، الاسدی، المکی، وسیع العلم اور وسیع المطالعہ عالم تھے۔ حدیث کے باب میں آپ پر مدلس ہونے کے الزامات بھی لگائے جاتے ہیں۔ [الطبقات الکبریٰ، ۵:۴۷۱]

(۲) سنن النسائی الکبریٰ، ۶:۴۱۹ رقم (۱۱۳۶۵)
مستدرک، کتاب: التفسیر، باب: تفسیر سورۃ النور، رقم (۳۵۰۲)
تفسیر الطبری، سورۃ النور، ۹:۳۱۸ رقم (۲۶۰۸۲)
امام حاکمؒ نے مذکورہ حدیث کے بارے میں لکھا ہے: هذا حديث صحيح على شرط مسلم ولم يخرجاه [المستدرک، رقم (۳۵۰۲)]

(۳) تفسیر الطبری، سورۃ النور، ۹:۳۱۸

(۴) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النور، ج ۸ ص ۲۵۸۹ رقم (۱۴۵۲۳)

(۵) ابن ابی حاتم، سورۃ النور، ج ۸ ص ۲۵۸۹ رقم (۱۴۵۲۳)

(۶) تفسیر الطبری، سورۃ النور، ۹:۳۱۸

(۷) المعجم الکبیر، احادیث عبداللہ بن العباسؓ، رقم (۱۱۷۴۷)
تفسیر ابن ابی حاتم، ۸:۲۵۸۹ رقم (۱۴۵۲۳)

امام سعیدؒ ابن منصورؒ، فریابیؒ، عبد بن حمیدؒ اور ابن جریرؒ نے حضرت عکرمہؓ سے روایت نقل کی ہے کہ ابن ابی کی دو لونڈیاں تھیں مسیکہ اور معاذہ (۱) یہ دونوں کو بدکاری پر مجبور کرتا تھا۔ ایک نے کہا اگر تو یہ اچھا عمل ہے تو میں اسے زیادہ کروں گی، اگر یہ عمل برا ہے تو مجھے چھوڑ دینا چاہیے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا (۲)۔

امام سعید بن منصورؒ اور عبد بن حمیدؒ نے حضرت ابو مالکؒ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت حضرت عبداللہ بن ابی کے بارے میں نازل ہوئی۔ اس کی ایک لونڈی تھی جو اس کے لیے کماتی تھی اس نے اسلام قبول کر لیا اور بہت اچھی مسلمان ہوئی۔ ابن ابی نے ارادہ کیا وہ پہلے کی طرح فعل کرے تو اس لونڈی نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا (۳)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت سدیؒ سے روایت نقل کی ہے کہ ابن ابی کی ایک لونڈی تھی جسے معاذہ کہتے۔ جب ابن ابی کے پاس کوئی مہمان آتا تو یہ اس لونڈی کو اس مہمان کے پاس بھیج دیتا کہ مہمان سے بدلہ اور کرامت پائے۔ ایک دن لونڈی حضرت ابوبکرؓ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور اس معاملے کی شکایت کی۔ حضرت ابوبکرؓ نے اس کا ذکر نبی کریم ﷺ سے کیا۔ نبی کریم ﷺ نے لونڈی قبضہ میں لینے کا حکم دیا۔ عبداللہ بن ابی نے شور مچا دیا کہ محمد ﷺ سے ہمیں کوئی انصاف دلائے گا جو ہمارے غلاموں پر قبضہ کر رہے ہیں؟ تو یہ آیت نازل ہوئی (۴)۔

امام عبدالرزاقؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت زہریؒ سے روایت نقل کی ہے کہ قریش کا آدمی غزوہ بدر میں قید ہوا اور اسے بطور قیدی عبداللہ بن ابی کے حوالہ کر دیا گیا۔ عبداللہ بن ابی کی ایک لونڈی تھی۔ جسے معاذہ کہتے۔ قریشی قیدی کی خواہش تھی کہ وہ لونڈی اسے لطف اندوز ہونے کا موقع دے جبکہ لونڈی مسلمان ہو چکی تھی۔ وہ مسلمان ہونے کی وجہ سے ایسا نہیں کر رہی تھی جبکہ ابن ابی اسے اس عمل پر مجبور کرتا تھا اور مارتا تھا اس امید پر کہ وہ قریشی سے حاملہ ہو اور وہ قریشی سے بچے کا فدیہ طلب کرے (۵)۔

---

(۱) [مسیکۃ ومعاذۃ] معاذۃ عبداللہ بن اُبی کی لونڈی تھی۔ مسیکۃ عبداللہ بن ابی ثابت کی کنیز تھی۔ [الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ، ۸: ۱۱۹ رقم (۱۰۷۵۶)

(۲) تفسیر الطبری، سورۃ النور، ۹: ۳۱۸ رقم (۲۶۰۷۵)

(۳) تفسیر الطبری، سورۃ النور، ۹: ۳۱۸

(۴) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النور، ۸: ۲۵۸۹ رقم (۱۴۵۲۷)

(۵) تفسیر الطبری، سورۃ النور، ۹: ۳۱۹ رقم (۲۶۰۷۶)
تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النور، ۸: ۲۵۸۹ رقم (۱۴۵۲۷)

امام خطیبؒ نے حضرت رواۃ مالکؒ کے واسطے سے حضرت ابن شہابؒ سے انہوں نے حضرت عمر بن ثابتؒ (۱) سے جو بنی حرث بن خزرج سے تعلق رکھتے تھے سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت معاذہ کے بارے میں نازل ہوئی جو ابن ابی کی لونڈی تھی۔ اسکی وجہ یہ تھی عباس ابن عبدالمطلب ابن ابی کے ہاں قیدی تھے۔ ابن ابی اس لونڈی کو مارتا تھا کہ وہ اپنے آپ کو عباس کے حوالہ کرے اس امید پر کہ لونڈی اس سے حاملہ ہو جائے گی اور وہ اس بچے کا فدیہ وصول کرے گا جب کہ لونڈی ایسا کرنے سے انکار کرتی تھی۔ ابن ابی اس بات کی ہی خواہش رکھتا تھا (۲)۔

ابن ابی شیبہؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے مجاہدؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ لوگ لونڈیوں کو حکم دیتے کہ بدکاری کریں۔ وہ ایسا کرتی تھیں اور کمائی لے کر آتی تھیں۔ ابن ابی کی ایک لونڈی تھی اس سے بدکاری کا مطالبہ کیا جاتا جب کہ وہ اسے ناپسند کرتی۔ اس نے قسم کھائی کہ وہ ایسا نہیں کرے گی۔ تو ابن ابی نے اسے ایسا کرنے پر مجبور کیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا (۳)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت مقاتل بن حیانؒ سے روایت نقل کی ہے: ہمیں خبر پہنچی ہے کہ یہ آیت دو آدمیوں کے بارے میں نازل ہوئی جو اپنی لونڈیوں کو بدکاری پر مجبور کرتے۔ ایک کا نام مسیکہ تھا۔ یہ ایک انصاری کی لونڈی تھی، دوسری کا نام اُمیہ تھا جو مسیکہ کی ماں تھی۔ یہ ابن ابی کی ملکیت میں تھیں۔ معاذہ اور اروی کا بھی یہی حال تھا۔ مسیکہ اور اسکی ماں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں، دونوں نے یہ بات ذکر کی تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا (۴)۔

امام ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے اپنی سند سے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے: اس کا معنیٰ ہے کہ اپنی لونڈیوں کو بدکاری پر مجبور نہ کرو۔ اگر تم ایسا کرو گے تو اللہ تعالیٰ انہیں تو بخش دے گا۔ تاہم انکا گناہ مجبور کرنے والوں پر ہوگا (۵)۔

---

(۱) عمر بن ثابت بن الحارث، الانصاری، الخزرجی، المدنی، آپ کا شمار تابعین کی جماعت میں ہوتا ہے۔ ابن مندۃ نے لکھا ہے کہ آپ عہدِ بنوی ﷺ میں پیدا ہوئے تھے۔ امام ابن حبان نے آپ کو ''الثقات'' میں ذکر کیا ہے۔ [تھذیب التھذیب، ۷: ۳۷۷ رقم (۷۰۳)]

(۲) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النور، ۸: ۲۵۸۹ رقم (۱۴۵۲۷)

(۳) مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب: النکاح، باب: فی مھر البغی، رقم (۱۷۴۸۲)

تفسیر ابن ابی حاتم، ۸: ۲۵۸۹ رقم (۱۴۵۲۸)

(۴) تفسیر ابن ابی حاتم، ۸: ۲۵۸۹ رقم (۱۴۵۲۹)

(۵) تفسیر الطبری سورۃ النور، ۹: ۳۱۹ رقم (۲۶۰۷۸)

تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النور، ۸: ۲۵۸۹ رقم (۱۴۵۲۴)

امام ابن ابی شیبہؒ نے حضرت رافع بن خدیجؓ (۱) سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: حجام کی کمائی خبیث ہے اور بدکاری کا عوض خبیث ہے (۲)۔

امام ابن ابی شیبہؒ نے حضرت ابو جحیفہؒ (۳) سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بدکاری کے مہر سے منع کیا ہے (۴)۔

امام عبد بن حمیدؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت سعید بن جبیرؒ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ ﴿للمكرهات على الزنا﴾ کے الفاظ بھی پڑھتے یعنی اللہ تعالیٰ ان کے لیے غفور ورحیم ہے جنہیں بدکاری پر مجبور کیا جاتا ہو (۵)۔

امام عبد بن حمیدؒ، ابن منذرؒ اور بن ابی حاتم نے حضرت قتادہؒ سے تحصنا کا معنیٰ پاکدامنی اور اسلام نقل کیا ہے (۶)۔

امام ابی حاتمؒ نے سعید بن جبیر سے روایت نقل کی ہے کہ ﴿عَرَضَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا﴾ سے مراد انکی کمائی اور بدکاری کی اولاد ہے (۷)۔

امام ابن ابی شیبہؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت مجاہدؒ سے یہ معنیٰ نقل کیا ہے کہ جنہیں اس عمل پر مجبور کیا جاتا ہے ان کے لیے اللہ تعالیٰ غفور ورحیم ہے (۸)۔

امام عبد بن حمیدؒ نے حضرت قتادہؒ سے یہ معنیٰ نقل کیا ہے کہ جنہیں مجبور کیا جاتا ہے اللہ تعالیٰ ان کے لیے غفور

---

(۱) رافع بن خدیج بن رافع بن عدی الاوسی، الانصاری، الحارثی، ابوعبداللہ، المدنی، آپؓ کو صحابیِ رسول ﷺ ہونے کا عظیم شرف حاصل ہے۔ غزوہ بدر کے دن چھوٹے ہونے کی وجہ سے اجازت نہ ملی۔ غزوہ اُحد اور خندق میں شریک رہے۔ [الاصابہ فی تمیز الصحابہ، ۲: ۴۳۶ رقم (۲۵۲۸)]

(۲) مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب: النکاح، باب: فی مھر البغی، رقم (۱۷۴۷۹)

(۳) ابو جحیفۃ وھب بن عبداللہ السوائی، الکوفی، صحاح ستہ میں آپ کی روایتیں موجود ہیں۔ جس سے آپ کی ثقاہت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ ۱۱۶ھ کو عراق میں وفات پاگئے تھے۔ [التاریخ الکبیر، ۷: ۱۵ رقم (۶۳)]

(۴) مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب: النکاح، باب: فی مھر البغی، رقم (۱۷۴۸۰)

(۵) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النور، ۸: ۲۵۹۱ رقم (۱۴۵۳۶)

(۶) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النور، ۸: ۲۵۹۱ رقم (۱۴۵۳۴)

(۷) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النور، ۸: ۲۵۹۱ رقم (۱۴۵۳۳)

(۸) تفسیر الطبری، سورۃ النور، ۹: ۳۱۸ رقم (۲۶۰۷۵)

تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النور، ۸: ۲۵۹۱ رقم (۱۴۵۳۸)

ورحیم ہے اور مردوں کیلئے غفور ورحیم نہیں (۱)۔

ابن جریرؒ نے سعید بن جبیرؒ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ اسے ﴿ فَإِنَّ اللَّهَ مِنْ بَعْدِ إِكْرَاهِهِنَّ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴾ پڑھتے (۲)۔

وَلَقَدْ أَنزَلْنَآ إِلَيْكُمْ اٰيٰتٍ مُّبَيِّنَاتٍ وَّمَثَلًا مِّنَ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿٣٤﴾

"اور ہم نے تمہاری طرف روشن آیتیں نازل کی ہیں اور جو لوگ تم سے پہلے گزر چکے ہیں اُن کی خبریں اور پرہیزگاروں کے لئے نصیحت" [۳۴]

امام ابن ابی حاتمؒ نے مقاتلؒ سے ﴿اٰيٰتٍ مُّبَيِّنَاتٍ﴾ کا معنی وہ چیزیں لیں ہیں جو اللہ تعالیٰ نے اس صورت میں حرام کیں ہیں (۳)۔

اللّٰهُ نُورُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ مَثَلُ نُورِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ ط الْمِصْبَاحُ فِيْ زُجَاجَةٍ ط الزُّجَاجَةُ كَأَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ يُوقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ زَيْتُونِةٍ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا غَرْبِيَّةٍ يَكَادُ زَيْتُهَا يُضِيٓءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ ط نُّورٌ عَلٰى نُورٍ ط يَهْدِي اللّٰهُ لِنُورِهٖ مَنْ يَّشَآءُ وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْأَمْثَالَ لِلنَّاسِ ط وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿٣٥﴾

"خدا آسمانوں اور زمین کا نور ہے۔ اُس کے نور کی مثال ایسی ہے کہ گویا ایک طاق ہے جس میں چراغ ہے۔ اور چراغ ایک قندیل میں ہے۔ اور قندیل (ایسی صاف شفاف ہے کہ) گویا موتی کا سا چمکتا ہوا تارا ہے اُس میں ایک مبارک درخت کا تیل جلایا جاتا ہے (یعنی) زیتون کو جو نہ مشرق کی طرف ہے نہ مغرب کی طرف۔ (ایسا معلوم ہوتا ہے کہ) اُس کا تیل خواہ آگ اُسے نہ بھی چھوئے جلنے کو تیار ہے (پڑی) روشنی پر روشنی (ہو رہی ہے) خدا اپنے نور سے جس کو چاہتا ہے سیدھی راہ دکھاتا ہے۔ اور خدا نے (جو مثالیں) بیان فرماتا ہے (تو) لوگوں کے (سمجھانے کے) لئے اور خدا ہر چیز سے واقف ہے" [۳۵]

---

(۱) تفسیر الطبری، سورۃ النور، ۹:۳۱۸ رقم (۲۶۰۷۵) من [قول از مجاہد]

(۲) تفسیر الطبری، سورۃ النور، ۹:۳۱۸ رقم (۲۶۰۷۶)

(۳) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النور، ۸:۲۵۹۱ رقم (۱۴۵۴۳)

امام بخاریؒ، امام مسلمؒ، ابن ماجہؒ، بیہقیؒ نے الاسماء والصفات میں حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ رات کو تہجد کی نماز ادا فرماتے تو یوں دعا فرماتے: اے اللہ! تو ہی زیبا ہے تو آسمان و زمین اور جو ان کے درمیان ہے اسکا رب ہے، تجھے ہی حمد زیبا ہے، تو زمین و آسمان اور جو ان میں ہے، انہیں نور عطا کرنے والا ہے، حمد تجھے ہی زیبا ہے، تو ہی آسمان و زمین اور اس میں موجود ہر چیز کو قائم فرمانے والا ہے، تو حق ہے، تیرا وعدہ حق ہے، تیری ملاقات حق ہے، جنت حق ہے، جہنم حق ہے اور قیامت برحق ہے، اے اللہ! میں نے تیری بارگاہ میں اپنے آپ کو جھکا دیا ہے۔ تجھ پر ایمان لایا ہوں، تجھی پر بھروسہ کیا ہے، تیری طرف رجوع کیا ہے، تجھی سے خصومت ہے اور تجھے ہی حکم بنایا ہے، میرے اگلے پچھلے گناہ، میرے پوشیدہ اور ظاہر گناہ بخش دے، تو میرا معبود ہے، تیرے سوا کوئی معبود نہیں (۱)۔

امام ابوداؤدؒ، نسائیؒ اور بیہقیؒ نے حضرت زید بن ارقمؓ (۲) سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول ﷺ کو صبح کی نماز کے بعد دعا کرتے ہوئے دیکھا: اے اللہ! تو ہمارا اور ہر شے کا رب ہے، میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ تو ہی اکیلا رب ہے، تیرا کوئی شریک نہیں، اے اللہ! تو ہمارا اور ہر شے کا رب ہے، میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ تیرے بندے اور رسول ہیں، اے اللہ! تو ہمارا اور ہر شے کا رب ہے، میں اس بات کی گوہی دیتا ہوں کہ تمام بندے بھائی بھائی ہیں، اے اللہ! تو ہمارا اور ہر شے کا رب ہے، مجھے اور میرے گھر والوں کو دنیا اور آخرت کی ہر گھڑی میں اپنا مخلص بنا لے، اے ذوالجلال والاکرام! میری گزارش سن اور میری دعا قبول فرما، اللہ اکبر اللہ اکبر جو زمین

---

(۱) صحیح بخاری، کتاب: التوحید، باب: قول اللہ تعالیٰ: وجوہ یومئذ ناضرۃ، رقم (۷۰۰۴)

صحیح مسلم، کتاب: صلاۃ المسافرین وقصرھا، باب: الداء فی صلاۃ اللیل وقیامہ، رقم (۷۶۹)

سنن ابن ماجۃ، کتاب: اقامۃ الصلاۃ والسنۃ فیھا، باب: ماجاء فی الدعاء اذا قام الرجل من اللیل، رقم (۱۳۵۵)

سنن نسائی، کتاب: قیام اللیل وتطوع النھار، باب: ذکر ما یستفتح بہ القیام، رقم (۱۶۱۹)

امام ترمذیؒ نے مذکورہ حدیث کے بارے میں لکھا ہے: ھذا حدیث حسن صحیح۔ [الترمذی: کتاب: تفسیر القرآن، باب الدعوات، باب: (۳۳۱۸)]۔۔ شیخ الالبانیؒ نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔ [صحیح ابن ماجہ، ۱: ۲۲۶ رقم (۱۱۱۴)]

(۲) زید بن ارقم بن زید بن قیس الانصاری، الخزرجی، ابوعمرو، مشہور صحابہ میں سے ہیں۔ ۱۷ غزوات میں شرکت کی ہے۔ غزوہ اُحد میں چھوٹے ہونے کی وجہ سے اجازت نہ مل سکی۔ جنگ صفین میں علیؓ کی طرف سے لڑے تھے۔ ۶۶ھ یا ۶۸ھ کو کوفہ میں وفات پا گئے۔ [الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ، ۲: ۵۸۹ رقم (۲۸۷۵)۔۔ الطبقات الکبریٰ، ۶: ۱۸]

وآسمان کا نور ہے، اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ مجھے کافی ہے، وہ بہترین کارساز ہے، اللہ اکبر اللہ اکبر (۱)۔

امام طبرانیؒ نے سعید بن جبیرؒ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابن عباسؓ یوں کہا کرتے: اے اللہ! میں تیری ذات کے نور کے واسطہ سے جس کے لیے آسمان وزمین روشن ہوئے سوال کرتا ہوں کہ تو مجھے اپنی پناہ حفاظت، جوار اور احاطے میں لے لے (۲)۔

امام ابن جریرؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے نور کا یہ معنیٰ نقل کیا ہے کہ وہ زمین وآسمان میں، اس کے ستاروں، سورج اور چاند میں تدبیر فرماتا ہے (۳)۔

امام فریابیؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے ﴿مَثَلُ نُوْرِہٖ﴾ کی وضاحت یوں نقل کی ہے کہ اس سے مراد وہ نور ہے جو اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو عطاء فرمایا مشکاۃ یعنی اس چوکھٹ کی مانند ہے ﴿لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا غَرْبِيَّةٍ﴾ ۔یعنی وہ دامن کوہ میں ہے۔ جب سورج طلوع ہوتا ہے تب بھی اسے شعاع نہیں پہنچتی اور جب غروب ہوتا ہے تب بھی شعاع نہیں پہنچتی ۔قریب ہے کہ اسکا تیل خود ہی جل اٹھے۔ یہ بندہ مومن کے دل کی مثال ہے جو نور علی نور ہے۔ کفار کے اعمال پھیلے ہوئے سراب کے مانند ہیں۔ جب وہ آئیں گے تو سراب کی مانند دیکھیں گے۔ جب پانی کا ضرورت مند سراب کی طرف آتا ہے تو پانی نہیں پاتا، کافر کے عمل کی مثال بھی ایسے ہی ہے وہ خیال کرے گا اس کے لیے ثواب ہے حالانکہ اس کے لئے کوئی ثواب نہیں ہوگا ﴿اَوْ كَظُلُمٰتٍ فِيْ بَحْرٍ لُّجِّيٍّ يَّغْشٰهُ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ سَحَابٌ ظُلُمٰتٌۢ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ اِذَآ اَخْرَجَ يَدَهٗ لَمْ يَكَدْ يَرٰىهَا﴾ (۴) کافر کے عمل کی مثال ہے اسکی تاریکیاں ایک دوسرے کے اوپر ہیں (۵)۔

---

(۱) سنن ابی داود، کتاب: الصلوٰۃ، باب: مایقول الرجل اذا سلم رقم (۱۵۰۸)
سنن النسائی الکبریٰ، ۶: ۳۰ رقم (۹۹۲۹)
شعب الایمان، ۱: ۴۳۳ رقم (۶۲۲)
شیخ الالبانیؒ نے اس حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے۔ [الالبانیؒ، ناصر الدین، ضعیف ابی داود، ج ۱، ص ۱۴۸ رقم (۲۳۵)]

(۲) المعجم الکبیر، ۱۰: ۲۵۹ رقم (۱۰۶۰۰)

(۳) تفسیر الطبری، سورۃ النور، ۹: ۳۲۰ رقم (۲۶۰۸۷)

(۴) القرآن الکریم، النور، ۴۰

(۵) تفسیر الطبری، سورۃ النور، ۹: ۳۲۰
تفسیر بن کثیر، سورۃ النور، ۳: ۳۱۰

امام عبد بن حمیدؒ اور ابن انباریؒ نے مصاحف میں شعبیؒ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابن ابی کعبؓ کی قراءت میں ﴿مَثَلُ نُوْرِ الْمُؤْمِنِ كَمِشْكٰوةٍ﴾ ہے(۱)۔

امام ابن ابی حاتمؒ اور حاکمؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ آیت کا مفہوم ہے: وہ آدمی جو اللہ تعالیٰ کی ذات پر ایمان لائے اس کے نور کی مثال مشکاۃ جیسی ہے۔ ﴿ مشکوٰۃ﴾ سے مراد چوکھٹا ہے(۲)۔

امام ابن حاتمؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ کاتب کی غلطی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی ذات اس سے بہت بڑی ہے کہ اس کے نور کی مثال ﴿ مشکوٰۃ﴾ کے نور جیسی ہو اور کہا مومن کے نور کی مثال چوکھٹے جیسی ہے(۳)۔

امام ابن جریرؒ، ابن منذرؒ، ابن ابی حاتمؒ اور بیہقیؒ نے الاسماء والصفات میں حضرت علیؓ کے واسطے سے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ ﴿اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ﴾ کا مطلب ہے اللہ آسمان اور زمین کے رہنے والوں کو ہدایت دینے والا ہے ﴿مَثَلُ نُوْرِهٖ﴾ یعنی بندہ مومن کے دل میں اسکی ہدایت کی مثال مشکوٰۃ جیسی ہے یعنی جس میں بٹی ہوئی بتی رکھی جائے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جیسے صاف تیل قریب ہوتا ہے کہ آگ کے چھونے سے قبل ہی وہ روشن ہو جائے۔ جب اسے آگ چھوتی ہے تو اسکی روشنی کئی گناہ بڑھ جاتی ہے۔ اس طرح مومن کا دل ہے کہ علم ہونے سے قبل بھی ہدایت کے مطابق عمل کرتا ہے۔ جب اسکے پاس علم آجاتا ہے تو اسکی ہدایت میں اضافہ ہو جاتا ہے اور وہ نور علی نور ہو جاتا ہے(۴)۔

---

(۱) روایت نہیں ملی

(۲) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النور، ۸: ۲۵۹۶ رقم (۱۴۵۷۰)۔ مستدرک، کتاب: التفسیر، باب: تفسیر سورۃ النور، رقم (۳۵۰۳)

(۳) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النور، ۸: ۲۵۹۴ رقم (۱۴۵۶۰)۔ یہ روایت جھوٹی اور غلط ہے اس لئے کہ حفاظت قرآن مجید کے اجماعی منصوصی عقیدہ کے خلاف ہے۔ علامہ زرقانی نے لکھا ہے: ونجب اولا: بانها رواية معارضة للقاطع المتواتر فهي ساقطة: انه لم ينقل احد من القراء ان ابن عباسؓ قرا: مثل نور المومن فكيف يقرا بما يعتقد انه خطا ويترك مايعتقدانه صواب؟ الا انها كذبة مفضوحة [مناهل العرفان، ۲۷۵]

(۴) تفسیر الطبری، ۹: ۳۲۲ رقم (۲۶۰۹۴)

تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النور، ۸: ۲۵۹۴ رقم (۱۴۵۶۲)

امام ابوعبیدؒ اور ابن منذرؒ نے حضرت ابوالعالیہؒ سے روایت نقل کی ہے کہ اُبی ابن کعبؓ (۱) کی قراءت میں مَثَلُ نُوْرِ مَنْ اٰمَنَ بِہٖ ہے یا کہا مَثَلُ مَنْ اٰمَنَ بِہٖ ہے (۲)۔

امام عبد بن حمیدؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ، ابن ابی حاتمؒ، ابن مردویہؒ اور حاکمؒ نے روایت نقل کی ہے جب کہ حاکمؒ نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ ﴿مَثَلُ نُوْرِہٖ﴾ سے مراد اس مومن کا نور ہے جس نے ایمان اور قرآن کو اپنے سینے میں رکھا تو اللہ تعالیٰ نے اس کی مثال بیان فرمائی۔ اللہ تعالیٰ نے پہلے اپنے نور کا ذکر کیا پھر مومن کے نور کا ذکر کیا فرمایا۔ مومن کے نور کی مثال ایسے ہے۔ ابن ابی کعبؓ اس آیت کو اس طرح پڑھتے ﴿مَثَلُ نُوْرِ مَنْ اٰمَنَ بِہٖ﴾ یعنی وہ مومن جس نے ایمان اور قران کو اپنے سینے میں رکھا تو مومن کا سینہ چوکھٹ کی طرح ہے مِصْبَاحٌ سے مراد نور ہے اور نُوْرِہٖ سے مراد قران اور ایمان ہے۔ جنہیں اس نے سینے میں محفوظ کر لیا ہے۔ ﴿زُجَاجَۃ﴾ سے مراد اسکا دل ہے۔ اسکا دل جس میں قران اور ایمان ہے گویا وہ ایک روشن ستارہ ہے۔ ﴿مُّبٰرَکَۃ﴾ کی اصل اللہ وحدہ لاشریک کے لئے اخلاص اور اس ذات لا شریک کی عبادت ہے۔ ﴿لَّا شَرْقِیَّۃٍ وَّلَا غَرْبِیَّۃٍ﴾ اس کی مثال اس درخت سے دی جسے درختوں نے گھیر رکھا ہو وہ سرسبز وشاداب اور ملائم ہوتا ہے۔ اسے کسی حالت میں بھی سورج کی کرنیں نہیں پہنچتیں۔ نا اس وقت جب سورج طلوع ہو نہ اس وقت جب سورج غروب ہو۔ یہی حالت مومن کی ہے، اسے فتنوں کے پہنچنے سے محفوظ بنا دیا گیا۔ اسے ازمائش میں ڈالا گیا تو اللہ تعالیٰ نے اسے ثابت قدم رکھا۔ اس میں چار خصلتیں ہوتی ہیں۔ اگر گفتگو کرے تو سچ بولتا ہے، اگر فیصلہ کرے تو عدل کرتا ہے، اگر اسے عطا کیا جائے تو شکر بجالاتا ہے۔ اگر اسے آزمائش میں ڈالا جائے تو وہ صبر کرتا ہے باقی لوگوں میں اسکی مثال ایک زندہ انسان کے جیسی ہے جو مردوں کی قبروں میں چل رہا ہوتا ہے نُوْرٌ عَلٰی نُوْرٍ وہ پانچ انوار میں گھومتا پھرتا ہے۔ اسکی گفتگو نور ہے، اسکا عمل نور ہے، اسکے داخل ہونے کی جگہ نور ہے، اسکے نکلنے کی جگہ نور ہے، اسکے لوٹنے کی جگہ نور ہے، یعنی وہ قیامت کے روز جنت میں جائے گا۔ پھر کافر کی مثال بیان فرمائی اور کہا ﴿الَّذِیْنَ کَفَرُوْٓا اَعْمَالُھُمْ کَسَرَابٍ (۳)﴾ اسی طرح کافر قیامت کے روز آئے گا جب کہ

---

(۱) اُبی بن کعب بن قیس بن عبید نجاری، خزرجی انصاری ابوالمنذر قبول اسلام سے قبل یہود کے احبار میں سے تھے۔ کتب سابقہ پر گہری نظر تھی۔ کاتبین وحی میں سے تھے۔ غزوہ بدر، اُحد، خندق اور دوسرے غزوات میں شریک رہے۔ جنگ جابیہ میں سیدنا عمرؓ کے ہم رکاب تھے۔ بیت المقدس والوں کے لئے صلح نامہ آپؓ ہی نے تحریر کیا تھا۔ آپؓ کی مرویات (۱۶۴) ہیں۔ مدینہ منورہ میں ۲۱ھ کو وفات پا گئے۔ [ابن الجوزی، عبدالرحمٰن بن علی، صفۃ الصفوۃ، دارالعلم، بیروت، (۱۹۸۵ء)، ۱:۱۸۸۔ الاعلام، ۱:۸۲]

(۲) فضائل القرآن، ۲:۹۱ رقم (۵۳۵)

(۳) القرآن الکریم، نور، ۳۹

وہ گمان کر رہا ہوگا کہ اسکے لیے اللہ کے ہاں خیر ہے مگر وہ خیر نہ پائیگا۔ اللہ تعالیٰ اسے جہنم میں داخل کرے گا۔ اللہ تعالیٰ نے کافر کی ایک اور مثال بیان فرمائی ہے اور کہا ﴿اَوْ كَظُلُمٰتٍ فِيْ بَحْرٍ لُّجِّيٍّ﴾ (۱) وہ پانچ تاریکیوں میں گھومتا پھرتا رہتا ہے۔ اسکی گفتگو تاریکی ہے، اسکا عمل تاریکی ہے، اسکے نکلنے کی جگہ تاریکی ہے، اسکے داخل ہونے کی جگہ تاریکی ہے، قیامت کے روز اسکا ٹھکانہ تاریکی یعنی جہنم کی طرف ہوگا۔ اس طرح زندوں میں سے مردہ دل لوگوں میں چلتا تو رہتا ہے۔ وہ یہ نہیں جانتا اسکے حق میں کیا ہے اور اسکے خلاف کیا ہے (۲)۔

امام ابن جریرؒ، ابن ابی حاتمؒ اور ابن مردویہؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ یہودیوں نے نبی ﷺ سے سوال کیا: اللہ کا نور آسمانوں سے نیچے کیسے آتا ہے تو اللہ تعالیٰ نے اپنے نور کی مثال بیان فرمائی اور ارشاد فرمایا ﴿مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ﴾ - كَمِشْكٰوةٍ سے مراد کمرے کا چوکھٹا ہے ﴿مِصْبَاحٌ﴾ سے مراد چراغ ہے، جو شیشے میں ہوتا ہے۔ یہ ضرب المثل ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنی اطاعت کی بیان فرمائی ہے اللہ تعالیٰ نے اپنی اطاعت کو نور قرار دیا ہے اسکی کئی قسمیں ذکر کیں۔ ﴿لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا غَرْبِيَّةٍ﴾ یہ درخت کا درمیانی حصہ ہے سورج کی شعاع اسے نہ اس وقت پہنچتی ہے جب سورج طلوع ہو اور نہ اس وقت جب سورج غروب ہو۔ یہی تیل کا باعث ہے۔ قریب ہے کہ اسکا تیل آگ کے بغیر ہی جل اٹھے۔ ﴿نُوْرٌ عَلٰى نُوْرٍ﴾ اس سے مراد بندے کا ایمان اور اسکا عمل ہے۔ ﴿يَهْدِي اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ﴾ یہ مومن کی مثال ہے (۳)۔

امام طبرانیؒ، ابن عدیؒ، ابن مردویہؒ اور ابن عساکرؒ نے حضرت ابن عمرؓ سے روایت نقل کی ہے كَمِشْكٰوةٍ سے مراد نبی کریم ﷺ کا پیٹ، زُجَاجَةٍ سے مراد دل اور مِصْبَاحٌ سے مراد وہ نور ہے جو آپ کے دل میں ہے۔ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ سے مراد ابراہیمؑ ہیں لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا غَرْبِيَّةٍ نہ یہودی نہ نصاری۔ پھر آیت کریمہ تلاوت کی مَا كَانَ

---

(۱) القرآن الکریم، نور، ۴۰

(۲) تفسیر الطبری، سورۃ النور، ۹:۳۳۱ رقم (۲۶۰۹۰)
تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النور، ۸:۲۵۹۳ رقم (۱۴۵۵۳)

(۳) تفسیر الطبری، سورۃ النور، ۹:۳۳۲ رقم (۲۶۰۹۹)
تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النور، ۸:۲۵۹۳ رقم (۱۴۵۵۳)

اِبْرٰهِيْمُ يَهُوْدِيًّا وَّلَا نَصْرَانِيًّا وَّلٰكِنْ كَانَ حَنِيْفًا مُّسْلِمًا ط وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ(۱)﴾ (۲)۔

عبد بن حمیدؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ، ابن ابی حاتمؒ اور ابن مردویہؒ نے شمر بن عطیہؒ (۳) سے روایت کی ہے کہ حضرت ابن عباسؓ کعب الاحبار کے پاس آئے، کہا مجھے اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کے بارے میں بتاؤ۔ تو کعبؓ نے جواب دیا حضرت محمد ﷺ کے نور کی مثال چوکھٹے کی مانند ہے كَمِشْكٰوةٍ سے مراد چوکھٹا ہے كَمِشْكٰوةٍ کے ساتھ نبی کریم ﷺ کے منہ کی مثال بیان کی مِصْبَاح سے مراد نبی کریم ﷺ کا دل ہے زُجَاجَةٍ سے مراد آپ ﷺ کا سینہ ہے ﴿كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ﴾ نبی کریم ﷺ کے سینے کو روشن ستارے سے تشبیہہ دی۔ پھر مِصْبَاحٌ کا دل کی طرف لوٹایا اور فرمایا: وہ زیتون کے مبارک درخت سے جلایا جاتا ہے۔ قریب ہے کہ اسکا تیل خود ہی جل اٹھے۔ کہا قریب ہے کہ نبی کریم ﷺ خود ہی لوگوں کیلئے ظاہر ہو جائیں اگرچہ نبی کریم ﷺ خود نہ بولیں بلکہ آپ نبی ہیں جس طرح وہ تیل قریب ہے کہ خود ہی جل اٹھے اگرچہ اسے آگ نہ چھوئے (۴)۔

امام ابن مردویہؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ ﴿اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ﴾ کا معنی ہے اللہ تعالیٰ زمین و آسمان میں رہنے والوں کو ہدایت دینے والا ہے۔ اے محمد! ﷺ آپ ﷺ کے دل میں اس کے نور کی مثال اس چراغ کی مانند ہے جو اس چوکھٹے میں ہے جس طرح یہ چراغ اس چوکھٹے میں ہے اسی طرح تیری دانش تیرے دل میں ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے دل کو روشن ستارے سے تشبیہ دی جو کبھی چھپتا نہیں۔ ﴿يُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ﴾ آپ اپنا دل حضرت ابراہیمؑ سے لیتے ہیں، وہ ہی زیتون ہے۔ وہ نصرانی نہیں کہ وہ مشرق کی طرف منہ کر کے نماز پڑھے اور نہ ہی یہودی ہے کہ مغرب کی طرف منہ کر کے نماز پڑھے۔ قریب ہے کہ نبی کریم ﷺ نور کی وحی سے

---

(۱) القرآن الکریم، العمران، ۶۷

(۲) المعجم الکبیر، باب: العین، احادیث عبداللہ بن العباسؓ، رقم (۱۳۲۲۶)

ابن عدی، ابواحمد عبداللہ بن عدی، الکامل فی الضعفاء الرجال، دار الفکر، بیروت، طبع اول (۱۴۰۹ھ)، ۷: ۹۵

(۳) شمر بن عطیۃ بن عبدالرحمٰن الاسدی، مرۃ بن الحارث قبیلے سے تعلق رکھتے تھے۔ حضرت عثمانؓ کی محبت میں غلو تک پہنچ گئے تھے۔ ایک ثقہ راوی الحدیث کی حیثیت سے جانے جاتے تھے۔ [الطبقات الکبریٰ، ۶: ۳۱۰]

(۴) تفسیر الطبری، سورۃ النور، ۹: ۳۲۳ رقم (۲۶۱۰۰)

تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النور، ۸: ۲۵۹۶ رقم (۱۴۵۷۱)

قبل ہی حکمت کی باتیں کرنے لگیں جو نور اللہ تعالیٰ نے آپ کے دل میں رکھ دیا ہے(۱)۔

امام ابن جریرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے سعید بن جبیرؒ سے روایت نقل کی ہے کہ ﴿ نُوْرِہٖ ﴾ سے مراد رسول اللہ ﷺ ہیں جو بھی رسول اللہ ﷺ کو دیکھے ممکن ہے وہ پہچان لے کہ آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں اگر چہ وہ اپنی زبان سے کلام نہ کریں(۲)۔

امام عبد بن حمیدؒ نے حضرت عکرمہؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مَثَلُ نُوْرِہٖ سے مراد مومن کے نور کی مثال ہے۔

امام عبد بن حمیدؒ اور ابن جریرؒ نے حضرت حسن بصریؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مَثَلُ نُوْرِہٖ سے مراد دل میں اس قران کی مثال چوکھٹے جیسی ہے(۳)۔

امام ابن جریرؒ نے حضرت انسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ میرا اللہ فرماتا ہے: میرے نور سے مراد میری ہدایت ہے(۴)۔

امام عبد بن حمیدؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت محمد بن کعبؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ کَمِشْکٰوۃٍ سے مراد قندیل میں بٹ رکھنے کی جگہ ہے(۵)۔

امام ابن ابی شیبہؒ اور ابن منذرؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ ﴿کَمِشْکٰوۃٍ﴾ سے مراد چوکھٹا ہے(۶)۔

امام عبد بن حمیدؒ اور ابن جریرؒ نے ابن عمرؓ سے روایت نقل کی ہے کہ کَمِشْکٰوۃٍ سے مراد چوکھٹا ہے(۷)۔

امام عبد بن حمیدؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ حبشی زبان میں ﴿کَمِشْکٰوۃٍ﴾ سے مراد چوکھٹا، روشن دان ہے(۸)۔

---

(۱) تفسیر الطبری، سورۃ النور، ۹، ص ۳۲۳ (۲۶۰۷۰)
(۲) تفسیر الطبری، سورۃ النور، ۹، ۳۲۳ رقم (۲۶۰۹۴)
(۳) تفسیر الطبری، سورۃ النور، ۹، ۳۲۳ رقم (۲۶۰۹۶)
(۴) تفسیر الطبری، سورۃ النور، ۹، ۳۲۳ رقم (۲۶۰۶۸)
(۵) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النور، ۸: ۲۵۹۵ رقم (۱۴۵۶۳)
(۶) مصنف ابن ابی شیبہ: کتاب: فضائل القرآن، باب: فانزل بلسان الحبشۃ، رقم (۲۹۹۶۷)
(۷) تفسیر الطبری، سورۃ النور، ۹: ۳۲۵ رقم (۲۶۰۱۲)
(۸) تفسیر الطبری، سورۃ النور، ۹: ۳۲۵

عبد بن حمیدؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے مجاہدؒ سے روایت نقل کی ہے کہ حبشی زبان میں ﴿كَمِشْكٰوةٍ﴾ سے مراد روشن دان ہے(۱)۔

امام ابن شیبہؒ نے حضرت سعید بن عیاضؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حبشی زبان میں ﴿كَمِشْكٰوةٍ﴾ سے مراد روشن دان ہے(۲)۔

امام عبد بن حمیدؒ نے حضرت سعید بن جبیرؒ سے ﴿كَمِشْكٰوةٍ﴾ کا معنی یہ نقل کیا ہے کہ ایسا چوکھٹا جو آر پار نہ ہو(۳)۔

امام عبد بن حمیدؒ نے حضرت ضحاکؒ سے اس کی مثل روایت نقل کی ہے(۴)۔

ابن ابی حاتمؒ نے ابو مالکؒ سے یہ قول نقل کیا ہے ﴿كَمِشْكٰوةٍ﴾ اس چوکھٹے کو کہتے ہیں جو آر پار نہ ہو اور مِصْبَاحٌ سے مراد چراغ ہے(۵)۔

امام عبد الرزاقؒ، عبد بن حمیدؒ اور ابن جریرؒ نے حضرت قتادہؒ سے یہ قول نقل کیا ہے مَثَلُ نُوْرِهٖ سے مراد مومن کے دل میں اللہ تعالیٰ کا نور ہے كَمِشْكٰوةٍ سے مراد چوکھٹا ہے، روشن، لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا غَرْبِيَّةٍ اس پر نہ مشرقی سایہ اور نہ مغربی سایہ پورا پڑتا ہے، ہم باتیں کیا کرتے تھے کہ یہ سورج کے سامنے رہتا ہے۔ اس کا تیل بہت صاف، بہت پاکیزہ اور بہت میٹھا ہوتا ہے۔ یہ وہ مثال ہے جو اللہ تعالیٰ نے قرآن میں بیان فرمائی ہے یعنی تمہارے پاس اللہ کی جانب سے نور اور واضح ہدایت آچکی ہے۔ مومن اللہ کی کتاب کو سنتا ہے، اسے محفوظ کرتا ہے، اسے یاد کرتا ہے، اس میں جو کچھ ہے وہ اس سے نفع اٹھاتا ہے اور اس پر عمل کرتا ہے تو یہ مومن کی مثال ہے(۶)۔

امام عبد بن حمیدؒ اور ابن جریرؒ نے حضرت مجاہدؒ سے كَمِشْكٰوةٍ کا معنی قندیل کے درمیان میں پیتل، مِصْبَاحٌ سے مراد چراغ، زُجَاجَةٍ سے مراد قندیل ﴿لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا غَرْبِيَّةٍ﴾ سورج جب سے طلوع ہوتا ہے اسکے غروب ہونے تک اس پر کوئی سایہ نہیں آتا۔ اس درخت کا تیل بہت روشن، بہت اچھا اور بہت نور والا ہوتا ہے ﴿نُوْرٌ

---

(۱) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النور، ۸: ۲۵۹۵ رقم (۱۴۵۶۹)

(۲) مصنف ابن ابی شیبہ: کتاب: فضائل القرآن، باب: فانزل بلسان الحبشۃ، رقم (۲۹۹۶۷)

(۳) تفسیر ابن کثیر، سورۃ النور ۳: ۳۱۲

(۴) تفسیر ابن کثیر، سورۃ النور ۳: ۳۱۲

(۵) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النور، ۸: ۲۵۹۶ رقم (۱۴۵۸۶)

(۶) تفسیر الطبری، سورۃ النور، ۹: ۲۳۵ رقم (۲۶۱۱۲)

عَلٰی نُوْرٍ﴾ آگ تیل کو جا لگی (۱)۔

امام ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے ضحاکؒ سے یہ قول نقل کیا ہے ﴿کَوْکَبٌ دُرِّیٌّ﴾ سے مراد زہرہ ستارہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مومن کی مثال اس نور کی مثال سے دی ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اس کا دل نور ہے، اسکا پیٹ نور ہے اور وہ نور میں چلتا ہے (۲)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت قتادہؒ سے یہ قول نقل کیا ہے ﴿کَوْکَبٌ دُرِّیٌّ﴾ سے مراد بڑا ستارہ ہے (۳)۔

امام ابن مردویہؒ نے حضرت ابو ہریرہؓ سے انہوں نے نبی کریم ﷺ سے آیت کریمہ ﴿زَیْتُوْنَةٍ لَّا شَرْقِیَّةٍ وَّلَا غَرْبِیَّةٍ﴾ کی تفصیل نقل کی ہے کہ حضرت ابراہیمؑ کا دل نہ یہودی ہے نہ نصرانی (۴)۔

امام فریابیؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ ﴿لَّا شَرْقِیَّةٍ وَّلَا غَرْبِیَّةٍ﴾ کا مفہوم یہ ہے کہ اس سے مراد ایسا درخت ہے جسے نہ غار اور نہ پہاڑ سایہ کرتا ہے۔ اسے کوئی چیز نہیں چھپاتی، اسکا تیل بہت عمدہ ہوتا ہے (۵)۔

امام عبد بن حمیدؒ نے حضرت عکرمہؒ، ضحاکؒ اور محمد بن سیرینؒ سے اسکی مثل روایت نقل کی ہے (۶)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے یہ معنی نقل کیا ہے: وہ ایسا شرق ہی نہیں جس میں غروب ہی نہ ہو اور نہ ہی ایسا غربی ہے جس میں شرق نہ ہو لیکن وہ شرقی بھی ہے اور غربی بھی ہے (۷)۔

امام سعید بن منصورؒ، عبد بن حمیدؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت سعید بن جبیرؒ سے تفصیل نقل کی ہے کہ یہ درختوں کے درمیان ہوتا ہے، نہ اسے سورج کی شعاع مشرق سے پہنچتی ہے اور نہ مغرب سے کیونکہ درخت اسکے سامنے ہوتے ہیں (۸)۔

---

(۱) تفسیر الطبری، سورۃ النور، ۹: ۲۳۵ رقم (۲۶۱۱۳)
(۲) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النور، ۸: ۲۵۹۸ رقم (۱۴۵۸۵)
(۳) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النور، ۸: ۲۵۹۸ رقم (۱۴۵۹۰)
(۴) تفسیر قرطبی، سورۃ النور، ۱۲: ۲۳۳
(۵) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النور، ۸: ۲۶۰۰ رقم (۱۴۶۰۰)
(۶) تفسیر الطبری، سورۃ النور، ۹: ۲۳۵
(۷) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النور، ۸: ۲۶۰۰ رقم (۱۴۶۰۳)
(۸) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النور، ۸: ۲۵۹۸ رقم (۱۴۵۹۸)

امام عبد بن حمیدؒ نے حضرت ابو مالکؒ سے اور محمد بن کعبؒ سے اس کی مثل روایت نقل کی ہے(۱)۔

امام ابن شیبہؒ، عبد بن حمیدؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت حسن بصریؒ سے روایت نقل کی ہے، اگر یہ درخت زمین میں ہوتا تو لازماً شرقی یا غربی ہوتا لیکن یہ مثال ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے نور کی بیان کی ہے(۲)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ضحاکؒ کے واسطے سے حضرت ابن عباسؓ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ﴿ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ ﴾ سے مراد صالح آدمی ہے۔﴿ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا غَرْبِيَّةٍ ﴾ یعنی نہ یہودی نہ نصرانی ہے(۳)۔

امام عبد بن حمیدؒ نے اپنی مسند میں، امام ترمذیؒ اور امام ماجہؒ نے حضرت عمرؓ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس تیل کو سالن بناؤ اور اسے بطور تیل جسم پر لگاؤ کیونکہ یہ مبارک درخت سے نکلتا ہے(۴)۔

امام حاکمؒ (جب کہ حاکمؒ نے اسے صحیح قرار دیا ہے) اور بیہقیؒ نے شعب میں حضرت ابو اسیدؓ(۵) سے وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں،، فرمایا: تیل کھاؤ اور اسے لگاؤ کیونکہ یہ مبارک درخت سے ہے(۶)۔

---

(۱) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النور، ۸: ۲۵۹۸ رقم (۱۴۵۹۸)

(۲) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النور، ۸: ۲۶۰۱ رقم (۱۴۶۱۰)

تفسیر الطبری، سورۃ النور، سورۃ النور، ۹: ۳۲۷ رقم (۲۶۱۲۲)

(۳) تفسیر ابن ابی حاتم،، سورۃ النور، ۸: ۲۶۰۱ رقم (۱۴۶۰۹)

(۴) سنن الترمذی، کتاب: الاطعمۃ عن رسول اللہ ﷺ، باب: ماجاء فی اکل الزیت، رقم (۱۸۵۲)

سنن ابن ماجۃ، کتاب: الاطعمۃ، باب: الزیت، رقم (۳۳۱۹)

امام ترمذیؒ نے اس حدیث کی سند پر حکم لگاتے ہوئے لکھا ہے: هذا حديث غريب من هذا الوجه انما نعرفه من حديث سليمان الثوری عن عبدالله بن عيسیٰ [سنن الترمذی، ۲۸۵۲]

شعیب الارنووطؒ نے مذکورہ حدیث پر حکم لگاتے ہوئے لکھا ہے: اسناده ضعيف لجهالة عطاء الرجل الذی كان يكون بالساحل، وهو الشامی ولم يرو عنه غير عبدالله بن عيسیٰ ولم يوثر توثقه عن غير ابن حبان [تعليقات شعيب الانووط علیٰ مسند احمد، رقم (۱۶۰۹۸)]

(۵) ابو اُسید بن ثابت الانصاری، الزرقی، المدنی، آپ کا نام عبداللہ تھا۔ آپ کو صحابیِ رسول اللہ ﷺ ہونے کا شرف حاصل ہے۔ [الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ، ۷: ۱۵ رقم (۹۵۲۰)]

(۶) مستدرک، کتاب: التفسیر، باب: تفسیر سورۃ النور، رقم (۳۵۰۴)۔۔ امام حاکمؒ نے اس حدیث کی سند پر حکم لگاتے ہوئے لکھا ہے: هذا حديث صحيح الاسناد ولم يخرجاه، [المستدرک، رقم (۳۵۴۰)]

شعب الایمان، ۵: ۱۰۰، رقم (۵۹۴۰)

امام بیہقیؒ نے شعب الایمان میں حضرت عائشہؓ سے روایت نقل کی ہے کہ: اس کے سامنے آیت کا ذکر کیا گیا تو فرمایا نبی کریم ﷺ نے اسے کھانے، تیل لگانے اور کان میں ڈالنے کا حکم دیتے فرماتے یہ مبارک درخت کا تیل ہے(۱)۔

امام طبرانیؒ نے حضرت شریک بن سلمہؒ(۲) سے روایت نقل کی ہے: ایک رات حضرت عمر بن خطابؓ نے میری ضیافت کی۔ آپ نے مجھے اونٹ کے ٹھنڈے سر کے کچھ ٹکڑے کھلائے اور ہمیں زیت کھلایا اور فرمایا: یہ مبارک تیل ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو عطا فرمایا(۳)۔

امام عبد بن حمیدؒ نے حضرت عکرمہؒ سے روایت نقل کی ہے کہ: نور کی شدت کی وجہ سے کہ وہ جل اٹھے(۴)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت زیدؒ سے روایت نقل کی ہے کہ نور سے مراد زیت کا چمکنا ہے(۵)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت سدیؒ سے ﴿نُورٌ عَلٰى نُوْرٍ﴾ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ اگ کا نور اور تیل کا نور دونوں جمع ہوئے تو دونوں روشن ہو گئے۔ یہی کیفت ہے نور قرآن اور نور ایمان کی(۶)۔

امام ابن مردویہؒ نے حضرت ابو العالیہؒ سے روایت نقل کی ہے کہ ﴿نُوْرٌ عَلٰى نُوْرٍ﴾ کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا نور حضرت محمد ﷺ کے نور پر واقع ہوا(۷)۔

فِيْ بُيُوْتٍ أَذِنَ اللّٰهُ أَنْ تُرْفَعَ وَيُذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهُ يُسَبِّحُ لَهُ فِيْهَا بِالْغُدُوِّ وَالْآصَالِ ﴿۳۶﴾

"(وہ قندیل) اُن گھروں میں (ہے) جن کے بارے میں خدا نے ارشاد فرمایا ہے کہ بلند کئے جائیں وہاں خدا کے نام کا ذکر کیا جائے (اور) اُن میں صبح وشام اُس کی تسبیح کرتے رہیں"[۳۶]

امام ابن جریرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے: یہاں بُيُوْتٍ سے مراد مساجد ہیں جن کی عزت کی جاتی ہے اور ان میں لغو باتوں سے منع کیا جاتا ہے۔ ﴿يُذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهُ﴾ ان مساجد میں اسکی

---

(۱) شعب الایمان، ۵:۱۰۰، رقم (۵۹۴۰)

(۲) معجم طبرانی میں اصلا عبارت کچھ یوں ہے: الصعب بن حکیم بن شریک بن نملة عن ابیه عن جده:

(۳) معجم الکبیر، العشرة المبشرة بالجنة، نسبة عمر بن الخطاب، ۱:۷۴، رقم (۸۹)

(۴) تفسیر ابن ابی حاتم، سورة النور، ۸، ۲۶۰۱ (مثله)

(۵) تفسیر ابن ابی حاتم، سورة النور، ۸، ۲۶۰۱ (مثله)

(۶) تفسیر ابن ابی حاتم، سورة النور، ۸، ۲۶۰۱، رقم (۱۴۶۱۰)

(۷) تفسیر ابن ابی حاتم، سورة النور، ۸، ۲۶۰۱ (مثله)

کتاب کی تلاوت جاتی ہے، اللہ کی تسبیح بیان کی جاتی ہے، ان میں اللہ کے لیے نماز پڑھی جاتی ہے غدوۃ سے مراد صبح کی نماز اور الآصال سے مراد عصر کی نماز ہے سب سے پہلے یہی نمازیں فرض کی گئیں اور اللہ تعالیٰ نے پسند کیا کہ ان دونوں کا ذکر کرے اور اپنے بندوں کو انکی یاد دلائے (۱)۔

امام حاکمؒ (جب کہ حاکمؒ نے اسے صحیح قرار دیا ہے) اور ابن مردویہؒ نے عقبہ بن عامرؓ (۲) سے اور وہ نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ تمام لوگوں کو ایک جگہ جمع کیا جائے گا۔ نظر سب تک پہنچے گی اور دعوت دینے والا تمام کو اپنی آواز سنائے گا۔ ایک ندا کرنے والا ندا کرے گا تمام لوگ عنقریب جان لیں گے کہ آج عزت کس کے لیے ہے؟ یہ اعلان وہ تین دفعہ سنائے گا پھر کہے گا وہ لوگ کہاں ہیں جن کے پہلو بستروں سے الگ ہیں؟ پھر وہ کہے گا وہ لوگ کہاں ہیں جنہیں تجارت اور خرید و فروخت اللہ کے ذکر سے غافل نہیں رکھتے تھے؟ پھر وہ اعلان کرے گا حمد کرنے والے کہاں ہیں جو اپنے رب کی حمد کرتے تھے؟ (۳)۔

امام عبد بن حمیدؒ نے حضرت قتادہؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ﴿بُيُوت﴾ سے مراد مساجد ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے بنانے اور ان کے بلند کرنے کا حکم دیا ہے اور ان کو آباد کرنے اور انکو صاف ستھرا رکھنے کا حکم دیا ہے (۴)۔

امام عبد بن حمیدؒ اور ابن جریرؒ نے حضرت مجاہدؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ﴿بُيُوت﴾ سے مراد مساجد ہیں جنہیں بنایا جاتا ہے (۵)۔

امام عبدالرزاقؒ اور ابن جریرؒ نے حضرت حسن بصریؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ تُرْفَعَ کا معنی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ذکر سے اللہ کی عظمت بیان کی جائے اور يُسَبِّحُ سے مراد ان میں اللہ کی نماز پڑھی جائے (۶)۔

---

(۱) تفسیر الطبری، سورۃ النور، ۹:۳۲۹ رقم (۲۶۱۲۹)
تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النور، ۸:۲۶۰۴ رقم (۱۴۶۲۷)

(۲) عقبۃ بن عامر بن عبس بن مالک الجھنی، شجاع، فقیہ، تیرانداز اور ایک اچھے شاعر کی حیثیت سے جانے جاتے تھے۔ صحابہ کرامؓ میں منفرد شان رکھنے والے صحابیِ رسول ﷺ تھے۔ فاتحین مصر میں شمار ہوتے ہیں۔ ۴۴ھ کو مصر کا گورنر مقرر ہوئے تھے۔ مصر میں وفات پا گئے تھے۔ آپ کی قبر جامع مسجد قاہرہ کے قریب ہے۔ آپ سے ۵۵ احادیث منقول ہیں۔ [الطبقات الکبریٰ، ۷:۴۹۸]

(۳) مستدرک، کتاب: التفسیر، باب: تفسیر سورۃ النور، رقم (۳۵۰۸)
امام حاکمؒ نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے [مستدرک، رقم (۳۵۰۸)]

(۴) تفسیر الطبری، سورۃ النور، ۹:۳۲۹

(۵) تفسیر الطبری، سورۃ النور، ۹:۳۲۹ رقم (۲۶۱۳۱)

(۶) تفسیر الطبری، سورۃ النور، ۹:۳۲۹ رقم (۲۶۱۳۲)

امام ابن ابی حاتمؒ نے مجاہدؒ سے نقل کیا ہے کہ ﴿فِيْ بُيُوْتٍ أَذِنَ اللّٰهُ أَن تُرْفَعَ﴾ سے مراد نبی کے گھر ہیں (۱)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے ابن زید سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ﴿بُيُوْت﴾ سے مراد چار مساجد ہیں جنہیں صرف انبیاء نے بنایا ہے، کعبہ جسے ابراہیمؑ اور اسماعیلؑ نے بنایا، بیت المقدس جسے حضرت داؤدؑ اور سلیمانؑ نے بنایا، مسجد نبوی جسے نبی کریم ﷺ نے بنایا اور مسجد جس کی بنیاد تقویٰ پر رکھی گئی جسے نبی کریم ﷺ نے بنایا (۲)۔

امام ابن مردویہؒ نے حضرت انس بن مالکؓ اور حضرت بریدہؓ (۳) سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس آیت کی تلاوت کی تو ایک آدمی اٹھا، عرض کی یارسول اللہ ﷺ یہ کون سے گھر ہیں؟ فرمایا انبیاء کے گھر۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ اٹھے عرض کی یارسول اللہ ﷺ یہ گھر بھی ان میں سے ہے؟ حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہؓ کے گھر کی طرف اشارہ کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہاں یہ ان میں افضل ترین ہیں (۴)۔

امام ابن ابی شیبہؒ، امام مسلمؒ، امام نسائیؒ، ابن ماجہؒ اور ابن مردویہؒ نے حضرت ابن بریدہؓ (۵) سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو سنا جو مسجد میں اعلان کر رہا تھا کس نے سرخ اونٹ پایا؟ رسول اللہ ﷺ نے تین دفعہ فرمایا تو اسے نہ پایا۔ یہ مساجد بنائی گئیں اس مقصد کیلئے جس مقصد کیلئے بنائی گئی ہیں۔ ابوسنان، شیبانی (۶) نے ان۔۔۔ کا معنی تعظیم کیا ہے یعنی ان کی تعظیم بجالائی جائے (۷)۔

---

(۱) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النور، ۸: ۲۶۰۴ رقم (۱۴۶۲۹)

(۲) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النور، ۸: ۲۶۰۴ رقم (۱۴۶۳۰)

(۳) بریدۃ بن الحصیب بن عبداللہ بن الحارث الاسلمی، ابوعبداللہ، بدر سے پہلے اسلام قبول کیا تھا اور اکابر صحابہ کرامؓ میں سے تھے۔ نبی کریم ﷺ نے اپنی قوم کے صدقات کو جمع کرنے پر مامور کیا تھا۔ غزوہ خیبر اور فتح مکۃ کے دن حاضر رہے۔ مدینہ سے بصرہ منتقل ہوئے اور وہیں سے مرو چلے گئے اور مرو میں وفات پا گئے۔ آپ خراسان میں وفات پانے والے آخری صحابی ہیں۔ [الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ، ۱: ۲۸۶ رقم (۶۳۲)۔۔ الطبقات الکبریٰ، ۷: ۸]

(۴) روح المعانی، ۱۸: ۱۷۴

(۵) سلیمان بن بریدۃ بن الحصیب بن عبداللہ بن الحارث الاسلمی المروزی، صاحب رسول اللہ ﷺ کے فرزند اور ایک ثقہ راوی کے نام سے پہچانے جاتے تھے۔ حضرت عمرؓ کے دورِ خلافت میں پیدا ہوئے تھے۔ ۱۰۵ھ کو مرو میں وفات پا گئے تھے۔ [التاریخ الکبیر، ۴: ۴ رقم (۱۷۶۱)]

(۶) ابوسنان الشیبانی: سعید بن سنان البرجمی، ابوسنان الشیبانی، ایک رجل صالح، اور ثقہ راوی الحدیث تھے۔ قزوین میں مقیم رہے۔ [لسان المیزان، ۷: ۴۶۷ رقم (۵۵۲۶)]

(۷) مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب: الصلوات، باب: فی رفع الصوت فی المسجد، رقم (۷۹۰۱) ل
صحیح لمسلم، کتاب: المساجد ومواضع الصلاۃ، باب: النھی عن نشد الضالۃ فی المسجد، رقم (۵۶۹)
سنن ابن ماجۃ: کتاب: المساجد والجماعات، باب: النھی عن انشاد الضوال فی المساجد، رقم (۷۶۵)
السنن الکبریٰ للنسائی، ۶: ۵۲ رقم (۱۰۰۰۲)

امام احمدؒ، ابو داؤدؒ، ترمذیؒ اور ابن ماجہؒ نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے گھر میں مسجد بنانے کا حکم دیا ہے اور یہ حکم دیا ہے کہ انہیں پاک صاف رکھا جائے (۱)۔

امام احمدؒ نے عروہ بن زبیرؒ سے وہ اس سے جو رسول اللہ ﷺ کے صحابہ سے روایت نقل کرتا ہے کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ اپنے گھروں میں مساجد بنانے کا حکم دیتے اور اس کا حکم دیتے کہ اسکی تعمیر کو درست کریں اور اس کو صاف رکھیں (۲)۔

امام ابن شیبہؒ اور ابو یعلیٰؒ نے حضرت عمرؓ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمرؓ مسجد میں ہر جمعہ کو دھونی دلایا کرتے تھے (۳)۔

امام ابن ابی شیبہؒ نے حضرت انسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مسجد میں بلغم پھینکنا غلطی ہے اور اسکا کفارہ اس کو چھپا دینا ہے (۴)۔

امام ابن ابی شیبہؒ، امام احمدؒ اور طبرانیؒ نے حضرت امامہؓ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مسجد میں تھوکنا غلطی ہے اور اس کا دفن کرنا نیکی ہے (۵)۔

امام طبرانیؒ نے اوسط میں حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مسجد میں تھوکنا غلطی ہے اور اسکا کفارہ دفن کرنا ہے (۶)۔

---

(۱) مسند احمد، کتاب: باقی مسند الانصار، باب: باقی مسند السیدۃ عائشۃؓ، رقم (۲۵۸۵۴)
سنن ابی داود، کتاب: الصلاۃ، باب: اتخاذ المساجد فی الدور، رقم (۴۵۵)
سنن الترمذی، کتاب: الجمعۃ عن رسول اللہ، باب: ماذکر فی تطیب المساجد، رقم (۵۹۴)
سنن ابن ماجۃ، کتاب: المساجد والجماعات، باب: تطھیر المساجد وتطیبھا، رقم (۷۵۹)

(۲) مسند احمد، کتاب: باقی مسند الانصار، باب: احادیث رجال من اصحاب النبی ﷺ رقم (۲۲۶۳۶)

(۳) مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب: الصلوات، باب: فی تخلیق المساجد، رقم (۷۴۴۵)

(۴) مصنف ابن ابی شیبہ،، کتاب: الصلوات، باب: فی تخلیق المساجد، رقم (۷۴۶۷)

(۵) مصنف ابن ابی شیبہ،، کتاب: الصلوات، باب: فی تخلیق المساجد، رقم (۷۴۶۴)
مسند احمد، کتاب: باقی مسند الانصار، باب: مسند انس بن مالک، رقم (۱۳۰۲۱)
المعجم الکبیر، باب: الصاد، (صدی بن العجلان، ابوامامۃ الباھلی) رقم (۸۰۹۱)

(۶) المعجم الاوسط، ۷: ۲۸۷ رقم (۷۵۱۳)
امام طبرانیؒ نے اس حدیث پر حکم لگاتے ہوئے لکھا: لم یروھذا الحدیث عن داود الا ابن ابی لیلیٰ ولا عن لیلیٰ الا النصر بن اسماعیل تفرد بہ الشاد کونی [المعجم الاوسط، ۷: ۲۸۷ رقم (۷۵۱۳)]

امام بزارؒ نے حضرت ابن عمرؓ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مسجد میں تھونکنا غلطی ہے اور اس کا کفارہ دفن کرنا ہے (۱)۔

امام بزارؒ نے حضرت ابن عمرؓ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قبلہ کی جانب پھینکی جانی والی رینٹھ قیامت کے روز اٹھائی جائے گی اور وہ پھینکنے والے کے منہ پر ہوگی (۲)۔

امام طبرانیؒ نے حضرت ابوامامہؓ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ جس نے قبلہ کی جانب تھوکا اور اسے نہ چھپایا تو قیامت کے روز وہ انتہائی گرم صورت میں آئے گی اور اسکے آنکھوں کے درمیان آ لگے گی (۳)۔

امام ابن ابی شیبہؒ نے حضرت حذیفہؓ سے روایت نقل کی ہے کہ جس نے نماز پڑھی اور قبلہ کی جانب تھوکا تو قیامت کے روز وہی تھوک اسکے منہ پر پڑے گی (۴)۔

امام ابن ابی شیبہؒ نے حضرت ابن عمرؓ سے روایت نقل کی ہے کہ جب ایک آدمی نے قبلہ کی جانب تھوکا تو قیامت کے روز گرم ترین چیز کی صورت میں آئے گی یہاں تک کہ وہ اس کی آنکھوں کے درمیان آپڑے گی (۵)۔

امام ابن ابی شیبہؒ نے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت نقل کی ہے کہ مسجد ریشے یا بلغم سے یوں سمٹی ہے جیسے جلد آگ سے سمٹ جاتی ہے (۶)۔

امام ابن ابی شیبہؒ نے حضرت عباس بن عبدالرحمٰن ھاشمیؓ (۷) سے روایت نقل کی ہے: جب آغاز میں مسجد بنائی گی تو نبی کریم ﷺ نے ایک مسجد میں رینٹھ دیکھی، اسے صاف کیا پھر خوشبو لانے کا حکم دیا، اسے اس جگہ مل دیا گیا تو پھر لوگوں نے مساجد میں خوشبو لگانا شروع کردی (۸)۔

---

(۱) المعجم الاوسط، ۷: ۲۸۷ رقم (۷۵۱۳)
امام ترمذیؒ نے اس حدیث پر حکم لگاتے ہوئے لکھا ہے: قال ابو عیسیٰ ھذا حدیث حسن صحیح [سنن الترمذی، رقم (۵۷۲)]۔ شیخ الالبانی نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔ تعلیقات الالبانی علی سنن الترمذی، رقم (۵۷۲)]

(۲) صحیح ابن خزیمۃ، کتاب الصلوٰۃ، رقم (۱۳۱۳)

(۳) معجم الکبیر، ۸: ۲۸۴ رقم (۸۰۹۱)

(۴) مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب: الصلوات، باب: من کرہ ان یبزق تجاہ المسجد، رقم (۷۴۵۶)

(۵) مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب: الصلوات، باب: فی تخلیق المساجد، رقم (۷۴۵۷)

(۶) مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب: الصلوات، باب: فی تخلیق المساجد، رقم (۷۴۷۱)

(۷) عباس بن عبدالرحمٰن مولیٰ بنی ہاشم، مستور الحال اور مجہول ہے۔ [تقریب التھذیب: ۱: ۲۹۳ (۳۱۷۵)]

(۸) مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب: الصلوات، باب: فی تخلیق المساجد، رقم (۷۴۴۱)

یہ سنت ہے(۱)۔

امام ابن ابی شیبہؒ نے حضرت یعقوب بن زیدؒ(۲) سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ کھجور کی شاخ سے مسجد کے غبار کو صاف کرتے تھے(۳)۔

امام ابن ابی شیبہؒ نے حضرت زید بن اسلمؒ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کے عہد خلافت میں مسجد میں چھڑکاؤ کیا جاتا اور اسے صاف کرنے کا اہتمام کیا جاتا(۴)۔

امام ابن ابی شیبہؒ اور امام احمدؒ نے ایک انصاری سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی مسجد مین رینٹھ پائے تو اسے اپنے کپڑے میں لے لے یہاں تک کہ اسے باہر نکال دے(۵)۔

امام ماجہؒ نے حضرت ابن عمرؓ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: چند امور ایسے ہیں جو مسجد میں مناسب نہیں مسجد کو راستہ نہ بنایا جائے اس میں اسلحہ نہ ہو یا اور نہ ہی تیر کمان کو پکڑا جائے اور اسے بازار نہ بنایا جائے(۶)۔

امام ابن ماجہؒ نے حضرت واثلہ بن اسقعؓ(۷) سے وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ اپنی مساجد سے بچوں، پاگلوں، برے لوگوں، خرید وفروخت، جھگڑوں، حدود قائم کرنے اور تلواریں سونتنے سے دور رکھو انکے دروازوں پر پاکی حاصل کرنے کی جگہیں بناؤ اور جمعہ کے روز اس میں دھونی دو(۸)۔

---

(۱) مصنف ابن ابی شیبہ،، کتاب: الصلوات، باب: فی تخلیق المساجد، رقم (۷۴۴۲)

(۲) یعقوب بن زید بن طلحۃ بن عبداللہ بن ابی ملیکۃ القرشی، التیمی، ابو یوسف المدنی، آپ ایک ثقہ راوی، مدینہ کے قاضی اور صغار تابعین کی جماعت میں سے تھے۔[التاریخ الکبیر، ۸:۳۹۳ رقم (۳۴۴۹)]

(۳) مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب: الصلوات، باب: فی کنس المساجد، رقم (۴۰۱۹)

(۴) مصنف ابن ابی شیبہ،، کتاب: الصلوات، باب: فی کنس المساجد، رقم (۴۰۱۵)

(۵) مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب: الصلوات، باب: الرجل یجد القملۃ فی المسجد، رقم (۷۴۸۷)
مسند احمد، کتاب: باقی مسند الانصار، باب: حدیث رجل من الانصار، رقم (۲۲۹۷۴)

(۶) سنن ابن ماجۃ، کتاب: المساجد والجماعات، باب: ما یکرہ فی المساجد، رقم (۷۴۸)
امام زیلعیؒ نے اس حدیث کو ضعیف ثابت کیا ہے۔[الزیلعی، نصب الرایۃ، ۲:۳۴۹،]

(۷) واثلۃ بن الاسقع بن کعب بن عامر، صاحبِ رسول اللہ ﷺ، غزوہ تبوک سے قبل اسلام قبول کیا اور غزوہ تبوک میں شریک ہوئے۔ ۸۵ھ کو شام میں وفات پاگئے تھے۔[الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ، ۶:۵۹۱ رقم (۱۰۹۳)]

(۸) سنن ابن ماجۃ، کتاب: المساجد والجماعات، باب: ما یکرہ فی المساجد، رقم (۷۵۰)

امام ابن ابی شیبہؒ، امام بخاریؒ، امام مسلمؒ، ابوداؤدؒ اور ابن ماجہؒ نے حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی تیر کے ساتھ مسجد سے گزرے تو اسکے پھل کو پکڑ کے رکھے (۱)۔

امام ابن ابی شیبہؒ، امام احمدؒ، ابوداؤدؒ، امام ترمذیؒ امام نسائیؒ اور ابن ماجہؒ نے حضرت عمر بن شعیبؒ سے وہ اپنے باپ سے وہ دادا سے روایت نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مسجد میں خرید وفروخت کرنے اور اشعار پڑھنے سے منع کیا۔ امام ابن شیبہؒ کے پاس الضوال کے الفاظ ہیں (۲)۔

امام طبرانیؒ نے حضرت ثوبانؓ (۳) سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے سنا: جسے تم مسجد میں شعر کہتے ہو سنو تو اسے تین دفعہ کہو: اللہ تعالیٰ تیرے منہ کو پپول دے، جسے تم مسجد میں گمشدہ چیز کا اعلان کرتے ہوئے سنو تو تین دفعہ کہو تو اسے نہ پائے، جسے تم مسجد میں بیع وشراء کرتے ہوئے دیکھو تو کہو: اللہ تعالیٰ تیری تجارت کو نفع مند نہ

---

(۱) مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب: الصلوات، باب: الرجل یمر فی المسجد بسھام، رقم (۸۰۵۷)
صحیح بخاری، کتاب: الفتن، باب: قول النبی: من حملنا علینا السلاح فلیس منا، رقم (۶۶۶۴)
صحیح مسلم،، کتاب: البر والصلۃ والآداب، باب: امر من مر بسلاح فی مسجد او سوق، رقم (۲۶۱۵)
سنن ابی داود، کتاب: الجہاد، باب: فی النبل یدخل بہ المسجد، رقم (۲۵۸۷)
شعیب الارنووط نے اس حدیث کو علیٰ شرط مسلم قرار دیا ہے۔ [مسند احمد رقم (۱۷۰۰)]

(۲) مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب: الصلوات، باب: الرجل یمر فی المسجد بسھام، رقم (۸۰۵۷)
مسند احمد، کتاب: مسند المکثرین من الصحابۃ، باب: مسند عبداللہ بن عمرو بن العاص، رقم (۶۶۳۸)
سنن ابی داود، کتاب: الصلاۃ، باب: التحلق یوم الجمعۃ قبل الصلاۃ رقم (۱۰۷۹)
سنن الترمذی، کتاب: الصلاۃ، باب: ماجاء فی کراھیۃ البیع والشراء وانشاد الضالۃ، رقم (۳۲۲)
سنن ابن ماجۃ، کتاب: المساجد والجماعات، باب: النھی عن انشاد الضوال فی المساجد، رقم (۷۶۶)
امام ترمذیؒ نے مذکورہ حدیث پر حکم لگاتے ہوئے لکھا ہے: قال ابو عیسیٰ حدیث عبداللہ بن عمرو بن العاص حدیث حسن وعمرو بن شعیب ھو ابن محمد بن عبداللہ بن عمرو بن العاص [الترمذی: رقم الحدیث (۳۲۲)]

(۳) ثوبان بن بجدد، القرشی، الھاشمی، ابوعبدالرحمن، مشہور صحابی رسول اللہ ﷺ تھے۔ نبی کریم ﷺ کے آزاد کردہ غلام اور نبی کریم ﷺ کی خدمت پر آخری دم تک مامور رہیں تھے۔ آپ ﷺ کی وفات کے بعد رملہ چلے گئے تھے اور وہیں وفات پا گئے تھے۔ [الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ، ۱: ۴۳ رقم (۹۶۸)]

بنائے (۱)۔

امام طبرانیؒ نے حضرت جبیر بن مطعمؓ (۲) سے روایت نقل کی ہے: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تلواریں نہ سونتی جائیں، تیر نہ بکھیرے جائیں اور نہ ہی ان میں قسم اٹھائی جائے۔ مساجد میں مقیم اور مسافر کو سونے سے منع نہ کیا جائے اور اس میں تصویر نہ بنائی جائیں، شیشوں سے مزین نہ کیا جائے، ان کو امانت کے ساتھ بنایا گیا اور کرامت کے ساتھ شرف عطا کیا گیا (۳)۔

امام طبرانیؒ نے حضرت جبیر بن مطعمؓ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مساجد میں حدود نہ قائم کی جائیں (۴)۔

امام ابن ابی شیبہؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے ایک آدمی سے کہا: جس نے مسجد سے سنگریزہ نکالا تھا اسے مسجد میں رکھ آؤ ورنہ قیامت کے روز تیرے ساتھ یہ جھگڑا کرے گا (۵)۔

امام ابن ابی شیبہؒ نے حضرت کعبؒ سے روایت نقل کی ہے کہ سنگریزہ کو جب مسجد سے نکالا جاتا ہے تو وہ سنگریزہ مسجد سے نکالنے والے کو اللہ کا واسطہ دیتا ہے (۶)۔

امام ابن ابی شیبہؒ نے مجاہدؒ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ جب سنگریزہ مسجد سے نکالا جاتا ہے تو وہ چیختا ہے یا تسبیح بیان کرتا ہے (۷)۔

امام ابن ابی شیبہؒ نے حضرت سعید بن جبیرؒ سے روایت نقل کی ہے کہ سنگریزہ اسے گالی دیتا ہے اور لعنت کرتا ہے جو اسے مسجد سے نکالتا ہے (۸)۔

---

(۱) المعجم الکبیر، ۲:۱۰۳ رقم (۱۴۵۴)

(۲) جبیر بن مطعم بن عدی بن نوفل القرشی النوفلی، ابو محمد، المدنی، صحابی رسول اللہ ﷺ، قریش کے علماء اور سرداروں میں سے تھے۔ [الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ، ۱:۴۶۲ رقم (۱۰۹۳)]

(۳) المعجم الکبیر، ۲:۱۳۹ رقم رقم (۱۵۸۹)

(۴) المعجم الکبیر، ۲:۱۳۹ رقم رقم (۱۵۹۰)

(۵) مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب: الصلوات، باب: من کرہ اخراج الحصی من المسجد، رقم (۷۸۴۰)

(۶) مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب: الصلوات، باب: من کرہ اخراج الحصی من المسجد، رقم (۷۸۴۱)

(۷) مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب: الصلوات، باب: من کرہ اخراج الحصی من المسجد، رقم (۷۸۴۲)

(۸) مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب: الصلوات، باب: من کرہ اخراج الحصی من المسجد، رقم (۷۸۴۵)

امام ابن ابی شیبہؒ نے حضرت سلیمان بن یسارؒ سے روایت نقل کی ہے کہ سنگریزہ کو جب مسجد سے نکالا جاتا ہے تو وہ چیختا چلاتا ہے یہاں تک کہ اسے اسکی جگہ لوٹا دیا جائے (۱)۔

امام ابن ابی شیبہؒ، امام ترمذیؒ اور ابن ماجہؒ نے حضرت فاطمہؓ بنت رسول اللہ ﷺ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب مسجد میں داخل ہوتے تو فرماتے، بسم اللہ والسلام علی رسول اللہ، اے اللہ! میرے گناہ بخش دے، میرے لیے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔ جب باہر نکلتے تو کہتے بسم اللہ والسلام علی رسول اللہ، اے اللہ! میرے گناہ بخش دے اور میرے لیے اپنے فضل کے دروازے کھول دے (۲)۔

امام ابن ابی شیبہؒ نے حضرت قتادہؓ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مساجد کو انکا حق دو۔ عرض کی گئی مساجد کا کیا حق ہے؟ فرمایا مسجد میں بیٹھنے سے پہلے دو رکعت نماز (۳)۔

امام ابن ابی شیبہؒ نے حضرت ابن مسعودؓ سے روایت نقل کی ہے کہ قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی یہ ہوگی کہ مساجد کو راستے بنالیا جائے گا (۴)۔

امام عبد بن حمیدؒ نے حضرت عاصمؒ سے روایت نقل کی ہے کہ یُسَبِّحُ یاء کے نصب کے ساتھ ہے (۵)۔

امام ابن ابی شیبہ اور بیہقیؒ نے شعب الایمان میں حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ چاشت کی نماز کا ذکر قرآن حکیم میں ہے ﴿یُسَبِّحُ لَهٗ فِیۡهَا بِالۡغُدُوِّ وَالۡاٰصَالِ﴾ (۶)۔

---

(۱) مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب: الصلوات، باب: من کرہ اخراج الحصی من المسجد، رقم (۷۸۴۶)

(۲) مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب: الدعاء، باب: مایدعو بہ الرجل وھو فی المسجد، رقم (۲۹۷۶۴)
سنن الترمذی، کتاب: الصلاۃ، باب: ماجاء مایقال عند دخول المسجد، رقم (۳۱۴)
سنن ابن ماجۃ، کتاب: المساجد والجماعات، باب: الدعاء عند الدخول رقم (۳۱۴)
سنن ابن ماجۃ، کتاب: المساجد والجماعات، باب: الدعاء عند الدخول رقم (۷۷۱)
شیخ الالبانیؒ نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔ [الالبانی، ناصر الدین، صحیح ابن ماجۃ، ج ۱، ص ۱۲۸ رقم (۶۲۵)]۔

(۳) مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب: الصلوات، باب: من کان یقول اذا دخلت المسجد، رقم (۳۴۲۲)

(۴) مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب: الصلوات، باب: من کان یقول اذا دخلت المسجد، رقم (۳۴۲۰)

(۵) روایت نہیں ملی

(۶) مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب: الصلوات، باب: من کان یصلیھا، رقم (۷۷۹۶)

رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَن ذِكْرِ اللَّهِ وَإِقَامِ الصَّلٰوةِ وَإِيتَآءِ الزَّكٰوةِ يَخَافُونَ يَوْماً تَتَقَلَّبُ فِيهِ الْقُلُوبُ وَالْأَبْصَارُ ﴿٣٧﴾ لِيَجْزِيَهُمُ اللَّهُ أَحْسَنَ مَا عَمِلُوا وَيَزِيدَهُم مِّن فَضْلِهِ ط وَاللَّهُ يَرْزُقُ مَن يَشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿٣٨﴾

"(یعنی ایسے) لوگ جن کو خدا کے ذکر اور نماز پڑھنے اور زکوٰۃ دینے سے نہ سوداگری غافل کرتی ہے نہ خرید وفروخت۔ وہ اُس دن سے جب دل (خوف اور گھبراہٹ کے سبب) الٹ جائیں گے اور آنکھیں (اوپر چڑھ جائے گی) ڈرتے ہیں [۳۷] تاکہ خدا اُن کو اُن کے عملوں کا بہت اچھا بدلہ دے اور اپنے فضل سے زیادہ بھی عطاء کریں۔ اور جس کو چاہتا ہے خدا بے شمار رزق دیتا ہے" [۳۸]

امام احمدؒ حضرت اُم سلمہؓ سے وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتی ہیں کہ عورتوں کی بہترین مسجد ان کے گھروں کی پست جگہ ہے (۱)۔

امام ابن ابی شیبہؒ، عبد بن حمیدؒ اور ابن منذرؒ حضرت ابوحمید ساعدیؓ (۲) سے وہ اپنے باپ سے وہ اپنی دادی حضرت ام حمیدؓ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ہمارے خاوندوں نے ہمیں منع کر دیا کہ ہم آپ کے ساتھ نماز پڑھیں جب کہ ہم آپ کے ساتھ نماز پڑھنا پسند کرتی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہارا کمروں میں نماز پڑھنا گھروں میں نماز پڑھنے سے بہتر ہے اور تمہارا گھروں میں نماز پڑھنا جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے سے افضل ہے (۳)۔

امام ابن ابی شیبہؒ نے حضرت ابن مسعودؓ سے روایت نقل کی ہے: کسی بھی عورت نے اس نماز سے بہتر نماز نہیں پڑھی ہوگی جو وہ اپنے کمرے میں پڑھتی ہے مگر یہ کہ وہ مسجد حرام میں نماز پڑھتے مگر بوڑھی عورت اپنے صحن میں نماز پڑھے (۴)۔

---

(۱) مسند احمد: کتاب: باقی مسند الانصار، باب: حدیث اُم سلمۃ زوج النبی ﷺ، رقم (۲۶۵۸۴)

امام ھیثمیؒ نے اس حدیث پر حکم لگاتے ہوئے لکھا ہے: رواہ احمد وابویعلیٰ ولفظہ خیر الصلوٰۃ النساء فی قعرھن، ورواہ الطبرانی فی الکبیر وفیہ ابن لھیعۃ وفیہ کلام [مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، ۲:۱۵۴ رقم (۲۱۰۵)]۔ شعیب الانوطؒ نے اس حدیث پر حکم لگاتے ہوئے لکھا ہے: حدیث حسن بشواھدہ [تعلیقات شعیب الارنوط علیٰ مسند احمد، رقم (۲۶۵۸۴)]

(۲) منذر بن سعد بن منذر، الانصاری، المدنی، ابوحمید الساعدی، آپ کے نام کے بارے میں تراجم کی کتابوں میں شدید اختلاف پایا جاتا ہے۔ غزوہ اُحد میں شریک رہے۔ ۶۰ھ کو معاویہؓ کے آخر آیام میں وفات پا گئے تھے۔ [الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ، ۷:۹۴ رقم (۹۷۸۷)]

(۳) مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب: الصلوات، باب: من کرہ ذلک، رقم (۷۶۲۰)

(۴) مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب: الصلوات، باب: من کرہ ذلک، رقم (۷۶۱۴)

امام ابن ابی حاتمؒ اور ابن مردویہؒ حضرت ابو ہریرہؓ سے وہ رسول اللہ ﷺ ﴿رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَن ذِكْرِ اللَّهِ﴾ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کا فضل تلاش کرنے کیلئے سفر کرتے ہیں (۱)۔

امام ابن مردویہؒ اور دیلمیؒ حضرت ابو سعید خدریؓ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کا فضل تلاش کرنے کیلئے سفر کرتے ہیں (۲)۔

امام ابن مردویہؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے یہ روایت نقل کی ہے: وہ ایسے لوگ تھے جو اللہ تعالیٰ کا فضل چاہتے اور خرید و فروخت کرتے جب نماز کیلئے اذان کو سنتے تو جو چیز بھی انکے ہاتھوں میں ہوتی اسے پھینک دیتے، مسجد کیلئے اٹھ کھڑے ہوتے اور نماز پڑھتے (۳)۔

امام طبرانیؒ اور ابن مردویہؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ کی قسم! وہ تاجر تھے، انکی تجارت اور خرید و فروخت انہیں اللہ کے ذکر سے غافل نہ کرتی (۴)۔

امام ابن حاتمؒ، حاکمؒ (جب کہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے) اور بیہقیؒ نے شعب میں حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ مثال ﴿مَثَلُ نُورِهِ كَمِشْكَوٰةٍ﴾ ان لوگوں کی بیان فرمائی ہے جنہیں تجارت اور خرید و فروخت اللہ کے ذکر سے غافل نہیں کرتی۔ وہ سب سے بڑے تاجر اور خرید و فروخت کرنے والے تھے۔ لیکن انہیں تجارت اور خرید و فروخت اللہ کے ذکر سے غافل نہیں کرتی (۵)۔

امام عبد بن حمیدؒ، ابن جریرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ انہیں تجارت فرض نماز میں حاضر ہونے سے نہیں روکتی (۶)۔

---

(۱) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النور، ۸: ۲۶۰۷ رقم (۱۴۶۴۵)

(۲) شوکانی، فتح القدیر، سورۃ النور، ۴: ۵۳

(۳) شوکانی، فتح القدیر، سورۃ النور، ۴: ۵۳

(۴) المعجم الکبیر، رقم (۱۷۷۸۸)

(۵) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النور، ۸: ۲۶۰۷ رقم (۱۴۶۴۶)
مستدرک، کتاب: التفسیر، باب: تفسیر سورۃ النور، رقم (۳۵۰۶)
شعب الایمان، ۳: ۷۷ رقم (۲۹۲۲)

(۶) تفسیر الطبری، سورۃ النور، ۹: ۳۳۲ رقم (۲۶۱۵۱)
تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النور، ۸: ۲۶۰۷ رقم (۱۴۶۵۴)

امام فریابیؒ نے حضرت عطاءؒ سے اس قسم کی روایت نقل کی ہے(۱)۔

امام عبدالرزاقؒ، عبد بن حمیدؒ، ابن جریرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن عمرؓ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ بازاروں میں تھے تو اقامت کہی گئی۔ ان لوگوں نے اپنی دکانیں بند کر دیں۔ پھر مسجد میں داخل ہو گئے تو حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا: انہی کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی (۲)۔

سعید بن منصورؒ، ابن جریرؒ، طبرانیؒ اور بیہقیؒ نے شعب میں حضرت ابن مسعودؓ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے تاجروں کو دیکھا جنہوں نے اذان سنی اپنے سامان چھوڑے اور نماز کیلئے کھڑے ہو گئے۔ فرمایا انہیں کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی (۳)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ضحاکؒ سے اس آیت کی تفسیر نقل کی ہے کہ اس سے مراد وہ تاجر ہیں جو اپنے بازاروں میں خرید و فروخت کرتے ہیں جب نماز کا وقت ہوتا ہے تو خرید و فروخت انہیں اللہ کے ذکر سے غافل نہیں کرتی۔ وہ اس دن سے ڈرتے ہیں جس میں دل اور آنکھیں پٹھی کی پٹھی رہ جاتی ہیں۔ کہا انکے دل پیٹ میں پھرتے رہتے ہیں، وہ نکلنے پر قادر نہیں ہوتے یہاں تک کہ گلے میں پھنس جاتے ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿اِذِ الْقُلُوْبُ لَدَى الْحَنَاجِرِ كٰظِمِيْنَ﴾ (۴) کا یہی مفہوم ہے (۵)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت زید بن اسلمؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یَوْمًا سے مراد قیامت کا دن ہے (۶)۔

امام احمدؒ نے زہد میں اور عبد بن حمیدؒ نے حضرت ابوالدرداءؓ سے روایت نقل کی ہے کہ میں پسند کرتا ہوں کہ اس رات پر خرید و فروخت کروں اور ہر روز تین سو دینار نفع کماؤں اور نماز میں شامل ہو جاؤں جب کہ مجھے یقین ہو کہ یہ حلال ہے۔ لیکن یہ زیادہ پسند کرتا ہوں کہ میں ان لوگوں سے ہو جاؤں جن کا ذکر اس آیت کریمہ میں ہے (۷)۔

---

(۱) تفسیر الطبری، سورۃ النور، ۹:۳۳۱ رقم (۲۶۱۵۰)
تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النور، ۸:۲۶۰۷ رقم (۱۴۶۴۷)

(۲) تفسیر الطبری، سورۃ النور، ۹:۳۳۱ رقم (۲۶۱۴۹)

(۳) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النور، ۸:۲۶۰۷ رقم (۱۴۶۴۹)

(۴) القرآن العظیم، غافر، ۱۸

(۵) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النور، ۸:۲۶۰۷ رقم (۱۴۶۶۱)

(۶) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النور، ۸:۲۶۰۷ رقم (۱۴۶۶۲)

(۷) تفسیر ابن ابی حاتم،، سورۃ النور، ۸:۲۶۰۷ رقم (۱۴۶۶۳)

امام ہناد بن سریؒ نے زہد میں، محمد بن نصرؒ(۱) نے کتاب الصلوۃ میں ابن ابی حاتمؒ، ابن مردویہؒ اور بیہقیؒ نے شعب الایمان میں حضرت اسماء بنت یزیدؓ(۲) سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے روز اللہ تعالیٰ تمام لوگوں کو جمع کرے گا، دعوت دینے والوں کو آواز سنائے گا اور نظر سب کو دیکھے گی، ایک ندا کرنے والا کھڑے ہو کر ندا کرے گا وہ لوگ کہاں ہیں جو خوشحالی اور تنگ دستی میں اللہ کی حمد بیان کرتے تھے۔ وہ کھڑے ہوں گے۔ انکی تعداد بالکل تھوڑی ہوگی وہ جنت میں بغیر حساب داخل ہو جائیں گے۔ پھر وہ دوبارہ آواز دے گا وہ لوگ کہاں ہیں جن کے پہلو بستروں سے دور رہے؟ وہ کھڑے ہوں گے، ان کی تعداد تھوڑی ہوگی اور وہ بغیر حساب کے داخل ہو جائیں گے۔ وہ منادی پھر ندا کرے گا وہ لوگ کہاں ہیں جنہیں تجارت اور خرید و فروخت اللہ کے ذکر سے غافل نہ کرتی تھی۔ وہ کھڑے ہوں گے ان کی تعداد تھوڑی ہوگی تو وہ جنت میں بغیر حساب کے داخل ہو جائیں گے۔ پھر سارے لوگ اٹھیں گے اور ان کا حساب لیا جائیگا(۳)۔

امام حاکمؒ (جب کہ حاکمؒ نے اسے صحیح قرار دیا ہے)، ابن مردویہؒ نے اور بیہقیؒ نے شعب الایمان میں حضرت عقبہ بن عامرؓ سے روایت نقل کی ہے کہ ہم ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لوگوں کو ایک میدان میں جمع کیا جائے گا سب تک نظر پہنچے گی اور دعوت دینے والا سب تک آواز پہنچا سکے گا۔ تو ایک ندا کرنے والا ایک ندا کرے گا سب ٹھہرنے والے آج جان جائیں گے کہ کن کے لیے آج عزت ہے؟ یہ اعلان وہ تین دفعہ کرے گا۔ پھر وہ اعلان کریگا وہ لوگ کہاں ہیں جن کے پہلو بستروں سے جدا رہے؟ پھر وہ اعلان کریگا وہ لوگ کہاں ہیں جنہیں تجارت اور خرید و فروخت اللہ کے اور نماز قائم کرنے سے غافل نہ کر سکی؟ پھر فرمائے گا وہ لوگ کہاں ہیں جو اللہ کی حمد کرتے تھے(۴)۔

---

(۱) محمد بن نصر المروزی، ابو عبداللہ، بغداد میں پیدا ہوئے، نیشاپور میں بڑے ہوئے اور سمرقند میں سکونت پذیر ہوئے اور وہاں وفات پا گئے تھے۔ فقہ اور حدیث کے امام اور لوگوں میں سب سے زیادہ علم رکھنے والے تھے۔ احکام اور صحابہ کے اختلافات کا عالم تھا۔ [تذکرۃ الحفاظ، ۲: ۶۵۰ رقم (۶۷۴)]

(۲) اسماء بنت یزید بن سکن بن رافع، الانصاریہ، اُم سلمۃ، آپ کو صحابیۃ الرسول ﷺ ہونے کا شرف حاصل ہے۔ آپؓ کو یرموک میں شریک رہی تھی۔ [الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ، ۷: ۴۹۸ رقم (۱۰۸۱۰)]

(۳) ہناد بن سری، الزھد، ۱: ۱۳۴ رقم (۱۷۵)
تفسیر ابن ابی حاتم: سورۃ النور، ۸: ۲۶۱۰ رقم (۱۴۶۶۳)
شعب الایمان، ۱: ۲۸۵ رقم (۳۰۸)

(۴) مستدرک: کتاب: التفسیر، باب: تفسیر سورۃ النور، رقم (۳۵۰۸)۔ امام حاکمؒ نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔
شعب الایمان، ۳: ۱۷۰ رقم (۳۲۴۶)

امام احمدؒ، ابویعلیٰؒ اور ابن حبانؒ نے حضرت ابوسعیدؓ سے وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ رب العالمین ارشاد فرمائے گا عنقریب یہاں جمع ہونے والے جان جائیں گے کہ اہل کرامت کون ہیں عرض کی گئی اہل کرامت کون ہیں؟ یارسول اللہ ﷺ؟ فرمایا مساجد میں اللہ کا ذکر کرنے والے (۱)۔

امام بیہقیؒ نے شعب الایمان میں حضرت بصریؒ سے روایت نقل کی ہے: قیامت کا روز ہوگا ایک منادی کرنے والا ندا کرے گا یہاں جمع ہونے والے لوگ عنقریب جان جائیں گے کہ بزرگی والے لوگ کون ہیں؟ وہ لوگ کہاں ہیں جن کے پہلو بستروں سے الگ رہے وہ خوف وامید کی حالت میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے رہے، جو کچھ ہم نے انہیں دیا تھا اسے وہ خرچ کرتے رہے؟ وہ اٹھیں گے اور لوگوں کی گردنیں پھلانگتے ہوئے آگے بڑھیں گے۔ وہ پھر اعلان کرے گا یہاں جمع ہونے والے عنقریب جان لیں گے کہ بزرگی والے کون ہیں؟ وہ لوگ کہاں ہیں جنہیں تجارت اور خرید و فروخت اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غافل نہ کرتی تھی؟ لوگ اٹھیں گے اور لوگوں کی گردنیں پھلانگتے ہوئے آگے بڑھیں گے۔ وہ پھر اعلان کرے گا عنقریب یہاں جمع ہونے والے جان جائیں گے کہ کرامت والے کون ہیں؟ وہ لوگ کہان ہیں جو ہر حال میں اللہ تعالیٰ کی حمد کیا کرتے تھے؟ وہ اٹھیں گے تو ان کی تعداد بہت زیادہ ہوگی جو باقی بچیں گے انکے لیے حساب وکتاب ہوگا (۲)۔

وَالَّذِينَ كَفَرُوا أَعْمَالُهُمْ كَسَرَابٍ بِقِيعَةٍ يَحْسَبُهُ الظَّمْآنُ مَاءً حَتَّىٰ إِذَا جَاءَهُ لَمْ يَجِدْهُ شَيْئًا وَوَجَدَ اللَّهَ عِندَهُ فَوَفَّاهُ حِسَابَهُ وَاللَّهُ سَرِيعُ الْحِسَابِ ﴿٣٩﴾ أَوْ كَظُلُمَاتٍ فِي بَحْرٍ لُّجِّيٍّ يَغْشَاهُ مَوْجٌ مِّن فَوْقِهِ مَوْجٌ مِّن فَوْقِهِ سَحَابٌ ظُلُمَاتٌ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ إِذَا أَخْرَجَ يَدَهُ لَمْ يَكَدْ يَرَاهَا وَمَن لَّمْ يَجْعَلِ اللَّهُ لَهُ نُورًا فَمَا لَهُ مِن نُّورٍ ﴿٤٠﴾

"جس لوگوں نے کفر کیا اُن کے اعمال کی مثال ایسی ہے جیسے میدان میں ریت کہ پیاسا اُسے پانی سمجھے یہاں تک کے جب اُس کے پاس آئے تو اُسے کچھ بھی نہ پائے اور خدا ہی کو اپنے پاس دیکھے تو اُسے اُس کا حساب پورا پورا چکا

---

(۱) مسند احمد، کتاب: باقی مسند المکثرین، باب: مسند ابی سعید الخدریؓ، رقم (۱۱۷۴۰)
مسند ابی یعلیٰ، من مسند ابی سعید الخدریؓ، رقم (۱۴۰۳_۱۰۴۶)
صحیح ابن حبان، کتاب: الرقائق، باب: الاذکار، رقم (۸۱۶)
حسین سلیم احمد نے اس حدیث کی سند کو ضعیف قرار دیا ہے۔ تعلیقات حسین سلیم اسد علیٰ مسند ابی یعلیٰ، رقم (۱۴۰۴)
شعیب الانوءط نے اس حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے۔ تعلیقات شعیب الارنوءط علی صحیح ابن حبان، رقم (۶۸۱۶)

(۲) شعب الایمان، ۱: ۴۵۳ رقم (۶۹۳)

دیے۔اور خدا جلد حساب کرنے والا ہے[۳۹]یا(اُن کے اعمال کی مثال ایسی ہے)جیسے دریائے عمیق میں اندھیرے جس پر لہر چڑھی چلی آتی ہو اور اُس کے اوپر اور لہر(آرہی ہو)اور اُس کے اوپر بادل ہو،غرض اندھیرے ہی اندھیرے ہو ں،ایک پر ایک(چھپایا ہوا)جب اپنا ہاتھ نکالے تو کچھ نہ دیکھ سکے۔اور جس کو خدا روشنی نہ دے اُس کو(کہیں بھی)روشنی نہیں(مل سکتی)"[۴۰]

امام ابن جریرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے اس آیت کی تفسیر میں یہ روایت نقل کی ہے کہ یہ مثال ہے جو اللہ تعالیٰ نے پیاسے کی بیان فرمائی ہے،اس آدمی کی پیاس سخت ہو جاتی ہے وہ سراب دیکھتا ہے اور اسے پانی گمان کرتا ہے،وہ گمان کرتا ہے کہ وہ اس پر قادر ہو جائے گا یہاں تک کہ وہ اسکے پاس آتا ہے۔جب اسکے پاس آتا ہے تو وہاں کوئی چیز نہیں پاتا تو اسکی موت واقع ہو جاتی ہے۔اسی موقع پر کافر کہتا ہے اسکا عمل اسے فائدہ دے گا جب کہ وہ کسی حالت میں نہیں ہوتا یہاں تک کہ اسے موت آجاتی ہے۔جب اسے موت آجاتی ہے تو وہ اپنے عمل کو اس حالت میں نہیں پاتا کہ اسے کچھ فائدہ دے جس طرح سخت پیاسا سراب کے پاس جاتا ہے﴿ظُلُمٰت﴾ سے مراد اعمال اور﴿بَحۡرٍ لُّجِّيٍّ﴾ سے مراد انسان کا دل ہے۔اسے موج ڈھانپ لیتی ہے یعنی وہ پردہ جو دل،کان اور آنکھ پر پڑ جاتا ہے(۱)۔

ابن جریرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے ابن عباسؓ سے﴿كَسَرَابٍۭ بِقِيعَةٍ﴾ کا معنی ہموار زمین نقل کیا ہے(۲)۔

امام ابن ابی شیبہؒ،عبد بن حمیدؒ،ابن جریرؒ،ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت مجاہدؒ سے﴿كَسَرَابٍۭ بِقِيعَةٍ﴾ کی یہ وضاحت نقل کی ہے یعنی زمین کے ٹکڑے اور سراب کافر کا عمل ہے اور جب اسکی موت اور دنیا سے اسکا فراق آپہنچتا ہے تو دنیا سے جدائی کے وقت وہ اللہ تعالیٰ کو اپنے پاس پاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے پورا پورا حساب دے دیتا ہے(۳)۔

---

(۱) تفسیر الطبری،سورۃ النور،۹:۳۳۴رقم(۲۶۱۵۸)

تفسیر ابن ابی حاتم،سورۃ النور،۸:۲۶۱۱رقم(۱۴۶۷۴)

(۲) تفسیر الطبری،سورۃ النور،۹:۳۳۴رقم(۲۶۱۵۷)

تفسیر ابن ابی حاتم،۸:۲۶۱۱رقم(۱۴۶۶۹)

(۳) تفسیر الطبری،سورۃ النور،۹:۳۳۴رقم(۲۶۱۵۹)

تفسیر ابن ابی حاتم،سورۃ النور،۸:۲۶۱۱رقم(۱۴۶۷۰)

امام عبدالرزاقؒ، عبد بن حمیدؒ، ابن جریرؒ نے حضرت قتادہؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ زمین کا ٹکڑا (۱)۔

امام عبد بن حمیدؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ حضرت سدیؒ کے واسطے سے وہ اپنے باپ سے وہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ سے روایت کرتے ہیں کہ قیامت کے روز کفار کو پیاسا اٹھایا جائے گا تو کہیں گے پانی کہاں ہے؟ تو ان کے لئے سراب کی صورت پیدا کی جائے گی۔ وہ اسے پانی گمان کریں گے اور اس کی طرف چل پڑیں گے۔ وہ اللہ تعالیٰ کو اس کے پاس پائیں گے تو اللہ تعالیٰ انہیں پورا پورا حساب دے گا۔ اللہ تعالیٰ جلد حساب لینے والا ہے (۲)۔

امام عبدالرزاقؒ، عبد بن حمیدؒ ابن جریرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت قتادہؒ سے یہ تفسیر نقل کی ہے کہ لُجِّيٍّ سے مراد سخت گہرا ﴿يَّغْشٰهُ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ مَوْجٌ﴾ یہ گمراہیوں میں کافر کے عمل کی مثال ہے۔ اسکے لیے نکلنے کی کوئی جگہ نہیں وہ اسمیں اندھا ہوگا کچھ نہیں دیکھے گا (۳)۔

امام عبد بن حمیدؒ نے حضرت حسن بصریؒ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ بندہ کہے گا کہ اللہ کی قسم! میں نے اسے نہیں دیکھا اور نہ ہی دیکھنا ممکن تھا (۴)۔

امام ابن منذرؒ نے حضرت ابی امامہؓ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے کہا: اے لوگوں! تم ایسی جگہ صبح شام کرتے ہو جس میں تم نیکیاں اور برائیاں باری باری کرتے ہو۔ قریب ہے کہ تم اس سے ایسی منزل کی طرف منتقل ہو جاؤ۔ جو قبر ہے وہ تنہائی، تاریکی اور تنگی کا گھر ہے مگر جس کیلئے اسے اللہ تعالیٰ وسیع کر دے۔ پھر تم قیامت کے دن کی جگہوں کی طرف منتقل ہو گے۔ بے شک بعض ایسے جگہوں پر ہونگے جہاں لوگوں پر اللہ کا امر چھا جائے گا۔ بعض کے چہرے سیاہ اور بعض سفید ہو جائیں گے۔ پھر تم ایک جگہ جاؤ گے تو لوگوں کو سخت تاریکی ڈھانپ لے گی۔ پھر نور تقسیم کیا جائے گا تو مومن کو نور دیا جائے گا۔ کافر اور منافق کو چھوڑ دیا جائے گا۔ اسے کوئی چیز عطا نہ کی جائے گی۔ یہی وہ مثال ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں بیان فرمائی ہے ﴿اَوْ كَظُلُمٰتٍ فِيْ بَحْرٍ لُّجِّيٍّ﴾ کافر اور منافق مومن کے نور سے ضیاء حاصل نہیں کرے گا جس طرح اندھا بینا کی بینائی سے روشنی حاصل نہیں کرتا (۵)۔

---

(۱) تفسیر الطبری، سورۃ النور، ۹: ۳۳۴ رقم (۲۶۱۶۰)

(۲) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النور، ۸: ۲۶۱۱ رقم (۱۴۶۷۳)

(۳) تفسیر الطبری، سورۃ النور، ۹: ۳۳۵ رقم (۲۶۱۶۳)
تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النور، ۸: ۲۶۱۵ رقم (۱۴۶۹۴)

(۴) روایت نہیں ملی

(۵) تفسیر ابن کثیر، سورۃ النور، ۴: ۳۹۴

أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللّٰهَ يُسَبِّحُ لَهُ مَن فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَالطَّيْرُ صٰفّٰتٍ ط كُلٌّ قَدْ عَلِمَ صَلَاتَهُ وَتَسْبِيحَهُ ط وَاللّٰهُ عَلِيمٌ بِمَا يَفْعَلُونَ ﴿٤١﴾ وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَإِلَى اللّٰهِ الْمَصِيرُ ﴿٤٢﴾

"کیا تم نے نہیں دیکھا کہ جو لوگ آسمانوں اور زمین میں ہیں خدا کی تسبیح کرتے ہیں اور پَر پھیلائے ہوئے جانور بھی ۔اور سب اپنی نماز اور تسبیح کے طریقے سے واقف ہیں۔اور جو کچھ وہ کرتے ہیں (سب) خدا کو معلوم ہے[۴۱] اور آسمان اور زمین کی بادشاہی اُس کے لئے ہے۔اور خدا ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے"[۴۲]

امام ابن ابی شیبہؒ،عبد بن حمیدؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ، ابن ابی حاتمؒ اور ابوالشیخؒ نے العظمۃ میں حضرت مجاہدؒ سے ﴿قَدْ عَلِمَ صَلَاتَهُ وَتَسْبِيحَهُ﴾ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ نماز انسان کی اور تسبیح دوسری مخلوقات کی جسے اللہ تعالیٰ جانتا ہے(۱)۔

ابن ابی حاتمؒ نے مجاہدؒ سے ﴿وَالطَّيْرُ صٰفّٰتٍ﴾ کا یہ معنیٰ نقل کیا ہے کہ پرندے پر پھیلائے ہوئے (اللہ کی تعریف کررہے ہوتے ہیں)(۲)۔

امام عبد بن حمیدؒ نے حضرت قتادہؒ سے اسکا یہ معنیٰ نقل کیا ہے کہ پرندے اپنے پر صف در صف کیے ہوتے ہیں(۳)۔

امام ابوالشیخؒ نے العظمۃ میں حضرت مسعرؒ(۴) سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہاں اسے نماز کا نام تو دیا مگر رکوع وسجود کا ذکر نہیں کیا(۵)۔

---

(۱) تفسیر الطبری،سورۃ النور،۹:۳۳۷رقم(۲۶۱۶۷)
تفسیر ابن ابی حاتم،۸:۲۶۱۶رقم(۱۴۷۰۲)
ابوالشیخ،العظمۃ، ۵:۱۷۳۸

(۲) تفسیر ابن ابی حاتم،سورۃ النور،۸:۲۶۱۶رقم(۱۴۷۰۰)

(۳) تفسیر ابن ابی حاتم،۸:۲۶۱۶

(۴) مسعر بن کدام بن ظہر بن عبیدۃ،الھلالی،العامری،ابوسلمۃ،ثقہ اور فاضل راوی اور علماء الحدیث میں سے تھے۔۱۵۳ھ یا ۱۵۵ھ کو وفات پاگئے تھے۔[تھذیب التھذیب،۱۰:۱۰۲رقم(۲۱۰)]

(۵) ابوالشیخ،العظمۃ، ۵:۱۷۳۸

أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللّٰهَ يُزْجِيْ سَحَاباً ثُمَّ يُؤَلِّفُ بَيْنَهٗ ثُمَّ يَجْعَلُهٗ رُكَاماً فَتَرَى الْوَدْقَ يَخْرُجُ مِنْ خِلٰلِهٖ وَيُنَزِّلُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ جِبَالٍ فِيْهَا مِنْ بَرَدٍ فَيُصِيْبُ بِهٖ مَنْ يَشَآءُ وَيَصْرِفُهٗ عَنْ مَّنْ يَشَآءُ يَكَادُ سَنَا بَرْقِهٖ يَذْهَبُ بِالْأَبْصَارِ ﴿٤٣﴾ يُقَلِّبُ اللّٰهُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ إِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّأُوْلِي الْأَبْصَارِ ﴿٤٤﴾

"کیا تم نے دیکھا کہ خدا ہی بادلوں کو چلاتا ہے، پھر اُن کو آپس میں ملا دیتا ہے، پھر ان کو تہ بہ تہ کر دیتا ہے، پھر تم دیکھتے ہو کہ بادل میں سے مینہ نکل (کر برس) رہا ہے اور آسمان میں جو (اُولوں کے) پہاڑ ہیں، اُن سے اُولے نازل کرتا ہے تو جس پر چاہتا ہے اُس کو برسا دیتا ہے اور جس سے چاہتا ہے ہٹا رکھتا ہے۔ اور بادل میں جو بجلی ہوتی ہے اُس کی چمک آنکھوں کو خیرہ کر کے بینائی کو اُچکے لے جاتی ہے [۴۳] اور خدا ہی رات اور دن کو بدلتا رہتا ہے۔ اہل بصارت کے لئے اس میں بڑی عبرت ہے" [۴۴]

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ضحاکؒ سے ﴿الْوَدْقَ﴾ کا معنیٰ ارش نقل کیا ہے (۱)۔

امام ابن ابی شیبہؒ اور ابن منذرؒ نے حضرت مجاہدؒ سے ﴿الْوَدْقَ﴾ کا معنیٰ قطرے نقل کیا ہے (۲)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت مجاہدؒ سے ابو بجیلہ (۳) سے وہ اپنے باپ سے ﴿الْوَدْقَ﴾ کا معنیٰ بجلی نقل کیا ہے۔ (۴)۔

امام ابن جریرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن زیدؒ سے ﴿خِلٰلِهٖ﴾ کا معنیٰ بادل نقل کیا ہے (۵)۔

---

(۱) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النور، ۸: ۲۶۱۷ رقم (۱۴۷۱۰)

(۲) تفسیر الطبری، سورۃ النور ۱۰: ۱۹۵

(۳) ابو بجیلۃ، الدر المنثور میں یہی نام مذکور ہے حالانکہ جب اصل مصدر تفسیر ابن ابی حاتم کی طرف رجوع کیا گیا تو وہاں [ابو تمیلۃ] کا نام ذکر کیا گیا ہے۔ [تفسیر ابن ابی حاتم: سورۃ النور، ۸: ۲۶۱۸ رقم (۱۴۷۱۱)]۔۔ یحییٰ بن واضح المروزی، ابو تمیلۃ، الانصار کے مولیٰ تھے۔ آپ ایک قوی اور ثقہ راوی تھے۔ [تذکرۃ الحفاظ، ۷: ۳۷۵]

(۴) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النور، ۸: ۲۶۱۸ رقم (۱۴۷۱۱)

(۵) تفسیر الطبری، سورۃ النور، ۹: ۳۳۸ رقم (۲۶۱۷۳)

تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النور، ۸: ۲۶۱۸ رقم (۱۴۷۱۲)

امام ابن جریرؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ وہ خِلٰلِہٖ کو خَلَلِہٖ پڑھتے (۱)۔

امام ابن ابی حاتمؒ اور ابوالشیخؒ نے العظمۃ میں حضرت کعبؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اگر برف چوتھے آسمان سے نازل ہوتی تو جس چیز کے پاس سے گزرتی، اسے ہلاک کر دیتی (۲)۔

ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے ﴿سَنَا بَرْقِہٖ﴾ کا معنیٰ اس کی بجلی کی روشنی نقل کیا ہے (۳)۔

امام طستیؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت نافع بن ازرقؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے عرض کیا کہ مجھے ﴿سَنَا بَرْقِہٖ﴾ کے بارے میں بتایئے۔ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا. سنا کے معنی روشنی ہے۔ عرض کیا کیا عرب یہ معنیٰ جانتے ہیں؟ فرمایا ہاں۔ کیا تو نے ابوسفیان حارث (۴) کا شعر نہیں سنا:

یَدْعُوْ اِلَی الْحَقِّ لَا یَبْغِیْ بِہٖ بَدَلًا یَجْلُوْ بِضَوْءِ سَنَاہُ دَاجِیَ الظُّلَمِ (۵)۔

"وہ حق کی طرف دعوت دیتا ہے، اس کے بدلے میں کسی شے کی خواہش نہیں کرتا، وہ اپنی روشنی کے ذریعے تاریکیوں کو دور کرتا ہے"

امام عبدالرزاقؒ، عبد بن حمیدؒ، ابن جریرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے قتادہؒ سے ﴿سَنَا بَرْقِہٖ﴾ کا معنیٰ بجلی کی چمک نقل کیا ہے (۶)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت شہر بن حوشبؒ (۷) سے روایت نقل کی ہے کہ کعبؒ نے حضرت عبداللہ بن عمروؓ

---

(۱) تفسیر الطبری، سورۃ النور، ۹:۳۳۸ رقم (۲۶۱۷۱)

(۲) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النور، ۸:۲۶۱۸ رقم (۱۴۷۱۳)
ابوالشیخ، العظمہ، ۴:۱۲۶۱

(۳) تفسیر الطبری، سورۃ النور، ۹:۳۳۸ رقم (۲۶۱۷۲)
تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النور، ۸:۲۶۱۸ رقم (۱۴۷۱۸)

(۴) ابوسفیان بن الحارث بن عبدالمطلب بن ہاشم، الہاشمی، نبی کریم ﷺ کا چچا زاد و رضاعی بھائی، حلیمہ سعدیہ نے دونوں کو دودھ پلایا تھا۔ [الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ، ۷:۱۷۹ رقم (۱۰۰۲۲)]

(۵) مسائل نافع ازرق، ۱:۸۸

(۶) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النور، ۸:۲۶۱۹ رقم (۱۴۷۲۰)

(۷) شہر بن حوشب الاشعری، الشامی الحمصی، ابوسعید، صدوق، کثیر الارسال والاوھام، امام نسائی نے ضعیف قرار دیا ہے۔ [تھذیب التھذیب، ۴:۳۲۴ رقم (۶۳۵)]

سے برق کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے جواب دیا: جو اولوں سے پہلے ہوتی ہے پھر یہ آیت تلاوت کی ﴿جِبَالٍ فِيهَا مِنْ بَرَدٍ يَكَادُ سَنَابَرْقِهِ يَذْهَبُ بِالْأَبْصَارِ﴾ (۱)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت سدیؒ سے ﴿يُقَلِّبُ اللَّهُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ﴾ کا یہ ترجمہ نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ رات لاتا ہے اور دن لے جاتا ہے اور دن لاتا ہے اور رات لے جاتا ہے (۲)۔

وَاللَّهُ خَلَقَ كُلَّ دَابَّةٍ مِنْ مَاءٍ فَمِنْهُمْ مَنْ يَمْشِي عَلَىٰ بَطْنِهِ وَمِنْهُمْ مَنْ يَمْشِي عَلَىٰ رِجْلَيْنِ وَمِنْهُمْ مَنْ يَمْشِي عَلَىٰ أَرْبَعٍ يَخْلُقُ اللَّهُ مَا يَشَاءُ إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿٤٥﴾ لَقَدْ أَنْزَلْنَا آيَاتٍ مُبَيِّنَاتٍ وَاللَّهُ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ﴿٤٦﴾

"اور خدا ہی نے ہر چلنے پھرنے والے جاندار کو پانی سے پیدا کیا۔ تو اُس میں بعض ایسے ہیں کہ پیٹ کے بل چلتے ہیں اور بعض ایسے ہیں جو دو پاؤں پر چلتے ہیں اور بعض ایسے ہیں جو چار پاؤں پر چلتے ہیں۔ خدا جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے، بے شک خدا ہر چیز پر قادر ہے [۴۵] ہم یہ نے روشن آیتیں نازل کیں ہیں اور خدا جس کو چاہتا ہے سیدھے راستے کی طرف ہدایت کرتا ہے" [۴۶]

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن زیدؒ سے ﴿نطفه﴾ کا معنیٰ نطفہ نقل کیا ہے (۳)۔

امام عبد بن حمیدؒ نے حضرت عبداللہ بن مغفلؓ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے خَلَق کی جگہ خالق کا لفظ پڑھا ہے (۴)۔

امام ابن ابی شیبہؒ اور ابن منذرؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ ہر شہ چار اعضاء پر چلتی ہے مگر انسان (۵)۔

---

(۱) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النور، ۸: ۲۶۱۹ رقم (۱۴۷۱۴)

(۲) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النور، ۸: ۲۶۱۹ رقم (۱۴۷۲۳)

(۳) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النور، ۸: ۲۶۲۰ رقم (۱۴۷۲۵)

(۴) تفسیر الطبری، سورۃ النور، ۹: ۳۳۹

(۵) فتح القدیر، سورۃ النور، ۴: ۶۳

وَيَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالرَّسُوْلِ وَاَطَعْنَا ثُمَّ يَتَوَلّٰى فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ ؕ وَمَآ اُولٰٓئِكَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٤٧﴾ وَاِذَا دُعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿٤٨﴾ وَاِنْ يَّكُنْ لَّهُمُ الْحَقُّ يَاْتُوْٓا اِلَيْهِ مُذْعِنِيْنَ ﴿٤٩﴾ اَفِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ اَمِ ارْتَابُوْٓا اَمْ يَخَافُوْنَ اَنْ يَّحِيْفَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَرَسُوْلُهٗ ؕ بَلْ اُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿٥٠﴾ اِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذَا دُعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اَنْ يَّقُوْلُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿٥١﴾ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَخْشَ اللّٰهَ وَيَتَّقْهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ﴿٥٢﴾

"اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم خدا پر اور رسول ﷺ پر ایمان لائے اور (اُن کا) حکم مان لیا پھر اُس کے بعد اُن میں سے ایک فرقہ پھر جاتا ہے اور یہ لوگ صاحبِ ایمان ہی نہیں ہیں [۴۷] اور جب اُن کو خدا اور اُس کے رسول ﷺ کی طرف بلایا جاتا ہے تاکہ (رسولِ خدا ﷺ) اُن کا قضیہ چکا دیں تو اُن میں سے ایک فرقہ منہ پھیر لیتا ہے [۴۸] اگر (معاملہ) حق (ہو اور) اُن کو (پہنچتا) ہو تو اُن کی طرف مطیع ہو کر چلے آتے ہیں [۴۹] کیا اُن کے دلوں میں بیماری ہے یا (یہ) شک میں ہیں یا اُن کو یہ خوف ہے کہ خدا اور اُس کا رسول ﷺ اُن کے حق میں ظلم کرینگے (نہیں) بلکہ یہ خود ظالم ہیں [۵۰] مومنوں کی تو یہ بات ہے کہ جب خدا اور اُس کے رسول ﷺ کی طرف بلائے جائیں تاکہ وہ اُن میں فیصلہ کریں تو کہیں کہ ہم نے (حکم) سن لیا اور مان لیا۔ اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں [۵۱] اور جو شخص خدا اور اُس کے رسول ﷺ کی فرمان برداری کرے گا اور اُس سے ڈرے گا تو ایسے لوگ مراد کو پہنچنے والے ہیں" [۵۲]

امام عبد بن حمیدؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت قتادہؒ سے یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اس سے مراد منافق لوگ ہیں جنہوں نے ایمان اور اطاعت کو ظاہر کیا وہ اس کے باوجود اللہ کی راہ میں چلنے، اللہ کی اطاعت کرنے اور اسکے رسول کی معیت میں جہاد کرنے سے رکتے تھے (۱)۔

امام عبد بن حمیدؒ، ابن منذر اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت حسن بصریؒ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ کے زمانے میں ایک آدمی کا دوسرے آدمی کے ساتھ جھگڑا ہوتا جب اسے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے کی

(۱) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النور، ۸: ۲۶۲۱ رقم (۱۴۷۳۴)

دعوت دی جاتی وہ حق پر ہوتا تو وہ تسلیم کر لیتا اور جانتا کہ نبی کریم ﷺ اسکے حق میں فیصلہ کریں گے اور جب وہ ظلم کا ارادہ کرتا تو اسے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضری کی دعوت دی جاتی تو وہ اعلان کرتا اور کہتا فلاں کے پاس چلو تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس کے اور جس کے بھائی کے درمیان کوئی چیز ہو تو اسے مسلمانوں کے صالحوں میں سے کسی کی طرف دعوت دی جائے تو وہ بات نہ مانے تو وہ ظالم ہے اسکا کوئی حق نہیں (۱)۔

امام طبرانیؒ نے حضرت حسن بصریؒ سے وہ حضرت سمرہؓ (۲) سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جسے سلطان کی طرف بلایا گیا وہ بات نہ مانے تو وہ ظالم ہے اسکا کوئی حق نہیں (۳)۔

وَأَقْسَمُوا بِاللَّهِ جَهْدَ أَيْمَانِهِمْ لَئِنْ أَمَرْتَهُمْ لَيَخْرُجُنَّ ط قُلْ لَا تُقْسِمُوا طَاعَةٌ مَعْرُوفَةٌ ط إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ ﴿٥٣﴾

"اور (یہ) خدا کی سخت سخت قسمیں کھاتے ہیں کہ اگر تم اُن کو حکم دو تو (سب گھروں سے) نکل کھڑے ہوں۔ کہہ دو کہ قسمیں مت کھاؤ، پسندیدہ فرمانبرداری (درکار ہے)۔ بیشک خدا تمہارے سب اعمال سے خبردار ہے" [۵۳]

امام ابن مردویہؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ کچھ لوگ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ اگر آپ ہمیں حکم دیں کہ ہم اپنے مال چھوڑ دیں تو ہم ایسا کر گزریں گے تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا (۴)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے مقاتلؒ سے یہ قول نقل کیا کہ یہ آیت جہاد کے متعلق نازل ہوئی۔ اللہ تعالیٰ انہیں حکم دیتا ہے کہ وہ کسی چیز کے بارے میں قسم نہ اُٹھائیں۔ انہیں حکم دیا کہ ان سے نبی کریم ﷺ کی اطاعت معروف ہونی چاہیے قسمیں نہ ہونی چاہئیں (۵)۔

---

(۱) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النور، ۸: ۲۶۲۲ رقم (۱۴۷۴۰)

(۲) سمرۃ بن جندب بن ھلال بن جدیح الفرازی، ابوسعید، آپ کو صحابی رسول اللہ ﷺ ہونے کا شرف حاصل ہے۔ انصار کے معروف لوگوں میں سے تھے۔ ۵۸ھ کو بصرہ میں وفات پا گئے تھے۔ [الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ، ۳: ۱۷۸ رقم (۳۴۷۶)۔ تھذیب التھذیب، ۴: ۲۰۷ رقم (۴۱۱)]

(۳) المعجم الکبیر، باب: السین، رقم (۶۹۳۹)

(۴) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النور، ۸: ۲۶۲۵

(۵) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النور، ۸: ۲۶۲۵ رقم (۱۴۷۵۱)

امام ابن منذرؒ نے حضرت مجاہدؒ سے یہ معنیٰ نقل کیا ہے کہ تمہاری اطاعت جانی پہچانی ہے کہ تم نبی کریم ﷺ کو جھٹلاتے ہو(۱)۔

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا عَلَيْهِ مَا حُمِّلَ وَعَلَيْكُمْ مَّا حُمِّلْتُمْ وَإِنْ تُطِيعُوهُ تَهْتَدُوا ۚ وَمَا عَلَى الرَّسُولِ إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ ﴿٥٤﴾

"کہہ دو کہ خدا کی فرمانبرداری کرو اور رسول خدا کے حکم پر چلو۔ اگر منہ موڑو گے تو رسول ﷺ پر (اُس چیز کا ادا کرنا) جو اُس کے ذمے ہیں اور تم پر (اُس چیز کا ادا کرنا) ہے جو تمہارے ذمے ہے اور اگر تم اُن کے فرمان پر چلو گے تو سیدھا راستہ پالو گے اور رسول ﷺ کے ذمے تو صاف صاف (احکام خدا کا) پہنچا دینا ہے"[۵۴]

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت سدیؒ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿فَإِنَّمَا عَلَيْهِ مَا حُمِّلَ﴾ کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ اس پر لازم کیا ہے جس پیغام حق کے ساتھ اسے بھیجا گیا ہے اس کی تمہیں تبلیغ کرے اور تم پر لازم ہے کہ تم اسکی اطاعت کرو اور وہ تمہیں جس بات کا حکم دے اس پر عمل کرو(۲)۔

امام ابن ابی حاتمؒ حضرت ابوزبیرؒ(۳) سے وہ حضرت جابرؓ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ ان سے پوچھا گیا کہ اگر مجھ پر ایک فاجر حاکم ہو میں اسکے ساتھ ایسے آدمی پاؤں جو گمراہ ہیں کیا میں اسکے ساتھ جنگ کرو یا نہیں جب کہ میں اس سے نہ محبت رکھتا ہوں اور نہ ہی اس کی حمایت کرتا ہوں۔ فرمایا گمراہوں سے جنگ کروں جہاں بھی تم اسے پاؤ۔ جہاں تک امام کا تعلق ہے اسکے ذمہ وہ ہے جو اس پر لازم کیا گیا اور تیرے ذمہ وہ ہے جو تجھ پر لازم کیا گیا(۴)۔

امام بخاریؒ نے تاریخ میں حضرت وائلؓ(۵) نے روایت نقل کی ہے: وہ فرماتے ہیں، میں نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا: اگر ہم پر ایسے حکمران مقرر ہوں جو اطاعت خداوندی بجالانے والے نہ ہوں؟ آپ ﷺ نے

---

(۱) تفسیر مظہری، سورۃ النور، ۶:۴۲۲

(۲) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النور، ۸:۲۶۲۵ رقم (۱۴۷۵۵)

(۳) محمد بن مسلم بن تدرس، القرشی، الاسدی، ابوالزبیر المکی، تابعی، حافظ الحدیث تھے۔ ایک ثقہ راوی ہونے کے ساتھ آپ پر مدلس ہونے کے الزامات بھی پائے جاتے ہیں۔ [طبقات المدلسین، ۱:۴۵ رقم (۱۰۱)]

(۴) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النور، ۸:۲۶۲۵ رقم (۱۴۷۵۶)

(۵) وائل بن حجر بن سعید بن مسروق بن الحضرمی، ابوھیندہ، یمن سے تعلق رکھنے والے جس نے نبی کریم ﷺ سے ساتھ منبر پر کھانا کھایا تھا۔ آپ کے والد یمن کے سرداروں میں سے تھے۔ [الاصابۃ فی تمیز الصحابہ، ۶:۵۹۶ رقم (۹۱۰۶)]

جواب دیا اُن سے اُن کے اعمال کے بارے میں پوچھا جائے گا اور آپ سے آپ کے اعمال کے بارے سوال ہوگا (۱)۔

امام ابن ابی شیبہؒ، امام مسلمؒ، امام ترمذیؒ امام ابن جریرؒ نے تھذیب میں اور ابن مردویہؒ نے علقمہ بن وائل الحضرمی (۲) سے آپ نے والدِ محترم سے روایت نقل کی ہے کہ سلمۃ بن یزیدؓ (۳) نبی کریم ﷺ کے پاس تشریف لائے اور دریافت کیا اگر ہمارے حکمران ہم سے حق وصول کریں اور ہمیں اپنا حق نہ دیں؟ آپ ﷺ نے جواب دیا اسکے ذمہ وہ ہے جو اس پر لازم کیا گیا اور تیرے ذمہ وہ ہے جو تجھ پر لازم کیا گیا (۴)۔

امام جریرؒ، ابن قانعؒ (۵) اور طبرانیؒ علقمہ بن وائل الحضرمی نے سلمۃ بن یزید الجھنیؓ سے روایت نقل کی ہے: میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ اگر آپ کے بعد ہم پر حکمران مقرر ہو وہ ہم سے ہمارا حق لے اور ہمارا حق ہمیں نہ دے؟ ہم اُن سے لڑ لینگے اور بعض کرینگے؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اُن کے ذمے وہ ہے جو اُن پر لازم ہے اور تمہارے ذمے وہ ہے جو تم پر لازم ہے (۶)۔

---

(۱) التاریخ الکبیر ج، ۱: ۴۲ رقم (۷۷)

(۲) علقمۃ بن وائل بن حجر الحضرمی، الکندی، الکوفی، نبی کریم ﷺ کے جلیل القدر صحابی کے بیٹے، ثقہ اور قلیل الحدیث تابعین میں شمار ہوتے تھیب۔ [تھذیب التھذیب، ۷: ۲۴۷ رقم (۴۸۸)]

(۳) سلمۃ بن یزید بن مشجعۃ بن الجمع بن مالک الجعفی، الکوفی،، صحابی رسول ﷺ ہونے کا عظیم مرتبہ حاصل ہے۔ کوفہ میں مقیم رہے اور وہی وفات پا گئے۔ [الاصابۃ فی تمیز الصحابہ، ۳: ۱۶۵ (۳۴۰۷)]

(۴) مصنف ابن ابی شیبۃ: کتاب: الفتن، باب: من کرہ الخروج فی الفتن وتعوذ عنھا، رقم (۳۷۲۶۱)

صحیح مسلم: کتاب: الامارۃ، باب: فی طاعۃ الامراء وان منعوا الحقوق، رقم (۱۸۴۶)

سنن الترمذی: کتاب: الفتن عن رسول اللہ، باب: ماجاء ستکون فتن کقطع اللیل، رقم (۲۱۹۹)

(۵) عبدالباقی بن قانع، ابوالحسین، حافظ الحدیث اور اہل العلم والدرایہ میں سے تھے۔ اگر چہ آپ علم کا خزانہ شمار کئے جاتے تھے لیکن آخری وقت میں آپ مضطرب ہو گئے تھے۔ [تاریخ بغداد، ۱۱: ۸۸ رقم (۵۷۷۵)۔ لسان المیزان، ۳: ۳۸۳ رقم (۱۵۳۶)]

(۶) المعجم الکبیر، ۷: ۴۰ رقم (۶۳۲۲)

ابن قانع، عبدالباقی بن قانع، معجم الصحابۃ، ۷: ۱۷۰، رقم (۱۹۳۹) امام ھیثمیؒ نے اس حدیث پر حکم لگاتے ہوئے لکھا ہے: رواہ الطبرانی وفیہ عبید بن عبیدۃ ولم اعرفہ بقیۃ رجالہ الثقات. مجمع الزوائد، ۵: ۳۹۷ رقم (۱۹۱۴)

شیخ الالبانیؒ نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔ الالبانی، ناصر الدین، السلسلۃ الصحیحۃ، ۴: ۶۴۱ رقم (۱۹۸۷)

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْناً يَعْبُدُوْنَنِي لَا يُشْرِكُوْنَ بِي شَيْئاً وَّمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَأُولٰئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿٥٥﴾ وَأَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَأَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿٥٦﴾ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مُعْجِزِيْنَ فِي الْأَرْضِ وَمَأْوٰهُمُ النَّارُ ط وَلَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿٥٧﴾

"جولوگ تم میں سے ایمان لائے اور نیک کام کرتے رہے اُن سے خدا کا وعدہ ہے کہ اُن کو ملک کا حاکم بنادیگا جیسا اُن سے پہلے لوگوں کو حاکم بنایا تھا اور اُن کے دین کو جیسے اُس نے اُن کے لئے پسند کیا ہے مستحکم و پائیدار کرے گا اور خوف کے بعد اُن کو امن بخشے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے اور میرے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ بنائیں گے۔ اور جو اُس کے بعد کفر کریں تو ایسے لوگ بدکردار ہیں [۵۵] اور نماز پڑھتے رہو اور زکوٰۃ دیتے رہو اور پیغمبر خدا کے فرمان پر چلتے رہو تا کہ تم پر رحمت کی جائے [۵۶] اور ایسا خیال نہ کرنا کہ تم پر کافر لوگ غالب آجائینگے (وہ جاہی کہاں سکتے ہیں) اُن کا ٹھکانہ دوزخ ہے اور وہ بہت بُرا ٹھکانہ ہے" [۵۷]

امام ابن ابی حاتمؒ اور ابن مردویہؒ نے حضرت براءؓ (۱) سے اس آیت ﴿وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا﴾ کے بارے میں قول نقل کیا ہے: یہ ہمارے بارے میں نازل ہوئی جبکہ ہم سخت خوف کی کیفیت میں مبتلا تھے (۲)۔

امام عبد بن حمیدؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابوالعالیہؒ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ کے صحابہ مکہ مکرمہ میں تقریباً دس سال تک خفیہ طریقہ سے اللہ وحدہٗ لاشریک اور اس کی عبادت کی طرف دعوت دیتے رہے جبکہ وہ خوف زدہ بھی تھے۔ انہیں جنگ کرنے کا حکم بھی نہ تھا یہاں تک کہ ان ہیں مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کا حکم دیا گیا۔ وہ لوگ مدینہ طیبہ آئے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں جنگ کا حکم دیا جبکہ وہ خوف میں مبتلا تھے۔ وہ صبح وشام مسلح رہتے تھے۔ جب اللہ تعالیٰ نے چاہا ان کے حالات بدل گئے۔ پھر ایک صحابی کی یا رسول اللہ! ﷺ کیا ہم اسی طرح حالت خوف میں رہیں گے، کیا ہم پر ایسا وقت نہ آئے گا جس میں ہم امن میں ہوں گے، اسلحہ اتار دیں گے، رسول اللہ ﷺ نے

---

(۱) البراء بن عازب بن الحارث بن عدی الانصاری، الاوسی، الحارثی، ابوعمارہ یا ابوعمرو، صحابی رسول ﷺ ہیں۔ غزوہ بدر میں چھوٹے ہونے کی وجہ سے شرکت نہ کرسکے، غزوہ اُحد میں شریک رہیں اور کل چودہ غزوات میں شرکت کی ہے۔ کوفہ کو مسکن بنایا اور وہی ۷۲ھ کو وفات پاگئے تھے۔ [الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ، ۱: ۲۷۸]

(۲) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النور، ۸: ۲۶۲۸ رقم (۱۴۷۶۸)

فرمایا: تمہارے احوال تھوڑے عرصہ بعد ہی بدل جائیں گے یہاں تک کہ تم میں سے ایک آدمی بڑے اجتماع میں بیٹھے گا، اس نے چادر سے پہلو سمیٹے ہوں گے، ان میں کسی کے پاس کوئی اسلحہ نہ ہوگا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے جزیرۂ عرب پر اپنے نبی کریم ﷺ کو غلبہ عطا فرمایا۔ وہ امن میں ہو گئے۔ اسلحہ رکھ دیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی روح کو قبض کر لیا۔ یہ لوگ حضرت ابو بکر صدیقؓ، حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ کے دور میں حالت امن میں رہے یہاں تک کہ وہ فتنہ میں پڑ گئے، نعمت کی ناشکری کی، وہ خوف جو ان سے اٹھا لیا گیا تھا اللہ تعالیٰ نے ان پر مسلط کر دیا۔ انہوں نے کمرے اور سپاہی رکھ لیے۔ انہوں نے اپنے احوال کو بدلا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے احوال کو بدل دیا (۱)۔

امام ابن منذرؒ، طبرانیؒ نے اوسط میں حاکمؒ (جب کہ حاکمؒ نے اسے صحیح قرار دیا ہے) ابن مردویہؒ، بیہقیؒ نے دلائل میں اور ضیاءؒ نے مختارہ میں حضرت ابی بن کعبؓ سے روایت نقل کی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہؓ مدینہ طیبہ آئے اور انصار نے انہیں پناہ دی تو تمام عرب ان کے دشمن بن گئے۔ وہ صبح و شام اسلحہ اٹھائے پھرتے تھے۔ صحابہ نے کہا تم دیکھتے ہو کہ ہم ایسی زندگی بھی گزار دیں گے کہ ہم رات بے خوف ہو کر گزاریں گے اور ہمیں اللہ تعالیٰ کے سوا کا کسی کا خوف نہ ہوگا۔ تو یہ آیت نازل ہوئی (۲)۔

امام احمدؒ، ابن مردویہؒ، جب کہ الفاظ انہیں کے ہیں اور بیہقیؒ نے دلائل میں حضرت ابی بن کعبؓ سے روایت نقل کی ہے کہ جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی تو نبی کریم ﷺ نے اس رات کو بلندی، دین کے غلبہ، مدد اور زمین میں حکومت و اختیار کی بشارت دی جس نے آخرت کا عمل بھی دنیا کے لیے کیا تو اس کے لئے آخرت میں کوئی حصہ نہ ہوگا (۳)۔

---

(۱) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النور، ۸: ۲۶۲۸ رقم (۱۴۷۶۰)

(۲) مستدرک، کتاب: التفسیر، باب: تفسیر سورۃ النور، رقم (۳۵۱۲)

امام حاکمؒ نے اس حدیث پر حکم لگاتے ہوئے لکھا ہے: هذا الحديث صحيح الاسنا دولم يخرجاه، المستدرک، رقم (۳۵۱۲)

امام طبرانیؒ نے اس حدیث پر حکم لگاتے ہوئے لکھا ہے: لايروى هذا الحديث عن أبى بن كعب الا بهذ الاسنادتفرد به احمد بن سعيد الدارمى. [المعجم الاوسط، ۷: ۱۱۹ رقم (۷۰۲۹)]

(۳) مسند احمد، کتاب: مسند الانصار، باب: حدیث ابی العالیۃ الریاحی، عن ابی بن کعب، رقم (۲۰۷۱۷)۔ امام ہیثمیؒ نے اس حدیث پر حکم لگاتے ہوئے لکھا ہے: رواه احمد من طرق ورجال احمد رجال صحيح، مجمع الزوائد، ۱۰: ۳۷۶ رقم (۱۷۶۴۶)

امام عبد بن حمیدؒ نے حضرت عاصمؒ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے ﴿ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُم ﴾ کو یاء کے ساتھ ﴿ استخلف ﴾ کو تاء کے رفع اور لام کے کسرہ کے ساتھ اور ﴿ ليمكنن ﴾ کو یاء اور نون ثقیلہ کے ساتھ اور ﴿ لَيُبَدِّلَنَّهُمْ ﴾ کو یاء اور نون خفیفہ کے ساتھ پڑھا ہے (۱)۔

امام عبد بن حمیدؒ نے حضرت عطیہؒ سے روایت نقل کی ہے کہ اس آیت کریمہ کا مصداق بیت والے ہیں اور اپنے ہاتھ سے قبلہ کی طرف اشارہ کیا (۲)۔

امام عبد بن حمیدؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت قتادہؒ سے روایت نقل کی ہے کہ آیت میں دین سے مراد اسلام ہے (۳)۔

امام عبد بن حمیدؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے ﴿ لَا يُشْرِكُونَ بِي شَيْئًا ﴾ کا معنیٰ یہ کیا ہے کہ وہ میرے سوا کسی سے بھی نہ ڈریں (۴)۔

امام فریابیؒ، ابن ابی شیبہؒ، عبد بن حمیدؒ اور ابن منذرؒ نے حضرت مجاہدؒ سے یہ معنیٰ نقل کیا ہے کہ وہ میرے سوا کسی سے نہ ڈریں اور ﴿ فاسقون ﴾ سے مراد نافرمان ہیں (۵)۔

امام عبد بن حمیدؒ نے ابو العالیہؒ سے کفر کا معنیٰ یہ نقل کیا ہے کہ اس نے اللہ تعالیٰ کی نعمت کا انکار کیا اللہ تعالیٰ کا انکار نہیں کیا (۶)۔

امام ابن مردویہؒ نے حضرت ابو شعثاءؒ (۷) سے روایت نقل کی ہے کہ میں حضرت حذیفہؓ اور حضرت ابن مسعودؓ کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔ حضرت حذیفہؓ نے کہا نفاق ختم ہو گیا ہے۔ نفاق صرف رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں تھا۔ آج تو ایمان کے بعد کفر ہے۔ حضرت ابن مسعودؓ مسکرائے، فرمایا تو یہ کیسے کہتا ہے؟ حضرت حذیفہ نے کہا: اس

---

(۱) تفسیر الطبری، سورۃ النور، ۹:۸۱

(۲) تفسیر الطبری، سورۃ النور، ۹:۸۱

(۳) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النور، ۸:۲۶۲۸ رقم (۱۴۷۷۰)

(۴) تفسیر الطبری، سورۃ النور، ۹:۸۱

(۵) تفسیر الطبری، سورۃ النور، ۹:۸۱

(۶) تفسیر الطبری، سورۃ النور، ۹:۸۱

(۷) سلیم بن اسود بن حنظلۃ، ابو الشعثاء، المحاربی الکوفی، ابن مسعودؓ کے قابل اصحاب میں سے تھے۔ ثقاہت میں اپنی مثال آپ سمجھے جاتے تھے۔ کوفہ میں حجاج کے زمانے میں وفات پا گئے تھے۔ [التاریخ الکبیر، ۴:۱۲۰ رقم (۲۱۷۶)۔ تہذیب الکمال، ۱۱:۲۴۰ رقم (۲۴۸۴)]

ارشاد کی بناء پر ﴿وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا﴾ (۱)

امام عبد بن حمیدؒ نے قتادہؒ سے ﴿مُعْجِزِيْنَ فِي الْاَرْضِ﴾ کا یہ معنیٰ نقل کیا ہے کہ جو زمین میں پہلے ہو گزرے ہیں۔ واللہ اعلم (۲)۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِيَسْتَاْذِنْكُمُ الَّذِيْنَ مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ وَالَّذِيْنَ لَمْ يَبْلُغُوا الْحُلُمَ مِنْكُمْ ثَلٰثَ مَرّٰتٍ مِنْ قَبْلِ صَلٰوةِ الْفَجْرِ وَحِيْنَ تَضَعُوْنَ ثِيَابَكُمْ مِّنَ الظَّهِيْرَةِ وَمِنْ ۢ بَعْدِ صَلٰوةِ الْعِشَاءِ ثَلٰثُ عَوْرٰتٍ لَّكُمْ لَيْسَ عَلَيْكُمْ وَلَا عَلَيْهِمْ جُنَاحٌ بَعْدَهُنَّ طَوّٰفُوْنَ عَلَيْكُمْ بَعْضُكُمْ عَلٰى بَعْضٍ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۵۸﴾ وَاِذَا بَلَغَ الْاَطْفَالُ مِنْكُمُ الْحُلُمَ فَلْيَسْتَاْذِنُوْا كَمَا اسْتَاْذَنَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۵۹﴾

"مومنو! تمہارے غلام لونڈیاں اور جو بچے تم میں سے بلوغ کو نہیں پہنچے تین دفعہ یعنی (تین اوقات میں) تم سے اجازت لیا کریں۔ (ایک تو) نمازِ صبح سے پہلے اور (دوسرے گرمی کی دوپہر کو) جب تم کپڑے اُتار دیتے ہو۔ اور تیسرے عشاء کی نماز کے بعد۔ (یہ) تین (وقت) تمہارے پردے (کے) ہیں اُن کے (آگے) پیچھے (یعنی دوسرے وقتوں میں) نہ تم پر کچھ گناہ ہے اور نہ اُن پر۔ کہ کام کاج کے لئے ایک دوسرے کے پاس آتے رہتے ہو۔ اس طرح خدا اپنی آیتیں کھول کھول کر بیان فرماتا ہے اور خدا بڑا علم والا اور بڑا حکمت والا ہے [۵۸] اور جب تمہارے لڑکے بالغ ہو جائیں تو اُن کو بھی اسی طرح اجازت لینی چاہیے جس طرح اُن سے اگلے (یعنی بڑے آدمی) اجازت حاصل کرتے رہے ہیں۔ اس طرح خدا تم سے اپنی آیتیں کھول کھول کر سناتا ہے۔ اور خدا جاننے والا اور حکمت والا ہے" [۵۹]

---

(۱) تفسیر الطبری، سورۃ النور، ۸۱:۹

(۲) فتح القدیر، سورۃ النور، ۸: ۲۶۲۸، رقم (۱۴۷۷۱)

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت مقاتل بن حیانؒ سے روایت نقل کی ہے کہ ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ ایک انصاری اور اسکی بیوی اسماء بنت مرثدؓ(۱) نے نبی کریم ﷺ کیلئے کھانا تیار کیا۔ حضرت اسماءؓ نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ یہ کتنی قبیح بات ہے کہ آدمی بیوی اور اس کے خاوند کے پاس آتا ہے جب کہ وہ دونوں ایک کپڑے میں ہوتے ہیں اور اس سے اجازت بھی نہیں لیتا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اسی کے متعلق یہ آیت کریمہ ﴿یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا﴾ نازل فرمائی ﴿ الَّذِیْنَ مَلَكَتْ اَیْمَانُكُمْ﴾ سے مراد غلام اور باندیاں ہیں ﴿وَالَّذِیْنَ لَمْ یَبْلُغُوا الْحُلُمَ مِنْكُمْ﴾ سے مراد مردوں اور عورتوں سے آزاد افراد ہیں(۲)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے اس آیت کی تفسیر میں حضرت سدیؒ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ کے کچھ صحابہ ایسے تھے جنہیں یہ بات اچھی لگتی تھی کہ وہ ان اوقات میں اپنی بیویوں سے ہم بستری کریں تاکہ پھر وہ غسل کریں اور نماز کیلئے جائیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے انہیں حکم دیا کہ وہ غلاموں اور بچوں کو حکم دیں کہ وہ ان اوقات میں بغیر اجازت کے داخل نہ ہوں(۳)۔

ابن مردویہؒ نے ثعلبہ قرظیؒ(۴) سے وہ عبداللہ بن سویدؓ(۵) سے روایت نقل کرتے ہیں کہ میں نے کریم ﷺ سے عشاء کے بعد کپڑے اُتارنے اور صبح کی نماز سے پہلے، ﴿ثَلٰثُ عَوْرٰتٍ﴾ کے متعلق پوچھا۔ فرمایا جب میں بعد دوپہر اپنے کپڑے اتاروں تو مجھ پر خادموں میں سے جو کوئی بھی داخل نہ ہو، جو ابھی بالغ نہیں ہوا اور مزدوروں میں سے بھی کوئی اجازت کے بغیر داخل نہ ہو(۶)۔

امام عبد بن حمیدؒ اور امام بخاریؒ نے الادب میں حضرت ثعلبہ بن ابی مالک قرظیؒ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ حضرت عبداللہ بن سویدؓ کے پاس گیا جو بنی حارثہ سے تعلق رکھتا تھا تاکہ اس سے ثَلٰثُ عَوْرٰتٍ کے بارے میں پوچھے۔ وہ ان پر عمل کیا کرتے تھے۔ عبداللہؓ نے پوچھا تو کیا ارادہ رکھتا ہے؟ میں نے کہا میں ان پر عمل کرنا چاہتا ہوں

---

(۱) اسماء بنت مرثد کے حالاتِ زندگی معلوم نہ ہو سکے۔

(۲) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النور، ۸: ۲۶۳۳ رقم (۱۴۷۹۵)

(۳) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النور ۸: ۲۶۳۳ رقم (۱۴۷۹۶)

(۴) ثعلبۃ بن ابی مالک القرظی، ابو یحییٰ المدنی، بنی قریظہ کے امام مسجد تھے۔ حلیف الانصار کے لقب سے پہچانے جاتے تھے۔ آپ کے والد یہودی تھے اور بنو قریظہ کی ایک عورت کے ساتھ بیاہ کر چکے تھے، بنو قریظہ میں مقیم رہیں تھے۔ ثعلبۃ القرظی کے صحابیت میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ [تہذیب التہذیب، ۲: ۱۲ رقم (۳۹)]

(۵) عبداللہ بن سویدؓ کو صحابی رسول اللہ ﷺ ہونے کا شرف حاصل ہے۔ [الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ، ۴: ۱۲۳ رقم (۴۷۴۱)]

(۶) تفسیر الطبری، سورۃ النور، ۹: ۳۴۴

۔تو انہوں نے جواب دیا جب میں دوپہر کے وقت کپڑے اتار دوں تو میرے گھر والوں میں سے بالغ میرے پاس نہ آئے مگر میری اجازت سے آسکتا ہے۔مگر میں جب اسے بلاؤں تو یہ بھی اجازت ہے اور نہ اس وقت داخل ہو۔جب فجر صادق طلوع ہو اور لوگ حرکت کر رہے ہوں یہاں تک کہ نماز پڑھ لی جائے اور نہ ہی اس وقت جب عشاء کی نماز پڑھ لی جائے اور میں کپڑے اتار دوں یہاں تک کہ میں سو جاؤں۔فرمایا یہی اوقات ﴿ثَلٰثُ عَوْرٰتٍ﴾ ہیں (۱)۔

امام ابن سعدؒ نے حضرت سوید بن نعمانؓ (۲) سے روایت نقل کی ہے کہ سویدؒ سے ﴿ثَلٰثُ عَوْرٰتٍ﴾ کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا جب میں دوپہر کو اپنے کپڑے اتار دوں تو میرے گھر والوں میں سے بھی تیرے پاس کوئی نہ آئے یہاں تک کہ میں کسی کو بلاؤں تو میرا بلانا اجازت ہوگی۔جب فجر صادق طلوع ہو اور لوگ حرکت کر رہے ہوں یہاں تک کہ صبح کی نماز پڑھ لی جائے اور جب عشاء کی نماز پڑھ لی جائے اور میں کپڑے اتار دوں تو یہی اوقات ﴿ثَلٰثُ عَوْرٰتٍ﴾ ہیں (۳)۔

امام سعید بن منصورؒ، ابن ابی شیبہؒ، ابوداؤدؒ، ابن مردویہؒ اور بیہقیؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابن عباسؓ نے کہا ایک آیت ہے جس پر سب لوگوں نے یقین نہ کیا وہ اجازت والی آیت ہے۔میں اپنی اس لونڈی کو بھی حکم دیتا ہوں کہ وہ مجھ سے اجازت لے جب کہ چھوٹے قد کی لونڈی ان کے پاس کھڑی تھی (۴)۔

امام عبد بن حمیدؒ نے حضرت سعید بن جبیرؒ سے روایت نقل کی ہے کہ اس آیت کے بارے میں لوگ سستی کا مظاہرہ کرتے ہیں جبکہ یہ کبھی منسوخ نہیں ہوئی (۵)۔

---

(۱) الادب المفرد، کتاب: الاستیذان، باب: العورات الثلاث، رقم (۱۰۵۲)
شیخ الالبانیؒ نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔تعلیقات الالبانی علی الادب المفرد، رقم (۱۰۵۲)

(۲) سوید بن نعمان بن مالک بن عامر الانصاری، صحابی رسول ﷺ ہیں۔بیعت رضوان میں شریک رہے، خیبر اور اُحد میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ رہے، جنگ قادسیہ میں شہادت کا درجہ حاصل کیا تھا۔[الاصابہ فی تمیز الصحابۃ، ۳:۲۲۹ رقم (۳۶۱۴)]

(۳) تفسیر الطبری، سورۃ النور، ۹:۳۴۴

(۴) سنن ابی داود، کتاب: الادب، باب: الاستیذان فی العورات الثلاث، رقم (۵۱۹۱)
سنن البیھقی الکبری، کتاب: النکاح، باب: استیذان المملوک او الطفل، رقم (۱۳۳۳۳)
مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب: النکاح، باب: ما قالوا فی الرجل یستاذن علی جاریتہ رقم (۱۷۶۱۱)

(۵) مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب: النکاح، باب: ما قالوا فی الرجل یستاذن، رقم (۱۷۶۱۴)

امام ابن ابی شیبہؒ نے حضرت شعبیؒ سے یہ قول نقل کیا ﴿لِيَسْتَاْذِنْكُمُ الَّذِيْنَ مَلَكَتْ﴾ منسوخ نہیں ہے۔ کہا گیا کہ لوگ تو اس پر عمل نہیں کرتے۔ تو انہوں نے فرمایا اللہ المستعان (۱)۔

ابن ابی شیبہؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے: ان اوقات میں غلام اور نابالغ لوگوں کے پاس نہ جاتے تھے (۲)۔

امام ابن جریرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ لوگوں نے تین آیات کو چھوڑ دیا ہے، ان پر عمل نہیں کیا ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِيَسْتَاْذِنْكُمُ﴾ ۔سورۃ النساء کی آیت وَاِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ (۳) اور سورۃ الحجرات کی آیت ﴿اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ(٤)﴾(٥)

امام ابن منذرؒ، ابن ابی حاتمؒ اور بیہقیؒ نے سنن میں حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ جب خاوند عشاء کے بعد اپنی بیوی کے پاس اکیلا ہو تو اس پر کوئی خادم اور کوئی بچہ بغیر اجازت نہ جائے یہاں تک کہ وہ صبح کی نماز پڑھ لے۔ جب دوپہر کے وقت اپنی بیوی کے پاس تنہا ہو تو تو بھی یہی حکم ہے۔ انکے علاوہ بغیر اجازت کے داخل ہونے کی رخصت دی گئی ہے۔ اسی کی طرف ﴿عَلَيْكُمْ وَلَا عَلَيْهِمْ جُنَاحٌ﴾ میں اشارہ کیا گیا ہے اور بچہ جو بالغ ہو چکا ہو وہ میاں بیوی کے پاس بغیر ان کی اجازت داخل نہیں ہو سکتا۔ اسکی طرف ﴿وَاِذَا بَلَغَ الْاَطْفَالُ مِنْكُمُ﴾ میں اشارہ کیا گیا ہے (٦)۔

امام ابوداؤدؒ، ابن منذرؒ، ابن ابی حاتمؒ، ابن مردویہؒ اور بیہقیؒ نے سنن میں ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ دو آدمیوں نے حضرت ابن عباسؓ سے ﴿ثَلٰثُ عَوْرٰتٍ﴾ کے بارے میں پوچھا جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے قرآن میں حکم دیا ہے۔ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ستر والا ہے، وہ پردہ پوشی کو پسند کرتا ہے، لوگوں کے

---

(۱) مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب: النکاح، باب: ما قالوا فی الرجل یستاذن علیٰ جاریتہٗ رقم (۱۷۶۱۴)

(۲) مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب: النکاح، باب: ما قالوا فی الرجل یستاذن علیٰ جاریتہٗ رقم (۱۷۶۱۲)

(۳) القرآن الکریم، النساء، ۸

(۴) القرآن الکریم، الحجرات، ۱۳

(۵) تفسیر الطبری، سورۃ النور، ۹: ۳۴۶ رقم (۲۶۱۹۰)

تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النور، ۸: ۲۶۳۲ رقم (۱۴۷۸۹)

(٦) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النور، ۸: ۲۶۳۲ رقم (۱۴۷۸۹)

سنن البیہقی الکبری، کتاب: النکاح، باب: استیذان المملوک والطفل، رقم (۱۳۳۳۱)

دروازے پر پردے نہیں ہوتے تھے اور نہ ہی ان کے کمروں پر پردے ہوتے تھے، بعض اوقات آدمی کے پاس اچانک اس کا خادم، اس کا بچہ اور اس کی گود میں پرورش پانے والا یتیم آجاتا جب کہ وہ اپنی بیوی کے ساتھ حقوق زوجیت ادا کر رہا ہوتا۔ اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو حکم دیا کہ ان اوقات میں اجازت لے کر جائیں جن اوقات کا اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا ہے بعد میں اللہ تعالیٰ نے ستر کا حکم دیا اور ان کے لیے رزق کو فراخ کر دیا۔ تو لوگوں نے دروازوں پر پردے بنا لیئے۔ اور کمروں میں پردے لگا لیے تو لوگوں نے خیال کیا کہ اجازت (جس کے بارے میں حکم دیا گیا تھا) کو یہی کفایت کر جاتا ہے (۱)۔

امام ابن ابی شیبہؒ، امام بخاریؒ نے الادب میں، ابن جریرؒ اور ابن منذرؒ نے حضرت ابن عمرؓ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ حکم مردوں کیلئے ہے، عورتوں کیلئے نہیں (۲)۔

امام فریابیؒ نے حضرت ابن عمرؓ سے ﴿ ثَلٰثُ عَوْرٰتٍ لَّكُمْ لَيْسَ عَلَيْكُمْ وَلَا عَلَيْهِمْ جُنَاحٌ بَعْدَهُنَّ طَوّٰفُوْنَ عَلَيْكُمْ﴾ کے بارے میں یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ حکم عورتوں کیلئے ہے نہ کہ مردوں کیلئے کہ وہ بغیر اجازت کے داخل ہوں (۳)۔

امام ابن مردویہؒ نے حضرت ابو سلمہ بن عبد الرحمٰن (۴) وہ ازواج مطہرات میں سے ایک سے نقل کرتے ہیں کہ یہ حکم عورتوں کے بارے میں ہے کہ وہ اجازت لے کر داخل ہوں (۵)۔

امام حاکمؒ نے حضرت علی بن ابی طالبؓ سے روایت نقل کی ہے جب کہ حاکمؒ نے اسے صحیح قرار دیا ہے: ﴿لِيَسْتَاْذِنْكُمُ الَّذِيْنَ مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ﴾ اس سے مراد عورتیں ہیں کیونکہ مرد اجازت لیتے ہی ہیں (۶)۔

---

(۱) سنن ابی داود، کتاب: الادب، باب: الاستیذان فی العورات الثلاث، رقم (۵۱۹۲)
تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النور، ۸: ۲۶۳۲ رقم (۱۴۷۸۷)
سنن البیہقی الکبری، کتاب: النکاح، باب: استیذان المملوک او الطفل، رقم (۱۳۳۳۱)
شیخ الالبانیؒ نے اس حدیث کو حسن الاسناد قرار دیا ہے [تعلیقات الالبانی علی سنن ابی داود، رقم (۵۱۹۲)]

(۲) الادب المفرد، کتاب: الاستیذان، باب: لیستاذنکم الذین ملکت ایمانکم، رقم (۱۰۷۵)

(۳) مستدرک، کتاب: التفسیر، باب: تفسیر سورۃ النور، رقم (۳۵۱۳) (مثلہ)

(۴) ابو سلمہ بن عبد الرحمٰن بن عوف القرشی، المدنی، ابن صاحب رسول اللہ ﷺ ہیں۔ آپ کا شمار وقت کے ائمہ میں ہوتا تھا۔ [الطبقات الکبریٰ، ۵: ۱۵۵]

(۵) مستدرک، کتاب: التفسیر، باب: تفسیر سورۃ النور، رقم (۳۵۱۳) (مثلہ)

(۶) مستدرک، کتاب: التفسیر، باب: تفسیر سورۃ النور، رقم (۳۵۱۳)
امام حاکمؒ نے اس حدیث کو [صحیح الاسناد] قرار دیا ہے۔ امام ذہبیؒ نے بھی اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔ [المستدرک، رقم (۳۵۱۳)]

امام فریابیؒ، ابن ابی شیبہؒ، عبد بن حمیدؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے ابوعبداللہ سلمیؒ سے اس آیت کی تفسیر میں یہ روایت نقل کی ہے کہ یہ حکم عورتوں کے بارے میں خاص ہے مرد تو ہر حال میں دن اور رات اجازت لے کر ہی داخل ہوتے ہیں (۱)۔

امام فریابیؒ نے حضرت موسی بن ابو عائشہؒ (۲) سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے امام شعبیؒ سے اس آیت کی تفسیر کے بارے میں پوچھا کیا یہ منسوخ ہے؟ انہوں نے فرمایا نہیں (۳)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت حسن بصریؒ سے روایت نقل کی ہے: ﴿وَالَّذِيْنَ لَمْ يَبْلُغُوا الْحُلُمَ مِنْكُمْ﴾ سے مراد تمہارے بیٹے ہیں (۴)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت سعید بن جبیرؒ سے ﴿طَوّٰفُوْنَ عَلَيْكُمْ﴾ سے مراد وہ افراد لیے ہیں جو صبح شام آتے جاتے ہیں اور الْاَطْفَالُ سے مراد چھوٹے بچے ہیں۔ ﴿مِنْكُمُ الْحُلُمَ﴾ میں کم ضمیر سے مراد آدمی کی اپنی اولاد اور قریبی رشتہ داروں کی اولاد ہے۔ وہ اس طرح اجازت طلب کریں جس طرح آدمی کی اپنی بڑی اولاد اور رشتہ داروں کی اولاد اجازت طلب کرتی ہے (۵)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت مقاتلؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ﴿كَمَا اسْتَاْذَنَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ﴾ کا مفہوم یہ ہے جیسے وہ جو اس سے قبل ہی بالغ ہو چکے ہیں وہ اجازت لیتے ہیں، انہیں ہر حال میں اجازت لے کر آنے کا حکم دیا گیا ہے (۶)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت سعید بن مسیبؒ سے روایت نقل کی ہے کہ آدمی کو چاہیے کہ وہ اپنی ماں کی خدمت میں حاضر ہو تب بھی اجازت لے کیونکہ اسی بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ہے (۷)۔

---

(۱) مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب: النکاح، باب: ما قالوا فی الرجل یستاذن، رقم (۱۷۶۱۳)

(۲) موسیٰ بن ابی عائشہ الھمدانی، الکوفی، ابوالحسن، آپ ایک ثقہ اور قوی راوی الحدیث تھے۔ عالم باعمل اور ذاکرین اللہ میں سے تھے۔ اُن لوگوں میں سے شمار کیے جاتے ہیں جن کو دیکھ کر خدا یاد آتا ہے۔ [تھذیب التھذیب، ۱۰: ۳۱۴ (۶۲۷)]۔

(۳) روایت نہیں ملی

(۴) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النور، ۸: ۲۶۳۴ رقم (۱۴۸۰۰)

(۵) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النور، ۸: ۲۶۳۴ رقم (۱۴۸۱۵)

(۶) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النور، ۸: ۲۶۳۴ رقم (۱۴۸۱۸)

(۷) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النور، ۸: ۲۶۳۴ رقم (۱۴۸۲۰)

امام ابن ابی شیبہؒ، ابن جریر اور بیہقیؒ نے سنن میں حضرت ابن مسعودؓ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے آپ سے پوچھا کیا میں اپنی ماں سے اجازت لوں؟ فرمایا ہاں تو ہر حال میں اسے دیکھنا پسند نہیں کرتا ہوگا (۱)۔

امام ابن ابی شیبہؒ اور امام بخاریؒ نے الادب المفرد میں حضرت جابرؓ سے روایت نقل کی ہے کہ آدمی کو چاہیے کہ وہ اپنے بیٹے، اپنی والدہ اگرچہ بوڑھی ہو، اپنے بھائی، اپنی بہن اور اپنے باپ سے اجازت لے (۲)۔

امام سعید بن منصورؒ، امام بخاریؒ نے الادب المفرد میں، ابن منذر، ابن ابی حاتمؒ اور ابن مردویہؒ نے حضرت عطاءؒ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے حضرت ابن عباسؓ سے پوچھا کیا میں اپنی بہن سے اجازت لوں؟ فرمایا ہاں کیونکہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: ﴿لِيَسْتَاْذِنْكُمُ الَّذِيْنَ مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ وَالَّذِيْنَ لَمْ يَبْلُغُوا الْحُلُمَ مِنْكُمْ﴾ ان لوگوں کو اجازت لینے کا حکم ان تین اوقات میں دیا گیا ہے۔ فرمایا ﴿اِذَا بَلَغَ الْاَطْفَالُ مِنْكُمُ الْحُلُمَ﴾ تو پھر اجازت تمام امت پر واجب ہے (۳)۔

امام ابن جریرؒ نے حضرت زید بن اسلمؒ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے نبی کریم ﷺ سے عرض کی: کیا میں اپنی ماں سے اجازت طلب کروں؟ فرمایا ہاں کیا تو یہ پسند کرتا ہے کہ اسے بے لباس دیکھے (۴)۔

امام ابن جریرؒ اور بیہقیؒ نے سنن میں حضرت عطاء بن یسارؒ (۵) سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میں اپنی ماں سے اجازت لوں؟ فرمایا ہاں۔ عرض کی میں اسکے ساتھ گھر میں رہتا ہوں۔ فرمایا اس سے اجازت لیا کر۔ عرض کی میں اسکا خدمت گار ہوں، کیا میں جب بھی داخل ہوں اس سے اجازت طلب کروں؟ فرمایا کیا تو پسند کرتا ہے کہ تو اسے ننگا دیکھے۔ عرض کی نہیں۔ فرمایا اس سے اجازت لیا کر (۶)۔

---

(۱) مصنف ابن ابی شیبۃ، کتاب: النکاح، باب: ما قالوا فی الرجل یستاذن علیٰ اُمہ رقم (۱۷۶۰۳)

(۲) مصنف بن ابی شیبۃ، کتاب: النکاح، باب: ما قالوا فی الرجل یستاذن علیٰ اُمہ رقم (۱۷۶۰۵)
الادب المفرد، کتاب: الاستیذان، باب: الاستیذان علیٰ ابیہ ولدہ، رقم (۱۰۶۲)
شیخ الالبانیؒ نے اس حدیث کو ضعیف الاسناد موقوف قرار دیا ہے۔ [تعلیقات الالبانی علیٰ الادب المفرد، رقم (۱۰۶۲)

(۳) الادب المفرد، کتاب: الاستیذان، باب: الاستیذان علیٰ ابیہ ولدہ، رقم (۱۰۶۳)
شیخ الالبانیؒ نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔ [تعلیقات الالبانی علیٰ الادب المفرد، رقم (۱۰۶۳)

(۴) تفسیر الطبری، سورۃ النور، ۹:۲۹۶

(۵) عطاء بن یسار بن الھلالی، ابو محمد یا ابو عبداللہ، مولیٰ میمونہؓ، ایک ثقہ راوی اور کبار تابعین اور علماء حدیث میں سے شمار کئے جاتے تھے۔ [الطبقات الکبریٰ، ۵:۱۷۳۔ التاریخ الکبیر، ۶:۴۶۱ رقم (۲۹۹۲)]

(۶) تفسیر الطبری، سورۃ النور، ۹:۲۹۶

امام ابن ابی شیبہؒ، امام بخاریؒ نے الادب المفرد میں اور بیہقیؒ نے حضرت حذیفہؓ سے روایت کی ہے: کیا ایک آدمی اپنی والدہ سے اجازت لے؟ فرمایا ہاں، اگر تو ایسا نہیں کرے گا تو اسکا وہ حصہ دیکھے گا جو تو ناپسند کرتا ہے(۱)۔

امام ابن ابی شیبہؒ نے حضرت ابن سیرینؒ سے یہ قول نقل کیا ہے: ہمیں وہ سکھاتے تھے کہ ہم میں سے جب کوئی آئے تو کہے اسلام علیکم، کہ فلاں حاضر ہوسکتا ہے؟(۲)

امام ابن ابی شیبہؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف (۳) سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بدو تمہاری نماز پر غالب نہ آجائیں۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: ﴿وَمِنْ بَعْدِ صَلٰوةِ الْعِشَآءِ﴾ بے شک عتمہ یہ تو رات کو اونٹنی دوھنا ہے(۴)۔

امام ابن ابی شیبہؒ اور ابن مردویہؒ نے حضرت ابن عمرؓ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بدو تمہاری عشاء کی نماز پر غالب نہ آجائیں اللہ کی کتاب میں یہ نام عشاء ہے، عتمہ اونٹنی کے دوہنے کو کہتے ہیں(۵)۔

امام عبد بن حمیدؒ نے حضرت عاصمؒ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے ثَلٰثُ عَوْرٰتٍ کو منصوب پڑھا ہے(۶)۔

وَالْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَآءِ الّٰتِیْ لَا یَرْجُوْنَ نِکَاحاً فَلَیْسَ عَلَیْهِنَّ جُنَاحٌ أَن یَضَعْنَ ثِیَابَهُنَّ غَیْرَ مُتَبَرِّجٰتٍ بِزِیْنَةٍ وَأَنْ یَسْتَعْفِفْنَ خَیْرٌ لَّهُنَّ وَاللّٰهُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ﴿۶۰﴾

---

(۱) الادب المفرد، کتاب: الاستیذان، باب: الاستیذان علیٰ اُمہ، رقم (۱۰۶۰)
شیخ الالبانیؒ نے اس حدیث کو حسن قرار دیا ہے۔ [تعلیقات الالبانی علیٰ الادب المفرد، رقم (۱۰۶۰)
سنن البیھقی الکبری، کتاب: النکاح، باب: استیذان المملوک اوالطفل، رقم (۱۳۳۳۵)
امام بیھقیؒ نے اس حدیث کو مرسل قرار دیا ہے۔ [سنن الکبریٰ البیھقی، ۷: ۹۷ رقم (۱۳۳۳۵)]

(۲) مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب: الادب، باب: فی الرجل یدخل منزلہ مایقول رقم (۲۵۸۳۰)۔

(۳) عبدالرحمٰن بن عوف بن عبد بن الحارث بن زھرۃ القرشی، مشہور صحابی رسول اللہ ﷺ ہیں، عشرہ مبشرہ میں شامل ہیں۔ ھجرتین اور بدرین کا شرف حاصل کرنے والے تمام غزوات میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ شریک رہے تھے۔ [الطبقات الکبریٰ، ۳: ۱۲۴]

(۴) مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب: الصلوات، باب: من کرہ ان یقول العتمۃ، رقم (۸۰۷۷)

(۵) مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب: الصلوات، باب: من کرہ ان یقول العتمۃ، رقم (۸۰۷۸)

(۶) روایت نہیں ملی

"اور بڑی عمر کی عورتیں جن کو نکاح کی توقع نہیں رہی، اور وہ کپڑے اُتار کر سر ننگا کر لیا کریں تو اُن پر کچھ گناہ نہیں بشرطیکہ اپنی زینت کی چیزیں نہ ظاہر کریں۔ اور اُس سے بھی بچیں تو یہ اُن کے حق میں بہتر ہے۔ اور خدا سنتا اور جانتا ہے۔"[٦٠]

امام ابوداؤدؒ اور بیہقیؒ نے سنن میں ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے ﴿وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ (١)﴾ کو منسوخ کر دیا گیا ہے اور اس سے ﴿الْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَآءِ﴾ کو مستثنیٰ کر دیا گیا ہے (٢)۔

امام ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے اور بیہقیؒ نے سنن میں حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ ﴿الْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَآءِ﴾ سے مراد وہ عورت ہے جس کیلئے کوئی حرج نہیں کہ وہ اپنے گھر میں قمیص اور اوڑھنی کے ساتھ بیٹھے اور جب تک اپنے جسم کے اس حصہ کو ظاہر نہ کرے جس کے ظاہر کرنے کو اللہ تعالیٰ نے ناپسند کیا ہے تو وہ اپنی بڑی چادر اتار دے۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا یہی مفہوم ہے (٣)۔

امام ابوعبیدؒ نے فضائل میں، ابن منذرؒ، ابن انباریؒ نے مصاحف میں اور بیہقیؒ نے سنن میں حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ ﴿اَنْ يَّضَعْنَ ثِيَابَهُنَّ﴾ کی قراءت کرتے اور فرماتے یہاں سے ثیاب سے مراد بڑی چادر ہے (٤)۔

امام عبدالرزاقؒ، فریابیؒ، عبد بن حمیدؒ، ابن منذرؒ، ابن ابی حاتمؒ، طبرانیؒ اور بیہقیؒ نے سنن میں حضرت مسعودؓ سے ثیاب کا معنیٰ چادر اور جسم کے اوپر والے حصہ پر اوڑھی جانے والی چادر لی ہے (٥)۔

---

(١) القرآن الکریم، نور، ٣١

(٢) سنن ابی داود، کتاب: اللباس، باب: فی قولہ عزوجل: وقل للمومنات یغضضن، رقم (٤١١١)
سنن البیھقی الکبری، ٧: ٩٣، رقم (١٣٣٠٥)
شیخ الالبانیؒ نے اس حدیث کو حسن الاسناد قرار دیا ہے۔ [تعلیقات الالبانی علی سنن ابی داود، رقم (٤١١١)]

(٣) سنن البیھقی الکبری، ٧: ٩٣ رقم (١٣٣١١)

(٤) فضائل القرآن، ٢: ٩٢ رقم (٥٣٦)
سنن البیھقی الکبری، ٧: ٩٣ رقم (١٣٣٠٨)

(٥) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النور، ٨: ٢٦٤١ رقم (١٤٨٤٠)
المعجم الکبیر، ٩: ٢٠٩، رقم (٩٠٢٢)
سنن البیھقی الکبری، ٧: ٩٣ رقم (١٣٣٠٨)

امام سعید بن منصورؒ اور ابن منذرؒ نے اس آیت کی تفسیر میں حضرت ابن عمرؓ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ عورت چادر اتار دے(۱)۔

امام عبدالرزاقؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت حسن بصریؒ سے روایت نقل کی ہے کہ ﴿قواعد﴾ سے مراد وہ عورت ہے جو نکاح سے خانہ نشین ہو جائے (۲)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے سعید بن جبیر سے یہ روایت نقل کی ہے کہ قواعد سے مراد وہ بوڑھی عورت ہے جسے حیض نہ آتا ہو(۳)۔

امام ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت مجاہدؒ سے ﴿لَا يَرْجُوْنَ نِكَاحًا﴾ کا معنی یہ نقل کیا ہے کہ وہ نکاح کا ارادہ نہ کرے(۴)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت سدیؒ سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے مسلم جو حذیفہ بن یمانؓ کی زوجہ کے غلام تھے، نے بتایا کہ اس نے اپنے سیّد کے سر پر مہندی لگائی اور پھر ان کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس بارے میں پوچھا: تو انہوں نے فرمایا اے بیٹے! میں قواعد میں سے ہوں اور اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں وہ فرمایا ہے جو تو نے سن لیا ہے(۵)۔

امام ابن منذرؒ نے حضرت میمون بن مہرانؒ سے روایت نقل کی ہے کہ ابی بن کعبؓ اور حضرت ابن مسعودؓ کے مصحف میں ﴿ثِيَابَهُنَّ﴾ کی جگہ ﴿جلابيبهن﴾ کے الفاظ ہیں(۶)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن مسعودؓ اور حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ بھی ﴿ثِيَابَهُنَّ﴾ کی جگہ ﴿جلابيبهن﴾ کے الفاظ پڑھتے (۷)۔

---

(۱) روایت نہیں ملی

(۲) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النور، ۸: ۲۶۴۱ رقم (۱۴۸۴۸)

(۳) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النور، ۸: ۲۶۳۹ رقم (۱۴۸۳۳)

(۴) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النور، ۸: ۲۶۳۹ رقم (۱۴۸۳۴)

(۵) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النور، ۸: ۲۶۳۹ رقم (۱۴۸۳۲)

(۶) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النور، ۸: ۲۶۴۰ رقم (۱۴۸۴۲)

(۷) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النور، ۸: ۲۶۴۰ رقم (۱۴۸۴۲)

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت عائشہؓ سے روایت نقل کی ہے کہ آپ سے خضاب لگانے، رنگ کرنے، بالیاں پہننے، پازیب ڈالنے، سونے کی انگوٹھی اور باریک کپڑوں کے بارے میں پوچھا گیا تو حضرت عائشہؓ نے فرمایا: اے عورتوں! تمہارا سب قصہ ایک ہی ہے، اللہ تعالیٰ نے ان چیزوں کو حلال کیا ہے لیکن زینت عیاں نہیں ہونی چاہیے(۱)۔

امام عبد بن حمیدؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت مجاہد سے ﴿ وَاَنْ يَّسْتَعْفِفْنَ ﴾ کا معنیٰ کیا ہے کہ وہ اپنی چادریں پہنیں(۲)۔

امام سعید بن منصورؒ، ابن منذر اور بیہقیؒ نے سنن میں حضرت عاصم الاحولؒ (۳) سے روایت نقل کی ہے کہ میں حفصہ بنت سیرینؒ (۴) کی خدمت میں حاضر ہوا جب کہ انہوں نے اپنی چادر اپنے اوپر ڈال دی۔ تو میں نے کہا کیا اللہ تعالیٰ یہ نہیں فرماتا: ﴿وَالْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَآءِ الّٰتِیْ لَا یَرْجُوْنَ نِکَاحًا﴾ فرمایا اسکے بعد والا حصہ پڑھو وَاَنْ ﴿یَّسْتَعْفِفْنَ خَیْرٌ لَّهُنَّ﴾ یہ چادر ہے(۵)۔

لَيْسَ عَلَى الْأَعْمٰى حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْأَعْرَجِ حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْمَرِيْضِ حَرَجٌ وَّلَا عَلٰى أَنْفُسِكُمْ أَنْ تَأْكُلُوْا مِنْ بُيُوْتِكُمْ أَوْ بُيُوْتِ اٰبَآئِكُمْ أَوْ بُيُوْتِ أُمَّهٰتِكُمْ أَوْ بُيُوْتِ إِخْوَانِكُمْ أَوْ بُيُوْتِ أَخَوَاتِكُمْ أَوْ بُيُوْتِ أَعْمَامِكُمْ أَوْ بُيُوْتِ عَمّٰتِكُمْ أَوْ بُيُوْتِ أَخْوَالِكُمْ أَوْ بُيُوْتِ خٰلٰتِكُمْ أَوْ مَا مَلَكْتُمْ مَّفَاتِحَهٗ أَوْ صَدِيْقِكُمْ ط لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَأْكُلُوْا جَمِيْعًا أَوْ أَشْتَاتًا ط فَإِذَا دَخَلْتُمْ بُيُوْتًا فَسَلِّمُوْا عَلٰى أَنْفُسِكُمْ تَحِيَّةً مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُبٰرَكَةً طَيِّبَةً ط كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿٦١﴾

---

(۱) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النور، ۸: ۲۶۴۰ رقم (۱۴۸۴۹)

(۲) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النور، ۸: ۲۶۴۰ رقم (۱۴۸۵۴)

(۳) عاصم بن سلیمان الاحول، ابوعبدالرحمٰن، البصری، مولیٰ بنی تمیم، حافظ الحدیث اور ثقہ راوی تھے۔ [التاریخ الکبیر، ۶: ۴۸۵ رقم (۳۰۵۸)]

(۴) حفصۃ بنت سرین، اُم الھزیل الانصاریۃ، البصریۃ، آپ محمد بن سرین کی بہن تھی۔ [تھذیب التھذیب، ۱۲: ۴۳۸ رقم (۲۷۶۰)]

(۵) سنن البیھقی الکبری، کتاب: النکاح، باب: ما جاء فی قواعد من النساء رقم (۱۳۳۱۲)

"نہ تو اندھے پر کچھ گناہ ہے اور لنگڑے پر اور نہ بیمار پر اور نہ خود تم پر کہ اپنے گھروں سے کھانا کھاؤ یا اپنے باپوں کے گھروں سے یا اپنی ماؤں کے گھروں سے یا بھائیوں کے گھروں سے یا اپنی بہنوں کے گھروں سے یا اپنے چچاؤں کے گھروں سے یا اپنی پھوپھیوں کے گھروں سے یا اپنے ماموؤں کے گھروں سے یا اپنی خالاؤں کے گھروں سے یا اُس گھر سے جس کی کنجیاں تمہارے ہاتھ میں ہوں یا اپنے دوستوں کے گھروں سے (اور اُس کا بھی) تم پر کچھ گناہ نہیں کہ سب مل کر کھانا کھاؤ یا جدا جدا۔ اور جب گھروں میں جایا کرو تو اپنے (گھر والوں کو) سلام کیا کرو۔ (یہ) خدا کی طرف سے مبارک اور پاکیزہ تحفہ ہے۔ اس طرح خدا اپنی آیتیں کھول کھول کر بیان فرماتا ہے تاکہ تم سمجھو[٦١]"

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت سعید بن جبیرؒ سے روایت نقل کی ہے کہ جب کی آیت ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ (١)﴾ نازل ہوئی انصار نے کہا مدینہ طیبہ میں کھانے سے بڑھ کر کوئی معزز مال نہ تھا وہ نابینا کے ساتھ کھانا کھانے سے حرج محسوس کرتے تھے وہ کہتے نابینا آدمی کھانے کی جگہ نہیں دیکھ سکتا۔ وہ لنگڑے کے ساتھ بھی کھانا کھانا بھی ناپسند کرتے۔ وہ کہتے صحیح آدمی جگہ تک جلدی پہنچ جاتا ہے اور لنگڑا مزاحم ہونے کی طاقت نہیں رکھتا۔ وہ مریض کے ساتھ کھانا کھانا ناپسند کرتے۔ وہ کہتے یہ صحیح آدمی کی طرح کھانا نہیں کھا سکتا۔ وہ اپنے قریبی رشتہ داروں کے گھروں میں کھانا کھانے میں حرج محسوس کرتے تو یہ آیت نازل ہوئی یعنی نابینا کے ساتھ کھانا کھانے میں کوئی حرج نہیں (٢)۔

امام عبد بن حمیدؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت مقسمؒ سے روایت نقل کی ہے کہ لوگ نابینا، لنگڑے اور مریض کے ساتھ کھانا کھانا ناپسند کرتے تھے کیونکہ یہ لوگ اس طرح کھانا نہ کھا سکتے جیسے صحیح آدمی کھانا کھاتا ہے۔ تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی (٣)۔

امام عبدالرزاقؒ، ابن ابی شیبہؒ، ابراہیمؒ، عبد بن حمیدؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ، ابن ابی حاتمؒ اور بیہقیؒ نے حضرت مجاہدؒ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نابینا، لنگڑے اور مریض کو اپنے باپ، اپنے بھائی، اپنی بہن، اپنے چچا، اپنی پھوپی، اپنے ماموں اور خالہ کے گھر لے جاتا ہے تو یہ اپاہج لوگ اس کو ناپسند کرتے اور کہتے یہ ہمیں دوسروں کے گھر

---

(١) القرآن الکریم، سورۃ نساء ٢٩

(٢) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النور، ٨: ٢٦٤٥ رقم (١٤٨٦٨)

(٣) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النور، ٨: ٢٦٤٥ رقم (١٤٨٦٧)

میں لے جاتے ہیں تو یہ آیت بطور رخصت نازل ہوئی (۱)۔

امام بزارؒ، ابن ابی حاتمؒ، ابن مردویہؒ اور ابن نجارؒ نے حضرت عائشہؓ سے روایت نقل کی ہے کہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر میں نکلنا پسند کرتے تھے۔ وہ اپنے گھروں کی چابیاں امین لوگوں کو دے جاتے اور انہیں کہتے جو تمہیں ضرورت ہو اسکا کھانا ہم نے تمہارے لیے حلال کر دیا ہے۔ وہ امین کہتے اس میں سے ہمارے لیے کوئی چیز کھانا حلال نہیں۔ انہوں نے خوشدلی سے ہمیں اجازت نہیں دی تھی، ہم تو امین ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا (۲)۔

امام عبد بن حمیدؒ نے حضرت ابن شہابؒ سے روایت نقل کی ہے مجھے حضرت عبید اللہ بن عبد اللہ اور ابن مسیبؒ نے بتایا کہ علماء بیان کرتے تھے کہ یہ آیت مسلمانوں کے ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی جنہیں لوگ اپنے اموال پر امین بناتے تھے۔ لوگ رسول اللہ ﷺ کی معیت پر جہاد میں جانا پسند کرتے تھے۔ وہ اپنی چابیاں امینوں کو دے جاتے اور کہتے ہمارے گھروں میں جو کچھ ہے ہم تمہارے لیے حلال کرتے ہیں۔ جنہیں وہ چابیاں امانت کے طور پر دیتے وہ کہتے اللہ کی قسم! انکے گھروں میں جو کچھ ہے اس میں سے ہمارے لیے کچھ بھی حلال نہیں اگرچہ انہوں نے ہمارے لیے اسے حلال کیا تھا یہاں تک کہ وہ ہمارے پاس لوٹ آئیں۔ یہ امانت جس پر ہمیں امین بنایا گیا ہے۔ وہ اسی حالت میں رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر یہ آیت نازل فرمائی تو انکے دل خوش ہو گئے (۳)۔

امام ابن جریرؒ، ابن منذرؒ، ابن ابی حاتم اور بیہقیؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ جب آیت ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا (۴)﴾ نازل ہوئی۔ تو مسلمانوں نے کہا اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایک دوسرے کے مال باطل طریقے سے کھانے سے منع کیا ہے۔ جب کہ کھانا تو بہترین مال ہے، اس لیے کسی کے لیے بھی یہ حلال نہیں کہ وہ کسی کے پاس کھانا کھائے لوگ دوسروں کے پاس کھانا کھانے سے رک گئے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل

---

(۱) مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب: العقیقہ فی العقیقہ من راھا، باب: الاکل مع الجزوم، رقم (۲۴۵۳۹)
سنن البیہقی الکبری، کتاب: الصداق، باب: نسخ الضیق فی الاکل من مال الغیر، رقم (۱۴۳۷۹)
تفسیر الطبری، سورۃ النور، ۹: ۳۵۲ رقم (۲۶۲۲۲)
تفسیر ابن ابی حاتم، ۸: ۲۶۴۵ رقم (۱۴۸۶۹)

(۲) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النور، ۸: ۲۶۴۵ رقم (۱۴۸۷۵)

(۳) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النور، ۸: ۲۶۴۵ رقم (۱۴۸۷۵)

(۴) القرآن الکریم، النساء، ۲۹

فرمایا﴿لَيْسَ عَلَى الْاَعْمٰى حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْاَعْرَجِ حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْمَرِيْضِ حَرَجٌ وَّلَا عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ اَنْ تَاْكُلُوْا مِنْۢ بُيُوْتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اٰبَآئِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اُمَّهٰتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اِخْوَانِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اَخَوٰتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اَعْمَامِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ عَمّٰتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اَخْوَالِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ خٰلٰتِكُمْ اَوْ مَا مَلَكْتُمْ مَّفَاتِحَهٗٓ﴾ تو اس سے مراد وہ شخص ہے جسے دوسرا آدمی اپنی جاگیر سے کچھ کھلاتا پلاتا۔ اللہ تعالیٰ نے جسکی رخصت دی وہ یہ ہے کہ وہ اسکے کھانے اور کھجور سے کچھ چیز کھالے اور دودھ پی لے وہ اس چیز سے بھی پرہیز کرتے تھے کہ کوئی آدمی تنہا کھانا کھائے، یہاں وہ پسند کرتے کہ اسکے ساتھ کوئی اور ہو تو اللہ تعالیٰ نے انہیں رخصت دے دی (۱)۔

امام ابن جریرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ضحاکؒ سے روایت نقل کی ہے کہ اہل مدینہ رسول اللہ ﷺ کی بعثت سے پہلے اپنے کھانے میں نابینا، مریض اور لنگڑے کو شریک نہ کرتے تھے کیونکہ نابینا عمدہ کھانا نہیں دیکھ سکتا تھا، مریض اس طرح پورا کھانا نہیں کھا سکتا تھا جس طرح تندرست کھاتا جب کہ لنگڑا کھانا حاصل کرنے کیلئے زحمت کی طاقت نہیں رکھتا تھا تو ان کے ساتھ کھانے میں رخصت کا حکم نازل ہوا (۲)۔

امام ثعلبیؒ (۳) نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت حارث (۴) رسول اللہ ﷺ کیساتھ بطور غازی نکلے اور اپنے گھر والوں پر خالد بن زید (۵) کو نگہبان بنا گئے۔ حضرت خالد بن زید نے انکا کھانا کھانے میں حرج محسوس کیا جبکہ تنگ دست تھے تو یہ آیت نازل ہوئی (۶)۔

---

(۱) تفسیر الطبری، سورۃ النور، ۹:۳۵۱ رقم (۲۶۲۱۸)
تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النور، ۸:۲۶۴۷ رقم (۱۴۸۸۵)
سنن البیھقی الکبری، کتاب: الصداق، باب: نسخ الضیق فی الاکل من مال الغیر، رقم (۱۴۳۷۷)

(۲) تفسیر الطبری، سورۃ النور، ۹:۳۵۱ رقم (۲۶۲۲۰)
تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النور، ۸:۲۶۴۳ رقم (۱۴۸۶۰)

(۳) احمد بن محمد بن ابراہیم، ابو اسحاق، الثعلبی، آپ ایک ماہر مفسر قرآن اور تاریخ میں خصوصی مہارت رکھنے والے عالم تھے۔ آپ کا تعلق نیشاپور شہر سے تھا۔ عرائس المجالس آپ کی مشہور تالیف ہے۔ [الاعلام، ۱:۲۱۲]

(۴) حارث بن عمرو بن حارث السھمی الباھلی، ابو مسقبۃ، آپؓ کو صحابی رسول اللہ ﷺ ہونے کا شرف حاصل ہے۔ بصرہ میں مقیم رہیں اور وہیں وفات پا گئے تھے۔ [الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ، ۱:۵۸۸ رقم (۱۴۵۹)]

(۵) خالد بن زید الانصاری، آپ مشہور صحابی ابو ایوبؓ کے علاوہ دوسرے صحابی ہیں۔ امام ثعلبیؒ نے آپ کے حوالے سے روایت بھی نقل کی ہے۔ ابو ایوب انصاری کا نام بھی خالد بن زید ہے۔ [الاصابۃ فی تمیز الصحابہ، ۲:۲۳۵ رقم (۲۱۶۶)]

(۶) فتح القدیر، سورۃ النور، ۴:۷۷

امام عبدالرزاقؒ، عبد بن حمیدؒ، ابوداؤدؒ نے اپنی مراسیل میں اور بیہقیؒ نے زہریؒ سے روایت نقل کی ہے کہ ان سے ل ﴿لَيْسَ عَلَى الْأَعْمَى حَرَجٌ﴾ کے بارے میں پوچھا گیا کیا وجہ ہے یہاں نابینا، لنگڑے اور مریض کا ذکر کیا گیا ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا ہمیں عبداللہ بن عبداللہ نے بتایا کہ مسلمان جب غزوہ پر جاتے تو اپنے وصی مقرر کرتے، اپنے دروازوں کی چابیاں انہیں دے جاتے اور کہتے کہ ہمارے گھروں میں جو کچھ ہے ہم نے اسے تمہارے لیے حلال کیا ہے جب کہ وصی اس کو کھانے سے حرج محسوس کرتے تھے۔ وہ کہتے ہم ان کی عدم موجودگی میں گھروں میں داخل نہیں ہونگے تو بطور رخصت یہ آیت نازل ہوئی (۱)۔

امام عبد بن حمیدؒ، ابن جریر اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت قتادہؒ سے روایت نقل کی ہے کہ بنی کنانہ بن خزیمہ کا یہ قبیلہ دور جاہلیت میں اپنے لیے اس میں رسوائی دیکھتا کہ وہ تنہا کھانا کھائے اگرچہ وہ بہت بڑا اونٹوں کا ریوڑ ہانک کر جا رہا ہو یہاں تک کہ وہ کوئی ایسا آدمی پاتے جس کیلئے ساتھ بیٹھ کر وہ کھانا کھاتے اور پانی پیتے تو اللہ تعالیٰ نے اسی آیت کو نازل فرمایا (۲)۔

ابن جریرؒ، ابن منذرؒ نے عکرمہؒ اور ابوصالحؒ سے روایت نقل کی ہے کہ انصار کے پاس جب کوئی مہمان آتا تو یہ مہمان کے ساتھ اس وقت تک کھانا نہ کھاتے جب تک وہ ان کے ساتھ کھانا نہ کھاتا۔ تو یہ حکم ان کیلئے بطور رخصت نازل ہوا (۳)۔

امام عبدالرزاقؒ، عبد بن حمیدؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت قتادہؒ سے روایت نقل کی ہے کہ جب تو اپنے دوست کے گھر میں بغیر اس کے کہے داخل ہو، پھر اس کی اجازت کے بغیر کھانا کھالے تو اس میں کوئی حرج نہیں (۴)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن زیدؒ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ سلسلہ اب منقطع ہو گیا ہے۔ یہ ابتدائی دور میں تھا۔ لوگوں کے گھروں کے دروازے نہ ہوتے تھے۔ صرف پردے لٹکے ہوتے تھے۔ بعض اوقات ایک آدمی گھر

---

(۱) سنن البیہقی الکبری، ۷: ۲۷۴، رقم (۱۴۳۷۷)
مراسیل، ۲: ۳۸

(۲) تفسیر الطبری، سورۃ النور، ۹: ۳۵۵ رقم (۲۶۲۳۷)
تفسیر ابن ابی حاتم، ۸: ۲۶۴۹ رقم (۱۴۸۸۸)

(۳) تفسیر الطبری، سورۃ النور، ج ۹، ص ۳۵۵ رقم (۲۶۲۳۸)

(۴) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النور، ۸: ۲۶۴۸ رقم (۱۴۸۸۴)

میں داخل ہوتا اور اس میں کوئی نہ ہوتا۔ بعض اوقات وہ اندر کھانا پاتا جب کہ وہ بھوکا بھی ہوتا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے وہ کھانا کھانا جائز قرار دے دیا۔ کہا اب یہ سلسلہ جاتا رہا۔ آج گھروں میں لوگ خود موجود ہوتے ہیں۔ جب وہ باہر جاتے ہیں تو دروازے بند کر جاتے ہیں۔ اب یہ سلسلہ منقطع ہو گیا ہے (۱)۔

امام ابن جریرؒ، ابن منذرؒ، ابن حاتمؒ اور بیہقیؒ نے شعب الایمان میں حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ جب تم گھروں میں داخل ہو تو ان کے مکینوں کو سلام کہو۔ وہ سلام جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطاء کیا گیا ہے وہ [سلام] ہے کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کا نام ہے اور جنتیوں کا سلام ہے (۲)۔

امام بخاریؒ نے الادب میں، ابن جریرؒ، ابن ابی حاتمؒ اور ابن مردویہؒ نے حضرت ابوالزبیرؒ کے واسطے سے حضرت جابر بن عبداللہؓ سے روایت نقل کی ہے کہ جب تو کسی گھر کے مکینوں پر داخل ہو تو انہیں اللہ تعالیٰ کی جانب سے عطاء کیا گیا مبارک اور پاکیزہ سلام کہو۔ ابوالزبیر نے کہا میرا خیال ہے سلام کو واجب قرار دیا گیا ہے (۳)۔

امام حاکمؒ نے حضرت جابرؓ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم اپنے گھروں میں داخل ہو تو گھر والوں کو سلام کیا کرو۔ جب کھانا کھاؤ تو اللہ کا نام لیا کرو۔ جب تم میں سے کوئی گھر داخل ہوتے وقت سلام کہتا ہے اور کھانے پر اللہ کا نام لیتا ہے تو شیطان اپنے ساتھیوں سے کہتا ہے نہ تمہارے لیے رات گزارنے کی جگہ ہے اور نہ ہی رات کا کھانا ہے۔ جب تم میں سے کوئی گھر میں داخل ہوتے وقت سلام نہیں کہتا اور نہ ہی اللہ کا نام لیتا ہے تو شیطان اپنے ساتھیوں سے کہتا ہے: تم نے رات گزارنے کی جگہ اور رات کا کھانا پالیا (۴)۔

---

(۱) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النور، ۸: ۲۶۴۶ رقم (۱۴۸۷۴)

(۲) تفسیر الطبری، سورۃ النور، ۹: ۳۵۸ رقم (۲۶۲۵۴)
تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النور، ۸: ۲۶۴۶ رقم (۱۴۸۷۴)
شعب الایمان، ۶: ۴۴۶ رقم (۸۸۳۵)

(۳) الادب المفرد، کتاب: الاستیذان، باب: النظر فی الدور، رقم (۱۰۹۵)
تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النور، ۸: ۲۶۵۵۰ رقم (۱۴۸۹۵)

(۴) مستدرک: کتاب: التفسیر، باب: تفسیر سورۃ النور، رقم (۳۵۱۵)۔ امام حاکمؒ نے اس حدیث پر حکم لگاتے ہوئے لکھا ہے: هذا الحديث غريب الاسناد والمتن في هذا الباب ومحمد بن الحسن المخزومي الخشبي انه ابن زبالة ولم يخرجاه. [المستدرک، رقم (۳۵۱۵).

امام بخاریؒ نے الادب میں حضرت جابر بن عبداللہؓ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: جب کوئی آدمی اپنے گھر میں داخل ہوتا ہے اور گھر داخل ہوتے وقت اور کھانا کھاتے وقت اللہ کا نام لیتا ہے تو شیطان کہتا ہے نہ تمہارے لیے رات گزارنے کی جگہ ہے اور نہ ہی رات کا کھانا ہے۔ جب وہ گھر میں داخل ہوا اور داخل ہوتے وقت وہ اللہ کا نام نہ لے تو شیطان کہتا ہے تم نے رات گزارنے کی جگہ پالی اور اگر وہ کھانا کھاتے وقت اللہ تعالیٰ کا نام نہ لے تو شیطان کہتا ہے تم نے رات گزارنے اور رات کا کھانا بھی پالیا(۱)۔

امام بیہقیؒ نے شعب میں حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب گھر میں داخل ہوتے تو فرماتے اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا مِنْ رَّبِّنَاالتَّحِيَّاتُ الطَّيِّبَاتُ الْمُبَارَكَاتُ لِلّٰهِ سَلَامٌ عَلَيْكُم(۲)۔

امام ابن ابی شیبہؒ اور ابن جریرؒ نے حضرت عطاءؒ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ جب تم اپنے گھر والوں پر داخل ہو تو السلام علیکم کہو۔ یہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے بابرکت اور پاکیزہ سلام ہے اور جب گھر میں کوئی بھی نہ ہو تو کہو اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا مِنْ رَّبِّنَا(۳)۔

امام ابن ابی شیبہؒ اور ابن جریرؒ نے حضرت ماہانؒ(۴) سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ کہتے اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا مِنْ رَّبِّنَا(۵)۔

امام طبرانیؒ نے حضرت ابو بختریؒ(۶) سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت اشعث بن قیس(۷) اور جریر بن

---

(۱) الادب المفرد، کتاب: الاستیذان، باب: النظر فی الدور، رقم (۱۰۹۶)

(۲) شعب الایمان، ۶: ۴۴۵ رقم (۸۸۳۴) امام بیہقیؒ نے اس حدیث پر حکم لگاتے ہوئے لکھا ہے: لا اعرفه الا من حديث يزيد بن عياص وهو ليس بالقوى. [شعب الايمان، ج ۶، ص ۴۴۵، رقم (۸۸۳۴)]

(۳) مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب: الادب، باب: فی الرجل یدخل البیت، رقم (۲۵۸۳۸)

(۴) ماهان الحنفی، الکوفی، ابو سالم، الاعور، آپ مسبح (تسبیح کرنے والے) کے لقب سے یاد کیے جاتے تھے۔ آپ ایک متقی و پرہیز گار عالمِ حدیث تھے۔ حجاج نے مسجد حنیفہ کے دروازے پر آپ کو پھانسی دے کر شہید کیا تھا۔ [التاریخ الکبیر، ۸: ۶۷ رقم (۱۲۸۳۱)]

(۵) مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب: الادب، باب: فی الرجل یدخل البیت، رقم (۲۵۸۳۶)

(۶) سعید بن فیروز، ابو البختری، الطائی، الکوفی، آپ کثیر الحدیث جلیل القدر تابعی اور کوفہ کے علماء میں سے تھے۔ ۸۳ھ کو کوفہ میں وفات پا گئے تھے۔ [تھذیب التھذیب، ۴: ۶۵ رقم (۱۲۷)]

(۷) الاشعث بن قیس بن معدیکرب بن معاویہ الکندی، ابو محمد، آپ کو صحابیِ رسول اللہ ﷺ ہونے کا شرف حاصل ہے۔ آپ کے بال ہمیشہ پراگندہ ہونے کی وجہ سے الاشعث کہلائے جاتے تھے۔ [الاصابہ فی تمیز الصحابۃ، ۱: ۸۷ رقم (۲۰۵)]

عبداللہ بجلیؒ (۱) حضرت سلمان فارسیؓ (۲) کے پاس آئے کہا ہم آپ کے پاس تیرے بھائی ابوالدرداءؓ کے پاس سے آئے ہیں۔ حضرت سلمان فارسیؓ نے پوچھا وہ ہدیہ کہاں ہے جو اس نے تمہارے ساتھ بھیجا تھا؟ ان دونوں نے عرض کیا انہوں نے تو کوئی ہدیہ نہیں بھیجا تھا۔ تو حضرت سلمان فارسیؓ نے فرمایا: اللہ سے ڈرو اور امانت دو۔ حضرت ابوالدرداءؓ کے پاس سے میرے پاس کوئی بھی نہیں آیا مگر وہ ہدیہ ساتھ لایا۔ تو دونوں نے کہا اللہ کی قسم! اس نے ہمارے ہاتھ کوئی چیز نہیں بھیجی مگر انہوں نے کہا تھا اُنہیں میری طرف سے سلام کہنا۔ حضرت سلمان فارسیؓ نے کہا میں اس کے سوا کونسا تحفہ تم سے پوچھ رہا تھا؟ سلام سے بہتر کون سا تحفہ ہے، یہ اللہ کی جانب سے سلام ہے جو مبارک اور پاکیزہ ہے (۳)۔

امام طبرانیؒ حضرت سلمان فارسیؓ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ جسے یہ بات اچھی لگے کہ شیطان اس کے پاس کھانا، آرام کرنے کی جگہ اور رات گزارنے کی جگہ نہ پائے تو جب گھر میں داخل ہو تو سلام کہے اور کھانا کھاتے وقت اللہ کا نام لے (۴)۔

امام ابن عدیؒ نے حضرت جابر بن عبداللہؓ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی اپنے کمرے کے پاس کھڑا ہوتا کہ اس میں داخل ہو تو اللہ کا نام لے، اسکا ساتھی شیطان واپس لوٹ جائے گا،

---

(۱) جریر بن عبداللہ البجلی القرشی، ابوعمرو یا ابوعبداللہ، آپؓ نبی کریم ﷺ کے صحابہ میں سے تھے۔ آپؓ نے ۵۱ھ کو وفات پائی تھی۔ [الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ، ۱: ۴۷۵ رقم (۱۱۳۸)]

(۲) سلمان الخیر الفارسی، ابوعبداللہ بن الاسلام، اصلا اصبہان کے رہنے والے تھے۔ آپ کو صحابی رسول اللہ ﷺ ہونے کا شرف ہے۔ نبی کریم ﷺ کے مدینہ کے آمد کے وقت مشرف بہ اسلام ہوئے اور آخری دم تک اس دولت کو اپنے سینے سے لگائے رکھا۔ غزوہ خندق میں خندق کی کھدائی کا مشورہ بھی آپؓ نے دیا تھا۔ [الاستیعاب، ۱: ۱۹۱۔ تقریب الھذیب، ۱: ۲۴۶ رقم (۲۴۷۷)]

(۳) المعجم الکبیر، ۶: ۲۱۸ رقم (۶۰۵۶)

امام ھیثمیؒ نے اس حدیث پر حکم لگاتے ہوئے لکھا ہے: رواہ الطبرانی فی الکبیر وھو مرسل ورجالہ رجال الصحیح [مجمع الزوائد ۳، ۴۵۵ رقم (۵۲۱۲)۔ شیخ الالبانیؒ نے اس حدیث کو [موضوع] قرار دیا ہے۔ [السلسلۃ الضعیفۃ، ۱۱: ۳۶۰ رقم (۵۳۵۸)]

(۴) المعجم الکبیر، ۶: ۲۴۰ رقم (۶۱۰۲)۔ امام ہیثمیؒ نے اس حدیث پر حکم لگاتے ہوئے لکھا ہے: رواہ الطبرانی وفیہ ابوالصباح عبدالغفور وھو المتروک [مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، ۸: ۷۷ رقم (۱۲۷۷۳)۔ شیخ الالبانیؒ نے اس حدیث کو [ضعیف] قرار دیا ہے۔ [ضعیف الترھیب والترغیب، ۱: ۱۶۰ رقم (۶۳۸)]

گھر میں داخل نہیں ہوگا۔ جب تم گھر میں داخل ہوتو سلام کہوتو جو شیطان گھر میں رہائش پذیر ہوگا وہ وہاں سے نکل جائے گا۔ جب کھانا رکھا جائے تو اللہ کا نام لو کیونکہ اس طرح تم ابلیس کو اپنے کھانے سے دور بھگا دو گے۔ وہ تمہارے ساتھ کھانے میں شریک نہیں ہوگا۔ جب تم سواری کو سفر کیلئے تیار کرو تو جب اسکی پشت پر پہلا کپڑا رکھو تو اللہ کا ذکر کرو۔ ہر سواری کو گرہ لگی ہوتی ہے۔ جب تم اللہ کا نام لیتے ہو تو اس کی پشت سے اسے (شیطان کو) نیچے گرا دیتے ہو۔ اگر تم بھول جاؤ تو شیطان تمہاری سواریوں میں شریک ہو جاتا ہے۔ گھر میں اپنے ساتھ آلودہ دسترخوان نہ رکھو کیونکہ یہ شیطان کے رات گزارنے کی جگہ اور اس کا بستر ہوتے ہیں کیونکہ یہ شیطان کے بیٹھنے کی جگہ ہے اور ایسے گھروں میں رہائش اختیار نہ کرو جن کے دروازے نہ ہوں، اس کپڑے کو اپنا بستر نہ بناؤ جو جانوروں کی پشتوں پر ڈالا جاتا ہے۔ ایسی سطح پر رات نہ گزارو جس کی آڑ نہ بنائی گئی ہو جب تم کتوں کے بھونکنے اور گدھوں کے ہنہنانے کی آواز سنو تو مردود شیطان سے اللہ کی پناہ چاہو کیونکہ یہ دونوں چیزیں شیطان کو دیکھتی ہیں تو کتا بھونکنے لگتا ہے اور گدھا ہنہنانے لگتا ہے (۱)۔

امام ابن مردویہؒ نے حضرت ابوالدرداءؓ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں، فرمایا: اسلام کی روشنی اور علامتیں ہیں جیسے راستے کے منارے ہوتے ہیں، ان علامتوں کی سردار اور سب کی جامع لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰـهِ اللہ کی شہادت دینا، نماز قائم کرنا، زکوۃ دینا، مکمل وضو کرنا، اللہ تعالیٰ کی کتاب اور اسکے نبی ﷺ کی سنت کے مطابق فیصلہ کرنا، حکمرانوں کی اطاعت کرنا، اپنے آپ کو سلام کہنا، جب گھروں میں داخل ہو تو سلام کہو اور بنی آدم کو سلام کہنا جب تم انہیں ملو (۲)۔

امام بزارؒ، ابن عدیؒ اور بیہقیؒ نے شعب الایمان میں حضرت انسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے مجھے پانچ کاموں کی وصیت کی۔ فرمایا وضو اچھی طرح کیا کرو، یہ عمل تیری عمر میں اضافہ کر دے گا، میری امت میں سے جو بھی تجھے ملے اسے سلام کر، جب گھر میں داخل ہو تو اپنے گھر والوں کو سلام کہہ، تیرے گھر کی خیر میں اضافہ ہو جائے گا، چاشت کی نماز پڑھ کیونکہ یہ تجھ سے اللہ کی طرف رجوع کرنے والوں کی نماز ہے۔ اے انسؓ! چھوٹے پر رحم کر، بڑے کی عزت کر، قیامت کے روز میرے دوستوں میں سے ہوگا (۳)۔

---

(۱) الکامل فی الضعفاء الرجال، ۲: ۴۴۷
شیخ الالبانیؒ نے اس حدیث کو [ضعیف] قرار دیا ہے۔ [الجامع الصغیر وزیادتہ، ۱: ۳۴۹ رقم (۳۹۸۹)]

(۲) تعظیم قدر الصلوٰۃ، ۱: ۴۱۱ رقم (۴۰۵)

(۳) الکامل فی الضعفاء، ۱: ۴۱۸

امام عبدالرزاقؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ، ابن ابی حاتمؒ، حاکمؒ (جب کہ حاکمؒ نے اسے صحیح قرار دیا ہے) اور بیہقیؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ ﴿بُیُوْت﴾ سے مراد مسجد ہے۔ جب تو اس میں داخل ہو تو کہہ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ (۱)۔

سعید بن منصورؒ، عبد بن حمیدؒ، ابن جریرؒ اور بیہقیؒ نے ابو مالکؒ سے روایت نقل کی ہے کہ جب تو کسی گھر میں داخل ہو جس میں مسلمان ہوں تو انہیں سلام کہہ اگر اس میں کوئی بھی نہ ہو یا اس میں مشرک ہوں تو کہہ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ (۲)۔

امام ابن ابی شیبہؒ اور امام بخاریؒ نے الادب میں حضرت ابن عمرؓ سے روایت نقل کی ہے کہ جب کوئی آدمی غیر آباد گھر یا مسجد میں داخل ہو تو کہے اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ (۳)۔

الکامل فی الضعفاء، ۵:۳۸۲

شعب الایمان، ۶:۴۲۸ رقم (۸۷۶۴)

مسند ابی یعلیٰ، مسند ابی عمران الجونی عن انسؓ، رقم (۴۱۸۳)

امام طبرانیؒ نے اس حدیث پر بحث کرتے ہوئے لکھا ہے: لم یروہ عن عمرو بن دینار الا علی بن بن الجند ولا عن علی الا مسدد ومحمد بن عبداللہ الرقاشی، [المعجم الصغیر، ۲:۸۱، رقم (۸۱۹)]

امام عراقیؒ نے اس حدیث پر حکم لگاتے ہوئے لکھا ہے: اخرجہ الخرائطی فی مکارم الاخلاق واللفظ لہ وللبیہقی فی شعب واسنادہ ضعیف وللترمذی وصححہ .. اذا دخلت علیٰ اھلک [تخریج احادیث احیاء، ج ۲، ص ۱۶۳ رقم (۱۹)]

(۱) مصنف عبدالرزاق، کتاب: الصلاۃ، باب: مایقول اذا دخل الرجل المسجد وخرج منہ، رقم (۱۶۶۷)

تفسیر الطبری، سورۃ النور، ۹:۳۵۷ رقم (۲۶۲۵۷)

تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النور، ۸:۲۶۴۹ رقم (۱۴۸۹۱)

مستدرک، کتاب: التفسیر، باب: تفسیر سورۃ النور، رقم (۳۵۱۴)

شعب الایمان، ۶:۴۴۶ رقم (۸۸۳۶)

امام حاکمؒ نے اس حدیث پر حکم لگاتے ہوئے لکھا ہے: صحیح علیٰ شرط الشیخین ولم یخرجاہ [المستدرک، رقم (۳۵۱۴)]۔

(۲) تفسیر الطبری، سورۃ النور، ۹:۳۵۷ رقم (۲۶۲۵۸)

شعب الایمان، ۶:۴۴۷ رقم (۸۸۴۲)

(۳) مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب: الادب، باب: فی الرجل یدخل البیت لیس فیہ احد، رقم (۲۵۸۳۵)

الادب المفرد: کتاب: الاستیذان، باب: اذا دخل بیتا غیر مسکونۃ، رقم (۱۰۵۵)

شیخ الالبانیؒ نے اس حدیث کو [حسن] قرار دیا ہے۔ [تعلیقات الالبانی علی الادب المفرد، رقم (۱۰۵۵)]

ابن ابی شیبہؒ، عبد بن حمیدؒ، ابن منذر اور ابن ابی حاتمؒ نے مجاہدؒ سے روایت نقل کی ہے کہ جب تو اپنے گھر میں داخل اور اس میں کوئی بھی نہ ہو یا تو کسی غیر کے گھر میں داخل ہو تو کہہ بِسْمِ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ، اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ (۱)۔

امام عبد بن حمیدؒ، ابن ابی حاتم اور بیہقیؒ نے حضرت قتادہؒ سے روایت نقل کی ہے: جب تو اپنے گھر میں داخل ہو تو گھر والوں کو سلام کہہ اور جب تو ایسے گھر میں داخل ہو جس میں کوئی بھی نہ ہو تو کہہ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ کیونکہ اسی بات کا حکم دیا گیا ہے ہمیں یہ بتایا گیا کہ فرشتے اسے جواب دیتے ہیں (۲)۔

امام عبد الرزاقؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت حسن بصریؒ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ تم میں سے بعض کو بعض پر سلام کرنا چاہیے جسطرح اس ارشاد میں ہے: ﴿وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ (۳)﴾ (۴)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن زیدؒ سے اس آیت کی یہ تفسیر نقل کی ہے جب ایک مسلمان دوسرے مسلمان پر داخل ہو تو اسے سلام کرے جیسے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں اَنْفُسِكُمْ سے مراد ایک دوسرے ہیں ﴿وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ (۵)﴾ مطلب ہے تو اپنے مسلمان بھائی کو قتل نہ کر اور اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿ثُمَّ اَنْتُمْ هٰٓؤُلَآءِ تَقْتُلُوْنَ اَنْفُسَكُمْ (۶)﴾ میں یہ مراد ہے تم میں سے بعض دوسروں کو قتل کرتے ہیں وہ بنو قریظہ اور بنو نضیر ہیں اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ﴿خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ﴾ (۷) میں انفس سے مراد ایک دوسرے ہیں کیونکہ انسان کا جوڑا اسی کی ذات کیسے ہو سکتی ہے؟ بے شک انسانوں میں سے تمہارا جوڑا بنایا اونٹ اور گائے سے جوڑا نہیں بنایا قرآن میں ہر شے اسی طریقہ پر ہے (۸)۔

امام عبد بن حمیدؒ نے حضرت مجاہدؒ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ تم میں سے بعض بعض کو سلام کریں (۹)۔

---

(۱) مصنف ابن ابی شیبۃ، کتاب، الادب، باب: فی الرجل یدخل البیت لیس فیہ احد، رقم (۲۵۸۳۷)
(۲) شعب الایمان، ۶: ۴۴۷ رقم (۸۸۳۷)
(۳) القرآن الکریم، النساء، ۲۹
(۴) تفسیر الطبری، سورۃ النور، ۹: ۳۵۷ رقم (۲۶۲۴۸)
تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النور، ۸: ۲۶۵۱ رقم (۱۴۱۰۳)
(۵) القرآن الکریم، النساء، ۲۹
(۶) القرآن الکریم، البقرہ، ۸۵
(۷) القرآن الکریم، الروم، ۲۱
(۸) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النور، ۸: ۲۶۵۱ رقم (۱۴۹۰۴)
(۹) روایت نہیں ملی

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے تشہد کتاب اللہ سے اخذ کیا ہے۔ میں نے اللہ تعالیٰ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ﴿فَإِذَا دَخَلْتُم بُيُوتًا فَسَلِّمُوا عَلَىٰ أَنفُسِكُمْ تَحِيَّةً مِّنْ عِندِ اللَّهِ مُبَارَكَةً طَيِّبَةً﴾ نماز میں تشہد یہ ہے اَلتَّحِيَّاتُ الْمُبَارَكَاتُ الطَّيِّبَاتُ لِلّٰهِ(۱)۔

امام سعید بن منصورؒ نے حضرت ثابت بن عبیدؒ (۲) سے روایت نقل کی ہے: میں دوپہر سے پہلے حضرت ابن عمرؓ کی خدمت میں حاضر ہوا جب کہ آپ مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ نے مجھ سے فرمایا: جب تو آیا تو تو نے سلام نہیں کیا؟ بے شک یہ اللہ کی جانب سے مبارک سلام ہے(۳)۔

إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَإِذَا كَانُوا مَعَهُ عَلَىٰ أَمْرٍ جَامِعٍ لَّمْ يَذْهَبُوا حَتَّىٰ يَسْتَأْذِنُوهُ إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَأْذِنُونَكَ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ فَإِذَا اسْتَأْذَنُوكَ لِبَعْضِ شَأْنِهِمْ فَأْذَن لِّمَن شِئْتَ مِنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمُ اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿٦٢﴾ لَا تَجْعَلُوا دُعَاءَ الرَّسُولِ بَيْنَكُمْ كَدُعَاءِ بَعْضِكُم بَعْضًا قَدْ يَعْلَمُ اللَّهُ الَّذِينَ يَتَسَلَّلُونَ مِنكُمْ لِوَاذًا فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ أَن تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿٦٣﴾

"مومن تو وہ ہیں جو خدا پر اس کے رسول پر ایمان لائے اور جب کبھی ایسے کام کے لئے جو جمع ہو کر کرنے کا ہو پیغمبر خدا کے پاس جمع ہوں تو ان سے اجازت لئے بغیر نہیں جاتے۔ اے پیغمبرﷺ جو لوگ تم سے اجازت حاصل کرتے ہیں وہی خدا پر اور اس کے رسول پر ایمان رکھتے ہیں۔ سو جب یہ لوگ تم سے کسی کام کے لئے اجازت مانگا کریں تو ان میں سے جسے چاہا کرو اجازت دے دیا کرو اور ان کے لئے خدا سے بخششیں مانگا کرو۔ کچھ شک نہیں کہ خدا بخشنے والا مہربان ہے۔[۶۲] "مومنو پیغمبر کے بلانے کو ایسا خیال نہ کرنا جیسا تم آپس میں ایک دوسرے کو بلاتے ہو۔ بے شک خدا کو یہ لوگ معلوم ہیں جو تم میں سے آنکھ بچا کر چل دیتے ہیں تو جو لوگ ان کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں ان کو ڈرنا چاہیے کہ (ایسا نہ ہو کہ) ان پر کوئی آفت پڑ جائے یا تکلیف دینے والا عذاب نازل ہو"[۶۳]

---

(۱) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النور، ۸: ۲۶۵۱ رقم (۱۴۹۰۶)

(۲) ثابت بن عبید الانصاری، الکوفی، مولیٰ زید بن ثابتؓ، تابعی اور ثقہ راوی الحدیث تھے۔ زید بن ثابت، مغیرۃ بن شعبۃ اور ابن عمرؓ جیسے جلیل القدر صحابہ کرامؓ سے فیض حاصل کیا تھا۔ [الطبقات الکبریٰ، ۶: ۲۹۴]

(۳) مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب، الادب، باب، فی الرجل یدخل منزلہ مایقول، رقم (۲۵۱۸۷)
الادب المفرد، کتاب، السلام والمصافحۃ، باب: مایسمع اذا سلم، رقم (۱۰۰۵)
شیخ الالبانیؒ نے اس حدیث کو [صحیح] قرار دیا ہے۔ [تعلیقات الالبانی علی الادب المفرد، رقم (۱۰۰۵)]

امام ابن اسحاقؒ، ابن منذرؒ اور بیہقیؒ نے دلائل میں حضرت عروہؒ اور محمد بن کعب قرظیؒ سے روایت نقل کی ہے، دونوں نے کہا: جب قریش غزوۂ احزاب میں آ گئے تو وہ مدینہ طیبہ کے قریب بئر رومہ کے مجمع اسیال میں آ کر اترے۔ ان کا سردار ابوسفیان تھا۔ غطفان آئے تو وہ احد کی جانب تنعیم کے مقام پر اترے۔ رسول اللہ ﷺ کو اسکی خبر پہنچی۔ رسول اللہ ﷺ نے مدینہ طیبہ کے اردگرد خندق کھدوائی۔ رسول اللہ ﷺ نے خود بھی کام کیا اور اس میں مسلمانوں نے بھی کام کیا۔ منافقوں میں سے کچھ لوگوں نے منافقت سے کام لیا اور وہ چھوٹے چھوٹے کاموں کی وجہ سے چھپنے لگے۔ وہ رسول اللہ ﷺ کو بتائے اور اجازت لیے بغیر گھر کی طرف کھسک جاتے۔ مسلمانوں میں سے جب کسی کو کوئی کام ہوتا جس کے بغیر اسے کوئی چارہ کار نہ ہوتا۔ وہ اسکا ذکر رسول اللہ ﷺ سے کرتا اور اپنے کام کیلئے جانے کے بارے میں اجازت طلب کرتا۔ رسول اللہ ﷺ اسے اجازت دے دیتے۔ جب وہ اپنا کام کر گزرتا تو واپس لوٹ آتا۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں مومنوں کے بارے میں ﴿ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا۔۔۔وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ﴾(۱) تک آیات کو نازل فرمایا(۲)۔

عبدالرزاقؒ، فریابیؒ، سعید بن منصورؒ، ابن ابی شیبہؒ، عبد بن حمیدؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے مجاہدؒ سے یہ قول نقل کیا ہے: یہ اجازت وہ غزوۃ اور جمعہ کے موقع پر طلب کرتے۔ جمعہ کے روز امام کی اجازت یہ ہوتی کہ وہ اپنے ہاتھ سے اشارہ کرتا(۳)۔

امام فریابیؒ نے حضرت مکحولؒ سے (امر جامع) کی یہ تفسیر نقل کی ہے: جب نبی کریم ﷺ کسی کام کیلئے جمع کرتے جو جنگ یا کسی اور صورت میں آپڑتا تو صحابہ کرامؓ اجازت کے بغیر وہاں سے نہ جاتے(۴)۔

امام عبد بن حمیدؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت سعید بن جبیرؒ سے آیت کی تفسیر میں یہی قول نقل کیا ہے: یہ حکم جہاد، جمعہ اور عیدین کے بارے میں ہے(۵)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ اَمْرِ جَامِعٍ سے مراد اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے(۶)۔

---

(۱) القرآن الکریم، النور، ۶۴

(۲) دلائل النبوۃ، ۳:۴۰۹، رقم (۱۲۹۳)

(۳) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النور، ۸:۲۶۵۱ رقم (۱۴۹۰۷)

(۴) روایت نہیں ملی

(۵) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النور، ۸:۲۶۵۲ رقم (۱۴۹۱۲)

(۶) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النور، ۸:۲۶۵۲ رقم (۱۴۹۱۵)

امام ابن ابی شیبہؒ اور ابن منذرؒ نے حضرت ابن سیرینؒ سے روایت نقل کی ہے کہ لوگ جمعہ کے روز اجازت طلب کرتے اور اس طرح کہتے اور تین انگلیوں سے اشارہ کرتے۔ جب اجازت زیادہ طلب کی جانے لگی تو نبی کریم ﷺ کو پریشانی ہوئی۔ فرمایا جس نے اپنا کان پکڑا تو یہ اجازت ہے(۱)۔

امام عبد بن حمیدؒ اور ابن جریرؒ نے مکحولؒ سے روایت نقل کی ہے: آج بھی جمعہ اور جنگ کے موقع پر اس پر عمل کیا جاتا ہے(۲)۔

امام سعید بن منصورؒ نے حضرت اسماعیل بن عیاشؒ (۳) سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے عمرو بن قیس سکونیؒ (۴) کو جمعہ کے روز خطبہ دیتے ہوئے دیکھا۔ ابوالمدلہ یحصبیؒ (۵) اپنے پیٹ میں تکلیف کی وجہ سے اٹھا۔ عمرو نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ چلا جائے۔ میں نے عمروؒ اور ابومدلہؒ سے اس بارے میں پوچھا۔ تو انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ کے صحابہؓ اس طرح کیا کرتے تھے(۶)۔

امام ابن ابی حاتمؒ، ابن مردویہؒ اور ابونعیمؒ نے دلائل میں حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ لوگ کہا کرتے یا محمد! یا ابا القاسم! اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی تعظیم کی وجہ سے ایسا کرنے سے منع کر دیا۔ تو صحابہ کرمؓ یہ کہتے یا نبی اللہ! یا رسول اللہ!(۷)۔

امام ابونعیمؒ نے دلائل میں حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ تم رسول اللہ ﷺ کو اس طرح نہ بلاؤ جس طرح تم ایک دوسرے کو بلاتے ہو تو اس کے بھائی کا نام لیتے ہو بلکہ تم رسول اللہ ﷺ کی تعظیم و توقیر کرو اور یہ کہو یا رسول اللہ یا نبی اللہ!(۸)۔

---

(۱) مصنف ابن ابی شیبۃ، مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب: الجمعۃ، باب: الاستیذان، رقم (۵۵۰۹)

(۲) تفسیر الطبری، سورۃ النور، ۹: ۳۵۹ رقم (۲۶۲۵۷)

(۳) اسماعیل بن عیاش بن سلیم العنسی، الحمصی، ابوعتبۃ حافظ الحدیث اور عالم الشامیین کے القابات سے یاد کئے جاتے ہیں۔ ۱۸۱ھ یا ۱۸۲ھ کو حمص میں وفات پا گئے تھے۔ [تھذیب التھذیب، ۱: ۲۸ رقم (۵۸۴)]

(۴) عمرو بن قیس بن ثور بن مازن خیشۃ الکندی، السکونی، ابوثور الشامی الحمصی، آپؒ ۴۰ھ کو حمص میں پیدا ہوئے تھے۔ ایک قوی اور ثقہ راوی کی حیثیت سے اور اپنے زمانے میں ''سید الحمص'' کے لقب سے جانے جاتے تھے۔ [الکاشف، ۲: ۸۶ رقم (۴۲۱۷)]

(۵) ابومدلہ عبداللہ بن عبداللہ، ابوھریرہؓ کا غلام اور آپ کے تلامذہ میں سے تھے۔ [الثقات لابن حبان، ۵: ۲۷ رقم (۳۹۱۲)]

(۶) روایت نہیں ملی

(۷) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النور، ۸: ۲۶۵۴ رقم (۱۴۹۲۴)

(۸) دلائل النبوۃ، ۶: ۱۲۰، رقم (۲۲۴۵)

امام عبدالغنی بن سعیدؒ(۱) نے اپنی تفسیر میں ابونعیمؒ نے تفسیر میں حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ آیت کا مفہوم یہ ہے: دور سے چیخ کر آپ کو یوں نہ بلاؤ یا ابا القاسم ﷺ! بلکہ اس طرح آواز دو جس طرح سورۃ حجرات میں اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے ﴿ اِنَّ الَّذِیْنَ یَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ (۲)﴾

امام ابن شیبہؒ، عبد بن حمیدؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے آیت کی تفسیر میں مجاہدؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو یہ حکم دیا ہے کہ وہ یوں نبی کریم ﷺ کو بلائیں، یا رسول اللہ! اس میں نرمی اور عاجزی ہو اور یوں سختی سے یا محمد ﷺ! نہ کہو(۳)۔

امام عبدالرزاقؒ، عبد بن حمیدؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے آیت کی تفسیر میں حضرت قتادہؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا: اس کے نبی ﷺ کی مصیبت کا خیال رکھا جائے، اس کی عزت کی جائے، اس کی تعظیم کی جائے، اس کی عظمت شان کو ملحوظ خاطر رکھا جائے اور ان کے شرف کو تسلیم کیا جائے(۴)۔

امام عبد بن حمیدؒ نے آیت کی تفسیر میں حضرت عکرمہؒ سے یہ قول نقل کیا ہے: یا محمد ﷺ! نہ کہو بلکہ یا رسول اللہ ﷺ! کہو(۵)۔

امام عبد بن حمیدؒ نے حضرت سعید بن جبیر اور حضرت حسن بصریؒ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے(۶)۔

امام ابن جریرؒ، ابن ابی حاتمؒ اور ابن مردویہؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے یہ قول نقل کیا ہے: رسول اللہ ﷺ کو بلانا تم پر واجب ہے اس معاملہ میں احتیاط سے کام لو(۷)۔

امام سعید بن منصورؒ نے آیت کی تفسیر کے سلسلہ میں امام شعبیؒ سے یہ قول نقل کیا ہے، آیت کا معنی ہے: تم رسول اللہ ﷺ کو یوں نہ بلاؤ جس طرح تم باہم ایک دوسرے کو بلاتے ہو(۸)۔

---

(۱) عبدالغنی بن سعید بن علی بن سعید بن بشر بن مروان، الازدی، المصری، ابومحمد، آپ قاہرہ میں فاطمین کے دور حکومت میں پیدا ہوئے تھے۔ فتنے کے ڈر کی وجہ سے بہت عرصے تک روپوش رہے تھے۔ ایک ماہر عالم الحدیث وانساب سے جانے جاتے تھے۔ [تذکرۃ الحفاظ، ۳:۱۰۴۷]

(۲) القرآن الکریم، الحجرات، ۳

(۳) تفسیر الطبری، سورۃ النور، ۹:۳۶۰ رقم (۲۶۲۶۲)

تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النور، ۸:۲۶۵۴ رقم (۱۴۹۲۶)

(۴) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النور، ۸:۲۶۵۴ رقم (۱۴۹۲۷)

(۵) تفسیر الطبری، سورۃ النور، ۹:۳۶۱

(۶) تفسیر الطبری، سورۃ النور، ۹:۳۶۱

(۷) تفسیر الطبری، سورۃ النور، ۹:۳۶۱ (۲۶۲۶۱)

(۸) تفسیر الطبری، سورۃ النور، ۹:۳۶۱

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت مقاتل بن حیانؒ سے ﴿الَّذِيْنَ يَتَسَلَّلُوْنَ﴾ کا معنی منافق نقل کیا ہے، منافق پر جمعہ کا خطبہ بڑا بھاری ہوتا۔ وہ بعض صحابی کی اوٹ میں بیٹھتے یہاں تک کہ مسجد سے باہر نکل جاتے جب کہ جمعہ کے روز جب نبی کریم ﷺ خطبہ شروع کر دیتے تو کسی کیلئے بھی موزوں نہ تھا کہ نبی کریم ﷺ کی اجازت کے بغیر مسجد سے نکلے۔ جب کوئی مسجد سے باہر نکلنے لگتا تو وہ اپنی انگلی سے نبی کریم ﷺ کے سامنے اشارہ کرتا۔ رسول اللہ ﷺ اسے اجازت دے دیتے جب کہ آدمی کوئی بات نہ کرتا کیونکہ صحابہ میں سے جب کوئی نبی کریم ﷺ کے خطبہ کے درمیان گفتگو کرتا تو اس کا جمعہ باطل ہو جاتا (۱)۔

امام ابوداؤدؒ نے مراسیل میں حضرت مقاتلؒ سے روایت نقل کی ہے کہ کوئی صحابی بھی نکسیر یا حدث کیلئے مسجد سے باہر نہ نکلتا یہاں تک کہ وہ نبی کریم ﷺ سے اجازت طلب کرتا۔ وہ نبی کریم ﷺ کے سامنے شہادت والی انگلی سے اشارہ کرتا۔ نبی کریم ﷺ اپنے ہاتھ کے اشارہ کے ساتھ اسے اجازت دے دیتے جب کہ وہ منافق کیلئے خطبہ اور مسجد میں بیٹھنا بہت بھاری ہوتا۔ مسلمانوں میں سے جب کوئی اجازت طلب کرتا تو منافق بھی اس کے پہلو میں کھڑا ہو جاتا۔ اپنے آپ کو اس کے پیچھے چھپا لیتا یہاں تک کہ مسجد سے باہر نکل جاتا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت ﴿ قَدْ يَعْلَمُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ يَتَسَلَّلُوْنَ ﴾ کو نازل فرمایا (۲)۔

امام عبد بن حمیدؒ نے قتادہؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ اللہ کے نبی، اسکی کتاب اور اسکے ذکر سے کھسک جاتے ہیں (۳)۔

امام ابن جریرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت مجاہدؒ سے لِوَاذًا کا معنی پیچھے ہٹ جانا کیا ہے (۴)۔

امام عبد بن حمیدؒ نے حضرت سفیانؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ منافق جنگ کے موقع پر صفوں سے کھسک جاتے ہیں اور ﴿ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ ﴾ کا معنیٰ یہ کیا کہ ان کے دلوں پر مہر لگا دی جائے (۵)۔

امام ابن ابی حاتم نے حسن صالحؒ (۶) سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مجھے خوف ہے کہ جو خفین پر مسح کرنے کو

---

(۱) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النور، ۸:۲۶۵۴ رقم (۱۴۹۳۴)

(۲) المراسیل، ۱:۴۶

(۳) تفسیر الطبری، سورۃ النور، ۹:۳۶۱

(۴) تفسیر الطبری، سورۃ النور، ۹:۳۶۰ رقم (۲۶۲۶۱)
ابن ابی حاتم، عبدالرحمن بن ادریس، تفسیر القرآن العظیم، المکتبۃ العصریۃ، بیروت، سورۃ النور، ۸:۲۶۵۶ رقم (۱۴۹۳۳)

(۵) تفسیر الطبری، سورۃ النور، ۹:۳۶۱

(۶) الحسن بن صالح بن صالح بن حی الھمدانی، الثوری، ابو عبداللہ الکوفی، ثقہ، فقہی، عابد شخصیت کی حیثیت سے جانے جاتے تھے۔ [تھذیب التھذیب، ۱:۱۶۱]

ترک کرتا ہے، وہ کہیں اسی آیت کے حکم میں داخل نہ ہو جائے ﴿فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖٓ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ۔﴾ (۱)۔

امام عبدالرزاقؒ نے "مصنف" میں حضرت یحیٰی بن ابی کثیرؒ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ کو خیبر کی اطراف میں جنگ کرنے سے منع کیا۔ لوگ اہل خیبر سے پیچھے ہٹ آئے، صرف ایک آدمی رہ گیا، اس آدمی نے ان لوگوں سے جنگ کی۔ ان لوگوں نے اسے تیر مارا اور اسے قتل کر ڈالا۔ اس آدمی کو نبی کریم ﷺ کی خدمت میں لایا گیا۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا اس کے بعد جب ہم نے جنگ کرنے سے منع کر دیا تھا؟ تو صحابہ نے عرض کی جی ہاں۔ نبی کریم ﷺ نے اسے چھوڑ دیا اور اس پر نماز جنازہ نہ پڑھی (۲)۔

امام عبدالرزاقؒ نے حضرت مجاہدؒ سے روایت نقل کی ہے کہ ہم نے نبی کریم ﷺ سے سخت حدیث جو سنی وہ قبر کے معاملہ میں حضرت سعد بن معاذؓ کے متعلق آپ ﷺ کا فرمان تھا جب غزوہ تبوک کا موقعہ آیا۔ تو نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہمارے ساتھ وہی آدمی جنگ پر روانہ ہو جو طاقتور ہو ایک آدمی اپنے نوجوان اڑیل اونٹ پر چلا۔ اس اونٹ نے اسے نیچے گرا دیا اور وہ آدمی مر گیا۔ لوگوں نے کہا وہ شہید ہے، وہ شہید ہے۔ نبی کریم ﷺ نے حضرت بلالؓ کو حکم دیا کہ وہ لوگوں میں یہ اعلان کر دے کہ جنت میں مومن آدمی ہی داخل ہوگا اور جنت میں کوئی نافرمان داخل نہیں ہوگا (۳)۔

امام عبدالرزاقؒ نے حضرت زید بن اسلمؒ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک روز اپنے صحابہؓ سے فرمایا جب کہ آپ ﷺ دشمن کے روبرو تھے تم میں سے کوئی بھی جنگ نہ کرے۔ صحابہؓ میں سے ایک آدمی نے ارادہ کیا اور دشمن کی طرف تیر پھینکا اور ان سے جنگ کی تو دشمن نے اسے قتل کر دیا۔ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں عرض کی گئی: فلاں آدمی شہید ہو گیا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کیا اس کے بعد کہ میں نے جنگ کرنے سے منع کیا؟ صحابہؓ نے کہا! جی ہاں، فرمایا: جنت میں کوئی نافرمان داخل نہ ہوگا (۴)۔

امام ابوالشیخؒ نے حضرت ضحاکؒ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿لَا يَسْتَاْذِنُكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ (۵)﴾ کی

---

(۱) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النور، ۸: ۲۶۵۷ رقم (۱۴۹۳۸)

(۲) مصنف عبدالرزاق، کتاب: الجہاد، باب: الرجل یغزو وابوہ کارہ. رقم (۹۲۹۱)

(۳) مصنف عبدالرزاق، کتاب: الجہاد، باب: الرجل یغزو وابوہ کارہ. رقم (۹۲۹۴)

(۴) مصنف عبدالرزاق، کتاب: الجہاد، باب: الرجل یغزو وابوہ کارہ. رقم (۹۲۹۵)

(۵) القرآن الکریم، التوبہ، ۴۴

تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے: جب نبی کریم ﷺ غزوہ کا ارادہ کرتے تو منافق ہی اجازت لیتے۔ جب نبی کریم ﷺ غزوہ کا ارادہ کرتے تو کسی کیلئے حلال نہیں تھا کہ وہ نبی کریم ﷺ سے اجازت لے یا گھر میں بیٹھا رہے اور کوئی لشکر بھی آپ ﷺ کی اجازت کے بغیر روانہ نہ ہوتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو اسکی اجازت دینے کا حکم نہیں دیا تھا یہاں تک کہ یہ آیت ﴿إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَإِذَا كَانُوا مَعَهُ عَلَىٰ أَمْرٍ جَامِعٍ لَّمْ يَذْهَبُوا حَتَّىٰ يَسْتَأْذِنُوهُ﴾ نازل ہوئی۔ یہاں امر جامع سے مراد اطاعت کا امر ہے۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو اجازت دینے کا اختیار تفویض کیا۔ جب رسول اللہ ﷺ کسی امر کا ارادہ فرماتے تو نبی کریم ﷺ صحابہؓ کو حکم دیتے اور انہیں منع فرماتے۔ صحابہ کرام اپنی مجالس میں اسی پر صبر کرتے۔ رسول اللہ ﷺ انکے لیے جو وحی بیان فرماتے یا انکی پسندیدہ یا ناپسندیدہ چیز کا ذکر فرماتے۔ صحابہؓ اسے پسند کرتے تھے جبکہ کوئی ایسا امر ہوتا جسے منافق ناپسند کرتے وہ کھسک جاتے۔ ایک منافق دوسرے کی آڑ لیتا تا کہ پیچھے چھپ سکے تا کہ نبی کریم ﷺ اسکو نہ دیکھ سکیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ان کھسک جانے والوں کو دیکھ رہا ہے(۱)۔

أَلَا إِنَّ لِلَّهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ قَدْ يَعْلَمُ مَا أَنْتُمْ عَلَيْهِ وَيَوْمَ يُرْجَعُونَ إِلَيْهِ فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوا وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ﴿٦٤﴾

"دیکھو جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب خدا ہی کا ہے۔ جس (طریق) پر تم ہو وہ اسے جانتا ہے۔ اور جس روز لوگ اس کی طرف لوٹائے جائیں گے تو جو عمل وہ کرتے رہے وہ اُن کو بتا دے گا۔ اور خدا ہر چیز پر قادر ہے۔" [۶۴]

امام عبد بن حمیدؒ نے حضرت قتادہؒ سے ﴿قَدْ يَعْلَمُ مَا أَنْتُمْ عَلَيْهِ﴾ کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ کوئی کسی امر یا حال پر نہیں ہوتا مگر وہ اللہ تعالیٰ کی نظر میں ہوتا ہے اور اس پر اللہ تعالیٰ کی جانب سے ایک شاہد ہوتا ہے(۲)۔

امام ابو عبیدؒ نے فضائل اور طبرانیؒ نے سند حسن کے ساتھ حضرت عقبہ بن عامرؓ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا جب کہ آپ ﷺ یہ آیت یعنی سورۃ النور کی آخری آیت تلاوت کر رہے تھے جب کہ اپنی دونوں انگلیاں اپنی دونوں آنکھوں کے نیچے رکھے ہوئے تھے اور کہہ رہے تھے: اللہ تعالیٰ ہر چیز کو دیکھنے والا ہے(۳)۔

☆☆☆ **واللہ اعلم۔** ☆☆☆

---

(۱) تفسیر الطبری، سورۃ النور، ۹:۳۵۸

المعجم الکبیر، ۱۷:۲۸۲ رقم (۷۷۵)

(۲) روایت نہیں ملی

(۳) فضائل القرآن، ۲:۹۳، رقم (۵۳۷)

سورۃ الفرقان

باب سوم

سورۃ الفرقان کا اردو ترجمہ اور علمی تحقیق

فصل اول: مقدمۃ سورۃ الفرقان کے روایات کی تحقیق

فصل دوم: سورۃ الفرقان کے روایات کی تحقیق

سورۃ الفرقان کا اردو ترجمہ اور علمی تحقیق

فصل اول: مقدمہ سورۃ الفرقان کے روایات کی تحقیق

امام ابن ضریسؒ (۱)، نحاسؒ (۲)، ابن مردویہؒ اور بیہقیؒ نے "دلائل میں" حضرت ابن عباسؓ سے کئی سندوں سے روایت نقل کی ہے کہ سورۃ فرقان مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی (۳)۔

امام ابن مردویہؒ نے حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ سے روایت نقل کیا ہے کہ سورۃ فرقان مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی (۴)۔

امام مالکؒ، امام شافعیؒ، امام بخاریؒ، امام مسلمؒ، امام جریرؒ، ابن حبانؒ اور بیہقیؒ نے "سنن" میں حضرت عمر بن خطابؓ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے ہشام بن حکیمؓ (۵) کو سنا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی حیات میں سورۃ فرقان کی تلاوت کر رہے تھے۔ میں نے ان کی قراءت کو سنا تو وہ اس سورت کے زائد الفاظ پڑھ رہے تھے جو رسول اللہ ﷺ نے مجھے نہیں پڑھائے تھے۔ قریب تھا کہ میں نماز کی حالت میں اس پر حملہ کر دیتا۔ میں نے صبر کیا یہاں تک کہ اس نے سلام پھیرا۔ میں نے اس کی چادر اس کے گریبان میں ڈالا اور کہا جو سورت تو ابھی پڑھ رہا تھا وہ تجھے کس نے سکھائی ہے؟ میں اسے کھینچتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے آیا۔ میں نے عرض کی! میں نے اسے سورۃ فرقان ایسے الفاظ کے ساتھ پڑھتے ہوئے سنا جو آپ ﷺ نے مجھے نہیں پڑھائے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ہشامؓ سے فرمایا: اسے پڑھو۔ اس نے سورۃ فرقان پڑھی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اسی طرح نازل ہوئی۔ پھر فرمایا: اے عمرؓ! تم پڑھو۔ میں نے اس سورت کو پڑھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اسی طرح نازل ہوئی۔ یہ قرآن سات الفاظ میں نازل ہوا جیسے سہولت سمجھو اسے پڑھو (۶)۔

---

(۱) محمد بن ایوب بن یحییٰ بن الضریس البجلی الرازی، ابوعبداللہ، آپؒ کبار حفاظِ حدیث میں سے تھے۔ امام ابن حبانؒ نے الثقات میں ذکر کیا ہے [رای] میں وفات پا گئے تھے۔ فضائل القرآن آپؒ کی مشہور تصنیف ہے۔ [الثقات لابن حبان، ۹:۱۵۲۔ الاعلام، ۶:۴۶]

(۲) احمد بن محمد بن اسماعیل المرادی النحاس ابوجعفر آپ ایک بہترین مفسرِ قرآن، ادب کے اعلیٰ مرتبہ پر فائز ادیب اور ایک ماہر لغوی تھے۔ آپ کی جائے پیدائش و وفات مصر ہے۔ [البدایہ والنھایہ، ۱۱:۲۲۔ الاعلام، ۱:۲۰۸]۔

(۳) دلائل النبوۃ، ۷:۱۴۳

نحاس، الناسخ والمنسوخ للنحاس، ۱:۶۰۳

(۴) ابن حزم، الناسخ والمنسوخ، ۱:۴۷

(۵) ہشام بن حکیم بن حزام بن خولید بن اسد القرشی الاسدی، آپ کے والدہ محترمہ کا نام زینب بنت عوام جو زبیرؓ کی بہن تھی۔ آپ طلقاء میں سے تھے اور بارعب شخصیت کے مالک تھے۔ شام کی سرزمین اجیاد کے مقام پر شہید ہو گئے تھے۔ [الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ، ۶:۵۳۸ رقم (۸۹۶۹)]

(۶) مؤطا مالک (روایۃ الحسن)، کتاب: النداء، باب: ماجاء فی القرآن، رقم (۴۸۲)

امام ابن انباریؒ نے "مصاحف" میں حضرت حمید بن عبدالرحمٰن بن عوفؓ (۱) سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے صبح کی نماز پڑھائی اور سورۃ فرقان کی تلاوت کی، ایک آیت کو چھوڑ دیا۔ جب سلام پھیرا فرمایا کیا لوگوں میں اُبیؓ موجود ہے؟ حضرت اُبیؓ نے عرض کی: یارسول اللہ میں حاضر ہوں۔ فرمایا کیا میں نے ایک آیت نہیں چھوڑی؟ عرض کی! بات ایسے ہی ہے۔ فرمایا تو نے مجھے لقمہ کیوں نہیں دیا؟ عرض کی! میں نے گمان کیا شاید وہ منسوخ کردی گئی ہے۔ فرمایا نہیں بلکہ میں اس کو بھول گیا تھا (۲)۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

فصل دوم: سورۃ الفرقان کے روایات کی تحقیق

تَبٰرَكَ الَّذِیْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰی عَبْدِهٖ لِیَكُوْنَ لِلْعٰلَمِیْنَ نَذِیْرًا ﴿۱﴾ الَّذِیْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَمْ یَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ یَكُنْ لَّهٗ شَرِیْكٌ فِی الْمُلْكِ وَخَلَقَ كُلَّ شَیْءٍ فَقَدَّرَهٗ تَقْدِیْرًا ﴿۲﴾ وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖۤ اٰلِهَةً لَّا یَخْلُقُوْنَ شَیْـًٔا وَّهُمْ یُخْلَقُوْنَ وَلَا یَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا وَّلَا یَمْلِكُوْنَ مَوْتًا وَّلَا حَیٰوةً وَّلَا نُشُوْرًا ﴿۳﴾ وَقَالَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْۤا اِنْ هٰذَاۤ اِلَّاۤ اِفْكُ ِ افْتَرٰىهُ وَاَعَانَهٗ عَلَیْهِ قَوْمٌ اٰخَرُوْنَ فَقَدْ جَآءُوْ ظُلْمًا وَّزُوْرًا ﴿۴﴾ وَقَالُوْۤا اَسَاطِیْرُ الْاَوَّلِیْنَ اكْتَتَبَهَا فَهِیَ تُمْلٰی عَلَیْهِ بُكْرَةً وَّاَصِیْلًا ﴿۵﴾ قُلْ اَنْزَلَهُ الَّذِیْ یَعْلَمُ السِّرَّ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِنَّهٗ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا ﴿۶﴾ وَقَالُوْا مَالِ هٰذَا الرَّسُوْلِ یَاْكُلُ الطَّعَامَ وَیَمْشِیْ فِی الْاَسْوَاقِ لَوْلَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْهِ مَلَكٌ فَیَكُوْنَ مَعَهٗ نَذِیْرًا ﴿۷﴾ اَوْ یُلْقٰۤی اِلَیْهِ كَنْزٌ اَوْ تَكُوْنُ لَهٗ جَنَّةٌ یَّاْكُلُ مِنْهَا وَقَالَ الظّٰلِمُوْنَ اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا رَجُلًا مَّسْحُوْرًا ﴿۸﴾

صحیح بخاری، کتاب، الخصومات، باب، کلام الخصوم بعضھم فی بعض، رقم (۲۲۸۷)
صحیح مسلم، کتاب: صلاۃ المسافرین وقصرھا، باب: بیان القرآن علیٰ سبعۃ احرف، رقم (۸۱۸)
صحیح ابن حبان، کتاب: الرقائق، باب: قراءۃ القرآن، رقم (۷۴۱)
امام ترمذیؒ نے اپنی جامع میں مذکورہ حدیث پر حکم لگاتے ہوئے لکھا ہے: قال [هذا حديث حسن صحيح] قد روى مالك بن انس عن الزهري بهذا الاسناد الا انه لم يذكر فيه المسور بن مخرمة [الترمذی : کتاب: القراءات، باب: انزل القرآن علیٰ سبعۃ احرف، رقم (۲۹۴۳)]

(۱) حمید بن عبدالرحمٰن بن عوف القرشی الزھری، ابوابراہیم یا ابوعبدالرحمٰن، آپ ابوسلمۃ کے بھائی تھے۔ آپ کا شمار کبار تابعین میں ہوتا تھا۔ صحاح میں آپ کی روایات موجود ہیں۔ ۱۰۵ھ کو وفات پاگئے تھے۔ [تقریب التھذیب، ۱:۱۸۲ رقم (۱۵۵۲)۔ التاریخ الکبیر ۲: ۳۴۵ رقم (۲۶۹۶)]

(۲) تفسیر قرطبی، ۱:۸۳
تفسیر الطبری، ۱:۸۳

انْظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوا لَكَ الْأَمْثَالَ فَضَلُّوا فَلَا يَسْتَطِيعُونَ سَبِيلًا ﴿٩﴾ تَبَارَكَ الَّذِي إِنْ شَاءَ جَعَلَ لَكَ خَيْرًا مِّن ذَٰلِكَ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ وَيَجْعَل لَّكَ قُصُورًا ﴿١٠﴾ بَلْ كَذَّبُوا بِالسَّاعَةِ وَأَعْتَدْنَا لِمَن كَذَّبَ بِالسَّاعَةِ سَعِيرًا ﴿١١﴾

"وہ (خدائے عزوجل) بہت ہی بابرکت ہے جس نے اپنے بندے پر قرآن نازل فرمایا تاکہ اہل عالم کو ہدایت کرے[۱] وہی کہ آسمانوں اور زمین کی بادشاہی اسی کی ہے اور جس نے نہ (کسی کو) بیٹا بنایا اور جس کا بادشاہی میں کوئی شریک نہیں اور جس نے ہر چیز کو پیدا کیا پھر اُس کا اندازہ ٹھیرا[۲] اور لوگوں نے اُس کے سوا معبود لئے جو کوئی چیز بھی پیدا نہیں کر سکتے اور خود پیدا کئے گئے ہیں۔ اور نہ اپنے نقصان اور نفع کا کچھ اختیار رکھتے ہیں اور نہ مرنا اُن کے اختیار میں ہے اور نہ جینا اور نہ (مرکر) اُٹھ کھڑے ہونے کا[۳] اور کافر کہتے ہیں کہ یہ (قرآن) من گھڑت باتیں ہیں جو اس (مدعی رسالت) نے بنالی ہیں۔ اور اَور لوگوں نے اس میں اُس کی مدد کی ہے۔ یہ لوگ (ایسا کہنے سے) ظلم اور جھوٹ پر (اُتر) آتے ہیں[۴] اور کہتے ہیں کہ یہ پہلے لوگوں کی کہانیاں ہیں۔ جن کو اُس نے جمع کر رکھا ہے۔ اور وہ صبح وشام اُس کو پڑھ پڑھ کر سُنائی جاتی ہیں[۵] کہہ دو کہ اُس کو اس نے اُتارا ہے جو آسمانوں اور زمین کی پوشیدہ باتوں کو جانتا ہے۔ بے شک وہ بخشنے والا مہربان ہے۔[۶] اور کہتے ہیں یہ کیسا پیغمبر ہے کہ کھانا کھاتا ہے اور بازاروں میں چلتا پھرتا ہے۔ اس پر کوئی فرشتہ کیوں نازل نہیں کیا گیا کہ اس کے ساتھ ہدایت کرنے کو رہتا[۷] یا اُس کی طرف (آسمان سے) خزانہ اُتارا جاتا یا اُس کا کوئی باغ ہوتا تاکہ اس میں سے کھایا کرتا۔ اور ظالم کہتے ہیں کہ تم تو ایک جادوزدہ شخص کی پیروی کرتے ہو[۸] (اے پیغمبر ﷺ) دیکھو تو یہ تمہارے بارے میں کس کس طرح کی باتیں کرتے ہیں سو گمراہ ہو گئے اور راستہ نہیں پا سکتے[۹] اور خدا بہت بابرکت ہے جو اگر چاہے تو تمہارے لئے اس سے بہتر (چیزیں) بنادے (یعنی) باغات جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہوں نیز تمہارے لئے محل بنادے[۱۰] بلکہ یہ تو قیامت ہی کو جھٹلاتے ہیں اور ہم نے قیامت کے جھٹلانے والوں کے لئے دوزخ تیار کر رکھی ہے"[۱۱]

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے تبـــرك بـــركـــت سے تفاعل کے وزن پر ہے(۱)۔

امام عبد بن حمیدؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت قتادہؒ سے یہ تفسیر نقل کی ہے کہ یہاں ﴿الفرقان﴾ سے مراد قرآن حکیم ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ کے حلال وحرام، اس کے شرائع اور دین کے احکام ہیں۔ اسی قرآن کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے حق و باطل کے درمیان فرق کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ کو اپنی طرف سے نذیر بنا کر بھیجا تا کہ لوگوں کو اللہ کے عذاب سے ڈرائیں اور ان واقعات سے ڈرائیں جو سابقہ قوموں میں رونما ہوئے اور اپنی مخلوق کی ہر چیز کیلئے اس کی استعداد اور صلاحیت کو بیان کیا اور اس کے لئے ایک مقدار بنائی الھة سے مراد وہ بت ہیں اللہ تعالیٰ کے علاوہ جن کی عبادت کی جاتی ہے۔ خالق و رازق اللہ تعالیٰ ہے جب کہ یہ بت تو بنائے جاتے ہیں۔ یہ خود کسی چیز کو پیدا نہیں کرتے۔ نہ یہ نقصان پہنچاتے ہیں اور نہ ہی نفع۔ یہ موت، زندگی اور دوبارہ اُٹھانے کے مالک نہیں۔ عرب کے مشرک کہتے ہیں یہ قرآن محض جھوٹ ہے۔ اس پر دوسرے لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کی مدد کی ہے۔ ان مشرکوں نے بہت ظلم کیا اور جھوٹ بولا ہے۔ اور ان مشرکوں نے کہا یہ پہلے لوگوں کے جھوٹ اور ان کی باتیں ہیں۔ کفار نے اس بات پر بھی تعجب کا اظہار کیا کہ رسول اللہ ﷺ کھانا کھاتے ہیں بازاروں میں چلتے ہیں۔ ان کی طرف فرشتہ کیوں نازل نہیں کیا جو ان کے ساتھ لوگوں کو ڈراتا یا ان کیلئے خزانہ کیوں نہیں یا ان کے لئے باغ کیوں نہیں جس سے یہ اپنا رزق حاصل کرتے۔ اللہ تعالیٰ ان کا رد فرماتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات بڑی بابرکت ہے۔ اگر وہ چاہے تو اس سے بہتر اپنے محبوب کو عطا فرما سکتی ہے جو کفار کہتے ہیں اللہ کی قسم! جو آدمی جنت میں داخل ہوگا، وہ ایسے محلات پائے گا جو نہ بوسیدہ ہونگے اور نہ ہی گریں گے(۲)۔

امام ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت سعید بن جبیرؒ سے روایت نقل کی ہے کہ قرآن حکیم میں جہاں بھی لفظ ﴿افك﴾ استعمال ہوا ہے، اس سے مراد جھوٹ ہے(۳)۔

امام فریابیؒ، عبد بن حمیدؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت مجاہدؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ﴿قوم اخرون﴾ سے مراد یہودی اور ﴿زورا﴾ سے مراد جھوٹ ہے(۴)۔

---

(۱) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الفرقان، ۸: ۲۶۵۹ رقم (۱۴۹۴۷)

(۲) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الفرقان، ۸: ۲۶۶۰ رقم (۱۴۹۵۲)

(۳) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الفرقان، ۸: ۲۶۶۳ رقم (۱۴۹۲۹)

(۴) تفسیر الطبری، سورۃ الفرقان، ۹: ۳۶۵ رقم (۲۶۲۷۰)

امام ابن اسحاقؒ، ابن جریرؒ اور ابن منذرؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ ربیعہ کے بیٹے عتبہ(۱) اور شیبہ(۲)، ابوسفیان بن حرب، نضر بن حارث(۳)، ابوبختری(۴)، اسود بن مطلب(۵)، زمعہ بن اسود(۶)، ولید بن مغیرہ(۷)، ابوجہل بن ہشام(۸)، عبداللہ بن اُمیہ، (۹) اُمیہ بن خلف(۱۰)،

---

(۱) عتبہ بن ربیعۃ بن عبدشمس، ابوالولید، زمانہ جاہلیت میں قریش کے سردار اور صاحب الرائے کی حیثیت سے جانا جاتا تھا۔ بچپن میں یتیم ہونے کی وجہ سے اُمیہ بن حرب کے ہاں پلا بڑا تھا۔ اسلام قبول کرنے سے محروم رہا تھا۔ اسلام اور کفر کے پہلے معرکے میں مسلمانوں کے ہاتھوں قتل ہوا تھا۔ [الاعلام، ۴: ۲۰۰]

(۲) شیبۃ بن ربیعۃ بن عبدشمس، زمانہ جاہلیت میں قریش کے زعماء میں شمار ہوتا تھا۔ اسلام قبول کرنے سے محروم رہا اور حالتِ کفر میں بدر کے مقام پر قتل ہوا تھا۔ [الاعلام، ۳: ۱۸۱]

(۳) نضر بن حارث بن علقمۃ بن کلدۃ بن عبدمناف، قریش کی شاخ عبدالدار سے تعلق رکھتا تھا۔ اسلام کا زمانہ پایا تھا لیکن اسلام قبول کرنے سے محروم رہا تھا۔ بدر کے دن مشرکین کا جھنڈا اس کے پاس رہا تھا۔ رشتے میں نبی کریم ﷺ کے خالہ زاد بھائی تھے۔ [الاعلام، ۷: ۳۳، نسب قریش (۲۵۵)]۔

(۴) عاص بن ہشام بن الحارث بن اسد بن عبدالعزیٰ، ابوالبختری زمانہ جاہلیت میں قریش کے سادات میں سے تھا۔ بیت اللہ کے ساتھ معلق عہدنامہ جو مسلمانوں کے ساتھ قطع تعلق پر مبنی تھا آپ نے وہ چاک ڈالا تھا۔ اسلام کے دشمنوں میں شامل ہونے کے باوجود بھی نبی کریم ﷺ کو ایذا رسانی سے خود بھی باز رہا تھا اور لوگوں کو بھی باز رہنے کی تلقین کیا کرتا تھا۔ [الاعلام، ۲: ۲۴۷]۔

(۵) اسود بن المطلب بن اسد بن عبدالعزیٰ، اسود بن عبدیغوث کے ندیم اور اُس کی طرح کا لاتھا۔ دونوں کا شمار قریش کے معزز لوگوں میں ہوا کرتا تھا۔ سرور کائنات کا مزاق اڑانے والوں میں سے تھا۔ [المحبر، ۱: ۱۷۴]۔

(۶) زمعۃ بن الاسود بن المطلب بن اسد، زمانہ جاہلیت میں قریش کے سخی لوگوں میں سے تھے۔ [المحبر، ۱: ۱۳۷]۔

(۷) ولید بن مغیرہ بن عبداللہ بن عمرو، ابوعبدشمس، [العدل] کا لقب پانے والے قریش کے قضاۃ میں سے تھا۔ اسلام کو انتہائی بڑھاپے میں پایا تھا لیکن شقی القلب ہونے کی وجہ سے اسلام کے بڑے دشمنوں میں سے شمار ہوتا تھا۔ مشہور صحابی خالد بن ولیدؓ کے والد تھے۔ [الاعلام، ۸: ص۱۲۲]

(۸) ابوجہل بن ہشام بن مغیرہ مخزومی، قریشی، نبی کریم ﷺ کا دشمن تھا۔ قریش کے زمانہ جاہلیت کے سرداروں اور پہلوانوں میں تھا۔ غزوہ بدر میں مسلمانوں کے ہاتھوں مارا گیا تھا۔ [الاعلام، ۵: ۸۷]

(۹) [عبداللہ بن اُمیۃ] کے حالاتِ زندگی تراجم کی کتابوں میں ناپید ہے۔

(۱۰) اُمیہ بن خلف بن وھب، قریش کی شاخ بنی لوئی سے تعلق رکھتا تھا۔ زمانہ اسلام کو پایا تھا لیکن اسلام قبول کرنے سے محروم رہا تھا۔ حضرت بلالؓ کو اسلام قبول کرنے پر سخت اذیت دیا کرتا تھا۔ بدر کے دن ہلاک ہوا تھا۔ [الاعلام، ۲: ۲۲]

عاصی بن وائل (۱) اور نبیہ بن حجاج (۲) اکھٹے ہوئے۔ انہوں نے ایک دوسرے سے کہا کہ محمد ﷺ کی طرف پیغام بھیجو، اس سے بات چیت کرو اور دلیل کے ساتھ اپنا مدعا بیان کرو تا کہ تم اس کے بارے میں اعتراض سے بری ہو جاؤ۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی طرف پیغام بھیجا کہ لوگ آپ ﷺ کے لئے جمع ہوئے ہیں تا کہ آپ ﷺ کے ساتھ گفتگو کریں۔ رسول اللہ ﷺ ان کے پاس تشریف لائے تو انہوں نے آپ ﷺ سے کہا: اے محمد! ﷺ ہم نے آپ ﷺ کی طرف اس لیے آدمی بھیجا ہے تا کہ ہم پر کوئی اعتراض نہ رہے جو چیز تم لائے ہو۔ اگر اس سے تمہارا مقصود مال حاصل کرنا ہے تو اپنے اموال تیرے لیے جمع کیے دیتے ہیں۔ اگر آپ ﷺ شرف کے طالب ہیں تو ہم تمہیں سردار بنائے دیتے ہیں۔ اگر آپ ﷺ ملک چاہتا ہے تو ہم تمہیں بادشاہ بنا لیتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو تم کہتے ہو مجھے اس سے کوئی غرض نہیں میں جو چیز تمہارے پاس لایا ہوں اس کے ساتھ میں تمہارے اموال کی کوئی طلب نہیں رکھتا، نہ تم میں سرداری چاہتا ہوں اور نہ ہی تمہارے اوپر حکومت چاہتا ہوں لیکن اللہ تعالیٰ نے مجھے تمہاری طرف رسول بنا کر بھیجا ہے، مجھ پر کتاب نازل فرمائی ہے اور مجھے حکم دیا ہے کہ میں تمہارے لیے بشیر اور نذیر بن جاؤں، میں نے اپنے رب کا پیغام تمہیں پہنچا دیا ہے۔ میں تمہارے لیے مخلص ہوں۔ اگر تم وہ پیغامِ حق قبول کر لو جو میں تمہارے پاس لایا ہوں تو دنیا و آخرت تمہاری اگر تم میری دعوت رد کرو تو میں اللہ کا حکم آنے تک صبر کروں گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ میرے اور تمہارے درمیان فیصلہ فرما دے۔

انہوں نے کہا اے محمد! ﷺ جو کچھ ہم نے تیرے سامنے پیش کیا ہے۔ اگر تو اسے قبول کرنے پر آمادہ نہیں تو اپنے لیے اپنے رب سے سوال کرو کہ وہ تیرے ساتھ ایک فرشتہ بھیجے جو اس امر کی تصدیق کرے جو تم کہتے ہو اور ہمیں تیری جانب سے جواب دے اپنے رب سے اپنے لیے باغات اور سونے چاندی کے محلات کا سوال کرو جو تم چاہتے ہو۔ اس بارے میں یہ چیزیں تمہیں نفع دیں کیونکہ آپ ﷺ بازار جاتے ہیں جس طرح ہم روزی کی تلاش میں ہوتے ہیں۔ آپ بھی تلاش کرتے ہیں تا کہ ہم آپ ﷺ کی فضیلت اور اللہ کے ہاں آپ ﷺ کے مقام و مرتبہ کو پہچان سکیں۔ اگر تم رسول ہو جس طرح تمہارا خیال ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے انہیں فرمایا: میں ایسا کرنے والا نہیں نہ میرے لئے یہ مناسب ہے کہ اپنے رب سے سوال کروں نہ مجھے اس مقصد کیلئے بھیجا گیا ہے بلکہ مجھے اللہ تعالیٰ نے

---

(۱) عاص بن وائل بن ہاشم بن السھمی، زمانہ جاہلیت میں قریش کے حکام میں سے تھا۔ اسلام کا زمانہ پانے کے باوجود شرک پر مصر رہا اور کسی زہریلی چیز کے کاٹنے سے ہلاک ہو گیا تھا۔ [الاعلام، ۳: ۲۴۷]

(۲) نبیہ بن الحجاج بن عامر بن حذیفۃ، نضر بن حارث کا ندیم تھا۔ کفر پر دوام کی وجہ سے غزوہ بدر کے دن مسلمانوں کے ہاتھوں سے ہلاک ہو گیا تھا۔ [الاعلام، ۸: ۹]

بشیر اور نذیر بنا کر بھیجا گیا ہے اللہ تعالیٰ نے انہیں کی بات کے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی: ﴿وقالوا مال هذا الرسول یاکل الطعام .....و کان ربك بصیرا﴾ یعنی میں نے تم میں سے بعض کو بعض کیلئے آزمائش بنایا تا کہ تم صبر کرو۔ اگر میں چاہتا کہ میں اپنے رسول کے ساتھ دنیا بنا دوں اور اس کے باعث تم اس کی مخالفت نہ کرو گے تو میں ایسا کر دیتا(۱)۔

ابن منذرؒ نے ابن جریجؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ﴿ وقال الظلمون ﴾ سے مراد ولید بن مغیرہ اور دار الندوہ والے اس کے ساتھی ہیں (۲)۔

امام فریابیؒ، عبد بن حمیدؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت مجاہدؒ سے ﴿فلا یستطیعون سبیلا﴾ میں سبیلا کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ وہ کوئی نکلنے کا ایسا راستہ نہیں پاتے جو انہیں ان امثال سے نکال دے جن کا اس نے تمہارے لیے کیا ہے اور اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿ جنت تجری ﴾ میں جنات سے مراد باغات ہیں اور قصورا سے مراد ایسے مکانات ہیں جو پختہ بنائے گئے ہوں پتھر کا جیسا بھی مکان دیکھتے اسے قصر کہتے (۳)۔

امام واحدیؒ اور ابن عساکرؒ حضرت جویبرؒ کے واسطے سے ضحاکؒ سے وہ حضرت ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ جب مشرکوں نے رسول اللہ ﷺ کو فاقہ و تنگ دستی کی عار دلائی تو رسول اللہ ﷺ اس وجہ سے غمگین ہوئے۔ حضرت جبرائیل امین حاضر ہوئے عرض کی: آپ ﷺ کا رب سلام فرماتا ہے اور ارشاد فرماتا ہے: ﴿وما ارسلنا قبلك من المرسلین الا انهم لیاکلون الطعام ویمشون فی الاسواق﴾ پھر جنتیوں کا رضوان فرشتہ حاضر ہوا۔ اسکے ساتھ نور کی ایک ٹوکری تھی جو چمک رہی تھی۔ یہ عرض کی یہ دنیا کے خزانوں کی چابیاں ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے مشورہ کی غرض سے جبرائیل امینؑ کی طرف دیکھا۔ جبرائیل امینؑ نے زمین پر ضرب لگائی کہ آپ ﷺ تواضع اختیار کریں۔ فرمایا اے رضوان! مجھے ان خزانوں کی ضرورت نہیں تو نداء دی گئی اپنی نظر اٹھایئے۔ رسول اللہ ﷺ نے نظر اٹھائی تو آسمانوں کے دروازے عرش تک کھول دیے گئے۔ ﴿ جنات عدن ﴾ کو ظاہر کر دیا گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے انبیاء کی منازل کو دیکھا اور انہیں پہچان لیا جب کہ رسول اللہ ﷺ کی منزل انبیاء کی منازل سے بھی بلند تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں اسی پر راضی ہوں۔ علماء کی رائے یہ ہے کہ یہ آیت ﴿ تبرك الذی ان شاء جعل لك خیرا من ذلك﴾ رضوان لائے تھے (۴)۔

---

(۱) تفسیر الطبری: سورۃ الفرقان، ۹: ۳۶۵ رقم (۲۶۲۷۰)
تفسیر ابن ابی حاتم: سورۃ الفرقان، ۸: ۲۶۶۲ رقم (۱۴۹۶۳)
(۲) تفسیر الطبری: سورۃ الفرقان، ۹: ۳۶۵
(۳) تفسیر ابن ابی حاتم: سورۃ الفرقان، ۸: ۲۶۶۲ رقم (۱۴۹۸۹)
(۴) تفسیر قرطبی، ۱۳: ۱۵

امام فریابیؒ، ابن ابی شیبہؒ نے مصنف میں، عبد بن حمیدؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ، ابن ابی حاتمؒ اور ابن مردویہؒ نے حضرت خیثمہؒ (۱) سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ سے کہا گیا: اگر آپ چاہیں تو ہم آپ کو زمین کے ایسے خزانے اور ان کی چابیاں عطا کر دیں جو پہلے نبی کو نہیں دیے گئے اور نہ ہی آپ ﷺ کے بعد کسی کو دیے جائیں گے اور یہ چیز اس اجر میں کوئی کمی نہیں کرے گی جو اللہ تعالیٰ کے ہاں آپ کیلئے موجود ہے اور اگر آپ چاہیں تو میں اسے آپ کیلئے آخرت میں جمع کر دوں نبی کریم ﷺ نے عرض کی: اسے میرے لیے آخرت میں جمع کر دے تو اللہ تعالیٰ نے ﴿ تبرك الذى ان شاء ﴾ آیت نازل فرمائی (۲)۔

امام ابن مردویہؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ اسی اثناء میں کہ حضرت جبرئیل امین نبی کریم ﷺ کے پاس موجود تھے عرض کی: یہ فرشتہ جو آسمان سے زمین تک لٹکا ہوا ہے۔ یہ اس سے قبل زمین پر نہیں اترا اس فرشتے نے آپ کی زیارت کیلئے اپنے رب سے اجازت طلب کی ہے تو اسے اذن دیا گیا۔ ابھی تھوڑی دیر ہی نہ گزری تھی کہ وہ فرشتہ آگیا عرض کی السلام علیکم یا رسول اللہ ﷺ نبی کریم ﷺ نے فرمایا وعلیك السلام اس فرشتے نے عرض کی: اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کی خبر دیتا ہے۔ اگر آپ ﷺ چاہیں تو اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو ہر شے کے خزانے اور ہر شے کی چابیاں دے دے جو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ سے قبل کسی کو عطا نہیں کیں اور نہ ہی آپ ﷺ کے بعد کسی کو عطاء فرمائے گا۔ اور اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کیلئے جو ذخیرہ کیا ہے اس میں کمی نہیں فرمائے گا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: نہیں بلکہ وہ میرے لیے ان دونوں کو آخرت میں جمع فرما دے۔ تو یہ آیت نازل ہوئی: ﴿تبرك الذى ان شاء جعل لك خيرا من ذلك (۳)﴾۔

إِذَا رَأَتْهُم مِّن مَّكَانٍ بَعِيدٍ سَمِعُوا لَهَا تَغَيُّظًا وَّزَفِيرًا ﴿۱۲﴾

"جس وقت وہ اُن کو دور سے دیکھے گی تو (غضبناک ہو رہی ہوگیا اور یہ) اُسکے جوش (غضب) اور چیخنے چلانے کو سنیں گے۔"[۱۲]

---

(۱) خیثمۃ بن عبد الرحمٰن بن ابی سبرۃ الجعفی الکوفی، ایک ثقہ اور قوی راوی تھے۔ [تقریب التھذیب، ۱:۳۱۷ رقم (۸۵۰۸)]

(۲) مصنف ابن ابی شیبۃ، کتاب: الفضائل، باب: ما اعطی اللہ تعالیٰ رقم (۳۱۸۰۰)
تفسیر الطبری، بیروت، سورۃ الفرقان، ۹:۳۶۹ رقم (۲۶۲۸۶)
تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الفرقان، ج ۸، ص ۲۶۶۶ رقم (۱۴۹۹۱)

(۳) تفسیر ابن کثیر، سورۃ الفرقان، ۳:۴۱۳

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت سدیؒ سے من مکان بعید کی مراد ایک سو سال کی مسافت کی ہے(۱)۔

امام طبرانیؒ اور ابن مردویہؒ نے حضرت مکحولؒ کے واسطے سے حضرت ابو امامہؓ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے جان بوجھ کر مجھ پر جھوٹ بولا پس وہ اپنا ٹھکانہ جہنم کی دونوں آنکھوں کے سامنے بنالے صحابہ نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ کیا جہنم کی بھی کوئی آنکھ ہے؟ فرمایا ہاں، کیا تم نے اللہ تعالیٰ کو ارشاد فرماتے ہوئے نہیں سنا :﴿اذا راتهم من مكان بعيد﴾ جہنم اپنی آنکھوں سے ہی دیکھے گا(۲)۔

امام عبد بن حمیدؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت خالد بن دریکؒ (۳) کے واسطے سے ایک صحابیؓ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے میری طرف ایسی بات منسوب کی جو میں نے نہ کہی ہو یا اس نے اپنی نسبت اپنے والدین کے علاوہ کسی اور کی طرف کی یا اپنے موالی کی طرف اپنے آپ کو منسوب نہ کیا تو وہ اپنا ٹھکانہ جہنم کی دونوں آنکھوں کے سامنے بنالے۔ عرض کی یارسول اللہ ﷺ کیا جہنم کی دو آنکھیں ہیں؟ فرمایا ہاں۔ کیا تم نے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد نہیں سنا ﴿اذا راتهم من مكان بعيد﴾ (۴)۔

امام ابن جریرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے صحیح سند کے ساتھ حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی کو جہنم کی طرف گھسیٹا جارہا ہوگا تو وہ اس کیلئے خچر جیسی آواز (یا سانس باہر) نکالے گی۔ پھر وہ ایک سانس اندر لے جائے گی تو کوئی آدمی بھی ایسا نہ ہوگا مگر ڈر جائیگا۔ بے شک جہنمی کے کانوں کی لوؤں اور اس کے دو کندھوں کے درمیان ستر سال کی مسافت ہوگی۔ بے شک جہنم میں پیپ کی وادیاں ہیں جس کو ایک پیمانہ میں ڈالا جائے گا۔ پھر اسے اس کے منہ میں انڈیل دیا جائے گا(۵)۔

---

(۱) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الفرقان، ۸: ۲۶۶۷ رقم (۱۵۰۰۰)

(۲) المعجم الکبیر، ج ۸، ص ۱۳۱ رقم (۷۵۹۹)۔۔ مذکورہ سند کے یہ حدیث ضعیف ہے اگرچہ یہ حدیث متواتر ہے اور صحیح اسانید ہے۔۔ امام نورالدین الہیثمی نے مذکورہ حدیث پر حکم لگاتے ہوئے لکھا ہے: رواه الطبرانی فی الکبیر وفیه الاحوص بن حکیم ضعفه النسائی وغیره ووثقه العجلی ویحییٰ بن سعید القطان فی روایة ورواه عن الاحوص محمد بن الفضل بن عطیه ضعیف (الراوی عن محمد بن الفضل اسید بن زید کذبوه۔[مجمع الزوائد، ۱: ۳۷۳ رقم (۲۵۳)] نوٹ: مذکورہ سند کے حوالے سے یہ حدیث ضعیف ہے ورنہ دوسرے اسناد کے مطابق یہ حدیث صحیح ہے۔

(۳) خالد بن دریک الشامی العسقلانی، کورملی، آپ کا شمار وسط تابعین میں ہوتا تھا۔ یحییٰ بن معینؒ نے آپ کے بارے میں فرمایا ہے: انه خالد بن الدریک فقال مشهور. [التاریخ الکبیر، ۳: ۱۴۶ رقم (۴۹۹)]

(۴) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الفرقان، ۸: ۲۶۶۷ رقم (۱۴۹۹۹)

(۵) تفسیر الطبری، سورۃ الفرقان، ۹: ۳۷۰ رقم (۲۶۲۹۰)۔ تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الفرقان، ۸: ۲۶۶۶ رقم (۱۵۰۰۲)

امام عبدالرزاقؒ، عبد بن حمیدؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے عبید بن عمیرؒ(۱) سے ﴿سَمِعُوْا لَهَا تَغَيُّظًا وَّزَفِيْرًا﴾ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ جہنم ایک سانس لے گی تو نہ کوئی مقرب فرشتہ اور نہ کوئی نبی مرسل اس کے کندھے اور چھاتی کا درمیانی حصہ کانپنے لگے گا۔ یعنی وہ زیادہ خوفزدہ ہو جائے گا یہاں تک کہ حضرت ابراہیمؑ بھی اپنے گھٹنوں کے بل بیٹھ جائیں گے اور عرض کریں گے اے میرے رب! میں آج تجھ سے اپنی ذات کے علاوہ کسی کے حق میں سوال نہیں کرتا(۲)۔

امام ابن وہبؒ نے اہوال میں حضرت عطاف بن خالدؒ(۳) سے روایت نقل کی ہے: اس روز (قیامت) جہنم لائی جائے گی، جہنم کا بعض بعض کو کھا رہا ہوگا، اسے ستر ہزار فرشتے کھینچ رہے ہونگے۔ جب جہنم لوگوں کو دیکھے گی تو ایک سانس لے گی تو کوئی نبی اور کوئی صدیق نہیں بچے گا مگر وہ اپنے گھٹنوں کے بل بیٹھ جائے گا اور عرض کرے گا اے میرے رب! مجھے بچالے اے میرے رب! مجھے بچالے۔ رسول اللہ ﷺ یہ دعا کر رہے ہوں گے میری امت میری امت (کو بچالے)(۴)۔

امام ابوالشیخؒ نے العظمہ میں حضرت مغیث بن سمیؒ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو چیز بھی پیدا کی ہے وہ جہنم کی آواز صبح وشام سنتی ہے مگر جن وانس نہیں سنتے جن کے اوپر حساب وعقاب ہوگا(۵)۔

امام آدم بن ابی یاسؒ(۶) نے اپنی تفسیر میں حضرت عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ ﴿مكان بعيد﴾ سے مراد ایک سو سال کی مسافت ہے۔ اس کی صورت یہ ہوگی کہ جہنم کو لایا جائے گا جسے ستر ہزار لگاموں کے ساتھ کھینچا جا رہا ہوگا اور ہر لگام فرشتوں نے پکڑ رکھا ہوگا۔ اگر اسے چھوڑ دیا جائے تو ہر نیک اور گناہگار پر غالب آجائے۔ وہ ایک

---

(۱) عبید بن عمیر بن قتادہ بن سعد اللیثی، ثم الجدعی، ابو عاصم المکی، آپ کا شمار کبار تابعین میں ہوتا ہے۔ امام بخاریؒ نے آپ کو صحابہ میں شمار کیا ہے اور آپ کی رویت پر روایت بھی پیش کی ہے۔ [الاصابہ فی تمیز الصحابۃ، ۵:۶۰ رقم (۶۲۴۷)]

(۲) تفسیر الطبری، سورۃ الفرقان، ۹:۳۷۰ رقم (۲۶۲۸۹)
تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الفرقان، ۸:۲۶۶۶ رقم (۱۵۰۰۳)

(۳) عطاف بن خالد بن عبداللہ القرشی، آپ مدینہ میں ۹۱ھ کو پیدا ہوئے تھے۔ امام نسائیؒ نے آپ کے بارے میں فرمایا ہے: انہ لیس بقوی، اس طرح امام ابن حبانؒ نے سوء حفظ کی وجہ سے آپ کی روایات ترک کرنے کا فرمایا ہے۔ [الکاشف، ۲:۲۶ رقم (۳۸۱۷)]

(۴) فتح القدیر، سورۃ الفرقان، ۴:۹۴

(۵) العظمۃ، ۵:۱۷۱۲، رقم (۱۱۷۱)

(۶) آدم بن ابی آیاس الخراسانی المروزی ثم العسقلانی، آپ کو محدث، امام اور زاھد کے القابات سے یاد کیا جاتا ہے۔ آپ کے والد محترم کا نام ناھیۃ بن شعیب تھا۔ [تذکرۃ الحفاظ، ۱:۴۰۹ رقم (۴۱۴)]

سانس لے گی تو آنسوؤں کو کوئی قطرہ بھی نہیں ہوگا مگر وہ جلدی سے باہر نکل پڑھے گا۔ پھر دوسری دفعہ سانس لے گی تو دل اپنی جگہ چھوڑ دیں گیا ور دل اوپر والی ہنسلی تک جا پہنچیں گے (۱)۔

امام ابونعیمؒ نے حلیہ میں حضرت کعبؒ سے روایت نقل کی ہے کہ جب قیامت کا دن ہوگا تو اللہ تعالیٰ اگلوں اور پچھلوں کو ایک جگہ جمع فرمائے گا۔ فرشتے صف در صف اتریں گے۔ اللہ تعالیٰ جبرائیل امین سے فرمائے گا جہنم کو لے آؤ۔ وہ جہنم کو لے آئیں گے۔ اسے ستر ہزار لگاموں کے ساتھ کھینچا جارہا ہوگا یہاں تک کہ جہنم لوگوں سے ایک سال کی مسافت پر ہوگی تو وہ ایک سانس لے گی تو مخلوق کے دل اڑ جائیں گے۔ پھر وہ دوبارہ سانس لے گی تو کوئی مقرب فرشتہ اور مرسل نبی نہیں ہوگا مگر اپنے گھٹنوں کے بل بیٹھ جائے گا۔ پھر وہ تیسری دفعہ سانس لے گی تو دل ہنسلی کی ہڈی تک آ پہنچیں گے۔ عقلیں ماؤف ہو جائیں گی یہاں تک ہر انسان اپنے عمل کی طرف جلدی کرے گا یہاں تک کہ حضرت ابراہیمؑ عرض کریں گے: میری خلت کا واسطہ آج میں تجھ سے اپنی نجات کا سوال کرتا ہوں۔ حضرت موسیٰؑ عرض کریں گے: مجھے تو نے جو ہم کلامی کا شرف عطا فرمایا میں اس کے وسیلے سے صرف اپنی بخشش کا سوال کرتا ہوں۔ حضرت عیسیٰؑ عرض کریں گے جس شرف سے تو نے مجھے نوازا اس کے واسطے سے میں تجھ سے اپنی ذات کے بارے میں التجا کرتا ہوں، میں حضرت مریمؑ کے بارے میں سوال نہیں کرتا جس نے مجھے جنا ہے۔ حضرت محمد ﷺ عرض کریں گے: میری اُمت میری اُمت، آج میں تیری بارگاہ اقدس میں اپنی ذات کے بارے میں کچھ عرض نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ جواب ارشاد فرمائے گا: خبردار! تیری امت میں سے جو میرے دوست ہیں ان پر کوئی خوف اور کوئی حزن نہیں، مجھے اپنی عزت کی قسم! میں تیری اُمت کے بارے میں تیری آنکھیں ٹھنڈی کروں گا۔ پھر فرشتے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کھڑے ہوں گے اور حکم کا انتظار کریں گے (۱)۔

وَإِذَآ أُلْقُوا مِنْهَا مَكَاناً ضَيِّقاً مُّقَرَّنِيْنَ دَعَوْا هُنَالِكَ ثُبُوراً ﴿١٣﴾ لَا تَدْعُوا الْيَوْمَ ثُبُوراً وَّاحِداً وَادْعُوا ثُبُوراً كَثِيْراً ﴿١٤﴾

"اور جب یہ دوزخ کی کسی تنگ جگہ میں (زنجیروں میں جکڑ کر ڈالتے جائینگے تو وہاں موت کو پکاریں گے [۱۳] آج ایک موت کو نہ پکارو بہت سی موتوں کو پکارو" [۱۴]

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت یحییٰ بن ابی اسیدؒ (۳) سے روایت نقل کی ہے کہ رسول ﷺ سے اللہ تعالیٰ کے

---

(۱) فتح القدیر، سورۃ الفرقان، ۴:۹۴

(۲) حلیۃ الاولیاء، ۵:۳۷۲۔۳۷۳

(۳) یحییٰ بن اُسید المصری، آپ محمد بن عمر کے شاگرد، لیث بن سعد، عمرو بن حارث اور حیوۃ بن شریح کے استاد تھے۔ آپ مصریین میں شمار ہوتے تھے۔ [التاریخ الکبیر، ۸:۱۶۱ رقم (۲۹۲۵)۔۔ الثقات لابن حبان، ۹:۲۵۱ رقم (۱۶۲۷۱)]

فرمان ﴿واذا القوا منها مكان ضيقا مقرنين﴾ کے بارے میں پوچھا گیا۔فرمایا مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے انہیں جہنم میں ایسے زبردستی داخل کر دیا جائے گا جیسے دیوار میں کیل داخل کر دیا جاتا ہے(۱)۔

امام ابن ابی حاتمؒ مختلف سندوں سے حضرت قتادہؒ سے وہ حضرت ابوایوبؒ سے وہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے ﴿واذا القوا منها مكان ضيقا﴾ کا یہ مفہوم نقل کرتے ہیں کہ جیسے نیزے میں ہوتا ہے(۲)۔

ابن مبارکؒ نے زہد میں، عبد بن حمیدؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے قتادہؒ کے واسطے سے آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ ہمارے سامنے یہ بات کی گئی کہ حضرت عبداللہؓ کہا کرتے تھے کہ جہنم کافر پر یوں تنگ ہوگی جیسے کہ زج نیزے پر تنگ ہوتا ہے(۳)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابوصالحؒ سے ﴿مقرنين﴾ کا معنی کیا: ان کے ہاتھوں کو جکڑ دیا جائے گا(۴)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ضحاکؒ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ ہلاکت کو پکاریں گے اور کہیں گے واھلاکاہ، واھلکتاہ۔ہائے ہلاکت۔انہیں کہا جائے گا آج ایک ہلاکت کو نہ پکارو بلکہ بہت سی ہلاکتوں کو پکارو(۵)۔

امام ابن جریرؒ، ابن منذرؒ، ابن ابی حاتمؒ، ابن مردویہؒ اور بیہقیؒ نے بعث میں صحیح سند کے ساتھ حضرت انسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سب سے پہلے ابلیس کو آگ کا حلہ پہنایا جائے گا۔وہ اسے اپنے آبروؤں پر رکھے گا اور اسے اپنے پیچھے گھسیٹے گا جب کہ اس کی ذریت اس کے بعد ہوگی جب کہ وہ یہ پکار رہا ہوگا یا ثبورا ہائے موت! اس کے پیروکار کہیں گے ہائے ان کی ہلاکت یہاں تک کہ جہنم کے پاس جا کر وہ کھڑا ہو جائے گا اور کہے گا ہائے ہلاکت اور اس کے پیروکار کہیں گے ہائے ان کی ہلاکت۔تو انہیں کہا جائے گا ﴿لا تدعوا اليوم ثبورا واحدا﴾(۶)۔

---

(۱) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الفرقان، ۸:۲۶۶۸ رقم (۱۵۰۰۵)

(۲) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الفرقان، ۸:۲۶۶۸ رقم (۱۵۰۰۷)

(۳) عبداللہ بن المبارک الزھد، ۱:۸۶ رقم (۲۹۹)
تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الفرقان، ۸:۲۶۶۸ رقم (۱۵۰۰۶)

(۴) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الفرقان، ۸:۲۶۶۸ رقم (۱۵۰۰۸)

(۵) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الفرقان، ۸:۲۶۶۸ رقم (۱۵۰۱۰)

(۶) تفسیر الطبری، سورۃ الفرقان، ۹:۳۷۱ رقم (۲۶۲۹۴)
تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الفرقان، ۸:۲۶۶۸ رقم (۱۵۰۱۵)
البعث النشور للبیھقی، ۲:۱۱۸

امام عبد بن حمیدؒ نے حضرت قتادہؒ سے روایت نقل کی ہے کہ ثبورا کا معنی ویل اور ہلاکت ہے(۱)۔

قُلْ أَذٰلِكَ خَيْرٌ أَمْ جَنَّةُ الْخُلْدِ الَّتِي وُعِدَ الْمُتَّقُونَ ط كَانَتْ لَهُمْ جَزَآءً وَّمَصِيرًا ﴿١٥﴾ لَهُمْ فِيهَا مَا يَشَآءُونَ خَٰلِدِينَ كَانَ عَلٰى رَبِّكَ وَعْدًا مَّسْـُٔولًا ﴿١٦﴾

"پوچھو کہ یہ بہتر ہے یا بہشت جاودانی جس کا پرہیز گاروں سے وعدہ ہے۔ یہ اُن (کے عملوں، کا بدلہ اور رہنے کا ٹھکانہ ہوگا۔ وہاں جو چاہیں گے اُن کے کے لئے (میسر) ہوگا ہمیشہ اُس میں رہیں گے یہ وعدہ خدا کو پورا کرنا) لازم ہے اور اس لائق ہے کہ مانگ لیا جائے"[۱۶]

امام ابن حاتمؒ نے حضرت قتادہؒ سے یہ معنیٰ نقل کیا ہے کہ ان کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے جزا اور ٹھکانہ ہو گا(۲)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت عطاء بن یسارؒ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت کعب الاحبارؒ نے کہا جو آدمی فوت ہو جبکہ وہ شراب پیتا ہو تو آخرت میں اسے نہ پی سکے گا اگرچہ جنت میں داخل ہو۔ عطاء نے کہا میں نے کہا اللہ تعالیٰ تو ارشاد فرماتا ہے ﴿لهم فيها ما يشاءون﴾ کعب نے کہا وہ اسے بھول جائے گا اور اسے یاد نہیں رہے گا۔(۳)

امام ابن جریرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے ﴿كان على ربك وعدا مسؤلا﴾ کا یہ معنیٰ نقل کیا ہے: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں نے تم سے جو وعدہ کیا تھا اس کے بارے میں سوال کرو، تمہارے لیے اس وعدہ کو پورا کیا جائے گا(۴)۔

امام ابن ابی حاتمؒ اور بیہقیؒ حضرت سعید بن ہلالؒ کے واسطہ سے وہ حضرت محمد بن کعب قرظیؒ سے یہ قول نقل کرتے ہیں: فرشتے اس کے لیے سوال کریں گے۔ سعید نے کہا میں نے ابوحزم (۵) کو کہتے ہوئے سنا: جب قیامت کا دن ہوگا مومن کہیں گے اے ہمارے رب! ہم نے تیرے لیے عمل کیا اس حکم کی وجہ سے جو تو نے ہمیں دیا

---

(۱) البعث النشور للبیھقی، ۲:۱۱۸

(۲) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الفرقان، ۸:۲۶۶۸ رقم (۱۵۰۱۶)

(۳) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الفرقان، ۸:۲۶۶۸ رقم (۱۵۰۱۷)

(۴) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الفرقان، ۸:۲۶۷۰ رقم (۱۵۰۱۶)

(۵) سلمان ابوحزم الاشجعی الکوفی، مولیٰ عزۃ الاشجعیۃ، آپ تابعین کی جماعت میں سے شمار ہوتے تھے اور ایک قوی وثقہ روای کی حیثیت سے جانے جاتے تھے۔ امام ابن سعدؒ آپ کے بارے میں فرمایا ہے: ثقة وله احاديث صالحة. عمر بن عبدالعزیزؒ کے عہدِ خلافت میں وفات پا گئے تھے۔[تھذیب التھذیب، ۴:۱۲۳ رقم (۲۳۵)]

،اب تو نے ہم سے جو وعدہ کیا ہے اسے پورا کردے۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان وعدا مسؤلا کا یہی مفہوم ہے(۱)۔

وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ وَمَا يَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ فَيَقُولُ أَأَنتُمْ أَضْلَلْتُمْ عِبَادِي هَٰؤُلَاءِ أَمْ هُمْ ضَلُّوا السَّبِيلَ ﴿١٧﴾ قَالُوا سُبْحَانَكَ مَا كَانَ يَنبَغِي لَنَا أَن نَّتَّخِذَ مِن دُونِكَ مِنْ أَوْلِيَاءَ وَلَٰكِن مَّتَّعْتَهُمْ وَآبَاءَهُمْ حَتَّىٰ نَسُوا الذِّكْرَ وَكَانُوا قَوْمًا بُورًا ﴿١٨﴾ فَقَدْ كَذَّبُوكُم بِمَا تَقُولُونَ فَمَا تَسْتَطِيعُونَ صَرْفًا وَلَا نَصْرًا وَمَن يَظْلِم مِّنكُمْ نُذِقْهُ عَذَابًا كَبِيرًا ﴿١٩﴾

"اور جس دن (خدا، اِن کو اور اُن کو جنہیں یہ خدا کے سوا پوجتے ہیں جمع کریگا تو فرمائے گا کیا تم نے میرے ان بندوں کو گمراہ کیا تھا یا یہ خود گمراہ ہو گئے تھے۔[۱۷] اور کہیں گے تو پاک ہے ہمیں یہ بات شایاں نہ تھی کہ تیرے سوا اَوروں کو دوست بناتے لیکن تو نے ہی اُن کو اور اُن کے باپ دادا کو برتنے کو نعمتیں دی تھی۔ یہاں تک کہ وہ تیری یاد کو بھول گئے اور یہ ہلاک ہونے والے لوگ تھے [۱۸] تو (کافروں) انھوں نے تو تم کو تمہاری بات میں جھٹلا دیا۔ پس (اب) تم (عذاب کو) نہ پھیر سکتے ہو نہ (کسی سے) مدد لے سکتے ہو۔ اور جو شخص تم میں سے ظلم کرے گا ہم اُس کو بڑے عذاب کا مزہ چکھائیں گے"[۱۹]

امام فریابیؒ، ابن ابی شیبہؒ، عبد بن حمیدؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت مجاہدؒ سے ﴿فیقول ء انتم اضللتم عبادی﴾ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰؑ، حضرت عزیر اور ملائکہ سے یہ سوال پوچھا جائے گا(۲)۔

امام حاکمؒ اور ابن مردویہؒ نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت عبداللہ بن غنمؓ (۳) سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت معاذ بن جبلؓ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿ما کان ینبغی لنا ان نتخذ من دونك من اولیاء﴾ کے بارے میں پوچھا کہ یہ نَتَّخِذُ ہے یا نُتَّخَذُ ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: میں نے نبی کریم ﷺ سے نون کے نصب کے ساتھ سنا ہے، میں نے ان سے ﴿الم غلبت الروم﴾ (۴) کے بارے میں پوچھا کہ ﴿غلبت﴾ معروف کا

---

(۱) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الفرقان، ۸: ۲۶۷۰ رقم (۱۵۰۲۲)

(۲) تفسیر الطبری: سورۃ الفرقان، ۹: ۳۸۲ رقم (۲۶۲۹۸)

تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الفرقان، ج ۸، ص ۲۶۷۲ رقم (۱۵۰۶۷)

(۳) امام سیوطیؒ نے امام حاکمؒ کے حوالے سے مذکورہ حوالہ نقل کیا ہے اور عبداللہ بن غنم کا نام ذکر کیا ہے جب کہ امام حاکمؒ نے المستدرک میں عبدالرحمٰن بن غنم کا نام ذکر کیا ہے۔ عبدالرحمٰن بن غنم الاشعری الشامی، آپ کی صحبتِ نبوی ﷺ میں اگرچہ اختلاف پایا جاتا ہے اس کے باوجود امام ابن حجر عسقلانیؒ نے آپ کو صحابہ میں شمار کیا ہے اور لکھا ہے کہ آپ یمن سے نبی کریم ﷺ سے ملنے کی غرض کشتی میں تشریف لائے تھے۔[الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ، ۴: ۲۳۵۰ رقم (۵۱۸۵)]

(۴) القرآن الکریم، الروم، ۱-۲

صیغہ ہے یا مجہول کا؟ تو انہوں نے کہا مجھے رسول اللہ ﷺ نے غلبت الروم پڑھایا ہے(۱)۔

امام سعید بن منصورؒ اور عبد بن حمیدؒ نے ضحاکؒ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے حضرت علقمہؒ کے پاس ﴿ما کان ینبغی لنا ان نتخذ﴾ کی قراءت کی اور نتخذ کو مجہول کا صیغہ پڑھا تو حضرت علقمہ نے کہا: یہ معروف کا صیغہ ہے(۲)۔

امام عبد بن حمیدؒ نے حضرت سعید بن جبیرؒ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ اسے مجہول کا صیغہ پڑھتے (۳)۔

امام عبد بن حمیدؒ نے حضرت قتادہؒ سے ﴿قالوا سبحنك ما كان ينبغي لنا ان نتخذ من دونك من اولياء﴾ کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ ان کا قول ہے جن کی عبادت کی جاتی تھی اور کہا بورا کا معنی تباہ ہونے والا کیونکہ کبھی بھی کوئی قوم کو نہ بھولی مگر وہ تباہ و برباد ہوگئی (۴)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے بورا کا معنی ہلاک ہونے والا نقل کیا ہے(۵)۔

امام طستیؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت نافع بن ارزقؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے عرض کی کہ مجھے اللہ تعالیٰ کے فرمان قوما بورا کے بارے میں بتایئے تو حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا: عمان کی لغت کے مطابق اس کا معنی ہلاک ہونے والا ہے۔ عمان یمن سے تعلق رکھتے تھے۔

حضرت نافعؒ نے عرض کی کیا عرب اس معنی کو جانتے ہیں؟ فرمایا ہاں کیا تو نے شاعر کا یہ قول نہیں سنا جبکہ وہ کہتا ہے:

فلا تكفروا ما قد صنعنا اليكم و كافر به فالكفر بورلصانعه(٦)

"پس جو کچھ ہم نے تمہارے ساتھ کیا ہے اسکی ناشکری نہ کرو۔ بے شک ناشکری نیکی کرنے والے کیلئے ہلاکت ہے"۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت قتادہؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ بورا عمان کی زبان کا لفظ ہے(۷)۔

---

(۱) مستدرک، کتاب: التفسیر، باب: قراءۃ النبی ﷺ مما لم یخرجاہ رقم (۲۹۷۳)

امام حاکمؒ نے مذکورہ حدیث پر حکم لگاتے ہوئے لکھا ہے: **لم نكتب الحديثين الا بهذاالاسنادالان محمد بن سعيد الشامي ليس من شرط الكتاب** [مستدرک، رقم (۲۹۷۳)]

(۲) روایت نہیں ملی (۳) روایت نہیں ملی

(۴) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الفرقان، ۸: ۲۶۷۲ رقم (۱۵۰۳۳) مثلہ

(۵) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الفرقان، ۸: ۲۶۷۲ رقم (۱۵۰۳۳)

(۶) روح المعانی، سورۃ الفرقان، ۱۸: ۲۵۰

(۷) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الفرقان، ۸: ۲۶۷۲ رقم (۱۵۰۳۶)

امام عبد بن حمیدؒ نے حضرت حسن بصریؒ سے اس کا معنی سخت دل نقل کیا ہے جن میں کوئی بھلائی نہیں (۱)

امام فریابیؒ، ابن ابی شیبہؒ، عبد بن حمیدؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے مجاہدؒ سے ﴿بورا﴾ کا معنی ہلاک ہونے والی نقل کیا ہے اور ﴿فقد كذبو اكم بما تقولون﴾ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں سے فرماتا ہے جو حضرت عیسیٰؑ، حضرت عزیرؑ اور ملائکہ کی عبادت کرتے تھے۔ تو انہوں نے کہا اے اللہ! تو پاک ہے، ان لوگوں کے سوا تو ہی ہمارا پروردگار رہے تو حضرت عیسیٰؑ، حضرت عزیرؑ اور ملائکہ کے بارے میں جو کچھ تم کہتے تھے انہوں نے تمہاری تکذیب کر دی جب کہ انہوں نے مشرکوں کو جھٹلایا، مشرک نہ عذاب کو دور کرنے کی استعداد رکھتے ہیں اور نہ ہی اپنی مدد کر سکتے ہیں (۲)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے وہب بن منبہؒ سے روایت نقل کی ہے: میں نے بہترین کتابیں پڑھیں جو آسمانوں سے نازل ہوئیں۔ میں نے کوئی ایسی کتاب نہیں سنی جس میں قرآن سے بڑھ کر ظلم پر عتاب کیا گیا ہو۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ اس امت کا فتنہ ظلم میں ہوگا۔ جہاں تک دوسری کتابیں ہیں ان میں زیادہ عتاب شرک اور بت پرستی کے بارے میں ہے (۳)۔

عبدالرزاقؒ اور ابن جریرؒ نے حضرت حسن بصریؒ سے ﴿ومن يظلم منكم﴾ کا یہ معنی نقل کیا ہے: تم میں سے جو شرک کرتے ہیں (۴)۔

امام ابن جریرؒ نے حضرت جریجؒ سے اس کا یہ معنی نقل کیا ہے: تم میں سے جو شرک کرے (۵)۔

---

(۱) روح المعانی، سورۃ الفرقان، ۱۸: ۲۵۰

(۲) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الفرقان، ۸: ۲۶۷۲ رقم (۱۵۰۳۹)

تفسیر الطبری، سورۃ الفرقان، ۹: ۳۷۳ رقم (۲۶۳۰۱)

(۳) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الفرقان، ۸: ۲۶۷۲ رقم (۱۵۰۴۰)

(۴) تفسیر الطبری، سورۃ الفرقان، ۹: ۳۷۶ رقم (۲۶۳۱۲)

تفسیر عبدالرزاق، سورۃ الفرقان، ۲: ۴۵۲ رقم (۲۰۸۱)

(۵) تفسیر الطبری، بیروت، ج ۹، ص ۳۷۶ رقم (۲۶۳۱۱)

وَمَآ أَرۡسَلۡنَا قَبۡلَكَ مِنَ ٱلۡمُرۡسَلِينَ إِلَّآ إِنَّهُمۡ لَيَأۡكُلُونَ ٱلطَّعَامَ وَيَمۡشُونَ فِي ٱلۡأَسۡوَاقِ وَجَعَلۡنَا بَعۡضَكُمۡ لِبَعۡضٖ فِتۡنَةً أَتَصۡبِرُونَ وَكَانَ رَبُّكَ بَصِيرٗا ﴿٢٠﴾

"اور ہم نے تم سے پہلے جتنے پیغمبر بھیجے ہیں سب کھانا کھاتے تھے اور بازاروں میں چلتے تھے پھرتے تھے اور ہم نے تمہیں ایک دوسرے کے لئے آزمائش بنایا۔ کیا تم صبر کرو گے اور تمہارا پروردگار تو دیکھنے والا ہے"[۲۰]

امام عبد بن حمیدؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت قتادہؒ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ سے قبل بھی رسول کھانا کھاتے اور بازاروں میں چلا کرتے (۱)۔

امام عبد بن حمیدؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ، ابن ابی حاتمؒ اور بیہقیؒ نے "شعب" میں حضرت حسن بصریؒ سے روایت نقل کی ہے: فقیر کہتا ہے اگر اللہ تعالیٰ مجھے فلاں کی طرح غنی بنا دیتا، بیمار کہتا ہے اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو فلاں آدمی کی طرح مجھے صحت مند بنا دیتا، نابینا کہتا ہے اگر اللہ تعالیٰ چاہا تا مجھے فلاں کی طرح بینا بنا دیتا (۲)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت عکرمہؒ سے فتنۃ کا معنی دنیا میں باہم فضیلت، قدرت اور قہر لیا ہے (۳)۔

ابن جریرؒ اور ابن منذرؒ نے ابن جریجؒ سے فتنۃ کا معنی یہ نقل کیا ہے کہ ایک پر رزق کو تنگ کر دیتا ہے اور دوسرے پر رزق کو وسیع کر دیتا ہے۔ میرے رب نے مجھے وہ عطا نہیں کیا جو اللہ تعالیٰ نے فلاں کو عطا کیا ہے۔ کسی انسان کو تکلیف میں مبتلا کرتا ہے تو وہ کہتا ہے اللہ تعالیٰ نے مجھے فلاں آدمی کی طرح تندرست نہیں کیا، اس قسم کی آزمائشوں میں اسے ڈالا جاتا ہے تا کہ یہ معلوم ہو کہ کون صبر کرتا ہے اور کون جزع فزع کرتا ہے؟ اللہ تعالیٰ صبر کرنے والے اور جزع فزع کرنے والے کو جانتا ہے (۴)۔

امام ابن ابی شیبہؒ نے حضرت حسن بصریؒ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں: اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو تمام کو غنی کر دیتا، تم میں کوئی بھی فقیر نہ ہوتا۔ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو تم سب کو فقیر بنا دیتا، تم میں سے کوئی بھی امیر نہ ہوتا۔ لیکن اللہ تعالیٰ تم میں سے بعض کو بعض سے آزماتا ہے (۵)۔

---

(۱) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الفرقان، ۸: ۲۶۷۵ رقم (۱۵۰۴۵)

(۲) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الفرقان، ۸: ۲۶۷۵ رقم (۱۵۰۴۷)
تفسیر الطبری، سورۃ الفرقان، ۹: ۳۷۷ رقم (۲۶۳۱۳)
شعب الایمان، باب، فی الصبر علی المصائب، ۷: ۲۱۹ رقم (۱۰۰۷۲)

(۳) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الفرقان، ۸: ۲۶۷۵ رقم (۱۵۰۴۸)

(۴) تفسیر الطبری، سورۃ الفرقان، ۹: ۳۷۷ رقم (۲۶۳۱۴)

(۵) مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب: الزھد، باب: ماذکر عن نبینا ﷺ رقم (۳۴۳۳۰)

امام حکیم ترمذیؒ نے نوادر الاصول میں حضرت رفاعہ بن رافع زرقیؓ (۱) سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ ہمارے غلاموں کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ یہ مسلمان لوگ ہیں، یہ ہمارے ساتھ نمازیں پڑھتے ہیں، ہمارے ساتھ روزے رکھتے ہیں، کیا ہم انہیں مار سکتے ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ان کے گناہوں اور انکو دی جانے والی سزاؤں کا وزن کیا جائے گا۔ اگر تمہاری سزائیں ان کے گناہوں سے زیادہ ہونگی تو تم سے لے کر انہیں دیا جائے گا۔ عرض کی ہم انہیں جو گالیاں دیتے ہیں اس کے بارے میں ہمیں بتائیں؟ فرمایا ان کے گناہوں اور تم انہیں جو اذیت دیتے ہو اسکا وزن کیا جائے گا، اگر تمہاری اذیتیں زیادہ ہوئیں تو تم سے لے کر انہیں اجر دیا جائے گا۔ اس آدمی نے عرض کی: میں کسی ایسے دشمن کے بارے میں نہیں سنتا جو ان غلاموں سے بڑھ کر میرے قریب ہو۔ تو رسول اللہ ﷺ نے ﴿وجعلنا بعضكم لبعض فتنة﴾ کی تلاوت کی۔ اس آدمی نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ میں اپنے بچے کو مارتا ہوں۔ اس بارے میں مجھے بتایئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تیری اولاد کے بارے میں تجھ پر کوئی تہمت نہ ہوگی، تاہم اپنے آپ کو اس حال میں خوش نہ کر کہ خود سیر ہو اور وہ بچہ بھوکا رہے اور نہ ہی خود پہن اور وہ ننگے رہیں (۲)۔

وَقَالَ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا لَوْلَآ أُنْزِلَ عَلَيْنَا الْمَلٰٓئِكَةُ أَوْ نَرٰى رَبَّنَا ط لَقَدِ اسْتَكْبَرُوْا فِيْٓ أَنْفُسِهِمْ وَعَتَوْ عُتُوًّا كَبِيْرًا ﴿٢١﴾

"اور جو لوگ ہم سے ملنے کی اُمید نہیں رکھتے، کہتے ہیں کہ ہم پر فرشتے کیوں نہ نازل کیے گئے یا ہم آنکھ سے اپنے پروردگار کو دیکھ لیں یہ اپنے خیال میں بڑائی رکھتے ہیں اور (اسی بناء پر) بڑے سرکش ہو رہے ہیں" [۲۱]

امام ابن جریرؒ اور ابن منذرؒ نے حضرت ابن جریرؓ سے ﴿وقال الذين لا يرجون لقاءنا﴾ کی یہ تفسیر نقل کی ہے: یہ قریش کے کفار کا قول تھا، یعنی وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضری کی امید نہیں رکھتے تھے۔ وہ یہ بھی کہتے کہ ہم پر فرشتے کیوں نازل نہیں کیے جاتے یا ہم اپنے رب کو خود دیکھتے اور وہ ہمیں بتاتے کہ حضرت محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں (۳)۔

---

(۱) رفاعہ بن رافع بن مالک بن العجلان بن عمرو بن زریق الزرقی الانصاری المدنی، ابومعاذ، بدری صحابی تھے۔ [تہذیب التہذیب، ۳: ۲۴۳ رقم (۵۳۰)]

(۲) حکیم الترمذی، نوادر الاصول، دار صادر، بیروت (بدون تاریخ)، باب فی حد التادیب فی الممالیک، ص ۲۰

(۳) تفسیر الطبری، سورۃ الفرقان، ۹: ۳۷۸ رقم (۲۶۳۱۷)

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت عبید بن عمیرؒ سے ﴿لا یرجون﴾ کا معنی وہ سوال نہیں کرتے نقل کیا ہے(۱)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے قتادہ سے ﴿لَوْلَا أُنزِلَ عَلَيْنَا الْمَلَائِكَةُ﴾ کا یہ مفہوم نقل کیا ہے کہ ہم فرشتوں کو اپنی آنکھوں سے دیکھتے(۲)۔

امام ابن منذرؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے وعتو عتوا کبیرا کا یہ معنی نقل کیا ہے: انہوں نے کفر میں سختی کی(۳)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت عکرمہؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ قرآن حکیم میں عتوا سے مراد تکبر ہے(۴)۔

يَوْمَ يَرَوْنَ الْمَلَٰئِكَةَ لَا بُشْرَىٰ يَوْمَئِذٍ لِّلْمُجْرِمِينَ وَيَقُولُونَ حِجْرًا مَّحْجُورًا ﴿٢٢﴾

"جس دن یہ فرشتوں کو دیکھیں گے اُس دن مجرموں کے لئے کوئی خوشی کی بات نہیں ہوگی اور کہیں گے (خدا کرے) تم سے روک لئے (اور بند کر دیئے جاؤ)"[۲۲]

امام فریابیؒ، عبد بن حمیدؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے مجاہدؒ سے یہ تفسیر نقل کی ہے کہ یہاں یوم سے مراد یوم قیامت ہے(۵)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت عطیہؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جب قیامت کا دن ہوگا تو مومن کو بشارت دی جائے گی۔ جب کفار یہ منظر دیکھیں گے تو فرشتوں سے عرض کریں گے: ہمیں بھی خوشخبری دو۔ تو فرشتے کہیں گے حجرا محجورا یعنی یہ چیز قطعی حرام ہے کہ ہم تمہیں بشارت دیں(۶)۔

امام فریابیؒ، عبد بن حمیدؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت مجاہدؒ سے ﴿حجرا محجورا﴾ کا یہ معنی عوذا معاذا روایت کیا ہے۔ ایک روایت کے الفاظ یوں ہیں، یہ بات قطعاً حرام ہے کہ آج مومنین کے سوا کسی اور کے لئے بشارت ہو(۷)۔

عبد بن حمیدؒ اور ابن جریرؒ نے حضرت قتادہؒ سے روایت نقل کی ہے کہ فرشتے کہیں گے کفار پر اس وقت بشارت قطعاً حرام ہے(۸)۔

---

(۱) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الفرقان، ۸: ۲۶۷۵ رقم (۱۵۰۵۲)
(۲) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الفرقان، ۸: ۲۶۷۵ رقم (۱۵۰۵۳)
(۳) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الفرقان، ۸: ۲۶۷۵ رقم (۱۵۰۵۱)
(۴) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الفرقان، ۸: ۲۶۷۵ رقم (۱۵۰۵۴)
(۵) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الفرقان، ۸: ۲۶۷۵ رقم (۱۵۰۵۵)
(۶) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الفرقان، ۸: ۲۶۷۵ رقم (۱۵۰۵۶)
(۷) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الفرقان، ۸: ۲۶۷۵ رقم (۱۵۰۶۳)
(۸) تفسیر الطبری، سورۃ القرفان، ۹: ۳۷۹ رقم (۲۶۳۱۸)

عبد بن حمیدؒ اور ابن جریرؒ نے حضرت ضحاکؒ سے روایت نقل کی ہے کہ فرشتے کہیں گے کفار پر اس وقت بشارت قطعاً حرام ہے جب تم ہمیں دیکھو گے (۱)۔

امام سعید بن منصورؒ، عبد بن حمیدؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت عطیہ عوفیؒ کے واسطے سے حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت نقل کی ہے کہ ﴿حجرا محجورا﴾ کا معنی قطعی حرام ہے یعنی یہ چیز قطعی حرام ہے کہ ہم تمہیں ایسی خوشخبری دیں جیسی خوشخبری ہم متقین کو دیتے ہیں (۲)۔

امام عبدالرزاقؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت حسن بصریؒ اور حضرت قتادہؒ سے حجرا محجورا کے متعلق یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ ایک ایسا کلمہ ہے جسے عرب بولتے ہیں جب کسی آدمی پر مصیبت نازل ہوتی تو وہ کہتا حجرا محجورا یعنی قطعی حرام (۳)۔

امام عبد بن حمیدؒ نے حضرت حسن بصریؒ سے روایت نقل کی ہے: جب عورت ناپسندیدہ چیز دیکھتی تو وہ کہتی حجر من هذا۔ یعنی اس سے پناہ (۴)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے آیت کی تفسیر میں حضرت ضحاکؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جب قیامت کے زلزے برپا ہوں گے اور اس کے زلزلوں میں سے ایک یہ ہوگا کہ آسمان پھٹ جائے گا، اس روز وہ کمزور ہوگا جب کہ فرشتے اس کی اطراف میں ہوں گے۔ ہر شہ اپنی وسعت کے باوجود پھٹ جائے گی۔ یہ پھٹنے کا سلسلہ آسمان سے شروع ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان اسی کے متعلق ہے: فرشتے کہیں گے اے مجرمو! یہ امر تمہارے لیے قطعی حرام ہے کہ جب تم ہمیں دیکھو گے تو تمہارے لیے بشارت ہو (۵)۔

وَقَدِمْنَآ إِلَىٰ مَا عَمِلُوا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنَٰهُ هَبَآءً مَّنثُورًا ﴿٢٣﴾

"اور جو انھوں نے عمل کیے ہونگے ہم ان کی طرف متوجہ ہونگے تو ان کو اُڑتی خاک کر دیں گے" [۲۳]

---

(۱) تفسیر الطبری، سورۃ الفرقان، ۹:۳۷۹ رقم (۲۶۳۲۰)

(۲) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الفرقان، ۸:۲۶۷۷ رقم (۱۵۰۵۸)

(۳) تفسیر عبدالرزاق: سورۃ الفرقان، ۲:۴۵۳ رقم (۲۰۸۲)
تفسیر الطبری: سورۃ الفرقان، ۹:۳۷۹ رقم (۲۶۳۱۹)
تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الفرقان، ۸:۲۶۷۷ رقم (۱۵۰۵۹)

(۴) تفسیر الطبری: سورۃ الفرقان، ۹:۳۷۹ رقم (۲۶۳۱۹) [مثله]

(۵) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الفرقان، ۸:۲۶۷۷ رقم (۱۵۰۶۱)

امام فریابیؒ، ابن ابی شیبہؒ، عبد بن حمیدؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت مجاہدؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے دنیا میں جو بھلائی کے کام کئے مگر انہیں قبولیت حاصل نہ ہوئی ان کی طرف متوجہ ہوں گے (۱)۔

امام سعید بن منصورؒ، عبد بن حمیدؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت علی بن ابی طالبؓ سے هباء منثورا کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ هباء سے مراد سورج کی وہ شعاع ہے جو سوراخ سے نکلتی ہے (۲)۔

امام عبدالرزاقؒ، فریابیؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت علی بن ابی طالبؓ سے روایت نقل کی ہے کہ هباء سے مراد غبار والی ہوا ہے، جو پھیلتی ہے پھر ختم ہو جاتی ہے اور اس سے کوئی چیز باقی نہیں رہتی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے اعمال کو بھی اسی طرح کر دیا (۳)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ هباء سے مراد وہ چیز ہے جو آگ سے اڑتی ہے۔ جب آگ بھڑکتی ہے تو اس سے شرارے اڑتے ہیں۔ جب وہ شرارہ زمین پر گرتا ہے تو کچھ بھی نہیں ہوتا۔ (۴)

امام ابن جریرؒ اور ابن ابی منذرؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے هباء منثورا کا یہ معنی نقل کیا ہے: وہ پانی جو بہا دیا جائے (۵)۔

امام عبد بن حمیدؒ، ابن جریرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت حسن بصریؒ سے یہ تفسیری قول نقل کیا ہے کہ هباء منثورا سے مراد وہ شعاع ہے جو روشن دان یا چھوٹے سوراخ سے آتی ہے اگر تو اس کو پکڑنا چاہے تو تو اس کی طاقت نہ رکھے (۶)۔

ابن ابی شیبہؒ، عبد بن حمیدؒ، ابن جریرؒ اور ابن منذرؒ نے مجاہدؒ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ سوراخ سے آنے والی

---

(۱) تفسیر الطبری، سورۃ الفرقان، ۹:۳۰۸ رقم (۲۶۳۲۵)
تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الفرقان، ۸:۲۶۷۸ رقم (۱۵۰۶۷)

(۲) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الفرقان، ۸:۲۶۷۸ رقم (۱۵۰۷۱)

(۳) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الفرقان، ۸:۲۶۷۹ رقم (۱۵۰۷۹)

(۴) تفسیر الطبری، سورۃ القرفان، ۹:۳۸۱ رقم (۲۶۳۲۷) [مثله]

(۵) تفسیر الطبری، سورۃ القرفان، ۹:۳۸۱ رقم (۲۶۳۳۴)

(۶) تفسیر الطبری، سورۃ القرفان، ۹:۳۸۱ رقم (۲۶۳۲۷)
تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الفرقان، ۸:۲۶۷۹ رقم (۱۵۰۷۲)

سورج کی شعاع (۱)۔

امام ابن ابی شیبہؒ، عبد بن حمیدؒ، ابن جریرؒ اور ابن منذرؒ نے حضرت مجاہدؒ سے معنی نقل کیا ہے: سورج کی وہ شعاع جو سوراخ سے نکل کر آتی ہے (۲)۔

امام عبد بن حمیدؒ نے حضرت ابو مالکؒ اور عامرؒ سے ھباء منثورا کا معنی سورج کی شعاع نقل کیا ہے (۳)۔

امام عبد بن حمیدؒ نے حضرت ضحاکؒ سے اس کا معنی غبار نقل کیا ہے (۴)۔

امام عبد الرزاقؒ، عبد بن حمیدؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت قتادہؒ سے اس کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ اس سے مراد درخت کے وہ چھوٹے چھوٹے ذرات ہیں جنہیں ہوائیں اڑاتی ہیں (۵)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت معلیٰ بن عبیدہ (۶) سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ھباء سے مراد راکھ ہے (۷)۔

امام سمویہ نے فوائد میں حضرت سالمؓ (۸) [جو حضرت ابو حذیفہ کے غلام ہیں] سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے روز ایک قوم لائی جائے گی جن کی نیکیاں تہامہ پہاڑ جتنی ہوں گی۔ جب انہیں لایا جائے گا تو اللہ تعالیٰ ان کے اعمال کو ھباء کر دے گا۔ پھر انہیں جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔ حضرت سالمؓ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپ پر قربان! کیا ہمارا اس قوم سے تعلق ہے؟ فرمایا وہ لوگ نمازیں پڑھتے تھے، روزے رکھتے تھے اور رات کا کچھ حصہ سوتے تھے لیکن جب ان پر کوئی چیز حرام کی جاتی تو اس پر جھپٹ پڑتے۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کے اعمال کو باطل کر دیا (۹)۔

---

(۱) تفسیر الطبری، سورۃ الفرقان ۹:۳۸۱ رقم (۲۶۳۲۸)

(۲) تفسیر الطبری، سورۃ الفرقان، ۹:۳۸۰

(۳) تفسیر الطبری، سورۃ الفرقان، ۹:۳۸۰

(۴) تفسیر ابن کثیر، سورۃ الفرقا، ۳:۳۲۴

(۵) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الفرقان، ۸:۲۶۷۹ رقم (۱۵۰۷۴)

(۶) ابن ابی حاتمؒ نے معلیٰ بن عبیدۃ کی بجائے عبید بن تعلیٰ کا نام ذکر کیا ہے۔۔ عبید بن تعلیٰ الطائی الفلسطینی، امام نسائی نے آپ کو صدوق وثقۃ قرار دیا ہے۔ [تھذیب التھذیب، ج ۷، ص ۵۵ رقم (۱۲۲)]

(۷) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الفرقان، ۸:۲۶۷۹ رقم (۱۵۰۷۵)

(۸) سالم بن عتبۃ بن ربیعۃ بن عبد شمس، مولیٰ ابو حذیفہ، آپ کا شمار سابقین اولین میں ہوتا ہے۔ آپ فارس میں اصطخر کے علاقے سے تعلق رکھتے تھے۔ کبار صحابہ کرام میں سے تھے۔ [الطبقات الکبریٰ، ۲:۸۵]

(۹) روح المعانی، سورۃ الفرقان، ۱۹:۵۵، ۔۔ المعجم الاوسط، ۵:۴۶، رقم (۴۶۳۲)۔۔ المعجم الصغیر، ۱:۳۹۶ (۶۲۲)

أَصۡحَٰبُ ٱلۡجَنَّةِ يَوۡمَئِذٍ خَيۡرٌ مُّسۡتَقَرّٗا وَّأَحۡسَنُ مَقِيلٗا ﴿٢٤﴾

"اس دن اہل جنت کا ٹھکانہ بھی درست ہوگا اور مقام استراحت بھی خوب ہوگا"

امام عبد بن حمیدؒ نے حضرت قتادہؒ سے ﴿خیر مستقرا و احسن مقیلا﴾ کا یہ معنی نقل کیا ہے: بہترین منزل اور عمدہ ٹھکانہ(۱)۔

امام ابن منذرؒ نے حضرت ابن جریجؒ سے مقیلا کا معنی لوٹنے کی جگہ نقل کیا ہے(۲)۔

امام ابن جریرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ جنت کے بالا خانوں میں اس کا ٹھکانہ ہوگا، ان کا حساب ان کے رب کے حضور ایک دفعہ پیش کیا جائے گا اور یہ آسان حساب ہے۔ یہ ایسے ہی ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے ﴿فَأَمَّا مَنۡ أُوتِيَ كِتَٰبَهُۥ بِيَمِينِهِۦ ☆ فَسَوۡفَ يُحَاسَبُ حِسَابٗا يَسِيرٗا ☆ وَيَنقَلِبُ إِلَىٰٓ أَهۡلِهِۦ مَسۡرُورٗا﴾ (۳) پس جس کو دیا گیا اس کا عمل نامہ اُس کے دائیں ہاتھ میں تو اس کا حساب آسان لیا جائے گا اور وہ اپنے اہل وعیال کی طرف دوڑے گا خوشی کے ساتھ (۴)

امام ابن مبارک نے "زہد" میں، عبد بن حمیدؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ، ابن ابی حاتمؒ اور حاکمؒ نے حضرت ابن مسعودؓ سے روایت نقل کی ہے جب کہ حاکمؒ نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ قیامت کے روز دن نصف النہار تک نہیں پہنچے گا کہ اللہ تعالیٰ ان کی طرف متوجہ ہوگا۔ پھر یہ آیات تلاوت کیں ﴿اصحب الجنة یومئذ خیر مستقرا و احسن مقیلا، پھر پڑھا ان مقیلهم لالی الجحیم﴾ (۵)۔

---

(۱) تفسیر ابن کثیر، سورۃ الفرقان، ۴: ۳۲۵

(۲) تفسیر ابن کثیر، سورۃ الفرقان، ۴: ۳۲۵

(۳) القرآن الکریم، الانشقاق، ۶۔۷۔۸

(۴) تفسیر الطبری، سورۃ الفرقان، ۹: ۳۸۲ رقم (۲۳۳۵)

تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الفرقان، ۸: ۲۶۸۱ رقم (۱۵۰۸۱)

(۵) عبداللہ بن مبارک المروزی، الزھد، ۱: ۴۶۳ رقم (۱۳۱۳)

تفسیر الطبری، سورۃ الفرقان، ۹: ۳۸۲ رقم (۲۳۳۹)

تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الفرقان، ۸: ۲۶۸۱ رقم (۱۵۰۷۹)

مستدرک، کتاب: التفسیر، باب: تفسیر سورۃ الفرقان، رقم (۳۵۱۶)

امام حاکمؒ نے مذکورہ حدیث پر حکم لگاتے ہوئے لکھا ہے: هذا حديث صحيح ولم يخرجاه [مستدرک، رقم (۳۵۱۶)]

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے: چاشت کا وقت ہوگا تو اولیاء اللہ پلنگوں پر حوروں کے ساتھ قیلولہ کر رہے ہونگے اور اللہ کے دشمن شیاطین کے ساتھ جکڑے ہوئے ہونگے (۱)۔

امام ابن مبارکؒ، سعید بن منصورؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابونعیمؒ نے حلیہ میں حضرت ابراہیم نخعیؒ سے روایت نقل کی ہے کہ لوگوں کا خیال تھا کہ اللہ تعالیٰ دیر تک لوگوں کے حساب سے فارغ ہو جائے گا۔ جنتی جنت میں قیلولہ کریں گے اور جہنمی جہنم میں قیلولہ کریں گے۔ اس آیت کا یہی مفہوم ہے (۲)۔

امام ابن جریرؒ نے حضرت سعید بن صوافؒ سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے یہ خبر پہنچی کہ قیامت کا دن مومن پر مختصر ہوگا یہاں تک کہ اتنے وقت کا ہوگا جتنا عصر اور مغرب کے درمیان کا وقت ہوتا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ لوگوں کے حساب سے فارغ ہوگا تو جنتی جنت کے باغوں میں قیلولہ کریں گے۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا یہی مفہوم ہے (۳)۔

امام عبد بن حمیدؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت قتادہؒ سے اس کا معنی بہترین جائے پناہ اور منزل نقل کیا ہے۔ قتادہؒ نے کہا صفوان بن محرزؒ (۴) نے بیان کیا ہے کہ قیامت کے روز دو آدمیوں کو لایا جائے گا۔ ان میں سے ایک دنیا میں بادشاہ تھا۔ اس کا محاسبہ ہوگا۔ وہ ایسا بندہ ہوگا جس نے کوئی بھلائی کا کام نہ کیا ہوگا۔ تو اسے جہنم میں ڈالنے کا حکم ہوگا۔ دوسرا وہ ہوگا جس کے پاس دنیا میں صرف ایک چادر تھی۔ اس کا حساب لیا جائے گا۔ وہ بندہ عرض کرے گا اے میرے رب! تو نے مجھے تو کوئی چیز عطا ہی نہیں کی کہ تو میرا اس بارے میں کوئی حساب لے۔ تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا: میرے بندے نے سچی بات کی، اسے چھوڑ دو۔ تو اسے جنت میں لے جانے کا حکم ہوگا۔ پھر جتنا عرصہ اللہ تعالیٰ چاہے گا انہیں یوں ہی رہنے دیا جائے گا۔ پھر جہنمی کو بلایا جائے گا تو وہ سیاہ کوئلہ کی طرح ہوگا۔ اسے کہا جائے گا تو نے اپنے آرام کی جگہ کو کیسے پایا؟ تو وہ عرض کرے گا آرام کرنے کی جگہ بہت بری ہے۔ اسے کہا جائے گا واپس اپنی جگہ لوٹ جا۔ پھر جنتی کو بلایا جائے گا تو وہ ایسے ہوگا جیسے چودھویں رات کا چاند ہو۔ اسے کہا جائے گا تو نے اپنے قیلولہ کو کیسے پایا۔ تو وہ عرض کرے گا میرے آرام کرنے کی بہترین جگہ ہے۔ تو اسے کہا جائے گا اپنی جگہ واپس چلا جا (۵)۔

---

(۱) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الفرقان، ۸:۲۶۸۱ رقم (۱۵۰۷۰)

(۲) ابن المبارک، الزھد، ۱:۴۶۳ رقم (۱۳۱۴)۔ تفسیر الطبری: سورۃ الفرقان، ۹:۳۸۲ رقم (۶۳۳۶)۔ حلیۃ الاولیاء، ۴:۲۳۲

(۳) تفسیر الطبری، سورۃ الفرقان، ۹:۳۸۲ رقم (۶۳۳۹)

(۴) صفوان بن محرز بن زیاد المازنی، الباھلی، البصری، آپ ایک ثقہ و متقی راوی اور واعظ تھے۔ [الاصابۃ، ۳:۴۷۰ رقم (۴۱۵۴)]

(۵) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الفرقان، ۸:۲۶۸۱ رقم (۱۵۰۸۵)

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت عکرمہؒ سے روایت نقل کی ہے کہ میں اس گھڑی کو جانتا ہوں جس میں جنتی جنت میں داخل ہوں گے اور جہنمی جہنم میں داخل ہوں گے۔ یہ وہ گھڑی ہوگی جو نصف النہار کی گھڑی ہے۔ جب لوگ قیلولہ کے لیے اپنے گھر والوں کی طرف لوٹتے ہیں جہنمی جہنم کی طرف چلے جائیں گے اور جنتیوں کو جنت کی طرف لے جایا جائے گا۔ ان کا قیلولہ جنت میں ہوگا۔ انہیں مچھلی کا دل کھلایا جائے تو سب سیر ہو جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا یہی مطلب ہے(۱)۔

امام ابن عساکرؒ نے حضرت عکرمہؒ سے روایت نقل کی ہے کہ ان سے قیامت کے دن کے بارے میں پوچھا گیا کیا یہ دنیا کا دن ہوگا یا آخرت کا؟ فرمایا اس کا پہلا حصہ اس دنیا کے دن سے اور آخری آخرت سے ہوگا(۲)۔

وَيَوْمَ تَشَقَّقُ السَّمَآءُ بِالْغَمَامِ وَنُزِّلَ الْمَلٰٓئِكَةُ تَنْزِيلًا ﴿٢٥﴾ الْمُلْكُ يَوْمَئِذِ نِ الْحَقُّ لِلرَّحْمٰنِ وَكَانَ يَوْماً عَلَى الْكَافِرِيْنَ عَسِيراً ﴿٢٦﴾

"اور جس دن آسمان ابر سے پھٹ جائے گا اور فرشتے نازل کیے جائیں گے [۲۵] اُس دن سچی بادشاہی خدا ہی کی ہوگی۔ اور اُس دن کافر پر (سخت) مشکل ہوگا" [۲۶]

امام عبد بن حمیدؒ، ابن ابی الدنیاؒ نے "الاھوال" میں، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ، ابن ابی حاتمؒ اور حاکمؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے اس آیت ﴿ویوم تشقق السماء بالغمام ونزل الملئكة تنزيلا﴾ کی تلاوت فرمائی۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے روز تمام مخلوق کو ایک میدان میں جمع فرمائے گا یعنی جنوں، انسانوں، چوپاؤں، درندوں، پرندوں اور تمام مخلوقات کو جمع فرمائے گا۔ آسمان دنیا پھٹ جائے گا۔ اس کے مکین زمین پر اتریں گے۔ ان کی تعداد زمین کے جنوں، انسانوں اور تمام مخلوقات سے بڑھ کر ہوگی۔ وہ جنوں انسانوں اور دوسری تمام مخلوقات کو گھیر لیں گے۔ اہل زمین کہیں گے کیا تم میں ہمارا رب ہے تو وہ کہیں گے نہیں۔

پھر دوسرا آسمان پھٹ جائے گا۔ اس کے مکین اتریں گے جب کہ ان کی تعداد آسمان دنیا کے رہنے والوں، جنوں انسانوں اور تمام مخلوقات سے زیادہ ہوگی۔ یہ دوسرے آسمان والے ان فرشتوں کو جو ان سے پہلے اترے تھے جنوں، انسانوں اور تمام مخلوقات کو گھیر لیں گے۔

پھر تیسرے آسمان والے اتریں گے۔ یہ پہلے اترنے والے فرشتوں، جنوں، انسانوں اور تمام مخلوقات کو گھیر لیں گے۔ پھر چوتھے آسمان والے اتریں گے۔ ان کی تعداد تیسرے، دوسرے، پہلے اور اہل زمین کو گھیر لیں گے۔ پھر

---

(۱) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الفرقان، ۸: ۲۶۸۱ رقم (۱۵۰۸۴)

(۲) تاریخ دمشق، ۴۱: ۱۰۰

پانچویں آسمان والے اتریں گے۔ان کی تعداد پہلوں سے بڑھ کر ہوگی۔پھر چھٹے آسمان والے اور ساتویں آسمان والے ایسے ہی ہوں گے۔ان کی تعداد اہل آسمان اور اہل زمین سے بڑھ کر ہوگی۔پھر ہمارا رب بادل کے سائے میں جلوہ افروز ہوگا جب کہ اس کے اردگرد کروبین ہوں گے۔ان کی تعداد ساتویں آسمان کے فرشتوں، انسانوں جنوں اور تمام مخلوقات سے بڑھ کر ہوگی۔یہ عرش کے اٹھانے والے ہیں۔ان کی تسبیح تحمید اور اللہ تعالیٰ کی تقدیس کا غلغلہ برپا ہوگا۔ان کے قدم کی پستی سے ٹخنے تک پانچ سو سال کی مسافت، ٹخنے سے گھٹنے تک پانچ سو سال کی مسافت، گھٹنے سے ران تک پانچ سو سال کی مسافت، ران سے ہنسلی کی ہڈی تک پانچ سو سال کی مسافت، ہنسلی کی ہڈی سے بالی کی جگہ تک پانچ سو سال کی مسافت ہوگی۔اس سے اوپر پانچ سو سال کی مسافت ہوگی (۱)۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے ضحاک سے اس کا یہ معنی نقل کیا ہے: اس سے مراد آسمان کا ٹکڑے ٹکڑے کرنا ہے (۲)۔

امام ابن جریرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت مجاہدؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس آیت کا بھی وہی معنی ہے جو اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا معنی ہے ﴿فی ظلل من الغمام (۳)﴾ قیامت کے روز جس میں اللہ تعالیٰ آئے گا (۴)۔

امام ابن منذرؒ نے آیت کی تفسیر میں حضرت ابن جریجؒ سے روایت نقل کی ہے: وہ بادل کی صورت پھٹ جائے گا جس میں اللہ تعالیٰ نزول اجلال فرمائیں گے۔اس بادل کے بارے میں لوگوں کا گمان ہے کہ وہ جنت میں نمودار ہوگا (۵)۔

---

(۱) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الفرقان، ۸:۲۶۸۲ رقم (۱۵۰۸۹)

مستدرک،، کتاب، الاھوال، رقم (۸۶۹۹)

امام حاکمؒ نے مذکورہ حدیث کے رواۃ کے بارے میں لکھا ہے: رواۃ ھذا الحدیث عن آخرھم محتج بھم غیر علی بن جدعان القرشی وھوان کان موقوفا علی ابن عباس فانه عجیب بمرة [مستدرک، رقم (۸۶۹۹)]

(۲) تفسیر ابن ابی حاتم،، سورۃ الفرقان، ۸:۲۶۸۲ رقم (۱۵۰۸۷)،

(۳) القرآن الکریم، البقرہ، ۲۱۰

(۴) تفسیر الطبری، سورۃ الفرقان، ۹:۳۸۳ رقم (۲۶۳۴۳)

تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الفرقان، ۸:۲۶۸۲ رقم (۱۵۰۸۸)

(۵) تفسیر الطبری، سورۃ البقرۃ، ۱:۳۳۳

وَيَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰى يَدَيْهِ يَقُوْلُ يٰلَيْتَنِي اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُوْلِ سَبِيْلاً ﴿٢٧﴾ يٰوَيْلَتٰى لَيْتَنِي لَمْ أَتَّخِذْ فُلَاناً خَلِيْلاً ﴿٢٨﴾ لَقَدْ أَضَلَّنِي عَنِ الذِّكْرِ بَعْدَ إِذْ جَآءَنِي ط وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِلْإِنْسَانِ خَذُوْلاً ﴿٢٩﴾ وَقَالَ الرَّسُوْلُ يٰرَبِّ إِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْراً ﴿٣٠﴾ وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوّاً مِّنَ الْمُجْرِمِيْنَ ط وَكَفٰى بِرَبِّكَ هَادِيًا وَنَصِيْراً ﴿٣١﴾

"اور جس دن ناعاقبت اندیش) ظالم اپنے ہاتھ کاٹ کاٹ کھائے گا (اور) کہے گا اے کاش میں نے پیغمبر کے ساتھ راستہ اختیار کیا ہوتا [۲۷] ہائے شامت کاش میں نے فلاں شخص کو دوست نہ بنایا ہوتا [۲۸] اُس نے مجھ کو (کتاب) نصیحت سے میرے پاس آنے کے بعد بہکا دیا اور شیطان انسان کو وقت پر دغا دینے والا ہے [۲۹] اور پیغمبر کہیں گے کہ اے پروردگار میری قوم نے اس قرآن کو چھوڑ ا رکھا تھا [۳۰] اور اس طرح ہم نے مجرموں میں سے ہر پیغمبر کا دشمن بنا دیا ہے اور تمہارا پروردگار ہدایت دینے والا اور مدد کرنے والا ہے" [۳۱]

امام ابن مردویہؒ اور ابو نعیمؒ نے دلائل میں صحیح سند کے ساتھ حضرت سعید بن جبیرؒ کے واسطے سے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ ابی معیط (۱) مکہ مکرمہ میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ بیٹھا کرتا تھا۔ کوئی اذیت نہیں دیا کرتا تھا۔ وہ ایک بردبار آدمی تھا۔ دوسرے قریشی آپ ﷺ کے پاس بیٹھتے تو اذیتیں دیا کرتے تھے۔ ابو معیط کا ایک دوست تھا جو موجود نہیں تھا اور شام میں رہتا تھا۔ قریش نے کہا کہ ابو معیط بے دین ہو گیا ہے۔ اس کا دوست رات کو شام سے واپس آیا۔ اس نے بیوی سے پوچھا محمد ﷺ جس حالت پر تھے اس کی وجہ سے ان کے ساتھ کیا کیا؟ عورت نے جواب دیا: وہ تو پہلے سے بھی زیادہ مضبوط ہیں۔ اس نے کہا کہ میرے دوست ابو معیط نے کیا کیا؟ بیوی نے جواب دیا: کہ وہ تو بے دین ہو گیا ہے۔ اس نے بڑی تکلیف کی حالت میں رات گزاری۔ جب صبح ہوئی تو ابو معیط اس کے پاس گیا اور سلام کیا۔ دوست نے اسے سلام کا جواب نہ دیا۔ ابو معیط نے کہا کیوں کیا وجہ ہے تو مجھے سلام کا جواب نہیں دیتا؟ دوست نے کہا میں تجھے سلام کا جواب کیسے دوں جب کہ تو صابی ہو گیا ہے۔ ابو معیط نے کہا: کیا قریش نے ایسا ہی کہا ہے؟ دوست نے کہا ہاں۔ ابو معیط نے کہا میرا کونسا عمل ان کے سینوں سے میری ناراضگی دور کرے گا؟ دوست نے کہا ہم محمد ﷺ کی مجلس میں جاتے ہیں، تم انکے چہرے پر تھوکنا اور جتنی بری گالی تو جانتا ہے وہ اسے دینا اس نے ایسا ہی کیا۔ نبی کریم ﷺ نے چہرے سے اس تھوک کو صاف کیا۔ مزید کچھ نہ کہنا۔ پھر اس کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا اگر میں نے تجھے مکہ مکرمہ سے باہر دیکھا تو انتقام میں تیری گردن اڑا دوں گا۔

---

(۱) ابو معیط سے مراد عقبۃ بن ابی معیط ہے۔

جب غزوہ بدر کا موقع آیا، اس کے ساتھی جنگ کے ارادے سے نکلے تو اس نے قریش مکہ کے ساتھ جانے سے انکار کر دیا۔ اس کے ساتھیوں نے کہا ہمارے ساتھ چلو، اس نے جواب دیا اس آدمی (نبی کریم ﷺ) نے مجھے دھمکی دی تھی کہ اگر اس نے مکہ مکرمہ کے پہاڑوں سے باہر مجھے پایا تو انتقام میں میری گردن اُڑا دے گا۔ ساتھیوں نے کہا تیرے پاس سرخ اونٹ ہے تو پکڑائی نہیں دے گا۔ اگر شکست ہوئی تو تتر بتر ہو جانا۔ وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ چل پڑا۔ جب اللہ تعالیٰ نے مشرکوں کو شکست دے دی تو اس کے اونٹ نے اسے کیچڑ والی زمین میں گرا دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے ستر قیدیوں میں پکڑ لیا۔ ابو معیط آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، عرض کی آپ ﷺ ان قیدیوں میں مجھے قتل کریں گے؟ فرمایا ہاں اس کے بدلے میں جو تو نے تھوکا تھا۔ تو اس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل کیا (۱)۔

امام ابو نعیمؒ حضرت کلبیؒ کے واسطے سے حضرت ابو صالحؒ سے وہ حضرت ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ عقبہ بن ابی معیط (۲) سفر سے واپس آتا تو کھانا پکاتا اور تمام اہل مکہ کو دعوت دیتا۔ وہ اکثر نبی کریم ﷺ کی مجلس میں بیٹھتا۔ نبی کریم ﷺ کی گفتگو اسے پسند آتی۔ بدبختی اس پر غالب آ گئی۔ ایک روز سفر سے واپس آیا۔ اس نے کھانا بنایا۔ پھر نبی کریم ﷺ کو کھانے کی دعوت دی۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا میں تیرا کھانا اس وقت تک نہیں کھاؤں گا جب تک تو اس بات کی گواہی نہ دے دے لاالہ الااللہ محمد رسول اللہ تو عقبہ نے کہا اے بھتیجے! کھانا کھائیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا میں اس وقت تک نہیں کھاؤں گا۔ جب تک تو یہ نہ کہے گا عقبہ نے گواہی دی اور نبی کریم ﷺ نے اسکا کھانا کھایا۔ اُبی بن خلف (۳) اس کا قریبی دوست جب اُس کو خبر پہنچی تو ابن ابی معیط کو کہا کیا آپ بے دین ہو گئے ہیں؟ عقبہ نے کہا اللہ کی قسم! میں تو بے دین نہیں ہوا بلکہ اصل بات یہ ہے کہ ایک آدمی میرے پاس آیا۔ اس نے میرا کھانا کھانے سے انکار کر دیا مگر اس صورت میں کہ میں اس کے لیے یہ گواہی دوں۔ تو اس سے مجھے حیاء آئی کہ وہ میرے گھر سے کھانا کھائے بغیر چلا جائے، تو میں نے اس کے لیے یہی گواہی دے دی اور اس نے کھانا کھا لیا۔ ابی بن خلف نے کہا میں اس وقت تک تجھ سے راضی نہ ہوں گا جب تک تو اسکے پاس نہیں جائیگا اور اس کے منہ پر نہیں تھوکے

---

(۱) دلائل النبوۃ، ۲:۱۶۹

(۲) عقبۃ بن ابی معیط بن ابان بن ابی عمرو بن اُمیۃ بن عبد شمس ابو الولید، نبی کریم ﷺ کے چہرے مبارک پر تھوکنے کے بعد نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا اگر میں نے تمہیں مکہ کے پہاڑوں سے باہر دیکھا تو میں تمہیں ضرور قتل کرونگا بدر کے موقع پر ایسا ہوا اور آپ کو پکڑ کر قتل کیا گیا [الاعلام، ۴:۲۴۰]

(۳) اُبی بن خلف القرشی، وہ شقی القلب انسان جس کو نبی کریم ﷺ نے غزوہ اُحد کے موقع پر اپنے دست مبارک سے قتل کیا تھا۔ [الطبقات الکبریٰ، ۲:۴۶]

گا۔عقبہ نے ایسا ہی کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے فرمایا میں تجھے مکہ مکرمہ سے باہر نہیں ملوں گا مگر میں تیرا سر تلوار سے اڑادوں گا۔عقبہ کو غزوہ بدر میں قید کرلیا گیا تو اس انتقام میں اسے قتل کردیا۔اس روز اس کے علاوہ کسی قیدی کو قتل نہ کیا گیا(۱)۔

امام ابن جریرؒ، ابن منذر اور ابن مردویہؒ نے مختلف سندوں سے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ ابی بن خلف رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتا۔عقبہ بن معیط نے اسے جھڑکا تو یہ آیت نازل ہوئی (۲)۔

امام عبدالرزاق نے "مصنف" میں، ابن جریر اور ابن منذر نے مقسمؒ سے [جو حضرت ابن عباسؓ کے غلام ہیں] نقل کیا ہے کہ عقبہ بن ابی معیط اور ابی بن خلف حجمی آپس میں ملے۔عقبہ بن ابی معیط نے ابی بن خلف سے کہا جب کہ دور جاہلیت میں یہ دونوں دوست تھے۔ابی بن خلف رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔رسول اللہ ﷺ نے اس پر سلام پیش کیا۔جب عقبہ نے اس سے اس بارے میں پوچھا تو اس نے کہا: میں تجھ سے اس وقت تک راضی نہیں ہوں گا یہاں تک کہ تو رسول اللہ ﷺ کے پاس جائے، ان کے منہ پر تھوکے، اسے گالیاں دے اور اسے جھٹلائے۔کہا اللہ تعالیٰ نے اسے رسول اللہ ﷺ پر غلبہ نہ دیا۔

جب غزوہ بدر ہوا تو عقبہ بن معیط دوسرے قیدیوں میں گرفتار کرلیا گیا۔نبی کریم ﷺ نے حضرت علیؓ بن ابی طالب کو حکم دیا کہ وہ اسے قتل کردے۔عقبہ نے عرض کی کیا صرف مجھے ان قیدیوں میں سے قتل کیا جائے گا۔فرمایا ہاں۔عرض کی کس وجہ سے فرمایا تیرے کفر و فجور اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ پر زیادتی کرنے کی وجہ سے۔حضرت علی بن طالبؓ اٹھے اور اس کی گردن اڑادی۔

جہاں تک ابی بن خلف کا تعلق ہے اس نے کہا اللہ کی قسم! میں حضرت محمد ﷺ کو قتل کروں گا۔یہ بات رسول اللہ ﷺ تک پہنچی۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بلکہ میں اسے قتل کروں گا انشاء اللہ اس نے اسے خوف زدہ کردیا۔اسکے دل میں کھٹکا پیدا ہوگیا کیونکہ انہوں نے کبھی بھی رسول اللہ ﷺ کی بات نہیں سنی تھی مگر وہ سچی ہوتی۔وہ غزوہ اُحد میں مشرکوں کے ساتھ نکلا۔وہ اس تلاش میں تھا کہ رسول اللہ ﷺ غافل ہوں تاکہ وہ آپ ﷺ پر حملہ آور ہو۔تو ایک مسلمان نبی کریم ﷺ اور اس کے درمیان آڑے آگیا۔جب رسول اللہ ﷺ نے اسے دیکھا تو اپنے ساتھیوں سے فرمایا اس سے پیچھے ہٹ جاؤ۔رسول اللہ ﷺ نے نیزہ لیا اور اسے مارا۔وہ نیزا اسکی ہنسلی کی ہڈی میں جالگا۔اس کا زیادہ خون بھی نہ نکلا تھا۔خون اسکی پیٹ میں چلا گیا۔وہ اس طرح ڈکارتا تھا جیسے بیل ڈکارتا ہے۔اس کے ساتھی آئے

---

(۱) دلائل النبوۃ، ۲:۱۶۹

(۲) تفسیر الطبری، سورۃ الفرقان، ج۹، ص۳۸۴ رقم (۲۶۳۴۷)

اسے اٹھایا جب وہ ڈکار رہا تھا۔ انہوں نے کہا یہ کیا ہے؟ اللہ کی قسم! تمہیں تو معمولی خراش آئی ہے۔ اس نے کہا اللہ کی قسم! اگر مجھے اس کی چمک ہی لگ جاتی تو مجھے قتل کر دیتی۔ کیا اس نے یہ نہیں کہا تھا کہ میں تجھے قتل کروں گا اللہ کی قسم! جو زخم مجھے لگا ہے اگر یہ تمام اہل حجاز کو لگتا تو سب کو قتل کر دیتا۔ وہ ایک دن یا اتنا ہی عرصہ رہا تھا یہاں تک کہ اسے موت واقع ہو گئی، تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا (۱)۔

امام ابن ابی شیبہؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن سابطؒ (۲) سے روایت نقل کی ہے کہ ابی بن خلف نے کھانا بنایا۔ پھر وہ ایک مجلس میں آیا جس میں نبی کریم ﷺ تھے۔ اس نے کہا چلو۔ نبی کریم ﷺ کے علاوہ سب لوگ اٹھ کھڑے ہوئے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا میں اس وقت تک نہیں چلوں گا جب تک تو اس بات کی گواہی نہیں دے گا کہ اللہ کے سواء کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں تو اس نے یہ گواہی دے دی نبی کریم ﷺ چل پڑے۔ اسے عقبہ بن ابی معیط ملا۔ اس نے کہا تو نے یہ بات کہی ہے تو ابی نے کہا میں نے صرف اپنے کھانے کیلئے اس کا ارادہ کیا ہے (۳)۔

امام فریابیؒ، ابن ابی شیبہؒ، عبد بن حمیدؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت مجاہدؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ عقبہ بن ابی معیط نے ایک مجلس میں بیٹھے لوگوں کو کھانے کی دعوت دی جس مجلس میں نبی کریم ﷺ بھی تھے۔ نبی کریم ﷺ نے کھانے سے انکار کر دیا۔ فرمایا میں اس وقت تک کھانا نہیں کھاؤں گا جب تک تو یہ گواہی نہ دے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ اسے امیہ بن خلف ملا۔ اس نے کہا کیا تو بے دین ہو گیا ہے؟ تو اس نے جواب دیا تیرا بھائی ایسے ہی ہے جیسے تو جانتا ہے لیکن میں نے کھانا بنایا تو اس نے کھانے سے انکار کر دیا یہاں تک کہ میں یہ بات کروں۔ میں نے وہ بات کی تو ہے لیکن میرے دل میں اس کا کوئی تصور نہیں (۴)۔

---

(۱) مصنف عبد الرزاق، کتاب: المغازی، باب: وقعۃ ذھیل بالرجیع، رقم (۹۷۳۱)

تفسیر الطبری، سورۃ الفرقان، ج ۹، ص ۳۸۴ رقم (۲۶۳۴۹)

(۲) عبد الرحمن بن سابط القرشی، الجمحی، المکی، ایک ثقہ راوی اور فقہ میں مہارت رکھنے والے تھے۔ آپ کو ذو مراسیل بھی کہا جاتا تھا۔ ۱۱۸ھ کو مکہ میں وفات پا گئے تھے۔ [الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ، ۵: ۲۲۸ رقم (۶۶۹۱)]

(۳) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الفرقان، ج ۸، ص ۲۶۸۵ رقم (۱۵۰۹۰)

(۴) تفسیر الطبری، سورۃ الفرقان، ج ۹، ص ۳۸۴ رقم (۲۶۳۵۱)۔ تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الفرقان، ۸: ۲۶۸۵ رقم (۱۵۰۹۴)

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ہشامؒ(۱) سے اس آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے۔ کہ وہ شرمندگی کی وجہ سے اپنی ہتھیلیاں کھا جائے گا یہاں تک کہ اپنے کندھے تک جا پہنچے گا اور اسے احساس تک نہ ہوگا (۲)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت سفیانؒ سے اس کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ وہ اپنا ہاتھ کھا جائے گا پھر اس کا ہاتھ پھوٹ پڑے گا (۳)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابوعمران جونیؒ (۴) سے یہ قول نقل کیا ہے مجھے یہ خبر پہنچی کہ وہ اسے کاٹے گا یہاں تک کہ ہڈی کو توڑ دے گا پھر وہ ہڈی پیدا ہو جائے گی (۵)۔

امام عبد بن حمیدؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت سعید بن مسیبؒ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت امیہ بن خلف اور عقبہ بن ابی معیط کے حق میں نازل ہوئی۔ ہاتھ کاٹنے والا عقبہ ہوگا اور خلیل سے مراد امیہ ہے۔ عقبہ امیہ کا دوست تھا۔ امیہ کو خبر پہنچی کہ عقبہ اسلام قبول کرنا چاہتا ہے۔ وہ عقبہ کے پاس آیا اور کہا کہ اگر تو نے اسلام قبول کیا تو میرا چہرہ تم پر حرام ہے۔ میں تم سے کبھی بھی بات نہیں کروں گا۔ اس نے ایسا ہی کیا۔ ان دونوں کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی (۶)۔

امام سعید بن منصورؒ، عبد بن حمیدؒ اور ابن منذرؒ نے حضرت ابو مالکؒ سے روایت نقل کی ہے کہ عقبہ بن ابی معیط اور امیہ بن خلف دونوں دور جاہلیت میں بھائی بنے ہوئے تھے۔ امیہ بن خلف کہے گا کاش! میں عقبہ بن ابی معیط کو دوست نہ بناتا (۷)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت عمر بن میمونؒ (۸) سے اس آیت کے بارے میں یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ آیت

---

(۱) ہشام بن عروہ بن زبیر بن عوام القریشی، ابوالمنذر، آپ ایک ثقہ راوی حدیث، متقی عالم اور مشہور تابعی تھے۔ [تھذیب التھذیب، ۱۱:۴۴ رقم (۸۹)]

(۲) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الفرقان، ۸:۲۶۸۵ رقم (۱۵۰۹۹)

(۳) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الفرقان، ۸:۲۶۸۵ رقم (۱۵۰۹۸)

(۴) عبدالمالک بن حبیب الازدی یا الکندی ابوالعمران الجونی البصری آپ کا شمار بڑے اور صالح علماء میں ہوتا تھا۔ ۱۲۸ھ کو وفات پا گئے تھے۔ [احمد بن علی حجر العسقلانی، تھذیب التھذیب، دارالفکر، بیروت، ط۔اول (۱۴۰۴ھ)، ج۶، ص۳۴۶ رقم (۷۳۷)]

(۵) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الفرقان، ۸:۲۶۸۵ رقم (۱۵۱۰۱)

(۶) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الفرقان، ۸:۲۶۸۵ رقم (۱۵۱۰۶)

(۷) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الفرقان، ۸:۲۶۸۵ رقم (۱۵۱۰۶)

(۸) عمرو بن میمون الاودی ابوعبداللہ الکوفی، نبی کریم ﷺ کے زمانے میں معاذؓ کے دست مبارک سے اسلام قبول کیا تھا لیکن نبی کریم ﷺ سے ملاقات نہ ہو سکی تھی۔ کثیر الحج والعبادہ کے القابات سے نوازے جاتے تھے۔ آپ کبار تابعین میں سے تھے۔ ۷۴ھ کو وفات پا گئے تھے۔ [الاصابۃ فی تمیز الصحابہ، ۵:۱۵۴ رقم (۶۵۲۰)]

عقب بن ابی معیط اور امیہ بن خلف کے بارے میں نازل ہوئی۔ نبی کریم ﷺ کسی کام کے لیے عقبہ کے پاس تشریف لے گئے۔ عقبہ نے لوگوں کے لیے کھانا تیار کیا ہوا تھا۔ اس نے نبی کریم ﷺ کو کھانے کی دعوت دی۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا نہیں یہاں تک کہ تو اسلام لائے۔ اس نے اسلام قبول کر لیا اور نبی کریم ﷺ نے کھانا کھایا۔ یہ خبر امیہ بن خلف تک پہنچی وہ عقبہ کے پاس آیا اور عقبہ نے جو کچھ کیا تھا اس سے کہا۔ عقبہ نے کہا کہ تیری کیا رائے ہے کہ محمد (ﷺ) جیسا شخص میرے گھر میں داخل ہو جبکہ کھانا تیار ہو پھر کھانا کھائے بغیر چلا جائے۔ تو اُمیہ نے کہا میرا چہرہ تیرے چہرے پر حرام ہے یہاں تک کہ تو اس سے رجوع کرے جس میں تو داخل ہوا ہے۔ تو عقبہ نے اسلام سے رجوع کر لیا۔ تو یہ آیت نازل ہوئی (۱)۔

امام ابن مردویہؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ ابی بن خلف اور عقبہ بن معیط جہنم میں بھی دونوں دوست ہوں گے اور آگ کے ایک ہی منبر پر ہوں گے (۲)۔

امام عبد بن حمیدؒ نے حضرت قتادہؒ سے روایت نقل کی ہے کہ ہمارے سامنے یہ بات کی گئی کہ قریش میں سے ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتا تھا، اسے ایک دوسرا قریش ملا جو اس کا دوست تھا۔ یہ اس قریشی کے ساتھ وابستہ رہا یہاں تک کہ اسے پھیر دیا اور رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہونے سے روک دیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی جو تم سن رہے ہو (۳)۔

امام فریابیؒ، ابن ابی شیبہؒ، عبد بن حمیدؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت مجاہدؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ فلاں سے مراد شیطان ہے (۴)۔

امام عبد بن حمیدؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت قتادہؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ شیطان قیامت کے روز اسکا ساتھ چھوڑ دے گا اور اس سے براءت کا اظہار کرے گا اور کہا ﴿وقال الرسول یرب ان قومی اتخذوا هذا القران مهجورا﴾ تمہارے نبی کی اپنی قوم کے متعلق اپنے رب کے حضور شکایت کی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے نبی کی دلجوئی کرتے ہوئے فرماتا ہے ﴿و كذلك جعلنا لكل نبى عدوا من المجرمين﴾ یعنی آپ سے قبل بھی

---

(۱) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الفرقان، ۸: ۲۶۸۵ رقم (۱۵۰۹۵)

(۲) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الفرقان، ۸: ۲۶۸۵ رقم (۱۵۱۰۶)

(۳) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الفرقان، ۸: ۲۶۸۵ رقم (۱۵۱۰۶)

(۴) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الفرقان، ۸: ۲۶۸۵ رقم (۱۵۱۰۹)

رسولوں نے اپنی قوموں سے اسی قسم کی تکلیفیں اٹھائی ہیں۔اس لیے یہ تجھ پر بھاری نہ ہوں (۱)۔

امام فریابیؒ، ابن ابی شیبہؒ، عبد بن حمیدؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت مجاہدؒ سے یہ تفسیر نقل کی ہے کہ کفار نازیبا باتیں کر کے ہذیان بکتے ہیں اور کہتے ہیں یہ جادو ہے (۲)۔

امام فریابیؒ، سعید بن منصورؒ، عبد بن حمیدؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابراہیم نخعیؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ ناحق باتیں کرتے ہیں کیا تم نہیں دیکھتے کہ مریض جب ہذیان بکتا ہے تو اس وقت کہتے ہیں ھجر المریض یعنی مریض نے ناحق بات کی (۳)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت سدیؒ سے یہ تفسیر نقل کی ہے: جس نبی کو مبعوث کیا گیا تو مجرم اس کے دشمن بن گئے اور جس نبی کو بھی مبعوث کیا گیا تو ان کے بعض دشمن مجرموں سے زیادہ سخت ثابت ہوئے (۴)۔

امام ابن مردویہؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ کا دشمن ابوجہل اور حضرت موسیٰؑ کا دشمن قارون تھا جب کہ قارون حضرت موسیٰؑ کا چچازاد بھائی تھا (۵)۔

ابن جریرؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ کو اس امر پر مائل کیا جارہا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجرموں میں سے نبی کریم ﷺ کے دشمن بنانے والا ہے جیسے اس نے انبیاء کے دشمن بنائے جو آپ سے پہلے ہو گزرے ہیں (۶)۔

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ الْقُرْاٰنُ جُمْلَةً وَاحِدَةً كَذٰلِكَ لِنُثَبِّتَ بِهٖ فُؤَادَكَ وَرَتَّلْنٰهُ تَرْتِيْلًا ﴿۳۲﴾ وَلَا يَاْتُوْنَكَ بِمَثَلٍ اِلَّا جِئْنٰكَ بِالْحَقِّ وَاَحْسَنَ تَفْسِيْرًا ﴿۳۳﴾

"اور کافر کہتے ہیں کہ اس پر قرآن ایک ہی دفعہ کیوں نہیں اُتارا گیا۔اس طرح (آہستہ آہستہ) اس لئے (اُتارا گیا) کہ اس سے تمہارے دل کو قائم رکھیں اور (اسی واسطے) ہم اس کو ٹھہر ٹھہر کر پڑھتے رہتے ہیں [۳۲] اور یہ لوگ تمہارے پاس جو (اعتراض کی) بات لاتے ہیں ہم تمہارے پاس اس کا معقول اور خوب مشرح جواب بھیج دیتے ہیں" [۳۳]

---

(۱) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الفرقان، ۸:۲۶۸۵ رقم (۱۵۱۱۴)

(۲) تفسیر الطبری، سورۃ الفرقان، ۹:۳۸۶ رقم (۲۶۳۵۴)
تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الفرقان، ۸:۲۶۸۵ رقم (۱۵۱۱۸)

(۳) تفسیر الطبری، سورۃ الفرقان، ۹:۳۸۶ رقم (۲۶۳۵۶)
تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الفرقان، ۸:۲۶۸۵ رقم (۱۵۱۱۹)

(۴) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الفرقان، ۸:۲۶۸۵ رقم (۱۵۱۲۲)

(۵) روایت نہیں ملی

(۶) تفسیر الطبری، سورۃ الفرقان، ۹:۳۸۶ رقم (۲۶۳۵۸)

امام ابن حاتمؒ، حاکمؒ (جب کہ حاکمؒ نے اسے صحیح قرار دیا ہے)، ابن مردویہؒ اور ضیاءؒ نے مختارہ میں حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ مشرکوں نے کہا: اگر محمد ﷺ نبی ہوتے جیسے وہ خیال کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ انہیں عذاب نہ دیتا۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر یکبارگی ہی قرآن نازل کیوں نہیں کر دیا۔ اس پر کبھی ایک آیت کبھی دو آیتیں اور کبھی ایک سورت نازل ہوتی ہے۔ انہوں نے جو بات کی اللہ تعالیٰ نے اس کا جواب ارشاد فرمایا: ﴿وقال الذین کفروا.....واضل سبیلا﴾ (۱).

امام عبد بن حمیدؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت قتادہؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ان پر پورا قرآن یکبارگی کیوں نہیں نازل ہوا جس طرح حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰؑ پر نازل ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿وقال الذین کفروا لولا نزل علیه القران جملة واحدة کذلك لنثبت به فؤادك ورتلنه ترتیلا﴾ کہا ﴿ورتلنه ترتیلا﴾ کا معنیٰ ہے ہم نے اسے کھول کر بیان کیا ہے اور ﴿احسن تفسیرا﴾ کا معنی ہے ﴿احسن تفصیلا﴾ (۲)۔

امام ابن جریرؒ، ابن ابی حاتمؒ اور ابن مردویہؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے یہ تفسیر نقل کی ہے: اللہ تعالیٰ نبی کریم ﷺ پر ایک آیت نازل فرماتا، جب رسول اللہ ﷺ اسے جان لیتے تو دوسری آیت نازل ہوتی۔ مقصود یہ ہوتا کہ کتاب کی تعلیم دے اور آپ کے دل میں ثبت کر دے اور احسن تفسیر اکا معنی بہترین تفصیل ہے (۳)۔

امام ابن ابی حاتمؒ اور ابن مردویہؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ کذلك لنثبت کا معنی ہے کہ ہم اسے تیرے دل میں پختہ کر دیں اور تیرے دل پر اسے مضبوط کر دیں۔ ورتلنه ترتیلا ہم اسے تھوڑا تھوڑا بھیجیں۔ ولا یاتونك بمثل یعنی ہم اسے تم پر ایک بار نازل کر دیتے۔ پھر وہ آپ ﷺ سے سوال کرتے تو آپ کے پاس جواب دینے کیلئے کوئی چیز نہ ہوتی لیکن ہم اسے آپ ﷺ پر روکے رکھتے ہیں۔ جب وہ تم سے سوال کریں گے تو میں جواب دونگا (۴)۔

امام ابن مردویہؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ قریش نے کہا: کیا وجہ ہے کہ قرآن حکیم نبی کریم ﷺ پر یکبارگی نازل نہیں ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا ﴿وقال الذین کفروا لولا نزل علیه

---

(۱) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الفرقان، ۸: ۲۶۸۵ رقم (۱۵۱۲۶)
(۲) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الفرقان، ۸: ۲۶۸۵ رقم (۱۵۱۲۸)
(۳) تفسیر الطبری، سورۃ الفرقان، ۹: ۳۸۶ رقم (۲۶۳۵۹)
تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الفرقان، ۸: ۲۶۸۹ رقم (۱۵۱۳۰)
(۴) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الفرقان، ۸: ۲۶۸۹ رقم (۱۵۱۳۲)

القران جملة واحدة كذلك لنثبت به فؤادك ورتلنه ترتيلا﴾ یہاں ترتیلا کا معنی ہے تھوڑا تھوڑا۔ وہ آپ پر کوئی اعتراض نہیں کرتے مگر آپ پر وہ کلام نازل کرتے ہیں جو انکا توڑ کر دیتی ہے۔ ہم نے قرآن حکیم تھوڑا تھوڑا کر کے نازل کیا ہے۔ جب بھی وہ کوئی اعتراض کرتے ہیں تو ہم اس کا ایسا جواب دیتے ہیں جو وضاحت کے حوالے سے بہترین چیز ہوتی ہے(۱)۔

امام عبدالرزاقؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت حسن بصریؒ سے یہ قول نقل کیا ہے ﴿ورتلنه ترتيلا﴾ کا معنی ہے کہ نبی کریم ﷺ پر ایک آیت، دو آیتیں یا زیادہ آیتیں نازل ہوتیں۔ یہ ان مشرکوں کے جواب کے طور پر نازل ہوتیں۔ جب وہ رسول اللہ ﷺ سے کسی چیز کے متعلق سوال کرتے۔ تو اللہ تعالیٰ انہیں جواب ارشاد فرماتا اور جو وہ نبی کریم ﷺ کے متعلق نازیبا باتیں کرتے ان کا رد فرماتا۔ تقریباً بیس سال تک یہ سلسلہ چلتا رہا(۲)۔

امام ابن جریرؒ اور ابن منذرؒ نے حضرت ابن جریجؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ پر قرآن مشرکوں کے جواب میں نازل ہوتا تا کہ یہ معلوم ہو جائے کہ جو کچھ وہ کہتے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں جواب ارشاد فرماتا ہے۔ فرمایا کفار جو باتیں بھی کریں گے تو ہم وہ قرآن لائیں گے جو ان اعتراضوں کو رد کر دے گا جو مشرک کریں گے(۳)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابراہیم نخعیؒ سے ﴿ورتلنه ترتيلا﴾ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم کو متفرق طور پر نازل فرمایا ہے(۴)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت سدیؒ سے اس کا معنی یہ نقل کیا ہے کہ ہم نے اسے کھول کر بیان کیا ہے(۵)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت عطاءؒ سے تفسیر اکا معنی تفصیل نقل کیا ہے(۶)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت مجاہدؒ سے تفسیر اکا معنی بیان نقل کیا ہے(۷)۔

---

(۱) تفسیر الطبری، سورۃ الفرقان، ۹:۳۸۶

(۲) تفسیر الطبری، سورۃ الفرقان، ۹:۳۸۶ رقم (۲۶۳۶۱)
تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الفرقان، ۸:۲۶۸۹ رقم (۱۵۱۳۴)

(۳) تفسیر الطبری، سورۃ الفرقان، سورۃ الفرقان، ۹:۳۸۶ رقم (۲۶۳۶۲)

(۴) تفسیر الطبری: سورۃ الفرقان، ۹:۳۸۷ رقم (۲۶۳۶۱)
تفسیر ابن ابی حاتم: سورۃ الفرقان، ۸:۲۶۹۰ رقم (۱۵۱۳۵)

(۵) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الفرقان، ۸:۲۶۹۰ رقم (۱۵۱۳۶)

(۶) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الفرقان، ۸:۲۶۹۰ رقم (۱۵۱۴۲)

(۷) تفسیر الطبری، سورۃ الفرقان، ۹:۳۸۸ رقم (۲۶۳۶۷)
تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الفرقان، ۸:۲۶۹۰ رقم (۱۵۱۳۵)

الَّذِيْنَ يُحْشَرُوْنَ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ إِلٰى جَهَنَّمَ أُوْلٰٓئِكَ شَرٌّ مَّكَاناً وَأَضَلُّ سَبِيْلاً ﴿٣٤﴾

"اور جولوگ اپنے مونہوں کے بل دوزخ کی طرف جمع کئے جائیں گے اُن کا ٹھکانا بھی بُرا ہے اور وہ راستے سے بھی بہکے ہوئے ہیں"[۳۴]

امام ابن جریرؒ اور ابن منذرؒ نے حضرت ابن جریجؒ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ لوگ جنتیوں کے مقابلہ میں بری جگہ ہوں گے سبیلا کا معنی راستہ ہے(۱)۔

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَجَعَلْنَا مَعَهٗٓ أَخَاهُ هٰرُوْنَ وَزِيْراً ﴿٣٥﴾ فَقُلْنَا اذْهَبَآ إِلَى الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ط فَدَمَّرْنٰهُمْ تَدْمِيْراً ﴿٣٦﴾ وَقَوْمَ نُوْحٍ لَّمَّا كَذَّبُوا الرُّسُلَ أَغْرَقْنٰهُمْ وَجَعَلْنٰهُمْ لِلنَّاسِ اٰيَةً ط وَأَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِيْنَ عَذَاباً أَلِيْماً ﴿٣٧﴾ وَّعَاداً وَّثَمُوْدَا وَأَصْحٰبَ الرَّسِّ وَقُرُوْناً م بَيْنَ ذٰلِكَ كَثِيْراً ﴿٣٨﴾

"اور ہم نے موسیٰؑ کو کتاب دی اُن کے بھائی ھارونؑ کو مددگار بنا کر اُن کے ساتھ ملا دیا[۳۵] اور کہا کہ دونوں اُن لوگوں کے پاس جاؤ جنہوں نے ہماری آیتوں کی تکذیب کی (جب تکذیب پر اڑے رہے تو ہم نے اُن کو ہلاک کر ڈالا [۳۶] اور نوحؑ کی قوم نے بھی جب پیغمبروں کو جھٹلایا تو ہم نے انہیں غرق کر دیا اور لوگوں کے لئے نشانی بنا دیا۔ اور ظالموں کے لئے ہم نے دکھ دینے والا عذاب تیار کر رکھا ہے[۳۷] اور عاد و ثمود اور کنویں والوں اور اُن کے درمیان اور بہت سی جماعتوں کو بھی (ہلاک کر دیا)"[۳۸]

امام عبد بن حمیدؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت قتادہؒ سے وزیرا کا معنی مددگار اور سہارا نقل کیا ہے(۲)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے ﴿فدمرنھم تدمیرا﴾ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ ہم نے انہیں عذاب کے ساتھ ہلاک کر دیا(۳)۔

امام عبد بن حمیدؒ نے حضرت عاصمؒ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ ثمودا کو تنوین کے ساتھ پڑھتے (۴)۔

امام ابن جریرؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ رس قوم ثمود کی ایک بستی تھی (۵)۔

---

(۱) تفسیر الطبری سورۃ الفرقان، ۹:۳۸۸ رقم (۲۶۳۶۹)
(۲) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الفرقان، ۸:۲۶۹۳ رقم (۱۵۱۵۱)
(۳) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الفرقان، ۸:۲۶۹۳ رقم (۱۵۱۵۵)
(۴) روایت نہیں ملی
(۵) تفسیر الطبری، سورۃ الفرقان، ج۹، ص۳۹۰ رقم (۲۶۳۷۵)

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے ایک یہ قول نقل کیا ہے کہ رس آذربائیجان (۱) کا سمندر ہے (۲)۔

امام ابن عساکرؒ نے حضرت قتادہؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اصحب الرس سے مراد حضرت شعیبؑ کی قوم ہے (۳)۔

امام عبد حمیدؒ، ابن جریرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت قتادہؒ سے اصحب الرس کے بارے میں یہ قول نقل کیا ہے کہ ہمیں بتایا گیا کہ اصحب الرس سے مراد یمامہ میں اہل فلج ہیں اور وہ کنویں جن پر وہ رہائش پذیر تھے (۴)۔

امام فریابیؒ، ابن جریرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت مجاہدؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ رس سے مراد کنواں ہے جس پر ایک قوم آباد تھی جسے اصحاب الرس کہتے (۵)۔

امام فریابیؒ، ابن جریرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت عکرمہؒ سے اصحب الرس کے بارے میں قول نقل کیا ہے کہ ان لوگوں نے اپنے نبی کو کنویں میں دفن کر دیا تھا (۶)۔

امام ابن ابی شیبہؒ اور ابن منذرؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے کعب الاحبار سے اصحب الرس کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے جواب دیا: اس سے مراد کنویں والا ہے جس نے یہ کہا تھا اے میری قوم! رسولوں کی اتباع کرو۔ تو اس کی قوم نے اسے پتھروں کے ساتھ کنویں میں دفن کر دیا (۷)۔

---

(۱) آذربائیجان ابوعون اسحاق نے لکھا ہے کہ آذربائیجان اقلیم خامس میں واقع ہے جس کا فاصلہ خطِ استواء سے ۷۳ درجے طولا اور ۴۰ درجے عرضا ہے۔ تبریز اس کے مشہور شہروں میں سے ہے۔ [المعجم البلدان، ۱:۱۲۸]

(۲) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الفرقان، ۸:۲۶۹۵ رقم (۱۵۱۷۳)

(۳) تاریخ دمشق، ۱:۱۲

(۴) تفسیر الطبری، سورۃ الفرقان، ۹:۳۹۰ رقم (۲۶۳۷۱)

تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الفرقان، ۸:۲۶۹۵ رقم (۱۵۱۷۱)

(۵) تفسیر الطبری، سورۃ الفرقان، ۹:۳۹۰ رقم (۲۶۳۷۲)

تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الفرقان، ۸:۲۶۹۵ رقم (۱۵۱۷۳)

(۶) تفسیر الطبری، سورۃ الفرقان، ۹:۳۹۰ رقم (۲۶۳۷۴)

تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الفرقان، ۸:۲۶۹۵ رقم (۱۵۱۷۵)

(۷) تفسیر الطبری، سورۃ قٓ، ۱۱:۴۱۲

امام ابن جریرؒ نے حضرت ضحاکؒ سے روایت نقل کی ہے اس سے مراد کنواں ہے جس میں صاحب یٰس (۱) کو قتل کیا گیا (۲)۔

امام ابن ابی الدنیاؒ نے "ذم الملاہی" بیہقی اور ابن عساکرؒ نے حضرت جعفر بن محمد بن علیؒ (۳) سے روایت نقل کی ہے کہ دو عورتوں نے ان سے سوال کیا۔ آپ یہ حکم کتاب اللہ میں پاتے ہیں کہ ایک عورت کا دوسرے عورت کے پاس جانا حرام ہے؟ فرمایا ہاں۔ یہی وہ عورتیں تھیں جو تبع کے دور میں تھیں وہی رس والی تھیں۔ ہر نہر اور کنویں کو رس کہتے ہیں۔ فرمایا ایسی عورتوں کیلئے آگ کی چادر، آگ کی قمیض، آگ کا ازار بند، آگ کا تاج، آگ کے دو موزے، ان کے اوپر سخت کھردرا موٹا بدبودار کپڑا ہوگا جو آگ سے بنا ہوگا جعفرؒ نے کہا یہ باتیں اپنی عورتوں کو سکھاؤ (۴)۔

امام ابن الدنیاؒ نے حضرت واثلہ بن اسقعؓ سے وہ اسے مرفوع نقل کرتے ہیں: عورتوں کا آپس میں خواہش پوری کرنا یہ ان کا آپس میں زنا ہے (۵)۔

امام عبدالرزاقؒ نے "مصنف" میں حضرت عبداللہ بن کعب بن مالکؓ (۶) سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سوار ہونے والی اور جس پر سوار ہوا جائے (اوپر نیچے ہو کر خواہش نفس پوری کرنے والیوں) پر لعنت کی ہے (۷)۔

---

(۱) [یٰس] بنی اسرائیل کے ایک پیغمبر کا نام ہے۔

(۲) تفسیر الطبری، سورۃ ق، ج ۱۱، ۴۱۲

(۳) جعفر بن محمد بن علی بن الحسن بن علی بن علی بن ابی طالب القرشی الہاشمی، ابوعبداللہ المدنی الانصاری، المعروف بالصادق، آپ ۸۰ھ کو پیدا ہوئے تھے۔ امام ابوحنیفہؒ آپ کے بارے میں فرماتے ہیں: میں نے آپ سے زیادہ فقیہ کسی کو نہیں دیکھا۔ آپ فقہ کے امام اور ایک صدوق راوی تھے۔ ۱۴۸ھ کو وفات پا گئے تھے۔ [لسان المیزان، ۷: ۱۹۰ رقم (۲۵۲۶)]

(۴) تاریخ دمشق، ۵۰: ۳۲۰

(۵) مسند ابی یعلیٰ، مسند حدیث میمونۃ زوج الرسول ﷺ، رقم (۷۴۹۱)
ابن ابی الدنیا، ذم الملاہی، ۱: ۸۹ رقم (۶۸)
شعب الایمان، ۴: ۳۸۶ رقم (۵۴۶۴)
امام ہیثمیؒ نے اس حدیث کی سند پر بحث کرتے ہوئے لکھا ہے: رواہ الطبرانی ورواہ ابویعلیٰ ورجالہ ثقات [مجمع الزوائد، ج ۶، ص ۳۹۱ رقم (۱۰۵۴۸)۔ قال حسین سلیم اسد: اسنادہ ضعیف جدا [تعلیقات حسین اسد سلیم علیٰ مسند ابی یعلیٰ، رقم (۷۴۹۱)۔

(۶) عبداللہ بن کعب بن مالک الانصاری السلمی، آپ کا شمار کبار تابعین میں ہوتا تھا۔ آپ کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ آپ صحابہ کی عظیم جماعت میں شامل تھے۔ [تقریب التھذیب، ۱: ۳۱۹ رقم (۳۵۵۲)]

(۷) مصنف عبدالرزاق، کتاب: الطلاق، باب: السحاقۃ، رقم (۱۳۳۸۲)

امام ابن جریرؒ نے حضرت قتادہؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اصحاب ایکہ اور اصحاب رس یہ دو قومیں تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے دونوں کی طرف ایک نبی مبعوث فرمایا اور اللہ تعالیٰ نے دونوں کو دو الگ الگ عذابوں میں مبتلا کیا (۱)۔

امام ابن اسحاقؒ اور ابن جریرؒ نے حضرت محمد کعب قرظیؒ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جنت میں سب سے پہلے ایک سیاہ رنگ والا داخل ہوگا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک نبی کی بستی کی طرف مبعوث کیا۔ وہاں کے رہنے والوں میں سے کوئی بھی اس پر ایمان نہ لایا مگر وہ سیاہ رنگ والا ایمان لایا۔ پھر بستی والوں نے اس نبی پر ظلم کیا۔ اس کے لئے ایک کنواں کھودا، اس نبی کو اس کنویں میں پھینک دیا۔ پھر اوپر سے بھاری پتھر سے اس کنویں کو بند کر دیا۔ وہ سیاہ رنگ والا جنگل میں جاتا۔ اپنی پشت پر لکڑیاں اٹھاتا پھر ان لکڑیوں کو لا کر بیچتا۔ ان پیسوں سے کھانا اور پانی خریدتا۔ پھر اس کنویں کے پاس آتا اس پتھر کو اٹھاتا۔ اللہ تعالیٰ اس کام میں اس کی مدد کرتا تو وہ آدمی کھانا اور پانی اس نبی کی طرف نیچے لٹکاتا۔ پھر چٹان کو اسی طرح کر دیتا جس طرح وہ پہلے ہوتی۔ یہ سلسلہ اسی طرح چلتا رہا جتنا عرصہ اللہ تعالیٰ نے چاہا۔

ایک روز وہ آدمی لکڑیاں لانے کیلئے گیا جیسے اس کا معمول تھا۔ اس نے لکڑیاں جمع کیں، اپنا گٹھا بنایا اور اس کام سے فارغ ہوگیا۔ جب اس نے گٹھے کو اٹھانے کا ارادہ کیا تو اونگھ محسوس کی۔ تو لیٹ گیا پھر سو گیا۔ تو وہ سات سال تک ایک ہی پہلو پر سویا رہا۔ پھر اٹھا اور چند قدم چلا تو دوسری طرف جھک گیا۔ تو لیٹ گیا تو اللہ تعالیٰ نے سات سال تک اسے دوسرے پہلو پر سلائے رکھا۔ پھر اٹھا اپنا گٹھا اٹھایا۔ اسے گمان بھی نہ تھا کہ دو دن کی چند ساعتیں سویا ہے۔ وہ بستی کی طرف آیا۔ اپنا گٹھا بیچا پھر کھانا پینا خریدا جس طرح پہلے کیا کرتا تھا۔ پھر اسی گڑھے کے پاس آیا جس میں وہ نبی تشریف رکھتے تھے۔ انہیں تلاش کیا مگر نہ پایا جب کہ قوم کی نئی رائے بنی تھی۔ انہوں نے نبی نکالا، اس پر ایمان لائے اور اس کی تصدیق کی وہ نبی اس حبشی کے متعلق پوچھتے تھے کہ اس کا کیا حال ہے؟ لوگ انہیں عرض کرتے ہم نہیں جانتے یہاں تک کہ وہ نبی وصال فرما گئے۔ ان کے وصال کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس حبشی کو اٹھایا۔ یہی وہ حبشی ہے جو سب سے پہلے جنت میں داخل ہوگا (۲)۔

امام حاکمؒ اور بیہقیؒ نے "دلائل" میں حضرت اُم سلمہؓ سے روایت نقل کی ہے جب کہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے، حضرت ام سلمہ نے کہا: میں نے نبی کریم ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: بعد(۳) عدنان بن اددبن زید بن

---

(۱) تفسیر الطبری، سورۃ ق، ج۱۱، ۴۱۲

(۲) تفسیر الطبری، سورۃ الفرقان، ۹: ۳۹۰ رقم (۲۶۳۸۱)

(۳) اصل مرجع میں (بعد) کی بجائے [معد بن عدنان بن اددبن زید بن البراء]۔۔[مستدرک، رقم (۳۵۱۹)]

البـــراء واعـــراق الثـــری ۔حضرت اُم سلمہؓ نے کہا پھر رسول اللہ ﷺ نے یہ پڑھا وعـــادا وثـــمـــودا واصـحـــب الرس .....الا اللہ) حضرت اُم سلمہؓ نے کہا واعراق الثری: اسماعیل وزید و همیسع و برانیت (۱)۔

امام عبد بن حمیدؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے قتادہؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ قرن سے مراد ستر سال ہیں (۲)۔

امام عبد بن حمیدؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابی حاتمؒ نے زرارہ بن اوفیؒ (۳) سے روایت نقل کی ہے کہ قرن سے مراد ایک سو بیس سال ہیں۔ رسول اللہ ﷺ جس قرن میں بھیجے گئے اس کا آخری سال وہ ہے جس میں یزید بن معاویہ فوت ہوا (۴)۔

امام ابن مردویہؒ نے حضرت ابوسلمہؒ کے واسطے سے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ حضرت آدمؑ اور حضرت نوحؑ کے درمیان بیس قرون ہیں۔ حضرت نوحؑ اور حضرت ابراہیمؑ کے درمیان بیس قرون ہیں۔ ابوسلمہؒ نے کہا قرن ایک سو سال کے عرصے کو کہتے ہیں (۵)۔

امام حاکمؒ اور ابن مردویہؒ نے حضرت عبداللہ بن بسرؓ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنا ہاتھ میرے سر پر رکھا اور فرمایا: یہ بچہ ایک قرن تک زندہ رہے گا تو وہ ایک سو سال تک زندہ رہے (۶)۔

امام ابن جریرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت محمد بن قاسم حمصیؒ کے واسطے سے حضرت عبداللہ بن بسر مازنیؓ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنا ہاتھ میرے سر پر رکھا اور فرمایا: یہ بچہ ایک قرن زندہ رہے گا۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ قرن کتنا ہوتا ہے۔ فرمایا ایک سو سال۔ محمد بن قاسمؒ نے کہا: ہم ان کی زندگی کے سال گنتے رہے یہاں تک کہ ایک سو سال پورے ہوئے پھر وہ فوت ہوئے (۷)۔

---

(۱) مستدرک، کتاب التفسیر، باب: تفسیر سورۃ الفرقان، رقم (۳۵۱۹)]
تفسیر ابن ابی حاتم، ۸:۲۶۹۶ رقم (۱۵۱۷۹)
امام حاکمؒ نے مذکورہ حدیث پر حکم لگاتے ہوئے لکھا ہے: هـذا حـديـث صـحـيـح ولـم يـخـرجـاه [المستدرک: رقم ۳۵۱۹]۔ امام طبرانیؒ نے مذکورہ حدیث کی سند کے بارے میں لکھا ہے: لايـرويـه عـن اُم سـلـمة الا بهذا الاسناد تفرد به موسیٰ۔ [المعجم الصغیر، ۲، ص ۱۵۱ رقم (۹۴۶)]

(۲) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الفرقان، ۸:۲۶۹۶ رقم (۱۵۱۷۹)

(۳) زرارۃ بن اوفیٰ ابن کعب بن ربیعۃ العامری الحرشی، ابو حاجب البصری القاضی، ایک ثقہ راوی، عابد اور نہایت نیک انسان تھے۔ آپ بصرہ کے قاضی تھے۔ ۹۳ھ کو اچانک وفات پا گئے تھے۔ [الطبقات الکبریٰ، ۷:۱۵۰۔ تہذیب التہذیب، ۳:۲۷۸]

(۴) تفسیر الطبری، سورۃ الاسراء، ۸:۵۳
تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الفرقان، ۸:۲۶۹۶ رقم (۱۵۱۷۸)۔

(۵) روایت نہیں ملی

(۶) مستدرک،، رقم (۴۰۱۶)

(۷) تفسیر الطبری، سورۃ الاسراء، ۸:۵۳

امام ابن مردویہؒ نے ابوالھیثم بن دھرالاسلمیؓ (۱) سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قرن پچاس سال کا ہوتا ہے (۲)۔

امام ابن مردویہؒ نے حضرت انسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری امت پانچ قرن ہے اور ایک قرن چالیس سال کا ہوتا ہے (۳)۔

امام ابن منذرؒ نے حماد بن ابراہیمؒ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قرن چالیس سال کا ہوتا ہے (۴)۔

امام ابن جریرؒ نے حضرت ابن سیرینؒ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قرن چالیس سال کا ہوتا ہے (۵)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت حسن بصریؒ سے روایت نقل کی ہے کہ قرن ساٹھ سال کا ہوتا ہے (۶)۔

امام حاکمؒ نے کنیٰ میں حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے رسول اللہ ﷺ جب نسب بیان کرتے ہوئے معد بن عدنان (۷) پر پہنچے تو رک جاتے۔ پھر فرماتے نسب بیان کرنے والوں نے جھوٹ بولا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿و قرونا بين ذلك كثيرا﴾ (۸)۔

---

(۱) ابوالھیثم بن نصر بن دھرالاسلمی، آپ کے والد محترم صحابی رسول ﷺ تھے۔ آپ بذاتِ خود ایک صادق وثقہ راوی الحدیث تھے۔ تقریب میں آپ کا نام [عامر] مذکور ہے۔ [تھذیب التھذیب، ۱۲:۲۹۴ رقم (۱۲۳۰)۔ تقریب التھذیب، ۲۷۱ رقم (۸۴۳۰)]

(۲) تفسیر ابن کثیر، سورۃ الفرقان، ۴:۳۲۹

(۳) تفسیر ابن کثیر، سورۃ الفرقان، ۴:۳۲۹

(۴) تفسیر ابن کثیر، سورۃ الفرقان، ۴:۳۲۹

(۵) تفسیر الطبری، سورۃ الفرقان، ۹:۳۹۱ رقم (۲۶۳۸۳)

(۶) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الفرقان، ۸:۲۵۹۶ رقم (۱۵۱۷۸)

(۷) معد بن عدنان بن ادبن ادد بن اھمیسع، اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں۔ ابوالعرب کے لقب سے یاد کئے جاتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ سلسلہ نسب بیان کرتے وقت جب [معد] پے پہنچ جاتے آگے رُک جاتے اور فرماتے: آگے نسب بیان کرنے والوں نے جھوٹ بولا ہے۔ [الاعلام، ۷:۲۶۵]

(۸) مستدرک، کتاب التفسیر، باب: تفسیر سورۃ الفرقان، رقم (۳۵۱۹)]

الطبقات الکبریٰ، ۱:۵۶۔ تفسیر القرطبی، سورۃ ابراہیم، ۹:۲۹۳۔ یہ روایت باطل اور جھوٹی ہے اس کی سند اس طرح ہے: ہشام از محمد بن سائب کلبی از ابوصالح از عباسؓ۔ ہشام بن محمد بن صالح کے بارے امام دارقطنی فرماتے ہیں: متروک الحدیث ہے اور ابن عسا کر فرماتے ہیں: رافضی اور غیر ثقہ ہے۔ [میزان الاعتدال، ۳:۵۵۷ رقم (۷۵۷۴)]

وَكُلًّا ضَرَبْنَا لَهُ الْأَمْثَالَ وَكُلًّا تَبَّرْنَا تَتْبِيرًا ﴿٣٩﴾ وَلَقَدْ أَتَوْا عَلَى الْقَرْيَةِ الَّتِي أُمْطِرَتْ مَطَرَ السَّوْءِ أَفَلَمْ يَكُونُوا يَرَوْنَهَا بَلْ كَانُوا لَا يَرْجُونَ نُشُورًا ﴿٤٠﴾ وَإِذَا رَأَوْكَ إِنْ يَتَّخِذُونَكَ إِلَّا هُزُوًا ط أَهَٰذَا الَّذِي بَعَثَ اللَّهُ رَسُولًا ﴿٤١﴾ إِنْ كَادَ لَيُضِلُّنَا عَنْ آلِهَتِنَا لَوْلَا أَنْ صَبَرْنَا عَلَيْهَا ط وَسَوْفَ يَعْلَمُونَ حِينَ يَرَوْنَ الْعَذَابَ مَنْ أَضَلُّ سَبِيلًا ﴿٤٢﴾

"سب کے (سمجھانے کے) لئے ہم نے مثالیں بیان کیں اور (نہ ماننے پر) سب کا تہس نہس کر دیا[۳۹] اور یہ (کافر) اس بستی پر بھی گزر چکے ہیں جس پر بُری طرح کا مینہ برسایا گیا تھا وہ اُس کو دیکھتے نہ ہوں گے بلکہ اُن کو تو (مرنے کے بعد) جی اُٹھنے کی اُمید ہی نہیں[۴۰] اور یہ لوگ جب تم کو دیکھتے ہیں تو تمہاری ہنسی اُڑاتے ہیں کہ کیا یہی شخص ہے جس کو خدا نے پیغمبر بنا کر بھیجا ہے[۴۱] اگر ہم اپنے معبودوں کے بارے میں ثابت قدم نہ رہتے تو یہ ضرور ہم کو بہکا دیتا (اور) اُن سے (پھیر دیتا) اور یہ عنقریب معلوم کر لینگے جب عذاب دیکھیں گے کہ سیدھے راستے سے کون بھٹکا ہوا ہے"[۴۲]

امام عبدالرزاقؒ، عبد بن حمیدؒ، ابن جریرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت قتادہؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر ایک کے لیے حجت تمام کی اس کیلئے دلائل کو واضح کیا۔ پھر ان سے انتقام لیا یہ بھی کہا جن پر پتھروں کی بارش کی گئی وہ لوط کی بستی ہے اور نُشُورًا سے مراد دوبارہ اٹھانا اور حساب وکتاب ہے(۱)۔

امام عبدالرزاقؒ، ابن جریرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت حسن بصریؒ سے روایت نقل کی ہے کہ ﴿وَكُلًّا تَبَّرْنَا تَتْبِيرًا﴾ کا معنی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر ایک کو عذاب کے ذریعے ہلاک کر دیا(۲)۔

امام ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت سعید بن جبیرؒ سے روایت نقل کی ہے کہ ہم نے انہیں عجمیوں کے ذریعے ہلاک کر دیا(۳)۔

امام ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے الْقَرْيَةِ کی یہ وضاحت نقل کی ہے کہ اس سے مراد

---

(۱) تفسیر الطبری، سورۃ الفرقان، ۹:۳۹۱ رقم (۲۶۳۸۴)
تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الفرقان، ۸:۲۶۹۷ رقم (۱۵۱۸۹)

(۲) تفسیر الطبری، سورۃ الفرقان، ۹:۳۹۱ رقم (۲۶۳۸۵)
تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الفرقان، ۸:۲۶۹۷ رقم (۱۵۱۹۰)

(۳) تفسیر الطبری، سورۃ الفرقان، ۹:۳۹۱ رقم (۲۶۳۸۶)
تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الفرقان، ۸:۲۶۹۷ رقم (۱۵۱۹۱)

سدوم ہے جو حضرت لوطؑ کی قوم کی بستی تھی اور مَطَرَ السَّوْءِ سے مراد پتھر ہیں (۱)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت عطاءؒ (۲) سے روایت نقل کی ہے کہ الْقَرْيَةِ سے مراد حضرت لوطؑ کی قوم کی بستی ہے (۳)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت حسن بصریؒ سے روایت نقل کی ہے کہ الْقَرْيَةِ سے مراد شام اور مدینہ طیبہ کے درمیان کی ایک بستی ہے (۴)۔

امام ابن جریرؒ اور ابن منذرؒ نے حضرت ابن جریجؒ سے نُشُوْرًا کا معنی دوبارہ اٹھانا نقل کیا ہے اور صَبَرْنَا کا معنی ثبتنا نقل کیا ہے یعنی اگر ہم ثابت قدم نہ رہے ہوتے (۵)۔

أَرَأَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ إِلَٰهَهُ هَوَاهُ أَفَأَنتَ تَكُونُ عَلَيْهِ وَكِيلًا ﴿٤٣﴾ أَمْ تَحْسَبُ أَنَّ أَكْثَرَهُمْ يَسْمَعُونَ أَوْ يَعْقِلُونَ إِنْ هُمْ إِلَّا كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ سَبِيلًا ﴿٤٤﴾

"کیا تم نے اُس شخص کو دیکھا جس نے خواہش نفس کو معبود بنا رکھا ہے تو کیا تم اُس پر نگہبان ہو سکتے ہو؟ [۴۳] یا تم یہ خیال کرتے ہو کہ ان میں اکثر سنتے یا سمجھتے ہیں؟ (نہیں) یہ تو چوپایوں کی طرح کے ہیں بلکہ اُن سے بھی زیادہ گمراہ ہیں" [۴۴]

امام ابن ابی حاتمؒ اور ابن مردویہؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ دور جاہلیت میں ایک آدمی طویل عرصہ تک سفید پتھر کی عبادت کیا کرتا۔ جب بعد میں اس سے خوبصورت پتھر پاتا تو پہلے کو پھینک دیتا اور دوسرے کی عبادت شروع کر دیتا تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا (۶)۔

---

(۱) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الفرقان، ۸: ۲۶۹۷ رقم (۱۵۱۹۶)

(۲) امام ابن ابی حاتمؒ نے عطاء کی بجائے عثمان بن عطاء کا نام ذکر کیا ہے۔ عثمان بن عطاء بن ابی اسلم الخراسانی، ابو مسعود الثقفی، ۸۸ھ کو پیدا ہوئے تھے۔ اصلاً بلخ کے رہنے والے تھے۔ رملہ [فلسطین] میں مقیم رہے اور وہیں ۱۵۱ھ میں وفات پا گئے تھے۔ [تھذیب التھذیب، ۷: ۱۲۶ رقم (۲۸۸)]

(۳) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الفرقان، ۸: ۲۶۹۷ رقم (۱۵۱۹۲)

(۴) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الفرقان، ۸: ۲۶۹۷ رقم (۱۵۱۹۳)

(۵) تفسیر الطبری، سورۃ الفرقان، ۹: ۳۹۲ رقم (۲۶۳۸۹)

(۶) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الفرقان، ۸: ۲۶۹۷ رقم (۱۵۱۹۹)

امام ابن مردویہؒ نے حضرت ابورجاء عطاردیؒ (۱) سے روایت نقل کی ہے دور جاہلیت میں لوگ خون علہز کے ساتھ ملا کر کھاتے پتھروں کی پوجا کرتے۔ جب بعد میں اس سے بہتر پتھر پاتے تو پہلے پتھر کو پھینک دیتے اور دوسرے کی عبادت کرتے۔ جب وہ دوسرے کو گم کر دیتے تو اعلان کرنے والا یوں اعلان کرتا۔ اے لوگو! تمہارا معبود گم ہو گیا۔ اسے تلاش کرو۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا (۲)۔

امام ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ اس آیت میں وہ کافر مراد ہے جس نے اپنا دین اللہ تعالیٰ کی ہدایت اور برہان کے بغیر بنالیا ہے (۳)۔

امام ابن ابی شیبہؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت حسن بصریؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ جس چیز سے محبت کرتے اس کی پیروی شروع کر دیتے (۴)۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت قتادہؒ سے یہ قول نقل کیا ہے: جب بھی وہ کسی چیز سے محبت کرتا تو اس پر سوار ہو جاتا۔ جب بھی کسی کی خواہش کرتا تو اس کے پاس آتا، اس سے اسے تقویٰ اور خدا خوفی نہ روکتی (۵)۔

امام عبد بن حمیدؒ نے حضرت حسن بصریؒ سے روایت نقل کی ہے کہ ان سے پوچھا گیا کہ کیا اہل قبلہ میں بھی شرک ہوتا ہے۔ فرمایا ہاں منافق مشرک ہوتا ہے، بیشک مشرک اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر سورج اور چاند کو سجدہ کرتا ہے جبکہ منافق اپنی خواہش کی عبادت کرتا ہے۔ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت کی (۶)۔

امام طبرانیؒ نے حضرت ابوامامہؓ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آسمان کے نیچے خواہش نفس سے بڑا کوئی معبود نہیں، اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر جس کی عبادت کی جاتی ہو (۷)۔

---

(۱) عمران بن ملجان (یا ابن یتم) یا عمران بن عبداللہ، ابورجاء العطاردی البصری، آپ کنیت سے مشہور ہوئے تھے۔ آپ کبار تابعین میں تھے۔ عالم، عامل اور ایک ثقہ راوی تھے۔ ۱۰۵ھ کو وفات پا گئے تھے۔ [تھذیب التھذیب، ۸: ۱۲۴ رقم (۲۴۴)]

(۲) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الفرقان، ۸: ۲۶۹۷ رقم (۱۵۲۰۰)

(۳) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الفرقان، ۸: ۲۶۹۷ رقم (۱۵۱۹۲)

(۴) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الفرقان، ۸: ۲۷۰۰ رقم (۱۵۲۰۲)

(۵) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الفرقان، ۸: ۲۷۰۰ رقم (۱۵۲۰۳)

(۶) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الفرقان، ۸: ۲۷۰۰ رقم (۱۵۲۰۳) [مثلہ]

(۷) المعجم الکبیر، باب: الصاد، ج ۸، ص ۱۰۳ رقم (۷۵۰۲)۔۔ امام ہیثمیؒ نے اس حدیث پر حکم لگاتے ہوئے لکھا ہے: واہ الطبرانی فی الکبیر وفیہ الحسن بن دینار وھو متروک الحدیث [مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، ۱: ۴۴۷ رقم (۸۹۵)]۔۔ امام شوکانیؒ نے اس حدیث کو موضوع قرار دیا ہے۔ [الفوائد المجموعہ، ۱: ۲۳۹ رقم (۶۶)]۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ جنہوں نے کفر کیا ان کی مثال اونٹ، گدھے اور بکری جیسی ہے، ان میں سے جسے بھی تو کہے اگر چہ تیری کہی ہوئی بات کو نہ جانتا ہو مگر وہ جانور تیری آواز کو سنتا ہے اسی طرح کافر، اگر تو اسے بھلائی کا حکم دے یا برائی سے منع کرے یا اسے نصیحت کرے تو جو تو انہیں کہتا ہے وہ اسے سمجھتا نہیں صرف تیری آواز سنتا ہے(۱)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے مقاتلؒ سے ﴿بل هم اضل سبيلا﴾ کے بارے میں نقل کیا ہے کہ اس سے مراد راستے کا بھول جانا ہے(۲)۔

أَلَمْ تَرَ إِلَىٰ رَبِّكَ كَيْفَ مَدَّ الظِّلَّ وَلَوْ شَاءَ لَجَعَلَهُ سَاكِناً ثُمَّ جَعَلْنَا الشَّمْسَ عَلَيْهِ دَلِيلاً ﴿٤٥﴾ ثُمَّ قَبَضْنَاهُ إِلَيْنَا قَبْضاً يَسِيراً ﴿٤٦﴾ وَهُوَ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ اللَّيْلَ لِبَاساً وَالنَّوْمَ سُبَاتاً وَجَعَلَ النَّهَارَ نُشُوراً ﴿٤٧﴾

"بھلا تم نے اپنے پروردگار (کی قدرت) کو نہیں دیکھا کہ وہ سائے کو کس طرح دارز کر (کے پھیلا) دیتا ہے اور اگر وہ چاہتا تو اس کو (بے حرکت) ٹھہرا رکھتا پھر سورج کو اس کا رہنما بنا دیتا ہے[۴۵] پھر ہم اس کو آہستہ آہستہ اپنی طرف سمیٹ لیتے ہیں[۴۶] اور وہی تو ہے جس نے رات کو تمہارے پردہ اور نیند کو آرام بنایا اور دن کو اُٹھ کھڑے ہونے کا وقت ٹھہرایا"[۴۷]

امام سعید بن منصورؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ كَيْفَ مَدَّ الظِّل کا معنیٰ یہ ہے فجر کے بعد اور سورج کے طلوع ہونے سے پہلے سایہ کو کیسے بڑھایا(۳)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے آیت کی تفسیر نقل کی ہے کہ کیا تو نہیں دیکھتا جب تو صبح کی نماز پڑھتا ہے تو سورج کے طلوع ہونے سے لے کر اس کے غروب ہونے تک سایہ ہوتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ اس پر سورج کو دلیل بناتا ہے تو اللہ تعالیٰ سایہ کو قبض کر لیتا ہے(۴)۔

امام ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہاں سایہ کے پھیلانے سے مراد فجر کے طلوع ہونے سے لے کر سورج کے طلوع ہونے کا عرصہ ہے۔ سَاكِنَا کا معنی دائمی ہے۔

---

(۱) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الفرقان، ۸: ۲۷۰۰ رقم (۱۵۲۰۷)

(۲) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الفرقان، ۸: ۲۷۰۰ رقم (۱۵۲۰۸)

(۳) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الفرقان، ۸: ۲۷۰۱ رقم (۱۵۲۱۱)

(۴) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الفرقان، ۸: ۲۷۰۱ رقم (۱۵۲۱۲)

الشَّمْسَ سے مراد سورج کا طلوع ہونا ہے اور قَبْضًا يَّسِيْرًا سے مراد جلدی ہے(۱)۔

امام فریابیؒ، ابن ابی شیبہؒ، عبد بن حمیدؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت مجاہدؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس سے مراد سورج کے طلوع ہونے سے پہلے دن کا سایہ ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو اس سایہ کو دائمی بنا دیتا، نہ اسے سورج پہنچتا اور نہ ہی وہ سایہ زائل ہوتا۔ پھر اس پر ہم سورج کو دلیل بناتے ہیں جو اسے جمع کر لیتا ہے۔ پھر ہم اسے اپنی طرف ہلکے انداز میں سمیٹ لیتے ہیں(۲)۔

امام عبد حمیدؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت حسن بصریؒ سے روایت نقل کی ہے کہ کیا تم دیکھتے نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کس طرح فجر صادق کو طلوع ہونے سے لے کر سورج کے طلوع ہونے کے درمیان سایہ مشرق سے مغرب تک پھیلا دیا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا اسے یونہی مشرق سے مغرب تک پھیلا رہنے دیتا(۳)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ایوب بن موسیٰؒ (۴) سے یہ قول نقل کیا ہے: کیا دیکھتے نہیں ہو کہ اللہ تعالیٰ نے پوری زمین کو سایہ بنا دیا ہے۔ یہ صبح کی نماز سے سورج کے طلوع ہونے کے درمیان ہوتا ہے۔ پھر ہم اسے تھوڑا تھوڑا کر کے سمیٹ لیتے ہیں(۵)۔

امام عبد بن حمیدؒ اور ابن منذرؒ نے حضرت ابراہیم تیمیؒ (۶)، ضحاکؒ اور ابو مالک غفاریؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ظل سے مراد فجر طلوع ہونے سے لے کر سورج کے طلوع ہونے تک کا سایہ ہے اور عَلَيْهِ میں ضمیر سے مراد سایہ ہے اور ثُمَّ قَبَضْنٰهُ اِلَيْنَا سے مراد ہے کہ سورج جو سایہ کو سمیٹتا ہے(۷)۔

---

(۱) تفسیر الطبری، سورۃ الفرقان، ۹:۳۹۴ رقم (۲۶۳۹۲)
تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الفرقان، ۸:۲۷۰۱ رقم (۱۵۲۱۰)

(۲) تفسیر الطبری، سورۃ الفرقان، ۹:۳۹۴ رقم (۲۶۳۹۶)
تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الفرقان، ۸:۲۷۰۱ رقم (۱۵۲۱۷)

(۳) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الفرقان، ۸:۲۷۰۱ رقم (۱۵۲۱۸)

(۴) ایوب بن موسیٰ بن عمرو بن سعید بن العاص القرشی الاموی، ابوموسیٰ المکی، آپ کا تعلق اہل مکہ سے تھا۔ آپ کا شمار مکہ کے فقہاء میں ہوتا تھا۔ صالح الحدیث اور ایک ثقہ راوی تھے۔ ۱۳۲ھ کو وفات پا گئے تھے۔ [تھذیب التھذیب، ۸:۲۷۸، رقم (۵۶۲)]

(۵) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الفرقان، ۸:۲۷۰۱ رقم (۱۵۲۱۵)

(۶) ابراہیم بن یزید بن شریک التیمی، ابواسماء الکوفی، علم کا خزانہ تھے اور اپنی عبادت میں مگن رہتے تھے۔ ۱۵۲ھ کو پیدا ہوئے اور ۱۹۲ھ کو وفات پا گئے تھے۔ ایک ثقہ راوی ہونے کے ساتھ ساتھ ارسال اور تدلیس بھی کیا کرتے تھے۔ [تھذیب التھذیب، ج۱، ص۱۵۴ رقم ۳۲۴]

(۷) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الفرقان، ۸:۲۷۰۱ رقم (۱۵۲۱۸)

امام عبد بن حمیدؒ نے حضرت ابوالعالیہؒ سے كَيْفَ مَدَّ الظِّلَّ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ اس سے مراد فجر کے طلوع ہونے سے لے کر سورج کے طلوع ہونے تک کا سایہ ہے(۱)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت سدیؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ سورج سایہ کا پیچھا کرتا ہے یہاں تک کہ سایہ جہاں کہیں ہوتا ہے اسے مکمل طور پر قبض کر لیتا ہے(۲)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ربیع بن انسؒ سے روایت نقل کی ہے دن کی بارہ ساعتیں ہیں۔ پہلی ساعت فجر کے طلوع ہونے سے لے کر سورج کے خوب روشن ہونے تک ہے۔ اس وقت سورج کا کوئی حصہ بے نور نہیں رہتا۔ اس کا رنگ صاف ہو جاتا ہے۔ جب تو سورج کو دو نیزوں کے برابر دیکھے تو یہ چاشت کا آغاز ہے اور یہ چاشت کی ساعتوں میں سے پہلی ساعت ہے۔ اس کے بعد چاشت کی دو ساعتیں۔ چھٹی ساعت اس وقت ہوتی ہے۔ یہی وہ وقت ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے ﴿ اقم الصلوة لدلوك الشمس (۳)﴾ پھر وقت ہوتا ہے جب سورج نصف النہار کو پہنچ جائے۔ جب سورج نصف النہار سے ڈھل جاتا ہے تو یہ نماز ظہر کی ساعت اس کے بعد دو ساعتیں ہیں۔ پھر دسویں ساعت عصر کی نماز کی ساعت ہے۔ یہی آصال ہے۔ پھر اس کے رات تک کی دو ساعتیں ہیں(۴)۔

امام فریابیؒ، ابن ابی شیبہؒ، عبد بن حمیدؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ سے نُشُوْرًا کا معنی کیا ہے اس میں وہ دن کو پھیلا دیتا ہے(۵)۔

امام عبد بن حمیدؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت قتادہؒ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دن کو ان کی معاش، ضروریات اور تصرفات کیلئے بنایا ہے(۶)۔

---

(۱) تفسیر ابن کثیر، سورۃ الفرقان، ۴: ۳۳۰

(۲) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الفرقان، ۸: ۲۷۰۱ رقم (۱۵۲۲۴)

(۳) القرآن الکریم، الاسراء، ۷۸

(۴) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الفرقان، ۸: ۲۷۰۱ رقم (۱۵۲۳۳)

(۵) تفسیر الطبری، سورۃ الفرقان، ۹: ۳۹۶ رقم (۲۶۴۱۱)
تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الفرقان، ۸: ۲۷۰۱ رقم (۱۵۲۲۴)

(۶) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الفرقان، ۸: ۲۷۰۱ رقم (۱۵۲۳۵)

وَهُوَ الَّذِيْ أَرْسَلَ الرِّيٰحَ بُشْراً م بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهٖ وَأَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً طَهُوراً ﴿٤٨﴾ لِنُحْيِيَ بِهٖ بَلْدَةً مَّيْتاً وَنُسْقِيَهٗ مِمَّا خَلَقْنَآ أَنْعَاماً وَأَنَاسِيَّ كَثِيْراً ﴿٤٩﴾

"اور وہی تو ہے جو اپنی رحمت کے مینہ کے آگے ہواؤں کو خوشخبری بنا کر بھیجتا ہے اور ہم آسمان سے پاک (اور نتھرا ہوا) پانی برساتے ہیں [۴۸] تاکہ اس سے شہر مُردہ (یعنی زمین اُفتادہ) کو زندہ کردیں اور پھر ہم اُسے بہت سے چوپایوں اور آدمیوں کو جو ہم نے پیدا کئے ہیں پلاتے ہیں" [۴۹]

امام عبد بن حمیدؒ نے حضرت عطاءؒ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے الرِّيٰحَ کو جمع کا صیغہ پڑھا ہے مبشرا کو باء کے رفع اور بُشْرَ ما اور بَيْنَ کے درمیان نون خفیہ پڑھا ہے (۱)۔

امام فریابیؒ اور عبد بن حمیدؒ نے حضرت مسروقؒ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے الرِّيٰحَ کو جمع کا صیغہ اور بُشْرَ ما کو نشرا پڑھا یعنی نون اور آخر میں تنوین اور نون خفیہ کے ساتھ پڑھا ہے (۲)۔

امام عبد بن حمیدؒ اور حضرت سعید بن مسیبؒ سے مَآءً طَهُوْرًا کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اسے کوئی چیز ناپاک نہیں کرتی (۳)۔

امام ابن منذرؒ، ابن ابی حاتمؒ اور دار قطنیؒ نے حضرت سعید بن مسیبؒ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پاکیزہ پانی نازل کیا ہے، اسے کوئی چیز ناپاک نہیں کرسکتی (۴)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ پانی کو کوئی چیز ناپاک نہیں کرسکتی کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَأَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً طَهُوْرًا﴾ (۵)۔

امام شافعیؒ، امام احمدؒ، ابوداؤدؒ، امام ترمذیؒ، امام نسائیؒ، ابن ماجہؒ، دار قطنیؒ، حاکمؒ اور بیہقیؒ نے حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ سے دریافت کیا گیا کیا ہم بئر بضاعہ سے وضو کرلیا کریں؟ جب کہ یہ وہ کنواں تھا جس میں حیض کے کپڑے، مردار کتے اور بدبودار چیزیں پھینکی جاتی تھیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: پانی

---

(۱) ابن الجوزی، عبدالرحمن بن علی بن محمد، زادالمسیر فی علم التفسیر، المکتب الاسلامی، بیروت، ط۔ثانی ۱۴۰۴ھ، ۳:۲۱۸

(۲) زادالمسیر، ۳:۲۱۸

(۳) الدار قطنی، علی بن عمر، سنن الدار قطنی، دارالمعرفۃ، بیروت، طبع (۱۳۸۶ھ) کتاب، الطہارہ، باب، الماء المتغیر، رقم (۱۳)

(۴) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الفرقان، ۸:۲۷۰۵ رقم (۱۵۲۴۳)

(۵) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الفرقان، ۸:۲۷۰۵ رقم (۱۵۲۴۰)

پاکیزگی عطا کرنے والا ہے، اسے کوئی چیز ناپاک نہیں کرسکتی (۱)۔

عبدالرزاقؒ نے "المصنف" میں قاسم بن ابی بزہؒ (۲) سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ سے بارش سے بننے والے کیچڑ کے بارے میں پوچھا گیا۔ حضرت عبداللہ نے فرمایا تو نے مجھ سے دونوں پاکیزہ چیزوں کے بارے میں پوچھا ہے، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے ﴿وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً طَهُوْرًا﴾ جب کہ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے جعلت لی الارض مسجدا وطهورا (۳)

وَلَقَدْ صَرَّفْنٰهُ بَيْنَهُمْ لِيَذَّكَّرُوْا فَاَبٰۤى اَكْثَرُ النَّاسِ اِلَّا كُفُوْرًا ﴿۵۰﴾ وَلَوْ شِئْنَا لَبَعَثْنَا فِيْ كُلِّ قَرْيَةٍ نَّذِيْرًا ﴿۵۱﴾ فَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَجَاهِدْهُمْ بِهٖ جِهَادًا كَبِيْرًا ﴿۵۲﴾

" اور ہم نے اس (قرآن کی آیتوں) کو طرح طرح سے لوگوں میں بیان کیا تاکہ نصیحت پکڑے مگر بہت سے لوگوں نے انکار کے سوا قبول نہ کیا [۵۰] اور اگر ہم چاہتے تو ہر بستی میں ڈرانے والا بھیج دیتے [۵۱] تو تم کافروں کا کہا نہ مانو اور اُن سے اس قرآن کے حکم کے مطابق بڑے شدومد سے لڑو [۵۲] "

امام عبد بن حمیدؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت عکرمہؒ سے صَرَّفْنٰهُ کی ضمیر سے مراد بارش نقل کی ہے جو کبھی اس زمین کو سیراب کرتی ہے اور دوسری کو روک دیتی ہے تاکہ لوگ نصیحت حاصل کریں۔ تو اکثر لوگوں نے ناشکری کی۔ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا: ان کی ناشکری سے مراد یہ ہے کہ انہوں نے کہا ہم پر انواء (ستاروں) کے باعث بارش ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سورۂ واقعہ میں یہ آیت نازل فرمائی ہے: ﴿وَتَجْعَلُوْنَ رِزْقَكُمْ اَنَّكُمْ تُكَذِّبُوْنَ (۴)﴾ (۵)

---

(۱) مسند احمد، کتاب: باقی مسند المکثرین، باب: مسند ابی سعید الخدری، رقم (۱۰۸۶۴)
سنن ابی داود: کتاب: الطہارۃ، باب: ماجاء فی بئر بضاعۃ، رقم (۶۶)
سنن الترمذی: کتاب: الطہارۃ عن رسول اللہ، باب: ماجاء ان الماء لاینجسہ شیء، رقم (۶۶)
سنن النسائی: کتاب: المیاہ، باب: ذکر بئر بضاعۃ، رقم (۳۲۶)
سنن البیہقی الکبریٰ: کتاب: الطہارۃ، باب: التطہیر بماء البئر، رقم (۷)
امام ترمذیؒ نے مذکورہ حدیث پر حکم لگاتے ہوئے لکھا ہے: قال ابو عیسیٰ هذا حدیث حسن وقد جود ابو اسامه هذا الحدیث فلم یرو احد حدیث ابی سعید فی بئر بضاعة احسن مما روىٰ ابو اسامة وقد روىٰ هذا الحدیث من غیر وجه عن ابی سعید و فی الباب عن ابن عباس و عائشة [سنن الترمذی: کتاب: الطہارۃ، رقم (۶۶)]

(۲) قاسم بن ابی بزۃ المکی، ابوعبداللہ، القاری المخزومی، آپ اصلاً ھمدان کے تھے۔ ایک ثقہ اور قلیل الحدیث راوی تھے۔ ۱۲۴ھ کو مکہ میں وفات پاگئے تھے۔ [تھذیب التھذیب، ۸: ۲۷۸ رقم (۵۶۲)]

(۳) مصنف عبدالرزاق، کتاب: الطہارۃ، باب: من یطاء عتنا او یابسا اور طبا، رقم (۹۸)

(۴) القرآن الکریم، الواقعۃ، ۸۲

(۵) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الفرقان، ۸: ۲۷۰۶ رقم (۱۵۲۴۷)

امام سیندؒ، ابن جریرؒ اور ابن منذرؒ حضرت ابن جریجؒ سے وہ حضرت مجاہدؒ سے یہ قول نقل کرتے ہیں کہ صَرَّفْنٰهُ میں "ہ" ضمیر سے مراد بارش ہے۔ اللہ تعالیٰ جسے ایک زمین میں نازل فرماتا ہے اور دوسری میں نازل نہیں فرماتا ان کی ناشکری سے مراد یہ ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ ہم پر اس ستارے کی وجہ سے بارش کی گئی (۱)۔

امام عبد بن حمیدؒ نے حضرت قتادہؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس رزق کو اپنے بندوں کے درمیان تقسیم کیا اور اسے لوگوں کے درمیان پھیرا۔ ہمارے سامنے یہ بھی کیا گیا ہے کہ حضرت ابن عباسؓ کہا کرتے تھے۔ کسی سال بھی بارش دوسرے سال کی بہ نسبت کم نہیں ہوتی لیکن اللہ تعالیٰ اسے لوگوں کے درمیان گھماتا رہتا ہے۔ قتادہؒ نے کہا ایک زمین انسان کو رزق دیتی ہے اور دوسری اسے محروم رکھتی ہے (۲)۔

امام عبد حمیدؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ، ابن ابی حاتمؒ، حاکمؒ اور بیہقیؒ نے "سنن" میں حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے جب کہ حاکمؒ نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ کسی سال بھی دوسرے سال کی بہ نسبت بارش کم نہیں ہوتی لیکن اللہ تعالیٰ جہاں چاہتا ہے اسے لے جاتا ہے۔ پھر اس آیت کی تلاوت کی (۳)۔

امام خرائطیؒ نے "مکارم الاخلاق" میں حضرت ابن مسعودؓ نے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے (۴)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت عمرؒ (۵) کا قول نقل کیا ہے [جو غفرہؒ کے غلام تھے] کہ حضرت جبرئیل امین جنائز کی جگہ میں تھے۔ نبی کریم ﷺ نے اسے فرمایا: اے جبرائیلؑ! میں یہ پسند کرتا ہوں کہ بادل کے معاملہ کو جانوں۔

حضرت جبرئیلؑ نے عرض کی یہ بادلوں کا فرشتہ ہے، اس سے پوچھیے۔ نبی کریم ﷺ نے اس سے پوچھا تو

---

(۱) تفسیر الطبری، سورۃ الفرقان، ۹:۳۹۷ رقم (۲۶۴۱۵)

(۲) تفسیر الطبری، سورۃ الفرقان، ۹:۳۹۷ رقم (۲۶۴۱۳) مثلہ

(۳) تفسیر الطبری، سورۃ الفرقان، ۹:۳۹۷ رقم (۲۶۴۱۳)

مستدرک، کتاب: التفسیر، باب: تفسیر سورۃ الفرقان، رقم (۳۵۲۰)

تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الفرقان، ۸:۲۷۰۶ رقم (۱۵۲۴۶)

سنن البیہقی الکبری، کتاب: کثرۃ المطر وقلتہ، رقم (۶۲۷۵)

امام حاکمؒ نے مذکورہ حدیث کو شیخین کی شرط پر قرار دیا ہے۔ [المستدرک: کتاب: التفسیر، باب: تفسیر سورۃ الفرقان، رقم (۳۵۲۰)]۔

(۴) الخرائطی، ابوبکر محمد بن جعفر مکارم الاخلاق، دار الفکر، دمشق، طبع (۱۴۰۶ھ)، باب: ذکر المطر وما یقال عند نزولہ، رقم (۹۷۷)

(۵) عمر بن عبداللہ المدنی، ابوحفص، مولیٰ غفرۃ بنت رباح، غفرۃ بلالؓ کی بہن تھی۔ آپ ایک ضعیف اور کثیر الارسال راوی تھے۔ ۱۴۵ھ کو وفات پا گئے۔ [تقریب التھذیب، ج ۱، ص ۴۱۴ رقم (۴۹۳۴)۔ الکاشف، ۲:۶۴ رقم (۴۰۸۳)]

اس فرشتے نے عرض کی: ہمارے پاس مہر لگے پیغام آتے ہیں جن میں یہ حکم ہوتا ہے۔ فلاں فلاں شہر کو اتنے اتنے قطرات سے سیراب کرو(۱)۔

امام ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت عطاء خراسانیؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ صَرَّفْنٰهُ کی "ہ" ضمیر سے مراد قران ہے، کیا تم اس آیت کریمہ میں غور وفکر نہیں کرتے؟ ﴿وَ لَوْ شِئْنَا لَبَعَثْنَا فِیْ كُلِّ قَرْیَةٍ نَّذِیْرًا﴾ (۲)۔

امام ابن جریرؒ اور ابن منذرؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے ﴿وَ جَاهِدْهُمْ بِهٖ﴾ میں ہ ضمیر سے مراد قرآن لیا ہے(۳)۔

امام ابن جریرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن زیدؒ سے ﴿وَ جَاهِدْهُمْ بِهٖ جِهَادًا كَبِیْرًا﴾ کے بارے میں یہ قول نقل کیا ہے کہ اس سے مراد ﴿وَاغْلُظْ عَلَیْهِمْ (۴)﴾ ہے(۵)۔ (واللہ تعالیٰ اعلم۔

وَهُوَ الَّذِیْ مَرَجَ الْبَحْرَیْنِ هٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ وَهٰذَا مِلْحٌ اُجَاجٌ وَجَعَلَ بَیْنَهُمَا بَرْزَخًا وَحِجْرًا مَّحْجُوْرًا ﴿۵۳﴾

"اور وہی تو ہے جس نے دو دریاؤں کو ملا دیا ایک کا پانی شریں ہے پیاس بجھانے والا اور دوسرے کا کھاری چھتاتی جلانے والا اور دونوں کے درمیان ایک آڑ اور مضبوط اوٹ بنادی"[۵۳]

امام ابن جریرؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ ﴿مَرَجَ الْبَحْرَیْنِ﴾ کا معنی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک سمندر کو دوسرے پر چھوڑ دیا۔ میٹھا، کھاری کو خراب نہیں کرتا اور نمکین میٹھے کو خراب نہیں کرتا(۶)۔

امام فریابیؒ، عبد بن حمیدؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت مجاہدؒ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک سمندر کو دوسرے پر بہا دیا ہے(۷)۔

---

(۱) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الفرقان، ۸:۲۷۰۶ رقم (۱۵۲۴۹)

(۲) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الفرقان، ۸:۲۷۰۶ رقم (۱۵۲۵۱)

(۳) تفسیر الطبری، سورۃ الفرقان، ۹:۳۹۷ رقم (۲۶۴۱۹)

(۴) القرآن الکریم التوبہ، ۷۳

(۵) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الفرقان، ۸:۲۷۰۶ رقم (۱۵۲۹۸)
تفسیر الطبری، سورۃ الفرقان، ۹:۳۹۷ رقم (۲۶۴۲۰)

(۶) تفسیر الطبری، سورۃ الفرقان، ۹:۳۹۹ رقم (۲۶۴۲۱)

(۷) تفسیر الطبری، سورۃ الفرقان، ۹:۳۹۹ رقم (۲۶۴۲۳)
تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الفرقان، ۸:۲۷۰۷ رقم (۱۵۲۵۶)

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت حسن بصریؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ الْبَحْرَيْنِ سے مراد ہے ایک سمندر آسمان میں اور ایک سمندر زمین میں (۱)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت عطاءؒ سے فُرَاتٌ کا معنی میٹھا اور اجاج کا معنی نمکین نقل کیا ہے (۲)۔

امام عبدالرزاقؒ، عبد بن حمیدؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے قتادہؒ سے مِلْحٌ أُجَاجٌ کا معنی کڑوا نقل کیا ہے (۳)۔

امام عبدالرزاقؒ نے "مصنف" میں حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ دو سمندر ہیں، ان میں سے جس کے ساتھ وضو کرو۔ پھر انہوں نے یہ آیت تلاوت کی (۴)۔

امام عبد بن حمیدؒ، ابن جریرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت حسن بصریؒ سے بَرْزَخًا کا معنی خشکی نقل کیا ہے (۵)۔

فریابیؒ، ابن ابی شیبہؒ، عبد بن حمیدؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے مجاہدؒ سے بَرْزَخًا کا معنی خشکی نقل کیا ہے (۶)۔

فریابیؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے مجاہدؒ سے اس کا معنی روکنے والا نقل کیا ہے کہ میٹھا سمندر کڑوے سمندر کے ساتھ خلط ملط نہیں ہوتا (۷)۔

امام عبدالرزاقؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت قتادہؒ سے بَرْزَخًا کا معنی حد نقل کیا ہے (۸)۔

---

(۱) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الفرقان، ۸: ۲۷۰۷ رقم (۱۵۲۵۸)

(۲) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الفرقان، ۸: ۲۷۰۷ رقم (۱۵۲۶۰)

(۳) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الفرقان، ۸: ۲۷۰۷ رقم (۱۵۲۶۱)

مصنف عبدالرزاق، کتاب: الطھارۃ، باب: الوضو من الماء البحر، رقم (۳۲۴)

(۴) مصنف عبدالرزاق، کتاب: الطھارۃ، باب: الوضو من الماء البحر، رقم (۳۲۴)

(۵) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الفرقان، ۸: ۲۷۰۷ رقم (۱۵۲۶۲)

(۶) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الفرقان، ۸: ۲۷۰۷ رقم (۱۵۲۶۳)

(۷) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الفرقان، ۸: ۲۷۰۷ رقم (۱۵۲۶۴)

(۸) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الفرقان، ۸: ۲۷۰۷ رقم (۱۵۲۶۶)

تفسیر عبدالرزاق: سورۃ الفرقان، ۲: ۴۵۶ رقم (۲۰۹۱)

امام ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن جریجؒ کے واسطے سے حضرت مجاہدؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ بَرْزَخَا کا معنی رکاوٹ ہے۔ میٹھا سمندر نمکین سمندر سے نہیں ملتا۔ بحر روم، بحر فارس سے نہیں ملتا۔ بحر روم نمکین ہے۔ ابن جریجؒ نے کہا میں نے کسی سمندر کو میٹھا نہیں پایا بلکہ دریا میٹھے ہوتے ہیں کیونکہ دریائے دجلہ سمندر میں گرتا ہے۔ وہ سمندر میں کڑوا نہیں ہوتا بلکہ وہ ان کے درمیان میں ہو جاتا ہے جیسے سفید دھاگا ہوتا ہے۔ جب وہ پلٹتا ہے تو اس کے راستہ میں سمندر نہیں ہوتا۔ نیل کے بارے میں بھی گمان ہے کہ سمندر میں بہتا ہے(۱)۔

امام عبدالرزاقؒ اور ابن منذرؒ نے حضرت کلبیؒ سے بَرْزَخَا کا معنی آڑ نقل کیا ہے(۲)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے حِجْرَا مَّحْجُوْرَا کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے حکم اور فیصلہ کے مطابق ایک کو دوسرے سے روک دیتا ہے(۳)۔

امام عبد بن حمیدؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت قتادہؒ سے حِجْرَا مَّحْجُوْرَا کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے لطف اور قدرت سے نمکین کو میٹھے اور میٹھے کو نمکین سے روک دیا کہ وہ آپس میں ملیں(۴)۔

وَهُوَ الَّذِیْ خَلَقَ مِنَ الْمَآءِ بَشَراً فَجَعَلَهٗ نَسَباً وَّصِهْراً ؕ وَكَانَ رَبُّكَ قَدِیْراً ﴿٥٤﴾

"اور وہی تو ہے جس نے پانی سے آدمی پیدا کیا۔ پھر اس کو صاحب نسب اور صاحبِ قرابتِ دامادی بنایا۔ اور تمہارا پروردگار (ہر طرح قدرت رکھتا ہے"[۵۴]

امام عبد بن حمیدؒ نے عبداللہ بن مغیرہؒ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمر بن خطابؓ سے نَسَبًا اور صِهْرًا کے بارے میں پوچھا گیا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا میرا خیال ہے تم نسب کو تو پہچان چکے ہو۔ جہاں تک صِهْرًا کا تعلق ہے تو وہ دو بہنیں اور صحابہؓ ہیں(۵)۔

---

(۱) تفسیر الطبری: سورۃ الفرقان، ۹:۴۰۰، رقم (۲۶۴۲۷۔۲۶۴۲۸)
تفسیر ابن ابی حاتم: سورۃ الفرقان، ۸:۲۷۰۹ رقم (۱۵۲۷۰)

(۲) تفسیر عبدالرزاق: سورۃ الفرقان، ۲:۴۵۶ رقم (۲۰۹۲)

(۳) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الفرقان، ۸:۲۷۰۹ رقم (۱۵۲۶۹)

(۴) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الفرقان، ۸:۲۷۰۹ رقم (۱۵۲۷۰)

(۵) فتح القدیر، سورۃ الفرقان، ۴:۱۱۸

نوٹ: امام ابن العربیؒ نے نسب وصہر کی تشریح کرتے ہوئے لکھا ہے: نسب وصہر دو عام الفاظ ہیں جو لوگوں میں متداول ہیں۔ نسب سے مراد خلط الماء بین الذکر والانثیٰ علیٰ وجه الشرع ہے، اگر یہ معصیت کی صورت میں ہو تو مطلقاً اس طرح بنایا گیا ہے حقیقتاً نہیں ہے۔ علماء کے نزدیک یہ قاعدہ عام ہے [اذا لم یکن نسب شرعا فلا صهر شرعا] امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک زنیٰ کی صورت میں بھی اس کا عمل ودخل ہوگا اور امام شافعیؒ نزدیک گناہ کی صورت میں اس کو معیار نہیں سمجھا جائے گا۔ [ابن العربی، الجامع الاحکام القرآن، ۱۳:۶۰]

امام ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ضحاکؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ نَسَبًا سے مراد رضاعت اور صِهْرًا سے مراد مادی ہے(۱)۔

امام عبد بن حمیدؒ نے قتادہؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نَسَبًا کے ساتھ صِهْرًا کا ذکر کیا ہے اللہ تعالیٰ نے چودہ عورتوں کو مرد پر حرام کیا ہے، سات نسب سے اور سات صہر سے۔ پس اللہ تعالیٰ نے نَسَبًا وَّ صِهْرًا میں حرمت کو برابر کر دیا ہے(۲)۔

وَيَعْبُدُوْنَ مِن دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنفَعُهُمْ ط وَلَا يَضُرُّهُمْ وَكَانَ الْكَافِرُ عَلٰى رَبِّهٖ ظَهِيْرًا ﴿۵۵﴾

"اور یہ لوگ خدا کو چھوڑ کر ایسی چیز کی پرستش کرتے ہیں کہ جو نہ اُن کو فائدہ پہنچا سکے اور نہ نقصان۔ اور کافر اپنے پروردگار کی مخالفت میں بڑا زور مارتا ہے"[۵۵]

امام ابن جریر شعبیؒ اور ابن مردویہؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ یہاں کافر سے مراد ابوالحکم ہے جسکا نام رسول اللہ ﷺ نے ابوجہل رکھا(۳)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت شعبیؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ کافر سے مراد ابوجہل ہے(۴)۔

ابن منذرؒ نے عطیہؒ سے نقل کیا ہے کہ اس کافر سے مراد ابوجہل ہے(۵)۔

امام ابن ابی شیبہؒ، سعید بن منصورؒ، فریابیؒ، عبد بن حمیدؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت مجاہدؒ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ الْكَافِرُ سے مراد اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں میں شیطان کا دوست ہے(۶)۔

امام عبد بن حمیدؒ نے حضرت حسن بصریؒ اور ضحاکؒ سے اسی کی مثل قول کیا ہے(۷)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت سعید بن جبیرؒ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ الْكَافِرُ سے مراد عداوت اور شرک میں اپنے رب کے خلاف کافر کو مددگار بنانا ہے(۸)۔

---

(۱) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الفرقان، ۸:۲۷۰۹ رقم (۱۵۲۷۴)

(۲) روایت نہیں ملی

(۳) تفسیر الطبری، سورۃ الفرقان، ۹:۴۰۲ رقم (۲۶۴۴۰)

(۴) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الفرقان، ۸:۲۷۱۱ رقم (۱۵۲۸۰)

(۵) تفسیر الطبری، سورۃ الفرقان، ۹:۴۰۲

(۶) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الفرقان، ۸:۲۷۱۱ رقم (۱۵۲۸۲)

(۷) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الفرقان، ۸:۲۷۱۱ رقم (۱۵۲۸۲) [مثلہ]

(۸) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الفرقان، ۸:۲۷۱۱ رقم (۱۵۲۸۱)

امام عبد بن حمیدؒ اور ابن منذرؒ نے قتادہؒ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ الْكَافِرُ اپنے رب سے دشمنی میں شیطان کا مددگار ہے(۱)۔

وَمَآ أَرْسَلْنَٰكَ إِلَّا مُبَشِّرًا وَّنَذِيرًا ﴿٥٦﴾ قُلْ مَآ أَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ إِلَّا مَن شَآءَ أَن يَتَّخِذَ إِلَىٰ رَبِّهِۦ سَبِيلًا ﴿٥٧﴾

"اور ہم نے (اے محمد ﷺ) تم کو صرف خوشی اور عذاب کی خبر سنانے کو بھیجا ہے[۵۶] کہہ دو کہ میں تم سے اس (کام) کی اُجرت نہیں مانگتا۔ ہاں جو شخص چاہے اپنے پروردگار کی طرف (جانے کا) راستہ اختیار کرلے"[۵۷]

امام عبد بن حمیدؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت قتادہؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ جنت کی بشارت دینے والے ہیں اور جہنم سے خبردار کرنے والے ہیں۔ میں تم سے کسی اجرت کا طالب نہیں مگر جو اللہ تعالیٰ کے احکامات کی اطاعت کرکے اس کا راستہ اپنالے(۲)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ اے محمد ﷺ ان لوگوں سے کہہ دو میں جس امر کی تمہیں دعوت دے رہا ہوں اس پر میں تم سے کوئی اجرت طلب نہیں کرتا یعنی دنیا کے اموال میں سے کسی مال کا مطالبہ نہیں کرتا(۳)۔

وَتَوَكَّلْ عَلَى الْحَيِّ الَّذِي لَا يَمُوتُ وَسَبِّحْ بِحَمْدِهِۦ وَكَفَىٰ بِهِۦ بِذُنُوبِ عِبَادِهِۦ خَبِيرًا ﴿٥٨﴾

"اور اُس (خدائے) زندہ پر بھروسہ رکھو جو (کبھی) نہیں مرے گا اور اُس کی تعریف کے ساتھ تسبیح کرتے رہو۔ اور وہ اپنے بندوں کے گناہوں سے خبر رکھنے کو کافی ہے"[۵۸]

امام ابن ابی الدنیاؒ نے "توکل" میں اور بیہقیؒ نے شعب الایمان میں عتبہ بن ابی ثبیت (۴) سے روایت نقل کی ہے کہ تورات میں لکھا ہوا ہے کہ کسی انسان پر بھروسہ نہ کر کیونکہ انسان کو دوام حاصل نہیں بلکہ اس حی پر بھروسہ کر جسے موت نہیں آئے گی(۵)۔

---

(۱) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الفرقان، ۸:۲۷۱۱ رقم (۱۵۲۸۱) [مثلہ]

(۲) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الفرقان، ۸:۲۷۱۲ رقم (۱۵۲۸۳)

(۳) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الفرقان، ۸:۲۷۱۲ رقم (۱۵۲۸۵)

(۴) امام بیہقیؒ نے شعب الایمان میں عتبۃ بن ابی زینب کا نام ذکر کیا ہے۔ عتبہؒ نے ابن عمرؓ کو دیکھا تھا اور امام ابن ماجہؒ نے آپ کی روایت بھی نقل کی ہے۔ [تھذیب التھذیب، ۷:۲۱۴ رقم (۴۳۶)]

(۵) دلائل النبوۃ، ۲:۱۰۴ رقم (۱۳۰۶)

الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَیْنَهُمَا فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ ج الرَّحْمٰنُ فَسْئَلْ بِهٖ خَبِیْرًا ﴿۵۹﴾ وَاِذَا قِیْلَ لَهُمُ اسْجُدُوْا لِلرَّحْمٰنِ قَالُوْا وَمَا الرَّحْمٰنُ اَنَسْجُدُ لِمَا تَاْمُرُنَا وَزَادَهُمْ نُفُوْرًا السجدة ﴿۶۰﴾

"جس نے آسمانوں اور زمین کو اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے چھ دن میں پیدا کیا پھر عرش پر جا ٹھہرا (وہ جس کا نام رحمٰن یعنی) بڑا مہربان (ہے) تو اُس کا حال کسی باخبر سے دریافت کرلو[۵۹] اور جب ان (کفار) سے کہا جاتا ہے کہ رحمٰن کو سجدہ کرو تو کہتے ہیں کہ رحمٰن کیا؟ کیا جس کے لئے تم ہم سے کہتے ہو ہم اُس کے آگے سجدہ کریں اور اُس سے بدکتے ہیں"[۶۰]

امام فریابیؒ، سعید بن منصورؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت مجاہدؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ میں نے تجھے جس چیز کے بارے میں آگاہ کیا تو میں نے تجھے اس کے بارے میں باخبر کر دیا(۱)۔

امام ابن ابی شیبہؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت شمر بن عطیہؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ قرآن اس بارے میں آگاہ ہے (اس سے سوال کر)(۲)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے یہ قول نقل کیا ہے کہ بدبخت کہتے ہم تو یمامہ کے رحمٰن کے سوا کسی رحمٰن کو نہیں جانتے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت ﴿الهکم اله واحد لا اله الا هو الرحمن الرحیم﴾(۳) کو نازل فرمایا(۴)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت حسین جعفیؒ (۵) سے یہ قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا مَا الرَّحْمٰنُ (رحمٰن کیا ہے)۔ اللہ تعالیٰ نے اسکا جواب دیا ﴿الرَّحْمٰنُ ☆ عَلَّمَ الْقُرْآنَ﴾(۶)۔

امام سعید بن منصورؒ اور عبد بن حمیدؒ نے حضرت ابراہیمؒ سے روایت نقل کی ہے کہ اسود نے اَنَسْجُدُ لِمَا تَاْمُرُنَا کی تلاوت کی تو اس میں سجدہ کیا۔ یحییٰ نے اَنَسْجُدُ لِمَا یَاْمُرُنَا پڑھا ہے(۷)۔

---

(۱) تفسیر الطبری، سورۃ الفرقان، ۹:۴۰۳ رقم (۲۶۴۴۱)
تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الفرقان، سورۃ الفرقان، ۸:۲۷۱۵ رقم (۱۵۳۰۲)

(۲) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الفرقان، ۸:۲۷۱۵ رقم (۱۵۳۰۳)

(۳) القرآن الکریم، البقرۃ:۱۶۳

(۴) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الفرقان، ۸:۲۷۱۵ رقم (۱۵۳۰۶)

(۵) حسین بن علی بن ولید الجعفی، ابوعبداللہ یا ابومحمد الکوفی، ثقہ راوی حدیث اور عابد جانے جاتے تھے۔ امام احمدؒ آپ کے بارے میں فرماتے ہیں: میں نے حسین سے افضل نہیں دیکھا۔ [تھذیب التھذیب، ۲:۳۰۸ رقم (۶۱۶)]

(۶) القرآن الکریم، الرحمٰن، ۱۔۲

(۷) تفسیر الطبری، سورۃ الفرقان، ۹:۴۰۳

امام عبد بن حمیدؒ نے حضرت سلیمانؒ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابراہیمؒ نے سورۃ فرقان میں ﴿اَنَسْجُدُ لِمَا یَاْمُرُنَا﴾ پڑھا۔ سلیمان نے بھی اسے اسی طرح پڑھا ہے (۱)۔

تَبٰرَكَ الَّذِیْ جَعَلَ فِی السَّمَآءِ بُرُوْجاً وَّجَعَلَ فِیْهَا سِرٰجاً وَّقَمَراً مُّنِیْراً ﴿٦١﴾

"(اور خدا) بڑی برکت والا ہے جس نے آسمانوں میں برج بنائے اور اُن میں (آفتاب کا نہایت روشن) چراغ اور چمکتا ہوا چاند بھی بنایا" [۶۱]

امام خطیبؒ نے کتاب النجوم میں حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ یہاں بُرُوْجَا سے مراد بارہ برج ہیں۔ پہلا حمل، دوسرا ثور، تیسرا جوزا، چوتھا سرطان، پانچواں اسد، چھٹا سنبلہ، ساتواں میزان، آٹھواں عقرب، نواں قوس، دسواں جدی، گیارہواں دلو اور بارہواں حوت (۲)۔

امام عبد بن حمیدؒ نے حضرت قتادہؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ بُرُوْجَا سے مراد آسمان کے دروازوں پر محلات ہیں جن میں پہرہ دار ہوتے ہیں (۳)۔

امام ہنادؒ، عبد بن حمیدؒ اور ابن جریرؒ نے یحییٰ بن رافعؒ (۴) سے روایت نقل کی ہے کہ بُرُوْجَا سے مراد آسمان میں محلات ہیں (۵)۔

امام عبد بن حمیدؒ اور ابن جریرؒ نے حضرت عطیہؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ بُرُوْجَا سے مراد محلات ہیں۔ پھر اس آیت کریمہ ﴿ولو کنتم فی بروج مشیدة (٦)﴾ سے استدال کیا (۷)۔

امام عبد الرزاقؒ، عبد بن حمیدؒ اور ابن جریرؒ نے حضرت قتادہؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ بُرُوْجَا سے مراد ستارے ہیں (۸)۔

---

(۱) تفسیر الطبری، سورۃ الفرقان، ۹:۴۰۳

(۲) تفسیر قرطبی، سورۃ الحجر، ۱۰:۱۱

(۳) تفسیر الطبری، ۱۲:۲۱۸

(۴) یحییٰ بن رافع الثقفی، ابوعیسیٰ، آپ کا شمار کوفیین میں ہوتا ہے۔ آپؒ نے حضرت عثمانؓ اور ابوھریرہؓ سے فیض حاصل کیا تھا۔ اسماعیل بن ابی خالد آپ کے شاگردوں میں سے تھے۔ [التاریخ الکبیر، ۸:۲۷۳ رقم (۲۹۷۲)]

(۵) تفسیر الطبری، سورۃ الفرقان، ۹:۴۰۴ رقم (۲۶۴۴۳)

(۶) القرآن الکریم، النساء، ۷۸

(۷) تفسیر الطبری، سورۃ الفرقان، ۹:۴۰۴ رقم (۲۶۴۴۴)

(۸) تفسیر الطبری، سورۃ الفرقان، ۹:۴۰۴ رقم (۲۶۴۴۸)

امام ابن جریرؒ اور ابن منذرؒ نے حضرت مجاہدؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ بُرُوْجًا سے مراد ستارے ہیں (۱)۔

امام عبد بن حمیدؒ، ابن جریرؒ اور ابن منذرؒ نے ابو صالحؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ بُرُوْجًا سے مراد بڑے ستارے ہیں (۲)۔

امام عبد بن حمیدؒ نے حضرت عکرمہؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ بُرُوْجًا سے مراد ستارے ہیں۔ عکرمہؒ نے کہا کہ آسمان کے مکین دنیا کی مساجد کے نور کو اسی طرح دیکھتے ہیں جس طرح دنیا والے آسمان کے ستارے کو دیکھتے ہیں (۳)۔

امام عبد الرزاقؒ اور عبد بن حمیدؒ نے حضرت قتادہؒ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ سراج سے مراد سورج ہے (۴)۔

امام عبد بن حمیدؒ نے عاصمؒ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے ســـراج کو واحد کا صیغہ اور کسرہ کے ساتھ پڑھا ہے (۵)۔

امام سعید بن منصورؒ نے حضرت ابراہیم نخعیؒ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ اسے سِرَاجًا جمع کا صیغہ پڑھتے (۶)۔

هُوَ الَّذِیْ جَعَلَ اللَّیْلَ وَالنَّهَارَ خِلْفَةً لِّمَنْ أَرَادَ أَن یَذَّكَّرَ أَوْ أَرَادَ شُكُوْراً ﴿٦٢﴾

"اور وہی تو ہے جس نے رات اور دن کو ایک دوسرے کے پیچھے آنے (جانے) والا بنایا (یہ باتیں) اُس شخص کے لئے جو غور کرنا چاہے یا شکر گذاری کا ارادہ کریں (سوچنے اور سمجھنے کی ہیں)"[۶۲]

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہی رات اور دن کو سفید بنایا (۷)۔

امام فریابیؒ، عبد بن حمیدؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت مجاہدؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ رات دن کے پیچھے آتی ہے اور دن رات کے پیچھے آتا ہے۔ یہ اس لیے نظام چلایا کہ اللہ تعالیٰ نے اس پر جو نعمتیں کی ہیں انہیں یاد

---

(۱) تفسیر الطبری، سورۃ الفرقان، ۹: ۴۰۴ رقم (۲۶۴۴۵)

(۲) تفسیر الطبری، سورۃ الفرقان، ۹: ۴۰۴ رقم (۲۶۴۴۶)

(۳) تفسیر الطبری، سورۃ الفرقان، ۹: ۴۰۴

(۴) تفسیر عبد الرزاق، سورۃ الفرقان، ۲: ۴۵۷ رقم (۲۰۹۵)

(۵) روایت نہیں ملی

(۶) روایت نہیں ملی

(۷) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الفرقان، ۸: ۲۷۱۸ رقم (۱۵۳۱۹)

کرے یا ان نعمتوں پر شکر بجالائے (۱)۔

امام فریابیؒ، عبد بن حمیدؒ اور ابن جریرؒ نے مجاہدؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ دونوں چیزیں مختلف ہوتی ہیں، رات سیاہ ہوتی ہے اور دن سفید ہوتا ہے مومن کبھی رات کے وقت بھول جاتا ہے اور دن کو یاد کرتا ہے، دن کو بھول جاتا ہے اور رات کو یاد کرتا ہے (۲)۔

امام ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ جس کا رات کا کوئی عمل فوت ہو جائے تو وہ دن کے وقت کر لے اور جس کا دن کے وقت کوئی عمل فوت ہو جائے تو رات کو کر لے (۳)۔

امام طیالسیؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت حسن بصریؒ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمرؓ نے چاشت کی نماز کو لمبا کیا تو آپ سے عرض کی گئی، آج آپ نے ایسا عمل کیا ہے جو پہلے نہیں کرتے تھے۔ تو حضرت عمرؓ نے فرمایا میرا رات کا ورد تھا، میں نے پسند کیا کہ میں اسے مکمل کر لوں۔ یا فرمایا کہ میں اس کی قضا کر لوں اور یہ آیت تلاوت کی (۴)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت سعید بن جبیرؒ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رات کو دن کا خلیفہ اور دن کو رات کا خلیفہ بنایا جس سے عمل میں کوئی کوتاہی ہوتی ہو وہ اس کی قضا کر لے (۵)۔

امام عبد بن حمیدؒ نے حضرت حسن بصریؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جو آدمی رات کے عمل کی طاقت نہ رکھے وہ دن کے وقت کر لے اور جو دن کے وقت کام نہ کر سکے وہ رات کو کر لے، یہ اس کا نائب ہے (۶)۔

امام عبد بن حمیدؒ نے حضرت حسن بصریؒ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ جو آدمی رات کے وقت عمل کرنے سے عاجز آ گیا وہ دن کے پہلے حصہ میں قضا کر لے اور جو دن کے وقت عمل کرنے سے عاجز آ گیا وہ رات کے وقت اسکی قضا کر لے (۷)۔

---

(۱) تفسیر الطبری: سورۃ الفرقان، ۹: ۴۰۴ رقم (۲۶۴۵۶)
تفسیر ابن ابی حاتم: سورۃ الفرقان، ۸: ۲۷۱۸ رقم (۱۵۳۲۸)

(۲) تفسیر الطبری، سورۃ الفرقان، ۹: ۴۰۴ رقم (۲۶۴۵۵)

(۳) تفسیر الطبری: سورۃ الفرقان، ۹: ۴۰۴ رقم (۲۶۴۵۱)
تفسیر ابن ابی حاتم: سورۃ الفرقان، ۸: ۲۷۱۸ رقم (۱۵۳۲۳)

(۴) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الفرقان، ۸: ۲۷۱۸ رقم (۱۵۳۲۳)

(۵) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الفرقان، ۸: ۲۷۱۸ رقم (۱۵۳۲۴)

(۶) تفسیر الطبری: سورۃ الفرقان، ۹: ۴۰۴ رقم (۲۶۴۵۱) [مثلہ]

(۷) تفسیر الطبری: سورۃ الفرقان، ۹: ۴۰۴ رقم (۲۶۴۵۱) [مثلہ]

امام عبد بن حمیدؒ نے حضرت قتادہؒ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت سلمان فارسیؓ کے پاس ایک آدمی آیا۔ عرض کی میں رات کو عبادت نہیں کرسکتا۔ تو انہوں نے فرمایا کہ اگر تو رات کے وقت عبادت نہیں کرسکتا تو دن کے وقت عاجز نہ ہوجا۔ قتادہؒ نے کہا ہمارے سامنے یہ کیا گیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مجھے قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! ہر رات میں ایک گھڑی ہے، جو آدمی بھی اس وقت نماز پڑھتا ہے اور اس میں اللہ تعالیٰ سے خیر کا طالب ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے عطا فرما دیتا ہے۔ قتادہؒ نے کہا رات اور دن میں اللہ تعالیٰ کو اچھے اعمال دکھاؤ، بیشک یہ دونوں سواریاں ہیں جو لوگوں کو ان کی موت تک اٹھائے پھرتی ہیں۔ ہر دور چیز کو قریب کردیتی ہیں، نئی چیزوں کو بوسیدہ کر دیتی ہیں اور ہر وعدے کو یاد دلاتی ہیں۔ یہ قیامت تک مؤثر ہیں (۱)۔

امام عبد بن حمیدؒ نے حضرت عاصمؒ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے ان یذکر کو مشدد پڑھا ہے (۲)۔

امام سعید بن منصورؒ نے حضرت ابراہیم نخعیؒ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ آپ اسے ان یذکر پڑھتے (۳)۔

وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْأَرْضِ هَوْناً وَّإِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰماً ﴿٦٣﴾ وَالَّذِيْنَ يَبِيْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّداً وَّقِيَاماً ﴿٦٤﴾ وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ إِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَاماً ﴿٦٥﴾ إِنَّهَا سَآءَتْ مُسْتَقَرّاً وَّمُقَاماً ﴿٦٦﴾ وَالَّذِيْنَ إِذَا أَنْفَقُوْا لَمْ يُسْرِفُوْا وَلَمْ يَقْتُرُوْا وَكَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَاماً ﴿٦٧﴾

"اور خدا کے بندے تو وہ ہیں جو زمین پر آہستگی سے چلتے ہیں اور جب جاہل لوگ اُن سے (جاہلانہ) گفتگو کرتے ہیں تو سلام کہتے ہیں [٦٣] اور وہ جو اپنے پروردگار کے آگے سجدہ کرکے اور (عجز وادب سے) کھڑے رہ کر راتیں بسر کرتے ہیں [٦٤] اور وہ جو دعا مانگتے رہتے ہیں کہ اے پروردگار دوزخ کے عذاب کو ہم سے دور رکھیو کہ اُس کا عذاب بڑی تکلیف کی چیز ہے [٦٥] اور دوزخ ٹھہرنے اور رہنے کی بہت بُری جگہ ہے [٦٦] اور وہ کہ جب خرچ کرتے ہیں تو نہ بے جا اُڑاتے ہیں اور نہ تنگی کو کام میں لاتے ہیں۔ بلکہ اعتدال کے ساتھ نہ ضرورت سے زیادہ نہ کم" [٦٧]

امام عبد بن حمیدؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ عِبَادُ الرَّحْمٰنِ سے مراد مومنین ہیں جو زمین پر اطاعت، تواضع اور پاکدامنی سے چلتے ہیں (۴)۔

---

(۱) تفسیر الطبری: سورۃ الفرقان، ۹: ۴۰۴ رقم (۲۶۴۵۱) [مثلہ]

(۲) روایت نہیں ملی

(۳) روایت نہیں ملی

(۴) تفسیر الطبری، سورۃ الفرقان، ۹: ۴۰۸ رقم (۲۶۴۶۹)

تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الفرقان، ۸: ۲۷۲۰ رقم (۱۵۳۴۰)

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ عِبَادُ الرَّحْمٰنِ سے مراد علماء اور حکماء ہیں (۱)۔

امام عبد بن حمیدؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ضحاکؒ سے هَوْنًا کے بارے میں یہ قول کیا ہے کہ یہ سریانی زبان کا لفظ ہے (۲)۔

ابن ابی حاتمؒ نے ابوعمران جونیؒ سے هَوْنًا کے بارے میں یہ قول نقل کیا ہے کہ هَوْنًا سے مراد سریانی زبان میں حلیم لوگ ہیں (۳)۔

ابن ابی حاتمؒ نے میمون بن مہرانؒ سے هَوْنًا کے بارے میں یہ قول نقل کیا ہے کہ سریانی زبان میں حلیم لوگوں کو هَوْنَا کہتے ہیں (۴)۔

امام عبد الرزاقؒ، فریابیؒ، سعید بن منصورؒ، عبد بن حمیدؒ، ابن منذرؒ، ابن ابی حاتمؒ اور بیہقیؒ نے شعب الایمان میں حضرت مجاہدؒ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ رحمٰن کے بندے زمین پر وقار اور سکینہ کے ساتھ چلتے ہیں۔ جب جاہل ان سے مخاطب ہوتے ہیں تو وہ جواب میں صحیح بات کرتے ہیں (۵)۔

امام عبد بن حمیدؒ نے حضرت عکرمہ سے اسی کی مثل قول نقل کیا ہے (۶)۔

امام ابن ابی شیبہؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت زید بن اسلمؒ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ وہ زمین پر سختی سے نہیں چلتے (۷)۔

---

(۱) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الفرقان، ۸: ۲۷۲۰ رقم (۱۵۳۳۶)

(۲) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الفرقان، ۸: ۲۷۲۲ رقم (۱۵۳۴۹)

(۳) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الفرقان، ۸: ۲۷۲۲ رقم (۱۵۳۴۱)

(۴) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الفرقان، ۸: ۲۷۲۲ رقم (۱۵۳۳۸)

(۵) تفسیر الطبری، سورۃ الفرقان، ۹: ۴۰۷ رقم (۲۶۴۴۶)

شعب الایمان، فصل الحلم، ج ۶، ص ۳۴۶ رقم (۸۵۵۴)

تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الفرقان، ۸: ۲۷۲۲ رقم (۱۵۳۳۴۲)

(۶) تفسیر الطبری، سورۃ الفرقان، ۹: ۴۰۷ رقم (۲۶۴۸۰)

(۷) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الفرقان، ۸: ۲۷۲۲ رقم (۱۵۳۳۴۷)

امام ابونعیمؒ نے حلیہ میں حضرت ابوہریرہؓ سے اور ابن نجارؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تیز رفتاری مومن کے وقار کو ختم کر دیتی ہے(۱)۔

امام خرائطیؒ نے مکارم الاخلاق میں حضرت فضیل بن عیاضؒ (۲) سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ اللہ کے بندے زمین پر سکون اور وقار سے چلتے ہیں جب ان کے ساتھ جہالت والا رویہ اپنایا جائے تو وہ حلم سے کام لیتے ہیں۔ اگر ان کے ساتھ زیادتی کی جائے تو اس کے ساتھ احسان کرتے ہیں۔ اگر انہیں محروم رکھا جائے تو وہ عطا کرتے ہیں۔ اگر ان کے ساتھ قطع رحمی کی جائے تو صلہ رحمی کرتے ہیں (۳)۔

آمدی نے دیوان اعشیٰ کی شرح میں اپنی سند سے حضرت عمر بن خطابؓ سے روایت نقل کی ہے کہ آپ نے ایک نوجوان کو دیکھا جو اپنی چال میں تکبر کر رہا تھا تو حضرت عمرؓ نے فرمایا یہ تکبر والی چال ناپسندیدہ ہے مگر اللہ تعالیٰ کی راہ میں اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کی تعریف کی ہے ﴿وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا﴾ اس لیے اپنی چال میں میانہ روی اختیار کر (۴)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت قتادہؒ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی عظمت کی خاطر اللہ تعالیٰ کے لیے تواضع سے کام لیتے ہیں۔ وہ جاہلوں کے ساتھ جاہلوں والا سلوک نہیں کرتے (۵)۔

امام ابونعیمؒ نے حلیہ میں حضرت محمد بن علی باقرؒ (۶) سے یہ روایت نقل کی ہے کہ کمینے لوگوں کا اسلحہ قبیح گفتگو ہے(۷)۔

---

(۱) حلیۃ الاولیاء، ۱۰:۲۹۰

صاحبِ کشف الخفاء نے مذکورہ حدیث کے بارے میں امام ذھبیؒ کا قول نقل کیا ہے کہ یہ حدیث منکر ہے۔ [کشف الخفاء، ج۱، ص۴۵۲] الشیخ البانیؒ نے بھی اس حدیث کو منکر قرار دیا ہے۔ [السلسلۃ الضعیفۃ، ۱:۱۳۲ رقم (۵۵)]

(۲) الفضیل بن عیاض بن مسعود بن بشر التمیمی الیربوعی، ابوالزاھد، اصلاً خراسان کے تھے اور سکونت مکہ میں اختیار کی تھی۔ آپ شیخ الحرم اور شیخ الاسلام کے القابات سے یاد کیے جاتے ہیں۔ امام فی الحدیث اور ایک ثقہ راوی تھے۔ ۱۸۷ھ کو مکہ میں وفات پا گئے تھے۔ [تھذیب التھذیب، ۸:۲۶۴ رقم (۵۴۰)]

(۳) مکارم الاخلاق، ۱:۷۲ رقم (۶۸)۔

(۴) آلوسی، روح المعانی، ۱۹:۴۳

(۵) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الفرقان، ۸:۲۷۲۲ رقم (۱۵۳۳۴۶)

(۶) محمد بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب القرشی الھاشمی المدنی، ابوجعفر الباقر، آپ تابعی اور ثقہ راوی الحدیث تھے۔ آپ ایک فاضل فقیہ امام بھی تھے۔ [الطبقات الکبریٰ، ۵:۳۲۰]

(۷) حلیۃ الاولیاء، ۳:۱۸۳

امام احمدؒ نے نعمان بن مقرن مزنیؓ (۱) سے یہ روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے نبی کریم ﷺ کی موجودگی میں دوسرے آدمی کو گالی دے دی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ آپ دونوں کے درمیان ایک فرشتہ موجود ہے جو تیری طرف سے اسے جواب دے رہا ہے۔ جب بھی یہ تجھے گالی دیتا ہے تو یہ اسے کہتا ہے بلکہ تو ایسا ہے تو اس کا زیادہ مستحق ہے۔ جب تو اسے جواب میں کہتا ہے "علیک السلام" تو فرشتہ کہتا ہے نہیں بلکہ تو اس کا زیادہ مستحق ہے (۲)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت سعید بن جبیرؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جاہلوں سے مراد بے وقوف ہیں۔ ﴿قَالُوْا سَلٰمًا﴾ یعنی وہ اچھی بات کا جواب دیتے ہیں اور وہ رات اللہ تعالیٰ کیلئے نماز پڑھتے ہیں (۳)۔

امام عبد بن حمیدؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور بیہقیؒ نے شعب الایمان میں حضرت حسن بصریؒ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ وہ بردباری اور تواضع کرتے ہوئے زمین پر چلتے ہیں۔ وہ کسی کے ساتھ بھی جاہلوں والا رویہ نہیں اپناتے۔ اگر ان کے ساتھ کوئی جاہلوں والا رویہ اپنائے یہ ان کا دن ہوتا ہے جب وہ لوگوں کے درمیان رہتے ہیں اور رات کے وقت وہ اپنے رب کے حضور سجدے اور قیام کرتے ہیں۔ یہ ان کی رات ہوتی ہے جب ان کے اور ان کے رب کے درمیان کوئی چیز حائل نہیں ہوتی (۴)۔

امام عبد بن حمیدؒ نے حضرت حسن بصریؒ سے روایت نقل کی ہے، فرمایا: یہ کہا جاتا تھا اے ابن آدم! اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ چیزوں سے بچ تو عابد بن جائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے تیرے حق میں جو مقرر کیا ہے اس پر راضی ہو جا تو غنی ہو جائے گا۔ لوگوں میں سے جو تیرے پاس رہے اس کے ساتھ اچھا سلوک کر تو مسلمان ہو جائے گا۔ لوگوں کے ساتھ ویسا ہی معاملہ کر جیسا تو پسند کرتا ہے لوگ کہ تیرے ساتھ معاملہ کریں تو عدل کرنے والا ہو جائے گا۔ زیادہ ہنسنے سے بچو کیونکہ زیادہ ہنسنا دل کو مار ڈالتا ہے۔ کچھ لوگ تھے جو زیادہ مال جمع کرتے، مضبوط عمارتیں بناتے، لمبی امیدیں رکھتے، وہ آج کہاں ہیں، ان کے جمعیتیں ہلاک ہو گئیں، ان کا عمل دھوکہ بن گیا اور ان کے مکانات قبریں بن گئے۔

اے ابن آدم! تو اپنے عمل کے بدلے میں گروی رکھا گیا ہے اور تجھے اجل کے پورے ہونے پر اپنے رب

---

(۱) نعمان بن مقرن المدنی، آپ نبی کریم ﷺ کے اصحاب میں سے تھے۔ آپؓ کو حضرت عمرؓ نے نھاوند کا عامل مقرر کیا تھا۔ ۲۱ھ کو نھاوند کے معرکہ میں شہید ہوئے تھے۔ [مشاہیر علماء الامصار، ۱:۴۳ رقم (۲۶۸)]

(۲) مسند احمد، کتاب: باقی مسند الانصار، باب: حدیث النعمان بن مقرن، رقم (۲۳۷۹۶)

(۳) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الفرقان، ۸:۲۷۲۲ رقم (۱۵۳۳۵۲)

(۴) تفسیر الطبری، سورۃ الفرقان، ۹:۴۰۷ رقم (۲۶۴۵۲)

شعب الایمان، فصل فی الحلم، ۶:۳۴۵ رقم (۸۴۵۲)

کے حضور پیش کیا جائے گا۔ جو کچھ تیرے ہاتھ میں ہے اسے آنے والے دنوں کیلئے جو موت کے بعد آنے والے ہیں۔ وہ تیرے لیے بھلائی لائے گا۔ اے ابن آدم! اپنے قدموں سے زمین کو روند کیونکہ یہ تیری قبر کے قریب ہے جب سے تو اپنی ماں کے پیٹ سے نکلا ہے لگا تار اپنی عمر کو ختم کرنے میں لگا ہوا ہے۔

اے ابن آدم! لوگوں کے ساتھ میل جول رکھ اور ان سے جدا رہ اپنے بدن کے ساتھ ان سے میل جول رکھ اپنے دل اور عمل سے ان سے علیحدہ رہ۔

اے انسان! کیا تو یہ پسند کرتا ہے کہ تو اپنی اچھائیوں کو یاد کرے اور یہ ناپسند کرتا ہے کہ تو اپنی برائیاں یاد کرے تو گمان پر غصے ہو جاتا ہے اور یقین پر قائم رہتا ہے۔

یہ بات بھی کہی جاتی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کی جانب سے مومنوں کے پاس یہ دعوت آتی ہے تو وہ اس کی تصدیق کرتے ہیں ان کے دل ان کے بدن اور ان کی آنکھیں اس کے سامنے جھک جاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی قسم! جب تو انہیں دیکھے گا تو تو انہیں ایسی قوم خیال کرے گا گویا وہ آنکھ کا دیکھنا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی قسم! جھگڑے اور باطل والے نہیں لیکن اللہ کی طرف سے انہیں حکم ملا تو انہوں نے اس کی تصدیق کی۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں ان کی بہترین صفت بیان کی ہے۔ ارشاد فرمایا﴿وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا﴾ حضرت حسن بصریؒ نے کہا عربی زبان میں هَوْنًا سے مراد نرمی، سکون اور وقار ہے۔ جب جاہل ان سے ہم کلام ہوتے ہیں تو وہ حلیم ہوتے ہیں۔ وہ جاہلوں والا انداز نہیں اپناتے۔ اگر کوئی ان کے ساتھ جاہلوں والا طرز عمل اپنائے تو وہ حلم کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ وہ دن کے وقت اللہ تعالیٰ کی بندگی کی صحبت میں ہوتے ہیں جس کے بارے میں تم نہیں سنتے۔

پھر ان کی بہترین رات کا کیا﴿وَالَّذِيْنَ يَبِيْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّقِيَامًا﴾ وہ اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر اپنے قدموں پر کھڑے رہتے ہیں اور اپنے رب کیلئے اپنے چہروں کو زمین پر بچھائے رکھتے ہیں۔ اپنے رب کے خوف سے اُن کے آنسو ان کے رخساروں پر جاری رہتے ہیں۔ حضرت حسن بصریؒ نے کہا اسی وجہ سے ان کی راتیں بیدار ہوتی ہیں اور اُن کے دن خشوع کی حالت میں رہتے ہیں۔﴿وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ اِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا﴾ ہر وہ مصیبت جو انسان کو پہنچتی ہے اور ہمیشہ نہیں رہتی تو وہ غرام نہیں ہوتی۔ غَرَامًا اسے کہتے ہیں جو زمین آسمان کے قائم رہنے تک موجود رہتی ہے۔ کہا قوم نے سچی بات کہی، اس ذات کی قسم! جس کے سوا کوئی معبود نہیں! انہوں نے کام کیے مگر آرزو نہ کی، اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے، ان آرزوں سے بچو۔ بیشک اللہ تعالیٰ نے کبھی بھی آرزو کے بدلے میں دنیا و آخرت میں خیر عطا نہیں کی وہ کہا کرتے تھے کاش! ایسی نصیحت ہوتی جو دلوں کی زندگی کے موافق ہوتی (۱)۔

---

(۱) تفسیر ابن کثیر، سورۃ الفرقان، ۴: ۳۳۵

امام عبد بن حمیدؒ ابو سعید خدریؓ سے وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ ﴿غَرَامًا﴾ کا معنی دائمی ہے(۱)۔

امام طستیؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ نافع بن ازرقؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے عرض کی: مجھے اس ارشاد باری کے بارے میں بتایئے ﴿اِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا﴾ فرمایا لازم رہنے والا سخت جس طرح قرض خواہ مقروض کے ساتھ ساتھ رہتا ہے۔ نافع نے عرض کی کیا عرب اسے پہچانتے ہیں؟ فرمایا ہاں کیا تو نے بشر بن حازم کا شعر نہیں سنا:

ویوم النسار ویوم الجفار　　كان عذابا و كانا غراما(۲)

"نسار اور جفار کے دن دونوں عذاب تھے اور دونوں لازم تھے"۔

امام ابن انباریؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ نافع بن ازرق نے کہا: مجھے اللہ تعالیٰ کے فرمان كَانَ غَرَامًا کے بارے میں بتایئے کہ غرام کیا ہے؟ فرمایا حد درجہ حریص اسی کے بارے میں شاعر نے کہا:

وما اكلة ان نلتها بغنيمة　　ولا جوعة ان جعتها بغرم(۳)

"وہ کھانا نہیں اگر میں اسے غنیمت کے بدلے کھاؤں اور وہ بھوک نہیں اگر میں اسے پسندیدہ چیز کے بدلہ میں پاؤں"۔

امام ابن ابی شیبہؒ، عبد بن حمیدؒ، ابن جریرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت حسن بصریؒ سے روایت نقل کی ہے: لوگ نجات پا چکے ہیں ہر قرض خواہ اپنے مقروض کو چھوڑ دیتا ہے مگر جہنم جہنمی کو نہیں چھوڑے گی (۴)۔

امام عبد بن حمیدؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے: ﴿وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَنْفَقُوْا لَمْ يُسْرِفُوْا وَلَمْ يَقْتُرُوْا﴾ سے مراد مومن ہیں، وہ فضول خرچی نہیں کرتے کہ وہ معصیت میں جا پڑیں، نہ وہ بخل کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے حقوق کو پامال کریں (۵)۔

امام عبد بن حمیدؒ نے حضرت عاصمؒ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے وَلَمْ يَقْتُرُوْا پڑھا ہے(۶)۔

---

(۱) تفسیر ابن کثیر، سورۃ الفرقان، ۴: ۳۳۵

(۲) مسائل نافع بن الازرق، ص ۶۴۔۔ دیوان بشر بن حازم، ص ۱۹۰۔۔ معانی القرآن للنحاس، ۵، ۴۷

(۳) تفسیر الطبری، سورۃ البقرۃ، ج ۳، ص ۶۹

(۴) تفسیر الطبری: سورۃ الفرقان، ۹: ۴۱۰ رقم (۲۶۴۸۶)۔۔ تفسیر ابن ابی حاتم: سورۃ الفرقان، ۸: ۲۷۲۲ رقم (۱۵۳۳۶۳)

(۵) تفسیر الطبری: سورۃ الفرقان، ۹: ۴۱۱ رقم (۲۶۴۸۹)۔۔ تفسیر ابن ابی حاتم: سورۃ الفرقان، ۸: ۲۷۲۵ رقم (۱۵۳۳۷۱)

(۶) روایت نہیں ملی

امام عبد بن حمیدؒ نے حضرت قتادہؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اسراف سے مراد اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں مال خرچ کرنا ہے اور اقتار سے مراد اللہ تعالیٰ کے حق کو روکنا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے لوٹنے کی جگہ بنائی ہے تو اللہ تعالیٰ کی پناہ کی طرف لوٹ آؤ۔ خرچ کرنے والے کے بارے میں فرمایا ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُولُوا قَوْلاً سَدِيْداً (۱)﴾ فرمایا سچی بات کرو۔ مومنوں کے بارے میں فرمایا ﴿قُل لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ (۲)﴾ یعنی جو چیز ان کے لیے حلال نہیں اس سے اپنی آنکھوں کو بند رکھیں اور سننے کے بارے میں فرمایا ﴿الَّذِيْنَ يَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُوْنَ أَحْسَنَهُ (۳)﴾ احسن سے مراد اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے (۴)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن شہابؒ سے ﴿لَمْ يُسْرِفُوْا وَلَمْ يَقْتُرُوْا﴾ کے بارے میں یہ قول نقل کیا ہے: وہ باطل جگہ خرچ نہیں کرتے اور صحیح جگہ خرچ کرنے سے بخل نہیں کرتے (۵)۔

امام ابن جریرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت یزید بن ابی حبیبؒ (۶) سے روایت نقل کی ہے کہ آیت کا مصداق رسول اللہ ﷺ کے صحابہ تھے۔ وہ کھانا محض اس لئے نہیں کھاتے تھے کہ وہ اس سے لذت حاصل کریں، وہ کپڑے اس لیے نہیں پہنتے تھے کہ خوبصورتی کے طالب ہوں، ان کے دل ایک دل کی مانند تھے (۷)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت اعمشؒ (۸) سے قَوَامًا کا معنی عدل نقل کیا ہے (۹)۔

امام ابن جریرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے عمر [جو حضرت غفرہؒ کے غلام تھے] سے روایت نقل کی ہے کہ قَوَامًا کا مطلب ہے کہ تو ناحق خرچ نہ کرے اور جہاں لازم ہو وہاں خرچ کرنے سے نہ رکے (۱۰)۔

امام عبد بن حمیدؒ، ابن جریرؒ نے وھب بن منبہؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ قَوَامًا کا معنی اموال کا کچھ حصہ ہے (۱۱)۔

---

(۱) القرآن الکریم، الاحزاب، ۷۰

(۲) القرآن الکریم النور، ۳۳

(۳) القرآن الکریم، الزمر، ۱۸

(۴) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الفرقان، ۸: ۲۷۲۵ رقم (۱۵۳۳۷۴) (مثلہ)

(۵) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الفرقان، ۸: ۲۷۲۵ رقم (۱۵۳۳۷۴)

(۶) یزید ابن ابی حبیب الازدی، ابو رجاء المصری، آپ کا شمار صغار تابعین میں ہوتا تھا۔ آپ کو عالم المصر بھی کہا جاتا تھا۔ آپ ایک ثقہ راوی اور ماہر فقیہ عالم تھے۔ [تھذیب التھذیب، ج ۱۱، ص ۲۷۸ رقم (۵۱۵)۔۔ تذکرۃ الحفاظ، ج ۱، ص ۱۲۹ (۱۱۶)]

(۷) تفسیر الطبری: سورۃ الفرقان، ۹: ۴۱۲ رقم (۲۶۴۹۶)۔۔ تفسیر ابن ابی حاتم: سورۃ الفرقان، ۸: ۲۷۲۵ رقم (۱۵۳۳۷۷)

(۸) سلیمان بن مھران الاسدی الکاھلی، ابو محمد الکوفی الاعمش، ۶۱ھ کو پیدا ہوئے تھے۔ صاحب القرآن، عارف بالقراءۃ اور ایک ثقہ راوی الحدیث تھے۔ ۱۴۷ھ کو یا ۱۴۸ھ کو وفات پا گئے تھے۔ [الطبقات الکبریٰ، ج ۶، ص ۳۴۲۔۔ تھذیب التھذیب، ج ۴، ص ۱۹۵ رقم (۸۳۶)]

(۹) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الفرقان، ۸: ۲۷۲۷ رقم (۱۵۳۳۹۳)

(۱۰) تفسیر الطبری: سورۃ الفرقان، ۹: ۴۱۳ رقم (۲۶۵۰۳)۔۔ تفسیر ابن ابی حاتم: سورۃ الفرقان، ۸: ۲۷۲۷ رقم (۱۵۳۳۹۱)

(۱۱) تفسیر الطبری، سورۃ الفرقان، ۹: ۴۱۳ رقم (۲۶۵۰۰)

امام ابن جریرؒ نے حضرت یزید بن مرہ جعفیؒ سے روایت نقل کی ہے کہ علم عمل سے بہتر ہے، نیکی دو برائیوں کے درمیان ہے، یعنی جب وہ خرچ کرتے ہیں تو اسراف سے کام نہیں لیتے، بہترین امر درمیان ہے(۱)۔

امام عبدالرزاقؒ نے حضرت حسن بصریؒ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمر بن خطابؓ نے فرمایا: فضول خرچی کے لیے کافی ہے کہ ایک آدمی ایک چیز کی خواہش کرے اسے خریدے اور کھالے(۲)۔

امام احمدؒ حضرت ابوالدرداءؓ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں: ایک آدمی کی دانائی میں سے یہ ہے کہ وہ اپنی معیشت میں میانہ روی اختیار کرتا ہے(۳)۔

وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ إِلٰهاً اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ وَمَنْ يَفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ أَثَاماً ﴿٦٨﴾ يُضٰعَفْ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَيَخْلُدْ فِيْهِ مُهَاناً ﴿٦٩﴾ إِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلاً صَالِحاً فَأُوْلٰئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّئَاتِهِمْ حَسَنٰتٍ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوراً رَّحِيْماً ﴿٧٠﴾ وَمَنْ تَابَ وَعَمِلَ صَالِحاً فَإِنَّهُ يَتُوْبُ إِلَى اللّٰهِ مَتَاباً ﴿٧١﴾

"اور وہ جو خدا کے ساتھ کسی اور معبود کو نہیں پکارتے اور جس جاندار کو مار ڈالنا خدا نے حرام کیا ہے اُس کو قتل نہیں کرتے مگر جائز طریق ہو (یعنی شریعت کے حکم) سے اور بدکاری نہیں کرتے۔ اور جو یہ کام کرے گا سخت گناہ میں مبتلا ہوگا[۶۸] قیامت کے دن اس کو دُوگنا عذاب ہوگا اور ذلت وخواری سے ہمیشہ اس میں رہے گا[۶۹] مگر جس نے توبہ کی اور ایمان لایا اور اچھے کام کئے تو ایسے لوگوں کے گناہوں کو خدا نیکیوں سے بدل دے گا اور خدا تو بخشنے والا مہربان ہے[۷۰] اور جو توبہ کرتا اور عمل نیک کرتا ہے تو بے شک وہ خدا کی طرف رجوع کرتا ہے"[۷۱]

امام فریابیؒ، امام احمدؒ، عبد بن حمیدؒ، امام بخاریؒ، امام مسلمؒ، امام ترمذیؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ، ابن ابی حاتمؒ، ابن مردویہؒ اور بیہقیؒ نے شعب الایمان میں حضرت ابن مسعودؓ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ سے پوچھا گیا: سب سے بڑا گناہ کون سا ہے؟ فرمایا تو اللہ تعالیٰ کا شریک بنائے جس نے تجھے پیدا کیا ہے۔ میں نے پوچھا پھر کون سا ہے؟ فرمایا تو اپنی اولاد کو قتل کرے اس خوف سے کہ وہ تیرے ساتھ کھائے گی۔ میں نے عرض کی اس کے بعد

---

(۱) تفسیر الطبری، سورۃ الفرقان، ۹: ۴۱۲ رقم (۲۶۴۹۷)

(۲) تفسیر عبدالرزاق، سورۃ الفرقان، ۲: ۴۵۸ رقم (۲۱۰۰)

(۳) مسند احمد، کتاب: مسند الانصار، باب: باقی حدیث ابی الدرداء، رقم (۲۱۷۴۲)

قال شعیب الارنووط اسنادہ ضعیف لضعف ابی بکر بن عبداللہ بن ابی مریم [تعلیقات الارنووط علی مسند احمد، رقم (۱۲۷۴۲)]..

کون سا گناہ بڑا ہے؟ فرمایا تو اپنے پڑوسی کی بیوی سے بدکاری کرے۔ اللہ تعالیٰ نے اسی کی تصدیق میں یہ آیت نازل فرمائی: ﴿وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ﴾ (۱)

امام بخاریؒ، امام مسلمؒ، ابوداؤدؒ، امام نسائیؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ، ابن ابی حاتمؒ، حاکمؒ، ابن مردویہؒ اور بیہقیؒ نے سعید بن جبیرؒ کے واسطے سے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ مشرکوں میں سے کچھ لوگوں نے قتل کیے اور بہت زیادہ قتل کیے اور بدکاریاں کیں۔ پھر وہ حضرت محمد ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، عرض کی آپ جو بات کرتے ہیں اور جس کی طرف دعوت دیتے ہیں وہ اچھی بات ہے، کاش! آپ ہمیں بتاتے کہ ہم نے جو عمل کیے اس پر کیا کفارہ ہے؟ تو یہ آیت نازل ہوئی ﴿وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ﴾ اور یہ آیت ﴿قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ (۲)﴾ نازل ہوئی (۳)۔

امام بخاریؒ اور ابن منذرؒ نے حضرت قاسم بن ابی بزہؒ کے واسطے سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے سعید بن جبیرؒ سے پوچھا وہ آدمی جو کسی مومن کو جان بوجھ کر قتل کر دے اس کے بارے میں کیا توبہ ہے؟ اور میں نے انہیں یہ آیت ﴿وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ﴾ پڑھی۔ حضرت سعیدؒ نے کہا میں نے یہ آیت حضرت

---

(۱) مسند احمد: کتاب: مسند المکثرین من الصحابۃ، باب: مسند عبداللہ بن مسعود، رقم (۴۰۰۲)
صحیح البخاری: کتاب: تفسیر القرآن، باب: قولہ: والذین لا یدعون مع اللہ الھا آخر، رقم (۴۴۸۳)
صحیح مسلم، کتاب: الایمان، باب: کون الشرک اقبح الذنوب، رقم (۸۶)
سنن الترمذی: کتاب: تفسیر القرآن عن رسول اللہ، باب: ومن سورۃ الفرقان، رقم (۳۱۸۳)
تفسیر الطبری: سورۃ الفرقان، ۹: ۴۱۴ رقم (۲۶۵۰۵)
تفسیر ابن ابی حاتم: سورۃ الفرقان، ۸: ۲۷۲۸ رقم (۱۵۳۹۷)
شعب الایمان: باب: تحریم النفوس، ۴: ۳۳۸ رقم (۵۳۱۶)
امام ترمذیؒ نے مذکورہ حدیث کی سند پر حکم لگاتے ہوئے لکھا: قال ابوعیسیٰ حدیث سفیان عن منصور والاعمش اصح من حدیث واصل لان زاد فی اسنادہ رجلا [الترمذی: رقم الحدیث (۳۱۸۳)]

(۲) القرآن الکریم، الزمر، ۵۳

(۳) صحیح البخاری: کتاب: تفسیر القرآن، باب: قولہ: یا عبادی الذین اسرفوا علیٰ انفسھم رقم (۴۵۳۲)
صحیح مسلم: کتاب: الایمان، باب: کون الاسلام یھدم ما قبلہ، رقم (۱۲۲)
سنن ابی داود: کتاب: الفتن والملاحم، باب: فی تعظیم قتل المومن، رقم (۴۲۷۳)
سنن النسائی: کتاب: تحریم الدم، باب: تعظیم الدم، رقم (۴۰۰۳)
تفسیر الطبری: سورۃ الفرقان، ۹: ۴۱۴ رقم (۲۶۵۰۴)
تفسیر ابن ابی حاتم: سورۃ الفرقان، ۸: ۲۷۲۸ رقم (۱۵۳۹۸)
المستدرک: کتاب: تفسیر القرآن، باب: تفسیر سورۃ الفرقان، رقم (۳۵۲۲)
سنن البیھقی الکبریٰ: کتاب: السیر، باب: الکافر الحربی یقتل مسلما لم یسلم، ۹: ۹۸ رقم (۱۷۹۶۸)۔۔امام حاکمؒ نے مذکورہ حدیث پر حکم لگاتے ہوئے لکھا ہے: صحیح علیٰ شرط الصحیحین ولم یخرجاہ. [مستدرک، کتاب: تفسیر القرآن، باب: تفسیر سورۃ الفرقان، رقم (۳۵۲۲)]

ابن عباسؓ کو سنائی تھی جس طرح تو نے مجھے یہ آیت سنائی ہے۔ تو حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا یہ آیت مکی ہے جسے مدنی آیت نے منسوخ کر دیا ہے جو سورۃ النساء میں موجود ہے (۱)۔

امام ابن مبارکؒ نے حضرت شفی الاصبحیؒ (۲) سے روایت نقل کی ہے کہ جہنم میں ایک پہاڑ ہے جسے صعود کہتے ہیں۔ کافر اس کی چوٹی پر پہنچنے سے پہلے چالیس سال تک چڑھتا رہے گا۔ جہنم میں ایک محل ہے جس کو "ھوی" کہتے ہیں۔ کافر کو اس کی بلندی سے پھینکا جائے گا تو وہ اس کی بنیاد تک پہنچنے سے پہلے چالیس سال تک گرتا رہے گا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے ﴿وَمَنْ يَحْلِلْ عَلَيْهِ غَضَبِيْ فَقَدْ هَوٰى (۳)﴾ جہنم میں ایک وادی ہے جسے اثام کہتے ہیں جس میں سانپ اور بچھو ہوں گے۔ ایک سانپ کی پشت میں ستر مٹکوں کے برابر زہر ہوگا اور ان میں سے ہر ایک بچھو پالان ڈالے گئے خچر جیسا ہوگا۔ جہنم میں ایک وادی ہوگی جس کو غی کہتے ہیں جو پیپ اور خون سے بہ رہی ہوگی (۴)۔

امام ابن مردویہؒ نے حضرت ابن مسعودؓ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کونسا عمل افضل ہے؟ فرمایا وقت پر نمازیں۔ میں نے پوچھا اللہ کے نزدیک سب سے بڑا گناہ کونسا ہے؟ فرمایا اللہ کے ساتھ شریک کرنا۔ میں نے عرض کی پھر کونسا عمل ہے؟ فرمایا تو اپنے بچے کو محض اس لیے قتل کر دے کہ وہ تیرے ساتھ کھائے گا۔ ہم تھوڑی دیر ہی ٹھہرے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت ﴿وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ﴾ نازل فرمائی (۵)۔

امام ابن مردویہؒ نے عون بن عبداللہؒ (۶) سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے اسود بن یزیدؒ (۷) سے

---

(۱) صحیح البخاری: کتاب: تفسیر القرآن، باب: قولہ: والذین لا یدعون مع اللہ الھا آخر، رقم (۴۴۸۴)

(۲) شفی بن ماتع الاصبحی، شام سے تعلق رکھنے والے تابعی تھے۔ بعض اہل التراجم نے آپ کو صحابہ میں شمار کیا ہے لیکن حقیقت میں آپ صحابی نہیں تھے۔ آپ ایک ثقہ راوی الحدیث تھے۔ ھشام کے دور خلافت میں وفات پا گئے تھے۔ [تقریب التھذیب، ۱:۲۶۸ رقم (۲۸۱۳)]

(۳) القرآن الکریم، طٰہٰ، ۸۱

(۴) عبداللہ بن المبارک ابوعبداللہ المروزی، الزھد، ۱:۹۶ رقم (۳۳۶)۔

(۵) صحیح البخاری: کتاب مواقیت الصلوٰۃ، باب فضل الصلوٰۃ لوقتھا، رقم (۵۰۴)

(۶) عون بن عبداللہ بن عتبۃ بن مسعود الھذلی، ابوعبداللہ الکوفی الزاھد، آپ تابعین کی جماعت میں شمار ہوتے تھے اور ایک ثقہ راوی اور ماہر فقیہ عالم تھے۔ ابتداء میں آپ مرجئہ نظریات کے قائل تھے بعد میں اس کفریہ نظریات سے رجوع کر لیا تھا۔ ۱۲۰ھ کو وفات پا گئے تھے۔ [تھذیب التھذیب، ۸:۱۵۳ رقم (۳۳۱)]

(۷) اسود بن یزید بن قیس النخعی، ابوعمرو یا ابوعبدالرحمن الکوفی، آپ کا شمار کبار تابعین میں ہوتا تھا۔ ایک ثقہ، مکثر راوی الحدیث اور فقہی عالم تھے۔ ۷۴ یا ۷۵ھ کو کوفہ میں وفات پا گئے تھے۔ [الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ، ۱:۱۹۹ رقم (۴۶۰)]

پوچھا کیا وہ کسی عمل کو دوسرے پر فضیلت دیا کرتے تھے۔ فرمایا ہاں حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا تھا تو نے مجھ سے اسی چیز کے بارے میں سوال کیا ہے جس کے بارے میں، میں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا تھا۔ میں نے عرض کیا تھا کون سا عمل اللہ تعالیٰ کو زیادہ محبوب اور مقرب ہے؟ فرمایا وقت پر نماز پڑھنا۔ میں نے عرض کی اس کے بعد کون سا عمل افضل ہے؟ فرمایا والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنا۔ میں نے عرض کی اس کے بعد کون سا عمل افضل ہے؟ فرمایا اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنا۔ حضرت ابن مسعودؓ نے کہا اگر میں زیادہ سوال کرتا تو آپ مجھے زیادہ جواب دیتے۔ میں نے عرض کیا اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے ناپسندیدہ اور سب سے دور کرنے والا عمل کونسا ہے؟ فرمایا تو اللہ کا شریک بنائے جبکہ اس نے تمہیں تخلیق فرمایا ہے، تو اپنی اولاد کو قتل کرے محض اس وجہ سے کہ وہ تیرے ساتھ کھانا کھائے گی اور تو اپنے پڑوسی کی بیوی سے بدکاری کرے۔ پھر یہ آیت تلاوت کی ﴿وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ﴾(۱)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے ابوقتادہؓ (۲) سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی سے فرمایا: اللہ تعالیٰ تجھے اس بات سے منع کرتا ہے کہ تو مخلوق کی عبادت کرے اور خالق کو چھوڑ دے اور اللہ تعالیٰ تمہیں اس بات سے منع کرتا ہے کہ تو اپنی اولاد کو قتل کرے اور اپنے کتے کو کھلائے اور اللہ تعالیٰ تمہیں اس چیز سے منع کرتا ہے کہ تو اپنے پڑوسی کی بیوی سے بدکاری کرے (۳)۔

ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ اَثَامًا جہنم میں ایک وادی ہے (۴)۔

امام فریابیؒ، ابن ابی شیبہؒ، عبد بن حمیدؒ، ابن جریرؒ اور ابن منذرؒ نے حضرت مجاہدؒ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ اَثَامًا جہنم میں پیپ اور خون کی وادی ہے (۵)۔

ابن جریرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے عکرمہؒ سے روایت نقل کی ہے کہ اَثَامًا جہنم میں وادیاں ہیں جن میں بدکار رہتے ہیں (۶)۔

---

(۱) صحیح البخاری، کتاب، الجهاد والسیر، باب، فضل الجهاد والسیر، رقم (۲۶۳۰)

(۲) تفسیر ابن ابی حاتم میں ابوقتادہ کی بجائے ابوفاختہ کا نام مذکور ہے۔ سعید بن علاقۃ الهاشمی ابوفاختۃ الکوفی، مولیٰ اُم هانی، آپ ایک ثقہ راوی تھے اور تابعین کے وسط طبقے میں شمار ہوتے تھے۔ آپ نے کنیت سے شہرت پائی تھی۔ [تهذیب التهذیب، ۴: ۶۳ رقم (۱۲۲)]

(۳) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الفرقان، ۸: ۲۷۲۸ رقم (۱۵۳۹۹)

(۴) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الفرقان، ۸: ۲۷۳۰ رقم (۱۵۴۰۷)

(۵) تفسیر الطبری: سورۃ الفرقان، ۹: ۴۱۷ رقم (۲۶۵۲۰)۔ تفسیر ابن ابی حاتم: سورۃ الفرقان، ۸: ۲۷۳۰ رقم (۱۵۴۰۹)

(۶) تفسیر الطبری: سورۃ الفرقان، ۹: ۴۱۷ رقم (۲۶۵۲۱)۔ تفسیر ابن ابی حاتم: سورۃ الفرقان، ۸: ۲۷۳۰ رقم (۱۵۴۱۰)

امام عبدالرزاقؒ، عبد بن حمیدؒ، ابن جریرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت قتادہؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اَثَامًا کا معنی سزا ہے۔ ہم یہ باتیں بھی کرتے تھے کہ اس سے مراد جہنم کی وادی ہے۔ ہمارے سامنے یہ بھی بات کی گئی ہے کہ حضرت لقمانؑ کہا کرتے تھے اے بیٹے! بدکاری سے بچو، اس کی ابتداء خوف سے ہوتی ہے اور انتہا شرمندگی پر ہوتی ہے(۱)۔

امام ابن مبارکؒ نے زہد میں حضرت شفی الاصبحی سے روایت نقل کی ہے کہ جہنم میں ایک وادی ہے جسے اَثَامًا کہتے ہیں جس میں سانپ اور بچھو ہوتے ہیں جس کی کمر میں ستر مٹکوں کے برابر زہر ہوگا، اس میں بچھو پالان ڈالے ہوئے خچر جتنا ہوگا(۲)۔

امام الابناریؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت نافع بن ازرقؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے عرض کی: مجھے یہ تو بتایئے اَثَامًا کیا چیز ہے؟ فرمایا جزا۔ اس بارے میں عامر بن طفیل(۳) نے کہا:

وروینا انا سنة من صداء ولاقت حمیر منا اثاما(۴)

"ہم نے نیزوں کی پیاس بجھائی اور حمیر نے ہماری طرف سے جزا پائی"۔

امام طبرانیؒ نے ضعیف سند سے حضرت ابن مسعودؓ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اسے ﴿وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ اَثَامًا﴾ پڑھا ہے(۵)۔

امام عبد بن حمیدؒ نے حضرت عاصمؒ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے يُضٰعَفُ کو رفع کے ساتھ ﴿لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَ يَخْلُدُ فِيْهِ﴾ میں يُخْلَدُ کو یاء کے رفع اور لام کے نصب کے ساتھ پڑھا ہے(۶)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت سعید بن جبیرؒ سے روایت نقل کی ہے کہ فِيْهِ میں "ہ" ضمیر سے مراد عذاب ہے مُهَانًا یعنی اس میں اسکو ذلیل ورسوا کیا جائے گا(۷)۔

---

(۱) تفسیر الطبری، سورۃ الفرقان، ۹:۴۱۷ رقم (۲۶۵۲۲)
تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الفرقان، ۸:۲۷۳۰ رقم (۱۵۴۱۰)

(۲) روایت نہیں ملی

(۳) عامر بن الطفیل بن مالک بن جعفر العامری، بنی عامر بن صعصعۃ سے تعلق کرتے تھے۔ اپنی قوم کے سردار اور عرب کے مشہور شعراء میں شمار ہوتے تھے۔ نجد میں پیدا ہوئے تھے اور وہیں پرورش پائی تھی۔ بڑھاپے میں اسلام کو پایا تھا۔ [الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ، ج ۳، ص ۵۸۴ رقم (۴۴۰۰)]

(۴) روح المعانی، ۱۹:۴۸

(۵) المعجم الکبیر ۱۰:۶۷ رقم (۱۰۰۰۲)

(۶) روایت نہیں ملی

(۷) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الفرقان، ۸:۲۷۳۱ رقم (۱۵۴۱۴)

امام ابن مردویہؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ جب یہ آیت ﴿وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ﴾ نازل ہوئی تو مسلمانوں پر بڑا شاق گزرا۔ انہوں نے کہا ہم میں سے تو ہر ایک نے شرک کیا ہے، اس نے قتل کیا ہے اور بدکاری کی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت ﴿قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا (۱)﴾ نازل فرمائی۔ اللہ تعالیٰ انہیں فرماتا ہے جنہوں نے شرک میں یہ مقام پایا۔ پھر اس کے بعد یہ آیت ﴿اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ﴾ نازل ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے کفر کو اسلام، نافرمانی کو اطاعت، انکار کو معرفت اور جہالت کو علم سے بدل دیا (۲)۔

امام ابن جریرؒ، ابن منذرؒ، ابن ابی حاتمؒ اور ابن مردویہؒ نے حضرت سعید بن جبیرؒ سے روایت نقل کی ہے کہ سورۃ تبارک کی آیت مدینہ طیبہ میں حضرت حمزہ کے قاتل وحشی (۳) اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں نازل ہوئی۔ وہ کہا کرتے تھے ہم اسلام اور اس کی فضیلت کو جانتے ہیں مگر ہمارے لیے توبہ کی صورت کیسے بن سکتی ہے جب کہ ہم نے بتوں کی عبادت کی ہے حضرت محمد ﷺ کے ساتھیوں کو قتل کیا ہے، ہم نے شرابیں پی ہیں اور مشرک عورتوں سے نکاح کیا ہے، اللہ تعالیٰ ان کے بارے میں ﴿وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ﴾ نازل فرمائی۔ پھر انکی توبہ کا حکم نازل ہوا ﴿اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ﴾ اللہ تعالیٰ نے مومنوں کے ساتھ جنگ کرنے کو مشرکوں کے ساتھ جنگ کرنے، مشرکات کے ساتھ نکاح کرنے کو مومنات کے ساتھ نکاح کرنے کو اور بتوں کی عبادت کرنے کو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے کے ساتھ بدل دیا (۴)۔

امام عبد بن حمیدؒ نے حضرت عکرمہؒ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ ان سے اس آیت کے بارے میں پوچھا گیا ﴿وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ﴾ انہوں نے جواب دیا یہ دور جاہلیت میں تھا۔ انہوں نے شرک کیا، لوگوں کو قتل کیا اور بدکاریاں کیں۔ انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ ہمیں ہرگز نہیں بخشے گا۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت ﴿اِلَّا مَنْ تَابَ﴾ نازل فرمائی۔ اب توبہ، ایمان اور عمل صالح آ گیا جبکہ پہلے شرک، قتل اور زنا تھا۔ یہ تین افعال ان تین افعال کی جگہ ہو گئے (۵)۔

---

(۱) القرآن الکریم، الزمر، ۵۳

(۲) روح المعانی، ۱۹:۴۸

(۳) وحشی بن حرب الحبشی، ابو دسمۃ، مولیٰ نوفل، صحابی، آپ کا تعلق سوڈان سے تھا۔ آپ نبی کریم ﷺ کے چچا حضرت حمزہؓ کے قاتل تھے۔ آپ نے یرموک میں شرکت کی تھی اور مسیلمۃ کذاب کے قتل میں شریک رہے تھے۔ حمص میں مقیم رہے اور حضرت عثمانؓ کے دور میں وہیں وفات پا گئے تھے۔ [الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ، ۶:۶۰۱ رقم (۹۱۱۵)]

(۴) تفسیر الطبری، سورۃ الفرقان، ۹:۴۱۷

(۵) تفسیر الطبری، سورۃ الفرقان، ۹:۴۱۷

امام ابن منذرؒ، طبرانیؒ اور ابن مردویہؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ ہم نے کئی سال تک اس آیت ﴿ وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ ۔۔۔۔۔يَلْقَ اَثَامًا﴾ کو پڑھا۔ پھر یہ آیت اِلَّا مَنْ تَابَ نازل ہوئی۔ اس آیت کے نازل ہونے سے نبی کریم ﷺ کو اتنی خوشی ہوئی جتنی اس آیت کریمہ کے نازل ہونے سے خوشی ہوئی۔ نبی کریم ﷺ کو ﴿إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحاً مُّبِيْناً (۱)﴾ سے بڑی خوشی ہوئی تھی (۲)۔

امام عبد بن حمیدؒ نے ابو مالکؒ سے روایت نقل کی ہے کہ جب یہ آیت ﴿وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ﴾ نازل ہوئی تو نبی کریم ﷺ کے ایک صحابی نے کہا ہم دور جاہلیت میں شرک اور قتل کیا کرتے تھے۔ تو یہ آیت اِلَّا مَنْ تَابَ نازل ہوئی (۳)۔

امام ابوداؤدؒ نے تاریخ میں حضرت ابن عباسؓ سے یہ روایت نقل کی ہے: ﴿ وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ .....يَلْقَ اَثَامًا سے اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ .....حَسَنٰت﴾ کو مستثنیٰ کیا ہے (۴)۔

امام ابن جریرؒ، ابن ابی حاتمؒ اور ابن مردویہؒ نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھی۔ پھر میں واپس لوٹا، کیا دیکھتا ہوں کہ ایک عورت میرے دروازے پر کھڑی ہے۔ اس نے کہا میں تم سے ایک کام کے بارے میں سوال کرنے کیلئے آئی ہوں جو کام میں نے کیا ہے، کیا میرے لیے اس سے توبہ کی کوئی صورت ہے؟ میں نے پوچھا وہ کیا کام ہے؟ اس عورت نے کہا میں نے بدکاری کی جس کے نتیجے میں میں نے ایک بچہ جنا اور میں نے اسے قتل کر دیا۔ میں نے کہا نہیں اور نہ ہی کوئی عزت ہے۔ وہ اٹھی اور کہہ رہی تھی ہائے افسوس! کیا یہ جسم جہنم کی آگ کیلئے بنایا گیا ہے؟ جب میں نے اسی صبح نبی کریم ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی تو میں نے اس عورت کا واقعہ بیان کیا نبی کریم ﷺ نے فرمایا تو نے اسے کیا کہا تھا؟ میں نے عرض کی کیا کوئی توبہ نہیں اور نہ ہی کوئی عزت ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تو نے کتنی بری بات کی ہے، کیا تو یہ آیت نہیں پڑھتا تھا ﴿وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ..... اِلَّا مَنْ تَابَ﴾ حضرت ابو ہریرہؓ نے کہا میں نبی کریم ﷺ کے پاس سے نکلا اور مدینہ طیبہ کے ہر گھر اور گلی میں کھڑا ہوا اور کہا اگر تم میں وہ عورت ہے جو ابو ہریرہؓ کے پاس آئی

---

(۱) القرآن الکریم، الفتح، ۱

(۲) معجم الاوسط، ۵: ۳۶۸، رقم (۵۵۷۹)

امام ہیثمیؒ نے مذکورہ حدیث کی سند پر بحث کرتے ہوئے لکھا ہے: رواہ الطبرانی فی الاوسط واسنادہ حسن، ہیثمی، نورالدین علی بن ابی بکر، مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، دارالفکر، بیروت، طبع (۱۴۱۲ھ)، ج ۱۰، ص ۳۲۱، رقم (۱۷۴۹۷)]

(۳) تفسیر قرطبی ۹: ۲۸۰

(۴) تفسیر قرطبی ۹: ۲۸۰

تھی، وہ آئے اور اسے بشارت ہو، جب میں عشاء کے وقت گھر واپس آیا تو وہ میرے دروازے پر کھڑی تھی۔ میں نے اسے کہا تجھے خوشخبری ہو، جو بات تم نے کی تھی اور جو کچھ میں نے تم سے کہا تھا میں نے اس کا ذکر نبی کریم ﷺ سے کیا تھا۔ تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا تو نے کتنی بری بات کی، کیا تو نے یہ آیت نہیں پڑھی تھی اور یہ آیت میں نے اس عورت کو پڑھ کر سنائی۔ تو وہ عورت سجدہ میں گر گئی اور کہا میں اس اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرتی ہوں جس نے میرے لیے توبہ اور اس گناہ سے نکلنے کی راہ بنائی۔ میں گواہی دیتی ہوں کہ یہ لونڈی (وہ لونڈی اس کے ساتھ تھی) اور اس کا بیٹا اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر آزاد ہیں اور میں نے جو عمل کیا تھا اس سے توبہ کرتی ہوں (۱)۔

امام ابن جریرؒ، ابن منذر اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے: ﴿فَأُولَٰئِكَ يُبَدِّلُ اللَّهُ﴾ سے مراد مومن ہیں وہ ایمان لانے سے قبل برائیوں پر تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں برائیوں سے نفرت دلائی اور نیکیوں کی طرف پھیر دیا اور برائیوں کی جگہ نیکیوں سے بدل دیا (۲)۔

امام عبد بن حمیدؒ نے حضرت قتادہؒ سے یہ قول نقل کیا ہے مگر جس نے گناہ سے توبہ کی، اپنے رب پر ایمان لایا اور اپنے اور اپنے رب کے درمیان معاملات کو درست کرے تو یہی وہ لوگ ہیں اللہ تعالیٰ جن کی برائیوں کو نیکیوں میں بدل دیتا ہے۔ حضرت قتادہؒ نے کہا یہاں تبدیلی سے مراد اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرنے کے بعد اس کی اطاعت کرنا، اللہ تعالیٰ کو بھلانے کے بعد اس کا ذکر کرنا اور برائی کرنے کے بعد بھلائی کا کام کرنا ہے (۳)۔

امام عبد بن حمیدؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت حسن بصریؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ دنیا میں تبدیلی سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ برے عمل کو اچھے عمل سے، شرک کو اخلاص سے، بدکاری کو پاکدامنی سے بدل دیتا ہے (۴)۔

امام فریابیؒ اور عبد بن حمیدؒ نے حضرت مجاہدؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ شرک کے بعد ایمان سے بدل دیتا ہے (۵)۔

عبد بن حمیدؒ نے مکحولؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جب وہ توبہ کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کے برے اعمال کو نیکیاں بنا دیتا ہے (۶)۔

---

(۱) تفسیر الطبری، سورۃ الفرقان، ۹: ۴۱۷ رقم (۲۶۵۲۵)
(۲) تفسیر الطبری سورۃ الفرقان، ۹: ۴۱۸ رقم (۲۶۵۲۶)
تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الفرقان، ۸: ۲۷۳۳ رقم (۱۵۴۳۲)
(۳) تفسیر الطبری سورۃ الفرقان، ۹: ۴۱۸
(۴) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الفرقان، ۸: ۲۷۳۳ رقم (۱۵۴۳۳)
(۵) تفسیر الطبری سورۃ الفرقان، ۹: ۴۱۸
(۶) تفسیر الطبری سورۃ الفرقان، ۹: ۴۱۸

امام عبد بن حمیدؒ نے حضرت علی بن حسینؒ (۱) سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ آخرت میں برائیوں کو نیکیوں سے بدل دیتا ہے۔ جب کہ حسن بصریؒ نے کہا اللہ تعالیٰ دنیا میں برائیوں کو نیکیوں سے بدل دیتا ہے (۲)۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذرؒ نے حضرت ابو عثمان نہدیؒ (۳) سے روایت نقل کی ہے کہ مومن کو اللہ تعالیٰ کی جانب سے پردے میں کتاب دی جائے گی۔ مومن اپنے گناہ پڑھے گا۔ جب وہ اپنے گناہ پڑھے گا تو اسکا رنگ سیاہ ہو جائے گا۔ جب اس کا گزر نیکیوں سے ہوگا۔ انہیں پڑھے گا تو اسکا رنگ لوٹ آئے گا۔ پھر کیا دیکھے گا کہ اس کی برائیوں کو نیکیوں میں بدل دیا گیا ہے۔ اسی وقت وہ کہے گا ﴿ هَاؤُمُ اقْرَؤُوا كِتَابِيَه (۴)﴾ (۵)۔

امام عبد بن حمیدؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت سلمانؓ (۶) سے روایت نقل کی ہے کہ قیامت کے روز ایک آدمی کو صحیفہ دیا جائے گا۔ وہ صحیفے کا اوپر والا حصہ پڑھے گا تو اس میں برائیاں ہوں گی۔ تو وہ سوءظن کا شکار ہوگا۔ پھر وہ اسکے نیچے والے حصہ میں دیکھے گا تو وہاں نیکیاں ہوں گی۔ پھر اوپر والے حصے میں دیکھے گا تو انہیں نیکیوں سے بدل دیا گیا ہوگا (۷)۔

امام احمدؒ، ہنادؒ، امام مسلمؒ، امام ترمذیؒ، ابن جریرؒ اور بیہقیؒ نے "الاسماء والصفات" میں حضرت ابوذرینؓ (۸) سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے روز ایک آدمی کو لایا جائے گا۔ حکم ہوگا اس پر

---

(۱) حضرت علی بن حسین بن علی بن ابی طالب قریشی، ہاشمی ابوالحسین المدنی، زین العابدین، آپ ایک بہت بڑے امام اور عالم الحدیث تھے۔ امام زہری فرماتے ہیں: ''میں نے قریش میں آپ سے افضل نہیں دیکھا'' ۹۳ھ کو مدینہ میں وفات پا گئے تھے۔ [تھذیب التھذیب، ۷:۲۶۸ رقم (۵۲۱)]

(۲) تفسیر الطبری سورۃ الفرقان، ۹:۴۱۸

(۳) عبدالرحمٰن بن مل بن عمرو بن عدی بن وھب بن ربیعۃ بن سعد، ابوعثمان النھدی الکوفی، بصرہ میں مقیم رہے تھے۔ آپ سلمان فارسیؓ کے ساتھ ایک زمانہ تک رہے اور آپ کو کبار صحابہ کرامؓ کی زیارت نصیب ہوئی تھی۔ ۹۵ھ کو وفات پا گئے تھے۔ [الطبقات الکبریٰ، ۷:۹۸۔ تھذیب التھذیب، ۶:۲۴۹ رقم (۵۴۹)]

(۴) القرآن الکریم، الحاقۃ، ۱۹۔

(۵) تفسیر الطبری سورۃ الفرقان، ۹:۴۱۸

(۶) سلمان بن ربیعۃ بن یزید بن عمرو بن سھم بن ثعلبۃ السھمی ابوعبداللہ الباھلی، آپ کو سلمان الخیل بھی کہا جاتے تھے۔ آپ کوفہ کے قاضی تھے۔ آپ ایک ثقہ راوی الحدیث تھے۔ بعض لوگوں نے آپ کو صحابہ میں شمار کیا ہے۔ حضرت عثمانؓ کے عہد میں [آرمینیہ] میں شہید ہو گئے تھے۔ [الطبقات الکبریٰ، ۶:۱۳۱]

(۷) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الفرقان، ۸:۲۷۳۳ رقم (۱۵۴۳۹)

(۸) جندب بن جنادہ [علی الاصح] آپ کے نام کے بارے میں کافی اختلاف پایا جاتا ہے۔ مشہور صحابی رسول ﷺ ہیں۔ آپ ایک زاھد اور بہت بڑے عابد تھے۔ آپ کے اسلام لانے کا واقعہ بہت ہی دلچسپ ہے۔ ۳۲ھ کو زبدہ [مدینہ] میں وفات پا گئے تھے۔ [الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ، ۷:۱۲۵ رقم (۹۸۶۸)]

اس کے چھوٹے گناہ پیش کرو۔ اس کے چھوٹے گناہ اس پر پیش کیے جائیں گے اور بڑے گناہ دور رکھے جائیں گے، اسے کہا جائے گا تو نے یہ یہ گناہ کیے ہیں وہ اقرار کرتا جائے گا، انکار نہیں کرے گا۔ وہ بڑے گناہوں کے بارے میں ڈرے گا کہ ابھی وہ آئیں گے۔ پھر حکم ہوگا اس کے ہر برے عمل کی جگہ نیکی دے دو(۱)۔

امام ابن حاتمؒ اور ابن مردویہؒ نے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے روز لوگ لائے جائیں گے۔ وہ خواہش کریں گے کاش! ان کے گناہ زیادہ ہوتے۔ عرض کی گئی یا رسول اللہ ﷺ وہ کون ہیں؟ فرمایا وہ جن کی برائیوں کو اللہ تعالیٰ نے نیکیوں میں بدل دیا(۲)۔

امام عبد بن حمیدؒ نے حضرت عمرو بن میمونؒ سے اس آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے: یہاں تک کہ بندہ آرزو کرے گا کہ اس کی خطائیں اس سے بھی زیادہ ہوتیں(۳)۔

امام عبد بن حمیدؒ نے حضرت ابو العالیہؒ سے روایت نقل کی ہے کہ ان سے کہا جائے گا کہ بعض لوگ یہ گمان کرتے ہیں کہ وہ یہ آرزو کریں گے کہ ان کے گناہ زیادہ ہوتے۔ ابو العالیہؒ نے کہا یہ کس لیے؟ ان سے عرض کرنے والے نے عرض کی کہ وہ اس آیت سے تاویل کرتے ہیں يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ ابو العالیہؒ نے کہا اس نے ایسی بات کی خبر دی جس کو وہ نہیں جانتا کہا اللہ تعالیٰ نے کتاب میں جو نازل کیا ہے میں اس پر ایمان لایا۔ پھر اس آیت کی تلاوت کی ﴿يَوْمَ تَجِدُ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ مِنْ خَيْرٍ مُّحْضَراً وَمَا عَمِلَتْ مِن سُوءٍ تَوَدُّ لَوْ أَنَّ بَيْنَهَا وَبَيْنَهُ أَمَداً بَعِيداً (۴)﴾(۵)

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت مکحولؒ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک بوڑھا آدمی حاضر ہوا، عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ ایک آدمی ہے جو دھوکہ باز اور فاجر ہے، اس نے کوئی چھوٹا بڑا کام نہیں چھوڑا بلکہ خود اسے کیا۔ اگر اس کی غلطیاں اہل زمین پر تقسیم کی جائیں تو وہ ان سب کو ہلاک کر دیں، تو کیا توبہ کی کوئی صورت ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کیا تو مسلمان ہے؟ عرض کی جی ہاں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تجھے بخشنے والا اور تیری خطاؤں کو نیکیوں میں بدلنے والا ہے۔ عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ میری دھوکہ بازیاں اور میرے گناہ۔ فرمایا تیری دھوکہ بازیوں اور

---

(۱) مسند احمد کتاب: مسند الانصار، باب: حدیث ابی ذر الغفاری، رقم (۲۰۸۸۵)
صحیح مسلم: کتاب: الایمان، باب: ادنیٰ اھل الجنۃ منزلۃ فیھا، رقم (۱۹۰)
سنن الترمذی، کتاب: صفۃ جھنم عن رسول اللہ، رقم الحدیث (۲۵۹۶)
تفسیر الطبری: سورۃ الفرقان، ۹:۴۱۹ رقم (۲۶۵۳۴)
امام ترمذیؒ نے اس حدیث کو [حسن صحیح] قرار دیا ہے۔ [الترمذی، رقم (۲۵۹۶)]۔ قال شعیب الارنؤوط: اسنادہ صحیح علیٰ شرط الشیخین، [تعلیقات شعیب الارنؤوط علیٰ مسند احمد، رقم (۲۱۵۳۰)]

(۲) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الفرقان، ۸:۲۷۳۳ رقم (۱۵۴۴۰)

(۳) روایت نہیں ملی

(۴) القرآن الکریم، آل عمران، ۳۰

(۵) روایت نہیں ملی

تیرے گناہوں کو بھی بخشنے والا ہے(۱)۔

امام طبرانیؒ نے حضرت سلمہ بن نفیلؓ(۱) سے روایت نقل کی ہے کہ ایک نوجوان آیا۔عرض کی یارسول اللہ ﷺ مجھے ایسے آدمی کے بارے میں بتایئے جس نے ہر برائی اور غلطی کی اس کے لیے جوئے کے تیر یا اس سے بڑھ کر کسی عمل کا موقع ملا۔تو اس نے اسے اپنے ہاتھ سے کیا۔اگر اس کی خطائیں اہل مدینہ پر تقسیم کی جائیں تو سب کو ڈھانپ لیں۔نبی کریم ﷺ نے فرمایا کیا تو مسلمان ہو چکا؟ اس نے عرض کی میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سواء کوئی معبود نہیں اور حضرت محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جا اللہ تعالیٰ نے تیری برائیوں کو نیکیوں میں بدل دیا ہے۔اس نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ میری دھوکہ بازیاں اور میرے گناہ۔فرمایا تیری دھوکہ بازیاں اور تیرے گناہوں کو بھی بخش دیا ہے۔یہ تین دفعہ فرمایا۔وہ نوجوان واپس مڑا اور وہ کہہ رہا تھا اللہ اکبر(۳)۔

امام بغویؒ، ابن قانعؒ اور طبرانیؒ نے ابوطویل شطب المدودؒ(۴) سے روایت نقل کی ہے: وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، عرض کی مجھے ایسے آدمی کے بارے میں بتایئے جس نے تمام گناہ کیے اوپر والی روایت کی طرح روایت کی(۵)۔

امام ابن مردویہؒ نے حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ برائیوں کا نیکیوں میں بدلنا قیامت کے روز ہوگا۔جب بندہ اللہ تعالیٰ کے حضور کھڑا ہوگا جب کتاب اسکے ہاتھ میں ہوگی۔وہ برائیوں اور نیکیوں کو دیکھ رہا ہوگا۔اللہ تعالیٰ فرمائے گا میں نے تیرے گناہ بخش دیئے تو وہ بندہ اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ ریز ہوگا۔اللہ تعالیٰ فرمائے گا میں نے تیری برائیوں کو نیکیوں میں بدل دیا ہے۔تو وہ سجدہ کرے گا۔مخلوق کہے گی اس بندے کو مبارک! اس نے

---

(۱) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الفرقان، ۸: ۲۷۳۵ رقم (۱۵۴۴۴)

(۲) سلمۃ بن نفیل السکونی ثم الترائمی الحضرمی، آپ کا ابائی وطن یمن تھا لیکن حمص میں مقیم رہے تھے۔آپ صحابہ کی عظیم جماعت میں شامل تھے۔[الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ، ۳: ۱۵۵ رقم (۳۴۰۴)۔۔تھذیب التھذیب، ۴: ۱۴۰ رقم (۲۷۴)]

(۳) المعجم الکبیر ۷: ۵۳، رقم (۶۳۶۱)

(۴) ابوطویل شطب المدود الکندی، ابن السکنؒ نے آپ کو صحابہ اور شامیین کی جماعت میں شمار کیا ہے۔[الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ، ۳: ۳۴۹ رقم (۳۹۱۵)]

(۵) ابن قانع، معجم الصحابہ، ۳: ۱۲۷ رقم (۶۷۶) المعجم الکبیر، ۷: ۳۱۴ رقم (۷۲۳۵)

شیخ البانیؒ نے مذکورہ حدیث کی سند کے بارے میں لکھا ہے: رواہ البزار والطبرانی واللفظ لہ واسنادہ جید قوی [الالبانی، ناصر الدین، صحیح الترغیب والترھیب، ج ۳، ص ۱۲۶ رقم (۳۱۶۴)

کبھی بھی غلطی نہیں کی (۱)۔

امام طبرانیؒ نے ابو مالک اشعریؓ (۳) سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب بندہ سوتا ہے تو فرشتہ شیطان سے کہتا ہے کہ اپنا صحیفہ مجھے دو۔ شیطان اسے اپنا صحیفہ دے دیتا ہے۔ تو اس کے صحیفہ میں جو ایک نیکی پاتا ہے۔ تو اس کے بدلے میں شیطان کے صحیفہ میں سے دس برائیاں مٹا دیتا ہے اور اس کی جگہ دس نیکیاں لکھ دیتا ہے۔ جب تم میں سے کوئی سوئے تو تینتیس (33) بار اللہ اکبر کہے، چونتیس (34) بار الحمد اللہ کہے اور تینتیس (33) بار سبحان اللہ کہے۔ تو یہ کل سو بن جاتا ہے (۴)۔

امام ابن عساکرؒ حضرت سعید بن عبد العزیزؒ (۵) سے وہ حضرت مکحول سے اس آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ برائیوں کی جگہ نیکیاں رکھ دے گا۔ کہا میں مکحول کو دیکھا کہ وہ غصہ میں ہو گئے ہیں یہاں تک کہ وہ کانپنے لگے (۶)۔

وَالَّذِينَ لَا يَشْهَدُونَ الزُّورَ وَإِذَا مَرُّوا بِاللَّغْوِ مَرُّوا كِرَاماً ﴿٧٢﴾ وَالَّذِينَ إِذَا ذُكِّرُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ لَمْ يَخِرُّوا عَلَيْهَا صُمّاً وَعُمْيَاناً ﴿٧٣﴾ وَالَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ أَزْوَاجِنَا وَذُرِّيَّاتِنَا قُرَّةَ أَعْيُنٍ وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِينَ إِمَاماً ﴿٧٤﴾

"اور وہ جو جھوٹی گواہی نہیں دیتے اور جب اُن کو بے ہودہ چیزوں کے پاس سے گزرنے کا اتفاق ہو تو گزرگانہ انداز سے گزرتے ہیں [۷۲] اور وہ جب اُن کو پروردگار کی باتیں سمجھائی جاتی ہیں تو اُن پر اندھے اور بہرے ہو کر نہیں گرتے (بلکہ غور و فکر سے سنتے ہیں) [۷۳] اور وہ جو (خدا سے) دعا مانگتے ہیں کہ اے پروردگار ہم کو ہماری بیویوں کی طرف سے (دل کا چین) اور اولاد کی طرف سے آنکھ کی ٹھنڈک عطا فرما اور ہمیں پرہیزگاروں کا امام بنا" [۷۴]

---

(۱) المعجم الکبیر ۷: ۵۳، رقم (۶۳۶۱)

(۳) ابو مالک الاشعری، آپ کے نام کے بارے میں کافی اختلاف پایا جاتا ہے۔ عبید اللہ، عمرو، کعب بن کعب یا عاصم بن کعب یا عاصم بن حارث یا حارث بن حارث، آپ ۱۸۰ھ کو وفات پا گئے تھے۔ [الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ، ۴: ۶۵۴ رقم (۵۸۸۷)]

(۴) المعجم الکبیر، ۳: ۲۹۶، رقم (۳۴۵۱)

(۵) سعید بن عبد العزیز بن ابی یحیٰی التنوخی، ابو محمد، آپ کبار تابعین میں سے تھے۔ دمشق کے مفتی اور عالم تھے۔ ۱۶۸ھ کو مہدی کے دورِ خلافت میں وفات پا گئے تھے۔ [الطبقات الکبریٰ، ۷، ص ۴۶۸۔ تذکرۃ الحفاظ، ۱، ۲۱۹ رقم (۲۰۵)]

(۶) تاریخ دمشق، ۱۶: ۳۳

امام ابن مردویہؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ زور مدینہ طیبہ میں ایک بت تھا جس کے اردگرد لوگ ساتوں دن کھیلتے رہتے تھے۔ جب رسول اللہ ﷺ کے صحابہ اس کے پاس سے گزرتے تو بڑے باوقار ہو کر گزر جاتے اس کو دیکھتے تک نہ تھے (۱)۔

امام عبد بن حمیدؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ضحاکؒ سے روایت نقل کی ہے کہ الزُّوْرَ سے مراد شرک ہے (۲)۔

امام خطیبؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ الزُّوْرَ سے مراد مشرکوں کی عیدیں ہیں (۳)۔

امام عبد بن حمیدؒ نے حضرت قتادہؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ الزُّوْرَ سے مراد جھوٹ ہے (۴)۔

امام عبد بن حمیدؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت قتادہؒ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ مومن باطل پرستوں کی باطل پر مدد نہیں کرتے اور نہ ہی اس معاملہ میں ان سے دستی کرتے ہیں (۵)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت عمرو بن قیس ملائیؒ (۶) سے روایت نقل کی ہے کہ الزُّوْرَ سے مراد بری مجلسیں ہیں (۷)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت عکرمہؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ الزُّوْرَ دور جاہلیت میں ایک کھیل تھا (۸)۔

امام فریابیؒ اور عبد بن حمیدؒ نے حضرت محمد بن حنیفہؒ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ الزُّوْرَ سے مراد گانا گانا اور لہو ولعب ہے (۹)۔

---

(۱) تفسیر قرطبی، ۱۳:۷۸

(۲) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الفرقان، ۸:۲۷۳۵ رقم (۱۵۴۴۴)

(۳) تاریخ بغداد، ۱۲:۱۲ رقم (۶۳۷۴)

(۴) تفسیر قرطبی، ۱۳:۷۸

(۵) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الفرقان، ۸:۲۷۳۵ رقم (۱۵۴۵۲)

(۶) عمرو بن قیس الملائی ابوعبداللہ الکوفی، آپ کا تعلق کوفہ سے تھا۔ متقی، عابد اور ثقہ راوی حدیث تھے۔ آپ کا شمار کبار کوفیین میں ہوتا تھا۔ ۱۴۶ھ کو وفات پا گئے تھے۔ [الکاشف، ۲:۸۶ رقم (۴۲۱۹)۔۔ التاریخ الکبیر، ۶:۳۶۳ رقم (۲۶۴۷)]

(۷) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الفرقان، ۸:۲۷۳۷ رقم (۱۵۴۵۷)

(۸) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الفرقان، ۸:۲۷۳۷ رقم (۱۵۴۵۸)

(۹) تفسیر قرطبی، ۱۳:۷۸

زاد المسیر، ۶:۱۰۹

امام عبد بن حمیدؒ نے حضرت ابوابو حجافؒ (۱) سے روایت نقل کی ہے کہ الزُّوْرَ سے مراد گانا گانا ہے (۲)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت حسن بصریؒ سے روایت نقل کی ہے غناء سے مراد نوحہ ہے (۳)۔

امام فریابیؒ، ابن ابی شیبہؒ، عبد بن حمیدؒ اور ابن ابی الدنیاؒ "ذم الغضب" میں ابن منذرؒ، ابن ابی حاتمؒ اور بیہقیؒ نے شعب الایمان میں حضرت مجاہدؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ الزُّوْرَ سے مراد گانے کی مجلسیں ہیں۔ جب ان لوگوں کو اذیتیں دی جاتی ہیں تو وہ درگزر کرتے ہیں (۴)۔

امام ابن ابی شیبہؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے سدیؒ سے یہ قول نقل کیا ہے: ﴿وَاِذَا مَرُّوْا كِرَامًا﴾ کا مفہوم یہ ہے کہ جب وہ فضول کام کرنے والوں کے پاس سے گزرتے ہیں تو ان سے اعراض کرتے ہیں، ان سے گفتگو نہیں کرتے (۵)۔

امام عبد بن حمیدؒ، ابن جریرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت سدیؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ آیت مکی ہے (۶)۔

امام ابن ابی حاتم اور ابن عساکرؒ نے حضرت ابراہیم بن میسرہؒ (۷) سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے یہ خبر پہنچی کہ حضرت ابن مسعودؓ اعراض کرتے ہوئے گزرے اور نہ ٹھہرے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ابن مسعودؓ نے صبح یا شام کریم ہو کر گزاری ہے۔ پھر ابراہیمؒ نے یہ آیت تلاوت کی (۸)۔

امام ابن ابی شیبہؒ نے حضرت ضحاکؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ لغو نہ ان کے حال میں اور نہ ان کے دل میں

---

(۱) داود بن ابی عوف سوید التمیمی البرجمی، ابوالجحاف الکوفی، ابتداء مرجئہ تھے اور بعد میں شیعہ بنا اور غلاۃ الشیعہ میں شمار ہوتے تھے۔[تھذیب التھذیب، ۳:۱۷۰ رقم (۳۷۵)]

(۲) زادالمسیر، ۶:۱۰۹

(۳) تفسیر ابن ابی حاتم، ۸:۲۷۳۷ رقم (۱۵۴۶۲)

(۴) تفسیر الطبری، سورۃ الفرقان، ۹:۴۲۰ رقم (۲۶۵۴۰)

(۵) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الفرقان، ۸:۲۷۴۰ رقم (۱۵۴۷۳)

(۶) تفسیر الطبری، سورۃ الفرقان، ۹:۴۲۰ رقم (۲۶۵۴۸)

(۷) ابراہیم بن میسرہ الطائفی، آپ موالیوں میں سے تھے۔ آپ ایک ثقہ راوی اور حافظ الحدیث تھے۔[تھذیب التھذیب، ۱:۱۵۰ رقم (۳۱۳)]

(۸) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الفرقان، ۸:۲۷۴۰ رقم (۱۵۴۶۴)

تاریخ دمشق، ۳۳:۱۲۸

ہوتا ہے(۱)۔

امام ابن جریرؒ نے حضرت حسن بصریؒ سے روایت نقل کی ہے کہ تمام لغونا فرمانیاں ہیں(۲)۔

امام سعید بن منصورؒ، ابن ابی شیبہؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت مجاہدؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جب وہ نکاح (حقوق زوجیت) تک پہنچتے ہیں تو رک جاتے ہیں(۳)۔

امام عبد بن حمیدؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت قتادہؒ سے ﴿وَالَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ لَمْ يَخِرُّوْا عَلَيْهَا صُمًّا وَّ عُمْيَانًا﴾ کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ حق سننے سے بہرے اور حق دیکھنے سے اندھے نہیں ہوتے۔ یہ ایسی قوم ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ کی جانب سے عقل عطا کی گئی۔ انہوں نے کتاب اللہ سے جو سنا اس سے فائدہ اٹھایا(۴)۔

امام فریابیؒ، ابن ابی شیبہؒ، عبد بن حمیدؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت مجاہدؒ سے یہ قول نقل کیا ہے: کتنے ہی قاری ہیں جو اس آیت کو زبان سے پڑھتے ہیں اور اس پر بہرے اور اندھے بن کر گر پڑتے ہیں(۵)۔

امام ابن جریرؒ اور ابن منذرؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے ﴿وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَ ذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ﴾ کی یہ تفسیر کی ہے: جو ان میں سے طاعت کا عمل کرے تو اس سے دنیا و آخرت میں ہماری آنکھیں ٹھنڈی ہوں۔ ﴿وَّ اجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا﴾ یعنی ہمیں ہدایت کا امام بنا دے کہ ہم سے ہدایت لی جائے۔ ہمیں گمراہی کا امام نہ بنا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اہل سعادت کے بارے میں فرمایا ﴿وَجَعَلْنَاهُمْ أَئِمَّةً يَهْدُونَ بِأَمْرِنَا(۶)﴾ اور اہل شقاوت کے بارے میں فرمایا ﴿وَجَعَلْنَاهُمْ أَئِمَّةً يَدْعُونَ إِلَى النَّارِ(۷)﴾(۸)۔

امام عبد بن حمیدؒ نے حضرت عکرمہؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ حسن و جمال کے طالب نہیں بلکہ وہ اپنی بیویوں اور اولاد کے بارے میں یہ خواہش کرتے ہیں کہ وہ اطاعت شعار بنیں(۹)۔

---

(۱) مصنف ابن ابی شیبہ، باب: کلام عکرمۃ، رقم (۳۵۴۹۵)
(۲) تفسیر الطبری، سورۃ الفرقان، ۹: ۴۲۲ رقم (۲۶۵۴۶)
(۳) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الفرقان، ۸: ۲۷۴۰ رقم (۱۵۴۶۶)
(۴) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الفرقان، ۸: ۲۷۴۰ رقم (۱۵۴۴۷)
(۵) روایت نہیں ملی
(۶) القرآن الکریم، الانبیاء، ۷۳
(۷) القرآن الکریم، القصص، ۴۱
(۸) تفسیر الطبری، سورۃ الفرقان، ۹: ۴۲۴ رقم (۲۶۵۵۳)
(۹) روایت نہیں ملی

امام ابن مبارکؒ نے "البر والصلۃ" میں سعید بن منصورؒ، عبد بن حمیدؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ، ابن ابی حاتمؒ اور بیہقیؒ نے شعب الایمان میں حضرت حسن بصریؒ سے روایت نقل کی ہے کہ ان سے اس آیت ﴿هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَ ذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ﴾ کے بارے میں پوچھا گیا کیا یہ آنکھوں کی ٹھنڈک دنیا میں ہوگی یا آخرت میں؟ فرمایا نہیں، اللہ کی قسم! بلکہ یہ دنیا میں ہوگی۔ عرض کی گئی وہ کیا ہے؟ فرمایا وہ یہ ہے کہ مسلمان اپنی بیوی، اپنی اولاد، اپنے بھائی اور قریبی دوست سے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کو دیکھے گا۔ اللہ کی قسم! ایک مسلمان کیلئے اس سے بڑھ کر کوئی چیز محبوب نہ ہوگی کہ وہ اپنے بچے، اپنے والد، اپنے دوست اور بھائی کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتے ہوئے دیکھے (۱)۔

امام عبد الرزاقؒ، عبد بن حمیدؒ اور ابن جریرؒ نے حضرت مجاہدؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اے اللہ! ہمیں ایسی بیویاں اور اولاد عطا فرما جو تیری عبادت اچھی طرح کریں، وہ عبادت کرتے وقت کسی قسم کا گناہ نہ کریں۔ ﴿وَّ اجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا﴾ یعنی ہمیں انکا مقتدیٰ بنادے (۲)۔

امام احمدؒ، امام بخاریؒ نے "الادب المفرد" میں ابن جریرؒ، ابن ابی حاتمؒ، طبرانیؒ، ابن مردویہؒ اور ابو نعیمؒ نے "حلیہ" میں حضرت مقداد بن اسودؓ (۳) سے روایت نقل کی ہے: اللہ تعالیٰ نے کسی بھی نبی کو جاہلیت کے جن مشکل حالات میں مبعوث فرمایا ان میں مشکل ترین حالات میں نبی کریم ﷺ کو مبعوث فرمایا۔ وہ لوگ یہ خیال نہیں کرتے تھے کہ بتوں کی عبادت سے بھی بڑھ کر کوئی دین ہوسکتا ہے۔ نبی کریم ﷺ فرقان لائے جس نے حق اور باطل میں تفریق کردی، والد اور بیٹے کے درمیان تفریق کردی یہاں تک کہ ایک آدمی اپنے والد، اپنے بیٹے اور بھائی کو کافر دیکھتا تھا جب کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے دل کے تالے کو ایمان کے ساتھ کھول دیا اور وہ یہ جانتا تھا کہ اگر اس کا یہ رشتہ اسی حال میں فوت ہوگیا تو جہنم میں داخل ہوجائے گا۔ تو اس کی آنکھ ٹھنڈک نہ ہوگی اور وہ جانتا ہے کہ اس کا پیارا رشتہ دار جہنم میں ہوگا۔ اسی کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿وَ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَ ذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ﴾ (۴)۔

---

(۱) تفسیر الطبری، سورۃ الفرقان، ۹: ۴۲۴ رقم (۲۶۵۵۴)
شعب الایمان، ۶: ۴۰۶ رقم (۸۶۶۸)

(۲) تفسیر الطبری، سورۃ الفرقان، ۹: ۴۲۴ رقم (۲۶۵۵۱)

(۳) مقداد بن عمرو بن ثعلبۃ بن مالک البھرانی، الکندی الزھری، ابو الاسود یا ابو عمرو، المعروف بالمقداد بن الاسود، مشہور صحابی الرسول ﷺ ہیں۔ آپ سابقین الاولین میں سے تھے۔ ۳۳ھ کو [جرف] کے مقام پر وفات پاگئے تھے۔ [الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ، ۶: ۲۰۲ رقم (۸۱۸۹)]

(۴) مسند احمد: کتاب: باقی مسند الانصار، باب: حدیث المقداد بن الاسود، رقم (۲۳۸۶۱)
الادب المفرد: کتاب: الابناء، باب: الولد قرۃ العین، رقم (۸۷)
تفسیر الطبری، سورۃ الفرقان ۹، ص ۴۲۴ رقم (۲۶۵۶۰)

امام عبد بن حمیدؒ نے حضرت عاصمؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے ذُرِّيّٰتِنَا کو واحد کا صیغہ پڑھا ہے(۱)۔

امام عبد بن حمیدؒ اور ابن جریرؒ نے حضرت قتادہؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ہمیں بھلائی میں قائد، داعی اور ہادی بنا دے جن کی بھلائی میں اقتداء کی جاتی ہو(۲)۔

امام فریابیؒ نے ابوصالحؒ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ ہمیں متقین کا امام بنادے کہ ہماری ہدایت کی پیروی کی جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم(۳)۔

أُولَٰئِكَ يُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ بِمَا صَبَرُوا وَيُلَقَّوْنَ فِيهَا تَحِيَّةً وَسَلَامًا ﴿٧٥﴾ خَالِدِينَ فِيهَا حَسُنَتْ مُسْتَقَرًّا وَمُقَامًا ﴿٧٦﴾

"اُن (صفات والے) لوگوں کو اُن کے خبر کے بدلے اونچے اونچے محل دیے جائیں گے اور وہاں فرشتے اُن سے دعا وسلام کے ساتھ ملاقات کرینگے[۷۵] اس میں وہ ہمیشہ رہنگے۔ اور وہ ٹھیرنے اور رہنے کی بہت ہی عمدہ جگہ ہے"[۷۶]

امام حکیم ترمذیؒ نے "نوادر الاصول میں" حضرت سہل بن سعدؓ(۴) سے انہوں نے نبی کریم ﷺ سے اس ارشاد باری تعالیٰ ﴿أُولَٰئِكَ يُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ﴾ کی تفسیر نقل کی ہے کہ یہ بالا خانہ سرخ یاقوت یا سبز زبرجد یا سفید موتی کا ہوگا۔ اس میں نہ کوئی چیز ٹوٹی ہوئی ہوگی نہ پھٹی ہوئی ہوگی(۵)۔

امام ابن ابی شیبہؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ضحاکؒ سے الغرفۃ کا معنی جنت نقل کیا ہے(۶)۔

= تفسیر ابن ابی حاتم: سورۃ الفرقان، ۸: ۲۷۴۱ رقم (۱۵۴۸۲)

المعجم الکبیر، کتاب: المیم، (مقدار بن عمرو بن الاسود) رقم (۶۰۰) حلیۃ الاولیاء، ۱: ۱۷۵

رواه الطبرانی باسانید فی احدهایحییٰ بن صالح وثقه الذهبی وقد تکلموا فیه بقیة رجاله رجال الصحیح [مجمع الزوائد ۶: ۱۲ رقم (۹۸۱۷)]

(۱) ابوزرعۃ، عبدالرحمٰن بن محمد زنجلۃ، حجۃ القراءت، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت، طبع (۱۹۸۲ء) ج۱، ص۵۱۵۔

(۲) تفسیر الطبری، سورۃ الفرقان، ۱۰: ۲۵۰

(۳) تفسیر الطبری، سورۃ الفرقان، ۹: ۴۲۴

(۴) سھل بن سعد بن مالک بن خالد الانصاری الخزرجی الساعدی، ابوالعباس یا ابویحییٰ المدنی، آپ مشہور صحابہ میں سے تھے۔ آپ کا نام حزن تھا۔ نبی کریم ﷺ نے تبدیل کرکے سھل رکھ دیا تھا۔ وفاتِ نبی ﷺ کے وقت آپ کی عمر پندرہ برس تھی۔ ۸۸ھ کو مدینہ میں وفات پاگئے تھے۔ [الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ، ۳: ۲۰۰ رقم (۳۵۳۵)]

(۵) فتح القدیر، سورۃ الفرقان، ۴: ۱۴۱

(۶) مصنف ابن ابی شیبہ: کتاب: الجنۃ، رقم (۳۴۰۳۱)

تفسیر ابن ابی حاتم: سورۃ الفرقان، ۸: ۲۷۴۳ رقم (۱۵۴۹۵)

امام ابن ابی حاتمؒ اور ابو نعیمؒ نے "حلیہ" میں حضرت ابو جعفرؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ دنیا میں وہ فقر پر جو صبر کرتے رہے ہیں اس پر انہیں بدلہ دیا جائے گا (۱)۔

امام زاہر بن طاہر شحامیؒ (۲) نے حضرت انسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جنت میں ایسے بالا خانے ہوں گے جن میں اوپر سے زنجیر اور نیچے سے ستون نہ ہوں گے۔ عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ ان بالا خانوں میں رہنے والے کیسے ان میں داخل ہوں گے۔ فرمایا وہ پرندوں کی طرح اس میں داخل ہوں گے۔ عرض کی یا رسول اللہ ﷺ یہ کن کیلئے ہوں گے؟ فرمایا بیماروں، درد والوں اور مصیبت زدہ لوگوں کیلئے ہوں گے (۳)۔

امام احمدؒ نے حضرت ابو مالک اشعریؓ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جنت میں ایسے بالا خانے ہیں جن کا اندر کا حصہ باہر اور باہر کا حصہ اندر سے دکھائی دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ بالا خانے ان لوگوں کیلئے تیار کیے ہیں جو لوگوں کو کھانا کھلائے، نرم گفتگو کرے، پے در پے روزے رکھے اور اس وقت نماز پڑھے جب لوگ سو رہے ہوں (۴)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت سعید بن جبیرؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ أُولَـٰئِكَ سے مراد وہ لوگ ہیں جن کا ذکر ان آیات میں ہوا انہیں آخرت میں جنت دی جائے گی کیونکہ انہوں نے اپنے رب کے حکم پر صبر کیا۔ انہیں فرشتے سلام کے ساتھ ملاقات کریں گے۔ وہ جنت میں ہمیشہ رہیں گے۔ انہیں موت نہیں آئے گی۔ ان کا جنت میں اچھا ٹھانہ اور اچھی قیام گاہ ہوگی (۵)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت عاصمؒ سے روایت نقل کی ہے کہ ابن سیرینؒ کو ایک آدمی ملا۔ اس نے کہا تجھے اللہ تعالیٰ زندگی عطا کرے۔ حضرت ابن سیرینؒ نے کہا بہترین سلام جنتیوں کا سلام ہے (۶)۔

---

(۱) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الفرقان، ۸: ۲۷۴۳ رقم (۱۵۴۹۵) حلیۃ الاولیاء، ۱: ۳۴۷

(۲) زاہر بن طاہر الشحامی، آپ کے بارے میں علماء کافی تشویس کا شکار ہو گئے تھے۔ نماز نہ پڑھنے کی وجہ سے آپ کو ترک کر دیا تھا جب آپ کو اس کا اندازہ ہو گیا کہ علماء نے مجھ سے روایت کرنا چھوڑ دیا ہے تو اصبہان میں اپنا عذر ظاہر کیا اور سلسل بول کی بیماری کا بتا کر لوگوں کے سامنے اپنے آپ کو معذور ثابت کر دیا تھا۔ امام نجارؒ نے آپ کو صدوق کہا ہے۔ ۵۳۳ھ کو وفات پا گئے تھے۔ [لسان المیزان، ۲: ۴۷۰ رقم (۱۸۹۲)]

(۳) مسند احمد، کتاب: باقی مسند الانصار، باب: حدیث ابی مالک الاشعری، رقم (۲۲۳۹۸) مثلہ

(۴) مسند احمد، کتاب: باقی مسند الانصار، باب: حدیث ابی مالک الاشعری، رقم (۲۲۳۹۸)

(۵) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الفرقان، ۸: ۲۷۴۳ رقم (۱۵۴۹۴) (۶)

تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الفرقان، ۸: ۲۷۴۴ رقم (۱۵۵۰۱)

امام عبد بن حمیدؒ نے حضرت عاصمؒ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے الْغُرْفَةَ کو واحد اور يُلَقَّوْنَ کو تخفیف اور یاء کے نصب کے ساتھ پڑھا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (۱)۔

قُلْ مَا يَعْبَؤُا بِكُمْ رَبِّي لَوْلَا دُعَآؤُكُمْ ج فَقَدْ كَذَّبْتُمْ فَسَوْفَ يَكُونُ لِزَاماً ﴿۷۷﴾

کہہ دو کہ اگر تم (خدا کو) نہیں پکارتے تو میرا پروردگار بھی تمہاری کچھ پروا نہیں کرتا۔ تم نے تکذیب کی ہے سو اس کی سزا (تمہارے لئے) لازم ہوگی [۷۷]

امام ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے ﴿لَوْ لَا دُعَآؤُكُمْ﴾ کا معنیٰ لَوْ لَا إِيمَانُكُمْ کیا ہے کہ اگر تمہارا ایمان نہ ہوتا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ خبر دی کہ اللہ تعالیٰ کو تمہاری کوئی حاجت نہیں کیونکہ اس نے تمہیں بطور مومن پیدا فرمایا۔ اگر اللہ تعالیٰ کو ان کی ضرورت ہوتی تو ان کیلئے بھی ایمان کو محبوب بنا دیتا جیسے اس نے مومنوں کیلیے ایمان کو محبوب بنا دیا تھا لِزَامًا کا معنی موت ہے (۲)۔

امام فریابیؒ، ابن ابی شیبہؒ، عبد بن حمیدؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت مجاہدؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ "مایعبا" کا معنی مایفعل ہے کہ وہ کیا کرے گا۔ ﴿لَوْ لَا دُعَآؤُكُمْ﴾ یعنی اگر اس کی تمہیں یہ دعوت نہ ہوتی کہ تم اس کی عبادت کرو اور تم اس کی اطاعت کرو (۳)۔

امام ابن ابی حاتمؒ اور ابو الشیخؒ نے "العظمۃ" میں حضرت ولید بن ابو الولیدؒ (۴) سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ اس آیت کی تفسیر یہ ہے کہ تمہیں تخلیق فرمانے میں مجھے کوئی غرض نہیں سوائے اس کے کہ تم مجھ سے سوال کرو تو میں تمہیں بخش دوں۔ تم مجھ سے سوال کرو اور میں تمہیں عطا کروں (۵)۔

---

(۱) روایت نہیں ملی

(۲) تفسیر الطبری، سورۃ الفرقان، ج۹، ص۴۲۷ رقم (۲۶۵۶۸)
تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الفرقان، ۸: ۲۷۴۴ رقم (۱۵۵۰۵)

(۳) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الفرقان، ۸: ۲۷۴۴ رقم (۱۵۵۰۴)
تفسیر الطبری، سورۃ الفرقان، ۹: ۴۲۷ رقم (۲۶۵۶۹)۔

(۴) ولید بن ابی الولید عثمان یا ابو الولید، القرشی، ابو عثمان المدنی، مولیٰ عثمان بن عفان، حدیث کے ایک ثقہ راوی ہیں۔ [التاریخ الکبیر، ۸: ۱۵۶، رقم (۲۵۴۵)]

(۵) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الفرقان، ۸: ۲۷۴۴ رقم (۱۵۵۰۸)،
العظمۃ، ۶: ۵۲۹

امام عبد بن حمیدؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت عبداللہ بن زبیرؓ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے صبح کی نماز میں سورۂ فرقان پڑھی۔ جب اس آیت پر پہنچے تو كَذَّبْتُمْ کی جگہ كَذَّبَ الْكَافِرُوْنَ پڑھا(۱)۔

امام عبد بن حمیدؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن انباریؒ نے "مصاحف" میں حضرت ابن عباسؓ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے بھی كَذَّبَ الْكَافِرُوْنَ قراءت کی (۲)۔

امام ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت محمد بن کعبؒ سے لِزَامًا کا معنی موت نقل کیا ہے (۳)۔

امام عبدالرزاقؒ، عبد بن حمیدؒ اور ابن جریرؒ نے حضرت قتادہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابی بن کعبؓ نے کہا کہ لِزَامًا سے مراد بدر کے دن قتل کرنا ہے (۴)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت سدیؒ سے لِزَامًا کا معنی وہ قتل ہے جس کا مشرکوں کو غزوۂ بدر کے روز سامنا کرنا پڑا (۵)۔

امام عبد بن حمیدؒ، ابن جریرؒ اور ابن مردویہؒ نے حضرت ابن مسعودؓ سے روایت نقل کی ہے کہ لِزَامًا چکا۔ یہ وہ عذاب تھا جو غزوۂ بدر کو ہوا ستر آدمی قتل کئے گئے اور ستر آدمی گرفتار کئے گئے (۶)۔

امام فریابیؒ، سعید بن منصورؒ، عبد بن حمیدؒ، امام بخاریؒ، امام مسلمؒ، امام نسائیؒ، ابن جریرؒ، طبرانیؒ، ابن مردویہؒ اور بیہقیؒ نے "دلائل" میں حضرت ابن مسعودؓ سے روایت نقل کی ہے کہ پانچ چیزیں گزر چکی ہیں دھواں، چاند کا شق ہونا، رومیوں کی فتح، بطشہ (پکڑ) اور لزام (۷)۔

---

(۱) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الفرقان، ۸:۲۷۴۶ رقم (۱۵۵۱۴)
تفسیر الطبری، سورۃ الفرقان، ۹:۴۲۷ رقم (۲۶۵۷۰)

(۲) تفسیر الطبری، سورۃ الفرقان، ۹:۴۲۷ رقم (۲۶۵۷۱)

(۳) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الفرقان ۸:۲۷۴۶ رقم (۱۵۵۱۴)

(۴) تفسیر الطبری، سورۃ الفرقان، ۹:۴۲۷ رقم (۲۶۵۷۵)

(۵) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الفرقان، ۸:۲۷۴۶ رقم (۱۵۵۱۵)

(۶) تفسیر الطبری، سورۃ الفرقان، ۹:۴۲۷ رقم (۲۶۵۸۲)

(۷) صحیح بخاری، کتاب: تفسیر القرآن، باب: فسوف یکون لزاما ای هلکة، رقم (۴۴۹۰)
صحیح مسلم، کتاب: صفة القیامة والجنة والنار، باب: الدخان، رقم (۲۷۹۸)
سنن النسائی الکبریٰ، ۶:۴۲۲ رقم (۱۱۳۷۴)

امام عبد بن حمیدؒ نے حضرت قتادہؒ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ ہم یہ باتیں کیا کرتے تھے کہ لِزَامًا سے مراد بدر کا دن ہے(۱)۔

امام عبد بن حمیدؒ اور ابن جریرؒ نے حضرت مجاہدؒ سے لِزَامًا کا معنی بدر کا دن کیا ہے(۲)۔

امام عبد بن حمیدؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابو مالکؒ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے(۳)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت حسن بصریؒ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ لِزَامًا سے مراد قیامت کا دن ہے(۴)۔

امام طبرانیؒ نے حضرت ابن مسعودؓ سے روایت نقل کی ہے کہ پانچ نشانیاں گزر چکی ہیں اور پانچ باقی ہیں چاند کا شق ہونا، اسے ہم نے خود دیکھا، دخان، بڑی پکڑ، بانجھ اور لزام۔ یہ گزر چکی ہیں(۵)۔

---

(۱) تفسیر الطبری، سورۃ الفرقان، ۹:۴۲۸

(۲) تفسیر الطبری، سورۃ الفرقان، ۹:۴۲۸ رقم (۲۶۵۷۸)

(۳) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الفرقان، ۸:۲۷۴۶ رقم (۱۵۵۱۲)

(۴) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الفرقان، ۸:۲۷۴۶ رقم (۱۵۵۱۳)

(۵) المعجم الکبیر، ۱۰:۸۹ رقم (۱۰۰۴۵)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

واللہ اعلم۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

سورۃ الشعراء

باب چہارم

سورۃ الشعراء کا اردو ترجمہ اور علمی تحقیق

فصل اول: مقدمہِ سورۃ الشعراء کے روایات کی تحقیق

فصل دوم: سورۃ الشعراء کے روایات کی تحقیق

سورۃ الشعراء کا اردو ترجمہ اور علمی تحقیق

فصل اول: مقدمہ سورۃ الشعراء کے روایات کی تحقیق

ابن ضریسؒ اور ابن مردویہؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ سورۃ طسم الشعراء مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی (۱)۔

امام ابن مردویہؒ نے حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ سے روایت نقل کی ہے کہ سورۃ الشعراء مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی (۲)۔

امام نحاسؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ سورۃ الشعراء مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی سوائے آخری پانچ آیتوں کے جو ﴿وَالشُّعَرَاء يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوُونَ (۳)﴾ مدینہ طیبہ میں نازل ہوئیں (۴)۔

امام ابونعیمؒ نے "حلیہ" میں معدی بن کرب (۵) سے روایت نقل کی ہے کہ ہم حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے تا کہ ہم طسم الشعراء کے بارے میں پوچھیں۔ حضرت عبد اللہؓ نے فرمایا: میرے پاس تو اس بارے میں کچھ نہیں لیکن تم پر لازم ہے کہ تم اس کے پاس جاؤ جس نے یہ سورت رسول اللہ ﷺ سے سیکھی ہے، تم ابو عبد اللہ خباب بن ارت (۶) کے پاس جاؤ (۷)۔

امام عبد الرزاقؒ، عبد بن حمیدؒ، ابن جریرؒ، ابن منذر اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت قتادہؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ قرآن کے اسماء میں سے ایک نام ہے (۸)۔

---

(۱) فضائل القرآن، ۱:۲۱، رقم (۱۷)۔۔امام نحاس، الناسخ والمنسوخ، ۱:۶۰۷

(۲) فضائل القرآن، ۱:۲۱، رقم (۱۷)۔۔امام نحاس، الناسخ والمنسوخ، ۱:۶۰۷ [مثله عن ابن عباسؓ]

(۳) القرآن الکریم، الشعراء، ۲۲۴

(۴) امام نحاس، الناسخ والمنسوخ، ۱:۶۰۷

(۵) معدی کرب الحمد انیؓ کو صحابی رسول ﷺ ہونے کا شرف حاصل ہے۔ [الاصابۃ فی تمیز الصحابہ، ج۶، ص۱۷۸، رقم (۸۱۳۷)]

(۶) خباب بن الارت بن جندلہ بن سعد التمیمی، ابو عبد اللہ مولیٰ انمار بنت سباع الخزاعیہ، آپؓ صحابیِ رسول اللہ ﷺ اور سابقین الاولین میں سے تھے۔ اسلام قبول کرنے کے بعد کفار نے آپ کو بہت ستایا تھا۔ آپؓ غزوہِ بدر میں شریک ہوئے تھے۔ [الطبقات الکبریٰ، ۳:۱۶۔۔ تہذیب التہذیب، ۳:۱۱۵ رقم (۲۵۴)]

(۷) حلیۃ الاولیاء، ۱:۱۴۳

(۸) تفسیر الطبری، سورۃ الشعراء، ۹:۴۳۰ رقم (۲۶۵۸۶)
تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الشعراء، ۸:۲۷۴۷ رقم (۱۵۵۱۸)

فصل دوم: سورۃ الشعراء کے روایات کی تحقیق

بسم الله الرحمن الرحيم

طٰسٓمٓ ﴿١﴾

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت محمد بن کعبؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ طسم میں طاء یہ ذی الطّول سے، سین قدوس سے اور میم الرحمٰن سے ماخوذ ہے(۱)۔

تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ﴿٢﴾ لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ اَلَّا يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ ﴿٣﴾ اِنْ نَّشَاْ نُنَزِّلْ عَلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ اٰيَةً فَظَلَّتْ اَعْنَاقُهُمْ لَهَا خٰضِعِيْنَ ﴿٤﴾ وَمَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ ذِكْرٍ مِّنَ الرَّحْمٰنِ مُحْدَثٍ اِلَّا كَانُوْا عَنْهُ مُعْرِضِيْنَ ﴿٥﴾ فَقَدْ كَذَّبُوْا فَسَيَاْتِيْهِمْ اَنْۢبٰٓؤُا مَا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿٦﴾ اَوَلَمْ يَرَوْا اِلَى الْاَرْضِ كَمْ اَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ كَرِيْمٍ ﴿٧﴾ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿٨﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿٩﴾

"یہ کتاب روشن کی آیتیں ہیں[۲] (اے پیغمبر) شاید تم اس (رنج) سے کہ یہ لوگ ایمان نہیں لاتے اپنے تئیں ہلاک کردوگے[۳] اگر ہم چاہیں تو ان پر آسمان سے نشانی اتار دیں پھر اُنکی گردنیں اس کے آگے جھک جائیں[۴] اور اُنکے پاس (خدائے) رحمٰن کی طرف سے کوئی نئی نصیحت نہیں آتی مگر اس سے مُنہ پھیر لیتے ہیں[۵] سو یہ تو جھٹلا چکے اب ان کو اس چیز کی حقیقت معلوم ہوگی جس کی ہنسی اڑاتے تھے[۶] کیا اُنہوں نے زمین کی طرف نہیں دیکھا کہ ہم نے اس میں ہر قسم کی کتنی نفیس چیزیں اُگائی ہیں[۷] کچھ شک نہیں کہ اس میں (قدرت خدا کی) نشانی ہے مگر یہ اکثر ایمان لانے والے نہیں[۸] اور تمہارا پروردگار غالب (اور) مہربان ہے"[۹]

امام عبدالرزاقؒ، عبد بن حمیدؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے قتادہؒ سے باخع کا معنی قاتل (قتل کرنے والا) نقل کیا ہے اور کہا اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو ان پر ایسی نشانی نازل فرماتا جس کے سامنے وہ اطاعت شعار بن جاتے تو کوئی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی طرف گردن بھی نہ موڑتا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ان کے پاس کتاب اللہ میں سے جو بھی چیز آتی ہے تو وہ اس سے اعراض کرتے ہیں، قیامت کے روز ان کے پاس اس چیز کی خبریں آئیں گی جس کا وہ مذاق اڑایا کرتے تھے اور کریم کا معنی حسن ہے(۲)۔

---

(۱) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الشعراء، ۸: ۲۷۴۷ رقم (۱۵۵۱۹)

(۲) تفسیر الطبری، سورۃ الشعراء، ۹: ۴۳۱ رقم (۲۶۵۹۱)
تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الشعراء، ۸: ۲۷۴۷ رقم (۱۵۵۲۶)
تفسیر عبدالرزاق، سورۃ الشعراء، ۲: ۳۶۰۔۳۶۱ رقم (۲۱۰۷)

امام طستیؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت نافع بن ازرقؒ نے رسول اللہ ﷺ سے اس آیت کریمہ ﴿فظلت اعناقهم لها خٰضعين﴾ کے بارے میں پوچھا تو حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا "عنق" سے مراد لوگوں کی جماعت ہے۔ نافعؒ نے عرض کی کیا عرب اس معنی کو پہچانتے ہیں؟ فرمایا ہاں کیا تو نے حرث بن ہشام کو نہیں دیکھا کہ وہ کہتا ہے اور ابو جہل کا ذکر کرتا ہے:

يخبرنا المخبر ان عمروا امام القوم من عنق مخيل(۱)

"ہمیں خبر دینے والا بتاتا ہے کہ عمرو (ابو جہل) قوم کے سامنے بزدل جماعت سے ہوتا ہے"۔

امام ابن جریرؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے ﴿خٰضعين﴾ کا معنی ذلیل نقل کیا ہے(۲)۔

امام ابن جریرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن زیدؒ سے روایت نقل کی ہے کہ "خاضع" سے مراد ذلیل ہے(۳)۔

امام فریابیؒ، عبد بن حمیدؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت مجاہدؒ سے ﴿من كل زوج كريم﴾ کا معنی زمین کی نباتات نقل کیا ہے جسے لوگ اور چوپائے کھاتے ہیں(۴)۔

امام فریابیؒ، عبد بن حمیدؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت شعبیؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ لوگ بھی زمین کی نباتات میں سے ہیں جو جنت میں داخل ہو گیا وہ کریم ہے اور جو جہنم میں داخل ہو گیا وہ کمینہ ہے(۵)۔

امام ابن جریرؒ نے ابن جریجؒ سے روایت نقل کی ہے کہ سورۃ الشعراء میں جو العزیز الرحیم ہے۔ اس کا اطلاق اُن پر ہوگا جو سابقہ قوموں میں ہلاک ہو گئے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے لفظ عزیز کا ذکر فرمایا ہے جب اللہ نے اپنے دشمن سے انتقام لیا اور وہ مومنوں کے لیے رحیم ہے جب انہیں اس عذاب سے نجات دی جس کے ساتھ اپنے دشمنوں کو ہلاک کیا(۶)۔

---

(۱) مسائل نافع بن الازرق، ۱:۱۸۵

(۲) تفسیر الطبری، سورۃ الشعراء، ۹:۴۳۱ رقم (۲۶۵۹۳)

(۳) تفسیر الطبری، سورۃ الشعراء، ۹:۴۳۱ رقم (۲۶۵۹۶)
تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الشعراء، ۸:۲۷۴۷ رقم (۱۵۵۳۵)

(۴) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الشعراء، ۸:۲۷۴۷ رقم (۱۵۵۳۷)

(۵) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الشعراء، ۸:۲۷۴۷ رقم (۱۵۵۳۸)

(۶) تفسیر الطبری، سورۃ الشعراء، ۹:۴۳۴ رقم (۲۶۵۹۸)

وَإِذْ نَادَىٰ رَبُّكَ مُوسَىٰٓ أَنِ ائْتِ الْقَوْمَ الظَّٰلِمِينَ ﴿١٠﴾ قَوْمَ فِرْعَوْنَ ۚ أَلَا يَتَّقُونَ
﴿١١﴾ قَالَ رَبِّ إِنِّيٓ أَخَافُ أَن يُكَذِّبُونِ ﴿١٢﴾ وَيَضِيقُ صَدْرِي وَلَا يَنطَلِقُ
لِسَانِي فَأَرْسِلْ إِلَىٰ هَٰرُونَ ﴿١٣﴾ وَلَهُمْ عَلَيَّ ذَنۢبٌ فَأَخَافُ أَن يَقْتُلُونِ
﴿١٤﴾ قَالَ كَلَّا ۖ فَاذْهَبَا بِـَٔايَٰتِنَآ إِنَّا مَعَكُم مُّسْتَمِعُونَ ﴿١٥﴾ فَأْتِيَا فِرْعَوْنَ فَقُولَآ
إِنَّا رَسُولُ رَبِّ الْعَٰلَمِينَ ﴿١٦﴾ أَنْ أَرْسِلْ مَعَنَا بَنِيٓ إِسْرَٰٓءِيلَ ﴿١٧﴾ قَالَ أَلَمْ نُرَبِّكَ
فِينَا وَلِيدًا وَلَبِثْتَ فِينَا مِنْ عُمُرِكَ سِنِينَ ﴿١٨﴾ وَفَعَلْتَ فَعْلَتَكَ الَّتِي فَعَلْتَ وَأَنتَ
مِنَ الْكَٰفِرِينَ ﴿١٩﴾ قَالَ فَعَلْتُهَآ إِذًا وَأَنَا۠ مِنَ الضَّآلِّينَ ﴿٢٠﴾ فَفَرَرْتُ مِنكُمْ لَمَّا
خِفْتُكُمْ فَوَهَبَ لِي رَبِّي حُكْمًا وَجَعَلَنِي مِنَ الْمُرْسَلِينَ ﴿٢١﴾ وَتِلْكَ نِعْمَةٌ تَمُنُّهَا
عَلَيَّ أَنْ عَبَّدتَّ بَنِيٓ إِسْرَٰٓءِيلَ ﴿٢٢﴾ قَالَ فِرْعَوْنُ وَمَا رَبُّ الْعَٰلَمِينَ ﴿٢٣﴾ قَالَ
رَبُّ السَّمَٰوَٰتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَآ ۖ إِن كُنتُم مُّوقِنِينَ ﴿٢٤﴾ قَالَ لِمَنْ حَوْلَهُۥٓ أَلَا
تَسْتَمِعُونَ ﴿٢٥﴾ قَالَ رَبُّكُمْ وَرَبُّ ءَابَآئِكُمُ الْأَوَّلِينَ ﴿٢٦﴾ قَالَ إِنَّ رَسُولَكُمُ
الَّذِيٓ أُرْسِلَ إِلَيْكُمْ لَمَجْنُونٌ ﴿٢٧﴾ قَالَ رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَمَا بَيْنَهُمَآ إِن
كُنتُمْ تَعْقِلُونَ ﴿٢٨﴾ قَالَ لَئِنِ اتَّخَذْتَ إِلَٰهًا غَيْرِي لَأَجْعَلَنَّكَ مِنَ الْمَسْجُونِينَ
﴿٢٩﴾ قَالَ أَوَلَوْ جِئْتُكَ بِشَيْءٍ مُّبِينٍ ﴿٣٠﴾ قَالَ فَأْتِ بِهِۦٓ إِن كُنتَ مِنَ الصَّٰدِقِينَ
﴿٣١﴾ فَأَلْقَىٰ عَصَاهُ فَإِذَا هِيَ ثُعْبَانٌ مُّبِينٌ ﴿٣٢﴾ وَنَزَعَ يَدَهُۥ فَإِذَا هِيَ بَيْضَآءُ
لِلنَّٰظِرِينَ ﴿٣٣﴾ قَالَ لِلْمَلَإِ حَوْلَهُۥٓ إِنَّ هَٰذَا لَسَٰحِرٌ عَلِيمٌ ﴿٣٤﴾ يُرِيدُ أَن يُخْرِجَكُم
مِّنْ أَرْضِكُم بِسِحْرِهِۦ فَمَاذَا تَأْمُرُونَ ﴿٣٥﴾ قَالُوٓا۟ أَرْجِهْ وَأَخَاهُ وَابْعَثْ فِي الْمَدَآئِنِ
حَٰشِرِينَ ﴿٣٦﴾ يَأْتُوكَ بِكُلِّ سَحَّارٍ عَلِيمٍ ﴿٣٧﴾ فَجُمِعَ السَّحَرَةُ لِمِيقَٰتِ يَوْمٍ
مَّعْلُومٍ ﴿٣٨﴾ وَقِيلَ لِلنَّاسِ هَلْ أَنتُم مُّجْتَمِعُونَ ﴿٣٩﴾ لَعَلَّنَا نَتَّبِعُ السَّحَرَةَ إِن
كَانُوا۟ هُمُ الْغَٰلِبِينَ ﴿٤٠﴾ فَلَمَّا جَآءَ السَّحَرَةُ قَالُوا۟ لِفِرْعَوْنَ أَئِنَّ لَنَا لَأَجْرًا إِن كُنَّا
نَحْنُ الْغَٰلِبِينَ ﴿٤١﴾ قَالَ نَعَمْ وَإِنَّكُمْ إِذًا لَّمِنَ الْمُقَرَّبِينَ ﴿٤٢﴾ قَالَ لَهُم مُّوسَىٰٓ
أَلْقُوا۟ مَآ أَنتُم مُّلْقُونَ ﴿٤٣﴾ فَأَلْقَوْا۟ حِبَالَهُمْ وَعِصِيَّهُمْ وَقَالُوا۟ بِعِزَّةِ فِرْعَوْنَ إِنَّا لَنَحْنُ
الْغَٰلِبُونَ ﴿٤٤﴾ فَأَلْقَىٰ مُوسَىٰ عَصَاهُ فَإِذَا هِيَ تَلْقَفُ مَا يَأْفِكُونَ ﴿٤٥﴾ فَأُلْقِيَ
السَّحَرَةُ سَٰجِدِينَ ﴿٤٦﴾ قَالُوٓا۟ ءَامَنَّا بِرَبِّ الْعَٰلَمِينَ ﴿٤٧﴾ رَبِّ مُوسَىٰ وَهَٰرُونَ

﴿٤٨﴾ قَالَ اٰمَنتُمْ لَهُۥ قَبْلَ أَنْ اٰذَنَ لَكُمْ إِنَّهُۥ لَكَبِيرُكُمُ الَّذِى عَلَّمَكُمُ السِّحْرَ ۚ فَلَسَوْفَ تَعْلَمُونَ ۚ لَأُقَطِّعَنَّ أَيْدِيَكُمْ وَأَرْجُلَكُم مِّنْ خِلَافٍ وَلَأُصَلِّبَنَّكُمْ أَجْمَعِينَ ﴿٤٩﴾ قَالُوا لَا ضَيْرَ ۖ إِنَّا إِلَىٰ رَبِّنَا مُنقَلِبُونَ ﴿٥٠﴾ إِنَّا نَطْمَعُ أَن يَغْفِرَ لَنَا رَبُّنَا خَطَٰيَٰنَآ أَن كُنَّآ أَوَّلَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿٥١﴾

"اور جب تمہارے پروردگار نے موسیٰ کو پکارا کہ ظالم لوگوں کے پاس جاؤ[۱۰] یعنی فرعون کے پاس جاؤ[۱۱] انہوں نے کہا کہ میرے پروردگار میں ڈرتا ہوں کہ وہ مجھے جھوٹا سمجھیں[۱۲] اور میرا دل تنگ ہوتا ہے اور میری زبان رُکتی ہے تو ہارون کو حکم بھیج (کہ میرے ساتھ چلیں)[۱۳] اور اُن لوگوں کا مجھ پر ایک گناہ (یعنی قبطی کے خون کا دعویٰ) بھی ہے سو مجھے یہ بھی ڈر ہے کہ مجھ کو مار ہی ڈالیں[۱۴] فرمایا ہرگز نہیں تم دونوں ہماری نشانیاں لے کر جاؤ ہم تمہارے ساتھ سننے والے ہیں[۱۵] تو دونوں فرعون کے پاس جاؤ اور کہو کہ ہم تمام جہاں کے مالک کے بھیجے ہوئے ہیں[۱۶] (اور اس لئے آئے ہیں) کہ آپ بنی اسرائیل کو ہمارے ساتھ جانے کی اجازت دیں[۱۷] (فرعون نے موسیٰ سے) کہا کیا ہم نے تم کو کہ ابھی بچے تھے پرورش نہیں کی اور تم نے برسوں ہمارے ہاں عمر بسر (نہیں) کی؟[۱۸] اور تم نے ایک اور کام کیا تھا جو کیا تم ناشکرے معلوم ہوتے ہو[۱۹] (موسیٰ نے) کہا کہ (ہاں) وہ حرکت مجھے ناگہاں سرزد ہوئی تھی اور میں خطا کاروں میں تھا[۲۰] تو جب مجھے تم سے ڈر لگا تو تم سے بھاگ گیا۔ پھر خدا نے مجھے نبوت وعلم بخشا اور مجھے پیغمبروں میں سے کیا [۲۱] اور (کیا) یہی احسان ہے جو آپ مجھ پر رکھتے ہیں کہ آپ نے بنی اسرائیل کو غلام بنا رکھا ہے[۲۲] فرعون نے کہا کہ تمام جہان کا مالک کیا؟[۲۳] کہا کہ آسمانوں اور زمین اور جو کچھ ان دونوں میں ہے سب کا مالک۔ بشرطیکہ تم لوگوں کو یقین ہو[۲۴] فرعون نے اپنے اہالی موالی سے کہا کہ کیا تم سُنتے نہیں؟[۲۵] (موسیٰ نے) کہا کہ تمہارا اور تمہارے پہلے باپ دادا کا مالک[۲۶] (فرعون نے) کہا کہ (یہ) پیغمبر جو تمہاری طرف بھیجا گیا ہے باؤلا ہے[۲۷] (موسیٰ نے) کہا کہ مشرق اور مغرب اور جو کچھ ان دونوں میں ہے سب کا مالک۔ بشرطیکہ تم کو سمجھ ہو[۲۸] (فرعون نے) کہا کہ اگر تم نے میرے سوا کسی اور کو معبود بنایا تو میں تمہیں قید کر دونگا[۲۹] (موسیٰ نے) کہا خواہ میں آپ کے پاس روشن چیز لاؤں (یعنی معجزہ؟)[۳۰] (فرعون نے کہا اگر سچے ہو تو اُسے لاؤ (دیکھاؤ)[۳۱] پس اُنہوں نے اپنی لاٹھی ڈال دی تو وہ اُسی وقت صریح اژدھا بن گئی[۳۲] اور اپنا ہاتھ جو نکالا تو اُسی دم دیکھنے والوں کے لئے سفید ابراق نظر آنے لگا[۳۳] فرعون نے اپنے گرد کے سرداروں سے کہا کہ یہ تو کامل فن جادوگر ہے[۳۴] چاہتا ہے کہ تم کو اپنے جادو (کے زور) سے تمہارے ملک سے نکال دیے تو تمہاری کیا رائے ہے؟[۳۵] انہوں نے کہا کہ اُس کے اور اُس کے بھائی (کے بارے) میں کچھ

توقف کیجئے اور شہروں میں نقیب بھیج دیے [۳۶] کہ سب ماہر جادوگروں کو (جمع کر کے) آپ کے پاس لے آئے [۳۷] تو جادوگر ایک مقررہ دن کی میعاد پر جمع ہو گئے [۳۸] اور لوگوں سے کہہ دیا گیا کہ تم (سب) کو اکھٹے ہونا چاہیئے [۳۹] تا کہ اگر جادوگر غالب رہیں تو ہم اُن کے پیروں ہو جائیں [۴۰] جب جادوگر آ گئے تو فرعون سے کہنے لگے اگر ہم غالب رہے تو ہمیں صلہ بھی عطا ہوگا؟ [۴۱] فرعون نے کہا ہاں اور تم مقربوں میں بھی داخل کر دئے جاؤ گے [۴۲] موسیٰ نے اُن سے کہا کہ جو چیز ڈالنی چاہتے ہو ڈالو [۴۳] تو انہوں نے اپنی رسیاں اور لاٹھیاں ڈالیں اور کہنے لگے کہ فرعون کے اقبال کی قسم! ہم ضرور غالب رہینگے [۴۴] پھر موسیٰ نے اپنی لاٹھی ڈالی تو وہ اُن چیزوں کو جو جادوگروں نے بنائی تھی نگلنے لگی [۴۵] تب جادوگر سجدے میں پڑ گئے [۴۶] (اور) کہنے لگے کہ ہم تمام جہان کے مالک پر ایمان لائے [۴۷] جو موسیٰ اور ہارون کا مالک ہے [۴۸] فرعون نے کہا کیا اس سے پہلے کہ میں تم کو اجازت دوں تم اُس پر ایمان لے آئے بیشک یہ تمہارا بڑا ہے جس نے تم کو جادو سکھایا ہے۔ سو عنقریب تم (اس کا انجام) معلوم کر لوگے کہ میں تمہارے ہاتھ اور پاؤں اطرافِ مخالف سے کاٹ دونگا اور تم سب کو سولی پر چڑھا دونگا [۴۹] اُنہوں نے کہا کچھ نقصان (کی بات) نہیں ہم اپنے پروردگار کی طرف لوٹ جانے والے ہیں [۵۰] ہمیں اُمید ہے کہ ہمارا پروردگار ہمارے گناہ بخش دے گا۔ اس لئے کہ ہم اول ایمان لانے والوں میں سے ہیں" [۵۱]

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت سدیؒ سے ﴿واذنادی ربك موسی﴾ کے بارے میں تفسیری قول نقل کیا ہے: یہ اس کے متعلق ہے جب طور کی دائیں جانب سے حضرت موسیٰؑ کو آواز دی گئی (۱)۔

امام فریابیؒ، ابن ابی شیبہؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت مجاہد سے ولهم علی ذنب کی یہ تفسیر نقل کی ہے: اس نفس کے قتل کا الزام جو ان میں قتل ہوا اور فعلتك سے مراد بھی انسان کا قتل ہے اور الضالین سے مراد جاہل ہیں (۲)۔

امام عبدالرزاقؒ، عبد بن حمیدؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت قتادہؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ذنب سے مراد انسان کو قتل کرنا ہے اور ﴿الم نربك فینا ولیدا﴾ سے مراد ہے کہ فرعون کے گھر والوں نے آپ کو لاوارث کے طور پر اٹھایا، بچہ کی حیثیت سے تربیت کی یہاں تک کہ آپ جوان بن گئے اور ﴿وفعلت فعلتك التی فعلت﴾ سے مراد ہے تو نے ایک انسان کو قتل کیا ﴿وانت من الکفرین﴾ فرمایا اس سے اللہ کی نبی بری ہیں۔ الضالین سے مراد جاہل

---

(۱) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الشعراء، ۸: ۲۷۵۱ رقم (۱۵۵۴۵)

(۲) تفسیر الطبری، سورۃ الشعراء، ۹: ۴۳۴ رقم (۲۶۵۹۸)
تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الشعراء، ۸: ۲۷۵۱ رقم (۱۵۵۴۵)

ہیں۔بعض قراءتوں میں اذا کی جگہ اذن ہے۔کیونکہ یہ ایسی چیز تھی جس سے آپ ناواقف تھے،آپ نے اس کا قصد نہ کیا تھا(۱)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت سعید بن جبیرؒ سے روایت نقل کی ہے کہ فرعون نے حضرت موسیٰؑ پر احسان جتلایا جب فرعون نے حضرت موسیٰؑ کی تربیت کی،وہ کہتا تو نے میری نعمت کی ناشکری کی(۲)۔

امام فریابیؒ،ابن ابی شیبہؒ،عبد بن حمیدؒ،ابن جریرؒ،ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت مجاہدؒ سے ان عبدت بنی اسرائیل کی یہ تفسیر نقل کی ہے تو ان پر غلبہ پا چکا ہے(۳)۔

امام ابن جریرؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے ﴿وانت من الکفرین﴾ کا یہ معنیٰ نقل کیا ہے کہ تو نعمت کی ناشکری کرنے والا ہے کیونکہ فرعون یہ نہیں جانتا تھا کہ کفر کیا ہے اور الضالین کا معنیٰ جاہل کیا ہے(۴)۔

امام ابوعبیدؒ اور ابن منذرؒ نے ابن جریجؒ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابن مسعود کی قراءت میں اذا کی بجائے اذن ہے(۵)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت سدیؒ سے حکما کا معنیٰ نبوت نقل کیا ہے(۶)۔

امام عبدالرزاقؒ،عبد بن حمیدؒ،ابن جریرؒ،ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت قتادہؒ سے ﴿وتلك نعمة تمنها علی﴾ کا یہ معنیٰ نقل کیا ہے کہ حضرت موسیٰؑ فرعون سے فرماتے اے فرعون! تو مجھ پر یہ احسان جتلاتا ہے جب کہ تو نے بنی اسرائیل کو اپنا غلام بنالیا ہے وہ آزاد تھے تو ان پر غالب آ گیا اور انہیں اپنا غلام بنالیا(۷)۔

---

(۱) تفسیر ابن ابی حاتم،سورۃ الشعراء،۸:۲۷۵۱ رقم (۱۵۵۴۵)
تفسیر عبدالرزاق،۲:۴۶۱ رقم (۱۲۔۲۱۱۰)

(۲) تفسیر ابن ابی حاتم،سورۃ الشعراء،۸:۲۷۵۴ رقم (۱۵۵۶۱)

(۳) تفسیر الطبری،الشعراء۹:۴۳۸ رقم (۲۶۶۱۴)۔
تفسیر ابن ابی حاتم،سورۃ الشعراء،۸:۲۷۵۶ رقم (۱۵۵۷۱)

(۴) تفسیر الطبری،سورۃ الشعراء۹:۴۳۷ رقم (۲۶۶۰۶)

(۵) ،فضائل القرآن،۲:۹۵،رقم (۵۳۹)

(۶) تفسیر ابن ابی حاتم،سورۃ الشعراء،سورۃ الشعراء،۸:۲۷۵۵ رقم (۱۵۵۶۸)

(۷) تفسیر الطبری،الشعراء۹:۴۳۹ رقم (۲۶۶۱۷)۔
تفسیر ابن ابی حاتم،سورۃ الشعراء،سورۃ الشعراء،۸:۲۷۵۵ رقم (۱۵۵۷۰)
تفسیر عبدالرزاق،سورۃ المائدۃ،۲:۷۴

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے ﴿قَالَ فِرْعَوْنُ وَمَا رَبُّ الْعَلَمِيْنَ ☆ قَالَ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ط إِنْ كُنْتُم مُّوْقِنِيْنَ ☆قَالَ لِمَنْ حَوْلَهٗ أَلَا تَسْتَمِعُوْنَ ☆قَالَ رَبُّكُمْ وَرَبُّ اٰبَآئِكُمُ الْأَوَّلِيْنَ ☆قَالَ إِنَّ رَسُوْلَكُمُ الَّذِيْ أُرْسِلَ إِلَيْكُمْ لَمَجْنُوْنٌ ☆ قَالَ رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَمَا بَيْنَهُمَا إِنْ كُنتُمْ تَعْقِلُوْنَ﴾ کے متعلق یہ قول نقل کیا ہے: اس نے یہ اضافہ مجبور ہو کر کیا(۱)۔

امام ابن جریرؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے ثعبان مبین کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ اس کی صورت سانپ جیسی تھی ونذع یدہ یعنی موسیٰ نے اپنے گریبان سے ہاتھ نکالا تو وہ چمک رہا تھا دیکھنے والا اسے دیکھ رہا تھا(۲)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت سدیؒ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت موسیٰؑ اپنے گھر والوں کے ساتھ آئے، انہیں لے کر مصر کی طرف چلے یہاں تک کہ وہاں رات کو پہنچے اور اپنی ماں کے مہمان بنے۔ وہ رات کی وجہ سے انہیں نہیں پہچانتے تھے۔ آپ نے مکان کی ایک طرف ڈیرہ ڈال لیا۔ حضرت ہارون آئے۔ جب مہمان کو دیکھا تو اس کے بارے میں اپنی ماں سے پوچھا: ماں نے بتایا کہ یہ مہمان ہے۔ حضرت ہارون نے مہمان کو دعوت دی۔ حضرت موسیٰؑ نے حضرت ہارون کے ساتھ کھانا کھایا۔ جب دونوں بیٹھے گفتگو کی، حضرت ہارون نے پوچھا آپ کون ہیں؟ حضرت موسیٰؑ نے جواب دیا میں موسیٰ ہوں۔ دونوں ایک دوسرے کیلئے اٹھے اور معانقہ کیا۔ جب تعارف ہوا تو حضرت موسیٰؑ نے حضرت ہارونؑ سے کہا اے ہارون! مجھے فرعون کے پاس لے جا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہم دونوں کو اس کی طرف رسول بنا کر بھیجا ہے۔ حضرت ہارون نے جواب دیا جو حکم ہو سر تسلیم خم ہے۔ دونوں کی ماں اٹھی۔ اس نے چیخ ماری اور کہنے لگی تمہیں اللہ کا واسطہ دیتی ہوں تم دونوں فرعون کے پاس نہ جائیں ورنہ وہ تم دونوں کو قتل کر دے گا، دونوں رات کے وقت ہی اس کے پاس چلے گئے۔ اس کے دروازے کو کھٹکھٹا رہا ہے؟ فرعون اور دربان ڈر گئے، فرعون نے کہا یہ کون ہے جو اس وقت میرے دروازے کو کھٹکھٹا رہا ہے؟ درباریوں نے دونوں پر جھکا نکا اور ان دونوں سے گفتگو کی۔ حضرت موسیٰؑ نے فرمایا ﴿انا رسول رب العلمين﴾ دربان گھبرا گیا۔ فرعون کے پاس آیا اور اسے سب کچھ بتایا اور کہا یہاں ایک پاگل انسان ہے، وہ گمان کرتا ہے کہ وہ رب العالمین کا رسول ہے۔ فرعون نے کہا اسے اندر آنے دو۔ حضرت موسیٰؑ اندر تشریف لائے اور کہا وہ رب العالمین کا رسول ہے۔

فرعون نے کہا رب العالمین کیا ہے؟ تو حضرت موسیٰؑ نے جواب دیا جو سورۂ طٰہٰ میں مذکور ہے رَبُّنَا الَّذِيْ أَعْطٰى كُلَّ شَيْءٍ خَلْقَهٗ ثُمَّ هَدٰى (۳) فرعون نے کہا: ﴿ان كنت جئت باية فات بها ان كنت من

---

(۱) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الشعراء، ۸: ۲۷۵۵ رقم (۱۵۵۷۰)

(۲) تفسیر الطبری، سورۃ الشعراء، ۹: ۴۴۰ رقم (۲۶۶۱۸)

(۳) القرآن الکریم، طٰہٰ، ۵۰

الصدقین☆فالقی عصاہ فاذا ھی ثعبان مبین (۱)﴾ ثعبان مذکر سانپ جو اپنا منہ کھولے ہوئے تھا۔ اس کا نیچے والا جبڑا زمین میں اور اوپر والا جبڑا دیوار پر تھا۔ پھر فرعون کو پکڑنے کیلئے بڑھا جب فرعون نے اسے دیکھا تو اس سے ڈر گیا۔ وہ اچھلا تو اسے حدث لاحق ہوا جبکہ پہلے اسے حدث لاحق نہیں ہوتا تھا۔ وہ چیخا اے موسیٰ! اسے پکڑ لے، میں تجھ پر ایمان لاتا ہوں اور بنی اسرائیل کو تیرے ساتھ بھیجتا ہوں۔ حضرت موسیٰؑ نے اسے پکڑ لیا تو وہ عصا بن گیا۔ جادوگروں نے آپس میں سرگوشی کی ﴿قَالُوا إِنْ هَـٰذَانِ لَسَاحِرَانِ يُرِيدَانِ أَن يُخْرِجَاكُم مِّنْ أَرْضِكُم بِسِحْرِهِمَا (۲)﴾ حضرت موسیٰؑ اور جادوگروں کے امیر ملے۔ حضرت موسیٰؑ نے اسے کہا: بتا اگر میں کل تجھ پر غالب آجاؤں تو کیا مجھ پر ایمان لے آئے گا اور تو یہ گواہی دے گا کہ میں جو لایا ہوں وہ حق ہے، جادوگر نے کہا میں کل ایسا جادو پیش کروں گا جس پر کوئی چیز غالب نہ آسکے گی، اللہ تعالیٰ کی قسم! اگر تو مجھ پر غالب آگیا تو میں تجھ پر ایمان لے آؤں گا اور میں گواہی دوں گا کہ تو حق پر ہے جب کہ فرعون دونوں کو دیکھ رہا تھا (۳)۔

امام ابن جریرؒ نے ابن زیدؒ سے ﴿وقیل للناس ھل انتم مجتمعون﴾ کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے وہ اس روز اسکندریہ میں تھے یہ بات بھی کی جاتی ہے۔ اس روز سانپ کی دم سمندر کے دوسری جانب پہنچی تھی۔ وہ شکست کھا گئے تھے۔ فرعون سرنگوں ہو گیا۔ سانپ نے فرعون کا ارادہ کیا۔ فرعون نے کہا اے موسیٰ! اسے پکڑ لے۔ فرعون اس روز لوگوں کی بہ نسبت سانپ کے زیادہ قریب تھا۔ وہ زمین پر کوئی چیز نہیں رکھتا تھا کہ وہ اس روز اس کے نیچے پاخانہ کر دیتا۔ سانپ سبز قبہ میں چھوڑا گیا تھا (۴)۔

امام عبد بن حمیدؒ اور ابن ابی حاتمؒ سے ﴿وقالوا بعزۃ فرعون انا لنحن الغلبون﴾ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ انہوں نے یہ قسم اٹھائی مگر اللہ تعالیٰ کو فرعون سے زیادہ غالب پایا (۵)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت بشر بن منصورؒ (۶) سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے یہ خبر پہنچی کہ جب ان میں سے بعض نے کہا ﴿وقالوا بعزۃ فرعون﴾ فرشتوں نے کہا رب کعبہ کی قسم! آج فرعون کی ہلاکت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے

---

(۱) القرآن الکریم، الاعراف، ۱۰۶

(۲) القرآن الکریم، طہ، ۶۳

(۳) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الشعراء، ۸: ۲۷۵۵ رقم (۱۵۵۷۳)

(۴) تفسیر الطبری: سورۃ الشعراء، ۹: ۴۴۰ رقم (۲۶۶۶۰)

(۵) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الشعراء، ۸: ۲۷۶۴ رقم (۱۵۶۲۶)

(۶) بشر بن منظور السلمی، ابو محمد الازدی، البصری، ثقہ، صدوق، زاھد، عابد اور متقی عالم اور راوی الحدیث تھے۔ ۱۸۰ھ کو بصرہ میں وفات پا گئے تھے۔ [تھذیب التھذیب، ۱: ۴۰۲ رقم (۸۴۵)]

فرمایا تم میرے خلاف قسمیں اٹھاتے ہو، میں نے اسے چالیس سال تک مہلت دی ہے(۱)۔

امام ابن جریرؒ نے ابن زیدؒ سے لا ضیر کی تفسیر نقل کی ہے کہ جو تو کہتا ہے وہ ہمیں کچھ نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ اگر تو ہمارے ساتھ وہ سلوک کرے اور ہمیں سولی پر لٹکا دے تو ہم اپنے رب کی طرف پلٹنے والے ہیں تو وہ ہمیں ان اعمال پر بدلہ دے گا جو تو نے ہمیں سزا دی اور ہم نے اس پر صبر کیا۔ ہم توحید پر ثابت قدم رہے اور اللہ تعالیٰ کے انکار سے براءت کا اظہار کیا اور اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿ان کنا اول المومنین﴾ وہ جادوگر اس روز ان لوگوں میں سے پہلے تھے جو اللہ تعالیٰ کی آیات کو دیکھ کر ایمان لائے(۲)۔

وَأَوْحَيْنَآ إِلَىٰ مُوسَىٰٓ أَنْ أَسْرِ بِعِبَادِيٓ إِنَّكُم مُّتَّبَعُونَ ﴿٥٢﴾ فَأَرْسَلَ فِرْعَوْنُ فِي الْمَدَآئِنِ حَٰشِرِينَ ﴿٥٣﴾ إِنَّ هَٰٓؤُلَآءِ لَشِرْذِمَةٌ قَلِيلُونَ ﴿٥٤﴾ وَإِنَّهُمْ لَنَا لَغَآئِظُونَ ﴿٥٥﴾ وَإِنَّا لَجَمِيعٌ حَٰذِرُونَ ﴿٥٦﴾ فَأَخْرَجْنَٰهُم مِّن جَنَّٰتٍ وَعُيُونٍ ﴿٥٧﴾ وَكُنُوزٍ وَمَقَامٍ كَرِيمٍ ﴿٥٨﴾ كَذَٰلِكَ ط وَأَوْرَثْنَٰهَا بَنِيٓ إِسْرَٰٓءِيلَ ﴿٥٩﴾ فَأَتْبَعُوهُم مُّشْرِقِينَ ﴿٦٠﴾ فَلَمَّا تَرَٰٓءَا الْجَمْعَانِ قَالَ أَصْحَٰبُ مُوسَىٰٓ إِنَّا لَمُدْرَكُونَ ﴿٦١﴾ قَالَ كَلَّآ إِنَّ مَعِيَ رَبِّي سَيَهْدِينِ ﴿٦٢﴾

"اور ہم نے موسیٰ کی طرف وحی بھیجی کہ ہمارے بندوں کو رات کو لے نکلو کہ (فرعونیوں کی طرف سے) تمہارا تعاقب کیا جائے گا[۵۲] تو فرعونیوں نے شہروں میں نقیب روانہ کئے[۵۳] (اور کہا) کہ یہ لوگ تھوڑی سی جماعت ہے [۵۴] اور یہ ہمیں غصہ دلا رہے ہیں[۵۵] اور ہم سب با ساز و سامان ہیں[۵۶] تو ہم نے اُن کو باغوں اور چشموں سے نکال دیا[۵۷] اور خزانوں اور نفیس مکانات سے[۵۸] (اُن کے ساتھ ہم نے) اس طرح (کیا) اور اُن چیزوں کا وارث بنی اسرائیل کو کر دیا[۵۹] تو اُنھوں نے سورج نکلتے (یعنی صبح کو) اُن کا تعاقب کیا[۶۰] جب دونوں جماعتیں آمنے سامنے ہوئیں تو موسیٰ کے ساتھی کہنے لگے کہ ہم تو پکڑ لئے گئے[۶۱] موسیٰ نے کہا ہرگز نہیں میرا پروردگار میرے ساتھ ہے وہ مجھے راستہ بتائے گا[۶۲]

---

(۱) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الشعراء، ۸: ۲۷۶۴ رقم (۱۵۶۲۷)

(۲) تفسیر الطبری: سورۃ الشعراء، ۹: ۴۴۳ رقم (۲۶۶۲۱)

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت سدیؒ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ کو حکم دیا کہ وہ بنی اسرائیل کو یہاں سے نکال دے۔ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ﴿فاسر بعبادی لیلا (۱)﴾ حضرت موسیٰؑ نے بنی اسرائیل کو حکم دیا کہ وہ یہاں سے نکل چلیں اور انہیں حکم دیا کہ وہ قبطیوں سے زیورات اُدھار لیں اور یہ بھی حکم دیا کہ کوئی بھی اپنے ساتھی کو آواز نہ دے اپنے گھروں میں صبح تک چراغ جلائے رکھیں۔ ان میں سے جو اپنے دروازے کے سامنے سے نکلے تو وہاں خون گرادے تاکہ معلوم ہو جائے کہ وہ چلا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے تمام بچوں کو بنی اسرائیل کی طرف نکال دیا جو قبطیوں کے گھروں میں بنی اسرائیل کے پیدا ہوئے تھے اور قبطیوں کے ان تمام بچوں کو قبطیوں کی طرف نکال دیا جو قبطیوں کے بنی اسرائیل کی عورتوں سے پیدا ہوئے تھے۔ پھر موسیٰؑ بنی اسرائیل کو لے کر رات کے وقت نکل کھڑے ہوئے جبکہ قبطیوں کو کچھ علم نہ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے قبطیوں پر موت طاری کر دی۔ خاندان میں سے ایک آدمی مرنے لگا۔ وہ انہیں دفنانے لگے تو وہ بنی اسرائیل کی تلاش سے غافل ہو گئے یہاں تک کہ سورج طلوع ہو گیا۔ حضرت موسیٰؑ چھ لاکھ بیس ہزار افراد کو لے کر چل پڑے۔ وہ بیس سال کی عمر والے کو اس کے چھوٹے ہونے کی وجہ سے اور ساٹھ سال والے بوڑھا ہونے کی وجہ سے شمار نہیں کرتے تھے۔ انہوں نے بچوں کے علاوہ ان کے درمیانی عمر والوں کو شمار کیا۔

فرعون نے بنی اسرائیل کا پیچھا کیا۔ اس کے مقدمۃ الجیش پر ہامان امیر تھا۔ لشکر کی تعداد دس لاکھ تھی اور سات لاکھ گھوڑے تھے جن میں ایک بھی ایسا نہ تھا جو پالتو ہو۔ اسی کے متعلق اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے ﴿فارسل فرعون فی المدائن حشرین ☆ان ھؤلاء لشر ذمۃ قلیلون﴾ حضرت موسیٰؑ بنی اسرائیل کے ساقہ پر تھے جب کہ ہارونؑ ان کے آگے آگے جا رہے تھے۔ ایک مومن نے حضرت موسیٰؑ سے عرض کی آپ کو کہاں کا حکم دیا گیا؟ فرمایا سمندر کا۔ اس نے ویسے ہی سمندر میں داخل ہونے کا ارادہ کیا تو حضرت موسیٰؑ نے اسے سمندر میں داخل ہونے سے منع کر دیا۔

بنو اسرائیل نے فرعون کو دیکھا کہ وہ پیچھے آ رہا ہے۔ انہوں نے کہا اے موسیٰ! ہم پکڑے گئے۔ حضرت موسیٰؑ نے فرمایا: ہرگز نہیں میرے ساتھ میرا رب ہے وہ مجھے ہدایت عطا فرمائے گا۔ سدیؒ کہتے ہیں سیھدین کا معنی وہ مجھے کافی ہوگا۔ حضرت ہارون آگے بڑھے سمندر میں عصا مارا تو سمندر نے راستہ دینے سے انکار کر دیا اور کہا وہ کون جبار ہے جو مجھے مارتا ہے؟ یہاں تک کہ حضرت موسیٰؑ تشریف لائے سمندر کو ابو خالد کی کنیت دی۔ انہوں نے ضرب لگائی تو سمندر پھٹ گیا تو ہر حصہ بڑے پہاڑ کی طرح ہو گیا۔ کہتے ہیں ﴿کالطود العظیم﴾ کا معنی بڑا پہاڑ ہے۔ بنو اسرائیل

---

(۱) القرآن الکریم، الدخان، ۲۳

اس سمندر میں داخل ہوگئے۔ سمندر میں بارہ راستے تھے۔ ہر راستے میں ایک ایک قبیلہ تھا۔ جب راستے دیواروں کے ساتھ جدا ہوئے تو ہر قبیلہ نے کہا کہ ہمارے ساتھی مارے گئے۔ جب حضرت موسیٰؑ نے دیکھا تو اللہ تعالیٰ کے حضور یہ التجا کی تو اللہ تعالیٰ نے ان راستوں کو ان کیلئے پل بنا دیا جو طبقات کی صورت میں تھے۔ آخری آدمی پہلے آدمی کو دیکھ رہا تھا یہاں تک کہ سب سمندر سے پار نکل گئے۔ پھر فرعون اور اس کے ساتھی سمندر کے قریب ہوئے۔ جب فرعون نے سمندر کو ڈوبتے ہوئے دیکھا تو اس نے کہا: اے لوگو کیا تم نے دیکھا کہ سمندر بٹ چکا ہے اور مجھ سے ڈر گیا ہے۔ یہ میرے لیے کھولا گیا ہے تاکہ میں اپنے دشمنوں کو پکڑ لوں اور انہیں قتل کر دوں۔ جب فرعون کے لشکر راستوں کے منہ پر جا پہنچے تو ان کے گھوڑوں نے سمندر میں داخل ہونے سے انکار کر دیا تو جبرائیل امین گھوڑی پر سوار ہو کر نیچے اترے۔ گھوڑوں نے گھوڑی کی بو کو محسوس کیا اور اس گھوڑی کی پیروی کرتے ہوئے گھوڑے سمندر میں داخل ہوگئے یہاں تک کہ جب پہلے فوجی نے سمندر سے نکلنے کا ارادہ کیا اور آخری آدمی داخل ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے سمندر کو حکم دیا کہ وہ انہیں پکڑ لے۔ سمندر ان پر مل گیا۔ جبرائیل امین فرعون کیلئے یک وتنہا ہو گئے اور فرعون کو سمندر کی لہروں میں غوطہ دینے لگے اور اس کے منہ میں کوئی چیز ٹھونسنے لگے (۱)۔

امام عبد بن حمیدؒ نے حضرت قتادہؒ ﴿ان هولاء لشر ذمة قليلون﴾ کی تفسیر کیا ہے کہ ہمارے سامنے یہ بات کی گئی ہے کہ حضرت موسیٰؑ جن بنی اسرائیل کو لے کر سمندر سے گزر رہے تھے۔ ان کی تعداد چھ لاکھ جنگجو اور بیس ہزار سے کچھ اوپر تھی اور فرعون نے دس لاکھ فوج اور دو لاکھ گھوڑوں کے ساتھ اس کا پیچھا کیا تھا (۲)۔

امام فریابیؒ، عبد بن حمیدؒ، ابن جریرؒ ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن مسعودؓ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ بنی اسرائیل کی تعداد چھ لاکھ ستر ہزار تھی (۳)۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن جریرؒ نے حضرت ابوعبیدؒ (۴) سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے (۵)۔

---

(۱) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الشعراء، ۸: ۲۷۶۸ رقم (۱۵۶۵۰)

(۲) تفسیر الطبری: سورۃ الشعراء، ۹: ۴۴۳ رقم (۲۶۶۲۸)
تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الشعراء، ۸: ۲۷۶۸ رقم (۱۵۶۶۱)

(۳) تفسیر الطبری: سورۃ الشعراء، ۹: ۴۴۳

(۴) [ابوالحمید الطویل حمید بن حمید الطویل ابوعبید] آپ کا تعارف پہلے گزر چکا ہے۔

(۵) تفسیر الطبری: سورۃ الشعراء، ۹: ۴۴۳ رقم (۲۶۶۲۹)

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ بنی اسرائیل کی تعداد چھ لاکھ تھی (۱)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت مجاہدؒ سے لشر ذمۃ کا معنی ٹکڑا نقل کیا ہے (۲)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت قتادہؒ سے لشر ذمۃ کا معنی لوگوں کی جماعت نقل کیا ہے (۳)۔

امام عبد بن حمیدؒ اور ابن منذرؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ حضرت موسیٰؑ کے ساتھیوں نے بارہ خاندانوں کی صورت میں سمندر عبور کیا۔ ہر راستہ میں بارہ ہزار افراد تھے اور یہ سب کے سب حضرت یعقوبؑ کی اولاد میں سے تھے (۴)۔

امام فریابیؒ، عبد بن حمیدؒ اور ابن جریرؒ نے حضرت مجاہدؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس روز بنو اسرائیل کی تعداد اچھ لاکھ تھی اور فرعون کی تعداد کا شمار ہی نہ تھا (۵)۔

امام ابن مردویہؒ نے کمزور سند سے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: فرعون اللہ کا دشمن تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اسے اور اس کے ساتھیوں کو ستر قائدین کے ساتھ دفن کر دیا۔ ہر قائد کے ساتھ ستر ہزار لشکری تھے۔ حضرت موسیٰؑ نے جب سمندر عبور کیا تو اس وقت بنی اسرائیل کی تعداد ستر ہزار تھی (۶)۔

ابن جریرؒ اور ابن منذرؒ نے ابن جریجؒ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ کی طرف وحی کی کہ تمام بنی اسرائیل کو جمع کریں۔ بنو اسرائیل کے چار گھروں کو ایک گھر میں اکٹھا کریں۔ پھر بھیڑ کے بچوں کو ذبح کریں اور ان کا خون دروازوں پر مل دیں۔ میں ملائکہ کو حکم دینے والا ہوں کہ وہ اس گھر میں داخل نہ ہوں جس کے دروازے پر خون ہو اور میں فرشتوں کو حکم دینے والا ہوں کہ وہ فرعون کے نوجوانوں کو مار ڈالیں جو ان کے خاندان اور گھر سے تعلق رکھتے ہوں۔ پھر تازہ روٹی پکاؤ۔ کہا یہ تمہارے لیے جلدی تیار ہو جائے گی۔ پھر چلنا شروع کرو یہاں تک کہ سمندر پر پہنچو۔ پھر ٹھہر جاؤ یہاں تک کہ میرا حکم پہنچے۔ جب فرعون نے صبح کی تو اس نے کہا یہ حضرت موسیٰؑ اور اس کی قوم کا عمل ہے۔ انہوں نے ہمارے نوجوانوں کو قتل کر دیا ہے (۷)۔

---

(۱) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الشعراء، ۸:۲۷۷۱ رقم (۱۵۶۶۵)

(۲) تفسیر ابن کثیر، سورۃ الشعراء، ۴:۳۴۶

(۳) تفسیر ابن کثیر، سورۃ الشعراء، ۴:۳۴۶

(۴) روایت نہیں ملی

(۵) تفسیر الطبری: سورۃ الشعراء، ۹:۴۴۵ رقم (۲۶۶۲۹)

(۶) فتح القدیر، سورۃ الشعراء، ۴:۱۴۸

(۷) تفسیر الطبری: سورۃ الشعراء، ۹:۴۴۵ رقم (۲۶۶۳۰)

امام ابن اسحاقؒ اور ابن منذرؒ نے حضرت یحییٰ بن عروہ بن زبیرؒ(۱) سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ کو حکم دیا کہ وہ بنی اسرائیل کو لے چلے۔ حضرت موسیٰؑ نے بنی اسرائیل سے یہ وعدہ کیا کہ وہ انہیں اس وقت لیکر چلیں گے۔ جب چاند طلوع ہوگا۔ حضرت موسیٰؑ نے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ چاند کے طلوع کو مؤخر کر دے تا کہ لوگ کام کاج سے فارغ ہو جائیں۔ جب حضرت موسیٰؑ بنی اسرائیل کو لے کر چلے تو فرعون نے لوگوں میں یہ اعلان کرایا یہ چھوٹی سی جماعت ہے(۲)۔

امام ابن منذرؒ نے حضرت محمد بن کعبؒ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت موسیٰؑ مصر سے روانہ ہوئے جبکہ آپ کے ساتھ بنی اسرائیل کے چھ لاکھ افراد تھے۔ وہ بیس سال سے کم اور چالیس سال سے زیادہ افراد کو شمار نہ کرتے۔ فرعون نے کہا یہ چھوٹی سے جماعت ہے۔ فرعون ایک ایسے گھوڑے پر سوار ہو کر نکلا جس کا رنگ سیاہ تھا۔ اس کے ساتھ آٹھ لاکھ کا لشکر تھا جو سیاہ گھوڑوں پر سوار تھے۔ دوسرے رنگوں کے گھوڑے اس سے الگ تھے۔ حضرت جبرائیل نمایاں گھوڑے پر سوار تھے جو ان کے سامنے جا رہا تھا۔ حضرت جبرائیل امین کہتے: وہ قوم (بنی اسرائیل) راستے سے زیادہ آگاہ نہیں۔ فرعون سیاہ رنگ کے نر گھوڑے پر سوار تھا جب کہ جبرائیل امین مادہ گھوڑی پر سوار تھے۔ فرعون کا گھوڑا اسکے پیچھے ہو گیا جبکہ حضرت میکائیلؑ ان کے پیچھے تھے۔ وہ کہتے تھے ساتھیوں سے ملے یہاں تک آخری بھی سمندر میں داخل ہو گیا۔ فرعونیوں میں سے پہلے نے ارادہ کیا کہ وہ سمندر سے باہر نکلے تو سمندر ان پر مل گیا(۳)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت عمرو بن میمونؒ سے روایت نقل کی ہے کہ جب حضرت موسیٰؑ نے ارادہ کیا کہ وہ بنی اسرائیل کو مصر سے لے جائیں تو یہ خبر فرعون کو ملی تو فرعون نے کہا ان لوگوں کو مہلت دو یہاں تک کہ مرغ بانگ دے۔ وہ اس کے پاس آئے اس رات مرغ نے بانگ ہی نہ دی۔ حضرت موسیٰؑ بنی اسرائیل کو لے کر چلے گئے۔ فرعون نے صبح کی۔ جب صبح ہوئی تو فرعون نے بکری لانے کا حکم دیا اسے لایا گیا۔ اب اس نے حکم دیا کہ اسے ذبح کیا جائے۔ اس نے کہا اس کا چمڑا اتارنے تک میرے پاس پانچ لاکھ سوار جمع ہو جائیں۔ وہ جمع ہو گئے۔ فرعون نے ان کا پیچھا کیا۔ جب حضرت موسیٰؑ سمندر تک پہنچے تو حضرت موسیٰؑ کے وصی نے کہا اے اللہ تعالیٰ کے نبی! آپ کو کہاں کا حکم دیا گیا ہے۔ حضرت موسیٰؑ نے فرمایا: یہاں سمندر میں(۴)۔

---

(۱) یحییٰ بن عروہ بن زبیر بن عوام القرشی الاسدی، ابوعروہ المدنی۔ مشہور صحابی حضرت زبیر بن عوامؓ کے پوتے اور مشہور امام عروہؒ کے بیٹے تھے۔ ایک نہایت ہی قوی اور ثقہ راوی الحدیث تھے۔ [تھذیب التھذیب، ۱۱:۲۲۶ رقم (۴۱۷)]

(۲) روایت نہیں ملی

(۳) روایت نہیں ملی

(۴) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الشعراء، ۸:۲۷۶۹ رقم (۱۵۶۶۴)

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ فرعون کے مقدمۃ الجیش جنہیں اس نے بنی اسرائیل کے پیچھے بھیجا تھا ان کی تعداد چھ لاکھ تھی۔ وہ سب سیاہ رنگ کے گھوڑوں پر سوار تھے (۱)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ فرعون کے گھوڑے کی نشانی یہ تھی کہ اس کی کنپٹیوں میں سفید پٹی تھی اور اس کا گھڑ سوار دستہ ایک لاکھ گھوڑوں پر مشتمل تھا (۲)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت کعب الاحبارؒ سے روایت نقل کی ہے کہ آل یعقوب حضرت یوسفؑ کے پاس جمع ہوئے تو ان کی تعداد چھیاسی تھی۔ اس میں ان کے مرد اور عورتیں تھیں۔ حضرت موسیٰؑ جس روز ان کو لے کر چلے تو انکی تعداد چھ لاکھ سے زائد تھی۔ فرعون ان کی تلاش میں ایسے گھوڑے پر نکلا جس کا رنگ سیاہ تھا۔ دوسرے رنگوں کے گھوڑوں کے علاوہ اس کے پاس آٹھ لاکھ سیاہ گھوڑے تھے جب کہ شمال کی جانب سے ہوا چلی، حضرت جبرائیل امین ایک خاکستری گھوڑے پر سوار تھے جب کہ حضرت میکائیل انہیں پیچھے سے دھکیل رہے تھے۔ جو بھی لشکر سے الگ ہوتا آپ اسے لشکر میں شامل کرتے۔ قوم نے کہا: یارسول اللہ! ہم فرعون سے ذلت ورسوائی اٹھایا کرتے تھے۔ اگر ہم نے ایسا کیا جو ہم نے کیا تو پناہ گاہ کہاں ملے گی تو حضرت موسیٰؑ نے فرمایا: سمندر (۳)۔

امام ابن جریرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ حاذرون کا معنی قوی اور مضبوط ہیں (۴)۔

امام فریابیؒ، عبد بن حمیدؒ، ابن جریرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت اسود بن یزیدؒ سے روایت نقل کی ہے: انہوں نے بھی کہا کہ حذرون کا معنی قوی اور مضبوط ہیں (۵)۔

امام عبد بن حمیدؒ نے اسودؒ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے اسی آیت کو پڑھا اور کہا دشمن کو بھگانے والے اور مستعد ہیں (۶)۔

---

(۱) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الشعراء، ۸: ۲۷۶۹ رقم (۱۵۶۵۴)

(۲) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الشعراء، ۸: ۲۷۶۰ رقم (۱۵۶۵۵)

(۳) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الشعراء، ۸: ۲۷۶۰ رقم (۱۵۶۵۹)

(۴) تفسیر الطبری: سورۃ الشعراء، ۹: ۴۴۶ رقم (۲۶۶۳۹)

(۵) تفسیر الطبری: سورۃ الشعراء، ۹: ۴۴۶ رقم (۲۶۶۳۴)

(۶) تفسیر مجاہد، سورۃ الشعراء، ۱: ۱۸۷ رقم (۱۱۵۷)

امام عبد بن حمیدؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے سعید بن جبیرؒ سے روایت نقل کی ہے کہ ہم بہت زیادہ اسلحہ والے ہیں (۱)۔

امام عبد بن حمیدؒ نے حضرت عمرو بن دینارؒ (۲) سے یہ روایت نقل کی ہے کہ عبید نے اسے وانا لجمیع حذرون پڑھا ہے (۳)۔

عبد بن حمیدؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے ضحاکؒ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ ہم خفیہ تدبیر کرنے والے اور اسلحہ اور گھوڑوں میں قوی ہیں (۴)۔

امام عبد بن حمیدؒ نے حضرت ابن مسعودؓ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ ہم خفیہ تدبیر کرنے والے، اسلحہ اور عزت میں قوی ہیں (۵)۔

امام عبد بن حمیدؒ نے حضرت ابراہیمؒ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ وہ اسے وانا لجمیع حذرون پڑھتے (۶)۔

امام ابن انباریؒ نے "وقف" میں حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت نافع بن ازرقؓ نے حضرت ابن عباسؓ سے عرض کی کہ مجھے بتایئے حاذرون کیا ہے۔ فرمایا مکمل اسلحہ والے۔ نجاشی (۷) نے اس بارے میں کہا:

لعمر ابی اتانی حیث امسی　　لقد تاذت به ابناء بکر

خفیفة فی کتاب حاذرات　　یقودهم ابو شبل هزبر (۸)

"میرے باپ کی قسم! وہ میرے پاس آیا جب شام ہو چکی تھی، اس کی وجہ سے بکر کے بیٹے اذیت میں مبتلا ہوئے، مکمل اسلحہ جمع کرنے میں ہلکے پھلکے ہیں، ان کی قیادت ابو شبل ہزبر کر رہا ہے"۔

---

(۱) تفسیر مجاهد، سورۃ الشعراء، ۱:۱۸۷ رقم (۱۱۵۷)

(۲) عمرو بن دینار المکی ابو محمد الاثرم، الجمحی، ایک ثقہ، علم حدیث کے امام اور نہایت ہی مستند عالم دین تھے۔ ۱۲۶ھ کو وفات پا گئے تھے۔ [تهذیب التهذیب، ۸:۳۶ رقم (۴۵)]

(۳) فتح القدیر، سورۃ الشعراء، ۴:۱۴۶

(۴) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الشعراء، ۸:۲۷۵۹، رقم (۱۵۶۶۰)

(۵) ابو زرعة، عبد الرحمٰن بن محمد زنجلة، حجة القراءت، مؤسسة الرسالة، بیروت، طبع (۱۹۸۲ء)، ۱:۵۱۷

(۶) تفسیر مظہری، سورۃ الشعراء، ۷:۹۷

(۷) قیس بن عمرو بن مالک، آپ کا تعلق بنی حارث بن کعب سے تھا۔ آپ اصلاً نجران کے تھے۔ یمن سے حجاز منتقل ہوئے اور اس کے بعد کوفہ کو مستقر بنایا تھا۔ آپ کی والدہ حبشیہ تھی اس وجہ سے نجاشی سے مشہور ہوئے۔ آپ کا شمار عرب کے مشہور شعراء میں ہوتا تھا۔ [الاعلام، ۵:۲۰۷]

(۸) روایت نہیں ملی

امام عبد بن حمیدؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت قتادہؒ سے ﴿فاخرجنهم من جنت وعيون ☆ وكنوز ومقام كريم﴾ کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے: وہ دنیا میں جن نعمتوں میں تھے اللہ تعالیٰ نے انہیں ان سے نکالا اور بنو اسرائیل کو ان کا مالک بنا دیا (۱)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے مقام کریم کا معنی منبر نقل کیا ہے (۲)۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت قتادہؒ سے ﴿فاتبعوهم مشرقين﴾ کا یہ معنی نقل کیا ہے: جب سورج طلوع ہوا تو فرعون اور اس کے لشکر نے بنی اسرائیل کا پیچھا کیا۔ بنی اسرائیل نے کہا کہ ہم تو پکڑے گئے تو حضرت موسیٰؑ جو اپنے رب کی شانوں کے بارے میں زیادہ علم رکھتے تھے۔ کہا ﴿قال كلا ان معي ربي سيهدين﴾ (۳)۔

امام عبد بن حمیدؒ نے حضرت عاصمؒ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے فَاَتْبَعُوهُم مشرقين میں کو مہموز اور الف قطعی کے ساتھ پڑھا ہے (۴)۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت قتادہؒ سے ﴿فاتبعوهم مشرقين﴾ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ حضرت موسیٰؑ کے ساتھی رات کو نکلے تو رات کو چاند گرہن ہو گیا۔ زمین پر تاریکی چھا گئی۔ تو حضرت موسیٰؑ کے ساتھیوں نے کہا حضرت یوسف ہمیں کہا کرتے تھے ہم فرعون سے نجات پائیں گے۔ آپ نے ہم سے وعدہ لیا تھا کہ ہم آپ کی ہڈیاں نکال کر ساتھ لے جائیں گے۔ حضرت موسیٰؑ اس رات آپ کی قبر کے بارے میں پوچھنے لگے۔ آپ نے ایک بوڑھی عورت پائی۔ اس بوڑھی عورت سے حضرت یوسفؑ کی قبر کے بارے میں پوچھا۔ اس بوڑھی عورت نے ایک شرط کے ساتھ ہڈیاں نکال دیں۔ اس کی شرط یہ تھی کہ اس نے حضرت موسیٰؑ سے کہا تھا مجھے اٹھاؤ اور اپنے ساتھ لے جاؤ۔ حضرت موسیٰؑ نے حضرت یوسفؑ کی ہڈیاں بڑی چادر میں رکھیں۔ پھر اس بوڑھی عورت کو اس چادر پر اٹھایا اور اپنی گردن پر رکھ لیا۔ فرعون کا گھوڑا ایک جماعت میں تھا۔ ان کی لگامیں ان کی نظر میں سبز تھیں۔ فرعون حضرت موسیٰؑ اور آپ کے ساتھیوں سے غافل ہی رہا یہاں تک کہ وہ وہاں سے نکل گئے (۵)۔

---

(۱) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الشعراء، ۸:۲۷۵۹، رقم (۱۵۶۶۱) (۲) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الشعراء، ۸:۲۷۵۹، رقم (۱۵۶۶۲)

(۳) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الشعراء، ۸:۲۷۵۹، رقم (۱۵۶۶۳) (۴) روایت نہیں ملی

(۵) مسند ابی یعلیٰ، رقم (۷۲۵۴)۔۔ صحیح ابن حبان، رقم (۷۲۳)۔۔ مستدرک، رقم (۵۷۱-۵۷۲)۔۔ مذکورہ حدیث رسول اللہ ﷺ سے مرفوعاً نقل ہے اور اس کی سند بالکل صحیح ہے لیکن اس حدیث پر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ حدیث ''ان اللّٰه حرّم علىٰ الارض ان تاكل اجساد الانبياء'' کے خلاف بھی ہے اس لئے مردود ہے مگر اس کا جواب یہ ہے کہ ''عظام'' کا معنیٰ یہاں ہڈیاں نہیں کہ اعتراض پیدا ہو جائے بلکہ ''ذكر الجزء والمراد الكل'' کے قبیل سے ہے یعنی عظام سے مراد ''ہڈیاں'' نہیں بلکہ پورے کا پورا کا جسم ہے اس کی تائید اُس حدیث سے ہوتی ہے جس میں مذکور ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی عمر جب زیادہ ہو گئی تو سیدنا تمیم داریؓ نے آپ سے عرض کیا: الا اتخذلك منبرا يارسول الله ﷺ! يحمل عظامك ؟ قال بلىٰ۔ [سنن ابی داود، کتاب الصلاۃ، باب فی اتخاذ المنبر، رقم (۱۰۸۱)]

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت خالد بن عبداللہ قسریؒ (۱) سے روایت نقل کی ہے کہ فرعون کی قوم میں سے ایمان لانے والا قوم کا امام تھا۔ اس نے عرض کی! اے اللہ کے نبی! تجھے کہاں کا حکم دیا گیا ہے؟ فرمایا تیرے سامنے۔ اس نے عرض کی میرے سامنے تو صرف سمندر ہے۔ حضرت موسیٰؑ نے فرمایا اللہ کی قسم! نہ میں نے جھوٹ بولا ہے اور نہ ہی میرے ساتھ جھوٹ بولا گیا ہے۔ پھر تھوڑی دیر چلا اور اس کیطرح بات کی۔ حضرت موسیٰؑ نے پہلے والی بات کی جبکہ حضرت موسیٰؑ اللہ تعالیٰ کے بارے میں قوم کی نسبت زیادہ جانتے تھے ﴿کلا ان معی ربی سیھدین﴾ (۲)۔

فَأَوْحَيْنَآ إِلَىٰ مُوسَىٰٓ أَنِ اضْرِب بِّعَصَاكَ الْبَحْرَ فَانفَلَقَ فَكَانَ كُلُّ فِرْقٍ كَالطَّوْدِ الْعَظِيمِ ﴿٦٣﴾ وَأَزْلَفْنَا ثَمَّ الْآخَرِينَ ﴿٦٤﴾ وَأَنجَيْنَا مُوسَىٰ وَمَن مَّعَهُ أَجْمَعِينَ ﴿٦٥﴾ ثُمَّ أَغْرَقْنَا الْآخَرِينَ ﴿٦٦﴾ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً ۖ وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُم مُّؤْمِنِينَ ﴿٦٧﴾ وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ﴿٦٨﴾

"اُس وقت ہم نے موسیٰ کی طرف وحی بھیجی کہ اپنی لاٹھی دریا پر مارو۔ تو دریا پھٹ گیا اور ہر ایک ٹکڑا (یوں) ہو گیا (کہ) گویا بڑا پہاڑ (ہے) [۶۳] اور دوسروں کو وہاں ہم نے قریب کر دیا [۶۴] اور موسیٰ اور اُن کے ساتھ والوں کو (تو) بچا لیا [۶۵] پھر دوسروں کو ڈبو دیا [۶۶] بے شک اس (قصے) میں نشانی ہے۔ لیکن یہ اکثر ایمان لانے والے نہیں [۶۷] اور تمہارا پروردگار تو غالب (اور) مہربان ہے" [۶۸]

امام ابن جریرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے کالطود کا معنی پہاڑ نقل کیا ہے (۳)۔

امام ابن ابی شیبہؒ اور ابن منذرؒ نے حضرت ابن مسعودؓ سے کالطود کا معنی پہاڑ نقل کیا ہے (۴)۔

امام عبد بن حمیدؒ نے حضرت قتادہؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ کالطود کا معنی پہاڑ ہے (۵)۔

امام ابن جریرؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے ﴿وازلفنا ثم الاخرین﴾ کا یہ معنی بیان کیا ہے: وہ فرعون کی قوم تھی۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں قریب کیا یہاں تک کہ انہیں سمندر میں غرق کر دیا (۶)۔

---

(۱) تفسیر ابن ابی حاتم میں [خالد] کی بجائے خلید کا نام مذکور ہے اور اصلا راوی بھی [خلید] ہے۔ خلید بن عبداللہ العصری، ابوسفیان البصری، آپ ایک ثقہ راوی اور تابعی تھے۔ آپ کے لئے صدوق کے القابات استعمال ہوئے ہیں۔ ارسال کے شبہ سے آپ محفوظ نہیں رہے تھے۔ [تاریخ بغداد، ج ۸، ص ۳۴۰ رقم (۴۴۴۷)۔ تھذیب التھذیب، ج ۳، ص ۱۳۷ رقم (۱۳۰۲)]

(۲) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الشعراء، ۸:۲۷۵۹، رقم (۱۵۶۶۰)

(۳) تفسیر الطبری: سورۃ الشعراء، ۹:۴۴۹ رقم (۲۶۶۵۴)
تفسیر ابن ابی حاتم: سورۃ الشعراء، ۸:۲۷۷۳ رقم (۱۵۶۷۴)

(۴) تفسیر ابن کثیر، سورۃ الشعراء، ۴:۳۴۷

(۵) تفسیر ابن کثیر، سورۃ الشعراء، ۴:۳۴۷

(۶) تفسیر الطبری: سورۃ الشعراء، ۹:۴۴۹ رقم (۲۶۶۵۶)

امام ابن مردویہؒ نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا میں تمہیں وہ کلمات نہ سکھاؤں جو حضرت موسیٰؑ نے اس وقت کہے جب سمندر پھٹ گیا تھا؟ میں نے عرض کی کیوں ں نہیں فرمایا: اللھم لك الحمد والیك المتكل ولك المستعان وانت المستعان ولا حول ولا قوة الا باللّٰه ۔حضرت ابن مسعود نے کہا جب سے میں نے یہ کلمات نبی کریم ﷺ سے سنے ہیں میں نے انہیں نہیں چھوڑا (۱)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت محمد بن حمزہ بن یوسف بن عبداللہ بن سلامؒ (۲) سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت موسیٰؑ جب سمندر تک پہنچے تو عرض کی! یا من كان قبل كل شیء والمكون لكل شیئه والكائن بعد كل شیئه اجعل لنا مخرجا۔تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف وحی کی ان اضرب بعصاك ابحر (۳)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت سعید بن جبیرؒ سے روایت نقل کی ہے کہ سمندر پرسکون تھا۔وہ حرکت نہیں کرتا تھا۔ جب اس رات حضرت موسیٰؑ نے عصا سے ضرب لگائی۔اس میں اتار چڑھاؤ آ گیا (۴)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت قیس بن عبادہؓ (۵) سے روایت نقل کی ہے کہ جب حضرت موسیٰؑ بنی اسرائیل کو لے کر سمندر تک پہنچے تو بنو اسرائیل نے حضرت موسیٰؑ سے عرض کی: جو آپ نے ہم سے وعدہ کیا تھا وہ کہاں ہے؟ یہ سمندر ہمارے سامنے ہے۔فرعون اور اس کا لشکر ہمارے پیچھے ہے ہم پر رات کیے ہوئے ہے۔حضرت موسیٰؑ نے سمندر سے کہا !اے ابو خالد! پھٹ جا۔سمندر نے کہا: اے موسیٰؑ! میں تم سے پہلے پیدا کیا گیا ہوں اور تم سے مضبوط ہوں تو اسی وقت ندا دی گئی ان اضرب بعصاك البحر (۶)۔

امام ابو العباس محمد بن اسحاق سراجؒ (۷) نے اپنی "تاریخ" میں اور

---

(۱) روح المعانی، ۸۶:۱۹

(۲) محمد بن حمزہ بن یوسف بن عبداللہ بن سلام الاسرائیلی، حلیف الانصار، آپ ایک ثقہ راوی الحدیث تھے۔جرح وتعدیل کے ماہر علماء نے آپ کے لئے [صدوق] اور [لا باس بہ] کے الفاظ استعمال کئے ہیں۔[تھذیب التھذیب، ۹، ص ۱۱ رقم (۱۸۰)]

(۳) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الشعراء، ۸:۲۷۷۱ رقم (۱۵۶۶۴)

(۴) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الشعراء، ۸:۲۷۷۱ رقم (۱۵۶۶۶)

(۵) [قیس بن عباد] کی شخصیت متعین نہ ہو سکی۔

(۶) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الشعراء، ۸:۲۷۷۱ رقم (۱۵۶۶۸)

(۷) محمد بن اسحاق بن ابراہیم بن مھران ثقفی، نیشاپوری، آپ ۲۱۶ھ کو پیدا ہوئے تھے۔آپ کو شیخ خراسان کہا جاتا تھا۔حافظ الحدیث اور حدیث کے ثقہ راویوں میں سے تھے۔صاحب المسند اور تاریخ کے ائمہ شمار کئے جاتے تھے۔۳۱۳ھ کو وفات پا گئے تھے۔[تذکرۃ الحفاظ، ۲:۷۳۱ رقم (۷۳۵)۔۔تاریخ بغداد، ۱:۲۴۸]

ابن عبدالبرؒ(۱) نے "تمہید" میں یوسف بن مہرانؒ (۲) کے واسطے سے حضرت ابن عباسؓ نے روایت نقل کی ہے کہ روم کے بادشاہ نیحضرت معاویہؓ(۳) کی طرف خط لکھا جس میں یہ پوچھا کہ بہترین کلام کون سا ہے؟ پھر دوسری، تیسری، چوتھی درجہ والی کلام کونسی ہے؟ اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے زیادہ معزز مخلوق کون سی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے معزز بندی کون سی ہے؟ مخلوقات میں وہ چار چیزیں جو رحم میں نہیں سوئیں۔ وہ قبر جو اپنے ساتھی کو لے کر چلی، مجرہ، قوس اور اس جگہ کے بارے میں پوچھا جس سے سورج طلوع ہوا نہ اس سے قبل سورج طلوع ہوا اور نہ اس کے بعد۔ جب حضرت معاویہؓ نے وہ خط پڑھا تو کہا اللہ تعالیٰ اسے رسوا کرے مجھے تو یہ بھی علم نہیں کہ یہاں کیا ہے؟ ان سے عرض کی گئی: حضرت ابن عباسؓ کی طرف خط لکھو اور ان سے دریافت کرو۔

حضرت معاویہؓ نے حضرت ابن عباسؓ کو یہ سوال پوچھنے کیلئے خط لکھا۔ حضرت ابن عباسؓ نے انہیں یہ جوابات لکھے۔ سب سے افضل کلام لاالـــــــہ الا اللہ ہے۔ یہ کلمہ اخلاص ہے اس کے بغیر کوئی عمل قبول نہیں ہوتا۔ اس کے بعد سبحان اللہ وبحمدہ ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے محبوب کلام ہے۔ اس کے بعد الحمد اللہ ہے۔ یہ کلمہ شکر ہے اس کے بعد اللہ اکبر ہے۔ یہ نماز، رکوع اور سجدہ کو شروع کرنے کا ذریعہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سب سے معزز مخلوق حضرت آدمؑ ہیں اور اللہ تعالیٰ کی بندیوں میں سب سے معزز حضرت مریمؑ ہیں وہ چار افراد جو رحم میں نہیں سوئے (1) حضرت آدمؑ (2) حضرت حواءؑ (3) وہ مینڈھا جو حضرت اسماعیل کی جگہ فدیہ دیا گیا (4) حضرت موسیٰؑ کا عصا جسے آپ نے پھینکا تو اژدھا بن گیا۔ وہ قبر جو صاحب قبر کو لے کر چلتی رہی وہ مچھلی ہے جس نے حضرت یونسؑ کو نگل لیا تھا۔ "مجرہ" سے مراد آسمان کا دروازہ ہے۔ "قوس" یہ حضرت نوحؑ کی قوم کے غرق ہونے کے بعد اہل زمین کے لیے امان ہے۔ وہ مکان جس میں سورج طلوع ہوا جہاں سے نہ اس سے پہلے طلوع ہوا تھا اور نہ اس کے بعد وہ مکان ہے جہاں سے بنی اسرائیل کیلئے سمندر پھٹ گیا تھا۔

جب حضرت معاویہؓ کو یہ خط سنایا گیا تو آپ نے اسے روم کے بادشاہ کی طرف بھیج دیا۔ روم کے بادشاہ نے کہا مجھے علم تھا کہ معاویہ کو ان باتوں کا علم نہیں تھا۔ نبوت کے خاندان کا فرد ہی ان باتوں کا صحیح جواب دے سکتا ہے(۴)۔

---

(۱) یوسف بن عبداللہ بن محمد بن عبدالبر النمری القرطبی المالکی، ابوعمر آپ کبار حافظ الحدیث، مؤرخ اور اعلیٰ پائیہ کے ادیب تھے۔ ۳۶۸ھ کو [قرطبہ] میں پیدا ہوئے تھے۔ حصول علم کے لئے دور دراز سفریں کئے اور کمال کے حافظے کی وجہ سے حافظ المغرب کہلائے گئے تھے۔ ۴۶۳ھ کو [شاطبۃ] میں وفات پا گئے تھے۔ [تذکرۃ الحفاظ، ۳: ۱۱۲۸ رقم (۱۰۱۳)]

(۲) یوسف بن مھران البصری، آپ کے بارے میں علماء تراجم کی دو رائے پائے جاتی ہیں۔ کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ یوسف بن مھران اور یوسف بن ماھک دونوں الگ الگ شخصیتیں ہیں اور دوسرے لوگوں کی رائے جن میں امام شعبہ بھی شامل ہیں وہ کہتے ہیں کہ یوسف بن مھران اور یوسف بن ماھک سے مراد ایک شخص ہے۔ [تھذیب التھذیب، ۱۱: ۳۷۳ رقم (۷۳۰)]

(۳) معاویہ بن صخر بن حرب بن اُمیہ القرشی الاموی، ابوعبدالرحمن، الخلیفۃ، مشہور صحابہ میں سے ہیں۔ صلح حدیبیہ کے بعد اسلام لائے تھے۔ ۷۸ سال کی عمر میں ۶۰ھ کو دمشق میں وفات پا گئے تھے۔ [الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ، ۶: ۱۵۲ رقم (۸۰۷۴)]

(۴) یوسف بن عبداللہ بن عبدالبر، التمھید، وزارۃ عموم الاوقات، ج ۶، ص ۴۹۔۵۰

امام سعید بن منصورؒ اور ابن جریرؒ نے حضرت عبداللہ بن شداد بن ہادؓ(۱) سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت موسیٰؑ فرعون کے پاس آئے۔ان پر اون کا جبہ تھا۔ان کے ساتھ عصا بھی تھا۔فرعون ہنسا۔حضرت موسیٰؑ نے اپنا عصا پھینکا تو وہ فرعون کی طرف چل پڑا، گویا وہ بختی اونٹ ہے جس میں نیزے جیسی چیزیں جھوم رہی ہیں۔فرعون پیچھے ہٹنے لگا جبکہ وہ اپنی چارپائی پر بیٹھا ہوا تھا۔فرعون نے کہا اسے پکڑلو، میں اسلام قبول کرتا ہوں۔وہ عصا پہلے کی طرح ہوگیا اور فرعون کافر بن گیا۔حضرت موسیٰؑ کو حکم ملا کہ وہ سمندر کی طرف چلیں۔حضرت موسیٰؑ چھ لاکھ افراد کے ساتھ چلے۔جب سمندر تک پہنچے تو سمندر کو حکم دیا گیا۔جب حضرت موسیٰؑ اسے عصا ماریں تو وہ پھٹ جائے۔حضرت موسیٰؑ نے اپنا عصا سمندر پر مارا تو اس میں بارہ راستے بن گئے۔ہر قبیلہ کیلئے ایک راستہ تھا۔ان کیلئے سمندر میں روشن دان دیے گئے۔وہ ایک دوسرے کو دیکھتے جاتے تھے۔

فرعون آٹھ لاکھ لشکر کے ہمراہ آیا یہاں تک کہ سمندر تک آپہنچا۔جب اس نے سمندر کو دیکھا تو سمندر نے اسے خوفزدہ کر دیا جبکہ فرعون گھوڑے پر سوار تھا۔ایک فرشتہ اس کے سامنے آگیا جبکہ وہ ایک گھوڑی پر سوار تھا۔فرعون اپنے گھوڑے پر قابو نہ رکھ سکا یہاں تک کہ اسے سمندر میں ڈال دیا۔بنی اسرائیل کا آخری آدمی سمندر سے نکل گیا اور فرعون کے ساتھی سمندر میں داخل ہوگئے یہاں تک کہ وہ سب سمندر میں پہنچ گئے۔تو سمندر ان پر مل گیا۔فرعون اپنے ساتھیوں کے ساتھ غرق ہوگیا(۲)۔

امام ابن جریرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ کی طرف وحی کی کہ میرے بندوں کو رات کے وقت لے کر نکلو چلو، تمہارا پیچھا کیا جائے گا۔حضرت موسیٰؑ بنی اسرائیل کو لے کر رات کو نکل گئے۔فرعون نے دس لاکھ گھوڑوں کے ساتھ بنی اسرائیل کا پیچھا کیا جبکہ گھوڑیاں اس کے علاوہ تھیں۔جبکہ حضرت موسیٰؑ کے ساتھیوں کی تعداد چھ لاکھ تھی۔جب فرعون نے بنی اسرائیل کو دیکھا تو کہا ﴿ان هؤلاء لشرذمة قليلون ☆ وانهم لنا لغائظون ☆ وانا لجميع حذرون﴾ حضرت موسیٰؑ بنی اسرائیل کو لے کر چلتے رہے یہاں تک کہ سمندر تک جا پہنچے انہوں نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہ فرعون کے گھوڑوں کے غبار میں ہیں۔انہوں نے عرض کی: اے موسیٰ! آپ کے آنے سے پہلے اور آپ کے آنے کے بعد بھی ہمیں اذیت دی گئی۔یہ

---

(۱) عبداللہ بن شداد بن ھاد بن اسامہ بن عمرو بن عبداللہ لیثی، ابوالولید المدنی، آپ کبار تابعین میں سے تھے۔آپ کا شمار فقہاء میں ہوتا ہے۔آپ ایک ثقہ راوی الحدیث تھے۔آپ اہل التشیع میں سے تھے۔[الطبقات الکبریٰ، ۵:۶۱]

(۲) تفسیر الطبری، سورۃ البقرۃ، ۱:۳۱۴

سمندر ہمارے سامنے ہے اور یہ فرعون اپنے ساتھیوں کے ساتھ ہم پر چھایا جا رہا ہے۔ تو حضرت موسیٰؑ نے جواب دیا جس کا ذکر سورۃ اعراف میں ہے ﴿عَسَىٰ رَبُّكُمْ أَن يُهْلِكَ عَدُوَّكُمْ وَيَسْتَخْلِفَكُمْ فِي الْأَرْضِ فَيَنظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُونَ (۱)﴾ اللہ تعالیٰ حضرت موسیٰؑ کی طرف وحی کی کہ اپنا عصا سمندر میں مارو اور سمندر کو حکم دیا کہ حضرت موسیٰؑ کا حکم غور سے سن اور جب وہ تجھے مارے تو اس کی اطاعت کر سمندر سمٹ گیا اور اوراس پر کپکی طاری تھی۔ وہ نہیں جانتا تھا کہ اسکی کس جانب میں مارا جائے گا۔

حضرت یوشعؑ نے حضرت موسیٰؑ سے عرض کی: آپ کو کیا حکم دیا گیا ہے؟ حضرت موسیٰؑ نے فرمایا: مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں سمندر میں ماروں۔ حضرت یوشع نے عرض کی: پھر اسے مارو۔ حضرت موسیٰؑ نے سمندر پر عصا سے ضرب لگائی تو سمندر پھٹ گیا۔ تو اس میں بارہ راستے بن گئے۔ ہر راستہ بڑے پہاڑ کی مانند ہو گیا۔ ہر قبیلے کیلئے ایک راستہ تھا جس راستے پر وہ چلتے جا رہے تھے۔ جب وہ راستہ چلے تو بعض نے بعض سے کہا کیا وجہ ہے ہم اپنے ساتھیوں کو نہیں دیکھتے؟ تو انہوں نے حضرت موسیٰؑ سے عرض کی: ہم اپنے ساتھیوں کو نہیں دیکھتے۔ حضرت موسیٰؑ نے فرمایا: چلتے جاؤ بیشک وہ تمھاری طرح راستے پر گامزن ہیں۔ لوگوں نے کہا: ہم اس وقت تک تسلیم نہیں کریں گے یہاں تک کہ ہم انہیں دیکھ نہ لیں۔ حضرت موسیٰؑ نے دعا کی: اے اللہ! ان کی بری عادتوں کے خلاف میری مدد کر۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ کی طرف وحی کی کہ اپنے عصا کے ساتھ یہ کہو اپنے ہاتھ سے اشارہ کرو اس حال میں کہ اسے سمندر پر گھما رہے ہو۔ حضرت موسیٰؑ نے اپنے عصا کو ساتھ دیواروں پر کیا۔ اس طرح ان دیواروں میں سوراخ بن گئے جس سے وہ ایک دوسرے کو دیکھنے لگے۔ وہ چلتے رہے یہاں تک کہ سمندر سے باہر نکل گئے۔

جب بنی اسرائیل کا آخری آدمی بھی سمندر سے نکل گیا تو فرعون اور اسکے ساتھی سمندر پر پہنچ گئے۔ فرعون سیاہ گھوڑے پر سوار تھا۔ جب فرعون سمندر پر پہنچا تو گھوڑا سمندر میں داخل ہونے سے ڈر گیا۔ تو حضرت جبرائیل امین گھوڑی پر سوار ہو کر اس کے سامنے آئے۔ جب گھوڑے نے اسے دیکھا تو اس گھوڑی کے پیچھے داخل ہو گیا۔ حضرت موسیٰؑ سے کہا گیا ﴿وَاتْرُكِ الْبَحْرَ رَهْوًا (۲)﴾ یعنی سمندر کو اپنے حال پر سکون سے رہنے دو۔ فرعون اور اس کی قوم سمندر میں داخل ہو گئی۔ جب فرعون کی قوم کا آخری آدمی داخل ہوا اور حضرت موسیٰؑ کی قوم کا آخری آدمی سمندر سے گزر گیا تو سمندر فرعون اور اسکی قوم پر مل گیا اور وہ سب غرق ہو گئے (۳)۔

---

(۱) القرآن الکریم، الاعراف، ۱۲۹

(۲) القرآن الکریم، الدخان، ۲۴

(۳) تفسیر الطبری، سورۃ البقرۃ، ۱: ۳۱۴

امام عبد بن حمیدؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن مسعودؓ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت موسیٰؑ جب رات کے وقت بنی اسرائیل کو لے کر چل دیے تو خبر فرعون کو پہنچی۔ اس نے بکری لانے کا حکم دیا۔ اسے ذبح کیا گیا۔ پھر اس نے کہا اس کے چمڑا اتارنے سے قبل میرے پاس قبطیوں میں سے سات لاکھ افراد جمع ہو جانے چاہئیں۔ حضرت موسیٰؑ چلے یہاں تک کہ سمندر تک پہنچ گئے۔ حضرت موسیٰؑ نے سمندر سے فرمایا: الگ الگ ہو جا۔ سمندر نے آپ سے عرض کی: اے موسیٰ! آپ نے تو مجھ سے بہت زیادہ چیز کا مطالبہ کیا ہے۔ کیا میں بنی آدم میں سے کسی کے لئے الگ ہوا ہوں؟ جب کہ حضرت موسیٰؑ کے ساتھ گھوڑے پر ایک آدمی سوار تھا۔ اس نے عرض کی: اے اللہ کے نبی! ان کے بارے میں آپ کو کیا حکم دیا گیا ہے؟ حضرت موسیٰؑ نے فرمایا: مجھے اسی سمت کا حکم دیا گیا تھا۔ حضرت موسیٰؑ کا گھوڑا سمندر میں داخل ہو گیا اور آپ کو لے کر تیرنے لگا۔ پھر وہ سمندر سے نکلا۔ عرض کی: اے اللہ کے نبی! کہاں کا حکم دیا گیا ہے؟ حضرت موسیٰؑ نے فرمایا: اسی سمت کا حکم دیا گیا ہے۔ فرمایا نہ میں نے جھوٹ بولا اور نہ مجھ سے جھوٹ بولا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ کی طرف وحی کی کہ اپنا عصا سمندر میں مارو۔ حضرت موسیٰؑ نے اپنا عصا سمندر پر مارا تو سمندر پھٹ گیا۔ تو اس میں بارہ راستے بن گئے۔ ہر ایک قبیلہ کا ایک راستہ تھا۔ وہ ایک دوسرے کو دیکھتے تھے۔ جب حضرت موسیٰؑ کے ساتھی سمندر سے نکل گئے اور فرعون کے سب ساتھی اس میں داخل ہو گئے تو سمندر ان پر مل گیا تو اس نے ان سب کو غرق کر دیا(۱)۔

امام عبد بن حمیدؒ، فریابیؒ، ابن ابی حاتمؒ اور حاکمؒ نے حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ سے وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں جب کہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ حضرت موسیٰؑ نے جب بنی اسرائیل کو لے جانے کا ارادہ کیا تو راستہ بھول گئے تو آپ نے بنی اسرائیل سے کہا یہ کیا ہے؟ بنی اسرائیل کے علماء نے کہا کہ حضرت یوسفؑ کی موت کا وقت جب قریب آیا تو آپ نے ہم سے ایک پختہ وعدہ لیا تھا کہ ہم مصر سے نہیں نکلیں گے یہاں تک کہ ہم آپ کا تابوت بھی ساتھ لے جائیں گے۔ حضرت موسیٰؑ نے فرمایا: تم میں سے کون جانتا ہے کہ ان کی قبر کہاں ہے؟ انہوں نے کہا ایک بڑھیا کے سوا ہم میں سے کوئی بھی آپ کی قبر کو نہیں جانتا۔ حضرت موسیٰؑ نے اس بڑھیا کی طرف پیغام بھیجا اور کہا کہ حضرت یوسفؑ کی قبر پر ہماری رہنمائی کرو۔ عورت نے کہا اللہ کی قسم! میں اس وقت تک نہیں بتاؤں گی جب تک تم میری شرط پوری نہیں کرو گے۔ حضرت موسیٰؑ نے پوچھا تیری کیا شرط ہے؟ اس بڑھیا نے کہا میں جنت میں تیرے ساتھ ہوں گویا یہ شرط حضرت موسیٰؑ کیلئے ناگوار گزری۔ حضرت موسیٰؑ سے عرض کی گئی: اس کی بات مان لیں

---

(۱) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الشعراء، ۸: ۲۷۷۴ رقم (۱۵۶۸۲)

، وہ عورت انہیں پانی کے تالاب کی طرف لے گئی جبکہ پانی سے آواز آ رہی تھی۔ عورت نے کہا اس سے پانی نکالو۔ لوگوں نے ایسا ہی کیا۔ پھر کہا یہاں سے کھودو۔ لوگوں نے زمین کو کھودا تو اس میں سے حضرت یوسفؑ کی قبر کو نکالا۔ جب انہوں نے حضرت یوسفؑ کا تابوت اٹھایا تو راستہ دن کی طرح روشن ہو گیا (۱)۔

امام ابن عبد الحکم (۲) نے "فتوح مصر میں "حضرت سماک بن حربؒ (۳) سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب موسیٰؑ بنی اسرائیل کو لے کر روانہ ہوئے تو ایک بادل چھا گیا جو بنی اسرائیل اور راستے کے درمیان حائل ہو گیا کہ وہ اس راستہ کو دیکھیں۔ حضرت موسیٰؑ سے کہا گیا آپ اس وقت تک اسے عبور نہ کر سکیں گے جب تک آپ کے ساتھ حضرت یوسفؑ کی ہڈیاں نہ ہوں گی۔ حضرت موسیٰؑ نے کہا وہ کہاں ہیں؟ تو لوگوں نے کہا اس کی بیٹی ایک بوڑھی عورت ہے جس کی نظر جاتی رہی ہے۔ ہم اسے گھر میں ہی چھوڑ آئے ہیں۔

حضرت موسیٰؑ لوٹ آئے۔ جب اس عورت نے آواز سنی پوچھا موسیٰ ہے؟ حضرت موسیٰؑ نے کہا موسیٰ ہوں۔ عورت نے کہا کیا چھوڑ کر آئے ہو؟ حضرت موسیٰؑ نے کہا مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں حضرت یوسفؑ کی ہڈیاں اٹھا کر لے جاؤں۔ عورت نے کہا تم اس وقت تک وہ عبور نہیں کر سکتے جب تک میں تمہارے ساتھ نہ ہوں گی۔ حضرت موسیٰؑ نے فرمایا: حضرت یوسفؑ کی ہڈیوں پر میری رہنمائی کرو۔ اس عورت نے کہا میں اس وقت تک ایسا کرنے کیلئے تیار نہیں ہوں جب تک آپ مجھے وہ نہ دیں گے جو میں آپ سے سوال کروں۔ حضرت موسیٰؑ نے فرمایا: تیرے لیے وہی کچھ ہے جو مانگے۔ بوڑھی عورت نے کہا میرا ہاتھ پکڑو۔ حضرت موسیٰؑ نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا تو وہ عورت ایک ستون تک پہنچی جو نیل کے کنارے پر تھا۔ اس ستون کی بنیاد پر لوہے کا ایک صندوق تھا جس میں میخیں لگائی گئیں تھیں اور اس میں زنجیر بھی تھی۔ عورت نے کہا ہم نے اس طرح دفن کیا تھا تو یہ جانب سرسبز و شاداب ہو گئی اور دوسری جانب خشک ہو گئی۔ جب ہم نے یہ دیکھا تو ہم نے اس کی ہڈیوں کو جمع کیا تو انہیں لوہے کے صندوق میں

---

(۱) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الشعراء، ۸: ۲۷۶۸ رقم (۱۵۶۵۲)

مستدرک: کتاب: تواریخ المتقدمین من الانبیاء، باب: ذکر یوسف بن یعقوب صلوات اللہ علیہما، رقم (۴۰۸۸)

امام حاکمؒ نے مذکورہ حدیث پر صحیح الاسناد کا حکم لگایا ہے۔ [المستدرک: رقم (۴۰۸۸)]

هذا حديث غريب جدا والاقرب انه موقوف [ابن كثير، قديمي كتب خانه آرام باغ كراچي، (س.ن)، ج ۴، ص ۶۲۵]

(۲) عبد الرحمن بن عبد اللہ بن عبد الحکم القرشی المصری، ابو القاسم، مصر کے مؤرخین، فضلاء اور علماء میں سے تھے۔ مصر میں پیدا ہوئے اور وہیں وفات پا گئے تھے۔ [الاعلام، ۳: ۳۱۳]

(۳) سماک بن حرب بن اوس بن خالد بن نزار بن معاویہ بن حارثہ الذہلی البکری ابو المغیرہ الکوفی، آپ ایک فصیح ادیب، عالم الدین، شاعر اور ایام الناس کے ماہر تھے۔ آپ کو [۸۰] صحابہ کرامؓ سے ملاقات کا شرف حاصل ہے۔ امام ابن حبان نے آپ کے بارے میں لکھا ہے [یخطی کثیرا]، ہشام بن عبد الملک کے آخری ایام میں وفات پا گئے تھے۔ [تھذیب التھذیب، ۴: ۲۰۴ رقم (۲۰۵)]

رکھا اور نیل کے وسط میں پھینکا تو نیل کے دونوں جانب سرسبز وشاداب ہوگئیں۔

حضرت موسیٰؑ نے صندوق اپنی گردن پر رکھا اور اس بوڑھی عورت کا ہاتھ پکڑا اور اسے لشکر تک لے آئے اور اس سے کہا جو چاہو سوال کرو۔ تو اس عورت نے یہ سوال کیا کہ جنت میں، میں اور تو ایک ہی درجہ میں ہوں، میری نظر اور جوانی واپس لوٹا دی جائے یہاں تک کہ میں ایسی جوان ہو جاؤں جیسی میں تھی۔ حضرت موسیٰؑ نے فرمایا: تیرے لیے وہ کچھ ہے جو تو نے سوال کیا (۱)۔

امام عبد بن حمیدؒ اور ابن منذرؒ نے حضرت عکرمہؒ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت یوسفؑ نے وصیت کی اگر میرے بعد نبی آئے اسے کہنا اس بستی سے میری ہڈیاں نکال لی جائیں۔ فرعون کے ساتھ جھگڑے کے موقع پر جو حضرت موسیٰؑ کا معاملہ ہوا۔ آپ اس بستی کے پاس سے گزرے جس میں حضرت یوسفؑ کی قبر تھی۔ آپ نے لوگوں سے حضرت یوسفؑ کی قبر کے متعلق پوچھا تو کوئی ایسا آدمی نہ ملا جو اس بارے میں بتاتا۔ آپ سے عرض کی گئی: یہاں ایک بوڑھی عورت ہے جو حضرت یوسفؑ کی قوم کی رہ گئی ہے۔ حضرت موسیٰؑ اس کے پاس تشریف لائے، اس کو فرمایا: کیا تو حضرت یوسفؑ کی قبر پر میری رہنمائی کرے گی؟ عورت نے کہا میں ایسا نہیں کروں گی یہاں تک کہ تو میری شرطیں پوری کرے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ کو وحی کی کہ اس کی شرطیں پوری کرو۔ حضرت موسیٰؑ نے فرمایا: تم کیا ارادہ رکھتی ہو۔ عورت نے کہا: جنت میں تیری بیوی بننا چاہتی ہوں۔ حضرت موسیٰؑ نے اسے قبول کیا تو عورت نے قبر کے بارے میں بتا دیا۔

حضرت موسیٰؑ نے قبر کھودی پھر اپنی چادر بچھائی۔ حضرت یوسفؑ کی ہڈیوں کو نکالا اور اپنے کپڑے کے درمیان رکھا۔ پھر ہڈیوں کو کپڑے میں لپیٹا اور اپنے دائیں کندھے پر اٹھا لیا۔ وہ فرشتہ جو دائیں جانب تھا اس نے حضرت موسیٰؑ سے کہا بوجھ دائیں کندھے پر اٹھایا جاتا ہے؟ حضرت موسیٰؑ نے کہا وہ بائیں کندھے پر ہوتا ہے۔ میں نے ایسا حضرت یوسفؑ کی تعظیم کیلئے کیا ہے (۲)۔

امام ابن عبد الحکیم کلبیؒ کے واسطے سے حضرت ابو صالحؒ سے وہ حضرت ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت یوسفؑ نے اپنی وفات کے وقت وعدہ لیا تھا کہ وہ مصر سے میری ہڈیاں ساتھ لیتے جائیں۔ قوم نے تیاری کی اور نکلے مگر راستہ بھول گئے۔ حضرت موسیٰؑ نے ان سے کہا یہ تمہارا راستہ بھٹک جانا۔ حضرت یوسفؑ کی ہڈیوں کی وجہ سے ہے وہ کون ہے جو ان کے متعلق میری رہنمائی کرے۔ تو ایک بڑھیا نے کہا کہ جسے شارح بنت آی بن یعقوب کہتے تھے۔ میں نے اپنے چچا یوسف کو دیکھا جب انہیں دفن کیا گیا تھا۔ اگر میں اس کے متعلق تمہاری رہنمائی

---

(۱) ابن عبد الحکم، فتوح مصر واخبارھا، دار الفکر، بیروت، طبع اول (۱۴۱۶ھ)، ۱: ۲۷

(۲) فتوح مصر، ۱: ۲۷

کروں تو تم مجھے کیا دو گے؟ حضرت موسیٰؑ نے کہا جو تو کہے۔ اس بوڑھی عورت نے حضرت موسیٰؑ کی رہنمائی کی۔ حضرت موسیٰؑ نے حضرت یوسفؑ کی ہڈیاں لیں۔ پھر فرمایا: اب کہہ۔ اس بوڑھی عورت نے کہا جنت میں جہاں تو ہو میں بھی تیرے ساتھ رہوں (۱)۔

امام عبدالحکیمؒ نے کلبیؒ کی سند سے ابو صالحؒ سے وہ حضرت ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ کی طرف وحی کی کہ میرے بندوں کو رات کے وقت لے چلو۔ بنو اسرائیل نے فرعون کی قوم سے زیورات اور کپڑے لیے کہ ہماری عید ہے، ہم اس عید کیلئے باہر جائیں گے۔ حضرت موسیٰؑ رات کے وقت انہیں لے کر نکلے جب کہ ان کی تعداد اچھ لاکھ تین ہزار سے کچھ اوپر تھی۔ اس کے متعلق فرعون نے کہا تھا ﴿ ان ھؤلاء لشرذمة قلیلون ﴾ فرعون نکلا۔ اس کا مقدمۃ الجیش پانچ لاکھ سپاہیوں پر مشتمل تھا۔ دونوں جانب اور درمیان والا لشکر الگ تھا۔ جب حضرت موسیٰؑ سمندر تک پہنچے تو حضرت یوشع بن نون اپنے گھوڑے پر آگے بڑھے اور پانی پر چلے۔ دوسرے بھی اپنے گھوڑوں کے ساتھ داخل ہو گئے اور پانی میں کود گئے۔ سورج کے طلوع ہونے کے بعد فرعون انکی تلاش میں نکلا۔ اس کے متعلق اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے ﴿ فلما تراء الجمعن قال اصحب موسی انا لمدرکون ﴾ حضرت موسیٰؑ نے اپنے رب کے حضور التجا کی تو ایک لہر حضرت موسیٰؑ اور فرعون کے درمیان چھا گیا۔ حضرت موسیٰؑ سے کہا گیا: اپنا عصا سمندر پر مارو۔ حضرت موسیٰؑ نے ایسا ہی کیا تو سمندر پھٹ گیا گویا ہر حصہ بڑے پہاڑ کی مانند ہو گیا۔ اس میں بارہ راستے بن گئے۔ انہوں نے کہا ہمیں ڈر ہے کہ گھوڑے کیچڑ میں دھنس جائیں گے۔ حضرت موسیٰؑ نے اپنے رب کے حضور دعا کی۔ ان پر ہوا چلی تو اس نے راستے خشک کر دیے۔ انہوں نے عرض کی ہمیں ڈر ہے کہ ہم میں سے بعض غرق ہو جائیں گے اور ہمیں پتہ بھی نہ ہوگا۔ آپ نے اپنے عصا سے پانی میں نقب لگائی تو ان کے درمیان روشن دان بن گئے یہاں تک کہ وہ ایک دوسرے کو دیکھنے لگے۔ پھر بنی اسرائیل سمندر میں داخل ہو گئے یہاں تک کہ سمندر کو عبور کر لیا۔ فرعون آیا یہاں تک کہ اس جگہ پہنچا جہاں سے حضرت موسیٰؑ نے سمندر کو عبور کیا تھا جبکہ راستے اسی طرح موجود تھے۔ راستہ بتانے والے نے فرعون سے کہا: حضرت موسیٰؑ نے سمندر پر جادو کر دیا ہے یہاں تک کہ سمندر بھی ایسا ہو گیا ہے جیسا تم دیکھ رہے ہو۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان میں یہی ہے ﴿ وَاتْرُكِ الْبَحْرَ رَهْوًا (۲) ﴾ یہاں سے چلو تا کہ ہم انہیں جا ملیں جبکہ سمندر میں تین دن کی مسافت تھی۔

اس روز فرعون گھوڑے پر سوار تھا۔ حضرت جبرائیل تینتیس فرشتوں کے ساتھ گھوڑی پر آئے اور لوگوں میں پھیل گئے۔ حضرت جبرائیل امین آگے بڑھے اور فرعون کے سامنے چلے۔ فرعون انکے پیچھے پیچھے چلا فرشتے لوگوں

---

(۱) فتوح مصر، ۱: ۲۷

(۲) القرآن الکریم، الدخان، ۲۴

میں چلائے بادشاہ کو ملو یہاں تک کہ فرعونیوں کا آخری آدمی بھی داخل ہو گیا اور وہ غرق ہو گئے۔ جب سمندر ملا تو بنی اسرائیل نے سمندر کی آواز سنی پوچھا یہ کیا ہوا ہے؟ حضرت موسیٰؑ نے فرمایا فرعون اور اس کے ساتھی ہلاک ہو گئے ہیں۔ وہ انہیں دیکھنے کیلئے واپس ہوئے تو سمندر نے فرعونیوں کو کنارے پر پھینک دیا (۱)۔

امام ابن عبد الحکیمؒ اور عبد بن حمیدؒ نے حضرت مجاہدؒ سے روایت نقل کی ہے کہ جبرائیل امین لوگوں، بنی اسرائیل اور فرعون کے درمیان تھے۔ حضرت جبرائیل امین کہتے آہستہ چلو تا کہ تمہارا آخری آدمی بھی تمہیں مل جائے۔ بنو اسرائیل نے کہا ہم نے اس سے بہتر ہانکنے والا نہیں دیکھا۔ آل فرعون نے کہا ہم نے اس جیسا لشکر کو ترتیب دینے والا نہیں دیکھا۔

جب حضرت موسیٰؑ اور بنو اسرائیل سمندر تک پہنچے تو آل فرعون کے مومن نے کہا: اے اللہ کے نبی! تمہیں کہاں کا حکم دیا گیا ہے؟ سمندر آپ کے سامنے ہے جبکہ پیچھے سے آل فرعون ہم تک پہنچی جا رہی ہے۔ آل فرعون کے مومن نے اپنا گھوڑا سمندر میں ڈال دیا تو سمندر کی موجوں نے اسے واپس کر دیا۔ حضرت موسیٰؑ اپنے طور پر یہ نہیں جانتے تھے کہ وہ کیا کریں اللہ تعالیٰ نے سمندر کو حکم دیا کہ وہ حضرت موسیٰؑ کے حکم کی اطاعت کرے۔ اس کی نشانی یہ ہے کہ جب وہ تجھے عصا مارے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ کو وحی کی اپنا عصا سمندر پر مارو۔ حضرت موسیٰؑ نے سمندر پر ضرب لگائی تو سمندر پھٹ گیا۔ تو بنو اسرائیل سمندر میں داخل ہو گئے اور آل فرعون نے انکا پیچھا کیا۔ جب بنو اسرائیل کا آخری آدمی نکلا اور آل فرعون کا آخری آدمی سمندر میں داخل ہوا اللہ تعالیٰ نے ان پر سمندر کو جمع کر دیا (۲)۔

ابن منذرؒ نے سعید بن جبیرؒ سے روایت نقل کی ہے جس روز فرعون غرق ہوا تو جبرائیل امین اترے ان کے سر پر سیاہ عمامہ تھا (۳)۔

امام خطیبؒ نے (المتفق و المفترق) میں حضرت ابو الدرداءؓ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ ہاتھ پر ہاتھ مارنے لگے اور بنی اسرائیل اور انکی سرکشی پر تعجب کا اظہار کرنے لگے۔ جب وہ سمندر پر پہنچے اور انکا دشمن ان تک آ پہنچا تو وہ حضرت موسیٰؑ کے پاس آئے اور عرض کی: دشمن ہمارے سر پر آ پہنچا۔ آپ کو کیا حکم دیا گیا تھا؟ فرمایا: مجھے حکم دیا گیا کہ میں یہاں پڑاؤ ڈالوں یا تو میرا رب مجھے فتح دے گا اور انہیں شکست دے گا یا میرے لیے سمندر پھاڑ دیا جائے گا۔ حضرت موسیٰؑ نے سمندر پر ضرب لگائی تو سمندر نے یوں آواز نکالی جس طرح ذبح کیے جانے والے جانور آواز نکالتے ہیں۔ پھر دوسری دفعہ مارا تو وہ پھٹ گیا اور کہا یہ تیرے رب کی طاقت ہے۔ انہوں نے سمندر کو پار کیا گناہ میں بڑھ کر بنی اسرائیل سے کوئی قوم کا نہیں سنا اور نہ ہی تیز توبہ کرنے والا کسی کو سنا (۴)۔

---

(۱) فتوح مصر، ۱:۲۸ (۲) فتوح مصر، ۱:۲۸

(۳) فتوح مصر، ۱:۲۷۔۲۸

(۴) تفسیر ابن کثیر، سورۃ الشعراء، ۴:۳۶۴ (مثلہ)

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ إِبْرَاهِيمَ ﴿٦٩﴾ إِذْ قَالَ لِأَبِيهِ وَقَوْمِهِ مَا تَعْبُدُونَ ﴿٧٠﴾ قَالُوا نَعْبُدُ أَصْنَامًا فَنَظَلُّ لَهَا عَاكِفِينَ ﴿٧١﴾ قَالَ هَلْ يَسْمَعُونَكُمْ إِذْ تَدْعُونَ ﴿٧٢﴾ أَوْ يَنفَعُونَكُمْ أَوْ يَضُرُّونَ ﴿٧٣﴾ قَالُوا بَلْ وَجَدْنَا آبَاءَنَا كَذَٰلِكَ يَفْعَلُونَ ﴿٧٤﴾ قَالَ أَفَرَأَيْتُم مَّا كُنتُمْ تَعْبُدُونَ ﴿٧٥﴾ أَنتُمْ وَآبَاؤُكُمُ الْأَقْدَمُونَ ﴿٧٦﴾ فَإِنَّهُمْ عَدُوٌّ لِّي إِلَّا رَبَّ الْعَالَمِينَ ﴿٧٧﴾

"اور اُن کو ابراہیم کا حال پڑھ کر سنا دو [٦٩] جب اُنہوں نے اپنے باپ اور اپنی قوم کے لوگوں سے کہا تم کس چیز کو پوجتے ہو؟ [٧٠] وہ کہنے لگے کہ ہم بتوں کو پوجتے ہیں اور ان (کی پوجا) پر قائم رہیں [٧١] (ابراہیم نے کہا) کہ جب تم انکو پکارتے ہو تو کیا وہ تمہاری آواز سنتے ہیں [٧٢] یا تمہیں کوئی فائدہ دے سکتے ہیں یا نقصان پہنچا سکتے ہیں؟ [٧٣] انہوں نے کہا (نہیں) بلکہ ہم نے اپنے باپ دادا کو اسی طرح کرتے دیکھا ہے [٧٤] (ابراہیم نے) کہا کیا تم نے دیکھا کہ جن کو تم پوجتے رہے ہو [٧٥] تم بھی اور تمہارے اگلے باپ دادا بھی [٧٦] وہ میرے دشمن ہیں مگر (خدائے، رب العالمین (میرا دوست ہے) "[٧٧]

امام عبد بن حمیدؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت قتادہؒ سے عکفین کا معنی عبادت کرنے والے نقل کیا ہے۔ کیا جب تم اپنے معبودوں کو بلاتے ہو تو وہ تمہیں جواب دیتے ہیں؟ (١)۔

امام ابن منذرؒ نے حضرت عکرمہؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ﴿یسمعونکم﴾ کا معنیٰ ہے کیا وہ تمہاری آواز سنتے ہیں؟ (٢)۔

الَّذِي خَلَقَنِي فَهُوَ يَهْدِينِ ﴿٧٨﴾ وَالَّذِي هُوَ يُطْعِمُنِي وَيَسْقِينِ ﴿٧٩﴾ وَإِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِينِ ﴿٨٠﴾ وَالَّذِي يُمِيتُنِي ثُمَّ يُحْيِينِ ﴿٨١﴾ وَالَّذِي أَطْمَعُ أَن يَغْفِرَ لِي خَطِيئَتِي يَوْمَ الدِّينِ ﴿٨٢﴾ رَبِّ هَبْ لِي حُكْمًا وَأَلْحِقْنِي بِالصَّالِحِينَ ﴿٨٣﴾ وَاجْعَل لِّي لِسَانَ صِدْقٍ فِي الْآخِرِينَ ﴿٨٤﴾ وَاجْعَلْنِي مِن وَرَثَةِ جَنَّةِ النَّعِيمِ ﴿٨٥﴾

---

(١) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الشعراء، ٨: ٢٧٧٨ رقم (١٥٦٩٣)

(٢) معانی القرآن، ٥: ٨٦

"جس نے مجھے پیدا کیا اور وہی مجھے راستہ دکھاتا ہے[۷۸]اور جو مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے[۷۹]اور جب میں بیمار پڑتا ہوں تو وہ مجھے شفا بخشتا ہے[۸۰]اور وہ مجھے مارے گا(اور) پھر زندہ کرے گا[۸۱]اور وہ جس سے میں اُمید رکھتا ہوں کہ قیامت کے دن میرے گناہ بخشے گا[۸۲]اے پروردگار مجھے علم ودانش عطا فرما اور نیکو کاروں میں شامل کر [۸۳]اور پچھلے لوگوں میں میرا ذکر نیک (جاری) کر[۸۴]اور مجھے نعمت کی بہشت کے وارثوں میں کر"[۸۵]

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت قتادہؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ بات کہی جاتی تھی بندے کے اوپر سب سے پہلی نعمت اس وقت ہوتی ہے جب اللہ تعالیٰ اسے پیدا فرماتا ہے(۱)۔

امام فریابیؒ،عبد بن حمیدؒ،ابن جریرؒ،ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت مجاہدؒ سے ﴿اطمع ان یغفرلی خطیئتی یوم الدین﴾ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ خطیئتی سے مراد حضرت ابراہیمؑ کی یہ باتیں ہیں جن کا ان آیات میں ہے﴿اِنِّیْ سَقِیْم (۲)﴾﴿بَلْ فَعَلَهٗ كَبِیْرُهُمْ هٰذَا (۳)﴾اور حضرت سارہ کے بارے میں یہ کہنا انها اختی یہ بات اس وقت کہی تھی جب فرعون نے حضرت سارہ کو چھیننے کا ارادہ کیا(۴)۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذرؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے صالحین کی یہ تفسیر نقل کی ہے جنتی(۵)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے ﴿واجعل لی لسان صدق فی الاخرین﴾ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ تمام ملتیں حضرت ابراہیمؑ کے اوپر ایمان لاتی ہیں(۶)۔

امام ابن ابی الدنیا نے "الذکر" میں،ابن مردویہؒ نے حضرت حسن بصریؒ کے واسطے سے حضرت سمرہ بن جندبؓ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب ایک آدمی فرض نماز کیلئے وضو کرتا ہے اور اچھی طرح وضو کرتا ہے پھر مسجد کے ارادہ سے باہر نکلتا ہے،جب باہر نکلتا ہے تو کہتا ہے﴿بسم اللہ الذی خلقنی فهو یهدین﴾ تو اللہ تعالیٰ اسے صواب کی ہدایت دیتا ہے۔ابن مردویہ کے الفاظ ہیں: اچھے اعمال کی ہدایت دیتا ہے اور جو کہتا ہے ﴿والذی هو یطعمنی ویسقین﴾ اللہ تعالیٰ اسے جنت کا کھانا کھلاتا ہے اور جنت کا مشروب پلاتا ہے اور جو کہتا ہے﴿اذا مرضت فهو یشفین﴾ اللہ تعالیٰ اسے شفا دیتا ہے اور اس کی مرض کو اس کے گناہوں کا کفارہ بنا

---

(۱) تفسیر ابن ابی حاتم،سورۃ الشعراء۸:۲۷۸۱رقم(۱۵۷۱۰)

(۲) القرآن الکریم،الصافات،۲۹

(۳) القرآن الکریم،الانبیاء،۶۳

(۴) تفسیر الطبری،سورۃ الشعراء،۹:۴۵۲رقم(۲۶۶۶۱)

(۵) النکت والعیون،سورۃ الشعراء،۴:۱۷۶

(۶) تفسیر ابن ابی حاتم،سورۃ الشعراء،۸:۲۷۸۱رقم(۱۵۷۱۱)

دیتا ہے جو کہے ﴿والذی یمیتنی ثم اطمع ان یغفرلی خطیئتی یوم الدین﴾ اللہ تعالیٰ سعادت مندوں کی زندگی کے ساتھ زندہ رکھتا ہے اور شہداء کی موت عطا کرتا ہے جو کہتا ہے ﴿والذی اطمع ان یغفرلی خطیئتی یوم الدین﴾ اللہ تعالیٰ اس کی تمام خطائیں معاف کر دیتا ہے اگرچہ اس کی خطائیں سمندر کی جھاگ سے بھی زیادہ ہوں جو کہے ﴿رب ھب لی حکماوالحقنی بالصلحین﴾ اللہ تعالیٰ اسے حکم عطا فرماتا ہے جو صالح گزر چکے ہیں اور جو صالح باقی ہیں۔ اللہ تعالیٰ اسے ان کے ساتھ ملا دیتا ہے جو کہے ﴿واجعل لی لسان صدق فی الاخرین﴾ تو سفید کاغذ میں لکھ دیا جاتا ہے کہ فلاں بن فلاں صادقین میں سے ہے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ سے صدق کی تصدیق دیتا ہے جو یہ دعا کرتا ہے ﴿واجعلنی من ورثة جنة النعیم﴾ اللہ تعالیٰ اس کیلئے جنت میں محل اور منازل بنا دیتا ہے حضرت حسن بصریؒ یہ زائد کیا کرتے تھے: ﴿واغفرلو الدی کما ربیانی صغیرا(۱)﴾

امام ابن جریر اور حاکمؒ نے حضرت عائشہؓ سے روایت نقل کی ہے جب کہ حاکمؒ نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ انہوں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ ابن جدعان (۲) مہمانوں کی ضیافت کرتا ہے، صلہ رحمی کرتا ہے، وہ یہ یہ کام کیا کرتا ہے، کیا اسے یہ کام نفع دیں گے؟ فرمایا نہیں کیونکہ اس نے کبھی بھی یہ نہیں کہا ﴿رب اغفرلی خطیئتی یوم الدین (۳)﴾۔

وَاغْفِرْ لِأَبِيٓ إِنَّهُ كَانَ مِنَ الضَّآلِّينَ ﴿٨٦﴾ وَلَا تُخْزِنِي يَوْمَ يُبْعَثُونَ ﴿٨٧﴾ يَوْمَ لَا يَنفَعُ مَالٌ وَلَا بَنُونَ ﴿٨٨﴾

"اور میرے باپ کو بخش دے کہ وہ گمراہوں میں سے ہے [۸۶] اور جس دن لوگ اُٹھ کھڑے کئے جائینگے مجھے رسوا نہ کیجیو [۸۷] جس دن نہ مال ہی کچھ فائدہ دے سکے گا اور نہ بیٹے [۸۸]

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے ﴿واغفر لا بی﴾ کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے: اس پر توبہ کے ذریعے احسان کرتا کہ تیری مغفرت کا مستحق بن جائے (۴)۔

---

(۱) روح المعانی، ۱۹:۹۹

(۲) عبداللہ بن جدعان التیمی القرشی، زمانہ جاہلیت کے سخی لوگوں میں سے تھا۔ آپ نے عام لوگوں کے کھانے کے لئے ایک بڑا دیگ تیار کیا تھا جس سے لوگ کھڑے اور بیٹھے کھانا کھایا کرتے تھے۔ نبی کریم ﷺ نے بھی اس دسترخوان سے کھانا کھایا تھا۔ مشہور حلف الفضول کا عہد آپ کے گھر میں لیا گیا تھا، جس میں نبی کریم ﷺ بھی حاضر رہے تھے۔ [الاصابۃ فی تمیز الصحابہ، ۴:۳۸ رقم (۴۵۹۰)۔۔الاعلام، ۴:۷۶]

(۳) مستدرک، کتاب: التفسیر، باب: تفسیر سورۃ الشعراء، رقم (۳۵۲۴)۔۔امام حاکمؒ نے مذکورہ حدیث کو صحیح الاسناد قرار دیا ہے [مستدرک، رقم الحدیث (۳۵۲۴)]

(۴) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الشعراء، ۸:۲۷۸۲ رقم (۱۵۷۲۶)

امام عبد بن حمیدؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت قتادہؒ سے ﴿ ولا تخزنی یوم یبعثون ﴾ کی تفسیر میں یہ روایت نقل کی ہے کہ ہمارے سامنے یہ کہا گیا کہ اللہ تعالیٰ کے نبی نے فرمایا: مومنوں میں ایک آدمی اپنے مشرک باپ کا ہاتھ پکڑے ہوئے آئے گا یہاں تک کہ آگ اس کے ٹکڑے کر چکی ہوگی۔ وہ مومن امید رکھے گا کہ وہ اپنے باپ کو جنت میں داخل کر دے گا۔ ایک ندا کرنے والا منادی کرے گا کہ جنت میں مشرک داخل نہیں ہوگا۔ وہ مومن عرض کرے گا: اے میرے رب! میرا باپ جب کہ تو نے وعدہ کیا تھا کہ تو مجھے رسوا نہیں کرے گا۔ وہ اسے لگاتار پکڑے رہے گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس مشرک کو بجو کی بری صورت اور سخت بدبو میں تبدیل کر دے گا۔ جب مومن باپ کو اس حالت میں دیکھے گا تو اس سے براءت کا اظہار کر دے گا اور کہے گا تو میرا باپ نہیں ہم خیال کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ حضرت ابراہیمؑ کا ارادہ کر رہے تھے مگر اس روز رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابراہیم کا نام نہیں لیا تھا (۱)۔

امام بخاریؒ اور امام نسائیؒ حضرت ابو ہریرہؓ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابراہیمؑ اپنے باپ آزر کو قیامت کے روز ملیں گے جب کہ آزر کے چہرے پر کالک اور غبار ہوگا۔ حضرت ابراہیمؑ آزر سے کہیں گے: کیا میں نے تجھے کہا نہیں تھا کہ میری نافرمانی نہ کرو؟ تو آزر کہے گا آج میں تیری نافرمانی نہیں کروں گا۔ حضرت ابراہیمؑ عرض کریں گے تو نے مجھ سے یہ وعدہ کیا تھا کہ تو قیامت کے روز مجھے رسوا نہیں کرے گا۔ باپ کی رسوائی سے بڑھ کر کیا رسوائی ہوگی۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا میں نے کافروں پر جنت حرام کر دی ہے۔ پھر کہا جائے گا: اے ابراہیم! تیرے قدموں کے نیچے کیا ہے؟ تو وہ آلودہ بجو ہوگا، اسے پاؤں سے پکڑا جائے گا اور جہنم میں پھینک دیا جائے گا (۲)۔

امام احمدؒ نے بنی کنانہ کے آیک آدمی سے روایت نقل کی ہے کہ فتح مکہ کے روز میں نے نبی کریم ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی تو میں نے آپ کو یہ کہتے ہوئے سنا ﴿اللھم لا تخزنی یوم القیامة﴾ (۳)۔

---

(۱) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الشعراء، ۸: ۲۷۸۲ رقم (۱۵۷۲۹)

(۲) صحیح بخاری، کتاب: احادیث الانبیاء، باب: قول اللہ تعالیٰ واتخذ اللہ ابراھیم خلیلا، رقم (۳۱۷۲)
سنن النسائی الکبریٰ، ۶ ص: ۴۲۲، رقم (۱۱۳۷۵)
مستدرک، کتاب التفسیر، باب، قراءت النبی ﷺ، رقم (۲۹۳۶)۔

(۳) مسند احمد، کتاب: مسند الشامیین، باب: حدیث رجل، رقم [مسند احمد، ۱۸۰۸۵]

امام احمدؒ نے مذکورہ حدیث کی سند پر حکم لگاتے ہوئے لکھا ہے: قال ابن المبارک یحییٰ بن حسان من اھل بیت المقدس و کان شیخا کبیرا حسن الفھم [مسند احمد، (۱۸۰۸۵)]۔ امام ہیثمیؒ نے اس حدیث کی سند کے بارے میں لکھا ہے: رواہ احمد ورجالہ الثقات، [مجمع الزوائد، ج ۱۰، ص ۴۱۳ رقم (۱۶۹۶۵)

إِلَّا مَنْ أَتَى اللَّهَ بِقَلْبٍ سَلِيمٍ ﴿٨٩﴾

"ہاں جو شخص خدا کے پاس پاک دل لے کر آیا (وہ بچ جائیگا)"[۸۹]

امام ابن ابی حاتمؒ، ابن مردویہؒ اور ابونعیمؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے اس آیت کی تفسیر میں یہ روایت نقل کی ہے کہ اس سے مراد لا الہ الا اللہ کی گواہی ہے(۱)۔

امام عبدالرزاقؒ، عبد بن حمیدؒ اور ابن جریرؒ نے حضرت قتادہؒ سے اس آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ کہا جاتا تھا: اس سے مراد وہ ہے جو شرک سے محفوظ ہو(۲)۔

امام ابن ابی شیبہؒ، عبد بن حمیدؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت مجاہدؒ سے یہ قول نقل کیا ہے: جس کا دل شرک سے محفوظ ہے جس میں حق کے متعلق کوئی شک نہ ہو(۳)۔

امام عبد بن حمیدؒ نے حضرت عونؒ سے روایت نقل کی ہے کہ لوگوں نے حضرت ابن سیرینؒ کے پاس حجاج (۴) کا ذکر کیا تو ابن سیرینؒ نے فرمایا: جو کچھ تم حجاج کے بارے میں باتیں کرتے ہو مجھے اس کے علاوہ سے زیادہ ڈر ہے۔ میں نے پوچھا وہ کیا ہے؟ اگر وہ اللہ تعالیٰ سے قلب سلیم کے ساتھ ملے تو وہ اپنے گناہوں کو اس سے بہتر پائے۔ پوچھا گیا قلب سلیم کیا ہے؟ فرمایا: اگر وہ جان لے کہ اللہ تعالیٰ کے سواء کوئی معبود نہیں (۵)۔

وَأُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِينَ ﴿٩٠﴾ وَبُرِّزَتِ الْجَحِيمُ لِلْغَاوِينَ ﴿٩١﴾ وَقِيلَ لَهُمْ أَيْنَمَا كُنتُمْ تَعْبُدُونَ ﴿٩٢﴾ مِن دُونِ اللَّهِ هَلْ يَنصُرُونَكُمْ أَوْ يَنتَصِرُونَ ﴿٩٣﴾

"اور بہشت پرہیزگاروں کے قریب کی جائے گی[۹۰] اور دوزخ گمراہوں کے سامنے لائی جائے گی[۹۱] اور اُن سے کہا جائے گا کہ جن کو تم پوجتے تھے وہ کہاں ہیں؟ (یعنی جن کو) خدا کے سوا (پوجتے تھے) کیا وہ تمہاری مدد کر سکتے ہیں یا خود بدلہ لے سکتے ہیں"[۹۳]

---

(۱) تفسیر ابن ابی حاتم: سورۃ الشعراء، ۸: ۲۷۸۲ رقم (۱۵۷۳۲)
حلیۃ الاولیاء، ۱: ۳۲۳

(۲) تفسیر الطبری، سورۃ الشعراء، ۹: ۴۵۴ رقم (۲۶۶۶۹)

(۳) تفسیر الطبری: سورۃ الشعراء، ۹: ۴۵۴ رقم (۲۶۶۶۹)۔ تفسیر ابن ابی حاتم: سورۃ الشعراء، ۸: ۲۷۸۳ رقم (۳۷-۱۵۷۳۶)

(۴) حجاج بن یوسف بن حکم الثقفی، ابومحمد، آپ ایک سفاک حکمران، اور ماہر خطیب تھے۔ آپ طائف میں پیدا ہوئے اور وہاں پلے بڑھے اور پھر شام منتقل ہوئے۔ خاندان بنوامیہ کے دست راست ہے اور اُن کی خوشی کے لئے خانہ کعبہ کو منہدم کرنے سے بھی دریغ نہ کیا تھا۔
[الوافی فی الوفیات، ۱: ۱۵۸۸۔ الاعلام، ۲: ۱۶۸]

(۵) تفسیر قرطبی، ۱۵: ۸۲

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ضحاکؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ازلفت کا معنی ہے قریب کردی جائے گی (۱)۔

امام ابن ابی شیبہؒ نے حضرت نبیح بن امراۃ کعب (۲) سے روایت نقل کی ہے کہ جنت قریب کی جائے گی پھر وہ مزین ہوگی۔ پھر اللہ تعالیٰ کی مخلوق خواہ مسلمان ہو، یہودی ہو یا نصرانی ہو اسے دیکھے گی مگر دو آدمی نہ دیکھیں گے۔ ایک وہ آدمی جس نے کسی مومن کو جان بوجھ کر قتل کیا ہوگا۔ دوسرا وہ آدمی جس نے کسی ذمی کو جان بوجھ کر قتل کیا ہوگا (۳)۔

فَكُبْكِبُوا فِيهَا هُمْ وَالْغَاوُۥنَ [٩٤] وَجُنُودُ إِبْلِيسَ أَجْمَعُونَ [٩٥] قَالُوا وَهُمْ فِيهَا يَخْتَصِمُونَ [٩٦] تَاللَّهِ إِن كُنَّا لَفِى ضَلَٰلٍ مُّبِينٍ [٩٧] إِذْ نُسَوِّيكُم بِرَبِّ الْعَٰلَمِينَ [٩٨]

"تو وہ اور گمراہ (یعنی بُت اور بُت پرست) اندھے منہ دوزخ میں ڈال دیئے جائینگے [۹۴] اور شیطان کے لشکر سب کے سب (داخل جھنم ہونگے) [۹۵] وہاں وہ آپس میں جھگڑینگے اور کہیں گے [۹۶] کہ خدا کی قسم ہم تو صریح گمراہی میں تھے [۹۷] جب کہ تمہیں (خدائے) رب العالمین کے برابر ٹھہراتے تھے" [۹۸]

امام ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ﴿فكبكبوا فيها﴾ سے مراد ہے انہیں جہنم میں جمع کیا جائے گا۔ ﴿هم والغاون﴾ یعنی عرب کے مشرکوں اور معبودان باطلہ کو (۴)۔

امام ابن جریرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت مجاہدؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ انہیں پھینکا جائے گا (۵)۔

امام فریابی اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت سدیؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ فیھا میں ھا ضمیر سے مراد آگ ہے۔ ھم سے مراد معبودان باطلہ الغاون سے مراد قریش کے مشرک اور جنود ابلیس سے مراد ابلیس کی اولاد ہے (۶)۔

---

(۱) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الشعراء، ۸: ۲۷۸۴ رقم (۱۵۷۴۱)

(۲) امام سیوطیؒ نے [نبیح بن امراءۃ] کا نام ذکر کیا ہے۔ اصلی مرجع میں [تبیع بن امراءۃ کعب] کا نام مذکور ہے۔ آپ نے کعبؓ سے کافی استفادہ کیا تھا۔ امام مجاھدؒ آپ کے شاگردوں میں سے تھے۔ [ابن سعد، محمد بن سعد بن منیع، الطبقات الکبریٰ، دار صادر، بیروت، ج ۷، ص ۴۵۲]

(۳) مصنف ابن ابی شیبۃ: کتاب: الجنۃ، باب: ماذکر فی الجنۃ ومافی الجنۃ ومافیھا مما اعد لاھلھا، رقم (۳۳۹۶۳)

(۴) تفسیر الطبری، سورۃ الشعراء، ۹: ۴۵۵ رقم (۲۶۶۷۳)
تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الشعراء، ۸: ۲۷۸۵ رقم (۱۵۷۴۵)

(۵) تفسیر الطبری، سورۃ الشعراء، ۹: ۴۵۵ رقم (۲۶۶۷۲)۔
تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الشعراء، ۸: ۲۷۸۵ رقم (۱۵۷۴۶)

(۶) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الشعراء، ۸: ۲۷۸۵ رقم (۱۵۷۵۷)

امام عبدالرزاقؒ، عبد بن حمیدؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت قتادہؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ الغاون سے مراد شیاطین ہیں (۱)۔

امام ابن مردویہؒ نے حضرت جابر سے روایت نقل کیا ہے: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لوگ قیامت کے روز صراط سے گزریں گے۔ صراط پھسلنے کی جگہ اور پاؤں کو لڑکھڑانے والی ہے۔ یہ چلنے والی کے ساتھ جھک جائے گا جب کہ جہنم ان میں سے پکڑے گی۔ جب جہنم کی ناپسندیدہ آواز نکلے گی تو وہ برف کی طرح کوئی چیز ٹپکائے گی۔ وہ اسی حال میں ہوں گے کہ رحمٰن کی طرف سے ندا آئے گی: اے میرے بندو! دنیا میں تم کس کی عبادت کیا کرتے تھے؟ لوگ عرض کریں گے: اے میرے رب! تو جانتا ہے ہم تیری عبادت کیا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ ایسی آواز سے جواب دے گا جس کی مثل مخلوق نے کبھی آواز نہ سنی ہوگی: اے میرے بندو! مجھ پر لازم ہے کہ میں آج اپنے سوا تمہیں کسی کے سپرد نہ کروں۔ میں نے تمہیں معاف کر دیا۔ میں تم سے راضی ہوں۔ اسی وقت فرشتے شفاعت کیلئے اٹھ کھڑے ہوں گے اور اس جگہ سے الگ ہو جائیں گے۔ جو لوگ نیچے جہنم میں ہوں گے وہ کہیں گے ﴿فما لنا من شافعين ☆ ولا صديق حميم ☆ فلو ان لنا كرة فنكون من المومنين﴾ اللہ تعالیٰ فرمائے گا ﴿فكبكبو ا فيها هم و الغاء و ن﴾ حضرت ابن عباسؓ نے کہا ہمیشہ کیلئے اس میں جمع ہو جاؤ (۲)۔

امام ابن مردویہؒ نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری امت قیامت کے روز اٹھائی جائے گی۔ وہ کھڑے ہونگے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک منادی کرنے والا آئے گا۔ کہے گا ناحق خون بہانے والے الگ ہو جائیں۔ وہ الگ کر دیے جائیں گے۔ ان سے خون کا ایک سیلاب بہ پڑے گا۔ پھر انہیں ایک داعی کہے گا یہ خون ان کے جسموں میں واپس کر دو۔ وہ عرض کریں گے: ہم کیسے خون ان کے جسموں میں واپس کریں؟ وہ کہے گا انہیں جہنم کی طرف لے چلو۔ اسی اثناء میں کہ انہیں جہنم کی طرف لے جایا جا رہا ہوگا کہ ایک ندا کرنے والا ندا کرے گا کہے گا: قوم لا الـــه الا الله کہا کرتی تھی انہیں ایسی جگہ کھڑا کر دیا جائے گا جہاں سے وہ جہنم کی تپش کو پائیں گے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ حضرت محمد ﷺ کی امت کے حساب سے فارغ ہو جائے گا۔ پھر ان لوگوں کو جہنم میں ڈال دیا جائے گا (۳)۔

---

(۱) تفسیر ابن ابی حاتم، ۸:۲۷۸۶ رقم (۱۵۷۵۵)

(۲) تفسیر الطبری، سورۃ التوبۃ، ۶:۴۹۰

(۳) روایت نہیں ملی

امام ابوالشیخؒ اور ابن مردویہؒ حضرت ابوامامہؓ سے وہ حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت کرتے ہیں: عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ ایسا دن ہوگا جس میں کوئی چیز اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے نہیں بچائے گی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہاں تین مقامات پر (1) میزان پر (2) نور وظلمت کے وقت (3) صراط پر، اللہ تعالیٰ جسے چاہے محفوظ رکھے جسے چاہے پار لگا دے اور جسے چاہے آگ میں ڈال دے۔ عرض کی: یارسول اللہ ﷺ یہ صراط کیا ہے؟ فرمایا: جنت اور دوزخ کے درمیان راستہ ہے جو استرے جتنا تیز ہے جس پر لوگ گزریں گے جبکہ فرشتے دائیں بائیں صف باندھے کھڑے ہوں گے۔ آنکڑوں سے انہیں اچک رہے ہوں گے۔ آنکڑے سعدانہ کے کانٹوں جیسے ہوں گے جبکہ وہ کہہ رہے ہوں گے بچا، بچا ان کے دل قائم نہ ہوں گے اللہ تعالیٰ جسے چاہے گا محفوظ رکھے گا اور جسے چاہے گا جہنم میں ڈال دے گا (۱)۔

وَمَآ أَضَلَّنَآ إِلَّا الْمُجْرِمُونَ ﴿٩٩﴾ فَمَا لَنَا مِن شَافِعِينَ ﴿١٠٠﴾ وَلَا صَدِيقٍ حَمِيمٍ ﴿١٠١﴾ فَلَوْ أَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَكُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿١٠٢﴾ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً ۖ وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُم مُّؤْمِنِينَ ﴿١٠٣﴾ وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ﴿١٠٤﴾

"اور ہم کو ان گنہگاروں ہی نے گمراہ کیا تھا [۹۹] تو (آج) نہ کوئی ہمارا سفارش کرنے والا ہے [۱۰۰] اور نہ گرم جوش دوست [۱۰۱] کاش ہمیں (دنیا میں) پھر جانا ہو تو ہم مومنوں میں ہو جائیں [۱۰۲] بے شک ان میں نشانی ہے اور ان میں اکثر ایمان لانے والے نہیں [۱۰۳] اور تمہارا پروردگار تو غالب (اور) مہربان ہے" [۱۰۴]

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت سدیؒ سے ﴿وما اضلنا الا المجرمون﴾ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ وہ لوگ جو ہم سے پہلے ہو گزرے ہم نے انکی اقتدا کی۔ پس ہم گمراہ ہو گئے (۲)۔

امام ابن جریر اور ابن منذرؒ نے حضرت عکرمہؓ سے یہ تفسیر نقل کی ہے کہ المجرمون سے مراد ابلیس اور حضرت آدمؑ کا قاتل بیٹا ہے (۳)۔

امام ابن جریرؒ اور ابن منذرؒ نے حضرت ابن جریجؒ سے ﴿فما لنا من شافعين ولا صديق حميم﴾ کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ نہ اہل سماء سے ہمارا کوئی سفارشی ہے اور نہ ہی زمین سے کوئی غمخوار دوست ہے (۴)۔

---

(۱) مستدرک، کتاب الاھوال، رقم (۸۷۲۲)

(۲) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الشعراء، ۸: ۲۷۸۵ رقم (۱۵۷۵۶)

(۳) تفسیر الطبری، سورۃ الشعراء، ۹: ۴۵۵ رقم (۲۶۶۷۷)

(۴) تفسیر الطبری، سورۃ الشعراء، ۹: ۴۵۵ رقم (۲۶۶۷۸)

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت مجاہدؒ سے حمیم کا معنیٰ شفیق نقل کیا ہے(۱)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے یہ تفسیر نقل کی ہے: اگر ہمارے لیے دنیا میں واپس پلٹنا ہوتا تو ہم مومن ہوتے تو ہمارے لیے بھی شفاعت ہوتی جسطرح ان کیلئے شفاعت حلال ہوئی۔ واللہ اعلم(۲)۔

كَذَّبَتْ قَوْمُ نُوحٍ نِ الْمُرْسَلِينَ ﴿١٠٥﴾ إِذْ قَالَ لَهُمْ أَخُوهُمْ نُوحٌ أَلَا تَتَّقُونَ ﴿١٠٦﴾ إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ﴿١٠٧﴾ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ﴿١٠٨﴾ وَمَا أَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿١٠٩﴾ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ﴿١١٠﴾ قَالُوا أَنُؤْمِنُ لَكَ وَاتَّبَعَكَ الْأَرْذَلُونَ ﴿١١١﴾ قَالَ وَمَا عِلْمِي بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿١١٢﴾ إِنْ حِسَابُهُمْ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّي لَوْ تَشْعُرُونَ ﴿١١٣﴾ وَمَا أَنَا بِطَارِدِ الْمُؤْمِنِينَ ﴿١١٤﴾ إِنْ أَنَا إِلَّا نَذِيرٌ مُّبِينٌ ﴿١١٥﴾ قَالُوا لَئِن لَّمْ تَنتَهِ يَنُوحُ لَتَكُونَنَّ مِنَ الْمَرْجُومِينَ ﴿١١٦﴾ قَالَ رَبِّ إِنَّ قَوْمِي كَذَّبُونِ ﴿١١٧﴾ فَافْتَحْ بَيْنِي وَبَيْنَهُمْ فَتْحًا وَنَجِّنِي وَمَنْ مَعِيَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿١١٨﴾ فَأَنجَيْنَاهُ وَمَنْ مَعَهُ فِي الْفُلْكِ الْمَشْحُونِ ﴿١١٩﴾ ثُمَّ أَغْرَقْنَا بَعْدُ الْبَاقِينَ ﴿١٢٠﴾ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُم مُّؤْمِنِينَ ﴿١٢١﴾ وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ﴿١٢٢﴾

"قوم نوح نے بھی پیغمبروں کو جھٹلایا[۱۰۵] جب اُن سے اُن کے بھائی نوح نے کہا کہ تم ڈرتے کیوں نہیں[۱۰۶] میں تو تمہارا مانند پیغمبر ہوں[۱۰۷] تو خدا سے ڈرو اور میرا کہا مانو[۱۰۸] اور میں اس کام کا تم سے صلہ نہیں مانگتا میرا صلہ تو خدائے رب العالمین ہی پر ہے[۱۰۹] تو خدا سے ڈرو اور میرے کہنے پر چلو[۱۱۰] وہ بولے کہ کیا ہم تم کو مان لیں اور تمہارے پیروں تو رذیل لوگ ہوئے ہیں[۱۱۱] (نوح نے) کہا کہ مجھے کیا معلوم کہ وہ کیا کرتے ہیں[۱۱۲] اُن کا حساب (اعمال) میرے پروردگار کے ذمے ہیں کاش تم سمجھو[۱۱۳] اور میں مومنوں کو نکال دینے والا نہیں ہوں[۱۱۴] میں تو صرف کھول کھول کر نصیحت کرنے والا ہوں[۱۱۵] اُنہوں نے کہا کہ نوح اگر تم باز نہ آؤ گے تو سنگسار کردئے جاؤ گے[۱۱۶] (نوح نے) کہا کہ پروردگار میری قوم نے تو مجھے جھٹلا دیا[۱۱۷] سو تو میرے اور اُن کے درمیان ایک کھلا فیصلہ کردے اور مجھے اور جو مومن میرے ساتھ ہیں اُن کو بچالیں [۱۱۸] پس ہم نے اُن کو اور جو اُن کے ساتھ بھری ہوئی کشتی میں (سوار) تھے اُن کو بچالیا[۱۱۹] پھر اُس کے بعد باقی لوگوں کو ڈبو دیا [۱۲۰] بے شک اس میں نشانی ہے اور اُن میں اکثر ایمان لانے والے نہیں تھے[۱۲۱] اور تمہارا پروردگار تو غالب (اور) مہربان ہے[۱۲۲]

---

(۱) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الشعراء، ۸: ۲۷۸۵ رقم (۱۵۷۶۰)

(۲) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الشعراء، ۸: ۲۷۸۵ رقم (۱۵۷۶۲)

امام ابن منذرؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے انو من کا معنی یہ نقل کیا ہے: کیا ہم، آپ کی تصدیق کریں (۱)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت مجاہدؒ سے الارذلون کا معنی جولاہے نقل کیا ہے (۲)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت قتادہؒ سے الارذلون کا معنی نچلے درجے اور کمینے لوگ نقل کیا ہے (۳)۔

امام عبدالرزاق اور ابن منذرؒ نے حضرت قتادہؒ سے الارذلون کا معنی جولاہے نقل کیا ہے (۴)۔

امام ابن منذرؒ نے حضرت ابن جریجؒ سے ﴿ان حسابهم الا على ربى﴾ کی یہ تفسیر نقل کی ہے: ان کے دلوں میں جو کچھ ہے اللہ تعالیٰ اسے خوب جانتا ہے (۵)۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتمؒ سے ﴿لتكونن من المرجومين﴾ کا یہ مفہوم نقل کیا ہے کہ تم پر پتھروں سے بارش کی جائے گی (۶)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت حسن بصریؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ تمہیں ضرور گالیاں دی جائیں گی (۷)۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت قتادہؒ سے ﴿فافتح بينى و بينهم فتحا﴾ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ ہمارے اور ان کے درمیان فیصلہ فرمادے (۸)۔

امام ابن منذرؒ نے حضرت ابوصالحؒ سے اسی کی مثل قول نقل کیا ہے (۹)۔

امام طبریؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت نافع بن ازرقؓ نے آپ سے عرض کی: مجھے اللہ تعالیٰ کے فرمان الفلك المشحون کے بارے میں بتائیے۔ فرمایا: بھری ہوئی کشتی۔ کہا کیا عرب اسے جانتے ہیں؟ فرمایا: ہاں۔ کیا تو نے عبید بن ابرص (۱۰) کا قول نہیں سنا:

---

(۱) مقاتل بن سلیمان، تفسیر مقاتل بن سلیمان، دار الکتاب العلمیہ، بیروت، طبع (۱۴۲۴ھ)، سورۃ الشعراء، ۲: ۴۷

(۲) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الشعراء، ۸: ۲۷۸۵ رقم (۱۵۷۷۲)

(۳) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الشعراء، ۸: ۲۷۸۵ رقم (۱۵۷۷۱)

(۴) معانی القرآن، ۵: ۹۱

(۵) ماوردی، ابوالحسن، علی بن محمد، النکت والعیون، دار الکتاب العلمیہ، بیروت (بدون تاریخ)، سورۃ الشعراء، ۴: ۱۷۹

(۶) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الشعراء، ۸: ۲۷۸۵ رقم (۱۵۷۷۸)

(۷) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الشعراء، ۸: ۲۷۸۵ رقم (۱۵۷۷۸)

(۸) تفسیر الطبری، سورۃ الشعراء، ۹: ۴۵۵ رقم (۲۶۶۸۰)

(۹) النکت والعیون، سورۃ الشعراء، ۴: ۱۸۰

(۱۰) عبید بن ابرص بن عوف بن جشم الاسری، ابوزیاد آپ کا تعلق مضر قبیلے سے تھا۔ آپ امراء القیس کے ہم عصر تھے۔ زمانہ جاہلیت کے شعراء اور حکماء میں تھے۔ [الاعلام، ۴: ۱۸۸۔ معجم المؤلفین، ج ۶، ص ۲۳۴]

شحنا ارضهم بالخيل حتى تركنا هم اذل من الصراط(۱)

"ہم نے انکی زمین کو گھوڑوں سے بھر دیا، یہاں تک کہ ہم نے انہیں راستہ سے بھی زیادہ ذلیل چھوڑا"۔

امام ابن ابی شیبہؒ، ابن جریرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت سعید بن جبیرؒ کے واسطے سے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ آپ نے پوچھا کیا تم جانتے ہو کہ المشحون کیا ہے؟ ہم نے عرض کی نہیں۔ فرمایا: بھری ہوئی (۲)۔

امام ابن جریرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے اسکا معنی بھری ہوئی نقل کیا ہے (۳)۔

امام فریابیؒ، ابن ابی شیبہؒ، عبد بن حمیدؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت مجاہدؒ سے اس کا معنی نقل کیا ہے: وہ کشتی جو سامان سے بھری ہوئی ہو (۴)۔

امام عبد الرزاقؒ، عبد بن حمیدؒ اور ابن جریرؒ نے حضرت قتادہؒ سے اسکا معنی سامان سے بھری ہوئی نقل کیا ہے (۵)۔

امام عبد بن حمیدؒ نے حضرت قتادہؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ہم نقل کیا کرتے تھے کہ اس کا معنی سامان سے بھری ہوئی ہے (۶)۔

امام سعید بن منصورؒ، عبد بن حمیدؒ اور ابن منذرؒ نے حضرت شعبیؒ سے المشحون کا معنی سامان سے لدی ہوئی نقل کیا ہے (۷)۔

امام ابن جریرؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے اس کی مثل روایت نقل کی ہے (۸)۔

امام عبد بن حمیدؒ نے ابو صالحؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ﴿ الفلك المشحون ﴾ سے مراد حضرت نوحؑ کی کشتی ہے (۹)۔

---

(۱) مسائل، ۱:۱۰۷

(۲) تفسیر الطبری: سورۃ الشعراء، ۹:۴۵۷ رقم (۲۶۶۸۳)
تفسیر ابن ابی حاتم: سورۃ الشعراء، ۸:۲۷۹۱ رقم (۱۵۷۹۲)

(۳) تفسیر الطبری، سورۃ الشعراء، ۹:۴۵۷ رقم (۲۶۶۸۴)

(۴) تفسیر الطبری، سورۃ الشعراء، ۹:۴۵۷ رقم (۲۶۶۸۶)

(۵) تفسیر الطبری، سورۃ الشعراء، ۹:۴۵۷ رقم (۲۶۶۸۶)

(۶) تفسیر مقاتل بن سلیمان، سورۃ الشعراء، ۲:۴۵۸

(۷) تفسیر الطبری، سورۃ الشعراء، ۹:۴۵۷ رقم (۲۶۶۸۳)

(۸) تفسیر الطبری، سورۃ الشعراء، ۹:۴۵۷

(۹) تفسیر الطبری، سورۃ الشعراء، ۹:۴۵۷

كَذَّبَتْ عَادٌ ۟ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿١٢٣﴾ إِذْ قَالَ لَهُمْ أَخُوهُمْ هُوْدٌ أَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿١٢٤﴾ إِنِّىْ لَكُمْ رَسُوْلٌ أَمِيْنٌ ﴿١٢٥﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَأَطِيْعُوْنِ ﴿١٢٦﴾ وَمَآ أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ إِنْ أَجْرِىَ إِلَّا عَلٰى رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿١٢٧﴾ أَتَبْنُوْنَ بِكُلِّ رِيْعٍ اٰيَةً تَعْبَثُوْنَ ﴿١٢٨﴾ وَتَتَّخِذُوْنَ مَصَانِعَ لَعَلَّكُمْ تَخْلُدُوْنَ ﴿١٢٩﴾ وَإِذَا بَطَشْتُمْ بَطَشْتُمْ جَبَّارِيْنَ ﴿١٣٠﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَأَطِيْعُوْنِ ﴿١٣١﴾ وَاتَّقُوا الَّذِىْٓ أَمَدَّكُمْ بِمَا تَعْلَمُوْنَ ﴿١٣٢﴾ أَمَدَّكُمْ بِأَنْعَامٍ وَّبَنِيْنَ ﴿١٣٣﴾ وَجَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ﴿١٣٤﴾ إِنِّىْٓ أَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿١٣٥﴾ قَالُوْا سَوَآءٌ عَلَيْنَآ أَوَعَظْتَ أَمْ لَمْ تَكُنْ مِّنَ الْوٰعِظِيْنَ ﴿١٣٦﴾ إِنْ هٰذَآ إِلَّا خُلُقُ الْأَوَّلِيْنَ ﴿١٣٧﴾ وَمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِيْنَ ﴿١٣٨﴾ فَكَذَّبُوْهُ فَأَهْلَكْنٰهُمْ إِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ط وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿١٣٩﴾ وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿١٤٠﴾

"عاد نے بھی پیغمبروں کو جھٹلایا [۱۲۳] جب اُن سے اُن کے بھائی ھود نے کہا کیا تم ڈرتے نہیں؟ [۱۲۴] میں تمہارا امانت دار پیغمبر ہوں [۱۲۵] تو خدا سے ڈرو اور میرا کہا مانو [۱۲۶] اور میں اُس کا تم سے کچھ بدلہ نہیں مانگتا میرا بدلہ (خدائے) رب العالمین کے ذمے ہیں [۱۲۷] بھلا تم ہر اونچی جگہ پر عبث نشان تعمیر کرتے ہو [۱۲۸] اور محل بناتے ہو شاید تم ہمیشہ رہو گے [۱۲۹] اور جب (کسی کو) پکڑتے ہو تو ظالمانہ پکڑتے ہو [۱۳۰] تو خدا سے ڈرو اور میری اطاعت کرو [۱۳۱] اور اُس سے جس نے تم کو اُن چیزوں سے مدد دی جن کو تم جانتے ہو ڈرو [۱۳۲] اُس نے تمہیں چارپائیوں اور بیٹوں سے مدد دی [۱۳۳] اور باغوں اور چشموں سے [۱۳۴] مجھ کو تمہارے بارے میں بڑے (سخت) دن کے عذاب کا خوف ہے [۱۳۵] وہ کہنے لگے ہمیں خواہ نصیحت کرو یا نہ کرو ہمارے لئے یکساں ہے [۱۳۶] یہ تو اگلوں کے طریق ہیں [۱۳۷] اور ہم پر کوئی عذاب نہیں آئے گا [۱۳۸] تو انہوں نے ھود کو جھٹلایا سو ہم نے اُن کو ہلاک کر ڈالا۔ بیشک اس میں نشانی ہے۔ اور اُن میں اکثر ایمان لانے والے نہیں تھے [۱۳۹] اور تمہارا پروردگار تو غالب اور مہربان ہے [۱۴۰]

ابن جریرؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے ریع کا معنی راستہ اية کا معنی علم (۱) اور تعبثون کا معنی دل لگی کرتے ہوئے نقل کیا ہے (۲)۔

امام ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے ریع کا معنی شرف نقل کیا ہے (۳)۔

امام عبدالرزاقؒ، عبد بن حمیدؒ اور ابن جریرؒ نے حضرت قتادہؒ سے ریع کا معنی راستہ نقل کیا ہے (۴)۔

ابن ابی حاتمؒ نے ابوصخرؒ سے ریع کا معنی یہ نقل کیا ہے: بڑے اور چھوٹے پہاڑوں کے درمیان راستہ کے سامنے والی جگہ (۵)۔

امام فریابیؒ، سعید بن منصورؒ، ابن ابی شیبہؒ، عبد بن حمیدؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت مجاہدؒ سے ریع کا معنیٰ دو پہاڑوں کے درمیان کشادہ راستہ اية کا معنی عمارت اور مصانع کا معنی حمام کے بروج نقل کیا ہے (۶)۔

امام ابن جریرؒ نے حضرت ضحاکؒ سے تعبثون کا معنی تم کھیلتے ہو نقل کیا ہے۔ (۷)۔

امام فریابیؒ، عبد بن حمیدؒ، ابن جریرؒ، ابن المنذرؒ اور امام ابن ابی حاتمؒ نے مجاہد سے ﴿وتتخذون مصانع﴾ کا معنی بڑے محل اور ہمیشگی والے گھر نقل کیا ہے (۸)۔

امام عبدالرزاقؒ، عبد بن حمیدؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت قتادہؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مصانع کا معنی پانی لینے کی جگہ ہے۔ بعض قراءتوں میں ہے ﴿وتتخذون مصانع کانکم خالدون﴾ (۹)

---

(۱) تفسیر الطبری، سورۃ الشعراء، ۹: ۴۶۰ رقم (۲۶۶۹۷)

(۲) تفسیر الطبری، سورۃ الشعراء، ۹: ۴۶۰ رقم (۲۶۶۷۰۱)

(۳) تفسیر الطبری، سورۃ الشعراء، ۹: ۴۶۰ رقم (۲۶۶۸۸)

(۴) تفسیر الطبری، سورۃ الشعراء، ۹: ۴۶۰ رقم (۲۶۶۹۵)

(۵) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الشعراء، ۸: ۲۷۹۳ رقم (۱۵۷۹۹)

(۶) تفسیر الطبری، سورۃ الشعراء، ۹: ۴۶۰ رقم (۲۶۶۹۳)

تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الشعراء، ۸: ۲۷۹۳ رقم (۱۵۸۰۲)

(۷) تفسیر الطبری، سورۃ الشعراء، ۹: ۴۶۰ رقم (۲۶۷۰۲)

(۸) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الشعراء، ۸: ۲۷۹۴ رقم (۱۵۸۱۲)

(۹) تفسیر الطبری، سورۃ الشعراء، ۹: ۴۶۰ رقم (۲۶۷۰۷)

تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الشعراء، ۸: ۲۷۹۴ رقم (۱۵۸۱۴)

امام ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے لعلکم تخلدون کا معنی یہ قول نقل کیا ہے: گویا تم نے ہمیشہ رہنا ہے(۱)۔

امام سعید بن منصورؒ، عبد بن حمیدؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت مجاہدؒ سے ﴿واذا بطشتم بطشتم جبارین﴾ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ جب تم پکڑو تو ڈنڈے اور تلوار سے پکڑو(۲)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے جبارین کا معنی طاقتور نقل کیا ہے(۳)۔

امام ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے یہی معنی نقل کیا ہے(۴)۔

ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے ﴿خلق الاولین﴾ کا معنی پہلے لوگوں کا دین نقل کیا ہے(۵)۔

ابن جریرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے ﴿خلق الاولین﴾ کا معنی پہلے لوگوں کے قصے کہانیاں نقل کیا ہے(۶)۔

امام سعید بن منصورؒ، ابن ابی شیبہؒ، عبد بن حمیدؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور طبرانیؒ نے حضرت ابن مسعودؓ سے روایت نقل کیا ہے ﴿ان هذا الا خلق الاولین﴾ وہ کہتے ہیں یہ ایسی چیز ہے جس میں انہوں نے آمیزش کر دی ہے۔ ایک قراءت میں وہ یوں کہتے ﴿اختلاق الاولین﴾(۷)۔

امام فریابیؒ، ابن شیبہؒ، عبد بن حمیدؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ سے خلق الاولین کا یہ معنی نقل کیا ہے: یہ انکا جھوٹ ہے(۸)۔

---

(۱) تفسیر الطبری: سورۃ الشعراء، ۹:۴۶۲ رقم (۲۶۷۰۸)۔ تفسیر ابن ابی حاتم: سورۃ الشعراء، ۸:۲۷۹۵ رقم (۱۵۸۱۵)

(۲) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الشعراء، ۸: ۲۷۹۵ رقم (۱۵۸۲۱)

(۳) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الشعراء، ۸:۲۷۹۵ رقم (۱۵۸۱۸)

(۴) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الشعراء، ۸:۲۷۹۵ رقم (۱۵۸۱۹)

(۵) تفسیر الطبری: سورۃ الشعراء، ۹:۴۶۲ رقم (۲۶۷۱۲)۔ تفسیر ابن ابی حاتم: سورۃ الشعراء، ۸:۲۷۹۵ رقم (۱۵۸۲۷)

(۶) تفسیر الطبری: سورۃ الشعراء، ۹:۴۶۳ رقم (۲۶۷۱۴)۔ تفسیر ابن ابی حاتم: سورۃ الشعراء، ۸:۲۷۹۵ رقم (۱۵۸۳۳)

(۷) تفسیر الطبری، سورۃ الشعراء، سورۃ الشعراء، ۹:۴۶۳ رقم (۲۶۷۱۸)

(۸) تفسیر الطبری، سورۃ الشعراء، ۹:۴۶۳ رقم (۲۶۷۱۵)

تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الشعراء، ۸:۲۷۹۵ رقم (۱۵۸۲۹)

امام ابن جریرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت علقمہؒ سے اس کا معنی جھوٹ کی آمیزش کرنا نقل کیا ہے(۱)۔

امام عبد بن حمیدؒ نے حضرت عاصمؒ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے ﴿خلق الاولین﴾ کو خاء کے رفع کے ساتھ پڑھا ہے(۲)۔

امام عبد الرزاقؒ، عبد بن حمیدؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت قتادہؒ سے یہ قول نقل کیا ہے: وہ کہتے اسی طرح پہلے لوگ پیدا کیے گئے۔ اس طرح لوگ زندگی بسر کرتے ہیں جیسے انہوں نے زندگی بسر کی ہے۔ پھر وہ مر جاتے ہیں۔ نہ ان کو دوبارہ اٹھایا جائے گا اور نہ ہی ان سے حساب لیا جائے گا(۳) ﴿وما نحن بمعذبین﴾ یعنی ہم بھی پہلے لوگوں جیسے ہیں ہم اسی طرح زندگی بسر کرتے ہیں جیسے انہوں نے زندگی بسر کی پھر ہم مر جائیں گے، نہ ہمارا حساب ہو گا، نہ ہی ہم پر عذاب ہو گا اور نہ ہی دوبارہ اٹھایا جائے گا(۴)۔

كَذَّبَتْ ثَمُودُ الْمُرْسَلِينَ ﴿١٤١﴾ إِذْ قَالَ لَهُمْ أَخُوهُمْ صَالِحٌ أَلَا تَتَّقُونَ ﴿١٤٢﴾ إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ﴿١٤٣﴾ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ﴿١٤٤﴾ وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿١٤٥﴾ أَتُتْرَكُونَ فِي مَا هَاهُنَا آمِنِينَ ﴿١٤٦﴾ فِي جَنَّاتٍ وَعُيُونٍ ﴿١٤٧﴾ وَزُرُوعٍ وَنَخْلٍ طَلْعُهَا هَضِيمٌ ﴿١٤٨﴾ وَتَنْحِتُونَ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوتًا فَارِهِينَ ﴿١٤٩﴾ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ﴿١٥٠﴾ وَلَا تُطِيعُوا أَمْرَ الْمُسْرِفِينَ ﴿١٥١﴾ الَّذِينَ يُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ وَلَا يُصْلِحُونَ ﴿١٥٢﴾ قَالُوا إِنَّمَا أَنْتَ مِنَ الْمُسَحَّرِينَ ﴿١٥٣﴾ مَا أَنْتَ إِلَّا بَشَرٌ مِثْلُنَا فَأْتِ بِآيَةٍ إِنْ كُنْتَ مِنَ الصَّادِقِينَ ﴿١٥٤﴾ قَالَ هَٰذِهِ نَاقَةٌ لَهَا شِرْبٌ وَلَكُمْ شِرْبُ يَوْمٍ مَعْلُومٍ ﴿١٥٥﴾ وَلَا تَمَسُّوهَا بِسُوءٍ فَيَأْخُذَكُمْ عَذَابُ يَوْمٍ عَظِيمٍ ﴿١٥٦﴾ فَعَقَرُوهَا فَأَصْبَحُوا نَادِمِينَ ﴿١٥٧﴾ فَأَخَذَهُمُ الْعَذَابُ ۗ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً ۖ وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُؤْمِنِينَ ﴿١٥٨﴾ وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ﴿١٥٩﴾

---

(۱) تفسیر الطبری: سورۃ الشعراء، ۹:۴۶۳ رقم (۲۶۷۱۹) ۔۔تفسیر ابن ابی حاتم: سورۃ الشعراء، ۸:۲۷۹۸ رقم (۱۵۸۲۸)

(۲) احمد بن موسیٰ ابوبکر الاسمی، کتاب السبعۃ فی القراءت، دار المعارف، القاھرۃ، طبع ثانی، (۱۴۰۰ھ)، ۱:۴۷۲

(۳) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الشعراء، ۸:۲۷۹۸ رقم (۱۵۸۳۱)

(۴) تفسیر الطبری، سورۃ الشعراء، ۹:۴۶۳ رقم (۲۶۷۱۳)

تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الشعراء، ۸:۲۷۹۸ رقم (۱۵۸۳۴)

تفسیر عبد الرزاق، سورۃ الشعراء، ۲:۴۶۴ رقم (۲۱۲۲)

"(اور قوم) ثمود نے بھی پیغمبروں کو جھٹلایا[۱۴۱] جب اُن سے اُن کے بھائی صالح نے کہا کہ تم ڈرتے کیوں نہیں؟[۱۴۲] میں تو تمہارا امانت دار پیغمبر ہوں[۱۴۳] تم خدا سے ڈرو اور میرا کہا مانو[۱۴۴] اور میں اُس کا تم سے بدلہ نہیں مانگتا۔ میرا بدلہ (خدائے) رب العالمین کے ذمے ہیں[۱۴۵] کیا جو چیزیں (تمہیں) یہاں میسر ہیں ان میں تم بے خوف چھوڑ دئے جاؤ گے؟[۱۴۶] (یعنی) باغ اور چشمے[۱۴۷] اور کھیتیاں اور کھجوریں جن کے خوشے لطیف و نازک ہوتے ہیں[۱۴۸] اور تکلف سے پہاڑوں میں تراش تراش کر گھر بناتے ہو[۱۴۹] تو خدا سے ڈرو اور میرے کہنے پر چلو[۱۵۰] اور حد سے تجاوز کرنے والوں کی بات نہ مانو[۱۵۱] جو ملک میں فساد کرتے ہیں اور اصلاح نہیں کرتے[۱۵۲] وہ کہنے لگے کہ تم تو جادوزدہ ہو[۱۵۳] تم اور کچھ نہیں ہماری ہی طرح کے آدمی ہو۔ اگر سچے ہو تو کوئی نشانی پیش کرو[۱۵۴] (صالح نے) کہا (دیکھو) یہ اُونٹنی (ایک دن) اُس کی پانی پینے کی باری ہے اور ایک معین روز تمہاری باری[۱۵۵] اور اُس کو کوئی تکلیف نہ دینا (نہیں تو) تم کو سخت عذاب آ پکڑے گا[۱۵۶] تو اُنہوں نے اُس کی کونچیں کاٹ ڈالیں پھر نادم ہوئے[۱۵۷] سو اُن کو عذاب نے آ پکڑا۔ بیشک اُس میں نشانی ہے اور اُن میں اکثر ایمان لانے والے نہیں تھے[۱۵۸] اور تمہارا پروردگار تو غالب (اور) مہربان ہے"[۱۵۹]

امام ابن جریرؒ ابن المنذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے ﴿ونخل طلعها هضيم﴾ کا معنیٰ معشب نقل کیا ہے(۱)۔

امام ابن جریرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت نافع بن ازرقؒ نے کہا: مجھے اللہ تعالیٰ کے فرمان طلعها هضيم کے بارے میں بتائیے۔ فرمایا: اس کا بعض بعض سے ملا ہوتا ہے۔ عرض کی! کیا عرب اسے جانتے ہیں؟ فرمایا: ہاں کیا تو نے امرؤالقیس (۲) کا شعر نہیں سنا:

دار البيضاء العواض طفلة　　هضومة الكشحين ريا المعصم(۳)

"ایک بچی گھوم رہی ہے جس کے رخسار سفید ہیں اس کی ڈھاکیں ملی ہوئی ہیں اور بازو گشت سے پر"۔

---

(۱) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الشعراء، ۸: ۲۷۹۸ رقم (۱۵۸۴۶)

(۲) امراء القیس بن حجر الملک بن حارث، الکندی، ابو وہب یا ابو عمرو یا ابو یزید، آپ قبیلہ کندہ کے سرداروں میں سے تھے۔ زمانہ جاہلیت کے مشہور شعراء میں سے تھے۔ سبعہ معلقات میں پہلا معلقہ آپ کا تھا جو خانہ کعبہ کی دیوار کے ساتھ اویزاں رہا تھا۔ آپ ملیح الوجہ، اور ملک الضلیل کے لقب سے مشہور ہوئے تھے۔ [الاعلام، ۲: ۱۱]

(۳) مسائل، ۱: ۱۲۲

دیوان امراء القیس، ص ۴۷

امام فریابیؒ اور عبد بن حمیدؒ نے حضرت یزید بن ابی زیادؒ(۱) سے تر کھجوریں معنیٰ نقل کیا ہے اور دوسرے قول میں یہ معنی کیا ہے: وہ کھجور جس کی ایک جانب پک چکی ہے(۲)۔

امام عبد بن حمیدؒ نے کہا حضرت قتادہؒ نے لین کا معنی نرم کیا ہے(۳)۔

امام عبد بن حمیدؒ نے حضرت حسن بصریؒ کا قول نقل کیا ہے کہ ھضیم کا معنی گداز ہے(۴)۔

امام عبد بن حمیدؒ اور ابن جریرؒ نے حضرت ضحاکؒ سے یہ قول نقل کیا ہے: جب کچی کھجور شاخوں میں جا پہنچتی ہے تو بڑی ہو جاتی ہے تو یہی ہضم ہے(۵)۔

امام فریابیؒ، عبد بن حمیدؒ اور ابن جریرؒ نے حضرت مجاہدؒ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ وہ خشک ہو جاتی ہے(۶)۔

امام ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت مجاہدؒ سے ﴿طلعها هضيم﴾ کا یہ معنی نقل کیا ہے: وہ گابھا جب تو اسے چھوئے تو اس کے دانے گر پڑیں(۷)۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت حسن بصریؒ سے اس کا معنی یہ نقل کیا ہے کہ اس میں گھٹلی نہ ہو(۸)۔

امام سعید بن منصورؒ، ابن جریرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے عکرمہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ھضیم کا معنی تر نرم کھجور ہے(۹)۔

امام عبد بن حمیدؒ نے حضرت عاصمؒ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ وہ تنحتون کو حاء کے کسرہ اور فرھین کو الف کے ساتھ فارھین پڑھا کرتے(۱۰)۔

---

(۱) یزید بن ابی زیاد القرشی الھاشمی، ابو عبداللہ الکوفی، آپ اھل التشیع کے ائمہ اور تبع تابعین میں سے تھے۔ ۴۷ھ کو پیدا ہوئے اور ۱۳۷ھ کو وفات پا گئے تھے۔ آخری عمر میں آپ کا حافظہ متغیر ہو تھا جس کی وجہ سے ضعیف اور کمزور راوی شمار کئے جاتے تھے۔ [احمد بن علی حجر العسقلانی ،تھذیب التھذیب، دار الفکر، بیروت، ط۔اول (۱۴۰۴ھ)، ج۱۱، ص ۲۸۸ رقم (۵۳۱)]

(۲) تفسیر الطبری، سورۃ الشعراء، ۹:۴۶۴

(۳) تفسیر الطبری، سورۃ الشعراء، ۹:۴۶۴

(۴) تفسیر الطبری، سورۃ الشعراء، ۹:۴۶۴

(۵) تفسیر الطبری، سورۃ الشعراء، ۹:۴۶۴

(۶) تفسیر الطبری، سورۃ الشعراء، ۹:۴۶۵ رقم (۲۶۷۲۱)

(۷) ابن ابی حاتم، عبد الرحمٰن بن ادریس، تفسیر القرآن العظیم، المکتبۃ العصریۃ، بیروت، سورۃ الشعراء، ۸:۲۷۸۰ رقم (۱۵۸۴۹)

(۸) ابن ابی حاتم، عبد الرحمٰن بن ادریس، تفسیر القرآن العظیم، المکتبۃ العصریۃ، بیروت، سورۃ الشعراء، ۸:۲۷۸۱ رقم (۱۵۸۴۴)

(۹) تفسیر الطبری، سورۃ الشعراء، ۹:۴۶۴ رقم (۲۶۷۲۵)
تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الشعراء، ۸:۲۸۰۱ رقم (۱۵۸۴۸)

(۱۰) ابن عاشور، محمد الطاہر، التحریر والتنویر، مؤسسۃ التاریخ العربی، طبع (۱۴۲۰ھ)، سورۃ الشعراء، ۱۹:۱۸۲

امام ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے اس کا معنی فخر سے چلنے والا نکل کیا ہے(۱)۔
امام فریابیؒ، ابن جریرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابو صالحؒ سے تراشنے میں ماہر معنیٰ نقل کیا ہے(۲)۔
امام عبد بن حمیدؒ نے حضرت معاویہ بن قرہؒ سے بھی یہی معنی نقل کیا ہے(۳)۔
امام عبد بن حمیدؒ، ابن جریرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے اس کا معنی فخر سے چلنے والے روایت کیا ہے(۴)۔
امام فریابیؒ، عبد بن حمیدؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے مجاہد سے فرھین کا معنی انتہائی حریص بیان کیا ہے(۵)۔
امام عبد بن حمیدؒ نے حضرت عطیہؒ سے اس کا معنی متکبر نقل کیا ہے(۶)۔
امام فریابیؒ، عبد بن حمیدؒ اور ابن جریرؒ نے عبداللہ بن شدادؒ سے فرھین کا معنی یہ نقل کیا ہے کہ وہ تکبر کرتے ہیں(۷)۔
امام عبدالرزاقؒ، عبد بن حمیدؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت قتادہؒ سے اس کا یہ معنی بیان کیا ہے: تم اپنے کاموں پر خوش ہوتے ہو(۸)۔

---

(۱) تفسیر الطبری، سورۃ الشعراء، ۹:۴۶۶ رقم (۲۶۷۲۸)
تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الشعراء، ۸:۲۸۰۲ رقم (۱۵۸۵۵)
(۲) تفسیر الطبری، سورۃ الشعراء، ۹:۴۶۶ رقم (۲۶۷۲۷)
تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الشعراء، ۸:۲۸۰۲ رقم (۱۵۸۵۷)
(۳) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الشعراء، ۸:۲۸۰۲
(۴) تفسیر الطبری، سورۃ الشعراء، ۹:۴۶۶ رقم (۲۶۷۳۲)
تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الشعراء، ۸:۲۸۰۲ رقم (۱۵۸۵۹)
(۵) تفسیر الطبری، سورۃ الشعراء، ۹:۴۶۶ رقم (۲۶۷۳۳)
تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الشعراء، ۸:۲۸۰۲ رقم (۱۵۸۵۵)
(۶) تفسیر الطبری، سورۃ الشعراء، ۹:۴۶۶
(۷) تفسیر الطبری، سورۃ الشعراء، ۹:۴۶۶ رقم (۲۶۷۲۹)
(۸) تفسیر الطبری، سورۃ الشعراء، ۹:۴۶۷ رقم (۲۶۷۳۶)
تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الشعراء، ۹:۲۸۰۳ رقم (۱۵۸۵۲)

امام عبد بن حمیدؒ نے حضرت قتادہؒ سے ﴿ولا تطیعوا امر المسرفین﴾ کی تفسیر میں المسرفین کا معنی شرک کرنے والے اور المسحرین کا معنی جادوگر کیا ہے(۱)۔

امام فریابیؒ، ابن ابی شیبہؒ، عبد بن حمیدؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت مجاہدؒ سے المسحرین کا معنی جن پر جادو کیا گیا ہو نقل کیا ہے(۲)۔

امام عبد بن حمیدؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ، خطیبؒ اور ابن عساکرؒ نے مختلف سندوں سے حضرت ابن عباسؓ سے المسحرین کا معنی بوسیدہ نقل کیا ہے۔ پھر لبید بن ربیعہ(۳) کا یہ شعر پڑھا:

ان تسالینا فیم نحن فاننا عصا فیر من هذا الانام المسحر(۴)

"اگر تو ہم سے سوال کرے کہ ہم کس حالت میں ہیں بیشک ہم بوسیدہ مخلوق کی چڑیاں ہیں"۔

امام ابن انباریؒ نے "الوقف والابتداء" میں ابو صالحؒ اور مجاہدؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس کا معنی ہے جنہیں دھوکہ دیا گیا(۵)۔

امام عبد بن حمیدؒ نے حضرت عاصمؒ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ المسحرین میں حاء مشدد ہے اور المسحر سے مراد ایسی رعیت جن کا کوئی بادشاہ نہ ہو(۶)۔

امام ابن ابی الدنیا نے کتاب "من عاش بعد الموت" میں ابن جریر اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت صالحؑ کو ان کی قوم کی طرف بھیجا۔ وہ لوگ آپ پر ایمان لے آئے۔ پھر

---

(۱) تفسیر الطبری، سورۃ الشعراء، ۹:۴۶۷

(۲) تفسیر الطبری، سورۃ الشعراء، ۹:۴۶۷ رقم (۲۶۷۳۸-۳۸)
تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الشعراء، ۹:۲۸۰۳ رقم (۱۵۸۶۲)

(۳) لبید بن ربیعہ بن مالک، ابو عقیل العامری، زمانہ جاہلیت کے شعراء، سرداروں اور اشراف میں سے تھے۔ آپ کا معلقہ بھی مشہور معلقات سبعہ میں سے تھا۔ اسلام قبول کیا صحابیت کے عظیم مرتبے پر فائز ہوئے تھے۔ کوفہ میں سکونت اختیار کی اور لمبی زندگی پائی تھی۔ [الاعلام، ۵:۲۴۰]

(۴) تفسیر الطبری، سورۃ الشعراء، ۹:۴۶۷ رقم (۲۶۷۴۰)
دیوان لبید بن ربیعۃ، ص ۵۶، رقم (۳۷۲)
مسائل نافع بن الازرق، ۱:۴۵
تاریخ بغداد، ۱۰:۴۲۳

(۵) تفسیر الطبری، سورۃ الشعراء، ۹:۴۶۷

(۶) روایت نہیں ملی

جب ان کا وصال ہوا تو ان کی قوم نے کفر اختیار کر لیا اور اسلام سے پھر گئے۔ اللہ تعالیٰ نے انکے لیے حضرت صالحؑ کو پیدا کیا اور ان کی طرف بھیجا۔ فرمایا: میں صالح ہوں۔ لوگوں نے کہا: حضرت صالح تو فوت ہو چکے ہیں۔ اگر تم صالح ہو تو کوئی نشانی لاؤ اللہ تعالیٰ نے اونٹنی بھیج دی۔ ان لوگوں نے اسکی کونچیں کاٹ ڈالیں اور کفر اختیار کیا تو انہیں ہلاک کر دیا گیا۔ ایک کپڑا بننے والے نے اس کی کونچیں کاٹی تھیں جس کا نام قدار بن سالف تھا(۱)۔

امام عبد بن حمیدؒ اور ابن منذرؒ نے حضرت قتادہؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جس روز اونٹنی کی باری ہوتی تو وہ سارے کا سارا پانی پی جاتی اور جس روز لوگوں کی پانی کی باری ہوتی تو یہ ان کے لیے، ان کے چوپاؤں اور زمینوں کیلئے ہوتا(۲)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ جس دن اونٹنی کی باری ہوتی تو لوگ جتنا چاہتے اونٹنی انہیں دودھ دیتی(۳)۔

كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوطِ ِ الْمُرْسَلِينَ ﴿١٦٠﴾ إِذْ قَالَ لَهُمْ أَخُوهُمْ لُوطٌ أَلَا تَتَّقُونَ ﴿١٦١﴾ إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ﴿١٦٢﴾ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ﴿١٦٣﴾ وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿١٦٤﴾ أَتَأْتُونَ الذُّكْرَانَ مِنَ الْعَالَمِينَ ﴿١٦٥﴾ وَتَذَرُونَ مَا خَلَقَ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِنْ أَزْوَاجِكُمْ بَلْ أَنْتُمْ قَوْمٌ عَادُونَ ﴿١٦٦﴾ قَالُوا لَئِنْ لَمْ تَنْتَهِ يَا لُوطُ لَتَكُونَنَّ مِنَ الْمُخْرَجِينَ ﴿١٦٧﴾ قَالَ إِنِّي لِعَمَلِكُمْ مِنَ الْقَالِينَ ﴿١٦٨﴾ رَبِّ نَجِّنِي وَأَهْلِي مِمَّا يَعْمَلُونَ ﴿١٦٩﴾ فَنَجَّيْنَاهُ وَأَهْلَهُ أَجْمَعِينَ ﴿١٧٠﴾ إِلَّا عَجُوزًا فِي الْغَابِرِينَ ﴿١٧١﴾ ثُمَّ دَمَّرْنَا الْآخَرِينَ ﴿١٧٢﴾ وَأَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَطَرًا فَسَاءَ مَطَرُ الْمُنْذَرِينَ ﴿١٧٣﴾ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً ۖ وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُؤْمِنِينَ ﴿١٧٤﴾ وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ﴿١٧٥﴾

"اور قوم لوط نے پیغمبروں کو جھٹلایا[۱۶۰] جب اُن سے اُن کے بھائی لوط نے کہا تم کیوں نہیں ڈرتے[۱۶۱] میں تو تمہارا امانت دار پیغمبر ہوں[۱۶۲] تو خدا سے ڈرو اور میرا کہا مانو[۱۶۳] اور میں تم سے اس (کام) کا بدلہ نہیں مانگتا میرا بدلہ (خدائے) رب العالمین کے ذمے ہے[۱۶۴] کیا تم اہل عالم میں سے لڑکوں پر مائل ہوتے ہو[۱۶۵] اور

---

(۱) تفسیر الطبری، سورۃ الشعراء، ۹:۴۶۸ رقم (۲۶۷۴۱)۔۔یہ ایک اسرائیلی روایت معلوم ہوتی ہے کیونکہ عباسؓ آگے سلسلہ نہیں بتاتے کہ وہ کن سے روایت کر رہے ہیں۔
تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الشعراء، ۹:۲۸۰۴ رقم (۱۵۸۶۷)

(۲) صابونی، صفوۃ التفاسیر، ۲:۲۹۰

(۳) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الشعراء، ۹:۲۸۰۴ رقم (۱۵۸۷۰)

تمہارے پروردگار نے تمہارے لئے بیویاں پیدا کی ہیں اُنکو چھوڑ دیتے ہو۔حقیقت یہ ہے تم حد سے نکل جاتے ہو [۱۶۶] وہ کہنے لگے کہ لوط اگر تم باز نہ آؤ گے تو شہر بدر کر دیئے جاؤ گے [۱۶۷] (لوط نے) کہا میں تمہارے کام سے سخت بیزار ہوں [۱۶۸] اے میرے پروردگار مجھ کو اور میرے گھر والوں کو اُن کے کاموں (کے وبال) سے نجات دے [۱۶۹] سو ہم نے اُن کو اور اُن کے گھر والوں کو سب کو نجات دی [۱۷۰] مگر ایک بڑھیا کہ پیچھے رہ گئی [۱۷۱] پھر ہم نے اوروں کو ہلاک کر دیا [۱۷۲] اور اُن پر مینہ برسایا سو جو مینہ اُن (لوگوں) پر برسا جو ڈرائے گئے تھے وہ برا تھا [۱۷۳] بیشک اُس میں نشانی ہے۔اور اُن میں اکثر ایمان لانے والے نہیں تھے [۱۷۴] اور تمہارا پروردگار تو غالب (اور) مہربان ہے" [۱۷۵]

امام فریابیؒ، ابن ابی شیبہؒ، عبد بن حمیدؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت مجاہدؒ سے ارشاد باری تعالیٰ ﴿وتذرون ما خلق لكم ربكم من ازواجكم﴾ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ تم نے عورتوں کے سامنے سے خواہش کو پورا کرنا چھوڑ دیا ہے اور مردوں اور عورتوں کی پشت کی طرف خواہش پوری کرنے لگے (۱)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت مجاہدؒ سے یہ قول نقل کیا ہے: جو تمہارے لیے مناسب تھا یعنی قبل اس کو چھوڑ دیا (۲)۔

امام عبد بن حمیدؒ اور ابن منذرؒ نے حضرت عکرمہؒ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ تم نے عورتوں کے سامنے سے لطف اندوز ہونے کو چھوڑا اور مردوں کی دبر سے لطف اندوز ہونے لگے (۳)۔

امام ابن منذرؒ، ابن جریجؒ سے عادون کا معنی حد سے تجاوز کرنے والے نقل کیا ہے (۴)۔

امام سعید بن منصورؒ اور ابن منذرؒ نے حضرت مجاہدؒ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ حضرت عبد اللہؓ کی قراءت میں ﴿وواعدناه ان نومنه اجمعين.....فى الغابرين﴾ (۵)۔

امام عبد بن حمیدؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت قتادہؒ سے ﴿الا عجوزا فى الغبرين﴾ کا یہ معنی نقل کیا ہے: یہ حضرت لوطؑ کی بیوی تھی جو عذاب میں ٹھہر گئی (۶)۔

---

(۱) تفسیر الطبری، سورۃ الشعراء، ۹:۴۷۰ رقم (۲۶۷۴۳)
(۲) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الشعراء، ۹:۲۸۰۸ رقم (۱۵۸۸۵)
(۳) تفسیر مجاہد، سورۃ الشعراء، ۱:۲۸۷ (عن مجاہد)۔۔صفوۃ التفاسیر، سورۃ الشعراء، ۲:۲۹۰
(۴) تفسیر مقاتل بن سلیمان، سورۃ الشعراء، ۲:۲۶۲
(۵) روایت نہیں ملی
(۶) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الشعراء، ۹:۲۸۰۸ رقم (۱۵۸۹۰)

امام طستیؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت نافع بن ازرقؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے عرض کی: مجھے اللہ کے فرمان الغبرین کے بارے میں بتایئے۔ فرمایا: باقی رہنے والے۔ عرض کی: کیا عرب اسے جانتے ہیں۔ فرمایا: ہاں کیا تم نے عبید بن ابرص کا شعر نہیں سنا:

ذهبوا و خلقنی المخلف فیهم　　فکاننی فی الغابرین غریب(۱)

"وہ چلے گئے اور پیچھے چھوڑنے والے نے مجھے ان میں چھوڑ دیا، گویا میں باقی رہنے والوں میں اجنبی تھا"۔

كَذَّبَ أَصْحَٰبُ لْـَٔيْكَةِ الْمُرْسَلِينَ ﴿١٧٦﴾ إِذْ قَالَ لَهُمْ شُعَيْبٌ أَلَا تَتَّقُونَ ﴿١٧٧﴾ إِنِّى لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ﴿١٧٨﴾ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ﴿١٧٩﴾ وَمَآ أَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ إِنْ أَجْرِىَ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ الْعَٰلَمِينَ ﴿١٨٠﴾ أَوْفُوا الْكَيْلَ وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمُخْسِرِينَ ﴿١٨١﴾ وَزِنُوا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيمِ ﴿١٨٢﴾ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ أَشْيَآءَهُمْ وَلَا تَعْثَوْا فِى الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ [١٨٣] وَاتَّقُوا الَّذِى خَلَقَكُمْ وَالْجِبِلَّةَ الْأَوَّلِينَ ﴿١٨٤﴾ قَالُوٓا إِنَّمَآ أَنتَ مِنَ الْمُسَحَّرِينَ ﴿١٨٥﴾ وَمَآ أَنتَ إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا وَإِن نَّظُنُّكَ لَمِنَ الْكَٰذِبِينَ ﴿١٨٦﴾ فَأَسْقِطْ عَلَيْنَا كِسَفًا مِّنَ السَّمَآءِ إِن كُنتَ مِنَ الصَّٰدِقِينَ ﴿١٨٧﴾ قَالَ رَبِّىٓ أَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُونَ ﴿١٨٨﴾ فَكَذَّبُوهُ فَأَخَذَهُمْ عَذَابُ يَوْمِ الظُّلَّةِ إِنَّهُۥ كَانَ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ ﴿١٨٩﴾ إِنَّ فِى ذَٰلِكَ لَءَايَةً وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُم مُّؤْمِنِينَ ﴿١٩٠﴾ وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ﴿١٩١﴾

"اور بن کے رہنے والوں نے بھی پیغمبروں کو جھٹلایا [۱۷۶] جب اُن سے شعیب نے کہا کہ تم ڈرتے کیوں نہیں [۱۷۷] میں تو تمہارا امانت دار پیغمبر ہوں [۱۷۸] تو خدا سے ڈرو اور میرا کہا مانو [۱۷۹] اور میں اُس (کام) کا تم سے کچھ بدلہ نہیں مانگتا میرا بدلہ تو (خدائے) رب العالمین کے ذمے ہے [۱۸۰] (دیکھو) پیمانہ پورا بھرا کرو اور نقصان نہ کیا کرو [۱۸۱] اور ترازو سیدھی رکھ کر تولہ کرو [۱۸۲] اور لوگوں کو اُن کی چیزیں کم نہ دیا کرو اور ملک میں فساد نہ کرتے پھیرو [۱۸۳] اور اُس سے ڈرو جس نے تم کو اور پہلی خلقت کو پیدا کیا [۱۸۴] وہ کہنے لگے کہ تم جادوزدہ ہو [۱۸۵] اور تم اور کچھ نہیں ہم ہی جیسے آدمی ہو۔ اور ہمارا خیال ہے کہ تم جھوٹے ہو [۱۸۶] اگر سچے ہو تو ہم پر آسمان سے ایک ٹکڑا الا گراؤ [۱۸۷] (شعیب نے) کہا کہ جو کام تم کرتے ہو میرا پروردگار اُسے خوب واقف ہے [۱۸۸] تو اُن لوگوں نے اُن کو جھٹلایا پس سائبان کے عذاب نے اُن کو آ پکڑا۔ بیشک وہ بڑے (سخت) دن کا عذاب تھا [۱۸۹] اس نے یقیناً نشانی ہے۔ اور ان میں اکثر ایمان لانے والے نہیں تھے۔ [۱۹۰] اور تمہارا پروردگار تو غالب اور مہربان ہے [۱۹۱]

---

(۱)　مسائل نافع بن ازرق، ۱:۱۱۲

امام عبد بن حمیدؒ نے حضرت مجاہدؒ سے لئیکۃ نقل کیا ہے، کہا یہ ایکہ ہی ہے(۱)۔

امام اسحاق بن بشر (۲) اور ابن عساکرؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ اصحاب ایکہ سے مراد غیضہ ہیں جو ساحل سمندر سے مدین تک رہائش پزیر تھے۔ وہ اپنے کرتوتوں کی وجہ سے ہلاک کر دیے گئے۔ اصحاب ایکہ نے شرک کرنے کے ساتھ اصحاب مدین والا کام شروع کیا۔ حضرت شعیب نے انہیں فرمایا: میں تمہارے لیے رسول ہوں، اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو اور میں تمہیں جو دعوت دیتا ہوں اس پر دنیا میں تم سے کوئی اجر طلب نہیں کرتا، میرا اجر تو رب العالمین کے ذمہ ہے، اس ذات سے ڈرو جس نے تمہیں اور پہلے لوگوں کو پیدا کیا جو نافرمانیوں کے باعث ہلاک کر دیے گئے اور ان جیسے اعمال کر کے تم ہلاک نہ ہو۔ انہوں نے کہا تو بھی بوسیدہ ہونے والوں میں سے ہے۔ کسفا کا معنی ٹکڑا ہے اور ﴿عذاب یوم الظلة﴾ سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جہنم سے ان پر بادسموم بھیجی۔ وہ سات دن تک ان پر چلتی رہی یہاں تک کہ گرم ہوا نے انہیں پکا دیا۔ ان کے گھر گرم ہو گئے۔ ان کے پانی کنوں اور چشموں میں جوش مارنے لگے۔ وہ اپنے گھروں اور محلوں سے بھاگتے ہوئے نکل پڑے جبکہ بادسموم ان کے ساتھ تھی۔ اوپر سے اللہ تعالیٰ نے ان پر سورج کو مسلط کر دیا۔ اس نے انہیں ڈھانپ لیا یہاں تک کہ ان کی کھوپڑیاں حرکت کرنے لگیں۔ اللہ تعالیٰ نے نیچے سے سخت گرمی کو مسلط کر دیا یہاں تک کہ ان کے پاؤں کے گوشت گر گئے پھر ان کیلئے سایہ پیدا کیا گیا جو سیاہ بادل تھا۔ جب انہوں نے اس سایہ کو دیکھا تو اس سے سایہ حاصل کرنے کیلئے جلدی کرنے لگے۔ یہاں تک کہ جب سب اس کے نیچے اکٹھے ہو گئے۔ وہ ان پر آپڑا اور سب ہلاک ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت شعیبؑ اور اہل ایمان کو بچا لیا(۳)۔

ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے ﴿والجبلة الاولین﴾ کا معنی پہلی مخلوق نقل کیا ہے(۴)۔

---

(۱) تفسیر الطبری، سورۃ الشعراء، ۹:۴۷۱

(۲) اسحاق بن بشر بن محمد بن عبداللہ بن سالم الھاشمی، ابوحذیفہ البخاری، آپ بلخ میں پیدا ہوئے تھے اور بخاریٰ کو وطن بنایا تھا۔ ہارون الرشید کے بلاوے پر بغداد چلے گئے تھے اور کچھ عرصے کے بعد واپس بخاریٰ آئے اور آخری عمر تک بخاریٰ میں رہے اور وہیں وفات پا گئے تھے۔ [تاریخ بغداد، ۶:۲۳۶ رقم (۳۳۶۹)۔۔الاعلام، ۱:۲۹۴]

(۳) تاریخ دمشق، ۲۳:۷۵

(۴) تفسیر الطبری، سورۃ الشعراء، ۹:۴۷۰ رقم (۲۶۷۵۰)

تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الشعراء، ۹:۲۸۱۳ رقم (۱۵۹۱۶)

امام فریابیؒ، ابن ابی شیبہؒ، عبد بن حمیدؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت مجاہدؒ سے ﴿والجبلة الاولين﴾ کا معنی مخلوق نقل کیا ہے (۱)۔

امام عبد بن حمیدؒ نے حضرت قتادہؒ سے ﴿كسفا من السماء﴾ کا معنی آسمان کا ٹکڑا نقل کیا ہے (۲)۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت محمد بن کعب قرظیؒ سے روایت نقل کی ہے کہ اہل مدین کو تین قسم کے عذاب دیے گئے۔ انہیں زلزلہ نے آلیا جب کہ وہ اپنے گھروں میں موجود تھے یہاں تک کہ وہ اپنے گھروں سے باہر نکل گئے۔ جب وہ گھروں سے باہر نکلے تو انہیں شدید خوف نے آلیا۔ وہ گھروں میں داخل ہونے سے ڈر گئے کہ کہیں وہ گھر ان پر گر ہی نہ پڑیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر سایہ بھیج دیا۔ تو ایک آدمی اس سایہ کے نیچے داخل ہو گیا۔ اس نے کہا میں نے آج جیسا پاکیزہ اور ٹھنڈا سایہ نہیں دیکھا۔ اے لوگو! آؤ۔ وہ سب سائے کے نیچے داخل ہو گئے۔ تو اس نے ان میں چیخ ماری تو وہ سب آدمی مر گئے (۳)۔

امام ابن منذرؒ نے حضرت قتادہؒ سے اصحب لئيكة کا معنی درخت والے کیا ہے، وہ حضرت شعیبؑ کی قوم ہیں اصحاب الرس سے مراد کنویں والے ہیں۔ یہ بھی حضرت شعیبؑ کی قوم تھے (۴)۔

امام ابن منذرؒ نے حضرت سدیؒ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت شعیبؑ کو اصحاب ایکہ کی طرف بھیجا۔ ایکہ سے مراد جنگل ہے۔ تو اس قوم نے حضرت شعیبؑ کو جھٹلا دیا اور انہیں یوم الظلہ کے عذاب نے پکڑ لیا۔ کہا اللہ تعالیٰ نے ان پر جہنم کا ایک دروازہ کھول دیا تو ان پر ایسی گرمی چھا گئی جس کی وہ طاقت نہیں رکھتے تھے۔ انہوں نے پانی اور دوسری چیزوں سے ٹھنڈک حاصل کی جن پر قدرت رکھتے تھے۔ وہ اس حالت میں تھے کہ انکے لیے ایک بادل اٹھایا گیا جس میں ٹھنڈی پاکیزہ ہوا تھی۔ جب انہوں نے اس کی ٹھنڈک کو پایا تو اسکی طرف چل پڑے۔ وہ ٹھنڈک حاصل کرنے کیلئے اس سایہ کے پاس آئے۔ وہ پہلے جس چیز میں تھے سب اس سے نکل پڑے۔ جب وہ سارے کے سارے اس کے نیچے جمع ہو گئے تو عذاب نے انہیں ہر طرف سے گھیر لیا۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان

---

(۱) تفسیر الطبری، سورۃ الشعراء، ۹: ۴۷۰ رقم (۲۶۷۵۱)
تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الشعراء، ۹: ۲۸۱۳ رقم (۱۵۹۱۷)
(۲) تفسیر الطبری، سورۃ الشعراء، ۹: ۳۴۹
(۳) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الشعراء، ۹: ۲۸۱۳ رقم (۱۵۹۲۷)
(۴) تفسیر ابن کثیر، سورۃ الشعراء، ۳: ۴۵۹

﴿فاخذهم عذاب يوم الظلة سے یہی مراد ہے﴾(۱)۔

امام ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت حسن بصریؒ سے روایت نقل کی ہے: کہا اللہ تعالیٰ نے حضرت شعیبؑ کی قوم پر سات دن اور رات گرمی کو مسلط کر دیا یہاں تک کہ وہ گھر کے سایہ اور پانی کی ٹھنڈک سے کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکتے تھے۔ پھر کھلے میدان میں ان کے لیے ایک بادل بلند کیا گیا۔ تو انہوں نے اس سایہ کے نیچے آرام پائے تو وہ ایک دوسرے کو بلانے لگے یہاں تک کہ جب وہ سب اس کے نیچے جمع ہو گئے۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان پر آگ کو بڑکا دیا۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا یہی مفہوم ہے(۲)۔

امام عبد بن حمیدؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ، ابن ابی حاتمؒ اور حاکمؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ آپ سے اس آیت ﴿ فاخذهم عذاب يوم الظلة ﴾ کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ان پر رات کی گرمی اور سخت حرارت کو بھیجا اس نے انکی سانسوں کو پکڑ لیا۔ وہ گھروں کے تہ خانوں میں داخل ہو گئے تو عذاب ان کے گھروں کے تہ خانوں میں داخل ہو گیا۔ عذاب نے انکی سانسوں کو گرفت میں لے لیا۔ وہ گھروں سے بھاگ کر کھلے میدان کی طرف نکل گئے۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر بادل کو بھیجا جس نے انہیں سورج کی تپش سے سایہ دیا۔ انہوں نے اس سایہ کی ٹھنڈک اور لذت پائی تو انہوں نے ایک دوسرے کو بلایا یہاں تک کہ جب وہ سب اس کے نیچے جمع ہو گئے۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان پر آگ گرا دی۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان کا یہی مفہوم ہے(۳)۔

امام عبد بن حمیدؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت قتادہؒ سے آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ ہمارے سامنے یہ کہا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر گرمی کو سات دن تک مسلط کیا۔ انہیں نہ کوئی سایہ دیتا اور نہ ہی انہیں کوئی چیز نفع دیتی۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر بادل بھیجا تو وہ اس کے سایہ میں سکون چاہنے کے لیے آئے۔ اللہ تعالیٰ نے اسے ان کے لیے عذاب بنا دیا جس نے انہین جلا دیا۔ ان پر آگ بھیجی گئی۔ وہ بھڑک اٹھی جو انہیں کھا گئی۔ یہی عذاب یوم الظلة ہے(۴)۔

---

(۱) تفسیر الطبری، سورۃ الاعراف، ۶:۵

(۲) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الشعراء، ۹:۲۸۱۳ رقم (۱۵۹۳۴)

(۳) تفسیر الطبری، سورۃ الشعراء، ۹:۴۷۰ رقم (۲۶۷۵۹)
تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الشعراء، ۹:۲۸۱۳ رقم (۱۵۹۲۶)
مستدرک، کتاب: التفسیر، باب: ذکر شعیب ذکر النبی ﷺ، رقم (۴۰۷۴)

(۴) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الشعراء، ۹:۲۸۱۳ رقم (۱۵۹۲۷)

امام عبد بن حمیدؒ نے حضرت علقمہؒ سے روایت نقل کی ہے کہ انہیں شدید گرمی نے آلیا یہاں تک کہ اس نے انہیں پریشان کر دیا تو وہ باہر نکل گئے۔ ان کے لیے بادل اٹھایا گیا۔ وہ اس کی طرف چل دیے۔ جب وہ اس کا سایہ لینے گئے تو ان پر عذاب بھیجا گیا تو ان میں سے جو کوئی بھی نہ بچا (۱)۔

امام حاکمؒ نے حضرت زید بن اسلمؒ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت شعیبؑ انہیں دراہم کاٹنے سے منع کرتے تھے۔ تو انہیں سایہ والے عذاب نے آلیا۔ جب جمع ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے ان سے سایہ کو دور کر دیا اور سورج کو ان پر گرم کر دیا گیا۔ تو سب یوں جل گئے جیسے مکڑی دیگچی میں جل جاتی ہے (۲)۔

امام فریابیؒ، عبد بن حمیدؒ، ابن جریرؒ، ابن ابی حاتمؒ اور حاکمؒ نے مجاہدؒ سے یہ تفسیر بیان کی ہے کہ عذاب کا سایہ ان پر آ گیا (۳)۔

امام ابن جریرؒ، ابن ابی حاتمؒ اور حاکمؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے: علماء میں سے جو تجھے یہ بتائے کہ ﴿عذاب یوم الظلة﴾ کیا ہے تو اس کو جھٹلا دے (۴)۔

امام فریابیؒ، ابن جریرؒ، ابن ابی حاتمؒ اور حاکمؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے جو تمہیں یہ بتائے کہ ﴿عذاب یوم الظلة﴾ کیا ہے فرمایا: انہیں شدید گرمی نے آلیا اور انہیں گھروں سے پریشانی کے عالم میں باہر نکال دیا تو ان کے لیے بادل تیار کیا گیا تو سارے لوگ اس بادل کے پاس آ گئے۔ اس میں چیخ ماری گئی (۵)۔ واللہ اعلم۔

---

(۱) تفسیر الطبری، سورۃ الاعراف، ۶:۵

(۲) مستدرک، کتاب: التفسیر، باب: ذکر شعیب ذکر النبی ﷺ، رقم (۴۰۷۷)

(۳) تفسیر الطبری، سورۃ الشعراء، ۹:۴۷۴ رقم (۲۶۷۶۰)
تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الشعراء، ۹:۲۸۱۶ رقم (۱۵۹۳۵)
مستدرک، کتاب: التفسیر، باب: ذکر شعیب ذکر النبی ﷺ، رقم (۴۰۷۶)

(۴) تفسیر الطبری، سورۃ الشعراء، ۹:۴۷۴ رقم (۲۶۷۶۰)
تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الشعراء، ۹:۲۸۱۶ رقم (۱۵۹۳۵)
لمستدرک: کتاب: التفسیر، باب: ذکر شعیب ذکر النبی ﷺ، رقم (۴۰۷۶)
امام حاکمؒ نے اس حدیث کی سند پر حکم لگاتے ہوئے لکھا ہے: هذا حدیث صحیح علیٰ شرط الشیخین ولم یخرجاه، [المستدرک، رقم (۴۰۷۶)۔۔ امام ہیثمیؒ نے اس حدیث کی سند پر حکم لگاتے ہوئے لکھا ہے: رواه البزار وفیه مبارک بن فضالة وقد ضعفه الجمهور، مجمع الزوائد، ۸:۳۸۱ رقم (۱۳۷۷۱)۔۔ شیخ الالبانیؒ نے اس حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے۔ [السلسلة الضعیفه، ۱:۵۰۳]

(۵) تفسیر الطبری، سورۃ الشعراء، ۹:۴۷۴ رقم (۲۶۷۵۹)

وَإِنَّهُ لَتَنزِيلُ رَبِّ الْعَلَمِينَ ﴿١٩٢﴾ نَزَلَ بِهِ الرُّوحُ الْأَمِينُ ﴿١٩٣﴾ عَلَىٰ قَلْبِكَ
لِتَكُونَ مِنَ الْمُنذِرِينَ ﴿١٩٤﴾ بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِينٍ ﴿١٩٥﴾ وَإِنَّهُ لَفِي زُبُرِ
الْأَوَّلِينَ ﴿١٩٦﴾ أَوَلَمْ يَكُن لَّهُمْ آيَةً أَن يَعْلَمَهُ عُلَمَاءُ بَنِي إِسْرَائِيلَ ﴿١٩٧﴾
وَلَوْ نَزَّلْنَاهُ عَلَىٰ بَعْضِ الْأَعْجَمِينَ ﴿١٩٨﴾ فَقَرَأَهُ عَلَيْهِم مَّا كَانُوا بِهِ مُؤْمِنِينَ
﴿١٩٩﴾ كَذَٰلِكَ سَلَكْنَاهُ فِي قُلُوبِ الْمُجْرِمِينَ ﴿٢٠٠﴾ لَا يُؤْمِنُونَ بِهِ حَتَّىٰ
يَرَوُا الْعَذَابَ الْأَلِيمَ ﴿٢٠١﴾ فَيَأْتِيَهُم بَغْتَةً وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ﴿٢٠٢﴾ فَيَقُولُوا
هَلْ نَحْنُ مُنظَرُونَ ﴿٢٠٣﴾ أَفَبِعَذَابِنَا يَسْتَعْجِلُونَ ﴿٢٠٤﴾ أَفَرَأَيْتَ إِن مَّتَّعْنَاهُمْ
سِنِينَ ﴿٢٠٥﴾ ثُمَّ جَاءَهُم مَّا كَانُوا يُوعَدُونَ ﴿٢٠٦﴾ مَا أَغْنَىٰ عَنْهُم مَّا كَانُوا
يُمَتَّعُونَ ﴿٢٠٧﴾ وَمَا أَهْلَكْنَا مِن قَرْيَةٍ إِلَّا لَهَا مُنذِرُونَ ﴿٢٠٨﴾ ذِكْرَىٰ وَمَا كُنَّا
ظَالِمِينَ ﴿٢٠٩﴾ وَمَا تَنَزَّلَتْ بِهِ الشَّيَاطِينُ ﴿٢١٠﴾ وَمَا يَنبَغِي لَهُمْ وَمَا
يَسْتَطِيعُونَ ﴿٢١١﴾ إِنَّهُمْ عَنِ السَّمْعِ لَمَعْزُولُونَ ﴿٢١٢﴾ فَلَا تَدْعُ مَعَ اللَّهِ إِلَٰهًا
آخَرَ فَتَكُونَ مِنَ الْمُعَذَّبِينَ ﴿٢١٣﴾

"اور یہ (قرآن خدائے) پروردگارِ عالم کا اُتارا ہوا ہے[۱۹۲] اور اس کو امانت دار فرشتہ لے کر اُترا ہے[۱۹۳] (یعنی) اُس نے تمہارے دل پر (القاء) کیا ہے تاکہ تم (لوگوں) کو نصیحت کرتے رہو[۱۹۴] (اور القاء) بھی فصیح عربی زبان میں کیا ہے[۱۹۵] اور اس کی خبر پہلے پیغمبروں کی کتابوں میں (لکھی ہوئی) ہے[۱۹۶] کیا اُن کے لئے یہ سند نہیں ہے کہ علماءِ بنی اسرائیل اس (بات) کو جانتے ہیں[۱۹۷] اور اگر ہم اس کو کسی غیر اہل زبان پر اُتارتے[۱۹۸] اور وہ اُسے ان (لوگوں) کو پڑھ کر سناتا تو یہ اُسے (کبھی) نہ مانتے[۱۹۹] اسی طرح ہم نے انکار کو گناہ گاروں کے دلوں میں داخل کر دیا[۲۰۰] وہ جب تک درد دینے والا عذاب نہ دیکھ لیں اُسکو نہیں مانیں گے[۲۰۱] وہ اُن پر ناگہاں آواقعہ ہوگا اور اُنہیں خبر بھی نہ ہوگی[۲۰۲] اُس وقت کہیں گے کیا ہمیں مہلت ملے گی؟[۲۰۳] تو کیا یہ ہمارے عذاب کو جلدی طلب کر رہے ہیں[۲۰۴] بھلا دیکھو تو اگر ہم اُن کو برسوں فائدے دیتے رہیں[۲۰۵] پھر اُن پر وہ (عذاب) آواقعہ ہو جس کا اُن سے وعدہ کیا جاتا ہے[۲۰۶] تو جو فائدے یہ اُٹھاتے رہے اُن کے کس کام آئیں گے[۲۰۷] اور ہم نے کوئی بستی ہلاک نہیں کی مگر اُس کے لئے نصیحت کرنے والے (پہلے بھیجتے) تھے[۲۰۸] (تاکہ) نصیحت (کر دیں) اور ہم ظالم نہیں ہیں[۲۰۹] اور اُس (قرآن کو شیطان لیکر نازل نہیں ہوئے[۲۱۰] یہ کام نہ تو اُن کو سزاوار ہے اور نہ اس کی طاقت رکھتے ہیں[۲۱۱] وہ (آسمانی باتوں کے) سننے (کے مقامات) سے الگ کر دئے گئے ہیں[۲۱۲] تو خدا کے سوا کسی اور معبود کو مت پکارنا ورنہ تو کو عذاب دیا جائے گا"[۲۱۳]

امام عبدالرزاقؒ، عبد بن حمیدؒ، ابن جریرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت قتادہؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ انـــہ میں ضمیر سے مراد قرآن ہے اور الروح الامین سے مراد جبرائیل امین ہے (۱)۔

امام ابن جریرؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے: الـروح الامیـن سے مراد جبرائیلؑ امین ہیں میں نے موتیوں کے ان کے چھ سو پر دیکھے۔ جبرائیل امین نے انہیں پھیلایا تو وہ موروں کے پروں جیسے تھے (۲)۔

امام ابن مردویہؒ نے حضرت حسن بصریؒ سے روایت نقل کی ہے، میرا گمان ہے کہ انہوں نے حضرت سعدؓ سے روایت کیا ہے۔ آپؓ نے فرمایا نبی کریم ﷺ نے فرمایا: خبردار! بے شک روح الامین نے میرے دل میں پھونکا ہے کہ کوئی نفس ہرگز نہیں مرے گا یہاں تک کہ اپنا رزق پورا کر لے اگرچہ وہ اس کے پاس سستی سے پہنچے (۳)۔

امام ابن ابی شیبہؒ نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہیں جنت کے قریب کرنے والی کوئی چیز نہیں سوائے ان چیزوں کے جن کا میں نے تمہیں حکم دیا ہے اور تمہیں جہنم کے قریب کرنے والی اور جنت سے دور کرنے والی کوئی چیز نہیں مگر جن چیزوں سے میں نے تمہیں منع کیا ہے۔ روح الامین نے میرے دل میں پھونکا ہے کہ کوئی نفس نہیں مرتا یہاں تک کہ وہ اپنا رزق پورا کر لیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔ اچھی طرح طلب کر رزق کے حصول میں دلیری تمہیں برانگیختہ نہ کرے کہ تم اسے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کے ساتھ تلاش کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ کے پاس جو کچھ ہے وہ اس کی طاقت سے ہی حاصل کیا جا سکتا ہے (۴)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت مجاہدؒ سے ﴿بلسان عربی مبین﴾ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ قریش کی زبان میں نازل کیا۔ اگر قرآن حکیم عربی زبان میں نہ ہوتا تو وہ اسے نہ سمجھ سکتے (۵)۔

امام ابن نجارؒ نے اپنی تاریخ میں حضرت ابن عباسؓ سے اور بیہقیؒ نے "شعب الایمان" میں حضرت بریدہؓ

---

(۱) تفسیر الطبری، سورۃ الشعراء، ۹:۵۷۴ رقم (۲۶۷۶۷)
تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الشعراء، ۹:۲۸۱۷ رقم (۱۵۹۴۱-۱۵۹۴۲)

(۲) تفسیر الطبری، سورۃ الشعراء، ۹:۵۷۴ رقم (۲۶۷۶۸)

(۳) تفسیر ابن کثیر، سورۃ البقرۃ، ۱:۱۷۲

(۴) مصنف ابن شیبہ: کتاب: الزھد، باب: ماذکر عن نبینا ﷺ، رقم (۳۴۳۳۲)۔۔رواہ ابـن ابی الدنیا فی القناعۃ والحاکم من حـدیث ابـن مسـعود وذکـرہ شاھدا لحدیث ابی حمید وجابر وصححھا علیٰ شرط الشیخین وھما مختصران ورواہ البیھقی فی شعب الایمان قال [انہ منقطع][تخریج احادیث الاحیاء، ج۲، ص۵۷ رقم (۳)].

(۵) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الشعراء، ۹:۲۸۱۷ رقم (۱۵۹۴۸)

سے یہ روایت نقل کی ہے کہ ﴿بلسان عربی مبین﴾ سے مراد بنی جرہم کی زبان ہے(۱)۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت بریدہؓ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے(۲)۔

امام ابن مردویہؒ حضرت عبداللہ بن سلامؓ سے روایت نقل کی ہے کہ اہل مکہ میں سے قریش کی ایک جماعت کسی کام سے بنی قریظہ کے یہودیوں کے پاس آئی تو یہودیوں کو تورات پڑھتے دیکھا۔تو قریشیوں نے کہا ہم اس سے کیا فائدہ پائیں گے جو تمہاری یہ تورات پڑھے گا؟ یہ لوگ تو ہم پر (حضرت) محمد اور اس کے اصحاب سے بھی سخت ہیں۔یہودیوں نے کہا ہم ان سے بری ہیں وہ تو تورات اور اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ کتابوں کو جھٹلاتے ہیں۔وہ تو صرف دنیاوی ساز و سامان کے طلب گار ہیں۔قریشیوں نے کہا جب تم ان کو ملو تو انہیں خاموش کردو۔منافقوں نے کہا اسے تو ان جیسا ایک انسان تعلیم دیتا ہے۔تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیات و ﴿انہ لتنزیل رب العلمین ☆نزل به الروح الامین☆ علی قلبك لتکون من المنذرین☆ بلسان عربی مبین☆وانه لفی زبر الاولین﴾ نازل فرمائیں۔یعنی رسول اللہ ﷺ کا، آپ کی صفت، آپ کی نعت اور اللہ تعالیٰ کا حکم پہلی کتابوں میں موجود ہے(۳)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن زیدؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: بیشک یہ ان کتابوں میں سے ہے جو پہلے رسولوں پر نازل کی گئیں(۴)۔

امام عبدالرزاقؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت قتادہؒ سے ﴿زبر الاولین﴾ کا معنی "پہلوں کی کتابوں" کیا ہے(۵) اور "بنی اسرائیل" سے مراد یہودی و نصاریٰ ہیں۔وہ جانتے تھے کہ وہ محمد ﷺ کو اپنے ہاں تورات و انجیل میں لکھا ہوا پاتے تھے کہ وہ اللہ کے رسول ہیں(۶)۔

امام عبد بن حمیدؒ نے عاصمؒ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے اسے اولم یکن لهم ایة یاء کے ساتھ قراءت کی ہے(۷)۔

---

(۱) شعب الایمان، ۲:۲۳۴رقم (۱۶۲۲)

(۲) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الشعراء، ۹:۲۸۱۷رقم (۱۵۹۴۷)

(۳) روایت نہیں ملی

(۴) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الشعراء ۹:۲۸۱۷رقم (۱۵۹۵۲)

(۵) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الشعراء، ۹:۲۸۱۷رقم (۱۵۹۷۹)

(۶) تفسیر الطبری: سورۃ الشعراء، ۹:۴۷۶۔تفسیر ابن ابی حاتم سورۃ الشعراء، ۹:۲۸۱۷رقم (۱۵۹۸۰)

(۷) روایت نہیں ملی

امام فریابیؒ، ابن ابی شیبہؒ، عبد بن حمیدؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت مجاہدؒ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ علماء بنی اسرائیل سے مراد حضرت عبداللہ بن سلامؓ اور دوسرے علماء ہیں (۱)۔

امام ابن جریرؒ، ابن ابی حاتمؒ اور ابن مردویہؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عبداللہ بن سلامؓ بنی اسرائیل کے علماء میں سے تھے اور وہ ان کے نیک لوگوں میں سے تھے۔ وہ قرآن حکیم پر ایمان لائے تو اللہ تعالیٰ نے انہیں یہ ارشاد فرمایا ﴿اولم یکن لھم اٰیۃ ان یعلمہ علمؤا بنی اسرائیل﴾ (۲)

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت مبشر بن عبید القرشیؒ (۳) سے یہ روایت نقل کی ہے کہ ﴿اولم یکن لھم اٰیۃ﴾ سے مراد یہ ہے کہ کیا ان کے لئے قرآن نشانی نہیں (۴)۔

امام ابن سعدؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت عطیہ عوفیؒ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ علماء بنی اسرائیل سے مراد پانچ علماء ہیں اسد، اسید، ابن یامین، ثعلبہ اور عبداللہ بن سلام (۵)۔

امام عبد بن حمیدؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت قتادہؒ سے ﴿ولو نزلنہ علی بعض الاعجمین﴾ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اگر ہم اس قرآن کو کسی عجمی زبان میں نازل فرماتے تو عرب اس میں سب لوگوں سے بری حالت میں ہوتے وہ اسے نہ سمجھتے اور نہ یہ جانتے کہ یہ کیا ہے؟ (۶)

امام عبدالرزاقؒ، عبد بن حمیدؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت قتادہؒ سے یہ تفسیر نقل کی ہے: اگر اللہ تعالیٰ اسے عجمی زبان میں نازل فرماتا تو یہ لوگ سب سے زیادہ خسارہ پانے والے ہوتے کیونکہ یہ تو عجمی زبان کو جانتے ہی نہیں تھے (۷)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت سدیؒ سے الاعجمین کا معنی ایرانی نقل کیا ہے (۸)۔

---

(۱) تفسیر الطبری: سورۃ الشعراء، ۹:۶۷۴ رقم (۲۶۷۷۲)۔ تفسیر ابن ابی حاتم: سورۃ الشعراء، ۹:۲۸۱۷ رقم (۱۵۹۵۵)

(۲) تفسیر الطبری: سورۃ الشعراء، ۹:۶۷۴ رقم (۲۶۷۷۱)۔ تفسیر ابن ابی حاتم: سورۃ الشعراء، ۹:۲۸۱۷ رقم (۱۵۹۵۹)

(۳) مبشر بن عبید القرشی، ابوحفص الحمصی، آپ کوفی الاصل تھے۔ صحاح ستہ میں صرف امام ابن ماجہ نے آپ سے ایک روایت نقل کی ہے۔ امام احمد نے آپ پر وضع کا الزام لگایا ہے۔ امام بخاریؒ نے منکر الحدیث قرار دیا ہے۔ [تھذیب التھذیب، ۱۰:۳۰ رقم (۵۳)]

(۴) تفسیر ابن ابی حاتم: سورۃ الشعراء، ۹:۲۸۱۷ رقم (۱۵۹۵۳)

(۵) الطبقات الکبریٰ، ج ۲، ص ۳۵۳۔ تفسیر ابن ابی حاتم: سورۃ الشعراء، ۹:۲۸۱۷ رقم (۱۵۹۵۶)

(۶) تفسیر ابن ابی حاتم: سورۃ الشعراء، ۹:۲۸۱۷ رقم (۱۵۹۶۲)

(۷) تفسیر الطبری: سورۃ الشعراء،، ۹:۶۷۴ رقم (۲۶۷۷۷)

(۸) تفسیر ابن ابی حاتم: سورۃ الشعراء، ۹:۲۸۱۷ رقم (۱۵۹۶۳)

امام عبد بن حمیدؒ اور ابن جریرؒ نے حضرت حسن بصریؒ سے ﴿کذلك سلكنه﴾ میں "ہ" ضمیر سے مراد شرک لیا ہے یعنی ہم نے شرک کو مجرموں کے دلوں میں رکھ دیا ہے(۱)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابو جہضمؒ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو دیکھا گیا کہ آپ پریشان ہیں تو صحابہ نے اس بارے میں آپ سے پوچھا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایسا کیوں نہ ہو جبکہ میں نے اپنے دشمن کو دیکھا کہ میرے بعد میری امت کی بھاگ ڈور میرے دشمنوں کے ہاتھوں میں ہوگی۔ تو اللہ تعالیٰ نے آیات ﴿افرء یت ان متعنهم سنين☆ثم جاء هم ما كانوا يوعدون☆ ما اغنى عنهم ما كانوا يمتعون﴾ نازل فرمائیں(۲)۔

امام عبد بن حمیدؒ نے سلیمان بن عبد الملکؒ سے روایت نقل کیا ہے کہ وہ جمعہ کے دن کسی خطبہ کو میں یہ کہنا نہیں بھولتے تھے کہ اہل الدنیا خوف میں ہونگے اور اُنہوں نے نیت نہ کی ہوگی اور وہ اپنے گھروں سے مطمئن نہیں ہونگے کہ اللہ تعالیٰ کا حکم آجائے گا۔ اُس کی نعمتیں ہمیشہ نہیں ہے اور اس کی جلدی پر یقین نہ کرنا اور اس میں کوئی چیز باقی نہیں بچے گی اور پھر اس آیت کی تلاوت کیا کرتے تھے ﴿افرء یت ان متعنهم سنين☆ثم جاء هم ما كانوا يوعدون☆ ما اغنى عنهم ما كانوا يمتعون﴾(۳)۔

امام ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے مجاہد سے یہ قول نقل کیا ہے کہ منذرون کا معنی رسول ہیں(۴)۔

امام عبد الرزاقؒ، عبد بن حمیدؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت مجاہدؒ سے ﴿وما اهلكنا من قرية الا لها منذرون﴾ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عذاب کے ساتھ کسی بستی کو ہلاک نہیں کیا مگر اس کے بعد کہ ان کے پاس رسول، حجت اور بیان آگیا اور مکمل طور پر حجۃ اللہ کی ہے "ذکریٰ" سے مراد ان کے لیے نصیحت ہے، عظمت اور حجۃ اللہ کی ہے۔ ﴿وما كنا ظلمين﴾ ہمیں زیب نہیں دیتا کہ ہم ظلم کریں مگر بینہ، حجت اور عذر کے بعد ہی ایسا ہوتا ہے یہاں تک کہ ہم رسول بھیجیں اور کتابیں نازل کریں۔ قرآن حکیم شیطان نازل نہیں کر سکتے نہ ہی اس پر قادر ہیں اور نہ ہی اس کی طاقت رکھتے ہیں۔ بیشک وہ آسمان سے کوئی چیز سننے سے روک دیے گئے ہیں(۵)۔

---

(۱) تفسیر الطبری، سورۃ الشعراء، ۹: ۴۷۸ رقم (۲۶۷۸۱)

(۲) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الشعراء، ۹: ۲۸۱۷ رقم (۱۵۹۹۷)

(۳) ر ابن ابی حاتم، سورۃ الشعراء، ۹: ۲۸۱۷ رقم (۱۵۹۹۸)

(۴) تفسیر الطبری: سورۃ الشعراء، ۹: ۴۷۸ رقم (۲۶۷۸۳)۔۔ تفسیر ابن ابی حاتم: سورۃ الشعراء، ۹: ۲۸۲۲ رقم (۱۶۰۰۱)

(۵) تفسیر الطبری، سورۃ الشعراء، ۹: ۴۷۸

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن زیدؒ سے یہ تفسیر نقل کی ہے کہ لوگوں نے گمان کیا شیطان اسے رسول اللہ ﷺ پر نازل کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں باخبر کیا کہ شیطان اس پر قادر نہیں۔ وہ اس کی طاقت نہیں رکھتے۔ انہیں مناسب بھی نہیں کہ وہ اس کے ساتھ اتریں جب کہ وہ اس کے ساتھ اتریں جبکہ وہ اس امر سے روک دیے گئے ہیں (۱)۔

وَأَنذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ ﴿٢١٤﴾

"اور اپنے قریب کے رشتہ داروں کو ڈر سنا دو" [۲۱۴]

امام احمدؒ، عبد بن حمیدؒ، امام بخاریؒ، امام مسلمؒ، ابن منذرؒ، ابن ابی حاتمؒ، ابن مردویہؒ اور امام بیہقیؒ نے "شعب الایمان اور دلائل" میں حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت نقل کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے قریش کے عام وخاص کو بلایا، فرمایا: اے قریش کی جماعت! اپنے آپ کو آگ سے بچاؤ۔ میں (اپنے طور پر) تمہارے نفع ونقصان کا مالک نہیں ہوں۔ اے بنی کعب بن لوی! اپنے آپ کو آگ سے بچاؤ، میں تمہارے نفع ونقصان کا مالک نہیں۔ اے بنی عبدالمطلب! اپنے آپ کو آگ کے عذاب سے بچاؤ، میں تمہارے نفع ونقصان کا مالک نہیں۔ اے فاطمہ بنت محمد ﷺ اپنے آپ کو آگ کے عذاب سے بچاؤ، میں تمہارے نفع ونقصان کا مالک نہیں، خبردار! تمہیں رشتہ داری حاصل ہے، میں اس کی تری کے ساتھ تری رکھوں گا (۲)۔

---

(۱) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الشعراء ۹: ۲۸۲۵، رقم (۱۶۰۱۷)

(۲) مسند احمد، کتاب: باقی مسند المکثرین، باب: باقی مسند ابی ھریرۃ، رقم (۸۵۰۹)
صحیح بخاری، کتاب: تفسیر القرآن، باب: وانذر عشیرتک الاقربین، رقم (۴۴۹۳)
صحیح مسلم، کتاب: الایمان، باب: فی قولہ تعالیٰ: وانذر عشیرتک الاقربین، رقم (۲۰۴)
تفسیر الطبری، سورۃ الشعراء، ۹: ۴۸۲ رقم (۲۶۷۹۴)
تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الشعراء، ۹: ۲۸۲۶ رقم (۱۶۰۱۴)
شعب الایمان، باب: معالجۃ کل ذنب بالتوبۃ، ۵: ۳۷۹، رقم (۷۰۲۱)
امام ترمذی نے اپنی جامع میں مذکورہ حدیث پر حکم لگاتے ہوئے لکھا ہے: قال ابو عیسیٰ: ھذا حدیث حسن صحیح غریب من ھذا لوجہ یعرف من حدیث موسیٰ بن طلحۃ.. [الترمذی: کتاب: تفسیر القرآن، باب: سورۃ الشعراء، رقم (۳۱۸۶)]۔۔شیخ البانیؒ نے مذکورہ حدیث پر حکم لگاتے ہوئے لکھا ہے: (صحیح) [صحیح الترمذی: ۳: ۸۳ رقم (۲۵۴۶)]۔۔شعیب الارنووطؒ نے اس حدیث پر حکم لگاتے ہوئے لکھا ہے: اسنادہ صحیح علیٰ شرط الشیخین، [تعلیقات شعیب الارنووط علیٰ مسند احمد، رقم (۸۷۱۱)]

امام احمدؒ، امام مسلمؒ، امام ترمذیؒ، ابن جریرؒ اور ابن مردویہؒ نے حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت نقل کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ اٹھے، فرمایا: اے فاطمہ بنت محمد ﷺ، اے صفیہؓ بنت عبدالمطلب اور اے بنی عبدالمطلب! میں اللہ تعالیٰ کے فیصلہ کے مقابلہ میں تمہارے لیے کسی چیز کا مالک نہیں، میرے مال میں سے جو چاہو مانگ لو(۱)۔

امام عبد بن حمیدؒ، ابن جریرؒ اور ابن مردویہؒ نے عروہؒ سے مرسلا اس کی مثل روایت نقل کی ہے(۲)۔

امام مسددؒ(۳)، امام مسلمؒ، امام نسائیؒ، ابن جریرؒ، بغویؒ نے معجم میں، باوردیؒ، طحاویؒ، ابوعوانہؒ(۴)، ابن قانعؒ، طبرانیؒ، ابن ابی حاتمؒ، ابن مردویہؒ اور بیہقیؒ نے دلائل میں قبیصہ بن مخارقؓ(۵) اور زہیر بن عمروؒ(۶) سے روایت نقل کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ ایک چوٹی پر تشریف لے گئے تو اس کے بلند پتھر پر چڑھے۔ پھر فرمایا: اے بنوعبد مناف! میں تمہیں خبردار کرنے والا ہوں، میری اور تمہاری مثال اس آدمی جیسی ہے جو دشمن دیکھے، وہ گھر جانا چاہتا ہے تو اسے ڈر ہوتا ہے کہ دشمن اس کے گھر والوں تک اس سے پہلے پہنچ جائے گا۔ تو وہ چیخنا

---

(۱) مسند احمد، کتاب: باقی مسند الانصار، باب: باقی مسند السیدۃ عائشۃ رقم (۲۴۵۲۳)
صحیح مسلم، کتاب: الایمان، باب: فی قولہ تعالیٰ: وانذر عشیرتک الاقربین، رقم (۲۰۵)
سنن الترمذی، کتاب: الزھد عن رسول اللہ ﷺ، باب: ماجاء فی انذار النبی قومہ رقم (۲۳۱۰)
تفسیر الطبری، سورۃ الشعراء، ۹:۴۸۱ رقم (۲۶۷۸۸)
قال الشیخ البانی: (صحیح) [الجامع الصغیر وزیادتہ، ۱:۱۳۹۵ رقم (۱۳۹۴۲)]

(۲) تفسیر الطبری، سورۃ الشعراء، ۹:۴۸۱ رقم (۲۶۷۸۹)

(۳) مسدد بن مسرھد بن مسربل الاسدی البصری، ابوالحسن، آپ ایک بڑے محدث اور حافظ الحدیث تھے۔ آپ ائمۃ مولفین میں سے تھے۔ بصرہ میں آپ پہلے شخص تھے جس نے مسند تالیف کی تھی۔ [تذکرۃ الحفاظ، ۲:۴۲۱ رقم (۴۲۶)]

(۴) یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم نیشاپوری، اسفرائینی، ابوعوانہ، آپ اکابر محدثین میں سے تھے۔ حصول علم کے لئے دور دراز سفر اختیار کئے اور آخر اسفرائین میں سکونت اختیار کی اور وہیں وفات پا گئے۔ [تذکرۃ الحفاظ، ۳:۷۷۹ رقم (۷۷۲)]

(۵) قبیصہ بن مخارق بن عبداللہ بن شداد بن معاویہ، الھلالی ابوبشر، آپ صحابی رسول ﷺ ہیں۔ ابن حبانؒ فرماتے ہیں کہ آپ بصرہ میں سکونت پزیر ہوئے تھے۔ خلیفہ نے لکھا ہے کہ آپ کا گھر بصرہ میں تھا۔ [الاصابۃ فی تمیز الصحابہ، ۵:۴۱۰ رقم ۷۰۶۴]

(۶) زہیر بن عمرو الھلالی، آپ بصرہ میں مقیم رہے تھے اور ابوعثمان النھدی آپ کے شاگرد تھے۔ آپ قبیصہ کے ساتھ حدیث انذار الاقربین کو نقل کرنے والے ہیں۔ [تھذیب التھذیب، ۳:۳۰۰ رقم (۶۴۳)]

شروع کر دیتا ہے یا صباحاہ۔۔۔۔یا صباحاہ تم پر حملہ ہو گیا، تم پر حملہ ہو گیا (۱)۔

امام عبد بن حمیدؒ، امام ترمذیؒ، ابن جریرؒ اور ابن مردویہؒ نے حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ سے روایت نقل کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے اپنی انگلیاں کانوں میں رکھیں اور آواز بلند کیا، فرمایا: اے بنی عبد مناف! یا صباحاہ (۲)۔

امام ابن مردویہؒ نے حضرت انسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ رونے لگے۔ پھر آپ نے اپنے گھر والوں کو جمع کیا، فرمایا: اے بنو عبد مناف! اپنے آپ کو آگ سے بچاؤ۔ اے بنو عبد المطلب! اپنے آپ کو آگ سے بچاؤ۔ اے بنو ہاشم! اپنے آپ کو آگ سے بچاؤ۔ پھر حضرت فاطمہؓ کی طرف متوجہ ہوئے، فرمایا: اے فاطمہ بنت محمد! ﷺ اپنے آپ کو آگ سے بچاؤ، میں تمہیں اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں کسی چیز کا کوئی فائدہ نہیں دے سکتا سوائے اس کے کہ تمہیں رشتہ داری حاصل ہے۔ میں اس کی تری کے ساتھ اسے تر رکھوں گا (۳)۔

امام ابن مردویہؒ نے حضرت براءؓ سے روایت نقل کی ہے کہ جب نبی کریم ﷺ پر یہ آیت نازل ہوئی تو نبی کریم ﷺ ایک چھوٹے پہاڑ پر جلوہ افروز ہوئے، آواز دی: یا صباحاہ! لوگ جمع ہو گئے۔ نبی کریم ﷺ نے انہیں ڈرایا۔ پھر فرمایا: میں اللہ تعالیٰ کے مقابلہ میں تمہارے لیے کسی چیز کا مالک نہیں۔ اے فاطمہ بنت محمد! ﷺ اپنے آپ کو آگ

---

(۱) صحیح مسلم، کتاب: الایمان، باب: فی قولہ تعالیٰ: وانذر عشیرتک الاقربین، رقم (۲۰۷)
سنن النسائی الکبریٰ، ۶: ۳۴۳ رقم (۱۰۸۱۵)
تفسیر الطبری، سورۃ الشعراء، ۹: ۴۸۲ رقم (۲۶۷۹۵)
المعجم الکبیر، ۵: ۲۷۲ رقم (۵۳۰۵)
تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الشعراء، ۹: ۲۸۲۵ رقم (۱۶۰۱۳)
دلائل النبوۃ، ۱: ۳۸۷
معجم الصحابہ لابن قانع، ۱: ۳۵۷

(۲) سنن الترمذی، کتاب: تفسیر القرآن عن رسول اللہ، باب: ومن سورۃ الشعراء رقم (۳۱۸۶)
تفسیر الطبری، سورۃ الشعراء، ۹: ۴۸۲ رقم (۲۶۷۹۷)
امام ترمذیؒ نے مذکورہ حدیث کی سند پر حکم لگاتے ہوئے لکھا ہے: قال ابو عیسیٰ هذا حدیث غریب من هذا لوجه من حدیث ابی موسیٰ وقد رواه بعضهم من عوف عن قسامة بن زهیر مرسلا ولم یذکروا فیه عن ابی موسیٰ وهو اصح ذاکرت به محمد بن اسماعیل فلم یعرفه من حدیث ابی موسیٰ [الترمذی: رقم ۳۱۸۶].

(۳) تفسیر الطبری، سورۃ الشعراء، ۹: ۴۸۲

کے عذاب سے بچاؤ، میں اللہ تعالیٰ کے مقابلہ میں تیرے لیے کسی چیز کا مالک نہیں (۱)۔

امام ابن مردویہؒ نے حضرت زبیر بن عوامؓ سے روایت نقل کی ہے: جب یہ آیت نازل ہوئی تو جبل ابی قبیس پر چڑھ کر یوں آواز دی: اے عبد مناف والو! میں تمہیں خبردار کرنے والا ہوں۔ قریش آ گئے۔ نبی کریم ﷺ نے انہیں خبردار کیا اور ڈرایا (۲)۔

امام ابن مردویہؒ نے حضرت عدی بن حاتمؓ (۳) سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے قریش کا ذکر کیا اور فرمایا: ﴿عشیرتك الاقربین﴾ سے مراد میری قوم ہے (۴)۔

امام عبد بن حمیدؒ اور ابن مردویہؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو نبی کریم ﷺ نے ایک ایک قبیلہ کر کے دعوت دینا شروع کی (۵)۔

امام سعید بن منصورؒ، امام بخاریؒ، ابن ماجہؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی کہ اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈرائیں یعنی ان میں سے مخلص لوگوں کو ڈرائیں تو نبی کریم ﷺ نکلے یہاں تک کہ صفا پر چڑھے تو بلند آواز سے ندا دی: یا صباحاہ لوگوں نے کہا یہ کون آواز دے رہا ہے؟ دوسرے لوگوں نے جواب دیا: محمد۔ تو لوگ آپ کے پاس جمع ہو گئے۔ جب ایک آدمی خود نہ جا سکا تو اس نے اپنا ادمی بھیجا تا کہ دیکھے کہ کیا صورت حال ہے۔ ابولہب اور قریش کے لوگ آئے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مجھے بتاؤ اگر میں تمہیں بتاؤں کہ وادی میں گھوڑ سوار دستہ ہے جو ارادہ رکھتا ہے کہ تم پر حملہ کرے تو کیا تم میری تصدیق کرو گے؟ بولے: ہاں کیونکہ ہمارا تجربہ آپ کے بارے میں سچ کا ہے۔ فرمایا: میں تمہیں خبردار کرنے والا ہوں، میرے سامنے عذاب ہے۔ ابولہب نے کہا: تمام دن تمہارے لیے ہلاکت ہے، کیا اس لیے تو نے ہمیں جمع کیا تھا۔ تو یہ آیت نازل ہوئی ﴿تبت یدا ابی لهب و تب ☆ ما اغنی عنه ماله و ما کسب (۶)﴾ (۷)۔

---

(۱) تفسیر ابن کثیر، سورۃ الشعراء ۳: ۷۱۶

(۲) تفسیر الطبری: سورۃ الشعراء، ۹: ۴۸۲

(۳) عدی بن حاتم بن عبداللہ بن سعد بن الحشرج الطائی، ابوطریف، صحابی رسول ﷺ، الجواد بن الجواد، آپ کے والد کی سخاوت مشہور ہے۔ ۷ھ کو اسلام قبول کیا تھا اور اس کے بعد کوفہ میں مقیم رہے اور وہیں ۶۸ھ کو وفات پا گئے تھے۔ [الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ، ۴: ۴۶۹ رقم (۵۴۷۹)۔ تہذیب التہذیب، ۷: ۱۵۰ رقم (۳۳۱)]

(۴) روح المعانی، ۱۹: ۱۳۵

(۵) تفسیر الطبری: سورۃ الشعراء، ۹: ۴۸۲

(۶) القرآن الکریم، سورۂ لہب، ۱-۲

(۷) صحیح بخاری، کتاب: تفسیر القرآن، باب: وانذر عشیرتک الاقربین، رقم (۴۴۹۲)
تفسیر الطبری: سورۃ الشعراء، ۹: ۴۸۲ رقم (۲۶۸۰۱)۔ تفسیر ابن ابی حاتم: سورۃ الشعراء، ۹: ۲۸۲۶ رقم (۱۶۰۱۱)

امام عبد بن حمیدؒ نے حضرت قتادہؒ سے روایت نقل کی ہے کہ ہمارے سامنے یہ کیا گیا تھا کہ اللہ تعالیٰ کے نبی نے صفا کی پہاڑی پر ایک ایک خاندان کو آواز دی۔ آپ انہیں اللہ کے دین کی طرف دعوت دیتے۔ اسی بارے میں مشرکوں نے کہا اس نے چیختے چلاتے ہوئے رات گزار دی۔ حضرت حسنؒ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے اپنی موت سے پہلے اپنے گھر والوں کو جمع کیا، فرمایا: خبردار! میرے لیے میرا عمل اور تمہارے لیے تمہارا عمل۔ خبردار میں اللہ تعالیٰ کے مقابلہ میں تمہیں کسی چیز کا فائدہ نہ دے سکوں گا۔ خبرادار! میرے لیے دوست متعین ہیں۔ خبردار! میں قیامت کے روز اسی حالت میں تم کو نہ جانوں کہ تم رشتہ داری پر دنیا اٹھائے ہوئے آؤ جب کہ لوگ آخرت لے کر آئیں۔ اے صفیہؓ بنت عبد المطلب! اے فاطمہؓ بنت محمد ﷺ عمل کرو کیونکہ میں اللہ کے مقابلہ میں تمہیں کسی چیز کا کوئی فائدہ نہیں دوں گا (۱)۔

امام عبد بن حمیدؒ نے حضرت عکرمہؒ سے وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں: اے بنی ہاشم، اے صفیہ جو رسول اللہ ﷺ کی پھوپی تھیں! میں تمہیں اللہ کے مقابلہ میں کسی چیز کا نفع نہیں دوں گا۔ خبردار! ایسا نہ ہو کہ لوگ آخرت اٹھا کر لائیں اور تم دنیا کو اٹھالاؤ۔ تم میرے پاس حوض پر آؤ گے جو دائیں بائیں سمت والا ہے۔ تم میں سے ایک آدمی کہے گا: یا رسول اللہ! ﷺ میں فلاں بن فلاں ہوں تو میں حسب کو پہچانوں گا اور وصف کا انکار کر دوں گا۔ اس چیز سے بچو کہ تم میں سے کوئی ایک قیامت کے روز آئے تو وہ اپنی پشت پر سرکش گھوڑے اٹھائے ہوئے یا ایسا اونٹ اٹھائے ہوئے ہو جو بلبلا رہا ہو یا ایسی بکری اٹھائے ہوئے ہو جو میمیا رہی ہو یا چمڑے کا ضمیہ اٹھائے ہوئے ہو، تو وہ مجھ سے دور کر دیئے جائیں گے اور مجھے کہا جائے گا آپ انہیں جانتے ہیں کہ آپ کے بعد انہوں نے کیا کیا اپنے نفس کو پاکیزہ رکھو میرے بعد پچھلے پاؤں مڑ جانے (یعنی کفر و شرک کا ارتکاب کرنے) سے بچو۔ عکرمہؒ نے کہا رسول اللہ ﷺ نے انہیں یہ اس وقت فرمایا: جب اللہ تعالیٰ نے آپ پر یہ آیت ﴿وانذر عشیرتك الاقربین﴾ نازل فرمائی (۲)۔

امام طبرانیؒ اور ابن مردویہؒ نے حضرت ابو امامہؓ سے روایت نقل کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے بنو ہاشم کو جمع کیا۔ مردوں کو دروازے پر بٹھایا، ان کی عورتوں اور اپنے گھر والوں کو جمع کیا اور انہیں اپنے گھر کے اندر بٹھایا۔ پھر ان کے پاس تشریف لائے اور فرمایا: اے بنو ہاشم! اپنے آپ کو آگ کے عذاب سے بچاؤ، اپنی گردنوں کو آزاد کرانے میں کوشش کرو، اپنے آپ کو اللہ کی پکڑ سے بچاؤ کیونکہ میں اللہ تعالیٰ کے مقابلہ میں تمہیں

---

(۱) تفسیر الطبری، سورۃ الشعراء ۹:۴۸۲

(۲) تفسیر الطبری، سورۃ الشعراء ۹:۴۸۲

کچھ فائدہ نہیں دے سکتا۔ پھر آپ اپنے گھر والوں کی طرف متوجہ ہوئے فرمایا: اے عائشہ بنت ابو بکرؓ، اے حفصہ بنت عمرؓ، اے ام سلمہؓ، اے فاطمہؓ بنت محمد ﷺ، اے اُم زبیرؓ! جو رسول اللہ ﷺ کی پھوپی ہیں اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے بچاؤ اور اپنی گردنوں کو آزاد کرنے میں کوشش کرو کیونکہ میں اللہ تعالیٰ کے مقابلہ میں کسی چیز سے بچا سکتا ہوں اور نہ نفع دے سکتا ہوں۔ حضرت عائشہ رونے لگیں اور عرض کی: کیا وہ ایسا دن ہوگا جس میں آپ ہمیں کچھ فائدہ نہ دیں گے؟ فرمایا: ہاں۔ تین جگہوں میں، میں تمہیں کچھ فائدہ نہ دوں گا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ (۱)﴾ اس وقت میں اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں تمہیں کچھ فائدہ نہ دوں گا اور نہ اس کی طرف سے کسی چیز کا مالک ہوں گا۔ نور کے وقت، اللہ تعالیٰ جس کے لیے چاہے نور کو مکمل کر دے اور جس کے بارے میں چاہے اسے تاریکیوں میں گرا دے اس حال میں کہ اسے وہاں غم میں مبتلا رکھے۔ اللہ تعالیٰ کے مقابلہ میں، میں تمہارے لیے کسی چیز کا مالک نہیں ہوں اور نہ ہی اس کے مقابلہ میں، میں تمہیں کچھ فائدہ پہنچاؤں گا۔ پل صراط سے گزرتے وقت اللہ تعالیٰ جس کے بارے میں چاہے گا اسے پل صراط سے گزار دے گا اور جس کے بارے میں چاہے گا آگ میں گرا دے گا۔

حضرت عائشہؓ نے عرض کی: ہم موازین کو جانتے ہیں، اس کے دو پلڑے ہوتے ہیں، اس کے بائیں پلڑے میں کوئی چیز رکھی جاتی ہے تو ایک پلڑا بھاری ہو جاتا ہے اور دوسرا ہلکا ہو جاتا ہے، ہم نور اور ظلمت کو بھی جانتے ہیں، تو یہ صراط کیا ہے؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جنت اور دوزخ کے درمیان ایک راستہ ہے جس کے اوپر سے لوگ گزریں گے، یہ تلوار کی دھار جیسا تیز ہوگا۔ جبکہ فرشتے دائیں بائیں جانب سے انہیں گھیرے ہوں گے۔ وہ آنکڑوں سے انہیں اچک رہے ہوں گے۔ وہ لوہے کی انکڑے سعدانہ کے کانٹے جیسے ہوں گے۔ جب کہ وہ زبان سے کہہ رہے ہوں گے رب سلم رب سلم (۲)۔

امام ابن اسحاقؒ، ابن جریرؒ، ابن ابی حاتمؒ، ابن مردویہؒ، ابو نعیم اور بیہقیؒ نے دلائل میں مختلف سندوں سے حضرت علی شیر خداؓ سے روایت نقل کی ہے کہ جب یہ آیت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی تو آپ نے مجھے بلایا، فرمایا: اے علیؓ! اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں اپنے قریبی رشتہ داروں کو بلاؤں تو میرے دل میں تنگی محسوس ہوئی اور میں پہچان گیا کہ میں جب بھی اس کا آغاز کروں گا تو میں سے ایسا طرز عمل دیکھوں گا جو مجھے ناپسند ہوگا۔

حضرت علی شیر خداؓ اس پر خاموش رہے یہاں تک کہ حضرت جبرائیل امین رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ اقدس میں

---

(۱) القرآن الکریم، الانبیاء، ۴۷

(۲) المعجم الکبیر، ۸: ۲۲۵ رقم (۷۸۹۰)

حاضر ہوئے، اور عرض کیا: اے محمد! ﷺ جو آپ کو حکم دیا گیا اگر آپ نے ایسا نہ کیا تو آپ کا رب آپ کو عذاب دے گا۔

اے علیؓ! تو میرے لیے ایک صاع کھانا بنا۔ اس پر بکری کی ایک ٹانگ (بھون کر) رکھ اور ہمارے لیے دودھ کے ایک بڑے پیالے کا انتظام کر۔ پھر میرے لیے بنو عبد المطلب کو جمع کرتا کہ میں ان سے گفتگو کروں اور جو مجھے حکم دیا گیا ہے میں ان تک پہنچاؤں (حضرت علیؓ نے کہا) رسول اللہ ﷺ نے مجھے حکم دیا تھا میں نے ایسا کیا۔ پھر میں نے بنی عبد المطلب کو دعوت دی۔ اس روز ان کی تعداد چالیس تھی، ایک زائد یا ایک کم۔ ان افراد میں آپ کے چچا ابو طالب، حضرت حمزہؓ، حضرت عباسؓ اور ابولہب بھی تھے۔

جب وہ سب آپ کے پاس جمع ہو گئے تو آپ نے مجھے کھانا لانے کو کہا جو میں نے ان کے لیے بنایا تھا۔ تو میں وہ کھانا لے آیا۔ جب میں نے وہ کھانا رکھا تو رسول اللہ ﷺ نے گوشت کا ایک ٹکڑا لیا، اسے اپنے دانتوں سے ٹکڑے ٹکڑے کیا۔ پھر اسے کھانے کے برتن کے اطراف میں رکھ دیا۔ پھر فرمایا: اللہ کا نام لے کر کھاؤ۔ لوگوں نے اسے کھایا یہاں تک کہا سے اس وقت چھوڑا جب برتن میں ان کی انگلیوں کے نشانات دکھائی دے رہے تھے۔ اللہ کی قسم! ایک آدمی اتنا کھا رہا تھا جو سب کے لیے پیش کیا گیا تھا۔ پھر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے علیؓ! ان لوگوں کو پلاؤ۔ تو میں وہ دودھ کا برتن لایا۔ انہوں نے اس برتن سے پیا یہاں تک کہ وہ سب سیراب ہو گئے۔ اللہ کی قسم! ان میں سے ہر ایک اسی طرح پیتا تھا۔ جب نبی کریم ﷺ نے گفتگو کا ارادہ کیا تو ابو لہب نے گفتگو میں جلدی کی اور کہا: تم پر تمہارے ساتھی نے جادو کر دیا ہے۔ لوگ بکھر گئے اور نبی کریم ﷺ ان سے گفتگو نہ کر سکے۔

جب اگلا دن آیا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے علی! جو تو نے بات سنی ہے اس کی طرف وہ مجھ سے سبقت لے گیا ہے۔ میری بات کرنے سے پہلے ہی لوگ بکھر گئے۔ جو کھانا تو نے کل بنایا تھا ایسا ہی کھانا دوبارہ ہمارے لیے بنا۔ پھر ان سب کو میرے لیے جمع کر میں نے ایسا ہی کیا پھر میں نے انہیں جمع کیا۔ پھر آپؐ نے مجھے کھانا لانے کو کہا تو میں نے کھانا پیش کر دیا۔ نبی کریم ﷺ نے ایسے ہی کیا جیسے گذشتہ روز کیا تھا۔ انہوں نے کھانا کھایا، دودھ پیا یہاں تک کہ وہ سیراب ہو گئے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے گفتگو کی۔ فرمایا: اے بنو عبد المطلب! اللہ کی قسم! میں عربوں میں کسی ایسے آدمی کو نہیں جانتا جو اپنی قوم کے پاس ایسی چیز لایا ہو جو اس سے افضل ہو جو میں تمہارے پاس لایا ہوں، میں تمہارے پاس دنیا و آخرت کی بھلائی لایا ہوں، اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تمہیں اس کی طرف بلاؤں۔ تم میں سے کون میری اس معاملہ میں مدد کرے گا۔ میں نے عرض کی جبکہ میں سب سے کم عمر تھا: میں اس کام کے لیے حاضر ہوں۔ لوگ ہنستے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے (۱)۔

---

(۱) تفسیر الطبری، سورۃ الشعراء، ۹: ۴۸۳ رقم (۶۸۰۶)۔۔ دلائل النبوۃ، ۱: ۳۵۸۔۔ ملا علی قاری حضرت علیؓ کی وصیتوں کے بارے میں لکھتے ہیں: ان وصایا علی 'المصدرۃ بـ یاعلی کلها موضوعة'غیر قوله : یا علی انت منی بمنزلة هارون من موسیٰ الا انهٗ لا نبی بعدی۔ [المصنوع فی معرفۃ الحدیث الموضوع، ۲۱۴، ۲۳۴۔۔ الاسرار المرفوعۃ: ۳۸۸]

امام ابن مردویہؒ نے حضرت براء بن عازبؓ سے روایت نقل کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے بنوعبدالمطلب کو جمع کیا۔ اس وقت وہ چالیس افراد تھے۔ ان میں سے دس افراد دو سال کا بچھڑا کھا جاتے تھے اور دودھ کا بڑا برتن پی جاتے تھے۔ نبی کریم ﷺ نے حضرت علیؓ کو بکری کی ایک ٹانگ پکانے کا حکم دیا۔ حضرت علیؓ نے ان کے لیے وہ کھانا تیار کیا۔ پھر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ نبی کریم ﷺ نے اس میں سے ایک ٹکڑا لیا اور اسے کھایا۔ پھر اسے کھانے کے برتن کے اطراف میں رکھ دیا۔ پھر فرمایا: اللہ کا نام لے کر قریب ہو جاؤ۔ لوگ دس دس کی قطار میں کھانے کے نزدیک ہو گئے۔ انہوں نے کھانا کھایا یہاں تک کہ اسے چھوڑ دیا۔ پھر آپ نے دودھ کا برتن منگوایا۔ اس سے ایک گھونٹ پیا۔ پھر انہیں عطا کر دیا۔ پھر فرمایا: اللہ کا نام لے کر اسے پیو۔ انہوں نے اسے پیا یہاں تک کہ سارے کے سارے سیراب ہو گئے۔ ایک آدمی نے ان کی قطع کلامی کی اور انہیں کہا اس آدمی کی مثل تم پر کسی نے جادو نہیں کیا ہے۔ اس روز نبی کریم ﷺ خاموش ہو گئے اور کوئی گفتگو نہ کی۔

پھر اگلے دن انہیں اسی قسم کے کھانے اور مشروب پر دعوت دی۔ پھر ان سے گفتگو کرنے میں جلدی کی، فرمایا: اے بنوعبدالمطلب! میں اللہ کی جانب سے تمہارے لیے بشیر و نذیر بنا کر بھیجا گیا ہوں، میں تمہارے پاس ایسی چیز لایا ہوں جیسی چیز تمہارے پاس کوئی بھی نہیں لایا۔ میں تمہارے پاس دنیا و آخرت کی بھلائیاں لایا ہوں، اسلام قبول کر لو، تم محفوظ ہو جاؤ گے اطاعت کرو، ہدایت پا جاؤ گے (۱)۔

امام ابن مردویہؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے اس آیت کے متعلق یہ روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ کو حکم دیا کہ وہ اپنی قوم کو خبردار کریں اور اس کام کا آغاز اپنے گھر اور اپنے خاندان سے کریں۔ حضرت ابن عباسؓ نے ساتھ ہی یہ آیت پڑھی ﴿وَكَذَّبَ بِهٖ قَوْمُكَ وَهُوَ الْحَقُّ (۲)﴾۔

امام ابن جریرؒ نے حضرت عمرو بن مرہؓ (۳) سے روایت نقل کی ہے کہ اس آیت کو یوں پڑھتے ﴿وانذر عشيرتك الاقربين ورهطك منهم المخلصين﴾ (۴)۔

---

(۱) روایت نہیں ملی

(۲) القرآن الکریم الانعام، ۶۶

(۳) عمرو بن مرہؓ بن عبس بن مالک بن الحرث بن مازن، آپ قدیم الاسلام اور سابقین الاولین میں سے تھے۔ تمام غزوات میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ شریک رہے تھے۔ حضرت معاویہؓ کے عہدِ خلافت میں شام میں وفات پا گئے تھے۔ [الطبقات الکبریٰ، ۴: ۳۴۸]

(۴) تفسیر الطبری، سورۃ الشعراء، ۹: ۴۸۳ رقم (۶۸۰۵)

امام ابن مردویہؒ، ابن عساکرؒ اور دیلمیؒ نے حضرت عبدالواحد دمشقیؒ (۱) سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت ابودرداءؓ کو دیکھا کہ وہ لوگوں کو حدیث پڑھاتے اور انہیں فتویٰ دیا کرتے تھے جب کہ ان کی اولاد اور گھر والے گھر کی ایک طرف بیٹھے ہوئے باتیں کرتے رہتے تھے۔ آپ سے عرض کی گئی: اے ابوالدرداءؓ! کیا وجہ ہے کہ لوگ تو اس علم میں رغبت رکھتے ہیں جو آپ کے پاس موجود ہے جب کہ آپ کے گھر والے لاپرواہ بیٹھے ہوتے ہیں۔ آپ نے کہا میں نے نبی کریم ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ انبیاء کے متعلق لوگوں میں سے سب سے دور رہنے والے اور ان پر زیادہ سختی کرنے والے اس کے قریبی رشتہ دار ہوں گے۔ اسی کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا، پھر یہ آیت پڑھی۔ پھر رسول ﷺ نے فرمایا: عالم کے بارے میں لوگوں میں سے زیادہ الگ رہنے والے اسی کے گھر والے ہوں گے یہاں تک کہ وہ ان سے جدا ہو جاتا ہے جبکہ وہ عالم اپنے گھر والوں اور پڑوسیوں کے حق میں سفارش کرتا ہے۔ جب وہ فوت ہو جاتا ہے تو وہ ایسے لوگوں سے علیحدگی اختیار کرتا ہے جو سرکش شیطان ہوتے ہیں جن کی تعداد اربعہ اور مضر کی تعداد سے بڑھ کر ہوتی ہے۔ وہ اس کے بارے میں ہی سازشیں کرتے رہتے تھے۔ ایسے لوگوں سے اللہ تعالیٰ کی زیادہ بار پناہ مانگا کرو (۲)۔

امام ابن عساکرؒ نے حضرت محمد بن حجادہؒ (۳) سے روایت نقل کی ہے کہ کعب ابومسلم خولانی (۴) سے ملے تو ابو خولانی نے کہا تجھے اپنی قوم پر کیسے بزرگی ملی؟ تو کعب نے کہا میں ان میں معزز ہوں۔ ابومسلم نے کہا میں نے تورات میں یہ چیز پائی کہ کسی قوم میں کوئی دانا نہیں ہوتا مگر اس کی قوم اس سے اعراض کرتی ہے۔ پھر اس سے زیادہ قریبی۔ پھر اس سے زیادہ قریبی اگر اس کے حسب میں کوئی کمزوری ہو تو اسے عار دلاتے ہیں۔ اگر اس نے کسی زمانے میں

---

(۱) عبدالواحد بن عبداللہ بن کعب بن عمیر النصری، ابو بشر الدمشقی الحمصی، قال العجلی: شامی، تابعی اور ثقہ راوی الحدیث تھے۔ قال الدارالقطنی: ثقة من اهل حمص محمود الابانة، آپ مدینہ کے والی اور ایک ثقہ راوی تھے۔ [تھذیب التھذیب ۶:۳۸۷ رقم (۸۱۹)۔۔الکاشف ۱:۶۷۲ رقم (۳۵۰۴)]

(۲) تاریخ دمشق، ۳۷:۲۹۱

(۳) محمد بن حجادہ الاودی، الکوفی، آپ غلاۃ شیعہ میں سے تھے۔ طبقہ تبع تابعین میں سے ایک عابد اور متقی شخص تھے۔ [تھذیب التھذیب، ۹:۸۰ رقم (۱۲۰)]

(۴) عبداللہ بن ثوب ابومسلم الخولانی، یمانی، شامی، آپ کبار تابعین میں سے تھے۔ نبی کریم ﷺ سے ملنے یمن سے روانہ ہوئے تھے ابھی آپؓ راستے میں تھے آپ ﷺ وفات پا گئے تھے۔ [تھذیب التھذیب، ۱۲:۲۵۶ رقم (۱۰۶۷)]

کوئی گناہ کیا ہوتو وہ اسے عار دلاتے ہیں (۱)۔

امام بیہقیؒ نے دلائل میں حضرت کعبؒ سے روایت نقل کی ہے کہ اس نے حضرت ابو مسلم سے کہا تو اپنی قوم کو اپنے بارے میں کیسا پاتا ہے؟ ابو مسلم نے کہا وہ میری عزت کرتے ہیں اور میری اطاعت کرتے ہیں۔ کہا تو رات اس بارے میں میری تصدیق نہیں کرتی کیونکہ قوم میں کوئی دانا نہیں ہوتا مگر وہ اس سے حسد کرتے ہیں (۲)۔

وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۲۱۵﴾ فَإِنْ عَصَوْكَ فَقُلْ إِنِّيْ بَرِيْءٌ مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۲۱۶﴾ وَتَوَكَّلْ عَلَى الْعَزِيْزِ الرَّحِيْمِ ﴿۲۱۷﴾

"اور جو مومن تمہارے پیروں ہو گئے ہیں اُن سے بتواضع پیش آؤ [۲۱۵] پھر اگر لوگ تمہاری نافرمانی کریں تو کہہ دو کہ میں تمہارے اعمال سے بے تعلق ہوں [۲۱۶] اور (خدائے) غالب (اور) مہربان پر بھروسہ رکھو" [۲۱۷]

امام ابن جریر اور ابن منذرؒ نے حضرت ابن جریجؒ سے روایت نقل کی ہے کہ جب آیت ﴿واخفض جناحك لمن اتبعك﴾ نازل ہوئی تو آپ نے اپنے گھر والوں اور خاندان والوں سے اس کا آغاز کیا۔ یہ امر مسلمانوں پر شاق گزرا تو اللہ تعالیٰ نے ان آیات کو نازل فرمایا (۳)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن زیدؒ سے ﴿واخفض جناحك لمن اتبعك﴾ کی تفسیر کے بارے میں یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ مومنوں کے لیے یہ ارشاد فرماتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ﴿فان عصوك فقل انی بریء مما تعملون﴾ کے بارے میں یہ فرمایا: اللہ تعالیٰ نے پہلے یہ حکم دیا پھر اسے منسوخ کر دیا اور ان سے جہاد کرنے کا حکم دیا (۴)۔

الَّذِيْ يَرَاكَ حِيْنَ تَقُوْمُ ﴿۲۱۸﴾ وَتَقَلُّبَكَ فِي السَّاجِدِيْنَ ﴿۲۱۹﴾ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۲۲۰﴾

"جو تم کو جب تم (تہجد کے وقت) اُٹھتے ہو دیکھتا ہے [۲۱۸] اور نمازیوں میں تمہارے پھرنے کو بھی [۲۲۰] بے شک وہ سننے والا (اور) جاننے والا ہے [۲۲۰]

ابن ابی حاتمؒ نے ابن عباسؓ سے ﴿الَّذِيْ يَرَاكَ حِيْنَ تَقُوْمُ﴾ کا معنیٰ یعنی نماز کے لئے (۵)

---

(۱) تاریخ دمشق، ۳۷:۲۰۳

(۲) بیہقی، المدخل الی السنن الکبریٰ، ۲:۹۴ رقم (۵۷۹)۔ فیض القدیر شرح الجامع الصغیر، دار الکتاب العلمیہ، بیروت، طبع (۱۴۱۵ھ) ۱:۶۱۶

(۳) تفسیر الطبری، سورۃ الشعراء، ۹:۴۸۵ رقم (۲۶۸۱۲)

(۴) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الشعراء، ۹:۲۷۲۷ رقم (۱۶۰۱۷)

(۵) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الشعراء، ۹:۲۷۲۷ رقم (۱۶۰۶۰)

امام ابن ابی حاتمؒ نے امام ضحاکؒ سے ﴿الَّذِیْ یَرٰاكَ حِیْنَ تَقُوْمُ﴾ کا معنیٰ جب تم اپنے بستر سے اُٹھتے ہو یا اپنی مجلس سے اُٹھتے ہو نقل کیا ہے(۱)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت مجاہدؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ تو جہاں کہیں بھی کھڑا ہوتا ہے وہ تمہیں دیکھتا ہے(۲)۔

امام ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے سعید بن جبیرؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ تمہیں دیکھتا ہے کہ جب تو نماز میں کھڑا ہوتا ہے اور تمہارا نمازیوں کے گھروں کا چکر لگانا بھی دیکھتا ہے جسطرح آپ سے پہلے انبیاء چکر لگاتے تھے(۳)۔

امام فریابیؒ، عبد بن حمیدؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت عکرمہؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ رسول اللہ ﷺ کا قیام، رکوع، سجود اور بیٹھنا دیکھتا ہے(۴)۔

امام عبد بن حمیدؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت قتادہؒ سے ﴿الَّذِیْ یَرٰاكَ حِیْنَ تَقُوْمُ﴾ کی تفسیر نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ تیرے کھڑے ہونے، بیٹھے ہونے اور تیرے تمام احوال کو دیکھتا ہے(۵) اور ﴿تقلبك فی السجدین﴾ سے مراد یہ ہے کہ اس کا قیام، اس کا رکوع، اس کا سجود اور بیٹھنا دیکھتا ہے(۶)۔

امام ابن حمیدؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے قتادہ سے ﴿الَّذِیْ یَرٰاكَ حِیْنَ تَقُوْمُ﴾ کی یہ تفسیر نقل کی ہے: وہ آپ کو کھڑے، بیٹھے اور تمام حالات میں دیکھتا ہے اور ﴿تقلبك فی السجدین﴾ کا معنی یہ ہے کہ وہ تجھے نماز میں اکیلے اور جماعت میں دیکھتا ہے(۷)۔

---

(۱) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الشعراء، ۹: ۲۷۲۷ رقم (۱۶۰۲۳)

(۲) تفسیر الطبری، سورۃ الشعراء، ۹: ۴۸۵ رقم (۲۶۸۱۴)
تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الشعراء، ۹: ۲۷۲۷ رقم (۱۶۰۲۰)

(۳) تفسیر الطبری، سورۃ الشعراء، ۹: ۴۸۶ رقم (۲۶۸۲۵)
تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الشعراء، ۹: ۲۷۲۷ رقم (۱۶۰۳۶)

(۴) تفسیر الطبری، سورۃ الشعراء، ۹: ۴۸۶ رقم (۲۶۸۱۶)

(۵) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الشعراء، ۹: ۲۷۲۷ رقم (۱۶۰۶۵)

(۶) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الشعراء، ۹: ۲۷۲۷ رقم (۱۶۰۳۲)

(۷) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الشعراء، ۹: ۲۷۲۷ رقم (۱۶۰۳۶)

امام عبدالرزاقؒ، عبد بن حمیدؒ اور ابن جریرؒ نے حضرت قتادہؒ سے السجدین کا معنی نمازی نقل کیا ہے(۱)۔

امام فریابیؒ نے حضرت مجاہدؒ سے بھی اسی کی مثل روایت نقل کی ہے(۲)۔

ابن جریرؒ اور ابن مردویہؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے اس کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ وہ تیرا قیام، رکوع اور سجود دیکھتا ہے(۳)۔

امام ابن جریرؒ اور ابن منذرؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں دیکھتا ہے جبکہ آپ سجدہ کرنے والوں کے ساتھ قیام کرتے ہیں اور انہیں کے ساتھ قعدہ کرتے ہیں(۴)۔

امام سفیان بن عیینہؒ(۵)، فریابیؒ، عبد بن حمیدؒ، سعید بن منصورؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ، ابن ابی حاتمؒ، ابن مردویہؒ اور بیہقیؒ نے دلائل میں حضرت مجاہدؒ سے ﴿تقلبك فی السجدین﴾ کے بارے میں یہ قول نقل کیا ہے: رسول اللہ ﷺ جب نماز میں کھڑے ہوتے تو آپ پیچھے بھی اسی طرح دیکھتے جسطرح آپ سامنے دیکھتے تھے(۶)۔

امام بن مردویہؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے اس کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو آپ پیچھے بھی اسی طرح دیکھتے جس طرح سامنے دیکھتے تھے(۷)۔

امام مالکؒ، سعید بن منصورؒ، امام بخاریؒ، امام مسلمؒ اور ابن مردویہؒ نے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تمہارا خیال یہ ہے کہ میری توجہ اس طرف ہے، اللہ کی قسم! مجھ پر تمہارا خشوع اور

---

(۱) تفسیر الطبری، سورۃ الشعراء، ۹:۴۸۶ رقم (۲۶۸۲۲)

(۲) تفسیر الطبری، سورۃ الشعراء، ۹:۴۸۶

(۳) تفسیر الطبری، سورۃ الشعراء، ۹:۴۸۶ رقم (۲۶۸۱۵)

(۴) تفسیر الطبری، سورۃ الشعراء، ۹:۴۸۶ رقم (۲۶۸۲۱)

(۵) سفیان بن عیینہ بن میمون الھلالی الکوفی، ابومحمد، محدث الحرم المکی، آپ کوفہ میں ۱۰۷ھ کو پیدا ہوئے اور مکہ میں مقیم رہے اور وہیں ۱۹۸ھ کو وفات پا گئے تھے۔ آپ ایک بہت بڑے حافظ الحدیث اور وسیع العلم راوی الحدیث تھے۔ امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ اگر مالک اور سفیان نہ ہوتے تو حجاز کا علم ضائع ہو جاتا۔ آپ کو ستر بار حج بیت اللہ کی سعادت حاصل ہوئی ہے۔ [تذکرۃ الحفاظ، ۱: ۲۶۳ رقم (۲۴۹)۔ الاعلام، ۳: ۱۰۵]

(۶) تفسیر الطبری، سورۃ الشعراء، ج ۹، ص ۴۸۶ رقم (۲۶۸۱۸)
تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الشعراء، ج ۹، ص ۲۷۲۷ رقم (۱۶۰۳۰)۔
دلائل النبوۃ، ۶: ۲۲۲ رقم (۲۳۲۵)

(۷) الکشف والبیان، سورۃ الشعراء، ۷: ۱۸۳

رکوع مخفی نہیں اور میں تمہیں اپنے پیچھے بھی دیکھتا ہوں (۱)۔

امام ابن ابی عمر عدنیؒ (۲) نے اپنی سند میں، بزارؒ، ابن ابی حاتمؒ، طبرانیؒ، ابن مردویہؒ اور بیہقیؒ نے دلائل میں حضرت مجاہدؒ سے ﴿تقلبك فی السجدین﴾ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ تجھے ایک نبی سے دوسرے نبی کی طرف منتقل ہوتے ہوئے دیکھا یہاں تک کہ آپ کو نبی کی حیثیت سے پیدا کیا گیا (۳)۔

امام ابن ابی حاتمؒ، ابن مردویہؒ اور ابونعیمؒ نے دلائل میں حضرت ابن عباسؓ سے اس کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ لگاتار انبیاء کی پشتوں میں منتقل ہوتے رہے یہاں تک کہ آپ کی والدہ نے آپ کو جنا (۴)۔

امام ابن مردویہؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا، عرض کی: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں! جب حضرت آدمؑ جنت میں تھے تو آپ کہاں تھے؟ رسول اللہ ﷺ مسکرائے یہاں تک کہ آپ کی داڑھیں ظاہر ہوگئیں۔ فرمایا: میں ان کی پشت میں تھا۔ حضرت آدم زمین کی طرف اترے تو اس وقت بھی میں ان کی پشت میں تھا۔ حضرت نوحؑ کی پشت میں ہوتے ہوئے مجھے کشتی میں سوار کیا گیا۔ حضرت ابراہیمؑ کی پشت میں ہوتے ہوئے مجھے آگ میں پھینکا گیا۔ میرے والدین نے کبھی بھی بدکاری نہیں کی۔ اللہ تعالیٰ لگاتار مجھے پاکیزہ پشتوں سے پاک صاف اور مہذب رحموں کی طرف منتقل کرتا رہا۔ جب بھی دو قبیلے بنے میں ان میں سے بہتر میں موجود ہوتا۔ اللہ تعالیٰ نے نبوت کے ساتھ مجھ سے وعدہ لیا، اسلام کے ساتھ مجھے ہدایت دی، تورات وانجیل میں میرے ذکر کو بیان کیا، زمین کے مشرق ومغرب میں میری صفت کے ذریعے ہر چیز کو کھول دیا، مجھے اپنی کتاب کا علم دیا، مجھے اپنے آسمان میں بلند کیا، اپنے اسماء سے میرا نام مشتق کیا، صاحب عرش محمود ہے اور میں محمد ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ وہ حوض کی وجہ سے مجھ سے محبت کریں گے، اللہ تعالیٰ نے مجھے کوثر

---

(۱) صحیح بخاری، کتاب: الصلاۃ، باب: عظمۃ الامام الناس فی اتمام الصلاۃ، رقم (۴۰۸)
صحیح مسلم،، کتاب: الامر بتحسین الصلاۃ واتمامها، رقم (۴۲۵)
مئوطا (روایۃ الحسن)، کتاب: النداء للصلاۃ، مباب: العمل فی جامع الصلاۃ، رقم (۴۰۱)

(۲) محمد بن یحییٰ بن ابی عمر العدنی، ابوعبداللہ آپ کو ابن ابی عمر العدنی کہا جاتا تھا۔ آپ عدن کے قاضی، مکہ کے مجاور، طویل زندگی پانے والے اور [۷۷] حج پیدل کرنے کی سعادت حاصل کرنے والے تھے۔ آپ اپنے زمانے میں شیخ الحرم، صالح اور عابد شخصیت کے حامل تھے۔ ۲۴۳ھ کو مکہ میں وفات پاگئے تھے۔ [تذکرۃ الحفاظ، ۲:۵۰۱ رقم (۵۱۶)]

(۳) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الشعراء، ۹:۲۸۲۸ رقم (۱۶۰۲۸)
المعجم الکبیر، ۱۱:۳۶۲ رقم (۱۲۰۲۱)

(۴) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الشعراء، ۹:۲۸۲۸ رقم (۱۶۰۲۹)

عطا کیا، سب سے پہلے میں میں شفاعت کروں گا اور سب سے پہلے میری سفارش قبول کی جائے گی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے مجھے میری امت کے بہترین زمانے میں پیدا کیا، میری امت حمد کرنے والی ہے، نیکی کا حکم دینے والی ہے اور برائی سے منع کرنے والی ہے(۱)۔

هَلْ أُنَبِّئُكُمْ عَلَىٰ مَنْ تَنَزَّلُ الشَّيَاطِينُ ﴿۲۲۱﴾ تَنَزَّلُ عَلَىٰ كُلِّ أَفَّاكٍ أَثِيمٍ ﴿۲۲۲﴾ يُلْقُونَ السَّمْعَ وَأَكْثَرُهُمْ كَاذِبُونَ ﴿۲۲۳﴾

"(اچھا) میں تمہیں بتاؤں کہ شیطان کس پر اُترتے ہیں [۲۲۱] ہر جھوٹے گناہ گار پر اُترتے ہیں [۲۲۲] جو سنی ہوئی بات (ہوئی بات (اس کے کان میں) لا ڈالتے ہیں اور وہ اکثر جھوٹے ہیں [۲۲۳]

امام ابن ابی شیبہؒ اور عبد بن حمیدؒ نے حضرت سعید بن وہبؒ سے روایت نقل کی ہے کہ میں حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کے پاس گیا ان سے عرض کی کہ مختار ثقفی گمان کرتا ہے کہ اس کی طرف وحی کی جاتی ہے۔ حضرت ابن زبیرؓ نے کہا وہ سچ کہتا ہے۔ پھر اس آیت کریمہ کی تلاوت کی (۲)۔

امام فریابیؒ، عبد بن حمیدؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت مجاہدؒ سے افاك اثيم کا یہ معنی نقل کیا ہے: لوگوں میں سے بہت زیادہ جھوٹ وہ ہے یلقون السمع جسے وہ سنتا ہے شیطان اسے القاء کرتا ہے (۳)۔

امام عبدالرزاقؒ، عبد بن حمیدؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت قتادہؒ سے یہ معنی نقل کیا ہے افاك سے مراد بہت بڑا جھوٹ اس سے مراد کاہن ہیں۔ جن چوری سے باتیں سنتے ہیں پھر وہ خبریں لوگوں میں سے اپنے دوستوں تک پہنچاتے ہیں۔ کہا شیاطین آسمان کی طرف بلند ہوتے فرشتوں کی باتیں سنتے پھر انہیں کاہنوں تک لے آتے اور انہیں بتا دیتے جو بات آسمان سے سنتے وہ تو درست ہوتی اور ساتھ جھوٹ ملا دیتے وہ جھوٹ ہوتا (۴)۔

امام بخاریؒ، امام مسلمؒ اور ابن مردویہؒ نے حضرت عائشہؓ سے روایت نقل کی ہے کہ لوگوں نے نبی کریم ﷺ سے کاہنوں کے بارے میں سوال کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وہ تو کچھ بھی نہیں۔ لوگوں نے عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ

---

(۱) کنز العمال، باب: فضائلہ متفرقۃ، ۱۲: ۴۲۷ رقم (۳۵۴۸۹)

(۲) مصنف ابن ابی شیبۃ، کتاب: الامراء، باب: ماذکر من حدیث الامراء، رقم (۳۰۵۶۴)

(۳) تفسیر الطبری، سورۃ الشعراء، ۹: ۴۸۷ رقم (۲۶۸۲۶)
تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الشعراء، ۹: ۲۷۳۰ رقم (۱۶۰۴۲)

(۴) تفسیر الطبری، سورۃ الشعراء، ۹: ۴۸۷ رقم (۲۶۸۲۸)
تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الشعراء، ۹: ۲۷۳۰ رقم (۱۶۰۴۵)

کبھی کبھی وہ ایسی چیز کے بارے میں بتاتے ہیں جو درست ہوتی ہے۔فرمایا: یہ حق بات جن اچک لیتا ہے اور اپنے دوست کے کان میں ڈال دیتا ہے تو وہ اس کے ساتھ سو جھوٹ ملا دیتے ہیں (۱)۔

امام بخاریؒ اور ابن منذرؒ حضرت عائشہؓ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ فرشتے بادلوں میں زمین کے متعلق باتیں کرتے ہیں۔شیطان کوئی بات سن لیتا ہے، وہ اسے کاہن کے کان میں قر قر کر کے ڈال دیتا ہے جیسے جب بوتل میں کوئی چیز ڈالی جائے تو وہ قر قر کی آواز نکالتی ہے اور اس کے ساتھ سو جھوٹوں کو ملا دیتے ہیں (۲)۔

وَالشُّعَرَآءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوٗنَ ﴿۲۲۴﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّهُمْ فِيْ كُلِّ وَادٍ يَّهِيْمُوْنَ ﴿۲۲۵﴾ وَاَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ مَا لَا يَفْعَلُوْنَ ﴿۲۲۶﴾ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَذَكَرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّانْتَصَرُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ ﴿۲۲۷﴾

"اور شاعروں کی پیروی گمراہ لوگ کیا کرتے ہیں[۲۲۴] کی تم نے نہیں دیکھا کہ وہ ہر وادی میں سر مارتے پھرتے ہیں[۲۲۵] اور کہتے ہیں وہ کرتے نہیں[۲۲۶] مگر وہ لوگ ایمان لائے اور نیک کام کئے اور خدا کو بہت یاد کرتے رہے اور اپنے اُوپر ظلم ہونے کے بعد انتقام لیا اور ظالم عنقریب جان لیں گے کہ کونسی جگہ لوٹ کر جاتے ہیں"[۲۲۷]

امام ابن جریرؒ، ابن ابی حاتمؒ اور ابن مردویہؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے: رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں دو آدمیوں نے باہم ہجو کی۔ان میں سے ایک انصاری تھا اور دوسرا کسی دوسری قوم کا۔دونوں میں سے ہر ایک کے ساتھ بے وقوف قسم کے لوگ تھے۔تو اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں یہ آیات نازل فرمائیں (۳)۔

امام ابن جریرؒ نے حضرت ضحاکؒ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے (۴)۔

---

(۱) صحیح بخاری، کتاب: الطب، باب: الکھانۃ، رقم (۵۴۲۹)

صحیح مسلم، کتاب: السلام، باب: تحریم الکھانۃ واتیان الکھان، رقم (۲۲۲۸)۔

(۲) صحیح بخاری، کتاب: بدء الخلق، باب: ذکر الملائکۃ، رقم (۸۰۳۸)

(۳) تفسیر الطبری، سورۃ الشعراء ۹: ۴۸۹ رقم (۲۶۸۳۸)

تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الشعراء، ۹: ۲۸۳۳ رقم (۱۶۰۶۴)

(۴) تفسیر الطبری، سورۃ الشعراء، ۹: ۴۸۹ رقم (۲۶۸۳۹)

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت عکرمہؒ سے روایت نقل کی ہے کہ دور جاہلیت میں دو شاعروں نے ایک دوسرے کی ہجو کی دونوں کے ساتھ لوگوں کی جماعتیں تھیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان آیات کو نازل فرمایا(۱)۔

امام ابن سعدؒ، عبد بن حمیدؒ، ابن ابی حاتمؒ اور ابن عساکرؒ نے حضرت عروہؒ سے روایت نقل کی ہے: جب ﴿والشعراء .....مالایفعلون﴾ تک آیت نازل ہوئیں تو حضرت عبداللہ بن رواحہؓ(۲) نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ تحقیق اللہ کو علم ہے کہ میں ان میں سے ہوں تو اللہ تعالیٰ نے آخری آیت کو نازل فرمایا(۳)۔

امام ابن ابی شیبہؒ، عبد بن حمیدؒ اور ابو داؤدؒ نے ناسخ میں ابن جریرؒ، ابن منذرؒ، ابن ابی حاتمؒ اور ابن مردویہؒ نے حضرت ابوحسن سالمؒ(۴) سے روایت نقل کی ہے کہ جب پہلی آیات نازل ہوئیں تو حضرت عبداللہ بن رواحہؓ، حضرت کعب بن مالکؓ اور حضرت حسان بن ثابتؓ حاضر ہوئے جب کہ وہ رو رہے تھے۔ انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔ وہ جانتا ہے کہ ہم شعراء ہیں، ہم تو ہلاک ہو گئے۔ تو اللہ تعالیٰ نے آخری آیت کو نازل فرمایا(۵)۔

امام عبد بن حمیدؒ اور حاکمؒ نے حضرت ابوالحسن مولی بن نوفلؒ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عبداللہ بن رواحہؓ اور حضرت حسان بن ثابتؓ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے جبکہ پہلی آیات نازل ہوئیں۔ یہ دونوں

---

(۱) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الشعراء، ۹: ۲۸۳۳ رقم (۱۶۰۵۴)

(۲) عبداللہ بن رواحہ بن ثعلبۃ بن امری ءالقیس الخزرجی الانصاری، ابومحمد، صحابہ کرامؓ میں شعراء کی جماعت سے تعلق رکھنے والے سابقین اولین اور بدر کے عظیم معرکے میں شرکت کرنے والے والوں میں سے تھے۔ ۸ھ کو جنگ موتہ میں شہادت کی درجہ پر فائز ہوئے تھے۔ [الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ، ۴: ۸۳ رقم (۴۶۷۹)]

(۳) الطبقات الکبریٰ، ۳: ۵۲۸

تاریخ دمشق، ۲۸: ۹۲

(۴) ابوحسن سالم مولیٰ تمیم الداری مدنی، آپ سقط سے روایت کرتے تھے اور یزید بن عبداللہ بن سقط آپ کے شاگردوں میں سے تھے۔ [الجرح التعدیل، ۹: ۳۵۶ رقم (۱۶۱۰)]

(۵) مصنف ابن ابی شیبۃ: کتاب: الادب، باب: الرخصۃ فی الشعر، رقم (۲۶۰۵۱)

تفسیر الطبری، سورۃ الشعراء، ۹: ۴۸۹ رقم (۲۶۸۴۸)

تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الشعراء، ۹: ۲۸۳۳ رقم (۱۶۰۶۹)

رور ہے تھے۔ رسول اللہ ﷺ ان آیات کی تلاوت کر رہے تھے یہاں تک کہ اس آیت ﴿ الا الذین امنوا وعملوا الصلحت﴾ تک پہنچے فرمایا: وہ تم ہو۔ وذکروا اللہ کثیر فرمایا: وہ تم ہو ﴿وانتصروا من بعد ما ظلموا﴾ فرمایا اس کا مصداق بھی تم ہو ﴿وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون﴾ فرمایا اس کا مصداق کفار ہیں (۱)۔

امام ابن جریرؒ، ابن منذرؒ، ابن ابی حاتمؒ اور ابن مردویہؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے یہ قول نقل کیا ہے الغاوون سے مراد کفار ہیں (۲) وہ جنوں اور انسانوں میں سے گمراہوں کی پیروی کرتے ہیں۔ وہ ہر لغو بات میں داخل ہوتے ہیں (۳)۔ وہ اکثر ایسی باتیں کرتے ہیں جو کرتے نہیں۔ انہیں جھٹلایا جاتا ہے، پھر ان میں سے استثناء کی اور وہ لوگ اپنی گفتگو میں اکثر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں اور وہ کفار کو جواب دیتے ہیں جو مسلمانوں کی ہجو کرتے تھے (۴)۔

امام ابن ابی حاتمؒ اور ابن مردویہؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ ﴿الشعراء﴾ سے مراد مشرک ہیں جو نبی کریم ﷺ کی ہجو کرتے تھے غاء ون سے مراد سرکش جن ہیں ﴿فی کل وادیھیمون﴾ یعنی کلام کے ہر فن میں سے کچھ حصہ لیتے ہیں۔ پھر اس سے استثناء کی اور فرمایا ﴿الا الذین امنوا وعملوا الصلحت﴾ اس سے مراد حضرت حسان بن ثابت، حضرت عبداللہ بن رواحہؓ اور حضرت کعب بن مالکؓ ہیں۔ یہ شعراء نبی کریم ﷺ اور آپ کے صحابہ کی طرف سے مشرکین کی ہجو کا جواب دیتے تھے (۵)۔

امام فریابیؒ، ابن جریرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے غاوون کا معنی شعر روایت کرنے والے نقل کیا ہے (۶)۔

---

(۱) مستدرک، کتاب: معرفۃ الصحابۃ، باب: ذکر مناقب حسان بن ثابتؓ رقم (۶۰۶۴)

(۲) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الشعراء، ۹: ۲۸۳۱ رقم ((۱۶۰۵۰)

(۳) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الشعراء، ۹: ۲۸۳۱ رقم ((۱۶۰۶۰)

(۴) تفسیر الطبری، سورۃ الشعراء، ۹: ۴۸۹ رقم (۲۶۸۴۰)

تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الشعراء، ۹: ۲۸۳۱ رقم (۱۶۰۷۶)

(۵) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الشعراء، ۹: ۲۸۳۱ رقم ((۱۶۰۷۰)

(۶) تفسیر الطبری، سورۃ الشعراء، ۹: ۴۸۹ رقم (۲۶۸۳۳)

تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الشعراء، ۹: ۲۸۳۱ رقم ((۱۶۰۵۲)

امام بخاریؒ نے الادب میں اور ابوداؤدؒ نے ناسخ میں حضرت ابن عباسؓ سے یہ روایت نقل کی ہے ﴿والشعراء یتبعھم الغاون﴾ کو منسوخ کر دیا گیا اور اس سے استثناء کی گئی اور فرمایا ﴿الاالذین امنوا وعملوا الصلحت﴾ (۱)۔

امام ابن مردویہؒ اور ابن عساکرؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے الاالذین امنوا کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اس سے مراد حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت علیؓ اور حضرت عبداللہ بن رواحہؓ ہیں (۲)۔

امام احمدؒ، امام بخاریؒ نے تاریخ میں ابویعلیٰؒ اور ابن مردویہؒ نے حضرت کعب بن مالکؓ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے عرض کی: اللہ تعالیٰ نے سورۃ الشعراء میں جو نازل کیا، آپ کی اس کے بارے میں کیا رائے ہے؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مومن تلوار اور زبان سے جہاد کرتا ہے، قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے! گویا وہ ایسے چہروں کے ساتھ جہاد کرتے ہیں جو تیر کی طرح پکے ہوتے ہیں (۳)۔

امام ابن ابی شیبہؒ اور امام احمدؒ نے حضرت ابوسعیدؓ سے روایت نقل کی ہے: اسی اثناء میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چل رہے تھے کہ ایک شاعر شعر پڑھتے ہوئے آپ کے سامنے آ گیا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کسی کا پیٹ پیپ سے بھرے تو یہ بہتر ہے اس سے کہ وہ شعر سے بھرے (۴)۔

امام دیلمیؒ نے حضرت ابن مسعودؓ سے مرفوع روایت نقل کی ہے: وہ شعراء جو اسلام کی حالت میں فوت ہو جائے تو اللہ تعالیٰ انہیں حکم دیتا ہے کہ وہ شعر کہیں جسے جنت میں ان کی بیویاں جو حوریں ہوں گی گائیں گی۔ اور جو شعراء حالت شرک میں مر گئے وہ جہنم میں ہلاکت کو پکاریں گے (۵)۔

امام ابن مردویہ نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت نقل کی ہے: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: شعر حکمت ہے (۶)۔ کہا رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حضرت قریظہ بن کعبؓ، حضرت عبداللہ بن رواحہؓ اور حضرت حسان بن ثابتؓ حاضر ہوئے، عرض کی: ہم شعر کہتے ہیں جب کہ یہ آیت نازل ہوئی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم اس آیت کو پڑھو

---

(۱) الادب المفرد، کتاب: الشعر، باب: من ذکر الغالب علیہ الشعر، رقم (۸۷۱)

(۲) فتح القدیر، سورۃ الشعراء، ۵: ۳۳۸

(۳) مسند احمد، کتاب: مسند المکیین، باب: حدیث کعب بن مالک الانصاری، رقم (۱۵۳۶۹)
مسند احمد، کتاب: مسند القبائل، باب: حدیث کعب بن مالک الانصاری، رقم (۲۷۲۱۸)

(۴) مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب: الادب، باب: من کرہ الشعر ان یعنیہ فی جوفہ رقم (۲۶۰۹۳)

(۵) دیلمی، الفردوس بماثور الخطاب، دار الکتاب العلمیۃ، طبع (۱۴۰۶ھ)، ۲: ۳۶۲

(۶) سنن الترمذی، کتاب، ماجاء فی ان من الشعر لحکمۃ، رقم الحدیث (۲۸۴۴) [عن عبداللہؓ]

﴿والشعرآء۔۔۔الاالذین امنواوعملو االصلحت﴾ یہ تم ہی ہو وذکروااللہ کثیرا میں تمہارا ہی ہے وانتصرو امن بعد ما ظلموا میں بھی تمہارا ہی ہے۔

امام فریابیؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت عکرمہؒ سے روایت نقل کی ہے کہ شاعر باہم شعروں میں مقابلہ کرتے تاکہ اس کی پیروکار بنیں اور اس کے پیروکار بنیں (۱)۔

امام فریابیؒ، ابن منذرؒ ابن ابی شیبہؒ اور ابن جریرؒ نے حضرت عکرمہؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ الغاءون سے مراد جنوں میں سے نافرمان لوگ ہیں (۲)۔

امام عبدالرزاقؒ، عبد بن حمیدؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت قتادہ سے الغاءون کا معنی شیاطین نقل کیا ہے اور ﴿فی کل وادیھیمون﴾ کا معنی یہ ہے کہ وہ ایک قوم کی ناحق تعریف کرتے ہیں اور ایک قوم کی ناحق مذمت کرتے ہیں (۳)۔

امام فریابیؒ، ابن جریرؒ، عبد بن حمیدؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت مجاہدؒ سے یہ قول نقل کیا ہے الغاون سے مراد شیاطین ہیں (۴) اور ﴿فی کل وادیھیمون﴾ کا معنی ہے وہ ہر فن میں گفتگو کرتے ہیں۔ مگر جو لوگ ایمان لائے اعمال صالحہ کیے یعنی عبداللہ بن رواحہ اور آپ کے ساتھی (۵)۔

امام عبد بن حمیدؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت قتادہؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ﴿الاالذین امنو وعملوا الصلحت﴾ یہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے الشعراء اور دوسروں سے استثناء ہے۔ بعض قراءتوں میں من بعد ما ظلموا کی جگہ ﴿بمثل ما ظلموا﴾ ہے کہا یہ آیت انصار کی ایک جماعت کے بارے میں نازل ہوئی جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کی جانب سے کفار کی ہجو کا جواب دیا۔ ان میں سے حضرت کعب بن مالکؓ، حضرت عبداللہ بن رواحہؓ اور حضرت حسان بن ثابتؓ تھے۔ الذین ظلموا سے مراد شعراء اور دوسرے لوگ ہیں (۶)۔

---

(۱) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الشعراء، ۹:۲۸۳۲ رقم (۱۶۰۵۳)
(۲) تفسیر الطبری، سورۃ الشعراء، ۹:۴۸۹ رقم (۲۶۸۳۷)
(۳) تفسیر الطبری، سورۃ الشعراء، ۹:۴۸۹ رقم (۲۶۸۳۶)
(۴) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الشعراء، ۹:۲۸۳۲ رقم (۱۶۰۵۶)
(۵) تفسیر الطبری، سورۃ الشعراء، ۹:۴۸۹ رقم (۲۶۸۳۴)
تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الشعراء، ۹:۲۸۳۲ رقم (۱۶۰۵۷)
(۶) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الشعراء، ۹:۲۸۳۲ رقم (۱۶۰۷۲-۱۶۰۷۱)

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت سدیؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ آیت الا الذین امنو حضرت عبداللہ بن رواحہ اور انصار کے شعراء کے بارے میں نازل ہوئی (۱)۔

امام ابن سعدؒ اور ابن ابی شیبہؒ نے حضرت براء بن عازبؓ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت حسان بن ثابتؓ سے فرمایا: مشرکوں کی ہجو کرو کیونکہ جبرائیل امین آپ کے ساتھ ہیں (۲)۔

امام ابن سعدؒ نے حضرت براء بن عازبؓ سے روایت نقل کی ہے کہ عرض کی گئی: یارسول اللہ ﷺ ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب آپ کی ہجو کرتا ہے۔ تو حضرت عبداللہ بن رواحہؓ کھڑے ہو گئے، عرض کی: یارسول اللہ ﷺ مجھے اس کی ہجو کرنے کی اجازت دیجئے۔ فرمایا: تو یہی کہتا ہے ثبت اللہ حضرت عبداللہؓ نے عرض کی! یارسول اللہ ﷺ جی ہاں میں نے کہا۔

ثبت اللّٰه ما اعطاك من حسن　　تشبيت موسى و نصرا مثل ما نصرا

"اللہ تعالیٰ نے آپ کو جو اچھائیاں عطا فرمائی ہیں انہیں اسی طرح قائم رکھے جسطرح حضرت موسیٰؑ کو قائم رکھا اور اللہ تعالیٰ تمہاری مدد کرے جیسے اس حضرت موسیٰؑ کی مدد کی"۔

فرمایا: تو بھی وہ ہے جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ یہ معاملہ کرے گا۔ پھر حضرت کعبؓ اُٹھے، عرض کی: مجھے بھی اس کی اجازت دیجئے رسول اللہ ﷺ نے تو فرمایا: تو ہی وہ ہے جس نے کہا "ھمت" حضرت کعبؓ نے عرض کی! جی ہاں یارسول اللہ ﷺ میں نے کہا:

همت سخينة ان تغالب ربها　　فليغلبن مغالب الغلاب (۳)

" گرم روٹی نے ارادہ کیا کہ وہ مالکہ پر غالب آجائے، پس چاہیے کہ مغلوب غلبہ پانے والوں پر غالب آئیں"۔

فرمایا: خبردار! اللہ تعالیٰ تیرے اس عمل کو نہیں بھولے گا۔ پھر حضرت حسان بن ثابتؓ کھڑے ہوئے، عرض کی: یارسول اللہ ﷺ مجھے اجازت دیجئے اور اپنی سیاہ زبان باہر نکالی اور عرض کی: یارسول اللہ ﷺ مجھے اس چیز کی اجازت دیجئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ابوبکرؓ کے پاس جاؤ، وہ تمہیں قوم کے واقعات بتائے گا، ان کی ہجو کرو، جبرائیل امین تمہارے ساتھ ہیں (۴)۔

---

(۱) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الشعراء، ۹: ۲۸۳۲ رقم (۱۶۰۷۰)

(۲) مصنف ابن ابی شیبۃ: کتاب: الادب، باب: الرخصۃ فی الشعر، رقم (۲۶۰۲۲)

(۳) ابوالفرج الاصبھانی، الاغانی، دارالفکر، بیروت (بدون تاریخ)، ۱۶: ۲۴۶

(۴) مستدرک، کتاب المعرفۃ الصحابہ، باب، مناقب حسان بن ثابتؓ رقم (۶۰۶۵)
امام حاکمؒ نے اس حدیث کو صحیح الاسناد قرار دیا ہے [المستدرک، رقم (۶۰۶۵)]
الطبقات الکبریٰ، ۳: ۵۲۸، ۔۔الاصابۃ فی تمیز الصحابہ، ۴: ۸۵۔۔تاریخ دمشق، ۲۸: ۱۲۴

امام ابن سعدؒ نے حضرت ابن بریدہؒ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت جبرائیل امین نے حضرت حسان بن ثابتؓ کی ان ستر اشعار میں مدد کی جو انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی تعریف میں کہے(۱)۔

امام ابن سعدؒ اور امام احمدؒ نے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمرؓ حضرت حسانؓ کے پاس سے گزرے جبکہ حضرت حسانؓ اشعار پڑھ رہے تھے۔ حضرت عمرؓ نے حضرت حسان بن ثابتؓ کو دیکھا اور حضرت حسان بن ثابتؓ نے بھی آپ کو دیکھ لیا۔ حضرت حسانؓ نے عرض کی: میں اس مسجد میں شعر پڑھا کرتا تھا جب کہ اس مسجد میں وہ ہستی تھی جو آپ سے بہتر تھی۔ تو حضرت عمرؓ خاموش ہو گئے۔ پھر حضرت حسان بن ثابتؓ حضرت ابو ہریرہؓ کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا میں تمہیں اللہ تعالیٰ کا واسطہ دیتا ہوں کیا تم نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: میری طرف سے انہیں جواب دو، اے اللہ! روح القدس سے اس کی تائید فرما؟ حضرت ابو ہریرہؓ نے کہا ہاں (۲)۔

امام سعدؒ نے ابن سیرینؒ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک رات فرمایا: جب کہ صحابہ سفر کی حالت میں تھے حضرت حسان بن ثابتؓ کہاں ہیں؟ حضرت حسان بن ثابتؓ نے عرض کی! لبیک وسعدیک میں حاضر ہوں۔ فرمایا: حدی خوانی کرو۔ تو حضرت حسان بن ثابتؓ شعر پڑھنے لگے یہاں تک کہ حضرت حسان بن ثابتؓ اشعار سے فارغ ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ ان مشرکوں کے لیے تیروں سے زیادہ سخت ہیں (۳)۔

امام ابن عساکر نے حضرت حسن بن علیؓ (۴) سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عبداللہ بن رواحہؓ سے فرمایا: شعر کیا ہے؟ حضرت عبداللہؓ نے عرض کی: ایسی چیز ہے جو سینے میں کھٹکتی ہے تو وہ اسے شعر کی صورت میں زبان میں لے آتا ہے (۵)۔

امام ابن سعدؒ نے حضرت مدرک بن عمارہؒ (۶) سے روایت نقل کی ہے کہ عبداللہ بن رواحہؓ نے کہا مجھے

---

(۱) روح المعانی، ۱۹:۱۴۷

(۲) مسند احمد، مسند الانصار، باب: حدیث بن حسانؓ، رقم (۲۱۴۲۹)

(۳) روح المعانی، ۱۹:۱۴۷

(۴) حسن بن علی بن ابی طالب القرشی الھاشمی، ابو محمد المدنی، سبط رسول ﷺ، آپ ۳ھ کو مدینہ میں پیدا ہوئے، حضرت فاطمہؓ کے بیٹے اور نبی کریم ﷺ کے نواسے تھے۔ ۴۹ھ کو مدینہ میں وفات پا گئے تھے۔ [الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ، ۲:۲۴۳ رقم (۸۲۹۶)]

(۵) تاریخ دمشق، ۲۸:۹۳

(۶) مدرک بن عمارہ بن عقبۃ بن ابی معیط الاموی، آپ اپنے والد سے روایت نقل کرتے ہوئے آپ کے لئے صحبت ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ امام ابن عبدالبر فرماتے ہیں آپ کے اُس روایت میں اضطراب ہے۔ امام ابن قانع نے صحابہ میں شمار کیا ہے۔ [الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ، ۶:۳۵۲ رقم (۸۵۵۳)]

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تو شعر کہنا چاہتا ہے تو تو کیسے شعر کہتا ہے؟ گویا آپ اس پر تعجب کا اظہار کر رہے تھے۔ میں نے عرض کی: میں اس میں غور وفکر کرتا ہوں پھر کہتا ہوں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تو تم پر لازم ہے کہ مشرکوں کے بارے میں کہا کرو(۱)۔

امام ابن سعدؒ نے حضرت جابر بن عبداللہؓ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کون مسلمانوں کی عزتوں کی حفاظت کرے گا؟ حضرت عبداللہ بن رواحہؓ نے جواب دیا میں۔ کعب بن مالکؓ نے عرض کی میں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کون اچھا شعر کہتا ہے حضرت حسان بن ثابتؓ نے عرض کی میں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ان کی ہجو کرو کیونکہ روح القدس تمہاری مدد کریں گے(۲)۔

امام ابن سعدؒ نے حضرت محمد بن سیرینؒ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب قوم اپنے اسلحہ سے اپنا دفاع کرے تو ان کی زبانیں اس کی زیادہ مستحق ہیں۔ ایک آدمی اٹھا، اس نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ میں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تیرے لیے ناممکن ہیں۔ وہ بیٹھ گیا۔ ایک اور اُٹھا۔ اس نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ میں۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا بیٹھ جاؤ۔ حضرت حسان بن ثابت اٹھے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ اس کے مقابلے میں مجھے کوئی بات صنعاء اور بصری کے درمیان خوش نہ کرے گی، بیشک میں نے کسی قوم کی ہجو نہیں کی وہ ہجو ان کے لیے سب سے شدید ہوگی جسے وہ جانتے ہیں۔ مجھے کسی ایسے آدمی کے بارے میں حکم دیجیے جو ان کے واقعات اور خاندان والوں کے بارے میں آگاہ ہو تا کہ میں ان کے متعلق اپنی زبان استعمال کروں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے مجھے حضرت ابوبکر صدیقؓ کے بارے میں حکم دیا(۳)۔

امام ابن سعدؒ نے امام ابن سیرینؒ سے روایت نقل کی ہے کہ کفار قریش میں سے تین آدمیوں ابوسفیان بن حرث، عمرو بن عاص اور ابن زبعری(۴) نے رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہؓ کی ہجو کی ایک آدمی نے حضرت علیؓ شیر خدا سے کہا ان لوگوں کی ہجو کرو جنہوں نے ہماری ہجو کی ہے۔ حضرت علیؓ نے کہا اگر رسول اللہ ﷺ نے مجھے

---

(۱) الطبقات الکبریٰ، ۳: ۵۲۸

(۲) شرح معانی الآثار، کتاب، کراھیۃ، باب، روایۃ الشعر ھل ھی مکروھۃ ام لا، رقم (۶۴۹۴)

(۳) تاریخ دمشق، ۱۲: ۴۰۵

(۴) عبداللہ بن الزِبعری بن قیس السھمی القرشی، ابوسعید، آپ زمانہ جاہلیت میں قریش کے مانے ہوئے شاعر تھے۔ آپ ابتداء میں مسلمانوں کے سخت دشمن تھے۔ جب مکہ فتح ہوا تو آپ نجران بھاگ گئے۔ حسان بن ثابتؓ نے آپ کے بارے چند ابیات پڑھے اس کو سن کر واپس آئے اور اسلام قبول کیا نبی کریم ﷺ کی مدح کی تو نبی کریم ﷺ نے ایک چادر عطا کرنے کا حکم صادر فرمایا۔ [الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ، ج ۴، ۸۷ رقم (۴۶۸۲)]

اجازت دی تو میں ایسا کروں گا۔اس آدمی نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ حضرت علیؓ کو اجازت دیجئے تا کہ یہ ہماری طرف سے ان لوگوں کی ہجو کریں جنہوں نے ہماری ہجو کی ہے۔تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ مناسب نہیں۔ پھر انصار سے فرمایا: وہ قوم جس نے رسول اللہ ﷺ کی اپنے اسلحہ اور جانوں سے مدد کی اسے کونسی چیز مانع ہے کہ وہ اپنی زبانوں سے اس کی مدد کریں؟ حضرت حسان بن ثابتؓ نے عرض کی! میں اس کے لیے حاضر ہوں آپ نے اپنی زبان کا کنارہ پکڑا اور عرض کی ان کے بارے میں گفتگو سے بڑھ کر مجھے کوئی بات بصری اور صنعاء کے درمیان خوش نہ کرے گی۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تو ان کی کیسے ہجو کرے گا جب کہ میں ان کے خاندان میں سے ہوں۔حضرت حسان بن ثابتؓ نے عرض کی: میں آپ کو اس طرح نکال لوں گا جس طرح بال آٹے سے نکالا لیا جاتا ہے۔تین انصاری صحابہ قریش کی ہجو کرتے اور انہیں جواب دیتے: حضرت حسان بن ثابتؓ، حضرت کعب بن مالکؓ، حضرت عبداللہ بن رواحہؓ۔

حضرت حسان بن ثابتؓ اور حضرت کعب بن مالکؓ ان کا مقابلہ انہیں کے اشعار جیسے اشعار سے کرتے یعنی واقعات، جنگوں اور آچار کرتے اور اعلیٰ اوصاف کے ساتھ انہیں عار دلاتے جب کہ ابن رواحہؓ انہیں کافر ہونے پر عار دلاتے اور انہیں کفر و شرک کی طرف منسوب کرتے اور یہ جانتے کہ ان میں کفر سے بڑھ کر کوئی برائی نہیں ہے۔جب تک وہ مسلمان نہیں ہوئے تھے تو ان کے لیے حسان بن ثابتؓ اور حضرت کعب بن مالکؓ کا قول زیادہ سخت تھا اور حضرت عبداللہ بن رواحہؓ کا قول بہت ہلکا محسوس ہوتا تھا۔جب وہ قریش مسلمان ہو گئے اور اسلام کی سمجھ آ گئی تو حضرت عبداللہ بن رواحہ کے اشعار زیادہ تکلیف دہ محسوس ہوتے (۱)۔

امام ابن ابی شیبہؒ نے حضرت بریدہؓ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بیشک بعض شعر حکمت ہیں (۲)۔

ابن ابی شیبہؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: بیشک بعض شعر حکمت ہیں (۳)۔

امام ابن ابی شیبہؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں: بیشک بعض شعر حکمت ہیں اور بعض بیان جادو ہیں (۴)۔

---

(۱) تاریخ دمشق، ۱۲:۴۰۶

(۲) مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب: الادب، باب: الرخصۃ فی الشعر، رقم (۲۶۰۰۸)

(۳) مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب: الادب، باب: الرخصۃ فی الشعر، رقم (۲۶۰۰۷)

(۴) مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب: الادب، باب: الرخصۃ فی الشعر، رقم (۲۶۰۱۱)

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت فضالہ بن عبیدؓ(۱) سے ﴿و سیعلم الذین ظلموا ای منقلب یتقلبون﴾ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ یہی وہ لوگ ہیں جو اپنے گھروں کو برباد کرتے ہیں (۲)۔

امام احمدؒ نے ابوامامہ بن سہلؒ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کے صحابہ میں سے ایک آدمی سے سنا حبشیوں کو چھوڑے رکھو جب تک وہ تمہیں چھوڑے رکھیں، بیشک کعبہ کا خزانہ نہیں نکالے گا مگر حبشہ کا چھوٹی پنڈلیوں والا (۳)۔

امام ابن ابی شیبہؒ اور حاکمؒ نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت نقل کی ہے جب کہ حاکمؒ نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: رکن (یمانی) اور مقام (ابراہیم) کے درمیان ایک آدمی بیعت لے گا، اس بیعت کو کوئی حلال نہیں کرے گا مگر یہاں کے رہنے والے ہی اسے حلال کریں گے۔ جب یہ لوگ اس بیعت (اللہ) کو حلال جانیں گے تو عربوں کی ہلاکت کا نہ پوچھ۔ پھر حبشی آئیں گے، اسے برباد کردیں گے۔ پھر اس کے بعد یہ کبھی آباد نہ ہوگا۔ وہی لوگ اس کے خزانے کو نکالیں گے (۴)۔

امام حاکمؒ نے حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے روایت نقل کی ہے جب کہ حاکمؒ نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: حبشیوں کو چھوڑے رکھو جب تک وہ تمہیں چھوڑے رکھیں کیونکہ کعبہ کا خزانہ کوئی نہیں نکالے گا مگر حبشیوں میں سے دو چھوٹی پنڈلیوں والا (۵)۔

امام حاکمؒ نے حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ کعبہ کے آخری واقعات میں سے یہ ہے کہ حبشی بیت اللہ پر حملہ کریں گے۔ مسلمان ان کی طرف لڑیں گے۔ اللہ تعالیٰ ان پر مشرق کی جانب سے ایک ہوا بھیجے گا تو وہ ہوا اللہ کے لیے کسی بندے کو نہیں چھوڑے گی جس میں ذرہ

---

(۱) تراجم کی کتابوں میں فضالہ بن عبیدؓ کی پہچان نہ ہوسکی۔

(۲) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الشعراء، ۹: ۲۸۳۷ رقم (۱۶۰۸۵)

(۳) مسند احمد، کتاب: باقی مسند الانصار، باب: احادیث رجال من اصحاب النبی ﷺ، رقم (۲۲۶۴۴)۔

(۴) مستدرک، کتاب: الفتن والملاحم، رقم (۸۳۹۵)۔۔امام حاکمؒ نے مذکورہ حدیث پر حکم لگاتے ہوئے لکھا ہے: هذا حديث صحيح علىٰ شرط الشيخين ولم يخرجاه [المستدرک كتاب: الفتن والملاحم، رقم (۸۳۹۵)]

(۵) مستدرک، کتاب: الفتن والملاحم، رقم (۸۳۹۶)۔۔امام حاکمؒ نے مذکورہ حدیث پر حکم لگاتے ہوئے لکھا ہے: هذا حديث صحيح علىٰ شرط الشيخين ولم يخرجاه [المستدرک كتاب: الفتن والملاحم، رقم (۸۳۹۶)]

زرہ برابر تقویٰ ہو مگر اس کی روح قبض کر لے گی یہاں تک وہ اچھے لوگ ختم ہو جائیں گے تو باقی کمینے لوگ رہ جائیں گے(۱)۔

امام ابن ابی شیبہؒ، امام بخاریؒ، امام مسلمؒ اور امام نسائیؒ حضرت ابو ہریرہؓ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ کعبہ حبشیوں میں سے دو چھوٹی پنڈلیوں والا گرائے گا(۲)۔

امام ابن ابی شیبہؒ نے حضرت علی بن ابی طالبؓ سے روایت نقل کی ہے: انہوں نے فرمایا: گویا میں ایک اسکود یکھ رہا ہوں گنجے سر والا، ٹیڑھے پاؤں والا وہ اس پر کھڑا ہے، اپنی کدال کے ساتھ اسے گرا رہا ہے(۳)۔

امام ابن ابی شیبہؒ نے حضرت عمرو بن العاصؓ سے روایت نقل کی ہے: انہوں نے فرمایا: گویا میں ایک اسکود یکھ رہا ہوں گنجے سر والا، ٹیڑھے پاؤں والا وہ اس پر کھڑا ہے، اپنی کدال کے ساتھ اسے گرا رہا ہے(۴)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت نقل کی ہے کہ میرے والد نے اپنی وصیت میں دو سطریں لکھیں بسم اللہ الرحمن الرحیم یہ حضرت ابو بکر بن ابی قحافہؓ کی روایت ہے جب وہ اس دنیا سے جا رہا ہے، یہ وہ وقت ہے جب کافر ایمان لے آتا ہے، فاجر متقی بن جاتا ہے اور جھوٹا سچ بولتا ہے۔ میں نے تمہارے اوپر عمر بن خطابؓ کو خلیفہ بنایا۔ اگر وہ عدل کرے تو یہ میرا اس کے بارے میں گمان اور امید ہے، اگر وہ ظلم کرے اور معاملات کو بدل دے تو میں غیب نہیں جانتا ﴿و سیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون﴾(۵)۔

امام ابن ابی شیبہؒ نے حضرت عبداللہ بن رباحؒ(۶) سے روایت نقل کی ہے: حضرت صفوان بن محرزؒ جب یہ

---

(۱) مستدرک، کتاب: الفتن والملاحم، رقم (۸۴۱۰)
امام حاکمؒ نے حدیث کی سند پر حکم لگاتے ہوئے لکھا ہے: صحیح الاسناد علی شرطهما موقوف [المستدرک: رقم ۸۴۱۰]

(۲) صحیح بخاری، کتاب: الحج، باب: قول اللہ تعالیٰ، جعل اللہ الکعبۃ البیت الحرام قیاما، رقم (۱۵۱۴)
صحیح مسلم، کتاب: الفتن واشراط الساعۃ، باب: لاتقوم الساعۃ حتیٰ یمر الرجل بقبر، رقم (۲۹۰۹)
سنن النسائی الکبریٰ، کتاب: مناسک الحج، باب: بناء الکعبۃ، رقم (۲۹۰۴)
شیخ الالبانیؒ نے اس حدیث کو [صحیح] قرار دیا ہے۔ الجامع الصغیر وزیادتہ، ج۱، ص۱۴۰۳، رقم (۱۴۰۲۴)۔

(۳) مصنف ابن ابی شیبہ: کتاب: الحج، باب: فیمن یھدم البیت من ھو، رقم (۱۴۰۹۹)

(۴) مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب: الفتن، باب: من کرہ الخروج فی الفتنۃ، رقم (۳۷۲۲۸)

(۵) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الشعراء، ۹: ۲۸۳۶ رقم (۱۶۰۸۴)

(۶) عبداللہ بن رباح الانصاری، ابو خالد المدنی، آپ نے مکہ میں سکونت اختیار کی تھی اور فن حدیث کے ماہر اور نہایت ہی ثقہ راوی تھے۔ امام نسائیؒ نے آپ کو ثقہ قرار دیا ہے، امام ابن سعدؒ اور امام عجلیؒ آپ کے ثقاہت کے قائل تھے۔ [تھذیب التھذیب، ۵: ۱۸۱]

آیت ﴿ وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون ﴾ پڑھتے تو رو پڑتے (۱)۔

(۱) مصنف بن ابی شیبۃ، کتاب: الزھد، باب: کلام صفوان بن محرز، رقم (۳۵۱۵۳)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆

☆☆☆☆

سورۃ النمل

باب پنجم

سورۃ النمل کا اردو ترجمہ اور علمی تحقیق

فصل اول: نزول سورۃ النمل کے روایات کی تحقیق

فصل دوم: سورۃ النمل کے روایات کی تحقیق

سورۃ النمل کا اردو ترجمہ اور علمی تحقیق

فصل اول: نزولِ سورۃ النمل کے روایات کی تحقیق

امام ابن ضریسؒ، نحاسؒ، ابن مردویہؒ اور بیہقیؒ نے دلائل میں حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ سورۃ النمل مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی (۱)۔

امام ابن مردویہؒ نے حضرت ابن زبیرؓ سے اس کی مثل روایت نقل کی ہے (۲)۔

فصل دوم: سورۃ النمل کے روایات کی تحقیق

بسم اللہ الرحمن الرحیم

طٰسٓ قف تِلْكَ اٰيٰتُ الْقُرْاٰنِ وَكِتَابٍ مُّبِيْنٍ ﴿۱﴾ هُدًى وَّبُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۲﴾ الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ﴿۳﴾ إِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ زَيَّنَّا لَهُمْ أَعْمَالَهُمْ فَهُمْ يَعْمَهُوْنَ ﴿٤﴾ أُولٰئِكَ الَّذِيْنَ لَهُمْ سُوْٓءُ الْعَذَابِ وَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ هُمُ الْأَخْسَرُوْنَ ﴿٥﴾ وَإِنَّكَ لَتُلَقَّى الْقُرْاٰنَ مِنْ لَّدُنْ حَكِيْمٍ عَلِيْمٍ ﴿٦﴾

"طٰسٓ۔ یہ قرآن اور کتاب روشن کی آیتیں ہیں [۱] مومنوں کے لئے ہدایت اور بشارت ہے [۲] وہ جو نماز پڑھتے اور زکوٰۃ دیتے اور آخرت کا یقین رکھتے ہیں [۳] جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ہم نے اُن کے اعمال اُن کے لئے آراستہ کر دیئے ہیں تو وہ سرگرداں ہو رہے ہیں [۴] یہی لوگ ہیں جن کے لئے بڑا عذاب ہے اور وہ آخرت میں بھی بہت نقصان اُٹھانے والے ہیں [۵] اور تم کو قرآن (خدائے) حکیم وعلیم کی طرف سے عطا کیا جاتا ہے" [۶]

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان طٰسٓ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہا یہ اللہ تعالیٰ کا اسم اعظم ہے (۳)۔

عبد الرزاقؒ، عبد بن حمیدؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے قتادہؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس سے مراد اللہ تعالیٰ کا اسم اعظم ہے (۴)۔

---

(۱) دلائل النبوۃ، ۷: ۱۴۳
الناسخ والمنسوخ، ۱: ۶۱۱

(۲) دلائل النبوۃ، ۷: ۱۴۳ [عن ابن عباسؓ] ۔۔ الناسخ والمنسوخ، ۱: ۶۱۱ [عن ابن عباسؓ]

(۳) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النمل، ۹: ۲۸۳۸ رقم (۱۶۰۸۷)
تفسیر عبد الرزاق، ۲: ۴۷۲ رقم (۲۱۴۴)

(۴) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النمل، ۹: ۲۸۳۸ رقم (۱۶۰۸۹)

امام عبدالرزاقؒ، عبد بن حمیدؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت قتادہؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ قرآن کے ناموں میں سے ایک نام ہے اور اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿ان الذین لا یومنون بالاخرۃ﴾ کی یہی مراد ہے، نہ وہ آخرت کا اقرار کرتے ہیں اور نہ ہی اس پر ایمان لاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿فھم یعمھون﴾ کا معنیٰ ہے وہ نماز کے معاملہ میں گمراہی میں بھٹک رہے ہیں اور بیشک آپ قرآن حکیم، حکیم وعلیم سے اخذ کرتے ہیں (۱)۔

إِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِأَهْلِهِ إِنِّي آنَسْتُ نَارًا ۖ سَآتِيكُم مِّنْهَا بِخَبَرٍ أَوْ آتِيكُم بِشِهَابٍ قَبَسٍ لَّعَلَّكُمْ تَصْطَلُونَ ﴿٧﴾

"جب موسیٰ نے اپنے گھر والوں سے کہا کہ میں نے آگ دیکھی ہے میں وہاں سے (راستے کا) پتہ لاتا ہوں یا سُلگتا ہوا انگارا تمہارے پاس لاتا ہُوں تا کہ تم تاپو" [۷]

امام طستیؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت نافع بن ازرقؓ نے آپ سے عرض کی: مجھے اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿بشھاب قبس﴾ کے بارے میں بتایئے۔ فرمایا آگ کا شعلہ جس سے وہ آگ لیتے ہیں۔ عرض کی: کیا عرب اسے پہنچاتے ہیں۔ فرمایا: ہاں کیا تو نے طرفہ (۲) کا قول نہیں سنا:

ھم عرانی فبت ادفعه　　دون سھادی کشعلة القبس (۳)

"اس نے میری بے پردگی کا ارادہ کیا میں نے آگ کے شعلہ کی طرف اپنی بے خوابی سے اسے دور کرتے ہوئے رات گزار دی"۔

فَلَمَّا جَاءَهَا نُودِيَ أَن بُورِكَ مَن فِي النَّارِ وَمَنْ حَوْلَهَا وَسُبْحَانَ اللَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿٨﴾ يَا مُوسَىٰ إِنَّهُ أَنَا اللَّهُ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿٩﴾

"جب موسیٰ اس کے پاس آئے تو ندا آئی کہ وہ جو آگ میں (تجلّی دیکھا تا) ہے بابرکت ہے اور وہ جو آگ کے اردگرد ہے اور خدا جو تمام عالم کا پروردگار ہے پاک ہے [۸] اے موسیٰ میں ہی خدائے غالب و دانا ہُوں" [۹]

---

(۱) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النمل، ۹: ۲۸۳۸ رقم (۱۶۰۹۰)

(۲) طرفہ بن العبد بن سفیان بن سعد، البکری، الوائلی، ابوعمر، زمانہ جاہلیت کا مانا ہوا شاعر تھا جو بحرین کے صحراء میں پیدا ہوا تھا۔ جب جوان ہوئے تو نجد ہجرت کر کے وہیں مقیم ہوئے تھے۔ آپ کو [المکعبر] کی ہجو کرنے پر [ہجر] میں قتل کر دئے گئے تھے۔ [الاعلام، ۳: ۲۲۵]

(۳) مسائل نافع بن الازرق، ص، ۱۰۱۔۔ دیوان طرفہ بن العبد، ص ۱۶۵

امام ابن جریرؒ، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہؒ کے ہاں حضرت ابن عباسؓ سے قول مروی ہے کہ ﴿ان بورك من فی النار﴾ سے مراد اللہ تعالیٰ کی ذات ہے، رب العالمین کا نور درخت میں تھا اور ﴿من حولها﴾ سے مراد فرشتے ہیں (۱)۔

امام ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت سعید بن جبیرؒ اور ابن مردویہؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے یہ روایت نقل کی ہے: آگ کو بابرکت بنادیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ ندا کی جب کہ وہ نور میں تھا (۲)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے آیت کی تفسیر میں حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ آگ نور تھی۔ اور حولها میں ضمیر سے مراد آگ ہے (۳)۔

امام فریابیؒ، عبد بن حمیدؒ اور ابن منذرؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ آپ نے فرمایا: آگ کو بابرکت بنادیا گیا (۴)۔

امام فریابیؒ، عبد بن حمیدؒ، ابن جریرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت مجاہدؒ سے اس کی مثل قول نقل کیا ہے (۵)۔

امام عبد بن حمیدؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے قتادہؒ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ ابی بن کعبؓ کے مصحف میں بورکت النار ہے۔ نار کے بارے میں گمان کرتے تھے کہ وہ آگ رب العالمین کا نور ہے اور من حولها سے مراد فرشتے ہیں (۶)۔

امام عبد بن حمیدؒ نے حضرت عکرمہؒ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ اسے بورکت النار پڑھتے (۷)۔

---

(۱) تفسیر الطبری، سورۃ النمل، ۹:۴۹۷ رقم (۲۶۸۷۵)
تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النمل، ۹:۲۸۴۴ رقم (۱۶۱۲۸)

(۲) تفسیر الطبری، سورۃ النمل، ۹:۲۸۴۴ رقم (۲۶۸۷۱)
تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النمل، ۹:۲۸۴۶ رقم (۱۶۱۳۱)

(۳) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النمل، ۹:۲۸۴۶ رقم (۱۶۱۲۷)

(۴) تفسیر الطبری، سورۃ النمل، ۹:۲۸۴۴ رقم (۲۶۸۷۱)

(۵) تفسیر الطبری، سورۃ النمل، ۹:۴۹۷ رقم (۲۶۸۷۲)
تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النمل، ۹:۲۸۴۵ رقم (۱۶۱۲۵)

(۶) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النمل، ۹:۲۸۴۶ رقم (۱۶۱۳۲)

(۷) تفسیر قرطبی، سورۃ النمل، ۱۳:۱۵۸ [عن مجاہد]

امام ابن منذرؒ نے آیت کی تفسیر میں حضرت محمد بن کعبؒ سے روایت نقل کی ہے کہ نار سے مراد رحمٰن کا نور ہے اور ﴿من حولها﴾ سے مراد حضرت موسیٰؑ اور فرشتے ہیں (۱)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت سدیؒ سے ﴿بورك﴾ کا معنی پاکیزہ نقل کیا ہے (۲)۔

امام عبد بن حمیدؒ، امام مسلمؒ، ابن ماجہؒ، ابن منذرؒ، ابن ابی حاتمؒ، ابن مردویہؒ، ابوالشیخؒ نے العظمۃ میں اور بیہقیؒ نے الاسماء والصفات میں ابوعبیدہؓ کے واسطے سے حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے درمیان کھڑے ہوئے اور فرمایا: اللہ تعالیٰ نہ سوتا ہے اور نہ ہی سونا اسے زیبا ہے، وہ ترازو کو پست کرتا ہے اور اسے بلند کرتا ہے۔ دن کے عمل سے پہلے رات کا عمل اس کی بارگاہ میں پیش کیا جاتا ہے اور رات سے پہلے دن کا عمل اس کی بارگاہ میں پیش کیا جاتا ہے۔ اس کا حجاب نور ہے اگر وہ حجاب اٹھا دے تو حد نگاہ تک اس کے انوار ہر چیز کو جلا دیں۔ پھر ابوعبیدؓ نے اس آیت کی تلاوت کی (۳)۔

وَأَلْقِ عَصَاكَ فَلَمَّا رَآهَا تَهْتَزُّ كَأَنَّهَا جَآنٌّ وَلَّى مُدْبِراً وَلَمْ يُعَقِّبْ يٰمُوسٰى لَا تَخَفْ إِنِّي لَا يَخَافُ لَدَيَّ الْمُرْسَلُونَ ﴿١٠﴾ إِلَّا مَن ظَلَمَ ثُمَّ بَدَّلَ حُسْناً بَعْدَ سُوءٍ فَإِنِّي غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿١١﴾ وَأَدْخِلْ يَدَكَ فِي جَيْبِكَ تَخْرُجْ بَيْضَآءَ مِنْ غَيْرِ سُوءٍ فِي تِسْعِ آيَاتٍ إِلٰى فِرْعَوْنَ وَقَوْمِهِ إِنَّهُمْ كَانُوا قَوْماً فَاسِقِينَ ﴿١٢﴾ فَلَمَّا جَآءَتْهُمْ آيَاتُنَا مُبْصِرَةً قَالُوا هٰذَا سِحْرٌ مُّبِينٌ ﴿١٣﴾ وَجَحَدُوا بِهَا وَاسْتَيْقَنَتْهَآ أَنفُسُهُمْ ظُلْماً وَعُلُوّاً فَانظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِينَ ﴿١٤﴾

---

(۱) تفسیر قرطبی، سورۃ النمل ء، ۱۳: ۱۵۸

(۲) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النمل، ۹: ۲۸۴۷ رقم (۱۶۱۳۸)

(۳) صحیح مسلم، کتاب: الایمان، باب: فی قولہ ان اللہ لا ینام، رقم (۱۷۹)

سنن ابن ماجۃ، کتاب: المقدمۃ، باب: فیما انکرت الجھمیہ، رقم (۱۹۶)

تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النمل، ۹: ۲۸۴۶ رقم (۱۶۱۲۳)

العظمۃ، ۲: ۴۲۰ رقم (۱۱۷)

الاسماء والصفات: باب: ماجاء فی اثبات صفۃ البصر، ۱: ۴۱۶ رقم (۳۸۲)

امام طبرانیؒ نے مذکورہ حدیث کی سند کے بارے میں لکھا ہے: لم یروھذا الحدیث عن الاعمش عن عبداللہ بن مرۃ الاسفیان تفرد بہ مومل ورواہ الناس عن الاعمش عن عمرو بن مرۃ [المعجم الاوسط، ۲: ۱۴۲ رقم (۱۵۱۲)]

"اور اپنی لاٹھی ڈال دو۔ جب اُسے دیکھا تو (اسطح) ہل رہی تھی گویا سانپ ہے تو پیٹھ پھیر کر بھاگے اور پیچھے مُڑ کر نہ دیکھا۔ (حکم ہوا کہ) موسٰی ڈرو مت۔ ہمارے پاس پیغمبر ڈرا نہیں کرتے [۱۰] ہاں جس نے ظلم کیا پھر بُرائی کے بعد اسے نیکی میں بدل دیا تو میں بخشنے والا مہربان ہُوں [۱۱] اور اپنا ہاتھ اپنے گریبان میں ڈالو بے عیب سفید نکلے گا (ان دو معجزوں کے ساتھ جو) نو معجزوں میں (داخل ہیں) فرعون اور اس کی قوم کے پاس (جاؤ) کہ وہ بدکردار لوگ ہیں [۱۲] جب اُن کے پاس ہماری روشن نشانیاں پہنچیں کہنے لگے یہ صریح جادُو ہے [۱۳] اور بے انصافی اور غرور سے اُن سے انکار کیا۔ لیکن اُن کے دل اُن کو مان چکے تھے سو دیکھ لو کہ فساد کرنیوالوں کا انجام کیسا ہوا" [۱۴]

امام ابن جریرؒ اور ابن منذرؒ نے حضرت ابن جریجؒ سے ﴿فلما راها تهتز كانها جان﴾ کی یہ تفسیر نقل کی ہے: جب عصا سانپ بن کر دوڑنے لگا تو اس نے دیکھا (۱)۔

امام فریابیؒ، ابن ابی شیبہؒ، عبد بن حمیدؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت مجاہدؒ سے ولم یعقب کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ وہ واپس نہ مڑا اور ﴿ثم بدل حسنا بعد سوء﴾ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ اس نے ظلم اور گناہ کے بعد توبہ کی (۲)۔

امام عبد الرزاقؒ، عبد بن حمیدؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے قتادہؒ سے مدبر کا معنی بھاگنے والا اور ولم یعقب کا معنی وہ متوجہ نہ ہوا اور لدی کا معنی میرے پاس اور الا من ظلم کا معنی کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی ظالم کو پناہ نہیں دیتا۔ پھر اللہ تعالیٰ اس پر اپنی رحمت فرماتا ہے پھر وہ بندہ برے اعمال کے بعد اچھے اعمال کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں غفور رحیم ہوں (۳)۔

امام ابن منذرؒ نے حضرت میمونؒ سے روایت نقل کی ہے: اللہ تعالیٰ نے حضرت موسٰیؑ سے فرمایا: رسولوں کو میرے پاس کوئی خوف نہیں مگر جس پر ظلم کیا جائے۔ ظالم کو میرے پاس کوئی امان نہیں یہاں تک کہ وہ توبہ کرے (۴)۔

---

(۱) تفسیر الطبری، سورۃ النمل، ۹: ۴۹۸ رقم (۲۶۸۷۹)

(۲) تفسیر الطبری، سورۃ النمل، ۹: ۴۹۸ رقم (۲۶۸۸۰)
تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النمل، ۹: ۲۸۴۸ رقم (۱۶۱۴۵)

(۳) تفسیر الطبری، سورۃ النمل، ۹: ۴۹۸ رقم (۲۶۸۸۲)
تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النمل، ۹: ۲۸۴۸ رقم (۱۶۱۴۷)

(۴) تفسیر الطبری، سورۃ النمل، ۹: ۴۹۸

امام سعید بن منصورؒ نے حضرت زید بن اسلمؒ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے الا من ظلم پڑھا(۱)۔

ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت موسیٰؑ نے ایک جبہ پہنا تھا جو ان کی کہنیوں تک نہیں پہنچتا تھا تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو فرمایا ﴿وادخل یدك فی جیبك﴾ تو حضرت موسیٰؑ نے اس میں اپنا ہاتھ داخل کیا(۲)۔

امام ابن ابی شیبہؒ اور ابن منذرؒ نے حضرت مقسمؒ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت موسیٰؑ کو حکم دیا گیا ﴿وادخل یدك فی جیبك﴾ کیونکہ اس کی آستین نہ تھی(۳)۔

امام ابن جریرؒ اور ابن ابی حاتمؒ اور حضرت مجاہدؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت موسیٰؑ کے جسم پر ایک جبہ تھا جو آپ کے ہاتھ کے بعض حصہ تک پہنچتا تھا۔ اگر اس کی آستین ہوتی تو اللہ تعالیٰ انہیں آستین میں ہاتھ ڈالنے کا حکم دیتے(۴)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت سدیؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حکم ہوا اپنی قمیض کے گریبان میں اپنا ہاتھ داخل کر و(۵)۔

امام عبد بن حمیدؒ، وابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت سدیؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حکم ہوا اپنی قمیض کے گریبان میں اپنا ہاتھ داخل کرو۔ وہ برص کے مرض کے بغیر سفید نکلے گا۔ یہ دو معجزات حضرت موسیٰؑ کے ہاتھ کا روشن ہونا اور آپ کے عصا کا سانپ بننا نو معجزات میں سے ہیں۔ حضرت ابن عباسؓ فرمایا کرتے تھے نو معجزات یہ تھے: حضرت موسیٰؑ کا ید بیضاء، آپ کا عصا، طوفان، مکڑیاں، جوئیں، مینڈک، خون، وادیوں اور مویشیوں میں خشک سالی اور ان کے شہروں میں پھلوں کی کمی ہے، مبصرۃ کا معنی واضح ہے۔ ﴿وجحدوا بها﴾ یعنی قوم نے اسی وقت اللہ تعالیٰ کی آیات کا انکار کیا جبکہ انہیں یقین ہو چکا تھا کہ یہ حق پر ہے۔ جحود اس انکار کو کہتے ہیں جو معرفت کے بعد ہو(۶)۔

---

(۱) روایت نہیں ملی

(۲) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النمل، ۹: ۲۸۵۰ رقم (۱۶۱۵۴)

(۳) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النمل، ۹: ۲۸۵۰ رقم (۱۶۱۵۷)

(۴) تفسیر الطبری، سورۃ النمل، ۹: ۵۰۱ رقم (۲۶۸۸۷)

تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النمل، ۹: ۲۸۵۰ رقم (۱۶۱۵۷)

(۵) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النمل، ۹: ۲۸۵۰ رقم (۱۶۱۵۶)

(۶) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النمل، ۹: ۲۸۵۰ رقم (۱۶۱۶۲)

ابن منذرؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے ظلما وعلوا کا یہ معنیٰ نقل کیا ہے اپنے آپ کو بڑے سمجھتے ہوئے اور تکبر کرتے ہوئے (۱)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے سدیؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے تکبر کیا جبکہ انہیں یقین تھا۔ اس کلام میں تقدیم وتاخیر ہے (۲)۔

عبد بن حمیدؒ نے اعمشؒ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے اسے ظلما وعلوا پڑھا ہے۔ عاصم نے اسے علوا پڑھا ہے (۳)۔

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا دَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ عِلْمًا ۚ وَقَالَا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ فَضَّلَنَا عَلٰى كَثِيْرٍ مِّنْ عِبَادِهِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۵﴾

"اور ہم نے داؤد اور سلیمان کو علم بخشا۔ اور اُنہوں نے کہا کہ خدا کا شکر ہے جس نے ہمیں اپنے بہت سے مومن بندوں پر فضیلت دی" [۱۵]

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت قتادہؒ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت داؤدؑ کو تین چیزیں عطا کی گئیں: ان کے لیے پہاڑ مسخر کر دیے گئے، پہاڑ ان کے ساتھ تسبیح بیان کرتے تھے، لوہے کو ان کے لیے نرم کر دیا گیا اور آپ کو پرندوں کی زبان کی تعلیم دی گئی۔ حضرت سلیمانؑ کو پرندوں کی زبان کی تعلیم دی گئی، جن آپ کے لیے مسخر کیے گئے۔ یہ چیزیں حضرت داؤدؑ سے انہیں بطور ورثہ دی گئیں تھیں۔ حضرت سلیمانؑ کے لیے پہاڑوں کو مسخر نہیں کیا تھا اور نہ ہی ان کے لیے لوہے کو نرم کیا گیا تھا (۴)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت عمر بن عبد العزیزؒ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے لکھا اللہ تعالیٰ نے کسی بندے پر کوئی نعمت نہیں کی اور بندے نے اس نعمت پر اللہ کی حمد نہیں کی مگر اس کی حمد اللہ کی نعمت سے افضل ہوتی ہے اگر تو نہیں جانتا تو اللہ تعالیٰ کی کتاب میں پڑھ، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿وَلَقَدْ آتَيْنَا دَاوُودَ وَسُلَيْمَانَ عِلْمًا وَقَالَا الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي فَضَّلَنَا عَلَى كَثِيرٍ مِّنْ عِبَادِهِ الْمُؤْمِنِينَ﴾ حضرت داؤدؑ اور حضرت سلیمانؑ کو جو نعمت عطا کی گئی کیا اس سے بڑھ کر بھی کوئی نعمت ہے؟ (۵)۔

---

(۱) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النمل، ۹: ۲۸۵۳ رقم (۱۶۱۷۵)

(۲) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النمل، ۹: ۲۸۵۱ رقم (۱۶۱۷۶)

(۳) زاد المسیر، سورۃ النمل، ۵: ۹۴۔ تفسیر بغوی، سورۃ النمل، ۵: ۱۳۴

(۴) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النمل، ۹: ۲۸۵۴ رقم (۱۶۱۸۰)

(۵) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النمل، ۹: ۲۸۵۴ رقم (۱۶۱۸۲)

وَوَرِثَ سُلَيْمَٰنُ دَاوُۥدَ وَقَالَ يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ عُلِّمْنَا مَنطِقَ ٱلطَّيْرِ وَأُوتِينَا مِن كُلِّ شَىْءٍ إِنَّ هَٰذَا لَهُوَ ٱلْفَضْلُ ٱلْمُبِينُ ﴿١٦﴾

"اور سلیمان داؤد کے قائم مقام ہوئے۔ اور کہنے لگے کہ لوگو ہمیں (خدا کی طرف سے) پرندوں کی بولی سکھائی گئی ہے اور ہر چیز عنایت فرمائی گئی ہے۔ بیشک یہ (اس کا) صریح فضل ہے"[۱۶]

امام عبد بن حمیدؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت قتادہؒ سے ﴿وَوَرِثَ سُلَيْمَٰنُ﴾ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ حضرت سلیمانؑ، حضرت داؤدؑ کی نبوت، آپ کے ملک اور آپ کے علم کے وارث بنے (۱)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت اوزاعیؒ (۲) سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ہمارے نزدیک الناس سے مراد اہل علم ہیں (۳)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت نقل کی ہے کہ میں حضرت عمر بن خطابؓ کے پاس تھا تو ہمارے پاس کعب حبر آئے، کہا: اے امیر المومنین! میں آپ کو بہت ہی عجیب چیز کے بارے میں نہ بتاؤں جو میں نے انبیاء کی کتابوں میں پڑھی ہے کہ ایک چھوٹا کیڑا حضرت سلیمانؑ کی خدمت میں حاضر ہوا، عرض کی: السلام علیك یانبی اللہ آپ نے جواب میں ارشاد فرمایا: اے ہام! تجھ پر سلام ہو۔ فرمایا مجھے بتا تو کھیتی کیوں نہیں کھاتا۔ اس نے عرض کی: حضرت آدمؑ سے اسی وجہ سے اپنے رب کے حکم کی تعمیل میں لغزش ہوئی۔ فرمایا: کیا تو پانی نہیں پیتا؟ اس نے عرض کی؟ اے اللہ کے نبی! اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نوحؑ کی قوم کو پانی سے غرق کر دیا، اسی وجہ سے میں نے پانی چھوڑ دیا ہے۔ پوچھا تو نے آبادیاں کیوں چھوڑ دیں اور کھنڈرات میں کیوں ڈیرے جما لیے؟ عرض کی: کھنڈرات اللہ تعالیٰ کی میراث ہیں اور میں اللہ کی میراث میں رہتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے اس چیز کا ذکر اپنی کتاب میں کیا ہے، فرمایا ﴿وَكَمْ أَهْلَكْنَا مِن قَرْيَةٍ بَطِرَتْ مَعِيشَتَهَا فَتِلْكَ مَسَاكِنُهُمْ لَمْ تُسْكَن مِّن بَعْدِهِمْ إِلَّا قَلِيلًا وَكُنَّا نَحْنُ الْوَارِثِينَ (۴)﴾ (۵)

---

(۱) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النمل، ۹: ۲۸۵۴ رقم (۱۶۱۸۳)

(۲) عبدالرحمٰن بن عمرو بن ابی عمرو، ابوعمرو الاوزاعی، ۸۸ھ کو پیدا ہوئے، اپنے زمانے میں حدیث اور فقہ کے بہت بڑے امام اور ایک ثقہ راوی الحدیث تھے۔ آپ شیخ الاسلام، حافظ اور زاھد کے القابات سے یاد کیے جاتے ہیں۔ بیروت میں مقیم رہے اور وہیں ۱۵۷ھ کو وفات پا گئے تھے۔ [الطبقات الکبریٰ، ۷: ۴۸۸]

(۳) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النمل، ۹: ۲۸۵۴ رقم (۱۶۱۸۶)

(۴) القرآن الکریم، القصص، ۵۸

(۵) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النمل، ۹: ۲۸۵۴ رقم (۱۶۱۸۷)

امام ابن ابی شیبہؒ، امام احمدؒ نے زہد میں اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابوصدیق ناجیؒ (۱) سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت سلیمانؑ بارش کے لیے دعا کرنے کے لیے لوگوں کو لے کر نکلے، آپ نے ایک چیونٹی کو دیکھا جو اپنی گدی کے بل لیٹی ہوئی تھی۔ اس نے اپنی ٹانگیں آسمان کی طرف کی ہوئی تھیں، وہ عرض کر رہی تھی: اے اللہ! میں تیری مخلوق میں سے ہوں، تیرے رزق کے بغیر ہمارے لیے کوئی غنا نہیں یا تو ہم پر بارش نازل کر دے یا ہمیں ہلاک کر دے۔ حضرت سلیمانؑ نے لوگوں سے فرمایا: لوٹ جاؤ تم پر دوسروں کی دعا کے ساتھ بارش کر دی جائے گی (۲)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابوالدرداءؓ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت داؤدؑ ایک روز جانوروں اور ایک روز لوگوں کے درمیان جھگڑوں کا فیصلہ فرماتے، ایک روز گائے آئی، اس نے دروازے کے حلقہ میں اپنا سینگ رکھ دیا۔ پھر یوں لوریاں دینے لگی جس طرح والدہ بچے کو لوریاں دیتی ہے۔ عرض کی: میں جوان تھی تو یہ لوگ مجھ سے بچے لیتے رہے اور کام لیتے رہے۔ پھر میں بوڑھی ہو گئی۔ اب انہوں نے مجھے ذبح کرنے کا ارادہ کر لیا ہے۔ حضرت داؤدؑ نے فرمایا: اس پر احسان کرو اور اسے ذبح نہ کرو۔ پھر اس آیت کریمہ کی تلاوت کی (۳)۔

امام حاکمؒ نے مستدرک میں حضرت جعفر بن محمدؒ (۴) سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت سلیمانؑ کو زمین کے مشارق و مغارب کی بادشاہت عطا کی گئی۔ حضرت سلیمانؑ سات سو سال اور چھ ماہ تک بادشاہ رہے۔ آپ دنیا کے تمام مخلوقات کے بادشاہ رہے یعنی جن، انسان، جانور، پرندے اور درندوں پر آپ کی حکومت قائم رہی۔ آپ کے زمانے میں عجیب و غریب کام کیے گئے یہاں تک کہ جب اللہ تعالیٰ نے ان کی روح قبض کرنے کا ارادہ فرمایا تو ان کی طرف وحی کی گئی کہ اللہ تعالیٰ کا عطا کردہ علم اور اس کی حکمت اپنے بھائی کو دے دو۔ حضرت داؤدؑ کی اولاد میں سے چار

---

(۱) بکر بن عمرو [ابن قیس] البصری، آپ کا شمار بصرہ کے حفاظ میں ہوتا تھا۔ آپ حضرت عائشہؓ، ابن عمرؓ اور ابوسعید الخدریؓ سے روایت نقل کرتے ہیں، قتادہ، زید العمی اور مقاتل بن حیان جیسے بڑے علماء آپ کے تلامذہ میں شمار ہوتے تھے۔ ابن معین، ابوزرعۃ اور امام نسائی نے آپ کو ثقہ قرار دیا ہے۔ [تھذیب التھذیب، ۱:۴۲۶ رقم (۸۹۴)۔۔ الطبقات الکبریٰ، ۷:۲۲۶]

(۲) مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب: الدعاء، باب: مایدعی فی الاستسقاء رقم (۲۹۴۸۷)

مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب: الزھد، باب: کلام سلیمان بن داؤدؑ رقم (۳۴۲۷۳)

امام احمد بن حنبل، الزھد، ۱:۸۷

تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النمل، ۹:۲۸۵۸ رقم (۱۶۲۰۳)

(۳) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النمل، ۹:۲۸۵۸ رقم (۱۶۱۸۹)

(۴) تراجم کی کتابوں میں آپ کا تعارف نہ مل سکا۔

سواسی افراد انبیاء ہوئے۔ان میں رسول کوئی نہ تھا۔ذہبیؒ نے کہا یہ باطل ہے(۱)۔

امام حاکمؒ نے حضرت محمد بن کعبؒ سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ حضرت سلیمانؑ کا لشکر سو چیزوں یعنی جنوں،انسانوں،جانوروں،پرندوں اور درندوں کے بادشاہ تھے۔آپ کو ہر چیز اور ہر شے کی زبان کی تعلیم دی گئی تھی۔آپ کے زمانے میں عجیب وغریب کام کیے گئے یہاں تک کہ جب اللہ تعالیٰ نے ان کی روح قبض کرنے کا ارادہ فرمایا تو ان کی طرف وحی کی گئی کہ اللہ تعالیٰ کا عطا کردہ علم اور اس کی حکمت اپنے بھائی کو دے دو۔فرسخ تک پھیلا ہوا تھا۔پچیس جنوں کے۔پچیس وحشی جانوروں کے اور پچیس فرسخ پرندوں کے۔لکڑی کے اوپر ان کے ایک ہزار شیشے کے گھر ہوتے،ان میں تین سو صریحہ اور سات سو پلنگ تھے۔آپ تیز آندھی کو حکم دیتے تو وہ اسے اُٹھا لیتی۔آپ ہوا کو حکم دیتے تو وہ اسے لے کر چل پڑتی۔اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤدؑ کی طرف وحی کی کہ میں نے تیرے ملک میں اضافہ کر دیا ہے کہ کوئی آدمی کوئی بات نہیں کرے گا مگر ہوا آئے گی اور تجھے آگاہ کرے گی(۲)۔

امام عبداللہ بن احمدؒ نے زوائد الزہد میں اور ابن منذرؒ نے حضرت وہب بن منبہؒ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت سلیمانؑ اپنے ملک میں بنی اسرائیل کے ایک آدمی کے پاس سے گزرے جب کہ ہوا نے آپ کو اٹھا رکھا تھا۔جب اس آدمی نے حضرت سلیمانؑ کو دیکھا تو کہا سبحان اللہ! آل داؤد کو بادشاہت عطا کی گئی ہے۔ہوا نے اس بات کو اٹھایا اور حضرت سلیمانؑ کے کان میں ڈال دیا۔حضرت سلیمانؑ نے فرمایا:اس آدمی کو میرے پاس لے آؤ۔اس آدمی کو آپ کی خدمت میں لایا گیا۔حضرت سلیمانؑ نے پوچھا تو نے کیا کہا ہے؟ تو اس نے بتایا:حضرت سلیمانؑ نے فرمایا:مجھے تیرے بارے میں فتنہ کا اندیشہ ہے۔قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کے ہاں سبحان اللہ کا ثواب اس سے بڑھ کر ہے جو حضرت داؤدؑ کو عطا کیا تھا۔اس نے کسان سے عرض کی:اللہ تعالیٰ تیرے غم کو دور فرمائے جس طرح تو نے میرے غم کو دور کیا ہے۔حضرت سلیمانؑ سفید رنگت والے جسیم،سرخی مائل اور جہاد کرنے والے تھے جس بادشاہ کے بارے میں سنتے اس کے پاس آتے، اس سے جنگ کرتے اور اپنے زیر نگین کر لیتے۔آپ جنوں کو حکم دیتے جو آپ کے لیے شیشے کا گھر بناتے۔آپ جنگ کے جو آلات چاہتے اس میں رکھتے۔پھر آندھی کو حکم دیتے تو وہ اس مکان کو زمین سے اٹھا لیتی۔پھر خوشحالی کو حکم دیتے تو وہ آگے آگے رہتی جہاں آپ چاہتے(۳)۔

امام ابن منذرؒ نے حضرت یحییٰ بن کثیرؒ سے روایت نقل کی ہے کہ سلیمان بن داؤد نے بنی اسرائیل سے کہا

---

(۱) مستدرک،کتاب:تواریخ المتقدمین من الانبیاء،باب:ذکر نبی اللہ سلیمان بن داؤدؑ رقم(۴۱۳۹)

(۲) مستدرک،کتاب:تواریخ المتقدمین من الانبیاء،باب:ذکر نبی اللہ سلیمان بن داؤدؑ رقم(۴۱۴۱)

(۳) روح المعانی،سورۃ الشعراء،۱۰:۱۷۰

کیا میں آج تمہیں اپنے ملک کا بعض حصہ نہ دکھاؤں۔ بنی اسرائیل نے کہا کیوں نہیں اے اللہ کے نبی! آپ نے فرمایا: اے ہوا! ہمیں اٹھالے ہوا نے انہیں اٹھالیا اور انہیں آسمان وزمین کے درمیان کر دیا۔ پھر فرمایا: اے پرندو! ہمیں سایہ کر دو تو پرندوں نے اپنے پروں سے ایسا سایہ کیا کہ سورج دکھائی نہیں دیتا تھا۔ فرمایا: اے بنی اسرائیل تم کونسا ملک دیکھتے ہو؟ بنی اسرائیل نے عرض کی: ہم عظیم ملک دیکھتے ہیں۔ فرمایا "لا اله الا الله وحده لا شريك له ،له الملك وله الحمد وهو على كل شيء قدير" یہ قول میرے ملک اور دنیا و مافیہا سے بہتر ہے۔ فرمایا: اے بنی اسرائیل! جو پوشیدہ اور ظاہر دونوں حالتوں میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے، غنا اور فقر دونوں حالتوں میں میانہ روی اختیار کرتا ہے، ناراضگی اور رضامندی کی حالت میں عدل کرتا ہے اور ہر حال میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے تو اس کو بھی ایسی بادشاہت عطا کی جائے گی جیسے مجھے بادشاہت عطا کی گئی ہے (۱)۔

وَحُشِرَ لِسُلَيْمٰنَ جُنُوْدُهٗ مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ وَالطَّيْرِ فَهُمْ يُوْزَعُوْنَ ﴿۱۷﴾

"اور سلیمان کے لئے جنوں اور انسانوں اور پرندوں کے لشکر جمع کئے گئے اور وہ قسم دار کئے گئے تھے" [۱۷]

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت سعید بن جبیرؒ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت سلیمانؑ کے لیے تین ہزار کرسیاں بچھائی جاتی تھیں۔ انسانوں میں سے مومن آپ کے قریب بیٹھتے تھے۔ پھر آپ پرندوں کو حکم دیتے تو وہ ان کو سایہ کر لیتے۔ پھر آپ ہوا کو حکم دیتے تو وہ آپ کو اٹھا لیتی۔ وہ بالیوں کے پاس سے گزرتے تو وہ اسے حرکت نہ دیتے (۲)۔

ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے یوزعون کا معنی یہ یدفعون نقل کیا ہے کہ انہیں روکا جاتا (۳)۔

امام ابن جریرؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے اس کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ ان میں سے ہر جماعت پر ایک نگہبان معین کیا جاتا جو آگے جانے والوں کو پچھلوں کی طرف لوٹاتا کہ وہ آگے نہ چلے جائیں جس طرح بادشاہ کرتے ہیں (۴)۔

---

(۱) روایت نہیں ملی

(۲) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النمل، ۹: ۲۸۵۵ رقم (۱۶۱۹۰)

(۳) تفسیر الطبری، سورۃ النمل، ۱۰: ۱۷

تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النمل، ۹: ۲۹۲۷ رقم (۱۶۶۲۱)

(۴) تفسیر الطبری، سورۃ النمل، ۹: ۵۰۳ رقم (۲۶۸۹۶)

امام طبرانیؒ اور طستیؒ نے مسائل میں حضرت ابن عباسؓ سے ایک روایت نقل کی ہے کہ حضرت نافع بن ازرقؒ نے آپ سے اس قول کے بارے میں پوچھا تو حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا: ان کے اگلوں کو پچھلوں پر روکا جاتا یہاں تک کہ پرندے سو جاتے۔ نافع نے پوچھا کیا عرب اسے جانتے ہیں؟ فرمایا کیا تو نے شاعر کا قول نہیں سنا:

وزعت رعيلها باقب نهد　　اذا ما القوم شدوا بعد خمس(۱)

"مقدمۃ الجیش کے گھوڑوں کو پتلی کمر والے مضبوط گھوڑے کے ساتھ روکا گیا جبکہ قوم نے خمس کے بعد شدید حملہ کیا"۔

امام ابن ابی شیبہؒ، عبد بن حمیدؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت مجاہد اور ابو رزینؒ سے اس کا یہ معنیٰ نقل کیا ہے کہا اگلوں کو پچھلوں پر روکا جاتا (۲)۔

عبد الرزاقؒ، عبد بن حمیدؒ اور ابن جریرؒ نے قتادہؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ان کے اگلوں کو پچھلوں کی طرف روکا جاتا (۳)۔

---

(۱) مسائل نافع بن الازرق، ص ۱۳۷

(۲) تفسیر الطبری، ۱۰:۱۷،

تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النمل ۹:۲۸۵۶ رقم (۱۶۹۳۱)

(۳) تفسیر الطبری، سورۃ فصلت، ۱۱:۹۸

حَتّٰٓى إِذَآ أَتَوْا عَلَى وَادِ النَّمْلِ قَالَتْ نَمْلَةٌ يٰٓأَيُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوْا مَسٰكِنَكُمْ لَا يَحْطِمَنَّكُمْ سُلَيْمٰنُ وَجُنُودُهٗ وَهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿١٨﴾ فَتَبَسَّمَ ضَاحِكًا مِّن قَوْلِهَا وَقَالَ رَبِّ أَوْزِعْنِىٓ أَنْ أَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِىٓ أَنْعَمْتَ عَلَىَّ وَعَلٰى وَالِدَىَّ وَأَنْ أَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰهُ وَأَدْخِلْنِىْ بِرَحْمَتِكَ فِىْ عِبَادِكَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿١٩﴾

"یہاں تک کہ جب چیونٹیوں کے میدان میں پہنچے تو ایک چیونٹی نے کہا کہ چیونٹیو اپنے اپنے بلوں میں داخل ہو جاؤ ایسا نہ ہو کہ سلیمانؑ اور اس کے لشکر تم کو کچل ڈالیں اور اُن کو خبر بھی نہ ہو[۱۸] تو وہ اس کی بات سے ہنس پڑے اور کہنے لگے کہ اے پروردگار مجھے توفیق عنایت کر کہ جو احسان تو نے مجھ پر اور میرے ماں باپ پر کئے ہیں اُن کا شکر کروں اور ایسے نیک کام کروں کہ تو اُن سے خوش ہو جائے اور مجھے اپنی رحمت سے اپنے نیک بندوں میں داخل فرما"[۱۹]

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت قتادہؒ سے روایت نقل کی ہے کہ وادی نمل سے مراد شام کی سرزمین میں ایک وادی ہے(۱)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت شعبیؒ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ چیونٹی جس کی گفتگو کو حضرت سلیمانؑ نے سمجھا تھا اور وہ دو پروں والے پرندوں میں سے تھی۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو حضرت سلیمانؑ کی بات کو نہ پہچان سکتے (۲)۔

عبدالرزاقؒ، عبد بن حمیدؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے قتادہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ چیونٹی پرندوں میں سے تھی (۳)۔

امام بخاریؒ نے اپنی تاریخ میں، ابن ابی شیبہؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے نوفؒ (۴) سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت سلیمان بن داؤد کے زمانہ میں چیونٹیاں مکھی کی مانند تھیں۔ ایک روایت میں امثال الذباب کی جگہ مثل

---

(۱) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النمل، ۹: ۲۸۵۷ رقم (۱۶۱۹۸)

(۲) تفسیر ابن ابی حاتم،، سورۃ النمل، ۹: ۲۸۵۷ رقم (۱۶۲۰۰)

(۳) تفسیر ابن ابی حاتم، ۹: ۲۸۵۷ رقم (۱۶۲۰۱)

(۴) نوف بن فضالۃ الحمیری البکالی ابو یزید یا [ابو رشید] شامی، آپ کعب الاحبار کی بیوی کے بیٹے تھے۔ آپ اہل دمشق کے امام، ایک بہت بڑے عالم دین اور قصص کو نقل کرنے والے تھے۔ صحابہ میں کرامؓ میں علیؓ، عبداللہ بن عمروؓ اور ابو ایوب الانصاریؓ کے شاگرد رہے تھے۔ [تاریخ دمشق، ۶۲: ۳۰۳۔ تھذیب التھذیب، ۱۰: ۴۳۶ رقم (۸۲۲)]

الذباب ہے(۱)۔

عبد بن حمیدؒ نے حکمؒ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت سلیمانؑ کے زمانے میں چیونٹیاں مکھیوں کی مانند تھیں(۲)۔

امام ابن منذرؒ نے حضرت وہب بن منبہؒ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہوا کو حکم دیا کہ زمین میں مخلوقات میں سے کوئی بھی چیز گفتگو نہیں کرتی تھی مگر وہ ہوا اسے اٹھاتی اور حضرت سلیمانؑ کے کان میں ڈالتی۔ اسی وجہ سے حضرت سلیمانؑ نے چیونٹی کی بات سن لی تھی(۳)۔

امام ابن ابی شیبہؒ نے حضرت ابن سیرینؒ سے روایت نقل کی ہے کہ ان سے نماز میں مسکرانے کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے آیت پڑھی ﴿فتبسم ضاحکا من قولها﴾ فرمایا میں ضحک کے سوا تبسم کو نہیں جانتا(۴)۔

امام عبد بن حمیدؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت قتادہؒ سے اوزعنی کا معنی یہ نقل کیا ہے کہ مجھے الہام کر(۵)۔

عبد بن حمیدؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے ابن زیدؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ عبادك الصلحين سے مراد انبیاء اور مومنین ہیں(۶)۔

---

(۱) التاریخ الکبیر، ۱:۶۰ رقم (۱۳۱)

(۲) تفسیر البغوی، سورۃ النمل، ۶:۱۵۱

(۳) تفسیر البغوی، سورۃ النمل، ۶:۱۵۰

(۴) مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب: الصلوات، باب: فی تبسم فی الصلوۃ، رقم (۳۹۰۶)

(۵) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النمل، ۹:۲۸۵۷ رقم (۱۶۲۰۸)

(۶) ابن ابی حاتم، عبدالرحمن بن ادریس، تفسیر القرآن العظیم، المکتبۃ العصریۃ، بیروت، سورۃ النمل، ۹:۲۸۵۷ رقم (۱۶۲۰۱)

وَتَفَقَّدَ الطَّيْرَ فَقَالَ مَا لِيَ لَآ أَرَى الْهُدْهُدَ أَمْ كَانَ مِنَ الْغَآئِبِيْنَ ﴿٢٠﴾ لَأُعَذِّبَنَّهُ عَذَاباً شَدِيْداً أَوْ لَأَذْبَحَنَّهُ أَوْ لَيَأْتِيَنِّيْ بِسُلْطَنٍ مُّبِيْنٍ ﴿٢١﴾ فَمَكَثَ غَيْرَ بَعِيْدٍ فَقَالَ أَحَطتُ بِمَا لَمْ تُحِطْ بِهِ وَجِئْتُكَ مِن سَبَإٍ بِنَبَإٍ يَقِيْنٍ ﴿٢٢﴾ إِنِّيْ وَجَدتُّ امْرَأَةً تَمْلِكُهُمْ وَأُوتِيَتْ مِن كُلِّ شَيْءٍ وَّلَهَا عَرْشٌ عَظِيْمٌ ﴿٢٣﴾ وَجَدتُّهَا وَقَوْمَهَا يَسْجُدُوْنَ لِلشَّمْسِ مِن دُوْنِ اللّٰهِ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطَنُ أَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ فَهُمْ لَا يَهْتَدُوْنَ ﴿٢٤﴾ أَلَّا يَسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِيْ يُخْرِجُ الْخَبْءَ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَيَعْلَمُ مَا تُخْفُوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ ﴿٢٥﴾ اَللّٰهُ لَآ إِلٰهَ إِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ السجدة ﴿٢٦﴾ قَالَ سَنَنْظُرُ أَصَدَقْتَ أَمْ كُنْتَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿٢٧﴾ اِذْهَبْ بِّكِتَابِيْ هٰذَا فَأَلْقِهْ إِلَيْهِمْ ثُمَّ تَوَلَّ عَنْهُمْ فَانْظُرْ مَاذَا يَرْجِعُوْنَ ﴿٢٨﴾ قَالَتْ يٰٓأَيُّهَا الْمَلَؤُا إِنِّيْٓ أُلْقِيَ إِلَيَّ كِتَابٌ كَرِيْمٌ ﴿٢٩﴾ إِنَّهُ مِنْ سُلَيْمٰنَ وَإِنَّهُ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿٣٠﴾ أَلَّا تَعْلُوْا عَلَيَّ وَأْتُوْنِيْ مُسْلِمِيْنَ ﴿٣١﴾

"اور جب انہوں نے جانوروں کا جائزہ لیا تو کہنے لگے کیا سبب ہے، کہ ہُدہُد نظر نہیں آتا کیا کہیں غائب ہو گیا ہے؟[۲۰] میں اسے سخت سزا دوں گا یا ذبح کر ڈالوں گا یا میرے سامنے (اپنی بے قصوری کی) دلیل صریح پیش کرے[۲۱] ابھی تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی کہ ہُدہُد آموجود ہوا اور کہنے لگا کہ مجھے ایک ایسی چیز معلوم ہوئی ہے جس کی آپ کو خبر نہیں اور میں آپ کے پاس (شہر) سبا سے ایک یقینی خبر لے کر آیا ہوں[۲۲] میں نے ایک عورت دیکھی کہ ان لوگوں پر بادشاہت کرتی ہے اور ہر چیز اُسے میسر ہے اور اس کا ایک بڑا تخت ہے[۲۳] میں نے دیکھا کہ وہ اور اس کی قوم خدا کو چھوڑ کر آفتاب کو سجدہ کرتے ہیں اور شیطان نے اُنکے اعمال انہیں آراستہ کر دکھائے ہیں اور اُن کو رستے سے روک رکھا ہے پس وہ رستے پر نہیں آتے[۲۴] (اور نہیں سمجھتے) کہ خدا کو جو آسمانوں اور زمین میں چھپی چیزوں کو ظاہر کر دیتا اور تمہارے پوشیدہ اور ظاہر اعمال کو جانتا ہے کیوں سجدہ نہ کریں[۲۵] خدا کے سواء کوئی عبادت کے لائق نہیں وہی عرش عظیم کا مالک ہے[۲۶] (سلیمانؑ نے) کہا (اچھا) ہم دیکھیں گے تو نے سچ کہا ہے یا تو جھوٹا ہے[۲۷] یہ میرا خط لے جا اور اسے اُن کی طرف ڈال دے پھر اُن کے پاس سے پھر آ اور دیکھ کہ وہ کیا جواب دیتے ہیں[۲۸] ملکہ نے کہا درباروالو میری طرف ایک نامہ گرامی ڈالا گیا ہے[۲۹] وہ سلیمانؑ کی طرف سے ہے اور (مضمون یہ ہے) کہ شروع خدا کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے[۳۰] (بعد اسکے یہ) کہ مجھے سرکشی نہ کرو اور مطیع ومنقاد ہو کر میرے پاس چلے آؤ"[۳۱]

امام ابن ابی شیبہؒ، عبد بن حمیدؒ، ابن منذرؒ، ابن ابی حاتمؒ اور حاکمؒ نے مختلف سندوں سے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ آپ سے پوچھا گیا کہ حضرت سلیمانؑ نے پرندوں میں سے ہدہد کو کیسے تلاش کیا؟ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا: کہ حضرت سلیمانؑ ایک جگہ اترے۔ ان کو یہ معلوم نہ تھا کہ پانی کہاں ہے۔ یہ ہدہد حضرت سلیمانؑ کو پانی کے بارے میں آگاہ کرتا تھا۔ آپ نے اس سے پوچھنے کا ارادہ کیا تو اس نے نہ پایا۔ آپ (حضرت ابن عباسؓ) سے عرض کی گئی: یہ کیسے ہوسکتا ہے جب کہ ہدہد کے لیے جال لگایا جاتا ہے جس پر مٹی ڈال دی جاتی ہے۔ بچہ ہدہد کے لیے پندہ لگاتا ہے پھر وہ بچہ غائب ہوجاتا ہے اور اس ہدہد کو شکار کرلیتا ہے؟ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا: جب قضا آجاتی ہے تو نظر جاتی رہتی ہے (۱)۔

امام سعید بن منصورؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت یوسف بن ماہکؒ (۲) سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے بیان کیا ہے کہ نافع بن ازرقؒ (صاحب ازرقؒ) حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے۔ جب حضرت ابن عباسؓ کوئی فتویٰ دیتے اور نافع خیال کرتے کہ فتویٰ درست نہیں تو کہتے ٹھہریے، آپ نے یہ فتویٰ کیسے دیا ہے اور کہاں سے لیا ہے؟ حضرت ابن عباسؓ فرماتے: کیا وہ کذا کذا والا مر چکا ہے یہاں تک کہ ایک دن حضرت ابن عباسؓ نے ہدہد کا ذکر کیا اور فرمایا زمین میں وہ پانی کی دوری کا اندازہ کرسکتا ہے۔ ابن ازرقؒ نے عرض کی: اے ابن عباسؓ! ٹھہریے آپ یہ کیسے گمان کرسکتے ہیں کہ ہدہد زمین کے نیچے سے پانی کی دوری کو دیکھ سکتا ہے۔ جب اس کے لیے جال لگایا جاتا ہے اس پر مٹی ڈال دی جاتی ہے اور شکار کرلیا جاتا ہے؟ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا: اگر یہ بات نہ ہوتی کہ یہ جائے گا اور یوں باتیں کرے گا تو میں اس سے کوئی بات نہ کرتا بیشک نظر اس وقت فائدہ دیتی ہے جب تک تقدیر نہ آئی ہو۔ جب تقدیر آجاتی ہے تو وہ آنکھ کے سامنے رکاوٹ بن جاتی ہے۔ ابن ازرق نے کہا: اس کے بعد میں آپ سے کسی بات میں جھگڑا نہیں کروں گا (۳)۔

---

(۱) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النمل، ۹:۲۸۵۹ رقم (۱۶۲۱۱)
مستدرک، کتاب التفسیر، باب: تفسیر سورۃ النمل، رقم (۳۵۲۵)

(۲) یوسف بن ماھک بن بھزاد الفارسی المکی مولیٰ قریش، آپ کے والدہ کا نام مسیکۃ تھا۔ آپ کا تعلق وسط تابعین سے تھا۔ آپ ثقہ اور قلیل الحدیث تھے۔ ابن حبان نے اپکو ثقہ میں ذکر کیا ہے۔ ابن خراش نے ثقہ اور عادل قرار دیا ہے۔ بعض علماء نے یوسف بن مہران اور یوسف بن ماھک کو ایک شخصیت کے حوالے سے ذکر کیا ہے حالانکہ دونوں الگ الگ شخصیتیں ہیں۔ ۱۰۶ھ کو وفات پاگئے تھے۔ [الطبقات الکبریٰ ۵:۴۷۰۔ تھذیب التھذیب، ۱۱:۳۷۰ رقم (۷۲۲)]

(۳) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النمل، ۹:۲۸۵۹ رقم (۱۶۲۱۲)

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت سعید بن جبیرؒ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت سلیمانؑ جب کسی جگہ پڑاؤ ڈالنے کا ارادہ کرتے تو ہدہد کو بلاتے تاکہ وہ پانی کے بارے میں آپ کو آگاہ کرے۔ جب آپ نے یہ کہا تھا جنوں نے چٹانیں کاٹیں تو ان کے گھر بنانے سے پہلے چشمے جاری ہو گئے۔ آپ نے پڑاؤ ڈالنے کا ارادہ کیا تو ہدہد کو تلاش کیا تو اسے نہ دیکھا تو فرمایا: کیا وجہ ہے میں ہدہد کو نہیں دیکھتا وہ غائب ہے(۱)۔

امام عبد بن حمیدؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت قتادہؒ سے اس آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت سلیمانؑ نے ایک جگہ پڑاؤ کا ارادہ کیا۔ آپ نے جس ہدہد کو بلایا تھا۔ وہ ہدہدوں کا سردار تھا۔ بلانے کی غرض یہ تھی کہ پانی کی دوری معلوم کیا جا سکے۔ ہدہد کو ایسی نظر دی گئی ہے جو کسی دوسرے پرندے کو نہیں دی گئی۔ ہمارے سامنے یہ بھی کیا گیا ہے کہ وہ زمین میں اپنے کو اس طرح دیکھ سکتا ہے جیسے تم شیشے کے پیچھے سے تصویر دیکھ لیتے ہو(۲)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت حسن بصریؒ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت سلیمانؑ کے ہدہد کا نام عنبر تھا(۳)۔

امام عبدالرزاقؒ، فریابیؒ، سعید بن منصورؒ، عبد بن حمیدؒ، ابن جریرؒ، ابن ابی حاتمؒ، ابن منذرؒ اور حاکمؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے جب کہ حاکمؒ نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ ﴿عذابا شدیدا﴾ سے مراد پروں کو اکھیڑ لینا ہے(۴)۔

امام فریابیؒ، ابن جریرؒ اور عبد بن حمیدؒ نے حضرت مجاہدؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ﴿عذابا شدیدا﴾ سے مراد کہ اس کے تمام پر اکھیڑ لیے جائیں گے(۵)۔

---

(۱) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النمل، ۹:۲۸۵۹ رقم (۱۶۲۱۴)

(۲) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النمل، ۹:۲۸۵۹ رقم (۱۶۲۱۸)

(۳) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النمل، ۹:۲۸۵۹ رقم (۱۶۲۱۹)

(۴) تفسیر الطبری، سورۃ النمل، ۹:۵۰۶ رقم (۲۶۹۱۱)

تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النمل، ۹:۲۸۵۹ رقم (۱۶۲۱۴)

مستدرک، کتاب: التفسیر، باب: تفسیر سورۃ النمل، رقم (۳۵۲۶)

امام حاکمؒ نے مذکورہ حدیث پر حکم لگاتے ہوئے لکھا ہے: هذا حديث صحيح علىٰ شرط الشيخين ولم يخرجاه [المستدرک: ۳۵۲۶]

(۵) تفسیر الطبری، سورۃ النمل، ۹:۵۰۶ رقم (۲۶۹۱۴)

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریرؒ نے حضرت قتادہؒ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے(۱)۔

امام ابن شیبہؒ، عبد بن حمیدؒ اور ابن منذرؒ نے حضرت عکرمہؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس کے پر اکھیڑ دیے جائیں گے اور اسے دھوپ میں چیونٹیوں کے لیے پھینک دیا جائے گا(۲)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت یزید بن رومانؒ (۳) سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت سلیمانؑ جو پرندوں کو سزا دیتے اس کا طریقہ یہ تھا کہ اس کے پر اکھیڑ لیے جاتے (۴)۔

امام ابن ابی شیبہؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے بسلطن مبین کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ وہ میرے پاس صحیح سچی اور واضح خبر لائے (۵)۔

امام عبدالرزاقؒ، عبد بن حمید اور ابن منذرؒ نے حضرت قتادہؒ سے اس کا معنی واضح عذر نقل کیا ہے(۶)۔

امام عبد بن حمیدؒ اور ابن جریرؒ نے حضرت عکرمہؒ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا: قرآن میں جہاں بھی سلطان کا لفظ آیا ہے اس سے مراد حجت ہے اور وہ آیت جو حضرت سلیمانؑ کے متعلق ہے اس میں معنی ہے کہ ہدہد کی کونسی دلیل ہوگی (۷)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت مجاہدؒ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہدہد سے عذاب کو اس لیے دور کیا کیونکہ ہدہد اپنی والدہ کے ساتھ بہت نیک تھا(۸)۔

---

(۱) تفسیر الطبری، سورۃ النمل، ۹:۵۰۶ رقم (۲۶۹۱۶)

(۲) مصنف ابن ابی شیبہ: کتاب: الفضائل، باب: ما اعطی اللہ سلیمان بن داود، رقم (۳۱۸۵۳)

(۳) الدر منثور میں [یزید بن رومان] کا نام مذکور ہے۔ اصل مرجع تفسیر ابن ابی حاتم [زید بن رومان] کا نام مذکور ہے اور یہی اصلی روای ہے: زید بن رومان الاسدی، ابو روح المدنی، مولیٰ آل الزبیر بن عوام، آپ کا تعلق صغار تابعین میں سے تھا۔ ایک بہت بڑے عالم اور حدیث کے ثقہ راوی تھے۔ ابن معینؒ نے آپ کو ثقہ قرار دیا ہے۔ [تھذیب التھذیب، ۱۱:۲۸۴ رقم (۵۲۶)]

(۴) تفسیر الطبری، سورۃ النمل، ۹:۵۰۶ رقم (۲۶۹۱۸)
تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النمل، ۹:۲۸۵۹ رقم (۱۶۲۲۹)

(۵) مصنف ابن ابی شیبہ: کتاب: الفضائل، باب: ما اعطی اللہ سلیمان بن داود، رقم (۳۱۸۵۳)
تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النمل، ۹:۲۸۵۹ رقم (۱۶۲۳۵)

(۶) تفسیر مجاہد، سورۃ النمل، ۱:۱۹۱ (۱۱۸۵)

(۷) تفسیر الطبری، سورۃ النمل، ۹:۵۰۷ رقم (۲۶۹۲۴)

(۸) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النمل، ۹:۲۸۵۹ رقم (۱۶۲۲۶)

امام حکیم ترمذیؒ اور ابوالشیخؒ نے العظمۃ میں حضرت عکرمہؒ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہدہد سے حضرت سلیمانؑ کا عذاب اس لیے دور کیا کیونکہ وہ اپنے والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرنے والا تھا(۱)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن عباسؓ ﴿أَحَطتُ بِمَا لَمْ تُحِطْ بِهِ﴾ کا یہ معنی کیا ہے: میں ایسی چیز پر مطلع ہوا جس پر کوئی اور مطلع نہیں ہوا(۲)۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے عباسؓ سے ﴿وَ جِئْتُكَ مِنْ سَبَإٍ بِنَبَإٍ يَّقِيْنٍ﴾ کا معنیٰ خبر حق نقل کیا ہے۔(۳)۔

امام عبد بن حمیدؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت قتادہؒ سے سبا کے متعلق یہ قول نقل کیا ہے کہ سبا یمن کا علاقہ ہے جسے مآرب کہتے اس کے اور صنعاء کے درمیان تین دنوں کی مسافت ہے۔﴿بِنَبَإٍ يَقِيْنٍ﴾ سے مراد یقینی خبر ہے(۴)۔

ابن ابی حاتمؒ نے ابن لھیعۃؒ (۵) سے نقل کیا ہے کہ مآرب بلقیس کا شہر تھا۔ اس کے اور بیت المقدس کے درمیان ایک میل کا فاصلہ تھا۔ جب اس پر اللہ کا غصہ نازل ہوا تو اس کو وہاں سے دور کر دیا اور اب وہ یمن میں ہے جس کا ذکر اللہ نے قرآن میں کیا ہے﴿لَقَدْ كَانَ لِسَبَإٍ فِيْ مَسْكَنِهِمْ (٦)﴾(۷)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت سدیؒ سے روایت نقل کی ہے کہ سبا کی طرف بارہ نبی بھیجے گئے جن میں تبع بھی تھا۔(۸)۔

---

(۱) العظمۃ، ۵:۱۷۷۱

(۲) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النمل، ۹:۲۸۶۴ رقم (۱۶۲۳۷)

(۳) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النمل، ۹:۲۸۶۴ رقم (۱۶۲۴۵)

(۴) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النمل، ۹:۲۸۶۴ رقم (۱۶۲۴۲)

(۵) عبداللہ ابن لھیعۃ بن عقبۃ الحضرمی، العدولی، ابوعبدالرحمٰن آپ کو قیہہ اور قاضی کے القابات سے یاد کئے جاتا ہے۔ ابن حبان نے آپ کے بارے میں لکھا ہے: كان صالح الحديث ولكن يدلس عن الضعفاء. [تھذیب التھذیب، ۵، ص ۳۲۷ رقم (۶۴۸)۔۔طبقات المدلسین، ۱:۵۴ رقم (۱۴۰)]

(۶) القرآن الکریم، سورۃ سبا، ۱۵

(۷) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النمل، ۹:۲۸۶۴ رقم (۱۶۲۴۱)

(۸) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النمل، ۹:۲۸۶۴ رقم (۱۶۲۴۳)

ابن ابی حاتمؒ نے حضرت حسن بصریؒ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے من سبا کی قراءت کی اور سبا کو علاقہ قرار دیا(۱)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت قتادہؒ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے اسے پڑھا اور اسے مرد قرار دیا(۲)۔

امام ابن ابی شیبہؒ اور ابن منذرؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے ﴿انی وجدت امراۃ تملکھم﴾ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اس عورت کا نام بلقیس بنت ابی شبرہ تھا اور اس کے بہت زیادہ لمبے بال تھے(۳)۔

ابن ابی حاتمؒ نے حضرت حسن بصریؒ سے روایت نقل کی ہے کہ امراۃ سے مراد بلقیس بنت شراحیل جو ملک سبا کی ملکہ تھی(۴)۔

امام عبدالرزاقؒ، عبد بن حمیدؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت قتادہؒ سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے یہ خبر پہنچی کہ وہ ایک عورت تھی جس کا نام بلقیس بنت شراحیل تھا جس کے والدین میں سے ایک جن تھا۔اس کے دو قدموں میں سے ایک پچھلا حصہ چوپائے کے کھر کی مانند تھا وہ اپنی مملکت کے کمرے میں تھی(۵)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت زہیر بن محمدؒ(۶) سے روایت نقل کی ہے کہ یہ عورت بلقیس بنت شراحیل بن مالک بن ریان تھی۔اس کی والدہ فارعہ جنوں میں سے تھی(۷)۔

---

(۱) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النمل، ۹:۲۸۶۴ رقم (۱۶۲۴۴)

(۲) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النمل، ۹:۲۸۶۴ رقم (۱۶۲۴۵)

(۳) مصنف ابن ابی شیبہ: کتاب: الفضائل، باب: ما اعطی اللہ سلیمان بن داود، رقم (۳۱۸۵۹)

(۴) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النمل، ۹:۲۸۶۵ رقم (۱۶۲۴۸)

(۵) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النمل، ۹:۲۸۶۵ رقم (۱۶۲۴۹)

(۶) زہیر بن محمد التمیمی العنبری، ابوالمنذر الخراسانی المروزی الخرقی، آپ اصلاً خراسان کے تھے وہاں سے شام تشریف لائے تھے اور پھر حجاز میں مقیم ہوئے تھے۔آپ شام کے بہت بڑے عالم تھے۔امام بخاریؒ نے لکھا ہے: اھل الشام آپ سے روایت کرتے تھے۔امام احمدؒ نے مستقیم الحدیث قرار دیا ہے۔امام نسائی نے ضعیف راوی شمار کیا ہے۔۱۶۲ھ کو وفات پا گئے تھے۔[تھذیب التھذیب، ۳:۳۰۱ رقم (۶۴۵)۔۔ضعفاء العقیلی، ۲:۹۲ رقم (۵۴۹)]

(۷) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النمل، ۹:۲۸۶۵ رقم (۱۶۲۵۰)

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن جریجؒ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ عورت بلقیس بنتِ ابی شرح تھی۔اس کی ماں بلقیۃ تھی (۱)۔

امام ابن مردویہؒ نے حضرت سفیان ثوریؒ سے اس جیسی روایت نقل کی ہے (۲)۔

امام ابن عساکرؒ نے حضرت حسن بصریؒ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ عورت ملک سبا کی ملکہ تھی اس کا نام لیلیٰ تھا۔ سبا یمن میں ایک شہر ہے اور بلقیس حمیریہ تھی (۳)۔

امام ابن جریرؒ اور ابوالشیخؒ نے العظمۃ میں، ابن مردویہؒ اور ابن عساکرؒ نے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ملکہ بلقیس کے والدین میں ایک جن تھا (۴)۔

امام عبد بن حمیدؒ، ابن منذرؒ، ابن ابی حاتمؒ اور ابن عساکرؒ نے حضرت قتادہؒ سے روایت نقل کی ہے کہ ہمارے سامنے یہ کیا گیا کہ ملک سبا یمن میں ایک عورت تھی۔ وہ ملک کے ایک گھر میں رہتی تھی جسے بلقیس بنت شراحیل کہتے۔اس کے گھر والے فوت ہو گئے تو اس کی قوم نے اسے بادشاہ بنالیا (۵)۔

امام ابن ابی شیبہؒ اور ابن ابی منذرؒ نے حضرت مجاہدؒ سے روایت نقل کی ہے کہ سبا کی ملکہ کی والدہ جنیہ تھی۔(۶)

امام حکیم ترمذیؒ اور ابن مردویہؒ نے حضرت عثمان بن حاضرؒ (۷) سے روایت نقل کی ہے کہ ام بلقیس جنوں کی ایک عورت تھی جسے بلقمہ بنت شیصان کہا جاتا (۸)۔

---

(۱) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النمل، ۹:۲۸۶۵ رقم (۱۶۲۵۱)

(۲) ر ابن ابی حاتم، سورۃ النمل، ۹:۲۸۶۵ رقم (۱۶۲۵۱) [مثلہ]

(۳) تاریخ دمشق، ۶۹:۶۸

(۴) العظمۃ، ۵:۱۶۵۴

تاریخ دمشق، ۶۹:۶۸

(۵) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النمل، ۹:۲۸۷۰ رقم (۱۶۲۸۷)

(۶) ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبۃ، مصنف ابن ابی شیبہ: کتاب: الفضائل، باب: ما اعطی اللہ سلیمان بن داود، رقم (۳۱۸۶۰)

(۷) عثمان بن حاضر الحمیری الازدی، ابو حاضر، امام عبدالرزاقؒ نے آپ کے والد کا نام عثمان بن ابی حاضر لکھا ہے۔امام حاکمؒ نے آپ کو شیخ یمن، مقبول وصدوق کے القابات سے یاد کیا ہے۔آپ کو امام ابن حبانؒ نے [الثقات] میں ذکر کیا ہے۔[تھذیب التھذیب، ۷:۱۰۱ رقم (۷۳۵)۔۔مشاہیر علماء الامصار، ۱:۱۲۴ رقم (۹۷۶)]

(۸) نوادر الاصول، ۱:۲۴۳

امام ابن عساکرؒ نے حضرت حسن بصریؒ سے روایت نقل کی ہے کہ ان سے ملکہ سبا کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا اس کے والدین میں سے ایک جنوں میں سے تھا اور کہا جنوں میں توالد نہیں ہوتا یعنی انسانوں میں سے ایک عورت جنوں میں سے کسی مرد کا بچہ نہیں جنتی (۱)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت سلیمانؑ کی بیوی کے بارہ ہزار چھوٹے بادشاہ تھے اور ہر بادشاہ کے زیر نگین ایک لاکھ افراد تھے (۲)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے ضحاکؒ سے نقل کیا ہے کہ ﴿إِنِّي وَجَدتُّ امْرَأَةً تَمْلِكُهُمْ﴾ سلیمانؑ نے یہ بُرا سمجھا کہ آپ کے علاوہ کسی اور کی حکومت ہو (۳)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت سدیؒ سے روایت نقل کی ہے کہ ﴿من كل شيء﴾ سے مراد اس علاقہ کی ہر چیز ہے (۴)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت سفیان ثوری سے یہ روایت نقل کی ہے کہ ﴿من كل شيء﴾ سے مراد دنیا کی تمام اقسام ہیں (۵)۔

امام ابن جریرؒ اور ابن منذرؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے عرش عظیم کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ سونے کا بنا ہوا عظیم پلنگ، جس کے پائے جوہرات اور موتیوں کے تھے، بہت اچھی بناوٹ اور انتہائی قیمتی تھا (۶)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت زہیر بن محمدؒ سے روایت نقل کی ہے کہ اس عرش سے مراد سونے کا پلنگ، جس کی دونوں جانبیں یاقوت اور زبرجد سے سجی ہوئی تھیں جس کی لمبائی آٹھ ہاتھ اور چوڑائی چالیس ہاتھ تھی (۷)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت یزید بن رومانؒ سے روایت نقل کی ہے کہ اس کے کمرے میں ایک سوراخ تھا۔ جب سورج طلوع ہوتو تو وہ سورج کی طرف دیکھتی تو اسے سجدہ کرتی (۸)۔

---

(۱) تاریخ دمشق، ۶۹:۹۷

(۲) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النمل، ۹:۲۸۶۶ رقم (۱۶۲۵۲)

(۳) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النمل، ۹:۲۸۶۶ رقم (۱۶۲۵۵)

(۴) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النمل، ۹:۲۸۶۶ رقم (۱۶۲۵۶)

(۵) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النمل، ۹:۲۸۶۶ رقم (۱۶۲۵۷)

(۶) تفسیر الطبری، سورۃ النمل، ۹:۵۱۰ رقم (۲۶۹۳۶)

(۷) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النمل، ۹:۲۸۸۷ رقم (۱۶۲۶۴)

(۸) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النمل، ۹:۲۸۸۷ رقم (۱۶۲۶۵)

امام ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے ﴿يُخْرِجُ الْخَبْءَ﴾ کا یہ مفہوم نقل کیا ہے کہ وہ زمین و آسمان میں ہر چھپی ہوئی چیز سے آگاہ ہے(۱)۔

امام فریابیؒ، ابن ابی شیبہؒ، عبد بن حمیدؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے مجاہدؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ الخبء کا معنیٰ غیب ہے(۲)۔

امام عبد بن حمیدؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت عکرمہؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ الخبء کا معنی راز ہے۔(۳)۔

امام عبدالرزاقؒ اور عبد بن حمیدؒ نے حضرت قتادہؒ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے(۴)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت سعید بن مسیبؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ الخبء سے مراد پانی ہے(۵)۔

ابن ابی شیبہؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابوالشیخؒ نے العظمہ میں حکیم بن جابرؒ(۶) سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس سے مراد بارش ہے(۷)۔

امام ابن جریرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے ابن زیدؒ سے آیت کی تفسیر میں کہ ﴿الْخَبْءَ فِي السَّمَاوَاتِ﴾ سے مراد یہ ہے کہ تمام قسم کے رزق، آسمان سے بارش اور زمین کی نباتات ہے(۸)۔

---

(۱) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النمل، ۹:۲۸۸۷ رقم (۱۶۲۶۸)

(۲) تفسیر الطبری، سورۃ النمل، ۹:۵۱۱

[اصل مصدر میں عیب کی جگہ الغیث لکھا ہوا ہے]

تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النمل، ۹:۲۸۶۸ رقم (۱۶۲۷۱)

(۳) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النمل، ۹:۲۸۶۸ رقم (۱۶۲۸۹)

(۴) تفسیر عبدالرزاق، سورۃ النمل، ۲:۴۴۷ رقم (۲۱۵۶)

(۵) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النمل، ۹:۲۸۶۸ رقم (۱۶۲۷۲)

(۶) حکیم بن جابر بن طارق بن عوف الحمسی الکوفی، آپ کوفہ کے بڑے علماء میں سے تھے۔ ابن عباسؓ اور عباسؓ سے آپ کی سماع ثابت ہے۔ امام حبانؒ نے آپ کو [الثقات] میں ذکر کیا ہے۔ حجاج بن یوسف کے آخری ایام حکومت میں وفات پا گئے تھے۔ [تھذیب التھذیب: ۳: ۳۸۲ رقم (۷۷۲)۔۔، مشاہیر علماء الامصار: ۱: ۱۰۹ رقم (۸۲۴)]

(۷) تفسیر الطبری، سورۃ النمل، ۹:۵۱۱ (۲۶۹۴۰)

العظمۃ، ۴:۱۲۶۳

(۸) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النمل، ۹:۵۱۱ رقم (۲۶۹۴۰)

تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النمل ۹:۲۸۷۰ رقم (۱۶۲۷۳)

امام ابن منذرؒ نے حضرت ابن جریجؒ سے ﴿سننظر اصدقت ام کنت من الکذبین﴾ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ نہ ہم تمہاری تصدیق کرینگے ورنہ تکذیب (۱)۔

ابن ابی حاتمؒ نے ابنِ عباسؓ سے ﴿اذھب بکتابی ھذا﴾ کا معنیٰ نقل کیا ہے کہ حضرت سلیمانؑ نے ایک مکتوب لکھ کر ہدہد کو اس کے پاس بھیجا۔ اسے حکم دیا کہ اس خط کو ان پر پھینکنا۔ پھر ان کے قریب ہی رہنا۔ پھر دیکھنا وہ کیا جواب دیتے ہیں وہ خط لے گیا۔ جب وہ اس کے تخت کے درمیان پہنچا تو خط اس پر پھینک دیا دربار ی نے وہ خط اسے پڑھ کر سنایا تو اس میں لکھا ہوا تھا ﴿انہ من سلیمن و انہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم﴾ (۲)۔

امام عبد بن حمیدؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت قتادہؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ملک سبا کی ملکہ جب سوتی تو تمام دروازے بند کر دیتی چابیاں لے لیتی اور انہیں اپنے سر کے نیچے رکھ لیتی۔ جب دروازے بند کر دیئے گئے اور وہ اپنے بستر پر لیٹ گئی تو اس کے پاس ہدہد آیا یہاں تک کہ وہ اس کے کمرے کے سوراخ سے داخل ہوا تو اس نے خط اس کے پیٹ اور رانوں کے درمیان پھینک دیا۔ اس نے خط اٹھایا، اسے پڑھا۔ اس نے کہا: اے سردارو! مجھ پر ایک معزز خط پھینکا گیا ہے۔ وہ کہتی اس میں جو کچھ ہے وہ بہت اچھا ہے (۳)۔

امام ابن مردویہؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے یہ معنیٰ نقل کیا ہے: وہ خط سربمہر ہے (۴)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت زہیر بن محمدؒ سے یہ قول نقل کیا ہے: وہ یہ ارادہ کر رہی تھی کہ وہ خط سربمہر ہے۔ بادشاہ اسی طرح اپنے خطوط پر مہر لگاتے اور باہم خطوط مہر کے بغیر جائز نہ سمجھتے (۵)۔

امام ابن منذرؒ نے ابن جریجؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسی چیز کا ذکر کیا ہے جتنا انہوں نے گمان کیا تھا (۶)۔

---

(۱) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النمل، ۹: ۲۸۹۶ رقم (۱۶۴۴۸)

(۲) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النمل، ۹: ۲۸۷۰ رقم (۱۶۲۷۵)

(۳) تفسیر الطبری، سورۃ النمل، ۹: ۵۱۱ رقم (۲۶۹۴۰)
تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النمل، ۹: ۲۸۷۰ رقم (۱۶۲۷۳)

(۴) تفسیر مقاتل بن سلیمان، سورۃ النمل، ۲: ۴۷۴

(۵) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النمل، ۹: ۲۸۷۲ رقم (۱۶۲۹۷)

(۶) روایت نہیں ملی

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت یزید بن رومانؒ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت سلیمانؑ نے مکتوب پر یہ لکھوایا تھا﴿بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم من سلیمان بن داود الی بلقیس بنت ذی شرح وقومھا﴾ "یہ خط سلیمانؑ کی جانب سے بلقیس بنت ذی شرح کی جانب ہے(۱)۔

امام عبد بن حمیدؒ اور ابن منذرؒ نے مجاہدؒ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت سلیمان بن داؤدؑ نے ملکہ سبا کی طرف خط لکھا جس میں تھا بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم یہ خط اللہ کے بندے سلیمان بن داؤد کی جانب سے بلقیس ملکہ سبا کی طرف ہے، جو ہدایت کی پیروی کرے اس کے لیے سلامتی ہے۔ امابعد مجھ پر غلبہ کی خواہش نہ رکھو۔ میرے پاس اطاعت کرتے ہوئے حاضر ہو جاؤ(۲)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت مجاہدؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت سلیمانؑ نے ملکہ سبا کو جو خط لکھا تھا اس میں وہی کچھ تھا جو قرآن حکیم میں پڑھتے ہو(۳)۔

امام عبد بن حمیدؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت قتادہؒ سے لا تعلوا علیی کا معنیٰ یہ کیا تم میری مخالفت نہ کرو۔ میرے پاس اطاعت کرتے ہوئے آؤ۔ انبیائے کرام اس طرح خوبصورت خط لکھا کرتے تھے، وہ طلب کرتے اور زیادہ کلام نہ کرتے (۴)۔

امام عبد بن حمیدؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت سفیان بن منصورؒ(۵) سے روایت نقل کی ہے کہ یہ بات کہی جاتی کہ حضرت سلیمان بن داؤدؑ تمام لوگوں سے زیادہ بلیغ خط لکھنے والے اور کم گفتگو کرنے والے تھے۔ پھر انہوں نے اسی آیت کی تلاوت کی(۶)۔

---

(۱) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النمل، ۹:۲۸۷۲ رقم (۱۶۳۰۲)

(۲) تفسیر البغوی، سورۃ النمل، ۶:۱۵۷

(۳) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النمل، ۹:۲۸۷۲ رقم (۱۶۳۰۵)

(۴) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النمل، ۹:۲۸۷۴ رقم (۱۶۳۰۷)
تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النمل، ۹:۲۸۷۴ رقم (۱۶۳۱۳)

(۵) [سفیان بن منصور] اصلاعبارت کچھ یوں ہے: سفیان عن منصور بن حیان بن حصین الاسدی، آپ علماء حدیث میں سے تھے۔ آپ کو امام یعقوب بن سفیان نے ثقہ قرار دیا ہے۔ امام ابن حبانؒ نے آپ کو [الثقات] میں ذکر کیا ہے۔ [تھذیب التھذیب، ۱۰:۲۷۱ رقم (۵۳۵)۔۔ التاریخ الکبیر، ۷:۳۴۷ رقم (۱۴۹۴)]

(۶) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النمل، ۹:۲۸۷۴ رقم (۱۶۳۱۴)

امام عبدالرزاقؒ، ابن سعدؒ، ابن ابی شیبہؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت امام شعبیؒ سے روایت نقل کی ہے کہ دور جاہلیت میں لوگ باسمك اللهم لکھا کرتے۔ نبی کریم ﷺ نے بھی ابتدا میں باسمك اللهم لکھوایا یہاں تک کہ یہ آیت بنازل ہوئی تو آپ نے بسم اللہ لکھا پھر سورۃ بنی اسرائیل کی آیت ﴿قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ أَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ (۱)﴾ نازل ہوئی تو آپ نے بسم الله الرحمٰن الرحيم لکھنے کا حکم دیا پھر یہ آیت نازل ہوئی تو آپ نے بسم الله الرحمٰن الرحيم لکھنے کا حکم ارشاد فرمایا (۲)۔

امام ابوعبیدؒ نے فضائل میں حضرت حرث عکلیؒ (۳) سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے امام شعبیؒ نے کہا نبی کریم ﷺ تمہیں کیسے خط لکھا کرتے تھے؟ میں نے کہا باسمك اللهم کہا یہ وہ پہلا خط ہے جو نبی کریم ﷺ نے لکھوایا، جتنا عرصہ اللہ تعالیٰ نے چاہا یہ سلسلہ چلتا رہا۔ پھر یہ آیت نازل ہوئی ﴿بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرَاهَا وَمُرْسَاهَا (۴)﴾ تو نبی کریم ﷺ نے بسم اللہ لکھوایا۔ یہ سلسلہ چلتا رہا جتنا عرصہ اللہ تعالیٰ نے چاہا پھر یہ آیت نازل ہوئی ﴿قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ أَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ (۵)﴾ تو نبی کریم ﷺ نے بسم اللہ الرحمٰن لکھوایا۔ یہ سلسلہ چلتا رہا جتنا عرصہ اللہ تعالیٰ نے چاہا پھر یہ آیت نازل ہوئی تو نبی کریم ﷺ نے یہ لکھوایا (۶)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت میمون بن مہرانؒ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ لکھواتے باسمك اللهم یہاں تک کہ یہ آیت نازل ہوئی (۷)۔

---

(۱) القرآن الکریم، بنی اسرائیل، ۱۱۰

(۲) الطبقات الکبریٰ، ۱:۲۶۳
مصنف عبدالرزاق: کتاب: الاوائل، باب: ما فعل من فعلہ، رقم (۳۵۸۹۰)
مصنف ابن ابی شیبہ: کتاب: المغازی، باب: غزوۃ الحدیبیہ رقم (۹۷۲۰)
تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النمل، ۹:۲۸۷۳ رقم (۱۶۳۰۴)۔

(۳) امام سیوطیؒ نے [الحرث العکلی] کا نام ذکر کیا ہے اصل مرجع میں [الحارث العکلی] کا نام مذکور ہے: حارث بن یزید العکلی التمیمی الکوفی، آپ بڑے بڑے شیوخ کے اُستاد رہے تھے آپ کے بارے میں کہا جاتا ہے: لم یرو ا عنه الا الشیوخ، آپ ابراہیم نخعی کے اصحاب میں سے تھے۔ قدیم الموت اور ثقہ فی الحدیث تھے۔ امام ابن سعد نے آپ کے بارے میں فرمایا ہے: کان ثقة قلیل الحدیث، امام ابن حبانؒ نے آپ کو [الثقات] میں ذکر کیا ہے۔ [تہذیب التہذیب، ۲:۱۴۲، رقم (۲۸۵)]

(۴) القرآن الکریم، ہود، ۴۱ (۵) القرآن الکریم، اسرائیل، ۱۱۰

(۶) ابوعبید، فضائل القرآن، ۱:۳۴۶ رقم (۳۱۰)

(۷) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النمل، ۹:۲۸۷۳ رقم (۱۶۳۰۳)

امام عبدالرزاقؒ اور ابن منذرؒ نے حضرت قتادہؒ سے روایت نقل کی ہے کہ پہلے لوگ باسمك اللهم لکھا کرتے یہاں تک کہ یہ آیت نازل ہوئی (۱)۔

امام ابوداؤدؒ نے مراسیل میں حضرت ابو مالکؒ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ پہلے باسمك اللهم لکھوایا کرتے۔ جب یہ آیت نازل ہوئی تو آپ ﷺ نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھوایا (۲)۔

امام ابوعبیدؒ نے فضائل میں اور ابن ابی شیبہؒ نے حضرت سعید بن مسیبؒ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کسریٰ، قیصر اور نجاشی کے طرف خطوط لکھوائے امابعد! آؤ ایسی بات کی طرف جو ہمارے اور تمارے درمیان برابر ہے کہ ہم صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں، اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر ہم میں بعض بعض کو اپنا رب نہ بنائیں، اگر وہ روگرانی کریں تو تم کہو گواہ رہنا ہم مسلمان ہیں۔ جب قیصر کو خط پہنچا تو اس نے کہا میں نے حضرت سلیمان بن داؤد کے بعد کسی کو نہیں دیکھا کہ اس نے یہ لکھا ہو: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم (۳)۔

---

(۱) تفسیر عبدالرزاق، سورۃ النمل، ۲:۴۴۷ رقم (۲۱۵۷)

(۲) مراسیل، ۱:۲۸

(۳) فضائل القرآن، ۱:۳۴۶ رقم (۳۱۱)

مصنف عبدالرزاق، کتاب: المغازی، باب: ماذکر فی کتب النبی ﷺ، رقم (۳۶۶۲۷)

قَالَتْ يَا أَيُّهَا الْمَلَؤُا أَفْتُونِي فِي أَمْرِي مَا كُنْتُ قَاطِعَةً أَمْرًا حَتَّىٰ تَشْهَدُونِ ﴿٣٢﴾
قَالُوا نَحْنُ أُولُو قُوَّةٍ وَأُولُو بَأْسٍ شَدِيدٍ وَالْأَمْرُ إِلَيْكِ فَانْظُرِي مَاذَا تَأْمُرِينَ ﴿٣٣﴾
قَالَتْ إِنَّ الْمُلُوكَ إِذَا دَخَلُوا قَرْيَةً أَفْسَدُوهَا وَجَعَلُوا أَعِزَّةَ أَهْلِهَا أَذِلَّةً وَكَذَٰلِكَ يَفْعَلُونَ
﴿٣٤﴾ وَإِنِّي مُرْسِلَةٌ إِلَيْهِمْ بِهَدِيَّةٍ فَنَاظِرَةٌ بِمَ يَرْجِعُ الْمُرْسَلُونَ ﴿٣٥﴾ فَلَمَّا جَاءَ
سُلَيْمَانَ قَالَ أَتُمِدُّونَنِ بِمَالٍ فَمَا آتَانِيَ اللَّهُ خَيْرٌ مِمَّا آتَاكُمْ ۚ بَلْ أَنْتُمْ بِهَدِيَّتِكُمْ
تَفْرَحُونَ ﴿٣٦﴾ ارْجِعْ إِلَيْهِمْ فَلَنَأْتِيَنَّهُمْ بِجُنُودٍ لَا قِبَلَ لَهُمْ بِهَا وَلَنُخْرِجَنَّهُمْ مِنْهَا
أَذِلَّةً وَهُمْ صَاغِرُونَ ﴿٣٧﴾ قَالَ يَا أَيُّهَا الْمَلَؤُا أَيُّكُمْ يَأْتِينِي بِعَرْشِهَا قَبْلَ أَنْ يَأْتُونِي
مُسْلِمِينَ ﴿٣٨﴾ قَالَ عِفْرِيتٌ مِنَ الْجِنِّ أَنَا آتِيكَ بِهِ قَبْلَ أَنْ تَقُومَ مِنْ مَقَامِكَ وَإِنِّي
عَلَيْهِ لَقَوِيٌّ أَمِينٌ ﴿٣٩﴾ قَالَ الَّذِي عِنْدَهُ عِلْمٌ مِنَ الْكِتَابِ أَنَا آتِيكَ بِهِ قَبْلَ أَنْ يَرْتَدَّ
إِلَيْكَ طَرْفُكَ فَلَمَّا رَآهُ مُسْتَقِرًّا عِنْدَهُ قَالَ هَٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّي قف لِيَبْلُوَنِي أَأَشْكُرُ أَمْ
أَكْفُرُ ط وَمَنْ شَكَرَ فَإِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهِ وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ رَبِّي غَنِيٌّ كَرِيمٌ ﴿٤٠﴾ قَالَ
نَكِّرُوا لَهَا عَرْشَهَا نَنْظُرْ أَتَهْتَدِي أَمْ تَكُونُ مِنَ الَّذِينَ لَا يَهْتَدُونَ ﴿٤١﴾ فَلَمَّا جَاءَتْ
قِيلَ أَهَٰكَذَا عَرْشُكِ ط قَالَتْ كَأَنَّهُ هُوَ وَأُوتِينَا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهَا وَكُنَّا مُسْلِمِينَ
﴿٤٢﴾ وَصَدَّهَا مَا كَانَتْ تَعْبُدُ مِنْ دُونِ اللَّهِ إِنَّهَا كَانَتْ مِنْ قَوْمٍ كَافِرِينَ
﴿٤٣﴾ قِيلَ لَهَا ادْخُلِي الصَّرْحَ فَلَمَّا رَأَتْهُ حَسِبَتْهُ لُجَّةً وَكَشَفَتْ عَنْ سَاقَيْهَا ط قَالَ
إِنَّهُ صَرْحٌ مُمَرَّدٌ مِنْ قَوَارِيرَ قَالَتْ رَبِّ إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي وَأَسْلَمْتُ مَعَ سُلَيْمَانَ لِلَّهِ
رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿٤٤﴾

"(خط سنا کر) کہنے لگی کہ اے اہل دربار میرے اس معاملے میں مجھے مشورہ دو جبتک تم حاضر نہ ہو (اور صلاح نہ دو) میں کسی کام کا فیصلہ کرنے والی نہیں [۳۲] وہ بولے ہم بڑے زور آور اور سخت جنگجو ہیں اور حکم آپ کے اختیار میں ہے۔ تو جو حکم دیجئیے گا (اُس کے مال پر) نظر کر لیجئے گا [۳۳] اس نے کہا کہ بادشاہ جب کسی شہر میں داخل ہوتے ہیں تو اس کو تباہ کر دیتے ہیں اور وہاں کے عزت والوں کو ذلیل کر دیا کرتے ہیں اور اسی طرح یہ بھی کریں گے [۳۴] اور میں اُن کی طرف کچھ تحفہ بھیجتی ہُوں اور دیکھتی ہوں کہ قاصد کیا جواب لاتے ہیں [۳۵] جب (قاصد) سلیمان کے پاس پہنچا تو (سلیمان نے) کہا کیا تو مجھے مال سے مدد دینا چاہتے ہو جو کچھ خدا نے مجھے عطا فرمایا ہے وہ اس سے بہتر ہے جو تمہیں دیا ہے حقیقت یہ ہے کہ اپنے تحفے سے تم ہی خوش ہوتے ہوگے [۳۶] ان کے پاس واپس جاؤ ہم اُن پر ایسے لشکر لیکر حملہ کرینگے جن کے مقابلے کی اُن میں طاقت نہ ہوگی اور اُن کو وہاں سے بے عزت کر کے نکالینگے اور وہ ذلیل ہونگے [۳۷] (سلیمان نے) کہا کہ اے دربار والو کوئی تم میں ایسا ہے کہ قبل اسکے کہ وہ لوگ فرمانبردار ہو کر ہمارے پاس آئیں ملکہ کا تخت میرے پاس لے آئے [۳۸] جنات میں سے ایک قوی ہیکل جن نے کہا کہ قبل اس کے کہ آپ اپنی جگہ سے اُٹھیں میں اُس کو آپ کے پاس لا حاضر کرتا ہوں اور مجھے اس پر قدرت (بھی) حاصل ہے (اور) امانت دار بھی ہوں [۳۹] ایک شخص جس کو کتاب (الٰہی) کا علم تھا کہنے لگا کہ میں آپ کی آنکھ کے جھپکنے سے پہلے پہلے اُسے آپ کے پاس حاضر کئے دیتا ہوں جب (سلیمانؑ نے) تخت کو اپنے پاس رکھا ہوا دیکھا تو کہا کہ یہ میرے پروردگار کا فضل ہے تا کہ مجھے آزمائیں کہ میں شکر کرتا ہوں یا کفرانِ نعمت کرتا ہوں اور جو شکر کرتا ہے تو اپنے ہی فائدے کے لئے شکر کرتا ہے اور جو ناشکری کرتا ہے تو میرا پروردگار (بے پرواہ) اور کرم کرنے والا ہے [۴۰] (سلیمان نے) کہا کہ ملکہ کے (امتحان عقل کے) اسکے تخت کی صورت بدل دو دیکھیں کہ وہ سُوجھ رکھتی ہے یا اُن لوگوں میں سے ہے جو سُوجھ نہیں رکھتے [۴۱] جب وہ آ پہنچی تو پوچھا گیا کیا آپ کا تخت اسی طرح کا ہے اس نے کہا کہ یہ تو گویا ہُو بہُو وہی ہے اور ہم کو اس سے پہلے ہی (سلیمان کی عظمت و شان کا) علم ہو گیا تھا اور ہم فرمانبردار ہیں [۴۲] اور وہ جو خدا کے سوا (اور کی) پرستش کرتی تھی (سلیمان نے) اسکو اس سے منع کیا (اس سے پہلے تو) وہ کافروں میں سے تھی [۴۳] (پھر) اس سے کہا گیا کہ محل میں چلئے۔ جب اس نے اس (کے فرش) کو دیکھا تو اُسے پانی کا حوض سمجھا اور (کپڑا اٹھا کر) اپنی پنڈلیاں کھول دیں (سلیمان نے) کہا یہ ایسا محل ہے جس کے (نیچے بھی) شیشے جڑے ہوئے ہیں۔ وہ بول اٹھی پروردگار میں اپنے آپ پر ظلم کرتی رہی تھی اور (اب) میں سلیمان کے ہاتھ پر خدائے رب العالمین پر ایمان لاتی ہُوں" [۴۴]

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ ملکہ بلقیس نے اپنی مملکت کے سرداروں کو جمع کیا اور ان سے اس معاملہ میں مشورہ کیا۔ ان سرداروں اور اس کی رائے یہ ہوئی کہ وہ حضرت سلیمانؑ سے جنگ کریں گے۔ وہ (اپنے لشکر کے ساتھ) چلی۔ جب وہ حضرت سلیمانؑ کے ملک کے قریب پہنچی تو اس نے کہا میں حضرت سلیمانؑ کی طرف ایک تحفہ بھیجتی ہوں، اگر انہوں نے تحفہ قبول کرلیا تو وہ بادشاہ ہے، میں اس سے جنگ کروں گی۔ اگر انہوں نے تحفہ قبول نہ کیا تو میں اس کی پیروی کروں گی کیونکہ وہ نبی ہے۔ جب ملکہ بلقیس کے قاصد حضرت سلیمانؑ کے قریب پہنچے تو حضرت سلیمانؑ کو ان کی خبر پہنچ گئی۔ آپ نے جنوں کو حکم دیا تو انہوں نے سونے اور چاندی کے ایک ہزار محلات بنا دیے۔ جب ملکہ بلقیس کے قاصدوں نے سونے کے محلات دیکھے تو انہوں نے کہا اسے ہمارے تحائف سے کیا سروکار جبکہ اس کے محلات سونے اور چاندی کے ہیں۔ جب وہ تحائف کے ساتھ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضرت سلیمانؑ نے فرمایا: کیا تم مجھے مال کا تحفہ دیتے ہو؟ پھر حضرت سلیمانؑ نے فرمایا: ان کے اطاعت گزار بن کر آنے سے قبل کون میرے پاس اس کا عرش لائے گا؟ تو حضرت سلیمانؑ کے کاتب نے عرض کی: اپنی نظر کو اٹھایئے، آپ نے اپنی نظر اٹھائی۔ جب نظر اٹھائی تو وہ آپ کے پلنگ کے سامنے تھا۔ تو حضرت سلیمانؑ نے فرمایا: اس کے لیے اس کے عرش میں کوئی اجنبیت پیدا کردو۔ تو اس تخت سے نگینے، متعلقہ چیزیں اور جو اشیاء اس پر لگی ہوئی تھیں وہ الگ کردیں۔ ملکہ بلقیس کو کہا گیا تیرا عرش ایسا ہی تھا۔ ملکہ بلقیس نے کہا گویا یہ وہی ہے۔ حضرت سلیمانؑ نے جنوں کو حکم دیا تو انہوں نے ملکہ بلقیس کے لیے شیشہ کا بے جوڑ محل بنا دیا اور اس میں مچھلیوں کی شکلیں بنا دیں۔ اس سے کہا گیا اس محل میں داخل ہوجاؤ۔ تو اس نے اپنی پنڈلی سے کپڑے کو اونچا کردیا تو اس میں بال تھے۔ اسی واقعہ پر آپ نے چونے کی صنعت کا حکم دیا۔ تو اسے بتایا گیا یہ شیشے کا محل ہے۔ تو اسی واقع پر اس نے کہا تھا ﴿رب انی ظلمت نفسی واسلمت مع سلیمن للّٰہ رب العلمین﴾ (۱)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت زہیر بن محمدؒ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿افتونی فی امری﴾ کا معنیٰ ہے مجھے اپنی رائے سے آگاہ کرو کیونکہ میں اس وقت تک کوئی فیصلہ نہیں کرتی جب تک تم مجھے مشورہ نہ دو (۲)۔

امام ابن ابی شیبہؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت مجاہدؒ سے روایت نقل کی ہے کہ ملکہ سبا کے زیر نگیں بارہ ہزار چھوٹے بادشاہ تھے اور ہر ایک بادشاہ کی قیادت میں ایک لاکھ سپاہی تھا۔ یہی وہ لوگ تھے جنہوں نے کہا تھا

---

(۱) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النمل، ۹: ۲۸۷۵ رقم (۱۶۳۱۵)

(۲) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النمل، ۹: ۲۸۷۵ رقم (۱۶۳۱۶)

ہم طاقت وقوت والے ہیں(۱)۔

امام عبد بن حمیدؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت قتادہؒ سے روایت نقل کی ہے کہ ہمارے سامنے یہ بات کی گئی کہ اس کا پہلا مشورہ تین سو بارہ افراد کے ساتھ تھا۔ ان میں سے ہر ایک دس ہزار افراد کا قائد تھا(۲)۔

امام ابن ابی شیبہؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے ﴿ان الملوك اذا دخلوا قرية افسدوها﴾ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ جب وہ اس میں زبردستی داخل ہوتے ہیں تو انہیں برباد کر دیتے ہیں(۳)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت زہیر بن محمدؒ سے ﴿وجعلوا اعزة اهلها اذلة﴾ کا یہ ترجمہ نقل کیا ہے کہ وہ تلوار کے ذریعے عزت داروں کو ذلیل کر دیتے ہیں(۴)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ ملکہ بلقیس نے یہ بات کہی تھی تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ﴿وكذلك يفعلون﴾(۵)۔

امام ابن ابی شیبہؒ نے مصنف میں ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ ملکہ بلقیس نے کہا میں سونے کی ایک اینٹ بطور تحفہ بھیجتی ہوں۔ جب قاصد آئے تو شہر کی دیواریں سونے کی بنی ہوئی تھیں۔ اسی وجہ سے حضرت سلیمانؑ نے کہا تھا کیا تم میری مدد مال سے کرتے ہو؟(۶)۔

امام عبد بن حمیدؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت قتادہؒ سے روایت نقل کی ہے کہ میں ان کی طرف ایک تحفہ بھیجتی ہوں۔ اگر وہ اہل دنیا سے ہوئے تو میں اس کے ذریعے ان سے اپنے ملک کا دفاع کروں گی۔ تو ملکہ بلقیس نے سونے کی ایک اینٹ ریشم و دیباج میں لپیٹ کر بھیجی۔ اس کی خبر حضرت سلیمانؑ کو ہوگئی۔ آپ نے سونے کی اینٹیں بنانے کا حکم دیا جو بنا دی گئیں۔ پھر انہیں ان کے راستہ میں جانوروں کے پاؤں میں پھینک دیا گیا۔ جانور جن پر بول و براز کرتے تھے۔ جب ملکہ بلقیس کے قاصد آئے جب کہ اینٹیں جانوروں کے پاؤں میں تھیں تو وہ تحفہ جو

---

(۱) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النمل، ۹: ۲۸۷۵ رقم (۱۶۳۲۰)

(۲) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النمل، ۹: ۲۸۷۵ رقم (۱۶۳۲۱)

(۳) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النمل، ۹: ۲۸۷۵ رقم (۱۶۳۲۴)

(۴) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النمل، ۹: ۲۸۷۵ رقم (۱۶۳۲۷)

(۵) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النمل، ۹: ۲۸۷۵ رقم (۱۶۳۲۸)

(۶) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النمل، ۹: ۲۸۷۵ رقم (۱۶۳۲۶)

مصنف ابن ابی شیبۃ: کتاب: الفضائل، باب: ما أعطى الله تعالى سليمان بن داود، رقم (۱۳۲۶۱)

لائے تھے اسے وہ اپنے ہاتھ حقیر جاننے لگے(۱)۔

امام عبدالرزاقؒ، عبد بن حمیدؒ، ابن جریرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ثابت بنانیؒ سے روایت نقل کی ہے کہ ملکہ بلقیس نے حضرت سلیمانؑ کے لیے ریشم کے غلافوں میں سونے کی اینٹیں بطور ہدیہ بھیجیں۔ جب یہ خبر حضرت سلیمانؑ کو ملی تو آپ نے جنوں کو حکم دیا تو انہوں نے مٹی کی اینٹوں پر سونے کا پانی چڑھا دیا۔ پھر آپ نے حکم دیا تو ان اینٹوں کو راستے میں پھینک دیا گیا۔ جب وہ قاصد آئے اور انہیں راستوں اور ہر جگہ پر پڑا سا ہوا دیکھا تو انہوں نے کہا ہم وہ شے لائے ہیں جسے ہم ہر اس جگہ پر پڑا ہوا دیکھتے ہیں جس طرف نظر جاتی ہے۔ تو وہ تحفہ جو اپنے ساتھ لائے تھے اسے انہوں نے حقیر جانا(۲)۔

امام فریابیؒ، ابن ابی شیبہؒ، عبد بن حمیدؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت مجاہدؒ سے یہ قول نقل کیا ہے: ایسی لونڈیاں بھیجیں جن کے لباس بچوں جیسے تھے اور ایسے غلام بھیجے جن کے لباس لونڈیوں جیسے تھے(۳)۔

امام ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت سعید بن جبیرؒ سے روایت نقل کی ہے کہ اس نے اسی غلام اور لونڈیاں بھیجے تھے۔ اور سب کے سر کے بال منڈوا دیے تھے اور کہا اگر وہ لونڈیوں میں سے غلاموں کو پہچان گئے تو وہ نبی ہیں۔ اگر وہ لونڈیوں میں سے غلاموں کو نہ پہچان سکا تو وہ نبی نہیں۔ آپ نے پانی منگوایا، فرمایا: وضو کرو۔ تو غلام کہنیوں سے ہتھیلیوں کی طرف دھونے لگے اور لونڈیوں نے ہتھیلیوں سے کہنیوں کی طرف دھونا شروع کیا۔ تو حضرت سلیمانؑ نے فرمایا: یہ لونڈیاں اور یہ غلام ہیں(۴)۔

امام عبد بن حمیدؒ اور ابن منذرؒ نے عکرمہؒ سے نقل کیا ہے کہ بلقیس کا تحفہ سلیمانؑ کے لئے دو سو گھوڑے اور ہر گھوڑے پر ایک غلام اور ایک لونڈی سوار تھے۔ غلام اور لونڈی ایک ہی صورت پر تھے۔ لونڈی غلام سے نہیں پہچانی جاتی اور غلام لونڈی سے نہیں پہچانا جاتا۔ ہر گھوڑے پر ایسا رنگ تھا جو دوسرے پر نہیں تھا(۵)۔

---

(۱) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النمل، ۹: ۲۸۷۷ رقم (۱۶۳۲۹)

(۲) تفسیر الطبری، سورۃ النمل، ۹: ۵۱۶ رقم (۲۶۹۶۴)
تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النمل، ۹: ۲۸۷۹ رقم (۱۶۳۳۷)

(۳) تفسیر الطبری، سورۃ النمل، ۹: ۵۱۶ رقم (۲۶۹۶۲)
تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النمل، ۹: ۲۸۷۷ رقم (۱۶۳۳۰)

(۴) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النمل، ۹: ۲۸۷۷ رقم (۱۶۳۳۱) ۔۔ یہ ایک اسرائیلی روایت ہے علامہ ابن کثیرؒ نے اس کی نشاندہی کی ہے۔ [ابوفداء، تفسیر ابن کثیر، قدیمی کتب خانہ، کراچی، ج ۴، ص ۶۶]

(۵) فتح القدیر، سورۃ النمل، ۵: ۳۶۱

امام ابن ابی حاتمؒ نے عکرمہؒ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ ہدیہ خدمت کے لیے غلام، لونڈیاں اور سونے کی اینٹیں تھیں (۱)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے قتادہؒ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ ہدیہ جواہرات پر مبنی تھا (۲)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت قتادہؒ سے روایت نقل کی ہے کہ جب تحفہ لونڈیوں اور غلاموں کی صورت میں حضرت سلیمانؑ کے پاس پہنچا تو آپ نے وضو کے ذریعے ان کا امتحان لیا۔ تو غلاموں نے کلائیوں کے ظاہر کو باطن سے پہلے دھویا اور لونڈیوں نے باطن کو ظاہر سے پہلے دھویا (۳)۔

امام ابن ابی شیبہؒ نے حضرت سدیؒ سے روایت نقل کی ہے کہ ملکہ بلقیس نے کہا تھا اگر اس نے ہدیہ قبول کر لیا تو بادشاہ ہے۔ تو اس سے اپنے ملک کا دفاع کرنے کے لیے اس سے جنگ کرو۔ اگر وہ ہدیہ قبول نہ کرے تو وہ نبی ہے۔ اس سے جنگ کرنے کی تم میں طاقت نہیں۔ ملکہ بلقیس نے حضرت سلیمانؑ کی طرف ہدیہ بھیجا۔ غلام، لونڈیوں کی شکل وصورت اور زیورات میں تھیں۔ اور لونڈیوں غلاموں کی ہیئت اور لباس میں تھیں۔ اس نے مزید سونے کی اینٹیں اور مختلف قسم کے سوراخ نکالے ہوئے گھونگے بھی بھیجے۔ ایک پیالہ بھیجا اور یہ سب کچھ اس لیے بھیجا تا کہ اس کی حقیقت کو جانے۔ جب تحفے حضرت سلیمانؑ تک پہنچے تو آپ نے جنوں کو حکم دیا تو انہوں نے شہر کی اینٹوں اور اس کی دیواروں کو سونے اور چاندی کا پانی چڑھا دیا۔ جب ملکہ بلقیس کے قاصدوں نے یہ دیکھا تو کہا ہم ان لوگوں کے علاقوں میں سونے کی اینٹوں کو کہاں لے جائیں گے جب کہ ان کی دیواریں سونے اور چاندی کی ہیں۔ انہوں نے سونے کی اینٹیں اپنے پاس روک لیں اور باقی ماندہ چیزیں آپ کی خدمت میں پیش کر دیں۔ اور کہا ہمارے لیے لونڈیوں میں سے غلاموں کو الگ کر دیا۔ جہاں تک لونڈیوں کا تعلق تھا انہوں نے اپنے ہاتھ پر پانی انڈیلا۔ جہاں تک غلاموں کا تعلق ہے انہوں نے چلو بھرا۔ انہوں نے کہا ان گھونگھوں میں دھاگہ داخل کر دو۔ آپ نے باریک سانپ کو بلایا۔ اس کے ساتھ دھاگہ باندھا اور ان میں داخل کر دیا۔ وہ سانپ ان گھونگھوں میں گھوما پھرا یہاں تک کہ دوسری جانب نکل گیا۔ انہوں نے عرض کی: اس پیالے کو پانی سے بھر دو جو پانی نہ زمین کا ہو نہ آسمان کا۔ حضرت سلیمانؑ نے گھوڑا لانے کا حکم دیا۔ اسے ڈوڑایا گیا یہاں تک کہ وہ رک گیا تو آپ نے

---

(۱) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النمل، ۹: ۲۸۷۸ رقم (۱۶۳۳۳)

(۲) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النمل، ۹: ۲۸۷۸ رقم (۱۶۳۳۵)

(۳) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النمل، ۹: ۲۸۷۸ رقم (۱۶۳۳۵)

اس کا پسینہ پوچھنے کا حکم دیا تو اسے پیالے میں ڈالا اور اسے بھر دیا۔ جب قاصد واپس آئے تو انہوں نے ملکہ سبا کو بتایا کہ سلیمانؑ نے تحائف واپس کر دیے ہیں۔ اس نے ایک وفد ترتیب دیا۔ اس نے اپنے تخت کے بارے میں حکم دیا۔ اسے سات دروازوں کے اندر رکھا گیا اور سب کے تالے لگا دیے۔ اس نے چابیاں خود لے لیں۔ جب حضرت سلیمانؑ کو وہ خبر پہنچی جو اس نے اپنے تخت کے بارے میں انتظام کیا تھا تو اس وقت آپ نے ارشاد فرمایا تھا ﴿ایکم یاتینی بعرشها﴾ (۱)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت زہیر بن محمدؒ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت سلیمانؑ سے فرمایا گیا تھا میرے پاس جنوں اور انسانوں کا ایسا لشکر لے آؤ جس کی ابتدا اور انتہا نہ ہو (۲)۔

امام ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابو صالحؒ سے ﴿لا قبل لهم بها﴾ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ جن کی وہ تاب نہ لا سکیں (۳)۔

امام عبد بن حمیدؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت قتادہؒ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ جب حضرت سلیمانؑ کو یہ خبر پہنچی کہ وہ یہاں آ گئی ہے۔ حضرت سلیمانؑ کے سامنے اس کے عرش کا ذکر کیا گیا تھا جس نے آپ کو تعجب میں ڈال دیا تھا جبکہ اس کا عرش سونے کا، اس کے پائے موتیوں اور جوہرات کے تھے جو ریشم اور دیباج میں چھپا ہوا تھا جس پر سات دروازے بند ہوئے تھے۔ حضرت سلیمانؑ نے یہ ناپسند کیا کہ وہ اسی تخت کو ان کے اسلام لانے کے بعد لیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کے نبی حضرت سلیمانؑ اس بات کا علم رکھتے تھے کہ جب لوگ اسلام قبول کر لیں تو ان کا مال ان کے خونوں کے ساتھ حرام ہو جاتے ہیں۔ تو آپ نے یہ پسند کیا کہ یہ تخت ان کے اسلام لانے سے پہلے لایا جائے۔ تو آپ نے اس کے لانے کے بارے میں ارشاد فرمایا تھا (۴)۔

امام فریابیؒ، ابن ابی شیبہؒ، عبد بن حمیدؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت مجاہدؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ عرش سے مراد وہ چارپائی ہے جو آراستہ و مزین تخت میں ہے (۵)۔

---

(۱) ر ابن ابی حاتم، سورۃ النمل، ۹:۲۸۸۱ رقم (۱۶۳۳۴)

(۲) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النمل، ۹:۲۸۸۱ رقم (۱۶۳۵۰)

(۳) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النمل، ۹:۲۸۸۱ رقم (۱۶۳۵۰)

(۴) تفسیر الطبری، سورۃ النمل، ۹:۵۲۱ رقم (۲۶۹۸۰)
تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النمل، ۹:۲۸۸۳ رقم (۱۶۳۵۹)

(۵) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النمل، ۹:۲۸۸۳ رقم (۱۶۳۶۲)

ابن منذرؒ نے علیؓ کے واسطے سے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ مسلمین کا معنیٰ اطاعت کرنے والا کیا ہے(۱)۔

امام فریابیؒ، ابن ابی شیبہؒ، عبد بن حمیدؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت مجاہدؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جنوں میں سے ایک سرکش جن نے کہا اور مقامك سے مراد بیٹھنے کی جگہ ہے(۲)۔

امام عبد بن حمیدؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے ابو صالحؒ سے روایت نقل کی ہے کہ عفریت سے مراد عظیم ہے گویا وہ پہاڑ تھا(۳)۔

امام ابن جریرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت شعیب جبائیؒ(۴) سے روایت نقل کی ہے کہ عفریت کا نام کوزن تھا(۵)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت یزید بن رومانؒ سے روایت نقل کی ہے کہ عفریت کا نام کوزی تھا(۶)۔

امام ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ ﴿عفریت من الجن﴾ سے مراد صخر جنی ہے۔ وہ اس کے اٹھانے کی طاقت رکھتا ہے اور جو اس کے پاس امانت رکھی جائے اس میں امین ہے(۷)۔

---

(۱) ثعلبی، ابو اسحاق، احمد بن ابراھیم، الکشف والبیان، دار احیاء التراث العربی، طبع (۱۴۲۲ھ)، سورۃ النمل، ۷:۲۰۹

(۲) تفسیر الطبری، سورۃ النمل، ۹:۵۲۲ رقم (۲۶۹۸۴)

تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النمل، ۹:۲۸۸۴ رقم (۱۶۳۷۰)

(۳) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النمل، ۹:۲۸۸۴ رقم (۱۶۳۶۴)

(۴) شعیب بن الاسود جبائی اخباری [جباء یمن میں پہاڑی سلسلے کا نام ہے] صاحب الملاحم تابعی ہیں۔ امام ابن حبان نے آپ کو [الثقات] میں ذکر کیا ہے۔ [لسان المیزان، ۳:۱۵۰ رقم (۵۳۸)۔ الجرح التعدیل، ۴:۳۴۲ رقم (۱۵۰۰)]

(۵) تفسیر الطبری، سورۃ النمل، ۹:۵۲۲ رقم (۲۶۹۸۷)

تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النمل، ۹:۲۸۸۴ رقم (۱۶۳۶۷)

(۶) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النمل، ۹:۲۸۸۴ رقم (۱۶۳۷۸)

(۷) تفسیر الطبری، بیروت، سورۃ النمل، ۹:۵۲۲ رقم (۲۶۹۹۲)

تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النمل، ۹:۲۸۸۴ رقم (۱۶۳۷۴)

امام ابن شیبہؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ من مقامك سے مراد من مجلسك ہے(۱)۔

امام ابن ابی حاتمؒ زہیر بن محمدؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مقامك سے مراد مجلسك سے جس میں آپ فیصلہ کے لیے بیٹھتے ہیں۔ حضرت سلیمانؑ جب اپنی مجلس میں فیصلہ کے لیے بیٹھتے تو سورج کے زوال سے پہلے نہیں اٹھتے تھے(۲)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ علیه سے مراد اس کے جوہر پر ہے(۳)۔

ابن ابی شیبہؒ اور ابن منذرؒ نے مجاہدؒ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ جب عفریت نے یہ عرض کی تو حضرت سلیمانؑ نے فرمایا: میں اس سے بھی تیزی کا ارادہ کرتا ہوں تو ایک صاحب علم نے کہا تو تخت زمین کے ایک سوراخ سے باہر نکل آیا(۴)۔

امام عبد بن حمیدؒ نے حضرت حماد بن سلمہؒ(۵) سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت ابی بن کعبؓ کے مصحف میں دیکھا وانی علیه لقوی امین تو حضرت سلیمانؑ نے کہا میں اس سے بھی جلدی کا ارادہ رکھتا ہوں(۶)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے: هذه علم من الكتب سے مراد آصف بن برخیا ہے جو حضرت سلیمانؑ کا کاتب تھا(۷)۔

---

(۱) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النمل، ۹:۲۸۸۴ رقم (۱۶۳۶۹)

(۲) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النمل، ۹:۲۸۸۴ رقم (۱۶۳۷۲)

(۳) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النمل، ۹:۲۸۸۴ رقم (۱۶۳۷۴)

(۴) تفسیر مجاهد، سورۃ النمل، ۱:۱۹۱ رقم (۱۱۹۰)

(۵) حماد بن سلمۃ بن دینار البصری، ابوسلمۃ بن ابی صخرۃ مولیٰ ربیعۃ بن مالک بن حنظلۃ تمیمی، یا آپ کو مولیٰ قریش بھی کہا جاتا تھا۔ آپ ایک بہت بڑے عالم، امام، عابد اور اثبت الناس تھے۔ امام ابن سعدؒ نے آپ کے بارے میں لکھا ہے: كان ثقة كثير الحديث ربما حدث بالحديث المنكر، امام عجلیؒ آپ کے بارے میں کچھ یوں رقمطراز ہے: ثقة، رجل صالح، حسن الحديث. ۱۶۷ھ کو وفات پا گئے تھے۔ [تهذيب التهذيب، ۳:۱۱ رقم (۱۴)۔ معرفة الثقات، ۱:۳۱۹ رقم (۳۵۴)]

(۶) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النمل، ۹:۲۸۸۵ رقم (۱۶۳۷۳)

(۷) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النمل، ۹:۲۸۸۴ رقم (۱۶۳۷۷)

امام ابن ابی حاتمؒ نے یزید بن رُومانؒ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ آصف بن برخیا تھا۔ وہ صدیق تھا اور اسم اعظم جانتا تھا(۱)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت مجاہدؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس کا نام اسطوم تھا(۲)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن لھیعہؒ سے روایت نقل کی ہے کہ اس سے مراد حضرت خضرؑ ہیں(۳)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت زہیر بن محمدؒ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ ایک انسان تھا جسے ذوالنور کہتے تھے(۴)۔

امام ابن عساکرؒ نے حضرت حسن بصریؒ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ آصف بن برخیا بن مشعیا بن منکیل تھا۔ اس کی ماں کا نام باطورا تھا جو بنی اسرائیل سے تعلق رکھتی تھی(۵)۔

امام ابن جریرؒ نے حضرت قتادہؒ سے روایت نقل کی ہے کہ اس کا نام تملیخ تھا(۶)۔

امام فریابیؒ، ابن ابی شیبہؒ، عبد بن حمیدؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت مجاہدؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ علم من الکتب سے مراد اسم اعظم ہے۔ جب اس کے واسطہ سے دعا کی جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس دعا کو قبول فرماتا ہے: وہ یاذوالجلال والاکرام ہے(۷)۔

امام ابن جریرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے قتادہؒ سے نقل کیا ہے کہ ﴿قال الذی عندہ علم من الکتاب﴾ بنی اسرائیل میں آدمی تھا وہ اسم اعظم جانتا تھا وہ اللہ تعالیٰ کا یہ نام تھا یاذالجلال والاکرام جب وہ اُس کے زریعے دعا مانگتا تھا تو اُس کی دعا قبول ہوتی تھی(۸)۔

---

(۱) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النمل، ۹: ۲۸۸۷ رقم (۱۶۳۸۱)

(۲) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النمل، ۹: ۲۸۸۷ رقم (۱۶۳۸۲)

(۳) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النمل، ۹: ۲۸۸۷ رقم (۱۶۳۷۹)

(۴) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النمل، ۹: ۲۸۸۴ رقم (۱۶۳۷۶)

(۵) روح المعانی، سورۃ النمل، ۱۰: ۱۹۸ [شمعیا بن منکیل]

(۶) تفسیر الطبری، سورۃ النمل، ۹: ۵۲۳ رقم (۲۶۹۹۳)

(۷) تفسیر الطبری، سورۃ النمل، ۹: ۵۲۳ رقم (۲۶۹۹۵)
تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النمل، ۹: ۲۸۸۴ رقم (۱۶۳۸۴)

(۸) تفسیر الطبری، سورۃ النمل، ۹: ۵۲۳ رقم (۲۶۹۹۷)
تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النمل، ۹: ۲۸۸۴ رقم (۱۶۳۸۵)

امام فریابیؒ، ابن ابی شیبہؒ، عبد بن حمیدؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت مجاہدؒ سے ﴿قبل ان یرتد الیك طرفك﴾ کی تفسیر نقل کی ہے: لگاتار دیکھنا یہاں تک کہ تیری نظر نامراد لوٹے (۱)۔

امام ابوعبیدؒ، عبد بن حمیدؒ، ابن جریرؒ اور ابن منذرؒ نے حضرت مجاہدؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت ابن مسعودؓ کی قراءت میں ہے ﴿قال الذی عندہ علم من الکتب انا انظر فی کتاب ربی ثم اتیك به قبل ان یرتد الیك طرفك﴾ کہا اس عالم نے گفتگو کی تو وہ تخت زمین کے نیچے ایک سوراخ میں داخل ہو گیا یہاں تک کہ وہ ان کی طرف نکل آیا (۲)۔

امام ابن ابی شیبہؒ اور ابن منذرؒ نے حضرت سعید بن جبیرؒ سے روایت نقل کی ہے کہ آصف نے حضرت سلیمانؑ سے عرض کی: آسمان کی طرف دیکھو ابھی آپ نے آنکھ جھپکی تھی یہاں تک کہ وہ اس عرش کو لے آیا اور آپ کے سامنے رکھ دیا (۳)۔

امام عبد بن حمیدؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے (۴)۔

امام ابن جریرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت زہریؒ سے روایت نقل کی ہے: جس کے پاس کتاب کا علم تھا اس کی دعا یہ تھی: اے ہمارے معبود! اے ہر شے کے معبود! اے لاشریک معبود! تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ میرے پاس اس کا عرش لے آ۔ کہ اس نے حضرت سلیمانؑ کے سامنے اس عرش کی مثال رکھ دی (۵)۔

امام ابن ابی شیبہؒ، ابن منذرؒ اور ابن عساکرؒ سے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ ملکہ سبا کا عرش زمین و آسمان کے درمیان نہیں چلا تھا بلکہ اس کے لیے زمین لپٹ گئی تھی۔ تو وہ زمین کے نیچے نیچے چلا تھا یہاں تک کہ حضرت سلیمانؑ کے سامنے ظاہر ہوا تھا (۶)۔

---

(۱) تفسیر الطبری، سورۃ النمل، ۹:۵۲۴ رقم (۲۷۰۰۸)
تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النمل، ۹:۲۸۸۸ رقم (۱۶۳۹۴)

(۲) ابوعبید، فضائل القرآن، ۲:۹۶، رقم (۵۴۰)
تفسیر الطبری، سورۃ النمل، ۹:۵۲۱ رقم (۲۶۹۸۹)

(۳) روایت نہیں ملی

(۴) روایت نہیں ملی

(۵) تفسیر الطبری، سورۃ النمل، ۹:۵۲۴ رقم (۲۶۹۹۶)
تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النمل، ۹:۲۸۸۶ رقم (۱۶۳۸۳)

(۶) تاریخ دمشق، ۶۹:۷۷

امام ابن ابی شیبہؒ، عبد بن حمید اور ابن منذرؒ نے حضرت ابن سابطؒ سے روایت نقل کی ہے کہ اس نے اسم اعظم کے وسیلے سے دعا کی تھی۔ وہ اس تخت میں داخل ہوا۔ اس کے لیے زمین میں سوراخ ہو گیا یہاں تک کہ حضرت سلیمانؑ کے سامنے چشمہ کی صورت میں ابل پڑا (۱)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت زیدؒ سے روایت نقل کی ہے کہ اس نے اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے ایک اسم کے واسطے سے دعا کی تو ملکہ بلقیس کا عرش اس کی آنکھوں کے سامنے اٹھایا گیا تھا۔ وہ اس نام کو نہیں جانتے تھے۔ وہ اسم حضرت سلیمانؑ کے لیے مخفی رکھا گیا تھا جو آپ کو عطا کیا گیا ہے۔ وہ اس سے کئی گنا بڑھ کر تھا (۲)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت سدیؒ سے روایت نقل کی ہے کہ بنی اسرائیل کا ایک آدمی تھا جو اسم اعظم کو جانتا تھا۔ اس کے وسیلے سے جب دعا کی جائے تو اللہ تعالیٰ قبول فرماتا ہے جب اس کے واسطے سے سوال کیا جائے تو اسے عطا کیا جاتا ہے۔ ارتداد طرف کا مطلب یہ ہے کہ آدمی اپنی نظر سے وہاں تک دیکھے جہاں تک اس کی نظر جا سکتی ہے۔ پھر وہ اپنی نظر لوٹائے اس نے دعا کی جب حضرت سلیمانؑ نے تخت کو اپنے سامنے پڑا ہوا دیکھا تو گھبرا گئے اور کہا کیا میرے علاوہ ایسا شخص ہے جو اللہ تعالیٰ کے ہاں مجھ سے زیادہ قدر و منزلت والا ہے (۳)۔

امام جریرؒ اور ابن منذرؒ نے ابن جریجؒ سے روایت نقل کی ہے کہ جب آپ کی خدمت میں تخت پیش کر دیا گیا تو اس وقت کہا ﴿هذا من فضل ربی لیبلونی﴾ تا کہ وہ مجھے آزمائے کہ جب عرش میرے پاس لایا جا چکا ہے تو اس پر میں اللہ تعالیٰ کا شکر کروں یا جب میں نے یہ دیکھا کہ جو دنیا میں مجھ سے رتبہ میں کم ہے اور علم میں بڑھ کر ہے اس پر اللہ تعالیٰ کی ناشکری کروں (۴)۔

امام ابن جریرؒ اور ابن حاتمؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا یہ جو ارشاد ہے: ﴿نکروا لها عرشها﴾ کا معنیٰ ہے کہ اس تخت میں کچھ کمی اور اضافہ کر دیا گیا تا کہ اس کی عقل کو پرکھا جائے تو اس عورت کو ثابت عقل والا پایا گیا (۵)۔

---

(۱) تفسیر ثعالبی، سورۃ النمل، ۳: ۱۳۷

(۲) تفسیر ابن ابی حاتم، ، سورۃ النمل، ۹: ۲۸۸۸ رقم (۱۶۴۰۱)

(۳) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النمل، ۹: ۲۸۸۸ رقم (۱۶۴۰۲)

(۴) تفسیر الطبری، سورۃ النمل، ۹: ۵۲۵ رقم (۲۷۰۱۲)

(۵) تفسیر الطبری، سورۃ النمل، ۹: ۵۲۵ رقم (۲۷۰۱۲)
تفسیر ابن ابی حاتم، ، سورۃ النمل، ۹: ۲۸۹۰ رقم (۱۶۴۱۳)

امام فریابیؒ، ابن ابی شیبہؒ، عبد بن حمیدؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے قتادہؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس کے اجنبی بنانے سے مراد یہ ہے کہ اس کے نیچے والے حصہ کو اوپر والا حصہ بنا دیا جائے۔ اس کا اگلا حصہ پچھلا حصہ بنا دیا جائے۔(۱) اس میں اضافہ اور کمی کر دی جائے۔ جب ملکہ بلقیس پہنچی تو اس سے کہا گیا تیرا تخت بھی اسی جیسا تھا۔ تو اس نے جواب دیا گویا یہ وہی ہے۔ ملکہ بلقیس نے اس موجود تخت کو اس تخت سے تشبیہ دی۔ وہ اس تخت کو پیچھے چھوڑ آئی تھی اور اسے اب اپنے سامنے پایا(۲)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت سدیؒ سے روایت نقل کی ہے کہ جب وہ داخل ہوئی جبکہ اس کا تخت بدلا جا چکا تھا۔ اس تخت کے زیورات اور فرش دوسری جگہ رکھ دیا گیا تھا۔ مقصود یہ تھا کہ اس تخت کو اس پر مشتبہ کر دیں۔ اس سے پوچھا گیا کیا تیرا فرش بھی ایسا ہی تھا تو وہ ہاں کہنے سے گھبرا گئی۔ لوگ اسے کہتے اس کے زیورات اور پردے تو ایسے نہ تھے۔ وہ یہ کہنے سے بھی گھبراتی کہ یہ وہ نہیں ہے۔ اسے کہا جاتا یہ وہی ہے مگر ہم نے اس کو تبدیل کر دیا۔ تو اس نے کہا گویا وہی ہے(۳)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت زبیر بن محمدؒ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت سلیمانؑ کہا کرتے تھے ہمیں اللہ تعالیٰ کی معرفت اور اس کی توحید عطا کی گئی(۴)۔

امام فریابیؒ، ابن ابی شیبہؒ، عبد بن حمیدؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت مجاہدؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت سلیمانؑ سے کہا کرتے تھے(۵): ﴿وصدها ما كانت تعبد من دون الله﴾ کی تفسیر میں یہ کہا کہ اسے حق کی طرف ہدایت پانے سے اللہ کی قضا نے روکے رکھا بتوں نے نہیں۔ اور صرح سے مراد پانی کا ایک تالاب تھا جس پر حضرت سلیمانؑ نے شیشے کا فرش لگوایا تھا۔ ملکہ بلقیس کے جسم پر بال تھے اس کے قدم ایسے تھے جیسے گدھے کے کھر ہوتے ہیں۔ اس کی ماں جنوں کی نسل سے تعلق رکھتی تھی(۶)۔

---

(۱) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النمل، ۹: ۲۸۹۰ رقم (۱۶۴۱۴)

(۲) تفسیر الطبری، سورۃ النمل، ۹: ۵۲۶ رقم (۲۷۰۱۳)
تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النمل، ۹: ۲۸۹۰ رقم (۱۶۴۱۴)

(۳) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النمل، ۹: ۲۸۹۰ رقم (۱۶۴۲۳)

(۴) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النمل، ۹: ۲۸۹۰ رقم (۱۶۴۲۵)

(۵) تفسیر الطبری: سورۃ النمل، ۹: ۵۲۷ رقم (۲۷۰۲۶)۔ تفسیر ابن ابی حاتم: سورۃ النمل، ۹: ۲۸۹۲ رقم (۱۶۴۲۷)

(۶) تفسیر الطبری: سورۃ النمل، ۹: ۵۲۸ رقم (۲۷۰۲۸)۔ تفسیر ابن ابی حاتم: سورۃ النمل، ۹: ۲۸۹۲ رقم (۱۶۴۲۷)۔ یہ ایک اسرائیلی روایت ہے علامہ ابن کثیرؒ نے اس کی نشاندہی کی ہے۔ [ابو فداء، تفسیر ابن کثیر، قدیمی کتب خانہ، کراچی، ۴: ۶۶]

امام ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت صالحؒ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ صرح شیشے کا تھا۔ اس میں مچھلیوں کی تصویریں تھیں۔ جب ملکہ بلقیس نے اسے دیکھا اور اسے کہا گیا اس تالاب میں داخل ہو جاؤ۔ تو اس نے اپنی پنڈلی سے کپڑا اٹھالیا۔ اس نے گمان کیا کہ یہ پانی ہے۔ ممرد کا معنی طویل ہے (۱)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت سدیؒ سے روایت نقل کی ہے کہ ملکہ بلقیس کی شکل وصورت کی تعریف کی گئی تھی تو حضرت سلیمانؑ نے یہ پسند کیا کہ اس کی پنڈلیوں کو دیکھیں۔ تو اسے کہا گیا اس میں داخل ہو جاؤ۔ جب بلقیس نے اسے دیکھا تو گمان کیا کہ یہ تو پانی ہے۔ تو اس نے اپنی پنڈلیوں سے کپڑا اٹھالیا۔ تو حضرت سلیمانؑ نے اسکی پنڈلیوں کو دیکھ لیا کہ ان دونوں پر بہت زیادہ بال ہیں۔ تو ملکہ بلقیس آپ کی نظروں سے گر گئی۔ حضرت سلیمانؑ نے اسے ناپسند کیا۔ جنوں نے ان سے کہا ہم آپ کے لیے ایک ایسی چیز بناتے ہیں جس سے یہ بال ختم ہو جائیں گے۔ جنوں نے چونا بنایا۔ انہوں نے ملکہ بلقیس پر مارا تو بال جاتے رہے۔ تو حضرت سلیمانؑ نے اس سے نکاح کر لیا (۲)۔

امام ابن منذرؒ نے حضرت ابن جریجؒ سے ﴿رب انی ظلمت نفسی﴾ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ میں نے گمان کیا کہ یہ پانی ہے اور حضرت سلیمانؑ نے اس کے قتل کا ارادہ کیا ہے۔ میں اس میں ضرور داخل ہوں گی۔ جب ملکہ بلقیس نے یہ دیکھا کہ وہ شیشہ ہے۔ تو پہچان گئی کہ اس نے حضرت سلیمانؑ کے بارے میں یہ گمان کر کے ظلم کیا ہے۔ اس کے قول ظلمت نفسی کا یہی مفہوم ہے۔ اس کے لیے حضرت سلیمانؑ کی یہ خفیہ تدبیر تھی۔ جنوں نے آپس میں گفتگو کی تم حضرت سلیمانؑ سے کوئی خفیہ تدبیر پاؤ گے۔ اگر آپ نے اس عورت سے نکاح کر لیا تو وحی اور جنوں کی فطانت جمع ہو جائے گی۔ تو تم اس کو کوئی دھوکہ نہ دے سکو گے۔ آپ کے سامنے کوئی بات کرو۔ انہوں نے کہا آپ کے سامنے اخلاص ہم پر لازم ہے۔ اس کے دونوں قدم گدھے کے کھروں جیسے ہیں۔ یہ اس وقت ہوا تھا جب شیشے کے تالاب کو اس پر مشتبہ کر دیا گیا تھا۔ حضرت سلیمانؑ نے بنی اسرائیل کی عورتوں کی طرف پیغام بھیجا کہ جب وہ اپنی پنڈلیوں کو ننگا کرے تو اسے دیکھیں کے اس کے قدم کیسے ہیں۔ تو انہوں نے کیا دیکھا کہ اس کی پنڈلیاں لوگوں کی پنڈلیوں سے حسین ترین تھیں جو بالوں والی تھیں۔ اس کے قدم انسانوں کے قدم جیسے تھے۔ بنی اسرائیل کی عورتوں نے آپ کو بشارت دی۔ حضرت سلیمانؑ نے بالوں کو ناپسند کیا۔ تو آپ نے جنوں کو حکم دیا تو انہوں نے چونا بنایا۔ یہی سب سے پہلا بال صفا پوڈر تھا (۳)۔

---

(۱) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النمل، ۹: ۲۸۹۰ رقم (۱۶۴۲۳)

(۲) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النمل، ۹: ۲۸۹۰ رقم (۱۶۴۲۴)

(۳) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النمل، ۹: ۲۸۹۳ رقم (۱۶۴۳۴) یہ اسرائیلی روایت ہے علامہ ابن کثیرؒ نے اس کی نشاندہی کی ہے۔ کسی پیغمبر کے لئے یہ مناسب نہیں کہ وہ ظاہر شکل وصورت کی وجہ سے کو کسی انسان کو نظر سے گرائے بلکہ اس کے پاس معیار تقویٰ ہوتا ہے۔ [تفسیر ابن کثیر، ۴: ۶۷۱]

امام ابن ابی شیبہؒ، عبد بن حمیدؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت سلیمان بن داؤد جب سفر کا ارادہ کرتے تو اپنے پلنگ پر بیٹھ جاتے۔ آپ کے دائیں بائیں کرسیاں رکھ دی جاتیں۔ پہلے آپ انسانوں اور پھر جنوں کو بیٹھنے کا حکم دیتے۔ پھر جنوں کے بعد شیاطین کو اجازت دیتے۔ پھر پرندوں کو حکم دیتے جو انہیں سایہ کر لیتے۔ ہوا کو حکم دیتے جو انہیں اٹھا لیتی جب کہ آپ پلنگ پر موجود ہوتے، لوگ کرسیوں پر ہوتے، پرندے سایہ کیے ہوتے، ہوا انہیں اڑا لے جاتی۔ صبح ایک شہر میں اور رات دوسرے شہر میں ہوتی۔ اس میں بڑی نرمی ہوتی۔ جہاں بھی جانے کا آپ ارادہ کرتے اسے لے جاتی۔ نہ بہت تیز ہوتی اور نہ ہی بہت نرم ہوتی بلکہ اس کے درمیان درمیان ہوتی۔ حضرت سلیمانؑ تمام پرندوں سے ایک پرندہ منتخب کرتے اسے ان پرندوں کا سردار بناتے۔ جب ان پرندوں کے بارے میں کوئی بات پوچھنا چاہتے تو ان کے سردار سے پوچھتے۔

اسی اثناء میں کہ حضرت سلیمانؑ جا رہے تھے کہ ایک جنگل میں پڑاؤ ڈالا، پوچھا یہاں سے پانی کتنا دور ہے؟ لوگوں سے پوچھا انہوں نے جواب دیا ہم تو کچھ نہیں جانتے۔ آپ نے شیاطین سے پوچھا انہوں نے جواب دیا ہم بھی کچھ نہیں جانتے۔ تو حضرت سلیمانؑ غضبناک ہو گئے۔ فرمایا: میں یہاں ہی رہوں گا یہاں تک کہ یہ جان لوں کہ یہاں سے پانی کتنا دور ہے؟ شیاطین نے عرض کی: یا رسول اللہ! ناراض نہ ہوں، اگر کوئی اس کا علم رکھتا ہے تو ہدہد ضرور جانتا ہوگا۔ حضرت سلیمانؑ نے ہدہد کو طلب فرمایا مگر وہ نہ ملا۔ حضرت سلیمانؑ سخت غضبناک ہو گئے اور فرمایا: میں اسے سخت عذاب دوں گا یا اسے ذبح کروں گا یا وہ میرے پاس موجود نہ ہونے کا واضح عذر بیان کرے گا۔ ہدہد ملکہ بلقیس کے محل کے پاس سے گزرا اس نے محل کے پیچھے اس کا ایک باغ دیکھا۔ اس کی سرسبزی کی طرف مائل ہوا اور اس میں جا اترا تو وہ اچانک باغ میں ایک ہدہد کے پاس تھا۔ اس سے سلیمانؑ کے ہدہد نے کہا تو حضرت سلیمانؑ سے کیوں دور ہے اور یہاں کیا کر رہا ہے؟ بلقیس کے ہدہد نے کہا تو سلیمانؑ سے آیا ہے؟ حضرت سلیمانؑ کے ہدہد نے کہا اللہ تعالیٰ نے ایک آدمی کو بھیجا ہے جسے سلیمانؑ کہتے ہیں۔ سلیمانؑ اللہ کا رسول ہے۔ اس کے لئے جن، انسان، ہوا اور پرندے مسخر کر دیے گئے ہیں۔ بلقیس کے ہدہد نے اسے کہا تو کیا کہتا ہے؟ حضرت سلیمانؑ کے ہدہد نے کہا میں تجھے وہی کہتا ہوں جو تو سنتا ہے۔ بلقیس کے ہدہد نے کہا یہ عجیب بات ہے، اس سے بھی زیادہ تعجب کی بات یہ ہے کہ اس قوم کی اکثریت پر عورت حکمران ہے۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے شکر کا یہ طریقہ بنایا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر سورج کو سجدہ کرتے ہیں۔

حضرت سلیمانؑ کے ہدہد کے لیے باتیں کی گئیں۔ حضرت سلیمانؑ کا ہدہد وہاں سے اڑا۔ جب لشکر کے قریب پہنچا تو دوسرے پرندوں نے اسے پکڑ لیا اور اسے کہا تجھے رسول اللہ نے دھمکی دی ہے اور آپ نے جو کہا تھا اس کے بارے

میں بتایا۔ حضرت سلیمانؑ کا پرندوں کے لیے یہی عذاب تھا کہ اس کے پر اکھیڑ لیتے اور دھوپ میں پھینک دیتے۔ وہ کبھی بھی اڑ نہ سکتا اور زمین کے کیڑے مکوڑوں کی گرفت میں رہتا یا اسے ذبح کر دیتے تو اس کی کبھی بھی نسل نہ رہتی۔ ہدہد نے کہا اللہ کے نبی نے اس سے استثناء نہیں کی؟ پرندوں نے کہا استثناء تو کی ہے، فرمایا تھا یا وہ واضح عذر لائے۔ جب ہدہد کو حضرت سلیمانؑ کی خدمت میں پیش کیا گیا تو فرمایا مجھ سے غائب ہونے کی کیا وجہ ہے؟ تو اس وقت ہدہد نے عرض کی ﴿احطت بما لم تحط به و جئتك من سبا بنبا يقين☆انی وجدت امراة تملكهم واوتيت من كل شی ء ولها عرش عظيم﴾ حضرت سلیمانؑ نے فرمایا تو نے عذر پیش کر دیا ہے۔ اس کے بعد آپ نے ملکہ بلقیس کو خط لکھا۔ جب ہدہد نے وہ خط ملکہ بلقیس پر پھینکا تو اس کے دل میں یہ بات ڈالی گئی کہ یہ ایک معزز خط ہے اور یہ خط حضرت سلیمانؑ کی طرف سے ہے جس میں اس کی قوم کی طرف ایک پیغام تھا۔ ملکہ بلقیس نے بھی اپنے سرداروں سے کہا جب بادشاہ کسی ملک میں داخل ہوتے ہیں تو وہاں کے عزت داروں کو ذلیل و رسوا کر دیتے ہیں۔ پھر ہدیہ بھیجا جب تحفہ حضرت سلیمانؑ تک پہنچا تو آپ نے فرمایا کیا تم مال کے ذریعے میری مدد کرنا چاہتے ہو۔ میں یہ مال ان کی طرف واپس کر دوں گا۔ جب ملکہ بلقیس کے قاصد اس کے پاس واپس پہنچے تو وہ گھبرا کے نکلی۔ اس کے ساتھ ایک ہزار چھوٹے بادشاہ تھے۔ ہر بادشاہ کے ساتھ ایک لاکھ جنگجو سپاہی تھے۔

حضرت سلیمانؑ بڑی ہیبت والے آدمی تھے۔ آپ کسی بات کا آغاز نہیں کرتے تھے یہاں تک کہ اس کا ان سے سوال کیا جاتا۔ ایک دن آپ نکلے۔ اپنی چارپائی پر بیٹھے تو آپ نے اپنے قریب ہی غبار دیکھا، پوچھا یہ کیا ہے؟ لشکر یوں نے بتایا یا رسول اللہ! یہ ملکہ بلقیس ہے۔ آپ نے پوچھا کیا وہ اس جگہ ہمارے ہاں پڑاؤ ڈالے ہوئے ہے۔ حضرت ابن عباسؓ نے کہا جب حضرت سلیمانؑ نے غبار دیکھا تھا تو حضرت سلیمانؑ اور ملکہ سبا اور اس کے ساتھیوں کے درمیان اتنا فاصلہ میسرہ اور کوفہ کے درمیان تھا۔ حضرت سلیمانؑ اپنے لشکر کی طرف متوجہ ہوئے، فرمایا: تم میں سے کون ہے جو ان کے اطاعت گزار بن کر آنے سے پہلے اس کا عرش میرے پاس لائے گا؟ کہا جب حضرت سلیمانؑ نے غبار دیکھا تھا تو اس وقت حضرت سلیمانؑ اور تخت کے درمیان دو ماہ کی مسافت تھی۔ ﴿قال عفريت من الجن انا اتيك به قبل ان تقوم من مقامك﴾

حضرت سلیمانؑ کی مجلس تھی جس میں لوگ بیٹھا کرتے تھے جس طرح امراء بیٹھا کرتے تھے۔ پھر اس سے اٹھتے حضرت سلیمانؑ نے فرمایا میں اس سے جلدی چاہتا ہوں۔ جس کے پاس کتاب کا علم تھا کہا میں اپنے رب کی کتاب میں دیکھتا ہوں پھر میں اسے آپ کی پلک جھپکنے سے پہلے لے آتا ہوں۔ جب اس آدمی نے حضرت سلیمانؑ کی بات ٹوکی تو

آپ نے اس کی طرف دیکھا۔ حضرت سلیمانؑ نے نظر اٹھائی تو حضرت سلیمانؑ کے قدموں کے نیچے سے اس کا عرش چشمہ کی طرح نکل آیا۔ اس کرسی کے نیچے سے جس پر آپ قدم رکھتے تھے۔ پھر آپ پلنگ پر بیٹھے تھے۔ جب حضرت سلیمانؑ نے ملکہ بلقیس کا عرش اپنے سامنے پڑا ہوا پایا۔ تو اس وقت کہا ﴿هذا من فضل ربی لیبلونی ء اشکر ام اکفر﴾ میں اللہ کا شکر کروں کہ یہ میرے پاس میری پلک جھپکنے سے بھی پہلے لے آیا ہے یا ناشکری کروں کہ اللہ تعالیٰ نے اسے زیادہ قدرت والا بنایا ہے جو مرتبہ میں مجھ سے کم ہے۔ حضرت سلیمانؑ نے فرمایا اس کے تخت کو بدل دو۔ جب وہ حضرت سلیمانؑ کی خدمت میں حاضر ہوئی تو اس سے پوچھا گیا کیا تیرا تخت اسی طرح تھا؟ تو اس نے جواب دیا گویا وہی ہے پھر اس نے کہا: اے سلیمانؑ! میں تم سے ایک بات پوچھنا چاہتی ہوں، مجھے اس بارے میں بتایئے۔ حضرت سلیمانؑ نے فرمایا: پوچھو۔ عرض کی: مجھے ایسے جاری پانی کے بارے میں بتایئے جو نہ زمین کا ہے اور نہ ہی آسمان کا۔ حضرت سلیمانؑ کے سامنے جب کوئی ایسی چیز آتی جسے آپ نہ جانتے تو اس کے بارے میں انسانوں سے پوچھتے۔ اگر انسانوں کو اس کا علم ہوتا تو بہتر ورنہ جنوں سے اس کے بارے میں پوچھتے۔ اگر جنوں کو پتہ ہوتا تو بہتر ورنہ شیاطین سے پوچھتے۔ شیاطین نے عرض کی: یارسول اللہ! اس سے برح کر کہ کوئی آسان نہیں ہے۔ گھوڑے کے بارے میں حکم دیجیے جو دوڑے پھر اس کے پسینہ سے برتن بھر لیجئے۔ حضرت سلیمانؑ نے فرمایا گھوڑے کا پسینہ۔ ملکہ بلقیس نے کہا آپ نے سچ کہا۔ اس نے پوچھا مجھے رب کے رنگ کے بارے میں بتایئے حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا حضرت سلیمانؑ اپنی چارپائی سے اچھل پڑے اور سجدے میں گر پڑے۔ تو ملکہ بلقیس آپ کے پاس سے اٹھ گئی۔ حضرت سلیمانؑ کے لشکر بکھر گئے۔ اللہ کا قاصد آیا، پوچھا تیرا رب تجھے ارشاد فرماتا ہے تیرا کیا بنا؟ حضرت سلیمانؑ نے عرض کی: اے میرے رب! جو اس نے کہا ہے تو اسے بہتر جانتا ہے۔ اس قاصد نے کہا اللہ تعالیٰ تجھے حکم دیتا ہے کہ تو اپنے پلنگ کی طرف لوٹ جا اور اس پر بیٹھ جا۔ تو ملکہ بلقیس اور اسکے موجود لشکروں کی طرف پیغام بھیج اور اپنے ان تمام لشکروں کی طرف پیغام بھیج کہ وہ تیرے پاس حاضر ہو جائیں اور تو اس سے اور ان لشکریوں سے وہی سوال کر جو اس نے آپ سے کیا تھا۔ حضرت سلیمانؑ نے ایسا ہی کیا۔ جب وہ سب لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہو گئے حضرت سلیمانؑ نے ملکہ بلقیس سے پوچھا تو نے مجھ سے کیا پوچھا تھا؟ ملکہ بلقیس نے کہا میں نے آپ سے ایسے جاری پانی کے بارے میں پوچھا تھا جو نہ زمین سے ہو اور نہ ہی آسمان سے تعلق رکھتا ہو۔ حضرت سلیمانؑ نے فرمایا میں نے تجھے بتایا تھا وہ گھوڑے کا پسینہ ہے۔ ملکہ بلقیس نے کہا آپ نے سچ کہا۔ حضرت سلیمانؑ نے فرمایا تو نے مجھ سے اور کیا سوال کیا تھا۔ ملکہ بلقیس نے کہا میں نے آپ سے اور کوئی سوال نہیں کیا تھا۔ حضرت سلیمانؑ نے فرمایا میں کس وجہ سے چارپائی سے زمین پر جا پڑا تھا؟ تو ملکہ بلقیس نے کہا مجھے اس کا علم نہیں۔ حضرت سلیمانؑ نے لشکریوں سے پوچھا تو انہوں نے بھی اسی طرح کی بات کی۔ حضرت سلیمانؑ نے اپنے انسانوں اور جنوں اور پرندوں کے لشکروں سے پوچھا نیز ہر اس چیز سے پوچھا جو اس وقت حاضر تھی۔ سب نے کہا ملکہ بلقیس نے تو صرف آپ سے جاری پانی کے بارے

میں پوچھا تھا یا رسول اللہ! حضرت سلیمانؑ نے فرمایا وہ تو ہو چکا۔ قاصد نے حضرت سلیمانؑ سے کہا اللہ تعالیٰ آپ کو ارشاد فرماتا ہے اپنے مکان کی طرف لوٹ جایئے بیشک میں تیری طرف انہیں کافی ہوں۔ حضرت سلیمانؑ نے شیاطین سے فرمایا میرے لیے ایک محل بناؤ جس میں ملکہ بلقیس میرے پاس آئے۔ شیاطین نے ایک دوسرے سے گفتگو کی اور حضرت سلیمانؑ سے عرض کی یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے ہر چیز کو مسخر کر دیا ہے۔ بلقیس ملک سبا کی ملکہ ہے۔ حضرت سلیمانؑ اس سے نکاح کریں گے۔ آپ کا بچہ جنے گی۔ ہم ہمیشہ ہمیشہ اس کے غلام رہیں گے۔ ملکہ بلقیس کی پنڈلیوں پر بال تھے۔ شیاطین نے کہا حضرت سلیمانؑ کے لیے ایسی عمارت بناؤ گویا وہ پانی ہو۔ حضرت سلیمانؑ اس طرح اس کی پنڈلیاں دیکھ لیں گے اور اس سے شادی نہیں کریں گے۔ انہوں نے حضرت سلیمانؑ کے لیے شیشے کا محل بنا دیا۔ شیاطین نے شیشے کے مختلف طبقات بنا دیے اور طبقات کے نیچے ان جانوروں کی شکلیں بنا دیں جو سمندر میں ہوتے ہیں جیسے مچھلیاں اور دوسرے جانور پھر اوپر سے انہیں بند کر دیا۔ پھر حضرت سلیمانؑ سے عرض کی: اس محل میں تشریف لایئے محل کے ایک طرف کرسی رکھ دی۔ جب حضرت سلیمانؑ محل میں تشریف لائے تو کرسی لائی گئی۔ آپ اس پر تشریف فرما ہوئے اور فرمایا ملکہ بلقیس کو میرے پاس پیش کیا جائے۔ ملکہ بلقیس کو کہا گیا اس میں داخل ہو۔ جب وہ داخل ہونے لگی تو اس نے مچھلی اور دوسرے ان جانوروں کی تصویریں دیکھیں جو پانی میں ہوتے ہیں۔ تو اس نے اسے پانی خیال کیا اور اسی میں داخل ہونے کے لیے اپنی پنڈلی سے پردہ اٹھایا۔ اس کی پنڈلیوں کے بال پنڈلیوں پر لپٹے ہوئے تھے۔ جب حضرت سلیمانؑ نے یہ دیکھا، اسے بلایا اور اپنا چہرہ اس سے دوسری طرف پھیر لیا۔ اس نے اپنا کپڑا اونچے کیا اور کہا ﴿رب انی ظلمت نفسی و اسلمت مع سلیمن للّٰہ رب العلمین﴾

حضرت سلیمانؑ نے انسانوں کو بلایا، فرمایا یہ کتنا قبیح ہے۔ کونسی چیز اسے ختم کر سکتی ہے؟ لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ! استرا۔ حضرت سلیمانؑ نے فرمایا استرا تو عورت کی پنڈلیوں کو کاٹ دے گا۔ پھر شیاطین کو بلایا۔ حضرت سلیمانؑ نے انہیں بھی فرمایا تو انہوں نے بہانہ کیا۔ پھر انہوں نے حضرت سلیمانؑ کے لیے بال صفا پوڈر تیار کر دیا۔ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا یہ وہ پہلا دن تھا جس دن بال صفا کرنے والا پوڈر دیکھا گیا۔ حضرت سلیمانؑ نے ملکہ بلقیس سے نکاح کا ارادہ کیا۔ ابن ابی حاتم نے کہا ابوبکر بن ابی شیبہ نے کہا یہ حدیث کتنی اچھی ہے (۱)۔

---

(۱) مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب: الطہارات، باب: فی الاطلاء النورۃ، رقم (۱۱۸۷)

تفسیر ابن ابی حاتم،، سورۃ النمل، ۹: ۲۸۹۶ رقم (۱۶۴۴۸)۔۔ علامہ ابن کثیرؒ کے مطابق یہ اسرائیلی روایت ہے۔ ڈاکٹر ابوشہبہ نے بھی اس کو اسرائیلی روایت قرار دیا ہے۔ [ابوشہبہ، محمد بن محمد، الاسرائیلیات والموضوعات فی کتب التفسیر، مکتبۃ السنۃ، طبع (۱۴۰۸ھ)، ص ۲۵۰]

امام فریابیؒ، سعید بن منصورؒ، ابن ابی شیبہؒ نے مصنف میں، ابن جریرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت عبداللہ بن شدادؓ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت سلیمانؑ جب سفر کا ارداہ کرتے تو اپنی کرسی رکھتے انسانوں اور جنوں میں سے جنہیں ساتھ لے جانا چاہتے۔ وہ آجاتے۔ پھر ہوا کو حکم دیتے۔ وہ ان سب کو اٹھا لیتی۔ پھر پرندوں کو حکم دیتے۔ وہ ان پر سایہ کر لیتے۔ اسی اثناء میں کہ وہ جارہے تھے کہ انہیں پیاس محسوس ہوئی۔ فرمایا تمہاری کیا رائے ہے کہ پانی کتنا دور ہے؟ ساتھیوں نے عرض کی ہمیں تو کچھ علم نہیں۔ آپ نے ہدہد کو یاد کیا۔ حضرت سلیمانؑ کے ہاں اسے وہ مقام حاصل تھا جو پرندوں میں سے کسی کو نہ تھا۔ تو فرمایا کیا وجہ ہے میں ہدہد کو نہیں دیکھتا۔ حضرت سلیمانؑ پرندوں کو یہ سزا دیتے کہ اس کے پر اکھاڑ دیتے۔ پھر اسے دھوپ میں پھینک دیتے ﴿بسلطن مبین﴾ سے مراد واضح عذر ہے۔

جب ہدہد آگیا تو پرندے اسے ملے اور کہا حضرت سلیمانؑ نے تجھے دھمکی دی ہے۔ ہدہد نے پوچھا آپ نے دھمکی میں استثناء بھی کی تھی۔ پرندوں نے اسے بتایا جی ہاں۔ آپ نے فرمایا تھا مگر وہ واضح عذر لائے۔ تو ہدہد آپ کے پاس ملکہ سبا کی خبر لایا۔ حضرت سلیمانؑ نے اس کے ساتھ خط روانہ کیا۔ ملکہ بلقیس آئی۔ جب وہ ایک فرسخ کے فاصلہ پر تھی تو آپ نے عرش لانے کا حکم دیا۔ جنوں کے سردار نے کہا میں اس مجلس کے برخاست ہونے سے پہلے لے آتا ہوں۔ حضرت سلیمانؑ نے فرمایا میں اس سے بھی جلدی کا ارادہ رکھتا ہوں۔ تو جس کے پاس کتاب کا علم تھا اس نے عرض کی میں آنکھ جھپکنے سے پہلے لے آتا ہوں تو وہ عرش کو زمین کے ایک سوراخ سے لے آیا۔ حضرت سلیمانؑ نے فرمایا تخت کی شکل وصورت بدل دو جب ملکہ بلقیس آئی تو اس سے پوچھا گیا کیا تیرا عرش ایسا ہی تھا؟ اس نے اس تیز رفتاری کو عجیب جانا اور تخت کو بھی دیکھ لیا تو اس نے کہا گویا یہ وہی ہے۔ جب وہ محل میں داخل ہوئی تو اسے نہر کا پانی خیال کیا اور اپنی پنڈلی سے پردہ اٹھا دیا، تو کیا دیکھا کہ اس کی پنڈلی پر بال ہیں۔ حضرت سلیمانؑ نے فرمایا کونسی چیز اسے ختم کر سکتی ہے۔ ایک جن نے کہا میں اسے ختم کر سکتا ہوں اور حضرت سلیمانؑ کے لیے چونا بنایا۔ یہ پہلی دفعہ چونا بنایا گیا۔ اس ملکہ کا نام بلقیس تھا(۱)۔

امام ابن عساکرؒ نے عکرمہؒ سے روایت نقل کی ہے کہ جب حضرت سلیمانؑ نے ملکہ بلقیس سے شادی کر لی تو اس نے کہا مجھے لوہے نے آج تک نہیں چھوا۔ حضرت سلیمانؑ نے شیاطین سے فرمایا لوہے کے علاوہ کونسی چیز ان بالوں کو ختم کر سکتی ہے۔ تو انہوں نے چونا بنایا۔ سب سے پہلے اس چونے کو حضرت سلیمانؑ کے شیاطین نے بنایا تھا(۲)۔

---

(۱) مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب: الفضائل، باب: ما اعطی اللہ سلیمان بن داود رقم (۳۱۸۵۳)

(۲) تاریخ دمشق، ۶۹: ۷۸

مذکورہ دونوں روایات اسرائیلیات میں ہیں۔ وجہ یہ کہ چونے کا استعمال حضرت سلیمان علیہ السلام سے پہلے بھی تھا۔ [مقالہ نگار]

امام بخاریؒ نے تاریخ میں اور عقیلیؒ نے حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سب سے پہلے حمامات حضرت سلیمانؑ کے لیے بنائے گئے تھے (۱)۔

امام طبرانیؒ، ابن عدیؒ نے کامل میں اور بیہقیؒ نے شعب الایمان میں حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو آدمی سب سے پہلے حمام میں داخل ہوا وہ حضرت سلیمانؑ ہیں۔ جب آپ نے حمام کی گرمی کو پایا تو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے پناہ چاہی (۲)۔

ابونعیمؒ نے حلیہ میں مجاہدؒ سے روایت نقل کی ہے کہ جب ملکہ سبا حضرت سلیمانؑ کی خدمت میں حاضر ہوئی تو اس نے بہت زیادہ لکڑیاں دیکھیں۔ اس دن حضرت سلیمانؑ کے غلام سے کہا کیا تیرا آقا جانتا ہے کہ اس دھویں کا وزن کتنا ہے؟ غلام نے کہا میں بھی جانتا ہوں تو میرا آقا کیسے نہیں جانتا ہوگا؟ ملکہ بلقیس نے کہا اس کا کتنا وزن ہے؟ غلام نے کہا لکڑی کا وزن کیا جاتا ہے۔ پھر اسے جلایا جاتا ہے، پھر راکھ کا وزن کیا جاتا ہے تو لکڑی سے جتنا وزن کم ہو جائے وہی دھویں کا وزن ہے (۳)۔

امام بیہقیؒ نے زہد میں امام اوزاعیؒ سے روایت نقل کی ہے کہ تدمر کے برجوں میں سے ایک برج توڑا گیا۔ اس میں انہوں نے ایک حسین عورت پائی جس کی آنکھیں سیاہ اور مضبوط جسم کی تھی۔ اس کی اطراف یوں لپٹی ہوئی تھیں جیسے کتاب کی جلد۔ اس پر ایک پگڑی تھی جس کی لمبائی اسی ہاتھ تھی۔ پگڑی کی ایک جانب سونے سے یہ لکھا ہوتھا "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم میں بلقیس سبا کی ملکہ ہوں جو حضرت سلیمان بن داؤد کی بیوی ہے جو کافر اور مومن

---

(۱) التاریخ الکبیر، ۱:۳۶۲ رقم (۱۱۴۷)

ضعفاء العقیلی، ۱:۶۸

(۲) المعجم الاوسط، ۱:۱۴۶ رقم (۴۶۱)

الکامل فی الضعفاء الرجال، ۱:۲۸۵ رقم (۱۲۱)

شعب الایمان، ۶:۱۶۰ رقم (۷۷۷۸)

امام عقیلیؒ نے مذکورہ حدیث کی سند پر بحث کرتے ہوئے لکھا ہے: ابراھیم بن مھدی کے بارے میں ابن معینؒ کا قول ہے کہ وہ مناکیر کو نقل کرتا ہے۔ [ضعفاء العقیلی، ۱:۶۸]۔۔امام طبرانیؒ نے مذکورہ حدیث پر حکم لگاتے ہوئے لکھا ہے: لا یروی ھذا الحدیث عن ابی موسیٰ الا بھذا الاسناد تفرد بہ ابراھیم بن مھدی [المعجم الاوسط، ۱:۱۴۶، رقم (۴۶۱)]

(۳) حلیۃ الاولیاء ۳:۲۹۴

دونوں حیثیتوں میں دنیا کی مالک بنی جب کہ مجھ سے قبل اور نہ میرے بعد کوئی مالک بنی، میرا انجام بھی موت کی صورت میں ہوا۔ اے دنیا کے طالبو خواہشوں کو کم کرو(۱)۔

امام ابن عساکرؒ نے حضرت سلمہ بن عبداللہ بن ربعیؒ(۲) سے روایت نقل کی ہے: جب بلقیس مسلمان ہوگئی تو حضرت سلیمانؑ نے اس سے شادی کرلی اور اس کا مہر بعلبک (۳) معین کیا(۴)۔

وَلَقَدْ أَرْسَلْنَآ إِلَىٰ ثَمُودَ أَخَاهُمْ صَٰلِحًا أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ فَإِذَا هُمْ فَرِيقَانِ يَخْتَصِمُونَ ﴿٤٥﴾ قَالَ يَٰقَوْمِ لِمَ تَسْتَعْجِلُونَ بِالسَّيِّئَةِ قَبْلَ الْحَسَنَةِ لَوْلَا تَسْتَغْفِرُونَ اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ﴿٤٦﴾ قَالُوا اطَّيَّرْنَا بِكَ وَبِمَن مَّعَكَ قَالَ طَٰٓئِرُكُمْ عِندَ اللَّهِ بَلْ أَنتُمْ قَوْمٌ تُفْتَنُونَ ﴿٤٧﴾ وَكَانَ فِى الْمَدِينَةِ تِسْعَةُ رَهْطٍ يُفْسِدُونَ فِى الْأَرْضِ وَلَا يُصْلِحُونَ ﴿٤٨﴾ قَالُوا تَقَاسَمُوا بِاللَّهِ لَنُبَيِّتَنَّهُۥ وَأَهْلَهُۥ ثُمَّ لَنَقُولَنَّ لِوَلِيِّهِۦ مَا شَهِدْنَا مَهْلِكَ أَهْلِهِۦ وَإِنَّا لَصَٰدِقُونَ ﴿٤٩﴾ وَمَكَرُوا مَكْرًا وَمَكَرْنَا مَكْرًا وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ﴿٥٠﴾ فَانظُرْ كَيْفَ كَانَ عَٰقِبَةُ مَكْرِهِمْ أَنَّا دَمَّرْنَٰهُمْ وَقَوْمَهُمْ أَجْمَعِينَ ﴿٥١﴾ فَتِلْكَ بُيُوتُهُمْ خَاوِيَةًۢ بِمَا ظَلَمُوٓا ۗ إِنَّ فِى ذَٰلِكَ لَءَايَةً لِّقَوْمٍ يَعْلَمُونَ ﴿٥٢﴾ وَأَنجَيْنَا الَّذِينَ ءَامَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ ﴿٥٣﴾ وَلُوطًا إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِۦٓ أَتَأْتُونَ الْفَٰحِشَةَ وَأَنتُمْ تُبْصِرُونَ ﴿٥٤﴾ أَئِنَّكُمْ لَتَأْتُونَ الرِّجَالَ شَهْوَةً مِّن دُونِ النِّسَآءِ ۚ بَلْ أَنتُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُونَ ﴿٥٥﴾ فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهِۦٓ إِلَّآ أَن قَالُوٓا أَخْرِجُوٓا ءَالَ لُوطٍ مِّن قَرْيَتِكُمْ ۖ إِنَّهُمْ أُنَاسٌ يَتَطَهَّرُونَ ﴿٥٦﴾ فَأَنجَيْنَٰهُ وَأَهْلَهُۥٓ إِلَّا امْرَأَتَهُۥ قَدَّرْنَٰهَا مِنَ الْغَٰبِرِينَ ﴿٥٧﴾ وَأَمْطَرْنَا عَلَيْهِم مَّطَرًا ۖ فَسَآءَ مَطَرُ الْمُنذَرِينَ ﴿٥٨﴾

---

(۱) روح المعانی، سورۃ النمل، ۱۰:۲۰۴

(۲) سلمۃ بن عبداللہ بن ربعی حمیری شامی دمشقی، آپ ایک مقبول راوی حدیث تھے۔ صغار تابعین کے ہم عصر رہے تھے اور ھشام کے عہدِ خلافت میں آپ کو بیت المال کے بھی ذمہ دار تھے۔ [تھذیب التھذیب، ۱۰:۱۳۱ رقم (۲۷۷)]

(۳) بعلبک ایک شہر کا نام ہے اس کے اور دمشق کے درمیان تین دنوں کا فاصلہ ہے یا ساحل سے بارہ فرسخ کے فاصلے پر واقع ہے۔ [معجم البلدان، ۱:۴۵۴ (بعلبک)]

(۴) تاریخ دمشق، ۶۹:۹۷

"اور ہم نے ثمود کی طرف اُن کے بھائی صالح کو بھیجا کہ خدا کی عبادت کرو تو وہ دو فریق ہو کر آپس میں جھگڑنے لگے [۴۵] (صالح نے) کہا کہ اے قوم! تم بھلائی سے پہلے بُرائی کے لئے کیوں جلدی کرتے ہو (اور) خدا سے بخشش کیوں نہیں مانگتے تا کہ تم پر رحم کیا جائے [۴۶] وہ کہنے لگے کہ تم اور تمہارے ساتھی ہمارے لئے شگون بد ہیں (صالح نے) کہا کہ تمہاری بدشگونی خدا کی طرف سے ہے بلکہ تم ایسے لوگ ہو جن کی آزمائش کی جاتی ہے [۴۷] اور شہر میں نو شخص تھے جو ملک میں فساد کیا کرتے تھے اور اصلاح سے کام نہیں لیتے تھے [۴۸] کہنے لگے کہ خدا کی قسم کھاؤ کہ ہم رات کو اس پر اور اس کے گھر والوں پر شب خون ماریں گے پھر اسکے وارثوں سے کہ دینگے کہ ہم تو اس کے گھر والوں کے موقع ہلاکت پر گئے ہی نہیں اور ہم سچ کہتے ہیں [۴۹] اور وہ ایک چال چلے اور ہم ایک چال چلے اور ان کو کچھ خبر نہ ہوئی [۵۰] تو دیکھ لو کہ ان کی چال کا انجام کیسا ہوا ہم نے ان کو اور ان کی قوم سب کو ہلاک کر ڈالا [۵۱] اب یہ اُن کے گھر اُن کے ظلم کے سبب خالی پڑے ہیں۔ جو لوگ دانش رکھتے ہیں اُن کیلئے اس میں نشانی ہے [۵۲] اور جو لوگ ایمان لائے اور ڈرتے تھے اُن کو ہم نے نجات دی [۵۳] اور لوط کو (یاد کرو) جب انہوں نے اپنی قوم سے کہا کہ تم بے حیائی (کے کام) کیوں کرتے ہو اور تم دیکھتے ہو [۵۴] کیا تم عورتوں کو چھوڑ کر لذت (حاصل کرنے) کیلئے مردوں کی طرف مائل ہوتے ہو حقیقت یہ ہے کہ تم احمق لوگ ہو [۵۵] تو ان کی قوم کے لوگ (بولے تو) یہ بولے اور اس کے سوا انکا کچھ جواب نہ تھا کہ لوط کے گھر والوں کو اپنے شہر سے نکال دو یہ لوگ پاک بننا چاہتے ہیں [۵۶] تو ہم نے اُن کو اور اُن کے گھر والوں کو نجات دی مگر اُنکی بیوی کے اسکی نسبت ہم نے مقرر کر رکھا تھا (کہ وہ) پیچھے رہنے والوں میں ہوگی [۵۷] اور ہم نے اُن پر مینہ برسایا سو (جو) مینہ اُن لوگوں پر (برسا) جن کو متنبہ کر دیا گیا تھا بُرا تھا" [۵۸]

امام فریابیؒ، ابن ابی شیبہؒ، عبد بن حمیدؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت مجاہدؒ سے ﴿فاذا هم فريقن يختصمون﴾ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ فریقن سے مراد ایک فریق مومن اور دوسرا فریق کافر ہے۔ مومن کہتے حضرت صالحؑ اپنے رب کی جانب سے بھیجے ہوئے ہیں اور کافر کہتے وہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے بھیجے ہوئے نہیں (۱) سیئة سے مراد عذاب اور حسنہ سے مراد رحمت ہے۔ (۲) ﴿قالوا اطيرنا بك﴾ انہوں نے کہا ہم نے آپ سے بدفالی لی۔ شہر میں حضرت صالحؑ کی قوم کے افراد تھے۔ انہوں نے باہم یہ قسم اٹھائی تھی کہ وہ اس کو ہلاک کر دیں

---

(۱) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النمل، ۹: ۲۸۹۸ رقم (۱۶۴۵۲)

(۲) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النمل، ۹: ۲۸۹۸ رقم (۱۶۴۴۵)

گے، وہ حضرت صالح تک نہیں پہنچے تھے یہاں تک کہ انہیں اور ان کی قوم کو ہلاک کر دیا گیا (۱)۔

امام عبدالرزاقؒ، عبد بن حمیدؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت قتادہؒ سے یہ قول نقل کیا ہے: قوم میں حضرت صالحؑ کی تصدیق کرنے والے اور تکذیب کرنے والے بھی تھے۔ حق کو ماننے والے اور ان کی خدمت میں حاضر ہونے والے تھے اور حق کی تکذیب کرنے والے اور اس کو چھوڑنے والے تھے۔ اس بارے میں قوم میں جھگڑا تھا (۲) انہوں نے بدفالی لیتے ہوئے کہا جو مصیبت پہنچی ہے وہ تیری اور تیرے ساتھیوں کی وجہ سے ہے (۳)۔ حضرت صالحؑ نے فرمایا: تمہارے اعمال کا علم اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔ (۴) بلکہ تمہیں تو اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور اسکی نافرمانی میں آزمایا گیا ہے۔ (۵) شہر میں حضرت صالح کی قوم کے نو افراد تھے (۶) جنہوں نے باہم یہ قسم اٹھائی کہ وہ رات کے وقت حضرت صالحؑ کو پکڑ لیں گے اور اسے قتل کر دیں گے۔ ہمارے سامنے یہ ذکر کیا گیا ہے اسی اثناء میں کہ وہ جلدی جلدی حضرت صالحؑ کی طرف جا رہے تھے تا کہ وہ اسے قتل کر دیں، اللہ تعالیٰ نے ان پر چھٹان کو گرا دیا جس نے ان سب کو ہلاک کر دیا (۷)۔ پھر ہم اس کے ولی سے کہیں گے یعنی حضرت صالحؑ کے قبیلہ کو کہیں گے۔ انہوں نے حضرت صالحؑ کے ساتھ مکر کیا تھا اور اللہ تعالیٰ نے ان کے ساتھ یہ خفیہ تدبیر کی کہ ان پر چٹان گرا دی جس نے سب کو ہلاک کر دیا۔ دیکھو تو سہی ان کا مکر کیسا تھا اور ان کے مکر کا انجام کیسے ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اور ان کی تمام قوم کو ہلاک کر دیا (۸)۔

امام ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے ﴿طَـٰٓئِرُكُم﴾ کا معنیٰ تمہارے مصائب کیا ہے (۹)۔

---

(۱) تفسیر الطبری، سورۃ النمل، ۹:۵۳۲ رقم (۲۷۰۴۷)
تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النمل، ۹:۲۸۹۸ رقم (۱۶۴۴۹)

(۲) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النمل، ۹:۲۸۹۸ رقم (۱۶۴۵۳)

(۳) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النمل، ۹:۲۸۹۸ رقم (۱۶۴۵۷)

(۴) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النمل، ۹:۲۸۹۸ رقم (۱۶۴۶۲)

(۵) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النمل، ۹:۲۸۹۸ رقم (۱۶۴۶۳)

(۶) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النمل، ۹:۲۸۹۸ رقم (۱۶۴۶۳)

(۷) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النمل، ۹:۲۹۰۲ رقم (۱۶۴۷۹)

(۸) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النمل، ۹:۲۹۰۲ رقم (۱۶۴۸۱)

(۹) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النمل، ۹:۲۹۰۲ رقم (۱۶۴۶۰)

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے ﴿تسعة رهط﴾ کے یہ نام ذکر کیا ہیں: زعمی، زعیم، ہری، ہریم داب، ہواب، ریاب، سطیح اور قدار بن سالف جس نے اونٹنی کی کونچیں کاٹی تھیں (۱)۔

امام ابن جریرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ ان نو افراد نے ہی اونٹنی کی کونچیں کاٹی تھیں۔ جب انہوں نے اونٹنی کی کونچیں کاٹیں تو انہوں نے کہا ہم رات کے وقت حضرت صالحؑ اور اس کے گھر والوں پر حملہ کریں گے اور ان سب کو قتل کر دیں گے۔ پھر حضرت صالحؑ کے اولیاء سے کہیں گے ہم نے تو اس میں سے کوئی چیز کو نہیں دیکھا اور نہ ہی ہمیں اس کا کچھ علم ہے تو اللہ تعالیٰ نے ان سب کو ہلاک کر دیا (۲)۔

امام عبدالرزاقؒ اور عبد بن حمیدؒ نے حضرت عطاء بن ابی رباحؒ سے ﴿يفسدون فى الارض ولا يصلحون﴾ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ وہ دراہم توڑ دیتے تھے۔ (۳) واللہ اعلم۔

قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلٰمٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى ط ءٰٓاللّٰهُ خَيْرٌ اَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿٥٩﴾

" کہہ دو کے سب تعریف خدا ہی کو (سزاوار) ہے اور اس کے بندوں پر سلام ہے جن کو اس نے منتخب فرمایا۔ بھلا خدا بہتر ہے یا وہ جنکو یہ اُسکا شریک بناتے ہیں"[۵۹]

امام ابن ابی شیبہؒ، عبد بن حمیدؒ، بزارؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ یہاں عبارت سے مراد رسول اللہ ﷺ کے صحابہ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کے لیے چن لیا (۴)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریرؒ نے حضرت سفیان ثوریؒ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کے بارے میں نازل ہوئی (۵)۔

امام عبد بن حمیدؒ نے حضرت قتادہؒ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے اس آیت کی تلاوت کی تو کہا بلکہ اللہ تعالیٰ بہت بہتر، باقی رہنے والا، زیادہ عزت والا اور معزز ہے (۶)۔

---

(۱) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النمل، ۹:۲۹۰۲ رقم (۱۶۴۶۶)

(۲) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النمل، ۹:۲۹۰۲ رقم (۱۶۴۶۵)

(۳) مصنف عبدالرزاق: کتاب: الجامع للامام معمر بن راشد، باب: المدح، رقم (۲۰۵۲۶)

(۴) تفسیر الطبری، سورۃ النمل، ۱۰:۴ رقم (۲۷۰۶۰)
ط سورۃ النمل، ۹:۲۹۰۶ رقم (۱۶۴۹۵)

(۵) تفسیر الطبری، سورۃ النمل، ۱۰:۴ رقم (۲۷۰۶۱)

(۶) تفسیر مقاتل بن سلیمان، سورۃ النمل، ۲:۴۸۲

أَمَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ وَأَنزَلَ لَكُمْ مِّنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَنۢبَتْنَا بِهٖ حَدَآئِقَ ذَاتَ بَهْجَةٍ مَّا كَانَ لَكُمْ أَن تُنۢبِتُوْا شَجَرَهَا ط أَإِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ بَلْ هُمْ قَوْمٌ يَعْدِلُوْنَ ﴿٦٠﴾ أَمَّنْ جَعَلَ الْأَرْضَ قَرَاراً وَّجَعَلَ خِلٰلَهَا أَنْهَاراً وَّجَعَلَ لَهَا رَوَاسِيَ وَجَعَلَ بَيْنَ الْبَحْرَيْنِ حَاجِزاً أَإِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿٦١﴾

"بھلا کس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور (کس نے) تمہارے لئے آسمان سے پانی برسایا۔ (ہم نے) پھر ہم نے اس سے سرسبز باغ اُگائے تمہارا کام تو نہ تھا کہ تم اُن کے درختوں کو اُگاتے تو کیا خدا کے ساتھ کوئی اور بھی معبود ہے؟ (ہرگز نہیں) بلکہ یہ لوگ رستے سے الگ ہو رہے ہیں[٦٠] بھلا کس نے زمین کو قرارگاہ بنایا اور اس کے بیچ نہریں بنائیں اور اس کیلئے پہاڑ بنائے اور (کس نے) دو دریاؤں کے بیچ اوٹ بنائی (یہ سب کچھ خدا نے بنایا) تو کیا خدا کیساتھ کوئی اور معبود بھی ہے؟ (ہرگز نہیں) بلکہ ان میں اکثر دانش نہیں رکھتے"[٦١]

امام طستیؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت نافع بن ازرقؒ نے حضرت ابن عباسؓ کی خدمت میں عرض کی: مجھے اللہ تعالیٰ کے فرمان حدائق کے بارے میں بتایئے۔ فرمایا باغات۔ عرض کی: کیا عرب اسے پہچانتے ہیں؟ فرمایا ہاں کیا تو نے شاعر کو یہ کہتے ہوئے نہیں سنا:

بلاد سقا ها الله اما سهولها　　فقضب ودر مغدق وحدائق(١)

"یہ ایسے شہر ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے سیراب کیا ہے، اس کے میدانی علاقوں میں سبزیاں، وافر دودھ اور باغات ہیں"۔

امام عبدالرزاقؒ، عبد بن حمیدؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت قتادہؒ سے روایت نقل کی ہے کہ حدائق سے مراد اچھے کھجور کے درخت ہیں۔ ذات بهجة سے مراد تر و تازہ (٢)۔

امام ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ضحاکؒ سے روایت نقل کی ہے کہ حدائق سے مراد ایسے باغات ہیں جن کے درمیان دیواریں ہوں۔ ذات بهجة سے مراد ہے خوبصورت (٣)۔

امام فریابیؒ، ابن ابی شیبہؒ، عبد بن حمیدؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت مجاہدؒ سے بهجة سے

---

(١) مسائل نافع بن الازرق، ١: ١١٥

(٢) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النمل، ٩: ٢٩٠٧ رقم (١٦٥٠١)

(٣) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النمل، ٩: ٢٩٠٧ رقم (١٦٥٠٢)

یہ معنیٰ نقل کیا ہے ایسی کلیاں جنہیں لوگ اور جانور کھاتے ہیں (۱)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت قتادہؒ سے اله مع اللہ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سواء کوئی معبود نہیں (۲)۔

امام عبد بن حمیدؒ اور ابن ابی منذرؒ نے حضرت قتادہؒ سے یعبدون کا معنی وہ شریک کرتے ہیں نقل کیا ہے (۳)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن زیدؒ سے یہ تفسیر نقل کی ہے کہ وہ بت جن کی انہوں نے عبادت کی، انہیں اللہ تعالیٰ کا شریک بنایا جبکہ اللہ تعالیٰ کا نہ کوئی عدل ہے اور نہ ہی کوئی ند ہے، اس نے نہ کسی کو اپنی بیوی بنایا اور نہ ہی بچہ (۴)۔

امام عبد بن حمیدؒ نے قتادہؒ سے نقل کیا ہے ﴿جعل لها رواسيها﴾ یعنی اس کے پہاڑ، ﴿وجعل بين البحرين حاجزا﴾ یعنی پردہ (۵)۔

أَمَّن يُجِيبُ الْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَاءَ الْأَرْضِ ط أَإِلَٰهٌ مَّعَ اللَّهِ قَلِيلًا مَّا تَذَكَّرُونَ ﴿٦٢﴾ أَمَّن يَهْدِيكُمْ فِي ظُلُمَاتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَمَن يُرْسِلُ الرِّيَاحَ بُشْرًا م بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهِ ط أَإِلَٰهٌ مَّعَ اللَّهِ ط تَعَالَى اللَّهُ عَمَّا يُشْرِكُونَ ﴿٦٣﴾ أَمَّن يَبْدَأُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ وَمَن يَرْزُقُكُم مِّنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ ط أَإِلَٰهٌ مَّعَ اللَّهِ قُلْ هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ﴿٦٤﴾

---

(۱) تفسیر الطبری، سورۃ النمل، ۱۰:۵ رقم (۲۷۰۶۲)

تفسیر ابن ابی حاتم،، سورۃ النمل، ۹:۲۹۰۷ رقم (۱۶۵۰۴)

(۲) تفسیر ابن ابی حاتم،، سورۃ النمل، ۹:۲۹۰۷ رقم (۱۶۵۰۴)

(۳) صفوۃ التفاسیر، سورۃ النمل، ۲:۳۰۶

(۴) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النمل، ۹:۲۹۰۷ رقم (۱۶۵۰۸)

(۵) الکنت والعیون، سورۃ النمل، ۴:۲۲۲

"بھلا کون بے قرار کی التجا قبول کرتا ہے جب وہ اُس سے دعا کرتا ہے اور (کون اسکی) تکلیف کو دُور کرتا ہے اور (کون) تم کو زمین میں (اگلوں کا) جانشین بناتا ہے (یہ سب کچھ خدا کرتا ہے) تو کیا خدا کیساتھ کوئی اور معبود بھی ہے (ہرگز نہیں مگر) تم بہت کم غور کرتے ہو[۶۲] بھلا کون تم کو جنگل اور دریا کے اندھیروں میں رستہ بتاتا اور (کون) ہوا کو اپنی رحمت کے آگے خوشخبری بنا کر بھیجتا ہے (یہ سب کچھ خدا کرتا ہے) تو کیا خدا کیساتھ کوئی اور معبود بھی ہے؟ (ہرگز نہیں) یہ لوگ جو شرک کرتے ہیں خدا کی (شان) اس سے بلند ہے[۶۳] بھلا کون خلقت کو پہلی بار پیدا کرتا۔ پھر اس کو بار بار پیدا کرتا رہتا ہے اور (کون) تم کو آسمان اور زمین سے رزق دیتا ہے (یہ سب کچھ خدا کرتا ہے) تو کیا خدا کیساتھ کوئی اور معبود بھی ہے؟ (ہرگز نہیں) کہہ دو کہ (مشرکو) اگر تم سچے ہو تو دلیل پیش کرو"[۶۴]

امام احمدؒ، ابوداؤدؒ اور طبرانیؒ نے بلھجیم (۱) کے ایک آدمی سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! آپ کی طرف دعوت دیتے ہیں؟ فرمایا میں تجھے اس وحدہ لاشریک کی طرف دعوت دیتا ہوں اگر تجھ پر کوئی مصیبت نازل ہو تو وہ تجھ سے مصیبت دور کر دے، اگر تو بے آباد چٹیل جگہ راستہ بھول جائے، تو اسے پکارے تو وہ تجھے جواب دے، اگر تجھے قحط سالی آلے، تو دعا کرے تو وہ تجھ پر رحمت کی بارش نازل کر دے (۲)۔

امام ابن جریرؒ اور ابن منذرؒ نے حضرت جریجؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ السوء کا معنی تکلیف ہے (۳)۔

امام ابن ابی شیبہؒ نے حضرت سحیم بن نوفلؒ (۴) سے روایت نقل کی ہے کہ اسی اثناء میں کہ ہم حضرت عبداللہؓ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک لونڈی اپنے آقا کے پاس آئی اور کہا تجھے کس چیز نے یہاں روک رکھا ہے۔ فلاں

---

(۱) جابر بن سلیم یا سلیم بن جابر ابو جری [تصغیر کے ساتھ] الھجیمی بنی انمار بن الھجیم بن عمرو بن تمیم، صحابی رسول ﷺ ہیں۔ امام ابوداود، ابن ماجہ اور نسائی نے آپ کے احادیث ذکر کئے ہیں۔ امام بخاریؒ نے الادب میں آپ کی روایت نقل کی ہے۔ [الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ، ۷: ۶۵ رقم (۹۶۷۸)۔ تھذیب التھذیب، ۱۲، ۵۷ رقم (۲۱۴)]

(۲) مسند احمد، کتاب: اول مسند البصریین، باب: حدیث جابر بن سلیم الھجیمی رقم (۲۰۱۱۳)
سنن ابی داود، کتاب: اللباس، باب: ماجاء فی اسبال الازار، رقم (۴۰۸۴)
المعجم الکبیر، باب: السین، سلیم بن جابر، رقم (۶۳۸۶)

(۳) تفسیر الطبری، بیروت، سورۃ النمل، ۱۰: ۵ رقم (۲۷۰۶۴)

(۴) سحیم بن نوفل الاشجعی آپ تابعی اور ثقہ راوی الحدیث تھے۔ آپ کے والدِ محترم نبی کریم ﷺ کے صحابی تھے۔ قلیل الحدیث اور کوفیین میں شمار ہوتے ہیں۔ [الطبقات الکبریٰ، ۶: ۱۹۸۔ التاریخ الکبیر، ۴: ۱۹۲ رقم (۲۴۵۲)]

آدمی نے اپنی نظر سے تیرے گھوڑے کو آگ لگا دی ہے اور اسے گھر میں یوں چکر لگاتے ہوئے چھوڑ دیا گویا وہ فلک ہو۔ اٹھیے اور کوئی تعویز والا تلاش کیجئے۔ حضرت عبداللہؓ نے فرمایا: کوئی تعویز والا تلاش نہ کرو۔ اس کے دائیں نتھنے میں چار دفعہ اور بائیں نتھنے میں تین دفعہ تھکا رو اور یہ کہو "لا باس اذهب الباس رب الناس اشف انت الشافی لا یکشف الضر الا انت" اے لوگوں کے رب! پکڑ کو دور فرما دے، شفا عطا فرما، تو ہی شفا عطا فرمانے والا ہے، تکلیف کو کوئی دور نہیں کرتا مگر تو ہی۔ وہ گیا پھر واپس آ گیا اور کہا میں نے وہی کیا جو آپ نے حکم دیا۔ میں اس وقت آیا جب وہ لید اور پیشاب کر چکا تھا اور چارا کھا چکا تھا (۱)۔

امام طبرانیؒ نے حضرت سعد بن جنادہؓ (۲) سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے جماعت سے جدائی اختیار کی تو وہ جہنم میں منہ کے بل گرے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿أَمَّن يُجِيبُ الْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَاءَ الْأَرْضِ﴾ خلافت اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے۔ اگر وہ خیر ہے تو وہی اسے لے جاتا ہے۔ اگر وہ بری ہے تو وہ اسی کے ساتھ مواخذہ کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تجھے جن چیزوں کا حکم دیا ہے ان کی اطاعت کر (۳)۔

امام بغویؒ نے حضرت معجم میں ایاد بن لقیطؒ (۴) سے روایت نقل کی ہے کہ جعدہ بن ہبیر (۵) نے اپنے ساتھیوں سے کہا میں وہ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے میں نے اسے پایا ہے جسے تم نے نہیں پایا۔ امیر معاویہؓ کے بعد

---

(۱) مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب: الدعاء، باب: فی الدابۃ یصیبھا الشئ، رقم (۲۹۳۸۰)

(۲) سعد بن جنادۃ العوفی، آپ صحابہ کرامؓ کی عظیم جماعت میں شامل اور اہل طائف میں پہلے شخص تھے جس نے اسلام قبول کیا تھا۔ [الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ، ۳: ۴۹ رقم (۳۱۳۴)]

(۳) المعجم الکبیر، ۶: ۵۳ رقم (۵۴۸۴)

(۴) ایاد بن لقیط السدوسی، آپ ایک ثقہ راوی الحدیث تھے۔ امام ابن معینؒ نے آپ کے بارے میں لکھا ہے: ثقة وصالح الحديث، آپ براء بن عازب اور ابو رمثہ سے روایت کرتے ہیں۔ منصور بن معتمر، سفیان ثوری اور مسعر آپ کے شاگردوں میں سے تھے۔ [الجرح التعدیل، ۲: ۳۴۵ رقم (۱۳۱۳)]

(۵) جعدۃ بن ھبیرۃ بن ابی وھب بن عمرو بن عائذ بن عمران القرشی المخزومی، آپ اُم ہانی کے بیٹے تھے۔ آپ عہد نبوی ﷺ میں پیدا ہوئے تھے لیکن آپ کے صحابی ہونے میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ امام بخاریؒ نے آپ کو صحابہ میں سے شمار کیا ہے۔ امام بغویؒ لکھتے ہیں عہد نبوی ﷺ میں پیدا ہوئے لیکن صحبت سے محروم رہے۔ آپ معاویہؓ کے دورِ خلافت میں وفات پا گئے تھے۔ [الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ، ۱: ۵۲۷ رقم (۱۲۶۶)۔۔ التاریخ الکبیر، ۲: ۲۳۹ رقم (۲۳۱۵)]

ایسے امراء آئیں گے۔ یہ ان جیسوں سے نہیں۔ ان میں کوئی کوتاہ قد اور دم بریدہ نہیں ہوگا یہاں تک کہ قیامت قائم ہو جائے گی۔ یہ بادشاہت اللہ تعالیٰ کی بادشاہت ہے جس کے حق میں چاہتا ہے عطا کر دیتا ہے۔ تم اسے کسی جگہ نہیں رکھتے۔ خبردار داعی (حکمران) کا رعیت پر حق ہے اور رعیت کا داعی (حکمران) پر حق ہے۔ انہیں ان کے حقوق ادا کرو۔ اگر وہ تمہارے ساتھ ظلم کریں تو انہیں اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دو۔ بیشک تم اور وہ قیامت کے روز جھگڑا کریں گے۔ بیشک خصم اپنے ساتھی کو وہ حق ادا کرے گا جو اس پر دنیا میں لازم تھا۔ پھر اس آیت ﴿ فَلَنَسْئَلَنَّ الَّذِيْنَ أُرْسِلَ إِلَيْهِمْ وَلَنَسْئَلَنَّ الْمُرْسَلِيْنَ☆ فَلَنَقُصَّنَّ عَلَيْهِم بِعِلْمٍ وَمَا كُنَّا غَآئِبِيْنَ☆ وَالْوَزْنُ يَوْمَئِذِ الْحَقُّ فَمَن ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهُ فَأُوْلَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ(۱)﴾ کی تلاوت کی (۲)۔

امام عبد بن حمیدؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت قتادہؒ سے یہ معنیٰ نقل کیا ہے کہ ایک خلیفہ کے بعد دوسرا خلیفہ (۳)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت سدیؒ سے یہ معنیٰ نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں پہلی امتوں کا خلیفہ بنایا ہے (۴)۔

امام ابن منذرؒ اور ابن جریرؒ نے حضرت ابن جریجؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ظلمت البر سے مراد راستے کی گمراہی اور ظلمت البحر سے مراد اس کے راستوں، موج اور اس میں جو کچھ ہوتا ہے اس کی تاریکی ہے (۵)۔

قُل لَّا يَعْلَمُ مَن فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ الْغَيْبَ إِلَّا اللّٰهُ ط وَمَا يَشْعُرُوْنَ أَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ [٦٥]

" کہہ دو کہ جو لوگ آسمانوں اور زمین میں ہیں خدا کے سوا غیب کی باتیں نہیں جانتے اور نہ یہ جانتے ہیں کہ کب (زندہ کر کے) اُٹھائے جائیں گے" [٦٥]

امام طیالسیؒ، سعید بن منصورؒ، امام احمدؒ، عبد بن حمیدؒ، امام بخاریؒ، امام مسلمؒ، امام ترمذیؒ، امام نسائیؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ، ابن ابی حاتمؒ، ابوالشیخؒ، ابن مردویہؒ اور امام بیہقیؒ نے الاسماء والصفات میں حضرت مسروقؒ سے روایت نقل

---

(۱) القرآن الکریم، الاعراف، ۶۔۸

(۲) بغوی، معجم الصحابہ، ۱:۱۵۴ رقم (۳۲۳)

(۳) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النمل، ۹:۲۹۱۰ رقم (۱۶۵۲۱)

(۴) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النمل، ۹:۲۹۱۰ رقم (۱۶۵۲۲)

(۵) تفسیر الطبری، سورۃ النمل، ۱۰:۷ رقم (۲۷۰۶۶)

کی ہے کہ میں حضرت عائشہؓ کے پاس ٹیک لگائے ہوئے تھا۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا: تین باتیں ایسی ہیں جن میں سے ایک بھی کسی نے کی تو اس نے اللہ تعالیٰ پر بہت بڑا جھوٹ بولا۔ میں نے عرض کی: وہ کیا باتیں ہیں؟ فرمایا: جس نے یہ گمان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے رب کو دیکھا ہے تو اس نے اللہ تعالیٰ پر بہت بڑا بہتان باندھا ہے، میں ٹیک لگائے ہوئے تھا تو میں اٹھ بیٹھا۔ میں نے عرض کی: اے اُم المومنین! مجھے مہلت دیجیے، مجھ پر جلدی نہ کرنا، کیا اللہ تعالیٰ یہ ارشاد فرماتا ﴿ولقد راہ نزلة اخری﴾ (۱) حضرت عائشہؓ نے فرمایا: میں سب سے پہلی فرد ہوں جس نے رسول اللہ ﷺ سے اس بارے میں پوچھا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ جبرائیل ہے۔ میں نے جبرائیل کو اس صورت میں صرف دو موقع پر دیکھا ہے جس صورت میں اللہ تعالیٰ نے انہیں تخلیق کیا ہے۔ میں نے اسے آسمان سے اترتے ہوئے دیکھا۔ اس کے عظیم جثّے نے آسمانوں اور زمین کے درمیانی حصہ کو بھر دیا تھا۔ حضرت عائشہ نے فرمایا کیا تو اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان نہیں سنتا ﴿لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ وَ هُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ (۲)﴾ کیا تو اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان نہیں سنتا ﴿وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا (۳)﴾ جس نے یہ گمان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے قرآن میں سے کوئی چیز چھپائی ہے تو اس نے اللہ تعالیٰ پر بہتان باندھا ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ﴿يٰٓاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسٰلَتَهٗ وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ (۴)﴾ حضرت عائشہؓ نے کہا جو یہ گمان کرے کہ رسول اللہ ﷺ آنے والے دن کی خبر دیتے ہیں اس نے اللہ تعالیٰ پر بہت بڑا بہتان باندھا اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ﴿قل لا یعلم من فی السموت والارض الغیب الااللّٰہ﴾ (۵)۔

---

(۱) القرآن الکریم، النجم، ۱۲ (۲) القرآن الکریم، الانعام، ۱۰۳ (۳) القرآن الکریم، الشوریٰ، ۵۱
(۴) القرآن الکریم، المائدہ، ۶۷
(۵) مسند الطیالیسی، باب: مسروق عن عائشۃ، رقم (۱۴۰۸)
مسند احمد، کتاب: باقی مسند الانصار، باب: حدیث السیدۃ عائشۃؓ رقم (۲۳۷۰۷)
صحیح بخاری، کتاب: التفسیر القرآن، باب: وقال مجاھد ذومرۃ، رقم (۴۵۷۴)
صحیح مسلم، کتاب: الایمان، باب: معنیٰ قول اللہ عزوجل: ولقد رآہ نزلۃ اخریٰ رقم (۱۷۷)
سنن الترمذی، کتاب: تفسیر القرآن عن رسول اللہ، باب: ومن سورۃ الانعام، رقم (۳۰۶۷)
السنن الکبریٰ للنسائی، ۶: ۳۳۵ رقم (۱۱۱۴۷)
تفسیر الطبری: سورۃ النمل، ۱۰: ۷ رقم (۲۷۰۶۶)
تفسیر ابن ابی حاتم: سورۃ النمل، ۹: ۲۹۱۳ رقم (۱۶۵۳۵)
امام ترمذیؒ نے مذکورہ حدیث پر حکم لگاتے ہوئے لکھا ہے: قال ابوعیسیٰ ھذا حدیث حسن صحیح ومسروق بن اجدع یکنیٰ اباعائشة وھو مسروق بن عبدالرحمٰن و کذااسمه فی الدیوان [الترمذی، رقم الحدیث (۳۰۶۸)]

بَلِ ادّٰرَكَ عِلْمُهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ ۖ بَلْ هُمْ فِي شَكٍّ مِّنْهَا ۖ بَلْ هُم مِّنْهَا عَمُونَ ﴿٦٦﴾
وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوٓا ءَاِذَا كُنَّا تُرَٰبًا وَّاٰبَآؤُنَآ أَئِنَّا لَمُخْرَجُونَ ﴿٦٧﴾ لَقَدْ وُعِدْنَا هٰذَا
نَحْنُ وَاٰبَآؤُنَا مِن قَبْلُ إِنْ هٰذَآ إِلَّآ أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ ﴿٦٨﴾ قُلْ سِيرُوا فِي الْأَرْضِ
فَانظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِينَ ﴿٦٩﴾ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُن فِي ضَيْقٍ
مِّمَّا يَمْكُرُونَ ﴿٧٠﴾ وَيَقُولُونَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ إِنْ كُنتُمْ صَٰدِقِينَ ﴿٧١﴾ قُلْ
عَسٰٓى أَن يَكُونَ رَدِفَ لَكُم بَعْضُ الَّذِي تَسْتَعْجِلُونَ ﴿٧٢﴾ وَإِنَّ رَبَّكَ لَذُو فَضْلٍ
عَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَشْكُرُونَ ﴿٧٣﴾ وَإِنَّ رَبَّكَ لَيَعْلَمُ مَا تُكِنُّ صُدُورُهُمْ
وَمَا يُعْلِنُونَ ﴿٧٤﴾ وَمَا مِنْ غَآئِبَةٍ فِي السَّمَآءِ وَالْأَرْضِ إِلَّا فِي كِتَٰبٍ مُّبِينٍ
﴿٧٥﴾

"بلکہ آخرت (کے بارے) میں ان کا علم منتہا ہو چکا ہے بلکہ وہ اس سے شک میں ہیں بلکہ اس سے اندھے ہو رہے ہیں[٦٦] اور جو لوگ کافر ہیں کہتے ہیں کہ جب ہم اور ہمارے باپ دادا مٹی ہو جائیں گے تو کیا ہم پھر (قبروں سے) نکالے جائیں گے[٦٧] یہ وعدہ ہم سے اور ہمارے باپ دادا سے پہلے سے ہوتا چلا آیا ہے (کہاں کا اٹھنا اور کیسی قیامت) یہ تو صرف پہلے لوگوں کی کہانیاں ہیں[٦٨] کہہ دو کہ ملک میں چلو پھرو پھر دیکھو کہ گنہگاروں کا انجام کیا ہوا ہے[٦٩] اور اُن (کے حال) پر غم نہ کرنا اور نہ ان چالوں سے جو یہ کر رہے ہیں تنگ دل ہونا[٧٠] اور کہتے ہیں کہ اگر تم سچے ہو تو یہ وعدہ کب پورا ہوگا؟[٧١] کہہ دو کہ جس (عذاب) کے لئے تم جلدی کر رہے ہو شاید اس میں سے کچھ تمہارے نزدیک آ پہنچا ہو[٧٢] اور تمہارا پروردگار تو لوگوں پر فضل کرنے والا ہے لیکن ان میں سے اکثر شکر نہیں کرتے[٧٣] اور جو باتیں ان کے سینوں میں پوشیدہ ہوتی ہیں اور جو کام وہ ظاہر کرتے ہیں تمہارا پروردگار ان (سب) کو جانتا ہے[٧٤] اور آسمانوں اور زمین میں کوئی پوشیدہ چیز نہیں ہے مگر (وہ) کتاب روشن میں (لکھی ہوئی) ہے[٧٥]

امام ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے یہ تفسیری قول نقل کیا ہے: جب علم نے نفع نہ دیا(۱)۔

ابوعبیدؒ نے فضائل میں سعید بن منصورؒ، عبد بن حمیدؒ، ابن جریرؒ اور ابن منذرؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ آپ نے یہ آیت پڑھی پھر کہا ان کے علم نے نفع نہ دیا۔ ابوعبیدؒ نے کہا آپ نے اسے استفہام کے ساتھ پڑھا ہے(۲)۔

امام ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے یہ تفسیری قول نقل کیا ہے: ان کا علم غائب ہو گیا(۳)۔

امام فریابیؒ، ابن ابی شیبہؒ، عبد بن حمیدؒ، ابن جریرؒ اور ابن منذرؒ نے حضرت مجاہدؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ بل ام کے معنی میں ہے جیسے اس آیت میں ام کے معنی میں ہے۔ ﴿بل هم قوم طاغون (۴)﴾(۵)۔

امام عبد بن حمیدؒ نے عاصمؒ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ عاصمؒ نے اسے (بل ادارك) پڑھا ہے۔ معنی تدارك ہی ہے(۶)۔

امام عبد بن حمیدؒ اور ابن منذرؒ نے حضرت قتادہؒ سے یہ تفسیری قول نقل کیا ہے: اپنی حماقت اور جہالت کا علم انہیں آخرت میں پے در پے ہوگا بلکہ وہ تو آخرت سے اندھے بنے ہوئے تھے(۷)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت حسن بصریؒ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ جب انہوں نے آخرت کو دیکھا تو دنیا میں ان کا علم سست پڑ گیا۔ اور ﴿فانظروا كيف كان عاقبة المجرمين﴾ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت نوحؑ، حضرت لوطؑ، حضرت صالحؑ اور دوسری قوموں کو کیسے عذاب دیا(۸)۔

---

(۱) تفسیر الطبری، سورۃ النمل، ۱۰:۸ رقم (۲۷۰۷۰)
تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النمل، ۹:۲۹۱۳ رقم (۱۶۵۳۵)
(۲) ابوعبید، فضائل القرآن، ۲:۹۷ رقم (۵۴۱)
(۳) تفسیر الطبری، سورۃ النمل، ۱۰:۸ رقم (۲۷۰۶۸)
تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النمل، ۹:۲۹۱۳ رقم (۱۶۵۳۹)
(۴) القرآن الکریم، الذاریات، ۵۲
(۵) تفسیر الطبری، سورۃ النمل، ۱۰:۹ رقم (۲۷۰۷۵)
(۶) الکشف والبیان، سورۃ النمل، ۷:۲۲۰
(۷) تفسیر الطبری، سورۃ النمل، ۱۰:۸ رقم (۲۷۰۷۱)
(۸) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النمل، ۹:۲۹۱۳ رقم (۱۶۵۴۰)

ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے ﴿ردف لکم﴾ کا یہ معنی نقل کیا ہے: وہ تمہارے قریب ہے(۱)۔

امام عبد بن حمیدؒ نے حضرت قتادہؒ سے اس کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ وہ تمہارے قریب ہے(۲)۔

فریابیؒ، عبد بن حمیدؒ، ابن جریرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے مجاہدؒ سے یہ قول نقل کیا ہے: اس نے تمہارے لیے جلدی کی ہے(۳)۔

امام ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت مجاہدؒ سے اس کا معنیٰ تمہارے قریب ہے نقل کیا ہے(۴)۔

امام ابن جریرؒ اور ابن منذرؒ نے حضرت ابن جریجؒ سے یہ تفسیری قول نقل کیا ہے کہ جس عذاب کی تم جلدی کر رہے ہو وہ تمہارے قریب ہے(۵)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے ﴿وان ربك ليعلم﴾ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ جو انہوں نے رات اور دن کے وقت اعمال کیے اللہ تعالیٰ انہیں جانتا ہے(۶)۔

امام ابن جریر اور ابن منذرؒ نے حضرت ابن جریجؒ سے اس کا معنی راز کیا ہے یعنی وہ راز جانتا ہے(۷)۔

امام ابن جریرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے یہ تفسیری قول نقل کیا ہے کہ زمین و آسمان میں کوئی مخفی اور علانیہ بات نہیں مگر اللہ تعالیٰ اسے جانتا ہے(۸)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت مجاہد سے ﴿وما من غائبة﴾ کی یہ تفسیر نقل کی ہے: میرے قول اور میرے علم میں سے جو بھی آسمان اور زمین میں ہو وہ لوح محفوظ میں اس وقت سے پہلے موجود ہے جب اللہ تعالیٰ نے آسمان اور زمین

---

(۱) تفسیر الطبری: سورۃ النمل، ۱۰: ۱۰ رقم (۲۷۰۷۷)۔ تفسیر ابن ابی حاتم: سورۃ النمل، ۹: ۲۹۱۷ رقم (۱۶۵۶۰)

(۲) تفسیر المنار، سورۃ النمل، ۲: ۳

(۳) تفسیر الطبری: سورۃ النمل، ۱۰: ۱۰ رقم (۲۷۰۷۹)۔ تفسیر ابن ابی حاتم: سورۃ النمل، ۹: ۲۹۱۷ رقم (۱۶۵۶۲)

(۴) تفسیر الطبری: سورۃ النمل، ۱۰: ۱۰ رقم (۲۷۰۸۰)۔ تفسیر ابن ابی حاتم: سورۃ النمل، ۹: ۲۹۱۷ رقم (۱۶۵۶۱)

(۵) تفسیر الطبری، سورۃ النمل، ۱۰: ۱۰ رقم (۲۷۰۸۲)

(۶) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النمل، ۹: ۲۹۱۷ رقم (۱۶۵۶۵)

(۷) تفسیر الطبری، سورۃ النمل، ۱۰: ۱۰ رقم (۲۷۰۸۳)

(۸) تفسیر الطبری: سورۃ النمل، ۱۰: ۱۰ رقم (۲۷۰۸۴)۔ تفسیر ابن ابی حاتم: سورۃ النمل، ۹: ۲۹۱۷ رقم (۱۶۵۶۸)

پیدا فرمائے (۱)۔

إِنَّ هَـٰذَا الْقُرْآنَ يَقُصُّ عَلَىٰ بَنِيٓ إِسْرَآئِيلَ أَكْثَرَ الَّذِي هُمْ فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ﴿٧٦﴾ وَإِنَّهُۥ لَهُدًى وَرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ ﴿٧٧﴾ إِنَّ رَبَّكَ يَقْضِي بَيْنَهُم بِحُكْمِهِۦ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْعَلِيمُ ﴿٧٨﴾ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ ۖ إِنَّكَ عَلَى الْحَقِّ الْمُبِينِ ﴿٧٩﴾

"بے شک یہ قرآن بنی اسرائیل کے سامنے اکثر باتیں جن میں وہ اختلاف کرتے ہیں بیان کر دیتا ہے [۷۶] اور بے شک مومنوں کے لئے ہدایت اور رحمت ہے [۷۷] تمہارا پروردگار (قیامت کے روز) اُن میں اپنے حکم سے فیصلہ کر دے گا اور وہ غالب (اور) علم والا ہے [۷۸] تو خدا پر بھروسہ رکھو تم تو حقِ صریح پر ہو "[۷۹]

امام عبد بن حمیدؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت قتادہؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ بنی اسرائیل سے مراد یہود و نصاریٰ ہیں اور فرمایا قرآن حکیم ان چیزوں کو کھول کر بیان کرتا ہے جن میں وہ اختلاف کیا کرتے تھے (۲)۔

امام ترمذیؒ اور ابن مردویہؒ نے حضرت علیؓ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے عرض کی گئی: آپ کے بعد آپ کی اُمت کو آزمائش میں ڈالا جائے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے سوال فرمایا یا آپ ﷺ سے اس بارے میں سوال کیا گیا تھا۔ اس سے نکلنے کا کیا طریقہ ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ کی کتاب جس میں اگے پیچھے سے باطل داخل نہیں ہوسکتا، یہ حکیم وحمید کا نازل کردہ ہے جس نے قرآن کے علاوہ کسی اور جگہ سے علم حاصل کرنا چاہا، اللہ تعالیٰ نے اسے گمراہ کر دیا جسے حاکم بنایا گیا اور اس نے قرآن کے مطابق فیصلہ کیا۔ اللہ تعالیٰ نے اسے محفوظ رکھا یہ ذکر حکیم، نور مبین اور صراط مستقیم ہے۔ اس میں پہلے لوگوں اور بعد کی خبریں ہیں۔ یہ تمہارے درمیان موجود جھگڑوں کا فیصلہ کرنے والا ہے۔ یہ قول فیصل ہے، مذاق نہیں (۳)۔

---

(۱) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النمل، ۹: ۲۹۱۷ رقم (۱۶۵۷۰)

(۲) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النمل، ۹: ۲۹۱۷ رقم (۱۶۵۷۱)

(۳) سنن الترمذی، کتاب: الفضائل القرآن عن رسول اللہ ﷺ باب: ماجاء فی فضل القرآن، رقم (۲۹۰۶)

امام ترمذیؒ نے مذکورہ حدیث کی سند پر بحث کرتے ہوئے لکھا ہے: قال ابو عیسیٰ هذا حدیث لا نعرفه الا من هذا الوجه واسناده مجهول وفی الحارث مقال. [الترمذی: رقم الحدیث (۲۹۰۶)] ۔۔ اسناده مجهول [تخریج احادیث الاحیاء: ۲۳۴ رقم (۶)] ۔۔ یہ حدیث موضوع ہے [الفوائد المجموعۃ ۱: ۲۹۶]

إِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَآءَ إِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِيْنَ ﴿٨٠﴾ وَمَا أَنتَ بِهٰدِى الْعُمْيِ عَن ضَلٰلَتِهِمْ ط إِن تُسْمِعُ إِلَّا مَن يُؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا فَهُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿٨١﴾

" کچھ شک نہیں کہ تم مردوں کو (بات) نہیں سنا سکتے اور نہ اُن بہروں کو جب کہ ہو پیٹھ پھر جائیں آواز سنا سکتے ہو [۸۰] اور نہ اندھوں کو گمراہی سے (نکال کر) رستہ دکھا سکتے ہو تم تو اُنہی کو سُنا سکتے ہو جو تمہاری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں اور وہ فرمانبردار ہو جاتے ہیں" [۸۱]

امام عبد بن حمیدؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت قتادہؒ سے یہ تفسیر نقل کی ہے کہ یہ مثال ہے جو اللہ تعالیٰ نے کافر کی بیان فرمائی ہے جیسے میت نہیں سنتی اس طرح کافر نہیں سنتا اور نہ ہی اس سے نفع حاصل کرتا ہے۔ وہ کہتے اگر بہرہ آدمی منہ پھیر کر چل پڑے پھر تو اسے بلائے تو وہ نہیں سنتا۔ اسی طرح کافر نہیں سنتا اور جو سنتا ہے اس سے نفع حاصل نہیں کرتا (۱)۔ واللہ اعلم۔

وَإِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ أَخْرَجْنَا لَهُمْ دَآبَّةً مِّنَ الْأَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ أَنَّ النَّاسَ كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا لَا يُوقِنُوْنَ ﴿٨٢﴾

"اور جب اُن کے بارے میں (عذاب کا) وعدہ پورا ہوگا تو ہم اُن کے لئے زمین میں سے ایک جانور نکالیں گے جو اُن سے بیان کریگا۔ اس لئے کہ لوگ ہماری آیتوں پر ایمان نہیں لاتے تھے" [۸۲]

امام ابن مبارکؒ نے زہد میں عبدالرزاقؒ، فریابیؒ، ابن ابی شیبہؒ، نعیم بن حمادؒ (۲) نے فتن میں عبد بن حمیدؒ، ابن ابی الدنیاؒ نے کتاب الامر بالمعروف میں ابن جریرؒ، ابن ابی حاتمؒ، حاکمؒ اور ابن مردویہؒ نے حضرت ابن عمرؓ سے روایت نقل کی ہے کہ جب وہ نیکی کا حکم نہیں دیں گے اور برائی سے نہیں روکیں گے تو ہم زمین سے ان کے لیے ایسا

---

(۱) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النمل، ۹: ۲۹۲۱ رقم (۱۶۵۲۱)

(۲) نعیم بن حماد بن معاویہ بن حارث خزاعی مروزی، ابوعبداللہ، وہ پہلی شخصیت جس نے احادیث کو مسند کے طرز پر جمع کیا۔ علمِ میراث کے بہت بڑے عالم تھے۔ آپ مرو [شاھجان] کے علاقے میں پیدا ہوئے اور طویل عرصے تک عراق وحجاز میں مقیم رہے، پھر مصر چلے گئے اور وہیں فتنۃ خلق القرآن میں مبتلا ہوئے اور معتصم کے زمانے میں جیل میں وفات پاگئے تھے۔ [الفتن] آپ کی مشہور تالیف ہے۔ [تاریخ بغداد، ۱۳: ۳۰۶۔ تھذیب التھذیب، ۱۰: ۴۵۸۔ الاعلام، ۸: ۴۰]

جانور نکالیں گے جوان سے گفتگو کرے گا (۱)۔

امام ابن مردویہؒ نے حضرت ابن عمرؓ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ یہ جانور اس وقت نکلے گا جب وہ نیکی کا حکم نہیں دیں گے اور برائی سے نہیں روکیں گے (۲)۔

امام ابن مردویہؒ نے حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت نقل کی ہے کہ آپ سے اس آیت کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا جب وہ نیکی کا حکم دینا چھوڑ دیں گے اور برائی سے منع کرنا چھوڑ دیں گے تو ان پر ناراضگی لازم ہو جائے گی (۳)۔

امام عبد بن حمیدؒ اور ابن جریرؒ نے حضرت قتادہؒ سے واقع کا معنی واجب نقل کیا ہے: یعنی لازم ہو جائے گا بعض قراءتوں میں تکلمهم کی جگہ تحدثهم ہے، یعنی وہ انہیں کہے گا (۴)۔

امام عبد بن حمیدؒ اور ابن جریرؒ نے حفصہ بنت سیرینؒ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے ابوالعالیہؒ سے پوچھا وقع القول عليهم ان پر قول وقع ہونے سے کیا مراد ہے؟ انہوں نے فرمایا حضرت نوحؑ کی طرف وحی کی گئی ﴿وَاُوْحِیَ اِلٰی نُوْحٍ اَنَّهٗ لَنْ یُّؤْمِنَ مِنْ قَوْمِكَ اِلَّا مَنْ قَدْ اٰمَنَ﴾ (۵) حفصہؒ نے کہا گویا اس نے میرے سامنے سے پردے کو دور کر دیا (۶)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن مسعودؓ سے روایت نقل کی ہے فرمایا بیت اللہ کے اٹھائے جانے اور اس کی جگہ کے بھول جانے سے پہلے بیت اللہ کا زیادہ طواف کر لو۔ قرآن حکیم کے اٹھائے جانے سے پہلے

---

(۱) مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب: الزھد، باب: کلام ابن عمرؓ، رقم ((۳۴۶۵۱)
مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب: الفتن، باب: ماذکر فی صفۃ الرجال، رقم (۳۷۵۷۵)
ابن حماد، نعیم بن حماد المروزی، الفتن، مکتبۃ التوحید، القاھرۃ، طبع (۱۴۱۲ھ)، ج ۲، ص ۶۶۶ رقم (۱۸۷۶)
تفسیر الطبری، سورۃ النمل، ۱۰:۱۴ رقم (۲۷۰۹۳)
تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النمل، ۹:۲۹۲۱ رقم (۱۶۵۸۵)
مستدرک، کتاب: الفتن والملاحم، رقم (۸۴۹۳)

(۲) تفسیر الطبری، سورۃ النمل، ۱۰:۱۴

(۳) تفسیر مظہری، ۵:۳۴۹

(۴) تفسیر الطبری، سورۃ النمل، ۱۰:۱۶ رقم (۲۷۱۰۶)

(۵) القرآن الکریم، ھود، ۳۶

(۶) تفسیر الطبری، سورۃ النمل، ۱۰:۱۴ رقم (۲۷۰۸۸)

اس کی زیادہ سے زیادہ تلاوت کرلو۔ پوچھا گیا جو چیز لوگوں کے سینے میں محفوظ ہے اس کے اٹھائے جانے سے کیا مراد ہے؟ فرمایا رات کے وقت (ہوا) ان پر چلے گی۔ لوگ صبح کریں گے تو قرآن سے خالی ہوں گے اور لا الـه الا الله کو بھول جائیں گے اور جاہلیت کی باتوں اور اشعار میں پڑ جائیں گے۔ ﴿اذا وقع القول علیهم﴾ سے یہی مراد ہے (۱)۔

امام فریابیؒ اور ابن جریرؒ نے حضرت مجاہدؒ سے یہ تفسیری قول نقل کیا ہے کہ جب ان پر قول ثابت ہو جائے گا (۲)۔

ابن جریرؒ اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباسؓ سے ﴿تکلمهم﴾ کا معنیٰ ﴿تحدثهم﴾ یعنی ان سے بات کرے گا، کیا ہے (۳)۔

امام ابن جریرؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ لوگوں کو آگاہ کرے گا کہ لوگ ہماری آیتوں پر یقین نہیں رکھتے (۴)۔

امام عبد بن حمیدؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے ابوداؤد اور نفیع الاعمیؒ (۵) سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت ابن عباس سے اس آیت کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا: اللہ کی قسم! سب کچھ ہوگا وہ مومن سے کلام کرے گا اور کافر کو زخمی کرے گا (۶)۔

امام عبد بن حمیدؒ نے عاصم سے یہ روایت نقل کی ہے کہ وہ تک تکلمهم کو مشدد اور انّ کو ہمزہ کے نصب کے ساتھ پڑھتے (۷)۔

---

(۱) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النمل، ۹:۲۹۲۲ رقم (۱۶۵۸۶)

(۲) تفسیر الطبری، سورۃ النمل، ۱۰:۱۶ رقم (۲۷۱۰۶)

(۳) تفسیر الطبری، سورۃ النمل، ۱۰:۱۶ رقم (۲۷۱۰۵)

تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النمل، ۹:۲۹۲۶ رقم (۱۶۶۰۴)

(۴) تفسیر الطبری، سورۃ النمل، ۱۰:۱۶ رقم (۲۷۱۰۷)

(۵) امام سیوطیؒ نے ابوداود اور نفیع الاعمیٰ لکھا ہے اصل مرجع میں ابوداود نفیع (الاعمیٰ) کی کنیت ہے۔ نفیع بن الحارث ابوداود الاعمیٰ الدارمی، الکوفی، آپ کا نام نافع اور کنیت سے شہرت پائی تھی۔ آپ کا شمار صغار تابعین میں ہوتا تھا۔ امام ابوحاتمؒ نے منکر الحدیث اور ضعیف قرار دیا ہے۔ امام بخاریؒ فرماتے ہیں: یتکلمون فیه، امام ترمذیؒ نے لکھا ہے: ضعیف، امام نسائیؒ نے متروک الحدیث قرار دیا ہے۔ [تهذیب التهذیب، ج ۱۰، ص ۴۱۹ رقم (۸۴۹)]

(۶) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النمل، ۹:۲۹۲۶ رقم (۱۶۶۰۶)

(۷) تفسیر الطبری، سورۃ النمل، ۱۰:۱۴

امام نعیم بن حمادؒ اور ابن مردویہؒ نے حضرت ابن عمرؓ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب وہ وعدہ پورا ہوگا جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ کوئی بات چیت نہ ہوگی بلکہ نشان ہے جو وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے لگائے گا جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ حکم دے گا۔ وہ جانور منیٰ کی رات صفا سے نکلے گا۔ تمام لوگ اس کے سر اور دنب کے درمیان صبح کریں گے، نہ کوئی داخل ہونے والا داخل ہوگا اور نہ کوئی نکلنے والا نکلے گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اسے جو حکم دیا ہوگا اس سے وہ فارغ ہو جائے گا۔ پس ہلاک ہونے والا ہلاک ہو گیا اور نجات پانے والا نجات پا گیا۔ وہ اپنا پہلا قدم انطاکیہ میں رکھے گا (۱)۔

امام عبد بن حمیدؒ نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت نقل کی ہے کہ دابہ روئیں دار ہوگا، اس کے بدن پر اون اور بال ہوں گے (۲)۔

امام عبد بن حمیدؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے یہ روایت نقل کی ہے کو دابہ اون اور پروں والا ہوگا جن میں ہر رنگ ہوگا۔ اس کے چار پاؤں ہوں گے۔ حاجیوں نے جس سمت اپنی پشت کی ہوگی اسی جانب سے نکلے گا (۳)۔

امام عبد بن حمیدؒ نے امام شعبیؒ سے روایت نقل کی ہے کہ ﴿دابة من الارض﴾ اون والا ہوگا اور آسمان سے قریب ہوگا (۴)۔

امام ابن ابی شیبہؒ، عبد بن حمیدؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت حسن بصریؒ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت موسیٰؑ نے اپنے رب سے سوال کیا کہ وہ اسے دابہ دکھائے۔ وہ تین دن اور تین رات نکلا۔ آسمان تک جا پہنچا۔ کوئی بھی اس کی جانب نہ دیکھتا۔ حضرت موسیٰؑ نے خوفناک منظر دیکھا۔ عرض کی: اے میرے رب! اسے لوٹا دے پس اللہ نے اسے واپس لوٹا دیا (۵)۔

امام عبد بن حمیدؒ نے حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ سے روایت نقل کی ہے کہ قیامت اس وقت تک واقع نہیں ہوگی یہاں تک کہ گھر والے ایک برتن پر جمع ہوں گے۔ وہ کفار میں سے مومنوں کو پہچان لیں گے۔ پوچھا وہ کیسے؟ کہا دابہ نکلے گا۔ وہ لوگوں کی مذمت کر رہا ہوگا۔ وہ ہر انسان کی سجدہ کرنے والی جگہ کو چھوئے گا۔ جہاں تک

---

(۱) ابن حماد، نعیم بن حماد المروزی، الفتن، مکتبۃ التوحید، القاھرۃ، طبع (۱۴۱۲ھ) ۲:۶۶۷ رقم (۱۸۷۹)

(۲) تفسیر مظہری، سورۃ النمل، ۷:۱۳۲

(۳) تفسیر مظہری، سورۃ النمل، ۷:۱۳۲

(۴) النکت والعیون، سورۃ النمل، ۴:۲۲۶

(۵) مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب: الفتن، باب: من کرہ الخروج فی الفتنۃ وتعوذ عنھا رقم (۳۷۲۸۴)

مومن کا تعلق ہے اس کے چھونے سے سفید نقطہ پر جائے گا۔ پھر وہ اس کے چہرے پر پھیل جائے گا یہاں تک کہ اس کا چہرہ سفید ہو جائے گا۔ جہاں تک کفار کا تعلق ہے تو اس کے چھونے سے اس کی سجدہ گاہ پر سیاہ نقطہ پڑ جائے گا۔ پھر وہ نقطہ اس کے چہرے پر پھیل جائے گا یہاں تک کہ اس کا چہرہ سیاہ ہو جائے گا۔ لوگ آپس میں خرید و فروخت کریں گے تو وہ آپس میں کہیں گے اے مومن! تو یہ چیز کیسے بیچتا ہے اور کافر یہ چیز کیسے فروخت کرے گا؟ تو وہ ایک دوسرے کو کچھ جواب نہ دیں گے (۱)۔

عبد بن حمیدؒ نے حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ سے روایت نقل کی ہے کہ دابہ اجیاد سے نکلے گا جو صفا کے متصل جگہ ہے (۲)۔

امام عبدالرزاقؒ، ابن ابی شیبہؒ اور عبد بن حمیدؒ نے سماک کے واسطہ سے حضرت ابراہیمؒ سے روایت نقل کی ہے کہ دابہ مکہ مکرمہ سے نکلے گا (۳)۔

امام عبد بن حمیدؒ نے حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے روایت نقل کی ہے کہ دابہ نکلے گا تو لوگ گھبرا کر نماز کی طرف متوجہ ہوں گے۔ وہ جانور ایک آدمی کے پاس آئے گا جب کہ وہ نماز پڑھ رہا ہوگا۔ وہ دابہ کہے گا جتنی لمبی نماز کر سکتا ہے نماز لمبی کر، اللہ کی قسم! میں تمہیں ضرور نکیل ڈالوں گا (۴)۔

امام ابن مردویہؒ نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دابہ نکلے گا۔ جس دن نکلے گا وہ پگڑی اور پروں والا ہوگا۔ وہ مومن کے چہرہ پر سفید نقطہ لگائے گا جس سے اس کا چہرہ سفید ہو جائے گا۔ کافر کے چہرے پر سیاہ نقطہ لگائے گا تو اس کا چہرہ سیاہ ہو جائے گا۔ اس کے بعد وہ بازار میں ایک دوسرے سے خرید و فروخت کریں گے، کہیں گے: اے مومن! تو کس قیمت پر بیچتا ہے اور اے کافر! تو کس کے بدلے میں فروخت کرتا ہے؟ پھر دجال نکلے گا۔ وہ کانا ہوگا۔ اس کی آنکھ پر موٹا ناخن ہوگا۔ اس کی آنکھوں کے درمیان کافر لکھا ہوگا جسے ہر مومن اور کافر پڑھ لے گا (۵)۔

امام احمدؒ، سمویہؒ اور ابن مردویہؒ نے حضرت ابوامامہؓ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں: دابہ نکلے گا تو ان کی ناکوں پر نشان لگائے گا۔ پھر وہ تمہارے درمیان زندہ رہیں گے یہاں تک کہ ایک آدمی کوئی جانور خریدے گا۔ اسے کہا جائے گا تو نے کس سے خریدا ہے؟ تو اسے جواب دیا جائے گا: اس آدمی سے جس کی ناک میں

---

(۱) روایت نہیں ملی
(۲) تفسیر السراج المنیر، سورۃ النمل، ۳:۸۱
(۳) تفسیر عبدالرزاق، ۲:۴۸۴، رقم (۲۱۷۹)
(۴) تفسیر قرطبی، سورۃ النمل، ۱۳:۲۶۳
(۵) تفسیر قرطبی، سورۃ النمل، ۱۳:۲۶۳

نکیل ہے(۱)۔

امام ابن مردویہؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دابة من الارض نکلے گا۔اس کا نکلنا تین دفعہ ہے۔پہلی دفعہ وہ بادیہ کے علاقہ سے نکلے گا۔دوسری دفعہ تمام مساجد سے عظیم،شرف والی اور معزز سے نکلے گا۔اس کی جھکی ہوئی گردن ہوگی۔اسے مشرق میں رہنے والے اس طرح دیکھیں گے جس طرح مغرب میں رہنے والے،اس کا چہرہ انسان کے چہرے جیسا ہوگا۔اس کی چونچ پرندے کی چونچ جیسی ہوگی جواون اور روئی والی ہوگی۔اس کے ساتھ حضرت موسیٰؑ کا عصا اور حضرت سلیمانؑ کی انگوٹھی ہوگی۔وہ بلند آواز سے ندا کرے گا ﴿ان الناس کانوا بایتنا لا یوقنون﴾ پھر رسول اللہ ﷺ رونے لگے۔عرض کی: یارسول اللہ ﷺ اس کے بعد کیا ہوگا؟ فرمایا بھلائیاں ہی بھلائیاں۔پھر قیامت تک سرسبز وشادابی ہوگی(۲)۔

امام ابن مردویہؒ نے حضرت حذیفہ بن اسیدؒ(۳) سے روایت نقل کی ہے کہ میرا خیال ہے انہوں نے اسے مرفوع نقل کیا ہے کہ دابہ اس مسجد سے نکلے گا جو حرمت کے اعتبار سے تمام مساجد سے عظیم ہے،اسی اثناء میں کہ لوگ زمین کی اٹھی ہوئی جگہ(ٹیلہ) پر بیٹھے ہوں گے وہ اسی حالت میں ہوں گے کہ زمین پھٹ پڑے گی۔ابن عیینہؒ نے کہا دابہ اس وقت نکلے گا جب امام مزدلفہ سے چلے گا۔حاجیوں کے پیچھے والا لوگوں کو بتائے گا دابہ نہیں نکلا(۴)۔

امام ابن مردویہؒ نے حضرت ابن عمرؓ سے روایت نقل کی ہے کہ میں تمہیں وہ جگہ نہ دکھاؤں جس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے مجھے بتایا کہ دابۃ الارض یہاں سے نکلے گا۔آپ نے اپنا عصا شق کی جانب مارا جو صفا میں ہے(۵)۔

امام ابن مردویہؒ نے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت واقع ہونے سے پہلے دجال،دابہ،یاجوج وماجوج،دخان اور مغرب سے سورج طلوع ہوگا(۶)۔

---

(۱) مسند احمد،کتاب: باقی مسند الانصار،باب: حدیث ابی امامہ الباھلی،رقم(۲۲۳۶۲)
مجمع الزوائد ومنبع الفوائد،۷:۱۴،رقم(۱۲۵۷۳)۔

(۲) تفسیر قرطبی،سورۃ النمل،۱۳:۲۶۳

(۳) حذیفہ بن اسید یا[حذیفہ بن اُمیہ بن اسید]ابوسریحۃ الغفاری،نبی کریم ﷺ کی عظیم جماعت میں شامل اور صلح حدیبیہ کے موقع پر حاضری کا شرف پانے والے کنیت سے مشہور ہوئے تھے۔۴۲ھ کو وفات پاگئے تو زید بن ارقم نے نماز جنازہ پڑھایا تھا۔[الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ،۲:۴۳رقم(۱۶۴۶]

(۴) تفسیر الطبری،سورۃ النمل،۱۰:۱۶

(۵) ابواللیث سمرقندی،بحر العلوم،۳:۳۰۲

(۶) الدعاء للطبرانی،۱:۶۱۶

امام ابن ابی شیبہؒ نے حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت نقل کی ہے کہ دابہ اجیاد سے نکلے گا (۱)۔

امام ابن جریرؒ نے حضرت حذیفہ بن یمانؓ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دابہ کا ذکر کیا۔ حضرت حذیفہؓ نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ وہ کہاں سے نکلے گا؟ فرمایا ان مساجد میں سے ایک سے جو اللہ کے ہاں سب سے حرمت والی ہیں اسی اثناء میں کہ حضرت عیسیٰؑ بیت اللہ کا طواف کر رہے ہوں گے۔ مسلمان آپ کے ساتھ ہوں گے کہ ان کے نیچے سے زمین تھرتھرا اٹھے گی۔ قندیل حرکت کرے گی۔ سعی کے قریب والی جگہ سے مقام صفا پھٹ جائے گا اور صفا سے دابہ نکلے گا۔ سب سے پہلے اس کا چمکتا سر نکلے گا جو اون اور پروں والا ہوگا۔ اس کو تلاش کرنے والے اسے پا نہیں سکے گا اور اس سے بھاگنے والا اس سے بھاگ نہیں سکے گا۔ وہ مومن و کافر ہر کسی پر نشان لگائے گا۔ جہاں تک مومن کا تعلق ہے اس کا چہرہ یوں دیکھائی دے گا، گویا چمکتا موتی ہے۔ اسکی آنکھوں کے درمیان مومن لکھا ہوگا جہاں تک کافر کا تعلق ہے وہ اس کی آنکھوں کے درمیان سیاہ نقطہ لگائے گا (۲)۔

امام سعید بن منصورؒ، نعیم بن حمادؒ، عبد بن حمیدؒ، ابن منذرؒ، ابن ابی حاتمؒ اور بیہقیؒ نے بعث میں حضرت ابن عمرؓ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے کہا جب کہ وہ مکہ مکرمہ میں تھے: اگر میں چاہوں تو اپنی ان دونوں کمانوں کو پکڑوں۔ پھر میں چلوں یہاں تک کہ اس وادی میں داخل ہو جس سے دابہ نکلے گا۔ وہ نکلے گا جب کہ وہ لوگوں کے لیے علامت ہو گا، وہ مومن کو ملے گا، اس کے چہرے پر نشان لگائے گا جس کی وجہ سے اس کا چہرہ سفید ہو جائے گا۔ وہ کافر کے چہرے پر نشان لگائے گا جس سے اس کا چہرہ سیاہ ہو جائے گا۔ وہ دابہ ہے جس کی روئیں اور پر ہوں گے۔ وہ کہے گا ﴿ان الناس کانوا بایتنا لا یوقنون﴾ (۳)۔

امام سعید بن منصورؒ، نعیم بن حمادؒ، عبد بن حمیدؒ، ابن منذرؒ، ابن ابی حاتمؒ اور بیہقیؒ نے بعث میں حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ دابۃ الارض تہامہ کی وادی سے نکلے گا جو روؤں اور پردوں والا ہوگا۔ جس کے چار قدم ہوں گے۔ وہ مومن کی دونوں آنکھوں کے درمیان نشان لگائے گا جس سے اس کا چہرہ سفید ہو جائے گا۔ کافر کی آنکھوں کے درمیان نشان لگائے گا جس سے اس کا چہرہ سیاہ ہو جائے گا (۴)۔

---

(۱) مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب: الفتن، باب: ماذکر عن فتنۃ الدجال رقم (۳۷۶۰۷)

(۲) تفسیر الطبری، سورۃ النمل، ۱۰: ۱۵ رقم (۲۷۱۰۰)

(۳) الفتن، ۲: ۶۶۵ رقم (۱۸۶۲)

(۴) الفتن، ۲: ۶۶۵ رقم (۱۸۶۲)

امام احمدؒ، طیالسیؒ، عبد بن حمیدؒ، امام ترمذی (جب کہ امام ترمذیؒ نے اسے حسن قرار دیا ہے)، ابن ماجہؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ، ابن ابی حاتمؒ، حاکمؒ، ابن مردویہؒ اور بیہقیؒ نے بعث میں حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دابۃ الارض نکلے گا۔ اس کے ساتھ حضرت موسیٰؑ کا عصا اور حضرت سلیمانؑ کی مہر ہوگی۔ وہ مہر کے ذریعے مومن کا چہرہ روشن کرے گا اور عصا کے ذریعے کافر کا چہرہ سیاہ کردے گا۔ یہاں تک کہ لوگ دسترخوان پر جمع ہوں گے تو مومن کافر سے پہچان لیا جائے گا (۱)۔

امام طیالسیؒ، عبد بن حمیدؒ، ابن جریرؒ، ابن ابی حاتمؒ، حاکم (جب کہ حاکمؒ نے اسے صحیح قرار دیا ہے)، ابن مردویہؒ اور بیہقیؒ نے البعث میں حضرت حذیفہ بن اسید غفاریؓ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دابہ کا ذکر فرمایا۔ دابہ تین دفعہ نکلے گا۔ ایک دفعہ یمن کے دور دراز حصہ سے نکلے گا۔ اس کا صحرا کے دور دراز حصوں میں پہنچ جائے گا۔ اس کا مکہ مکرمہ میں داخل نہیں ہوگا۔ پھر طویل زمانہ تک وہ چھپ جائے گا۔ اس کا ذکر صحراء کے رہنے والوں تک جا پہنچے گا اور اس کا ذکر مکہ مکرمہ تک پہنچے گا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا پھر اسی اثناء میں کہ لوگ اس مسجد میں ہوں گے جو اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے زیادہ شرف والی ہے یعنی مسجد حرام۔ لوگوں کو کوئی چیز نہیں ڈرائے گی مگر یہ کہ وہ رکن اور مقام ابراہیم کے درمیان بلا رہی ہوگی۔ وہ اپنے سر سے مٹی جھاڑے گی تو لوگ اس بھاگ کھڑے ہوں گے۔ صرف مومنوں کی ایک جماعت رہ جائے گی۔ پھر وہ پہچان لیں گے کہ وہ اللہ تعالیٰ کو ہرگز عاجز نہیں کر سکتے۔ وہ دابہ انہیں سے آغاز کرے گا۔ ان کے چہروں کو روشن کردے گی یہاں تک کہ انہیں یوں بنا دے گی، گویا وہ روشن ستارہ ہے۔ وہ زمین میں لوٹ جائے گا یہاں تک کہ کوئی طلب کرنے والا اسے پا نہیں سکے گا اور نہ ہی کوئی بھاگنے والا اس سے نجات پائے گا یہاں تک کہ ایک آدمی نماز کے ذریعے اس پناہ طلب کرے گا۔ تو دابہ اس کے پیچھے سے آجائے گا

---

(۱) مسند احمد، کتاب: باقی مسند المکثرین، باب: مسند ابی ھریرہ، رقم (۷۸۷۷)
سنن الترمذی، کتاب: تفسیر القرآن عن رسول اللہ، باب: ومن سورۃ النمل، رقم (۳۱۸۷)
سنن ابن ماجۃ، کتاب: الفتن، باب: دابۃ الارض، رقم (۴۰۶۶)
تفسیر الطبری، سورۃ النمل، ۱۰: ۱۵ رقم (۲۷۱۰۱)
تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النمل، ۹: ۲۹۲۵ رقم (۱۶۵۹۲)
امام ترمذیؒ نے مذکورہ حدیث کی سند پر بحث کرتے ہوئے لکھا: قال ابو عیسیٰ ھذا حدیث غریب وقدری ھذا عن ابی ھریرۃ عن النبی ﷺ من غیر ھذا الوجہ من دابۃ الارض وفیہ عن ابی امامۃ حذیفۃ بن اسید [الترمذی: ۲۱۸۷]

تو وہ اس آدمی کو کہے گا: اب تو نماز پڑھتا ہے۔ وہ آدمی اس کی طرف متوجہ ہوگا اور اس کے منہ پر نشان لگا دے گا۔ پھر وہ چلا جائے گا۔ لوگ اموال میں شریک ہوں گے اور شہروں میں ایک دوسرے کی سنگت اختیار کریں گے۔ مومن کافر سے نمایاں ہوگا یہاں تک کہ مومن کہے گا: اے کافر! میرا حق ادا کرو۔ اور کافر کہے گا: اے مومن! میرا حق ادا کرو (۱)۔

امام ابن مردویہؒ اور بیہقیؒ نے بعث میں حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جیاد کی گھاٹی کتنی بری ہے، یہ دو یا تین دفعہ فرمایا۔ لوگوں نے عرض کی: کیوں یا رسول اللہ! ﷺ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس سے دابہ نکلے گا وہ تین دفعہ چیخ مارے گا تو جو خافقین کے درمیان رہتے ہوں گے اس کی آواز سن لیں گے (۲)۔

ابن مردویہؒ اور بیہقیؒ نے بعث میں حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دابۃ الارض، جیاد سے نکلے گا۔ اس کا سینہ رکن تک پہنچے گا۔ اس کی دم اس سے پہنچے نہیں نکلی ہوگی۔ فرمایا یہ دابہ (جانور) اون اور پاؤں والا ہوگا (۳)۔

امام بخاریؒ نے تاریخ میں ابن ماجہؒ اور ابن مردویہؒ نے حضرت بریدہؓ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ مجھے بادیہ میں دابہ کے نکلے کی جگہ کی طرف لے گئے جو مکہ مکرمہ کے قریب ہے۔ وہ خشک زمین ہے۔ اس کے ارد گرد ریت ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دابہ یہاں سے نکلے گا۔ وہ ایک بالشت جگہ تھی (۴)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت نزال بن سبرہؒ (۵) سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت علی بن ابی طالبؓ سے پوچھا گیا لوگ گمان کرتے ہیں کہ آپ ہی دابۃ الارض ہیں۔ حضرت علیؓ نے فرمایا: اللہ کی قسم! بیشک دابۃ الارض کے پر اور روئیں ہوں گی جب کہ میرے تو پر اور روئیں نہیں ہیں۔ اس کے کھر ہوں گے۔ میرے تو کھر نہیں۔ وہ تو تیز رفتار

---

(۱) تفسیر الطبری، سورۃ النمل، ۱۰: ۱۵ رقم (۲۷۰۹۶)
تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النمل، ۹: ۲۹۲۳ رقم (۱۶۵۹۳)
مستدرک، کتاب: الفتن والملاحم، رقم (۹۴۹۴)

(۲) المعجم الاوسط، ۴: ۳۱۹۔۔قال الالبانی: ضعیف [السلسلۃ الضعیفہ، ۷: ۳۸۱]

(۳) الوسیط للواحدی، ۳: ۱۷۹۔۔قال الالبانی: ضعیف [السلسلۃ الضعیفہ، ۳: ۱۱۱]

(۴) التاریخ الکبیر، ۳: ۱۶۱ رقم (۵۵۴)

(۵) النزال بن سمرۃ الھلالی العامری الکوفی، آپ تابعی ہیں یا صحابی اس کے بارے میں علماء کی دو رائے ہیں۔ قال ابن عبدالبر انہ رای النبی ﷺ وقال المزی ھکذا، ذکرہ مسلم وابن سعد فی الطبقۃ الاولیٰ من التابعین، قال الدار قطنی تابعی کبیر وکذا ذکرہ فی التابعین البخاری وابن ابی حاتم وابن حبان [الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ: ۶: ۴۹۴ رقم (۸۸۶۲)۔۔تھذیب التھذیب، ۱۰، ۳۷۸ رقم (۷۶۴)]

گھوڑے کی طرح تین دفعہ نکلے گا جب کہ مجھے تو اس کے دو ثلث نہیں نکالا گیا (۱)۔

امام ابن ابی شیبہؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن عمرؓ سے روایت نقل کی ہے کہ دابہ مزدلفہ کی رات نکلے گا جب کہ لوگ منیٰ کی طرف جارہے ہوں گے۔ وہ ان سب کو اپنی گردن اور دنب کے درمیان اٹھائے ہوئے ہوگا۔ کوئی منافق ایسا نہیں ہوگا جسے وہ نکیل نہ ڈالے۔ وہ مومن کو مسح کرے گا، وہ یوں ہو جائیں گے گویا وہ دجال کے لوگ ہیں (۲)۔

امام ابن ابی شیبہؒ اور خطیبؒ نے التلخیص میں حضرت ابن عمرؓ سے روایت نقل کی ہے کہ دابہ، ایام تشریق میں جیاد کے پہاڑ سے نکلے گا جب کہ لوگ منیٰ میں ہوں گے۔ کہا اسی وجہ سے حاجیوں کے پیچھے چلنے والا لوگوں کی سلامتی کی خبر لائیگا (۳)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت نقل کی ہے کہ دابہ میں ہر قسم کا رنگ ہوگا۔ اس کے دونوں سینگوں کے درمیان سوار کے لیے اسی فرسخ کا فاصلہ ہوگا (۴)۔

امام ابن ابی شیبہؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن عمرؓ سے روایت نقل کی ہے کہ دابہ صفا میں صدع سے تین دن نکلے گا جیسے گھوڑا دوڑتا ہے۔ اس کا ایک ثلث نہیں نکلا (۵)۔

امام عبد بن حمیدؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن عمرؓ سے روایت نقل کی ہے کہ دابہ جیاد کے مقام سے صحرہ کے نیچے سے نکلے گا۔ اس کا منہ مشرق کی جانب ہوگا۔ وہ ایک چیخ مارے گا۔ پھر وہ شام کی طرف متوجہ ہوگا۔ پھر وہ ایک چیخ مارے گا جو دور تک جا پہنچے گی۔ شام کو وہ مکہ مکرمہ سے چلے گا اور صبح عسفان میں کریگا۔ عرض کی گئی: پھر کیا ہوگا؟ فرمایا میں کچھ نہیں جانتا (۶)۔

---

(۱) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النمل، ۹: ۲۹۲۴ رقم (۱۶۵۹۵)

(۲) مصنف ابن ابی شیبۃ: کتاب: الفتن، باب: ماذکرہ فی فتنۃ الدجال، رقم (۳۷۶۰۵)
تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النمل، ۹: ۲۹۲۴ رقم (۱۶۵۹۴)

(۳) مصنف ابن ابی شیبۃ: کتاب: الفتن، باب: ماذکرہ فی فتنۃ الدجال، رقم (۳۷۶۰۸)

(۴) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النمل، ۹: ۲۹۲۴ رقم (۱۶۵۹۹)

(۵) مصنف ابن ابی شیبۃ: کتاب: الفتن، باب: من کرہ الخروج فی الفتنۃ وتعوذ ھا رقم (۳۷۲۸۷)
تفسیر الطبری، سورۃ النمل، ۱۰: ۱۴ رقم (۲۷۰۹۴)
تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النمل، ۹: ۲۹۲۴ رقم (۱۶۶۰۱)

(۶) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النمل، ۹: ۲۹۲۴ رقم (۱۶۵۹۶)

امام ابن منذرؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ دابہ میں مختلف چیزیں جمع ہوں گی۔ وہ روؤں اور پروں والا ہوگا۔ اس میں تمام جانوروں کے رنگ ہوں گے۔ اس میں ہر امت کی علامت ہوگی۔ اس امت کی نشانی یہ ہوگی کہ وہ عربی زبان میں گفتگو کرے گا۔ وہ اپنی گفتگو کے ساتھ انہیں زخم لگائے گا (۱)۔

امام ابن ابی حاتمؒ اور ابن مردویہؒ نے ابوالزبیرؒ سے روایت نقل کی ہے کہ آپ نے دابہ کی صفت بیان کی، فرمایا: اس کا سر بیل کے سر جیسا، آنکھیں خنزیر کی آنکھوں جیسی، اس کے کان ہاتھی کے کان جیسے، اس کے سینگ بارہ سنگھے کے سینگوں جیسے، اس کا سینہ شیر کے سینے جیسا، اس کی گردن شتر مرغ کی گردن جیسی اس کا رنگ چیتے کے رنگ جیسا، اس کی دم مینڈک کی دم جیسی، اس کی ٹانگیں اونٹ کی ٹانگوں جیسی، اس کے دو جوڑوں کے درمیان بارہ ہاتھ کا فیصلہ ہوگا۔ اس کے ساتھ حضرت موسیٰؑ کا عصا اور حضرت سلیمانؑ کی انگوٹھی نکلے گی۔ کوئی کافر بھی نہیں ہوگا مگر وہ اس کے چہرے میں حضرت سلیمانؑ کی انگوٹھی سے سیاہ نقطہ لگائے گا۔ وہ نقطہ پھیل جائے گا یہاں تک کہ اس کی وجہ سے اس کا چہرہ سیاہ ہو جائے گا یہاں تک کہ لوگ بازاروں میں خرید و فروخت کریں گے اور کہیں گے: اے مومن! یہ چیز کتنے کی ہے اور اے کافر! یہ چیز کتنے کی ہے (۲)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت صدقہ بن مزیدؒ (۳) سے روایت نقل کی ہے کہ دابہ ایک آدمی کی طرف آئے گا جو نماز پڑھ رہا ہوگا۔ وہ اس کی آنکھوں کے درمیان لکھ دے گا جھوٹا (۴)۔

امام ابن ابی شیبہؒ نے حضرت حذیفہؓ سے روایت نقل کی ہے کہ دابہ قیامت سے پہلے دو دفعہ نکلے گا یہاں تک کہ اس بارے میں لوگوں کو مارا جائے گا۔ پھر تیسری دفعہ تمہاری مساجد میں سے عظیم مسجد کے پاس نکلے گا۔ وہ قوم کے پاس آئے گا جبکہ لوگ ایک دوسرے کے پاس جمع ہوں گے۔ وہ دابہ کہے گا اللہ کے دشمن کے پاس تمہیں کس چیز نے جمع کر رکھا ہے؟ لوگ جلدی کریں گے تو مومن کو نشان لگائے گا یہاں تک کہ دو آدمی آپس میں خرید و فروخت کریں گے۔ ایک کہے گا: اے مومن لو اور دوسرا کہے گا: اے کافر! لو (۵)۔

---

(۱) روح المعانی، سورۃ النمل، ۱۰:۲۲۳

(۲) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النمل، ۹:۲۹۲۴ رقم (۱۶۵۹۷)

(۳) امام سیوطیؒ نے [صدقۃ بن مزید] کا نام ذکر کیا ہے اصل مرجع یعنی تفسیر ابن ابی حاتم نے [صدقۃ بن یزید] کا نام ذکر کیا ہے۔ صدقۃ بن یزید الخراسانی، آپ نسلاً خراسانی اور شام [رملہ] میں مقیم رہے تھے۔ امام بخاریؒ نے منکر الحدیث، امام ابوحاتم الرازی اور امام احمد نے ضعیف قرار دیا دیا ہے۔ [ابن عدی، ابواحمد عبداللہ بن عدی، الکامل فی الضعفاء الرجال، دارالفکر، بیروت، طبع اول (۱۴۰۹ھ)، ج ۴، ص ۷۷ رقم (۹۲۶)۔ احمد بن علی حجر العسقلانی، لسان المیزان، مؤسسۃ الاعلمی للمطبوعات، بیروت، ط۔ ثالث (۱۴۰۶ھ)، ج ۳، ص ۱۸۷، رقم (۷۵۰)]

(۴) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النمل، ۹:۲۹۲۶ رقم (۱۶۶۰۷)

(۵) مصنف ابن ابی شیبۃ: کتاب: الفتن، باب: من کرہ الخروج فی الفتنۃ وتعوذ ھا رقم (۳۷۲۸۵)

امام نعیم بن حمادؒ نے فتن میں حضرت عمرو بن عاصؓ سے روایت نقل کی ہے کہ دابہ اجیاد کے مقام سے ایک کھائی سے نکلے گا۔اس کا سر بادل کو مس کر رہا ہوگا۔ابھی تک اس کا قدم زمین سے نہیں نکلا ہوگا۔وہ ایک آدمی کے پاس آئے گا جو نماز پڑھ رہا ہوگا۔دابہ کہے گا نماز تیرے کسی کام کی نہیں، یہ تو محض بچاؤ کا بہانہ اور ریا کاری ہے۔تو وہ اسے نکیل ڈال دے گا(۱)۔

امام نعیمؒ نے حضرت وہب بن منبہؒ سے روایت نقل کی ہے کہ نشانیوں میں سے پہلی نشانی روم پھر دجال، تیسر یا جوج وماجوج، چوتھی حضرت عیسیٰؑ، پانچویں دخان (دھواں) اور چھٹی دابہ ہے(۲)۔

وَيَوْمَ نَحْشُرُ مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ فَوْجاً مِّمَّنْ يُكَذِّبُ بِآيَاتِنَا فَهُمْ يُوزَعُونَ ﴿٨٣﴾ حَتَّىٰ إِذَا جَاءُوا قَالَ أَكَذَّبْتُم بِآيَاتِي وَلَمْ تُحِيطُوا بِهَا عِلْماً أَمَّاذَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿٨٤﴾ وَوَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِم بِمَا ظَلَمُوا فَهُمْ لَا يَنطِقُونَ ﴿٨٥﴾ أَلَمْ يَرَوْا أَنَّا جَعَلْنَا اللَّيْلَ لِيَسْكُنُوا فِيهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِراً إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ﴿٨٦﴾

"اور جس روز ہم ہر اُمت میں سے اس گروہ کو جمع کر دینگے جو ہماری آیتوں کی تکذیب کرتے تھے تو اُن کی جماعت بندی کی جائے گی[۸۳] یہاں تک کہ جب (سب) آجائینگے تو (خدا) فرمائے گا کہ کیا تم نے میری آیتوں کو جھٹلا دیا تھا اور تم نے (اپنے) علم سے اُن پر احاطہ تو کیا ہی نہ تھا۔بھلا تم کیا کرتے تھے؟[۸۴] اور اُن کے ظلم کے سبب اُن کے حق میں وعدہ (عذاب) پورا ہو کر رہے گا تو وہ تو بول بھی نہ سکیں گے[۸۵] کیا اُنہوں نے نہیں دیکھا کہ ہم نے رات کو (اس لئے) بنایا ہے کہ اس میں آرام کریں اور دن کو روشن (بنایا) کہ اس میں کام کریں بے شک اس میں مومن لوگوں کے لئے نشانیاں ہیں"[۸۶]

امام عبد بن حمیدؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت مجاہدؒ سے فوجا کا معنیٰ جماعت نقل کیا ہے۔فھم یوزعون یعنی پہلے کو آخری کی طرف لوٹایا جائے گا(۳)۔

---

(۱) الفتن،۲:۶۶۲

(۲) الفتن،۲:۵۱۹رقم(۱۴۵۳)

(۳) تفسیر الطبری،سورۃ النمل،۱۰:۱۷رقم(۲۷۱۱۰)

تفسیر ابن ابی حاتم،،سورۃ النمل،۹:۲۹۲۴رقم(۱۶۶۱۰)

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن زیدؒ سے اس کا معنی یہ نقل کیا ہے: انہیں ہانکا جائے گا(۱)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت قتادہؒ سے وقع القول کا معنیٰ قول ثابت ہوگیا، نقل کیا ہے۔ قول سے مراد غصہ ہے(۲) اور مبصر سے مراد روشن ہے(۳)۔

وَيَوْمَ يُنفَخُ فِي الصُّورِ فَفَزِعَ مَن فِي السَّمٰوٰتِ وَمَن فِي الْأَرْضِ إِلَّا مَن شَآءَ اللّٰهُ وَكُلٌّ أَتَوْهُ دَاخِرِينَ ﴿٨٧﴾

"اور جس روز صور پھونکا جائے گا تو جو لوگ آسمانوں اور جو زمین میں ہیں سب گھبرا اُٹھیں گے مگر وہ جس سے خدا چاہے اور سب اُس کے پاس عاجز ہو کر چلیں آئیں گے"[۸۷]

امام سعید بن منصورؒ و ابن جریرؒ نے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت نقل کی ہے کہ الامن شاء اللہ سے مراد شہداء ہیں(۴)۔

امام عبد بن حمیدؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت عاصمؒ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے اتوہ کو الف مدہ اور تاء کے رفع کے ساتھ پڑھا ہے۔ معنیٰ یہ ہوگا کہ وہ اس کو کرنے والے ہیں(۵)۔

امام سعید بن منصورؒ، عبد بن حمیدؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن مسعودؓ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے اتوہ کو الف خفیفہ اور تاء کی زبر کے ساتھ پڑھا ہے۔ معنی ہوگا وہ اس کے پاس آئے۔ یعنی الف کو مد کے ساتھ نہیں پڑھا(۶)۔

امام ابن مردویہؒ نے حضرت ابن مسعودؓ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے سورۃ النمل میں رسول اللہ ﷺ سے اتوہ اسی طرح سنا ہے، معنی ہے وہ آئے ہیں(۷)۔

---

(۱) تفسیر ابن ابی حاتم،، سورۃ النمل، ۹: ۲۹۲۴ رقم (۱۶۶۱۴)
(۲) تفسیر ابن ابی حاتم،، سورۃ النمل، ۹: ۲۹۲۷ رقم (۱۶۶۱۶)
(۳) تفسیر ابن ابی حاتم،، سورۃ النمل، ۹: ۲۹۲۷ رقم (۱۶۶۱۷)
(۴) تفسیر الطبری، سورۃ النمل، ۱۰: ۲۰ رقم (۲۷۱۲۰)
(۵) تفسیر ابن ابی حاتم،، سورۃ النمل، ۹: ۲۹۲۷ رقم (۱۶۶۱۷)
(۶) تفسیر ابن ابی حاتم،، سورۃ النمل، ۹: ۲۹۲۷ رقم (۱۶۶۳۰)
(۷) تفسیر ابن ابی حاتم،، سورۃ النمل، ۹: ۲۹۲۷ رقم (۱۶۶۱۶)

امام ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت عباسؓ سے دخرین کا معنی بے بس ذلیل نقل کیا ہے(۱)۔

امام عبد بن حمیدؒ نے حضرت قتادہؒ اس جیسی روایت نقل کی ہے(۲)۔

امام ابن جریرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن زیدؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ داخر کا معنی بے بس بھاگنے والا نقل کیا ہے۔ کیونکہ آدمی جب گھبراتا ہے تو جس امر سے وہ گھبراتا ہے اس سے اس کا ارادہ بھاگنے کا ہوتا ہے۔ جب صور پھونکا جائے گا تو لوگ گھبرا جائیں گے تو اللہ تعالیٰ سے ان کی پناہ کی کوئی جگہ نہ ہوگی(۳)۔

وَتَرَى الْجِبَالَ تَحْسَبُهَا جَامِدَةً وَّهِيَ تَمُرُّ مَرَّ السَّحَابِ ط صُنْعَ اللّٰهِ الَّذِيْ أَتْقَنَ كُلَّ شَيْءٍ إِنَّهٗ خَبِيْرٌ بِمَا تَفْعَلُوْنَ ﴿٨٨﴾

"اور تم پہاڑوں کو دیکھتے ہو تو خیال کرتے ہو کہ (اپنی جگہ) پر کھڑے ہیں مگر وہ (اُس روز) اس طرح اُڑتے پھرینگے جیسے بادل (یہ) خدا کی کاریگری ہے جس نے ہر چیز کو مضبوط بنایا۔ بیشک وہ تمہارے سب افعال سے باخبر ہے"[۸۸]

امام ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے جامدۃ کا معنی کھڑے اور اتقن کا معنی مضبوط کیا نقل کیا ہے(۳)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت قتادہؒ سے جامدۃ کا معنی اپنی بنیادوں میں مضبوط حرکت نہ کرنے والے نقل کیا ہے(۴)۔

---

(۱) تفسیر الطبری، سورۃ النمل، ۱۰: ۲۰ رقم (۲۷۱۲۲)

تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النمل، ۹: ۲۹۲۷ رقم (۱۶۶۳۲)

(۲) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النمل، ۹: ۲۹۲۷ رقم (۱۶۶۳۲)[مثلہ]

(۳) تفسیر الطبری، سورۃ النمل، ۱۰: ۲۰ رقم (۲۷۱۲۳)

تفسیر ابن ابی حاتم،، سورۃ النمل، ۹: ۲۹۲۷ رقم (۱۶۶۳۳)

(۴) تفسیر الطبری، سورۃ النمل، ۱۰: ۲۰ رقم (۲۷۱۲۵)

تفسیر ابن ابی حاتم،، سورۃ النمل، ۹: ۲۹۳۲ رقم (۱۶۶۳۴)

(۵) تفسیر ابن ابی حاتم،، سورۃ النمل، ۹: ۲۹۳۲ رقم (۱۶۶۳۵)

امام ابن جریرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے اتقن کل شیء کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر شے کی صورت کو بہترین اور مضبوط بنایا(۱)۔

امام عبد بن حمیدؒ اور ابن جریرؒ نے حضرت قتادہؒ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ ہر چیز کو اچھا کیا(۲)۔

امام فریابیؒ، عبد بن حمیدؒ اور ابن جریرؒ نے حضرت مجاہدؒ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ ہر شے کو مضبوط کیا(۳)۔

امام عبد بن حمیدؒ نے حضرت حسن بصریؒ سے یہ قول نقل کیا ہے: کیا تو ہر جانور کو نہیں دیکھتا کہ وہ اپنے آپ کو باقی (رکھنے) کا کیسے اہتمام کرتا ہے(۴)۔

مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ خَيْرٌ مِّنْهَا وَهُمْ مِّنْ فَزَعٍ يَوْمَئِذٍ اٰمِنُوْنَ ﴿۸۹﴾ وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَكُبَّتْ وُجُوْهُهُمْ فِي النَّارِ ط هَلْ تُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۹۰﴾

"کون شخص نیکی لے کر آئے گا تو اُس کے لئے اس سے بہتر (بدلہ تیار ہے) اور ایسے لوگ اس روز گھبراہٹ سے بے خوف ہونگے [۸۹] اور جو بُرائی لے کر آئے گا تو ایسے لوگ اُندھے منہ دوزخ میں ڈال دیے جائینگے تم کو تو اُنہی اعمال کا بدلہ ملے گا جو تم کرتے رہے ہو"[۹۰]

امام عبد بن حمیدؒ، ابن جریرؒ اور ابن منذرؒ حضرت ابو ہریرہؓ سے وہ نبی کریم ﷺ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ حسنہ سے مراد لا الہ الا اللہ اور سیئۃ سے مراد شرک ہے(۵)۔

امام ابن مردویہؒ نے حضرت جابرؓ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے دو ثابت ہونے والی چیزوں کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا: جو اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنے والا نہیں تھا تو وہ جنت میں داخل ہوگا اور جو اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے شرک کرنے والا تھا تو وہ جہنم میں داخل ہو گا(۶)۔

---

(۱) تفسیر الطبری، سورۃ النمل، ۱۰: ۲۰ رقم (۲۷۱۲۶)

تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النمل، ۹: ۲۹۳۳ رقم (۱۶۶۳۷)

(۲) تفسیر الطبری، سورۃ النمل، ۱۰: ۲۰ رقم (۲۷۱۲۳)

(۳) تفسیر الطبری، سورۃ النمل، ۱۰: ۲۰ رقم (۲۷۱۲۷)

(۴) روایت نہیں ملی

(۵) تفسیر الطبری، سورۃ النمل، ۱۰: ۲۰ رقم (۲۷۱۳۱)

(۶) صحیح مسلم، کتاب، الایمان، باب، من مات لا یشرک باللہ شیئا، رقم (۲۸۰)۔ مسند احمد، مسند جابر بن عبد اللہ رقم (۱۴۵۲۸)

امام حاکمؒ نے الکنیٰ میں حضرت صفوان بن عسالؓ (۱) سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب قیامت کا روز ہوگا تو ایمان اور شرک گھٹنوں کے بل اپنے رب کے حضور حاضر ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ایمان سے فرمائے گا: تو اور ایمان والا جنت میں چلا جائے گا اور شرک سے فرمائے گا: تو اور شرک والا جہنم کی طرف چلے جائیں۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے اس آیت کی تلاوت کی۔ یہاں حسنہ سے مراد لا الہ الا اللہ اور سیئہ سے مراد شرک ہے (۲)۔

امام ابن مردویہؒ حضرت ابو ہریرہؓ سے اور انس بن مالکؓ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ قیامت کے روز اخلاص اور شرک آئیں گے اور اپنے رب کے سامنے گھٹنے ٹیکے ہوئے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ اخلاص سے فرمائے گا تو اور مخلص جنت میں چلا جائے۔ پھر شرک سے فرمائے گا تو اور مشرک جہنم میں چلا جائے۔ پھر اس آیت کی تلاوت فرمائی۔ یعنی حسنہ سے مراد لا الہ الا اللہ، خیر سے مراد جنت اور سیئہ سے مراد شرک ہے (۳)۔

امام ابوالشیخؒ، ابن مردویہؒ اور دیلمیؒ حضرت کعب بن عجرہ (۴) سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ حسنہ سے مراد (لا الہ الا اللہ) کی شہادت ہے اور سیئہ سے مراد شرک ہے کہا یہ (لا الـــہ الا اللہ) نجات دے گا اور شرک ہلاک کردے گا (۵)۔

عبد بن حمیدؒ، ابن ابی حاتمؒ، حاکمؒ (جبکہ حاکمؒ نے اسے صحیح قرار دیا ہے) بیہقیؒ نے الاسماء والصفات میں اور خرائطی نے مکارم الاخلاق میں حضرت ابن مسعودؓ سے روایت نقل کی ہے کہ الحسنہ سے مراد لا الہ الا اللہ اور سیئہ

---

(۱) صفوان بن عسال المرادی، آپ کا تعلق بنی ربض بن زاھر بن عامر سے تھا۔ آپ صحابی رسول ﷺ اور نبی کریم ﷺ کے ساتھ بارہ غزوات میں شریک رہے تھے۔ زر بن جیش روایت کرتے ہیں کہ میں نے صفوان بن عسالؓ سے ملا میں نے آپؓ سے پوچھا کیا آپ نبی کریم ﷺ سے ملے تو آپؓ نے جواب: ہاں اور فرمایا کہ میں آپ ﷺ کے ساتھ بارہ غزوات میں شریک رہا تھا۔ [الطبقات الکبریٰ، ۶: ۲۷۔ تھذیب التھذیب، ۴: ۳۷۶ رقم (۷۵۰)]

(۲) کنز العمال، الفرع الثانی فی فضائل، ۱: ۷۴ رقم (۹۲۹۴)

(۳) الفردوس بماثور الخطاب، ۵: ۴۹۷ رقم (۸۸۷۳)

(۴) کعب بن عجرۃ بن اُمیہ بن عدی البلوی الانصاری، ابو محمد، [یا ابو عبداللہ] المدنی، آپ اصحاب شجرۃ میں سے تھے۔ عمرۃ الحدیبیہ میں شریک رہے تھے۔ ففدیۃ من صیام او من صدقۃ او نسک، آپ کی شان میں نازل ہوئی۔ کوفہ میں مقیم رہے اور مدینہ میں وفات پا گئے تھے۔ [الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ، ۵: ۵۹۹ رقم (۷۴۲۴)۔ تھذیب التھذیب، ۸: ۳۹۰ رقم (۷۹۰)]

(۵) موجبات الجنۃ، باب فی ذکر ان الایمان مع اھلہ فی الجنۃ، ۱: ۴۶ رقم (۴۳)

سے مراد شرک ہے(۱)۔

امام سعید بن منصورؒ اور ابن منذرؒ نے امام شعبیؒ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت حذیفہؓ ایک حلقہ میں بیٹھے ہوئے تھے۔ پوچھا تم اس آیت کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ لوگوں نے بتایا: اے حذیفہ! یہ درست ہے جو آدمی ایک نیکی کرے تو اسے دس گناہ اجر وثواب دیا جاتا ہے آپ سنگریزوں کی ایک مٹھی بھرتے ہیں۔ پھر انہیں پھینک دیتے ہیں اور فرمایا: تم ہلاک ہو۔ آپ بڑے ذہین تھے۔ اور فرمایا جس نے لا الـــہ الا اللہ کا کلمہ کہا اس کے لیے جنت واجب ہوگئی ہے اور جس نے شرک کیا اس کے لیے آگ واجب ہوگئی (۲)۔

امام ابن جریرؒ، ابن منذرؒ، ابن ابی حاتمؒ اور بیہقیؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ مـــن جـــاء بـالحسنة سے مراد یہ ہے کہ جو لا الـہ الا اللہ کہے تو اس کے لیے اس سے بہتر ہے۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ وہ بھلائی تک پہنچا اور سیئہ سے مراد شرک ہے یعنی جو شرک کرے (۳)۔

امام فریابیؒ، عبد بن حمیدؒ اور ابن جریرؒ نے حضرت مجاہدؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حسنہ سے مراد لا الہ الا اللہ ہے اور سیئة سے مراد شرک ہے (۴)۔

امام عبد بن حمیدؒ نے حضرت حسن بصریؒ، حضرت ابراہیمؒ، ابوصالحؒ، سعید بن جبیرؒ، عطاءؒ، قتادہؒ اور مجاہدؒ سے بھی اسی کی مثل روایت نقل کی ہے (۵)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے خیر کا معنی ثواب نقل کیا ہے (۶)۔

---

(۱) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النمل، ۹: ۲۹۳۴ رقم (۱۶۶۴۴)
مستدرک، کتاب: التفسیر، باب: تفسیر سورۃ النمل، رقم (۳۵۲۸)
خرائطی، ابوبکر محمد بن جعفر، مکارم الاخلاق، دار الفکر، دمشق، طبع (۱۴۰۶ھ)، ۲: ۱
امام حاکمؒ نے مذکورہ حدیث کے بارے میں لکھا ہے: صحیح علیٰ شرط الصحیحین [المستدرک: (۳۵۲۸)]

(۲) روایت نہیں ملی

(۳) تفسیر الطبری، سورۃ النمل، ۱۰: ۲۰ رقم (۲۷۱۴۴)
تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النمل، ۹: ۲۹۳۴ رقم (۱۶۶۴۴)

(۴) تفسیر الطبری، سورۃ النمل، ۱۰: ۲۰ رقم (۲۷۱۴۵)

(۵) تفسیر الطبری، سورۃ النمل، ۱۰: ۲۰ رقم (۲۷۱۴۵) [مثلہ]

(۶) تفسیر، سورۃ النمل، ۹: ۲۹۳۴ رقم (۱۶۶۴۵)

امام عبد بن حمیدؒ نے حضرت عکرمہؒ سے روایت نقل کی ہے کہ حسنہ سے مراد لا الہ الا اللہ کی شہادت ہے اور فلہ خیر منہا یعنی اس کے بدلہ میں جنت دی جائے گی (۱)۔

عبد بن حمیدؒ نے حضرت حسن بصریؒ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جنت کی قیمت لا الہ الا اللہ ہے (۲)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت زرعہ بن ابراہیمؒ (۳) سے روایت نقل کی ہے کہ حسنہ سے مراد لا الہ الا اللہ ہے لا الہ الا اللہ ہی خیر ہے لا الہ الا اللہ سے بہتر کوئی چیز نہیں (۴)۔

امام عبد بن حمیدؒ نے حضرت عاصمؒ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ ﴿وھم من فزع یومئذ امنون﴾ میں فزع کو تنوین کے ساتھ اور یومئذ کو منصب پڑھتے (۵)۔

إِنَّمَآ أُمِرْتُ أَنْ أَعْبُدَ رَبَّ هٰذِهِ الْبَلْدَةِ الَّذِىْ حَرَّمَهَا وَلَهٗ كُلُّ شَىْءٍ وَّأُمِرْتُ أَنْ أَكُوْنَ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿۹۱﴾ وَأَنْ أَتْلُوَ الْقُرْاٰنَ فَمَنِ اهْتَدٰى فَإِنَّمَا يَهْتَدِىْ لِنَفْسِهٖ وَمَنْ ضَلَّ فَقُلْ إِنَّمَآ أَنَا مِنَ الْمُنْذِرِيْنَ ﴿۹۲﴾ وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ سَيُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ فَتَعْرِفُوْنَهَا وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۹۳﴾

"(کہہ دو) مجھ کو یہی ارشاد ہوا ہے کہ اس شہر مکہ کے مالک کی عبادت کروجس نے اس محترم (ورمقام ادب) بنایا ہے اور سب چیز ایسی کی ہے اور یہ بھی حکم ہوا ہے کہ اُس کا حکم بردار رہوں [۹۱] اور یہ بھی قرآن پڑھا کروتو جو شخص راہ راست اختیار کرتا ہے تو اپنے ہی فائدے کے لئے اختیار کرتا ہے اور جو گمراہ رہتا ہے تو کہہ دو کہ میں تو صرف نصیحت کرنے والا ہوں [۹۲] اور کہو کہ خدا کا شکر ہے وہ تم کو عنقریب اپنی نشانیاں دیکھائے گا تو اُن کو پہچان لوگے اور جو کام تم کرتے ہو تمہارا پروردا گار اُن سے بے خبر نہیں ہے" [۹۳]

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے ھذہ البلدۃ کا معنی مکہ نقل کیا ہے (۶)۔

---

(۱) روایت نہیں ملی

(۲) الکشف والبیان، سورۃ النمل، ۷: ۲۳۱۔ قال الالبانی: ضعیف [السلسلۃ الضعیفۃ، ۷: ۴۶۱]

(۳) زرعۃ بن ابرہیم الدمشقی الزبیری، آپ عطاءؒ کے شاگرد رہے تھے۔ ابن عساکرؒ نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ آپ احادیث وضع کیا کرتے تھے، ایک یہودی جادوگر سے مسلمان ہوئے تھے۔ امام ابوحاتمؒ نے آپ کے بارے میں لکھا ہے: لیس بالقوی، [لسان المیزان، ۲: ۴۷۵ رقم (۱۹۱۳)۔ الجرح والتعدیل، ۳: ۶۰۶ رقم (۲۷۴۵)]

(۴) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النمل، ۹: ۲۹۳۴ رقم (۱۶۶۴۷)

(۵) روایت نہیں ملی

(۶) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النمل، ۹: ۲۹۳۶ رقم (۱۶۶۵۲)

امام عبد بن حمیدؒ نے حضرت قتادہؒ سے اس جیسی روایت نقل کی ہے(۱)۔

امام ابن منذرؒ نے حضرت ابن جریجؒ سے قول نقل کیا ہے کہ لوگوں کا گمان ہے کہ البلدۃ سے مراد مکہ ہے(۲)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابوالعالیہؒ سے روایت نقل کی ہے کہ البلدۃ سے مراد منیٰ ہے(۳)۔

امام ابوعبید اور ابن منذرؒ نے حضرت ہارونؒ سے روایت نقل کی ہے حضرت ابن مسعودؓ کی قراءت میں ہے وان اتل القران ہے یعنی اتل امر کا صیغہ ہے جب کہ حضرت ابی بن کعبؓ کی قراءت میں وان علیھم القران ہے(۴)۔

امام فریابی، ابن ابی شیبہ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت مجاہدؒ سے ﴿سَيُرِيكُمْ آيَاتِهِ فَتَعْرِفُونَهَا﴾ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ وہ اپنی نشانیاں تمہاری ذاتوں میں آسمانوں میں، زمین میں اور ورزق میں دکھائے گا(۵)۔

امام ابن مردویہؒ حضرت ابن مسعودؓ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ قرآن حکیم میں جہاں بھی ﴿وما اللہ بغافل عما تعملون﴾ ہے وہ یاء کے ساتھ ہے(۶)۔

---

(۱) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النمل، ۹:۲۹۳۶ رقم (۱۶۶۵۲)

(۲) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النمل، ۹:۲۹۳۶ رقم (۱۶۶۵۲) [مثلہ]

(۳) تفسیر ابن ابی حاتم،، ۹:۲۹۳۴ رقم (۱۶۶۵۳) [مثلہ]

(۴) ابوعبید، فضائل القرآن، ۲:۱۰۰ رقم (۵۴۴)

(۵) تفسیر ابن ابی حاتم،، سورۃ النمل، ۹:۲۹۳۷ رقم (۱۶۶۵۷)

(۶) روایت نہیں ملی

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

سورۃ القصص

باب ششم

سورۃ القصص کا اردو ترجمہ اور علمی تحقیق

فصل اول: نزول سورۃ القصص کے روایات کی تحقیق

فصل دوم: سورۃ القصص کے روایات کی تحقیق

سورۃ القصص کا اردو ترجمہ اور علمی تحقیق

فصل اول: نزول سورۃ القصص کے روایات کی تحقیق

امام نحاسؒ، ابن ضریسؒ، ابن مردویہؒ اور بیہقیؒ نے دلائل میں حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ سورۃ قصص مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی (۱)۔

امام ابن مردویہؒ نے حضرت عبداللہ بن زبیرؓ سے روایت نقل کی ہے کہ سورہ قصص مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی (۲)۔

امام احمدؒ، طبرانیؒ اور ابن مردویہؒ نے عمدہ سند کے ساتھ حضرت معدی بن کرب سے روایت نقل کی ہے کہ ہم حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے ہم نے آپ سے سوال کیا کہ ہمیں طسم مائتین سنائیں۔ آپ نے فرمایا مجھے یاد نہیں لیکن تم پر لازم ہے کہ تم حضرت خباب بن ارت کی خدمت میں حاضر ہو۔ میں حضرت خباب بن ارت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں نے عرض کی: رسول اللہ ﷺ کیسے پڑھتے طسم یا طس فرمایا: رسول اللہ ﷺ دونوں طرح پڑھتے تھے (۳)۔

فصل دوم: سورۃ القصص کے روایات کی تحقیق

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

طٰسٓمٓ ﴿۱﴾ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ﴿۲﴾ نَتْلُوْا عَلَيْكَ مِنْ نَّبَاِ مُوْسٰى وَفِرْعَوْنَ بِالْحَقِّ لِقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۳﴾ اِنَّ فِرْعَوْنَ عَلَا فِي الْاَرْضِ وَجَعَلَ اَهْلَهَا شِيَعًا يَّسْتَضْعِفُ طَآئِفَةً مِّنْهُمْ يُذَبِّحُ اَبْنَآءَهُمْ وَيَسْتَحْيٖ نِسَآءَهُمْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿٤﴾

"طسم [۱] یہ کتاب روشن کی آیتیں ہیں [۲] (اے محمد ﷺ) ہم تمہیں موسیٰ اور فرعون کے کچھ حالات مومن لوگوں (کے سنانے) کے لئے صحیح صحیح سناتے ہیں [۳] کہ فرعون نے ملک میں سر اٹھا رکھا تھا اور وہاں کے باشندوں کو گروہ گروہ بنا رکھا تھا اُن میں سے ایک گروہ کو (یہاں تک) کمزور کر دیا تھا کہ اُن کے بیٹوں کو ذبح کر ڈالتا اور اُن کی لڑکیوں کو زندہ رہنے دیتا، بے شک وہ مُفسدوں میں تھا" [۴]

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت سدیؒ سے روایت نقل کی ہے کہ فرعون کی باتوں میں سے ایک

---

(۱) دلائل النبوۃ، ۷: ۱۴۳
الناسخ والمنسوخ، ۱: ۶۰۳

(۲) [ابن الزبیرؓ سے مروی روایت نہیں ملی] ۔۔ دلائل النبوۃ، ۷: ۱۴۳ [از ابن عباسؓ] ۔۔ الناسخ والمنسوخ، ۱: ۶۰۳ [از ابن عباسؓ]

(۳) مسند احمد، کتاب: مسند المکثرین من الصحابۃ، باب: مسند عبداللہ بن مسعود، رقم (۳۹۸۰)
المعجم الکبیر، ۴: ۵۵، رقم (۳۶۱۴)

بات یہ ہے کہ اس نے ایک خواب دیکھا کہ ایک آگ بیت المقدس کی جانب سے آئی ہے یہاں تک کہ اس نے مصر کے تمام گھروں کو گھیر لیا ہے۔ قبطیوں کو جلا دیا ہے اور بنی اسرائیل کو چھوڑ دیا ہے۔ اس نے جادوگروں، کاہنوں اور فال پکڑنے والوں کو بلایا۔ زجرہ سے مراد فال پکڑنے والے ہیں جو پرندوں کو اُڑاتے ہیں، اس نے ان سے اپنی خواب کے بارے میں پوچھا۔ انہوں نے ہی جواب دیا۔ وہ شہر (بیت المقدس) ہے جس سے بنی اسرائیل آئے ہیں۔ ایک آدمی نکلے گا جس کی وجہ سے مصر تباہ و برباد ہوگا اس نے حکم دے دیا کہ بنو اسرائیل کے ہاں جو بچہ بھی پیدا ہوا سے ذبح کر دیا جائے اور جو بچی پیدا ہوا سے زندہ رہنے دیا جائے۔ اس نے قبطیوں سے کہا اپنے غلاموں پر نظر رکھو، جو باہر کام کرتے ہیں انہیں اپنے گھروں میں رکھو اور بنی اسرائیل کو ان امور کا ذمہ دار بنا دو جو غلاظت والے ہیں۔ ان قبطیوں نے بنی اسرائیل کو اپنے غلاموں کے کام دے دیے اور اپنے غلاموں اور خادموں کے ہاں رہنے کو کہا۔ یہ اسی موقع پر فرمایا ﴿ان فرعون علا فی الارض﴾ یعنی وہ زمین میں جبروت والا بن گیا۔ اور اھلھا سے مراد بنو اسرائیل ہیں اور انہیں گندے کاموں میں لگا دیا اور انہیں ایسی حالات میں چھوڑا کر کہ بنی اسرائیل کے ہاں کوئی بچہ جنم نہ لیتا مگر اسے ذبح کر دیا جاتا تا کہ کوئی چھوٹا بڑا نہ ہوسکتا۔

اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے بوڑھوں میں موت کو عام کر دیا تو موت ان میں جلدی آنے لگی۔ قبطیوں کے سردار فرعون کے پاس حاضر ہوئے اور اس سے گفتگو کی۔ کہا اس قوم میں موت عام ہوگئی ہے، ممکن ہے کام کی ذمہ داری ہمارے غلاموں پر آپڑے۔ وہ ان کے بیٹوں کو ذبح کر دیتے ہیں تو چھوٹے بڑے نہیں ہوتے کہ بڑوں کی مدد کریں۔ کاش! آپ انکی اولادوں کو باقی رہنے دیتے۔ تو اس نے حکم دیا کہ وہ ایک سال بچوں کو ذبح کریں اور ایک سال چھوڑ دیں۔ جب وہ سال ہوا جس میں بچوں کو ذبح نہیں کیا جاتا تھا تو اس میں حضرت ہارونؑ کی ولادت ہوئی۔ انہیں چھوڑ دیا گیا۔ جس سال وہ بچوں کو ذبح کرتے اس سال حضرت موسیٰؑ کی ماں حاملہ ہوئیں اور حضرت موسیٰؑ آپ کے بطن میں جلوہ افروز ہوئے۔ جب وضع حمل کا ارادہ کیا تو بچے کے بارے میں گھبرا گئیں۔ جب جن دیا تو اسے دودھ پلایا۔ پھر بڑھئی بلایا۔ ایک تابوت بچے کے لیے بنایا۔ تابوت کی کنڈی اندر رکھی اور بچے کو اس میں رکھ دیا اور فرعون کے گھر کے قریب تابوت کو پتھروں کے درمیان سمندر میں رکھ دیا۔ حضرت آسیہ فرعون کی بیوی تھیں اور فرعون کی لونڈیاں نہانے کے لیے نکلیں، تو انہوں نے وہاں تابوت پایا۔ وہ اسے حضرت آسیہ کے پاس لے گئیں اور گمان یہ کیا کہ اس میں مال ہے۔ جب بچے نے حرکت کی تو حضرت آسیہ نے ایک بچہ دیکھا۔ جب حضرت آسیہؓ کی نظر اس پر پڑی تو اس کے لیے رحمت کے جذبات پیدا ہوئے اور اس بچے سے محبت کی۔

جب حضرت آسیہؓ نے اس بچے کے بارے میں فرعون سے بات کی تو اس نے بچے کو ذبح کرنے کا ارادہ کیا۔ حضرت آسیہ لگاتار اس بچے کے بارے میں فرعون سے گفتگو کرتی رہیں یہاں تک کہ فرعون نے اُسے چھوڑ دیا اور فرعون نے کہا مجھے خوف ہے کہ یہ بچہ بنی اسرائیل کا ہوگا اور اسی کے ہاتھ ہماری ہلاکت ہوگی۔ اسی اثناء میں کہ ایک روز حضرت آسیہ اس کے ساتھ کھیل رہی تھیں کہ وہ بچہ فرعون کو دیا اور کہا اسے پکڑو۔ یہ میری اور تیری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔ فرعون نے کہا یہ تیری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے کہا: اگر وہ یہ کہتا یہ میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے تو وہ ضرور آپ پر ایمان لے آتا لیکن اس نے اس سے انکار کر دیا۔ جب فرعون نے حضرت موسیٰؑ کو پکڑا تو حضرت موسیٰؑ نے اسکی داڑھی کو پکڑ لیا۔ تو فرعون نے کہا ذبح کرنے والوں کو لے آؤ، یہ وہی ہے۔

حضرت آسیہؓ نے کہا اسے قتل نہ کرو ممکن ہے یہ ہمیں نفع دے یا ہم اسے بیٹا بنالیں۔ یہ تو ناسمجھ بچہ ہے۔ اس نے یہ عمل اپنے بچنے کی وجہ سے کیا ہے۔ میں اس کے لیے یاقوت کے زیورات اور انگار رکھتی ہوں۔ اگر اس نے یاقوت اٹھایا تو یہ سمجھ بوجھ رکھتا ہوگا اسے قتل کر دینا۔ اگر اس نے انگارا اٹھالیا تو یہ بچہ ہے حضرت آسیہ نے اس کے لیے یاقوت نکالے اور اس کے لیے انگاروں کا ایک تھال رکھا۔ حضرت جبرائیل امین آئے اور ان کے ہاتھ میں انگارہ رکھ دیا۔ حضرت موسیٰؑ نے اسے اپنے منہ میں پھینک دیا جس نے اس کی زبان کو جلا دیا۔ انہوں نے دودھ پلانے والی عورت کو لانے کا ارادہ کیا۔ اس نے کسی عورت کا دودھ نہ پیا۔ عورتوں نے دودھ پلانے کا مطالبہ کیا تاکہ دودھ پلانے کے عرصہ میں فرعون کے پاس رہیں لیکن حضرت موسیٰؑ نے دودھ پینے سے انکار کر دیا۔

حضرت موسیٰؑ کی بہن آئی۔ اس نے کہا میں تمہیں ایک ایسے گھر کے بارے میں نہ بتاؤں جو اس کی کفالت کریں جب کہ وہ اس کے لیے مخلص بھی ہیں۔ لوگوں نے اسے پکڑ لیا اور کہا تو اس بچے کے گھر والوں کو جانتی ہے۔ ہمیں اس کے گھر والوں کے بارے میں بتایئے۔ اس نے کہا میں یہ تو نہیں پہچانتی لیکن وہ لوگ بادشاہ کے مخلص ہیں۔ جب حضرت موسیٰؑ کی ماں آئی تو حضرت موسیٰؑ نے اسکا دودھ پی لیا۔ وہ کہنے ہی والی تھی کہ یہ میرا بیٹا ہے تو اللہ تعالیٰ نے اسے یہ بات کہنے سے محفوظ رکھا۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿إِنْ كَادَتْ لَتُبْدِي بِهِ لَوْلَا أَن رَّبَطْنَا عَلَىٰ قَلْبِهَا لِتَكُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ (۱)﴾ کا یہی مفہوم ہے کہا وہ عورت ایمان دار تھی لیکن اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ ﴿إِنَّا رَادُّوهُ إِلَيْكِ وَجَاعِلُوهُ مِنَ الْمُرْسَلِينَ (۲)﴾ سدیؒ نے کہا حضرت موسیٰؑ کا نام اس لیے رکھا گیا کیونکہ لوگوں نے آپ کو پانی اور درختوں کے درمیان سے پایا تھا۔ قبطی زبان میں پانی کو "مو" اور درخت کو "سی" کہتے ہیں (۳)۔

---

(۱) القرآن الکریم، القصص، ۱۰

(۲) القرآن الکریم، القصص، ۷

(۳) تفسیر الطبری، سورۃ القصص ۱۰: ۲۸ رقم (۲۷۱۶۰)
تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ القصص، ۹: ۲۹۳۸ رقم (۱۶۶۶۵)

امام عبد بن حمیدؒ، ابن جریرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے قتادہ سے ﴿نتلو علیك من نبا موسی و فرعون﴾ کی تفسیر نقل کی ہے کہ اس قرآن میں ان کی خبر ہے، بیشک فرعون نے زمین میں بغاوت کی ہے اور وہاں کے مکینوں کو مختلف جماعتوں میں تقسیم کر دیا ہے(۱)۔

امام فریابیؒ، ابن ابی شیبہؒ، عبد بن حمیدؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت مجاہدؒ سے ﴿نتلو علیك من نبا موسی وفرعون﴾ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ انہیں مختلف گروہوں میں تقسیم کر دیا(۲)۔

امام عبد الرزاقؒ، عبد بن حمیدؒ اور ابن منذرؒ نے حضرت قتادہؒ سے یہ تفسیر نقل کی ہے کہ وہ ایک طائف کو غلام بناتا ہے، ایک گروہ کو قتل کرتا ہے اور ایک گروہ کو زندہ رہنے دیتا ہے(۳)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت مجاہدؒ سے روایت نقل کی ہے کہ ہمارے سامنے یہ بات ذکر کی گئی ہے کہ وہ سرکنڈے لانے کا حکم دیتا۔ پھر انہیں چیرا جاتا یہاں تک کہ انہیں چھری کی طرح بنا دیا جاتا۔ پھر انہیں ایک دوسرے کے برابر رکھا جاتا پھر وہ بنی اسرائیل کی حاملہ عورتوں کے پاس لایا جاتا۔ انہیں اس پر کھڑا کر دیا جاتا۔ وہ ان کے قدموں کو کاٹتا یہاں تک کہ عورت حمل گرا دیتی۔ وہ ان کے قدموں کے درمیان پڑا رہتا۔ وہ اسے روندتی اور سرکنڈے کی تیز دھار سے بچتی۔ جب وہ انہیں تکلیف دینے میں انتہاء کو پہنچ گیا یہاں تک کہ اس نے اسی سلسلہ میں اسراف سے کام لیا۔ وہ انہیں تباہ کیے جا رہا تھا۔ اسے کہا گیا تو نے لوگوں کو فنا کر دیا ہے اور نسل قطع کر دی ہے جب کہ وہ تیرے خالو اور چچے ہیں۔ اب حکم دے کہ ایک سال بچوں کو وہ قتل کریں اور ایک سال وہ زندہ رہنے دیں۔ حضرت ہارونؑ کی ولادت اس سال ہوئی جس سال وہ بچوں کو زندہ رہنے دیتا اور حضرت موسیٰؑ کی ولادت اس سال ہوئی جس میں وہ بچوں کو قتل کرتا تھا۔ حضرت ہارونؑ، حضرت موسیٰؑ سے ایک سال بڑے تھے۔ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ کے بارے میں ارادہ کیا اور بنی اسرائیل کو اس مصیبت سے چھٹکارے کا ارادہ کیا جس میں وہ مبتلا تھے۔ جب حضرت موسیٰؑ کی ولادت کا وقت قریب آیا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ کی ماں کی طرف یہ وحی کی: ﴿أَنْ أَرْضِعِيهِ (۴)﴾(۵)۔

---

(۱) تفسیر الطبری، سورۃ القصص ۱۰: ۲۸ رقم (۲۷۱۵۸)
تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ القصص، ۹: ۲۹۳۸ رقم (۱۶۶۶۶)
(۲) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ القصص، ۹: ۲۹۳۸ رقم (۱۶۶۶۱)
(۳) تفسیر عبد الرزاق، سورۃ القصص، ۲: ۴۸۶
(۴) القرآن الکریم، القصص، ۷
(۵) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ القصص، ۹: ۲۹۴۰ رقم (۱۶۶۷۴)

وَنُرِيْدُ أَنْ نَّمُنَّ عَلَى الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا فِي الْأَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ أَئِمَّةً وَّنَجْعَلَهُمُ الْوَارِثِيْنَ ﴿٥﴾ وَنُمَكِّنَ لَهُمْ فِي الْأَرْضِ وَنُرِيَ فِرْعَوْنَ وَهَامَنَ وَجُنُودَهُمَا مِنْهُم مَّا كَانُوا يَحْذَرُوْنَ ﴿٦﴾

"اور ہم چاہتے تھے کہ جو لوگ ملک میں کمزور کر دیئے گئے ہیں اُن پر احسان کر دیں اور اُن کو پیشوا بنائیں اور اُنہیں (ملک) کا وارث کریں [۵] اور ملک میں اُن کو قدرت دیں اور فرعون اور ہامان اور اُن کے لشکر کو وہ چیز دکھا دیں جس سے وہ ڈرتے تھے" [٦]

امام ابن ابی شیبہؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت علی بن ابی طالبؓ سے روایت نقل کی ہے کہ ﴿الذین استضعفوا﴾ سے مراد حضرت یوسفؑ اور آپ کی اولاد ہے (۱)۔

امام عبد بن حمیدؒ اور ابن جریرؒ نے حضرت قتادہؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ﴿الذین استضعفوا﴾ سے مراد بنی اسرائیل ہیں ائمة سے مراد معاملات کے نگران ہیں الورثیں سے مراد یعنی وہ فرعون اور اسکی قوم کے بعد زمین کے مالک ہوں گے ﴿ما کانوا یحذرون﴾ یعنی قوم جن سے ڈرتی تھی (۲)۔

امام عبد الرزاقؒ، عبد بن حمیدؒ، ابن جریرؒ اور ابن منذرؒ نے حضرت قتادہؒ سے ﴿نجعلهم الورثین﴾ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ وہ فرعون کی قوم کے بعد زمین کے مالک ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿ونری فرعون﴾ کے بارے میں یہ تفسیری قول نقل کیا ہے کہ ایک قیافہ شناس نے فرعون کے لیے یہ قیافہ لگایا تھا کہ اس سال ایک بچہ پیدا ہوگا جو تمہارا ملک برباد کر دے گا۔ فرعون اسی قیافہ شناس کے قول کی وجہ سے بطور احتیاط بنو اسرائیل کے بچوں کو ذبح کرتا تھا اور عورتوں کو زندہ رہنے دیتا (۳)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت حسن بصریؒ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا میں نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی وجہ سے عمال معین کیے ہیں: ﴿ونرید ان نمن علی الذین استضعفوا فی الارض﴾ (۴)۔

---

(۱) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ القصص، ۹: ۲۹۴۱ رقم (۱۶۶۷۶)

(۲) تفسیر الطبری، سورۃ القصص ۱۰: ۲۸ رقم (۲۷۱۶۶)

(۳) تفسیر الطبری، سورۃ القصص ۱۰: ۲۸ رقم (۲۷۱۶۷)

(۴) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ القصص، ۹: ۲۹۴۱ رقم (۱۶۶۷۵)

وَأَوْحَيْنَآ إِلَىٰٓ أُمِّ مُوسَىٰٓ أَنْ أَرْضِعِيهِ فَإِذَا خِفْتِ عَلَيْهِ فَأَلْقِيهِ فِي الْيَمِّ وَلَا تَخَافِي وَلَا تَحْزَنِي إِنَّا رَآدُّوهُ إِلَيْكِ وَجَاعِلُوهُ مِنَ الْمُرْسَلِينَ ﴿٧﴾ فَالْتَقَطَهُ آلُ فِرْعَوْنَ لِيَكُونَ لَهُمْ عَدُوًّا وَحَزَنًا ۗ إِنَّ فِرْعَوْنَ وَهَامَٰنَ وَجُنُودَهُمَا كَانُوا خَٰطِئِينَ ﴿٨﴾

"اور ہم نے موسیٰ کی ماں کی طرف وحی بھیجی کہ اس کو دُودھ پلاؤ جب تم کو اس کے بارے میں کچھ خوف پیدا ہو تو اسے دریا میں ڈال دینا اور نہ تو خوف کرنا اور نہ رنج کرنا۔ ہم اس کو تمہارے پاس واپس پہنچا دیں گے [۷] تو فرعون کے لوگوں نے اس کو اُٹھا لیا اس لئے کہ (نتیجہ یہ ہونا تھا کہ) وہ ان کا دشمن اور (اُن کے لئے موجب) غم ہو۔ بیشک فرعون اور ہامان اور اُن کے لشکر چوک گئے" [۸]

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ ﴿واوحینا الی ام موسیٰ﴾ کا معنی یہ ہے: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ہم نے حضرت موسیٰؑ کی طرف اس کام کا الہام کیا جو اس نے حضرت موسیٰؑ کے ساتھ کیا (۱)۔

امام عبدالرزاقؒ، عبد بن حمیدؒ اور ابن منذرؒ نے حضرت قتادہؒ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ اس میں ڈالا (۲)۔

امام عبد بن حمیدؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت قتادہؒ سے یہ تفسیری قول نقل کیا ہے کہ ان کی طرف وحی آنے کا مطلب یہ ہے کہ اس کے دل میں ڈالا۔ یہ نبوت والی وحی نہیں۔ آپ کی والدہ نے اسے تابوت میں رکھا اور اسے سمندر میں پھینک دیا (۳)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابوعبدالرحمٰن حبلی (۴) سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ

---

(۱) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ القصص، ۹:۲۹۴۱ رقم (۱۶۶۸۰)

(۲) تفسیر عبدالرزاق، سورۃ القصص، ۲:۴۸۶

(۳) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ القصص، ۹:۲۹۴۱ رقم (۱۶۶۸۱)

(۴) عبداللہ بن یزید المعاقری، ابوعبدالرحمٰن الحبلی المصری، آپ ایک تابعی، ثقہ راوی اور بڑے بڑے صحابہ کرام کے علم سے مستفید ہوئے تھے۔ عبداللہ بن عمر، عبداللہ بن عمرو بن العاص، عقبہ بن عامر اور ابوذر غفاری رضی اللہ عنھم آپ کے اساتذہ تھے۔ امام یحییٰ بن معینؒ، امام ابن سعدؒ، امام عجلیؒ نے آپ کو ثقہ شمار کیا ہے اور امام ابن حبان نے [الثقات] میں ذکر کیا ہے۔ اہل افریقہ کو دین سکھانے کی غرض سے عمر بن عبدالعزیزؒ نے آپ کو افریقہ بھجوایا تھا، آپ نے اس فرض کو بخوبی سرانجام دیا اور آخری سانس تک وہی مقیم رہے یہاں تک کہ آپ وہیں وفات پا گئے تھے اور تونس کے دروازے کے ساتھ دفن کئے گئے۔ [تھذیب التھذیب، ۶:۸۴ رقم (۱۶۳)۔۔ الجرح التعدیل، ۵:۱۹۷ رقم (۹۱۷)]

کی طرف وحی کی جب آپ کی والدہ نے آپ کو جنا۔ جب انہیں حضرت موسیٰؑ کے بارے میں خوف ہوا تو چابی تابوت کے ساتھ رکھ دی اور تابوت کو سمندر میں پھینک دیا۔ فرعون کی بیوی اور بیٹی سمندر کے کنارے گھومنے گئے تو فرعون کی بیٹی نے تابوت کی طرف جلدی کی جس کو برص کا مرض تھا۔ اس نے حضرت موسیٰؑ کو پایا جبکہ آپ بچے تھے۔ اس نے اسے پکڑا تو اسے برص کے مرض سے نجات مل گئی (۱)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت اعمشؒ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابن عباس سے فاذا خفت علیه کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ جب تجھے یہ خوف ہو کہ تیرے پڑوسی اس کی آواز سنیں گے (۲)۔

امام ابن منذرؒ نے حضرت ابن جریجؒ سے یہ تفسیری قول نقل کیا ہے کہ ان کی والدہ نے آپ کو باغ میں رکھا۔ وہ ہر روز ایک دفعہ آپ کے پاس آتی اور آپ کو دودھ پلاتی اور ہر رات ایک دفعہ آتی اور آپ کو دودھ پلاتی۔ یہ دودھ آپ کو کافی ہوتا۔ ﴿فاذا خفت علیه﴾ جب وہ چار ماہ کے ہو گئے اور چیخے اور اس سے زیادہ دودھ کی خواہش کی۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا یہ مطلب ہے ﴿فاذا خفت علیه فالقیه فی الیم﴾ (۳)۔

امام ابن جریرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن زیدؒ سے ولا تخافی کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ سمندر سے اس کے بارے میں خوف نہ کرو اور نہ ہی اس کے فراق پر غم کرو (۴)۔

امام عبد بن حمیدؒ، ابن جریرؒ اور ابن منذرؒ نے اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿فالتقطه ال فرعون لیکون لهم عدو﴾ کی یہ تفسیر نقل کی ہے تاکہ دین میں ان کا دشمن ہو اور حضرت موسیٰؑ کی وجہ سے جو انہیں تکلیف پہنچنے والی تھی اس پر غم کا باعث ہو (۵)۔

وَقَالَتِ امْرَأَتُ فِرْعَوْنَ قُرَّتُ عَيْنٍ لِّيْ وَلَكَ ط لَا تَقْتُلُوهُ عَسٰى أَن يَنفَعَنَآ أَوْ نَتَّخِذَهُ وَلَداً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿٩﴾

"اور فرعون کی بیوی نے کہا کہ (یہ) میری اور تمہاری (دونوں کی) آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔ اُسکو قتل نہ کرنا۔ شاید یہ ہمیں فائدہ پہنچائے یا ہم اسے بیٹا بنالیں اور وہ (انجام سے) بے خبر تھے" [۹]

---

(۱) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ القصص، ۹:۲۹۴۱ رقم (۱۶۶۸۲)

(۲) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ القصص، ۹:۲۹۴۱ رقم (۱۶۶۸۴)

(۳) تفسیر الطبری، سورۃ القصص، ۱۰:۳۳

(۴) تفسیر الطبری، سورۃ القصص، ۱۰:۳۰ رقم (۲۷۱۸۴)
تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ القصص، ۹:۲۹۴۲ رقم (۱۶۶۸۹)

(۵) تفسیر الطبری، سورۃ القصص، ۱۰:۳۳ رقم (۲۷۱۸۴)

امام ابن جریرؒ نے محمد بن قیسؒ (۱) سے روایت نقل کی ہے کہ فرعون کی بیوی نے کہا: میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے اور تیری آنکھوں کی بھی ٹھنڈک ہے، اس قتل نہ کرو۔ فرعون نے کہا تیری آنکھوں کی ٹھنڈک ہوگا، میری آنکھوں کی ٹھنڈک نہیں۔ محمد بن قیسؒ نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر فرعون یہ کہتا میری اور تیری آنکھوں کی ٹھنڈک تو یہ دونوں کے لیے ایسا ہی ہوتا (۲)۔

امام عبد بن حمیدؒ اور ابن جریرؒ نے حضرت قتادہؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ فرعون کی بیوی نے حضرت موسیٰؑ کے بارے میں کہا جب فرعون کی بیوی نے حضرت موسیٰؑ کو دیکھا تو اس پر رحمت غالب آ گئی جبکہ انہیں اس بات کا شعور ہی نہیں تھا کہ ان کی ہلاکت اس کے ہاتھ اور زمانے میں ہوگی (۳)۔

امام ابن جریرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت مجاہدؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ آل فرعون اس بات کا شعور ہی نہیں رکھتے تھے کہ یہ ان کا دشمن ہے (۴)۔

امام ابن منذرؒ نے ابن جریجؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ انہیں اس بات کا شعور نہیں انجام کار کیا مصیبت پہنچے گی۔ (۵)

امام عبدالرزاقؒ، عبد بن حمیدؒ، ابن جریرؒ اور ابن منذرؒ نے حضرت قتادہؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ انہیں شعور ہی نہیں ہوگا کہ ان کی ہلاکت حضرت موسیٰؑ کے ہاتھ پر ہوگی۔ (۶) واللہ اعلم۔

---

(۱) محمد بن قیس القاص، ابوابراہیم یا ابوایوب، آپ کو ابوعثمان بھی کہا جاتا تھا۔ مولیٰ یعقوب قبطی یا مولیٰ آل ابی سفیان، آپ کا شمار صغار تابعین میں ہوتا تھا۔ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے آپ کو گورنر و قاضی مقرر کیا تھا۔ حضرت ابوھریرہؓ اور حضرت جابرؓ سے مرسلاً نقل کرتے ہیں۔ آپ ایک بڑے عالم کی حیثیت سے جانے جاتے ہیں۔ امام ابن سعدؒ نے آپ کے بارے میں لکھا ہے: کان کثیر الحدیث عالما، امام ابن حبان نے آپ کو [الثقات] میں ذکر کیا ہے۔ ولید بن یزید کے زمانے میں وفات پا گئے تھے [تھذیب التھذیب، ۹: ۳۶۷، رقم (۶۷۸)]

(۲) تفسیر الطبری، سورۃ القصص، ۱۰: ۳۳ رقم (۲۷۱۸۵)

(۳) تفسیر الطبری، سورۃ القصص، ۱۰: ۳۳ رقم (۲۷۱۸۷)

(۴) تفسیر الطبری، سورۃ القصص، ۱۰: ۳۴ رقم (۲۷۱۹۳)

تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ القصص، ۹: ۲۹۴۵ رقم (۱۶۷۰۲)

(۵) تفسیر مقاتل بن سلیمان، سورۃ القصص، ۲: ۴۹۰

(۶) تفسیر الطبری، سورۃ القصص، ۱۰: ۳۴ رقم (۲۷۱۹۲)

وَأَصْبَحَ فُؤَادُ أُمِّ مُوسٰى فَرِغاً ط إِن كَادَتْ لَتُبْدِىْ بِهٖ لَوْلَآ أَن رَّبَطْنَا عَلٰى قَلْبِهَا لِتَكُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿١٠﴾

"اور موسیٰ کی ماں کا دل بے قرار ہو گیا، اگر ہم اُن کے دل کو مضبوط نہ کرے دیتے تو قریب تھا کہ وہ اس (غصّے) کو ظاہر کر دیں۔ غرض یہ تھی کہ وہ مومنوں میں رہیں" [۱۰]

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن مسعودؓ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت موسیٰؑ کی والدہ دنیا کی تمام چیزوں کے سے بے نیاز ہو گئیں، اگر ذکر کرتیں تو حضرت موسیٰؑ کا کرتیں (۱)۔

امام فریابیؒ، ابن ابی شیبہؒ، عبد بن حمیدؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ، ابن ابی حاتمؒ اور حاکمؒ نے مختلف سندوں سے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ جبکہ امام حاکمؒ نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ حضرت موسیٰؑ کے سوا ہر ذکر سے حضرت موسیٰؑ کی والدہ کا دل خالی ہو گیا۔ ﴿ان کادت لتبدی به﴾ قریب تھا کہ وہ کہہ اٹھتی اے میرے بیٹے (۲)۔

امام فریابیؒ، عبد بن حمیدؒ اور ابن جریرؒ نے حضرت مجاہدؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت موسیٰؑ کے علاوہ ان کا دل ہر چیز سے خالی ہو گیا (۳)۔

امام فریابیؒ نے حضرت عکرمہؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت موسیٰؑ کے غم کے علاوہ ان کی والدہ کا دل دنیا و آخرت کی ہر چیز سے فارغ ہو گیا (۴)۔

امام عبد بن حمیدؒ نے حضرت حسن بصریؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت موسیٰؑ کی والدہ کا دل حضرت موسیٰؑ کی یاد کے سواء ہر شے سے خالی ہو گیا۔ (۵)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت مغیث بن سمیؒ یا ابی عبیدہؒ سے روایت نقل کی ہے کہ قریب تھا کہ وہ شدت غم کی وجہ سے کہہ دیتی کہ یہ اس کا بیٹا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ ایمان کے ساتھ اس کے دل کو مضبوط نہ کرتا (۶)۔

---

(۱) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ القصص، ۹:۲۹۴۶ رقم (۱۶۰۷۰۵)

(۲) تفسیر الطبری: سورۃ القصص، ۱۰:۳۵ رقم (۲۷۲۰۴)۔ تفسیر ابن ابی حاتم: سورۃ القصص، ۹:۲۹۴۶ رقم (۱۶۰۷۰۶)
مستدرک، کتاب: التفسیر، باب: تفسیر سورۃ القصص، رقم (۳۵۲۹)۔ امام حاکمؒ نے مذکورہ حدیث کے بارے میں لکھا ہے: هـــــذا حديث صحيح الاسناد ولم يخرجا ٥ وحسان هو ابن عباد قد احتجا جميعا [المستدرک، رقم (۳۵۲۹)]

(۳) تفسیر الطبری، سورۃ القصص، ۱۰:۳۵ رقم (۲۷۲۰۰)

(۴) تفسیر ابن ابی حاتم: سورۃ القصص، ۹:۲۹۴۶ رقم (۱۶۰۷۰۶) [از مجاہد]

(۵) تفسیر ابن ابی حاتم: سورۃ القصص، ۹:۲۹۴۶ رقم (۱۶۰۷۰۷)

(۶) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ القصص، ۹:۲۹۴۷ رقم (۱۶۰۷۱۴)

وَقَالَتْ لِأُخْتِهِ قُصِّيهِ فَبَصُرَتْ بِهِ عَنْ جُنُبٍ وَّهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ﴿١١﴾

"اور اُس کی بہن سے کہا کہ اسکے پیچھے پیچھے چلی جا تو وہ اُسے دُور سے دیکھتی رہی۔ اور اُن (لوگوں) کو کچھ خبر نہ تھی"[۱۱]

امام فریابیؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ اور حاکمؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے جب کہ حاکمؒ نے اسے صحیح قرار دیا ہے: حضرت موسیٰؑ کی بہن سے کہا اس کے پیچھے پیچھے جا۔ جنب کا معنی جانب ہے(۱)۔

امام فریابیؒ، ابن ابی شیبہؒ، عبد بن حمیدؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے مجاہدؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس کے پیچھے پیچھے جا اور دیکھ کہ اس کے ساتھ کیا کیا جاتا ہے۔ اس نے دور سے دیکھا اور فرعونیوں کو پتہ ہی نہ چل سکا کہ یہ ان کا دشمن ہے(۲)۔

امام عبد الرزاقؒ، عبد بن حمیدؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت قتادہؒ سے روایت نقل کی ہے کہ آپ کی والدہ نے آپ کی بہن سے کہا اس کے نشانات پر جا۔ اس نے دیکھا جبکہ وہ ان سے اپنے آپ کو دور رکھنے والی تھی۔ انہیں احساس تک نہ تھا کہ یہ اس کی بہن ہے۔ وہ حضرت موسیٰؑ کو یوں دیکھ رہی تھی گویا وہ اس کا ارادہ نہیں رکھتی(۳)۔

امام ابن منذرؒ نے ابن جریجؒ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت موسیٰؑ کی بہن کا نام یواخید اور ماں کا نام یحانذ تھا(۴)۔

---

(۱) تفسیر الطبری، سورۃ القصص، ۱۰: ۳۷ رقم (۲۷۲۱۷)
تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ القصص، ۹: ۲۹۴۷ رقم (۱۶۰۷۲۰)
مستدرک: کتاب: التفسیر، باب: تفسیر سورۃ القصص، رقم (۳۵۲۹)
امام حاکمؒ نے مذکورہ حدیث کے بارے میں لکھا ہے: هذا حديث صحيح الاسناد ولم يخرجا ه وحسان هو ابن عباد قد احتجا جميعا [المستدرک : ۳۵۲۹]

(۲) تفسیر الطبری، سورۃ القصص، ۱۰: ۳۸ رقم (۲۷۲۱۸)
تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ القصص، ۹: ۲۹۴۷ رقم (۱۶۰۷۲۹)

(۳) تفسیر الطبری، سورۃ القصص، ۱۰: ۳۹ رقم (۲۷۲۱۸)
تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ القصص، ۹: ۲۹۴۷ رقم (۱۶۰۷۲۲)

(۴) روایت نہیں ملی

امام ابن عساکرؒ نے تاریخ دمشق میں حضرت ابوروادؓ(۱) سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت خدیجہؓ سے فرمایا: کیا تجھے علم نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جنت میں تیرے ساتھ ساتھ حضرت مریم بنت عمران، حضرت کلثوم، حضرت موسیٰؑ کی بہن اور حضرت آسیہ زوجہ فرعون کو میری بیویاں بنایا ہے۔ حضرت خدیجہ نے خوشحالی اور بیٹوں کی دعا کی (۲)۔

امام طبرانیؒ اور ابن عساکرؒ نے حضرت ابوامامہؓ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تجھے معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے میری شادی حضرت مریم بنت عمران، حضرت کلثوم جو حضرت موسیٰؑ کی بہن ہیں اور فرعون کی بیوی حضرت آسیہؓ سے کی ہے۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ! ﷺ آپ کو مبارک ہو (۳)۔

وَحَرَّمْنَا عَلَيْهِ الْمَرَاضِعَ مِن قَبْلُ فَقَالَتْ هَلْ أَدُلُّكُمْ عَلَىٰ أَهْلِ بَيْتٍ يَكْفُلُونَهُ لَكُمْ وَهُمْ لَهُ نَاصِحُونَ ﴿١٢﴾ فَرَدَدْنَاهُ إِلَىٰ أُمِّهِ كَيْ تَقَرَّ عَيْنُهَا وَلَا تَحْزَنَ وَلِتَعْلَمَ أَنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ﴿١٣﴾

"اور ہم نے پہلے ہی سے اس پر (دائیوں کے) دُودھ حرام کر دیئے تھے۔ تو موسیٰ کی بہن نے کہا کہ میں تمہیں ایسے گھر والے بتاؤں کہ تمہارے لئے اس (بچّے) کو پالیں اور اسکی خیر خواہی (سے پرورش) کریں[۱۲] تو ہم نے (اس طریق سے) اُنکو اُنکی ماں کے پاس واپس پہنچا دیا تا کہ اُنکی آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور وہ غم نہ کھائیں اور معلوم کریں کہ خدا کا وعدہ سچا ہے لیکن یہ اکثر نہیں جانتے"[۱۳]

---

(۱) امام سیوطیؒ نے ابوروادکا نام ذکر کیا ہے اور امام ابن عساکرؒ نے [تاریخ دمشق] میں ابن ابی روادکا نام ذکر کیا ہے: عبدالعزیز بن ابی رواد المکی، مولیٰ مھلب بن ابی صفرۃ الازدی، ابی روادکا اپنا نام میمون یا الیمن تھا۔ آپ کبار تابعین کرام میں سے اور یک ثقہ راوی حدیث تھے اور صحاح ستہ میں آپ کی روایات موجود ہیں۔ امام بخاریؒ نے آپ کی روایت تعلیقاً نقل کیا ہے۔ باوجود راوی الحدیث اور رجل صالح کے آپ پر ارجاء کے اعتراضات تھے۔ ابوزرعہؒ سے آپ کے بارے میں پوچھا گیا تو جواب میں فرمایا آپ اصلاً خراسانی تھے اور مکہ میں مقیم رہے اور وہیں ۱۵۹ھ کو وفات پاگئے تھے۔ [التاریخ الکبیر، ۶:۲۲ رقم (۱۵۶۱)۔۔ الجرح والتعدیل، ۵:۳۹۴ رقم (۱۸۳۰)]

(۲) تاریخ دمشق، ۷۰:۱۱۹

مذکورہ حدیث کی سند پر صاحبِ مجمع الزوائد نے کچھ یوں تذکرہ کیا ہے: رواہ الطبرانی منقطع الاسناد وفیہ محمد بن الحسن بن زیالۃ وھو ضعیف کثیر [المجمع الزوائد . ۹ : ۳۵۰ رقم (۱۵۲۴۸)] ۔۔ امام طبرانیؒ نے اس حدیث کو ابو امامہؓ کے حوالے سے نقل کیا ہے جو اس حدیث کی سند کو تقویت دیتی ہے۔ [المعجم الکبیر، ۸:۲۵۸ رقم (۸۰۰۶)]

(۳) المعجم الکبیر، ۸:۲۵۸ رقم (۸۰۰۶)

تاریخ دمشق، ۷۰:۱۱۹

امام فریابیؒ، ابن جریرؒ، ابن ابی حاتمؒ اور حاکمؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ ﴿وحرمنا علیه المراضع من قبل﴾ کی تفسیر یہ ہے کہ آپ کے پاس کوئی بھی دودھ پلانے والی نہیں لائی جاتی جسے آپ قبول کرتے (۱)۔

امام فریابیؒ، عبد بن حمیدؒ اور ابن جریرؒ نے حضرت مجاہدؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ آپ کسی عورت کے پستان کو قبول نہیں کرتے تھے یہاں تک کہ اپنی ماں کی طرف لوٹ آئے (۲)۔

امام ابن جریرؒ اور ابن منذرؒ نے حضرت ابن جریجؒ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ جب حضرت موسیٰؑ کی بہن نے کہا میں تمہیں ایسے گھر کے بارے میں نہ بتاؤں جو اس کی کفالت کریں۔ تو انہوں نے کہا تو انہیں پہچانتی ہے۔ تو آپ کی بہن نے کہا میں نے بادشاہ مراد لیا ہے یعنی وہ لوگ بادشاہ کے مخلص ہیں (۳)۔

امام عبد بن حمیدؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت قتادہؒ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ جو عورت بھی آپ کے پاس لائی جاتی تو وہ اس کا پستان نہ پکڑتے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی ماں سے وعدہ کیا تھا کہ وہ حضرت موسیٰؑ کو آپ کی طرف لوٹائے گا اور رسول بنائے گا۔ تو اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ ایسا ہی کیا (۴)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابو عمران جونیؒ سے روایت نقل کی ہے کہ فرعون حضرت موسیٰؑ کی ماں کو ہر روز اجرت کے طور پر ایک دینار دیتا (۵)۔

امام ابوداؤدؒ نے مراسیل میں حضرت جبیر بن نفیرؒ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری امت میں سے جو لوگ جہاد کرتے ہیں اور انعام لیتے ہیں۔ یعنی اپنے دشمن پر قوی ہوتے ہیں ان کی مثال حضرت موسیٰؑ کی ماں جیسی ہے جو اپنے بچے کو دودھ پلاتی اور اجرت لیا کرتی (۶)۔

---

(۱) تفسیر الطبری، سورۃ القصص، ۱۰:۳۹ رقم (۲۷۲۳۴)
تفسیر ابن ابی حاتم: سورۃ القصص، ۹:۲۹۴۹ رقم (۱۶۰۷۳۲)
مستدرک: کتاب: التفسیر، باب: تفسیر سورۃ القصص، رقم (۳۵۲۹)۔ امام حاکمؒ نے مذکورہ حدیث کے بارے میں لکھا ہے: هذا حديث صحيح الاسناد ولم يخرجا ٥ وحسان هو ابن عباد قد احتجا جميعا [المستدرک، رقم (۳۵۲۹)]

(۲) تفسیر الطبری: سورۃ القصص، ۱۰:۴۰ رقم (۲۷۲۳۴) (۳) تفسیر الطبری: سورۃ القصص، ۱۰:۴۰ رقم (۲۷۲۳۵)

(۴) تفسیر الطبری: سورۃ القصص، ۱۰:۴۰ رقم (۲۷۲۳۶)۔ تفسیر ابن ابی حاتم: سورۃ القصص، ۹:۲۹۵۱ رقم (۱۶۰۷۴۰)

(۵) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ القصص، ۹:۲۹۵۱ رقم (۱۶۰۷۳۹)

(۶) مراسیل ابی داود: باب: ماجاء فی فضل الجهاد، ۱:۳۶۶ رقم (۳۱۰)

وَلَمَّا بَلَغَ أَشُدَّهُ وَاسْتَوٰى اٰتَيْنٰهُ حُكْماً وَّعِلْماً وَكَذٰلِكَ نَجْزِى الْمُحْسِنِيْنَ [١٤]

"اور جب موسیٰ جوانی کو پہنچے اور بھرپور (جوان) ہوگئے تو ہم نے اُن کو حکمت اور علم عنایت کیا۔ اور ہم نیکوکاروں کو ہی بدلہ دیا کرتے ہیں"[۱۴]

امام عبد بن حمیدؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ، ابن ابی حاتمؒ، ابوالشیخؒ اور محاملیؒ نے (۱) امالی میں مجاہدؒ سے وہ حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ اشدہ سے مراد تینتیس سال کی عمر اور استوی سے مراد چالیس سال کی عمر کو پہنچنا ہے (۲)۔

اما ابن ابی الدنیاؒ کتاب المعمرین میں حضرت کلبیؒ کے واسطے سے وہ حضرت ابوصالحؒ سے وہ حضرت ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ اشدہ سے مراد اٹھارہ سال کی عمر سے تیس سال کی عمر اور استوی سے مراد تیس سال کی عمر سے چالیس سال کی عمر ہے۔ جب وہ چالیس کی عمر سے بڑھ جاتا ہے تو گھاٹے میں پڑ جاتا ہے (۳)۔

امام فریابیؒ، عبد بن حمیدؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت مجاہدؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اشدہ سے مراد تینتیس سال (۴) اور استوی سے مراد چالیس سال حکما سے مراد وقفہ اور عقل اور علما سے مراد نبوت ہے (۵)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابوقبیصہؒ (۶) سے روایت نقل کی ہے کہ استوی سے مراد داڑھی کا

---

(۱) حسین بن اسماعیل بن محمد بن اسماعیل المحاملی الضبی، ابوعبداللہ البغدادی، قاضی، فقہاء اور مکثرین حدیث میں سے تھے۔ ۲۳۵ھ کو پیدا ہوئے تھے۔ آپ کوفہ اور فارس کے قاضی رہ چکے تھے۔ آپ اپنے زمانے کے بہترین قاضی رہے اور پھر خود مستعفی ہوکر زھد وعبادت میں مصروف ہوگئے تھے۔ تصنیف وتالیف میں بھی کمال حاصل کیا تھا۔ آپ امالی المحاملی کے مصنف ہیں۔ [تاریخ بغداد: ۸:۱۹ رقم (۴۰۶۵)۔ تذکرۃ الحفاظ: ۳: ۸۲۴ رقم (۸۰۸)]

(۲) تفسیر الطبری: سورۃ القصص، ۱۰:۴۱ رقم (۲۷۲۴۳)۔ تفسیر ابن ابی حاتم: سورۃ القصص، ۹:۲۹۵۱ رقم (۱۶۰۷۴۴)

(۳) روح المعانی، سورۃ القصص، ۱۰:۲۶۱

فتح القدیر، سورۃ القصص، ۵:۳۹۶

(۴) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ القصص، ۹:۲۹۵۱ رقم (۱۶۰۷۴۴)

(۵) تفسیر الطبری: سورۃ القصص، ۱۰:۴۱ رقم (۲۷۲۴۳)۔ تفسیر ابن ابی حاتم: سورۃ القصص، ۹:۲۹۵۱ رقم (۱۶۰۷۴۲)

(۶) امام سیوطیؒ نے تفسیر ابن ابی حاتمؒ کے حوالے سے ابوقبیصہ کا نام ذکر کیا ہے اصل مرجع [تفسیر ابن ابی حاتم] میں ابن قبیصہ کا نام مذکور ہے۔ اسحاق بن قبیصہ بن زویب الخزعی الشامی، امام ابوزرعہؒ آپ کے بارے میں فرماتے ہیں: کان عامل هشام علی الاردن، ابن سمیع نے کہا کان دیوان الذمی فی ایام الولید، امام ابن حبانؒ نے [الثقات] میں ذکر کیا ہے۔ [تھذیب التھذب، ۱:۲۱۶ رقم (۴۶۴)]

نکلنا ہے(۱)۔

امام عبدالرزاقؒ، عبد بن حمیدؒ اور ابن جریرؒ نے حضرت قتادہؒ سے یہ قول نقل کی ہے کہ اشـــدہ سے مراد تینتیس اور استوی سے مراد چالیس سال کی عمر ہے(۲)۔

وَدَخَلَ الْمَدِيْنَةَ عَلٰى حِيْنِ غَفْلَةٍ مِّنْ أَهْلِهَا فَوَجَدَ فِيْهَا رَجُلَيْنِ يَقْتَتِلٰنِ هٰذَا مِنْ شِيْعَتِهٖ وَهٰذَا مِنْ عَدُوِّهٖ فَاسْتَغَاثَهُ الَّذِيْ مِنْ شِيْعَتِهٖ عَلَى الَّذِيْ مِنْ عَدُوِّهٖ فَوَكَزَهُ مُوْسٰى فَقَضٰى عَلَيْهِ قَالَ هٰذَا مِنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ ط إِنَّهُ عَدُوٌّ مُّضِلٌّ مُّبِيْنٌ ﴿۱۵﴾

"اور وہ ایسے وقت شہر میں داخل ہوئے کہ وہاں کے باشندے بے خبر ہو رہے تھے تو دیکھا کہ وہاں دو شخص لڑ رہے تھے اُنکی قوم میں سے تھا اس نے دوسرے شخص کے مقابلے میں جو موسیٰ کے دشمنوں میں سے تھا مدد طلب کی تو انہوں نے اسکو مُکا مارا اور اس کا کام تمام کر دیا کہنے لگے کہ یہ کام تو (اغوائے) شیطان سے ہوا۔ بیشک وہ (انسان کا) دشمن اور صریح بہکانے والا ہے"[۱۵]

امام ابن جریرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت سدیؒ سے روایت نقل کی ہے کہ فرعون اپنی سواری پر سوار ہوا۔ اس کے پاس حضرت موسیٰؑ نہ تھے۔ جب حضرت موسیٰؑ آئے آپ کو بتایا گیا فرعون تو سوار ہو کر چلا گیا ہے۔ تو حضرت موسیٰؑ بھی اس کے پیچھے سوار ہو گئے۔ اسے قیلولہ کے وقت ایسی جگہ آ لیا جسے منف کہتے۔ حضرت موسیٰؑ نصف النہار کے وقت وہاں داخل ہوئے جبکہ بازار بند ہو چکے تھے۔ راستہ میں کوئی بھی نہ تھا۔ یہی وہ وقت ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے﴿ودخل المدينة على حين غفلة من اهلها﴾(۳)۔

امام ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے ابن عباسؓ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ آپ نصف النہار کو داخل ہوئے(۴)۔

امام عبد بن حمیدؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت سعید بن جبیرؒ سے روایت نقل کی ہے کہ آپ نصف النہار کے وقت شہر میں داخل ہوئے جبکہ لوگ قیلولہ کر رہے تھے(۵)۔

---

(۱) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ القصص، ۹:۲۹۵۱ رقم (۱۶۰۷۴۵)

(۲) تفسیر الطبری، سورۃ القصص، ۱۰:۴۱ رقم (۲۷۲۴۷)

(۳) تفسیر الطبری: سورۃ القصص، ۱۰:۴۲ رقم (۲۷۲۲۵۲)۔ تفسیر ابن ابی حاتم: سورۃ القصص، ۹:۲۹۵۳ رقم (۱۶۰۷۵۵)

(۴) تفسیر الطبری: سورۃ القصص، ۱۰:۴۲ رقم (۲۷۲۲۵۵)۔ تفسیر ابن ابی حاتم: سورۃ القصص، ۹:۲۹۵۲ رقم (۱۶۰۷۵۵)

(۵) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ القصص، ۹:۲۹۵۲ رقم (۱۶۰۷۵۶)

امام عبدالرزاقؒ، عبد بن حمیدؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت قتادہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت موسیٰؑ دوپہر کو قیلولہ کے وقت داخل ہوئے جب کہ لوگ سو رہے تھے۔ یہ وقت لوگوں کی غفلت کا وقت ہوتا ہے(۱)۔

امام ابن ابی حاتمؒ حضرت ابن جریجؒ کے واسطے سے حضرت عطاء خراسانیؒ (۲) سے وہ حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ حین غفلة سے مراد مغرب اور عشاء کے درمیان کا وقت ہے(۳)۔

امام ابن منذرؒ نے حضرت ابن جریجؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حین غفلة سے مراد مغرب اور عشاء کا درمیانی وقت ہے۔ دوسروں نے کہا دوپہر کا وقت ہے۔ ابن عباس نے کہا ان میں سے ایک(۴)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ ﴿هذا من شيعته﴾ سے مراد اسرائیلی اور هذا من عدوه سے مراد قبطی ہے۔ تو اسرائیلی نے قبطی کے خلاف آپ سے مدد طلب کی۔ حضرت موسیٰؑ نے گھونسا مارا تو وہ مر گیا۔ یہ واقعہ حضرت موسیٰؑ کے لیے بڑا گراں گزرا(۵)۔

امام فریابیؒ، ابن ابی شیبہؒ، عبد بن حمیدؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت مجاہدؒ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ بنی اسرائیل میں سے ایک آدمی نے آپ سے مدد طلب کی۔ فرعون فارس سے اور اصطخر (۶) سے تعلق رکھتا تھا۔ حضرت موسیٰؑ نے اپنی ہتھیلی کو جمع کر کے گھونسا مارا(۷)۔

امام عبدالرزاقؒ، عبد بن حمیدؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت قتادہؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اسے ڈنڈا مارا اور قتل کا ارادہ نہ کیا تھا(۸)۔

---

(۱) تفسیر الطبری: سورۃ القصص، ۱۰: ۴۳ رقم (۲۷۲۲۵)۔ تفسیر ابن ابی حاتم: سورۃ القصص، ۹: ۲۹۵۳ رقم (۱۶۰۷۵)

(۲) عطاء الخراسانی بن ابی مسلم [عبداللہ مولیٰ مھلب ابن ابی صفرۃ]، آپ اصلاً بلخ کے تھے، اور شام میں مقیم رہے۔ آپ ابن عباسؓ سے مرسلا نقل کرتے ہیں۔ امام ابن معینؒ نے ثقہ قرار دیا ہے۔ [الجرح والتعدیل، ۶: ۳۳۴ رقم (۱۸۵۰)]

(۳) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ القصص، ۹: ۲۹۵۳ رقم (۱۶۷۵۸)

(۴) النکت والعیون، سورۃ القصص، ۴: ۲۴۱

(۵) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ القصص، ۹: ۲۹۵۴ رقم (۱۶۷۶۱)

(۶) اصطخر ایک پرانے شہر کا نام ہے جو زمانہ قدیم میں آباد تھا اب اس کا کوئی وجود نہیں ہے۔ اصطخر اور شیراز کے درمیان بارہ [۱۲] فرسخ کا فاصلہ تھا۔ [حموی، معجم البلدان، ۱: ۲۱۱]

(۷) تفسیر الطبری: سورۃ القصص، ۱۰: ۴۴ رقم (۲۷۲۶۴)۔ تفسیر ابن ابی حاتم: سورۃ القصص، ۲۹۵۵ رقم (۱۶۷۶۶)

(۸) تفسیر الطبری: سورۃ القصص، ۱۰: ۴۵ رقم (۲۷۲۶۹)۔ تفسیر ابن ابی حاتم: سورۃ القصص، ۲۹۵۵ رقم (۱۶۷۶۷)

ابن ابی حاتمؒ نے سعید بن جبیرؒ سے روایت نقل کی ہے کہ جسے حضرت موسیٰؑ نے مکا مارا تھا وہ فرعون کا نان بائی تھا(۱)۔

امام احمدؒ نے زہد میں حضرت وہبؒ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے ابن عمران! مجھے اپنی عزت کی قسم! جسے تو نے مکا مارا اور قتل کر دیا ہے اگر اس نے ایک لمحہ بھی دن رات کے اعتراف کیا ہوتا کہ میں اس کا خالق اور رازق ہوں تو میں اس جرم میں تجھے عذاب کا مزا چکھاتا لیکن میں نے تجھے اس معاملہ میں معاف کر دیا کیونکہ اس نے دن اور رات کے ایک لمحہ میں بھی میرا اعتراف نہیں کیا کہ میں اس کا خالق اور رازق ہوں (۲)۔

قَالَ رَبِّ إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي فَاغْفِرْ لِي فَغَفَرَ لَهُ ط إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ ﴿١٦﴾

"بولے کہ اے پروردگار میں نے اپنے آپ پر ظلم کیا تو مجھے بخش دے تو خدا نے اُن کو بخش دیا۔ بیشک وہ بخشنے والا مہربان ہے"[۱۶]

امام ابن منذرؒ نے حضرت ابن جریجؒ سے ﴿انی ظلمت نفسی﴾ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ کسی نبی کے لیے یہ زیبا نہیں کہ حکم ہونے سے پہلے قتل کرے۔ ابھی انہیں حکم نہیں دیا گیا تھا کہ انہوں نے قتل کر دیا (۳)۔

امام ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے قتادہؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نبی نے یہ پہچان لیا تھا کہ اس سے بچ نکلنے کی کیا راہ ہے۔ آپ نے نکلنے کی راہ کا ارادہ کیا تو اپنے گناہ کو اپنے رب کے ہاں نہ پایا۔ بعض لوگوں نے کہا مقدور کی جہت سے گناہ نہ پایا (۴)۔

قَالَ رَبِّ بِمَا أَنْعَمْتَ عَلَيَّ فَلَنْ أَكُونَ ظَهِيرًا لِّلْمُجْرِمِينَ ﴿١٧﴾

" کہنے لگے کہ اے پروردگار تُو نے جو مجھ پر مہربانی فرمائی ہے میں (آئندہ) کبھی گنہگاروں کا مددگار نہ بنوں"[۱۷]

امام عبد بن حمیدؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ضحاکؒ سے ﴿فلن اکون ظھیرا للمجرمین﴾ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ میں کبھی بھی مجرموں کا مددگار نہیں بنوں گا (۵)۔

---

(۱) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ القصص، ۹: ۲۹۵۵ رقم (۱۶۷۶۹)

(۲) حلیۃ الاولیاء، ۴: ۶۰۔۔ یہ اسرائیلی روایت ہے وجہ یہ کہ قتل کے لئے چند صورتیں ہیں جس۔ میں قتل کی اجازت ہوتی ہے اور مذکورہ حالت اُن صورتوں میں کوئی نہیں ہے تو معلوم ہوا کہ اسرائیلی روایت ہے۔[مقالہ نگار]

(۳) تفسیر قرطبی، سورۃ القصص، ۱۳: ۲۶۱

(۴) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ القصص، ۹: ۲۹۵۵ رقم (۱۶۷۷۳)

(۵) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ القصص، ۹: ۲۹۵۵ رقم (۱۶۷۷۷)

امام عبدالرزاقؒ، عبد بن حمیدؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت قتادہؒ سے یہ قول نقل کیا ہے: اگر اس کے بعد میں اس کے فجور پر مدد کروں تو میں ظالم کی حیثیت سے مدد کروں گا (۱)۔

امام عبد بن حمیدؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت عبید اللہ بن ولید رصافیؒ (۲) سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے حضرت عطاء بن ابی رباحؒ سے اپنے کاتب بھائی کے بارے میں پوچھا کہ وہ امور مملکت کے کسی کام کی ذمہ داری نہیں لیتا مگر جو چیز خزانہ میں داخل ہوتی ہے اور جو چیز خارج ہوتی ہے اس لکھتا ہے۔ اگر اپنے قلم کو چھوڑتا ہے (معاوضہ چھوڑتا ہے) تو اس پر قرض ہو جاتا ہے اور اس کے خلاف بہتان قائم ہو جاتا ہے۔ اگر اپنے کام کا معاوضہ لیتا ہے تو وہ غنی ہو جاتا ہے۔ عطاءؒ نے پوچھا کس کے لیے وہ کتابت کا کام کرتا ہے؟ کہا خالد بن عبداللہ قسری کے لیے۔ فرمایا: کیا تو نے وہ بات نہیں سنی جو ایک صالح آدمی نے کہی ﴿رب بما انعمت علی فلن اکون ظهیرا للمجرمین﴾ اس پر کوئی الزام نہیں ہوگا۔ اسے اپنے قلم کی مزدوری چھوڑ دینی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ اسے رزق عطا فرمائے گا (۳)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابوحنظلہ جابر بن حنظلہ کاتبؓ (۴) سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے عامر سے کہا: اے ابوعمرو! میں کاتب ہوں جو چیز خزانہ میں داخل ہوتی ہے اور اس سے نکلتی ہے میں اسے لکھ لیتا ہوں۔ اس کام کے دراہم لیتا ہوں جس کے ذریعے میں اور میرے گھر والے غنا محسوس کرتے ہیں۔ پوچھا شاید تو خون بہا کو لکھتا ہے؟ جواب دیا نہیں شاید جو مال لیا جاتا اسے لکھنا ہوگا۔ شاید تو اس گھر کے بارے میں لکھتا ہوگا جو گرایا جاتا ہے؟ کہا نہیں۔ فرمایا کیا تو نے وہ قول نہیں سنا جو حضرت موسیٰؑ نے کہا تھا ﴿رب بما انعمت علی فلن اکون ظهیرا للمجرمین﴾ حضرت عامر نے کہا میں نے حضرت ابن عمرؓ کے پہلو میں عصر کی نماز پڑھی، میں نے رکوع میں انہیں یہ آیت پڑھتے ہوئے سنا (۵)۔

---

(۱) تفسیر الطبری، سورۃ القصص، ۱۰:۴۶ رقم (۲۷۲۷۲)
تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ القصص، ۲۹۵۵ رقم (۱۶۷۷۸)

(۲) عبید بن الولید الوصافی، ابو اسماعیل الکوفی العجلی، امام بخاریؒ نے رصافی کی بجائے وصاف بن عامر العجلی لکھا ہے۔ امام نسائی نے متروک الحدیث اور ضعیف راوی قرار دیا ہے۔ [التاریخ الکبیر، ۵:۴۰۲ رقم (۱۲۹۸)۔ تہذیب التہذیب، ۷:۵۰ رقم (۱۰۵)]

(۳) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ القصص، ۲۹۵۶ رقم (۱۶۷۷۶)

(۴) [ابوحنظلۃ جابر بن حنظلۃ] کے احوال و آثار تراجم کی کتب میں ناپید ہیں۔

(۵) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ القصص، ۲۹۵۶ رقم (۱۶۷۷۵)

امام عبد بن حمیدؒ اور ابن منذرؒ نے حضرت سلمہ بن نبیطؒ سے روایت نقل کی ہے کہ عبدالرحمٰن بن مسلم (۱) نے ضحاکؒ کی طرف آدمی بھیجا کہ اہل بخارا کے عطیات لے جاؤ اور انہیں دو کہہ کہ مجھے معاف کردو۔ ضحاک لگاتار معافی کی درخواست کرتے رہے یہاں تک کہ انہیں معاف کردیا۔ آپ کے بعض ساتھیوں نے کہا آپ چلے جاتے تو کیا حرج تھا۔ انہیں عطیات عطا کرتے جب کہ آپ پر کوئی گناہ بھی نہیں ہوتا؟ انہوں نے کہا میں ظالموں کے کسی معاملہ میں بھی مددگار بننا پسند نہیں کرتا (۲)۔

فَأَصْبَحَ فِي الْمَدِينَةِ خَآئِفاً يَتَرَقَّبُ فَإِذَا الَّذِي اسْتَنصَرَهُ بِالْأَمْسِ يَسْتَصْرِخُهُ قَالَ لَهُ مُوسَى إِنَّكَ لَغَوِيٌّ مُّبِينٌ ﴿١٨﴾ فَلَمَّآ أَنْ أَرَادَ أَن يَبْطِشَ بِالَّذِي هُوَ عَدُوٌّ لَّهُمَا قَالَ يَـٰمُوسَىٰ أَتُرِيدُ أَن تَقْتُلَنِي كَمَا قَتَلْتَ نَفْساً بِالْأَمْسِ إِن تُرِيدُ إِلَّا أَن تَكُونَ جَبَّاراً فِي الْأَرْضِ وَمَا تُرِيدُ أَن تَكُونَ مِنَ الْمُصْلِحِينَ ﴿١٩﴾

"الغرض صبح کے وقت شہر میں ڈرتے ڈرتے داخل ہوئے کہ دیکھیں (کیا ہوتا ہے) تو ناگہاں وہی شخص جس نے کل اُن سے مدد مانگی تھی پھر اُن کو پکار رہا ہے۔ (موسیٰ نے) اس سے کہا کہ تُو تو صریح گمراہی میں ہے [۱۸] جب مُوسیٰ نے ارادہ کیا کہ جوان دونوں کا دشمن تھا پکڑ لیں تو وہ (یعنی مُوسیٰ کی قوم کا آدمی) بول اُٹھا کہ جس طرح تم نے کل ایک شخص کو مار ڈالا تھا (اسی طرح) چاہتے ہو کہ مجھے مار ڈالو تو تم تو یہی چاہتے ہو کہ ملک میں ظلم وستم کرتے پھرو اور یہ نہیں چاہتے کہ نیکو کاروں میں ہو" [۱۹]

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت سدیؒ سے ﴿فاصبح فی المدینة خائف﴾ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ انہوں نے پکڑے جانے سے ڈرتے ہوئے صبح کی (۳)۔

امام ابن ابی شیبہؒ، عبد بن حمیدؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت سعید بن جبیرؒ سے یترقب کا معنی نقل کیا ہے: دائیں بائیں دیکھتے ہوئے (۴)۔

امام ابن منذرؒ نے حضرت جریجؒ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ وحشت کھاتے ہوئے (۵)۔

---

(۱) عبدالرحمٰن بن مسلم [ابومسلم الخراسانی] آپ دولۃ عباسیہ کے مؤسس اور قائدین میں سے تھے۔ اصبھان کے قریب ماہ البصرہ میں پیدا ہوئے۔ پست قد، گندمی رنگت، دیکھنے میں خوبصورت اور لوگوں سے کم طمع رکھنے والوں میں سے تھے۔ آپ عربی اور فارسی بڑے فصیح انداز میں بولتے تھے۔ [تاریخ دمشق، ۳۵: ۴۰۸ رقم (۳۹۶۱)۔۔ الاعلام، ج ۳، ص ۳۳۷۔۳۳۸]

(۲) روح المعانی، سورۃ القصص، ۱۰: ۲۶۶

(۳) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ القصص، ۲۹۵۷ رقم (۱۶۷۷۹)

(۴) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ القصص، ۲۹۵۷ رقم (۱۶۷۸۳)

(۵) تفسیر قرطبی، سورۃ القصص، ۱۳: ۳۶۴

امام عبد بن حمیدؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے ﴿فاذاالذی استنصرہ بالامس یستصرخہ﴾ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ وہی آدمی مدد کے لیے پکارنے لگا جس نے کل مدد کے لیے پکارا تھا (۱)۔

امام ابن ابی شیبہؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت عکرمہؒ سے روایت نقل کی ہے کہ اسی آدمی نے پکارا جس نے پہلے مدد کے لیے پکارا تھا (۲)۔

امام عبدالرزاقؒ، عبد بن حمیدؒ اور ابن منذرؒ نے حضرت قتادہؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ الاستصراخ سے مراد مدد طلب کرنا ہے کہا استصار اور استصراخ کا معنی ایک ہی ہے۔ حضرت موسیٰؑ اس کی طرف بڑھتے تو اس آدمی نے گمان کیا کہ حضرت موسیٰؑ اسے قتل کر دیں گے۔ وہ کہنے لگا اے موسیٰ! آپ مجھے بھی قتل کرنے کا ارادہ کرتے ہیں جیسے تو نے کل ایک آدمی کو قتل کر دیا تھا۔ ایک قبطی جوان دونوں کے قریب تھا۔ اس نے ان کے راز کو افشاء کر دیا (۳)۔

ابن منذرؒ نے ابن جریجؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جو آپ کی قوم سے تعلق رکھتا تھا اس نے یہ گمان کیا کہ آپ اسے مارنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ اس کے قول ﴿اتریدان تقتلنی کما قتلت نفسا بالامس﴾ کا یہی مفہوم ہے۔ آپ نے پہلے جس آدمی کو مار ڈالا تھا اس کے بارے میں کسی کو کچھ معلوم نہ تھا یہ بات ان دونوں کے دشمن نے سن لی اور اس کے بارے میں لوگوں کو آگاہ کر دیا (۴)۔

امام ابن جریرؒ اور ابن منذرؒ نے امام شعبیؒ سے روایت نقل کی ہے کہ جس نے دو آدمیوں کو قتل کیا وہ جابر ہے۔ پھر اس آیت کی تلاوت کی (۵)۔

امام عبد بن حمیدؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت عکرمہؒ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی اس وقت تک جابر نہیں بن سکتا یہاں تک کہ دو آدمیوں کو قتل نہ کرے (۶)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابی عمران جونیؒ سے روایت نقل کی ہے کہ جبابرہ کی نشانی یہ ہے کہ ناحق قتل کریں (۷)۔

---

(۱) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ القصص، ۲۹۵۷ رقم (۱۶۷۸۴)

(۲) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ القصص، ۲۹۵۷ رقم (۱۶۷۸۵)

(۳) تفسیر عبدالرزاق، سورۃ القصص، ۲: ۴۹۰

(۴) تفسیر مقاتل بن سلیمان، سورۃ القصص، ۲: ۴۹۲

(۵) تفسیر الطبری، سورۃ القصص، ۱۰: ۴۸ رقم (۲۷۲۸۵)

(۶) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ القصص، ۲۹۵۸ رقم (۱۶۷۹۰)

(۷) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ القصص، ۲۹۵۸ رقم (۱۶۷۹۱)

وَجَآءَ رَجُلٌ مِّنْ أَقْصَا الْمَدِيْنَةِ يَسْعٰى قَالَ يٰمُوْسٰى إِنَّ الْمَلَا يَأْتَمِرُوْنَ بِكَ لِيَقْتُلُوْكَ فَاخْرُجْ إِنِّىْ لَكَ مِنَ النّٰصِحِيْنَ ﴿٢٠﴾ فَخَرَجَ مِنْهَا خَآئِفاً يَّتَرَقَّبُ قَالَ رَبِّ نَجِّنِىْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿٢١﴾

"اور ایک شخص شہر کی پرلی طرف سے دوڑتا ہوا آیا (اور) بولا کہ موسیٰ (شہر کے) رئیس تمہارے بارے میں صلاحیں کرتے ہیں کہ تم کو مار ڈالیں سو تم یہاں سے نکل جاؤ میں تمہارا خیر خواہ ہوں[۲۰] موسیٰ وہاں سے ڈرتے ڈرتے نکل کھڑے ہوئے (کہ دیکھیں کیا ہوتا ہے اور) دُعا کرنے لگے کہ اے پروردگار مجھے ظالم لوگوں سے نجات دے"[۲۱]

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ضحاکؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ رجل سے مراد فرعون کی قوم کا کاہن ہے(۱)۔

امام ابن جریرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت شعیب جبائیؒ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ آدمی جس نے یہ بتایا تھا کہ سردار آپ کے بارے میں مشورہ کر رہے ہیں اس کا نام شمعون تھا(۲)۔

امام ابن منذرؒ نے ابن جریجؒ سے ﴿یسعی﴾ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ وہ کام کاج کرتا تھا۔ وہ سردار نہیں تھا۔ اس کا نام حزقیل تھا(۳)۔

امام ابن جریرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت سدیؒ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ قبطی گیا۔ اس نے راز افشاں کر دیا کہ حضرت موسیٰؑ نے ہی وہ آدمی قتل کیا تھا۔ فرعون نے اس کی تلاش کا حکم دے دیا اور کہا اسے پکڑ لو کیونکہ اس نے ہماری قوم کے ایک فرد کو قتل کیا ہے جو حضرت موسیٰؑ کی تلاش کر رہے تھے۔ انہوں نے کہا راستوں کی گھاٹیوں میں سے اسے تلاش کرو کیونکہ حضرت موسیٰؑ نوجوان ہیں راستہ سے آگاہ نہیں۔

حضرت موسیٰؑ راستہ کی گھاٹیوں میں پہنچے، ایک آدمی آیا۔ اس نے آپ کو بتایا کہ قوم کے سردار آپ کے بارے میں مشورہ کر رہے ہیں۔ حضرت موسیٰؑ نے نجات کے لیے دعا کی۔ جب آپ راستہ کی گھاٹی میں پہنچے تو ایک فرشتہ آیا جو ایک گھوڑے پر سوار تھا جس کے ہاتھ میں نیزہ تھا۔ جب حضرت موسیٰؑ نے اسے دیکھا تو خوف سے سجدہ کیا۔ اس

---

(۱) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ القصص، ج۹، ص۲۹۵ رقم (۱۶۷۹۳)

(۲) تفسیر الطبری سورۃ القصص، ۱۰:۵۰ رقم (۱۶۷۹۵)

تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ القصص، ۲۹۵۹ رقم (۱۶۷۹۵)

(۳) تفسیر مقاتل بن سلیمان، سورۃ القصص، ۲:۴۹۳۔ تفسیر قرطبی، سورۃ القصص، ۱۳:۲۶۶

فرشتے نے کہا مجھے سجدہ نہ کرو بلکہ میرے پیچھے پیچھے چلو۔ آپ اس کے پیچھے چلنے لگے۔ اس فرشتے نے مدین کی طرف آپ کی راہنمائی کی۔

فرشتہ چلتا رہا یہاں تک کہ حضرت موسیٰؑ کو مدین لے آیا۔ جب شیخ کے پاس حضرت موسیٰؑ پہنچے اور تمام واقعہ سنایا تو انہوں نے کہا نہ ڈرو، تم ظالم قوم سے نجات پا چکے ہو۔ اس شیخ نے اپنی ایک بیٹی کو حکم دیا کہ وہ عصا لے آئے۔ یہ عصا وہ تھا جسے ایک فرشتے نے انسانی صورت میں آ کر بطور امانت دیا تھا۔ وہ بیٹی داخل ہوئی۔ وہ عصا لیا اور اسے لے آئی۔ جب شیخ نے اسے دیکھا تو اپنی بیٹی سے کہا کوئی اور لا۔ اس بچی نے اسے پھینک دیا کسی اور کی تلاش کرنے لگی۔ اس کے ہاتھ میں وہی لگتا۔ وہ شک اسے بار ابار لوٹاتے۔ ہر بار اس بچی کے ہاتھ وہی عصا آتا۔ جب شیخ نے یہ دیکھا تو حضرت موسیٰؑ کو وصیت کی۔ وہ عصا حضرت موسیٰؑ کو دے دیا۔ حضرت موسیٰؑ اس عصا کے ذریعے بکریاں چراتے رہے۔ پھر شیخ شرمندہ ہوئے اور کہا وہ عصا تو ودیعت تھا۔ وہ حضرت موسیٰؑ کو ملنے کے لیے نکل پڑے۔ جب حضرت موسیٰؑ کو دیکھا تو کہا مجھے عصا دے دو۔ حضرت موسیٰؑ نے کہا: یہ میرا عصا ہے اور عصا دینے سے انکار کر دیا دونوں آپس میں جھگڑ پڑے۔ پھر دونوں اس بات پر راضی ہو گئے کہ دونوں کو جو پہلا آدمی ملے وہ اسے ثالث بنانے پر راضی ہیں۔

فرشتہ چلتے ہوئے ان کے پاس آیا اس نے دونوں کے درمیان فیصلہ کیا کہ اس عصا کو زمین پر رکھو۔ جو اسے اٹھا لے گا یہ اسی کا ہوگا۔ شیخ نے اسے اٹھانے کی کوشش کی مگر اٹھانے کی طاقت نہ رکھی۔ حضرت موسیٰؑ نے ہاتھ سے اسے پکڑا تو اسے اٹھا لیا۔ شیخ نے عصا حضرت موسیٰؑ کے لی چھوڑ دیا۔ تو حضرت موسیٰؑ اس کے ساتھ دس سال تک بکریاں چراتے رہے(۱)۔

امام عبدالرزاقؒ، عبد بن حمیدؒ، ابن جریرؒ اور ابن منذرؒ نے قتادہؒ سے رجل کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ وہ ایک مومن تھا جو فرعون کی قوم سے تعلق رکھتا تھا وہ دوڑتا ہوا آیا۔ آپ اس شہر سے نکل پڑے جبکہ یہ خوف بھی تھا کہ تلاش کرنے والے پکڑ ہی نہ لیں (۲)۔

---

(۱) تفسیر الطبری، سورۃ القصص، ۱۰: ۵۰ رقم (۱۶۷۹۵)

تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ القصص، ۲۹۵۹ رقم (۱۶۷۹۵)۔۔ یہ روایت موضوع ہے اس لئے کہ اس کا راوی اسباط بن نصر ہمدانی ہے، جس کے بارے میں امام ابن ابی حاتم فرماتے ہیں: اس کی حدیث عامی، ساقط الاعتبار اور مقلوب ہوتی ہیں۔ [الجرح والتعدیل ۲: ۱۳۳۲]

(۲) تفسیر الطبری، سورۃ القصص، ۱۰: ۵۰ رقم (۱۶۷۹۷)

وَلَمَّا تَوَجَّهَ تِلْقَآءَ مَدْيَنَ قَالَ عَسٰى رَبِّيْٓ اَنْ يَّهْدِيَنِيْ سَوَآءَ السَّبِيْلِ ﴿۲۲﴾

"اور جب مدین کی طرف رُخ کیا تو کہنے لگے اُمید ہے کہ میرا پروردگار مجھے سیدھا رستہ بتائے"[۲۲]

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت عکرمہؒ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان ولما توجه تلقاء مدين کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ حضرت موسیٰؑ کے سامنے چار راستے آئے۔ آپ کو یہ معلوم نہیں تھا کہ کس راستے پر چلیں تو گویا ہوئے ﴿عسى ربي ان يهديني سواء السبيل﴾ تو پھر مدین کا راستہ اپنایا(۱)۔

امام عبد بن حمیدؒ، ابن جریرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت قتادہؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مدین ایک چشمہ ہے جس پر حضرت شعیبؑ رہتے تھے(۲)۔

امام فریابیؒ، ابن ابی شیبہؒ، عبد بن حمیدؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت مجاہدؒ سے سواء السبیل کا معنی سیدھا راستہ کیا ہے وہ مدین کا راستہ تھا(۳)۔

ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصریؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ﴿سواء السبيل﴾ سے مراد سیدھا راستہ ہے اور کہا اس روز زمین پر رہنے والے لوگوں میں سے بہترین لوگ آپس میں ملے تھے وہ حضرت شعیب اور حضرت موسیٰ بن عمرانؑ تھے(۴)۔

امام احمدؒ نے زہد میں کعب بن علقمہؒ(۵) سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت موسیٰؑ جب فرعون سے بھاگتے ہوئے نکلے تو دعا کی اے میرے رب! مجھے تاکیدی حکم ارشاد فرمایئے۔ فرمایا میں تجھے تاکیدی حکم دیتا ہوں کہ تو کسی چیز کو بھی میرے ہم پلہ قرار نہیں دے گا بلکہ مجھے تو اس پر ترجیح دے گا کیونکہ جو ایسا نہ ہو نہ میں اس پر رحم کرتا ہوں اور نہ اسے پاکیزہ کرتا ہوں۔ عرض کی اے رب! کس چیز کے ساتھ۔ فرمایا اپنی ماں کے ساتھ کیونکہ اس نے تجھے کمزوری پر کمزوری کے ساتھ اٹھایا ہے۔ عرض کی: پھر کس چیز کے ساتھ۔ فرمایا: اگر میں تجھے اپنے بندوں کے معملات کا تجھے

---

(۱) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ القصص، ۲۹۶۰ رقم (۱۶۸۰۲)

(۲) تفسیر الطبری، سورۃ القصص، ۱۰:۵۲ رقم (۲۷۳۰۸) ۔۔
تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ القصص، ۲۹۶۱ رقم (۱۶۸۰۳)

(۳) تفسیر الطبری، سورۃ القصص، ۱۰:۵۲ رقم (۲۷۳۰۹) ۔۔
تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ القصص، ۲۹۶۱ رقم (۱۶۸۰۴)

(۴) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ القصص، ۲۹۶۱ رقم (۱۶۸۰۵)

(۵) کعب بن علقمۃ بن کعب التنوخی، ابوعبداللہ الحمید المصری، آپ صغار تابعین اور مصر کے ثقات راویوں میں سے شمار ہوتے تھے۔ آپ کے دادا کعبؓ صحابہ کرام میں سے تھے۔ ۱۲۷ھ کو وفات پا گئے تھے۔ [تہذیب التہذیب، ۸:۳۹۱ (۷۹۱)]

ذمہ دار بناؤں تو ان کی ضروریات کے ضمن میں انہیں نہ تھکاؤ اگر تو ایسا کرے گا تو میری روح کو تھکائے گا۔ بیشک میں دیکھنے والا، سننے والا اور مشاہدہ کرنے والا ہوں (۱)۔

وَلَمَّا وَرَدَ مَآءَ مَدْيَنَ وَجَدَ عَلَيْهِ أُمَّةً مِّنَ النَّاسِ يَسْقُوْنَ وَوَجَدَ مِن دُوْنِهِمُ امْرَأَتَيْنِ تَذُوْدَانِ قَالَ مَا خَطْبُكُمَا ط قَالَتَا لَا نَسْقِيْ حَتّٰى يُصْدِرَ الرِّعَآءُ وَأَبُوْنَا شَيْخٌ كَبِيْرٌ ﴿٢٣﴾ فَسَقٰى لَهُمَا ثُمَّ تَوَلّٰى إِلَى الظِّلِّ فَقَالَ رَبِّ إِنِّيْ لِمَآ أَنْزَلْتَ إِلَيَّ مِنْ خَيْرٍ فَقِيْرٌ ﴿٢٤﴾ فَجَآءَتْهُ إِحْدٰهُمَا تَمْشِيْ عَلَى اسْتِحْيَآءٍ قَالَتْ إِنَّ أَبِيْ يَدْعُوْكَ لِيَجْزِيَكَ أَجْرَ مَا سَقَيْتَ لَنَا ط فَلَمَّا جَآءَهٗ وَقَصَّ عَلَيْهِ الْقَصَصَ قَالَ لَا تَخَفْ قف نَجَوْتَ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿٢٥﴾ قَالَتْ إِحْدٰهُمَا يٰٓأَبَتِ اسْتَأْجِرْهُ إِنَّ خَيْرَ مَنِ اسْتَأْجَرْتَ الْقَوِيُّ الْأَمِيْنُ ﴿٢٦﴾ قَالَ إِنِّيْٓ أُرِيْدُ أَنْ أُنْكِحَكَ إِحْدَى ابْنَتَيَّ هٰتَيْنِ عَلٰٓى أَنْ تَأْجُرَنِيْ ثَمٰنِيَ حِجَجٍ فَإِنْ أَتْمَمْتَ عَشْرًا فَمِنْ عِنْدِكَ وَمَآ أُرِيْدُ أَنْ أَشُقَّ عَلَيْكَ ط سَتَجِدُنِيْٓ إِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿٢٧﴾ قَالَ ذٰلِكَ بَيْنِيْ وَبَيْنَكَ أَيَّمَا الْأَجَلَيْنِ قَضَيْتُ فَلَا عُدْوَانَ عَلَيَّ وَاللّٰهُ عَلٰى مَا نَقُوْلُ وَكِيْلٌ ﴿٢٨﴾

"اور جب مدین کے پانی (کے مقام) پر پہنچے تو دیکھا کہ وہاں لوگ جمع ہو رہیں اور اپنے چارپایوں کو) پانی پلا رہے ہیں اور اُنکے ایک طرف دو خواتین (اپنی بکریوں کو) روکے کھڑی ہیں۔ موسیٰ نے (اُسے) کہا تمہارا کیا کام ہے۔ وہ بولیں کہ جب تک چرواہے اپنے (چارپایوں کو) لے نہ جائیں ہم پانی نہیں پلا سکتیں اور ہمارے والدین عمر کے بوڑھے ہیں [۲۳] تو موسیٰ نے اُن کے لئے (بکریوں کو) پانی پلا دیا۔ پھر سائے کی طرف چلے گئے اور کہنے لگے کہ پروردگار میں اس کا محتاج ہُوں کہ تو مجھ پر اپنی نعمت نازل فرمائے [۲۴] (تھوڑی دیر کے بعد) اُن میں سے ایک عورت جو شرماتی اور لجاتی چلی آتی تھی۔ موسیٰ کے پاس آئی (اور) کہنے لگی کہ تم کو میرے والد بلاتے ہیں کہ تم نے جو ہمارے لئے پانی پلایا تھا اسکی تم کو اُجرت دیں جب وہ اُنکے پاس آئے اور اُنسے (اپنا) ماجرا بیان کیا تو انہوں نے کہا کہ کچھ خوف نہ کرو تم ظالم لوگوں سے بچ آئے ہو [۲۵] ایک لڑکی بولی کہ ابّا ان کو نوکر رکھ لیجئے کیونکہ بہتر نوکر جو آپ رکھیں وہ ہے (جو) توانا اور امانت دار (ہو) [۲۶] اُنہوں نے (موسیٰ سے) کہا کہ میں چاہتا ہوں اپنی ان دو بیٹیوں میں سے ایک کو تم سے بیاہ دُوں اس (عہد) پر کہ تم آٹھ برس میری خدمت کرو اور اگر دس سال پُورے کر دو تو وہ تمہاری طرف سے (احسان) ہے اور میں تم پر تکلیف ڈالنا نہیں چاہتا۔ تم مجھے انشاء اللہ نیک لوگوں میں پاؤ گے [۲۷] موسیٰ نے کہا کہ مجھ میں اور آپ میں یہ (عہد پختہ ہوا) میں جونسی مدت (چاہوں) پُوری کر دوں پھر مجھ پر کوئی زیادتی نہ ہو اور ہم جو معاہدہ کرتے ہیں خدا اس کا گواہ ہے" [۲۸]

---

(۱) امام احمد، الزھد، باب، زھد داود علیہ السلام ۱:۶۹

امام فریابیؒ، عبد بن حمیدؒ اور ابن منذرؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت موسیٰؑ خوفزدہ ہو کر اور بھوکے نکلے۔ آپ کے پاس زادِ راہ بھی نہ تھا یہاں تک کہ مدین کے چشمہ پر پہنچے۔ وہاں لوگوں کی ایک جماعت تھی جو جانوروں کو پانی پلا رہے تھے۔ دو عورتیں اپنی بکریوں کے ساتھ بیٹھی ہوئی تھیں۔ آپ نے پوچھا تمہارا کیا مسئلہ ہے؟ دونوں نے کہا ہم اس وقت تک جانوروں کو پانی نہیں پلا سکتیں یہاں تک کہ چرواہے چلے جائیں جبکہ ہمارا والد بوڑھا ہے۔ حضرت موسیٰؑ نے پوچھا کیا تمہارے قریب بھی کوئی چشمہ ہے؟ دونوں نے کہا نہیں مگر ایک کنواں ہے جس پر ایک پتھر ہے جس نے کنویں کو ڈھانپ رکھا ہے جس کو اٹھانے کی کسی کو طاقت نہیں۔ حضرت موسیٰؑ نے فرمایا: دونوں چلو اور مجھے دکھاؤ۔ دونوں حضرت موسیٰؑ کے ساتھ چلیں۔ حضرت موسیٰؑ نے اپنے ہاتھ سے پتھر ہٹا دیا اور اسے کنویں سے دور کر دیا پھر ان کے جانوروں کے لیے ایک ڈول نکالا اور ریوڑ کو پانی پلا دیا۔ پھر پتھر اسی جگہ رکھ دیا۔ پھر آپ سائے کی طرف چل دیے اور عرض کی ﴿ رب انی لما انزلت الی من خیر فقیر﴾ ۔ان دونوں بچیوں نے آپ کی بات سن لی۔ دونوں اپنے باپ کے پاس گئیں۔ باپ نے دونوں کو جلدی واپس آنے پر تعجب کا اظہار کیا۔ دونوں بچیوں سے پوچھا بچیوں نے بتایا۔ حضرت شعیب نے ایک کو کہا جاؤ اسے بلا لاؤ۔ وہ بچی حضرت موسیٰؑ کے پاس آئی اور کہا میرا باپ تجھے بلاتا ہے تاکہ تجھے اس عمل کی اجرت دے جو تو نے ہمارے ریوڑ کو پانی پلایا ہے۔ تو وہ بچی حضرت موسیٰؑ کے سامنے چلنے لگی تو حضرت موسیٰؑ نے اسے کہا میرے پیچھے چلو کیونکہ میں حضرت ابراہیمؑ کی نسل سے ہوں۔ میرے لیے تجھے دیکھنا حلال نہیں۔ اسے اللہ تعالیٰ نے مجھ پر حرام کر دیا ہے۔ مجھے میرے راستہ کے بارے میں بتاؤ۔

اس بچی کے والد نے بچی سے کہا تو نے اس کی قوت اور امانت کے بارے میں کیا دیکھا ہے؟ تو بچی نے ساری بات بتائی بچی نے کہا جہاں تک اس کی قوت کا تعلق ہے اس نے پتھر کو اکیلے ہی الٹا دیا ہے جبکہ اس پتھر کو لوگوں کی ایک جماعت الٹ سکتی تھی۔ جہاں تک اس کی امانت کا تعلق ہے اس نے کہا میرے پیچھے چلو اور مجھے راستہ بتاتی چلو کیونکہ میں حضرت ابراہیمؑ کے خاندان کا ایک فرد ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے جو چیز حرام کی ہے وہ مجھے حلال نہیں۔ حضرت ابن عباسؓ سے کہا حضرت موسیٰؑ نے کونسی مدت پوری کی؟ فرمایا جس میں زیادہ نیکی اور جوان میں سے زیادہ پوری تھی (۱)۔

---

(۱) روح المعانی، سورۃ القصص، ۱۰: ۲۷۳

امام فریابیؒ، ابن ابی شیبہؒ نے مصنف میں، عبد بن حمیدؒ، ابن منذرؒ، ابن ابی حاتمؒ اور حاکمؒ نے حضرت ابن عمرؓ سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکمؒ نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ حضرت موسیٰؑ جب مدین کے چشمہ پر پہنچے تو وہاں لوگوں کی ایک جماعت کو پایا جو جانوروں کو پانی پلا رہے تھے جب وہ پانی پلانے سے فارغ ہوئے تو کنویں پر پتھر رکھ دیا۔ اسے دس آدمی ہی اٹھا سکتے تھے جبکہ وہ صرف دو عورتیں تھیں۔ حضرت موسیٰؑ نے ان سے پوچھا تمہارا کیا مسئلہ ہے؟ دونوں نے بتایا حضرت موسیٰؑ پتھر کے پاس پہنچے اور اکیلے ہی اسے اٹھا دیا۔ پھر جانوروں کو پانی پلایا۔ آپ نے صرف ایک ڈول ہی نکالا تھا کہ تمام ریوڑ کو پانی پلا دیا۔

دونوں عورتیں اپنے والد کے پاس آئیں ان سے گفتگو کی۔ حضرت موسیٰؑ سایہ کی طرف چل دیے اور یوں اللہ کے حضور التجا کی ﴿رب انی لما انزلت الی من خیر فقیر﴾ ایک بچی حیا کا پیکر بن کر آئی۔ اپنا کپڑا چہرے پر ڈالی ہوئی تھی۔ وہ ان جری خواتین کی طرح نہ تھی جو مردوں کے پاس بے باک چلی آتی ہیں۔ عورت نے کہا میرا باپ تجھے بلاتا ہے تاکہ جو تو نے ریوڑ کو پانی پلایا ہے اس کا تمہیں اجر دے۔ حضرت موسیٰؑ اس کے ساتھ اٹھ کھڑے ہوئے اور فرمایا: میرے پیچھے پیچھے چلو اور راستہ بتاتی جاؤ کیونکہ میں اس بات کو ناپسند کرتا ہوں کہ ہوا تیرے کپڑے کو لگے اور تیرے جسم کی حالت کو بیان کر دے۔ جب حضرت موسیٰؑ ان کے والد کے پاس پہنچے تو سب واقعہ سنایا تو ان میں سے ایک نے کہا: اے والد! اسے اجرت پر رکھ لو کیونکہ جس کو آپ اجرت پر رکھ رہے ہیں وہ طاقتور اور امین ہے۔ حضرت شعیبؑ نے پوچھا اے بیٹی! اس کی امانت اور اسکی قوت کے بارے میں تجھے کس نے بتایا؟ بچی نے کہا اس کی قوت تو یہ ہے اس نے پتھر اٹھا لیا جسے دس آدمی مل کر اٹھاتے ہیں۔ جہاں تک اس کی امانت کا تعلق ہے تو اس نے کہا میرے پیچھے چلو اور مجھے راستہ بتاتی جاؤ کیونکہ میں اسے ناپسند کرتا ہوں کہ تیرے کپڑوں کو ہوا لگے اور تیرے جسم کی ساخت کو بیان کر دے۔ اس چیز نے حضرت موسیٰؑ کے لیے حضرت شعیبؑ کی رغبت میں اضافہ کر دیا۔ اور کہا میں ارادہ کرتا ہوں کہ ان دو بیٹیوں میں سے ایک کا نکاح تجھ سے کر دوں۔ ان شاء اللہ تو مجھے صالح لوگوں میں سے پائے گا یعنی جو میں نے بات کہی ہے اچھی سنگت والا اور وعدہ پورا کرنے والا۔ حضرت موسیٰؑ نے کہا میں جو مدت بھی پوری کروں تو اس کے بعد مجھ پر کوئی زیادتی نہ کی جائے گی۔ حضرت شعیبؑ نے کہا ٹھیک ہے۔ کہا ہم جو کچھ کہہ رہے ہیں اس پر اللہ نگہبان ہے۔ حضرت شعیبؑ نے اپنی بیٹی کی شادی آپ سے کر دی اور اپنے پاس ٹھہرا لیا۔ حضرت موسیٰؑ ان کی خدمت کے لیے کافی ہو گئے۔ بکریاں چرانے کی ان کی خدمت کرتے اور دوسرا کوئی کام ہوتا تو وہ بھی بجا لاتے۔ حضرت شعیبؑ نے حضرت صفورا سے آپ کی شادی کی۔ ان کی

بہن کا انام شرفا تھا۔ یہی دونوں پہلے ریوڑ چراتی تھیں (۱)۔

امام احمدؒ نے زہد میں ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ جب حضرت موسیٰؑ کنویں پر پہنچے تو کمزوری کی وجہ سے ان کے پیٹ سے سبزیوں کی سبزی دیکھائی دے رہی تھی (۲)۔

امام ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت موسیٰؑ مدین کی طرف نکلے جبکہ مصر اور مدین کے درمیان آٹھ دنوں کا فاصلہ تھا۔ آپ کا کھانا درختوں کے پتے تھے۔ آپ ننگے پاؤں نکلے تھے۔ آپ وہاں پہنچے تو قدم کا موزہ بھی گر گیا تھا (۳)۔

امام عبد بن حمیدؒ نے حضرت عکرمہؒ سے روایت نقل کی ہے کہ مدین تک کا فاصلہ پینتس دنوں کا تھا (۴)۔

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت مجاہدؒ سے قول کیا ہے کہ امۃ سے مراد کچھ لوگ اور خیر سے مراد کھانا ہے (۵)۔

امام ابن منذرؒ نے حضرت مجاہدؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ان دونوں کے نام یہ تھے: لیا، صفورا، ان دونوں کی چار چھوٹی بہنیں تھیں جو ریوڑ کو چھوٹے چشموں سے پانی پلاتی تھیں (۶)۔

امام ابن جریرؒ اور ابن منذرؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ تذودن کا معنی ہے وہ روکتی تھیں (۷)۔

امام ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابو مالکؒ سے روایت نقل کی ہے کہ دونوں اپنے ریوڑ کو روکے رکھتی تھیں۔ یہاں تک کہ لوگ فارغ ہو جائیں اور کنواں ان کے لیے خالی ہو جائے (۸)۔

---

(۱) مصنف ابن ابی شیبہ: کتاب: الفضائل، باب: ماذکر فی موسیٰ علیہ السلام من الفضل، رقم (۳۱۸۴۲)
تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ القصص، ۹: ۲۹۶۴ رقم (۱۶۸۲۸)

(۲) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ القصص، ۹: ۲۹۶۴ رقم (۱۶۸۰۹)

(۳) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ القصص، ۹: ۲۹۶۴ رقم (۱۶۸۱۰)

(۴) روایت نہیں ملی

(۵) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ القصص، ۹: ۲۹۶۴ رقم (۱۶۸۱۱)

(۶) تفسیر الطبری، سورۃ القصص، ۱۰: ۵۴ [مثله عن شعیب الجبئی]

(۷) تفسیر الطبری سورۃ القصص، ۱۰: ۵۴ رقم (۲۷۳۱۸)

(۸) تفسیر الطبری، سورۃ القصص، ۱۰: ۵۴ رقم (۲۷۳۲۲)
تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ القصص، ۹: ۲۹۶۴ رقم (۱۶۸۱۷)

ابن منذرؒ نے مجاہدؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ انتظار کرتیں کہ حوض میں جو بچا ہوا پانی ہے۔ اس سے اپنے ریوڑ کو سیراب کریں (۱)۔

امام عبد بن حمیدؒ نے عاصمؒ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے یصدر کو یاء کے ضمہ اور رعاء کو راء کے کسرہ کے ساتھ پڑھا ہے (۲)۔

امام سعید بن منصورؒ، ابن ابی شیبہؒ، ابن منذرؒ، ابن ابی حاتمؒ، ابن مردویہ اور ضیاءؒ نے مختارہ میں حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت موسیٰؑ نے عرض کی ﴿رب انی لما انزلت الی من خیر فقیر﴾ جبکہ حضرت موسیٰؑ کے ہاں معزز ترین مخلوق تھے اور اب وہ کھجور کے ایک ٹکڑے کے محتاج تھے۔ بھوک کی شدت کی وجہ سے آپ کا پیٹ آپ کی پشت کے ساتھ لگا ہوا تھا (۳)۔

امام ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ حضرت موسیٰؑ نے روٹی کے ایک ٹکڑے کا سوال کیا جس کے ذریعے بھوک سے نجات حاصل کریں اور اپنی ریڑھ کی ہڈی کو مضبوط کریں (۴)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ جب حضرت موسیٰؑ فرعون سے بھاگے تو انہیں بھوک نے آلیا۔ ان کیا انتڑیاں کپڑوں کے باہر سے دیکھی جاسکتی تھیں (۵)۔

امام ابن مردویہؒ نے حضرت انس بن مالکؓ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب حضرت موسیٰؑ نے دونوں عورتوں کے جانوروں کو پانی پلایا، پھر سائے کی طرف گئے اور عرض کی ﴿رب انی لما انزلت الی من خیر فقیر﴾ کہا اس روز وہ کھجور کی ایک مٹھی کے محتاج تھے (۶)۔

امام ابن ابی شیبہؒ، امام احمدؒ نے زہد میں عبد بن حمیدؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت سعید بن جبیرؒ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے عرض کی ﴿رب انی لما انزلت الی من خیر فقیر﴾ کہا اس روز انہیں سیر کردے (۷)۔

---

(۱) تفسیر البغوی، سورۃ القصص، ۶:۲۰۰

(۲) تفسیر البغوی، سورۃ القصص، ۶:۲۰۰

(۳) مصنف ابن ابی شیبہ: کتاب: الزھد، باب: کلام لقمان علیہ السلام رقم (۳۴۳۰۰)

(۴) روح المعانی، سورۃ القصص، ۱۰:۲۷۳۔۔ فتح القدیر، سورۃ القصص، ۵:۳۹۸

(۵) تفسیر الطبری، سورۃ القصص، ۱۰:۵۴

(۶) روح المعانی، سورۃ القصص، ۱۰:۲۷۳

(۷) تفسیر الطبری، سورۃ القصص، ۱۰:۵۴

امام فریابیؒ اور امام احمدؒ نے حضرت مجاہد سے یہ قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے صرف کھانے کا سوال کیا جو انہیں کھلا دے(۱)۔

امام فریابیؒ اور امام احمدؒ نے حضرت ابراہیم تیمیؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ان کے ساتھ نہ کوئی روٹی تھی اور نہ کوئی درہم تھا(۲)۔

امام سعید بن منصورؒ، ابن جریرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت عبداللہ بن ابی الہذیل (۳) کی سند سے حضرت عمر بن خطابؓ سے ﴿تمشی علی استحیاء﴾ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ وہ آئی تو اپنی قمیص کی آستین سے اپنے چہرے کو ڈھانپے ہوئے تھی (۴)۔

امام ابن منذرؒ نے حضرت ابن ابی الہذیلؒ سے موقوف روایت نقل کی ہے(۵)۔

امام احمدؒ نے حضرت مطرف بن شخیرؒ(۶) سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ کی قسم! اگر اللہ کے نبی کے ہاں کوئی چیز ہوتی تو آپ اس کے دودھ ملے پانی کے گھونٹ کا پیچھا نہ کرتے لیکن مشقت نے آپ کو اس پر مجبور کر دیا(۷)۔

امام ابن عساکرؒ نے حضرت ابو حازمؒ سے روایت نقل کی ہے کہ جب حضرت موسیٰؑ حضرت شعیبؑ کے پاس پہنچے تو شام کے کھانے کا وقت تھا۔ حضرت شعیبؑ (۸) نے فرمایا کھاؤ۔ حضرت موسیٰؑ نے فرمایا: اعوذ باللہ۔ میں اللہ کی پناہ چاہتا ہوں۔ حضرت شعیبؑ نے کہا کیا تو بھوکا نہیں؟ فرمایا کیوں نہیں۔ لیکن مجھے خوف ہے کہ بکریوں کو پانی پلانے کا عوض ہو جبکہ میں ایسے خاندان سے تعلق رکھتا ہوں کہ ہم زمین بھر سونا بھی آخرت کے عمل کے عوض نہیں چاہتے۔ حضرت

---

(۱) مفاتیح الغیب، سورۃ القصص، ۲۴:۵۸۹

(۲) معجم ابن العربی، ۱:۲۶ رقم (۲۵)

(۳) عبداللہ بن ابی الھذیل العنوی، ابوالمغیرہ الکوفی، آپ کا تعلق ربیعۃ قبیلے سے تھا۔ حضرت عمرؓ، علیؓ، عبداللہ بن مسعودؓ، عمار بن یاسرؓ اور عبداللہ بن عباسؓ سے اخذ روایت کی ہے۔ امام نسائی نے ثقہ اور امام ابن حبانؒ نے [الثقات] میں ذکر کیا ہے۔ امام عجلی نے تابعی، ثقہ اور عثمانی قرار دیا ہے۔ [الطبقات الکبریٰ، ۶:۱۱۵۔ تھذیب التھذیب، ۶:۵۷ رقم (۱۲۲)۔ الثقات، ۷:۲۱]

(۴) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ القصص، ۹:۲۹۶۴ رقم (۱۶۸۳۱)

(۵) تفسیر الطبری، سورۃ القصص، ۱۰:۵۸ رقم (۲۷۳۵۴)
تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ القصص، ۹:۲۹۶۴ رقم (۱۶۸۳۱)

(۶) مطرف بن عبداللہ بن الشخیر العامری الحرشی ابوعبداللہ البصری، آپ کا شمار کبار تابعین میں ہوتا ہے۔ عہد نبوی ﷺ میں پیدا ہوئے تھے۔ آپ ایک عالم عابد اور ثقہ راوی کی حیثیت سے جانے جاتے ہیں۔ امام ابن سعد نے آپ کو صحابہ میں شمار کیا ہے۔ [الطبقات الکبریٰ، ۷:۳۴، الاصابۃ فی تمیز الصحابہ، ۶:۲۶۱ رقم (۸۳۳۰)۔ تھذیب التھذیب، ۵:۲۲۱ (۴۴۱)]

(۷) الکشف والبیان، ۷:۲۴۴ (۸) شعیب سے مراد شیخ مدین ہے حضرت شعیبؑ نہیں ہے۔

شعیبؑ نے فرمایا: نہیں اللہ کی قسم! لیکن یہ میرا اور میرے آباء کا معمول ہے، ہم مہمانوں کی ضیافت کرتے ہیں اور کھانا کھلاتے ہیں۔ حضرت موسیٰؑ بیٹھ گئے اور کھانا کھالیا(۱)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت مالک بن انسؒ سے روایت نقل کی ہے کہ انہیں یہ خبر پہنچی ہے کہ حضرت شعیبؑ نے ہی حضرت موسیٰؑ کو واقعات سنائے تھے(۲)۔

امام ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت حسن بصریؒ سے روایت نقل کی ہے کہ لوگ کہتے ہیں وہ شعیب ہے، وہ شعیب نہیں بلکہ وہ کنویں کا مالک تھا(۳)۔

امام سعید بن منصورؒ، ابن ابی شیبہ، ابن منذر اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابو عبیدہؒ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت موسیٰؑ کا صاحب اثرون تھا جو حضرت شعیبؑ کا بھتیجا تھا(۴)۔

ابن منذرؒ اور ابن مردویہؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت موسیٰؑ کے سسر کا نام یثرون تھا(۵)۔

امام ابن جریرؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ جس نے حضرت موسیٰؑ کو مزدوری پر رکھا تھا۔ اس کا نام یثرب تھا جو مدین کا مالک تھا(۶)۔

امام سعید بن منصورؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ ابو مرہ کی کنیت کو ناپسند کرتے۔ حضرت موسیٰؑ کی بیوی کا نام صفیرا بنت یثرون تھا(۷)۔

امام فریابیؒ، ابن ابی شیبہؒ، عبد بن حمیدؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت مجاہدؒ سے القوی کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ جو پتھر اس کنویں کے منہ پر پڑا ہوا تھا۔ اسے ہٹا دیا اور ان کے جانوروں کو پانی پلایا۔ الامین جب ان کے جانوروں کو پانی پلایا تو اپنی نظروں کو نیچا رکھا(۸)۔

---

(۱) تاریخ دمشق، ۲۲:۲۸

(۲) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ القصص، ۹:۲۹۶۶ رقم (۱۶۸۴۰)

(۳) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ القصص، ۹:۲۹۶۶ رقم (۱۶۸۳۳)

(۴) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ القصص، ۹:۲۹۶۶ رقم (۱۶۸۳۹)

(۵) فتح القدیر، سورۃ القصص، ۵:۴۰۲

(۶) تفسیر الطبری، سورۃ القصص، ۱۰:۶۰ رقم (۲۷۳۷۳)

(۷) روایت نہیں ملی

(۸) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ القصص، ۹:۲۹۶۶ رقم (۱۶۸۴۴)

امام طبرانیؒ نے حضرت ابن مسعودؓ سے روایت نقل کی ہے کہ جب حضرت موسیٰؑ کی بعد میں ہونے والی بیوی نے کہا﴿ يَا أَبَتِ اسْتَأْجِرْهُ إِنَّ خَيْرَ مَنِ اسْتَأْجَرْتَ الْقَوِيُّ الْأَمِينُ ﴾تو باپ نے پوچھا تو نے اسکی کیا قوت دیکھی ہے۔اس عورت نے کہا وہ کنویں کی طرف آیا جب کہ اس کنویں پر ایک پتھر تھا۔اسے اتنے اتنے آدمی بھی نہیں اٹھا سکتے تھے۔تو اس نے اس پتھر کو اٹھا دیا۔پوچھا تو نے اس کی کیا امانت دیکھی ہے؟ کہا میں اس کے سامنے چل رہی تھی تو اس نے مجھے اپنے پیچھے کر دیا(۱)۔

امام ابن منذرؒ نے حضرت ابن جریجؒ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ مجھے یہ خبر پہنچی کہ اس نے بڑی سے نکاح کیا جو حضرت موسیٰؑ کو بلا لائی تھی۔اس کا نام صفورا تھا۔اس کا والد حضرت شعیبؑ کا بھتیجا تھا جس کا نام رعاویل تھا۔مجھے ایک سچے آدمی نے خبر دی ہے کہ کتاب میں اس کا نام یثون تھا جو مدین کا کاہن تھا۔کاہن سے مراد عالم ہے(۲)۔

امام ابن منذرؒ نے حضرت نوفؒ سے روایت نقل کی ہے کہ اس عورت نے حضرت موسیٰؑ کا ایک بچہ جنا جس کا نام حضرت موسیٰؑ نے جرشمہ رکھا(۳)۔

امام ابن ماجہؒ، بزارؒ، ابن ابی حاتمؒ، طبرانیؒ اور ابن مردویہؒ نے عقبہ بن منذر سلمیؓ(۴) سے روایت نقل کی ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس تھے تو آپ نے سورۃ طسٓ پڑھی یہاں تک کہ حضرت موسیٰؑ کے قصہ تک پہنچے اور کہا حضرت موسیٰؑ نے آٹھ سال یا دس سال اپنی پاکدامنی اور کھانے پر مزدوری کی۔جب مدت پوری کر دی عرض کی گئی: یا رسول اللہ ﷺ انہوں نے کونسی مدت پوری کی تھی؟ فرمایا: جوان میں سے زیادہ قسم کو پوری کرنے والی اور کامل تھی۔جب حضرت شعیبؑ سے حضرت موسیٰؑ نے علیحدہ ہونے کا ارادہ کیا تو اپنی بیوی سے کہا کہ وہ اپنے باپ سے سوال کرے کہ وہ اپنے ریوڑ میں سے کچھ انہیں دے دے جن کے ساتھ وہ زندگی گزار سکیں۔حضرت شعیبؑ نے اپنی بیٹی کو وہ بکریاں دیں جنہوں نے اسی سال بدلے رنگوں والے بچے جنے تھے۔آپ کا ریوڑ سیاح رنگ کا حسین تھا۔حضرت موسیٰؑ اپنے عصا کی طرف گئے۔اس کی ایک طرف کو بلند کیا۔پھر اسے حوض کی پست جگہ پر رکھ دیا۔پھر ریوڑ

---

(۱) المعجم الکبیر،۹:۱۶۸رقم(۸۸۶۹)

(۲) روح المعانی،سورۃ القصص،۱۰:۲۷۰

(۳) روایت نہیں ملی

(۴) عقبۃ بن الندر السلمی، آپ کو صاحب رسول اللہ ﷺ ہونے کا شرف حاصل ہے۔مصر میں مقیم رہے تھے۔بقول ابن یونس مصر میں آپ کی آمد معلوم نہیں ہو سکی کہ کب تشریف لائے تھے۔فتح مصر کے موقع پر حاضر رہے تھے اور ۴۸ھ کو وفات پا گئے تھے۔[الطبقات الکبریٰ،۷:۴۱۳۔۔الاصابۃ فی تمیز الصحابہ،۴:۴۴۱رقم(۵۴۱۹)۔۔تھذیب التھذیب،۷:۹۴(۲۲۰)]

کو لے آئے اور انہیں پانی پلایا۔ حضرت موسیٰؑ حوض کے سامنے کھڑے ہو گئے۔ اس سے کوئی بکری واپس نہ جاتی مگر اس کے پہلو میں ایک ایک بکری کھڑی کرتے۔ انہوں نے نشونما پائی اور تین گناہ ہو گئیں۔ ان سب نے بدلے رنگ والے بچے جنے یعنی آپنی ماں کے رنگ پر نہ تھے مگر ایک بکری یا دو بکریوں نے۔ ان میں سے کوئی بکری ایسی نہ تھی جس کا دودھ دھوئے بغیر ہی بہتا رہتا ہو۔ ان میں سے کوئی ایسی بکری بھی نہ تھی جس کے تھن کا سوراخ اور نہ ہی کوئی ایسی بکری تھی جس کا دودھ کم ہو اور نہ ہی کوئی ایسی بکری تھی جس کا تھن زائد ہو اور نہ ہی کوئی ایسی بکری تھی جس کا تھن چھوٹا ہو جیسے ہتھیلی گرفت میں نہ لے سکے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اگر تم شام کے ملک میں جاؤ تو ان بکریوں میں سے باقی ماندہ بکریاں دیکھو گے۔ یہی سرمایہ ہے۔ حضرت ابن لہیعہ نے کہا فشوش سے مراد وہ بکری ہے جس کے تھن کا سوراخ کھلا ہو۔ اس کا دودھ خود بخود بہتا رہتا ہو ضبوب سے مراد وہ بکری ہے جس کی کھیری لمبی ہو اور سوراخ تنگ ہو۔ غزور سے مراد جس کی کھیری چھوٹی ہو اور ثفول یا سعول سے مراد جس کی کھیری پستان کی دس بھٹنیوں کی طرح اور کشمہ سے مراد وہ بکری ہے جس کی کھیری اتنی چھوٹی ہو کہ ہاتھ اسے نہ پہنچ سکے (۱)۔

امام ابن جریرؒ نے حضرت انسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ جب حضرت موسیٰؑ نے اپنے ساتھی کو اس مدت کی طرف متوجہ کیا جو ان دونوں کے درمیان طے ہوئی تو حضرت موسیٰؑ کے ساتھی نے کہا ہر بکری اپنے رنگ پر بچہ جنے گی تو تیرے لیے اس رنگ کی بکریاں ہیں۔ حضرت موسیٰؑ نے قصد کیا اور پانی پر ایک ڈھانچہ سا لگا دیا۔ جب بکریوں نے وہ ڈھانچہ دیکھا وہ یکبارگی پھریں تو سب نے چتکبرے بچے جنے سوائے ایک بکری کے وہ سال ان سب کے رنگ لے گیا۔ (۲)

امام سعید بن منصورؒ اور ابن ابی شیبہؒ نے مصنف میں عبد بن حمیدؒ، امام بخاریؒ، ابن منذرؒ اور ابن مردویہؒ نے مختلف طرق سے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ ان سے پوچھا کہ حضرت موسیٰؑ نے کونسی مدت پوری کی

---

(۱) سنن ابن ماجۃ، کتاب: الاحکام، باب: اجارۃ الاجیر لعی طعام بطنہ رقم (۲۴۴۴)
المعجم الکبیر، ۱۷: ۱۲۵ رقم (۳۳۳)
الاحاد والمثانی، ۳: ۶۳ رقم (۱۳۷۷)
رواہ البزار والطبرانی وفی سندھما ابن لھیعۃ وفیہ ضعف وقد یحسن حدیثہ بقیۃ رجالھما رجال الصحیح [المجمع الزوائد: ۷: ۲۰۰ رقم (۱۱۲۵۱)]۔ مذکورہ بالا حدیث کو شیخ البانیؒ نے ضعیف جدا قرار دیا ہے [مختصر ارواء الغلیل: ۱: ۲۹۳ رقم (۱۴۷۷)]۔ محقق سنن ابن ماجہ فواد عبد الباقی نے اس حدیث کے آخر میں لکھا ہے: فی الزوائد اسنادہ ضعیف لانہ فیہ بقیۃ وھو مدلس [سنن ابن ماجۃ، رقم (۲۴۴۴)]

(۲) تفسیر الطبری، سورۃ القصص، ۱۰: ۶۶ رقم (۲۷۴۱۳)

تھی؟ فرمایا: ان میں سے جو زیادہ اور پاکیزہ تھی کیونکہ اللہ تعالیٰ کا رسول تو اس سے کرگزرتا ہے (۱)۔

امام بزارؒ، ابو یعلیٰؒ، ابن جریرؒ، ابن ابی حاتمؒ، حاکمؒ جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور ابن مردویہؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جبرائیل امین سے پوچھا حضرت موسیٰؑ نے کونسی مدت پوری کی تھی؟ حضرت جبرائیل امین نے جواب دیا ان دونوں میں سے جو زیادہ مکمل تھی (۲)۔

ابن ابی حاتمؒ نے حضرت یوسف بن سرجؒ (۳) سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کونسی مدت حضرت موسیٰؑ نے پوری کی تھی؟ رسول اللہ ﷺ نے جبرائیل امین سے سوال کیا تو حضرت جبرائیل امین نے عرض کیا مجھے تو اس کا کچھ علم نہیں۔ حضرت جبرائیلؑ نے اپنے سے بلند مرتبہ فرشتے سے سوال کیا۔ اس نے جواب دیا مجھے اس کا کوئی علم نہیں۔ پھر اس فرشتے نے اپنے رب سے سوال کیا تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا اس مدت کو پورا کیا جس میں قسم کو زیادہ پورا کرنے کا تصور تھا۔ زیادہ تقویٰ والی تھی اور زیادہ پاکیزگی کا باعث تھی (۴)۔

امام ابن مردویہؒ نے حضرت علی بن عاصم (۵) کے واسطے سے حضرت ابو ہریرہؓ سے وہ حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے سوال کیا۔ دونوں مدتوں میں سے کس مدت کو حضرت موسیٰؑ نے پورا کیا؟ حضرت ابو سعید خدری نے کہا میں تو کچھ نہیں جانتا یہاں تک کہ میں رسول اللہ سے سوال کروں۔ رسول اللہ ﷺ نے

---

(۱) مصنف ابن ابی شیبۃ: کتاب: الفضائل، باب: ماذکر فی موسیٰ من الفضل، رقم (۳۱۸۴۷)
صحیح البخاری: کتاب: الشھادات، باب: فی امر بانجاز الوعد، رقم (۲۵۳۸)
السنن الکبریٰ للنسائی: ج ۶/ ص ۴۲۴ رقم (۱۱۳۸۲)

(۲) مسند ابی یعلیٰ: کتاب: مسند ابن عباس، رقم (۲۶۱۸)
تفسیر الطبری، سورۃ القصص، ۱۰: ۶۶ رقم (۲۷۴۴۰۷)
تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ القصص، ۹: ۲۹۷۰ رقم (۱۶۸۶۵)
مستدرک: التفسیر، باب: تفسیر سورۃ القصص، رقم (۳۵۳۱۔۳۵۳۲)
[امام حاکمؒ نے مذکورہ حدیث کو صحیح قرار دیا ہے: ھذا حدیث صحیح ولم یخرجاہ [المستدرک: رقم (۳۵۳۱. ۳۵۳۲)]

(۳) یوسف بن سرج آپ اکثر مراسیل نقل کرتے ہیں اور سلمان التیمی آپ کے اساتذہ میں سے ہیں۔ امام ابن حبانؒ نے [الثقات] میں ذکر کیا ہے۔ [التاریخ الکبیر، ۸: ۳۷۳ رقم (۳۳۷۴)، ۔۔لسان المیزان، ۶: ۳۲۱ رقم (۱۱۵۰)]

(۴) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ القصص، ۹: ۲۹۷۰ رقم (۱۶۸۶۶)

(۵) علی بن عاصم بن صھیب التیمی، آپ کو الامام، العالم، شیخ المحدثین اور مسند العراق کے القابات سے یاد کیا جاتا ہے۔ ۱۰۷ھ کو پیدا ہوئے تھے اور سفیان بن عیینہ کے ہمعصر تھے۔ [تاریخ بغداد، ۱۱: ۴۴۶ ۔۔سیر اعلام النبلاء، ۹: ۲۵۰]

فرمایا: میں تو کچھ نہیں جانتا یہاں تک کہ جبرائیل امین سے پوچھوں۔ حضرت جبرائیل امین نے جواب دیا میں تو کچھ نہیں جانتا یہاں تک کہ حضرت میکائیل سے پوچھوں۔ حضرت میکائیل سے پوچھا تو انہوں نے کہا میں تو کچھ نہیں جانتا یہاں تک کہ رفیع سے پوچھوں اس نے بلند مرتبہ فرشتے سے پوچھا۔ اس نے جواب دیا میں تو کچھ نہیں جانتا یہاں تک کہ اسرافیل سے پوچھوں۔ انہوں نے حضرت اسرافیل سے پوچھا تو انہوں نے جواب دیا میں تو کچھ نہیں جانتا یہاں تک اللہ تعالیٰ سے پوچھوں۔ حضرت اسرافیل نے بلند آواز سے پوچھا اے عزت وشان والے! حضرت موسیٰؑ نے کونسی مدت پوری کی ہے؟ فرمایا: دونوں مدتوں میں سے کامل اور پاکیزہ یعنی دس سال۔ علی بن عاصم نے کہا ابو ہارون۔ جب بھی حدیث بیان کرتے مجھے ابوسعید خدریؓ نبی کریم ﷺ وہ جبرائیل امین وہ میکائیل سے وہ رفیع سے وہ اسرافیل سے وہ اللہ تعالیٰ سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت موسیٰؑ نے جو مکمل اور پاکیزہ یعنی دس سال کی مدت پوری کی (۱)۔

امام ابن مردویہؒ نے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے جبرائیل امین نے کہا اے محمد! اگر یہودی آپ سے سوال کریں کے دونوں مدتوں میں سے کس مدت کو حضرت موسیٰؑ نے پورا کیا؟ تو کہنا ان میں سے جو زیادہ مکمل تھی۔ اگر وہ آپ سے پوچھیں کس نے آپ سے شادی کی؟ تو کہنا ان میں سے چھوٹی سے (۲)۔

امام خطیبؒ نے تاریخ میں ابوذرؓ سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم سے یہ پوچھا جائے کہ دونوں مدتوں میں سے کس مدت نے حضرت موسیٰؑ نے پورا کیا؟ تو کہنا جو ان میں سے بہترین اور زیادہ قسم پوری کرنے والی تھی۔ جب تجھ سے پوچھا جائے کس عورت سے آپ نے شادی کی؟ تو کہنا ان دونوں میں سے جو چھوٹی تھی یہی آئی تھی اور کہا تھا ﴿یابت استاجره ان خیر من استاجرت القوی الامین﴾ پوچھا تو نے اس کی کیا قوت دیکھی؟ تو اس نے کہا تھا اس نے بھاری پتھر پکڑا اور کنویں پر ڈال دیا۔ پوچھا تو نے اس کی کیا امانت دیکھی؟ اس نے کہا میرے پیچھے چلو اور میرے سامنے نہ چلو (۳)۔

---

(۱) روح المعانی، سورۃ القصص، ۱۰:۲۷۹۔۲۸۰

(۲) فتح القدیر، سورۃ القصص، ۵:۴۰۳

(۳) تاریخ بغداد، ۲:۱۲۸۔۔ المعجم الاوسط، ۲:۱۹۔۔ تفسیر البغوی، سورۃ القصص، ۶:۲۰۳

امام بیہقیؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کہ حضرت موسیٰؑ نے کونسی مدت پوری کی؟ فرمایا: ان میں سے جو زیادہ لمبی اور پاکیزہ تھی (۱)۔

امام بزارؒ، ابن ابی حاتمؒ، طبرانیؒ نے اوسط میں اور ابن مردویہؒ نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت ابوذرؓ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ سے پوچھا گیا۔ حضرت موسیٰؑ نے کس مدت کو پورا کیا؟ فرمایا: ان میں سے جو زیادہ قسم کو پورا کرنے والی اور کامل تھی۔ اگر تجھ سے پوچھا جائے کس عورت سے آپ نے شادی کی؟ تو کہنا ان میں سے جو چھوٹی تھی (۲)۔

امام فریابیؒ، سعید بن منصورؒ، ابن ابی شیبہؒ نے مصنف میں عبد بن حمیدؒ، ابن جریرؒ اور ابن منذرؒ نے حضرت محمد بن کعب قرظیؒ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کہ حضرت موسیٰؑ نے کونسی مدت پوری کی؟ فرمایا: میں عنقریب جبرائیل امینؑ سے پوچھوں گا۔ رسول اللہ ﷺ نے جبرائیل امین سے پوچھا تو جبرائیل امین نے کہا عنقریب میں میکائیل سے سوال کروں گا حضرت میکائیلؑ سے سوال کیا تو فرمایا عنقریب میں اسرافیل سے پوچھوں گا ان سے پوچھا تو انہوں نے کہا میں رب العلمین سے پوچھوں گا۔ حضرت اسرافیل نے اللہ تعالیٰ سے پوچھا تو کہا وہ مدت جو قسم کو پورا کرنے والی اور ع کامل تھی (۳)۔

امام ابن مردویہؒ نے حضرت مقسمؒ سے روایت نقل کی ہے کہ میں حضرت حسن بن علی بن ابی طالب سے ملا۔ میں نے اس سے کہا دونوں مدتوں میں سے کونسی حضرت موسیٰؑ نے پوری کی پہلی یا دوسری؟ فرمایا دوسری (۴)۔

امام ابن منذرؒ نے حضرت مجاہدؒ سے ﴿واللہ علی ما نقول وکیل﴾ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ حضرت موسیٰؑ اور ان کے سسر کے قول پر اللہ تعالیٰ نگہبان ہے (۵)۔

---

(۱) سنن البیہقی الکبری، ۶: ۱۱۷ رقم (۱۱۴۱۸۔۱۱۴۱۷)

(۲) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ القصص، ۹: ۲۹۷۰ رقم (۱۶۸۶۴)

المعجم الاوسط، ۵: ۳۲۱ رقم (۵۴۳۰)

امام طبرانیؒ نے معجم الاوسط میں اس حدیث پر حکم لگاتے ہوئے لکھا ہے: لم یروا ھذا الحدیث عن ابی عمران الا ابنہ عوبد ولا یروی عن ابی زر الا بھذا الاسناد [المعجم الاوسط، ۵: ۳۲۱ رقم (۵۴۳۰)]

(۳) تفسیر الطبری، سورۃ القصص، ۱۰: ۶۶ رقم (۲۷۴۰۸)

مصنف ابن ابی شیبۃ: کتاب، الفضائل، باب: ماذکر فی موسیٰ من الفضل، رقم (۳۱۸۴۶)

(۴) روایت نہیں ملی

(۵) تفسیر الطبری، سورۃ القصص، ۱۰: ۶۶

فَلَمَّا قَضٰى مُوسَى الْأَجَلَ وَسَارَ بِأَهْلِهٖٓ اٰنَسَ مِن جَانِبِ الطُّورِ نَارًا قَالَ لِأَهْلِهِ امْكُثُوٓا إِنِّيٓ آنَسْتُ نَارًا لَّعَلِّيٓ اٰتِيكُم مِّنْهَا بِخَبَرٍ أَوْ جَذْوَةٍ مِّنَ النَّارِ لَعَلَّكُمْ تَصْطَلُونَ ﴿٢٩﴾

"جب موسیٰ نے مدّت پُوری کردی اور اپنے گھر کے لوگوں کو لے چلے تو طُور کی طرف سے آگ دکھائی دی تو اپنے گھر والوں سے کہنے لگے کہ (تم یہاں) ٹھہرو۔ مجھے آگ نظر آئی ہے شاید میں وہاں سے (رستے کا) کچھ پتا لاؤں یا آگ کا انگارہ لے آؤں تاکہ تم تاپو"[۲۹]

امام ابن ابی حاتمؒ نے امام مجاھدؒ سے ﴿فَلَمَّا قَضٰى مُوسَى الْأَجَلَ﴾ کے بارے میں نقل کیا ہے کہ دس سال اور پھر دس سال مزید ٹھہرا رہا(۱)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت سدیؒ کے واسطے سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے کہا جب حضرت موسیٰؑ نے اپنی مدت پوری کر لی تو اپنی اہلیہ کو لے کر چل پڑے۔ پھر راستہ بھول گئے۔ موسم سردیوں کا تھا۔ آپ کے لیے آگ بلند کی گئی۔ جب اسے دیکھا تو گمان کیا یہ آگ ہے جبکہ وہ اللہ کا نور تھا۔(۲) حضرت موسیٰؑ نے اپنے گھر والوں سے کہا ﴿امكثو انى انست نارا لعلى اتيكم منها بخبر﴾ اگر میں تمہارے پاس کوئی خبر نہ لاؤں تو میں تمہارے پاس آگ لے آؤں گا تاکہ تم سردی سے بچاؤ کیلئے اسے تاپو(۳)۔

عبد بن حمیدؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے قتادہ سے انس کا یہ معنیٰ نقل کیا ہے کہ محسوس کیا انى انست نارا یعنی میں نے آگ محسوس کی۔(۴)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ ﴿لعلى اتيكم منها بخبر﴾ کا یہ معنیٰ ہے: شاید میں کوئی ایسا آدمی پاؤں جو راستہ میں میری رہنمائی کرے وہ راستہ بھول چکے تھے۔(۵)۔

امام ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے جذوۃ کا معنی شہاب نقل کیا ہے۔(۶)۔

---

(۱) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ القصص، ۹:۲۹۷۱ رقم (۱۶۸۶۹)

(۲) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ القصص، ۹:۲۹۷۱ رقم (۱۶۸۶۹)

(۳) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ القصص، ۹:۲۹۷۲ رقم (۱۶۸۷۱)

(۴) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ القصص، ۹:۲۹۷۲ رقم (۱۶۸۷۱)

(۵) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ القصص، ۹:۲۹۷۲ رقم (۱۶۸۷۵)

(۶) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ القصص، ۹:۲۹۷۲ رقم (۱۶۸۷۵)

امام فریابیؒ، عبد بن حمیدؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت مجاہدؒ سے جدوۃ کا معنی درخت کی جڑ نکل کیا ہے(۱)۔

امام عبدلرزاقؒ، عبد بن حمیدؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت قتادہؒ سے جدوۃ کا معنی درخت کی جڑ نقل کیا ہے جس کی ایک طرف آگ تھی (۲)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن زیدؒ سے جدوۃ کا معنی ایندھن کی لکڑی جس میں آگ ہو نقل کیا ہے (۳)۔

امام عبد بن حمیدؒ نے حضرت عاصمؒ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے اسے جدوۃ کو جیم سے نصب کے ساتھ پڑھا ہے (۴)۔

امام ابوعبیدؒ، ابن مردویہؒ اور ابن عساکرؒ نے حضرت ابوملیحؒ (۵) سے روایت نقل کی ہے کہ میں میمون بن مہرانؒ کی خدمت میں حاضر ہوا تا کہ تجارت کی غرض سے روانہ ہونے پر الوداعی ملاقات کروں۔ فرمایا: تو اس امر سے مایوس نہ ہونا کہ تجھے اس سفر میں دین کی وہ چیز حاصل ہو جو اس سے افضل ہو جو تو دنیاوی ملاقات کی امید رکھتا ہے کیونکہ ملکہ سبا گھر سے چلی تھی جبکہ اسے اپنے ملک سے زیادہ محبوب کوئی چیز نہ تھی جبکہ اللہ تعالیٰ نے اسے اس سے بھی بہتر چیز کی طرف نکالا۔ وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اسے اسلام کی ہدایت نصیب فرمائی۔ حضرت موسیٰؑ تو گھر سے تو اس لیے چلے تھے کہ گھر والوں کے لیے آگ لائیں جبکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس سے بہتر چیز کیلئے نکالا۔ وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے ان سے کلام فرمایا (۶)۔

---

(۱) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ القصص، ۹:۲۹۷۲ رقم (۱۶۸۷۶)

(۲) تفسیر عبدالرزاق، سورۃ القصص، ۲:۴۹۳، رقم (۲۲۱۳)

(۳) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ القصص، ۹:۲۹۷۳ رقم (۱۶۸۸۶)

(۴) ابولیث سمرقندی، بحرالعلوم، ۳:۳۱۶

(۵) حسن بن عمر یا عمرو بن یحییٰ الفرازی [ان کے مولیٰ ہیں] ابوعبداللہ الرقی، ابوالملیح کے لقب سے شہرت پائی۔ آپ کی ولادت ۸۷ھ کو رقۃ میں ہوئی تھی۔ آپ کا شمار تبع تابعین میں سے ہوتا ہے۔ امام احمدؒ نے ضابط الحدیث، صدوق قرار دیا ہے۔ امام ابوزرعۃ اور ابوحاتمؒ نے ثقہ شمار کیا ہے اور امام ابن حبانؒ [الثقات] میں ذکر کیا ہے۔ ۹۰ سال کی عمر ۱۸۱ھ کو وفات پا گئے تھے۔ [تھذیب التھذیب، ۲:۲۶۷، رقم (۵۳۵)۔ الکاشف: ۱:۳۲۸ رقم (۱۰۵۳)]

(۶) تاریخ دمشق، ۶۹:۷۷

امام خطیبؒ نے حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت نقل کی ہے کہ آپ نے فرمایا: جس کی تو امید کرتا ہے اس کی بہ نسبت جس کی امید نہیں رکھتا۔ اس کے لیے زیادہ امید رکھنے ولا ہو جا کیونکہ حضرت موسیٰ بن عمرانؑ اس لیے نکلے تھے کہ آگ لائیں واپسی پر لوٹے تو نبوت کے مقام پر فائز ہو چکے تھے (۱)۔

فَلَمَّا أَتَاهَا نُودِيَ مِن شَاطِئِ الْوَادِي الْأَيْمَنِ فِي الْبُقْعَةِ الْمُبَارَكَةِ مِنَ الشَّجَرَةِ أَن يَا مُوسَىٰ إِنِّي أَنَا اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ ﴿۳۰﴾

جب اسکے پاس پہنچے تو میدان کے دائیں کنارے سے ایک مبارک جگہ میں ایک درخت میں سے آواز آئی کہ موسیٰ میں تو خدائے رب العالمین ہوں [۳۰]

امام ابن حاتمؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ ﴿نودی من شاطئی الواد الایمن﴾ سے مراد ہے کہ یہ ندا آسمان دنیا سے تھی (۲)۔

امام فریابیؒ، عبد بن حمیدؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ سے یہ تفسیر نقل کی ہے کہ ایمن سے مراد موسیٰ کی دائیں جانب ہے جو طور کے نزدک ہے (۳)۔

امام عبد بن حمیدؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابو صالحؒ سے یہ قول نقل کیا کہ ندا درخت کی دائیں جانب تھی اور ندا آسمان سے آئی تھی۔ اس کلام میں تقدیم و تاخیر ہے (۴)۔

امام عبد بن حمیدؒ اور ابن منذرؒ نے حضرت قتادہؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ درخت کی دائیں جانب آواز دی گئی (۵)۔

---

(۱) تاریخ بغداد، ۳: ۴۳۵ رقم (۱۵۷۲)

علامہ خطیب بغدادیؒ نے مذکورہ حدیث کو ذکر کرنے کے بعد لکھا ہے: غریب من حدث هشام بن عروه عن ابيه عن عائشة لااعلم رواه الامحمد بن مهاجر المعروف باخی حنيف وكان غير ثقة حدث عن محمد بن اسحاق الرملی وهومجهول عن هشام ولااكتبه الامن هذا الوجه مات محمد بن يحيىٰ الشوكی فی شهر رمضان من سنة ثمان و ثلاثين واربع مائة. [تاريخ بغداد، ۳: ۴۳۵ رقم (۱۵۷۲)]

(۲) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ القصص، ۹: ۲۹۷۲ رقم (۱۶۸۸۶)

(۳) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ القصص، ۹: ۲۹۷۲ رقم (۱۶۸۷۷)

(۴) تفسیر ابن ابی حاتم،، سورۃ القصص، ۹: ۲۹۷۲ رقم (۱۶۸۷۹)

(۵) تفسیر ابن ابی حاتم،، سورۃ القصص، ۹: ۲۸۴۷ رقم (۱۶۱۳۹)

امام ابن منذرؒ نے حضرت ابن جریجؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ الشجرۃ سے مراد عوسجہ (کانٹے دار درخت) ہے (۱)۔

امام عبدالرزاقؒ اور عبد بن حمیدؒ نے حضرت کلبیؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ الشجرۃ سے مراد عوسجہ کا درخت ہے (۲)۔

امام عبد بن حمیدؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور حاکمؒ نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت نقل کی ہے کہ میرے سامنے اس درخت کا ذکر کیا گیا جس کی طرف حضرت موسیٰؑ نے پناہ لی تھی۔ میں ایک دن اور ایک رات چلتا رہا یہاں تک کہ صبح کے وقت وہاں پہنچا، کیا دیکھتا ہوں وہ ببول کا درخت ہے، سرسبز وشاداب ہے، پتوں سے بھرا ہوا ہے۔ میں نے نبی کریم ﷺ پر درود وسلام پڑھا اور اپنے اونٹ کو اس کی طرف مائل کیا جبکہ وہ بھوکا تھا۔ س نے منہ بھر کر اس سے خوراک لی۔ منہ میں گھماتا رہا مگر اسے نگل نہ سکا۔ پھر اسے باہر پھینک دیا۔ میں نے نبی کریم ﷺ پر درود وسلام پڑھا۔ پھر میں واپس آ گیا (۳)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت نوف بکالیؒ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت موسیٰؑ کو وادی ایمن کے کنارے سے ندا کی گئی تو حضرت موسیٰؑ نے پوچھا کون ہے جو ندا کر رہا ہے؟ فرمایا میں تیرا عظمتوں والا رب ہوں (۴)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابوبکر ثقفیؒ (۵) سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت موسیٰؑ رات کے وقت درخت کے پاس پہنچے جبکہ وہ سرسبز وشاداب تھا جبکہ آگ اس میں آ جا رہی تھی۔ وہ آگ لینے کے لیے گئے تو وہ آپ سے دور ہو گیا۔ تو حضرت موسیٰؑ گھبرا گئے۔ تو وادی ایمن کی ایک جانب سے ندا کی گئی۔ کہا درخت کی دائیں جانب سے آپ آواز سے مانوس ہوئے۔ عرض کی: تو کہاں ہے؟ کہا گیا میں تیرے اوپر ہوں۔ عرض کی: میرا رب ہے؟ فرمایا ہاں (۶)۔

---

(۱) التحریر والتنویر، سورۃ القصص، ۲۰: ۵۰۔۔ الکشف والبیان، ۷: ۲۴۸۔۔ روح المعانی، ۱۰: ۲۸۲

(۲) تفسیر عبدالرزاق، سورۃ القصص، ۲: ۴۹۳، رقم (۲۲۱۴)

(۳) تفسیر الطبری، سورۃ القصص، ۱۰: ۶۹ رقم (۲۷۴۲۵)

مستدرک: کتاب: توازیخ المتقدمین من الانبیاء والمرسلین، باب: ذکر النبی الکلیم موسیٰ بن عمران رقم (۴۱۰۳)

امام حاکمؒ نے اس حدیث پر حکم لگاتے ہوئے لکھا ہے: هذا حديث صحيح الاسناد ولم يخرجاه [المستدرک، رقم (۴۱۰۳)]

(۴) ابن ابی حاتم، عبدالرحمن بن ادریس، تفسیر القرآن العظیم، المکتبۃ العصریۃ، بیروت، سورۃ القصص، ۹: ۲۹۷۲ رقم (۱۶۸۸۰)

(۵) ابوبکر الثقفی کے احوال وآثار تراجم کی کتب میں ناپید ہیں۔

(۶) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النمل، ﴿قوله تعالیٰ: یاموسیٰ انه انا الله العزیز الحکیم﴾

وَأَنْ أَلْقِ عَصَاكَ ط فَلَمَّا رَاٰهَا تَهْتَزُّ كَأَنَّهَا جَآنٌّ وَّلّٰى مُدْبِراً وَّلَمْ يُعَقِّبْ ط يٰمُوسٰى أَقْبِلْ وَلَا تَخَفْ إِنَّكَ مِنَ الْاٰمِنِيْنَ ﴿٣١﴾ اُسْلُكْ يَدَكَ فِيْ جَيْبِكَ تَخْرُجْ بَيْضَآءَ مِنْ غَيْرِ سُوْءٍ وَاضْمُمْ إِلَيْكَ جَنَاحَكَ مِنَ الرَّهْبِ فَذٰنِكَ بُرْهَانَانِ مِن رَّبِّكَ إِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَائِهٖ إِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْماً فَسِقِيْنَ ﴿٣٢﴾ قَالَ رَبِّ إِنِّيْ قَتَلْتُ مِنْهُمْ نَفْساً فَأَخَافُ أَن يَقْتُلُوْنِ ﴿٣٣﴾ وَأَخِيْ هٰرُوْنُ هُوَ أَفْصَحُ مِنِّيْ لِسَاناً فَأَرْسِلْهُ مَعِيَ رِدْءاً يُصَدِّقُنِيْٓ إِنِّيْٓ أَخَافُ أَن يُكَذِّبُوْنِ ﴿٣٤﴾ قَالَ سَنَشُدُّ عَضُدَكَ بِأَخِيْكَ وَنَجْعَلُ لَكُمَا سُلْطَاناً فَلَا يَصِلُوْنَ إِلَيْكُمَا بِاٰيٰتِنَا أَنْتُمَا وَمَنِ اتَّبَعَكُمَا الْغٰلِبُوْنَ ﴿٣٥﴾ فَلَمَّا جَآءَهُمْ مُّوْسٰى بِاٰيٰتِنَا بَيِّنٰتٍ قَالُوْا مَا هٰذَآ إِلَّا سِحْرٌ مُّفْتَرًى وَّمَا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِيْٓ اٰبَآئِنَا الْأَوَّلِيْنَ ﴿٣٦﴾ وَقَالَ مُوْسٰى رَبِّيْٓ أَعْلَمُ بِمَنْ جَآءَ بِالْهُدٰى مِنْ عِنْدِهٖ وَمَنْ تَكُوْنُ لَهٗ عَاقِبَةُ الدَّارِ إِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿٣٧﴾

"اور یہ کہ اپنی لاٹھی ڈال دو۔ جب دیکھا کہ وہ حرکت کر رہی ہے گویا سانپ ہے تو پیٹھ پھیر کر چل دیئے اور پیچھے مُڑ کر بھی نہ دیکھا (ہم نے کہا کہ) اے موسیٰ آگے آؤ اور ڈرو مت تم امن پانیوالوں میں ہو[۳۱] اپنا ہاتھ گریبان میں ڈالو تو بغیر کسی عیب کے سفید نکل آئیگا اور خوف دُور ہونے (کی وجہ) سے اپنے بازو کو اپنی طرف سُکیڑ لو۔ یہ دو دلیلیں تمہارے پروردگار کی طرف سے ہیں (اُنکے ساتھ) فرعون اور اُسکے درباریوں کے پاس (جاؤ) کہ وہ نافرمان لوگ ہیں[۳۲] (مُوسیٰ نے) کہا اے پروردگار اُنہیں کا ایک شخص میرے ہاتھ سے قتل ہو چکا ہے سو مجھے خوف ہے کہ وہ (کہیں) مجھ کو مار نہ ڈالیں[۳۳] اور ہارون (جو) میرا بھائی (ہے) اُس کی زبان مجھ سے زیادہ فصیح ہے تو اسکو میرے ساتھ مددگار بنا کر بھیج کر میری تصدیق کرے مجھے خوف ہے کہ وہ لوگ میری تکذیب کریں گے[۳۴] (خدا نے) فرمایا ہم تمہارے بھائی سے تمہارے بازو مضبوط کرینگے اور تم دونوں کو غلبہ دینگے تو ہماری نشانیوں کے سبب وہ تم تک پہنچ نہ سکیں گے (اور) تم اور جنہوں نے تمہاری پیروی کی غالب ہو گے[۳۵] اور جب مُوسیٰ اُن کے پاس ہماری کھلی نشانیاں لیکر آئے تو وہ کہنے لگے کہ یہ تو جادو ہے جو اس نے بنا کھڑا کیا ہے اور یہ (باتیں) ہم نے اپنے اگلے باپ دادا میں تو (کبھی) سُنی نہیں[۳۶] اور موسیٰ نے کہا کہ میرا پروردگار اس شخص کو خوب جانتا ہے جو اس کی طرف سے حق لے کر آیا ہے اور جس کے لئے عاقبت کا گھر (یعنی بہشت) ہے بیشک ظالم نجات نہیں پائینگے"[۳۷]

امام ابن منذرؒ نے حضرت ابن جریجؒ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿وَلَّى مُدْبِراً وَلَمْ يُعَقِّبْ يَا مُوسَى أَقْبِلْ وَلَا تَخَفْ إِنَّكَ مِنَ الْآمِنِينَ [☆] اسْلُكْ يَدَكَ فِي جَيْبِكَ تَخْرُجْ بَيْضَاءَ مِنْ غَيْرِ سُوءٍ وَاضْمُمْ إِلَيْكَ جَنَاحَكَ مِنَ الرَّهْبِ﴾ کے بارے میں کہا یہ تقدیم قرآن میں سے ہے(۱)۔

امام ابن جریر اور ابن منذرؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے جناحك کا معنی اپنا ہاتھ نقل کیا ہے(۲)۔

امام فریابیؒ، ابن ابی شیبہؒ، عبد بن حمیدؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت مجاہدؒ سے ﴿واضمم اليك جناحك﴾ کا معنیٰ اپنے ہاتھ کو بازو کے نیچے کرلو۔ من الرهب یعنی خوف سے برهانن یعنی عصا اور ہاتھ ردا یعنی مدد سلطنا حجت(۳)۔

امام عبد بن حمیدؒ نے حضرت قتادہؒ سے ولم يعقب کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ خوف کی وجوہ سے نہ مڑا۔ في جيبك یعنی اپنی قمیص کے گریبان میں تخرج بيضاء من غير سوء یعنی اسے برص کا مرض نہیں ہوگا۔ من الرهب یعنی رعب کی وجہ سے برهانن تیرے رب کی جانب سے دو آیتیں ہیں ردا یعنی میری مدد(۴)۔

امام عبد بن حمیدؒ نے حضرت عاصمؒ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے الرهب کو تخفیف کے ساتھ اور راء کے رفع کے ساتھ پڑھا ہے اور فذنك کو تخفیف کے ساتھ پڑھا ہے(۵)۔

امام عبد بن حمیدؒ نے عبداللہ بن کثیرؒ(۶) اور قیس سے روایت نقل کی ہے کہ دونوں فذنك برهانن کو نون ثقلیہ کے ساتھ پڑھتے تھے(۷)۔

امام ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت علیؓ کے واسطے سے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ ردا يصدقني کا مفہوم ہے تاکہ وہ میری تصدیق کریں(۸)۔

---

(۱) تفسیر مقاتل بن سلیمان، سورۃ القصص، ۲:۴۹۶

(۲) تفسیر الطبری، سورۃ القصص، ۱۰:۷۰ رقم (۲۷۴۳۲)

(۳) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ القصص، ۹:۲۹۷۵ رقم (۱۶۸۹۵)

(۴) البحر المحیط، ۷:۵۸

(۵) تفسیر الطبری، سورۃ القصص، ۱۰:۷۰

(۶) عبداللہ بن کثیر بن ہانی رهط تمیم الداری المکی، ابو معبد القاری، آپ مکہ میں عطر فروش تھے۔ اہل مکہ عطر فروش کو داری کہتے ہیں اس لئے آپ داری کہلائے۔ امام بخاریؒ نے بنی دار کا شمار کیا ہے۔ آپ صدوق وثقہ راوی اور حدیث کے ائمہ میں سے تھے۔ امام ابن معین اور ابن سعد نے [ثقہ] قرار دیا ہے۔ آپ کے بارے میں امام جریر بن حازم لکھتے ہیں: كان فصيحا بالقرآن، [تهذيب التهذيب، ۵:۳۲۲، رقم (۶۳۴)۔۔ الکاشف، ۱:۵۸۷ رقم (۲۹۲۵)]

(۷) روایت نہیں ملی

(۸) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ القصص، ۹:۲۹۷۵ رقم (۱۶۸۹۰۰)

ابن ابی حاتمؒ نے ابن وہبؒ کے واسطے سے روایت نقل کی ہے کہ ہمیں نافع بن ابی نعیمؒ (۱) نے بتایا کہ میں نے مسلم بن جندبؒ (۲) سے اللہ تعالیٰ کے فرمان ردا یصدقنی کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا ردا کا معنی زیادتی ہے، کیا تو نے شاعر کا قول نہیں سنا:

واسمر خطبی کان کعوبه　　نوی القصب قد اردی ذراعا علی عشر

"کتنے ہی گندم گوں خطی نیزے ہیں جس کے پورے گنے کے پوروں کی طرح ہیں اور ان کی لمبائی دس ذراع سے بھی زیادہ ہے" (۳)۔

امام طستیؒ نے مسائل میں حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت نافع بن ازرقؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے ﴿سَنَشُدُّ عَضُدَكَ بِأَخِيكَ﴾ کے بارے میں پوچھا تو حضرت ابن عباسؓ سے عضد کا معنی مددگار بتایا۔ حضرت نابغۃ (۴) نے پوچھا کیا عرب اسے پہچانتے ہیں؟ فرمایا ہاں۔ کیا تو نے شعر نہیں سنا:

فی ذمة من ابی قابوس منقذة　　للخائفین و من لیست له عضد(۵)

"ابو قابوس کی طرف سے ایسا ذمہ میں جو ڈرنے والوں اور جن کا کوئی مددگار نہ ہو اسے بچانے والا ہے"۔

---

(۱) نافع بن عبدالرحمن بن ابی نعیم القاری ابو رویم، آپ کا شمار کبار تبع تابعین میں ہوتا تھا۔ آپ اصلا اصبہان کے تھے۔ امام احمدؒ آپ کے بارے میں لکھتے ہیں: کان یوخذ عنه القرآن ولیس فی الحدیث بشیء، امام نسائی نے [لا باس به] کے ساتھ یاد کیا ہے۔ امام ابن حبانؒ نے [الثقات] میں ذکر کیا ہے۔ [تھذیب التھذیب: ۱۰:۳۶۳ رقم (۷۳۳)]

(۲) مسلم بن جندب الھذلی، ابو عبداللہ المدنی القاضی، آپ وسط تابعین میں شمار کیں جاتے ہیں۔ آپ ایک ثقہ راوی حدیث ہیں۔ امام مجاہدؒ نے آپ کے بارے میں لکھا ہے: آپ فصاحت کے اعلیٰ مرتبے پر فائز اور عمر بن عبدالعزیزؒ کے معلم تھے۔ عمر بن عبدالعزیزؒ آپ کی تعریف کیا کرتے تھے اور آپ کے فصاحتِ قرآن کے مداح تھے۔ امام عجلیؒ نے تابعی اور ثقہ قرار دیا ہے۔ [تھذیب التھذیب، ۱:۱۱۲ رقم (۲۲۴)۔۔ الثقات للعجلی: ۲:۶۱ رقم (۱۷۱۷)]

(۳) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ القصص، ۹:۲۹۷۷ رقم (۱۶۸۹۰۶)

(۴) النابغۃ الجعدی آپ کا نام قیس بن عبداللہ بن ربیعۃ بن جعدہ بن کعب، آپ ایک معروف و مشہور شاعر تھے۔ ابو لیلیٰ کی کنیت سے جانے جاتے تھے۔ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور آپ ﷺ کے سامنے کچھ ابیات پڑھے تھے۔ حارث بن عبداللہ کے ساتھ اصبہان تشریف لائے تھے۔ آپ اصبہان میں ہی وفات پا گئے آپ سے کوئی حدیث منقول نہیں ہے۔ [طبقات المحدثین باصبھان، ۱:۲۷۳ رقم (۱۱)۔۔ الثقات لابن حبان، ۳:۴۲۳، رقم (۱۳۸۹)]

(۵) مسائل نافع بن الازرق، ص ۱۹۹

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت مجاہدؒ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ حضرت موسیٰؑ کا دل فرعون کے خوف سے بھرا ہوا تھا۔ حضرت موسیٰؑ جب فرعون کو دیکھتے تو یوں دعا کرتے "اللھم ادرابك فی نحرہ، واعوذبك من شرہ" اے اللہ! اس کے قتل کرنے سے تیری مدد لیتا ہوں اور اس کے شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ حضرت موسیٰؑ کے دل میں جو خوف تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس سے آپ کے دل کو خالی کر دیا۔ اسے فرعون کے دل میں رکھ دیا۔ جب وہ حضرت موسیٰؑ کو دیکھتا تو یوں پیشاب کرتا جیسے گدھا پیشاب کرتا ہے(۱)۔

امام بیہقیؒ نے الاسماء والصفات میں حضرت ضحاکؒ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت موسیٰؑ جب فرعون کے سامنے آتے تو آپ کی دعا اور غزوہ حنین کے موقع پر نبی کریم ﷺ کی دعا اور ہر مصیبت زدہ کی دعا یہ ہے "کنت وتکون وانت حی لا تموت، تنام العیون وتکدر النجوم وانت حی قیوم، لا تاخدك سنة ولا نوم، یاحی یا قیوم "تو ہمیشہ سے رہے گا، تو زندہ ہے، تجھے موت نہیں آئے گی، آنکھیں سو جاتی ہیں اور ستارے بے نور ہو جاتے ہیں، تو حی وقیوم ہے، تجھے اونگھ اور نیند نہیں آتی، یاحی یاقیوم (۲)۔

وَقَالَ فِرْعَوْنُ يٰٓاَيُّهَا الْمَلَاُ مَا عَلِمْتُ لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرِيْ فَاَوْقِدْ لِيْ يٰهَامٰنُ عَلَى الطِّيْنِ فَاجْعَلْ لِّيْ صَرْحًا لَّعَلِّيْٓ اَطَّلِعُ اِلٰٓى اِلٰهِ مُوْسٰى لا وَاِنِّيْ لَاَظُنُّهٗ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿۳۸﴾ وَاسْتَكْبَرَ هُوَ وَجُنُوْدُهٗ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ اِلَيْنَا لَا يُرْجَعُوْنَ ﴿۳۹﴾

"اور فرعون نے کہا کہ اے اہل دربار میں تمہارا اپنے سوا کسی کو خدا نہیں جانتا تو ہامان میرے گارے کو آگ لگا (کر اینٹیں پکا) دو پھر ایک (اُونچا) محل بنا دو تا کہ میں موسیٰ کے خدا کی طرف چڑھ جاؤں اور میں تو اسے جھوٹا سمجھتا ہوں [۳۸] اور وہ اور اسکے لشکر ملک میں ناحق مغرور ہو رہے تھے اور خیال کرتے تھے کہ وہ ہماری طرف لوٹ کر نہیں آئینگے" [۳۹]

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ جب فرعون نے کہا ﴿یایھا الملا ما علمت لکم من الہ غیری﴾ تو حضرت جبرائیلؑ نے عرض کی: اے میرے رب! تیرے بندے نے سرکشی کی ہے اسے ہلاک کرنے کی مجھے اجازت دے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے جبرائیل: وہ میرا بندہ ہے، اس کی وہ اجل مجھ پر

---

(۱) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ القصص، ۹: ۲۹۷۸ رقم (۱۶۸۹۱۱)

(۲) الاسماء والصفات، ۱: ۲۳۲ رقم (۲۱۶)

سبقت نہیں لے جائے گی جو اجل میں نے اس کے لیے مقرر کی ہے یہاں تک کہ وہ اجل آجائے۔ جب اس نے کہا انا ربکم الاعلی (۱) فرمایا: اے جبرائیل! تیری روح کو سکون ہو گیا، میرے بندے نے بغاوت کی ہے، اب اس کی ہلاکت کا وقت آ گیا ہے (۲)۔

امام ابن مردویہؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دو باتیں جو فرعون نے کی تھیں ﴿یایھا الملا ما علمت لکم من الہ غیری اور انا ربکم الاعلی﴾ ان دو باتوں کے درمیان چالیس سال کا عرصہ حائل تھا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس کی پکڑ کی۔ ﴿فاخذہ اللہ نکال الاخرۃ والاولی﴾ (۳)۔

امام ابن عبدالحکمؒ نے فتوح مصر میں یہ روایت نقل کی ہے کہ ہمیں حضرت اسدؒ نے حضرت خالد بن عبداللہؒ نے انہوں نے ایک محدث سے جس نے حدیث بیان کی ہے کہ ہامان ایک قبطی تھا (۴)۔

امام ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت مجاہدؒ سے فاوقدلی یھامن علی الطین کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ ہامان! کچی اینٹوں پر آگ روشن کر و تا کہ وہ پکی ہوئی اینٹیں بن جائیں (۵)۔

امام عبدالرزاقؒ، عبد بن حمیدؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت قتادہؒ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ ہامان وہ پہلا شخص ہے جس نے اینٹیں پکائیں (۶)۔

ابن ابی حاتمؒ نے قتادہؒ سے یہ قول نقل کیا ہے: فرعون وہ پہلا شخص ہے جس نے اینٹیں پکائیں اور اس کے لیے مینار تیار کیا گیا (۷)۔

امام ابن منذرؒ نے حضرت ابن جریجؒ سے روایت نقل کی ہے کہ فرعون وہ پہلا شخص ہے جس نے پکی اینٹیں بنوائیں اور اس سے عمارت تعمیر کرائی (۸)۔

---

(۱) القرآن الکریم، سورۃ النازعات، ۲۵ (۲) روایت نہیں ملی
(۳) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ القصص، ۹:۲۹۷۹ رقم (۱۶۸۹۱۶)
(۴) فتوح مصر میں مذکورہ حوالہ نہیں ملا،
(۵) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ القصص، ۹:۲۹۷۹ رقم (۱۶۸۹۱۷)
(۶) تفسیر الطبری، سورۃ القصص، ۱۰:۴۷ رقم (۲۷۴۵۴)
تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ القصص، ۹:۲۹۷۹ رقم (۱۶۸۹۱۹)
تفسیر عبدالرزاق، سورۃ القصص، ۲:۴۹۳، رقم (۲۲۱۷)
(۷) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ القصص، ۹:۲۹۷۹ رقم (۱۶۸۹۱۹)
(۸) تفسیر قرطبی، سورۃ القصص، ۱۳:۲۸۸۔۔ معانی القرآن، ۵:۱۸۰

امام عبد بن حمیدؒ اور ابن منذرؒ نے سعید بن جبیرؒ سے روایت نقل کی ہے کہ مٹی پر آگ جلاؤ تا کہ وہ پکی اینٹیں بن جائیں(۱)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت سدیؒ سے روایت نقل کی ہے کہ جب اس کے لیے مینار بنا دیا گیا تو وہ اس پر چڑھا۔اس نے تیر لانے کا حکم دیا۔اس نے آسمان کی طرف تیر مارا۔تیر واپس پلٹا جب کہ وہ خون سے آلودہ تھا۔فرعون نے کہا میں نے حضرت موسیٰ کے معبود کو قتل کر دیا ہے(۲)۔

فَأَخَذْنٰهُ وَجُنُودَهُ فَنَبَذْنٰهُمْ فِي الْيَمِّ فَانظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الظّٰلِمِينَ ﴿٤٠﴾ وَجَعَلْنٰهُمْ أَئِمَّةً يَدْعُونَ إِلَى النَّارِ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ لَا يُنصَرُونَ ﴿٤١﴾ وَأَتْبَعْنٰهُمْ فِي هٰذِهِ الدُّنْيَا لَعْنَةً وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ هُم مِّنَ الْمَقْبُوحِينَ ﴿٤٢﴾

"تو ہم نے اُنکو اور اُنکے لشکروں کو پکڑ لیا اور دریا میں ڈال دیا۔سو دیکھ لو کہ ظالموں کا کیسا انجام ہوا[۴۰] اور ہم نے اُن کو پیشوا بنایا تھا وہ (لوگوں کو) دوزخ کی طرف بلاتے تھے اور قیامت کے دن اُن کی مدد نہیں کی جائے گی[۴۱] اور اس دنیا میں ہم نے اُنکے پیچھے لعنت لگا دی اور وہ قیامت کے روز بھی بدحالوں میں ہوں گے"[۴۲]

امام عبد بن حمیدؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت قتادہؒ سے الیم کا معنی سمندر نقل کیا ہے: وہ سمندر جسے ساف کہتے ہیں جو مصر سے آگے ہے اور اس میں اللہ تعالیٰ نے انہیں غرق کیا(۳)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت مجاہدؒ سے ﴿وجعلنهم ائمة يدعون الى النار﴾ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے سردار بنایا جو نافرمانیوں کی طرف بلاتے ہیں(۴)۔

امام ابن منذرؒ اور ابن جریجؒ نے ویوم القیمة کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ قیامت کے روز ایک اور لعنت ہوگی پھر ان کی طرف توجہ فرمائی اور فرمایا هم من المقبوحين(۵)۔

امام عبد بن حمیدؒ نے حضرت قتادہؒ سے واتبعنهم فى هذه الدنيا لعنة ويوم القيمة کی یہ تفسیر نقل کی ہے

---

(۱) ان الفاظ کے ساتھ مذکورہ روایت نہیں ملی

(۲) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ القصص، ۹:۲۹۷۹ رقم (۱۶۸۹۲۱)۔۔یہ اسرائیلی روایت ہے وجہ یہ ہے کہ قرآن وحدیث میں فرعون کے تیر کا کوئی ذکر نہیں ہے اور عقل سلیم بھی تسلیم کرنے سے قاصر ہے۔[مقالہ نگار]

(۳) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ القصص، ۹:۲۹۷۹ رقم (۱۶۸۹۲۲)

(۴) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ القصص، ۹:۲۹۷۹ رقم (۱۶۸۹۲۳)

(۵) زاد المسیر، سورۃ القصص، ۵:۵۰

کہ دنیا وآخرت میں ان پر لعنت کی گئی۔ یہ آیت بھی معنی میں اس آیت ﴿واتبعنا هم فی الدنیا لعنة ویوم القیمة﴾ کی طرح ہے(۱)۔

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ مِنْم بَعْدِ مَآ اَهْلَكْنَا الْقُرُوْنَ الْاُوْلٰى بَصَآئِرَ لِلنَّاسِ وَهُدًى وَّرَحْمَةً لَّعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ[٤٣]

"اور ہم نے پہلی اُمتوں کے ہلاک کرنے کے بعد موسیٰ کو کتاب دی جو لوگوں کے لئے بصیرت اور ہدایت اور رحمت ہے تاکہ وہ نصیحت پکڑیں"[۴۳]

امام بزارؒ، ابن منذرؒ، حاکمؒ (جب کہ حاکمؒ نے اسے صحیح قرار دیا ہے) اور ابن مردویہؒ نے حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب سے تورات زمین پر نازل ہوئی ہے اللہ تعالیٰ نے کسی قوم، جماعت، امت اور بستی والوں کو ہلاک نہیں کیا سوائے اس بستی والوں کے جنہیں بندروں کی صورت میں مسخ کر دیا گیا۔ کیا تو نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی طرف نہیں دیکھا۔ ﴿ولقد اتینا موسی الکتب من بعد ما اهلکنا القرون الا و لـــی﴾ س روایت کو امام بزارؒ، ابن جریرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے ایک اور سند سے حضرت ابوسعید خدریؓ سے ایک موقوف روایت نقل کی ہے(۲)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت قتادہؒ سے بصائر کا معنی دلائل نقل کیا ہے(۳)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن زیدؒ سے بصائر کا معنی ہدایت نقل کیا ہے: ان کے دلوں میں جو گناہ ہیں۔ ان سے بصائر کا معنی ہدایت نقل کیا ہے(۴)۔

وَمَا كُنْتَ بِجَانِبِ الْغَرْبِيِّ إِذْ قَضَيْنَآ إِلٰى مُوسَى الْأَمْرَ وَمَا كُنْتَ مِنَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿٤٤﴾ وَلٰكِنَّآ أَنْشَأْنَا قُرُوْنًا فَتَطَاوَلَ عَلَيْهِمُ الْعُمُرُ وَمَا كُنْتَ ثَاوِيًا فِيْٓ أَهْلِ مَدْيَنَ تَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِنَا وَلٰكِنَّا كُنَّا مُرْسِلِيْنَ ﴿٤٥﴾

---

(۱) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ القصص، ۹: ۲۹۸۰

(۲) مستدرک، التفسیر، باب: تفسیر سورۃ القصص، رقم (۳۵۳۴)
تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ القصص، ۹: ۲۹۸۱ رقم (۱۶۹۲۸)
امام حاکمؒ نے اس حدیث کو علیٰ شرط الشیخین قرار دیا ہے لیکن شیخین نے اس کو نقل نہیں کیا ہے۔ [المستدرک: رقم (۳۵۳۴)]

(۳) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ القصص، ۹: ۲۹۸۱ رقم (۱۶۹۲۹)

(۴) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ القصص، ۹: ۲۹۸۱ رقم (۱۶۹۲۹)

"اور جب ہم نے موسیٰ کی طرف حکم بھیجا تو تم (طور کی) غرب کی طرف نہیں تھے اور نہ اس واقعے کے دیکھنے والوں میں تھے [۴۴] لیکن ہم نے (موسیٰ کے بعد) کئی اُمتوں کو پیدا کیا پھر اُن پر مدت طویل گزر گئی۔ اور نہ تم مدین والوں میں رہنے والے تھے کہ اُن کو ہماری آیتیں پڑھ پڑھ کر سناتے تھے۔ ہاں ہم ہی تو پیغمبر بھیجنے والے تھے" [۴۵]

امام عبدالرزاقؒ، عبد بن حمیدؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت قتادہؒ سے ﴿وما كنت بجانب الغربی﴾ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ پہاڑ کی مغربی جانب (۱)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن زیدؒ سے ثاویا کا معنی مقیم نقل کیا ہے (۲)۔

وَمَا كُنتَ بِجَانِبِ الطُّورِ إِذْ نَادَيْنَا وَلَٰكِن رَّحْمَةً مِّن رَّبِّكَ لِتُنذِرَ قَوْمًا مَّا أَتَاهُم مِّن نَّذِيرٍ مِّن قَبْلِكَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ ﴿٤٦﴾

"اور نہ تم اس وقت جب کہ ہم نے (موسیٰ کو) آواز دی طُور کے کنارے تھے بلکہ (تمہارا بھیجا جانا) تمہارے پروردگار کی رحمت ہے تاکہ تم اُن لوگوں کو جن کے پاس تم سے پہلے کوئی ہدایت کرنے والا نہیں آیا ہدایت کرو تاکہ وہ نصیحت پکڑیں" [۴۶]

امام فریابیؒ، نسائیؒ، ابن جریرؒ، ابن ابی حاتمؒ، حاکمؒ (جبکہ حاکمؒ نے اسے صحیح قرار دیا ہے)، ابن مردویہؒ، ابونعیمؒ اور بیہقیؒ نے دلائل میں حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت نقل کی ہے کہ ندا کی گئی: اے امت محمد ﷺ! میں نے تجھے سوال کرنے سے پہلے عطا کیا ہے، تمہاری دعا کرنے سے پہلے تمہیں قبول کرلیا (۳)۔

---

(۱) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ القصص، ۹:۲۹۸۱ رقم (۱۶۹۳۱)

(۲) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ القصص، ۹:۲۹۸۱ رقم (۱۶۹۴۲)

(۳) سنن البیہقی الکبری، ۶:۴۲۴ رقم (۱۱۳۸۲)

تفسیر الطبری، سورۃ القصص، ۱۰:۷۸ رقم (۲۷۴۶۸)

تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ القصص، ۹:۲۹۸۳ رقم (۱۶۹۴۶)

مستدرک، کتاب: التفسیر، باب: تفسیر سورۃ القصص، رقم (۳۵۳۵)

دلائل النبوۃ، ۱:۳۸۳ رقم (۳۴۴)

حلیۃ الاولیاء، ۷:۳۱۳

امام حاکمؒ نے مستدرک میں مذکورہ حدیث پر حکم لگاتے ہوئے لکھا ہے: هذا حديث صحيح على شرط مسلم ولم يخرجاه المستدرک: كتاب: التفسير، باب: تفسير سورة القصص، رقم (۳۵۳۵).

امام ابن مردویہؒ نے ایک اور سند سے حضرت ابو ہریرہؓ سے مرفوع روایت نقل کی ہے(۱)۔

امام عبد بن حمیدؒ، ابن منذرؒ اور ابن عساکرؒ نے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کی امت کو ندا کی کہ میری رحمت میرے غضب پر سبقت لے گئی ہے۔ سورۂ قصص میں یہ آیت نازل فرمائی و مـــا کنت بجانب الطور اذنادینا(۲)۔

امام ابن مردویہؒ، ابونعیم نے دلائل میں ابونصر سجزیؒ (۳) نے ابانہ میں اور دیلمیؒ نے حضرت عمرو بن عبسہؓ (۴) روایت نقل کی ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے اس آیت کے بارے میں پوچھا کہ ندا کیا ہے اور رحمت کیا ہے؟ فرمایا: وہ ایسی کتاب ہے جو اللہ تعالیٰ نے مخلوق پیدا کرنے سے دو ہزار پہلے لکھوادی۔ پھر اسے عرش پر ندا کی اے محمد ﷺ کی امت میرے غضب سے سبقت لے گئی ہے۔ میں نے تمہیں سوال کرنے سے پہلے عطا کیا۔ تمہیں مغفرت طلب کرنے سے پہلے بخش دیا۔ جو تم میں سے مجھے اس حال میں ملا کہ وہ "لا الـه الا الله محمد عبدی ورسولی" کی سچے دل سے گواہی دیتا تھا تو میں اسے جنت میں داخل کروں گا(۵)۔

امام حلی نے دیباج میں حضرت سہل بن سعد ساعدیؓ سے اسی کی مثل مرفوع روایت نقل کی ہے(۶)۔

امام ابن مردویہ اور ابونعیمؒ نے دلائل میں حضرت حذیفہؓ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے ذکر نے جسے مجھ سے سوال کرنے سے غافل کر دیا تو میں اسے اس کے سوال کرنے سے پہلے عطا کروں گا۔ رسول اللہ ﷺ کی امت کو ندا کی گئی اے محمد ﷺ کی امت تم نے ہم سے دعا نہیں کی مگر ہم نے تمہاری دعا کو قبول کر لیا اور تم نے ہم سے سوال نہیں کیا مگر ہم نے تمہیں عطا کر دیا(۷)۔

---

(۱) سابقہ حوالہ

(۲) تاریخ دمشق، ۶۶: ۲۴۰

(۳) عبید اللہ بن سعد بن حاتم بن احمد ابونصر البکری السجستانی، آپ کو شیخ السنۃ اور شیخ الحرم کے القابات سے یاد کیا جاتا ہے۔ آپ مشہور کتاب الابانۃ الکبریٰ کے مصنف ہیں۔ ۴۴۴ھ کو مکہ میں وفات پا گئے تھے۔ [تذکرۃ الحفاظ، ۳: ۱۱۱۸ رقم (۱۰۰۵)]

(۴) عمرو بن عبسۃ بن عامر بن خالد السلمی، ابونجیح آپ کو صاحب رسول اللہ ﷺ ہونے کا عظیم شرف حاصل ہے۔ آپ قدیم الاسلام اور سابقین الاولین میں تھے۔ آپؓ ابوذر غفاریؓ کے ماں شریک بھائی تھے۔ آپ کے والدہ کا نام رملہ تھا۔ اسلام قبول کرنے کے بعد اپنے قبیلے چلے گئے تھے اور فتح خیبر کے وقت واپس تشریف لائے تھے۔ [الطبقات الکبریٰ۔ ۷: ۴۰۳۔۔ الاصابۃ فی تمیز الصحابہ، ۴: ۶۵۸ رقم (۵۹۰۷)]

(۵) روح المعانی، سورۃ القصص، ۱۰: ۲۹۷۔۔ فتح القدیر، ۵: ۴۱۳۔۔ الفردوس بماثور الخطاب، ۴: ۴۱۵۔۔ ابواللیث، بحر العلوم، ۳: ۳۲۰

(۶) فتح القدیر، ۵: ۴۱۳۔۔ روح المعانی، سورۃ القصص، ۱۰: ۲۹۷

(۷) فتح القدیر، ۵: ۴۱۳۔۔ روح المعانی، سورۃ القصص، ۱۰: ۲۹۷

امام ابن مردویہؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں: جب اللہ نے حضرت موسیٰؑ کو طور سینا میں ہم کلامی کے شرف سے نوازا حضرت موسیٰؑ نے عرض کی: اے میرے رب! کیا تیری بارگاہ میں مجھ سے زیادہ بھی معزز ہے؟ تو نے مجھ سے سرگوشی کی اور کلام کا شرف عطا فرمایا۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ہاں محمد ﷺ میری بارگاہ میں تجھ سے بھی معزز ہیں۔ حضرت موسیٰ نے عرض کی: اگر حضرت محمد ﷺ آپ کی بارگاہ میں زیادہ معزز ہیں تو کیا نبی کریم ﷺ کی امت بھی بنی اسرائیل سے زیادہ معزز ہے۔ تو نے ان کے لیے سمندر کو پھاڑا، فرعون اور اس کے ظلم سے نجات عطا فرمائی اور انہیں من وسلویٰ کھلایا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ہاں حضرت محمد ﷺ کی امت بنی اسرائیل سے زیادہ معزز ہے۔ حضرت موسیٰؑ نے عرض کی: اے میرے اللہ! وہ مجھے دکھا۔ فرمایا: تو انہیں نہیں دیکھ سکتا، اگر تو چاہے تو ان کی آواز تجھے سنا سکتا ہوں۔ عرض کی: جی ہاں میرے اللہ۔ ہمارے رب نے ندا کی اے محمد ﷺ کی امت! اپنے رب کو جواب دو انہوں نے جواب دیا جبکہ وہ اپنے آباء کی پشتوں اور ماؤں کے رحموں میں تھے۔ جو قیامت تک آنے والے تھے سب نے عرض کی!"لبیك انت ربنا حقا ونحن عبیدك حقا "ہم حاضر ہیں، تو ہمارا برحق رب ہے اور ہم تیرے برحق بندے ہیں۔ فرمایا: تم نے سچ کہا میں تمہارا رب ہوں اور تم میرے برحق بندے ہو۔ میں نے تمہاری دعا سے پہلے ہی تمہیں بخش دیا ہے اور تمہارے سوال کرنے سے پہلے ہی عطا کر دیا ہے۔ تم میں سے جو لا الہ الا اللہ کی شہادت کے ساتھ مجھے ملے گا وہ جنت میں داخل ہوگا۔ حضرت ابن عباسؓ نے کہا جب اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ کو مبعوث فرمایا تو آپ کو اور آپ کی امت کو جو عطا فرمایا اس احسان کے ذکر کا ارادہ فرمایا ﴿وما کنت بجانب الطور اذنادینا﴾ (۱)

امام ابن منذرؒ، ابن ابی حاتمؒ اور ابونصر سجزیؒ نے الابانہ میں حضرت مقاتلؒ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اے محمد ﷺ تو اس وقت طور کی جانب نہیں تھا جب ہم نے تیری امت کو ندا کی جبکہ وہ اپنے آباء کی پشتوں میں تھے کہ جب میں تجھے مبعوث کروں تو تم آپ پر ایمان لانا (۲)

امام عبد بن حمیدؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت قتادہؒ سے روایت نقل کی ہے کہ جب ہم نے حضرت موسیٰؑ کو ندا کی تو اس وقت آپ وہاں نہیں تھے بلکہ یہ تمہارے رب کی رحمت ہے جو ہم نے تم پر یہ واقعہ بیان کیا (۳)

---

(۱) روح المعانی، سورۃ القصص، ۱۰: ۲۹۷

(۲) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ القصص، ۹: ۲۹۸۳ رقم (۱۶۹۴۵)

(۳) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ القصص، ۹: ۲۹۸۳ رقم (۱۶۹۴۷)

وَلَوْلَآ أَن تُصِيبَهُم مُّصِيبَةٌۢ بِمَا قَدَّمَتْ أَيْدِيهِمْ فَيَقُولُوا۟ رَبَّنَا لَوْلَآ أَرْسَلْتَ إِلَيْنَا رَسُولًا فَنَتَّبِعَ ءَايَٰتِكَ وَنَكُونَ مِنَ ٱلْمُؤْمِنِينَ ﴿٤٧﴾ فَلَمَّا جَآءَهُمُ ٱلْحَقُّ مِنْ عِندِنَا قَالُوا۟ لَوْلَآ أُوتِىَ مِثْلَ مَآ أُوتِىَ مُوسَىٰٓ ۚ أَوَلَمْ يَكْفُرُوا۟ بِمَآ أُوتِىَ مُوسَىٰ مِن قَبْلُ ۖ قَالُوا۟ سِحْرَانِ تَظَٰهَرَا وَقَالُوٓا۟ إِنَّا بِكُلٍّ كَٰفِرُونَ ﴿٤٨﴾ قُلْ فَأْتُوا۟ بِكِتَٰبٍ مِّنْ عِندِ ٱللَّهِ هُوَ أَهْدَىٰ مِنْهُمَآ أَتَّبِعْهُ إِن كُنتُمْ صَٰدِقِينَ ﴿٤٩﴾ فَإِن لَّمْ يَسْتَجِيبُوا۟ لَكَ فَٱعْلَمْ أَنَّمَا يَتَّبِعُونَ أَهْوَآءَهُمْ ۚ وَمَنْ أَضَلُّ مِمَّنِ ٱتَّبَعَ هَوَىٰهُ بِغَيْرِ هُدًى مِّنَ ٱللَّهِ ۚ إِنَّ ٱللَّهَ لَا يَهْدِى ٱلْقَوْمَ ٱلظَّٰلِمِينَ ﴿٥٠﴾

"اور (اے پیغمبر ہم نے تم کو اسلئے بھیجا ہے کہ) ایسا نہ ہو کہ اگر ان (اعمال) کے سبب جو انکے ہاتھ آگے بھیج چکے ہیں اُن پر کوئی مصیبت واقع ہو تو یہ کہنے لگیں کہ اے پروردگار تو نے ہماری طرف کوئی پیغمبر کیوں نہ بھیجا کہ ہم تیری آیتوں کی پیروی کرتے اور ایمان لانیوالوں میں ہوتے [۴۷] پھر جب اُنکے پاس ہماری طرف سے حق آپہنچا تو کہنے لگے کہ جیسی (نشانیاں) موسیٰ کو ملی تھیں ویسی اس کو کیوں نہیں ملیں۔ کیا جو (نشانیاں) پہلے موسیٰ کو دی گئی تھیں اُنہوں نے اُنسے کفر نہیں کیا؟ کہنے لگے کہ دونوں جادُوگر میں ایک دُوسرے کے موافق اور بولے کہ ہم سے سب منکر ہیں [۴۸] کہہ دو کہ اگر سچے ہو تو خدا کے پاس سے کوئی اور کتاب لے آؤ جو ان دونوں (کتابوں) سے پڑھ کر ہدایت کرنیوالی ہو تا کہ میں بھی اسی کی پیروی کروں [۴۹] پھر اگر یہ تمہاری بات قبول نہ کریں تو جان لو کہ یہ صرف اپنی خواہشوں کی پیروی کرتے ہیں۔ اور اس سے زیادہ کون گمراہ ہوگا جو خدا کی ہدایت کو چھوڑ کر اپنی خواہش کے پیچھے چلے۔ بیشک خدا ظالم لوگوں کی ہدایت نہیں دیتا" [۵۰]

امام ابن مردویہؒ نے حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: زمانہ فترہ میں ہلاک ہونے والا کہے گا اے میرے رب! میرے زمانہ میں تو نہ کتاب آئی اور نہ ہی رسول۔ پھر حضرت محمد ﷺ نے یہ آیت ﴿ربنا لو لا ارسلت الینا رسولا فنتبع ایتك﴾ تلاوت کی (۱)۔

امام ابن ابی حاتمؒ اور ابن مردویہؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے ﴿فلما جاء هم الحق من عبدنا۔۔۔۔قالوا انابكل كفرون﴾ کی تفسیر میں یہ روایت نقل کی ہے کہ اس کا مصداق اہل کتاب ہیں۔ دو کتابوں تورات اور فرقان کے بارے میں ﴿قل فاتوا بكتب من عند الله هو اهدى منهما اتبعه ان كنتم صدقين﴾ (۲)۔

---

(۱) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ القصص، ۹: ۲۹۸۴ رقم (۱۶۹۵۰)

(۲) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ القصص، ۹: ۲۹۸۵ رقم (۱۶۹۵۹)

امام فریابیؒ، ابن ابی شیبہؒ، عبد بن حمیدؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت مجاہدؒ سے یہ تفسیری قول نقل کیا ہے کہ یہودی قریش کو کہتے کہ تم محمد ﷺ سے پوچھو ﴿لولا اوتی مثل ما اوتی موسیٰ﴾ اللہ تعالیٰ محمد ﷺ سے فرماتا ہے: قریش سے کہو جنہیں اہل کتاب کہتے ہیں۔ ﴿اولم یکفروا بما اوتی موسیٰ من قبل قالوا سحرن تظھرا﴾ یہودیوں نے کہا حضرت موسیٰؑ اور حضرت ہارونؑ کے بارے میں کہا وقالوا انا بکل کفرون ۔ یہودیوں نے اس کا بھی انکار کیا جو حضرت محمد ﷺ کو عطا کیا گیا (۱)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہؒ سے روایت نقل کی ہے کہ من قبل سے مراد رسول اللہ ﷺ کی بعثت سے قبل (۲)۔

امام طبرانیؒ نے حضرت عبداللہ بن زبیرؓ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ قالوا ساحران تظھرا قراءت کرتے (۳)۔

امام فریابیؒ، عبد بن حمیدؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت سعید بن جبیرؒ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ پڑھتے تھے قالوا ساحران تظھرا۔ یعنی حضرت موسیٰؑ اور حضرت ہارونؑ (۴)۔

امام عبد بن حمیدؒ، بخاریؒ نے تاریخ میں ابن منذرؒ، ابن ابی حاتمؒ اور ابن مردویہؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ آپ نے ساحران تظاھرا الف کے ساتھ پڑھا ہے ساحران سے مراد حضرت موسیٰؑ اور حضرت محمد ﷺ ہیں (۵)۔

امام عبد بن حمیدؒ اور ابن منذرؒ نے عکرمہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ وہ ساحران تظاھرا پڑھتے کہا یہ دونوں کتابیں ہیں۔ (۶)۔

امام ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ قالوا سحرن تظھرا اور کہتے ان سے مراد تورات اور فرقان ہے (۷)۔

---

(۱) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ القصص، ۹: ۲۹۸۵ رقم (۱۶۹۵۳)

(۲) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ القصص، ۹: ۲۹۸۵ رقم (۱۶۹۵۴)

(۳) المعجم الکبیر، باب: قطعۃ من المفقود، ۱۸: ۳۹۵

(۴) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ القصص، ۹: ۲۹۸۵ رقم (۱۶۹۵۷)

(۵) التاریخ الکبیر، ۵: ۳۱۷ رقم (۱۰۰۴)۔ تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ القصص، ۹: ۲۹۸۵ رقم (۱۶۹۵۵)

(۶) روح المعانی، سورۃ القصص، ۱۰: ۳۱۰ [از عاصم الجحدری]

(۷) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ القصص، ۹: ۲۹۸۵ رقم (۱۶۹۵۹)

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت سدیؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس سے مراد کتابیں تورات اور فرقان ہے جب ان میں سے ہر ایک کتاب نے صاحب کتاب کی تصدیق کی (۱)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت عاصم جحدریؒ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ یوں قرأت کرتے ساحران تظاهرا وہ کہتے یہ دو کتابیں تورات اور فرقان ہیں۔ کیا نہیں دیکھتا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿فاتوا بكتب من عند الله هو اهدى منهما﴾ (۲)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن زیدؒ سے روایت نقل کی ہے کہ اگر وہ نبی کریم ﷺ کا ارادہ کرتا تو یوں نہ کہتا ﴿فاتوا بكتب من عند الله﴾ بیشک اس نے کاتبوں کا ارادہ کیا (۳)۔

امام فریابیؒ، عبد بن حمیدؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابو زرینؒ (۴) سے روایت نقل کی ہے کہ وہ پڑھتے ساحران تظاهرا۔ کہتے یہ دو کتابیں ہیں تورات اور انجیل (۵)۔

امام عبد بن حمیدؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے قتادہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ کہنے والے اللہ تعالیٰ کے دشمن یہودی ہیں جو انجیل و قرآن کے بارے میں یہ کہتے جس نے ساحران پڑھا ہے وہ اس سے مراد حضرت محمد ﷺ اور حضرت عیسیٰؑ مراد لیتا ہے (۶)۔

اما عبد حمیدؒ نے حضرت عبد الکریم ابی امیہؒ (۷) سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے عکرمہ کو پڑھتے ہوئے سنا

---

(۱) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ القصص، ۹: ۲۹۸۵ رقم (۱۶۹۵۹)

(۲) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ القصص، ۹: ۲۹۸۵ رقم (۱۶۹۵۹)

(۳) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ القصص، ۹: ۲۹۸۵ رقم (۱۶۹۵۹)

(۴) مسعود بن مالک ابو رزین الاسدی الکوفی، مولیٰ علی، یا آپ کا نام عبید بتایا جاتا ہے۔ کوفہ میں مقیم رہے تھے۔ حضرت علیؓ کے محبین میں سے تھے۔ جنگ صفین میں آپؓ کے ساتھ شریک رہے تھے۔ امام بخاریؒ نے کتاب الطہارۃ میں آپ کی روایت نقل کی ہے۔ امام ابو زرعہ سے آپ کے بارے میں پوچھا گیا تو جواباً فرمایا: آپ کا نام مسعود تھا کوفی اور ثقہ تھے۔ [الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ، ۷: ۱۵۰ رقم (۹۹۲۲)۔ تھذیب التھذیب، ۱۰: ۱۰۷ (۲۱۶)]

(۵) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ القصص، ۹: ۲۹۸۵ رقم (۱۶۹۶۰)

(۶) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ القصص، ۹: ۲۹۸۵ رقم (۱۶۹۶۱)

(۷) عبد الکریم بن ابی المخارق [قیس، یا طارق] ابو اُمیہ المعلم البصری، مکہ میں مقیم رہے تھے۔ امام احمد بن حنبل نے آپ کے بارے میں لکھا ہے کہ آپ ارجاء کی طرف مائل تھے۔ ۱۲۶ھ کو وفات پا گئے تھے۔ [تھذیب التھذیب، ۶: ۳۳۵، رقم (۷۱۹)]

ساحران میں نے اس کا مجاہد سے کہا کیا تو اس نے کہا بندے نے جھوٹ بولا ہے، میں نے حضرت ابن عباسؓ پر اسے ساحران پڑھا، آپ نے مجھ پر عیب نہیں لگایا(۱)۔

امام عبدالرزاقؒ اور ابن منذرؒ نے حضرت مجاہدؒ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت ابن عباسؓ سے پوچھا جب کہ وہ رکن، دروازہ اور ملتزم کے درمیان بیٹھے ہوئے تھے جب کہ وہ عکرمہ کے بازو پر ٹیک لگائے ہوئے تھے۔ میں نے پوچھا ساحران تظاھرااام ساحران؟ میں یہ سوال بار بار دہرایا۔ عکرمہ نے کہا ساحران تظاھرا اے آدمی چلا جا(۲)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ضحاکؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ بکل سے مراد تورات اور قرآن ہے(۳)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن زیدؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ بکل سے مراد وہ چیز ہے جسے موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ لائے(۴)۔

وَلَقَدْ وَصَّلْنَا لَهُمُ الْقَوْلَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ ﴿٥١﴾ الَّذِينَ آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ مِن قَبْلِهِ هُم بِهِ يُؤْمِنُونَ ﴿٥٢﴾ وَإِذَا يُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ قَالُوا آمَنَّا بِهِ إِنَّهُ الْحَقُّ مِن رَّبِّنَا إِنَّا كُنَّا مِن قَبْلِهِ مُسْلِمِينَ ﴿٥٣﴾ أُولَٰئِكَ يُؤْتَوْنَ أَجْرَهُم مَّرَّتَيْنِ بِمَا صَبَرُوا وَيَدْرَءُونَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ ﴿٥٤﴾ وَإِذَا سَمِعُوا اللَّغْوَ أَعْرَضُوا عَنْهُ وَقَالُوا لَنَا أَعْمَالُنَا وَلَكُمْ أَعْمَالُكُمْ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ لَا نَبْتَغِي الْجَاهِلِينَ ﴿٥٥﴾

"اور ہم پے در پے اُن لوگوں کے پاس (ہدایت کی) باتیں بھیجتے رہیں ہیں تا کہ نصیحت پکڑیں[۵۱] جن لوگوں کو ہم نے اس سے پہلے کتاب دی تھی وہ اس پر ایمان لے آتے ہیں[۵۲] اور جب (قرآن) اُن کو پڑھ کر سنایا جاتا ہے تو کہتے ہیں کہ ہم اس پر ایمان لے آئے۔ بیشک وہ ہمارے پروردگار کی طرف سے برحق ہے (اور) ہم تو اس سے پہلے کے حکم بردار ہیں[۵۳] ان لوگوں کو دُگنا بدلہ دیا جائے گا کیونکہ صبر کرتے رہے ہیں اور بھلائی کے ساتھ بُرائی کو دُور کرتے ہیں اور جو (مال) ہم نے اُن کو دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں[۵۴] اور جب بیہودہ بات سُنتے ہیں تو اس سے مُنہ پھیر لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم کو ہمارے اعمال اور تم کو تمہارے اعمال۔ تم کو سلام۔ ہم جاہلوں کے خواستگار نہیں ہیں"[۵۵]

---

(۱) روایت نہیں ملی

(۲) تفسیر عبدالرزاق، سورۃ القصص، ۲: ۴۹۵، رقم (۲۲۲۲)

(۳) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ القصص، ۹: ۲۹۸۶ رقم (۱۶۹۶۲)

(۴) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ القصص، ۹: ۲۹۸۶ رقم (۱۶۹۶۳)

امام ابن ابی شیبہؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ، ابن ابی حاتمؒ، ابوالقاسم بغویؒ، باوردیؒ، ابن قانعؒ تینوں نے معاجم صحابہ میں، طبرانیؒ اور ابن مردویہؒ نے عمدہ سند کے ساتھ حضرت رفاعہ قرظیؒ (۱) سے روایت نقل کی ہے کہ ﴿لقد وصلنا لهم.....بما صبروا﴾ تک دس افراد کے بارے میں نازل ہوئیں، میں بھی ان میں سے ایک تھا (۲)۔

امام فریابیؒ، ابن ابی شیبہؒ، عبد بن حمیدؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت مجاہدؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ قریش کے بارے میں نازل ہوئیں (۳)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت سدیؒ سے لقد وصلنا کا معنی یہ نقل کیا ہے کہ ہم نے بیان کیا (۴)۔

امام عبد بن حمیدؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت قتادہؒ سے یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں بتایا ہے کہ جو گزر چکے ہیں ان کے ساتھ اللہ تعالیٰ کیسے سلوک کرتا ہے، انہوں نے کیسے کیا اور وہ ان کے ساتھ کیا کرنے والا ہے (۵)۔

امام ابن جریرؒ اور ابن منذرؒ نے ابو رفاعہ سے روایت نقل کی ہے کہ اہل کتاب میں سے دس آدمی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضری کے لیے نکلے۔ ان میں ابو رفاعہ بھی تھا۔ وہ ایمان لائے اور انہیں اذیت دی گئی۔ تو یہ آیت نازل ہوئی (۶)۔

امام بخاریؒ نے "تاریخ" میں اور ابن منذر نے حضرت علی بن رفاعہؒ (۷) سے روایت نقل کی ہے کہ میرا باپ اہل کتاب کے ان دس افراد میں سے تھا جو نبی کریم ﷺ پر ایمان لائے ان کی تعداد دس تھی۔ جب وہ ایمان

---

(۱) رفاعۃ القرظی بن سموءل یا سموال، آپ کو صاحب رسول ﷺ ہونے کا شرف حاصل ہے۔ [الجرح التعدیل، ۳:۴۹۲ رقم (۲۲۲۹)]

(۲) تفسیر الطبری، سورۃ القصص، ۱۰:۸۴ رقم (۲۷۵۰۴)
تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ القصص، ۹:۲۹۸۷ رقم (۱۶۹۷۳)
المعجم الکبیر، ۵:۵۳ رقم (۴۵۶۳)

(۳) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ القصص، ۹:۲۹۸۷ رقم (۱۶۹۷۴)

(۴) تفسیر ابن ابی حاتم سورۃ القصص، ۹:۲۹۸۷ رقم (۱۶۹۷۲)

(۵) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ القصص، ۹:۲۹۸۷ رقم (۱۶۹۷۳)

(۶) تفسیر الطبری، سورۃ القصص، ۱۰:۸۴ رقم (۲۷۵۰۸)

(۷) علی بن رفاعۃ القرظی، آپ کا شمار تابعین کی جماعت میں ہوتا تھا۔ آپ کے والدِ محترم کے لئے صحبتِ نبی ﷺ ثابت ہے۔ آپ کے والد اہل کتاب کے اُس وفد میں شامل تھے جو ایمان لائے تھے۔ [الاصابۃ فی تمیز الصحابہ، ۴:۵۶۳ رقم (۵۶۸۹)]

لائے تو لوگ ان سے مذاق کرنے لگے اور ان پر ہنسنے لگے۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں اولئك یؤتون اجرهم مرتین بما صبروا آیت نازل فرمائی (۱)۔

امام فریابیؒ اور عبد بن حمیدؒ نے حضرت مجاہدؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہا ﴿الذین اتینهم ۔۔۔۔۔ لا نبتغی الجهلین﴾ اہل کتاب کے مسلمانوں کے بارے میں نازل فرمائی (۲)۔

امام عبد بن حمیدؒ، ابن جریرؒ اور ابن منذرؒ نے حضرت قتادہؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ آیت ﴿الذین اتینهم الکتب من قبله هم به یؤمنون﴾ کے بارے میں ہم یہ باتیں کیا کرتے تھے کہ یہ اہل کتاب کے لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی۔ وہ حق کی شریعت پر قائم تھے، اس شریعت سے احکام لیتے اور اس کی حرام کردہ چیزوں سے رک جاتے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ کو مبعوث کیا اور انہیں اس پر ثابت قدم کیا۔ کہا ہمارے سامنے یہ بات کی گئی ہے کہ ان میں سے حضرت سلمان فارسی اور حضرت عبداللہ بن سلام ہیں (۳)۔

امام ابن مردویہؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے ﴿الذین اتینهم الکتب من قبله هم به یؤمنون﴾ اس کا مصداق وہ لوگ ہیں جو اہل کتاب میں سے حضرت محمد ﷺ پر ایمان لائے (۴)۔

امام ابن مردویہؒ نے حضرت سلمان فارسیؓ سے روایت نقل کی ہے کہ میں اپنے مالکوں کے ہاتھوں گھومتا رہا یہاں تک کہ یثرب میں پہنچا۔ اس وقت زمین میں نصاریٰ سے بڑھ کر کوئی قوم مجھے محبوب نہ تھی اور نصرانیت سے بڑھ کر کوئی دین محبوب نہ تھا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ میں نے انہیں مشقت کرتے ہوئے دیکھا تھا۔ اسی اثناء میں کہ میں اسی طرح تھا کہ لوگوں نے کہا عربوں میں نبی مبعوث ہوا ہے۔ پھر انہوں نے کہا وہ مدینہ طیبہ آ گیا ہے۔ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں آپ سے نصرانیوں کے بارے میں پوچھنے لگا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نصاریٰ میں کوئی بھلائی نہیں اور میں نصرانیوں کو پسند نہیں کرتا۔ سلمان فارسیؓ نے کہا میں نے آپ کو بتایا کہ میرے ساتھی نے کہا تھا اگر میں اسے پاتا اور وہ مجھے آگ میں کود جانے کا حکم دیتا تو میں اس میں کود پڑتا۔ کہا میں نصاریٰ کی محبت میں فریفتہ ہو چکا تھا۔ میں نے اپنے دل میں بھاگ جانے کا سوچا جب کہ رسول اللہ ﷺ نے تلوار سونت لی تھی۔ ایک آنے والا آیا اور کہا رسول اللہ ﷺ تجھے بلاتے ہیں۔ میں نے کہا تو جا یہاں تک کہ میں آتا ہوں جبکہ میں آپ نے دل میں بھاگ جانے کا سوچ رہا تھا۔ اس نے کہا میں تجھے اس وقت تک نہیں چھوڑوں گا یہاں تک کہ میں تجھے آپ کے پاس لے چلوں۔

---

(۱) التاریخ الکبیر، ۶:۲۷۴ رقم (۲۳۸۸)

(۲) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ القصص، ۹:۲۹۹۳ رقم (۱۶۹۹۸)

(۳) تفسیر الطبری، سورۃ القصص، ۱۰:۷۵ رقم (۲۷۵۰۹)

(۴) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ القصص، ۹:۲۹۸۸ رقم (۱۶۹۷۸)

میں اس کے ساتھ چل پڑا۔ جب نبی کریم ﷺ نے مجھے دیکھا تو فرمایا: اے سلمان! اللہ تعالیٰ نے تیرے عذر کے بارے میں یہ حکم نازل فرمایا ﴿الذین اتینٰھم الکتب من قبلہٖ ھم بہ یؤمنون﴾ (۱)

امام طبرانیؒ اور خطیبؒ نے تاریخ میں حضرت سلمان فارسیؓ سے روایت نقل کی ہے کہ اہل رام ہرمز میں سے ایک تھا۔ ہم مجوسی لوگ تھے۔ اہل جزیرہ کا ایک نصرانی آدمی ہمارے پاس آیا۔ وہ ہمارے ہاں ٹھہرا اور ہمارے پاس اپنی ایک عبادت گاہ بنالی۔ میں فارسی زبان میں لکھنے والوں میں سے تھا۔ مکتب میں میرے ساتھ ایک لڑکا ہوتا۔ جو مار کھا کر آتا جو رو رہا ہوتا۔ جسے والدین مارتے۔ میں نے اس سے پوچھا تو کیوں روتا ہے؟ اس نے جواب دیا میرے والدین مجھے مارتے ہیں۔ میں نے پوچھا تیرے والدین تجھے کیوں مارتے ہیں؟ اس نے جواب دیا میں اس گرجا گھر کے پاس آتا ہوں۔ جب انہیں اس بات کا علم ہوا تو انہوں نے مجھے مارا۔ اگر تو اس کے پاس آئے تو اس سے عجیب وغریب بات سنے ۔ میں نے اسے کہا مجھے بھی اس کے پاس لے جاتا۔ ہم اس کے پاس آئے۔ اس نے ہمیں تخلیق کے آغاز، آسمان وزمین کے آغاز، جنت اور جہنم کے بارے میں عجیب وغریب باتیں بتائیں۔ میں اس کے پاس آتا جاتا رہا۔ مدرسہ کے چند لڑکوں نے ہمارے معاملہ کو بھانپ لیا۔ وہ بھی ہمارے ساتھ آنے لگے۔

جب بستی والوں نے یہ دیکھا تو اس کے پاس آئے اور کہا اے فلاں! تو ہماری پناہ میں آیا اور ہم نے تیرے پڑوس میں سوائے اچھائی کے کوئی چیز نہیں دیکھی۔ ہمارے کچھ لڑکے ہیں جو تیرے پاس آتے جاتے ہیں۔ ہمیں ڈر ہے کہ تو انہیں ہمارے خلاف کردے گا۔ ہمارے پاس سے چلے جاؤ۔ اس نے کہا ٹھیک ہے۔ اس نے اس لڑکے سے کہا جو اس کے پاس آتا جاتا تھا میرے ساتھ چلو۔ اس لڑکے نے کہا میں ایسا نہیں کرسکتا۔ میرے والدین مجھ پر جو سختی کرتے رہے ہیں تو اس سے آگاہ ہے۔ میں نے کہا میں تیرے ساتھ چلتا ہوں۔ میں یتیم ہوں۔ میرا باپ نہیں۔ میں اس کے ساتھ نکل پڑا۔ ہم نے رام ہرمز کا پہاڑی راستہ اختیار کیا۔ ہم چلتے رہے، توکل کرتے رہے اور درختوں کے پھل کھاتے رہے یہاں تک کہ ہم جزیرہ میں پہنچے۔ ہم نصیبین پہنچے۔ میرے ساتھی نے کہا اے سلمان! یہاں ایسی قوم ہے جو زمین میں رہنے والے لوگوں سے زیادہ عبادت کرنے والے ہیں۔ میں انہیں ملنا پسند کرتا ہوں۔

ہم اتوار کے روز ان کے پاس آئے جب کہ وہ جمع ہو چکے تھے۔ میرے ساتھی نے انہیں سلام کیا۔ انہوں نے بھی اسے سلام کیا اور اسے دیکھ کر خوشی کا اظہار کیا اور پوچھا تو اتنا عرصہ کہاں غائب رہا؟ اس نے جواب دیا میں فارس کے علاقہ

---

(۱) تاریخ بغداد، باب: ذکر من اسمہ سلامۃ، ۹: ۱۹۸

میں اپنے دوستوں کے پاس تھا۔اس نے ہمارے ساتھ معمول کی گفتگو کی۔پھر میرے ساتھی نے مجھے کہا: اے سلمان! اٹھو اور چلو میں نے کہا نہیں مجھے انہی لوگوں کے ساتھ رہنے دو۔اس نے کہا جس کی یہ طاقت رکھتے ہیں اسکی تم طاقت نہیں رکھتے۔وہ ایک اتوار سے دوسرے اتوار تک روزہ رکھتے ہیں۔وہ رات کو نہیں سوتے۔انہیں میں سے ایک بادشاہ کے بیٹوں میں سے ایک تھا جس نے ملک کو چھوڑا تھا اور عبادت میں داخل ہو گیا تھا۔میں ان لوگوں میں رہا یہاں تک کہ ہم نے شام کی اور ایک ایک کر کے اپنی غار کی طرف جانے لگے جس میں وہ رہتے تھے۔جب ہمیں شام ہو گئی تو بادشاہ کی اولاد میں سے جو تھا اس نے کہا اس لڑکے کا تم کیا کرو گے؟ تم میں کوئی آدمی اسے ساتھ رکھ لے انہوں نے کہا تو ہی اسے ساتھ لے لے۔

اس نے مجھے کہا: اے سلمان! اٹھو وہ مجھے ساتھ لے گیا یہاں تک کہ اس غار کے پاس آیا جس میں وہ رہتا تھا۔ اس نے مجھے کہا اے سلمان! یہ روٹی ہے، یہ سالن ہے جب تجھے بھوک لگے تو اسے کھا لینا۔جب تک چستی ہو تو روزہ رکھ لینا، جب مناسب سمجھے عبادت کر لینا اور جب سستی محسوس ہو تو سو جانا۔پھر نماز میں شروع ہو گیا۔اس نے مجھ سے کوئی بات نہ کی اور نہ ہی میری طرف دیکھا۔ان سات دنوں میں غم نے مجھے آلیا۔مجھ سے کسی نے بات نہ کی یہاں تک کہ اتوار آیا اور وہ میری طرف متوجہ ہوا۔میں ان کے مکان کی طرف گیا جہاں وہ جمع ہوتے تھے۔وہ ہر اتوار کو جمع ہوتے جس میں وہ افطار کرتے۔وہ ایک دوسرے سے ملتے۔ایک دوسرے کو سلام کرتے۔پھر وہ اگلے اتوار تک باہم ملاقات نہ کرتے۔

میں اپنے ٹھکانے کی طرف لوٹ آیا۔اس نے مجھے وہی بات کی جو اس نے پہلی دفعہ کہی تھی: یہ روٹی ہے اور یہ سالن ہے۔جب تجھے بھوک لگے تو کھانا کھا لینا، جب جسم میں چستی ہو تو روزہ رکھ لینا، جب مناسب سمجھے تو عبادت کر لینا۔جب سستی چھا جائے تو سو جانا۔پھر نماز شروع کر دی اور میری طرف متوجہ نہ ہوا اور نہ ہی اگلے اتوار تک مجھ سے گفتگو کی۔مجھے غم نے اپنی گرفت میں لے لیا۔میں نے دل میں بھاگنے کی ٹھانی اور میں نے کہا دو اتواریں یا تین اتواریں صبر کرو۔جب اتوار آیا تو ہم ان لوگوں کی طرف لوٹے۔انہوں نے روزہ افطار کیا اور جمع ہوئے۔اس نے کہا میں بیت المقدس کا ارادہ رکھتا ہوں۔انہوں نے اسے کہا تو وہاں کیوں جانا چاہتا ہے؟ اس نے کہا مجھے کوئی کام نہیں۔انہوں نے کہا ہمیں ڈر ہے کہ کہیں تمہیں کوئی حادثہ پیش نہ آجائے تو کوئی اور تیرے اوپر قبضہ نہ کر لے جب کہ ہم پسند کرتے ہیں کہ ہم تیرے ساتھ رہیں۔اس نے کہا اس کا کوئی وعدہ نہیں۔

جب میں نے اسے یہ بات کرتے ہوئے سنا میں نے کہا ہم سفر کریں گے اور لوگوں سے ملیں گے تو مجھ سے وہ غم جاتا رہے گا جو میں پاتا ہوں۔میں اور وہ نکل پڑے۔وہ ایک اتوار سے دوسرے اتوار تک روزہ رکھتا۔تمام رات کو عبادت

کرتا اور دن کو چلتا۔ رات ہم جب کسی جگہ پڑاؤ ڈالتے تو وہ نماز شروع کر دیتا۔ یہی اس کا طریقہ رہا یہاں تک کہ ہم بیت المقدس جا پہنچے۔ دروازے پر ایک اپاہج آدمی تھا جو لوگوں سے سوال کر رہا تھا۔ اس نے کہا مجھے کوئی چیز عطا کیجئے۔ اس نے کہا میرے پاس تو کچھ بھی نہیں۔ ہم بیت المقدس میں داخل ہوئے۔ جب بیت المقدس والوں نے اسے دیکھا تو بہت خوش ہوا انہوں نے مجھے روٹی اور گوشت کھلایا اور وہ نماز میں شروع ہو گیا۔ وہ متوجہ نہ ہوا یہاں تک کہ اگلا تو ار آ گیا۔ پھر وہ میری طرف متوجہ ہوا اور کہا اے سلمان! میرا ارادہ ہے کہ میں تھوڑا لیٹوں۔ جب سایہ فلاں جگہ پہنچے تو مجھے اٹھا دینا۔ سایہ وہاں تک پہنچ گیا تو میں نے رحم کھاتے ہوئے اسے نہ اٹھایا۔ وجہ اس کی یہ تھی کہ اس کی مشقت اور تھکاوٹ کو دیکھ رہا تھا۔ وہ گھبرا کر اٹھا اور کہا اے سلمان! کیا میں نے تجھے یہ نہیں کہا تھا جب سایہ فلاں جگہ پہنچے تو مجھے اٹھا دینا؟ میں نے کہا ہاں بات اسی طرح ہے لیکن جب میں نے تیرا طریقہ دیکھا تو تیرے ساتھ رحمت نے مجھے جگانے سے روک دیا۔ اس نے کہا اے سلمان! تو ہلاک ہو، میں اسے ناپسند کرتا ہوں کہ زمانہ میں سے کوئی وقت ایسا فوت ہو جائے جس میں میں نے اللہ تعالیٰ کے لیے خیر کا عمل نہ کیا ہو۔

پھر اس نے مجھ سے کہا اے سلمان! یہ بات خوب ذہن نشین کر لو کہ آج سب سے افضل دین نصرانیت ہے۔ میں نے کہا آج کے بعد ایک ایسا دین بھی ہو گا جو نصرانیت سے بھی افضل ہو گا؟ یہ ایسی بات تھی جو میری زبان پر القاء کر دی گئی تھی اس نے کہا ہاں۔ امید ہے کہ ایک نبی مبعوث کیا جائے جو ہدیہ کھائے گا اور صدقہ نہیں کھائے گا۔ اس کے دونوں کندھوں کے درمیان نبوت کی مہر ہو گی۔ جب تو اسے پائے تو ان کی اتباع کرنا اور اُس کی تصدیق کرنا۔ میں نے پوچھا اگر وہ مجھے نصرانیت چھوڑنے کا حکم دے؟ فرمایا ہاں۔ کیوں کہ وہ اللہ تعالیٰ کا نبی ہے۔ وہ حق کا حکم دیتا ہے، وہ حق کی بات ہی کہتا ہے، اللہ کی قسم! اگر میں اس کو پا لیتا پھر وہ مجھے حکم دیتا کہ میں آگ میں چھلانگ لگا دوں تو میں اس میں چھلانگ لگا دیتا۔

پھر ہم بیت المقدس سے نکلے۔ ہم اسی اپاہج کے پاس سے گزرے۔ اس اپاہج نے اسے کہا تو داخل ہوا مجھے کچھ عطا نہ کیا۔ اب نکل رہا ہے تو مجھے عطا کر۔ وہ متوجہ ہوا اس کے اردگرد کسی کو نہ دیکھا اور کہا مجھے اپنا ہاتھ دے۔ اس نے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا "قم باذن اللہ" وہ اپاہج تندرست ہو گیا۔ وہ اپنے گھر والوں کی طرف چلا۔ میں نے اپنی نظر اس کے پیچھے لگا دی۔ وجہ تعجب کا اظہار کیا تھا جو میں نے اس سے دیکھتا تھا۔ میرا ساتھی نکلا۔ بہت تیز چلا۔ میں بھی اس کے پیچھے ہو لیا۔ بنو کلب کا ایک قافلہ مجھے ملا۔ انہوں نے مجھے قیدی بنا لیا اور ایک اونٹ پر باندھ دیا اور میری مشکیں کس دیں۔ میں بکتا چلتا آیا یہاں تک کہ میں مدینہ آ پہنچا۔ ایک انصاری نے مجھے خرید لیا۔ اس نے مجھے اپنے کھجور کے باغ میں کام پر لگا دیا۔ میں

اس میں رہتا تھا۔ میں ایک درہم کے کھجور کے پتے لیتا۔ پھر انہیں دو درہم میں بیچ دیتا۔ ایک درہم کے پھر پتے خرید لیتا اور ایک درہم خرچ کر دیتا۔ میں یہ بات پسند کرتا کہ میں اپنے ہاتھ کی کمائی کھاؤں ہم مدینہ طیبہ میں ہی تھے کہ ہمیں یہ خبر پہنچی کہ مکہ مکرمہ میں ایک آدمی ظاہر ہوا ہے جو یہ اعلان کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے مبعوث کیا ہے۔ ہم اس حال میں ٹھہرے رہے جتنا عرصہ اللہ تعالیٰ نے چاہا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے ہجرت کی اور ہمارے پاس تشریف لے آئے۔ میں نے کہا میں اس کا ضرور تجربہ کروں گا۔ میں بازار گیا۔ اونٹ کا گوشت خریدا۔ پھر آٹا پیسا۔ ایک پیالہ ثرید کا بنایا۔ اسے اپنے کندھے پر اٹھایا۔ آپ کی خدمت میں لایا یہاں تک کہ میں نے آپ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا ہے؟ کیا یہ صدقہ ہے یا ہدیہ؟ میں نے عرض کی یہ صدقہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ سے فرمایا بسم اللہ کر کے کھاؤ۔ خود رُک گئے اور اسے نہ کھایا۔ میں چند دن ٹھہر گیا۔ میں نے ایک درہم کے بدلے میں گوشت خریدا اسی جیسا بنایا۔ اسے اٹھایا یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت لایا اور آپ کے سامنے رکھ دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا یہ کیا ہے؟ کیا یہ صدقہ ہے یا ہدیہ؟ میں نے عرض کی یہ ہدیہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا بسم اللہ پڑھ کے کھاؤ اور خود بھی ساتھ ہی کھایا۔ میں نے کہا اللہ کی قسم! یہ ہدیہ کھاتا ہے صدقہ نہیں کھاتا میں نے آپ کے کندھوں کے درمیان کبوتر کے انڈے جتنی مہر نبوت دیکھی تو میں اسلام لے آیا۔

میں نے اسی دن عرض کی تھی یا رسول اللہ! ﷺ نصاریٰ کیسی قوم ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ان میں کوئی بھلائی نہیں اور نہ ہی ان میں کوئی بھلائی ہے جو ان سے محبت کرتا ہے۔ میں نے اپنے دل میں کہا اللہ کی قسم! میں تو ان سے محبت کرتا ہوں۔ کہا یہ وہ وقت تھا جب رسول اللہ ﷺ نے لشکر بھیجے اور تلوار سونتی تھی۔ ایک لشکر جاتا اور دوسرا واپس آتا تھا جبکہ تلوار خون ٹپکا رہی تھی۔ میں نے کہا میرے بارے میں باتیں کی جاتی ہیں کہ میں ان سے محبت کرتا ہوں۔ آپ میری طرف آدمی بھیجیں گے اور میری گردن اڑا دیں گے۔ میں گھر میں بیٹھ گیا ایک دن رسول اللہ ﷺ کا آدمی آیا۔ اس نے کہا اے سلمان! رسول اللہ ﷺ کے حکم کی تعمیل کرو۔ میں نے کہا اللہ کی قسم! اس سے میں ڈرتا ہوں۔ میں نے کہا ٹھیک ہے، تم چلو میں تمہیں پیچھے سے ملتا ہوں۔ اس نے کہا اللہ کی قسم! نہیں میں اس وقت تک نہیں جاؤں گا یہاں تک کہ تو آئے۔ میں دل میں سوچ رہا تھا اگر وہ چلا جاتا تو میں بھاگ جاتا۔

وہ مجھے ساتھ لے گیا یہاں تک کہ میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ جب رسول اللہ ﷺ نے مجھے دیکھا تو تبسم فرمایا اور مجھے کہا اے سلمان! خوش ہو جاؤ، اللہ تعالیٰ نے تیری مصیبت کو دور کر دیا۔ پھر یہ آیت تلاوت کی۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے! میں نے اپنے ساتھی کو یہ کہتے ہوئے

سنا تھا اگر میں اس کو پاتا اور مجھے حکم دیتے کہ میں جہنم میں کود جاؤں تو میں آگ میں کود جاتا۔ وہ نبی ہے حق بات ہی کہتا ہے اور حق بات کا ہی حکم دیتا ہے (۱)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت سدیؒ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ آیت ﴿الذین اتینھم الکتب من قبلہ﴾ حضرت عبداللہ بن سلامؓ کے حق میں نازل ہوئی۔ جب انہوں نے اسلام قبول کیا تو یہ بات پسند کی کہ یہودیوں میں ان کا جو مقام و مرتبہ ہے اس کے بارے میں نبی کریم ﷺ کو آگاہ کریں۔ اس نے اپنے اور یہودیوں کے درمیان پردہ ڈال لیا۔ نبی کریم ﷺ نے اس سے کلام کی اور انہیں اسلام کی دعوت دی تو انہوں نے انکار کر دیا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا مجھے عبد اللہ بن سلام کے بارے میں بتاؤ۔ وہ تم میں کیسا ہے؟ انہوں نے کہا وہ ہمارا سردار اور ہم سب سے زیادہ عالم ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا مجھے بتاؤ اگر وہ مجھ پر ایمان لے آئے اور میری تصدیق کرے تو تم کیا کرو گے؟ انہوں نے کہا وہ ایسا نہیں کرے گا۔ کیونکہ وہ ہم سے زیادہ سمجھدار ہے کہ وہ اپنا دین چھوڑے اور تیری پیروی کرے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اگر وہ ایسا کرے تو پھر اپنی رائے بتاؤ؟ انہوں نے کہا وہ ایسا نہیں کرے گا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اگر وہ اسلام قبول کرے تو تمہاری کیا رائے ہوگی؟ تو انہوں نے جواب دیا تو پھر ہم بھی ایسا ہی کریں گے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اے عبداللہ بن سلامؓ! نکلو۔ حضرت عبداللہ بن سلامؓ نکلے اور عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ اپنا ہاتھ بڑھایئے میں گواہی دیتا ہوں لاالہ الااللہ وانت رسول اللہ اس نے نبی کریم ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ تو وہ آپ پر ٹوٹ پڑے اور آپ کو گالیاں دیں اور کہا اللہ کی قسم! اس سے بڑھ کر ہم سے کوئی کم علم نہیں اور اللہ تعالیٰ کی کتاب سے زیادہ جاہل نہیں۔ نبی کریم ﷺ نے پوچھا کیا تم ابھی اس کی تعریف نہیں کر رہے تھے؟ انہوں نے کہا ہمیں اس بات سے حیا آ رہی تھی کہ تم یہ کہو کہ تم اپنے ساتھی کی عدم موجودگی میں غیبت کرتے ہو۔ وہ عبداللہؓ کو گالیاں نکالنے لگے امین بن یامین اٹھا اور اس نے کہا میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ عبداللہ بن سلامؓ سچا ہے، اپنا ہاتھ بڑھایئے اور نبی کریم ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں یہ آیت نازل کیا ﴿الذین اتینھم الکتب .....من قبلہ مسلمین﴾ یعنی حضرت ابراہیمؑ، حضرت اسماعیلؑ، حضرت موسیٰؑ، حضرت عیسیٰؑ اور ان کی امتیں اور وہ جو رسول اللہ ﷺ کے دین پر تھے (۲)

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ربیع بن انسؒ سے روایت نقل کی ہے کہ ﴿اولئك یوتون اجرھم﴾ کا مصداق جو فقرۂ وحی کے دور اسلام سے وابستہ رہے، اس پر قائم رہے، جو انہیں اذیتیں دی گئیں وہ ان پر صبر کرتے رہے یہاں

---

(۱) المعجم الکبیر، ۶:۲۴۱ رقم (۶۱۱۰)

التاریخ الکبیر، ۹:۱۹۸۔ تاریخ بغداد، باب: ذکر من اسمہ سلامۃ، ۹:۱۹۸

(۲) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ القصص، ۹:۲۹۸۹ رقم (۱۶۹۷۹)

تک کہ ان میں سے کچھ لوگوں نے نبی کریم ﷺ کے زمانہ کو پایا(۱)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت سعید بن جبیرؒ سے روایت نقل کی ہے کہ جب حضرت جعفرؓ اور آپ کے ساتھ نجاشیؓ کے پاس آئے، انہیں ٹھہرایا اور اچھا برتاؤ کیا، جب واپس جانے کا ارادہ کیا تو اس کی مملکت کے جو لوگ ایمان لائے تھے۔ انہوں نے کہا ہمیں اجازت دیجئے کہ سمندری سفر میں ہم ان کے ساتھی بنیں، اس نبی کے پاس حاضر ہوں اور آپ کے ساتھ عہد و پیمان کریں۔ وہ چلے اور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ غزوہ احد اور خیبر میں آپ کے ساتھ رہے۔ ان میں سے کسی کو کوئی تکلیف نہ پہنچی۔ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے عرض کی: ہمیں اجازت دیجئے ہم اپنے علاقے میں چلے جائیں۔ ہمارے وہاں اموال ہیں جنہیں ہم لے آئیں اور مہاجرین پر خرچ کریں گے۔ ہم انہیں سخت تنگی میں دیکھتے ہیں نبی کریم ﷺ نے انہیں اجازت دے دی۔ وہ لوگ چلے گئے۔ وہ اپنے مال لے آئے اور مہاجرین پر انہیں خرچ کیا۔ ان کے بارے میں یہ آیت ﴿اولئك يوتون اجرهم مرتين بما صبروا ويدرءون بالحسنة السيئة ومما رزقنٰهم ينفقون﴾ نازل ہوئی (۲)۔

امام ابن ابی شیبہؒ اور ابن منذرؒ نے حضرت مجاہدؒ سے روایت نقل کی ہے کہ مشرکوں میں سے ایک جماعت مسلمان ہوئی۔ مشرک انہیں اذیت دیئے کرتے تھے۔ تو یہ آیت ان کے بارے میں نازل ہوئی (۳)۔

امام عبد بن حمیدؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت مجاہدؒ سے ﴿واذا سمعوا اللغوا عرضوا عنه﴾ کے بارے میں یہ روایت نقل کی ہے کہ اہل کتاب میں سے کچھ لوگوں نے اسلام قبول کیا۔ یہودیوں میں سے کچھ لوگ جب ان کے پاس سے گزرے تو انہیں گالیاں دیتے۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے، میں یہ آیت نازل فرمائی (۴)۔

امام عبد بن حمیدؒ نے قتادہؒ سے روایت نقل کی ہے ﴿سلم عليكم لا نبتغى الجهلين﴾ آیت سے مراد جاہلوں اور باطل پرستوں پر ان کے باطل کی وجہ سے ظلم نہیں کیا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کی جانب سے ایسا پیغام آیا جس نے انہیں ہلاک کر دیا (۵)۔

---

(۱) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ القصص، ۹: ۲۹۹۰ رقم (۱۶۹۸۶)
(۲) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ القصص، ۹: ۲۹۹۰ رقم (۱۶۹۹۲)
(۳) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ القصص، ۹: ۲۹۹۰ رقم (۱۶۹۹۲) [عن سعید بن جبیر]
(۴) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ القصص، ۹: ۲۹۹۰ رقم (۱۶۹۹۳)
(۵) تفسیر الطبری، سورۃ القصص، ۱۰: ۸۰

امام احمدؒ، امام بخاریؒ، امام مسلمؒ، امام ترمذیؒ، امام نسائیؒ، ابن ماجہؒ، ابن مردویہؒ اور بیہقیؒ نے حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تین قسم کے افراد وہ ہیں جنہیں دو دفعہ اجر دیا جائے گا: ایک وہ جو اہل کتاب میں سے وہ پہلی اور دوسری کتاب پر ایمان لایا، دوسرا وہ جس کی ایک لونڈی ہو جس کو اس نے ادب سکھایا اور بہترین ادب سکھایا۔ پھر اس نے اسے آزاد کیا۔ پھر اس سے شادی کی، تیسرا وہ جو کسی کا غلام ہو جس نے اپنے رب کی بہترین عبادت کی اور اپنے آقا کے لیے بھی مخلص رہا(۱)۔

امام احمدؒ اور طبرانیؒ نے حضرت ابو امامہؓ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اہل کتاب میں سے جو اسلام لایا اس کے لیے دو اجر ہیں (۲)۔

إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ ﴿٥٦﴾

"(اے محمد ﷺ) تم جس کو دوست رکھتے ہو اُسے ہدایت نہیں کر سکتے بلکہ خدا ہی جس کو چاہتا ہے ہدایت کرتا ہے اور وہ ہدایت پانے والوں کو خوب جانتا ہے"[۵۶]

---

(۱) مسند احمد، کتاب: مسند الکوفیین، باب: حدیث ابی موسیٰ اشعری، رقم (۱۹۱۳۷)
جامع صحیح، کتاب: الجہاد والسیر، باب: فضل من اسلم من اہل الکتابین، رقم (۲۸۴۹)
صحیح مسلم، کتاب: الایمان، باب: وجوب الایمان برسالۃ نبینا محمد ﷺ الیٰ جمیع الناس، رقم (۱۵۴)
سنن الترمذی، کتاب: ماجاء فی الفضل فی ذٰلک، رقم (۱۱۱۶)
المجتبیٰ من السنن، کتاب: النکاح، باب: عتق الرجل جاریتہ ثم یتزوجہا، رقم (۱۳۵۱۶)
سنن ابن ماجۃ، کتاب: النکاح، باب: الرجل یعتق امتہ ثم یتزوجہا رقم (۱۹۵۶)
امام ترمذیؒ نے مذکورہ حدیث پر حکم لگاتے ہوئے لکھا ہے: قال ابو عیسیٰ حدیث حسن صحیح وابو بردہ بن ابی موسیٰ اسمہ عامر بن قیس وروی شعبۃ وسفیان الثوری ہذا الحدیث عن صالح بن صالح بن حی وصالح بن حی ہو والد الحسن بن صالح بن حی [سنن الترمذی : کتاب: ماجاء فی الفضل فی ذٰلک، رقم (۱۱۱۶)] ۔۔شیخ البانیؒ نے مذکورہ حدیث کو صحیح شمار کیا ہے۔[صحیح الترغیب والترھیب، ۲:۱۸۴ رقم (۱۸۸۲)]

(۲) مسند احمد، باقی مسند الانصار، باب: حدیث ابی امامۃ الباھلی، رقم (۲۱۷۳۱)
المعجم الکبیر، ۸:۱۹۰ رقم (۷۷۸۶)
رواہ احمد وطبرانی فی الکبیر وفیہ القاسم ابو عبدالرحمٰن وقد ضعفہ احمد وغیرہ[المجمع الزوائد، ج ۱، ص ۲۷۴ رقم (۳۳۴)

امام عبد بن حمیدؒ، امام مسلمؒ، امام ترمذیؒ، ابن ابی حاتمؒ، ابن مردویہؒ اور بیہقی نے "دلائل" میں حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت نقل کی ہے کہ ابو طالب کی وفات کا وقت قریب ہوا۔ نبی کریم ﷺ آپ کے پاس آئے اور کہا اے چچا لا الـــــہ الا اللہ کہو۔ میں قیامت کے روز تیرے حق میں گواہی دوں گا۔ تو ابو طالب نے کہا اگر قریش مجھے عار نہ دلاتے تو وہ کہتے ہیں موت کے خوف نے اسے اس بات پر برانگیختہ کیا ہے تو میں تیری آنکھ ٹھنڈا کرتا۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت آپ پر نازل کی (۱)۔

امام ابن ابی شیبہؒ، امام احمدؒ، امام بخاریؒ، امام مسلمؒ، امام نسائیؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ، ابن ابی حاتمؒ، ابو الشیخؒ، ابن مردویہؒ اور بیہقیؒ نے حضرت ابن مسیبؒ سے اسی قسم کی روایت نقل کی ہے (۲)۔

امام ابن مردویہؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت ابو طالب کے حق میں نازل ہوئی (۳)۔

امام سعید بن منصورؒ، عبد بن حمیدؒ اور ابو داؤدؒ نے "قدر" میں امام نسائیؒ، ابن منذرؒ اور ابن مردویہؒ نے حضرت ابو سعید رافع سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت ابن عمرؓ سے پوچھا کیا یہ آیت ابو طالب کے حق میں نازل ہوئی؟ تو انہوں نے جواب دیا: ہاں (۴)۔

---

(۱) صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب: الدلیل علیٰ صحۃ الاسلام، رقم (۲۵)
سنن الترمذی، کتاب: تفسیر القرآن عن رسول اللہ ﷺ باب: ومن سورۃ القصص، رقم (۳۱۸۸)
تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ القصص، ۹: ۲۹۹۴ رقم (م ۱۷۰۰۰)
امام ترمذیؒ نے مذکورہ حدیث پر حلم لگاتے ہوئے لکھا ہے: قال ابو عیسیٰ هذا حديث حسن غريب لا نعرفه الامن حديث يزيد بن كيسان ، [سنن الترمذی: كتاب: تفسير القرآن عن رسول الله ﷺ باب: ومن سورة القصص، رقم (۳۱۸۸)

(۲) مسند احمد، کتاب: باقی مسند الانصار، باب: حدیث مسیب بن حزن، رقم (۲۳۷۲۴)
صحیح بخاری، کتاب: الجنائز، باب: اذا قال المشرک عند الموت لا الہ الا اللہ، رقم (۱۲۹۴)
صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب: الدلیل علیٰ صحۃ الاسلام، رقم (۳۹)
المجتبیٰ من السنن، کتاب: الجنائز، باب: النھی عن الاستغفار للمشرکین، رقم (۲۰۳۵)
تفسیر الطبری، سورۃ القصص، باب: ۱۰: ۸۸ رقم (۲۷۵۲۲)
تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ القصص، ۹: ۲۹۹۴ رقم (۱۷۰۰۲)

(۳) البحر المحیط، سورۃ القصص، ۸: ۳۱۵

(۴) سنن النسائی الکبریٰ، ۶: ۴۲۵، رقم (۱۱۳۸۴)

امام ابن عساکرؒ نے حضرت ابوسعید رافعؓ (۱) سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت ابن عمرؓ سے اس آیت کے بارے میں پوچھا کہ کیا یہ آیت ابوجہل اور ابوطالب کے بارے میں نازل ہوئی ہے؟ فرمایا: ہاں (۲)۔

امام فریابیؒ، ابن ابی شیبہؒ، عبد بن حمیدؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے مجاہدؒ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ابوطالب سے کہا کلمہ اخلاص کہو، میں قیامت کے روز اس کے ساتھ تیری طرف سے جھگڑا کروں گا۔ ابوطالب نے کہا اے بھتیجے! بزرگوں کا دین۔ ﴿وھو اعلم بالمھتدین﴾ یعنی وہ زیادہ جانتا ہے کہ کس کے لیے اس نے ہدایت اور گمراہی کو مقدر کیا ہے (۳)۔

امام عبد بن حمیدؒ نے حضرت قتادہؒ سے روایت نقل کی ہے کہ ہمارے سامنے یہ بات کی گئی کہ یہ آیت رسول اللہ ﷺ کے چچا ابوطالب کے حق میں نازل ہوئی۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کی موت کے وقت ان سے التماس کی تھی کہ وہ لا الہ الا اللہ کہہ دے تاکہ اس کے حق میں شفاعت حلال ہو جائے۔ تو ابوطالب نے یہ بات تسلیم کرنے سے انکار کر دیا تھا (۴)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت قتادہؒ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ ﴿انك لا تھدی من احببت﴾ یہ ابوطالب کے بارے میں ہے ﴿ولکن اللہ یھدی من یشاء﴾ اس کا مصداق حضرت عباس ہیں (۵)۔

امام ابوسہل السری بن سہل (۶) جندیسابوری "خامس" میں عبد القدوس (۷) کی سند سے وہ ابوصالح سے وہ حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ یہ آیت ابوطالب کے حق میں نازل ہوئی۔ نبی کریم ﷺ نے

---

(۱) ابوسعید بن رافع الحجازی المدنی، آپ ایک تابعی اور ثقہ راوی الحدیث تھے۔ امام ابن حجرؒ نے آپ کو الطبقۃ الرابعۃ میں شامل کیا ہے۔ [تقریب التھذیب، ۱:۶۴۳ رقم (۸۱۲۱)]

(۲) تاریخ دمشق، ۳۱:۳۹۹

تاریخ دمشق، ۶۶:۳۳۳

(۳) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ القصص، ۹:۲۹۹۴ رقم (۱۷۰۰۱)

(۴) تفسیر الطبری، سورۃ القصص، ۱۰:۸۱

(۵) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ القصص، ۹:۲۹۹۴ رقم (۱۷۰۰۴)

(۶) ابوسھل السری بن سھل، مؤذن بخاریٰ، احمد بن حفص اور حسن بن عثمان آپ کے اساتذہ اور محمد بن سعید بن محمود آپ کے شاگردوں میں شمار ہوتا تھا۔ [اکمال الکمال، ۷:۳۲]

(۷) تراجم کی کتب میں آپ کی شخصیت متعین نہ ہو سکی۔

حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ یہ آیت ابو طالب کے حق میں نازل ہوئی۔ نبی کریم ﷺ نے ان سے اصرار کیا کہ وہ اسلام لائیں تو ابو طالب نے انکار کر دیا پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی۔ یعنی آپ کسی پر ہدایت کو لازم کرنے پر قادر نہیں جب کہ وہ اسے ناپسند کرنے والا ہو۔ آپ تو نذیر ہیں لیکن اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے ایمان کی ہدایت عطا فرما دیتا ہے(۱)۔

امام ابو سہلؒ نے حضرت عبد القدوسؒ کے طریق سے حضرت ابن عمرؓ سے بھی روایت کیا ہے کہ آیت کریمہ ابو طالب کے بارے میں اس کی موت کے وقت نازل ہوئی۔ جب کے نبی کریم ﷺ اس کے سرہانے کھڑے تھے اور کہہ رہے تھے اے چچا! لاالـــہ الااللہ کہہ دو۔ میں قیامت کر روز تیری شفاعت کروں گا۔ ابو طالب نے کہا نہیں میرے بعد قریش کی عورتیں مجھے عار دلائیں گی کہ میں موت کے وقت ڈر گیا تھا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا یعنی تو اس بات پر قادر نہیں کہ تو اس پر ہدایت کو لازم کرے جبکہ وہ خود شرک میں گرا جا رہا ہے۔ تو جبر سے اسے اسلام میں داخل نہیں کر سکتا یہاں تک کہ وہ خود اس کی خواہش کرے۔ اللہ تعالیٰ اسے کسی فعل پر مجبور کر سکتا ہے۔ کوئی انسان اس فعل کو کرنے والا نہیں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مشیت نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے باخبر کیا، وہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی طرح ہے﴿ لعلك باخع نفسك الا يكونوا مومنين ☆ان نشاننزل عليهم من السماء اية فظلت اعناقهم لها خضعين (۲)﴾ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کے بارے میں بتایا کہ اسے کوئی چیز عاجز نہیں کر سکتی (۳)۔

امام عقیلیؒ، ابن عدیؒ، ابن مردویہؒ، دیلمیؒ، ابن عساکرؒ اور ابن نجارؒ نے حضرت عمر بن خطابؓ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے داعی اور مبلغ بنا کر بھیجا گیا ہے۔ ہدایت کی ذمہ داری مجھ پر نہیں ہے۔ ابلیس کو مزین اور مبلغ بنا کر پیدا کیا گیا ہے۔ گمراہ کرنا اس کے اختیار میں نہیں ہے(۴)۔

---

(۱) تفسیر الطبری، سورۃ القصص، ۸۱:۱۰

(۲) القرآن الکریم، الشعراء، ۲۔۳

(۳) تفسیر الطبری، سورۃ القصص، ۸۱:۱۰

(۴) الکامل فی الضعفاء الرجال، ۳۹:۳ رقم (۵۹۷)

تاریخ دمشق، ۳۰۲:۵۶۔۳۰۳۔۔ضعفاء العقیلی، ۸:۲ رقم (۴۱۰)

وَقَالُوٓا إِن نَّتَّبِعِ الْهُدٰى مَعَكَ نُتَخَطَّفْ مِنْ أَرْضِنَا ط أَوَلَمْ نُمَكِّن لَّهُمْ حَرَماً اٰمِناً يُجْبٰٓى إِلَيْهِ ثَمَرٰتُ كُلِّ شَىْءٍ رِزْقاً مِن لَّدُنَّا وَلٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿٥٧﴾ وَكَمْ أَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ بَطِرَتْ مَعِيْشَتَهَا فَتِلْكَ مَسٰكِنُهُمْ لَمْ تُسْكَن مِّن بَعْدِهِمْ إِلَّا قَلِيْلاً وَكُنَّا نَحْنُ الْوٰرِثِيْنَ ﴿٥٨﴾ وَمَا كَانَ رَبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرٰى حَتّٰى يَبْعَثَ فِىٓ أُمِّهَا رَسُوْلاً يَتْلُوْ عَلَيْهِمْ اٰيٰتِنَا وَمَا كُنَّا مُهْلِكِى الْقُرٰٓى إِلَّا وَأَهْلُهَا ظٰلِمُوْنَ ﴿٥٩﴾ وَمَآ أُوْتِيْتُم مِّن شَىْءٍ فَمَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَزِيْنَتُهَا وَمَا عِندَ اللّٰهِ خَيْرٌ وَأَبْقٰى أَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿٦٠﴾

"اور کہتے ہیں کہ اگر ہم تمہارے ساتھ ہدایت کی پیروی کریں تو اپنے ملک سے اُچک لئے جائیں۔ کیا ہم نے اُن کو حرم میں جو امن کا مقام ہے جگہ نہیں دی۔ جہاں ہر قسم کے میوے پہنچائے جاتے ہیں (اور یہ) رزق ہماری طرف سے ہے لیکن اُن میں سے اکثر نہیں جانتے [۵۷] اور ہم نے بہت سی بستیوں کو ہلاک کر ڈالا جو اپنی (فراخی) معیشت میں اتر رہے تھے۔ سو یہ اُنکے مکانات ہیں جو اُنکے بعد آباد ہی نہیں ہوئے مگر بہت کم۔ اور اُنکے پیچھے ہم ہی اُنکے وارث ہوئے [۵۸] اور تمہارا پروردگار بستیوں کو ہلاک نہیں کیا کرتا۔ جب تک اُن کے بڑے شہر میں پیغمبر نہ بھیج لے جو اُنکو ہماری آیتیں پڑھ پڑھ کر سنائے اور ہم بستیوں کو ہلاک نہیں کیا کرتے مگر اس حالت میں کہ وہاں کے باشندے ظالم ہوں [۵۹] اور جو چیز تم کو دی گئی ہے وہ دنیا کی زندگی کا فائدہ اور اس کی زینت ہے۔ اور جو خدا کے پاس ہے وہ بہتر اور باقی رہنے والی ہے۔ کیا تم سمجھتے نہیں؟" [۶۰]

ابن جریرؒ، ابن ابی حاتمؒ اور ابن مردویہؒ حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ قریش کے کچھ آدمی تھے جنہوں نے نبی کریم ﷺ سے کہا اگر ہم آپ کی اتباع کریں تو لوگ ہمیں اچک لیں گے۔ تو اللہ تعالیٰ نے وقالوا ان نتبع کو نازل فرمایا (۱)۔

امام نسائیؒ اور ابن منذرؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ بات کہنے والا حارث بن عامر بن نوفل (۲) تھا (۳)۔

---

(۱) تفسیر الطبری، سورۃ القصص، ۱۰:۸۹ رقم (۲۷۵۳۲)
تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ القصص ۹:۲۹۹۵ رقم (۱۷۰۰۷)

(۲) حارث بن عامر بن نوفل قریش مکہ سے تعلق رکھتا تھا اور اسلام کے دشمنوں میں سے تھا۔ بدر کے عظیم معرکے میں مسلمانوں کے ہاتھوں قتل ہوا اور انتقاماً اس کی بیٹی نے وحشی کو حمزہؓ کو قتل کرنے کے لئے بھیجا تھا۔ [تاریخ دمشق، ۶۲:۴۰۲]

(۳) سنن النسائی الکبریٰ، ۶:۴۲۵ رقم (۱۱۳۸۵)

امام عبدالرزاقؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت قتادہؒ سے ﴿اولم نمکن لھم حرما امنا﴾ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اہل حرام امن میں تھے، جہاں چاہتے وہ جاتے۔ جب ان میں سے کوئی ایک سفر پر جاتا تو کہتا ہم اہل حرم میں سے ہیں تو کوئی بھی اس کے سامنے نہ آتا۔ جب کسی قبیلہ کا آدمی سفر پر جاتا تو اسے قتل کر دیا جاتا اور مال چھین لیا جاتا (۱)۔

امام عبد بن حمیدؒ نے حضرت قتادہؒ سے یہ تفسیر نقل کی ہے کہا وہ اس میں نہیں ہوتے تھے، حرم انہیں محفوظ رکھتا، نہ اس میں ان سے جنگ کی جاتی اور نہ ہی انہیں خوفزدہ کیا جاتا (۲)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن زیدؒ سے نتخطف کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ وہ ایک دوسرے پر شب خون مارتے (۳)۔

امام عبد بن حمیدؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے ثمرات کل شیء کا معنی زمین کے پھل لیے ہیں (۴)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت حسن بصریؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ابتدا میں ہی بستیاں ہلاک نہیں کر دیتا یہاں تک کہ ان میں رسول مبعوث فرمائے (۵)۔

امام عبد بن حمیدؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت قتادہؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اُم القریٰ سے مراد مکہ مکرمہ ہے، اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف حضرت محمد ﷺ کو رسول بنا کر مبعوث کیا (۶)۔

ابن ابی حاتمؒ نے ابن مردویہؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہم ایمان کے ساتھ بستی کو ہلاک نہیں کرتے بلکہ جب بستی والے ظلم کرتے ہیں، تو اللہ تعالیٰ ظلم کی وجہ سے بستی کو ہلاک فرماتا ہے۔ اگر اہل مکہ ایمان لے آئے تو دوسرے ہلاک ہونے والوں نہ ہوتے لیکن انہوں نے جھٹلایا اور ظلم کیا۔ اسی وجہ سے وہ ہلاک ہوئے (۷)۔

---

(۱) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ القصص، ۹: ۲۹۹۵ رقم (۱۷۰۰۹)
(۲) تفسیر الطبری، سورۃ القصص، ۱۰: ۸۴
(۳) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ القصص، ۹: ۲۹۹۵ رقم (۱۷۰۰۸)
(۴) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ القصص، ۹: ۲۹۹۶ رقم (۱۷۰۱۳)
(۵) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ القصص، ۹: ۲۹۹۷ رقم (۱۷۰۱۸)
(۶) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ القصص، ۹: ۲۹۹۷ رقم (۱۷۰۱۹)
(۷) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ القصص، ۹: ۲۹۹۸ رقم (۱۷۰۲۳)

أَفَمَنْ وَّعَدْنٰهُ وَعْداً حَسَناً فَهُوَ لَاقِيْهِ كَمَنْ مَّتَّعْنٰهُ مَتَاعَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ثُمَّ هُوَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مِنَ الْمُحْضَرِيْنَ ﴿٦١﴾

"بھلا جس شخص سے ہم نے نیک وعدہ کیا اور اُس نے اُسے حاصل کرلیا تو کیا وہ اس شخص کا سا ہے جس کو ہم نے دنیا کی زندگی کے فائدے سے بہرہ مند کیا پھر وہ قیامت کے روز اُن لوگوں میں ہو جو (ہمارے روبرو) حاضر کئے جائینگے"[٦١]

امام ابن جریرؒ نے مجاہدؒ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت نبی کریم ﷺ اور ابوجہل کے حق میں نازل ہوئی (۱)۔

ابن جریرؒ نے ایک اور سند سے مجاہدؒ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت حضرت حمزہؓ اور ابوجہل کے حق میں نازل ہوئی (۲)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت سدیؒ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ افمن وعدنه وعدا حسنا سے مراد حضرت حمزہ بن عبدالمطلب (۳) اور ﴿كمن متعنه متاع الحيوة الدنيا﴾ سے مراد ابوجہل بن ہشام ہے (۴)۔

عبد بن حمیدؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے قتادہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ ﴿افمن وعدنه وعدا حسنا فهو لاقيه﴾ سے مراد مومن ہے جس نے کتاب اللہ کو سنا، اس کی تصدیق کی اور اس کتاب میں خیر و جنت کا جو وعدہ کیا گیا اس پر ایمان لایا۔ ﴿كمن متعنه متاع الحيوة الدنيا﴾ سے مراد کافر ہے وہ مومن جیسا نہیں۔ پھر وہ قیامت کے روز عذاب میں حاضر ہونے والوں سے ہوگا (۵)۔

امام ابن ابی شیبہؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت مسروقؒ سے روایت نقل کی ہے کہ انہیں نے آیت کو یوں پڑھا ﴿افمن وعدنه وعدا حسنا فهو لاقيه﴾ (۶)۔

---

(۱) تفسیر الطبری، سورۃ القصص، ۹۲:۱۰ رقم (۲۷۵۴۵)

(۲) تفسیر الطبری، سورۃ القصص، ۹۲:۱۰ رقم (۲۷۵۴۷)

(۳) حمزۃ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف القرشی الھاشمی ابوعمارہ، نبی کریم ﷺ کے چچا اور رضاعی بھائی تھے۔ حضرت ثوبیہ نے دونوں کو دودھ پلایا تھا۔ بعثت کے دوسرے سال ایمان لائے اور نبی کریم ﷺ کی مدد کے لئے دن رات حاضر رہے تھے۔ غزوہ بدر میں شریک رہے تھے اور غزوہ اُحد میں شھادت کے درجے پر فائز ہوگئے۔ نبی کریم ﷺ نے آپؓ کو لیث اللہ کا لقب دیا تھا۔ [الاصابۃ فی تمیز الصحابہ، ۱۲۲:۲]

(۴) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ القصص، ۹، ص ۲۹۹۸ رقم (۱۷۰۲۹)

(۵) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ القصص، ۹:۲۹۹۹ رقم (۱۷۰۳۰)

(۶) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ القصص، ۹:۲۹۹۹ رقم (۱۷۰۳۰)

امام فریابیؒ، ابن ابی شیبہؒ، عبد بن حمیدؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت مجاہدؒ سے من المحضرین کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ جہنمی اس میں حاضر ہوں گے (۱)۔

امام بخاریؒ نے اپنی تاریخ میں حضرت عطاء بن سائبؒ (۲) سے روایت نقل کی ہے کہ میمون بن مہران جب آتا تو سالم براء (۳) کے پاس ٹھہرتا۔ ایک دفعہ آیا تو اسے نہ ملا۔ اس کی بیوی نے اسے کہا تیرا بھائی پڑھتا ہے ﴿افمن وعدنه وعدا حسنا فهو لا فيه كمن متعنه﴾ اس عورت نے کہا تو وہ کام میں مشغول ہو گیا (۴)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت مسعودؓ سے روایت نقل کی ہے کہ جو تم میں سے یہ طاقت رکھتا ہے کہ وہ اپنا خزانہ ایسی جگہ رکھے جہاں سے کیڑے نہ کھائیں تو وہ ایسا کرے (۵)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت کعب الاحبارؒ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ تورات میں لکھا ہوا ہے کہ اے ابن آدم! اپنا خزانہ میرے پاس رکھ دے تو وہ غرق ہوگا نہ جلے گا۔ میں تجھے واپس کردوں گا قیامت کے روز تو اس کا زیادہ محتاج ہوگا (۶)۔

امام مسلم اور امام بیہقیؒ نے الاسماء والصفات میں حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے ابن آدم! میں بیمار ہوا تو تو نے میری عیادت نہیں کی۔ بندہ کہے گا اے میرے رب! میں تیری کیسے عیادت کرتا جبکہ تو رب العلمین ہے؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا تجھے پتہ نہیں کہ میرا فلاں بندہ بیمار ہوا تو تو نے اسے کی عیادت نہ کی، کیا تجھے علم نہیں کہ اگر تو اس کی عیادت کرتا تو مجھے اس کے ہاں پاتا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا

---

(۱) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ القصص، ۹: ۲۹۹۹ رقم (۱۷۰۳۵)

(۲) عطاء بن سائب بن مالک ابو محمد یا [ابو سائب] الکوفی آپ کا تعلق صغار تابعین میں تھا۔ صحیح مسلم کے علاوہ باقی تمام صحاح کی کتابوں میں آپ کی روایتیں موجود ہیں۔ علامہ ابن حجرؒ نے آپ کے بارے میں لکھا ہے: صدوق اختلط من الخامسة، امام احمد نے ثقہ اور رجل صالح قرار دیا ہے۔ آپ ہر رات ایک مرتبہ قرآن ختم کیا کرتے تھے۔ ۱۳۶ھ کو وفات پا گئے تھے۔ [تھذیب التھذیب، ۱: ۳۹۱ رقم (۴۵۹۲)۔ لسان المیزان ۷: ۳۰۵ رقم (۴۰۴۰)]

(۳) سالم البراد ابو عبداللہ الکوفی، آپ کا شمار کبار تابعین میں ہوتا ہے۔ آپ روایت کردہ احادیث سنن ابوداود اور سنن نسائی میں موجود ہیں۔ آپ ایک ثقہ اور صالح روای حدیث تھے۔ امام عجلیؒ نے آپ کے بارے میں لکھا ہے: سالم البراد كوفي ثقة من كبار التابعين [العجلی، ابوالحسن احمد بن عبداللہ، معرفۃ الثقات، مکتبۃ الدار، المدینۃ المنورۃ، طبع اول (۱۹۸۵ء)، ج ۱، ص ۳۸۱ رقم (۵۳۷)]

(۴) التاریخ الکبیر، ۲: ۲۷۸ رقم (۲۴۵۸)

(۵) تفسیر ابن ابی حاتم، ۹: ۲۹۹۸ رقم (۱۷۰۲۵)

(۶) تفسیر ابن ابی حاتم، ۹: ۲۹۹۸ رقم (۱۷۰۲۶)

اے ابن آدم! میں نے تجھ سے پانی طلب کیا تو تو نے مجھے پانی نہ پلایا۔ بندہ عرض کرے گا اے میرے رب! میں تجھے کیسے پانی پلاتا جب کہ تو رب العلمین ہے؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیا تجھے علم نہیں کہ میرے فلاں بندے نے تجھ سے پانی مانگا تو تو نے اسے پانی نہ پلایا، کیا تجھے علم نہیں اگر تو اسے پانی پلاتا تو مجھے اس کے ہاں پاتا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے ابن آدم! میں نے تجھ سے کھانا طلب کیا تو نے مجھے کھانا نہ کھلایا۔ وہ عرض کرے گا: اے میرے رب! میں تجھے کیسے کھانا کھلاتا جب کہ تو رب العلمین ہے؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیا تجھے علم نہیں کہ میرے فلاں بندے نے تجھ سے کھانا طلب کیا تو تو نے اسے کھانا نہ کھلایا۔ اگر تو اسے کھانا کھلاتا تو مجھے اس کے ہاں پاتا(۱)۔

امام عبداللہ بن احمدؒ نے زوائد زہد میں حضرت عبداللہ بن عبید بن عمیرؒ سے روایت نقل کی ہے کہ قیامت کے روز لوگ جس حالت پر رہے اس میں سے زیادہ بھوکے، زیادہ پیاسے اور زیادہ ننگے ہوں گے۔ جس نے اللہ تعالیٰ کے لیے کھلایا ہوگا اللہ تعالیٰ انہیں کھلائے گا، جس نے اللہ تعالیٰ کے لیے پہنایا ہوگا اللہ تعالیٰ اسے پہنائے گا، جس نے اللہ تعالیٰ کے لیے پلایا ہوگا اللہ تعالیٰ اسے پلائے گا اور جو اللہ تعالیٰ کی رضا میں ہوگا اللہ تعالیٰ اس سے زیادہ اس سے راضی ہوگا(۲)۔

وَيَوْمَ يُنَادِيهِمْ فَيَقُولُ أَيْنَ شُرَكَآءِيَ الَّذِينَ كُنتُمْ تَزْعُمُونَ ﴿٦٢﴾ قَالَ الَّذِينَ حَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ رَبَّنَا هَؤُلَآءِ الَّذِينَ أَغْوَيْنَا أَغْوَيْنَاهُمْ كَمَا غَوَيْنَا تَبَرَّأْنَآ إِلَيْكَ مَا كَانُوٓا إِيَّانَا يَعْبُدُونَ ﴿٦٣﴾ وَقِيلَ ادْعُوا شُرَكَآءَكُمْ فَدَعَوْهُمْ فَلَمْ يَسْتَجِيبُوا لَهُمْ وَرَأَوُا الْعَذَابَ لَوْ أَنَّهُمْ كَانُوا يَهْتَدُونَ ﴿٦٤﴾

"اور جس روز (خدا) اُنکو پکاریگا اور کہیگا کہ میرے وہ شریک کہاں ہیں جن کا تمہیں دعویٰ تھا[۶۲] (تو) جن لوگوں پر (عذاب کا) حکم ثابت ہو چکا ہوگا وہ کہنگے کہ ہمارے پروردگار یہ وہ لوگ ہیں جن کو ہم نے گمراہ کیا تھا اور جس طرح ہم خود گمراہ ہوئے تھے اسی طرح اُن کو گمراہ کیا تھا (اب) ہم تیری طرف (متوجہ ہوکر) اُن سے بیزار ہوتے ہیں یہ ہمیں نہیں پُوجتے تھے[۶۳] اور کہا جائے گا کہ اپنے شریکوں کو بلاؤ۔ تو وہ اُن کو پکاریںگے اور وہ اُن کو جواب نہ دے سکیں گے اور (جب) عذاب کو دیکھ لینگے (تو تمنا کریں گے کہ) کاش وہ ہدایت یاب ہوتے"[۶۴]

---

(۱) صحیح مسلم، کتاب: البر والصلۃ والآداب، باب: فضل عیادۃ المریض، رقم (۲۵۶۹)

دلائل النبوۃ، ۲:۴، رقم (۴۶۰)

(۲) مسند الفردوس، ۵:۴۶۸۔۔ فتح القدیر، ۵:۴۱۸

امام عبد بن حمیدؒ، ابن منذر اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت قتادہؒ سے روایت نقل کی ہے کہ ﴿ویوم یناديهم فيقول اين شركاء ی الذين كنتم تزعمون﴾ کا مصداق بنو آدم ہیں اور ﴿قال الذين حق عليهم القول﴾ کا مصداق جن ہیں (۱)۔ ربنا هؤلاء الذين اغوينا اغوينهم اور بنی آدم سے کہا جائے گا: ادعوا شركائكم فدعوهم فلم يستجيبوا لهم وہ انہیں کوئی بھلائی کی بات کے ساتھ جواب نہ دیں گے (۲)۔

وَيَوْمَ يُنَادِيهِمْ فَيَقُولُ مَاذَآ أَجَبْتُمُ الْمُرْسَلِينَ ﴿٦٥﴾ فَعَمِيَتْ عَلَيْهِمُ الْأَنبَآءُ يَوْمَئِذٍ فَهُمْ لَا يَتَسَآءَلُونَ ﴿٦٦﴾ فَأَمَّا مَن تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ صَالِحاً فَعَسَىٰ أَن يَكُونَ مِنَ الْمُفْلِحِينَ ﴿٦٧﴾

"اور جس روز (خدا) اُن کو پکارے گا اور کہے گا کہ تم نے پیغمبروں کو کیا جواب دیا [٦٥] تو وہ اس روز خبروں سے اندھے ہو جائیں گے، اور آپس میں کچھ بھی پوچھ نہ سکیں گے [٦٦] لیکن جس نے توبہ کی اور ایمان لایا اور عمل نیک کئے تو اُمید ہے کہ وہ نجات پانے والوں میں ہو" [٦٧]

امام ابن مبارکؒ نے زہد میں، عبد بن حمیدؒ، نسائی، طبرانیؒ اور ابن مردویہؒ نے حضرت ابن مسعودؓ سے انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کی ہے، کوئی آدمی نہیں ہوگا مگر اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ تنہائی میں بات کرے گا جس طرح تم میں سے کوئی چودھویں رات کو چاند کے ساتھ تنہا سرگوشیاں کرتا ہے۔ وہ کہے گا اے ابن آدم! کس چیز نے تجھے مجھ سے دھوکہ میں ڈالا؟ اے ابن آدم! کس وجہ سے تو نے یہ کام کیا؟ اے ابن آدم! تو نے رسولوں کو کیا جواب دیا؟ (۳)۔

امام فریابیؒ، عبد بن حمیدؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت مجاہدؒ سے الانباء کا معنی دلائل نقل کیا ہے: اس روز نسب کے بارے میں نہیں پوچھا جائے گا (۴)۔

---

(۱) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ القصص ۹: ۳۰۰۰ رقم (۱۷۰۳۹)

(۲) تفسیر ابن ابی حاتم،، سورۃ القصص، ۹: ۳۰۰۰ رقم (۱۷۰۴۱)

(۳) الزهد لابن المبارک، ۱: ۱۳ رقم (۳۸)
المعجم الکبیر، ۹: ۱۸۲ رقم (۸۸۹۹)

(۴) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ القصص، ۹: ۳۰۰۰ رقم (۱۷۰۴۵)

وَرَبُّكَ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ وَيَخْتَارُ مَا كَانَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ سُبْحَنَ اللّٰهِ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُونَ ﴿٦٨﴾ وَرَبُّكَ يَعْلَمُ مَا تُكِنُّ صُدُوْرُهُمْ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ﴿٦٩﴾ وَهُوَ اللّٰهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ لَهُ الْحَمْدُ فِي الْأُولٰى وَالْاٰخِرَةِ وَلَهُ الْحُكْمُ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿٧٠﴾

"اور تمہارا پروردگار جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور (جسے چاہتا ہے) برگزیدہ کر لیتا ہے۔ ان کو (اس کا) اختیار نہیں ہے۔ یہ جو شرک کرتے ہیں خدا اس سے پاک اور بالاتر ہے [٦٨] اور ان کے سینے جو کچھ مخفی کرتے اور جو یہ ظاہر کرتے ہیں تمہارا پروردگار اس کو جانتا ہے [٦٩] اور وہی خدا ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں دنیا اور آخرت میں اسی کی تعریف ہے اور اسی کا حکم اور اُسی کو تم لوٹائے جاؤ گے" [٧٠]

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ارطاءؒ (١) سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے ابوعون حمصیؒ (٢) سے تقدیر کے بارے میں بات کی تو انہوں نے کہا تم کتاب اللہ کو نہیں پڑھتے ﴿وربك يخلق مايشاء ويختار ما كان لهم الخيرة﴾ (٣)

امام بخاریؒ، ابوداؤدؒ، امام ترمذیؒ، امام نسائیؒ، ابن ماجہؒ، ابن مردویہؒ اور بیہقیؒ نے حضرت جابر بن عبداللہؓ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں استخارہ کی اس طرح تعلیم دیا کرتے تھے جس طرح قرآن کی سورت کی تعلیم دیا کرتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے جب تم میں سے کوئی کسی کام کا ارادہ کرے تو دو رکعت نماز نفل پڑھے پھر یہ دعا مانگے

"اللهم انی استخیرك بعلمك، واستقدرك بقدرتك واسالك من فضلك العظيم فانك تقدر ولا اقدر وتعلم ولا اعلم وانت علام الغيوب اللهم ان كنت تعلم ان هذاالامر خير لی فی دينی ومعاشی وعاقبة امری وعاجل امری واجله،فاقدره لی ويسره لی،وان كنت تعلم ان هذا الامر شرلی فی دينی ومعاشی وعاقبة امری وعاجل امری واجعله فاصرفه عنی، واصرفنی عنه واقدرلی الخير حيث كان وارضنی به" **اور اپنی حاجات کا نام لے** (٤)۔

---

(١) ارطاء بن المنذر بن الاسود بن ثابت السکونی، ابوعدی الشامی الحمصی، آپ نے ثوبان [مولیٰ النبی ﷺ] ابوامامۃ الباھلی اور عبداللہ بن بسر المازنی کو دیکھا تھا۔ امام احمدؒ نے آپ کو [ثقة ثقة] کہا ہے۔ آپ ایک زاھد اور عابد کی حیثیت جانے جاتے تھے۔ امام ابن حبان کے [الثقات] میں ذکر کیا ہے۔ [تھذیب التھذیب، ١:١٧٣ رقم (٣٧٣)]

(٢) ابوعون الاعور الانصاری الشامی الحمصی آپ کا نام عبداللہ بن ابی عبداللہ تھا۔ علامہ ابن حجرؒ نے آپ کو مقبول قرار دیا ہے۔ سنن نسائی میں آپ کی روایت موجود ہے۔ [تقریب التھذیب، ١:٦٦٢ رقم (٨٢٨٧)۔ تھذیب التھذیب، ١٢:١٩١]

(٣) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ القصص، ٩:٣٠٠٠ رقم (١٧٠٤٥٤)

(٤) صحیح البخاری: کتاب: الدعوات، باب: الدعاء عند الاستخارۃ، رقم (٦٠١٩)

قُلْ أَرَأَيْتُمْ إِن جَعَلَ اللَّهُ عَلَيْكُمُ اللَّيْلَ سَرْمَداً إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ مَنْ إِلَهٌ غَيْرُ اللَّهِ يَأْتِيكُم بِضِيَآءٍ أَفَلَا تَسْمَعُونَ ﴿٧١﴾ قُلْ أَرَأَيْتُمْ إِن جَعَلَ اللَّهُ عَلَيْكُمُ النَّهَارَ سَرْمَداً إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ مَنْ إِلَهٌ غَيْرُ اللَّهِ يَأْتِيكُم بِلَيْلٍ تَسْكُنُونَ فِيهِ أَفَلَا تُبْصِرُونَ ﴿٧٢﴾ وَمِن رَّحْمَتِهِ جَعَلَ لَكُمُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ لِتَسْكُنُوا فِيهِ وَلِتَبْتَغُوا مِن فَضْلِهِ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ﴿٧٣﴾ وَيَوْمَ يُنَادِيهِمْ فَيَقُولُ أَيْنَ شُرَكَآءِيَ الَّذِينَ كُنتُمْ تَزْعُمُونَ ﴿٧٤﴾ وَنَزَعْنَا مِن كُلِّ أُمَّةٍ شَهِيداً فَقُلْنَا هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ فَعَلِمُوا أَنَّ الْحَقَّ لِلَّهِ وَضَلَّ عَنْهُم مَّا كَانُوا يَفْتَرُونَ ﴿٧٥﴾

" کہو بھلا دیکھو تو اگر خدا تم پر ہمیشہ قیامت کے دن تک رات (کی تاریکی) کئے رہے تو خدا کے سوا کون معبود ہے جو تم کو روشنی لا دے۔ تو کیا تم سنتے نہیں [۷۱] کہو تو بھلا دیکھو تو اگر خدا تم پر ہمیشہ قیامت تک دن کئے رہے تو خدا کے سوا کون معبود ہے کہ تم کو رات لا دے جس میں تم آرام کرو۔ تو کیا تم دیکھتے نہیں [۷۲] اور اس نے اپنی رحمت سے تمہارے لئے رات کو اور دن کو بنایا تاکہ تم اس میں آرام کرو اور (اس میں) اُس کا فضل تلاش کرو اور تاکہ شُکر کرو [۷۳] اور جس دن وہ اُن کو پکارے گا اور کہے گا کہ میرے وہ شریک جن کا تمہیں دعوٰی تھا کہاں ہیں [۷۴] اور ہم ہر ایک اُمت میں سے گواہ نکال لیں گے پھر کہیں گے کہ اپنی دلیل پیش کرو تو وہ جان لیں گے کہ سچ بات خدا کی ہے اور جو کچھ وہ افترا کیا کرتے تھے اُن سے جاتا رہیگا" [۷۵]

امام ابن منذرؒ اور امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے سرمدا کا معنی ہمیشہ کیا ہے (۱)۔

امام فریابیؒ، عبد بن حمیدؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت مجاہد سے سرمدا کا معنی ہمیشہ جو ختم نہ ہو نقل کیا ہے (۲)۔

سنن ابی داود: کتاب: الصلاۃ، باب: کیف الاستخارۃ، رقم (۳۲۵۳)

سنن الترمذی: کتاب: الصلاۃ، باب: ماجاء فی صلاۃ الاستخارۃ رقم (۸۴۰)

سنن النسائی: کتاب: النکاح، باب: کیف الاستخارۃ، رقم (۳۲۵۳)

سنن ابن ماجۃ: کتاب: اقامۃ الصلاۃ والسنۃ فیھا، باب: ماجاء فی صلاۃ الاستخارۃ، رقم (۱۳۸۳)

سنن الکبریٰ البیھقی: ج ۵، ص ۲۴۹ رقم (۱۰۰۸۲)۔۔امام ترمذیؒ نے مذکورہ حدیث پر حکم لگاتے ہوئے لکھا ہے: قال وفی الباب عن عبداللہ بن مسعود وابی ایوب قال ابو عیسیٰ حدیث جابر حدیث حسن صحیح غریب لا نعرفہ لا من حدیث عبدالرحمٰن بن ابی المولیٰ، وھو شیخ مدینی ثقۃ روی عنہ سفیان حدیث وقد روی عن عبدالرحمٰن غیر واحد من الائمۃ وھو عبدالرحمٰن بن زید بن ابی المولیٰ [الترمذی: (۸۴۰)]۔۔امام شیخ البانی نے مذکورہ حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔[صحیح ابن ماجہ، ج ۱، ص ۲۳۱ رقم (۱۱۳۶)

(۱) تفسیر ابن ابی حاتم،، سورۃ القصص، ۹: ۳۰۰۳ رقم (۱۷۰۶۱)

(۲) تفسیر ابن ابی حاتم،، سورۃ القصص، ۹: ۳۰۰۳ رقم (۱۷۰۶۲)

امام عبد بن حمیدؒ نے حضرت قتادہؒ سے سرمدا کا معنی ہمیشہ نقل کیا ہے اور ضیاء کا معنی دن نقل کیا ہے(۱)۔

امام ابن منذرؒ نے حضرت ابن جریجؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ فیہ میں ضمیر سے مراد رات ہے۔﴿ ولتبتغوا من فضله﴾ یعنی دن کے وقت تم اللہ کا فضل تلاش کرو(۲)۔

امام فریابیؒ، ابن ابی شیبہؒ، عبد بن حمیدؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت مجاہدؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ شهيدا کا معنی رسول ہے(۳) فقلنا هاتوا برهانكم یعنی دلیل لاؤ جس کی وجہ سے تم عبادت کرتے ہو اور یہ باتیں کرتے ہو(۴)۔

امام عبد بن حمیدؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت قتادہؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ شهيدا نبی کے معنی میں ہے تاکہ وہ امت پر گواہی دے کہ اس نے اپنے رب کے پیغام کو پہنچا دیا ہے۔ برهان سے مراد دلیل ہے یعنی دلیل لاؤ(۵)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ﴿وضل عنهم ما كانوا يفترون﴾ کا یہ معنی نقل کرتے تھے کہ دنیا میں جو وہ جھوٹ بولا کرتے تھے قیامت کے روز وہ ان سے گم ہو جائیں گے(۶)۔

إِنَّ قَارُونَ كَانَ مِن قَوْمِ مُوسَىٰ فَبَغَىٰ عَلَيْهِمْ وَآتَيْنَاهُ مِنَ الْكُنُوزِ مَا إِنَّ مَفَاتِحَهُ لَتَنُوءُ بِالْعُصْبَةِ أُولِي الْقُوَّةِ إِذْ قَالَ لَهُ قَوْمُهُ لَا تَفْرَحْ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْفَرِحِينَ ﴿٧٦﴾ وَابْتَغِ فِيمَا آتَاكَ اللَّهُ الدَّارَ الْآخِرَةَ وَلَا تَنسَ نَصِيبَكَ مِنَ الدُّنْيَا وَأَحْسِن كَمَا أَحْسَنَ اللَّهُ إِلَيْكَ وَلَا تَبْغِ الْفَسَادَ فِي الْأَرْضِ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِينَ ﴿٧٧﴾ قَالَ إِنَّمَا أُوتِيتُهُ عَلَىٰ عِلْمٍ عِندِي أَوَلَمْ يَعْلَمْ أَنَّ اللَّهَ قَدْ أَهْلَكَ مِن قَبْلِهِ مِنَ الْقُرُونِ مَنْ هُوَ أَشَدُّ مِنْهُ قُوَّةً وَأَكْثَرُ جَمْعًا ۚ وَلَا يُسْأَلُ عَن ذُنُوبِهِمُ الْمُجْرِمُونَ ﴿٧٨﴾ فَخَرَجَ عَلَىٰ قَوْمِهِ فِي زِينَتِهِ ۖ قَالَ الَّذِينَ يُرِيدُونَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا يَا لَيْتَ لَنَا مِثْلَ مَا أُوتِيَ قَارُونُ إِنَّهُ لَذُو حَظٍّ عَظِيمٍ ﴿٧٩﴾ وَقَالَ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ وَيْلَكُمْ ثَوَابُ اللَّهِ خَيْرٌ لِّمَنْ

---

(۱) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ القصص، ۹: ۳۰۰۳ رقم (۱۷۰۶۳)

(۲) تفسیر قرطبی، سورۃ القصص، ۱۳: ۳۰۸

(۳) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ القصص، ۹: ۳۰۰۴ رقم (۱۷۰۶۸)

(۴) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ القصص، ۹: ۳۰۰۴ رقم (۱۷۰۷۰)

(۵) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ القصص، ۹: ۳۰۰۵ رقم (۱۷۰۶۹)

(۶) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ القصص، ۹: ۳۰۰۵ رقم (۱۷۰۷۳)

اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحاً وَلَا يُلَقَّهَآ إِلَّا الصَّبِرُونَ ﴿٨٠﴾ فَخَسَفْنَا بِهِ وَبِدَارِهِ الْأَرْضَ فَمَا كَانَ لَهُ مِن فِئَةٍ يَنصُرُونَهُ مِن دُونِ اللَّهِ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُنتَصِرِينَ ﴿٨١﴾ وَأَصْبَحَ الَّذِينَ تَمَنَّوْا مَكَانَهُ بِالْأَمْسِ يَقُولُونَ وَيْكَأَنَّ اللَّهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَن يَشَآءُ مِنْ عِبَادِهِ وَيَقْدِرُ لَوْلَآ أَن مَّنَّ اللَّهُ عَلَيْنَا لَخَسَفَ بِنَا وَيْكَأَنَّهُ لَا يُفْلِحُ الْكَفِرُونَ ﴿٨٢﴾

"قارُون موسیٰ کی قوم میں سے تھا اور اُن پر تعدّی کرتا تھا اور ہم نے اس کو اتنے خزانے دیئے تھے کہ اُن کی کنجیاں ایک طاقتور جماعت کو اُٹھانی مشکل ہوتیں جب اُس سے اس کی قوم نے کہا کہ اِترایئے مت۔ کہ خدا اِترانے والوں کو پسند نہیں کرتا[۷۶] اور جو (مال) تم کو خدا نے عطا فرمایا ہے۔ اس سے آخرت (کی بھلائی) طلب کیجئے اور دنیا سے اپنا حصّہ نہ بھلایئے اور جیسی خدا نے تم سے بھلائی کی ہے (ویسی) تم بھی (لوگوں سے) بھلائی کرو اور ملک میں طالب فساد نہ ہو۔ کیونکہ خدا فساد کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا[۷۷] بولا کہ (مال) مجھے میری دانش (کے زور) سے ملا ہے۔ کیا اُس کو معلوم نہیں کہ خدا نے اس سے پہلے بہت سی اُمتیں جو اس سے قوت میں بڑھ کر اور جمعیت میں بیشتر تھیں ہلاک کر ڈالی ہیں۔ اور گنہگاروں سے اُنکے گناہوں کے بارے میں پوچھا نہیں جائے گا[۷۸] تو ایک روز قارون (بڑی) آرائش (اور ٹھاٹھ) سے اپنی قوم کے سامنے نکلا جو لوگ دنیا کی زندگی کے طالب تھے کہنے لگے کہ جیسا (مال و متاع) قارُون کو ملا ہے کاش (ایسا ہی) ہمیں بھی ملے۔ وہ تو بڑا ہے صاحب نصیب ہے[۷۹] اور جن لوگوں کو علم دیا گیا تھا وہ کہنے لگے کہ تم پر افسوس۔ مومنوں اور نیکوکاروں کیلئے (جو) ثواب خدا (کے ہاں تیار ہے وہ) کہیں بہتر ہے۔ اور وہ صرف صبر کرنیوالوں ہی کو ملیگا[۸۰] پس ہم نے قارون کو اور اُسکے گھر کو زمین میں دھنسا دیا۔ تو خدا کے سوا کوئی جماعت اس کی مددگار نہ ہوسکی۔ اور نہ وہ بدلہ لے سکا[۸۱] اور وہ لوگ جو کل اُس کے رُتبے کی تمنا کرتے تھے صبح کو کہنے لگے ہائے شامت! خدا ہی تو اپنے بندوں میں سے جس کیلئے چاہتا ہے۔ رزق فراخ کو دیتا ہے اور (جسکے لئے چاہتا ہے) تنگ کر دیتا ہے۔ اگر خدا ہم پر احسان نہ کرتا تو ہمیں بھی دھنسا دیتا۔ ہائے خرابی! کافر نجات نہیں پاسکتے"[۸۲]

امام ابن ابی شیبہؒ نے "مصنف" میں ابن منذرؒ، ابن ابی حاتمؒ، حاکمؒ (جب کہ حاکمؒ نے اسے صحیح قرار دیا ہے) اور ابن مردویہؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ قارون حضرت موسیٰؑ کا چچازاد بھائی تھا۔ وہ علم کی خواہش رکھتا تھا۔ یہاں تک کہ اس نے علم کو جمع کیا۔ وہ اس طرح رہا یہاں تک کہ حضرت موسیٰؑ پر بغاوت کی اور اس سے حسد کیا۔ اسے حضرت موسیٰؑ نے کہا اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا کہ زکوٰۃ وصول کروں۔ تو قارون نے انکار کر دیا۔ اس نے کہا حضرت موسیٰ تمہارے اموال کھانا چاہتے ہیں۔ وہ تمہارے لیے نماز لائے۔ وہ تمہارے لیے اور چیزیں لائے۔ تو تم نے انہیں اپنے

ذمہ لے لیا۔ کیا تم اسے برداشت کرو گے کہ وہ تمہارے اموال لے؟ لوگوں نے کہا ہم اس کی طاقت نہیں رکھتے اب تیری کیا رائے ہے۔ قارون نے انہیں کہا میری رائے یہ ہے کہ میں بنی اسرائیل کی بدکارہ عورتوں میں سے ایک عورت کو پیغام بھیجوں۔ پھر ہم اسے حضرت موسیٰؑ کی طرف بھیجیں۔ وہ عورت آپ پر الزام لگائے کہ حضرت موسیٰؑ نے اس سے بدکاری کا ارادہ کیا۔ لوگوں نے اس بدکارہ کو پیغام بھیجا اور اسے کہا ہم تجھے منہ مانگی قیمت دیں گے۔ شرط یہ ہے کہ تو حضرت موسیٰ پر بدکاری کی تہمت لگا دے۔ عورت نے کہا ٹھیک ہے۔ قارون حضرت موسیٰؑ کے پاس آیا اور کہا بنی اسرائیل کو جمع کرو اور اللہ تعالیٰ نے تجھے جو حکم دیا ہے اس کے بارے میں انہیں بتاؤ۔ حضرت موسیٰؑ نے فرمایا ٹھیک ہے۔ حضرت موسیٰؑ نے انہیں جمع کیا۔ لوگوں نے حضرت موسیٰؑ سے کہا تیرے رب نے تجھے کس چیز کا حکم دیا ہے؟ حضرت موسیٰؑ نے فرمایا میرے رب نے مجھے یہ حکم دیا ہے کہ تم اللہ کی عبادت کرو، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ، صلہ رحمی کرو اسی طرح دوسری باتیں ذکر کیں، اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ بھی حکم دیا ہے جب بدکار بدکاری کرے جبکہ وہ شادی شدہ ہو تو اسے رجم کر دیا جائے۔ لوگوں نے کہا اگرچہ بدکاری کرنے والے آپ ہوں۔ حضرت موسیٰؑ نے فرمایا: ہاں۔ لوگوں نے کہا آپ نے بدکاری کی ہے۔ حضرت موسیٰؑ نے فرمایا میں نے؟ لوگوں نے عورت کو بلا بھیجا۔ وہ عورت آئی، انہوں نے پوچھا تو حضرت موسیٰؑ کے بارے میں کیا گواہی دیتی ہے؟ حضرت موسیٰؑ نے اس عورت سے فرمایا میں تجھے اللہ کا واسطہ دیتا ہوں کہ تو سچ بولے گی۔ اس عورت نے کہا جب تو نے مجھے اللہ کا واسطہ دیا ہے تو حقیقت یہ ہے کہ انہوں نے مجھے بلایا تھا اور آپ پر الزام لگانے کی صورت میں انعام مقرر کیا تھا، میں گواہی دیتی ہوں کہ تو اس الزام سے بری ہے، تو رسول اللہ ہے۔ حضرت موسیٰؑ روتے ہوئے سجدہ میں گر گئے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی کی تو کیوں روتا ہے؟ ہم نے تجھے زمین پر حکومت دے دی ہے۔ تو زمین کو حکم دے وہ تیری اطاعت کرے گی۔ حضرت موسیٰؑ نے اپنا سر اٹھایا اور فرمایا اے زمین! انہیں پکڑ لے تو زمین نے انہیں ایڑیوں تک پکڑ لیا۔ لوگ کہنے لگے اے موسیٰ! اے موسیٰ! حضرت موسیٰؑ نے زمین کو حکم دیا کہ انہیں پکڑ لے تو زمین نے انہیں گردنوں تک پکڑ لیا۔ وہ کہہ رہے تھے اے موسیٰ! حضرت موسیٰؑ نے زمین کو حکم دیا کہ انہیں پکڑ لے تو زمین نے انہیں غائب کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ کی طرف وحی کی میرے بندوں نے تجھ سے سوال کیا، تیری بارگاہ میں آہ زاری کی۔ تو نے ان کی بات کو قبول نہ کیا۔ میری عزت کی قسم! اگر وہ مجھے بلاتے تو میں ان کی عرضداشت کو قبول کر لیتا۔ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے بھی یہی مراد ہے: ﴿فخسفنا به و بداره الارض﴾ اسے انتہائی نچلی زمین کی طرف دھنسا دیا(۱)۔

---

(۱) مصنف ابن ابی شیبۃ: کتاب: الفضائل، باب: ماذکر فی موسیٰ علیہ السلام من الفضل، رقم (۳۱۸۴۳)
مستدرک: کتاب: التفسیر، باب: سورۃ القصص، رقم (۳۵۳۶)۔ تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ القصص، ۹: ۳۰۰۵ رقم (۱۷۰۷۴)

امام فریابیؒ نے حضرت ابراہیمؒ سے روایت نقل کی ہے کہ قارون حضرت موسیٰؑ کا چچازاد بھائی تھا(۱)۔

ابن منذرؒ نے ابن جریجؒ سے روایت نقل کی ہے کہ قارون حضرت موسیٰؑ کا چچازاد بھائی تھا۔اس کا نسب یوں ہے: قارون بن مصر بن فاہث یا قاہث جب کہ حضرت موسیٰ بن عرم بن فاہث یا قاہث ہیں عرم کو عربی زبان میں عمران کہتے ہیں(۲)۔

امام عبد بن حمیدؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت قتادہؒ سے روایت نقل کی ہے کہ قارون حضرت موسیٰؑ کا چچازاد بھائی تھا۔اس نے حضرت موسیٰؑ کے ساتھ سمندر عبور کیا تھا۔اس کا نام نور رکھا جاتا کیونکہ وہ بڑی اچھی آواز میں تورات پڑھتا تھا۔لیکن اللہ کے دشمن نے نفاق کیا جس طرح سامری نے نفاق کیا۔اللہ تعالیٰ نے اسی کی بغاوت کی وجہ سے اسے ہلاک کیا۔اس نے مال واولاد کی زیادتی کی وجہ سے بغاوت کی(۳)۔

امام عبد بن حمیدؒ نے حضرت قتادہؒ سے ﴿فبغی علیھم﴾ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ ان پر بلند ہوگیا(۴)۔

امام ابن ابی شیبہؒ، عبد بن حمیدؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت شہر بن حوشبؒ سے روایت نقل کی ہے کہ اس نے اپنے کپڑوں کی ایک بالشت لمبائی میں ان پر اضافی کیا(۵)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت عطاءؒ سے ﴿واتینہ من الکنوز﴾ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اس نے حضرت یوسفؑ کے خزانوں میں سے ایک خزانہ پایا تھا(۶)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ولید بن زوانؒ(۷) سے یہ روایت نقل کی ہے کہ قارون علم کیمیا جانتا تھا(۸)۔

امام ابن مردویہؒ نے حضرت سلیمانؓ سے روایت نقل کی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قارون کے گھر کی زمین چاندی اور اس کی بنیادیں سونے کی تھیں(۹)۔

---

(۱) تفسیر قرطبی، سورۃ القصص، ۱۰:۴۳۵[عن قتادۃ]۔۔الکامل فی التاریخ، ۱:۱۱۵

(۲) روایت نہیں ملی

(۳) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ القصص، ۹:۳۰۰۵رقم(۱۷۰۷۵)

(۴) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ القصص، ۹:۳۰۰۵رقم(۱۷۰۸۰)

(۵) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ القصص، ۹:۳۰۰۶رقم(۱۷۰۷۸)

(۶) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ القصص، ۹:۳۰۰۷رقم(۱۷۰۸۱)

(۷) الولید بن زوران السلمی الرقی، آپ کا شمار صغار تابعین میں ہوتا تھا۔آپ کو لین الحدیث اور ثقہ راوی کہا جاتا ہے۔امام ابن حبانؒ نے [الثقات] میں ذکر کیا ہے۔[تھذیب التھذیب، ۱۱:۱۱۷رقم(۲۲۱)۔۔لسان المیزان، ۷:۴۲۵رقم(۵۱۵۴)]

(۸) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ القصص، ۹:۳۰۰۷رقم(۱۷۰۸۲)

(۹) روایت نہیں ملی

امام سعید بن منصورؒ اور ابن منذرؒ نے حضرت خیثمہؒ سے روایت نقل کی ہے کہ انجیل میں پایا ہے کہ قارون کے خزانوں کی چابیاں ساٹھ پنج کلیاں خچروں کا بوجھ تھا۔ ان میں کوئی چابی ایک انگلی سے بڑی نہ تھی، ہر ایک خزانے کی چابی تھی (۱)۔

امام فریابیؒ، ابن ابی شیبہؒ، عبد بن حمیدؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے خیثمہؒ سے روایت نقل کی ہے: قارون کے خزانوں کی چابیاں چمڑے کی بنی ہوئی تھیں۔ ہر خزانہ کی چابی علیحدہ تھی۔ جب وہ سفر پر روانہ ہوتا تو چابیاں ستر خچروں پر لادی جاتیں (۲)۔

امام عبد بن حمیدؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت مجاہدؒ سے روایت نقل کی ہے کہ چابیاں اونٹ کے چمڑے کی بنی ہوتی تھیں (۳)۔

ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ مردوں کا ایک جتھہ انہیں نہیں اٹھا سکتا تھا (۴)۔

امام طستیؒ نے مسائل میں حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت نافع بن ازرقؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے ﴿لتنوا بالعصبة﴾ کا معنی پوچھا تو ابن عباس نے جواب دیا کہ وہ بوجھل بنا دیتیں، پوچھا کیا عرب اس کو پہچانتے ہیں؟ فرمایا: ہاں۔ کیا تو نے امرؤالقیس کو یہ کہتے ہوئے نہیں سنا:

تمشی فتشقلها عجیزتها　　مشی الضعیف ینوی ء بالوسق (۵)

"وہ چلتی ہے جبکہ اس کی سرین اسے بوجھل کرتی ہے، اس کمزور کے چلنے کی طرح جو وسق اٹھانے سے بوجھل ہوتا ہے"۔

امام فریابیؒ، ابن ابی شیبہؒ، عبد بن حمیدؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت مجاہدؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ عصبہ سے مراد دس سے پندرہ تک اور اولوا القوۃ سے مراد پندرہ ہے (۶)۔

---

(۱) تفسیر قرطبی، سورۃ القصص، ۱۳: ۳۱۳۔ تفسیر بغوی، سورۃ القصص، ۶: ۲۲۰

(۲) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ القصص، ۹: ۳۰۰۷ رقم (۱۷۰۸۲)

(۳) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ القصص، ۹: ۳۰۰۷ رقم (۱۷۰۷۵)

(۴) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ القصص، ۹: ۳۰۰۷ رقم (۱۷۰۷۹)

(۵) مسائل نافع بن الازرق، ص ۲۲۱

(۶) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ القصص، ۹: ۳۰۰۸ رقم (۱۷۰۹۵)

امام عبدلرزاقؒ اور ابن منذرؒ نے حضرت کلبیؒ سے روایت نقل کی ہے کہ عصبہ سے مراد پندرہ سے چالیس افراد ہیں (۱)۔

امام ابن جریرؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے عصبہ کا معنی چالیس افراد نقل کیا ہے (۲)۔

امام عبد بن حمیدؒ نے قتادہؒ سے روایت نقل کی ہے کہ ہم بات کیا کرتے تھے کہ عصبہ سے مراد دس سے چالیس افراد ہیں (۳)۔

امام ابن ابی حاتمؒ حضرت ابوصالحؒ سے [جو حضرت اُم ہانیؓ کے غلام تھے] سے روایت نقل کی ہے کہ عصبہ سے مراد ستر افراد ہیں۔ اس کا خزانہ چالیس خچروں پر لادا جاتا تھا (۴)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت سدیؒ سے ﴿اذ قال له قومه لا تفرح﴾ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ وہ مومن لوگ تھے جنہوں نے کہا تھا جو تجھے عطا کیا گیا ہے اس پر خوش نہ ہو کہ تو اس پر اترائے (۵)۔

امام فریابیؒ، ابن ابی شیبہؒ، عبد بن حمیدؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے مجاہدؒ سے فرحین کی تفسیر نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ اکڑ کر چلنے والوں، تکبر کرنے والوں اور ناز و ادا کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں جو عطا کیا ہے اس پر شکر بجالاتے (۶)۔

امام حاکمؒ، (جب کہ حاکمؒ نے اسے صحیح قرار دیا ہے) طبرانیؒ، ابونعیمؒ، بیہقیؒ نے شعب میں، خرائطیؒ نے اعتدال القلوب میں حضرت ابودرداءؓ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ غمگین دل کو پسند کرتا ہے (۷)۔

---

(۱) تفسیر عبدالرزاق، سورۃ القصص، ۲:۴۹۶ رقم (۲۲۲۵)

(۲) تفسیر الطبری، سورۃ القصص، ۱۰:۱۰۲ رقم (۲۷۵۸۴)

(۳) الکشف والبیان، سورۃ القصص، ۷:۲۶۰

(۳) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ القصص، ۹:۳۰۰۸ رقم (۱۷۰۹۳)

(۴) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ القصص، ۹:۳۰۰۹ رقم (۱۷۰۱۰۰)

(۵) تفسیر ابن ابی حاتم، بیروت، سورۃ القصص، ۹:۳۰۰۹ رقم (۱۷۰۱۰۲)

(۶) مستدرک، کتاب: المعرفۃ الصحابۃ: باب: الرقاق، رقم (۷۸۸۴)
شعب الایمان، ۱:۵۱۵ رقم (۸۹۲)
مکارم الاخلاق، ۱:۹ رقم (۷)

امام حاکمؒ اور بیہقیؒ نے شعب الایمان میں روایت نقل کی ہے کہ جب کہ حاکمؒ نے اسے صحیح قرار دیا ہے جب کہ بیہقیؒ نے کہا یہ متن منکر ہے وہ حضرت ابوذرؓ سے روایت نقل کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قبروں کی زیارت کیا کرو جن کی مدد سے تو آخرت کو یاد کیا کرے گا، مردوں کو غسل دیا کرو کیونکہ کھوکھلے جسم کو ہلانا بہت بڑی نصیحت ہے، نماز جنازہ پڑھا کرو، شاید یہ تیرے دل میں حزن پیدا کردے کیونکہ غمگین قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کے سائے میں ہوتا ہے(۱)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت مجاہدؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہاں فرح سے مراد بغاوت ہے(۲)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت سدیؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ خوش ہونے والے اور تکبر کرنے والے کو پسند کرتا صدقہ کر، اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کر اور صلہ رحمی کر(۳)۔

ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ فرحین سے مراد اکڑ کر چلنے والے ہیں(۴) اور ﴿واتبع فيما اتك الله الدار الاخرة ولا تنس نصيبك من الدنيا﴾ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ دنیا میں اللہ کے لیے کام کرنا نہ چھوڑ(۵)۔

امام فریابیؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے ایک سند سے حضرت ابن عباسؓ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ دنیا میں آخرت کے لیے کام کرنا نہ بھول(۶)۔

---

(۱) مستدرک، کتاب الجنائز، رقم (۱۳۹۵)

مستدرک، کتاب: الرقائق، رقم (۱۹۴۱)

شعب الایمان ۷: ۱۵ رقم (۲۹۹۱)

امام حاکمؒ نے مذکورہ حدیث کو صحیح قرار دیتے ہوئے لکھا ہے: هذا حديث صحيح الاسناد ولم يخرجاه [المستدرک، رقم ۱۹۴۱)۔ امام بیہقیؒ نے مذکورہ حدیث نقل کرکے اس کے آخر میں لکھا ہے: يعقوب بن ابراهيم هذا المدني المجهول المنكر وهذا متن منكر [شعب الايمان، ۷: ۱۵ رقم (۲۹۹۱)]

(۲) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ القصص، ۹: ۳۰۰۹ رقم (۱۷۰۱۰۳)

(۳) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ القصص، ۹: ۳۰۰۹ رقم (۱۷۰۱۰۵)

(۴) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ القصص، ۹: ۳۰۰۹ رقم (۱۷۰۱۰۴)

(۵) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ القصص، ۹: ۳۰۰۹ رقم (۱۷۰۱۰۸)

(۶) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ القصص، ۹: ۳۰۰۹ رقم (۱۷۰۱۰۷)

امام عبد الرزاقؒ، فریابیؒ، عبد بن حمیدؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت مجاہدؒ سے یہ تفسیری قول نقل کیا ہے: اللہ تعالیٰ کا عمل دنیا سے اس کا وہ حصہ ہے جس پر آخرت میں اسے ثواب دیا جائے گا (۱)۔

امام فریابیؒ، ابن ابی شیبہؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت حسن بصریؒ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ زائد کو آگے بھیج دو جو تجھے کفایت کرے اسے روک لو۔ ایک میں یہ الفاظ ہیں ایک سال کا رزق روک لے اور ماقی کو صدقہ کر دے (۲)۔

امام عبد بن حمیدؒ نے حضرت قتادہؒ سے یہ تفسیری قول نقل کیا ہے کہ دنیا سے وہ چیز لے جو اللہ تعالیٰ نے تیرے لیے حلال کیا ہے کیونکہ اسی میں تیرے لیے غناء اور کفایت ہے (۳)۔

امام عبداللہ بن احمدؒ نے زوائد زہد میں حضرت منصورؒ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ دنیا کا سامان نہیں، تیرا نصیب تیری عمر ہے جس میں تو اپنی آخرت کے لیے کام کرے (۴)۔

امام عبد بن حمیدؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت قتادہؒ سے ﴿قال انمااوتیته علی علم عندی﴾ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وہ بھلائی جو میرے پاس ہے اور وہ علم جو میرے پاس ہے (۵)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت سدیؒ سے یہ قول نقل کیا ہے یعنی میں اس کا اہل ہوں (۶)۔

امام عبد الرزاقؒ، عبد بن حمیدؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت قتادہؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ المجرمون سے مراد مشرک ہیں، ان سے گناہوں کے بارے میں نہیں پوچھا جائے گا اور جہنم میں داخل ہونے کے لیے ان سے حساب نہیں لیا جائے گا۔ بغیر حساب کے انہیں جہنم میں داخل کیا جائے گا (۷)۔

---

(۱) تفسیر عبد الرزاق، سورۃ القصص، ۲:۴۹۸، رقم (۲۲۳۱)
تفسیر ابن ابی حاتم،، سورۃ القصص، ۹:۳۰۰۹ رقم (۱۷۰۱۰۹)
(۲) تفسیر ابن ابی حاتم،، سورۃ القصص، ۹:۳۰۱۱ رقم (۱۷۰۱۱۷)
(۳) تفسیر الطبری، سورۃ القصص، ۱۰:۹۸
(۴) روح المعانی، سورۃ القصص، ۱۰:۳۱۸
(۵) تفسیر ابن ابی حاتم،، سورۃ القصص، ۹:۳۰۱۲ رقم (۱۷۰۱۲۳)
(۶) تفسیر ابن ابی حاتم،، سورۃ القصص، ۹:۳۰۱۲ رقم (۱۷۰۱۲۵)
(۷) تفسیر ابن ابی حاتم،، سورۃ القصص، ۹:۳۰۱۳ رقم (۱۷۰۱۲۹)

امام فریابیؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت مجاہدؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ﴿ولا یسئل عن ذنوبھم المجرمون﴾ اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿یُعْرَفُ الْمُجْرِمُونَ بِسِیْمَاھُمْ (۱)﴾ کی طرح ہے۔ ان کے چہرے سیاہ، آنکھیں نیلی ہوں گی ملائکہ ان سے سوال نہیں کریں گے، وہ انہیں پہلے ہی پہچان لیں گے (۲)۔

امام فریابیؒ، عبد بن حمیدؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت مجاہدؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ سفید تر کی گھوڑوں پر نکلا جن پر ارجون کی بنی ہوئی زین تھیں اور ان پر عصفری رنگ میں رنگے ہوئے کپڑے تھے (۳)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت عطاءؒ سے فی زینتہ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ دوسرخ کپڑوں میں (۴)۔

امام عبد بن حمیدؒ نے حضرت ابوزبیرؒ سے روایت نقل کی ہے کہ قارون اپنی قوم پر نکلا۔ دوسرخ کپڑے پہنے ہوئے تھا جو عصفری رنگ کے تھے جو قرمز کی طرح تھا (۵)۔

امام سعید بن منصورؒ، عبد بن حمیدؒ اور ابن منذرؒ نے حضرت ابراہیم نخعیؒ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ وہ پیلے اور سرخ کپڑے پہن کر قوم کی طرف آیا (۶)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت زید بن اسلمؒ سے روایت نقل کی ہے: وہ ستر ہزار افراد میں نکلا جن پر عصفری رنگ کے کپڑے تھے۔ یہ وہ پہلا دن تھا جس میں عصفری رنگ کو دیکھا گیا (۷)۔

امام عبد بن حمیدؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت قتادہؒ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ جاہ وحشمت میں نکلا۔ ہمارے سامنے یہ بات ذکر کی گئی ہے: وہ چار ہزار جانوروں پر نکلے جن پر سرخ کپڑے تھے، جن میں سے ایک ہزار سفید خچریں تھیں۔ جانوروں پر ارجوان لکڑی کی زینیں تھیں (۸)۔

---

(۱) القران الکریم، الرحمٰن، ۴۱

(۲) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ القصص، ۹: ۳۰۱۳ رقم (۱۷۰۱۳۰)

(۳) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ القصص، ۹: ۳۰۱۳ رقم (۱۷۰۱۳۱)

(۴) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ القصص، ۹: ۳۰۱۳ رقم (۱۷۰۱۳۲)

(۵) روایت نہیں ملی

(۶) روایت نہیں ملی

(۷) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ القصص، ۹: ۳۰۱۴ رقم (۱۷۰۱۳۸)

(۸) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ القصص، ۹: ۳۰۱۴ رقم (۱۷۰۱۴۰)

امام ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن جریجؒ سے روایت نقل کی ہے کہ قارون سفیدی مائل سیاہ خچر پر نکلا جس پر ارجوانی لکڑی کی زین تھی جن پر تین سو لونڈیاں سوار تھیں جنہوں نے سرخ لباس زیب تن کر رکھے تھے اور وہ سفیدی مائل سیاہ خچروں پر سوار تھیں (۱)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت سدیؒ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ سفید لونڈیوں کے درمیان نکلا۔ سونے کی زینوں، ارجوانی رنگ کے کپڑوں اور سفید خچروں پر تھیں۔ ان پر سرخ کپڑے اور سونے کے زیورات تھے (۲)۔

ابن مردویہؒ اوس بن اوس ثقفیؓ (۳) سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں: یعنی چار ہزار خچروں کے جلو میں چلا (۴)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے عبدۃ بن ابی لبابہؒ (۵) سے روایت نقل کی ہے کہ سب سے پہلے جس نے سیاہ خضاب لگایا وہ قارون تھا (۶)۔

عبد بن حمیدؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے قتادہ سے روایت نقل کی ہے کہ اہل توحید میں سے جن لوگوں نے کہا کاش! ہمارے لیے بھی ایسا ہی ہوتا جو قارون کے لیے ہے وہ اللہ تعالیٰ کو ثواب نہیں پائیں گے۔ ثواب قبول سے پہلے ہوا کرتا ہے (۷)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت سدیؒ سے روایت نقل کی ہے کہ ذو حظ کا معنی ذو جد ہے یعنی عظمت والا (۸)۔

---

(۱) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ القصص، ۹: ۳۰۱۴ رقم (۱۷۰۱۴۱) (۲) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ القصص، ۹: ۳۰۱۴ رقم (۱۷۰۳۴)

(۳) اوس بن اوس الثقفی، آپ کو صاحب رسول اللہ ﷺ ہونے کا شرف حاصل ہے۔ شام میں مقیم رہے تھے اور وہیں وفات پا گئے تھے [الطبقات الکبریٰ، ۵: ۵۱۱۔ تقریب التھذیب، ۱: ۱۱۵ رقم (۵۷۲)]

(۴) فتح القدیر، سورۃ القصص، ۵: ۴۲۶

(۵) عبدۃ بن ابی لبابہ الاسدی الغاضری [آپ بنو غاضرہ کے مولیٰ تھے] ابو القاسم البزار الکوفی، آپ ایک ثقہ راوی الحدیث تھے۔ آپ کے لئے امام، فاضل اور ورع کے القابات استعمال کئے جاتے ہیں۔ امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں کہ شام میں آپ ابن عمرؓ سے ملے تھے۔ [تھذیب التھذیب، ۶: ۶۰۷ رقم (۸۵۳)۔ الجرح والتعدیل، ۶: ۸۹ رقم (۴۵۵)]

(۶) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ القصص، ۹: ۳۰۱۵ رقم (۱۷۰۱۴۳)۔ قارون کے بارے میں کوئی ایسی حدیث ذخیرہ حدیث میں موجود نہیں۔ البتہ رفرعون کے بارے میں ایسی روایت ملتی ہے جو بھی ضعیف ہے۔ [سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ والموضوعۃ، ۷: ۳۶۲]

(۷) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ القصص، ۹: ۳۰۱۵ رقم (۱۷۰۱۴۴)

(۸) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ القصص، ۹: ۳۰۱۵ رقم (۱۷۰۱۴۷)

امام عبدالرزاقؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت عبداللہ بن حرثؒ (۱) سے روایت نقل کی ہے، وہی ابن نوفل ہاشمی ہے۔ اس نے کہا ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ قارون کو مال اور خزانہ دیا گیا یہاں تک کہ اس نے اپنے گھر کا دروازہ سونے کا بنا یا۔ اپنے پورے گھر کو سونے کی پتریوں سے بنایا۔ بنو اسرائیل کے سردار صبح وشام اس کے پاس آتے۔ وہ انہیں کھانا کھلاتا اور وہ قارون سے باتیں کرتے۔ وہ حضرت موسیٰؑ کو اذیت دیا کرتا تھا۔ اسے خواہش نفس اور دل کی سختی نے نہ چھوڑا یہاں تک کہ اس نے بنی اسرائیل کی ایک عورت کی طرف پیغام بھیجا جو خوبصورتی میں مشہور تھی۔ اسے ربیہ کے نام سے یاد کیا جاتا۔ قارون نے اسے کہا کیا تو پسند کرتی ہے کہ میں تجھے مالا مال کردوں، تجھے عطا کردوں اور اپنی عورتوں کے ساتھ ملا دوں اس شرط پر کہ تو میرے پاس اس وقت آئے جب کہ بنی اسرائیل کے سردار میرے پاس موجود ہوں اور تو وہ کہے جو میں تجھے بتادوں۔ کیا تو موسیٰ کو مجھ سے جدا نہیں کرے گا؟ اس نے کہا میں اس کے لیے تیار ہوں۔ جب قارون کے ساتھی آگئے اور اس کے پاس بیٹھ گئے۔

اس نے عورت کو بلایا۔ وہ عورت لوگوں کے سامنے کھڑی ہوگئی۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے دل کو بدل دیا اور اسے توبہ کی توفیق دے دی۔ اس نے کہا آج میں اس سے فضیلت والی توبہ نہیں پاتی کہ میں اللہ کے دشمن کو جھٹلاؤں اور رسول اللہ کی براءت کا اظہار کروں۔ اس عورت نے کہا قارون نے میری طرف پیغام بھیجا اور کہا کیا تو پسند کرتی ہے کہ میں تجھے مالا مال کردوں اور اپنی عورتوں میں شامل کردوں اس شرط پر کہ تو میرے پاس آئے جب کہ بنی اسرائیل کے سردار میرے پاس ہوں اور تو یہ کہے کیا تو موسیٰ کو مجھ سے نہیں روکے گا۔ آج میں نے اس سے افضل توبہ نہیں پائی کہ میں اللہ کے دشمن کو جھٹلاؤں اور رسول اللہ کی براء ت کا اظہار کروں۔ قارون نے اپنا سر جھکا لیا اور اسے پتہ چل گیا کہ وہ ہلاک ہوجائے گا۔

لوگوں میں یہ بات پھیل گئی یہاں تک کہ خبر حضرت موسیٰؑ تک جا پہنچی۔ حضرت موسیٰؑ سخت غضب والے تھے۔ جب یہ خبر آپ تک پہنچی تو آپ نے وضو کیا، نماز پڑھی، سجدہ کیا اور روئے اور کہا اے میرے رب! تیرا دشمن مجھے اذیتیں دیتا رہا پھر چند چیزوں کا ذکر کیا، تو نے اسے نہ روکا یہاں تک کہ میری رسوائی کا ارادہ کرلیا۔ اے میرے رب! مجھے اس پر مسلط کردے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ پر وحی کی کہ زمین کو جو چاہے حکم دے وہ تیری اطاعت کرے

---

(۱) امام سیوطیؒ نے عبداللہ بن الحرث کا نام ذکر کیا ہے اور اصل مرجع تفسیر ابن ابی حاتم میں عبداللہ بن الحارث کا نام مذکور ہے۔۔۔ عبداللہ بن الحارث بن نوفل بن حارث بن عبدالمطلب قریشی، ہاشمی، ابومحمد المدنی، آپ کو صحابیِ رسول ﷺ ہونے کا شرف حاصل ہے۔ نبی کریم ﷺ نے بصرہ بھجوایا تھا اور بصرہ ہی میں مقیم رہے۔ [الطبقات الکبریٰ، ۵: ۲۴۔ تھذیب التھذیب، ۵: ۱۵۷ رقم (۳۱۰)]

گی۔حضرت موسیٰؑ قارون کی طرف آئے۔جب قارون نے حضرت موسیٰؑ کو دیکھا تو آپ کے چہرے سے غصے کو پہچان لیا۔کہا اے موسیٰ مجھ پر رحم کھا۔حضرت موسیٰؑ نے فرمایا اے زمین !انہیں پکڑ لے۔اس کے گھر میں لرزہ طاری ہوگیا۔اسے اوراس کے ساتھیوں کو اپنے اندر دھنسالیا یہاں تک کہ ان کے قدم غائب ہوگئے۔ان کے گھر بھی اسی قدر زمین میں دھنس گئے۔قارون نے کہ اے موسیٰ !مجھ پر رحم کرو۔حضرت موسیٰؑ نے کہا اے زمین !انہیں پکڑ لے۔زمین اسے،اس کے گھر اوراس کے ساتھیوں کو نگل گئی۔جب زمین اسے نگل گئی حضرت موسیٰؑ سے کہا گیا اے موسیٰ !تو کتنا سخت دل ہے،میری عزت کی قسم !اگر وہ مجھ سے دعا کرتا تو میں اس پر رحم کرتا۔ابوعمران جونیؒ نے کہا حضرت موسیٰؑ سے کہا گیا تیرے بعد زمین میں (سے کسی کی بات نہ مانوں گا) میں کسی کی عبادت نہیں کروں گا (۱)۔

امام فریابیؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے: آپ نے اسے نچلی زمین کی طرف دھنسادیا (۲)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت قتادہؒ کی سند سے ابومیمونؒ (۳) سے وہ سمرہ بن جندبؓ سے روایت نقل کرتے ہیں: قارون اوراسکی قوم کو ہر روز انسان کی قامت کے برابر دھنسایا جاتا ہے،وہ زمین کی پست ترین جگہ تک قیامت تک نہیں پہنچے گا (۴)۔

امام عبد بن حمیدؒ اورابن ابی حاتمؒ نے حضرت قتادہؒ سے روایت نقل کی ہے کہ ہمارے سامنے یہ بات کئی گئی ہے وہ اسے ہر روز قد برابر زمین میں دھنساتا رہے گا،وہ لگاتار زمین میں دھنستا رہے گا،وہ اس کی گہرائی تک قیامت تک نہیں پہنچے گا (۵)۔

امام ابن منذرؒ نے حضرت ابن جریجؒ نے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے (۶)۔

---

(۱) تفسیر ابن ابی حاتم،سورۃ القصص،۹:۳۰۱۹رقم (۱۷۱۵۷)

(۲) فتح القدیر،سورۃ القصص،۵:۴۲۶۔نحاس،معانی القرآن،۵:۲۰۳

(۳) امام سیوطیؒ نے ابومیمون کا نام ذکر کیا ہے اوراصل مرجع [تفسیر ابن ابی حاتم] میں ابومیمونہ کا نام مذکور ہے۔ابومیمونہ فارسی،مدنی،آپ کے نام کے بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے۔آپ کے نام سلیم،سلمان،سلمیٰ اوراسامۃ بتائے جاتے ہیں۔آپ کا شمار تابعین کی جماعت میں ہوتا تھا۔حضرت معاویہؓ،ابوھریرہ،سمرۃ بن جندب وغیرہ صحابہ سے آپ نے روایت نقل کی ہے۔یحییٰ بن کثیر اور قتادۃ آپ کے تلامذہ میں شمار ہیں۔امام نسائیؒ نے آپ کو ثقہ قرار دیا ہے۔[تھذیب التھذیب،۱۲:۲۷۷رقم (۱۱۶۷)]

(۴) تفسیر ابن ابی حاتم،سورۃ القصص،۹:۳۰۲۰رقم (۱۷۱۶۱)

(۵) تفسیر ابن ابی حاتم،سورۃ القصص،۹:۳۰۲۰رقم (۱۷۱۶۲)

(۶) مصدر سابق از قتادۃ

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت قتادہؒ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے زمین کو حکم دیا کہ ایک ساعت تک حضرت موسیٰؑ کی اطاعت کرے(۱)۔

امام عبد بن حمیدؒ نے مالک بن دینار(۲) سے روایت نقل کی ہے کہ قارون کو ہر روز اس کے قد کے برابر زمین میں دھنسایا جاتا رہیگا(۳)۔

امام عبد بن حمیدؒ نے عکرمہؒ سے روایت نقل کی ہے کہ جب قارون کو زمین میں دھنسایا گیا تو وہ زمین میں جارہا تھا جب کہ حضرت موسیٰؑ قریب ہی تھے۔اس نے کہا اے موسیٰ! اپنے رب سے دعا کیجئے مجھ پر رحم کرے۔حضرت موسیٰؑ نے اسے کوئی جواب نہ دیا یہاں تک کہ وہ زمین میں چلا گیا۔اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ کی طرف وحی کی۔قارون نے تجھ سے مدد طلب کی،تو نے اس کی مدد نہ کی، مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم! اگر وہ یارب! کہتا تو میں اس پر رحم کرتا(۴)۔

امام احمدؒ نے زہد میں حضرت عون بن عبداللہ بن قاری(۵) جو عمر بن عبدالعزیز کے فلسطین کے دیوان پر عامل تھے، انہیں خبر پہنچی کہ اللہ تعالیٰ نے زمین کو حکم دیا کہ وہ قارون کے بارے میں حضرت موسیٰؑ کے حکم کی اطاعت کرے۔تو زمین نے اسے گھٹنوں تک اپنے اندر دھنسالیا۔پھر کہا میری اطاعت کر۔تو اس نے اسے پیٹ تک چھپالیا۔اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف وحی کی اے موسیٰ! تیرا دل کتنا سخت ہے، میری عزت وجلال کی قسم! اگر وہ مجھ سے مدد

---

(۱) تفسیر ابن ابی حاتم،سورۃ القصص،۹:۳۰۲۰رقم(۱۷۱۶۲)

(۲) مالک بن دینار السامی الناجی،ابو یحییٰ البصری الزاھد،آپ کے والد اصلا کابل کے تھے۔آپ صغار تابعین میں سے تھے۔امام بخاریؒ نے لکھا کہ آپ نے علی بن مدینی سے چالیس[40]احادیث نقل کئے ہیں۔امام نسائی نے[ثقۃ]قرار دیا ہے۔امام ابن حبانؒ نے[الثقات]میں ذکر کیا ہے۔آپ ایک نہایت متقی اور پرہیز گار بندے تھے۔قرآن ہاتھوں سے لکھا کرتے تھے اور اس کی اُجرت سے اپنا گزارا کیا کرتے تھے۔ ۱۳۰ھ کو وفات پا گئے تھے۔[تھذیب التھذیب،۱۰:۱۲رقم(۱۵)]

(۳) تفسیر اللباب لابن عادل،سورۃ القصص،۱:۴۰۲۳

(۴) امام احمد،الزھد،۱:۲۴۵ [عن عون بن عبداللہ القاری]

(۵) عون بن عبداللہ بن عتبۃ بن مسعود الھذلی،ابو عبداللہ الکوفی،آپ ایک زاھد اور فقیہ کی حیثیت سے جانے جاتے تھے۔آپ صحابہ کرامؓ سے مرسلا نقل فرماتے ہیں۔امام یحییٰ بن معین،عجلی اور نسائی نے ثقۃ قرار دیا ہے۔امام عجلی نے لکھا ہے کہ پہلے آپ ارجاء کے قائل تھے بعد میں اس کو ترک کیا تھا۔آپ کوفہ کے صالح،نیک اور عابد بندوں میں شمار کیا جاتا تھا۔۱۲۰ھ کو کوفہ میں وفات پا گئے تھے۔[تھذیب التھذیب،۸:۱۵۳رقم(۳۱۱)۔۔الثقات،۵:۲۶۳رقم(۴۷۵۳)]

طلب کرتا تو میں ضرور اس کی مدد کرتا۔ حضرت موسیٰؑ نے عرض کی: میں نے تو تیری وجہ سے ناراضگی کی بنا پر ایسا کیا ہے اے میرے رب!(۱)۔

امام عبد بن حمیدؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت قتادہؒ سے من فئة کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ اس کے پاس کوئی ایسی پناہ گاہ نہیں تھی جس کے ذریعے وہ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچ سکتا(۲)۔

امام عبدالرزاقؒ، عبد بن حمیدؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت قتادہؒ سے روایت نقل کی ہے: کیا وہ نہیں جانتا کہ اللہ تعالیٰ رزق میں وسعت پیدا فرماتا ہے، کیا وہ نہیں جانتا کہ کافر فلاح نہیں پا سکتا(۳)۔

تِلْكَ الدَّارُ الْآخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِيْنَ لَا يُرِيْدُوْنَ عُلُوًّا فِي الْأَرْضِ وَلَا فَسَادًا ط وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿٨٣﴾ مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ خَيْرٌ مِّنْهَا وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزَى الَّذِيْنَ عَمِلُوا السَّيِّئَاتِ إِلَّا مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿٨٤﴾

"وہ (جو) آخرت کا گھر (ہے) ہم نے اُسے اُن لوگوں کے لئے (تیار) کر رکھا ہے جو ملک میں ظلم اور فساد کا ارادہ نہیں رکھتے۔ اور انجام (نیک) تو پرہیزگاروں ہی کا ہے[۸۳] جو شخص نیکی لے کر آئے گا تو جن لوگوں نے بُرے کام کئے اُنکو بدلہ بھی اسی طرح کا ملے گا جس طرح کے وہ کام کرتے تھے"[۸۴]

امام محاملیؒ اور دیلمیؒ مسند فردوس میں حضرت ابو ہریرہؓ سے وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں: علوا فی الارض سے مراد زمین میں تجبر، اور فسادا سے مراد ناحق چیز لینا ہے(۴)۔

امام فریابیؒ، عبد بن حمیدؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت مسلم بطینؒ سے روایت نقل کی ہے کہ علوا سے مراد زمین میں ناحق ظلم کرنا اور فسادا سے مراد ناحق کوئی چیز لینا ہے(۵)۔

امام ابن ابی شیبہؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت سعید بن جبیر سے روایت نقل کی ہے کہ علوا سے مراد سرکشی ہے(۶)۔

---

(۱) امام احمد، الزھد، ۱: ۲۴۵

(۲) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ القصص، ۹: ۳۰۲۰ رقم (۱۷۱۶۴)

(۳) تفسیر عبدالرزاق، سورۃ القصص، ۲: ۴۹۹، رقم (۲۲۳۶)
تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ القصص، ۹: ۳۰۲۳ رقم (۱۷۱۷۲)

(۴) امالی المحاملی: باب: مجلس آخر املاء فی شعبان، ۱: ۲۱۴ رقم (۲۱۴)

(۵) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ القصص، ۹: ۳۰۲۳ رقم (۱۷۱۷۸)

(۶) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ القصص، ۹: ۳۰۲۳ رقم (۱۷۱۷۷)

امام ابن منذرؒ نے حضرت جریجؒ سے روایت نقل کی ہے کہ علوا سے مراد اپنے آپ کو عظیم جاننا اور ظلم کرنا ہے اور فسادا سے مراد نافرمانیاں ہیں (۱)۔

امام عبد بن حمیدؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت عکرمہؒ سے روایت نقل کی ہے کہ ہم دار آخرت کو ان لوگوں کے لیے بنا دیں گے جو زمین میں تکبر نہیں کرتے اور بادشاہوں کی شرف ومنزلت نہیں چاہتے اور نہ ہی وہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کے کام کرتے ہیں اور نہ ہی ناحق مال لیتے ہیں اور عاقبہ سے مراد جنت ہے (۲)۔

امام ابن ابن حاتمؒ نے حضرت حسن بصریؒ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ بادشاہوں کے ہاں شرف وعزت نہیں چاہتے (۳)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابو معاویہ اسودؒ (۴) سے روایت نقل کی ہے کہ وہ عزت داروں کی عزت میں نہیں جھگڑتے اور اس کی ذات سے نہیں گھبراتے (۵)۔

امام ابن ابی شیبہؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت علی بن ابی طالبؓ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ آدمی جو یہ پسند کرتا ہے کہ وہ اپنے جوتے کا تسمہ بنے وہ افضل ہے اس آدمی سے جو غیر کے جوتے کا تسمہ بنے۔ تو وہ اس آیت کے حکم میں داخل ہو جاتا ہے ﴿تلك الدار الاخرة﴾ (۶)۔

امام ابن مردویہؒ اور ابن عساکرؒ نے حضرت علی بن ابی طالبؓ سے روایت نقل کی ہے کہ آپ بازار میں تنہا چلا کرتے جبکہ آپ والی تھے۔ راستہ بھٹکے ہوئے کی راہنمائی کرتے، کمزور کی مدد کرتے، سبزی فروشوں اور سامان بیچنے والوں کے پاس سے گزرتے تو انہیں قرآن پڑھاتے اور یہ آیت پڑھتے ﴿تلك الدار الاخرة نجعلها للذين لا يريدون علوا في الارض ولا فسادا﴾ کہتے کہ یہ آیت عدل اور تواضع کرنے والوں، لوگوں پر حاکموں اور اہل قدرت کے بارے میں نازل ہوئی ہے (۷)۔

---

(۱) تفسیر الطبری، سورۃ القصص، ۱۸:۳۳۴ رقم (۲۷۸۸۲) مکتبۃ دار ھجر

(۲) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ القصص، ۹:۳۰۲۲ رقم (۱۷۱۷۵)

(۳) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ القصص، ۹:۳۰۲۳ رقم (۱۷۱۷۹)

(۴) ابو معاویہ اسود کے حالاتِ زندگی معلوم نہ ہو سکے۔

(۵) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ القصص، ۹:۳۰۲۳ رقم (۱۷۱۸۰)

(۶) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ القصص، ۹:۳۰۲۳ رقم (۱۷۱۸۱)

(۷) تاریخ دمشق، ۴۲:۴۸۹

امام ابن مردویہؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے(۱)۔

امام ابن مردویہؒ نے حضرت عدی بن حاتمؓ سے روایت نقل کی ہے: جب حضرت عدی بن حاتمؓ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے اس کی طرف تکیہ کیا اور خود زمین پر بیٹھ گئے اور فرمایا میں گواہی دیتا ہوں کہ تو زمین میں فساد کو طلب نہیں کرتا(۲)۔

إِنَّ الَّذِي فَرَضَ عَلَيْكَ الْقُرْآنَ لَرَادُّكَ إِلَىٰ مَعَادٍ ۚ قُل رَّبِّي أَعْلَمُ مَن جَاءَ بِالْهُدَىٰ وَمَنْ هُوَ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ﴿٨٥﴾ وَمَا كُنتَ تَرْجُو أَن يُلْقَىٰ إِلَيْكَ الْكِتَابُ إِلَّا رَحْمَةً مِّن رَّبِّكَ فَلَا تَكُونَنَّ ظَهِيرًا لِّلْكَافِرِينَ ﴿٨٦﴾ وَلَا يَصُدُّنَّكَ عَنْ آيَاتِ اللَّهِ بَعْدَ إِذْ أُنزِلَتْ إِلَيْكَ وَادْعُ إِلَىٰ رَبِّكَ وَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ﴿٨٧﴾

"(اے پیغمبر) جس (خدا) نے تم پر قران (کے احکام) کو فرض کیا ہے وہ تمہیں بازگشت کی جگہ لوٹا دیگا۔ کہہ دو کہ میرا پروردگار اس شخص کو بھی خوب جانتا ہے جو ہدایت لیکر آیا اور (اس کو بھی) جو صریح گمراہی میں ہے[۸۵] اور تمہیں اُمید نہ تھی کہ تم پر یہ کتاب بادل کی جائے گی۔ مگر تمہارے پروردگار کی مہربانی سے (نازل ہوئی) تو تم ہرگز کافروں کے مددگار نہ ہونا[۸۶] اور وہ تمہیں خدا کی آیتوں (کی تبلیغ) سے بعد اسکے کہ وہ تم پر نازل ہو چکی ہیں روک نہ دیں اور اپنے پروردگار کو پکارتے رہو اور مشرکوں میں ہرگز نہ ہو جیو"[۸۷]

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ضحاکؒ سے روایت نقل کی ہے کہ جب نبی کریم ﷺ مکہ مکرمہ سے نکلے اور جحفہ تک پہنچے تو مکہ مکرمہ کا اشتیاق ہوا تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت ان الذی فرض کو نازل فرمایا۔ معاد سے مراد مکہ مکرمہ ہے(۳)۔

امام ابن مردویہؒ نے علی بن حسین بن واقدؒ(۴) سے روایت نقل کی ہے کہ تمام قرآن مکی ہے یا مدنی ہے سوائے اس آیت کے کیونکہ یہ آیت رسول اللہ ﷺ پر جحفہ کے مقام پر نازل ہوئی۔ جب رسول اللہ ﷺ ہجرت کے

---

(۱) تاریخ دمشق، ۴۲: ۴۸۹ [عن علی بن ابی طالب]

(۲) فتح القدیر، سورۃ القصص، ۵: ۴۲۷

روح المعانی، سورۃ القصص، ۱۰: ۳۳۰

(۳) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ القصص، ۹: ۳۰۲۶ رقم (۱۷۲۰۵)

(۴) علی بن حسین بن واقد، ابوالحسن، المروزی، ۱۳۰ھ کو پیدا ہوئے تھے۔ آپ کے دادا عبداللہ بن عامر بن کریز کے مولیٰ تھے۔ امام ابو حاتمؒ نے آپ کو ضعیف راوی قرار دیا ہے اور امام نسائی نے آپ کو [لیس بہ باس] سے یاد کیا ہے۔ امام بخاریؒ نے آپؒ کی تاریخ وفات کے بارے میں لکھا ہے کہ آپؒ ۲۱۱ھ کو وفات پا گئے تھے۔ امام ابن حبان نے [الثقات] میں ذکر کیا ہے۔ [تھذیب التھذیب، ۷: ۲۷۱ رقم (۵۲۳)]

ارادے سے مدینہ طیبہ کی طرف نکلے نہ یہ مکی ہے نہ مدنی ہے۔ وہ آیت جو ہجرت سے پہلے نازل ہوئی وہ مکہ ہے خواہ مکہ مکرمہ یا کسی اور شہر میں نازل ہوئی ہو۔ ہر وہ آیت جو ہجرت کے بعد مدینہ طیبہ میں نازل ہوئی وہ مدنی ہے۔ وہ مدینہ طیبہ میں نازل ہوئی یا کسی اور شہر میں نازل ہوئی (۱)۔

امام ابن ابی شیبہؒ، عبد بن حمیدؒ، امام بخاریؒ، امام نسائیؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ، ابن ابی حاتمؒ، ابن مردویہؒ اور بیہقیؒ نے دلائل میں مختلف سندوں سے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ معاد سے مراد مکہ مکرمہ ہے ابن مردویہؒ نے یہ زائد کہا ہے کما اخرجك منها جیسے تجھے یہاں سے نکالا (۲)۔

امام فریابیؒ اور عبد بن حمیدؒ نے حضرت مجاہدؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ معاد سے مارد آپ کی جائے پیدائش یعنی مکہ مکرمہ ہے (۳)۔

امام عبد بن حمیدؒ، ابن ابی حاتمؒ، طبرانیؒ اور ابن مردویہؒ نے حضرت ابن عباس سے معاد کا معنیٰ موت نقل کیا ہے (۴)۔

امام عبد بن حمیدؒ اور ابن مردویہؒ نے حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت نقل کی ہے کہ معاد سے مراد موت ہے (۵)۔

امام عبد بن حمیدؒ، ابن مردویہؒ، ابن ابویعلیٰؒ اور ابن جریرؒ نے حضرت ابوسعید خدریؓ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ معاد سے مراد آخرت ہے (۶)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ معاد سے مراد قیامت کا دن ہے (۷)۔

---

(۱) فتح القدیر، سورۃ القصص، ۵:۴۲۷

(۲) صحیح بخاری، کتاب: التفسیر القرآن، باب: ان الذی فرض علیک القرآن، رقم (۴۴۹۵)
السنن الکبریٰ للنسائی، ۶:۴۲۵، رقم (۱۱۳۸۶)
تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ القصص، ۹:۳۰۲۶ رقم (۱۷۲۰۴)
دلائل النبوۃ، ۲:۳۹۱ رقم (۳۳۳)۔

(۳) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ القصص، ۹:۳۰۲۶ رقم (۱۷۲۰۰)۔۔ابن قتیبۃ، غریب القرآن، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ۱۹۷۸ء، ۱:۳۳۶

(۴) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ القصص، ۹:۳۰۲۶ رقم (۱۷۱۹۹)

(۵) مصدر سابق

(۶) مسند ابی یعلیٰ، مسند ابی سعید الخدری، رقم (۱۱۳۱)

(۷) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ القصص، ۹:۳۰۲۶ رقم (۱۷۲۰۰)

امام عبد بن حمیدؒ نے حضرت عکرمہؒ سے اس جیسی روایت نقل کی ہے(۱)۔

امام فریابیؒ، عبد بن حمیدؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت مجاہدؒ سے لرآدك معاد کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ وہ قیامت کے روز تجھے زندہ کرے گا(۲)۔

امام عبد بن حمیدؒ نے حضرت حسن بصریؒ سے روایت نقل کی ہے کہ لرآدك الی معاد کا مفہوم یہ ہے اس کی ایک میعاد ہے، اللہ تعالیٰ اس روز اسے اٹھائے گا پھر اسے جنت میں داخل کرے گا(۳)۔

حاکمؒ نے تاریخ میں اور دیلمیؒ نے حضرت علیؓ سے انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا ہے کہ معاد سے مراد جنت ہے(۴)۔

امام ابن ابی شیبہؒ، بخاریؒ نے تاریخ میں، ابویعلیٰؒ اور ابن منذرؒ نے حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت نقل کی ہے کہ اس کی معاد سے مراد جنت ہے۔ ایک روایت میں الفاظ یہ ہیں: اس کی معاد سے مراد آخرت ہے(۵)۔

امام سعید بن منصورؒ، ابن منذرؒ، ابن ابی حاتمؒ اور ابن مردویہؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ معاد سے مراد جنت میں سے تیری معدن ہے(۶)۔

امام ابن جریرؒ، ابن منذرؒ، ابن ابی حاتمؒ، طبرانیؒ اور ابن مردویہؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ تجھے جنت کی طرف لوٹانے والا ہے۔ پھر تجھ سے قرآن کے بارے میں پوچھے گا(۷)۔

امام فریابیؒ نے حضرت ابوصالحؒ سے روایت نقل کی ہے کہ معاد سے مراد جنت ہے(۸)۔

---

(۱) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ القصص، ۹:۳۰۲۶ رقم (۱۷۲۰۰) [مثلہ]

(۲) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ القصص، ۹:۳۰۲۶ رقم (۱۷۲۰۱)

(۳) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ القصص، ۹:۳۰۲۶ رقم (۱۷۲۰۲)

(۴) المعجم الکبیر، ۱۰:۵۹ رقم (۱۱۸۶۴) [عن ابن عباسؓ]

(۵) مصنف ابن ابی شیبۃ، کتاب: الزھد، باب: کلام ابن زبیرؓ، رقم (۳۴۸۳۸)
التاریخ الکبیر، ۱:۲۸۰ رقم (۹۰۰)
مسند ابی یعلیٰ، مسند ابی سعید الخدریؓ، رقم (۱۱۳۱)

(۶) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ القصص، ۹:۳۰۲۶ رقم (۱۷۲۰۳)

(۷) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ القصص، ۹:۳۰۲۵ رقم (۱۷۱۹۸)
المعجم الکبیر، ۱۱:۳۶۵ رقم (۱۲۰۳۲)

(۸) المعجم الکبیر، ۱۰:۵۹ رقم (۱۱۸۶۴) [عن ابن عباسؓ]

امام عبدالرزاقؒ، عبد بن حمیدؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت قتادہؒ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت ان آیات میں سے تھی جن کو حضرت ابن عباسؓ (کسی مصلحت کی بنا پر) چھپایا کرتے تھے (۱)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت نعیم قادریؒ سے روایت نقل کی ہے کہ معاد سے مراد بیت المقدس ہے (۲)۔

وَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ إِلٰهًا اٰخَرَ لَآ إِلٰهَ إِلَّا هُوَ كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهٗ لَهُ الْحُكْمُ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۸۸﴾

"اور خدا کیساتھ کسی اور کو معبود (سمجھ کر) نہ پکارنا اسکے سوا کوئی معبود نہیں۔ اس کی ذات (پاک) کے سوا ہر چیز فنا ہونیوالی ہے اسی کا حکم ہے اور اسی کی طرف تم لوٹ کر جاؤ گے" [۸۸]

امام ابن منذرؒ نے حضرت ابن جریجؒ سے روایت نقل کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی ﴿كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ (۳)﴾ فرشتوں نے کہا اہل زمین تو ہلاک ہو گئے۔ جب یہ آیت نازل ہوئی ﴿كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ (۴)﴾ تو فرشتوں نے کہا ہر نفس ہلاک ہو گیا۔ جب یہ آیت نازل ہوئی ﴿كل شيء هالك الا وجهه﴾ تو فرشتوں نے کہا آسمان و زمین والے ہلاک ہو گئے (۵)۔

امام ابن مردویہؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے جب یہ آیت نازل ہوئی ﴿كل نفس ذائقة الموت﴾ (۶) عرض کی گئی یا رسول اللہ ﷺ! فرشتوں کا کیا ہوگا تو یہ آیت نازل ہوئی ﴿كل شيء هالك الا وجهه﴾ اس آیت میں اس چیز کو واضح کیا گیا کہ ملائکہ، جن و انس، باقی عالم، پرندے، وحشی جانور، درندے اور چوپائے سب مخلوق ہلاک ہوگی اور یہ کہ ذی روح شے ہلاک ہونے والی ہے (۷)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت مقاتلؒ یہ روایت نقل کی ہے کہ آیت کا مصداق یہ ہے آسمان کے رہنے والوں میں سے حیوان خاص طور پر، فرشتے، زمین میں جو کچھ ہے اور تمام حیونات ہلاک ہونے والے ہیں، اس کے بعد آسمان و زمین تباہ و برباد ہوں گے۔ جنت دوزخ اور ان میں رہنے والے ہلاک نہ ہوں گے۔ اسی طرح عرش اور کرسی ہلاک نہ ہوگا (۸)۔

---

(۱) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ القصص، ۹:۳۰۲۶ رقم (۱۷۲۰۷)
(۲) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ القصص، ۹:۳۰۲۶ رقم (۱۷۲۰۶)
(۳) القرآن الکریم، الرحمٰن، ۲۶
(۴) القرآن الکریم، آل عمران، ۱۸۵
(۵) تفسیر قرطبی، سورۃ القصص، ۱۷:۱۶۵
(۶) القرآن الکریم، آل عمران، ۱۸۵
(۷) فتح القدیر، سورۃ القصص، ۵:۴۲۷
(۸) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ القصص، ۹:۳۰۲۸ رقم (۱۷۲۱۷)

امام عبد بن حمیدؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ ہر شے ہلاک ہونے والی ہے مگر جس کے ساتھ اپنی ذات کا ارادہ کرے (۱)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت مجاہدؒ سے روایت نقل کی ہے کہ ہر شے ہلاک ہونے والی ہے مگر جس کے ساتھ اس کی ذات کا ارادہ کیا جائے (۲)۔

امام بیہقیؒ نے "شعب الایمان" میں حضرت سفیانؒ سے روایت نقل کی ہے کہ ہر شے ہلاک ہونے والی ہے مگر وہ اعمال صالح جن کے ساتھ اس کی ذات کا ارادہ کیا جائے (۳)۔

امام ابن ابی الدنیاؒ نے "کتاب التفکر" میں حضرت ابن عمرؓ سے روایت نقل کی ہے کہ جب وہ دل کو سمجھانا چاہتے تو کھنڈرات کے پاس آتے ان کے دروازے پر کھڑے ہوتے، غمگین آواز کے ساتھ آواز دیتے، ہلاک کرنے والے کہاں ہیں۔ پھر خود سے ہم کلامی کرتے اور کہتے ﴿کل شی ء هالك الا وجهه﴾ (۴)۔

امام احمدؒ نے زہد میں حضرت ثابتؒ سے روایت نقل کی ہے: جب حضرت موسیٰ بن عمرانؑ کا وصال ہوا تو فرشتے یہ کہتے ہوئے چکر لگانے لگے: موسیٰؑ وصال کر گئے تو پھر کون سا ایسا نفس ہوگا جسے موت نہ آئے گی (۵)۔

---

(۱) تفسیر فتح القدیر، سورۃ القصص، ۵:۴۲۷

(۲) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ القصص، ۹:۳۰۲۸ رقم (۱۷۲۱۴)

(۳) شعب الایمان، ۱:۳۰۹ رقم (۳۵۳)

شعب الایمان، ۵:۳۵۰ رقم (۶۸۹۴)

(۴) تفسیر ابن کثیر، دار طیبہ للنشر والتوزیع، طبع (1999ء)، سورۃ القصص، ۶:۲۶۲

(۵) امام احمد، احمد بن حنبل، الزھد، ۱:۹۴

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆

☆☆

☆

سورۃ العنکبوت

باب ہفتم

سورۃ العنکبوت کا اردو ترجمہ اور علمی تحقیق

فصل اول: مقدمۃ سورۃ العنکبوت کے روایات کی تحقیق

فصل دوم: سورۃ العنکبوت کے روایات کی تحقیق

سورۃ العنکبوت کا اردو ترجمہ اور علمی تحقیق

فصل اول: مقدمۃ سورۃ العنکبوت کے روایات کی تحقیق

امام ابن ضریسؒ، نحاسؒ، ابن مردویہؒ اور بیہقیؒ نے "دلائل" میں حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ سورۃ عنکبوت مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی (۱)۔

امام ابن مردویہؒ نے حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ سے روایت نقل کی ہے کہ سورۃ عنکبوت مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی (۲)۔

امام دار قطنیؒ نے سنن میں حضرت عائشہؓ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز کسوف اور نماز خسوف میں چار رکوعوں اور چار سجدوں والی نماز پڑھتے تھے۔ پہلی رکعت میں سورۃ عنکبوت یا سورۃ الروم اور دوسری میں سورۃ یٰس پڑھتے تھے (۳)۔

فصل دوم: سورۃ العنکبوت کے روایات کی تحقیق

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

الٓمٓ ﴿۱﴾ أَحَسِبَ النَّاسُ أَن يُتْرَكُوٓا أَن يَقُولُوٓا ءَامَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُونَ ﴿۲﴾ وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ فَلَيَعْلَمَنَّ اللَّهُ الَّذِينَ صَدَقُوا وَلَيَعْلَمَنَّ الْكَٰذِبِينَ ﴿۳﴾

"الم[۱] کیا لوگ یہ خیال کئے ہوئے ہیں کہ (صرف) یہ کہنے سے کہ ہم ایمان لے آئے چھوڑ دیئے جائینگے اور اُنکی آزمائش نہیں کی جائیگی[۲] اور جو لوگ ان سے پہلے ہو چکے ہیں ہم نے اُن کو بھی آزمایا تھا (اور اُن کو بھی آزمائینگے) سو خدا اُن کو ضرور معلوم کریگا جو (اپنے ایمان میں) سچے ہیں اور اُن کو بھی جو جھوٹے ہیں"[۳]

امام عبد بن حمیدؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے امام شعبیؒ سے روایت نقل کی ہے: یہ آیات ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئیں جو مکہ مکرمہ میں رہتے تھے۔ انہوں نے اسلام قبول کر لیا تھا۔ مدینہ طیبہ میں رہنے

---

(۱) فضائل القرآن، ۱:۲۱ رقم (۱۷)

الناسخ والمنسوخ، ۱:۶۱۱

دلائل النبوۃ، ۷:۱۴۳

(۲) تفسیر البغوی، سورۃ القصص، ۶:۲۲۶

(۳) الدار قطنی، علی بن عمر، سنن الدار قطنی، دار المعرفۃ، بیروت، طبع (۱۳۸۶ھ)، کتاب (۶)، العیدین، باب (۷)، صفۃ الصلوۃ الخسوف والکسوف، رقم (۷)

والے رسول اللہ کے صحابہ نے انہیں خط لکھا، ان کا اقرار اور اسلام قبول نہ کیا جائے گا یہاں تک کہ تم ہجرت نہ کرو۔ وہ مدینہ طیبہ کے ارادے سے مکہ مکرمہ سے نکلے۔ مشرکین نے ان کا پیچھا کیا اور انہیں واپس لے گئے۔ ان کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔ صحابہ نے ان کے بارے میں یہ خط لکھا کہ تمہارے بارے میں یہ یہ آیت نازل ہوئی۔ تو مکہ مکرمہ میں رہنے والے صحابہ نے کہا ہم مکہ مکرمہ سے نکلیں گے۔ اگر کسی نے ہمارا پیچھا کیا تو ہم اس سے جنگ کریں گے۔ وہ صحابہ نکلے۔ مشرکوں نے اُنکا پیچھا کیا۔ مسلمانوں نے ان سے جنگ کی۔ ان میں سے کچھ شہید ہو گئے اور کچھ نجات پا گئے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی ﴿ثُمَّ إِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِينَ هَاجَرُوا مِن بَعْدِ مَا فُتِنُوا ثُمَّ جَاهَدُوا وَصَبَرُوا إِنَّ رَبَّكَ مِن بَعْدِهَا لَغَفُورٌ رَّحِيمٌ (۱)﴾ (۲)

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت قتادہؒ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیات مکہ مکرمہ کے جن لوگوں کے بارے میں نازل ہوئیں جو نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونا چاہتے تھے۔ مشرک ان کے سامنے آ گئے تو وہ لوٹ گئے۔ ان کے بھائیوں نے ان کی طرف وہ آیات لکھ کر بھیجیں جو ان کے بارے میں نازل ہوئی تھیں۔ وہ پھر نکلے ان میں سے کچھ شہید ہو گئے اور کچھ بچ نکلے۔ تو قرآن حکیم نازل ہوا ﴿وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا (۳)﴾ (۴)۔

امام عبد بن حمیدؒ، ابن جریرؒ اور ابن منذرؒ نے حضرت قتادہؒ سے روایت نقل کی ہے: یہ آیات ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئیں جنہیں مشرکوں نے مکہ مکرمہ کی طرف واپس بھیج دیا تھا۔ یہ دس آیات مدنی ہیں باقی آیات مکی ہیں (۵)۔

امام ابن سعدؒ، ابن جریرؒ، ابن ابی حاتم اور ابن عساکرؒ نے حضرت عبداللہ بن عبید بن عمیرؒ سے روایت نقل کی

---

(۱) القرآن الکریم، النحل، ۱۱۰

(۲) تفسیر الطبری، سورۃ العنکبوت، ۱۰: ۱۲۱ رقم (۲۷۹۶۳)

تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ العنکبوت، ۹: ۳۰۳ رقم (۱۷۱۳۱)

(۳) القرآن الکریم، العنکبوت، ۶۹

(۴) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ العنکبوت، ۹: ۳۰۳ رقم (۱۷۱۳۲)

(۵) تفسیر الطبری، سورۃ العنکبوت، ۱۰: ۱۲۱ رقم (۲۷۹۶۸)

ہے کہ یہ آیات عمار بن یاسرؓ(۱) کے حق میں نازل ہوئی جنہیں اللہ تعالیٰ کی محبت کی وجہ سے عذاب دیا جاتا تھا(۲)۔

امام ابن منذرؒ نے حضرت ابن جریجؒ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت ابن عمیرؒ اور دوسرے لوگوں سے سنا کہ ابوجہل لعنۃ اللہ علیہ حضرت عمار بن یاسرؓ اور ان کی ماں کو عذاب دیا کرتا تھا۔ وہ موسم گرما کے دنوں میں عمار بن یاسرؓ کو لوہے کی بنی قمیص پہناتا اور اس کی ماں کی پیٹ میں نیزہ مارا۔ اسی بارے میں یہ آیت نازل ہوئی(۳)۔

امام فریابیؒ، ابن ابی شیبہؒ، عبد بن حمیدؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت مجاہدؒ سے ﴿وھم یفتنون﴾ کا یہ معنیٰ نقل کیا ہے کہ ان کے اموال اور جانوں میں آزمایا نہیں جائے گا جب کہ ہم نے ان سے پہلے لوگوں کو آزمایا ہے(۴)۔

امام عبد بن حمیدؒ، ابن جریرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت قتادہؒ سے ﴿لا یفتنون﴾ کا معنی یہ نقل کیا ہے کہ انہیں نہیں آزمایا جائے گا۔(۵) جب کہ ہم نے ان سے پہلے لوگوں کو آزمایا۔ اللہ تعالیٰ ضرور جھوٹے سے سچ، نافرمان سے اطاعت کرنے والے کو جانے گا جبکہ یہ بات کہی جاتی تھی کہ مومن مصیبت سے پرکھا جاتا ہے جیسے سونے کو آگ سے

---

(۱) عمارؓ بن یاسر بن عامر بن مالک، آپ کا تعلق یمن کے قبیلے [مذحج] سے تھا۔ آپ کے والد اپنے بھائیوں حارث اور مالک کے ساتھ اپنے ایک بھائی کو تلاش کرنے مکہ آئے تھے، آپ کے بھائی واپس چلے گئے اور آپ مکہ میں ابوحذیفہ بن مغیرۃ مخزومی کے حلیف بن کر رہنے لگے۔ حذیفہ نے آپ کی شادی اپنی باندی سمیہ بنت خیاط کے ساتھ کردی۔ سمیہ سے آپ کا بیٹا پیدا ہوا جس کا نام [عمار] رکھا گیا۔ حذیفہ نے عمار کی پیدائش کے ساتھ یاسر کو آزاد کردیا لیکن یاسر پھر بھی آپ کی وفات تک آپ کے ہاں مقیم رہا تھا۔ جب مکہ میں اسلام کی کرنیں پیدا ہونے لگیں تو سب سے پہلے غریبوں کے گھروں میں روشنی کر گئیں۔ آل یاسر بھی ان خوش قسمت گھرانوں میں ہے۔ عمار سابقین الاولین میں سے شمار ہونے لگے تھے۔ آپ اُن لوگوں میں سے ہیں جن کو اہل مکہ نے بہت ستایا تھا۔ لیکن اسلام پر قائم ودائم رہیں اور دنیا میں جنت کی خوشخبری کے مستحق ثابت ہوئے۔ آپ ساتویں شخص ہیں جس نے اپنے اسلام کا برملا اعلان کیا تھا۔ [الطبقات الکبریٰ، ۳: ۲۴۶۰۔ الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ، ۴: ۵۷۵، رقم (۵۷۰۸)]

(۲) الطبقات الکبریٰ، ۳: ۱۲۵۰
تفسیر الطبری، سورۃ العنکبوت، ۱۰: ۱۲۲ رقم (۲۷۶۹۲)
تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ العنکبوت، ۹: ۳۰۳ رقم (۱۷۱۳۶)
تاریخ دمشق، ۴۳: ۳۷۵

(۳) روح المعانی، سورۃ العنکبوت، ۱۰: ۳۴۰

(۴) تفسیر الطبری، سورۃ العنکبوت، ۱۰: ۱۲۲ رقم (۲۷۶۹۴)

(۵) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ العنکبوت، ۹: ۳۰۳ رقم (۱۷۱۳۴)

پرکھا جاتا ہے۔ یہ بات کہی جاتی تھی فتنہ کی مثال کھوٹے درہم جیسی ہے جسے اندھا لے لیتا ہے اور بینا اسے دیکھ لیتا ہے یعنی اسے رد کر دیتا ہے(۱)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت علیؓ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ یوں قراءت کرتے ﴿فَلَيَعْلَمَنَّ اللَّهُ الَّذِينَ صَدَقُوا وَلَيَعْلَمَنَّ الْكَاذِبِينَ﴾ کہ لوگوں کو آگاہ کرے گا(۲)۔

امام ابن مردویہؒ اور ابونعیمؒ نے حلیہ میں حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نبی کو اس کی امت کی طرف مبعوث کرتا وہ دنیا میں اپنی مدت تک ان کے پاس رہتا۔ پھر اللہ تعالیٰ اس کی روح کو قبض کر لیتا۔ اس کے بعد اس کی امت کہتی یا ان میں سے جس سے اللہ تعالیٰ چاہتا، ہم نبی کے راستہ پر ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان میں آزمائش نازل فرماتا تو جو آدمی اپنے دعویٰ پر قائم رہتا وہ سچا ہوتا اور جو اس کی مخالفت کرتا وہ جھوٹ ہوتا(۳)۔

امام ابن ماجہؒ اور ابن مردویہؒ نے حضرت ابن مسعودؓ سے روایت نقل کی ہے کہ سب سے پہلے جس نے اسلام کو ظاہر کیا وہ سات افراد تھے۔ رسول اللہ ﷺ، حضرت ابوبکرؓ، حضرت سمیہؓ(۴)، عمارؓ کی ماں، عمارؓ، صہیبؓ، (۵)

---

(۱) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ العنکبوت، ۹:۳۰۳ رقم (۱۷۱۳۸)

(۲) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ العنکبوت، ۹:۳۰۳ رقم (۱۷۱۴۰)

(۳) حلیۃ الاولیاء، ۱:۳۲۶

(۴) سمیۃ بنت خباط، اُم عمار، آپ حذیفۃ بن مغیرۃ کی لونڈی تھی۔ مکہ کے قدیم الاسلام عورتوں میں آپ کا شمار ہوتا ہے۔ آپ کو ایمان لانے پر بہت ستایا گیا تاکہ اسلام سے مرتد ہو جائے لیکن آپؓ اسلام پر قائم رہیں اور آپ کے ایمان میں ذرہ برابر فرق بھی نہیں آیا تھا۔ شقی القلب ابوجہل نے آپ کو نیزہ مار کر شہید کر دیا تھا۔ آپؓ کو اسلام کی پہلی شہید خاتون کا اعزاز حاصل ہے۔ [الطبقات الکبریٰ، ۸:۲۶۴۔۔ الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ، ۷:۱۲ رقم (۱۱۳۳۶)]

(۵) صہیبؓ بن سنان بن خالد بن عمرو، ابویحییٰ، النمری، المعروف بالرومی، آپ مشہور صحابی ہیں۔ سابقین الاولین اور بدری سعادت آپ کو حاصل ہے۔ آپ کے والد یا چچا کسریٰ کی طرف سے ابلۃ کے عامل تھے اور موصل میں آپ کی سکونت تھی۔ روم نے آپ کے علاقے پر حملہ کیا اور بہت سارے لوگوں کو قیدی بنا کر بعد میں غلامی کی زنجیریں پہنا دی، اس میں صہیبؓ بھی غلام بنا دئے گئے۔ آپ مکہ میں غلام بنا کر لائے گئے تھے اور عبداللہ بن جدعان نے خرید لیا بعد میں ابن جدعان نے آزاد کر دیا تھا اور مکہ میں سکونت اختیار کر لی تھی۔ یا دوسرا قول یہ کہ آپ روم سے بھاگ کر آئے تھے اور مکہ میں ابن جدعان کے ساتھ محالفہ کیا تھا اور وہیں سکونت اختیار کر لی تھی۔ بعثت کے وقت صہیب مکہ میں رہے اور اسلام قبول کر لیا تھا۔ جس کی وجہ سے آپ کو کافی تکالیف کا سامنا کرنا پڑا۔ آپ اُن لوگوں میں سے تھے جن کو ایمان کی وجہ سے کفارِ مکہ نے ستایا تھا۔ آپ ۳۸ھ کو مدینہ میں وفات پا گئے تھے۔ [الطبقات الکبریٰ، ۳:۲۲۶۔۔ تھذیب التھذیب، ۴:۳۸۵ رقم (۷۶۹)]

حضرت بلالؓ (۱) اور حضرت مقدادؓ (۲) جہاں تک رسول اللہ ﷺ کا تعلق ہے اللہ تعالیٰ نے آپ کے چچا کے واسطے سے آپ کی حفاظت کی، جہاں تک حضرت ابوبکر صدیقؓ کا معاملہ ہے اللہ تعالیٰ نے آپ کی قوم کے ذریعے آپ کی حفاظت فرمائی۔ باقی افراد کو مشرکوں نے پکڑ لیا، انہیں لوہے کی زرہیں پہنا دیں۔ اللہ تعالیٰ کی وجہ سے ان کے نفس ان پر حقیر ہو گئے اور یہ لوگ اپنی قوم پر بھی حقیر تھے۔ وہ اسے پکڑتے، بچوں کو دیتے، وہ اسے مکہ کی گلیوں میں گھماتے پھراتے رہتے جب کہ وہ کہتے احد، احد (۳) [واللہ تعالیٰ اعلم]

أَمْ حَسِبَ الَّذِينَ يَعْمَلُونَ السَّيِّئَاتِ أَن يَسْبِقُونَا سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ ﴿٤﴾

"کیا وہ لوگ جو بُرے کام کرتے ہیں یہ سمجھے ہوئے ہیں کہ یہ ہمارے قابُو سے نکل جائینگے۔ جو خیال یہ کرتے ہیں بُرا ہے" [۴]

امام عبد بن حمیدؒ اور ابن جریرؒ نے حضرت قتادہؒ سے روایت نقل کی ہے کہ السیات سے مراد مشرک ہے (۴)۔

امام فریابیؒ، ابن ابی شیبہؒ، عبد حمید، ابن جریرؒ اور ابن ابی منذرؒ نے حضرت مجاہدؒ سے ان یسبقونا یہ معنی کیا ہے کہ وہ ہمیں عاجز کر دے (۵)۔

---

(۱) بلال بن رباح القرشی التمیمی، ابوعبداللہ یا ابوعبدالرحمن یا ابوعبدالکریم، مؤذنِ رسول ﷺ، مولیٰ ابوبکرؓ، آپ سابقین الاولین میں سے تھے۔ آپ کو توحید کے جرم میں اہل مکہ نے کافی ستایا تھا۔ یہاں تک کہ جب اُن کے مظالم حد سے بڑھ گئے تو ابوبکرؓ نے خرید کر آزاد کر دیا تھا۔ اس کے بعد نبی کریم ﷺ سے وابستہ رہے، ہجرتِ مدینہ اور تمام غزوات میں شرکت کی سعادت حاصل کر لی تھی۔ نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد آپؓ نے مجاہدانہ زندگی اختیار کر لی تھی اور آخر تک شام میں مقیم رہے تھے اور وہیں وفات پا گئے تھے۔ [الطبقات الکبریٰ، ۳: ۲۳۲۔۔ الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ، ۱: ۳۲۶ رقم (۷۳۶)]

(۲) مقداد بن عمرو بن ثعلبۃ بن مالک الکندی الزہری، ابوالاسود، آپ نے مقداد بن اسود سے شہرت پائی تھی۔ آپ نے مردوں میں سے چھٹے نمبر پر اسلام قبول کیا تھا۔ آپ کو ہجرتِ حبشہ کی سعادت حاصل ہے۔ مدینہ ہجرت کرنے کے بعد آپ کلثوم بن ھدم کے ہاں مہمان بن کر رہے تھے۔ آپ مواخات کے رشتے میں جبار بن صخر کے ساتھ منسلک کر دیئے گئے تھے۔ آپ ماہر تیراندازوں میں سے تھے۔ تمام غزوات میں شریک رہے تھے۔ ۳۳ھ کو جرف کے مقام پر وفات پا گئے تھے۔ [الطبقات الکبریٰ، ۳: ۱۶۳۔۔ تھذیب التھذیب، ۱۰: ۲۵۴ رقم (۵۰۵)]

(۳) سنن ابن ماجۃ، کتاب: المقدمۃ، باب: فضل سلمان وابی ذر والمقدار، رقم (۱۵۰)۔۔ الشیخ البانیؒ نے اس حدیث کو [حسن] قرار دے ہے۔ [صحیح ابن ماجۃ، ۱: ۳۰ رقم (۱۲۲)]

(۴) تفسیر الطبری، سورۃ العنکبوت، ۱۰: ۱۲۲ رقم (۲۷۶۹۹)

(۵) تفسیر الطبری، سورۃ العنکبوت، ۱۰: ۱۲۲ رقم (۲۷۶۹۸)

مَنْ كَانَ يَرْجُوا لِقَآءَ اللّٰهِ فَإِنَّ أَجَلَ اللّٰهِ لَاٰتٍ ط وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿٥﴾ وَمَنْ جَاهَدَ فَإِنَّمَا يُجَاهِدُ لِنَفْسِهٖ ط إِنَّ اللّٰهَ لَغَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٦﴾ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحَاتِ لَنُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ أَحْسَنَ الَّذِيْ كَانُوا يَعْمَلُوْنَ ﴿٧﴾

"جو شخص خدا کی ملاقات کی امید رکھتا ہو تو خدا کا (مقرر کیا ہوا) وقت ضرور آنے والا ہے۔ اور وہ سننے والا (اور) جاننے والا ہے[۵] اور جو شخص محنت کرتا ہے تو اپنے ہی فائدے کے لئے محنت کرتا ہے۔ (اور) خدا تو سارے جہان سے بے پروا ہے[٦] اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے ہم اُن کے گناہوں کو اُن سے دُور کر دیں گے اور اُن کو اُن کے اعمال کا بہت اچھا بدلہ دیں گے"[۷]

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت سعید بن جبیرؒ، ابن جریرؒ اور ابن منذرؒ نے حضرت مجاہدؒ سے روایت نقل کی ہے کہ ﴿من كان يرجو لقاء الله﴾ کا معنی یہ ہے جو دوبارہ اٹھائے جانے سے ڈرتا ہے(۱)

وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا ط وَإِنْ جَاهَدٰكَ لِتُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا ط إِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَأُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿٨﴾ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُدْخِلَنَّهُمْ فِي الصّٰلِحِيْنَ ﴿٩﴾

"اور ہم نے انسان کو اپنے ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک کرنے کا حکم دیا ہے (اے مخاطب) اگر تیرے ماں باپ تیرے درپے ہوں کہ تو میرے ساتھ کسی کو شریک بنائے جسکی حقیقت کی تجھے واقفیت نہیں۔ تو اُنکا کہنا نہ مانو۔ تم (سب) کو میری طرف لوٹ کر آنا ہے پھر جو کچھ تم کرتے تھے میں تم کو جتا دوں گا[۸] اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے اُن کو ہم نیک لوگوں میں داخل کریں گے"[۹]

---

(۱) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ العنکبوت، ۹: ۳۰۳۴ رقم (۱۷۱۵۲)

امام ابن منذرؒ، ابن ابی حاتمؒ، ابن مردویہؒ نے حضرت سعد بن ابی وقاصؓ (۱) سے روایت نقل کی ہے کہ میری ماں نے کہا میں اس وقت تک نہ کھانا کھاؤں گی اور نہ پانی پیوں گی یہاں تک کہ تو حضرت محمد ﷺ کا انکار کرے گا۔ اس نے کھانا پینا چھوڑ دیا یہاں تک کہ لوگ ڈنڈے سے اس کا منہ بھرنے لگے۔ تو یہ آیت نازل ہوئی (۲)۔

امام عبد بن حمیدؒ، ابن جریرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت قتادہؒ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت حضرت سعدؓ کے حق میں نازل ہوئی۔ جب آپؓ نے ہجرت کی تو آپ کی والدہ نے کہا اللہ کی قسم! مجھے کوئی چیز سایہ نہیں کرے گی یہاں تک کہ وہ لوٹ آئیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے بارے میں یہ آیت نازل کی کہ ان دونوں (والدین) کے ساتھ حسن سلوک کرے اور شرک کے معاملہ میں ان کی اطاعت نہ کرے (۳)۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَقُولُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ فَإِذَا أُوذِيَ فِي اللّٰهِ جَعَلَ فِتْنَةَ النَّاسِ كَعَذَابِ اللّٰهِ ط وَلَئِنْ جَآءَ نَصْرٌ مِّنْ رَّبِّكَ لَيَقُولُنَّ إِنَّا كُنَّا مَعَكُمْ أَوَلَيْسَ اللّٰهُ بِأَعْلَمَ بِمَا فِي صُدُورِ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۰﴾ وَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَيَعْلَمَنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ ﴿۱۱﴾

"اور بعض لوگ ایسے ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم خدا پر ایمان لائے۔ جب اُن کو خدا (کے رستے) میں کوئی ایذا پہنچتی ہے تو لوگوں کی ایذا کو (یوں) سمجھتے ہیں جیسے خدا کا عذاب۔ اور اگر تمہارے پروردگار کی طرف سے مدد پہنچے تو کہتے ہیں کہ ہم تو تمہارے ساتھ تھے۔ کیا جو اہل عالم کے سینوں میں ہے خدا اس سے واقف نہیں؟ [۱۰] اور خدا اُن کو ضرور معلوم کرے گا جو (سچے) مومن ہیں اور منافقوں کو بھی معلوم کر کے رہے گا" [۱۱]

---

(۱) سعد بن ابی وقاصؓ [مالک] بن وھب یا اھیب، القرشی، ابو اسحاق الزھری، آپ مشہور صحابی اور عشرہ مبشرہ میں سے تھے۔ آپ قدیم الاسلام اور نبی کریم ﷺ سے پہلے مدینہ ہجرت کر چکے تھے۔ غزوہ بدر سمیت تمام غزوات میں شریک رہے تھے اور آپ نے اللہ کی راہ میں پہلا تیر پھینکا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ہاتھوں سے اکثر فارس فتح کیا اور جنگ قادسیہ کی فتح بھی آپ کی مرھونِ منت تھی۔ آپ کئی سالوں کے لئے کوفہ کے گورنر رہ چکے تھے۔ [الطبقات الکبریٰ، ج ۳، ص ۱۳۷۔ تھذیب التھذیب، ج ۳، ص ۴۱۹ رقم (۹۰۱)]

(۲) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ العنکبوت، ۹: ۳۰۳۲ رقم (۱۷۱۶۴)

(۳) تفسیر الطبری، سورۃ العنکبوت: ۱۰: ۱۲۴ رقم (۲۷۷۰۱)

تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ العنکبوت، ۹: ۳۰۳۲ رقم (۱۷۱۶۵)

امام فریابیؒ، ابن ابی شیبہؒ، عبد بن حمیدؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے مجاہدؒ سے یہ تفسیر نقل کی ہے کہ کچھ لوگ تھے جو اپنی زبانوں سے تو یہ کہتے کہ وہ ایمان لائے ہیں۔ جب لوگوں کی طرف سے انہیں کوئی مصیبت پہنچتی یا اپنی جانوں اور مالوں میں کوئی تکلیف آتی تو وہ فتنہ میں مبتلا ہو جاتے۔ یہ امر دنیا میں ان کے لیے ایسے بنا دیا گیا جیسے آخرت میں اللہ تعالیٰ کا عذاب ہے(۱)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے سدیؒ سے روایت نقل کی ہے کہ کچھ مومن تھے جو ایمان لانے کے بعد ہجرت کرنے لگے۔ ابوسفیان نے انہیں آلیا اور بعض کو مکہ مکرمہ لے گیا اور انہیں اذیتیں دیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں یہ آیات نازل فرمائیں(۲)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت عطاءؒ سے روایت نقل کی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کی وجہ سے کسی کو مصیبت پہنچے تو لوگوں کی طرف سے دی جانے والی تکالیف اللہ کے عذاب جیسی ہو جاتی ہیں۔ جب اسے اللہ تعالیٰ کی وجہ سے اذیت دی جاتی ہے تو وہ اللہ کے دین سے رک جاتا ہے(۳)۔

امام ابن جریرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کی وجہ سے اسے اذیت دی جاتی ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کے دین سے رک جاتا ہے(۴)۔

امام احمدؒ، ابن ابی شیبہؒ، عبد بن حمیدؒ، امام ترمذیؒ، جب کہ ترمذیؒ نے اسے صحیح قرار دیا ہے، ابن ماجہؒ، ابویعلیٰؒ، ابن حبانؒ، ابونعیمؒ، بیہقیؒ نے شعب الایمان میں اور ضیاءؒ نے حضرت انسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے اللہ کی خاطر اذیتیں دی گئیں جیسی اذیت کسی کو نہ دی گئی، مجھے اللہ کی خاطر ڈرایا گیا، مجھ پر تیس دن بھی ایسا آیا کہ میرے لیے اور بلالؓ کے لیے ایسا کھانا نہیں تھا جسے کوئی جگر والا انسان کھاتا ہے مگر وہ جو بلالؓ کی بغل چھپائے

---

(۱) تفسیر الطبری، سورۃ العنکبوت: ۱۰: ۱۲۴ رقم (۲۷۷۰۳)
تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ العنکبوت، ۹: ۳۰۳۲ رقم (۱۷۱۷۱)

(۲) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ العنکبوت، ۹: ۳۰۳۲ رقم (۱۷۱۷۲)

(۳) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ العنکبوت، ۹: ۳۰۳۲ رقم (۱۷۱۷۳)

(۴) تفسیر الطبری، سورۃ العنکبوت: ۱۰: ۱۲۴ رقم (۲۷۷۰۲)
تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ العنکبوت، ۹: ۳۰۳۲ رقم (۱۷۱۷۵)

ہوتی تھی (۱)۔

امام ابن جریرؒ نے حضرت ضحاکؒ سے روایت نقل کی ہے کہ مکہ مکرمہ میں کچھ منافق تھے وہ ایمان لاتے۔ جب انہیں مشرکوں کی طرف سے اذیت دی جاتی تو اذیت اللہ تعالیٰ کے عذاب کی طرح بنادی گئی (۲)۔

امام ابن جریرؒ نے حضرت قتادہؒ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیات ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئیں جنہیں مشرک، مکہ مکرمہ کی طرف لے گئے تھے۔ یہ دس آیات مدنی ہیں (۳)۔

وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِلَّذِينَ آمَنُوا اتَّبِعُوا سَبِيلَنَا وَلْنَحْمِلْ خَطَايَاكُمْ وَمَا هُم بِحَامِلِينَ مِنْ خَطَايَاهُم مِّن شَيْءٍ إِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ ﴿١٢﴾ وَلَيَحْمِلُنَّ أَثْقَالَهُمْ وَأَثْقَالًا مَّعَ أَثْقَالِهِمْ وَلَيُسْأَلُنَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَمَّا كَانُوا يَفْتَرُونَ ﴿١٣﴾

"اور جو کافر ہیں وہ مومنوں سے کہتے ہیں کہ ہمارے طریق کی پیروی کرو ہم تمہارے گناہ اُٹھالینگے۔ حالانکہ وہ اُن کے گناہوں کا کچھ بھی بوجھ اُٹھانے والے نہیں۔ کچھ شک نہیں کہ یہ جھوٹے ہیں[۱۲] اور یہ اپنے بوجھ بھی اُٹھائینگے اور اپنے بوجھوں کے ساتھ اور (لوگوں کے) بوجھ بھی اور جو بہتان یہ باندھتے رہے قیامت کے دن اُنکی اُنسے ضرور پرسش ہوگی[۱۳] اور ہم نے نوح کو اُن کی قوم کی طرف بھیجا تو وہ اُن میں پچاس برس کم ہزار برس رہے۔ پھر اُن کو طوفان (کے عذاب) نے آ پکڑا۔ اور وہ ظالم تھے۔"[۱۴]

---

(۱) مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب: المغازی، باب: فی اذی قریش للنبی ﷺ، رقم (۳۶۵۶۶)
سنن الترمذی، کتاب: صفۃ القیامۃ والرقائق والورع عن رسول اللہ، رقم (۲۴۷۲)
سنن ابن ماجہ، کتاب: المقدمۃ، باب: فضل سلمان وابی ذر والمقداد، رقم (۱۵۱)
مسند ابی یعلیٰ، مسند ثابت البنانی عن انس، رقم (۳۴۲۳)
صحیح ابن حبان بترتیب ابن بلبان، کتاب: التاریخ، باب: کتب النبی، رقم (۶۵۶۰)
شعب الایمان، ۲:۲۳۹ رقم (۱۶۳۲)

امام ترمذیؒ نے مذکورہ حدیث پر حکم لگاتے ہوئے لکھا ہے: هذا حديث حسن غريب ومعنىٰ هذا الحديث حين خرج النبي ﷺ من مكة ومعه بلال انما كان مع بلال من الطعام ما يحمله تحت ابطه،[سنن التزمذی: كتاب: صفة القيامة والرقائق والورع عن رسول الله، رقم (۲۴۷۲)]

شیخ البانیؒ نے مذکورہ حدیث کو [صحیح] قرار دیا ہے۔ [صحیح الترغیب والترھیب، ج ۳، ص ۱۳۲ رقم (۳۲۸۱)]

(۲) تفسیر الطبری، سورۃ العنکبوت، ۱۰:۲۴ رقم (۲۷۷۰۴)

(۳) تفسیر الطبری، سورۃ العنکبوت، ۱۰:۲۴ رقم (۲۷۷۰۷)

امام فریابیؒ، ابن ابی شیبہؒ، عبد بن حمیدؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت مجاہدؒ سے روایت نقل کی ہے کہ مکہ مکرمہ میں رہنے والے قریش جو کفر اختیار کیے ہوئے تھے وہ مومنوں کو کہتے نہ ہمیں اٹھایا جائے گا اور نہ ہی تمہیں۔ ہماری پیروی کرو اگر تم پر کوئی مصیبت آ گئی تو وہ ہم پر ہوگی (۱)۔

ابن جریرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے ضحاکؒ سے روایت نقل کی ہے کہ ﴿الذین کفروا﴾ سے مراد کفار کے سردار ہیں۔ ﴿للذین امنوا﴾ وہ لوگ جوان کے پیروکاروں میں سے ایمان لے آتے تھے: ہماری پیروی کرو اور حضرت محمد ﷺ کا دین ترک کر دو (۲)۔

امام عبد بن حمیدؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت قتادہؒ سے روایت نقل کی ہے کہ بحملین سے مراد عمل کرنے والے اور اثقالا سے مراد بوجھ ہے۔ ان پر بوجھ ہوں گے ساتھ ان بوجھوں کے جو انہوں نے دوسرے لوگوں کو گمراہ کیا (۳)۔

امام ابن ابی شیبہؒ نے مصنف میں اور ابن منذرؒ نے حضرت ابن حنیفہؒ (۴) سے روایت نقل کی ہے کہ ابوجہل اور قریش کے سردار، لوگوں سے ملتے جب وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں اسلام قبول کرنے کے لیے حاضر ہوتے۔ یہ سردار ان لوگوں سے کہتے وہ شراب کو حرام کہتا ہے، زنا کو حرام کرتا ہے اور ان تمام چیزوں کو حرام کرتا ہے جو عرب کرتے ہیں، تم واپس لوٹ جاؤ اگر تم پر کوئی بوجھ آن پڑا تو ہم اٹھالیں گے۔ تو یہ آیت نازل ہوئی (۵)۔

امام فریابیؒ اور عبد بن حمیدؒ نے حضرت مجاہدؒ سے روایت نقل کی ہے کہ ﴿ولیحملن اثقالهم واثقالا مع اثقالهم﴾ آیت اسی آیت کی طرح ہی ہے ﴿لِيَحْمِلُوا أَوْزَارَهُمْ كَامِلَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَمِنْ أَوْزَارِ الَّذِينَ يُضِلُّونَهُم (٦)﴾

---

(۱) تفسیر الطبری، سورۃ العنکبوت، ۱۰:۱۲۶ رقم (۲۷۷۰۸)

تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ العنکبوت، ۹:۳۰۳۸ رقم (۱۷۱۸۰)

(۲) تفسیر الطبری، سورۃ العنکبوت، ۱۰:۱۲۶ رقم (۲۷۷۰۹)

تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ العنکبوت، ۹:۳۰۳۸ رقم (۱۷۱۸۱)

(۳) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ العنکبوت، ۹:۳۰۴۰ رقم (۱۷۱۸۷)

(۴) ابن حنیفۃ سے مراد [محمد بن حنفیۃ] ہے۔ جس کا ترجمہ پہلے گزر چکا ہے۔

(۵) مصنف ابن ابی شیبۃ: کتاب: المغازی، باب: فی اذی قریش للنبی ﷺ، رقم (۳۶۵۶۷)

(۶) القرآن الکریم، النحل، ۲۵

امام ابن منذرؒ نے حضرت مجاہدؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ان پر اپنے گناہوں اور اپنے اطاعت کرنے والے گناہوں کا بوجھ ہوگا اور جنہوں نے اطاعت کی ان کے عذاب میں سے کوئی تخفیف نہ ہوگی (۱)۔

امام عبد بن حمیدؒ اور ابن منذرؒ نے حضرت حسن بصریؒ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے کہا جس آدمی نے ہدایت کی طرف بلایا، اس کا پیچھا کیا اس پر عمل کیا تو اس کے لیے ان لوگوں کے اجر کی مثل اجر ہے جنہوں نے اس کی اتباع کی ہوگی، ان کے اجروں میں کوئی کمی نہ کی جائے گی۔ جس دعوت دینے والے نے گمراہی کی طرف دعوت دی، اس پر قائم رہا اور اس پر عمل کیا تو اس کے لیے ان لوگوں کے بوجھوں کی مثل بوجھ ہوگا جنہوں نے اسکی اتباع کی ہوگی، ان کے بوجھوں میں یہ کچھ کمی نہ کرے گا۔ عون نے کہا حضرت حسنؒ یہ پڑھا کرتے تھے ﴿ وَلَيَحْمِلُنَّ أَثْقَالَهُمْ وَأَثْقَالًا مَّعَ أَثْقَالِهِمْ ﴾ (۲)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابو امامہؓ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ظلم سے بچو کیونکہ اللہ تعالیٰ قیامت کے روز فرمائے گا میری عزت کی قسم! آج ظلم مجھے کسی چیز کے ساتھ بدلہ نہیں دے گا۔ پھر ایک ندا کرنے والا ندا کرے گا فلاں بن فلاں کہاں ہے؟ وہ آئے گا، وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کھڑا ہو جائے گا، پھر منادی کرنے والے کو حکم دے گا جس آدمی کا فلاں بن فلاں پر ظلم کا کوئی الزام ہو تو وہ آجائے۔ لوگ اٹھیں گے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کے حضور جمع ہو جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا میرے بندے سے حق لے لو۔ وہ عرض کریں گے ہم اس سے اپنا حق کیسے لیں؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا اس کی نیکیاں لے لو۔ لوگ اس کی نیکیاں لیتے رہیں گے یہاں تک کہ اس کی کوئی نیکی نہ رہے گی جبکہ اس کی تو کوئی نیکی باقی نہیں رہی۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا ان لوگوں کی برائیاں لو اور اس پر ڈال دو۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے اس آیت سے استدال کیا ﴿ وَلَيَحْمِلُنَّ أَثْقَالَهُمْ وَأَثْقَالًا مَّعَ أَثْقَالِهِمْ ﴾ (۳)۔

امام احمدؒ نے حضرت حذیفہؓ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں سوال کیا تو لوگوں نے کچھ نہ دیا پھر ایک آدمی نے اسے عطا کیا تو دوسرے لوگوں نے بھی عطا کیا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو کسی کی سنت قائم کرے لوگ اس کو اپنائیں تو اس کے لیے اپنے عمل کا اجر اور جنہوں نے اس کی پیروی کی ان کے اجور بھی اسے ملیں گے مگر ان لوگوں کے اجروں میں بھی کوئی کمی نہ کی جائے گی۔ جس نے برے کام کا آغاز کیا، لوگوں نے

---

(۱) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ النحل، رقم (۱۳۳۶۱)

(۲) روح المعانی، سورۃ العنکبوت، ۱۰: ۳۴۷۔۔ الکشف والبیان، ۷: ۲۷۴

(۳) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ العنکبوت، ۹: ۳۰۳۹ رقم (۱۷۱۸۶)

اسے اپنالیا، اس پر اپنے عمل کا بوجھ ہوگا اور ان لوگوں کے اعمال کا بھی بوجھ ہوگا جنہوں نے اسکی اتباع کی ہوگی جب کہ ان کے بوجھوں میں کوئی کمی نہ ہوگی (۱)۔

امام ترمذیؒ (جب کہ امام ترمذیؒ نے اسے حسن قرار دیا ہے) اور ابن مردویہؒ نے حضرت ابو ہریرہؓ اور حضرت ابوالدرداءؓ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا چلو، چلو مفردون سبقت لے گئے۔ عرض کی! یارسول اللہ ﷺ مفردون کون ہے؟ فرمایا جو اللہ کے ذکر ہی میں منہمک رہتے ہیں، ذکر ان سے ان کے بوجھوں کو کم کر دیتا ہے۔ وہ قیامت کے دن ہلکے پھلکے آئیں گے (۲)۔

وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحاً إِلَىٰ قَوْمِهِ فَلَبِثَ فِيهِمْ أَلْفَ سَنَةٍ إِلَّا خَمْسِينَ عَاماً ط فَأَخَذَهُمُ الطُّوفَانُ وَهُمْ ظَالِمُونَ ﴿١٤﴾ فَأَنجَيْنَاهُ وَأَصْحَابَ السَّفِينَةِ وَجَعَلْنَاهَا آيَةً لِّلْعَالَمِينَ ﴿١٥﴾

"اور ہم نے نوح کو اُن کی قوم کی طرف بھیجا تو وہ اُن میں پچاس برس کم ہزار برس رہے۔ پھر اُن کو طوفان (کے عذاب) نے آ پکڑا۔ اور وہ ظالم تھے۔ [۱۴] پھر ہم نے نوح کو اور کشتی کو نجات دی۔ اور کشتی کو اہل عالم کے لئے نشانی بنا دیا" [۱۵]

---

(۱) مسند احمد: کتاب: باقی مسند الانصار، باب: حدیث حذیفہ بن الیمان، رقم (۲۲۷۷۸)

امام طبرانیؒ نے مذکورہ حدیث کی سند پر بحث کرتے ہوئے لکھا ہے: لم یروا ھذا الحدیث عن الحذاالا علی بن عاصم [المعجم الاوسط، ج ۴، ص ۹۴ رقم (۳۶۹۳)]، امام حاکمؒ نے مستدرک میں اس حدیث کی سند کے آخر میں لکھا ہے: ھذا حدیث صحیح الاسناد ولم یخرجاہ بھذا اللفظ انما اتفقا علیٰ حدیث جریر بن عبداللہ : من سن فی الاسلام فقط. [المستدرک: رقم (۳۹۰۶)]۔ شعیب الارنووطؒ نے اس حدیث کے بارے میں کچھ یوں لکھا ہے: صحیح لغیرہ وھذا اسناد حسن من اجل ابی عبیدۃ بن حذیفہ [تعلیق شعیب الارنووط، مسند احمد، رقم ۲۳۳۳۷]

(۲) سنن الترمذی: کتاب: الدعوات عن رسول اللہ ﷺ، باب: فی العفو والعافیۃ، رقم (۳۵۹۶)

امام ترمذیؒ نے مذکورہ حدیث کی سند پر حکم لگاتے ہوئے لکھا ہے: قال ابو عیسیٰ: ھذا حدیث حسن غریب [الترمذی: (۳۵۹۶)]، امام حاکمؒ نے اس حدیث کو مستدرک میں ذکر کیا ہے اور اس کو صحیح علیٰ شرط شیخین قرار دیا ہے۔ [المستدرک (۱۸۳۳)]۔ شیخ البانیؒ نے اس حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے۔ [السلسلۃ الضعیفۃ، ۳: ۳۰۴ رقم (۱۳۱۷)]

امام ابن ابی شیبہؒ، عبد بن حمیدؒ، ابن منذرؒ، ابن ابی حاتمؒ، ابوالشیخؒ، حاکمؒ جب کہ حاکمؒ نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور ابن مردویہؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت نوحؑ کی طرف وحی کی جبکہ آپؑ کی عمر چالیس سال تھی۔ آپ لوگوں کے درمیان ساڑھے نوسو سال تک رہے۔ لوگوں کو اللہ کی طرف بلاتے رہے۔ طوفان کے بعد ساٹھ سال تک زندہ رہے یہاں تک کہ لوگ عام ہو گئے (۱)۔

امام عبد بن حمیدؒ نے حضرت عکرمہؒ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت نوحؑ کی بعثت سے پہلے اور بعثت کے بعد کی کل عمر ایک ہزار سات سو سال تھی (۲)۔

امام سعید بن منصورؒ، عبد بن حمیدؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت مجاہدؒ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ مجھ سے حضرت ابن عمرؓ نے پوچھا حضرت نوحؑ کتنا عرصہ اپنی قوم میں رہے؟ میں نے کہا ساڑھے نوسو سال۔ کہا تم سے جو لوگ پہلے ہوئے ہیں ان کی عمریں لمبی تھیں۔ پھر لگاتار آج تک لوگوں کے اخلاق، عمروں، عقلوں اور جسموں میں کمی ہوتی رہی (۳)۔

امام ابن جریرؒ نے حضرت عون بن شدادؒ (۴) سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت نوحؑ کو ان کی قوم کی طرف مبعوث کیا جب کہ آپ کی عمر تین سو پچاس سال تھی۔ آپ اپنی قوم میں ساڑھے نوسو سال تک رہے۔ پھر اس کے بعد ساڑھے تین سو سال تک رہے (۵)۔

امام ابن ابی الدنیاؒ نے "کتاب ذم الدنیا" میں حضرت انس بن مالکؓ سے روایت نقل کی ہے کہ ملک الموت حضرت نوحؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا اے انبیاء میں سے لمبی عمر پانے والے! تو نے دنیا اور اسکی لذت کو

---

(۱) مصنف ابن ابی شیبۃ: کتاب: التواریخ، رقم (۳۳۹۱۸)
مستدرک: کتاب: تواریخ المتقدمین من الانبیاء والمرسلین، رقم (۴۰۰۵)
تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ العنکبوت، ۹: ۳۰۴۱ رقم (۱۷۱۹۴)

(۲) روح المعانی، سورۃ العنکبوت، ۱۰: ۳۴۸۔۔ فتح القدیر، سورۃ العنکبوت، ۵: ۴۳۸

(۳) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ العنکبوت، ۹: ۳۰۴۱ رقم (۱۷۱۹۵)

(۴) عون بن ابی شداد، العقیلی، العبدی، ابو معمر البصری، آپ کا تعلق صغار تابعین سے تھا۔ یحییٰ بن معین اور ابوداود نے [ثقۃ] قرار دیا ہے۔ امام ابن ماجہؒ نے آپ کی ایک روایت نقل کی ہے۔ امام ابن حبانؒ نے آپ کو [الثقات] میں ذکر کیا ہے۔ آپ کا شمار کوفیین میں ہوتا ہے۔ [تھذیب التھذیب، ۸: ۱۵۲ رقم (۳۰۹)۔۔ الثقات، ۷: ۲۸۱ رقم (۱۰۰۶۹)]

(۵) تفسیر الطبری، سورۃ العنکبوت، ۱۰: ۱۲۷ رقم (۲۷۷۱۲)

کیسے پایا؟ اس آدمی کی طرح جو ایک کمرے میں داخل ہوا جس کے دو دروازے تھے۔ وہ تھوڑی دیر دروازے کے درمیان ٹھہرا پھر دوسرے دروازے سے نکل گیا (۱)۔

امام عبد الرزاقؒ، عبد بن حمیدؒ، ابن جریرؒ اور ابن منذرؒ نے حضرت قتادہؒ سے روایت نقل کی ہے کہ الفرقان سے مراد وہ پانی ہے جو ان پر بھیجا گیا تھا (۲)۔

امام عبد الرزاقؒ نے حضرت ضحاکؒ سے روایت نقل کی ہے کہ الفرقان سے مراد غرق ہونا ہے (۳)۔

امام عبد الرزاقؒ اور ابن منذرؒ نے حضرت مجاہدؒ سے روایت نقل کی ہے کہ اصحب السفینة سے مراد حضرت نوحؑ، آپ کے بیٹے اور آپ کی بیٹوں کی بیویاں ہیں (۴)۔

امام عبد بن حمیدؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت قتادہؒ سے روایت نقل کی ہے: اور اللہ تعالیٰ نے کشتی کو بطور نشانی باقی رکھا۔ وہ جودی پہاڑ پر ہے (۵)۔ [واللہ اعلم]

---

(۱) ابن ابی الدنیا، ذم الدنیا، ۱: ۱۱۰ رقم (۲۲۹)

(۲) تفسیر الطبری، سورۃ العنکبوت، ۱۰: ۱۲۷ رقم (۲۷۷۱۳)

(۳) تفسیر الطبری، سورۃ العنکبوت، ۱۰: ۱۲۷ رقم (۲۷۷۱۴)

(۴) تفسیر عبد الرزاق، سورۃ العنکبوت، ۳: ۱۳

(۵) تفسیر الطبری، سورۃ العنکبوت، ۱۰: ۱۲۷ رقم (۲۷۷۱۵)

تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ العنکبوت، ۹: ۳۰۴۲ رقم (۱۷۲۰۷)

وَإِبْرٰهِيمَ إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاتَّقُوهُ ط ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ
﴿١٦﴾ إِنَّمَا تَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللّٰهِ أَوْثَاناً وَّتَخْلُقُونَ ً ط إِنَّ الَّذِينَ تَعْبُدُونَ مِن دُونِ
اللّٰهِ لَا يَمْلِكُونَ لَكُمْ رِزْقاً فَابْتَغُوا عِندَ اللّٰهِ الرِّزْقَ وَاعْبُدُوهُ وَاشْكُرُوا لَهُ ط إِلَيْهِ
تُرْجَعُونَ ﴿١٧﴾ وَإِن تُكَذِّبُوا فَقَدْ كَذَّبَ أُمَمٌ مِّن قَبْلِكُمْ ط وَمَا عَلَى الرَّسُولِ إِلَّا
الْبَلٰغُ الْمُبِينُ ﴿١٨﴾ أَوَلَمْ يَرَوْا كَيْفَ يُبْدِئُ اللّٰهُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ ط إِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ
يَسِيرٌ ﴿١٩﴾ قُلْ سِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَانظُرُوا كَيْفَ بَدَأَ الْخَلْقَ ثُمَّ اللّٰهُ يُنشِئُ النَّشْأَةَ
الْاٰخِرَةَ ط إِنَّ اللّٰهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿٢٠﴾ يُعَذِّبُ مَن يَشَآءُ وَيَرْحَمُ مَن يَشَآءُ
وَإِلَيْهِ تُقْلَبُونَ ﴿٢١﴾ وَمَآ أَنتُم بِمُعْجِزِينَ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ وَمَا لَكُم مِّن
دُونِ اللّٰهِ مِن وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيرٍ ﴿٢٢﴾ وَالَّذِينَ كَفَرُوا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَلِقَآئِهِ أُولٰئِكَ يَئِسُوا
مِن رَّحْمَتِي وَأُولٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿٢٣﴾ فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهِ إِلَّآ أَن قَالُوا
اقْتُلُوهُ أَوْ حَرِّقُوهُ فَأَنجَاهُ اللّٰهُ مِنَ النَّارِ ط إِنَّ فِي ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ
﴿٢٤﴾ وَقَالَ إِنَّمَا اتَّخَذْتُم مِّن دُونِ اللّٰهِ أَوْثَاناً مَّوَدَّةَ بَيْنِكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ثُمَّ يَوْمَ
الْقِيٰمَةِ يَكْفُرُ بَعْضُكُم بِبَعْضٍ وَّيَلْعَنُ بَعْضُكُم بَعْضاً وَّمَأْوٰكُمُ النَّارُ وَمَا لَكُم مِّن
نّٰصِرِينَ ﴿٢٥﴾ فَاٰمَنَ لَهُ لُوطٌ وَقَالَ إِنِّي مُهَاجِرٌ إِلَى رَبِّي ط إِنَّهُ هُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ
﴿٢٦﴾ وَوَهَبْنَا لَهُ إِسْحٰقَ وَيَعْقُوبَ وَجَعَلْنَا فِي ذُرِّيَّتِهِ النُّبُوَّةَ وَالْكِتٰبَ وَاٰتَيْنٰهُ أَجْرَهُ

فِي الدُّنْيَا وَإِنَّهُ فِي الْآخِرَةِ لَمِنَ الصَّالِحِينَ ﴿٢٧﴾

"اور ابراہیم کو (یاد کرو) جب انہوں نے اپنی قوم سے کہا کہ خدا کی عبادت کرو اور اس سے ڈرو۔ اگر تم سمجھ رکھتے ہو تو یہ تمہارے حق میں بہتر ہے[۱۶] تم تو خدا کو چھوڑ کر بتوں کو پُوجتے اور طوفان باندھتے ہو تو جن لوگوں کو تم خدا کے سوا پُوجتے ہو وہ تم کو رزق دینے کا اختیار نہیں رکھتے پس خدا ہی کے ہاں سے رزق طلب کرو اور اسی کی عبادت کرو اور اسی کا شکر کرو اسی کی طرف تم لوٹ کر جاؤ گے[۱۷] اور اگر تم (میری) تکذیب کرو تو تم سے پہلے بھی اُمتیں (اپنے پیغمبروں کی) تکذیب کر چکی ہیں۔ اور پیغمبر کے ذمّے کھول کر سنا دینے کے سوا اور کچھ نہیں[۱۸] کیا اُنہوں نے نہیں دیکھا کہ خدا کس طرح خلقت کو پہلی بار پیدا کرتا پھر (کس طرح) اسکو بار بار پیدا کرتا رہتا ہے۔ یہ خدا کو آسان ہے[۱۹] کہہ دو کہ زمین میں چلو پھرو اور دیکھو کہ اس نے کس طرح خلقت کو پہلی دفعہ پیدا کیا ہے پھر خدا ہی پچھلی پیدائش پیدا کریگا۔ بے شک خدا ہر چیز پر قادر ہے[۲۰] وہ جسے چاہے عذاب دے اور جس پر چاہے رحم کرے۔ اور اُسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے[۲۱] اور تم (اُس کو) نہ زمین میں عاجز کر سکتے ہو نہ آسمان میں اور نہ خدا کے سوا تمہارا کوئی دوست ہے اور نہ مددگار[۲۲] اور جن لوگوں نے خدا کی آیتوں سے اور اس کے ملنے سے انکار کیا وہ میری رحمت سے نا اُمید ہو گئے ہیں اور ان کو دردد دینے والا عذاب ہوگا[۲۳] تو اُن کو قوم کے لوگ جواب میں بولے تو یہ بولے کہ اسے مار ڈالو یا جلا دو مگر خدا نے ان کو آگ (کی سوزش) سے بچا لیا۔ جو لوگ ایمان رکھتے ہیں اُن کیلئے اس میں نشانیاں ہیں[۲۴] اور ابراہیم نے کہا کہ تم جو خدا کو چھوڑ کر بتوں کو لے بیٹھے ہو تو دنیا کی زندگی میں باہم دوستی کے لئے (مگر) پھر قیامت کے دن ایک دوسرے (کی دوستی) سے انکار کر دو گے اور ایک دوسرے پر لعنت بھیجو گے اور تمہارا ٹھکانہ دوزخ ہوگا اور کوئی تمہارا مددگار نہ ہوگا[۲۵] پس اُن پر (ایک) لوط ایمان لائے اور (ابراہیم) کہنے لگے کہ میں اپنے پروردگار کی طرف ہجرت کرنے والا ہوں بیشک وہ غالب حکمت والا ہے[۲۶] اور ہم نے اُن کو اسحٰق اور یعقوب بخشے اور اُن کی اولاد میں پیغمبری اور کتاب (مقرر) کر دی اور اُن کو دنیا میں بھی اُن کا صلہ عنایت کیا اور وہ آخرت میں بھی نیک لوگوں میں ہوں گے"[۲۷]

امام عبد بن حمیدؒ اور ابن جریرؒ نے حضرت قتادہؒ سے روایت نقل کی ہے کہ اوثانا کا معنی بت ہیں۔اور تخلقون افکا کا معنی ہے کہ تم بت بناتے ہو(۱)۔

امام عبدلرزاقؒ اور ابن منذر نے حضرت حسن بصریؒ سے روایت نقل کی ہے کہ اوثانا کا معنی کہ تم تراشتے ہو(۲)۔

امام ابن جریرؒ، ابن منذر اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے: ﴿تخلقون افکا﴾ کا مطلب ہے کہ تم جھوٹ گھڑتے ہو(۳)۔

امام فریابیؒ اور ابن جریرؒ نے حضرت مجاہدؒ سے اس جیسی روایت نقل کی ہے(۴)۔

امام عبد بن حمیدؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت قتادہؒ سے روایت نقل کی ہے کہ ﴿ثم یعیدہ﴾ کا معنی ہے پھر اسے دوبارہ اٹھائے گا۔دیکھو اس نے آسمان اور زمین کیسے بنائے اور ﴿النشاۃ الاخرۃ﴾ سے مراد موت کے بعد دوبارہ اٹھاتا ہے۔قومہ سے مراد حضرت ابراہیمؑ کی قوم ہے۔﴿فَأَنجَاهُ اللَّهُ مِنَ النَّارِ﴾ اس کا ترجمہ کعب نے یہ کیا ہے: آگ انہیں نہیں جلائے گی مگر قسم پوری کرنے کے لیے اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ﴿وَقَالَ إِنَّمَا اتَّخَذْتُم مِّن دُونِ اللَّهِ أَوْثَاناً مَّوَدَّةَ بَيْنِكُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا﴾ انہوں نے کہا یہ بت اس لیے بنائے تھے تاکہ دنیا کی زندگی میں اس کا بدلہ حاصل کریں ﴿ثُمَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكْفُرُ بَعْضُكُم بِبَعْضٍ وَيَلْعَنُ بَعْضُكُم بَعْضاً﴾ دنیا کی ہر دوستی آخرت میں دشمنی ہو جائے گی مگر متقین کی دوستی قائم رہے گی فامن له لوط یعنی لوطؑ نے اس کی تصدیق کی ﴿وَقَالَ إِنِّي مُهَاجِرٌ إِلَى رَبِّي﴾ کوفہ سے ہجرت کرنے والا ہوں یعنی سواد کوفہ سے شام کی طرف ہجرت کرنے والا ہوں ﴿وَآتَيْنَاهُ أَجْرَهُ فِي الدُّنْيَا﴾ اجر سے مراد عافیت، عمل صالح اور اچھی ثناء۔تو ملتوں میں سے کوئی ملت بھی نہیں دیکھے گا مگر حضرت ابراہیمؑ کو اپنا آقا بنانے پر راضی ہوگی(۵)۔

---

(۱) تفسیر الطبری، سورۃ العنکبوت، ۱۰: ۱۲۸ رقم (۲۷۷۱۶)

(۲) تفسیر عبدالرزاق، سورۃ العنکبوت، ۳: ۵

(۳) تفسیر الطبری، سورۃ العنکبوت، ۱۰: ۱۲۸ رقم (۲۷۷۱۷)
تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ العنکبوت، ۹: ۳۰۴۴ رقم (۱۷۲۱۵)

(۴) تفسیر الطبری، سورۃ العنکبوت، ۱۰: ۱۲۸ رقم (۲۷۷۱۸)

(۵) تفسیر الطبری، سورۃ العنکبوت، ۱۰: ۱۳۰ رقم (۲۷۷۲۳)
تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ العنکبوت، ۹: ۳۰۴۵ رقم (۱۷۲۲۳)

امام عبد بن حمیدؒ نے حضرت عاصمؒ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ ﴿وتحلقون افکا﴾ دونوں کو تخفیف کے ساتھ پڑھتے ﴿اوثانا مودة﴾ منصوب اور تنوین کے ساتھ۔ بینکم یہ بھی منصوب ہے(۱)۔

امام ابن ابی شیبہؒ نے حضرت جبلہ بن سحیمؒ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت ابن عمرؓ سے پوچھا کہ لکڑی کے سہارے نماز پڑھنا کیسے ہے؟ فرمایا میں تمہیں حکم نہیں دیتا کہ تم اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر بت بنالو۔ اگر کھڑے ہو کر نماز پڑھ سکتا ہے تو کھڑے ہو کر نماز پڑھ ورنہ بیٹھ کر نماز پڑھ ورنہ لیٹ کر پڑھ(۲)۔

امام ابن جریرؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے النشاة الاخرة سے مراد موت کے بعد زندگی ہے اس سے مراد دوبارہ اٹھانا ہے(۳)۔

امام ابن جریرؒ، ابن منذر اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت لوطؑ نے حضرت ابراہیمؑ کی تصدیق کی(۴)۔

امام ابن جریرؒ نے حضرت ضحاکؒ سے روایت نقل کی ہے کہ ﴿انی مهاجر﴾ سے مراد حضرت ابراہیمؑ ہیں جو کہنے والے ہیں ﴿انی مهاجر الی ربی﴾(۵)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت کعبؓ سے روایت نقل کی ہے: حضرت ابراہیمؑ نے حران کی طرف ہجرت کی۔(۶)

امام ابن جریرؒ اور ابن منذرؒ نے حضرت ابن جریجؒ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے(۷)۔

امام ابن عساکرؒ نے حضرت قتادہؒ سے روایت نقل کی ہے: شام کی طرف ہجرت کرنے والا ہوں(۸)۔

---

(۱) روایت نہیں ملی

(۲) مصنف ابن ابی شیبۃ: کتاب: الصلوٰت، باب: من قال المریض یومی ایماء رقم (۲۸۱۸)

(۳) تفسیر الطبری، سورۃ العنکبوت، ۱۰: ۱۳۰ رقم (۲۷۷۲۵)

(۴) تفسیر الطبری، سورۃ العنکبوت، ۱۰: ۱۳۰ رقم (۲۷۷۲۹)

تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ العنکبوت، ۹: ۳۰۵۰ رقم (۱۷۲۴۵)

(۵) تفسیر الطبری، سورۃ العنکبوت، ۱۰: ۱۳۴ رقم (۲۷۷۳۳)

(۶) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ العنکبوت، ۹: ۳۰۵۰ رقم (۱۷۲۴۷)

(۷) تفسیر الطبری، سورۃ العنکبوت، ۱۰: ۱۳۴ رقم (۲۷۷۳۲)

(۸) تاریخ دمشق، ۱: ۱۶۳

امام ابن عساکرؒ نے حضرت ابن عمرؓ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اہل زمین میں سے بہترین لوگ یکے بعد دیگرے ہجرت کرتے رہیں گے یہاں تک کہ حضرت ابراہیمؑ کی ہجرت گاہ کی طرف ہجرت ہوگی (۱)۔

امام ابویعلیٰؒ اور ابن مردویہؒ نے حضرت انسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ سب سے پہلے اپنے گھر والوں کے ساتھ جس نے حبشہ کی طرف ہجرت کی وہ حضرت عثمانؓ ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ ان دونوں کی صحبت بخیر کرے، حضرت لوطؑ کے بعد حضرت عثمانؓ وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے اپنے گھر والوں کے ساتھ ہجرت کی (۲)۔

امام ابن منذرؒ اور ابن عساکرؒ نے حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عثمانؓ نے حبشہ کی طرف ہجرت کی تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: حضرت ابراہیمؑ اور حضرت لوطؑ کے بعد سب سے پہلے ہجرت کرنے والے ہیں (۳)۔

امام ابن عساکرؒ، طبرانیؒ اور حاکمؒ نے الکنی میں حضرت زید بن ثابتؓ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا حضرت عثمانؓ اور حضرت رقیہؓ کے درمیان اور حضرت لوطؑ (اور ان کی اہلیہ کے درمیان رشتہ ہے) اس اعتبار سے کوئی بھی اور مہاجر نہیں ہے (۴)۔

امام ابن عساکرؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ سب سے پہلے جس نے رسول اللہ ﷺ کی طرف ہجرت کی وہ حضرت عثمانؓ ہیں۔ جس طرح حضرت لوطؑ نے حضرت ابراہیمؑ کی طرف ہجرت کی (۵)۔

امام ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے: ﴿ ووهبنا له اسحق ويعقوب ﴾ دونوں حضرت ابراہیمؑ کی نسل سے تھے۔ ﴿واتينه اجره فى الدنيا﴾ اللہ تعالیٰ نے تمام ادیان والوں کو آپ کے دین سے راضی کیا۔ کوئی بھی اہل دین میں سے نہیں ہے مگر وہ حضرت ابراہیمؑ سے محبت کرتے ہیں اور آپ سے خوش ہوتے ہیں (۶)۔

---

(۱) تاریخ دمشق، ۱:۱۶۲

(۲) تفسیر قرطبی، سورۃ العنکبوت، ۱۳:۳۳۹۔۔ فتح القدیر، سورۃ العنکبوت، ۵:۴۳۸

(۳) تاریخ دمشق، ۳۹:۸

(۴) تاریخ دمشق، ۳۹:۳۱
المعجم الکبیر، ۵:۱۳۹ رقم (۴۸۸۱)

(۵) تاریخ دمشق، ۳۹:۲۹ رقم (۱۷۲۵۵)

(۶) تفسیر الطبری، سورۃ العنکبوت، ۱۰:۱۳۴ رقم (۲۷۷۳۴)
تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ العنکبوت، ۹:۳۰۵۲ رقم (۱۷۲۵۵)

ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ اجـــرہ سے مراد تعریف ہے(۱)۔

امام ابن جریرؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ اجرہ سے مراد اچھی اولاد اور تعریف ہے(۲)۔

وَلُوطاً إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ إِنَّكُمْ لَتَأْتُونَ الْفَاحِشَةَ مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ أَحَدٍ مِّنَ الْعَلَمِينَ ﴿۲۸﴾ أَئِنَّكُمْ لَتَأْتُونَ الرِّجَالَ وَتَقْطَعُونَ السَّبِيلَ وَتَأْتُونَ فِي نَادِيكُمُ الْمُنكَرَ ط فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهِ إِلَّا أَن قَالُوا ائْتِنَا بِعَذَابِ اللَّهِ إِن كُنتَ مِنَ الصَّدِقِينَ ﴿۲۹﴾ قَالَ رَبِّ انصُرْنِي عَلَى الْقَوْمِ الْمُفْسِدِينَ ﴿۳۰﴾ وَلَمَّا جَآءَتْ رُسُلُنَا إِبْرَاهِيمَ بِالْبُشْرَى قَالُوا إِنَّا مُهْلِكُوا أَهْلِ هَذِهِ الْقَرْيَةِ إِنَّ أَهْلَهَا كَانُوا ظَلِمِينَ ﴿۳۱﴾ قَالَ إِنَّ فِيهَا لُوطاً ط قَالُوا نَحْنُ أَعْلَمُ بِمَن فِيهَا لَنُنَجِّيَنَّهُ وَأَهْلَهُ إِلَّا امْرَأَتَهُ كَانَتْ مِنَ الْغَبِرِينَ ﴿۳۲﴾ وَلَمَّا أَن جَآءَتْ رُسُلُنَا لُوطاً سِيءَ بِهِمْ وَضَاقَ بِهِمْ ذَرْعاً وَقَالُوا لَا تَخَفْ وَلَا تَحْزَنْ إِنَّا مُنَجُّوكَ وَأَهْلَكَ إِلَّا امْرَأَتَكَ كَانَتْ مِنَ الْغَبِرِينَ ﴿۳۳﴾ إِنَّا مُنزِلُونَ عَلَى أَهْلِ هَذِهِ الْقَرْيَةِ رِجْزاً مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا كَانُوا يَفْسُقُونَ ﴿۳۴﴾ وَلَقَد تَّرَكْنَا مِنْهَا آيَةً بَيِّنَةً لِّقَوْمٍ يَعْقِلُونَ ﴿۳۵﴾

---

(۱) تفسیر الطبری، سورۃ العنکبوت، ۱۰: ۱۳۴ رقم (۲۷۷۳۵)

تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ العنکبوت، ۹: ۳۰۵۳ رقم (۱۷۲۶۲)

(۲) تفسیر الطبری، سورۃ العنکبوت، ۱۰: ۱۳۵ رقم (۲۷۷۳۷)

اورلوطؑ (کو یاد کرو) جب اُنہوں نے اپنی قوم سے کہا کہ تم (عجب) بے حیائی کے مرتکب ہوتے ہو۔تم سے پہلے اہل عالم میں سے کسی نے ایسا کام نہیں کیا[۲۸] کیا تم (لذت کے ارادے سے) لونڈوں کی طرف مائل ہوتے اور (مسافروں کی) رہزنی کرتے ہو۔اور اپنی مجلسوں میں ناپسندیدہ کام کرتے ہو۔تو اُن کی قوم کے لوگ جواب میں بولے تو یہ بولے کہ اگر تم سچے ہو تو ہم پر عذاب لے آؤ[۲۹] (لوطؑ نے) کہا کہ اے میرے پروردگار ان مفسد لوگوں کے مقابلے میں مجھے نفرت عنایت فرما[۳۰] اور جب ہمارے فرشتے ابراہیمؑ کے پاس خوشی کی خبر لے آئے تو کہنے لگے کہ ہم اس بستی کے لوگوں کو ہلاک کر دینے والے ہیں کہ یہاں کے رہنے والے نافرمان ہیں[۳۱] (ابراہیم نے) کہا اس میں تو لُوط بھی ہیں وہ کہنے لگے کہ جو لوگ یہاں رہتے ہیں ہمیں سب معلوم ہیں ہم اُن کو اور اُنکے گھر والوں کو بچا لینگے بجز اُنکی بیوی کے کہ وہ پیچھے رہنے والوں میں ہوگی[۳۲] اور جب ہمارے فرشتے لوط کے پاس آئے تو وہ اُن (کی وجہ سے) ناخوش اور تنگ دل ہوئے۔فرشتے نے کہا کچھ خوف نہ کیجئے۔اور نہ رنج کیجئے ہم آپکو اور آپکے گھر والوں کو بچا لینگے مگر آپ کی بیوی کہ پیچھے رہنے والوں میں ہوگی[۳۳] ہم اس بستی کے رہنے والوں پر اس سبب سے کہ یہ بدکرداری کرتے رہتے ہیں آسمان سے عذاب نازل کرنے والے ہیں[۳۴] اور ہم نے سمجھنے والے لوگوں کیلئے اس بستی سے ایک کھُلی نشانی چھوڑ دی[۳۵]

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن زیدؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ السبیـــــل سے مراد وہ راستہ ہے جس پر مسافر گزرے۔مسافر ابن سبیل ہوتا ہے جس پر وہ ڈاکہ ڈالتے اور اس کے ساتھ وہ یہ خبیث عمل کرتے (۱)۔

امام ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے ناديكم کا معنی مجلس کیا ہے یعنی تم اپنی مجلس میں (۲)۔

---

(۱) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ العنکبوت، ۹:۳۰۵۴ رقم (۱۷۲۶۹)

(۲) تفسیر الطبری، سورۃ العنکبوت، ۱۰:۱۳۷ رقم (۲۷۷۵۷)

ابن ابی حاتم، عبدالرحمٰن بن ادریس، تفسیر القرآن العظیم، المکتبۃ العصریۃ، بیروت، سورۃ العنکبوت، ۹:۳۰۵۴ رقم (۱۷۲۷۰)

امام فریابیؒ، امام احمدؒ، عبد بن حمیدؒ، امام ترمذیؒ اور امام ترمذیؒ نے اسے حسن قرار دیا، ابن ابی الدنیا نے "کتاب الصمت میں "ابن جریرؒ، ابن منذرؒ، ابن ابی حاتمؒ، شاشیؒ (۱) نے مسند میں، طبرانیؒ، حاکمؒ (جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے)، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ، بیہقیؒ نے شعب الایمان میں اور ابن عساکرؒ نے حضرت ام ہانی بنت ابی طالبؓ (۲) سے روایت نقل کی ہے: میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا اللہ تعالیٰ کے فرمان وتاتون فی نادیکم المنکر سے کیا مراد ہے؟ فرمایا وہ راستوں میں بیٹھتے، مسافروں کو کنکریاں مارتے اور ان سے مذاق کرتے (۳)۔

---

(۱) ہیثم بن کلیب بن شریح بن معقل الشاشی ابوسعید آپ اصلا مرو کے رہنے والے تھے، اور اپنے زمانے میں ماوراء النھر کے علاقوں کے محدث تھے۔ آپ بخاریٰ میں مقیم رہے تھے۔ [المسند الکبیر] آپ کی تالیف ہے۔ آپ ۳۳۵ھ کو وفات پا گئے تھے۔ [تذکرۃ الحفاظ، ۳: ۸۴۸ رقم (۸۲۷)۔۔الاعلام، ۸: ۱۰۵]

(۲) اُم ہانی بنت ابوطالب قرشیۃ ھاشمیۃ، آپ کا نام فاختۃ یا [ھند] بتایا جاتا ہے۔ آپ کو صحابیۃ ہونے کا شرف حاصل ہے۔ نبی کریم ﷺ سے ساتھ چچازاد بہن کا رشتہ تھا۔ نبی کریم ﷺ نے آپ کے ساتھ نکاح کی خواہش کی تھی لیکن آپ ہجرت کی سعادت سے محروم رہی تھی جس کی وجہ نبی کریم ﷺ کا نکاح آپ کے ساتھ نہ ہوسکا۔ [الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ، ۸: ۴۶ رقم (۱۱۵۶۸)]

(۳) سنن الترمذی: کتاب: تفسیر القرآن عن رسول اللہ، باب: سورۃ العنکبوت، رقم (۳۱۹۰)

مسند احمد: کتاب: باقی مسند الانصار، باب: حدیث ام ھانی بنت ابی طالب، رقم (۲۶۳۵۱)

ابن ابی الدنیا، الصمت، ۱: ۱۶۷ رقم (۲۸۲)

مستدرک: کتاب: التفسیر، باب: تفسیر العنکبوت، رقم (۳۵۳۷)

مستدرک: کتاب: الادب، رقم (۷۷۶۱)

المعجم الکبیر: باب: مسند النساء، ۲۴: ۴۱۲ رقم (۱۰۰۲)

شعب الایمان: ۵: ۳۱۰ رقم (۶۷۵۵)

تاریخ دمشق، ۵۰: ۳۲۳

تفسیر ابن ابی حاتم: سورۃ العنکبوت، ۹: ۳۰۵۴ رقم (۱۷۲۷۱)۔۔امام ترمذیؒ نے مذکورہ حدیث پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے: قال ابو عیسیٰ ھذا حدیث انما نعرفه من حدیث حاتم بن صغیرة عن سماک، [الترمذی: رقم (۳۱۹۰)]۔۔امام حاکمؒ نے اس حدیث کی سند پر حکم لگاتے ہوئے لکھا: ھذا حدیث صحیح الاسناد ولم یخرجاه [المستدرک: رقم (۱۷۲۷۱)]، ۔۔شیخ البانیؒ نے مذکورہ حدیث کو [ضعیف جدا] قرار دیا ہے۔ [جامع الترمذی (الاحادیث مزیلہ باحکام الالبانی): رقم (۱۳۹۰)]

امام ابن مردویہؒ نے حضرت جابرؓ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کنکریاں مارنے سے منع کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان سے یہی مراد ہے(۱)۔

امام ابن مردویہؒ نے حضرت ابن عمرؓ سے روایت نقل کی ہے: ﴿وتاتون فی نادیکم المنکر﴾ سے مراد ٹھیکری مارنا ہے۔ایک آدمی نے کہا مجھے اس قسم کی بات سے کیا عرض۔حضرت ابن عمرؓ نے کنکریوں کی مٹھی بھری اور اس کے منہ پر ماری۔فرمایا تو رسول اللہ ﷺ کی حدیث میں مبہم گفتگو کرتا ہے(۲)۔

امام عبد بن حمیدؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ المنکر سے مراد ٹھیکری ہے(۳)۔

امام عبد بن حمیدؒ اور ابن جریر نے حضرت عکرمہؒ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ لوگوں کو ٹھیکریاں مارا کرتے تھے(۴)۔

امام فریابیؒ، سعید بن منصورؒ، عبد بن حمیدؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ اور خرائطیؒ نے مساوی الاخلاق میں حضرت مجاہدؒ سے یہ تفسیری قول نقل کیا ہے: وہ مجلس میں ایک دوسرے سے مجامعت کیا کرتے تھے(۵)۔

امام عبد بن حمیدؒ اور ابن جریرؒ نے حضرت قتادہؒ سے یہ قول نقل کیا ہے: وہ اپنی مجالس میں بدکاری کیا کرتے تھے(۶)۔

امام بخاریؒ نے "تاریخ" میں ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن مردویہؒ نے حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت نقل کی ہے کہ المنکر سے مراد گوز کرنا (ہوا خارج کرنا) ہے(۷)۔

---

(۱) مسند احمد، حدیث عبداللہ بن مغفل، رقم (۲۰۵۵۹) [نهیٰ عن الحذف از عبدالله بن مغفل]

(۲) روایت نہیں ملی

(۳) روح المعانی، سورۃ العنکبوت، ۱۰:۳۵۸۔تفسیر الکشاف، ۳:۴۵۲

(۴) تفسیر الطبری، سورۃ العنکبوت، ۱۰:۱۳۶ رقم (۲۷۷۳۱)

(۵) تفسیر الطبری، سورۃ العنکبوت، ۱۰:۱۳۵ رقم (۲۷۷۳۶)
تفسیر ابن ابی حاتم: سورۃ العنکبوت، ۹:۳۰۵۵ رقم (۱۷۲۷۴)۔۔مساوی الاخلاق: ۱:۴۵۱ رقم (۴۲۴)

(۶) تفسیر الطبری، سورۃ العنکبوت، ۱۰:۱۳۷ رقم (۲۷۷۵۶)

(۷) التاریخ الکبیر: ۶:۱۹۶ رقم (۱۲۵۴)۔تفسیر الطبری، سورۃ العنکبوت، ۱۰:۱۳۶ رقم (۲۷۷۳۲)
امام بخاریؒ نے التاریخ الکبیر میں یہی حدیث ذکر کرکے اس کے آخر میں سند کے حوالے کچھ یوں تذکرہ کیا ہے: روىٰ روح هذاالحديث وهو مقلوب وروىٰ موسىٰ عن سعيد بن زيد عن ابى هلال عن عمروبن مصعب بن الزبير القرشى[التاريخ الكبير، ۶:۱۹۶ رقم (۱۲۵۴)]

امام عبد بن حمیدؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے قاسم بن محمدؒ سے روایت نقل کی ہے کہ ان سے اس آیت کے بارے میں پوچھا گیا وہ کون سا منکر کیا کرتے؟ فرمایا وہ اپنی مجالسوں میں گوز کیا کرتے تھے۔ وہ ایک دوسرے پر ہوا خارج کرتے نادی سے مراد مجلس ہے (۱)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت مجاہدؒ سے روایت نقل کی ہے کہ المنکر سے مراد سیٹی ہے، وہ کبوتروں سے اور غلیلوں سے کھیلتے اور قباؤں کے بٹن کھول دیتے (۲)۔

امام عبدالرزاقؒ، عبد بن حمیدؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ، ابن ابی حاتمؒ اور ابن عساکرؒ نے حضرت قتادہؒ سے روایت نقل کی ہے ﴿ قَالَ إِنَّ فِيهَا لُوطاً قَالُوا نَحْنُ أَعْلَمُ بِمَن فِيهَا ﴾ مومن مومن سے نہیں ملتا مگر اس پر رحم کرتا ہے اور اس کی حفاظت کرتا ہے۔ (۳) الغبرین سے مراد اللہ تعالیٰ کے عذاب میں باقی رہنے والی ہے۔ ﴿وَلَمَّا أَن جَاءتْ رُسُلُنَا لُوطاً سِيءَ بِهِمْ وَضَاقَ بِهِمْ ذَرْعاً ﴾ آپ کو اپنی قوم کے بارے میں برا گمان تھا۔ آپ اپنے مہمانوں کے بارے میں قوم سے ڈرتے تھے اور ان پر خوف کی وجہ سے آپ کے دل میں تنگی پیدا ہوئی (۴)۔ رجزا من السماء سے مراد آسمان سے عذاب ہے (۵)۔ ایة بینة سے مراد پتھر ہیں جو ان پر برسائے گئے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں باقی رکھا (۶)۔

امام فریابیؒ، عبد بن حمیدؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے مجاہد سے ایة بینة کا معنی عبرت نقل کیا ہے (۷)۔

---

(۱) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ العنکبوت، ۹: ۳۰۵۴ رقم (۱۷۲۷۳)

(۲) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ العنکبوت، ۹: ۳۰۵۴ رقم (۱۷۲۷۵)

(۳) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ العنکبوت، ۹: ۳۰۵۶ رقم (۱۷۲۸۲)

(۴) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ العنکبوت، ۹: ۳۰۵۷ رقم (۱۷۲۸۹)

(۵) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ العنکبوت، ۹: ۳۰۵۷ (۱۷۲۹۰)

(۶) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ العنکبوت، ۹: ۳۰۵۷ (۱۷۲۹۴)

(۷) تفسیر الطبری، سورۃ العنکبوت، ۱۰: ۱۳۹ رقم (۲۷۷۶۳)

تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ العنکبوت، ۹: ۳۰۵۷ (۱۷۲۹۳)

وَإِلَىٰ مَدْيَنَ أَخَاهُمْ شُعَيْبًا فَقَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَارْجُوا الْيَوْمَ الْآخِرَ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ ﴿٣٦﴾ فَكَذَّبُوهُ فَأَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَأَصْبَحُوا فِي دَارِهِمْ جَاثِمِينَ ﴿٣٧﴾ وَعَادًا وَثَمُودَ وَقَدْ تَبَيَّنَ لَكُم مِّن مَّسَاكِنِهِمْ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ أَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيلِ وَكَانُوا مُسْتَبْصِرِينَ ﴿٣٨﴾ وَقَارُونَ وَفِرْعَوْنَ وَهَامَانَ وَلَقَدْ جَاءَهُم مُّوسَىٰ بِالْبَيِّنَاتِ فَاسْتَكْبَرُوا فِي الْأَرْضِ وَمَا كَانُوا سَابِقِينَ ﴿٣٩﴾ فَكُلًّا أَخَذْنَا بِذَنبِهِ فَمِنْهُم مَّنْ أَرْسَلْنَا عَلَيْهِ حَاصِبًا وَمِنْهُم مَّنْ أَخَذَتْهُ الصَّيْحَةُ وَمِنْهُم مَّنْ خَسَفْنَا بِهِ الْأَرْضَ وَمِنْهُم مَّنْ أَغْرَقْنَا وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلَٰكِن كَانُوا أَنفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ﴿٤٠﴾

"اور مدین کی طرف اُنکے بھائی شعیبؑ کو (بھیجا) تو انہوں نے کہا اے قوم خدا کی عبادت کرو اور پچھلے دن (کے آنے) کی امید رکھو اور ملک میں فساد نہ مچاؤ[۳۶] مگر اُنہوں نے تم کو جھوٹا سمجھا سو اُن کو زلزلے (کے عذاب) نے آ پکڑا اور وہ اپنے گھروں میں اوندھے پڑے رہ گئے[۳۷] اور عاد اور ثمود کو بھی (ہم نے ہلاک کر دیا) چنانچہ اُن کے (ویران) گھر تمہاری آنکھوں کے سامنے ہیں اور شیطان نے ان کے اعمال اُنکو آراستہ کر دکھائے اور ان کو (سیدھے) رستے سے روک دیا۔ حالانکہ وہ دیکھنے والے (لوگ) تھے[۳۸] اور قارون اور فرعون اور ہامان کو بھی (ہلاک کر دیا) اور اُن کے پاس موسیٰ کھلی نشانیاں لیکر آئے تو وہ ملک میں مغرور ہو گئے۔ اور وہ (ہمارے) قابو سے نکل جانے والے تھے[۳۹] تو ہم نے سب کو اُن کے گناہوں کے سبب پکڑ لیا۔ سو اُن میں کچھ تو ایسے تھے جن پر ہم نے پتھروں کا مینہ برسایا۔ اور کچھ ایسے تھے جن کو چنگھاڑ نے آ پکڑا اور کچھ ایسے جن کو ہم نے زمین میں دھنسا دیا۔ اور کچھ ایسے تھے جن کو غرق کر دیا اور خدا ایسا نہ تھا کہ اُن پر ظلم کرتا لیکن وہی اپنے آپ پر ظلم کرتے تھے"[۴۰]

امام فریابیؒ، ابن ابی شیبہؒ، عبد بن حمیدؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت مجاہدؒ سے روایت نقل کی ہے کہ الرجفۃ سے مراد چیخ ہے(۱) اور ﴿و کانوا مستبصرین﴾ یعنی گمراہی میں(۲)۔

امام عبد الرزاقؒ، عبد بن حمیدؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت قتادہؒ سے خٰشمین کا معنی

---

(۱) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ العنکبوت، ۹:۳۰۵۹ رقم (۱۷۳۰۱)

(۲) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ العنکبوت، ۹:۳۰۶۰ رقم (۱۷۳۰۵)

مرے ہوئے نقل کیا ہے(۱)۔﴿و کانوا مستبصرین﴾ یعنی وہ اپنی گمراہی پر خوش تھے(۲) جن پر پتھروں کی بارش کی گئی وہ حضرت لوطؑ کی قوم تھی(۳) جنہیں چیخ نے اپنی گرفت میں لیا تھا اس سے مراد حضرت صالح اور حضرت شعیبؑ کی قومیں ہیں(۴)۔ جسے زمین میں دھنسایا اس سے مراد قارون ہے۔ جنہیں غرق کیا وہ حضرت نوحؑ کی قوم، فرعون اور اس کی قوم مراد ہے(۵)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ضحاکؒ سے روایت نقل کی ہے کہ حاصبا سے مراد پتھر ہیں(۶)۔

مَثَلُ الَّذِينَ اتَّخَذُوا مِن دُونِ اللَّهِ أَوْلِيَاءَ كَمَثَلِ الْعَنكَبُوتِ اتَّخَذَتْ بَيْتًا وَإِنَّ أَوْهَنَ الْبُيُوتِ لَبَيْتُ الْعَنكَبُوتِ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ ﴿٤١﴾ إِنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا يَدْعُونَ مِن دُونِهِ مِن شَيْءٍ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿٤٢﴾

"جن لوگوں نے خدا کے سوا (اوروں کو) کارساز بنا رکھا ہے اُن کی مثال مکڑی کی سی ہے کہ وہ بھی ایک (طرح کا) گھر بناتی ہے۔ اور کچھ شک نہیں کہ تمام گھروں سے کمزور مکڑی کا گھر ہے کاش یہ (اس بات کو) جانتے[۴۱] یہ جس چیز کو خدا کے سوا پکارتے ہیں (خواہ) وہ کچھ ہی ہو خدا اُسے جانتا ہے۔ اور وہ غالب (اور) حکمت والا ہے"[۴۲]

امام عبدالرزاقؒ، عبد بن حمیدؒ، ابن جریرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے قتادہؒ سے روایت نقل کی ہے: یہ مثال ہے جو اللہ تعالیٰ نے مشرک کے لیے بیان فرمائی ہے: اسے اس کے معبود اس کی کمزوری اور جزاء کی قلت کی وجہ سے کچھ فائدہ نہ دیں گے(۷)۔

---

(۱) تفسیر الطبری، سورۃ العنکبوت، ۱۰: ۱۴۰ رقم (۲۷۷۶۸)

(۲) تفسیر الطبری، سورۃ العنکبوت، ۱۰: ۱۴۰ رقم (۲۷۷۶۷)
تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ العنکبوت، ۹: ۳۰۶۰ رقم (۱۷۳۰۶)

(۳) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ العنکبوت، ۹: ۳۰۶۲ رقم (۱۷۳۱۵)

(۴) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ العنکبوت، ۹: ۳۰۶۲ رقم (۱۷۳۱۶)

(۵) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ العنکبوت، ۹: ۳۰۶۲ رقم (۱۷۳۱۴)

(۶) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ العنکبوت، ۹: ۳۰۶۲ رقم (۱۷۳۱۳)

(۷) تفسیر الطبری، سورۃ العنکبوت، ۱۰: ۱۴۳ رقم (۲۷۷۷۸)
تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ العنکبوت، ۹: ۳۰۶۳ رقم (۱۷۳۲۰)

امام ابن جریرؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے: یہ مثال ہے جو اللہ نے اس آدمی کے لیے بیان کی جو غیر اللہ کی عبادت کرتا ہے۔ اس کی مثال ایسے ہی ہے جیسے مکڑی کا گھر (۱)۔

امام ابوداؤدؒ نے مراسیل میں حضرت یزید بن مرثدؒ (۲) سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مکڑی شیطان ہے جسے اللہ تعالیٰ نے مسخ کیا ہے جو بھی اسے پائے اسے قتل کردے (۳)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت زید بن میسرہؒ (۴) سے روایت نقل کی ہے کہ العنکبوت شیطان ہے (۵)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت عطاءؒ سے روایت نقل کی ہے مکڑی نے دو دفعہ جالا بنا۔ ایک دفعہ حضرت داؤدؑ پر اور ایک دفعہ نبی کریم ﷺ پر (۶)۔

امام خطیبؒ نے حضرت علیؓ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں اور ابو بکرؓ غار میں داخل ہوئے۔ مکڑیاں جمع ہوگئیں۔ انہوں نے دروازے پر جالا بن دیا۔ اس لیے انہیں قتل نہ کرو (۷)۔

---

(۱) تفسیر الطبری، سورۃ العنکبوت، ۱۰: ۱۴۳ رقم (۲۷۷۶)

(۲) یزید بن مرثد، ابوعثمان الحمدانی، المدعی، الشامی، الصنعانی، آپ کا تعلق وسط تابعین سے تھا۔ آپ ایک زاھد وعابد عالم تھے۔ آپ بہت ہی کم کھانے پر اکتفاء کرنے والے منکسر النفس تھے۔ آپ کی آنکھیں اکثر آنسوؤں سے تر رہتیں تھیں۔ امام ابن حبانؒ نے آپ کو [الثقات] میں ذکر کیا ہے۔ امام ابوداودؒ نے مراسیل میں آپ کی روایت ذکر کی ہے۔ [تھذیب التھذیب، ج ۱۱ ص ۳۱۴ (۵۱۴)۔۔ الثقات، ج ۵، ص ۵۴۶ رقم (۶۱۶۴)]

(۳) مراسیل، ۲: ۷۷ رقم (۴۷۱)۔۔ مذکورہ حدیث کو شیخ البانیؒ نے [موضوع] قرار دیا ہے۔ [البانی، ناصر الدین، السلسلۃ الضعیفۃ، ۱: ۲۸۳ رقم (۱۵۱)]

(۴) زید بن میسرۃ بن حلبس ابو حلبس الدمشقی، آپ ایک ثقہ راوی الحدیث تھے۔ امام ابن حبانؒ نے آپ کو [الثقات] میں ذکر کیا ہے۔ آپ اُم الدرداءؓ، ابوالدرداءؓ اور ابوادریس الخولانی سے روایت نقل کرتے تھے۔ معاویہ بن صالح آپ کے تلامذہ میں سے ہیں۔ [الجرح والتعدیل، ۹: ۲۸۸ رقم (۱۲۲۷)۔۔ الثقات، ج ۷، ص ۲۶۷ رقم (۱۱۸۰۱)۔۔ التاریخ الکبیر، ۸: ۳۸۸ رقم (۳۳۱۵)]

(۵) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ العنکبوت، ۹: ۳۰۶۲ رقم (۱۷۳۲۲)

(۶) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ العنکبوت، ۹: ۳۰۶۳ رقم (۱۷۳۲۳)

(۷) تاریخ بغداد، ۱۰: ۱۰۱ رقم (۵۲۱۸)

وَتِلْكَ الْأَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ وَمَا يَعْقِلُهَآ إِلَّا الْعَالِمُوْنَ ﴿٤٣﴾ خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ بِالْحَقِّ ط إِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَآيَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٤٤﴾

"اور یہ مثالیں ہم لوگوں کے (سمجھانے کے) لئے بیان کرتے ہیں اور اور اسے تو اہل دانش ہی سمجھتے ہیں[۴۳] خدا نے آسمانوں اور زمین کو حکمت کیساتھ پیدا کیا ہے۔ کچھ شک نہیں کہ ایمان والوں کے لئے اس میں نشانی ہے"[۴۴]

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت عمرو بن مرہؒ (۱) سے روایت نقل کی ہے: میں قرآن میں جس آیت کے پاس سے گزرا جسے میں نہ پہچانتا تو وہ مجھے غمگین کر دیتی کیونکہ میں نے اللہ تعالیٰ کا فرمان سنا ہے: و تلك الامثال نضربها (۲)

اتْلُ مَآ أُوْحِيَ إِلَيْكَ مِنَ الْكِتٰبِ وَأَقِمِ الصَّلٰوةَ ط إِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنكَرِ ط وَلَذِكْرُ اللّٰهِ أَكْبَرُ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَصْنَعُوْنَ ﴿٤٥﴾

(اے محمد ﷺ) یہ کتاب جو تمہارے طرف وحی کی گئی ہے اس کو پڑھا کرو اور نماز کے پابند رہو۔ کچھ شک نہیں کہ نماز بے حیائی اور بری باتوں سے روکتی ہے۔ اور خدا کا ذکر بڑا (اچھا کام) ہے۔ اور جو کچھ تم کرتے ہو خدا اسے جانتا ہے[۴۵]

امام ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے: نماز میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں سے روکنے اور جھڑکنے کی خاصیت موجود ہے (۳)۔

---

(۱) عمرو بن مرة بن عبداللہ بن طارق بن حارث الجملی المرادی، ابوعبداللہ اور ابوعبدالرحمن، الکوفی الاعمیٰ، آپ کا شمار صغار تابعین میں ہوتا تھا۔ آپ ایک عابد اور ثقہ راوی الحدیث تھے۔ آپ پر ارجاء کے شبہات پائے جاتے تھے۔ امام ابن حبانؒ نے آپ کو [الثقات] میں ذکر کیا ہے۔ آپ ۱۱۸ھ کو پا گئے تھے۔ [تھذیب التھذیب، ۸: ۸۹ رقم (۱۶۳)۔۔لسان المیزان، ۷: ۳۲۷ رقم (۴۲۸۶)]

(۲) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ العنکبوت، ۹: ۳۰۶۳ رقم (۱۷۳۲۴)

(۳) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ العنکبوت، ۱۰: ۱۴۴ رقم (۲۷۷۸۰)

تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ العنکبوت، ۹: ۳۰۶۶ رقم (۱۷۳۴۳)

امام عبد بن حمیدؒ نے حضرت ابو العالیہؒ سے روایت نقل کی ہے کہ نماز میں تین خصلتیں ہیں: اخلاص، خشیت اور اللہ کا ذکر۔ وہ نماز جس میں یہ تین خصلتیں نہ ہوں وہ نماز نہیں۔ اخلاص نمازی کو نیکی کا حکم دیتا ہے، خشیت اسے برائیوں سے روکتی ہے اور اللہ تعالیٰ کے ذکر سے مراد قرآن ہے جو اسے حکم بھی دیتا ہے اور روکتا بھی ہے (۱)۔

امام عبد بن حمیدؒ اور ابن منذرؒ نے حضرت ربیع بن انسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ یوں قراءت کرتے ﴿إِنَّ الصَّلَاةَ تَنْهَى عَنِ الْفَحْشَاء وَالْمُنكَرِ (۲)﴾

امام ابن ابی حاتمؒ اور ابن مردویہؒ نے حضرت عمران بن حصین (۳) سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں پوچھا گیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس کی نماز اسے فحش اور منکر سے نہ روکے اس کی نماز نہیں (۴)۔

امام ابن ابی حاتمؒ، طبرانیؒ اور ابن مردویہؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس کی نماز اسے فحش اور منکر سے نہ روکے اس نماز کے ذریعے اللہ تعالیٰ سے اس کی دوری میں اضافہ ہوتا ہے (۵)۔

امام عبد بن حمیدؒ، ابن جریرؒ اور بیہقیؒ نے شعب الایمان میں حضرت حسن بصریؒ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس کی نماز اسے فحش اور منکر سے نہ روکے تو اس کی نماز نہیں۔ بعض الفاظ میں ہے اس کے ساتھ اس کی اللہ تعالیٰ سے دوری میں اضافہ ہوتا ہے (۶)۔

---

(۱) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ العنکبوت، ۹: ۳۰۶۶ رقم (۱۷۳۴۴)

(۲) روح المعانی، سورۃ العنکبوت، ۱۰: ۳۶۸

(۳) سیدنا عمران بن حصینؓ ابو نجید خزاعی، علماء صحابہ میں سے تھے۔ فتح خیبر کے سال ۷ھ کو اسلام قبول کیا تھا۔ سیدنا عمرؓ نے انہیں بصرہ بھیجا تھا تاکہ وہاں علم و دین کی روشنی پھیلائیں۔ جنگ صفین میں غیر جانب دار رہے تھے۔ بصرہ میں ۵۲ھ کو وفات پا گئے تھے۔ [تذکرۃ الحفاظ، ۱: ۲۹ رقم (۱۴)]

(۴) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ العنکبوت، ۹: ۳۰۶۵ رقم (۱۷۳۳۹)

(۵) تفسیر ابن ابی حاتم: سورۃ العنکبوت، ۹: ۳۰۶۶ رقم (۱۷۳۴۰)
المعجم الکبیر ۱۱: ۵۴ رقم (۱۱۰۲۵)

(۶) تفسیر الطبری: سورۃ العنکبوت، ۱۰: ۱۴۵ رقم (۲۷۷۸۵)
شعب الایمان، ۳: ۴۱۷ رقم (۳۲۶۲)۔ حسن بصریؒ تابعی ہیں جو اپنے اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان واسطہ نہیں بتاتے اس لئے یہ روایت ضعیف ہے یہ روایت کئی طرق سے مروی ہے جن میں سے ہر ایک پر مفصل گفتگو کی جاتی ہے۔ امام ذہبی لکھتے ہیں۔: ومراسیله لیست بذالك [سیر اعلام النبلاء، ۴: ۵۷۲]

امام خطیبؒ نے رواۃ مالکؒ میں حضرت ابن عمرؓ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے نماز پڑھی جو اسے نیکی کا حکم نہیں دیتی اور برائی سے نہیں بچاتی تو اس کی نماز اللہ تعالیٰ سے اس کی دوری میں اضافہ کر دیتی ہے(۱)۔

امام عبد بن حمیدؒ، ابن جریرؒ اور ابن مردویہؒ نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت ابن مسعودؓ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: اس آدمی کی کوئی نماز نہیں جو نماز کی اطاعت نہ کرے۔ نماز کی اطاعت یہ ہے کہ فحش اور منکر سے روکے(۲)۔

امام ابن ابی شیبہؒ، عبد بن حمیدؒ، ابن جریرؒ، ابن ابی حاتمؒ اور بیہقیؒ نے حضرت ابن مسعودؓ سے روایت نقل کی ہے کہ اسے کہا گیا کہ فلاں آدمی نماز بڑی لمبی کرتا ہے۔ کہا نماز اسے کوئی نفع نہیں دیتی مگر اسے جو نماز کی اطاعت کرے۔ پھر اس آیت کی تلاوت کی(۳)۔

امام سعید بن منصورؒ، امام احمدؒ نے زہد میں ابن جریرؒ، ابن منذرؒ، طبرانی اور بیہقیؒ نے حضرت ابن مسعودؓ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے کہا جسے نماز نیکی کا حکم نہ دے اور برائی سے نہ روکے تو وہ نماز اللہ تعالیٰ سے اسے دور کرتی ہے(۴)۔

امام احمدؒ، ابن حبانؒ اور بیہقیؒ نے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نبی کریم ﷺ کی

---

(۱) الفردوس بماثور الخطاب، ۳:۶۲۲[از ابن مسعودؓ]

تخریج احادیث الکشاف، ۳:۴۴[قال الدارقطنی هذا باطل لااصل له ومحمد بن الحسن مجهول]

(۲) تفسیر الطبری، سورۃ العنکبوت، ۱۰:۱۴۵ رقم (۲۷۷۸۴)

(۳) مصنف ابن ابی شیبۃ: کتاب: الزھد، باب: کلام ابن مسعودؓ، رقم (۳۴۵۵۴)

تفسیر الطبری، سورۃ العنکبوت، ۱۰:۱۴۵ رقم (۲۷۷۸۲)

تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ العنکبوت، ۹:۳۰۶۶ رقم (۱۷۳۴۲)۔۔شعب الایمان: ۳:۴۷۱ رقم (۳۲۶۳)

(۴) الزھد، ۱:۱۵۹۔۔تفسیر الطبری، سورۃ العنکبوت، ۱۰:۱۴۵ رقم (۲۷۷۸۳)۔۔المعجم الکبیر، ۹:۱۰۳ رقم (۸۵۴۳)۔۔شعب الایمان، ۳:۴۷۱ رقم (۳۲۶۴)۔۔شیخ البانیؒ نے اس حدیث کو [ضعیف] قرار دیا ہے [الایمان لابن تیمیۃ، ۱:۲۸ (خرج احادیثه محمد ناصر الدین البانی)]

خدمت میں حاضر ہوا عرض کی: فلاں آدمی رات کو نماز پڑھتا ہے۔ جب صبح ہوتی ہے تو چوری کرتا ہے۔ فرمایا جو تو کہتا ہے عنقریب اسے روک دے گی (۱)۔

امام عبد بن حمیدؒ نے حضرت حسن بصریؒ سے روایت نقل کی ہے کہ اے ابن آدم! بیشک نماز وہ ہے جو انساں کو فحش اور منکر سے روکتی ہے۔ اگر تیری نماز تجھے فحشاء اور منکر سے نہ روکے تو تو نماز پڑھنے والا نہیں (۲)۔

امام ابن جریرؒ نے حضرت حسن بصریؒ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے نماز پڑھی جو اسے فحش اور منکر سے نہیں روکتی وہ اسے اللہ تعالیٰ سے دور کرنے کے علاوہ کسی چیز میں اضافہ نہیں کرتی (۳)۔

امام ابن جریرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے ابوعون انصاریؒ سے روایت نقل کی ہے: جب تو نماز کی حالت میں ہے تو تو نیکی کی حالت میں ہے۔ نماز نے تجھے فحشاء اور منکر سے روک دیا ہے۔ جس (نماز) میں تو ہے یہ اللہ تعالیٰ کا بڑا ذکر ہے (۴)۔

امام عبد بن حمیدؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت حماد بن ابی سلیمانؒ (۵) سے روایت نقل کی ہے کہ نماز فحشاء اور منکر سے روکتی ہے جب تک تو نماز میں ہوتا ہے (۶)۔

---

(۱) مسند احمد، کتاب: باقی مسند المکثرین، باب: باقی المسند السابق، رقم (۹۴۸۶)
صحیح ابن حبان: کتاب: الصلوٰۃ، باب: النوافل، رقم (۲۵۶۰)
شعب الایمان، ۳: ۱۷۴ رقم (۳۲۶۱)
شیخ البانیؒ نے اس حدیث کو [صحیح] شمار کیا ہے۔ [مشکوٰۃ المصابیح: ۲۷۵۱ رقم (۱۲۳۷) تحقیق شیخ ناصر الدین الالبانی)]

(۲) ابواللیث، بحر العلوم، ۳: ۳۴۵

(۳) تفسیر الطبری، سورۃ العنکبوت، ۱۰: ۱۴۵ رقم (۲۷۷۸۶)

(۴) تفسیر الطبری، سورۃ العنکبوت، ۱۰: ۱۴۵ رقم (۲۷۷۸۸)
تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ العنکبوت، ۹: ۳۰۶۶ رقم (۱۷۳۴۵)

(۵) حماد بن ابی سلیمان [مسلم] الاشعری ابواسماعیل الکوفی، مولیٰ ابواشعری، آپ کا تعلق صغار تابعین سے تھا۔ فقہ اور حدیث کے امام مانے جاتے تھے۔ امام نسائیؒ نے آپ کے بارے میں لکھا ہے: ثقة الا انه مرجیء، امام شعبۃ سے آپ کے بارے پوچھا گیا تو جواباً فرمایا: کا صدوق اللسان، امام ابن حبان نے [الثقات] میں ذکر کیا ہے۔ ۱۲۰ھ کو وفات پا گئے تھے۔ [الطبقات الکبریٰ، ۶: ۳۳۲۔ الثقات، ۴: ۱۵۹ رقم (۲۲۷۳)۔ الجرح والتعدیل: ۳: ۱۴۶ رقم (۶۴۲)]

(۶) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ العنکبوت، ۹: ۳۰۶۶ رقم (۱۷۳۴۶)

امام ابن جریرؒ نے حضرت ابن عمرؓ سے روایت نقل کی ہے کہ اس سے مراد قرآن ہے جو مساجد میں پڑھا جاتا ہے(۱)۔

امام ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے: اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں کو ذکر کرنا یہ بندوں کا اپنے رب کے ذکر سے بڑا کام ہے(۲)۔

امام فریابیؒ، سعید بن منصورؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ، ابن ابی حاتمؒ، حاکمؒ (جب کہ حاکمؒ نے اسے صحیح قرار دیا ہے) اور بیہقیؒ نے شعب الایمان میں حضرت عبداللہ بن ربیعہؒ (۳) سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابن عباسؓ نے مجھ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان ولذکر اللہ اکبر کے بارے میں پوچھا تو میں نے عرض کی: اللہ کے سے مراد تسبیح، تہلیل اور تکبیر ہے۔ فرمایا نہیں۔ اللہ تعالیٰ کا تمہارا کرنا یہ تمہارے اس کے ذکر کرنے سے بڑا ہے۔ پھر یہ آیت فاذکرونی اذکرکم (۴) تلاوت کی (۵)۔

---

(۱) تفسیر الطبری، سورۃ العنکبوت، ۱۰: ۱۴۵ رقم (۲۷۷۹)

(۲) تفسیر الطبری، سورۃ العنکبوت، ۱۰: ۱۴۵ رقم (۲۷۹۱)

تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ العنکبوت، ۹: ۳۰۶۶ رقم (۱۷۳۴۶)

(۳) عبداللہ بن ربیعۃ بن فرقد السلمی الکوفی، آپ کے صحابی اور تابعی ہونے میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ امام ابن حبانؒ نے [الثقات] میں تابعین میں سے شمار کیا ہے۔ امام ابوحاتمؒ نے بھی تابعین سے شمار کیا ہے اور اس بات کی تصریح کی ہے کہ آپ نے نبی کریم ﷺ کو نہیں پایا تھا۔ خلیفہ منصور نے آپ سے سماع کیا تھا۔ علی بن تمرؒ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک بار دیکھا کہ آپ جا رہے ہیں اور رو رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں مجھ سے ان لوگوں نے نماز قضاء کر لی ہے۔ [تھذیب التھذیب، ۵: ۱۸۳ رقم (۳۶۲)۔۔ التاریخ الکبیر، ۵: ۸۶ رقم (۲۳۶)۔۔ الثقات، ۵: ۶۱ رقم (۳۸۵۷)]

(۴) القرآن الکریم، البقرۃ، ۱۵۲

(۵) تفسیر الطبری، سورۃ العنکبوت، ۱۰: ۱۴۵ رقم (۲۷۹۱)

تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ العنکبوت، ۹: ۳۰۶۶ رقم (۱۷۳۴۷)

مستدرک: کتاب: التفسیر، باب: تفسیر سورۃ العنکبوت، رقم (۳۵۳۸)۔۔ شعب الایمان، ۱: ۴۴۹ رقم (۶۷۴)۔۔ امام حاکمؒ نے یہ حدیث ذکر کر کے اس پر [صحیح الاسناد ولم یخرجاہ] کا حکم لگا لیا۔ مستدرک: کتاب: التفسیر، باب: تفسیر سورۃ العنکبوت، رقم (۳۵۳۸)

امام ابن ابی شیبہؒ، عبداللہ بن احمد بن حنبلؒ نے "زوائد زہد" میں اور ابن جریرؒ نے حضرت ابن مسعودؓ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا اپنے بندے کو یاد کرنا یہ بندے کو اللہ کے یاد کرنے سے بڑا عمل ہے (۱)۔

امام ابن سنیؒ، ابن مردویہؒ اور دیلمیؒ نے حضرت ابن عمرؓ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا تمہیں یاد کرنا تمہارے اللہ کو یاد کرنے سے بڑا عمل ہے (۲)۔

امام ابن ابی الدنیاؒ اور بیہقیؒ نے حضرت عطیہؒ سے روایت نقل کی ہے کہ ﴿ولذکر اللہ اکبر﴾ سے مراد ﴿فاذکرونی اذکرکم (۳)﴾ ہے۔ اللہ تعالیٰ کا تمہیں یاد کرنا تمہارے اس کے یاد کرنے سے بہتر ہے (۴)۔

امام عبد بن حمیدؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت مجاہدؒ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا اپنے بندے کو یاد کرنا یہ بندے کے اپنے رب کو نماز میں یا کسی اور صورت میں یاد کرنے سے بڑا عمل ہے (۵)۔

امام عبد بن حمیدؒ نے حضرت حسن بصریؒ سے روایت نقل کی ہے کہ جب تم اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے ہو تو اللہ تعالیٰ کا تمہیں یاد کرنا تمہارے اسے یاد کرنے سے بڑا عمل ہے (۶)۔

امام عبد بن حمیدؒ اور ابن جریرؒ حضرت جابرؓ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ میں نے ابوقرہؒ (۷) سے اسی آیت کے بارے میں پوچھا۔ کہا اللہ تعالیٰ کا (تمہیں) یاد کرنا تمہارے اسے یاد کرنے سے بڑا عمل ہے (۸)۔

امام ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت بن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا

---

(۱) مصنف ابن ابی شیبۃ: کتاب: الزھد، باب: کلام ابن مسعودؓ، رقم (۳۴۵۵۴)
تفسیر الطبری، سورۃ العنکبوت، ۱۰: ۱۴۷ رقم (۲۷۸۰۶)

(۲) الفردوس بماثور الخطاب، ۴: ۴۰۶ رقم (۱۷۷۸)

(۳) القرآن الکریم، البقرہ، ۱۵۲

(۴) شعب الایمان، ۱: ۴۴۹ رقم (۶۷۳)

(۵) تفسیر الطبری، سورۃ العنکبوت، ۱۰: ۱۴۸ رقم (۲۷۷۹۸)
تفسیر الطبری، سورۃ العنکبوت، ۹: م ۳۰۶۸ رقم (۱۷۳۵۳)

(۶) ابن عبدالبر، الاستذکار، ۲: ۴۱۸ [از عباسؓ]

(۷) موسیٰ بن طارق الزبیدی، ابوقرۃ قاضی زبیدی، آپ سنن اور آثار کے بہت بڑے عالم تھے۔ ایک ثقہ اور مامون راوی کے حیثیت سے جانے جاتے تھے۔ امام ابن حبانؒ نے [الثقات] میں ذکر کیا ہے۔ [تھذیب التھذیب:، ج ۱۰، ص ۳۱۲ رقم (۶۲۴)۔۔ الثقات، ۹: ۱۵۹، (۱۵۷۶۱)، سیر اعلام النبلاء، ۹: ۳۴۶ رقم (۱۱۲)]

(۸) تفسیر الطبری، سورۃ العنکبوت، ۱۰: ۱۴۸ رقم (۲۷۸۰۳)

اس چیز پر جسے اس نے حرام کیا ہے اور اللہ تعالیٰ کا تمہیں یاد کرنا تمہارے اسے یاد کرنے سے بڑا عمل ہے (۱)۔

عبد بن حمیدؒ اور ابن جریرؒ نے ابو مالکؓ سے روایت نقل کی ہے: اللہ تعالیٰ کا نماز میں بندے کو یاد کرنا یہ نماز سے بڑا عمل ہے (۲)۔

امام عبد بن حمیدؒ اور ابن جریرؒ نے حضرت قتادہؒ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ذکر سے بڑی کوئی چیز نہیں (۳)۔

امام احمدؒ نے "زہد" میں اور ابن منذر نے حضرت معاذ بن جبلؓ سے روایت نقل کی ہے: انسان جو بھی کام کرتا ہے اللہ تعالیٰ کے ذکر سے بڑھ کر اسے اللہ تعالیٰ کے عذاب سے نجات دینے والی کوئی چیز نہیں لوگوں نے عرض کی! اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد بھی نہیں فرمایا یہ بھی نہیں کہ وہ اپنی تلوار سے مارے یہاں تک وہ خود مر جائے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ولذکر اللہ اکبر (۴)۔

امام سعید بن منصورؒ، ابن ابی شیبہؒ، ابن منذرؒ، حاکمؒ نے "کنیٰ" میں اور بیہقیؒ نے "شعب الایمان" میں حضرت عنترہؒ (۵) سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت ابن عباسؓ سے پوچھا کہ کونسا عمل سب سے افضل ہے؟ فرمایا اللہ تعالیٰ کا ذکر سب سے بڑا عمل ہے۔ کوئی قوم اللہ تعالیٰ کے گھروں میں سے کسی گھر میں کتاب اللہ کا سبق پڑھتی ہے۔ پھر آپس میں اس کا مذاکرۃ کرتے ہیں تو فرشتے اپنے پروں سے ان پر سایہ کیے ہوتے ہیں۔ جب تک وہ اس کام میں لگے رہتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے مہمان ہوتے ہیں یہاں تک کہ وہ کسی اور گفتگو میں شروع ہو جائیں۔ کوئی

---

(۱) تفسیر الطبری، سورۃ العنکبوت، ۱۰: ۱۴۶ رقم (۲۷۷۹۹)
تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ العنکبوت، ۹: م ۳۰۶۸ رقم (۱۷۳۵۲)

(۲) تفسیر الطبری، سورۃ العنکبوت، ۱۰: ۱۴۸ رقم (۲۷۸۱۴)

(۳) تفسیر الطبری، سورۃ العنکبوت، ۱۰: ۱۴۸ رقم (۲۷۸۱۰)

(۴) الزھد، ۱: ۱۸۴۔ مسند احمد، حدیث معاذ بن جبل، رقم (۲۲۱۳۲)۔ قال شعیب الارنوو ء ط: اسنادہ ضعیف لانقطاعہ

(۵) عنترۃ بن عبد الرحمٰن الشیبانی، ابو وکیع الکوفی، آپ کا شمار کبار تابعین میں ہوتا ہے۔ ابن حجرؒ نے آپ کو صحابہ میں ذکر کیا ہے۔ امام زرعۃ نے آپ کو کوفی تابعی کے الفاظ سے یاد کیا ہے۔ امام نسائی نے آپ کی روایت نقل کی ہے۔ [الاصابۃ فی تمیز الصحابہ، ۴: ۷۳۵ رقم (۶۰۸۳)۔ تھذیب التھذیب، ۸: ۱۴۴ رقم (۲۹۶)]

آدمی کسی راستہ پر نہیں چلا کہ اس میں علم حاصل کرے مگر اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت کی طرف راستہ کو آسان فرما دیتا ہے(۱)۔

امام ابن ابی شیبہؒ اور ابن جریرؒ نے حضرت ابو درداءؓ سے روایت نقل کی ہے: کیا میں تمہیں سب سے افضل عمل کے بارے میں بتاؤں اور جو تمہارے مالک کو سب سے پسندیدہ ہے اور تمہارے درجات کو سب سے زیادہ بلند کرنے والا ہے اور اس سے بھی بہتر ہے کہ تم دشمن سے جنگ کرو، وہ تمہاری اگردنیں اڑائیں اور تم ان کی گردنیں اڑاؤ اور دنانیر و دراہم سے بھی بہتر عمل ہے؟ لوگوں نے پوچھا ابوالدرداءؓ وہ کیا عمل ہے؟ فرمایا اللہ تعالیٰ کا ذکر(۲)۔

امام ابن جریرؒ اور بیہقیؒ نے حضرت اُم الدرداءؓ سے روایت نقل کی ہے: اللہ تعالیٰ کا ذکر سب سے بڑی چیز ہے۔ اگر تو نماز پڑھے تو یہ بھی اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے اگر تو روزہ رکھے تو وہ بھی اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے، ہر اچھا عمل جو تو کرتا ہے وہ بھی اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے۔ اس سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کی تسبیح ہے(۳)۔

امام ابن جریرؒ نے حضرت سلمان فارسیؓ سے روایت نقل کی ہے کہ کونسا عمل سب سے افضل ہے؟ فرمایا کیا تو قرآن حکیم پڑھتا ہے۔ ولذکر اللہ اکبر اللہ تعالیٰ کا ذکر سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں(۴)۔

وَلَا تُجَادِلُوٓا أَهْلَ الْكِتٰبِ إِلَّا بِالَّتِى هِىَ أَحْسَنُ إِلَّا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ وَقُوْلُوٓا اٰمَنَّا بِالَّذِىٓ أُنْزِلَ إِلَيْنَا وَأُنْزِلَ إِلَيْكُمْ وَإِلٰهُنَا وَإِلٰهُكُمْ وَاحِدٌ وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ﴿٤٦﴾ وَكَذٰلِكَ أَنْزَلْنَآ إِلَيْكَ الْكِتٰبَ ط فَالَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَمِنْ هٰٓؤُلَآءِ مَنْ يُّؤْمِنُ بِهٖ ط وَمَا يَجْحَدُ بِاٰيٰتِنَآ إِلَّا الْكٰفِرُوْنَ ﴿٤٧﴾

---

(۱) مصنف ابن ابی شیبۃ: کتاب: الفضائل القرآن، باب: فی القوم یتدارسون القرآن، رقم (۳۰۳۰۸)
شعب الایمان، ۱: ۴۴۷ رقم (۶۷۲)

(۲) تفسیر الطبری، سورۃ العنکبوت، ۱۰: ۱۴۷ رقم (۳۴۸۱۴)
مصنف ابن ابی شیبۃ: کتاب: الزھد، باب: کلام ابی درداء، رقم (۲۷۸۸۰۹)

(۳) تفسیر الطبری، سورۃ العنکبوت، ۱۰: ۱۴۷ رقم (۳۴۵۹۰)
شعب الایمان، ۱: ۴۵۲ رقم (۶۸۶)

(۴) تفسیر الطبری، سورۃ العنکبوت، ۱۰: ۱۴۷ رقم (۲۷۸۱۱)

"اور اہل کتاب سے جھگڑا نہ کرو مگر ایسے طریق سے کہ نہایت اچھا ہو۔ ہاں جو اُن میں سے بے انصافی کریں۔ (اُن کے ساتھ اسی طرح مجادلہ کرو) اور کہہ دو کہ جو (کتاب) ہم پر اُتری اور جو (کتابیں) تم پر اُتریں ہم سب پر ایمان رکھتے ہیں اور ہمارا اور تمہارا معبود ایک ہی ہے اور ہم اُس کے فرمانبردار ہیں[۴۶] اور اسی طرح ہم نے تمہاری طرف کتاب اُتاری ہے۔ تو جن لوگوں کو ہم نے کتابیں دی تھیں وہ اس پر ایمان لے آتے ہیں۔ اور بعض ان (مشرک) لوگوں میں سے بھی اس پر ایمان لے آتے ہیں۔ اور ہماری آیتوں سے وہی انکار کرتے ہیں جو کافر (ازلی) ہیں"[۴۷]

امام فریابیؒ اور ابن جریرؒ نے حضرت مجاہدؒ سے۔ ولا تجادلوا کی تفسیر میں یہ روایت نقل کی ہے کہ جنہوں نے کہا اللہ تعالیٰ کے سوا معبود ہے، اس کا کوئی بیٹا ہے، اس کا شریک ہے، اللہ کے ہاتھ بندھے ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فقیر ہے اور ہم غنی ہیں یا حضرت محمد ﷺ کو اذیت دی وہ اہل کتاب ہیں اور اللہ تعالیٰ کے اس فرمان۔ ﴿وقولوا امنا بالذی انزل الینا وانزل الیکم﴾ کی یہ تفسیر کی ہے جو یہ نہ کہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ معبود ہے یا اس کا کوئی بچہ ہے یا اس کا کوئی شریک ہے یا اللہ تعالیٰ کا ہاتھ جکڑا ہوا ہے یا اللہ تعالیٰ محتاج ہے یا حضرت محمد ﷺ کو اذیت دی (۱)۔

امام فریابیؒ اور ابن جریرؒ نے حضرت مجاہدؒ سے ﴿ولا تجادلوا اهل الكتب الا بالتی هی احسن﴾ کی یہ تفسیر نقل کی ہے: اگر وہ بری بات کریں تو تم خیر کی بات کرو۔ مگر جنہوں نے ظلم کیا تو ان سے انتقام لے لو (۲)۔

امام فریابیؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت مجاہدؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ تم جنگ نہ کرو مگر انہیں سے جو جنگ کرے اور جزیہ نہ دے اور ان میں جو جزیہ دے تو اس سے اچھی بات ہی کرو (۳)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ ﴿بالتی هی احسن﴾ سے مراد لا الہ الا اللہ ہے (۴)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت سفیان بن حسینؒ سے روایت نقل کی ہے کہ ﴿بالتی هی احسن﴾ سے مراد ﴿امنا بالذی انزل الینا وانزل الیکم والهنا والهکم واحدونحن له مسلمون﴾ ہے کیوں کہ یہی ان کے ساتھ مجادلہ

---

(۱) تفسیر الطبری، سورۃ العنکبوت، ۱۰: ۱۴۷ رقم (۲۷۸۱۹)

(۲) تفسیر الطبری، سورۃ العنکبوت، ۱۰: ۱۴۷ رقم (۲۷۸۱۸)

(۳) تفسیر الطبری، سورۃ العنکبوت، ۱۰: ۱۴۷ رقم (۲۷۸۱۶)

تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ العنکبوت، ۹: ۳۰۶۹ رقم (۱۷۳۵۷)

(۴) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ العنکبوت، ۹: ۳۰۶۹ رقم (۱۷۳۵۸)

حسن ہے(۱)۔

امام ابوداؤدؒ نے "ناسخ میں ابن جریرؒ، ابن منذرؒ، ابن ابی حاتمؒ اور ابن الانباریؒ نے "مصاحف میں "حضرت قتادہؒ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں مجادلہ سے منع کیا ہے۔ پھر اس حکم کو ﴿قاتلوا الذین لا یومنون باللہ (۲)﴾ کے ساتھ منسوخ کر دیا کیونکہ تلوار سے بڑھ کر کوئی مجادلہ نہیں (۳)۔

امام بخاریؒ، امام نسائیؒ، ابن جریرؒ، ابن ابی حاتمؒ، ابن مردویہؒ اور بیہقیؒ نے "شعب الایمان "میں حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت نقل کی ہے کہ اہل کتاب عبرانی زبان میں تورات پڑھتے اور عربی زبان میں مسلمانوں کے لیے اس کی تفسیر بیان کرتے رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں سے فرمایا اہل کتاب کی نہ تصدیق کرو اور نہ انکی تکذیب کرو اور یہ کہا کرو ﴿آمَنَّا بِالَّذِیْ أُنزِلَ إِلَیْنَا وَأُنزِلَ إِلَیْکُمْ وَإِلَهُنَا وَإِلَهُکُمْ وَاحِدٌ وَنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُونَ﴾ (۴)۔

امام عبدالرزاقؒ، فریابیؒ اور ابن جریرؒ نے حضرت عطاء بن یسارؒ (۵) سے روایت نقل کی ہے کہ یہودی صحابہ سے باتیں کرتے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتے۔ گویا مسلمانوں کو وہ چیزیں اچھی لگتیں۔ رسول اللہ ﷺ نے انہیں فرمایا نہ انکی تصدیق کرو اور نہ ان کی تکذیب کرو اور یہ کہا کرو ﴿امنا بالذی انزل الینا﴾ (۶)۔

---

(۱) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ العنکبوت، ۹: ۳۰۶۹ رقم (۱۷۳۵۹)

(۲) القرآن الکریم، التوبہ، ۲۹

(۳) تفسیر الطبری، سورۃ العنکبوت، ۱۰: ۱۵۰ رقم (۲۷۸۲۲)

(۴) صحیح البخاری: کتاب: تفسیر القرآن، باب: قولوا: آمنا باللہ وما انزل الینا، رقم (۳۲۱۵)
السنن الکبریٰ للنسائی، ۶: ۴۲۶ رقم (۱۱۳۸۷)
تفسیر الطبری، سورۃ العنکبوت، ۱۰: ۱۵۱ رقم (۲۷۸۲۳)
تفسیر ابن ابی حاتم، تفسیر الطبری، سورۃ العنکبوت، ۹: ۳۰۷۰ رقم (۱۷۳۶۴)
شعب الایمان، ۴: ۳۰۹ رقم (۵۲۰۷)

(۵) عطاء بن یسار الھلالی، ابو محمد وابو عبداللہ المدنی، مولیٰ میمونۃ، آپ کا تعلق کبار تابعین سے تھا۔ امام ابن سعدؒ نے امام بخاریؒ کا قول نقل کیا ہے کہ آپ نے ابن مسعودؓ سے سماع کیا تھا۔ آپ صحاح کے روای ہیں۔ امام نسائی، یحییٰ ابن معینؒ اور ابوزرعۃ نے ثقۃ قرار دیا ہے۔ [تھذیب التھذیب، ج ۷، ص ۱۹۴ رقم (۴۰۰)۔ الطبقات الکبریٰ، ۵: ۱۷۳]

(۶) مصنف عبدالرزاق، کتاب: اہل الکتابین، باب: ہل یسال اھل الکتاب عن شیء، رقم (۱۹۲۱۱)
تفسیر الطبری، سورۃ العنکبوت، ۱۰: ۱۵۱ رقم (۲۷۸۲۵۴)

امام عبدالرزاقؒ نے "مصنف" میں ابن سعدؒ، امام احمدؒ، بیہقیؒ نے "سنن" میں حضرت ابونملہ انصاریؓ (۱) سے روایت نقل کی ہے کہ ایک یہودی نے ایک جنازہ کے بارے میں کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ باتیں کرتا ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب اہل کتاب میں سے کوئی تم سے بات کرے تو ان کی تصدیق نہ کرو اور نہ ہی ان کی تکذیب کرو اور یہ کہا کرو امنا باللہ و کتبہ ورسلہ اگر وہ بات سچی تھی تو تم نے اس کو نہیں جھٹلایا، اگر وہ باطل تھی تو تم نے اس کی تصدیق نہیں کی (۲)۔

امام بیہقیؒ نے "سنن" میں اور "شعب" میں دیلمی اور ابونصر سجزیؒ نے "ابانہ" میں حضرت جابر بن عبداللہؓ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اہل کتاب سے کسی چیز کے بارے میں سوال نہ کرو۔ وہ تو خود گمراہ ہیں۔ وہ تمہیں کبھی ہدایت نہیں دیں گے۔ اگر تم ایسا کرو گے تو یا تو باطل کی تصدیق کرو گے اور حق کو جھٹلاؤ گے۔ اللہ کی قسم اگر حضرت موسیٰؑ تمہارے درمیان زندہ ہوتے تو انہیں بھی میری اتباع کے سوا کوئی چارہ نہ ہوتا (۳)۔

امام عبدالرزاقؒ نے حضرت زید بن اسلمؒ سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اہل کتاب میں سے کسی بات کے بارے میں نہ پوچھا کرو۔ وہ تمہیں ہرگز ہدایت نہیں دیں گے۔ وہ تو خود گمراہ ہو چکے ہیں (۴)۔

امام عبدالرزاقؒ اور ابن جریرؒ نے حضرت ابن مسعودؓ سے روایت نقل کی ہے کہ اہل کتاب سے کسی چیز کے بارے میں نہ پوچھو کیونکہ وہ تمہیں ہدایت نہیں دیں گے کیونکہ وہ خود گمراہ ہو چکے ہیں۔ اگر ایسا کرو گے تو تم حق کو جھٹلاؤ

---

(۱) ابونملۃ الانصاری، الظفری، الاوسی، آپ کے نام کے بارے میں اہل تراجم کے ہاں اختلاف پایا جاتا ہے، عمار اور عمرو کے نام آپ کے مذکور ہیں۔ ابونملۃ سے شہرت پا چکے تھے۔ آپ کے والد کا نام معاذ بن زرادہ بتایا جاتا ہے۔ آپ کو صاحب رسول ﷺ ہونے کا شرف حاصل ہے۔ آپ کی شرکت بدر کے علاوہ تمام غزوات میں ثابت ہے۔ امام ابوداودؒ نے آپ کی روایت ذکر کی ہے۔ عبدالملک بن مروان کے دورِ خلافت میں وفات پا گئے تھے۔ [الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ، ۷:۴۱۶ رقم (۱۰۶۵۱)۔ تہذیب التہذیب، ۱۲:۲۸۴ رقم (۱۱۹۷)]

(۲) مسند احمد، کتاب: مسند الشامیین، باب: حدیث ابی نملۃ الانصاری، رقم (۱۶۷۷۴)
مصنف عبدالرزاق، کتاب: اہل الکتاب، باب: مسالۃ اہل الکتاب، رقم (۱۰۱۰۶)
سنن البیہقی الکبری، ۲:۱۰ رقم (۲۰۷۱)

(۳) شعب الایمان، ۱:۱۹۹ رقم (۱۷۶)

(۴) مصنف عبدالرزاق، کتاب: اہل الکتاب، باب: مسالۃ اہل الکتاب، رقم (۱۰۱۵۸)

گے اور باطل کی تصدیق کرو گے اگر تمہیں ضرور بات پوچھنا ہی پڑے تو دیکھو جو کتاب اللہ کے موافق ہو تو اسے لے لو اور جو کتاب اللہ کے خلاف ہو تو اسے چھوڑ دو(۱)۔

وَمَا كُنتَ تَتْلُوا مِن قَبْلِهِ مِن كِتَٰبٍ وَّلَا تَخُطُّهُۥ بِيَمِينِكَ إِذًا لَّارْتَابَ الْمُبْطِلُونَ ﴿٤٨﴾ بَلْ هُوَ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ فِى صُدُورِ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ ط وَمَا يَجْحَدُ بِاٰيٰتِنَآ إِلَّا الظّٰلِمُونَ ﴿٤٩﴾ وَقَالُوا لَوْلَآ أُنزِلَ عَلَيْهِ اٰيٰتٌ مِّن رَّبِّهِۦ ط قُلْ إِنَّمَا الْاٰيٰتُ عِندَ اللّٰهِ ط وَإِنَّمَآ أَنَا نَذِيرٌ مُّبِينٌ ﴿٥٠﴾

"اور تم اس سے پہلے کوئی کتاب نہیں پڑھتے تھے اور نہ اسے اپنے ہاتھ سے لکھ ہی سکتے تھے ایسا ہوتا تو اہل باطل ضرور شک کرتے [۴۸] بلکہ یہ روشن آیتیں ہیں۔ جن لوگوں کو علم دیا گیا ہے اُن کو سینوں میں (محفوظ) اور ہماری آیتوں سے وہی لوگ انکار کرت ہیں جو بے انصاف ہیں [۴۹] اور (کافر) کہتے ہیں کہ اس پر اس کے پروردگار کی طرف سے نشانیاں کیوں نازل نہیں ہوئیں کہہ دو کہ نشانیاں تو خدا ہی کے پاس ہیں۔ اور میں تو کھلم کھلا ہدایت کرنے والا ہُوں" [۵۰]

امام ابن ابی شیبہؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت مجاہدؒ سے روایت نقل کی ہے کہ اہل کتاب اپنی کتابوں میں یہ پاتے تھے کہ حضرت محمد ﷺ اپنے دائیں ہاتھ سے نہ لکھیں گے (۲) اور کتاب پڑھیں گے۔ تو یہ آیت نازل ہوئی ﴿وما كنت تتلوا من قبله﴾ (۳)۔

امام ابن جریرؒ، ابن ابی حاتمؒ، ابن مردویہؒ اور اسماعیلیؒ نے "معجم" میں حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نہ پڑھتے تھے اور نہ لکھتے تھے۔ آپ ﷺ امی تھے اللہ تعالیٰ نے تورات وانجیل میں اہل علم کے لیے فرمایا تھا آپ ﷺ کی نبوت کی نشانی یہ ہے کہ جب آپ ظاہر ہوں گے تو نہ آپ کتاب جانتے ہوں گے اور نہ ہی اپنے

---

(۱) تفسیر الطبری، سورۃ العنکبوت، ۱۰:۱۵۱ رقم (۲۷۸۲۵)
مصنف عبدالرزاق، کتاب: اہل الکتاب، باب: مسالۃ اہل الکتاب، رقم (۱۰۱۶۲)

(۲) تفسیر الطبری، سورۃ العنکبوت، ۱۰:۱۵۱ رقم (۲۷۸۳۰)
تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ العنکبوت، ۹:۳۰۷۱ رقم (۱۷۳۷۰)

(۳) تفسیر الطبری، سورۃ العنکبوت، ۱۰:۱۵۱ رقم (۲۷۸۳۲)
تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ العنکبوت، ۹:۳۰۷۱ رقم (۱۷۳۷۰)

دائیں ہاتھ سے لکھیں گے۔یہی وہ آیات بینات ہیں جو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمائی ہیں (۱)۔

امام عبدالرزاقؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت قتادہؒ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ اس سے قبل نہ کتاب پڑھتے تھے اور نہ ہی دائیں ہاتھ سے لکھا کرتے تھے۔آپ ﷺ امی تھے۔آپ ﷺ لکھتے نہیں تھے ایت بینت کہا نبی کریم ﷺ کی واضح نشانی ہیں۔ ﴿فی صدور الذین اوتوا العلم من اھل الکتاب﴾ یہاں علم سے مراد قرآن ہے۔﴿الذین اوتوا العلم﴾ سے مراد مومنین ہیں (۲)۔

امام ابن جریرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ضحاکؒ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نہ پڑھتے تھے نہ لکھتے تھے۔اسی طرح تورات وانجیل میں آپ ﷺ کی صفت یہی تھی کہ آپ امی ہوں گے، نہ پڑھیں گے اور نہ ہی لکھیں گے۔یہی آیت بینہ ہے اور ہماری آیات کا انکار ظالم ہی کرتے ہیں۔یہاں آیات سے مراد وہ صفت ہے جو اللہ تعالیٰ نے اہل کتاب کے لیے بیان کی اہل کتاب اس صفت کی وجہ سے آپ کو پہچانتے تھے (۳)۔

امام بیہقیؒ نے سنن میں حضرت ابن مسعودؓ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نہ پڑھتے تھے اور نہ لکھتے تھے (۴)۔

أَوَلَمْ يَكْفِهِمْ أَنَّآ أَنزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ يُتْلٰى عَلَيْهِمْ ط إِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَرَحْمَةً وَّذِكْرٰى لِقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۵۱﴾ قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ بَيْنِىْ وَبَيْنَكُمْ شَهِيْداً يَعْلَمُ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْبَاطِلِ وَكَفَرُوْا بِاللّٰهِ أُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۵۲﴾

" کیا ان لوگوں کے لئے یہ کافی نہیں کہ ہم نے تم پر کتاب نازل کی جو اُن کو پڑھ کر سنائی جاتی ہے۔کچھ نہیں کہ مومن لوگوں کیلئے اس میں رحمت اور نصیحت ہے [۵۱] کہہ دو کہ میرے اور تمہارے درمیان خدا ہی گواہ کافی

---

(۱) تفسیر الطبری، سورۃ العنکبوت، ۱۰:۱۵۲ رقم (۲۷۸۳۲)
تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ العنکبوت، ۹:۳۰۷۱ (۱۷۳۷۵)

(۲) تفسیر الطبری، سورۃ العنکبوت، ۱۰:۱۵۲ رقم (۲۷۸۳۷)
تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ العنکبوت، ۹:۳۰۷۱ (۱۷۳۷۲)

(۳) تفسیر الطبری، سورۃ العنکبوت، ۱۰:۱۵۳ رقم (۲۷۸۳۴)
تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ العنکبوت، ۹:۳۰۷۱ (۱۷۳۷۸)

(۴) سنن البیھقی الکبری، ۷:۴۲ رقم (۱۳۰۶۵)

ہے جو چیز آسمانوں میں اور زمین میں ہے وہ سب کو جانتا ہے اور جن لوگوں نے باطل کو مانا اور خدا سے انکار کیا وہی نقصان اُٹھانے والے ہیں"[۵۲]

امام دارمیؒ، ابوداؤدؒ نے "مراسیل" میں ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت یحییٰ بن جعدہؒ(۱) سے روایت نقل کی ہے: کچھ مسلمان کتابیں لائے۔ ان میں سے وہ چیزیں لکھی ہوئی تھیں جو انہوں نے یہودیوں سے سنی ہوئی تھیں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایک قوم کی حماقت اور گمراہی کے لیے یہی بات کافی ہے کہ وہ اس چیز سے اعراض کریں جو ان کا نبی ان کے لیے لایا ہے اور اسی چیز میں رغبت کا اظہار کریں جو ان کے پاس ان کا غیر لایا ہے۔ تو یہ آیت نازل ہوئی ﴿أَوَلَمْ يَكْفِهِمْ أَنَّا أَنزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ يُتْلَى عَلَيْهِمْ﴾(۲)۔

امام اسمٰعیلیؒ نے "معجم" میں اور ابن مردویہؒ نے حضرت یحییٰ بن جعدہؒ کے واسطے سے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے کچھ صحابہ تورات لکھا کرتے تھے۔ انہوں نے اس چیز کا ذکر رسول اللہ ﷺ سے کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سب سے بڑے بے وقوف اور سب سے بڑھ کر گمراہ وہ لوگ ہیں جو اس پیغام سے اعراض کرتے ہیں جو ان کا نبی لایا اور اس کی طرف رغبت کرتے ہیں جو دوسروں کا نبی لایا اور اس امت کی طرف لایا جو دوسروں کی امت ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا ﴿أَوَلَمْ يَكْفِهِمْ أَنَّا أَنزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ﴾(۳)۔

عبدالرزاقؒ نے "مصنف" میں اور بیہقیؒ نے "شعب الایمان" میں زہری سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت حفصہؓ(۴) حضرت یوسفؑ کے قصوں کی ایک کتاب اپنی بغل میں لائیں اور رسول اللہ ﷺ کو سنانا شروع کر دی

---

(۱) یحییٰ بن جعدۃ بن ھبیرۃ بن ابی وھب بن عمرو القرشی المخزومی، آپ کا تعلق وسط تابعین سے تھا۔ امام ابوحاتم اور نسائی نے ثقہ قرار دیا ہے۔ امام ابن حبان نے آپ کو [الثقات] میں ذکر کیا ہے۔ آپ صحاح کے روای ہیں۔[تھذیب التھذیب، ۱۱:۱۶۹رقم (۳۲۴)۔۔ الثقات، ۵:۵۲۰رقم (۱۶۰۳۲)]

(۲) تفسیر الطبری، سورۃ العنکبوت، ۱۰:۱۵۲رقم (۲۷۸۳۸)
تفسیر ابن ابی حاتم: سورۃ العنکبوت، ۹:۳۰۷۲(۱۷۳۸۰)
سنن الدارمی: کتاب: المقدمۃ، باب: من لم یر کتابۃ الحدیث، رقم (۴۷۸)
امام ابوداود، سلیمان بن اشعث، مراسیل ابی داود: باب: ماجاء فی العلم، ج ۲، ص ۲۰ رقم (۴۳۰)

(۳) معجم الاسماعیلی، حرف المیم، ۳:۷۷۲

(۴) حفصۃ بنت عمر بن خطاب العدویۃ، اُم المومنین، آپ بعثت سے پانچ سال پہلے پیدا ہوئیں تھیں۔ زوجیتِ نبی ﷺ میں آنے سے پہلے آپ کا نکاح حنیس بن حذافۃ سے ہوا تھا۔ جب آپؓ غزوہ بدر میں شہید ہوئے تو پھر آپ نبی آخر الزماں ﷺ کی منکوحہ بن گئی تھی۔ ۴۵ھ کو وفات پا گئی تھی۔[الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ، ۷:۵۸۱(۱۱۰۴۷)۔۔ الطبقات الکبریٰ، ج ۸، ص ۸۱]

جب کہ نبی کریم ﷺ کا رنگ متغیر ہو رہا تھا۔ نبی کریم ﷺ نے کہا مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! اگر تمہارے پاس یوسفؑ آئے اور میں تمہارے درمیان موجود ہوں تو تم اس کی اتباع کرو اور مجھے چھوڑ دو تو تم گمراہ ہو جاؤ گے (۱)۔

امام عبدالرزاقؒ، ابن سعدؒ، ابن ضریسؒ، حاکمؒ نے "کنی" میں اور بیہقیؒ نے "شعب الایمان" میں حضرت عبداللہ بن ثابت بن حرث انصاریؓ (۲) سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمر بن خطابؓ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں ایک کتاب کے ساتھ داخل ہوئے جس میں تورات کے چند مقامات تھے۔ عرض کی یہ اہل کتاب کے ایک آدمی سے لی ہے جسے آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ کا رنگ بدل گیا میں نے ایسا اس سے قبل کبھی نہ دیکھا تھا۔ حضرت عبداللہؓ نے حضرت عمرؓ سے عرض کی کیا تو رسول اللہ ﷺ کے چہرے کی طرف نہیں دیکھتا؟ حضرت عمرؓ نے عرض کی ہم اللہ تعالیٰ کے رب ہونے اسلام کے دین ہونے اور حضرت محمد ﷺ کے نبی ہونے پر راضی ہیں، تو رسول اللہ ﷺ سے غصہ جاتا رہا۔ فرمایا اگر حضرت موسیٰؑ تشریف لائیں، ان کی اتباع کرو اور مجھے چھوڑ دو تو تم گمراہ ہو جاؤ۔ میں انبیاء میں سے تمہارا حصہ ہوں اور تم امتوں میں سے میرا حصہ ہو (۳)۔

امام عبدالرزاقؒ اور بیہقیؒ حضرت ابو قلابہؓ سے وہ حضرت عمر بن خطابؓ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ بن خطاب ایک آدمی کے پاس سے گزرے جو کتاب پڑھ رہا تھا۔ آپ نے اسے سنا اور اسے اچھا خیال کیا۔ اس آدمی سے کہا مجھے یہ لکھ دو۔ اس نے عرض کی ٹھیک ہے۔ ایک چمڑا خریدا۔ اسے تیار کیا اور پھر آپ اس چمڑے کو اس آدمی کے پاس لائے۔ تو اس آدمی نے آپ کے لیے اس کے دونوں جانب لکھ دیا۔ پھر حضرت عمرؓ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسے پڑھنا شروع کر دیا جب کہ نبی کریم ﷺ کے چہرے کا رنگ بدلنے لگا۔ ایک انصاری

---

(۱) مصنف عبدالرزاق،، ابوبکر، کتاب: الجامع للامام معمر بن راشد، باب: اھل الکتاب: رقم (۲۰۰۶۱)
شعب الایمان، ۴: ۳۰۸ رقم (۵۲۰۵)

(۲) عبداللہ بن ثابت الانصاری، ابوأسید، ابوالربیع، آپ صحابی رسول ﷺ ہیں۔ نبی کریم ﷺ کی زندگی میں وفات پا گئے تھے۔ آپ کی سب سے بڑی خصوصیت یہ تھی کہ نبی کریم ﷺ کے قمیص مبارک میں آپ کو کفن دیا گیا تھا۔ آپ کو خادم الرسول ﷺ ہونے کا شرف بھی حاصل تھا۔ [تعجیل المنفعۃ، ۱: ۲۱۴ رقم (۵۲۴)۔ الجرح والتعدیل، ۵: ۱۹ (۸۷)]

(۳) مصنف عبدالرزاق: کتاب: اہل الکتابین، باب: ھل یسال اھل الکتاب رقم (۱۹۲۱۳)
شعب الایمان، ۴: ۳۰۷ رقم (۵۲۰۱)

نے کتاب پر ہاتھ مارا اور کہا اے ابن خطابؓ! تیری ماں تجھے پر روئے کیا تو رسول اللہ ﷺ کا چہرہ نہیں دیکھتا جبکہ تو آپ پر کتاب پڑھے جا رہا ہے۔ اس موقع پر نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا میں فاتح اور خاتم کی حیثیت سے مبعوث ہوا ہوں، مجھے جوامع الکلم اور فواتح عطا کیے گئے ہیں، میرے لئے گفتگو کو مختصر کر دیا گیا ہے۔ بے وقوف لوگ تمہیں ہلاکت میں نہ ڈال دیں (۱)۔

امام بیہقیؒ نے حضرت عمر بن خطابؓ سے روایت نقل کی ہے کہ جبکہ امام بیہقیؒ نے اسے ضعیف قرار دیا ہے: میں نے رسول اللہ ﷺ سے تورات کی تعلیم حاصل کرنے کے بارے میں پوچھا۔ فرمایا اس کی تعلیم حاصل نہ کر۔ اس پر ایمان لے آ، جو تمہاری طرف نازل کیا گیا ہے وہ سیکھو اور اس پر ایمان لاؤ (۲)۔

امام ابن ضریسؒ حضرت حسن بصریؒ سے وہ حضرت عمر بن خطابؓ سے روایت نقل کرتے ہیں، عرض کی: یارسول اللہ ﷺ اہل کتاب کچھ ایسی باتیں کرتے ہیں جو ہمارے دلوں کو قابو کر لیتی ہیں۔ ہم نے ارادہ کیا ہے کہ اسے لکھوا لیں۔ فرمایا اے ابن خطابؓ! کیا تم بھی اس طرح تکالیف میں پڑو گے جس طرح یہود ونصاریٰ تکالیف میں پڑے۔ خبردار قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! میں تمہارے پاس سفید روشن چیز لایا ہوں لیکن مجھے جوامع الکلم عطا کیے گئے ہیں اور میرے لیے بات مختصر کر دی گئی ہے (۳)۔

امام ابن عساکرؒ نے حضرت ابن ابی ملیکہؒ سے روایت نقل کی ہے کہ عبداللہ بن عامرؓ (۴) نے حضرت عائشہ صدیقہؓ کی طرف ہدیہ بھیجا۔ آپ نے گمان کیا وہ حضرت عبداللہ بن عمروؓ ہیں۔ فرمایا وہ کتب چھان بین کرتا رہتا ہے جب کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ﴿أَوَلَمْ يَكْفِهِمْ أَنَّا أَنزَلْنَا﴾ آپؓ سے عرض کی گئی ہدیہ بھیجنے والا عبداللہ بن عامرؓ ہے۔ تو آپ نے تحفہ قبول کر لیا (۵)۔

---

(۱) مصنف عبدالرزاق: کتاب: اھل الکتاب، باب: مسالۃ اہل الکتاب، رقم (۱۰۱۶۳)
شعب الایمان، ۴: ۳۰۸ رقم (۵۲۰۲)

(۲) شعب الایمان، ۴: ۳۰۸ رقم (۵۲۰۱)۔۔امام بیہقی نے اس حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے۔

(۳) فضائل القرآن، ۱: ۹۵ رقم (۸۷)

(۴) عبداللہ بن عامر بن کرز، آپ نبی پاک ﷺ کے زمانے میں پیدا ہوئے تھے۔ جب چھوٹے تھے تو نبی کریم ﷺ کے پاس لائے گئے تھے اور نبی کریم ﷺ نے آپ کو اپنا لعاب چکھایا تھا۔ [جامع التحصیل، ۱: ۲۱۳ رقم (۳۷۵)]

(۵) تاریخ دمشق، ۵۲: ۱۷۰

وَيَسْتَعْجِلُونَكَ بِالْعَذَابِ ط وَلَوْلَآ أَجَلٌ مُّسَمًّى لَّجَآءَهُمُ الْعَذَابُ ط وَلَيَأْتِيَنَّهُم بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ﴿٥٣﴾ يَسْتَعْجِلُونَكَ بِالْعَذَابِ ط وَإِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيطَةٌ بِالْكَٰفِرِينَ ﴿٥٤﴾ يَوْمَ يَغْشَىٰهُمُ الْعَذَابُ مِن فَوْقِهِمْ وَمِن تَحْتِ أَرْجُلِهِمْ وَيَقُولُ ذُوقُوا مَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿٥٥﴾

"اور یہ لوگ تم سے عذاب کے لئے جلدی کر رہے ہیں۔ اگر ایک وقت مقرر نہ (ہو چکا) ہوتا تو اُن پر عذاب ابھی آ گیا ہوتا۔ اور وہ (کسی وقت میں) اُن پر ضرور ناگہاں آ کر رہیگا اور اُنکو معلوم بھی نہ ہوگا [۵۳] یہ تم سے عذاب کیلئے جلدی کر رہے ہیں۔ اور وہ دوزخ تو کافروں کو گھیر لینے والی ہے [۵۴] جس دن عذاب اُن کو اُن کے اُوپر سے اور نیچے سے ڈھانک لے گا اور (خدا) فرمائے گا کہ جو کام تم کیا کرتے تھے (اب) اُن کا مزہ چکھو" [۵۵]

ابن جریرؒ نے قتادہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ ﴿وَيَسْتَعْجِلُونَكَ بِالْعَذَابِ﴾ کی یہ تعبیر کرتے کہ اس امت کے کچھ جاہلوں نے کہا۔ ﴿اللَّهُمَّ إِن كَانَ هَٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِندِكَ فَأَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَاءِ أَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ أَلِيمٍ (۱)﴾ (۲)۔

امام ابن منذرؒ نے ابن جریجؒ سے ﴿وليأتينهم بغتة وهم لا يشعرون﴾ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اس سے مراد غزوۂ بدر ہے (۳)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ جہنم ہی بحر اخضر ہے جس میں ستارے گرتے ہیں اور سورج اور چاند بھی اسی میں ہوں گے۔ پھر اسے جلا دیا جائے گا پھر یہی جہنم بن جائے گا (۴)۔

امام ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت عکرمہؒ سے روایت نقل کی ہے کہ اس سے مراد سمندر ہے (۵)۔

---

(۱) القرآن الکریم، الانفال، ۳۲

(۲) تفسیر الطبری، سورۃ العنکبوت، ۱۰: ۱۵۵ رقم (۲۷۸۴۰)

(۳) تفسیر القرطبی، سورۃ العنکبوت، ۱۳: ۳۵۶ [از ابن شجرۃ]

(۴) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ العنکبوت، ۹: ۳۰۷۵ رقم (۱۷۳۹۴)

(۵) تفسیر الطبری، سورۃ العنکبوت، ۱۰: ۱۵۵ رقم (۲۷۸۴۱)

تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ العنکبوت، ۹: ۳۰۷۵ رقم (۱۷۳۹۳)

امام عبد بن حمیدؒ، ابن جریرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت قتادہؒ سے روایت نقل کی ہے کہ العذاب سے مراد آگ ہے(۱)۔

يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ اَرْضِيْ وَاسِعَةٌ فَاِيَّايَ فَاعْبُدُوْنِ ﴿٥٦﴾

"اے میرے بندو جو ایمان لائے ہو میری زمین فراخ ہے تو میری ہی عبادت کرو"[۵۶]

امام فریابیؒ، ابن جریرؒ اور بیہقیؒ نے شعب الایمان میں حضرت سعید بن جبیرؓ سے روایت نقل کی ہے کہ جب کسی زمین میں نافرمانی کے کام کیے جائیں تو وہاں سے نکل جاؤ(۲)۔

امام ابن ابی شیبہؒ نے حضرت سعید بن جبیرؒ سے روایت نقل کی ہے: جسے نافرمانی کا حکم دیا جائے تو وہ بھاگ جائے(۳)۔

امام فریابیؒ اور ابن جریرؒ نے حضرت مجاہدؒ سے روایت نقل کی ہے کہ وہاں سے ہجرت کر جاؤ اور جہاد کرو(۴)۔

امام فریابیؒ اور ابن الدنیاؒ نے "عزلہ" میں اور ابن جریرؒ نے حضرت عطاءؒ سے روایت نقل کی ہے: جب تمہیں معاصی کا حکم دیا جائے تو وہاں سے نکل جاؤ کیونکہ میری زمین وسیع ہے(۵)۔

امام احمدؒ نے حضرت زبیر بن عوامؓ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: شہر اللہ کے ہیں، بندے اللہ کے بندے ہیں، جہاں کہیں بھلائی پاؤ وہاں رہائش اختیار کرلو(۶)۔

---

(۱) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ العنکبوت، ۱۰: ۱۵۵ رقم (۲۷۸۴۳)

تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ العنکبوت، ۹: ۳۰۷۵ رقم (۱۷۳۹۶)

(۲) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ العنکبوت، ۱۰: ۱۵۵ رقم (۲۷۸۴۴)

شعب الایمان، ۵: ۴۳۷ رقم (۷۱۸۷)

(۳) مصنف ابن ابی شیبۃ: کتاب: الزھد، باب: سعید بن جبیر، رقم (۳۵۳۵۰)

(۴) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ العنکبوت، ۱۰: ۱۵۵ رقم (۲۷۸۴۷)

(۵) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ العنکبوت، ۱۰: ۱۵۵ رقم (۲۷۸۴۸)

(۶) مسند احمد: کتاب: مسند العشرۃ المبشرین بالجنۃ، باب: مسند الزبیر بن العوام، رقم (۱۴۲۳)

امام طبرانیؒ، قضاعی (۱)، شیرازیؒ نے "القاب" میں خطیبؒ، ابن نجار اور بیہقیؒ نے حضرت ابن عمرؓ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سفر کرو، تم تندرست ہو جاؤ گے اور غنیمت پاؤ گے (۳)۔

كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ثُمَّ إِلَيْنَا تُرْجَعُوْنَ ﴿٥٧﴾ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُبَوِّئَنَّهُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ غُرَفًا تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ط نِعْمَ أَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ ﴿٥٨﴾ الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ﴿٥٩﴾

"ہر متنفس موت کا مزہ چکھنے والا ہے پھر تم ہماری ہی طرف لوٹ کر آؤ گے [۵۷] اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے اُن کو ہم جنت کے اُونچے اُونچے محلوں میں جگہ دینگے۔ جنکے نیچے نہریں بہ رہی ہیں۔ ہمیشہ ان میں رہیں گے۔ (نیک) عمل کرنیوالوں کا (یہ) خوب بدل ہے [۵۸] جو صبر کرتے اور اپنے پروردگار پر بھروسہ رکھتے ہیں" [۵۹]

امام ابن مردویہؒ نے حضرت علی بن ابی طالبؓ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب یہ آیت نازل ہوئی ﴿إِنَّكَ مَيِّتٌ وَإِنَّهُم مَّيِّتُوْن (۴)﴾ میں نے عرض کی اے میرے رب! کیا تمام مخلوق مر جائے گی اور انبیاء باقی رہیں گے؟ تو آیت نازل ہوئی ﴿كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ ثُمَّ إِلَيْنَا تُرْجَعُوْنَ﴾ (۵)۔

---

(۱) محمد بن سلامۃ بن حجر بن علی، ابوعبداللہ، القضاعی، مؤرخ، مفسر اور علماء شافعیہ میں سے تھے۔ آپ علی بن احمد الجرجانی کے ہاں مصر میں وزیر تھے۔ آپ کو بعد میں سفارت کے لئے روم بھی بھیجوایا گیا تھا آپ قلیل عرصے کے لئے قسطنطنیہ میں مقیم رہے تھے۔ آپ ایک اچھے اور بہترین مفسر کی حیثیت سے جانے جاتے ہیں۔ [تاریخ دمشق، ۵۳: ۱۶۷۔ الاعلام، ۶: ۱۴۶]

(۲) احمد بن محمد بن موسیٰ ابوبکر الشیرازی، آپ ایک وسیع علم رکھنے والے اور فرسانِ حدیث میں سے تھے۔ امام بجلیؒ نے آپ کو صدوق اور حافظ کے القابات سے یاد کیا ہے۔ آپ کتاب [القابات] کے مصنف ہیں۔ [تذکرۃ الحفاظ، ۳: ۱۰۶۵ رقم (۹۷۵)]

(۳) تاریخ بغداد، ۱۰: ۳۸۷۔ سنن البیہقی الکبریٰ، ۷: ۱۰۲ رقم (۱۳۳۶۶۔ ۱۳۳۶۷)۔ مسند امام احمدؒ کی احادیث پر حکم لگاتے ہوئے الارنووط نے لکھا ہے: والحدیث علیٰ ضعف اسنادہ فان قولہ [سافروا تصفحوا] مخالف لقولہ ﷺ السفر قطعۃ من النار، [مسند احمد: تعلیق علیٰ حدیث رقم (۸۹۳۲)]

(۴) القرآن الکریم، الزمر، ۳۰

(۵) فتح القدیر، سورۃ العنکبوت، ۵: ۴۵۵

وَكَأَيِّن مِن دَآبَّةٍ لَّا تَحْمِلُ رِزْقَهَا اللّٰهُ يَرْزُقُهَا وَإِيَّاكُمْ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ﴿٦٠﴾ وَلَئِن سَأَلْتَهُم مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَيَقُولُنَّ اللّٰهُ فَأَنّٰى يُؤْفَكُونَ ﴿٦١﴾ اللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَن يَشَآءُ مِنْ عِبَادِهِ وَيَقْدِرُ لَهُ إِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ﴿٦٢﴾ وَلَئِن سَأَلْتَهُم مَّن نَّزَّلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَأَحْيَا بِهِ الْأَرْضَ مِن بَعْدِ مَوْتِهَا لَيَقُولُنَّ اللّٰهُ ط قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ ط بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ ﴿٦٤﴾

"اور بہت سے جانور ہیں جو اپنا رزق اُٹھائے نہیں پھرتے خدا ہی انکو رزق دیتا ہے اور تم کو بھی۔اور وہ سننے والا (اور) جاننے والا ہے[٦٠]اور اگر اُن سے پوچھو کہ آسمانوں اور زمین کو کس نے پیدا کیا۔اور سُورج اور چاند کس نے (تمہارے) زیر فرمان کیا تو کہہ دینگے خدا نے۔تو پھر یہ کہاں اُلٹے جارہے ہیں[٦١]خدا اپنے بندوں میں سے جس کے لئے چاہتا ہے روزی فراخ کر دیتا ہے اور جس کے لئے چاہتا ہے تنگ کر دیتا ہے بیشک خدا ہر چیز سے واقف ہے[٦٢]اور اگر تم اُن سے پوچھو کہ آسمان سے پانی کس نے برسایا پھر اس سے زمین کو اس کے مرنے کے بعد (کس نے) زندہ کیا تو کہہ دینگے کہ خدا نے۔کہہ دو کہ خدا کا شکر ہے لیکن ان میں اکثر نہیں سمجھتے"[٦٣]

امام عبد بن حمیدؒ، ابن ابی حاتمؒ، ابن مردویہؒ، بیہقیؒ اور ابن عساکرؒ نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت ابن عمرؓ سے روایت نقل کی ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلا یہاں تک کہ آپ باغ میں داخل ہوئے۔آپ وہاں سے کھجوریں اٹھانے لگے اور کھانے لگے اور مجھے فرمایا اے ابن عمرؓ! تجھے کیا ہو گیا ہے تو کھجوریں نہیں کھاتا۔میں نے عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ مجھے خواہش نہیں۔فرمایا مجھے تو خواہش ہے یہ چوتھی صبح ہے، نہ میں نے کھانا چکھا اور نہ ہی مجھے ملا۔اگر میں چاہتا تو اپنے رب سے دعا کرتا وہ مجھے ایسے خزانے عطا کرتا جیسے قیصر و کسریٰ کے ملک ہیں۔اے ابن عمرؓ! تیرا کیا خیال ہوتا جب تو ایسی قوم میں رہتا جو اپنے سال بھر کا رزق ذخیرہ کرتے ہیں اور ان کا یقین کمزور ہوتا ہے؟ کہا اللہ کی قسم! ہم اپنی جگہ سے ہلے بھی نہ تھے کہ یہ آیت نازل ہوئی ﴿ وَكَأَيِّن مِن دَآبَّةٍ لَّا تَحْمِلُ رِزْقَهَا اللّٰهُ يَرْزُقُهَا وَإِيَّاكُمْ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ﴾ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے دنیا کے خزانے جمع کرنے اور شہوات کی پیروی کرنے کا حکم نہیں دیا۔ خبردار! اللہ کی قسم! میں دینار اور درہم کا خزانہ ذخیرہ نہیں کرتا اور نہ ہی کل کے لیے رزق ذخیرہ کرتا ہوں (۱)۔

---

(۱) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ العنکبوت، ۹: ۳۰۷۸ رقم (۱۴۷۱۴)

تاریخ دمشق، ۴: ۱۲۷

امام فریابیؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے مجاہدؒ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ دآبۃ سے مراد پرندے اور چوپائے ہیں (۱)۔

امام ابن ابی شیبہؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے علی بن اقمر (۲) سے روایت نقل کی ہے کہ لا تحمل رزقها کا معنی ہے وہ کل کے لیے کسی چیز کا ذخیرہ نہیں کرتے (۳)۔

امام ابن جریرؒ اور ابن منذرؒ نے آیت کی تفسیر میں حضرت ابومجلزؒ سے روایت نقل کی ہے کہ کچھ چوپائے ایسے ہیں جو کل کے لیے خوراک ذخیرہ نہیں کر سکتے، اسے ہر روز روز بہم پہنچایا جاتا ہے یہاں تک کہ اسے موت آتی ہے (۴)۔

امام ابن جریرؒ نے حضرت قتادہؒ سے یؤفکون کا معنی یعدلون نقل کی ہے کہ وہ اعراج کرتے ہیں (۵)۔

وَمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ إِلَّا لَهْوٌ وَّلَعِبٌ ط وَإِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ لَهِيَ الْحَيَوَانُ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿٦٣﴾ فَإِذَا رَكِبُوْا فِي الْفُلْكِ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ فَلَمَّا نَجّٰهُمْ إِلَى الْبَرِّ إِذَا هُمْ يُشْرِكُوْنَ ﴿٦٥﴾ لِيَكْفُرُوْا بِمَآ اٰتَيْنٰهُمْ وَلِيَتَمَتَّعُوْا فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ﴿٦٦﴾

---

(۱) تفسیر الطبری، سورۃ العنکبوت، ۱۰:۱۵۸ رقم (۲۷۸۵۳)

تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ العنکبوت، ۹:۳۰۷۹ رقم (۱۷۴۱۵)

(۲) علی بن الاقمر بن عمرو الھمدانی الوداعی، ابووزاع، الکوفی، آپ اعمش، ثوری اور شعبۃ جیسے علماء کے شاگرد رہے تھے۔ امام ابن معین، عجلی، یعقوب بن سفیان اور امام نسائی نے ثقہ قرار دیا ہے۔ امام ابن حبان نے آپ کو [الثقات] میں ذکر کیا ہے۔ [تھذیب التھذیب، ۷:۲۵۰ رقم (۴۹۴)۔۔ الثقات لابن حبان: ۵:۱۶۵ رقم (۴۳۷۵)۔۔ الثقات للعجلی، ۲:۱۵۲ رقم (۱۲۸۸)]

(۳) تفسیر الطبری، سورۃ العنکبوت، ۱۰:۱۵۸ رقم (۲۷۸۵۵)

تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ العنکبوت، ۹:۳۰۷۹ رقم (۱۷۴۱۶)

(۴) تفسیر الطبری، سورۃ العنکبوت، ۱۰:۱۵۸ رقم (۲۷۸۵۴)

(۵) تفسیر الطبری، سورۃ العنکبوت، ۱۰:۱۵۸ رقم (۲۷۸۵۶)

اور یہ دنیا کی زندگی تو صرف کھیل تماشا ہے اور (ہمیشہ کی) زندگی (کا مقام) تو آخرت کا گھر ہے۔ کاش یہ (لوگ) سمجھتے [٦٤] پھر جب یہ کشتی میں سوار ہوتے ہیں تو خدا کو پکارتے (اور) خالص اُسی کی عبادت کرتے ہیں لیکن جب وہ اُنکو نجات دیکر خشکی پر پہنچا دیتا ہے تو جھٹ شرک کرنے لگ جاتے ہیں [٦٥] تاکہ جو ہم نے اُن کو بخشا ہے اس کی ناشکری کریں اور فائدہ اٹھائیں (سو خیر) عنقریب اُن کو معلوم ہو جائیگا" [٦٦]

امام ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ الحیوان کا معنی ہے باقی رہنے والی (۱)۔

امام فریابیؒ، ابن ابی شیبہؒ، ابن جریرؒ اور ابن منذرؒ نے ابن ابی حاتمؒ نے ضحاک سے الحیوان کا معنی ہمیشہ رہنے والی زندگی کیا ہے (۲)۔

امام ابن الدنیاؒ اور بیہقیؒ نے شعب الایمان میں ابو جعفر (۳) سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بہت زیادہ تعجب اس آدمی پر جو دائمی زندگی والے گھر کی تصدیق کرتا ہے جبکہ وہ دھوکے والے گھر کے لیے کوشش کرتا ہے (۴)۔

امام عبد بن حمیدؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت قتادہؒ سے روایت نقل کی ہے کہ تمام مخلوق اسی بات کا اقرار کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی ان کا رب ہے۔ پھر اس کے بعد وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرتے ہیں (۵)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت مجاہدؒ سے ﴿فسوف یعلمون﴾ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ جو کچھ دنیا میں ہے عنقریب تم اسے دیکھ لوگے اور جو کچھ آخرت میں وہ تمہارے لیے عنقریب ظاہر کر دیا جائے گا (٦)۔

---

(۱) تفسیر الطبری، سورۃ العنکبوت، ۱۰:۱۵۹ رقم (۲۷۸۵۹)
تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ العنکبوت، ۹:۳۰۸۱ رقم (۱۷۴۳۲)

(۲) تفسیر الطبری، سورۃ العنکبوت، ۱۰:۱۵۹ رقم (۲۷۸۶۰)
تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ العنکبوت، ۹:۳۰۸۱ رقم (۱۷۴۳۱)

(۳) [ابو جعفر کی شخصیت متعین نہ ہو سکی]

(۴) شعب الایمان، ۷:۳۴۸ رقم (۱۰۵۳۹)

(۵) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ العنکبوت، ۹:۳۰۸۱ رقم (۱۷۴۳۶)

(٦) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ العنکبوت، ۹:۳۰۸۱ رقم (۱۷۴۳۸)

أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّا جَعَلْنَا حَرَماً آمِناً وَّيُتَخَطَّفُ النَّاسُ مِنْ حَوْلِهِمْ ط أَفَبِالْبَاطِلِ يُؤْمِنُوْنَ وَبِنِعْمَةِ اللّٰهِ يَكْفُرُوْنَ ﴿٦٧﴾ وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِباً أَوْ كَذَّبَ بِالْحَقِّ لَمَّا جَآءَهٗ ط أَلَيْسَ فِيْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْكٰفِرِيْنَ ﴿٦٨﴾ وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ط وَإِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿٦٩﴾

" کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ ہم نے حرم کو مقام امن بنایا ہے اور لوگ اُن کے گرد و نواح سے اُچک لئے جاتے ہیں۔ کیا لوگ باطل پر اعتقاد رکھتے ہیں اور خدا کی نعمتوں کی ناشکری کرتے ہیں؟[٦٧] اور اس سے ظالم کون جو خدا پر جھوٹ بہتان باندھے یا جب حق بات اُسکے پاس آئے تو اُس کی تکذیب کرے۔ کیا کافروں کا ٹھکانا جہنم میں نہیں ہے؟[٦٨] اور جن لوگوں نے ہمارے لئے کوشش کی ہم اُن کو ضرور اپنے رستے دکھا دینگے۔ اور خدا تو نیکوکاروں کے ساتھ ہے"[٦٩]

امام عبد بن حمیدؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت قتادہؒ سے روایت نقل کی ہے ﴿أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّا جَعَلْنَا حَرَماً آمِناً﴾ کہا ان کے لیے اس میں بھی نشانی ہے، لوگوں پر حملے کیے جاتے، ان کا مال چھین لیا جاتا جبکہ وہ امن میں ہوتے۔ یہاں باطل سے مراد شرک ہے اور یکفرون کا معنی ہے وہ انکار کرتے ہیں (۱)۔

امام جویبرؒ (۲) حضرت ضحاکؒ سے، وہ حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ لوگوں نے کہا اے محمد ﷺ ہمیں کوئی چیز آپ کے دین میں داخل ہونے سے نہیں روک سکتی مگر یہ خوف کہ لوگ ہمیں اچک لیں گے کیونکہ ہماری تعداد تھوڑی ہے اور عربوں کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ جب انہیں یہ پتہ چلے گا کہ ہم آپ کے دین میں داخل ہوئے ہیں تو وہ ہمیں اچک لیں گے اور ہم ہر سر والے کا لقمہ ہو جائیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت ﴿أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّا جَعَلْنَا حَرَماً آمِناً﴾ نازل فرمائی (۳)۔

---

(۱) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ العنکبوت، ۹: ۳۰۸۳ رقم (۱۷۴۴۲)
تفسیر الطبری، سورۃ العنکبوت، ۱۰: ۱۶۰ رقم (۲۷۸۶۲)

(۲) [جویبر کی شخصیت متعین نہ ہو سکی]

(۳) روح المعانی، سورۃ العنکبوت، ۱۱: ۱۴

سورۃ الروم

باب ہشتم

سورۃ الروم کا اردو ترجمہ اور علمی تحقیق

فصل اول: مقدمۃ سورۃ الروم کے روایات کی تحقیق

فصل دوم: سورۃ الروم کے روایات کی تحقیق

سورۃ الروم کا اردو ترجمہ اور علمی تحقیق

فصل اول: مقدمۃ سورۃ الروم کے روایات کی تحقیق

امام ابن ضریسؒ، نحاسؒ، ابن مردویہؒ اور بیہقیؒ نے دلائل میں مختلف سندوں سے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ سورۃ الروم مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی (۱)

امام ابن مردویہؒ نے حضرت ابن زبیرؓ سے اس جیسی روایت نقل کی ہے (۲)۔

امام عبدالرزاقؒ اور امام احمدؒ نے حسن سند کے ساتھ ایک صحابیؓ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں صبح کی نماز پڑھائی تو اس میں سورۃ روم تلاوت کی (۳)۔

امام بزارؒ نے حضرت اغر مزنی سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صبح کی نماز میں سورۃ روم تلاوت کی (۴)۔

امام عبدالرزاقؒ نے حضرت معمر (۵) بن

---

(۱) فضائل القرآن، ۱:۲۱ رقم (۱۷)
الناسخ والمنسوخ، ۱:۶۱۱
دلائل النبوۃ، ۷:۱۴۳

(۲) ابن شہاب الزہری، تنزیل القرآن، دار الکتاب الحدیث، بیروت، طبع ثانی (1980ء)، ۱:۲۹

(۳) مسند احمد: کتاب: مسند المکیین، باب: حدیث ابی روح الکلاعی، رقم (۱۵۴۴۵)۔۔شعیب الارنووط نے مسند احمد کی احادیث پر حکم لگاتے ہوئے مذکورہ حدیث کے بارے میں تحریر کیا ہے: حدیث حسن وھذا اسنادہ ضعیف لضعف شریک ولارسالہ .وھوابن عبداللہ النخعی[تعلیق شعیب الارنووط علیٰ مسند احمد حدیث رقم ((۱۵۴۴۵))]۔۔شیخ البانیؒ نے مذکورہ حدیث کو [ضعیف] قرار دیا ہے۔[صحیح وضعیف الجامع الصغیر، ۱:۴۸۸ رقم (۴۸۸۰)]

(۴) مجمع الزوائد، ۲:۱۴۱ رقم (۲۷۱۳)۔۔رواہ البزار وفیہ مئومن بن اسماعیل وھو ثقۃ وقیل انہ کثیر الخطاء

(۵) اصل عبارت کچھ یوں ہے: معمر عن عبدالملک بن عمیر ، امام سیوطیؒ نے معمر بن عبدالملک بن عمیر تحریر کیا ہے۔اور معمر کی بجائے معتمر لکھنا تھا۔کیونکہ عبدالملک بن عمیر کا شاگرد رشید معتمر ہے معمر نہیں ہے۔معتمر بن سلیمان بن طرحان التمیمی، آپ ۶ھ کو پیدا ہوئے تھے۔ آپ کا شمار صغار تابعین میں ہوتا تھا۔آپ ایک ثقہ، صادق راوی الحدیث کی حیثیت سے پہچانے جاتے تھے۔امام العجلیؒ نے آپ کو ثقہ اور بصری لکھا ہے۔بصرہ میں جس دن زبان بن الطلیقی قتل ہوا اُسی دن بصرہ میں آپؒ کا انتقال ہوا تھا۔آپ کی وفات پر لوگوں کا کہنا تھا کہ آج اعبد الناس (یعنی معتمر) اور اشر الناس (یعنی زبان) وفات پا گئے ہیں۔[تھذیب التھذیب، ۱۰:۲۰۴ رقم (۴۱۷)۔۔الثقات للعجلی، ۲:۲۸۶ رقم (۱۷۵۵)۔۔ تذکرۃ الحفاظ، ۱:۲۶۶ رقم (۲۵۱)]

عبدالملک بن عمیرؒ(۱) سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے جمعہ کے روز صبح کی نماز میں سورۃ روم تلاوت کی (۲)۔

امام ابن ابی شیبہؒ نے مصنف میں امام احمدؒ اور ابن قانعؒ نے حضرت عبدالملک بن عمیرؒ کے واسطے سے حضرت ابو روحؓ (۳) سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صبح کی نماز پڑھائی، سورۃ روم تلاوت کی تو اس میں مشکل پیش آئی۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا ہماری نماز کو ہم پر وہ لوگ مشتبہ کر دیتے ہیں جو بغیر وضو کے نماز میں حاضر ہوتے ہیں۔ جو نماز میں حاضر ہو تو اچھی طرح وضو کرے (۴)۔

فصل دوم: سورۃ الروم کے روایات کی تحقیق

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

الٓمٓ ﴿۱﴾ غُلِبَتِ الرُّوْمُ ﴿۲﴾ فِيْٓ أَدْنَى الْأَرْضِ وَهُمْ مِّنْ ۢبَعْدِ غَلَبِهِمْ سَيَغْلِبُوْنَ ﴿۳﴾ فِيْ بِضْعِ سِنِيْنَ لِلّٰهِ الْأَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَمِنْ ۢبَعْدُ وَيَوْمَئِذٍ يَّفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿٤﴾ بِنَصْرِ اللّٰهِ يَنْصُرُ مَنْ يَّشَآءُ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿٥﴾ وَعْدَ اللّٰهِ لَا يُخْلِفُ اللّٰهُ وَعْدَهٗ وَلٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿٦﴾

"الم [۱] (اہل) رُوم مغلوب ہو گئے [۲] نزدیک کے ملک میں اور وہ مغلوب ہونے کے بعد عنقریب

---

(۱) عبدالملک بن عمیر بن سوید القرشی اللخمی، ابوعمرو یا ابوعمر الکوفی، المعروف بالقبطی، آپ ۳۳ھ کو پیدا ہوئے تھے۔ امام ابن حجرؒ نے آپ کو ثقہ، فصیح کہا ہے اس ساتھ آپؒ نے لکھا کہ آپ کا حافظہ متغیر ہو گیا تھا اور تدلیس بھی کیا کرتے تھے۔ امام بو حاتمؒ نے آپ کو صالح الحدیث قرار دیا ہے۔ امام نسائی نے [لا باس بہ] کے الفاظ سے یاد کیا ہے۔ امام احمد بن حنبلؒ نے ضعیف قرار دیا ہے۔ امام یحییٰ بن معین نے [مخلط] قرار دیا ہے۔ [تھذیب التھذیب، ۶:۳۶۵ رقم (۷۶۵)۔۔ الجرح والتعدیل، ۵:۳۶۰ رقم (۱۷۰۰)]

(۲) مصنف عبدالرزاق: کتاب: الصلاۃ، باب: القراءۃ فی الصلاۃ الصبح، رقم (۲۷۵۰)

(۳) شبیب بن نعیم [ابن ابی روح یا ابن روح] الوحاظی، ابوروح الشامی، الحمصی، آپ تابعین کی جماعت میں شمار کئے جاتے تھے اگرچہ بعض علماء نے آپ کو صحابہ میں شمار کیا ہے۔ جن لوگوں نے صحابہ میں شمار کیا ہے وہ غلطی کر چکے ہیں۔ امام ابن حبان نے آپ کو [الثقات] میں شمار کیا ہے۔ [الثقات لابن حبان، ۴:۳۵۹ رقم (۳۳۴۰)۔۔ الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ، ۳:۳۱۴ رقم (۳۸۴۰)]

(۴) مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب: الطھارات، باب: من قال لا تقبل صلاۃ الا بطھر، رقم (۳۴)

مسند احمد، مسند المکیین، باب: حدیث ابی روح الکلاعی، رقم (۱۵۴۴۵)

مصنف عبدالرزاق، کتاب: الصلاۃ، باب: القراءۃ فی الصلاۃ الصبح، رقم (۲۷۵۰)

معجم الصحابہ لابن قانع، ۳:۱۱۴ رقم (۶۶۹)

غالب آجائیں گے [۳] چند ہی سال میں۔ پہلے بھی اور پیچھے بھی خدا ہی کا حکم ہے اور اُس روز مومن خوش ہو جائیں گے [۴] (یعنی) خدا کی مدد سے۔ وہ جسے چاہتا ہے مدد دیتا ہے۔ اور وہ غالب (اور) مہربان ہے [۵] (یہ) خدا کا وعدہ (ہے) خدا اپنے وعدے کے خلاف نہیں کرتا لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے" [۶]

امام احمدؒ، امام ترمذیؒ، امام ترمذیؒ نے اسے صحیح قرار دیا ہے، امام نسائیؒ، ابن منذرؒ، ابن ابی حاتمؒ، طبرانیؒ نے کبیر میں، حاکمؒ (جب کہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے)، ابن مردویہؒ، بیہقیؒ نے دلائل میں اور ضیاءؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ مشرک یہ پسند کرتے تھے کہ اہل فارس رومیوں پر غلبہ پائیں کیونکہ وہ بت پرست تھے جبکہ مسلمان یہ پسند کرتے تھے کہ رومی ایرانیوں پر غلبہ پائیں کیونکہ وہ صاحب کتاب تھے۔ لوگوں نے اس کا ذکر حضرت ابوبکر صدیقؓ سے کیا جب کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اس کا ذکر رسول اللہ ﷺ سے کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا خبردار اور عنقریب رومی غالب آجائیں گے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اس کا ذکر لوگوں سے کیا تو انہوں نے کہا ہمارے اور اپنے درمیان ایک مدت مقرر کرو۔ اگر ہم غالب رہے تو ہمارے لیے یہ یہ ہوگا، اگر تم غالب رہے تو تمہارے لیے یہ ہوگا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے ان کے درمیان پانچ سال کا عرصہ معین کر دیا تو رومی ان پر غالب نہ آسکے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اس کا ذکر رسول اللہ ﷺ سے کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تو نے وہ مدت کیوں معین کی جو میری رائے تھی۔ فرمایا دس سال سے کم۔ اس کے بعد رومی غالب آگئے۔ اس آیت کریمہ سے یہی مراد ہے کہ رومی مغلوب ہوئے۔ پھر غالب آگئے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿لِلَّهِ الْأَمْرُ مِن قَبْلُ وَمِن بَعْدُ وَيَوْمَئِذٍ يَفْرَحُ الْمُؤْمِنُونَ﴾ سفیانؒ نے کہا میں نے یہ بات سنی ہے کہ رومی غزوہ بدر کے روز ان ایرانیوں پر غالب آئے تھے (۱)۔

---

(۱) مسند احمد، کتاب: ومن مسند بنی ھاشم، باب: بدایۃ مسند عبداللہ بن العباس، رقم (۲۴۹۱)
سنن الترمذی، کتاب: تفسیر القرآن عن رسول اللہ ﷺ، باب: ومن سورۃ الروم، رقم (۳۱۹۳)
سنن النسائی الکبریٰ، ۶:۴۲۶ رقم (۱۱۳۸۹)
تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الروم، ۹:۳۰۸۶ رقم (۱۷۴۵۷)
المعجم الکبیر، ۱۲:۲۸ رقم (۱۲۳۷۷)
دلائل النبوۃ، ۲:۲۰۴ رقم (۲۱۵)
مستدرک، کتاب: التفسیر، باب: تفسیر سورۃ الروم، رقم (۳۵۴۰)، قال حاکم: صحیح الاسناد ولم یخرجاہ امام ترمذیؒ نے مذکورہ حدیث پر حکم لگاتے ہوئے لکھا ہے: قال ابو عیسیٰ ھذا حدیث صحیح غریب، انما نعرفہ من حدیث سفیان الثوری عن حبیب بن ابی عمرۃ [الترمذی رقم (۳۱۹۳)]
شیخ البانیؒ نے اس حدیث کو [صحیح] قرار دیا ہے۔ [صحیح ترمذی، ۳:۸۷ رقم (۱۲۵۵۱)]

امام ابن جریرؒ نے حضرت مسعودؓ سے روایت نقل کی ہے کہ ایرانی، رومیوں پر غالب آ گئے تھے۔ مشرک یہ پسند کرتے تھے کہ ایرانی رومیوں پر غالب آئیں جب کہ مسلمان یہ پسند کرتے تھے کہ رومی ایرانیوں پر غالب آئیں کیونکہ وہ اہل کتاب ہیں۔ وہ ان کے دین میں سب سے قریب ہیں۔ جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی تو مشرکوں نے کہا اے ابوبکر! تیرا صاحب کہتا ہے کہ رومی چند سالوں میں ایرانیوں پر غالب آ جائیں گے۔ تو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے کہا رسول اللہ ﷺ نے سچ فرمایا ہے۔ مشرکوں نے کہا کیا ہم اس مسئلہ میں تیرے ساتھ جوا کھیل سکتے ہیں؟ تو انہوں نے سات سال کے لیے چار اونٹوں پر معاہدہ کر لیا۔ سات سال گزر گئے مگر کچھ بھی نہ ہوا۔ مشرک اس سے خوش ہوئے اور مسلمانوں کے لیے یہ معاملہ بڑا تکلیف دہ ثابت ہوا اور حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اس کا ذکر نبی کریم ﷺ کے سامنے کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمہارے نزدیک ﴿بضع سنین﴾ کا کیا معنیٰ ہوتا ہے؟ لوگوں نے کہا دس سے کم۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جاؤ شرط میں اضافہ کرو اور مدت میں بھی دو سال کا اضافہ کرو۔ ابھی دو سال نہیں گزرے تھے یہاں تک کہ سوار آئے جنہوں نے رومیوں کی ایرانیوں پر فتح کی خبر دی۔ مومن اس وجہ سے بہت خوش ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے آیات کو نازل فرمایا (۱)۔

امام ابو یعلیٰؒ، ابن ابی حاتمؒ، ابن مردویہؒ اور ابن عساکرؒ سے حضرت براء بن عازبؓ سے روایت نقل کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو مشرکوں نے حضرت ابوبکر صدیقؓ سے کہا کیا تو دیکھتا نہیں کہ تیرا ساتھی کیا کہتا ہے؟ وہ گمان کرتا ہے کہ رومی ایرانیوں پر غالب آ جائیں گے؟ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا میرے ساتھی نے سچی بات کہی ہے۔ تو مشرکوں نے کہا کیا تو پسند کرتا ہے کہ ہم تیرے ساتھ شرط لگائیں؟ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اپنے اور ان کے درمیان ایک مدت معین کر دی۔ ابھی رومی غالب نہیں آئے تھے کہ مدت پوری ہو گئی۔ یہ خبر نبی کریم ﷺ کو پہنچی تو آپ کو اس سے دکھ ہوا اور آپ نے اسے ناپسند کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ سے فرمایا کس چیز نے آپ کو ایسا کرنے کو کہا؟ عرض کی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی تصدیق کے لیے۔ فرمایا ان سے ملو اور شرط میں اضافہ کرو اور مدت نو سال تک بڑھا دو۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ ان کے پاس تشریف لائے کہا دوبارہ شرط لگانے میں تمہیں دلچسپی ہے جبکہ دوسری شرط پہلی شرط سے بہتر ہو گی۔ انہوں نے کہا ٹھیک ہے۔ ابھی وہ سال نہیں گزرے تھے کہ رومی ایرانیوں پر غالب آ گئے اور انہوں نے اپنے گھوڑے مدائن میں باندھے اور رومیہ کا شہر بنایا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ

---

(۱) تفسیر الطبری، سورۃ الروم، ۱۰: ۱۶۶ رقم (۲۷۸۷۶)

نے وہ شرط کا مال لیا اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ حرام ہے، اسے صدقہ کردو(۱)۔

امام ترمذیؒ (جبکہ ترمذیؒ نے اسے صحیح قرار دیا ہے)، دارقطنیؒ نے افراد میں طبرانیؒ، ابن مردویہؒ، ابونعیمؒ نے دلائل میں بیہقیؒ نے شعب الایمان میں حضرت نیار بن مکرم سلمی (۲) سے روایت نقل کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی ان دنوں ایرانی رومیوں پر غالب رہے تھے۔ مسلمان یہ پسند کرتے تھے کہ رومی ایرانیوں پر غالب رہیں کیونکہ دونوں اہل کتاب تھے۔ اس بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿وَيَوْمَئِذٍ يَفْرَحُ الْمُؤْمِنُونَ ☆ بِنَصْرِ اللّٰهِ﴾۔ جبکہ قریش یہ پسند کرتے تھے کہ ایرانی غالب آئیں کیونکہ یہ دونوں نہ تو اہل کتاب تھے اور قیامت پر ایمان رکھتے تھے۔ جب اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا تو حضرت ابوبکر صدیقؓ اس کا اعلان کرنے کیلئے مکہ مکرمہ کی طرف نکلے۔ قریش کے کچھ لوگوں نے حضرت ابوبکر صدیقؓ سے کہا یہ ہمارے اور تمہارے درمیان شرط ہے۔ تیرا صاحب یہ گمان کرتا ہے کہ رومی چند سالوں میں ایرانیوں پر غالب آجائیں گے۔ کیا ہم اس پر کوئی چیز لازم نہ کرلیں؟ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا کیوں نہیں۔ یہ بات شرط حرام ہونے سے پہلے کی ہے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ اور مشرکوں نے شرط باندھ لی اور عوض کے طور پر چیز معین کر دی۔ مشرکوں نے حضرت ابوبکر صدیقؓ سے کہا بضع کو نہ تین سال اور نہ نو سال معین کرو۔ ہمارے اور اپنے درمیان اس کی درمیانی مدت معین کرو۔ جس پر جا کر یہ مدت ختم ہو جائے تو انہوں نے آپس میں چھ سال معین کئے۔ ابھی رومی غالب نہیں آئے تھے کہ مدت مکمل ہوگئی۔ مشرکوں نے حضرت ابوبکر صدیقؓ سے شرط کا مال لے لیا۔ جب سات واں سال شروع ہوا تو رومی ایرانیوں پر غالب آگئے۔ مسلمانوں نے اس بارے میں حضرت ابوبکر صدیقؓ پر عیب لگایا کہ آپ نے چھ سال کیوں معین کیے ہیں۔ تو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے کہا

---

(۱) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الروم، ۹:۳۰۸۶ رقم (۱۷۴۵۷)
تاریخ دمشق، ۱:۳۷۳

(۲) نیار بن مکرم الاسلمیؓ کے صحابی اور تابعی ہونے کے بارے میں علماء تراجم کا اختلاف پایا جایا ہے۔ امام ابن حبانؒ نے آپ کو صحابہ اور تابعین دونوں میں سے شمار کیا ہے اور یہی اُس کا طریقہ ہے کہ جب کسی شخصیت کے بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے تو وہ دونوں جماعتوں میں اُسکا ذکر کرتا ہے۔ امام ابن سعدؒ نے آپ کو صحابی ماننے سے انکار کیا ہے۔ اور آپ کو طبقۃ اولیٰ میں شمار کیا ہے۔ آپؓ کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ آپ اُن چار اشخاص میں سے ہیں جنہوں نے حضرت عثمانؓ کو دفن کیا تھا۔ امام ترمذیؒ نے آپ کی روایت ذکر کی ہے۔ [الطبقات الکبریٰ، ۵:۸۔۔ الاصابۃ فی تمیز الصحابہ، ۶:۴۸۴، رقم (۸۸۴۳)]

کیوں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ﴿فی بضع سنین﴾ اس موقع پر بہت سے لوگ مسلمان ہو گئے تھے (۱)۔

امام ترمذیؒ، امام ترمذیؒ نے اسے حسن قرار دیا ہے، ابن ماجہؒ اور ابن مردویہؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ سے کہا کیا بضع دس سے کم پر غالب طور پر استعمال نہیں ہوتا (۲)۔

امام ابن عبدالحکمؒ نے "فتوح مصر" میں، ابن ابی حاتمؒ، ابن مردویہؒ، بیہقیؒ نے دلائل میں اور ابن عساکرؒ نے حضرت ابن شہابؒ سے روایت نقل کی ہے کہ ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ مشرک مسلمانوں سے جھگڑا کیا کرتے تھے جب کہ مسلمان مکہ مکرمہ میں ہوتے تھے۔ مشرک کہتے رومی اہل کتاب ہیں، ایرانی ان پر غالب آ چکے ہیں جب کہ تم یہ گمان کرتے ہو کہ تم اس کتاب کے باعث غالب آؤ گے جو تمہارے نبی پر نازل کی گئی ہے۔ ہم بھی تم پر غالب آئیں گے جس طرح ایرانی، رومیوں پر غالب رہے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا (۳)۔

حضرت ابن شہابؒ نے کہا مجھے حضرت عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعودؒ نے روایت نقل کی ہے کہ جب یہ دو آیتیں نازل ہوئیں تو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے بعض مشرکوں سے شرط لگائی۔ ابھی جوا حرام نہیں تھا اگر رومی چند سالوں میں کامیاب نہ ہوئے تو یہ دوں گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تو نے ایسا کیوں کہا دس سال سے کم بضع ہوتا

---

(۱) سنن الترمذی، کتاب: تفسیر القرآن عن رسول اللہ ﷺ، باب: ومن سورۃ الروم، رقم (۳۱۹۴)
التاریخ الکبیر ۸:۱۳۹، رقم (۲۴۸۱)
امام ترمذیؒ نے اس حدیث کی سند پر حکم لگاتے ہوئے لکھا ہے: هذا حديث صحيح غريب من حديث نيار بن مكرم لانعرفه الا من حديث عبدالرحمٰن بن ابی لزناد [الترمذی: رقم الحديث (۳۱۹۴)] ۔۔شیخ البانیؒ نے اس حدیث کو [حسن] قرار دیا ہے۔ [صحیح الترمذی، ۳:۸۸، رقم (۲۵۵۲)] ۔۔مسند احمد کی احادیث پر شعیب الارنووط نے حکم لگاتے ہوئے اس حدیث کے ذیل میں تحریر کرتے ہیں: اسناده صحيح على شرط الشيخين [تعلیق الارنووط علیٰ مسند احمد، رقم (۲۴۹۵)]

(۲) سنن الترمذی: کتاب: تفسیر القرآن عن رسول اللہ ﷺ، باب: ومن سورۃ الروم، رقم (۳۱۹۳) ۔۔امام ترمذیؒ نے اس حدیث پر حکم لگاتے ہوئے لکھا ہے: قال ابو عيسىٰ هذا حديث صحيح غريب انما نعرفه من حديث سفيان الثوری عن حبيب بن ابی عمرة [سنن الترمذی: کتاب: تفسیر القرآن عن رسول اللہ ﷺ، باب: ومن سورۃ الروم، رقم (۳۱۹۴)] ۔۔شیخ البانی نے اس حدیث کو [صحیح] قرار دیا ہے۔ [صحیح الترمذی، ۳:۸۷، رقم (۲۵۵۱)]

(۳) فتوح مصر، ۱:۵۰ ۔۔دلائل النبوۃ، ۲:۳۲۲

ہے۔رومی سات سالوں میں ایرانیوں پر غالب آ گئے تھے۔یوں اللہ تعالیٰ نے صلح حدیبیہ کے زمانے میں رومیوں کو ایرانیوں پر غالب کر دیا۔مسلمان اہل کتاب کے غالب آنے پر خوش ہوئے (۱)۔

امام ترمذیؒ، (ترمذیؒ نے اسے حسن قرار دیا ہے)، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ، ابن ابی حاتمؒ اور ابن مردویہؒ نے حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت نقل کی ہے کہ غزوہ بدر کے روز رومی ایرانیوں پر غالب آئے اس چیز نے مومنوں کو خوش کیا الروم کو نصب کے ساتھ پڑھا۔مومن اس بات پر خوش ہوئے کہ رومی ایرانیوں پر غالب رہے۔امام ترمذیؒ نے کہا اسی طرح غلبت پڑھا ہے (۲)۔

امام ابن جریرؒ، ابن مردویہؒ، بیہقیؒ نے دلائل میں اور ابن عساکرؒ نے عطیہ عوفیؒ کی سند سے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ ﴿الٓمٓ ☆ غُلِبَتِ الرُّوْمُ﴾ یہ واقعہ گزر چکا ہے کہ ایرانیوں اور رومیوں میں واقعہ ہوا تھا۔ایرانی رومیوں پر غالب آ گئے تھے بعد میں رومی غالب آ گئے۔رسول اللہ ﷺ نے عرب کے مشرکوں کے ساتھ جنگ کی جبکہ رومیوں نے ایرانیوں کے ساتھ جنگ کی۔اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ اور مسلمانوں کی عرب کے مشرکوں کے خلاف مدد کی اور اہل کتاب کی عجمیوں کے خلاف مدد کی۔عطیہؒ نے کہا میں نے ابوسعید خدریؓ سے اس بات کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا ہم نے رسول اللہ ﷺ کی معیت میں عرب مشرکوں سے جنگ کی جب کہ رومیوں اور ایرانیوں نے آپس میں جنگ کی۔ہم عرب کے مشرکوں پر غالب رہے جبکہ اہل کتاب مجوسیوں پر غالب رہے۔اللہ تعالیٰ نے مشرکوں کے خلاف جو ہماری مدد کی اس پر ہم خوش ہوئے اور اہل کتاب نے مجوسیوں کے خلاف جو ہماری مدد کی اس پر ہم خوش ہوئے۔اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا یہی مطلب ہے (۳)۔

---

(۱) تفسیر ابن ابی حاتم، بیروت، سورۃ الروم، ۹:۳۰۸۷ رقم (۱۷۴۵۹)

تاریخ دمشق، ۱:۳۷۸

(۲) سنن الترمذی، کتاب: القراءت عن رسول اللہ ﷺ، باب: ومن سورۃ الروم، رقم (۲۹۳۵)

تفسیر الطبری، سورۃ الروم، ۱۰:۱۶۶ رقم (۲۷۸۸۰)

تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الروم، ۹:۳۰۸۷ رقم (۱۷۴۶۰)

امام ترمذیؒ نے اس حدیث کی سند پر حکم لگاتے ہوئے لکھا ہے: قال ابو عیسیٰ هذا حدیث غریب من هذا الوجه [الترمذی ۲۹۳۵]۔۔شیخ البانیؒ نے اس حدیث کو [صحیح] قرار دیا ہے۔[صحیح الترمذی: ۳:۸۷ رقم (۲۵۵۰)]

(۳) تفسیر الطبری، سورۃ الروم، ۱۰:۱۶۶ رقم (۲۷۸۸۲)

امام ابن جریرؒ، ابن ابی حاتمؒ اور بیہقیؒ نے حضرت قتادہؒ سے روایت نقل کی ہے: ایرنی شامیوں پر غالب آ گئے۔ جب اللہ تعالیٰ نے ان آیات کو نازل فرمایا تو مسلمانوں نے اپنے رب کی تصدیق کی اور انہیں پتہ چل گیا کہ رومی ایرانیوں پر غالب رہیں گے۔ مسلمانوں اور مشرکوں نے پانچ اونٹنیاں بطور شرط مقرر کیں اور آپس میں پانچ سال کی مدت معین کی۔ مسلمانوں کی طرف سے قمار کے مال کے ذمہ دار حضرت ابو بکر صدیقؓ اور مشرکوں کی جانب سے ابی بن خلف تھے۔ یہ واقعہ قمار کے بارے میں نہی وارد ہونے سے پہلے کا ہے۔ وقت آ گیا جب کہ رومی ایرانیوں پر غالب نہ آئے۔ مشرکوں نے اپنی شرط کے مال کا مطالبہ کیا۔ اس کا ذکر نبی کریم ﷺ کے صحابہ نے نبی کریم ﷺ سے کیا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا تمہارے لیے یہ مناسب نہیں تھا کہ تم دس سال سے کم کی مدت معین کرتے؟ کیونکہ بضع کا اطلاق تین سے لے کر سد تک کہ عدد پر ہوتا ہے۔ ان سے شرط اور مدت دونوں میں اضافی کرو۔ اللہ تعالیٰ نے رومیوں کو فارسیوں کے خلاف ساتویں سال کے اختتام پر فتح نصیب فرمائی۔ یہ سات سال اسی مدت سے ہیں جب سے پہلی شرط باندھی کی گئی تھی۔ یہ اس وقت ہوا تھا جب مسلمان صلح حدیبیہ سے واپس آ رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے ساتھ بھی اسلام کو قوت بخشی تھی (۱)۔

امام ابن ابی حاتمؒ اور بیہقیؒ نے حضرت زبیر کلابیؓ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے ایرانیوں کو رومیوں پر غالب آتے ہوئے دیکھا پھر رومیوں کو ایرانیوں پر غالب آتے ہوئے دیکھا ہے۔ یہ سب پندرہ سال کے عرصہ میں ہوا (۲)۔

امام حاکمؒ نے حضرت ابوالدرداءؓ سے روایت نقل کی ہے جب کہ حاکمؒ نے اس کو صحیح قرار دیا ہے عنقریب ایسے لوگ ہوں گے جو غلبت الروم پڑھیں گے جب کہ یہ غلبت الروم (۳)۔

امام ابن مردویہؒ نے حضرت عبدالرحمٰن بن غنمؒ (۴) سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت معاذ بن

---

(۱) تفسیر الطبری، سورۃ الروم، ۱۰: ۱۶۵ رقم (۲۷۸۷۴)
تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الروم، ۹: ۳۰۸۷ رقم (۱۷۴۶۱)

(۲) تفسیر ابن ابی حاتم: سورۃ الروم، ۹: ۳۰۸۷ رقم (۱۷۴۶۱)
تاریخ دمشق، ۱: ۲۷۹

(۳) مستدرک، کتاب: التفسیر، باب: تفسیر سورۃ الروم، رقم (۳۵۳۹)

(۴) عبدالرحمٰن بن غنم الاشعری الشامی، آپ کی صحبت میں علماء کا اختلاف پایا جاتا ہے۔ امام بخاریؒ نے آپ کو صحابہ میں شمار کیا ہے۔ امام العجلیؒ کے نزدیک تابعین میں شمار ہوتے ہیں۔ ابن یونسؒ فرماتے ہیں آپ اُن لوگوں میں سے ہیں جو کشتی میں نبی کریم ﷺ سے ملنے آئے تھے۔ ۷۸ھ کو وفات پا گئے تھے۔ [تھذیب التھذیب، ۶: ۲۲۵ رقم (۵۰۱)۔ الطبقات الکبریٰ، ۷: ۴۴۱]

جبیلؓ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان الم ☆غلبت الروم کے بارے میں پوچھا کہ یہ "غلبت " ہے یا غلبت ہے۔تو انہوں نے کہا مجھے رسول اللہ ﷺ نے الم ☆غلبت الروم پڑھایا ہے(۱)۔

امام عبدالحکمؒ نے "فتوح مصر" میں، ابن جریرؒ اور ابن منذرؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ پہلے رومیوں پر ایرانی غالب ہوئے پھر رومی ایرانیوں پر غالب آ گئے ادنی الارض سے مراد شام ہے(۲)۔

امام طبرانیؒ نے اوسط میں حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بضع سے مراد سات اور دس کا درمیان ہے(۳)۔

امام طبرانیؒ نے اوسط میں اور ابن مردویہؒ نے حضرت نیار بن مکرمؓ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بضع سے مراد تین سے لے کر نو تک ہے(۴)۔

امام ابن عبدالحکمؒ فتوح مصر میں حضرت ابراہیم بن سعدؒ (۵) کے واسطے سے ابوالحویرث(۶) سے روایت نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بضع پانچ سے سات سال تک ہے(۷)۔

---

(۱) روایت نہیں ملی

(۲) فتوح مصر،۱:۵۔۔تفسیر الطبری،سورۃ الروم،۱۰:۱۶۵رقم(۲۷۸۷۵)

(۳) المعجم الاوسط،۹:۶۹رقم(۹۱۴۶)

امام طبرانیؒ مذکورہ حدیث کو ذکر کرنے کے بعد اس کی سند کے بارے میں لکھا: لم یروا ھذا الحدیث عن الزھری الا عبداللہ بن عبدالعزیز ولا رواہ عن عبداللہ بن عبدالعزیز الا معن ومحمد بن جابر بن عثمۃ [المعجم الاوسط،۹:۶۹رقم(۹۱۴۶)]

(۴) المعجم الاوسط،۷:۲۰۰رقم(۷۲۶۶)

امام طبرانیؒ مذکورہ حدیث کو ذکر کرنے کے بعد اس کی سند کے بارے میں لکھا: لم یروا ھذا الحدیث عن جریج الاحجاج[المعجم الاوسط،۷:۲۰۰رقم(۷۲۶۶)]

(۵) ابراہیم بن سعد بن ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عوف القرشی الزھری، ابواسحاق الزھری ۱۰۸ھ کو پیدا ہوئے تھے۔صحاح کی تمام کتابوں میں آپ کی روایات موجود ہیں۔آپ ایک ثقہ راوی الحدیث تھے،امام احمد نے آپ کو ثقہ قرار دیا ہے۔امام ابن حجرؒ آپ کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں:تکلم فیہ فلا قادح، [تقریب التھذیب،۱:۸۹رقم(۱۷۷)۔۔تھذیب التھذیب،۱:۱۰۶رقم(۲۱۶)]

(۶) عبدالرحمٰن بن معاویہ بن الحویرث الانصاری، الزرقی، ابوالحویرث المدنی، آپ بنی نوفل بن عبدمناف کے حلیف تھے۔امام ابوداودؒ اور ابن ماجہؒ نے آپ کی روایت نقل کی ہیں۔امام ذھبی نے آپ کو ضعیف قرار دیا ہے۔آپ جابر بن عبداللہ کے جنازے میں شریک رہے تھے۔
[تھذیب التھذیب،۶:۲۴۵رقم(۵۴۲)]

(۷) فتوح مصر،باب: بناء الاسکندریہ،۱:۵۰

امام ابن عبدالحکمؒ حضرت کلبیؒ کے واسطے سے حضرت ابوصالحؒ سے وہ حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ بضع سے مراد سات سال ہیں (۱)۔

امام ابن جریرؒ نے مجاہدؒ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایرانیوں کے رومیوں پر غلبہ کا ذکر کیا ہے پھر ایرانیوں پر رومیوں کے قریب ہی غلبہ کا ذکر کیا۔ اللہ تعالیٰ نے اہل کتاب کی ایرانیوں کے خلاف جو مدد کی مومن اس سے خوش ہوئے (۲)۔

امام ابن جریرؒ نے حضرت عکرمہؒ سے روایت نقل کی ہے کہ رومی اور ایرانی قریبی علاقہ میں لڑے۔ کہا ادنی الارض سے مراد اذرعات ہے۔ وہاں ہی ان کی جنگ ہوئی تھی اور رومی شکست کھا گئے تھے۔ یہ خبر نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام کو پہنچی تھی جبکہ وہ مکہ مکرمہ میں تھے۔ یہ خبر مسلمانوں پر بڑی شاق گزری۔ نبی کریم ﷺ اسے ناپسند کرتے تھے کہ مجوسیوں میں سے اُمی رومیوں میں سے اہل کتاب پر غالب آ گئے۔ کفار مکہ مکرمہ میں خوش ہوئے اور مسلمانوں کو برا بھلا کہا۔ وہ نبی کریم ﷺ کے صحابہ سے ملے اور کہا تم اہل کتاب ہو اور نصاریٰ بھی اہل کتاب ہیں۔ ہمارے ساتھ جنگ کی تو ہم بھی تم پر غالب رہیں گے۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان آیات کو نازل فرمایا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کفار کی طرف چلے اور کہا تم اپنے بھائیوں کے ہمارے بھائیوں پر غالب آنے سے خوش نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ تمہاری آنکھوں کو ٹھنڈا نہیں کرے گا۔ اللہ کی قسم! رومی ایرانیوں پر غالب رہیں گے۔ ہمارے نبی کریم ﷺ نے اس بارے میں ہمیں بتایا ہے۔ ابی بن خلف آپ کی طرف اٹھا اور کہا تو نے جھوٹ بولا ہے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا اے اللہ کے دشمن! تو تمام لوگوں سے بڑھ کر جھوٹا ہے اور کہا میں پسند کرتا ہوں کہ میری طرف سے دس اُونٹنیاں اور تیری طرف سے بھی دس اونٹنیاں، اگر رومی ایرانیوں پر غالب آ گئے تو تو چٹی بھرے گا، اگر ایرانی غالب آ گئے تو میں چٹی بھروں گا۔ مدت تین سال مقرر ہے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ واقعہ سنایا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں نے اس طرح تو نہیں کہا تھا بضع تو تین سال سے نو سال کے عرصہ کو کہتے ہیں۔ شرط کی مقدار میں اضافہ کرو اور مدت کو لمبا کرو۔ حضرت ابوبکر صدیق چلے اور ابی کو ملے۔ اُبی بن خلف نے پوچھا شاید تجھے شرمندگی ہوئی ہے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا نہیں، فرمایا آؤ ہم مقدار میں اضافہ کریں اور مدت کو لمبا کر دیں، سو اونٹنیاں اور نو سال کا عرصہ کر دو۔ ابی بن خلف نے کہا میں نے ایسا کر دیا (۳)۔

---

(۱) فتوح مصر، باب: بناء الاسکندریہ، ۱: ۵۰

(۲) تفسیر الطبری، سورۃ العنکبوت، ۱۰: ۱۶۴ رقم (۲۷۸۷۱)

(۳) تفسیر الطبری، سورۃ العنکبوت، ۱۰: ۱۶۴ رقم (۲۷۸۷۲)

ابن جریرؒ نے سلیطؒ (۱) سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت ابن عمرؓ کو یہ آیت پڑھتے ہوئے سنا تو آپ کی خدمت میں عرض کی گئی کہ اے ابوعبدالرحمٰن! کس علاقے میں وہ مغلوب ہوئے تھے؟ فرمایا شام کے مضافاتی (سرسبز وشاداب) علاقہ میں (۲)۔

امام ابن جریرؒ نے حضرت ابن جریجؒ سے روایت نقل کی ہے کہ ﴿للہ الامر من قبل﴾ یعنی رومیوں کو ایرانیوں پر جو غلبہ حاصل ہوا اور بعد میں رومیوں کو ایرانیوں پر جو غلبہ حاصل ہوا وہ سب اللہ تعالیٰ کا حکم ہے (۳)۔

يَعْلَمُوْنَ ظَاهِراً مِّنَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَهُمْ عَنِ الْاٰخِرَةِ هُمْ غٰفِلُوْنَ ﴿۷﴾ أَوَلَمْ يَتَفَكَّرُوْا فِيْٓ أَنْفُسِهِمْ مَا خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَآ إِلَّا بِالْحَقِّ وَأَجَلٍ مُّسَمًّى ط وَإِنَّ كَثِيْراً مِّنَ النَّاسِ بِلِقَآىِٕ رَبِّهِمْ لَكٰفِرُوْنَ ﴿۸﴾ أَوَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْأَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ كَانُوْٓا أَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً وَّأَثَارُوا الْأَرْضَ وَعَمَرُوْهَآ أَكْثَرَ مِمَّا عَمَرُوْهَا وَجَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ ط فَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿۹﴾ ثُمَّ كَانَ عَاقِبَةَ الَّذِيْنَ أَسَآءُوا السُّوْٓاٰى أَنْ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَكَانُوْا بِهَا يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۱۰﴾ اَللّٰهُ يَبْدَأُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ ثُمَّ إِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۱۱﴾ وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ يُبْلِسُ الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۱۲﴾ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ مِّنْ شُرَكَآئِهِمْ شُفَعٰٓؤُا وَكَانُوْا بِشُرَكَآئِهِمْ كٰفِرِيْنَ ﴿۱۳﴾

"یہ تو دنیا کی ظاہری زندگی کو جانتے ہیں۔ اور آخرت (کی طرف) سے غافل ہیں [۷] کیا انہوں نے اپنے دل میں غور نہیں کیا۔ کہ خدا نے آسمانوں اور زمین کو اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے ان کو حکمت سے اور ایک وقت مقرر تک کیلئے پیدا کیا ہے۔ اور بہت سے لوگ اپنے پروردگار سے ملنے کے قائل ہی نہیں [۸] کیا ان لوگوں نے زمین میں سیر نہیں کی (سیر کرتے) تو دیکھ لیتے کہ جو لوگ ان سے پہلے تھے انکا انجام کیسا ہوا۔ وہ ان سے زور وقوت میں کہیں زیادہ تھے اور انہوں نے زمین کو جوتا اور اسکو اس سے زیادہ آباد کیا تھا جو انہوں نے آباد کیا۔ اور اُن کے پاس اُن کے

---

(۱) سلیط بن عبداللہ التیمی الطھوی، آپ ایک ثقہ راوی الحدیث تھے۔ امام ابن حبانؒ نے آپ کو الثقات میں ذکر کیا ہے۔ امام ابن ماجہؒ نے آپ کی روایت نقل کی ہے۔ [تھذیب التھذیب، ۴:۱۴۴ رقم (۲۸۴)]

(۲) تفسیر الطبری، سورۃ العنکبوت، ۱۰:۱۶۲ رقم (۲۷۸۶۴)

(۳) تفسیر الطبری، سورۃ العنکبوت، ۱۰:۱۶۷ رقم (۲۷۸۸۵)

پیغمبر نشانیاں لیکر آتے رہے۔ تو خدا ایسا نہ تھا کہ اُن پر ظلم کرتا۔ بلکہ وہی اپنے آپ پر ظلم کرتے تھے[۹] پھر جن لوگوں نے بُرائی کی اُنکا بھی بُرا ہوا اسلئے کہ خدا کی آیتوں کو جُھٹلاتے اور اُنکی ہنسی اُڑاتے رہے تھے[۱۰] خدا ہی خلقت کو پہلی بار پیدا کرتا ہے وہی اس کو پھر پیدا کرے گا پھر تم اسی کی طرف لوٹ جاؤ گے[۱۱] اور جس دن قیامت برپا ہوگی گنہگار نا اُمید ہو جائینگے[۱۲] اور اُنکے (بنائے ہوئے) شریکوں میں سے کوئی اُنکا سفارشی نہ ہوگا اور وہ اپنے شریکوں سے نامعتقد ہو جائیں گے[۱۳]"

امام ابن جریرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ ﴿ظَاهِراً مِّنَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا﴾ سے مراد یہ ہے کہ وہ ذرائع معیشت کو جانتے ہیں کہ وہ کب درخت لگائیں، کب فصل کاشت کریں اور کب کاٹیں (۱)۔

امام ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ دنیا کی آبادی کو جانتے ہیں جب کہ وہ آخرت کے معاملات سے جاہل ہیں (۲)۔

امام عبدالرزاقؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت قتادہؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ تجارت، حرفہ اور بیع وشراء کو جانتے ہیں (۳)۔

امام ابن ابی شیبہؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت عکرمہؒ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ معیشت اور مصالح کو خوب پہچانتے ہیں (۴)۔

امام ابن منذرؒ، ابن ابی حاتمؒ اور ابن مردویہؒ نے حضرت حسنؒ سے روایت نقل کی ہے: جو دنیا کے معاملات کی سمجھ بوجھ رکھتا ہے دوسروں تک یہ بات پہنچاتا ہے کہ وہ اپنے ناخن پر درہم کو اُلٹ پلٹ کرتا ہے تو وہ تجھے وزن کی خبر

---

(۱) تفسیر الطبری، سورۃ الروم، ۱۰:۱۶۸ رقم (۲۷۸۸۶)
تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الروم، ۹:۳۰۸۸ رقم (۱۷۴۶۳)

(۲) تفسیر الطبری، سورۃ الروم، ۱۰:۱۶۸ رقم (۲۷۸۹۴)
تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الروم، ۹:۳۰۸۸ رقم (۱۷۴۶۴)

(۳) تفسیر الطبری، سورۃ الروم، ۱۰:۱۶۹ رقم (۲۷۸۹۷)
تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الروم، ۹:۳۰۸۸ رقم (۱۷۴۶۵)

(۴) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الروم، ۹:۳۰۸۸ رقم (۱۷۴۶۶)

پیغمبر نشانیاں لیکر آتے رہے۔ تو خدا ایسا نہ تھا کہ اُن پر ظلم کرتا۔ بلکہ وہی اپنے آپ پر ظلم کرتے تھے [۹] پھر جن لوگوں نے بُرائی کی اُنکا بھی بُرا ہوا اسلئے کہ خدا کی آیتوں کو جُھٹلاتے اور اُنکی ہنسی اُڑاتے رہے تھے [۱۰] خدا ہی خلقت کو پہلی بار پیدا کرتا ہے وہی اس کو پھر پیدا کرے گا پھر تم اسی کی طرف لوٹ جاؤ گے [۱۱] اور جس دن قیامت برپا ہوگی گنہگار نا اُمید ہو جائینگے [۱۲] اور اُنکے (بنائے ہوئے) شریکوں میں سے کوئی اُنکا سفارشی نہ ہوگا اور وہ اپنے شریکوں سے نامعتقد ہو جائیں گے [۱۳]"

امام ابن جریرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ ﴿ظَاهِراً مِّنَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا﴾ سے مراد یہ ہے کہ وہ ذرائع معیشت کو جانتے ہیں کہ وہ کب درخت لگائیں، کب فصل کاشت کریں اور کب کاٹیں (۱)۔

امام ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ دنیا کی آبادی کو جانتے ہیں جب کہ وہ آخرت کے معاملات سے جاہل ہیں (۲)۔

امام عبدالرزاقؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت قتادہؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ تجارت، حرفہ اور بیع وشراء کو جانتے ہیں (۳)۔

امام ابن ابی شیبہؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت عکرمہؒ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ معیشت اور مصالح کو خوب پہچانتے ہیں (۴)۔

امام ابن منذرؒ، ابن ابی حاتمؒ اور ابن مردویہؒ نے حضرت حسنؒ سے روایت نقل کی ہے: جو دنیا کے معاملات کی سمجھ بوجھ رکھتا ہے دوسروں تک یہ بات پہنچاتا ہے کہ وہ اپنے ناخن پر درہم کو اُلٹ پلٹ کرتا ہے تو وہ تجھے وزن کی خبر

---

(۱) تفسیر الطبری، سورۃ الروم، ۱۰:۱۶۸ رقم (۲۷۸۸۶)
تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الروم، ۹:۳۰۸۸ رقم (۱۷۴۶۳)

(۲) تفسیر الطبری، سورۃ الروم، ۱۰:۱۶۸ رقم (۲۷۸۹۴)
تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الروم، ۹:۳۰۸۸ رقم (۱۷۴۶۴)

(۳) تفسیر الطبری، سورۃ الروم، ۱۰:۱۶۹ رقم (۲۷۸۹۷)
تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الروم، ۹:۳۰۸۸ رقم (۱۷۴۶۵)

(۴) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الروم، ۹:۳۰۸۸ رقم (۱۷۴۶۶)

دیتا ہے اور وہ اچھی طرح نماز نہیں پڑھتا (۱)۔

امام ابن مردویہؒ نے حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے ﴿کانوا اشد منھم قوۃ﴾ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ جو تم سے پہلے لوگ تھے انکے کندھوں کے درمیان ایک میل کا فاصلہ ہوتا تھا (۲)۔

امام ابن ابی شیبہؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن حاتمؒ نے حضرت مجاہدؒ سے ﴿واثاروا الارض﴾ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ انہوں نے اس میں ہل چلایا (۳)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ضحاکؒ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ انہوں نے باغات لگائے، نہریں بنائیں اور کھیتاں کاشت کیں اور جتنا عرصہ تم اس میں رہے ہو وہ اس سے زیادہ عرصہ اس میں رہے تھے (۴)۔

امام ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے ﴿ثُمَّ كَانَ عَاقِبَةَ الَّذِينَ أَسَاؤُوا السُّوأَى﴾ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ جنہوں نے کفر کیا انکا اجر عذاب ہے (۵)۔

امام فریابیؒ اور ابن ابی شیبہؒ نے حضرت مجاہدؒ سے السوای کا یہ معنی نقل کیا ہے: گناہگاروں کی جزا (۶)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ یبلس کا معنیٰ ییئس ہے کہ وہ مایوس ہوتے ہیں (۷)۔

امام فریابیؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت مجاہدؒ سے یبلس کا معنیٰ وہ رنجیدہ ہوتا ہے نقل کیا ہے (۸)۔

---

(۱) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الروم، ۹:۳۰۸۸ رقم (۱۷۴۶۷)

(۲) یہ اسرائیلی روایت ہے وجہ یہ کہ عقل اس کو تسلیم کرنے کو تیار نہیں ہے کہ ایک آدمی کے کندھوں کے درمیان میلوں کا فاصلہ ہو [مقالہ نگار]

(۳) تفسیر الطبری، سورۃ الروم، ۱۰:۱۷۰ رقم (۲۷۹۰۳)
تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الروم، ۹:۳۰۸۸ رقم (۱۷۴۶۸)

(۴) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الروم، ۹:۳۰۸۸ رقم (۱۷۴۶۹)

(۵) تفسیر الطبری، سورۃ الروم، ۱۰:۱۷۱ رقم (۲۷۹۰۷)
تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الروم، ۹:۳۰۸۸ رقم (۱۷۴۷۰)

(۶) النکت والعیون، سورۃ الروم، ۴:۳۰۱

(۷) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الروم، ۹:۳۰۸۸ رقم (۱۷۴۷۱)

(۸) تفسیر الطبری، سورۃ الروم، ۱۰:۱۷۱ رقم (۲۷۹۰۸)
تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الروم، ۹:۳۰۸۸ رقم (۱۷۴۷۲)

امام فریابیؒ، ابن ابی شیبہؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت مجاہدؒ سے یہی معنیٰ نقل کیا ہے(۱)۔

امام فریابیؒ، ابن ابی شیبہؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت مجاہدؒ سے ابلاس کا معنیٰ ذلت ورسوائی نقل کیا ہے۔(۲)۔

وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ يَوْمَئِذٍ يَّتَفَرَّقُوْنَ ﴿١٤﴾ فَأَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَهُمْ فِيْ رَوْضَةٍ يُّحْبَرُوْنَ ﴿١٥﴾ وَأَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَلِقَآءِ الْاٰخِرَةِ فَأُولٰٓئِكَ فِي الْعَذَابِ مُحْضَرُوْنَ ﴿١٦﴾

"اور جس دن قیامت برپا ہوگی اس روز وہ الگ الگ فرقے ہو جائینگے[۱۴] تو جو لوگ ایمان لائے اور عمل نیک کرتے رہے وہ (بہشت کے) باغ میں خوشحال ہوں گے[۱۵] اور جنہوں نے کفر کیا اور ہماری آیتوں اور آخرت کے آنے کو جھٹلایا۔ وہ عذاب میں ڈالے جائیں گے"[۱۶]

امام عبد بن حمیدؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت قتادہؒ سے روایت نقل کی ہے کہ ﴿ویوم تقوم الساعة یومئذ یتفرقون﴾ کی تفسیر یہ ہے کہ یہ ایسا افتراق ہوگا کہ اس کے بعد وہ اکٹھے نہیں ہونگے (۳)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت حسنؒ سے روایت نقل کی ہے کہ علیین میں ہونگے، یہ اسفل سافلین میں ہونگے (۴)۔

امام ابن ابی حاتمؒ حضرت مالکؒ سے ﴿فی روضة﴾ کا معنیٰ جنت کے باغات نقل کیا ہے(۵)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے ضحاک سے ﴿فی روضة یحبرون﴾ کا یہ معنیٰ نقل کیا ہے کہ ایسی جنت جس میں انکی عزت کی جائے گی (۶)۔

---

(۱) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الروم، ۹:۳۰۸۸ رقم (۱۷۴۷۲)

(۲) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الروم، ۹:۳۰۸۸ رقم (۱۷۴۷۳)

(۳) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الروم، ۹:۳۰۸۹ رقم (۱۷۴۷۴)

(۴) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الروم، ۹:۳۰۸۹ رقم (۱۷۴۷۵)

(۵) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الروم، ۹:۳۰۸۹ رقم (۱۷۴۷۶)

(۶) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الروم، ۹:۳۰۸۹ رقم (۱۷۴۷۷)

امام ابن جریرؒ اور ابن منذرؒ نے ﴿یحبرون﴾ کا معنیٰ ان کی عزت کی جائے گی نقل کیا ہے(۱)۔

امام فریابیؒ، ابن ابی شیبہؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتم نے مجاہدؒ سے اسکا یہ معنی نقل کیا ہے کہ ان پر انعام کیا جائے گا(۲)۔

امام سعید بن منصورؒ، ابن ابی شیبہؒ، ہناد بن سریؒ، عبد بن حمیدؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ، ابن ابی حاتمؒ، بیہقیؒ نے بعث میں اور خطیبؒ نے اپنی تاریخ میں یحییٰ بن ابی کثیرؒ سے روایت نقل کی ہے کہ ﴿فی روضة یحبرون﴾ کے معنی ہیں جنت میں سماع کی لذت ہوگی(۳)۔

امام عبد بن حمیدؒ نے یحییٰ بن ابی کثیرؒ سے روایت نقل کی ہے کہ عرض کی گئی یا رسول اللہ ﷺ حبر کیا ہے؟ فرمایا لذت اور سماع(۴)۔

امام ابن عساکرؒ نے حضرت اوزاعیؒ سے روایت نقل کی ہے کہ اس سے مراد سماع ہے۔ جب جنتی ارادہ کریں گے کہ خوش ہوں تو اللہ تعالیٰ ہواؤں کو حکم دے گا جنہیں حفافہ کہتے ہیں، تو وہ ہوا ان جنگلوں میں داخل ہو جائے گی جو موتیوں کے ترانسوں کے ہوں گے۔ وہ انہیں حرکت دے گی وہ انہیں دوسرے میں مارے گی تو جنت وجد میں آجائے گی۔ جب یہ وجد میں آئے گی تو جنت میں کوئی درخت ایسا نہیں ہوگا جو جھومتا نہ ہو(۵)۔

---

(۱) تفسیر الطبری، سورۃ الروم، ۱۰:۲۱۷ رقم (۲۷۹۱۲)

(۲) تفسیر الطبری، سورۃ الروم، ۱۰:۲۱۷ رقم (۲۷۹۱۲)

تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الروم، ۹:۳۰۸۹ رقم (۱۷۴۷۸)

(۳) مصنف ابن ابی شیبۃ، کتاب: الجنۃ، باب: ماذکر فی الجنۃ، رقم (۳۴۰۲۱)

ہناد بن السری الکوفی، الزھد، ۱:۵۰ رقم (۴)

البعث النشور، باب: السماع فی الجنۃ، ج۱، ص۳۹۲ رقم (۳۶۸)

تفسیر الطبری، سورۃ الروم، ۱۰:۲۱۷ رقم (۲۷۹۱۵)

تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الروم، ۹:۳۰۸۹ رقم (۱۷۴۷۹)

تاریخ بغداد، ۷:۱۴۹ رقم (۳۶۰۳)

(۴) تفسیر عبد الرزاق، سورۃ الاحزاب، ۳:۷۷ رقم (۲۷۸۶)

(۵) تاریخ دمشق، ۴۱:۳۵

تاریخ دمشق، ۷۰:۵۵

امام ابن ابی شیبہؒ، ہنادؒ، ابن جریرؒ اور بیہقیؒ نے حضرت مجاہدؒ سے روایت نقل کی ہے کہ ان سے پوچھا گیا کیا جنت میں بھی سماع ہوگا؟ فرمایا اس میں ایک درخت ہے جسے قیض کہتے ہیں۔ اس کا ایسا سماع ہوگا جیسا سماع کسی نے نہ سنا ہوگا (۱)۔

امام ابن ابی الدنیاؒ نے "ذم الملاہی" میں اور اصبہانیؒ نے حضرت ترغیب میں محمد بن منکدرؒ (۲) سے روایت نقل کی ہے کہ جب قیامت کا دن ہوگا تو ایک اعلان کرنے والا اعلان کرے گا وہ لوگ کہاں ہیں جو اپنے آپ کو لہو ولعب اور شیطان کے الات موسیقی سے دور رکھتے تھے؟ انہیں مسک کے باغات میں رہائش دو اور ملائکہ سے کہا جائے گا انہیں میری حمد وثناء سناؤ اور انہیں بتاؤ انہیں نہ کوئی خوف ہے اور نہ غمگین ہونگے (۳)۔

امام دینوریؒ (۴) نے مجالسہ میں حضرت مجاہدؒ سے روایت نقل کی ہے کہ قیامت کے روز ایک ندا کرنے والا ندا کرے گا وہ لوگ کہاں ہیں جو اپنی آرزؤں کو اور کانوں سے لہو ولعب اور شیاطین کے الات سے دور رکھتے تھے؟ اللہ تعالیٰ انہیں جنت میں مسک کے باغات میں ٹھرائے گا۔ ملائکہ سے فرمائے گا میرے بندوں کو میری حمد اور شان سناؤ انہیں بتاؤ کہ اب ان پر کوئی خوف نہیں اور نہ ہی وہ غمگین ہونگے (۵)۔

---

(۱) مصنف ابن ابی شیبۃ، کتاب: الجنۃ، باب: ماذکر فی الجنۃ، رقم (۳۳۹۷۹)
ہناد بن السری الکوفی، الزھد، ۱: ۵۰ رقم (۷)
البعث النشور، باب: السماع فی الجنۃ، ۱: ۳۹۶ رقم (۳۷۲)
تفسیر الطبری، سورۃ الزخرف، ۱۱: ۲۱۰

(۲) محمد بن المنکدر بن عبداللہ بن الھدیر القرشی التیمی، ابوعبداللہ یا ابوبکر المدنی، آپ قریش کے سرداروں، عباد اور قراء میں سے تھے۔ آپ اکثر ڈاڑھی مبارک کو رنگ دیا کرتے تھے۔ جب بھی کوئی حدیث سنتے یا سناتے تو رو پڑتے تھے۔ آپ نے ابوھریرہؓ، ابن عباسؓ، جابرؓ اور انس بن مالکؓ کو دیکھا تھا اور اُن سے استفادہ کیا تھا۔ صحاح کی تمام کتب میں آپ کی روایات موجود ہیں۔ ۱۳۰ھ کو وفات پا گئے تھے۔ [تذکرۃ الحفاظ، ۱: ۱۲۷ رقم (۱۱۴)۔۔ التعدیل والتجریح، ۲: ۶۳۸ رقم (۴۹۲)]

(۳) ابن ابی الدنیا، ذم الملاھی، ج ۱، ص ۹۷ رقم (۳۳)۔۔ عبداللہ بن مبارک، الزھد، ۱: ۱۲، رقم (۴۳)

(۴) احمد بن مروان الدینوری، المالکی، ابوبکر، قاضی، آپ علماءِ حدیث میں سے تھے۔ علم وتقویٰ کی بنیاد پر آپ کو پہلے قلزم کا قاضی مقرر کیا گیا تھا بعد میں اسوان کی قضاء پر کئی برس فائز رہے۔ المجالسہ اور جواھر العلم آپ کی تصانیف ہیں۔ قاہرہ میں وفات پا گئے تھے۔ امام الدارقطنی نے آپ کو واضع الحدیث قرار دیا ہے۔ [لسان المیزان: ۱: ۳۰۹ رقم (۹۳۱)، الاعلام: ۱: ۲۵۶]

(۵) الدینوری، احمد بن مروان، المجالسۃ وجواہر العلم، جمعیۃ التربیۃ الاسلامیۃ، دار ابن حزم، بیروت، طبع (۱۴۱۹ھ)، ۸: ۲۸۴ رقم (۳۵۵۲)

امام دیلمیؒ نے حضرت جابرؓ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب قیامت کا دن ہوگا اللہ تعالیٰ فرمائے گا وہ لوگ کہاں ہیں جو اپنے کانوں اور اپنی آنکھوں کو شیطان کے الات موسیقی سے بچایا کرتے تھے۔ انہیں الگ کردو۔ انہیں مسک اور عنبر کی کتابوں میں الگ کردیا جائے گا۔ پھر ملائکہ سے کہا جائے گا انہیں میری تسبیح، تحمید اور تہلیل سناؤ تو وہ فرشتے ایسی آوازوں سے اللہ تعالیٰ کی تسبیح کریں گے جیسی سننے والوں نے نہیں سنی ہوگی (۱)۔

امام ابن ابی الدنیاؒ اور ضیاء مقدسیؒ دونوں نے صفۃ الجنۃ میں صحیح سند کے ساتھ حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ جنت میں ایک تنے پر درخت ہوگا جس کے سایہ میں ایک تیز سوار سو سال تک چلتا رہے گا، جنتی، بالا خانوں والے اور دوسرے لوگ نکلیں گے اس کے سایہ میں باتیں کریں گے۔ ان میں بعض خواہش کریں گے اور دنیا کے لہو ولعب کا ذکر کریں گے اللہ تعالیٰ جنت سے ایک ہوا بھیجے گا تو وہ درخت دنیا کے ہر لہو ولعب کے ساتھ حرکت کرے گا۔ (۲)

امام ابن ابی شیبہؒ نے حضرت ابن سابطؒ سے روایت نقل کی ہے کہ جنت میں ایک درخت ہے، اللہ تعالیٰ نے کوئی اچھی آواز پیدا نہیں کی مگر وہ اس میں ہوگی۔ وہ جنتیوں کو لذت وسرور بخشے گی (۳)۔

امام حکیم ترمذیؒ نے "نوادر الاصول" میں حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں ایک ایسا آدمی ہوں جسے اچھی آواز بہت پسند ہے، کیا جنت میں اچھی آواز ہوگی؟ فرمایا کیوں نہیں۔ وہ مجھے قسم ہے اس ذات پاک میں جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! اللہ تعالیٰ جنت میں موجود ایک درخت کی طرف وحی کرے گا کہ میرے ان بندوں کو سناؤ جو دنیا میں آلات لہو ولعب سے محض میری عبادت اور ذکر کی وجہ سے بے نیاز رہے۔ وہ تسبیح وتقدیس کی ایسی آواز بلند کرے گا جیسی مخلوقات نے کبھی نہیں سنی ہوگی (۴)۔

امام حکیم ترمذیؒ نے حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے گانا گانے والی کی آواز سنی اسے جنت میں روحانیین کی آواز سننے کی اجازت نہ دی جائے گی۔ عرض کی گئی یا رسول اللہ ﷺ روحانین کیا ہیں؟ فرمایا اہل جنت کے قاری (۵)۔

---

(۱) فتح القدیر، سورۃ الروم، ۵:۴۶۷

(۲) حافظ ضیاء الدین، صفۃ الجنۃ، دار بلنیہ، الریاض، (۲۰۰۲ء)، ۱:۱۷ رقم (۶۶)

(۳) مصنف ابن ابی شیبۃ، کتاب: الزھد، باب: ما قالوا فی البکاء من خشیۃ اللہ رقم (۳۵۷۲۶)

(۴) نوادر الاصول، ۲:۸۷

(۵) نوادر الاصول، ۲:۸۷

تفسیر القرطبی، سورۃ لقمان، ۱۴:۵۴

امام خطیبؒ نے المتفق والمفترق میں حضرت سعید بن ابی سعید حارثیؓ (۱) سے روایت نقل کی ہے کہ جنت میں بانس کے ایسے جنگل ہیں جن میں موتی لگے ہوں گے۔ جب جنتی آواز سننے کی خواہش کریں گے تو اللہ تعالیٰ ان جنگلوں پر آواز بھیجے گا تو وہ جس آواز کی خواہش کریں گے تو وہ جنگل ان پر ایسی آواز ہی لائے گا (۲)۔ واللہ اعلم۔

فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ حِيْنَ تُمْسُوْنَ وَحِيْنَ تُصْبِحُوْنَ ﴿۱۷﴾ وَلَهُ الْحَمْدُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَعَشِيًّا وَّحِيْنَ تُظْهِرُوْنَ ﴿۱۸﴾ يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَيُحْيِي الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَكَذٰلِكَ تُخْرَجُوْنَ ﴿۱۹﴾

تو جس وقت تم کو شام ہو اور جس وقت صبح ہو خدا کی تسبیح کرو (یعنی نماز پڑھو) [۱۷] اور آسمانوں اور زمین میں اُسی کی تعریف ہے۔ اور تیسرے پہر بھی اور جب دوپہر ہو (اُس وقت بھی نماز پڑھا کرو) (۱۸) وہی زندے کو مردے سے نکالتا اور (وہی) زمین کو اُس کے مرنے کے بعد زندہ کرتا ہے۔ اور اسی طرح تم (دوبارہ زمین میں سے) نکالے جاؤ گے [۱۹]

امام فریابیؒ اور ابن مردویہؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ وقت میں سے ادنیٰ وقت وہ ہے جو صبح و شام ہے پھر اس آیت ﴿فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ حِيْنَ تُمْسُوْنَ وَحِيْنَ تُصْبِحُوْنَ﴾ کی تلاوت کی (۳)۔

امام عبدالرزاقؒ، فریابیؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ، ابن ابی حاتمؒ، طبرانیؒ اور حاکمؒ نے حضرت ابورزینؒ سے روایت نقل کی ہے (جب کہ حاکمؒ نے اسے صحیح قرار دیا ہے) کہ نافع بن ازرقؒ حضرت ابن عباسؓ کے پاس آئے۔ عرض کی کیا قرآن میں پانچ نمازیں پاتے ہیں؟ فرمایا ہاں۔ تو آپ نے یہ آیت تلاوت کی فسبحن اللہ حین تمسون یعنی مغرب کی نماز وحین تصبحون صبح کی نماز وعشیا عصر کی نماز حین تظھرون ظہر کی نماز پھر پڑھا ﴿ومن بعد صلوۃ العشاء (۴)﴾ (۵)۔

---

(۱) سعید بن ابی سعید [کیسان] کیسان آپ کے والدِ محترم تھے جس کا تعلق کبار تابعین میں سے تھا۔ جو ۱۰۰ھ کو مدینہ میں وفات پا گئے تھے۔ آپ بذاتِ خود ایک ثقہ روای کی حیثیت سے جانے جاتے تھے۔ امام نسائیؒ، المدینی، ابوزرعہؒ اور العجلیؒ نے آپ کو ثقہ قرار دیا ہے۔ ۱۲۰ھ کو وفات پا گئے تھے۔ [تھذیب التھذیب، ۴:۳۴ رقم (۶۱)]

(۲) المتفق والمتفرق للخطیب البغدادی، ۱:۹۶ رقم (۶۴۶) (۳) روایت نہیں ملی

(۴) القرآن الکریم، نور، ۵۸

(۵) مصنف عبدالرزاق: کتاب: الصلاۃ، باب: ماجاء فی فرض الصلاۃ، رقم (۱۷۷۲)
تفسیر الطبری، سورۃ الروم، ۱۰:۱۷۴ رقم (۲۷۹۱۹)۔ تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الروم، ۹:۳۰۸۸ رقم (۱۷۴۷۳)
مستدرک: کتاب: التفسیر، باب: تفسیر سورۃ الروم، رقم (۳۵۴۱) صحیح الاسناد عندالحاکم،
المعجم الکبیر، ج ۱۰: ۲۴۷ رقم (۱۰۵۹۶)، [صحیح] فی تعلیق الذھبی فی التلخیص علی المستدرک رقم (۳۵۴۱)

امام ابن ابی شیبہؒ، ابن جریرؒ اور ابن منذرؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت نماز کے اوقات کو جامع ہے۔ ﴿فَسُبْحَانَ اللَّهِ حِينَ تُمْسُونَ﴾ یہ مغرب وعشاء کو، ﴿وَحِينَ تُصْبِحُونَ﴾ صبح کو وعیشا عصر کو حین تظھرون ظہر کو(۱)۔

امام ابن ابی شیبہؒ، ابن جریرؒ اور ابن منذرؒ نے حضرت مجاہدؒ سے اس جیسی روایت نقل کی ہے(۲)۔

امام احمدؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ، ابن ابی حاتمؒ، ابن سنیؒ نے "عمل یوم ولیلۃ" میں طبرانیؒ، ابن مردویہؒ اور بیہقیؒ نے دعوات میں حضرت معاذ بن انسؓ (۳) سے وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ کیا میں تجھے یہ نہ بتاؤں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ کو اپنا خلیل کیوں بنایا؟ فرمایا کیونکہ وہ صبح وشام یہ کہا کرتے تھے ﴿فَسُبْحَانَ اللَّهِ حِينَ تُمْسُونَ وَحِينَ تُصْبِحُونَ ☆ وَلَهُ الْحَمْدُ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَعَشِيًّا وَحِينَ تُظْهِرُونَ﴾ (۴)۔

امام ابوداؤدؒ، طبرانیؒ، ابن سنیؒ اور ابن مردویہؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں جس نے صبح کے وقت یہ کہا ﴿فَسُبْحَانَ اللَّهِ حِينَ تُمْسُونَ وَحِينَ تُصْبِحُونَ .....وكذلك تخرجون﴾ تو اس کے دن میں جو فوت ہوا اس کو اس نے پالیا اور جس نے رات کے وقت یہ کہا تو رات میں اس سے جو چیز فوت ہوئی اس کو اس نے پالیا(۵)۔

---

(۱) تفسیر الطبری، سورۃ الروم، ۱۰:۱۷۴ رقم (۲۷۹۲۱)

(۲) تفسیر الطبری، سورۃ الروم، ۱۰:۱۷۴ رقم (۲۷۹۲۰)

(۳) معاذ بن انس الجھنی الانصاری، آپ انصار کے حلیف تھے۔ نبی کریم ﷺ کی عظیم جماعت میں شامل رہے اور آپ کو صحابی ہونے کا شرف حاصل ہے۔ امام بخاریؒ نے الادب میں، ابوداود، ترمذی اور ابن ماجہ نے آپ کی روایت نقل کی ہے۔ خلیفہ عبدالملک کے زمانے تک زندہ رہے تھے۔ [الاصابۃ فی تمیز الصحابہ:، ۱۳۶۶ رقم (۸۰۴۲)]

(۴) مسند احمد، کتاب: مسند المکیین، باب: حدیث معاذ بن انس الجھنی، رقم (۱۵۱۹۷)
تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الروم، ۹:۳۰۸۹ رقم (۱۷۴۷۹)
المعجم الکبیر، ۲۰:۱۹۲ رقم (۴۲۷)
شعیب الارنووط نے مسند احمد کی احادیث پر حکم لگاتے ہوئے مذکورہ حدیث کے بارے میں تحریر کیا ہے [اسنادہ ضعیف] تعلیق الارنووط علیٰ مسند احمد رقم ((۱۵۱۹۷)۔

(۵) سنن ابی داود، کتاب: الادب، باب: مایقول اذا اصبح، رقم (۵۰۷۶)
المعجم الکبیر، ۱۲، ۲۳۹ رقم (۱۲۹۹۱)
شیخ البانیؒ نے مذکورہ حدیث کو [ضعیف جدا] قرار دیا ہے۔ [السلسلۃ الضعیفۃ، ۹:۲۷ رقم (۱۴۰۲۶)]

امام ابن مردویہؒ نے اور خرائطیؒ نے مکارم الاخلاق میں حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے صبح کے وقت ایک ہزار دفعہ سبحان اللہ و بحمدہ پڑھا تو اس نے اپنا آپ اللہ تعالیٰ کے ہاں بیچ دیا اس کا آخری دن جہنم سے آزادی کا دن ہوگا (۱)۔

امام ابن ماجہؒ نے اپنی تفسیر میں، ابن ابی حاتمؒ اور ابن مردویہؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمرؓ نے عرض کی جہاں تک حمد کا تعلق ہے ہم نے اسے پہچان لیا ہے کیونکہ لوگ ایک دوسرے کی تعریف کرتے ہیں اور لا الہ الا اللہ کو بھی ہم نے پہچان لیا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے سوا جھوٹے معبودوں کی عبادت کی جاتی ہے۔ جہاں تک اللہ اکبر کا تعلق ہے نمازی اسے کہتا ہے یہ ''سبحان اللہ'' کیا ہے؟ قوم کے ایک آدمی نے کہا اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔ حضرت عمرؓ نے کہا عمر تو بد بخت ہو گیا کہ اسے یہ بھی پتہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ اسے جانتا ہے۔ حضرت علیؓ نے فرمایا اے امیر المومنین! یہ ایک ایسا اسم ہے جس کا حاصل کرنا مخلوقات پر ممنوع ہے اسی کی طرف مخلوق پناہ لیتی ہے۔ اسے اس نام سے یاد کیا جائے اسے سب سے زیادہ پسندیدہ ہے۔ تو حضرت عمرؓ نے فرمایا ہاں بات ایسی ہی ہے (۲)۔

امام احمدؒ، حاکمؒ اور ضیاءؒ نے حضرت ابو سعید خدریؓ اور حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے کلام میں سے چار چیزوں کو پسند فرمایا سبحان اللہ، الحمد للہ، لا الہ الا اللہ اور اللہ اکبر جس نے سبحان اللہ کہا تو اس کے لیے بیس نیکیاں لکھ دی جاتی ہیں بیس گناہ گرا دیئے جاتے ہیں، جس نے اللہ اکبر کہا اس کے لیے بھی ایسا ہی ہے، جس نے لا الہ الا اللہ کہا اس کے لیے بھی ایسا ہی ہے، جس نے اپنے دل سے الحمد للہ رب العلمین کہا اس کے لیے تیس نیکیاں ہیں اور اس سے تیس گناہ گرا دیئے جاتے ہیں (۳)۔

---

(۱) مکارم الاخلاق، ۲:۳۷۶ رقم (۸۱۳)

(۲) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الروم، ۹:۳۰۸۹ رقم (۱۷۴۸۰)

(۳) مسند احمد، کتاب: باقی مسند المکثرین، باب: مسند ابی سعید الخدریؓ، رقم (۱۰۹۱۱)
مستدرک، باب: الدعاء والتکبیر والتھلیل، رقم (۱۸۸۶)
شعیب الارنووط نے مسند احمد کی احادیث پر حکم لگاتے ہوئے مذکورہ حدیث کے بارے میں تحریر کیا ہے: [اسنادہ صحیح] تعلیق الارنووط علی مسند احمد رقم (۱۰۹۱۱)۔ امام حاکمؒ نے مستدرک میں مذکورہ حدیث ذکر کر کے آخر میں تحریر کیا ہے: ھذا حدیث علیٰ شرط مسلم ولم یخرجاہ [المستدرک: باب: الدعاء والتکبیر والتھلیل، رقم (۱۸۸۶)]

امام ابن عساکرؒ نے حضرت حسن بصریؒ سے روایت نقل کی ہے کہ جس نے ان آیات کو پڑھا تو اس کے اس دن اور رات میں کوئی چیز فوت نہیں ہوگی اور اس کے دن اور رات میں سے جو فوت ہوا ہے وہ اسے پالے گا(۱)۔

وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ أَنْ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ إِذَآ أَنتُمْ بَشَرٌ تَنتَشِرُوْنَ ﴿٢٠﴾ وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ أَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ أَنفُسِكُمْ أَزْوَاجاً لِّتَسْكُنُوْٓا إِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُم مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً ط إِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَتَفَكَّرُوْنَ ﴿٢١﴾ وَمِنْ اٰيٰتِهٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافُ أَلْسِنَتِكُمْ وَأَلْوَانِكُمْ ط إِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّلْعٰلِمِيْنَ ﴿٢٢﴾ وَمِنْ اٰيٰتِهٖ مَنَامُكُم بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَابْتِغَآؤُكُم مِّن فَضْلِهٖ ط إِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَسْمَعُوْنَ ﴿٢٣﴾ وَمِنْ اٰيٰتِهٖ يُرِيْكُمُ الْبَرْقَ خَوْفاً وَّطَمَعاً وَّيُنَزِّلُ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَيُحْيِيْ بِهِ الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا إِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَعْقِلُوْنَ ﴿٢٤﴾ وَمِنْ اٰيٰتِهٖ أَن تَقُوْمَ السَّمَآءُ وَالْأَرْضُ بِأَمْرِهٖ ط ثُمَّ إِذَا دَعَاكُمْ دَعْوَةً مِّنَ الْأَرْضِ إِذَآ أَنتُمْ تَخْرُجُوْنَ ﴿٢٥﴾ وَلَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ ط كُلٌّ لَّهٗ قَانِتُوْنَ ﴿٢٦﴾

"اور اُسی کے نشانات (اور تصرفات) میں سے ہے کہ اس نے تمہیں مٹی سے پیدا کیا۔ پھر اب تم انسان ہو کر جا بجا پھیل رہے ہو[۲۰] اور اسی کے نشانات (اور تصرفات) میں سے ہے کہ اُس نے تمہارے لئے تمہاری ہی جنس کی عورتیں پیدا کیں تا کہ اُنکی طرف (مائل ہو کر) آرام حاصل کرو اور تم میں محبت اور مہربانی پیدا کر دی۔ جو لوگ غور کرتے ہیں اُنکے لئے اِن باتوں میں (بہت سی) نشانیاں ہیں[۲۱] اور اُسی کے نشانات (اور تصرفات) میں سے ہی آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنا۔ اور تمہاری زبانوں اور رنگوں کا جُدا جُدا ہونا اہل دانش کے لئے اِن (باتوں) میں (بہت سی) نشانیاں ہیں[۲۲] اور اسی کے نشانات (اور تصرفات) میں سے ہے تمہارا رات اور دن میں سونا اور اُسکے فضل کا تلاش کرنا۔ جو لوگ سُنتے ہیں اُن کیلئے اِن (باتوں) میں (بہت سی) نشانیاں ہیں[۲۳] اور اُسی کے نشانات (اور تصرفات) میں سے ہے کہ تم خوف اور اُمید دلانے کیلئے بجلی دکھاتا ہے اور آسمان سے مینہ برساتا ہے پھر زمین کو اُسکے مر جانے کے بعد زندہ (وشاداب) کر دیتا ہے۔ عقل والوں کیلئے اِن (باتوں) میں (بہت سی) نشانیاں ہیں[۲۴] اور اُسی کے نشانیات (اور تصرفات) میں سے ہے کہ آسمان اور زمین اُسکے حکم سے قائم

---

(۱) تاریخ دمشق، ۴۵:۴۰۱

ہیں۔ پھر جب وہ تم کو زمین میں سے (نکلنے کیلئے) آواز دے گا تو تم جھٹ نکل پڑو گے [۲۵] اور آسمانوں اور زمین میں جتنے (فرشتے اور انسان وغیرہ) ہیں اسی کے (مملوک) ہیں (اور) تمام اُسکے فرمانبردار ہیں" [۲۶]

ابن منذرؒ نے ابن جریجؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ قرآن حکیم میں جو چیز بھی ہے وہ آیات ہیں۔ انہیں کی مدد سے تم اللہ تعالیٰ کو پہچانو گے۔ تم اس کا دیدار نہیں کرسکو گے کہ دیدار کر کے اسے پہچانو۔ بلکہ تم اس کی آیات اور مخلوقات کے ذریعے اسے پہچان لو گے (۱)۔

امام عبد بن حمیدؒ، ابن جریرؒ اور ابن منذرؒ نے حضرت قتادہؒ سے ﴿وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَكُم مِّن تُرَابٍ﴾ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ حضرت آدم کو مٹی سے پیدا کیا گیا ﴿ثُمَّ إِذَا أَنتُم بَشَرٌ تَنتَشِرُونَ﴾ یعنی حضرت آدمؑ کی اولاد اور ازواج سے مراد حضرت حوا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت حوا کو آدمؑ کی ایک پسلی سے پیدا کیا (۲)۔

امام ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت حسن بصریؒ سے مودۃ کا معنیٰ اجماع اور ورحمۃ کا معنیٰ اولاد نقل کیا ہے (۳)۔

امام عبد بن حمیدؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے قتادہ سے ﴿وَمِنْ آيَاتِهِ خَلْقُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ﴾ کا یہ معنیٰ نقل کیا ہے کہ دونوں اللہ کے حکم سے قائم ہوئے، اللہ تعالیٰ انہیں آسمان سے بلائے گا تو وہ زمین سے نکل آئیں گے (۴)۔

امام ابن منذرؒ نے حضرت ابن جریجؒ سے روایت نقل کی ہے ﴿إِذَا أَنتُمْ تَخْرُجُونَ﴾ یعنی تم قبروں سے نکلو گے (۵)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے ازہر بن عبداللہ جزاریؒ (۶) سے روایت نقل کی ہے: جب کسی مصیبت زدہ کو پکڑتے تو یہ آیت ﴿وَمِنْ آيَاتِهِ .....أَنتُمْ تَخْرُجُونَ﴾ پڑھتے (۷)۔

---

(۱) روایت نہیں ملی

(۲) تفسیر الطبری، سورۃ الروم، ۱۰:۱۷۵ رقم (۲۷۹۳۰)

(۳) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الروم، ۹:۳۰۹۰ رقم (۱۷۴۷۰)

(۴) تفسیر الطبری: سورۃ الروم، ۱۰:۱۷۸ رقم (۲۷۹۳۳)۔ تفسیر ابن ابی حاتم: سورۃ الروم، ۹:۳۰۹۰ رقم (۱۷۴۷۲)

(۵) تفسیر قرطبی، سورۃ الروم، ۱۴:۱۹

(۶) [آپ کی شخصیت متعین نہ ہوسکی]

(۷) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الروم، ۹:۳۰۹۰ رقم (۱۷۴۷۳)

امام ابن جریرؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے ﴿كُلٌّ لَّهُ قَانِتُونَ﴾ کا یہ معنی نقل کیا ہے سب اسکے اطاعت گزار ہیں۔یعنی زندگی، دوبارہ اٹھانے میں اور موت میں۔اس کے علاوہ عبادت کا معاملہ میں وہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانیاں کرتے ہیں۔(۱) واللہ اعلم۔

وَهُوَ الَّذِي يَبْدَأُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ وَهُوَ أَهْوَنُ عَلَيْهِ وَلَهُ الْمَثَلُ الْأَعْلَى فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿٢٧﴾

"اور وہی تو ہے جو خلقت کو پہلی دفعہ پیدا کرتا ہے پھر اُسے دوبارہ پیدا کریگا۔اور یہ اُس کو بہت آسان ہے۔اور آسمانوں اور زمین میں اُس کی شان نہایت بلند ہے۔اور وہ غالب حکمت والا ہے"[۲۷]

امام ابن ابی شیبہؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ، ابن ابی حاتمؒ اور ابن انباریؒ نے مصاحف میں حضرت عکرمہؒ سے روایت نقل کی ہے کہ کفار نے اس بات پر تعجب کا اظہار کیا کہ اللہ تعالیٰ مردوں کو زندہ فرمائے گا تو یہ آیت نازل ہوئی یعنی مخلوق کو دوبارہ اٹھانا اسے پہلی دفعہ پیدا کرنے سے زیادہ آسان ہے(۲)۔

آدم بن ابی الیاسؒ، فریابیؒ، ابن ابی شیبہؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ، ابن ابی حاتمؒ، ابن انباریؒ اور بیہقیؒ نے الاسماء والصفات میں مجاہدؒ سے یہ تفسیر نقل کی ہے: دوبارہ اُٹھانا اس پر پہلی دفعہ پیدا کرنے سے زیادہ آسان ہے اور پہلی دفعہ پیدا کرنا اس پر آسان ہے(۳)۔

ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے اھون کا معنی یسر یعنی وہ زیادہ آسان ہے(۴)۔

---

(۱) تفسیر الطبری، سورۃ الروم، ۱۰:۱۷۸ رقم (۲۷۹۳۵)

(۲) تفسیر الطبری، سورۃ الروم، ۱۰:۱۷۹ رقم (۲۷۹۴۲)
تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الروم، ۹:۳۰۹۰ رقم (۱۷۴۸۴)

(۳) تفسیر الطبری، سورۃ الروم، ۱۰:۱۷۹ رقم (۲۷۹۴۱)
تفسیر الطبری، سورۃ الروم، ۹:۳۰۹۰ رقم (۱۷۴۸۴)
الاسماء والصفات، باب: اعادۃ الخلق، ۳:۱۰۷ رقم (۱۰۰۶)

(۴) تفسیر الطبری، سورۃ الروم، ۱۰:۱۷۹ رقم (۲۷۹۴۰)
تفسیر الطبری، سورۃ الروم، ۹:۳۰۹۰ رقم (۱۷۴۸۵)

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ضحاکؒ سے آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے: تمہاری عقلوں میں ایک شے کو دوسری شے کی طرف لوٹانا زیادہ آسان ہے بہ نسبت اس کے کہ ایسی شے کی طرف ابتدا کی جائے جو نہ تھی (۱)۔

امام ابن انباریؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ مخلوق کے لیے اعادہ آسان ہوگا کیونکہ وہ قیامت اسے فرمائے گا ﴿کن فیکون﴾ جب کہ کہ انسان کی پیدائش نطفہ سے پھر جمے ہوئے خون کی صورت میں اور پھر گوشت کے لوتھڑا کی صورت میں ہوتی ہے (۲)۔

امام ابن منذرؒ نے حضرت حسن بصریؒ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لیے سب آسان ہے (۳)۔

امام ابن جریرؒ، ابن منذر اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ ﴿ولہ المثل الاعلی﴾ ایسے ہی ہے جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿لیس کمثلہ شیء (۴)﴾ (۵)۔

امام عبدالرزاقؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت قتادہؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ولہ المثل الا علی کا مطلب ہے لا الہ الا اللہ کی گواہی دینا (۶)۔

امام ابن جریرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت قتادہؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ولہ المثل الا علی ایسے ہی ہے جیسے لا الہ الا اللہ ہے یعنی اس کے سوا کوئی معبود نہیں (۷)۔

ضَرَبَ لَكُم مَّثَلًا مِّنْ أَنفُسِكُمْ ط هَل لَّكُم مِّن مَّا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُم مِّن شُرَكَآءَ فِي مَا رَزَقْنَٰكُمْ فَأَنتُمْ فِيهِ سَوَآءٌ تَخَافُونَهُمْ كَخِيفَتِكُمْ أَنفُسَكُمْ ط كَذَٰلِكَ نُفَصِّلُ الْأٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَعْقِلُونَ ﴿۲۸﴾ بَلِ اتَّبَعَ الَّذِينَ ظَلَمُوٓا أَهْوَآءَهُم بِغَيْرِ عِلْمٍ فَمَن يَهْدِي مَنْ أَضَلَّ اللّٰهُ ط وَمَا لَهُم مِّن نّٰصِرِينَ ﴿۲۹﴾

---

(۱) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الروم، ۹: ۳۰۹۰ رقم (۱۷۴۸۶)

(۲) فتح القدیر، سورۃ الروم، ۵: ۴۶۸۔۔ معانی القرآن، ۵: ۲۵۵

(۳) تفسیر ابن کثیر، سورۃ الروم، ۶: ۳۱۲۔۔ الاسماء والصفات للبیہقی، باب: اعادۃ الخلق، ۳: ۱۰۶

(۴) القرآن الکریم، الشوریٰ، ۱۱

(۵) تفسیر الطبری، سورۃ الروم، ۱۰: ۱۸۱ رقم (۲۷۹۴۵)
تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الروم، ۹: ۳۰۹۰ رقم (۱۷۴۸۷)

(۶) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الروم، ۹: ۳۰۹۰ رقم (۱۷۴۸۵)

(۷) تفسیر الطبری، سورۃ الروم، ۱۰: ۱۸۱ رقم (۲۷۹۴۶)
تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الروم، ۹: ۳۰۹۰ رقم (۱۷۴۸۸)

"وہ تمہارے لیے تمہارے ہی حال کی ایک مثال بیان فرماتا ہے کہ بھلا جن (لونڈی غلاموں) کے تم مالک ہو وہ اُس (مال) میں جو ہم نے تم کو عطا فرمایا ہے تمہارے شریک ہیں؟ اور (کیا) تم اس میں (اُن کو اپنے) برابر (مالک سمجھتے) ہو (اور کیا) تم اُنسے اس طرح ڈرتے ہو جس طرح اپنوں سے ڈرتے ہو؟ اسطرح ہم عقل والوں کیلئے اپنی آیتیں کھول کھول کر بیان کرتے ہیں[۲۸] مگر جو ظالم ہیں بے سمجھے اپنی خواہشوں کے پیچھے چلتے ہیں تو جس کو خدا گمراہ کرے اُسے کون ہدایت دے سکتا ہے؟ اور اُن کا کوئی مددگار نہیں"[۲۹]

امام طبرانیؒ اور ابن مردویہؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ مشرک اس طرح تلبیہ کہتے تھے لبیك اللهم لبيك لبيك لا شريك لك الا شريك هو لك تملكه وما ملك تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا(۱)۔

ابن جریرؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے ﴿هل لكم من ما ملكت ايمانكم﴾ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ یہ معبودوں کے بارے میں ہے۔ اس بارے میں وہ ارشاد فرماتا ہے تم ان سے ڈرتے ہو کہ وہ تمہارے وارث بنیں جیسے تم ایک دوسرے کے وارث بنتے ہو(۲)۔

امام عبدالرزاقؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت قتادہؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ مثال ہے جو اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے بیان فرمائی ہے جو مخلوقات میں سے کسی چیز کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک کرتا ہے۔ وہ ارشاد فرماتا ہے تم میں سے کوئی ایک بھی ایسا ہے جو اپنے غلاموں کو اپنے مال، اپنی جان، بستر میں شریک کرے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ اس بات کو پسند نہیں فرماتا کوئی مخلوقات میں سے اس کا شریک ٹھہرائے(۳)۔

فَأَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّينِ حَنِيفاً ط فِطْرَةَ اللّٰهِ الَّتِي فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا لَا تَبْدِيلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ذٰلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ وَلٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٣٠﴾

"تو تم ایک طرف کے ہو کر دین (خدا کے رستے) پر سیدھا منہ کئے چلے جاؤ (اور) خدا کی فطرت کو جس پر اس نے لوگوں کو پیدا کیا ہے (اختیار کئے ہو) خدا کی بنائی ہوئی (فطرت) میں تغیر و تبدل نہیں ہو سکتا۔ یہی سیدھا دین ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے"[۳۰]

---

(۱) المعجم الکبیر، ۱۲: ۲۰ رقم (۱۲۳۴۸)

(۲) تفسیر الطبری، سورۃ الروم، ۱۰: ۱۸۱ رقم (۲۷۹۴۹)

(۳) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الروم، ۹: ۳۰۹۰ رقم (۱۷۴۸۹)

امام فریابیؒ، ابن ابی شیبہؒ، ابن جریرؒ اور ابن منذرؒ نے حضرت مجاہدؒ سے ﴿فِطْرَةَ اللّٰهِ الَّتِیْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَیْهَا﴾ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اس سے مراد دین اسلام ہے۔(۱) ﴿لَا تَبْدِیْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ﴾ یعنی اللہ تعالیٰ کے دین میں کوئی تبدیلی نہیں (۲)۔

امام ابن ابی شیبہؒ، ابن جریرؒ اور ابن منذرؒ نے حضرت عکرمہؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ فطرت اللہ سے مراد اسلام ہے (۳)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ضحاکؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ کا وہ دین جس پر اس نے مخلوقات کو پیدا فرمایا (۴)۔

امام حکیمؒ نے نوادر الاصول میں حضرت مکحولؒ سے روایت نقل کی ہے کہ فطرت سے مراد اللہ تعالیٰ کی معرفت ہے (۵)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے ﴿لَا تَبْدِیْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ﴾ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اللہ کے دین میں کوئی تبدیلی نہیں اور الدین القیم سے مراد مضبوط فیصلہ ہے (۶)۔

امام ابن مردویہؒ نے حضرت حماد بن عمر صفارؒ (۷) سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت قتادہؒ سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے حضرت انس بن مالکؓ نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ فطرت اللہ سے مراد دین اسلام ہے (۸)۔

امام ابن جریرؒ نے حضرت معاذ بن جبلؓ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمرؓ نے انہیں فرمایا اس امت کا قوام کیا ہے تو حضرت معاذؓ نے کہا تین چیزیں ہیں جو نجات دینے والی ہیں اخلاص: یہ وہ فطر ہے جس پر اللہ تعالیٰ

---

(۱) تفسیر الطبری، سورۃ الروم، ۱۰:۱۸۳ رقم (۸۷۹۵۲)
(۲) تفسیر الطبری، سورۃ الروم، ۱۰:۱۸۳ رقم (۸۷۹۵۵)
(۳) تفسیر الطبری، سورۃ الروم، ۱۰:۱۸۳ رقم (۸۷۹۵۷)
(۴) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الروم، ۹:۳۰۹۱ رقم (۱۷۴۹۰)
(۵) روایت نہیں ملی
(۶) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الروم، ۹:۳۰۹۱ رقم (۱۷۴۹۱)
(۷) [آپ کی شخصیت متعین نہ ہو سکی]
(۸) تفسیر الطبری، سورۃ الروم، ۱۰:۱۸۳

نے انسان کو پیدا فرمایا ہے۔ نماز: یہی ملت ہے۔ طاعت: یہی عصمت ہے۔ حضرت عمر نے فرمایا تو نے سچ کہا(۱)۔

امام ابن جریرؒ نے حضرت سعید بن جبیرؒ سے روایت نقل کی ہے کہ لخلق اللّٰہ سے مراد اللہ کا دین ہے(۲)۔

امام ابن جریرؒ نے حضرت عکرمہؒ، قتادہؒ، ضحاکؒ، ابراہیمؒ اور ابن زیدؒ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے(۳)۔

امام بخاریؒ، امام مسلمؒ، ابن منذرؒ، ابن ابی حاتمؒ اور ابن مردویہؒ نے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر بچہ فطرت پر پیدا کیا جاتا ہے، اس کے والدین اسے یہودی بنا دیتے ہیں، اسے نصرانی بناتے ہیں اور اسے مجوسی بناتے ہیں جس طرح ایک مادہ مکمل بچے کو جنم دیتی ہے، کیا تم اس میں کسی چیز کو کٹا ہوا دیکھتے ہو؟ پھر حضرت ابو ہریرہؓ کہتے اگر چاہو تو پڑھ ﴿فطرت اللّٰہ التی فطر الناس﴾(۴)

امام مالکؒ، ابوداؤدؒ اور ابن مردویہؒ نے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت نقل کی ہے کہ بچے کو فطرت پر پیدا کیا جاتا ہے، اس کے والدین اسے یہودی اور نصرانی بناتے ہیں۔ جس طرح اونٹنی ایک مکمل بچے کو جنم دیتی ہے، کیا تم اس میں کوئی اعضاء کٹا دیکھتے ہو؟ لوگوں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ! اس کے بارے میں بتایئے جو اس وقت مر گیا جبکہ وہ چھوٹا تھا؟ فرمایا اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے جو کچھ وہ کرنے والا تھا(۵)۔

---

(۱) تفسیر الطبری، سورۃ الروم، ۱۰:۱۸۳ رقم (۸۷۹۵۳)

(۲) تفسیر الطبری، سورۃ الروم، ۱۰:۱۸۴ رقم (۸۷۹۶۱)

(۳) تفسیر الطبری: سورۃ الروم، ۱۰:۱۸۴ رقم (۸۷۹۶۲۔۸۷۹۶۱۔۸۷۹۶۴۔۸۷۹۶۶۔۸۷۹۶۵)

(۴) صحیح بخاری، کتاب: الجنائز، باب: اذا اسلم الصبی فمات ھل یصلی علیہ، رقم (۱۲۹۲)

صحیح مسلم، کتاب: القدر، باب: معنیٰ کل مولود یولد علی الفطرۃ، رقم (۲۶۵۸)

تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الروم، ۹:۳۰۹۱ رقم (۱۷۴۹۲)

امام ترمذیؒ نے اس حدیث کی سند پر حکم لگاتے ہوئے لکھا ہے: قال ابو عیسیٰ ھذا حدیث حسن صحیح وقد رواہ شعبۃ وغیرہ عن الاعمش عن صالح عن ابی ھریرۃ عن النبی ﷺ وفی الباب عن الاسود بن سریع [الترمذی: رقم (۲۱۳۸)]۔ شیخ البانیؒ نے اس حدیث کو [صحیح] قرار دیا ہے۔ [الجامع الصغیر وزیادتہ، ۱:۱۷۰۳ رقم (۱۰۷۲۳)]

(۵) موطا (روایۃ یحییٰ اللیثی)، کتاب: الجنائز، باب: ان عائشۃ قالت: قال رسول اللہ ما من نبین یموت، رقم (۵۶۹)

سنن ابی داود، کتاب: السنۃ، باب: فی ذراری المشرکین، رقم (۴۸۱۴)

شیخ البانیؒ نے اس حدیث کو [صحیح] قرار دیا ہے۔ [الجامع الصغیر وزیادتہ: ج ۱/ص ۸۶۹ رقم (۸۶۸۹)]۔

امام عبد الرزاقؒ، ابن ابی شیبہؒ، امام احمدؒ، امام نسائیؒ، حاکمؒ (جب کہ حاکمؒ نے اسے صحیح قرار دیا ہے) اور ابن مردویہؒ نے حضرت اسود بن سریعؓ (۱) سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک لشکر خیبر کی طرف بھیجا۔ انہوں نے مشرکوں سے جنگ کی تو ان سے بچے بھی قتل ہو گئے۔ جب مسلمان لشکر واپس آیا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا بچوں کو قتل کرنے پر تمہیں کس چیز نے برانگیختہ کیا ہے؟ صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! وہ مشرکوں کے بچے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ھل خیارکم الا اولادالمشرکین تم میں سے بہترین مشرکون کی اولاد ہیں۔ قسم ہے مجھے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! ہر بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے یہاں تک کہ اس کی زبان اس کے بارے میں اظہار کرتی ہے (۲)۔

مُنِيبِينَ إِلَيْهِ وَاتَّقُوهُ وَأَقِيمُوا الصَّلٰوةَ وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمُشْرِكِينَ ﴿٣١﴾ مِنَ الَّذِينَ فَرَّقُوا دِينَهُمْ وَكَانُوا شِيَعًا ط كُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُونَ ﴿٣٢﴾ وَإِذَا مَسَّ النَّاسَ ضُرٌّ دَعَوْا رَبَّهُم مُّنِيبِينَ إِلَيْهِ ثُمَّ إِذَا أَذَاقَهُم مِّنْهُ رَحْمَةً إِذَا فَرِيقٌ مِّنْهُم بِرَبِّهِمْ يُشْرِكُونَ ﴿٣٣﴾ لِيَكْفُرُوا بِمَا آتَيْنٰهُمْ ط فَتَمَتَّعُوا فَسَوْفَ تَعْلَمُونَ ﴿٣٤﴾ أَمْ أَنزَلْنَا عَلَيْهِمْ سُلْطٰنًا فَهُوَ يَتَكَلَّمُ بِمَا كَانُوا بِهٖ يُشْرِكُونَ ﴿٣٥﴾

---

(۱) الاسود بن سریع بن حمیر بن عبادۃ بن النزال التمیمی، ابوعبداللہ السعدی، آپ کو صاحبِ رسول ﷺ ہونے کا شرف حاصل ہے۔ آپ نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ چار غزاوات میں حصہ لیا تھا۔ بصرہ میں مقیم رہے تھے اور جنگ جمل کے دنوں میں وفات پا گئے تھے۔ آپ ایک اچھے شاعر بھی تھے۔ امام بخاریؒ نے اپنی تاریخ میں آپ کی روایت نقل کی ہے۔ [الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ، ۱:۴۷ رقم (۱۶۱)]

(۲) مسند احمد، کتاب: مسند المکیین، باب: حدیث الاسود بن سریع، رقم (۱۵۱۶۱)

سنن النسائی الکبریٰ، ۵:۱۸۴ رقم (۸۶۱۶)

مستدرک، کتاب: الجهاد، رقم (۲۵۶۶)

امام احمدؒ کی تالیف مسند احمد کی احادیث پر شعیب الارنووط نے احکامُ تعلیق کی صورت میں لگائے ہیں، آپ نے اس حدیث کی ضمن میں تحریر کیا ہے: رجالہ الثقات رجال الشیخین الاان الحسن وھو البصری، لم یسمع من الاسود بن سریع، [مسند احمد رقم الحدیث (۱۵۱۶۱)]۔۔۔ امام حاکم نے مذکورہ حدیث کی سند کے بارے میں لکھا ہے: تابعہ یونس عن الحسن ثنا الاسود بھذا شرط البخاری ومسلم، [المستدرک: رقم الحدیث (۲۵۶۶)]

وَإِذَآ أَذَقْنَا النَّاسَ رَحْمَةً فَرِحُوا بِهَا ط وَإِن تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ م بِمَا قَدَّمَتْ أَيْدِيهِمْ إِذَا هُمْ يَقْنَطُونَ ﴿٣٦﴾ أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَن يَشَآءُ وَيَقْدِرُ ط إِنَّ فِى ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ﴿٣٧﴾ فَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهُ وَالْمِسْكِينَ وَابْنَ السَّبِيلِ ذٰلِكَ خَيْرٌ لِّلَّذِينَ يُرِيدُونَ وَجْهَ اللّٰهِ وَأُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴿٣٨﴾ وَمَآ اٰتَيْتُم مِّن رِّبًا لِّيَرْبُوَا۟ فِىٓ أَمْوَالِ النَّاسِ فَلَا يَرْبُوا۟ عِندَ اللّٰهِ وَمَآ اٰتَيْتُم مِّن زَكٰوةٍ تُرِيدُونَ وَجْهَ اللّٰهِ فَأُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُضْعِفُونَ ﴿٣٩﴾ اَللّٰهُ الَّذِى خَلَقَكُمْ ثُمَّ رَزَقَكُمْ ثُمَّ يُمِيتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيكُمْ ط هَلْ مِن شُرَكَآئِكُم مَّن يَفْعَلُ مِن ذٰلِكُم مِّن شَىْءٍ ط سُبْحٰنَهُ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُونَ ﴿٤٠﴾

"(مومنو) اُسی (خدا) کی طرف رجوع کئے رہو اور اُس سے ڈرتے رہو اور نماز پڑھتے رہو اور مشرکوں میں نہ ہونا[۳۱] (اور نہ) اُن لوگوں میں (ہونا) جنہوں نے اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ اور (خود) فرقے فرقے ہوگئے۔ سب فرقے اسی سے خوش ہیں جو اُنکے پاس ہو[۳۲] اور جب لوگوں کو تکلیف پہنچتی ہے تو اپنے پروردگار کو پکارتے اور اسی کی طرف رجوع ہوتے ہیں۔ پھر جب وہ اُنکو اپنی رحمت کا مزا چکھاتا ہے تو ایک فرقہ اُن میں سے اپنے پروردگار سے شرک کرنے لگتا ہے[۳۳] تاکہ جو ہم نے اُن کو بخشا ہے اُسکی ناشکری کریں۔ سو (خیر) فائدے اُٹھا لو عنقریب تم کو (اس کا انجام) معلوم ہو جائے گا[۳۴] کیا ہم نے اُن پر کوئی ایسی دلیل نازل کی ہے کہ اُن کو خدا کے ساتھ شرک کرنا بتاتی ہے[۳۵] اور جب ہم لوگوں کو اپنی رحمت کا مزا چکھاتے ہیں تو اُس سے خوش ہو جاتے ہیں۔ اور اگر اُنکے عملوں کے سبب جو اُنکے ہاتھوں نے آگے بھیجے ہیں کوئی گزند پہنچے تو نا اُمید ہو کر رہ جاتے ہیں[۳۶] کیا (انہوں نے) نہیں دیکھا کہ خدا ہی جس کیلئے چاہتا ہے رزق فراخ کرتا ہے اور جس کیلئے چاہتا ہے تنگ کرتا ہے بے شک اسمیں ایمان لانے والوں کیلئے نشانیاں ہیں[۳۷] تو قرابت داروں اور محتاجوں اور مسافروں کو اُن کا حق دیتے رہو۔ جو لوگ رضائے خدا کے طالب ہیں یہ اُن کے حق میں بہتر ہے۔ اور یہی لوگ نجات حاصل کرنے والے ہیں[۳۸] اور جو سُود دیتے ہو کہ لوگوں کے مال میں افزائش ہو تو خدا کے نزدیک اُس میں افزائش نہیں ہوتی اور جو تم زکوٰۃ دیتے ہو اور اُس سے خدا کی رضامندی طلب کرتے ہو تو (وہ موجب برکت) ایسے ہی لوگ (اپنے مال کو) دوچند سہ چند کرنیوالے ہیں[۳۹] خدا ہی تو ہے جس نے تم کو پیدا کیا پھر تم کو رزق دیا پھر تمہیں مارے گا۔ پھر زندہ کرے گا۔ بھلا تمہارے (بنائے ہوئے) شریکوں میں بھی کوئی ایسا ہے جو اِن کاموں میں کچھ کر سکے۔ وہ پاک ہے اور (اُس کیشان) اُن کے شریکوں سے بلند ہے"[۴۰]

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت قتادہؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ منیبین کا معنی ہے توبہ کرنے والے(۱)۔

عبد بن حمیدؒ، ابن جریرؒ اور ابن منذرؒ نے قتادہؒ سے یہ قول نقل کیا ہے ﴿مِنَ الَّذِيْنَ فَرَّقُوا دِيْنَهُم﴾ سے مراد یہودی ونصاریٰ میں اور ﴿أَمْ أَنزَلْنَا عَلَيْهِمْ سُلْطَانًا﴾ سے مراد ہے کہ ہم نے ان پر کوئی ایسی دلیل نازل کی ہے جو انہیں اس بات کا حکم دیتی ہے(۲)۔

امام ابن جریرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت قتادہؒ سے یہ قول نقل کیا ہے: کیا ہم نے ان پر کوئی کتاب نازل کی ہے جو انہیں شرک کرنے کا کہتی ہے(۳)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ضحاکؒ سے اسی کی مثل قول نقل کیا ہے(۴)۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذرؒ نے حضرت قتادہؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ابن السبیل سے مراد مہمان ہے۔ یہی وہ نیکی ہے جسے اللہ تعالیٰ قبول کرتا ہے اور انہیں دس گناہ یا اس سے زائد عطا فرماتا ہے(۵)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے ﴿وَمَا آتَيْتُم مِّن رِّبًا﴾ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ ربا کی دو قسمیں ہیں: ایک ربا میں کوئی حرج نہیں اور ایک ربا صحیح نہیں۔ وہ ربا جس میں کوئی حرج نہیں وہ آدمی کا دوسرے آدمی کو ہدیہ دینا ہے جس کے بدلے میں وہ زیادتی کا طالب ہو یا اس سے کئی گنا کا طالب ہو(۶)۔

امام ابن جریرؒ نے ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے مجاہد سے یہ قول نقل کیا ہے کہ آیت میں رب سے مراد تحائف ہیں(۷)۔

امام فریابیؒ، ابن ابی شیبہؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت مجاہدؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ آیت سے مراد ہے کہ انسان اپنا مال دے اور اس کے بدلے میں زیادہ کا خواہش مند ہو(۸)۔

---

(۱) تفسیر قرطبی، سورۃ الروم، ۱۴:۳۱

(۲) تفسیر الطبری، سورۃ الروم، ۱۰:۱۸۵ رقم (۲۷۹۷۳)

(۳) تفسیر الطبری: سورۃ الروم، ۱۰:۱۸۶ رقم (۲۷۹۷۵)۔۔تفسیر ابن ابی حاتم: سورۃ الروم، ۹:۳۰۹۱ رقم (۱۷۴۹۱)

(۴) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الروم، ۹:۳۰۹۱ رقم (۱۷۴۹۲)

(۵) تفسیر الطبری: سورۃ الروم، ۱۰:۱۸۶

(۶) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الروم، ۹:۳۰۹۱ رقم (۱۷۴۹۵)

(۷) تفسیر الطبری: سورۃ الروم، ۱۰:۱۸۸ رقم (۲۷۹۷۷)۔۔تفسیر ابن ابی حاتم: سورۃ الروم، ۹:۳۰۹۱ رقم (۱۷۴۹۶)

(۸) تفسیر الطبری: سورۃ الروم، ۱۰:۱۸۸ رقم (۲۷۹۷۱)۔۔تفسیر ابن ابی حاتم: سورۃ الروم، ۹:۳۰۹۱ رقم (۱۷۴۹۲)

امام ابن جریرؒ اور ابن منذرؒ نے حضرت سعید بن جبیرؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس سے مراد وہ عطیہ ہے جو تم دیتے ہوتا کہ دنیا میں ہی اس کا بدلہ تمہیں دیا جائے، اس میں کوئی اجر نہیں ہے(۱)۔

امام فریابیؒ، ابن ابی شیبہؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ضحاکؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ آیت میں جس ربا کا ہے وہ حلال رہا ہے۔ وہ یہ کہ تو کسی کو تحفہ دے اور بدلہ میں زیادہ کا ارادہ کرے۔ اس میں اس کے لیے نہ اجر ہوتا ہے اور نہ ہی گناہ ہوتا ہے۔ نبی کریم ﷺ کو خاص طور پر اس سے منع کیا گیا ہے ﴿وَلَا تَمْنُن تَسْتَكْثِرُ (۲)﴾ (۳)۔

امام بیہقیؒ نے سنن میں حضرت ابن عباسؓ سے اس جیسی روایت نقل کی ہے(۴)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت محمد بن کعب قرظیؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ ایک انسان کوئی چیز دیتا ہے تا کہ اس کے بدلہ میں کوئی چیز دی جائے اور زیادہ دی جائے۔ وہ تحفہ جو اللہ کی رضا کے لیے دیتا ہے اور ساتھی سے کسی اجر اور بدلہ کا طالب نہیں ہوتا تو یہ وہ عمل ہے جس کا اللہ تعالیٰ کئی گنا بدلہ عطا فرماتا ہے(۵)۔

عبدالرزاقؒ، ابن جریرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ من زکوۃ سے مراد صدقہ ہے(۶)۔

---

(۱) تفسیر الطبری، سورۃ الروم، ۱۰:۱۸۸ رقم (۲۷۹۸۷)

(۲) القرآن الکریم، المدثر، ۶

(۳) تفسیر الطبری، سورۃ الروم، ۱۰:۱۸۹ رقم (۲۷۹۹۱)

تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الروم، ۹:۳۰۹۱ رقم (۱۷۴۹۷)

(۴) سابقہ حوالہ

(۵) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الروم، ۹:۳۰۹۱ رقم (۱۷۴۹۸)

(۶) تفسیر الطبری، سورۃ الروم، ۱۰:۱۸۹ رقم (۲۷۹۹۳)

تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الروم، ۹:۳۰۹۲ رقم (۱۷۴۹۹)

ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ لِيُذِيقَهُم بَعْضَ الَّذِي عَمِلُوا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ﴿٤١﴾ قُلْ سِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَانظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِن قَبْلُ كَانَ أَكْثَرُهُم مُّشْرِكِينَ ﴿٤٢﴾

"خشکی اور تری میں لوگوں کے اعمال کے سبب فساد پھیل گیا ہے تا کہ خدا اُن کو اُن کے بعض اعمال کا مزہ چکھائے عجب نہیں کہ وہ باز آجائیں[۴۱] کہہ دو کہ زمین میں چلو پھرو اور دیکھو کہ جو لوگ (تم سے) پہلے ہوئے ہیں اُن کا کیسا انجام ہوا ہے۔اُن میں زیادہ تر مشرک ہی تھے"[۴۲]

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے البر و البحر کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ بر اس خشک زمین کو کہتے ہیں جس کے قریب دریا نہ ہو اور بحر ان شہروں اور دیہاتوں کو کہتے ہیں جو دریا کے کناروں پر ہوں (۱)۔

امام ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ برکت میں کمی بندوں کے اعمال کے باعث ہوتی ہے تا کہ وہ توبہ کریں (۲)۔

امام ابن منذرؒ نے حضرت عکرمہؒ یہ قول نقل کیا ہے کہ الفساد سے مراد قحط سالی ہے۔ان سے کہا گیا بارش کا کم ہونا سمندر کو تو کچھ نقصان نہیں دیتا۔تو عکرمہ نے کہا جب بارش کم ہو جاتی ہے تو اس کی گہرائی میں کمی آجاتی ہے (۳)۔

امام ابن منذرؒ نے حضرت عطیہؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ خشکی ہے اور سمندر ہے، اس میں کیا فساد واقع ہوتا ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا جب بارش کم ہو جاتی ہے تو گہرائی میں کمی آجاتی ہے (۴)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت زید بن رفیع (۵) سے آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ الفساد سے مراد بارش کا نہ ہونا ہے۔ان سے سوال کیا گیا سمندر میں اس سے کیا فساد ظاہر ہوتا ہے؟ کہا جب بارش نہ ہو تو سمندر کے جانور اندھے ہو جاتے ہیں (۶)۔

---

(۱) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الروم، رقم (۱۷۵۰۲)

(۲) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الروم، رقم (۱۷۵۰۰)

(۳) بحر العلوم للسمرقندی، ۳: ۳۶۳[مثلہ] (۴) بحر العلوم للسمرقندی، ۳: ۳۶۳

(۵) زید بن رفیع جدری، آپ اہل نصیبین میں سے تھے۔آپ ایک فقہی اور فاضل عالم تھے۔امام ابن حبانؒ نے آپ کو [الثقات] میں ذکر کیا ہے۔امام الدارقطنیؒ نے ضعیف شمار کیا ہے۔امام نسائیؒ نے [لیس بالقوی] سے یاد کیا ہے۔[لسان المیزان، ۲:۵۰۶ رقم (۲۰۲۸)]

(۶) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الروم، رقم (۱۷۵۰۵)

امام فریابیؒ نے حضرت عکرمہؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ بر سے مراد بے آب و گیاہ جنگل اور بحر سے مراد بستیاں ہیں(۱)۔

امام ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت عکرمہؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ بر کو تو ہم نے پہچان لیا ہے تو بحر سے کیا مراد ہے؟ کہا عرب شہروں کو بحر کا نام دیتے ہیں(۲)۔

امام فریابیؒ، ابن ابی شیبہؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت مجاہدؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ فساد البحر سے مراد انسان کا اپنے بھائی کو قتل کرنا ہے اور فساد البحر سے مراد یہ ہے کہ بارش کا زبردستی کشتیاں غصب کر لینا ہے(۳)۔

امام ابن جریرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت قتادہؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ بر اور بحر میں فساد یہ رسول اللہ ﷺ کی بعثت سے پہلے تھے۔ لوگوں میں سے رجوع کرنے والے لوگ آئے(۴)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت سدیؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ بر سے مراد بستی ہے جو سمندر سے دور ہو جیسے مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ اور بحر سے مراد بستی ہے جو سمندر کے کنارے ہو جیسے کوفہ، بصرہ اور شام۔ اور ﴿بما کسبت ایدی الناس﴾ سے مراد ان کے برے اعمال ہیں جو انہوں نے کیے(۵)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت عطاءؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ بحر سے مراد جزائر ہیں(۶)۔

ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے لعلھم یرجعون کا یہ معنیٰ نکل کیا ہے شاید وہ توبہ کرلیں(۷)۔

امام ابن منذرؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ شاید گناہوں سے توبہ کرلیں(۸)۔

---

(۱) روایت نہیں ملی

(۲) تفسیر الطبری، سورۃ الروم، ۱۰:۱۹۱ رقم (۲۷۹۹۹)

(۳) تفسیر الطبری، سورۃ الروم، ۱۰:۱۹۱ رقم (۲۸۰۰۴)

(۴) تفسیر الطبری، سورۃ الروم، ۱۰:۱۹۱ رقم (۲۸۰۰۰)

(۵) ر ابن ابی حاتم، سورالروم، ۹:۳۰۹۲ رقم (۱۷۵۰۸)

(۶) تفسیر ابن ابی حاتم، سورالروم، ۹:۳۰۹۲ رقم (۱۷۵۰۶)

(۷) تفسیر الطبری: سورۃ الروم، ۱۰:۱۹۱ رقم (۲۸۰۰۸)۔ تفسیر ابن ابی حاتم: سورالروم، ۹:۳۰۹۲ رقم (۱۷۵۰۷)

(۸) تفسیر قرطبی، ۱۴:۴۱

امام ابن ابی شیبہؒ اور ابن جریرؒ نے حضرت حسن بصریؒ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے اعمال خبیثہ کی وجہ سے زمین اور سمندر میں تباہی مچادی ﴿لعلهم يرجعون﴾ شاید ان کے بعد لوگ ان اعمال سے لوٹ آئیں (۱)۔

فَأَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّينِ الْقَيِّمِ مِنْ قَبْلِ أَن يَأْتِيَ يَوْمٌ لَّا مَرَدَّ لَهُ مِنَ اللَّهِ يَوْمَئِذٍ يَصَّدَّعُونَ ﴿٤٣﴾ مَنْ كَفَرَ فَعَلَيْهِ كُفْرُهُ وَمَنْ عَمِلَ صَالِحاً فَلِأَنفُسِهِمْ يَمْهَدُونَ ﴿٤٤﴾ لِيَجْزِيَ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ مِن فَضْلِهِ ۚ إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْكَافِرِينَ ﴿٤٥﴾ وَمِنْ آيَاتِهِ أَن يُرْسِلَ الرِّيَاحَ مُبَشِّرَاتٍ وَلِيُذِيقَكُم مِّن رَّحْمَتِهِ وَلِتَجْرِيَ الْفُلْكُ بِأَمْرِهِ وَلِتَبْتَغُوا مِن فَضْلِهِ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ﴿٤٦﴾

"تو اس روز سے پہلے جو خدا کی طرف سے آکر رہیگا اور رُک نہیں سکے گا دین (کے رستے) پر سیدھا مُنہ کئے چلے چلو اس روز (سب) لوگ منتشر ہو جائیں گے [۴۳] جس شخص نے کفر کیا تو اُسکے کفر کا ضرر اُسی کو ہے اور جس نے نیک عمل کئے تو ایسے لوگ اپنے ہی لئے آرامگاہ درست کرتے ہیں [۴۴] جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے اُنکو خدا اپنے فضل سے بدلہ دیگا۔ بیشک وہ کافروں کو دوست نہیں رکھتا [۴۵] اور اُسی کی نشانیوں میں سے ہے کہ ہواؤں کو بھیجتا ہے کہ خوشخبری دیتی ہیں تاکہ تم کو اپنی رحمت کے مزے چکھائے اور تاکہ اُسکے حکم سے کشتیاں چلیں اور تاکہ تم اُسکے فضل سے (روزی) طلب کرو عجب نہیں کہ تم شکر کرو" [۴۶]

امام عبد بن حمیدؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے قتادہؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ دین قیم سے مراد اسلام ہے ان یاتی یوم سے مراد یوم قیامت ہے۔ ﴿يَوْمَئِذٍ يَصَّدَّعُونَ﴾ کا معنی ہے ایک جماعت جنت میں اور ایک جماعت جہنم میں ہوگی (۲)۔

ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے یصدعون کا یہ معنیٰ نقل کیا ہے کہ وہ بکھر جائیں گے (۳)۔

---

(۱) تفسیر الطبری، سورۃ الروم، ۱۰:۱۹۲ رقم (۲۸۰۱۱)

(۲) تفسیر الطبری، سورۃ الروم، ۱۰:۱۹۲ رقم (۲۸۰۱۲)
تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الروم، ۹:۳۰۹۲ رقم (۱۷۵۰۸)

(۳) تفسیر الطبری، سورۃ الروم، ۱۰:۱۹۲ رقم (۲۸۰۱۳)
تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الروم، ۹:۳۰۹۲ رقم (۱۷۵۰۹)

ابن جریرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے ابن زیدؒ سے یہ معنیٰ نقل کیا ہے کہ وہ اس دن جماعتوں میں بکھر جائیں گے اور یہ آیت پڑھی (۱) ﴿فَأَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَهُمْ فِيْ رَوْضَةٍ يُحْبَرُوْنَ ☆ وَأَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِاٰيٰتِنَا وَلِقَاءِ الْاٰخِرَةِ فَأُولٰئِكَ فِي الْعَذَابِ مُحْضَرُوْنَ﴾ کہا یہ اس وقت ہوگا جب وہ تقسیم ہو کر جنت یا جہنم کی طرف جائیں گے (۲)۔

امام ابن ابی شیبہؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ، ابن ابی حاتمؒ، ابونعیمؒ نے "حلیہ میں" اور بیہقیؒ نے "عذاب قبر" میں حضرت مجاہدؒ سے ﴿فلا نفسهم يمهدون﴾ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ وہ قبر میں پہلوؤں کو درست کریں گے (۳)۔

امام فریابیؒ، ابن ابی شیبہؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت مجاہدؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ وہ ہواؤں کو بارش کی خوشخبری دینے والیاں بنا کر بھیجتا ہے۔ رحمت سے مراد بارش ہے۔ ﴿ولتجرى الفلك بامره﴾ تاکہ کشتیاں سمندر میں اس کے حکم سے چلیں اور تاکہ تم کشتیوں میں تجارت کر کے اللہ تعالیٰ کا فضل چاہو (۴)

وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا مِن قَبْلِكَ رُسُلًا إِلٰى قَوْمِهِمْ فَجَاءُوْهُم بِالْبَيِّنٰتِ فَانتَقَمْنَا مِنَ الَّذِيْنَ أَجْرَمُوْا ط وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٤٧﴾

"اور ہم نے تم سے پہلے بھی پیغمبر بھیجے تو وہ اُنکے پاس نشانیاں لے کر آئے سو جو لوگ نافرمانی کرتے تھے ہم نے اُن سے بدلہ لے کر چھوڑا اور مومنوں کی مدد ہم پر لازم تھی" [۴۷]

---

(۱) تفسیر الطبری، سورۃ الروم، ۱۰:۱۹۳۱ رقم (۲۸۰۱۳)

تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الروم، ۹:۳۰۹۳ رقم (۱۷۵۱۰)

(۲) تفسیر الطبری، سورۃ الروم، ۱۰:۱۹۳۱ رقم (۲۸۰۱۴)

(۳) مصنف ابن ابی شیبۃ: کتاب: الزھد، باب: کلام مجاھد، رقم (۳۵۴۴۲)

تفسیر الطبری، سورۃ الروم، ۱۰:۱۹۳۱ رقم (۲۸۰۱۵)

تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الروم، ۹:۳۰۹۳ رقم (۱۷۵۱۱)

اثبات عذاب القبر، باب: ماجاء فی طاعۃ اللہ تعالیٰ من الامن من عذاب، ۱:۱۳۶_۱۳۸

حلیۃ الاولیاء، ۳:۲۹۷

(۴) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الروم، ۹:۳۰۹۳ رقم (۱۷۵۱۲)

امام ابن ابی حاتمؒ، طبرانیؒ اور ابن مردویہؒ نے حضرت ابوالدرداءؓ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا جو مسلمان بھی اپنے بھائی کی عزت کا دفاع کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ کرم پر لے لیا کہ قیامت کے روز اس سے جہنم کی آگ کو دور کرے۔ پھر اس آیت کی تلاوت کی (۱)۔

اَللّٰهُ الَّذِیْ یُرْسِلُ الرِّیٰحَ فَتُثِیْرُ سَحَاباً فَیَبْسُطُهٗ فِی السَّمَآءِ كَیْفَ یَشَآءُ وَیَجْعَلُهٗ كِسَفاً فَتَرَى الْوَدْقَ یَخْرُجُ مِنْ خِلٰلِهٖ فَإِذَآ أَصَابَ بِهٖ مَنْ یَشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖٓ إِذَا هُمْ یَسْتَبْشِرُوْنَ ﴿٤٨﴾ وَإِن كَانُوْا مِنْ قَبْلِ أَن یُنَزَّلَ عَلَیْهِم مِّن قَبْلِهٖ لَمُبْلِسِیْنَ ﴿٤٩﴾ فَانظُرْ إِلٰٓى اٰثٰرِ رَحْمَتِ اللّٰهِ كَیْفَ یُحْیِ الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا إِنَّ ذٰلِكَ لَمُحْیِ الْمَوْتٰى وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ﴿٥٠﴾ وَلَئِنْ أَرْسَلْنَا رِیْحاً فَرَأَوْهُ مُصْفَرّاً لَّظَلُّوا مِنۢ بَعْدِهٖ یَكْفُرُوْنَ ﴿٥١﴾

"خدا ہی تو ہے جو ہواؤں کو چلاتا ہے تو وہ بادل کو اُبھارتی ہیں۔ پھر خدا اُسکو جس طرح چاہتا ہے آسمان میں پھیلا دیتا اور تہہ بہ تہہ کر دیتا ہے پھر تم دیکھتے ہو کہ اُسکے بیچ میں سے مینہ نکلنے لگتا ہے پھر جب وہ اپنے بندوں میں سے جن پر چاہتا ہے اُسے برسا دیتا ہے تو وہ خوش ہو جاتے ہیں [۴۸] اور بیشتر تو وہ مینہ کے اُترنے سے پہلے نا اُمید ہو رہے تھے [۴۹] تو (اے دیکھنے والے) خدا کی رحمت کی نشانیوں کی طرف دیکھ کہ وہ کس طرح زمین کو اُسکے مرنے کے بعد زندہ کرتا ہے۔ بیشک وہ مُردوں کو زندہ کرنیوالا ہے۔ اور وہ ہر چیز پر قادر ہے [۵۰] اور اگر ہم ایسی ہوا بھیجیں کہ وہ (اسکے سبب) کھیتی کو دیکھیں (کہ) زرد (ہوگئی ہے) تو اسکے بعد وہ ناشکری کرنے لگ جائیں [۵۱] تو تم مُردوں کو (بات) نہیں سنا سکتے اور نہ بہروں کو جب وہ پیٹھ پھیر کر پھر جائیں آواز سنا سکتے ہو" [۵۱]

امام ابوالشیخؒ نے "العظمہ" میں حضرت سدیؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہواؤں کو حکم دیتا ہے وہ بادلوں کو خافقین (آسمان کے کنارے جب وہ ملیں) کے درمیان سے لاتی ہیں، اسے نکالتی ہیں، پھر پھیلاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس آسمان میں جیسے چاہتا ہے پھیلا دیا ہے۔ پانی بادل پر بہتا ہے۔ پھر اس کے بعد بادل بارش برساتا ہے (۲)۔

---

(۱) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الروم، ۹: ۳۰۹۳ رقم (۱۷۵۱۳)

(۲) العظمۃ، باب: ذکر الریاح، ۴: ۱۳۲۴

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ ہوا بھیجتا ہے، وہ پانی کو بادل سے اٹھا لیتی ہے اور پانی کے ساتھ بادل کے پاس سے گزرتی ہے اسے نچوڑا جاتا ہے جیسے اونٹنی کو دھویا جاتا ہے۔ موسلا دھار بارش مشک کا منہ کھولنے کی طرح ہے مگر وہ جدا جدا ہوتی ہے (۱)۔

امام ابن جریرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت قتادہؒ سے ﴿فَيَبْسُطُهُ فِي السَّمَاءِ﴾ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ وہ اسے جمع کرتا ہے۔ پھر اسے ٹکڑے ٹکڑے بنا دیتا ہے (۲)۔

امام ابو یعلیٰؒ اور ابن منذرؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے ٹکڑے ٹکڑے بنا دیتا ہے، اس کے بعض کو بعض پر رکھتا ہے۔ تو دیکھے گا کہ بارش اس کے درمیان سے نکلتی ہے (۳)۔

امام فریابیؒ نے حضرت مجاہدؒ سے الودق کا معنی بارش نقل کیا ہے (۴)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ضحاکؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ﴿وَيَجْعَلُهُ كِسَفًا﴾ آسمان کے نیچے آسمان بنا دیا ہے اور لمبلسین کا معنیٰ ہے وہ مایوس تھے (۵)۔

فَإِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتَىٰ وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَاءَ إِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِينَ ﴿٥٢﴾ وَمَا أَنتَ بِهَادِ الْعُمْيِ عَن ضَلَالَتِهِمْ ۖ إِن تُسْمِعُ إِلَّا مَن يُؤْمِنُ بِآيَاتِنَا فَهُم مُّسْلِمُونَ ﴿٥٣﴾

"تو تم مُردوں کو (بات) نہیں سنا سکتے اور نہ بہروں کو جب وہ پیٹھ پھیر کر پھر جائیں آواز سنا سکتے ہو [۵۲] اور نہ اندھوں کو اُن کی گمراہی سے (نکال کر) راہ راست پر لا سکتے ہو۔ تم تو اُن ہی لوگوں کو سُنا سکتے ہو جو ہماری آیتوں پر ایمان لائے ہیں سو وہی فرمانبردار ہیں" [۵۳]

امام مسلمؒ اور ابن مردویہؒ نے حضرت انس بن مالکؓ سے روایت نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوۂ بدر کے مشرک مقتولوں کو چند دن اسی طرح رہنے دیا یہاں تک کہ ان کے جسم گلنے سڑنے لگے۔ پھر رسول اللہ ﷺ ان

---

(۱) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الروم، ۹: ۳۰۹۳ رقم (۱۷۵۱۴)

(۲) تفسیر الطبری، سورۃ الروم، ۱۰: ۱۹۵ رقم (۲۸۰۲۳)
تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الروم، ۹: ۳۰۹۳ رقم (۱۷۵۱۵)

(۳) مسند ابی یعلیٰ: کتاب: مسند ابن عباسؓ، رقم (۲۶۶۵)، حسین سلیم نے اس حدیث پر تعلیقا حکم ضعیف الاسناد کا لگایا ہے۔

(۴) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الروم، ۹: ۳۰۹۳ رقم (۱۷۵۱۳)

(۵) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الروم، ۹: ۳۰۹۳ رقم (۱۷۵۱۲)

کے پاس آئے اور انہیں ندا کرنے لگے فرمایا اے اُمیہ بن خلف، اے ابوجہل بن ہشام۔ اے عتبہ بن ربیعہ! کیا تمہارے رب نے تمہارے ساتھ جو وعدہ کیا تھا اسے تم نے سچا پایا؟ حضرت عمرؓ نے رسول اللہ ﷺ کی آواز کو سنا اور آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے، عرض کی یارسول اللہ! ﷺ آپ ﷺ انہیں تین دن کے بعد آواز دے رہے ہیں کیا وہ آواز سنتے ہیں؟ جبکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿فانك لا تسمع الموتى﴾ ۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! تم ان سے زیادہ سننے والے نہیں لیکن وہ جواب دینے کی طاقت نہیں رکھتے (۱)۔

امام بخاریؒ، امام مسلمؒ، امام نسائیؒ، ابن ابی حاتمؒ اور ابن مردویہؒ نے حضرت ابن عمرؓ سے روایت نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ بدر کی کھائی پر کھڑے ہوئے پوچھا کیا تم نے اپنے رب کے وعدے کو سچا پایا؟ پھر فرمایا بیشک وہ اب اس کو سن رہے ہیں جو میں انہیں کہہ رہا ہوں۔ یہ بات حضرت عائشہ صدیقہؓ سے کی گئی تو حضرت عائشہ صدیقہؓ نے کہا نبی کریم ﷺ نے فرمایا بیشک اب وہ جانتے ہیں کہ جو میں انہیں کہتا تھا وہ حق ہے۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی فـــــانك لا تسمع الموتى (۲)۔

امام احمدؒ، امام بخاریؒ، امام مسلمؒ، ابوداؤدؒ، امام ترمذیؒ اور امام نسائیؒ نے قتادہؓ کے واسطے سے روایت نقل کی ہے کہ ہمارے لیے حضرت انس بن مالکؓ نے حضرت ابوطلحہؓ (۳) سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے قریش کے چوبیس سرداروں کے بارے میں حکم دیا تو انہیں بدر کے انتہائی بدحال کنویں میں پھینک دیا گیا۔ رسول اللہ ﷺ کا معمول مبارک تھا جب کسی قوم پر فتح پاتے تو تین دن تک کھلی جگہ ٹھہرتے۔ جب بدر میں تیسرا دن ہوا تو

---

(۱) صحیح مسلم، کتاب: الجنۃ وصفۃ نعیمھا واھلھا، باب: عرض مقعد المیت من الجنۃ، رقم (۲۸۷۳)
شیخ البانی نے اس حدیث کو [صحیح] قرار دیا ہے۔ [مشکاۃ المصابیح، ۳:۲۹۱ رقم (۵۹۳۸)

(۲) صحیح بخاری، کتاب: المغازی، باب: قتل ابی جھل، رقم (۳۷۵۹)
صحیح مسلم، کتاب: الجنائز، باب: المیت یعذب ببکاء اھلہ علیہ رقم (۹۳۲)
سنن النسائی الکبریٰ، ۱:۶۶۵ رقم (۲۲۰۲)
تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الروم، ۹:۳۰۹۴ رقم (۱۷۵۱۶)
شیخ البانیؒ نے اس حدیث کو [صحیح] قرار دیا ہے۔ [فقہ السیرۃ:، ج۱، ص۲۳۳]

(۳) زیدؓ بن سھیل بن الاسود بن حزم الانصاری البخاری المدنی، ابوطلحۃ، آپ نے کنیت سے شہرت پائی تھی۔ آپ کبار صحابہ کرامؓ میں سے تھے۔ عقبہ اور تمام غزوات کے مواقع پر حاضر رہے تھے۔ ۳۴ھ کو وفات پا گئے تھے۔ [الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ،، ۲:۶۰۷ رقم (۲۹۰۷)]

سواری تیار کرنے کا حکم دیا تو اس پر کجاوہ کس دیا گیا۔ پھر آپ کے صحابہ بھی آپ کے پیچھے ہو لیے۔ صحابہؓ نے کہا آپ ﷺ قضائے حاجت کے لیے جا رہے ہیں یہاں تک کہ آپ ﷺ کنویں کے کنارے کھڑے ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ انہیں ان کے اپنے اور ان کے آباء کے ناموں سے پکارنے لگے۔ اے فلاں بن فلاں! اے فلاں بن فلاں! کیا تمہیں یہ بات خوش کرتی کہ تم نے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کی ہوتی۔ اللہ تعالیٰ نے ہم سے جو وعدہ کیا اسے ہم نے حق پایا ہے، کیا اللہ تعالیٰ نے تم سے جو وعدہ کیا تھا اسے بھی سچا پایا ہے؟ حضرت عمرؓ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! آپ تو ایسے جسموں سے گفتگو کر رہے ہیں جن میں روحیں ہی نہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو میں کہتا ہوں وہ تمہاری بہ نسبت اسے زیادہ سنتے ہیں۔ قتادہؒ نے کہا اللہ تعالیٰ نے انہیں زندہ کیا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں رسول اللہ ﷺ کی بات سنائی۔ مقصد شرمندہ کرنا، ان کی حقارت بیان کرنا، سزا دینا، حسرت کا اظہار کرنا اور شرمندہ کرنا تھا(۱)۔

امام ابن مردویہؒ حضرت کلبیؒ کے واسطے سے حضرت ابو صالحؒ سے وہ حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ یہ آیت اس بارے میں نازل ہوئی کہ نبی کریم ﷺ نے اہل بدر کو ندا کی تھی (۲)۔

اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ ضُعْفٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْۢ بَعْدِ ضُعْفٍ قُوَّةً ثُمَّ جَعَلَ مِنْۢ بَعْدِ قُوَّةٍ ضُعْفًا وَّ شَیْبَةً ؕ یَخْلُقُ مَا یَشَآءُ ۚ وَ هُوَ الْعَلِیْمُ الْقَدِیْرُ ﴿۵۴﴾

"خدا ہی تو ہے جس نے تم کو (ابتداء میں) کمزور حالت میں پیدا کیا پھر کمزوری کے بعد طاقت عطا کی پھر طاقت کے بعد کمزوری اور بڑھاپا دیا۔ وہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور وہ صاحبِ دانش (اور) صاحب قدرت ہے"[۵۴]

---

(۱) صحیح بخاری، کتاب: المغازی، باب: قتل ابی جهل، رقم (۳۷۵۷)

صحیح مسلم، کتاب: الجنۃ وصفۃ نعیمها واهلها، باب: عرض مقعد المیت من الجنۃ، رقم (۲۸۷۵)

سنن الترمذی: لم اجده فی سنن الترمذی، ۔۔ سنن ابی داود: لم اجده فی سنن ابی داود،

مسند احمد، کتاب: اول مسند المدنیین اجمعین، باب: حدیث ابی طلحۃ زید بن سهل، رقم (۱۵۹۲۴)

شیخ البانیؒ نے اس حدیث کو [صحیح] قرار دیا ہے۔ تلخیص احکام الجنائز، ۱: ۸۵ رقم (۸۸)

(۲) روایت نہیں ملی

امام سعید بن منصورؒ، امام احمدؒ، بوداؤدؒ، امام ترمذیؒ (جب کہ امام ترمذیؒ نے اسے حسن قرار دیا ہے)، ابن منذرؒ، طبرانیؒ، شیرازیؒ نے "القاب" میں، دارقطنیؒ نے "افراد" میں، ابن عدیؒ، حاکمؒ، ابونعیمؒ نے "حلیہ" میں، ابن مردویہؒ اور خطیبؒ نے "تالی التلخیص" میں حضرت ابن عمرؓ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ پر ﴿اللہ الذی خلقکم من ضَعْف﴾ پڑھا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے بیٹے! یہ من ضُعْف ہے(۱)۔

امام خطیبؒ نے حضرت ابن عمرؓ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ﴿اللہ الذی خلقکم من ضعف﴾ پڑھا(۲)۔

---

(۱) مسند احمد، کتاب: مسند المکثرین من الصحابۃ، باب: مسند عبداللہ بن عمرؓ بن الخطاب، رقم (۵۲۰۵)

مسند احمد، کتاب: الحروف والقراءت، رقم الحدیث (۳۹۷۸)

سنن الترمذی، کتاب: القراءت عن رسول اللہ ﷺ، باب: ومن سورۃ الروم، رقم (۲۹۳۶)

المعجم الاوسط، ۹: ۱۴۵ رقم (۹۳۷۰)

المعجم الصغیر، ۲: ۲۵۹ رقم (۱۱۲۸)

الکامل فی الضعفاء الرجال، ۶: ۴۳۹ رقم (۱۹۱۵)

مستدرک، کتاب: التفسیر، باب: قراءت النبی ﷺ، رقم (۲۹۷۴)

امام ترمذیؒ نے اس حدیث کی سند کے بارے میں لکھا ہے: هذا حديث حسن غريب لانعرفه الا من حديث فضيل بن مرزوق [الترمذی: رقم (۲۹۳۶)]۔۔سنن ترمذی کی احادیث پر شیخ البانیؒ نے حکم لگاتے ہوئے اس کو حدیث کو [حسن] قرار دیا ہے۔[الترمذی: رقم (۲۹۳۶)]۔۔مسند احمد کی احادیث پر شعیب الارنووط نے حکم لگائے ہیں، آپ نے اس حدیث کے ذیل میں لکھا ہے: اسناده ضعيف لضعف عطيه بن سعد العوفي وباقي رجاله الثقات رجال الشيخين غير فضيل بن مرزوقفمن رجال مسلم [تعليق شعيب الارنووط علىٰ مسندا حمد : رقم الحديث(۵۲۰۵)] ۔۔امام حاکمؒ نے اس حدیث کو ذکر کرنے کے بعد لکھا ہے: تفرد به عطية العوفي ولم يحتجابه وقد احتج مسلم بالفضيل بن مرزوق[المستدرک: رقم(۲۹۷۴)]

(۲) تاریخ بغداد، ۱۳: ۱۹۲ رقم (۷۱۶۹)

ابن مردویہؒ نے حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ سورۂ روم میں اس لفظ کو ضَعْفٍ پڑھتے (۱)۔

امام ابن جریرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت قتادہؒ سے روایت نقل کی ہے من ضعف سے مراد نطفہ ہے اور من بعد ضعف قوة سے ضعف سے مراد بڑھاپا ہے اور شیبہ سے مراد سر کے بالوں کا سیاہ وسفید ہونا ہے (۲)۔

وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ يُقْسِمُ الْمُجْرِمُوْنَ مَا لَبِثُوْا غَيْرَ سَاعَةٍ ط كَذٰلِكَ كَانُوْا يُؤْفَكُوْنَ ﴿٥٥﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ أُوْتُوا الْعِلْمَ وَالْإِيْمَانَ لَقَدْ لَبِثْتُمْ فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ إِلٰى يَوْمِ الْبَعْثِ فَهٰذَا يَوْمُ الْبَعْثِ وَلٰكِنَّكُمْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿٥٦﴾ فَيَوْمَئِذٍ لَّا يَنْفَعُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مَعْذِرَتُهُمْ وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُوْنَ ﴿٥٧﴾ وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ ط وَلَئِنْ جِئْتَهُمْ بِاٰيَةٍ لَيَقُوْلَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا إِنْ أَنْتُمْ إِلَّا مُبْطِلُوْنَ ﴿٥٨﴾ كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿٥٩﴾ فَاصْبِرْ إِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّلَا يَسْتَخِفَّنَّكَ الَّذِيْنَ لَا يُوْقِنُوْنَ ﴿٦٠﴾

"اور جس روز قیامت برپا ہوگی گنہگار قسمیں اٹھائینگے۔ کہ وہ (دنیا میں) ایک گھڑی سے زیادہ نہیں رہے تھے۔ اسی طرح وہ (رستے سے) اُلٹے جاتے تھے [۵۵] اور جن لوگوں کو علم اور ایمان دیا گیا تھا وہ کہیں گے کہ خدا کی کتاب کے مطابق تم قیامت تک رہے ہو۔ اور یہ قیامت ہی کا دن ہے لیکن تم کو اس کا یقین ہی نہ تھا [۵۶] تو اُس روز ظالم لوگوں کو اُن کا عذر کچھ فائدہ نہ دیگا اور نہ اُن سے توبہ قبول کی جائے گی [۵۷] اور ہم نے لوگوں کے (سمجھانے کے) لئے اِس قرآن میں ہر طرح کی مثال بیان کردی ہے۔ اور اگر تم انکے سامنے کوئی نشانی پیش کرو تو یہ کافر کہہ دینگے کہ تم تو جھوٹے ہو [۵۸] اسی طرح خدا اُن لوگوں کے دلوں پر جو سمجھ نہیں رکھتے مہر لگا دیتا ہے [۵۹] پس تم صبر کرو بے شک خدا کا وعدہ سچا ہے اور (دیکھو) جو لوگ یقین نہیں رکھتے وہ تمہیں اوچھا نہ بنا دیں" [۶۰]

امام عبد بن حمیدؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت قتادہؒ سے ﴿ویوم تقوم الساعة یقسم المجرمون ما لبثوا غیر ساعة﴾ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ یعنی وہ دنیا میں صرف ایک گھڑی رہے ہیں۔ جب آپ

---

(۱) تفسیر الطبری، سورۃ الروم، ۱۰:۱۹۸

(۲) تفسیر الطبری، سورۃ الروم، ۱۰:۱۹۸ رقم (۲۸۰۲۹)

تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الروم، ۹:۳۰۹۴ رقم (۱۷۵۱۷)

آخرت کو دیکھیں گے تو قیام دنیا کی مدت کو قلیل جانیں گے۔ کذلك کانوا یوفکون اسی طرح وہ دنیا میں جھوٹ بولا کرتے تھے۔ ﴿وقال الذین اوتوا العلم﴾ قتادہؒ نے کہا یہ کلام کی تقدیم اور تاویل ہے یعنی وہ لوگ جنہیں ایمان اور علم عطا کیا گیا تھا۔ انہوں نے کہا اللہ کی کتاب میں ہے تم قیامت کے دن تک وہاں رہے (۱)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ربیع بن انسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے علم میں برزخ میں قیامت کے دن تک ٹھہرے۔ قیامت کے وقت کا علم اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ اس بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿وَاَجَلٍ مُّسَمًّی (۲)﴾ (۳)۔

امام ابن ابی شیبہؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ، ابن ابی حاتمؒ، حاکمؒ اور بیہقیؒ نے "سنن" حضرت علیؓ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک خارجی نے حضرت علی شیر خدا کو آواز دی جبکہ آپ صبح کی نماز پڑھ رہے تھے۔ اس نے کہا ﴿وَلَقَدْ أُوحِيَ إِلَيْكَ وَإِلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكَ لَئِنْ أَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ (۴)﴾ حضرت علیؓ نے حالت نماز میں ہی اسے جواب دیا ﴿فاصبر ان وعداللّٰہ حق ولا یستخفنك الذین لا یوقنون﴾ (۵)۔

---

(۱) تفسیر الطبری، سورۃ الروم، ۱۰:۱۹۹ رقم (۲۸۰۳۰)

تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الروم، ۹:۳۰۹۴ رقم (۱۷۵۱۸)

(۲) القرآن الکریم، طٰہٰ، ۱۲۹

(۳) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الروم، ۹:۳۰۹۴ رقم (۱۷۵۱۹)

(۴) القرآن الکریم، الزمر، ۶۵

(۵) مصنف ابن ابی شیبۃ: کتاب: الجمل، باب: ماذکر فی الخوارج، رقم (۳۷۸۹۱)

تفسیر الطبری، سورۃ الروم، ۱۰:۲۰۰ رقم (۲۸۰۳۲)

تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ الروم، ۹:۳۰۹۵ رقم (۱۷۵۲۰)

مستدرک، کتاب: معرفۃ الصحابۃ، باب: ذکر مقل امیر المومنین علی بن طالبؓ، رقم (۴۷۰۴)

سنن الکبریٰ البیہقی، ۲:۲۴۵ رقم (۳۱۴۵)۔ امام الذہبیؒ نے اس حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے اور اس کی ضعف کی وجہ سے اس کو اپنی کتاب تلخیص سے حذف کیا ہے۔ [تعلیق الذہبی علی المستدرک: رقم (۴۷۰۴)]

سورۃ لقمان

باب نہم

سورۃ لقمان کا اردو ترجمہ اور علمی تحقیق

فصل اول: فضائل سورۃ لقمان کے روایات کی تحقیق

فصل دوم: سورۃ لقمان کے روایات کی تحقیق

سورۃ لقمان کا اردو ترجمہ اور علمی تحقیق

فصل اول: فضائل سورۃ لقمان کے روایات کی تحقیق

امام ابن ضریسؒ، ابن مردویہؒ اور بیہقیؒ نے دلائل میں حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ سورۃ لقمان مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی (۱)۔

امام نحاسؒ نے اپنی تاریخ میں حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ سورۃ لقمان مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی سوائے تین آیات کے جو مدینہ طیبہ میں نازل ہوئیں۔ وہ یہ ہیں ﴿وَلَوْ أَنَّمَا فِي الْأَرْضِ مِن شَجَرَةٍ أَقْلَامٌ (۲)﴾ (۳)۔

امام نسائیؒ اور ابن ماجہؒ نے براءؓ سے روایت نقل کی ہے کہ ہم نبی کریم ﷺ کے پیچھے ظہر کی نماز پڑھتے تو ہم آپ سے سورۃ لقمان اور الذاریات سے ایک آیت کے بعد دوسری آیت سنتے (۴)۔

فصل دوم: سورۃ لقمان کے روایات کی تحقیق

بسم الله الرحمٰن الرحيم

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم فرمانے والا ہے۔

الٓمٓ ﴿۱﴾ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِيْمِ ﴿۲﴾ هُدًى وَّرَحْمَةً لِّلْمُحْسِنِيْنَ ﴿۳﴾ الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ﴿٤﴾ أُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ وَأُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿٥﴾ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِيْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّيَتَّخِذَهَا هُزُوًا ؕ أُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ﴿٦﴾

"الم [۱] یہ حکمت کی (بھری ہوئی) کتاب کی آیتیں ہیں [۲] نیکوکاروں کے لئے ہدایت اور رحمت [۳] جو نماز کی پابندی کرتے اور زکوۃ دیتے اور آخرت کا یقین رکھتے ہیں [۴] یہی اپنے پروردگار (کی طرف) سے ہدایت پر ہیں اور یہی نجات پانے والے ہیں [۵] اور لوگوں میں بعض ایسا ہے جو بیہودا حکایات خریدتا ہے تاکہ (لوگوں کو) بے سمجھے خدا کے راستے سے گمراہ کرے اور اس سے استہزاء کرے یہی لوگوں ہیں جن کو ذلیل کرنے والا عذاب ہوگا" [۶]

---

(۱) فضائل القرآن، ۱:۲۱ رقم (۱۷)

(۲) القرآن الکریم، لقمان، ۲۷

(۳) الناسخ والمنسوخ، ۱:۶۱۹

(۴) المجتبیٰ من السنن، کتاب: الافتتاح، باب: القراءۃ فی الظھر، رقم (۹۷۱)
سنن ابن ماجۃ، کتاب: اقامۃ الصلاۃ والسنۃ فیھا، باب: الجھر بالایۃ احیانا فی صلوٰۃ الظھر والعصر، رقم (۸۳۰)
شیخ الالبانیؒ نے اس حدیث کو [ضعیف] قرار دیا ہے۔ [السلسلۃ الضعیفۃ، ۹:۱۲۱ رقم (۴۱۲۰)]

امام بیہقیؒ نے شعب الایمان میں حضرت ابن عباسؓ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ﴿لھو الحدیث﴾ سے مراد باطل بات ہے۔ ایسا کرنے والا حارث بن علقمہ تھا۔ اس نے عجمیوں کے قصے اور ان کے زمانہ کے کارناموں والی کتابیں خریدیں۔ وہ حیرہ اور شام کی کتابیں لکھتا اور قرآن حکیم کی تکذیب کرتا۔ اس نے قرآن حکیم سے اعراض کیا اور ایمان نہ لایا(۱)۔

امام ابن جریرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت قتادہؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس کے ﴿شراء﴾ سے مراد اس کا پسند کرنا ہے۔ قتادہؒ نے کہا کسی انسان کی گمراہی کے لیے کافی ہے کہ حق بات پر باطل کو پسند کرتا ہے۔ ﴿ویتخذھا ھزوا﴾ یعنی اس کے ساتھ استہزا کرتا ہے اور اسے جھٹلاتا ہے(۲)۔

امام فریابیؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے مجاہدؒ سے یہ تفسیر نقل کی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے راستہ کا مذاق اڑاتا ہے(۳)۔

امام فریابیؒ، ابن جریرؒ اور ابن مردویہؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ ﴿لھو الحدیث﴾ سے مراد باطل بات ہے، وہ نغمہ وغیرہ ہے۔ ﴿سبیل اللہ﴾ سے مراد قرآن پڑھنا اور اللہ کا ذکر کرنا ہے۔ یہ آیت ایک قریشی کے بارے میں نازل ہوئی جس نے نغمہ گانے والی ایک لونڈی خریدی تھی(۴)۔

امام جوبیرؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت نضر بن حارث کے بارے میں نازل ہوئی۔ اس نے لونڈی خریدی ہوئی تھی۔ وہ کسی بھی آدمی کے بارے میں یہ سنتا کہ وہ اسلام کا ارادہ کر رہا ہے تو اسے اپنی لونڈی کے پاس بھیج دیتا۔ لونڈی سے کہتا اسے کھانا کھلاؤ، شراب پلاؤ اور نغمہ سناؤ اور کہتا یہ اس سے بہتر ہے جس کی طرف تمہیں حضرت محمد ﷺ دعوت دیتے ہیں جیسے نماز، روزہ اور یہ کہ تو جہاد کرے تو یہ آیت نازل ہوئی(۵)۔

---

(۱) شعب الایمان، ۴:۳۰۵ رقم (۵۱۹۴)

(۲) تفسیر الطبری، سورۃ لقمان، ۱۰:۲۰۵ رقم (۲۸۰۶۸)
تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ لقمان، ۹:۳۰۹۶ رقم (۱۷۵۲۱)

(۳) تفسیر الطبری، سورۃ لقمان، ۱۰:۲۰۲ رقم (۲۸۰۳۸)
تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ لقمان، ۹:۳۰۹۶ رقم (۱۷۵۲۲)

(۴) تفسیر الطبری، سورۃ لقمان، ۱۰:۲۰۵ رقم (۲۸۰۶۶)

(۵) تفسیر قرطبی، سورۃ لقمان، ۱۴:۵۲
تفسیر روح المعانی، سورۃ لقمان، ۱۵:۴۰۸

امام سعید بن منصورؒ، امام احمدؒ، امام ترمذیؒ، امام ماجہؒ اور ابن ابی الدنیاؒ نے ذم الملاہی میں، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ، ابن ابی حاتمؒ، طبرانیؒ اور ابن مردویہؒ نے حضرت ابوامامہؓ سے وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں۔ گانے بجانے والی لونڈیاں نہ بیچو، نہ انہیں خریدو اور نہ ہی انہیں تعلیم دو ان کی تجارت میں کوئی بھلائی نہیں، ان کی تجارت میں کوئی بھلائی نہیں، ان کی قیمت حرام ہے۔ اس بارے میں یہ آیت نازل ہوئی (۱)۔

امام ابن ابی الدنیاؒ نے ذم الملاہی میں اور ابن مردویہؒ نے حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے گانا بجانے والی لونڈی، اس کی خرید وفروخت، اس کی قیمت، اس کی تعلیم اور اس کے سننے کو حرام قرار دیا ہے۔ پھر اس آیت کی تلاوت کی (۲)۔

امام بخاریؒ نے الادب المفرد میں، ابن ابی الدنیاؒ، ابن جریرؒ، ابن ابی حاتمؒ، ابن مردویہ اور بیہقیؒ نے سنن میں حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ ﴿لهو الحديث﴾ سے مراد گانا اور اس قسم کی چیزیں ہیں (۳)۔

---

(۱) مسند احمد، کتاب: باقی مسند الانصار، باب: حدیث ابی امامۃ الباھلی، رقم (۲۱۷۷۷)

صحیح مسلم، کتاب: البیوع عن رسول اللہ، باب: ماجاء فی کراھیۃ بیع المغنیات، رقم (۱۲۸۲)

سنن ابن ماجۃ، کتاب: التجارات، باب: لا یحل بیعہ، رقم (۲۱۶۸)۔۔ابن ابی الدنیا، ذم الملاھی، ۱:۲۷ رقم (۱۲)

تفسیر الطبری، سورۃ لقمان، ۱۰:۲۰۲ رقم (۲۸۰۳۵)۔۔تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ لقمان، ۹:۳۰۹۶ رقم (۱۷۵۲۳)

المعجم الکبیر ۸:۲۱۳ رقم (۷۸۶۱)

سنن البیھقی الکبری، ۶:۱۴ رقم (۱۰۸۳۸)

امام ترمذیؒ نے مذکورہ حدیث کی سند کے بارے میں کچھ یوں لکھا ہے: قال ابو عیسیٰ حدیث ابی امامة انما نعرفه مثل هذا الوجه وقد تكلم بعض اهل العلم فی علی بن یزید و ضعفه وهو الشامی [الترمذی: رقم (۱۲۸۲)]

شیخ الالبانیؒ نے اس حدیث کو [حسن] قرار دیا ہے۔ [تعلیق الالبانیؒ علی سنن ترمذی: رقم (۱۲۸۲)]

(۲) ابن ابی الدنیا، ذم الملاھی، ۱:۲۷ رقم (۱۲)۔۔تفسیر ابن حاتم: سورۃ لقمان، ۹:۳۰۹۶ رقم (۱۷۵۲۳)۔۔امام ہیثمیؒ نے اس حدیث کی سند کے بارے میں لکھا ہے: رواه الطبرانی فی الاوسط وفیه اثنان لم اجد من ذكرهما وليث بن ابی سليم وهو مدلس [مجمع الزوائد، ۴:۹۱]

(۳) الادب المفرد، ۱:۲۷۴ رقم (۷۸۶)۔۔شیخ الالبانیؒ نے اس حدیث کو [صحیح الاسناد موقوف] قرار دیا ہے۔ [الادب المفرد، رقم (۷۸۶)]

امام ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن مردویہؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ اس سے مراد گانا گانے والی لونڈی کو خریدنا ہے(۱)۔

امام ابن عساکرؒ نے حضرت مکحولؒ سے اس کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ ایسی لونڈیاں جو گانا گاتی ہوں(۲)۔

امام ابن ابی شیبہؒ، ابن ابی الدنیاؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ، حاکم (جب کہ حاکمؒ نے اسے صحیح قرار دیا ہے) اور بیہقیؒ نے شعب الایمان میں حضرت ابوصہباءؒ(۳) سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ کی قسم ﴿لھو الحدیث﴾ سے مراد گانا گانا ہے(۴)۔

امام ابن ابی الدنیاؒ اور ابن جریرؒ نے حضرت شعیب بن یسارؒ(۵) سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت عکرمہؒ سے ﴿لھو الحدیث﴾ کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا اس سے مراد گانا ہے(۶)۔

---

(۱) تفسیر الطبری، سورۃ لقمان، ۱۰:۲۰۳ رقم (۲۸۰۴۸)

(۲) تاریخ دمشق، ۱۸:۱۴۶

(۳) صھیب الھاشمی ابوالصھباء البکری البصری، مولیٰ عباسؓ، مدنی۔ امام مسلمؒ، امام ابوداودؒ اور نسائیؒ نے آپ کی روایت ذکر کی ہے۔ امام ابن حبانؒ نے آپ کو [الثقات] میں ذکر کیا ہے۔ امام نسائیؒ نے آپ پر ضعیف راوی کا حکم لگایا ہے۔ [تھذیب التھذیب، ۴:۳۸۶ رقم (۷۷۱)۔۔ الثقات لابن حبان، ۴:۳۸۱ رقم (۳۴۵۶)]

(۴) مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب: البیوع والاقضیۃ، باب: ومن الناس من یشتری، رقم (۲۱۱۳۰)
تفسیر الطبری، سورۃ لقمان، ۱۰:۲۰۳ رقم (۲۸۰۴۱)
مستدرک، کتاب: التفسیر، باب: تفسیر سورۃ لقمان، رقم (۳۵۴۲)
سنن البیھقی الکبری، ۴:۲۷۸ رقم (۵۰۹۶)
امام حاکمؒ نے اس حدیث کو [صحیح الاسناد] قرار دیا ہے اور اس حدیث کے آخر میں لکھا ہے: صحیح الاسنا دولم یخرجا ہ[المستدرک، رقم (۳۵۴۲)]

(۵) شعیب بن یسار مولیٰ ابن عباسؓ، آپ حضرت عمرؓ، ابوموسیٰ اشعریؓ اور عکرمہؒ سے روایت نقل کرتے تھے۔ اسماعیل بن ابی خالد اور مساور الوراق آپ کے شاگردوں میں سے تھے۔ امام بخاریؒ نے اپنی کتاب تاریخ میں لکھا کہ آپ حضرت عمرؓ سے مرسلاً نقل کرتے ہیں۔ امام ابن حبانؒ نے آپ کو [الثقات] میں ذکر کیا ہے۔ [الجرح والتعدیل: ۴:۳۵۳ رقم (۱۵۴۵)۔۔ التاریخ الکبیر، ۴:۲۱۷ رقم (۲۵۵۶)۔۔ الثقات لابن حبان، ۴:۳۸۱ (۳۴۵۶)]

(۶) تفسیر الطبری، سورۃ لقمان، ۱۰:۲۰۴ رقم (۲۸۰۵۹)

امام فریابیؒ، سعید بن منصورؒ، ابن ابی الدنیاؒ، ابن جریرؒ اور ابن منذرؒ نے حضرت مجاہدؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ لھو الحدیث سے مراد گانا گانا اور ہر قسم کا لہو ولعب ہے(۱)۔

امام ابن ابی الدنیاؒ نے حضرت حبیب بن ابی ثابتؒ(۲) کی سند سے وہ حضرت ابراہیمؒ(۳) سے یہ قول نقل کرتے ہیں کہ لھو الحدیث سے مراد گانا گانا ہے۔ مجاہدؒ نے کہا یہ فضول بات ہے(۴)۔

ابن ابی حاتمؒ نے عطاء خراسانیؒ سے اس کا یہ معنیٰ نقل کیا ہے کہ لھو الحدیث سے مراد گانا گانا ہے اور باطل بات کرنا ہے(۵)۔

ابن ابی حاتمؒ نے حضرت حسن بصریؒ سے روایت نقل ہے یہ آیت گانا گانے اور آلاتِ لہو لعب کے بارے میں نازل ہوئی(۶)۔

امام ابن ابی الدنیاؒ اور بیہقیؒ نے سنن میں حضرت ابن مسعودؓ سے روایت نقل کی ہے کہ گانا دل میں نفاق اس طرح پیدا کرتا ہے جس طرح پانی کھیتی کو اُگاتی ہے۔ اور ذکر دل میں ایمان اس طرح پیدا کرتا ہے جس طرح پانی کھیتی کو اُگاتا ہے(۷)۔

امام ابن ابی الدنیاؒ نے حضرت ابراہیمؒ سے روایت نقل کی ہے کہ لوگ کہا کرتے تھے کہ غناء دل میں نفاق پیدا کرتا ہے(۸)۔

---

(۱) تفسیر الطبری، سورۃ لقمان، ۱۰:۲۰۴ رقم (۲۸۰۴۷)

(۲) حبیب بن ابی ثابت [قیس بن دینار] ابو یحییٰ الکوفی، آپ ایک ثقہ، جلیل القدر فقیہ اور علم حدیث کے ماہر عالم تھے، باوجود مہارت کے آپ کثرت سے ارسال کیا کرتے تھے، اور تدلیس کے شبہات سے بھی مبراء نہ تھے۔ امام احمد بن عبداللہ العجلی نے آپ کو مفتی الکوفۃ کہا ہے۔ [تھذیب التھذیب، ۲:۱۵۶ رقم (۳۲۳)]

(۳) ابراھیم بن سعد بن ابی وقاص القرشی الزھری المدنی، آپ ایک ثقہ راوی الحدیث تھے۔ امام ابن حبانؒ نے آپ کو اپنی کتاب الثقات میں ذکر کیا ہے۔ امام عجلیؒ نے آپؒ کو مدنی، ثقہ اور تابعی جیسے القابات سے یاد کیا ہے۔ امام محمد بن سعد نے آپ کو کثیر الحدیث اور ثقہ راوی الحدیث قرار دیا ہے۔ [تھذیب التھذیب، ۱:۱۰۷ رقم (۲۱۷)۔۔ الثقات لابن حبان، ۴:۴ (۱۵۹۵)]

(۴) ابن ابی الدنیا، ذم الملاھی، ۱:۲۷ رقم (۱۳)

(۵) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ لقمان، ۹:۳۰۹۶ رقم (۱۷۵۲۵)

(۶) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ لقمان، ۹:۳۰۹۶ رقم (۱۷۵۲۶)

(۷) سنن البیھقی الکبری، ۱۰:۲۲۳ رقم (۲۰۷۹۶)

(۸) سنن البیھقی الکبری، ۱۰:۲۲۳ رقم (۲۰۷۹۵)

ابن ابی الدنیا، ذم الملاھی، ۱:۲۷ رقم (۱۲)

امام ابن ابی الدنیاؒ اور بیہقیؒ نے سنن میں حضرت ابن مسعودؓ سے روایت نقل کی ہے کہ گانا دل میں نفاق اسطرح پیدا کرتا ہے جس طرح پانی کھیتی کو اُگاتی ہے۔ اور ذکر دل میں ایمان اس طرح پیدا کرتا ہے جس طرح پانی کھیتی کو اُگاتا ہے(۱)۔

امام ابن ابی الدنیاؒ اور بیہقیؒ نے شعب میں ابن مسعودؓ سے روایت نقل کی ہے جب ایک بندہ سواری پر سوار ہو جاتا ہے اور بسم اللہ نہیں پڑھتا شیطان اُس کا ردیف ہو جاتا ہے اور اُس کو کہتا ہے گانا گا(۲)۔

امام ابن ابی الدنیاؒ اور ابن مردویہؒ نے حضرت ابوامامہؓ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کوئی آدمی گانے کے ساتھ اپنی آواز بلند نہیں کرتا مگر اللہ تعالیٰ اس کی طرف دو شیطان بھیجتا ہے جو اس کے کندھوں پر بیٹھ جاتے ہیں۔ وہ اپنی ایڑیاں اس کے سینے پر مارتے ہیں یہاں تک کہ وہ گانا گانے سے رک جائے(۳)۔

امام ابن الدنیا اور بیہقیؒ نے حضرت شعبیؒ سے وہ قاسم بن محمدؒ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ ان سے غناء کے بارے میں پوچھا گیا فرمایا میں تجھے اس سے منع کرتا ہوں اور تیرے لیے اسے ناپسند کرتا ہوں۔ سائل نے پوچھا کیا وہ حرام ہے؟ فرمایا اے بھتیجے! جب اللہ تعالیٰ نے حق کو باطل سے جدا کر دیا ہے تو ان دونوں میں سے غناء کو کس میں رکھا جائے گا؟(۴)۔

امام ابن ابی الدنیاؒ اور بیہقیؒ نے حضرت شعبیؒ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے گانا گانے والے اور جس کے لیے گانا گایا جا رہا ہو دونوں پر لعنت کی ہے(۵)۔

---

(۱) ابن ابی الدنیا، ذم الملاھی، ۱:۳۷ رقم (۳۷)
سنن البیھقی الکبری، ۱۰:۲۲۳ رقم (۲۰۷۹۵)

(۲) ابن ابی الدنیا، ذم الملاھی، ۱:۲۷ رقم (۱۵)
شعب الایمان، ۴:۲۷۹ رقم (۵۱۰۱)

(۳) ابن ابی الدنیا، ذم الملاھی، ۱:۲۷ رقم (۱۶)
شیخ الالبانیؒ نے اس حدیث کو [ضعیف جدا] قرار دیا ہے۔ [السلسلۃ الضعیفۃ: ۲:۳۳۵ رقم (۹۳۱)]

(۴) ابن ابی الدنیا، ذم الملاھی، ۱:۲۷ رقم (۱۸)

(۵) ابن ابی الدنیا، ذم الملاھی، ۱:۲۷ رقم (۱۹)
شعب الایمان، ۴:۲۷۹ رقم (۵۱۰۵)

امام ابن ابی الدنیاؒ اور بیہقیؒ نے حضرت فضیل بن عیاضؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ غناء بدکاری کی سیڑھی ہے(۱)۔

امام ابن ابی الدنیاؒ اور بیہقیؒ نے حضرت ابوعثمان لیثیؒ سے روایت نقل کی ہے کہ یزید بن ولید ناقصؒ (۲) نے کہا اے بنی امیہ! غناء سے بچو کیونکہ یہ حیاء کم کر دیتا ہے، شہوت میں اضافہ کرتا ہے، مروت کو گرا دیتا ہے۔ یہ شراب کے قائم مقام ہے، یہ وہی کچھ کرتا ہے جو نشہ کرتا ہے۔ اگر تم ضرور ایسا کرنے والے ہو تو عورتوں کو اس سے دور رکھو کیونکہ گانا بدکاری کو دعوت دینے والا ہے(۳)۔

امام ابن الدنیاؒ نے ابوجعفر عمر بن عبداللہ اموی (۴) سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے اپنے بچوں کے استاد کیلئے خط لکھا: یہ خط اللہ کے بندے عمر امیر المومنینؒ کی جانب سے سیل کی طرف ہے جو اس کا غلام ہے اما بعد! میں نے اپنی اولاد کی تربیت کے لیے اپنی بجائے تجھے منتخب کیا ہے، میں نے اپنے بچوں کو تیرے سپرد کیا ہے، تیرے سوا کسی غلام یا خاص الخاص معتمدین کے سپرد نہیں کیا۔ ان کے ساتھ سختی سے پیش آؤ کیونکہ یہ انکے آگے بڑھنے کو زیادہ ممکن بنائے گی۔ عام صوبت اختیار نہ کرو کیونکہ عمومی سنگت غفلت پیدا کرتی ہے، زیادہ نہ ہنسا کرو کیونکہ زیادہ ہنسنا دل کو مار ڈالتا ہے۔ تیری تعلیم میں سب سے پہلے جس چیز کا وہ اعتقاد رکھیں وہ لہو ولعب سے نفرت ہونی چاہیئے جس کا آغاز شیطان کی جانب سے ہوتا ہے، اس کا انجام رحمان کی ناراضگی ہے، اصحاب علم میں سے ثقہ لوگوں سے مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ لہو ولعب کے آلات کا سنا اور ان کا شیفتہ ہونا یہ دل میں اسی طرح نفاق پیدا کرتا ہے جس طرح پانی گھاس اُگاتا ہے۔ میری دل کی قسم! ان مقامات کو ترک کر کے آپنے آپ کو بچانا دانشمندوں کیلئے زیادہ

---

(۱) ابن ابی الدنیا، ذم الملاھی، ۱:۴۷ رقم (۲۱)

اس جملے کے بارے میں تین اقوال عرض ہیں:

(الف) یہ ضرب المثل ہے۔ [النہایہ فی غریب الحدیث والاثر، ۴:۳۵۔۔عمدۃ القاری، ۲۲:۱۸۶]

(ب) امام غزالیؒ لکھتے ہیں: یہ فضیل بن عیاض کا قول ہے۔ [احیاء العلوم الدین، ۲:۲۸۷]

(ج) مولانا عبدالحی لکھنوی لکھتے ہیں: یہ حدیث موضوع ہے کسی حدیث کی کتاب میں اس کا نشان نہیں [مجموع الفتاوی، ۱:۱۵۷]

(۲) یزید بن ولید الناقص، جب قتیبہؒ نے [صغد] کا علاقہ فتح کیا تھا تو وہاں سے دو لونڈیاں جو حاکم وقت کی اولاد میں سے تھیں اپنے ساتھ لے آیا تھا ایک حجاج بن یوسف کو دی تھی جو اُس نے آگے ولید بن عبدالملک کو دے دی تھی۔ ولید بن عبدالملک سے اُس کا ایک بیٹا پیدا ہوتا ہے جس کا نام یزید بن ولید الناقص رکھا جاتا ہے۔ جو اُموی حکمرانوں میں نیک اور پارسا شخص شمار ہوتے تھے۔ آپ اکثر اموی حکمرانوں کو نصیحت کیا کرتے تھے اور اپنی آخرت کو سنوارنے کی تلقین کیا کرتے تھے۔ [ابن جریر، تاریخ الطبری، ۳:۳۴۳]

(۳) ابن ابی الدنیا، ذم الملاھی، ج ۱، ص ۷۵ رقم (۲۳)۔۔شعب الایمان، ۴:۲۷۹ رقم (۵۱۰۸)

(۴) ابوجعفر الاموی عمر بن عبداللہ [آپ کے حالاتِ زندگی سے واقفیت نہ ہو سکی]

آسان ہے بہ نسبت اس کے کہ وہ اپنے دل میں نفاق کو قائم رکھیں۔ جب وہ ان (گانے) سے جدا ہوتا ہے انہیں یقین نہیں ہوتا کہ اس کے کانوں نے جو سنا ہے وہ اس سے فائدہ بھی حاصل کرسکتا ہے۔ ان بچوں میں سے ہر ایک کو قرآن مجید کے ایک حصہ سے سبق شروع کراؤ۔ وہ اس کی قراءت میں خوب مضبوط ہوں۔ جب وہ اس کام سے فارغ ہو تو وہ آپنی کمان اور ترکش لے اور ننگے پاؤں اپنے ٹارگٹ کی طرف جائے وہ سات تیر چلائے اور پھر کلولہ کی طرف واپس آجائے کیونکہ حضرت ابن مسعودؓ کہا کرتے تھے اے بیٹو! کلولہ کیا کرو کیونکہ شیطان قلولہ نہیں کرتا (۱)۔

امام ابن ابی الدنیاؒ نے حضرت رافع بن حفص مدنیؒ سے روایت نقل کی ہے کہ چار قسم کے افراد ایسے ہیں قیامت کے روز اللہ تعالیٰ ان کی طرف نہیں دیکھے گا: جادوگر عورت، نوحہ کرنے والی عورت، گانا گانے والی عورت اور عورت جب عورت سے خواہش پوری کرے اور کہا جس نے ایسا زمانہ پایا اس کے لیے لمبا غم مناسب ہے (۲)۔

امام ابن ابی الدنیا نے حضرت علی بن حسینؒ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ امت پاکیزہ نہیں ہوسکتی جس میں سارنگی ہو (۳)۔

امام ابن ابی الدنیاؒ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے دو احمق اور فاجر آوازوں سے منع کیا گیا: لہو ولعب کے نغمہ اور شیطان کے آلات موسیقی کے وقت کی آواز اور مصیبت کے وقت کی آواز یعنی چہرے نوچنا، گریبان پھاڑنا اور شیطان کی غم والی آواز (۴)۔

امام ابن ابی الدنیاؒ نے حضرت حسن بصریؒ سے روایت نقل کی ہے کہ دو آوازیں ملعون ہیں: نغمہ کے وقت موسیقی کی آواز اور مصیبت کے وقت کی آواز (۵)۔

امام ابن ابی الدنیاؒ نے حضرت انس بن مالکؓ سے روایت نقل کی ہے کہ سب سے بری کمائی بانسری بجانے والے کی کمائی ہے (۶)۔

---

(۱) ابن ابی الدنیا، ذم الملاھی، ۱: ۷۵ رقم (۲۳)

(۲) ابن ابی الدنیا، ذم الملاھی، ۱: ۷۵ رقم (۲۴)

(۳) ابن ابی الدنیا، ذم الملاھی، ۱: ۷۵ رقم (۲۵)

(۴) ابن ابی الدنیا، ذم الملاھی، ۱: ۷۵ رقم (۲۷)

(۵) ابن ابی الدنیا، ذم الملاھی، ۱: ۷۵ رقم (۲۸)

(۶) ابن ابی الدنیا، ذم الملاھی، ۱: ۷۵ رقم (۳۱)

امام ابن ابی الدنیاؒ اور بیہقیؒ نے حضرت نافعؒ سے روایت نقل کی ہے کہ میں ایک راستہ میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے ساتھ چل رہا تھا تو آپ نے ایک چرواہے کی بانسری بجانے کی آواز سنی۔ تو آپ نے اپنی انگلیاں کانوں میں رکھ لیں۔ پھر راستے سے ایک طرف ہو گئے۔ پھر لگاتار کہتے رہے اے نافع! کیا تو آواز سنتا ہے؟ میں نے کہا نہیں۔ تو آپ نے اپنی دونوں انگلیاں کانوں سے نکالیں اور کہا میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایسا ہی کرتے دیکھا ہے (۱)۔

امام ابن مردویہؒ نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے اس آیت کے متعلق یہ سنا کہ اس کا مطلب ہے کہ آدمی کا لہو ولعب اور باطل چیزوں کو خریدنا ہے (۲)۔

امام حاکمؒ نے "کنیٰ" میں حضرت عطاء خراسانیؒ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت گانا گانے، باطل امور اور آلات موسیقی کے بارے میں نازل ہوئی (۳)۔

امام آدمؒ، ابن جریرؒ اور بیہقیؒ نے "سنن" میں حضرت مجاہدؒ سے روایت نقل کی ہے کہ اس آیت سے مراد یہ ہے کہ آدمی گانا گانے والی کو کثیر مال کے بدلے میں خریدنا، ان سے گانا سننا اور اس جیسے کام کرنا (۴)۔

امام بیہقیؒ نے "شعب الایمان" میں حضرت ابن مسعودؓ سے روایت نقل کی ہے کہ آیت کا مفہوم یہ ہے کہ ایک آدمی کوئی لونڈی خریدے جو اسے رات، دن گانا سناتی رہے (۵)۔

وَإِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِ آيَاتُنَا وَلَّىٰ مُسْتَكْبِرًا كَأَن لَّمْ يَسْمَعْهَا كَأَنَّ فِي أُذُنَيْهِ وَقْرًا فَبَشِّرْهُ بِعَذَابٍ أَلِيمٍ ﴿٧﴾

"اور جب اس کو ہماری آیتیں سنائی جاتی ہیں تو اکڑ کر منہ پھیر لیتا ہے گویا اُن کو سنا ہی نہیں جیسے اُن کے کانوں میں ثقل ہو تو اس کو دردد ینے والے عذاب کی خوشخبری سنا دو" [۷]

---

(۱) ابن ابی الدنیا، ذم الملاھی، ۱:۷۵ رقم (۳۱)

(۲) فتح القدیر، سورۃ لقمان، ۵:۴۸۶

(۳) فتح القدیر، سورۃ لقمان، ۵:۴۸۶

(۴) تفسیر الطبری، سورۃ لقمان، ۱۰:۲۰۴ رقم (۲۸۰۵۷)

سنن البیھقی الکبری، ۱۰:۲۲۵ رقم (۲۰۸۰۹)

(۵) شعب الایمان، ۴:۲۷۹ رقم (۵۱۰۴)

امام ابن ابی الدنیاؒ نے حضرت قتادہؒ سے روایت نقل کی ہے: اس کا معنی ہے کہ جب اس پر ہماری آیات کی تلاوت کی جاتی ہے تو انہیں جھٹلاتے ہوئے منہ پھیر لیتا ہے (۱)۔

امام ابن جریرؒ نے حضرت مجاہدؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وقر کا معنیٰ بوجھ ہے (۲)۔

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَهُمْ جَنَّاتُ النَّعِيمِ ﴿٨﴾ خَالِدِينَ فِيهَا وَعْدَ اللَّهِ حَقًّا ۚ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿٩﴾ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا وَأَلْقَىٰ فِي الْأَرْضِ رَوَاسِيَ أَنْ تَمِيدَ بِكُمْ وَبَثَّ فِيهَا مِنْ كُلِّ دَابَّةٍ ۚ وَأَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَنْبَتْنَا فِيهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ كَرِيمٍ ﴿١٠﴾

"اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کرتے رہے اُن کے لئے نعمت کے باغ ہیں [۸] ہمیشہ ان میں رہیں گے۔ خدا کا وعدہ سچا ہے۔ اور وہ غالب حکمت والا ہے [۹] اُسی نے آسمانوں کو ستونوں کے بغیر پیدا کیا جیسا کہ تم دیکھتے ہو اور زمین پر پہاڑ (بنا کر) رکھ دیئے تاکہ تم ہلا نہ دے اور اس میں ہر طرح کے جانور پھلا دیئے اور ہم ہی نے آسمان سے پانی نازل کیا پھر (اُس نے) اُسمیں ہر قسم کی نفیس چیزیں اُگائیں" [۱۰]

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت مالک بن دینارؒ سے روایت نقل کی ہے کہ فردوس اور عدن کے جنات کے درمیان جنات نعیم ہیں۔ ان میں ایسی عورتیں ہیں جو جنت کے گلاب کے پھول سے پیدا کی گئی ہیں۔ عرض کی گئی ان باغات میں کون رہائش اختیار کرے گا؟ فرمایا وہ جو گناہ کا ارادہ کریں، جب وہ میری عظمت کو یاد کریں تو وہ مجھ سے ڈرنے لگیں اور وہ جن کی پشتیں میرے ڈر کی وجہ سے دوہری ہو جائیں (۳)۔

هَٰذَا خَلْقُ اللَّهِ فَأَرُونِي مَاذَا خَلَقَ الَّذِينَ مِنْ دُونِهِ ۚ بَلِ الظَّالِمُونَ فِي ضَلَالٍ مُبِينٍ ﴿١١﴾

"یہ تو خدا کی پیدائش ہے تو مجھے دکھاؤ کہ خدا کے سوا جو لوگ ہیں اُنہوں نے کیا پیدا کیا؟ حقیقت یہ ہے کہ یہ ظالم صریح گمراہی میں ہیں" [۱۱]

---

(۱) روایت نہیں ملی

(۲) تفسیر الطبری، سورۃ لقمان، ۱۰:۲۰۶ رقم (۲۸۰۶۹)

(۳) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ لقمان، ۹:۳۰۹۶ رقم (۱۷۵۲۷)

امام ابن جریرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے قتادہؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ آسمان وزمین کی تخلیق، اس میں جو جانور پھیلائے گئے ہیں اور جو چیزیں جوڑا جوڑا پیدا کی گئی ہیں سب اللہ تعالیٰ کی تخلیق ہیں۔ تو مجھے دکھاؤ تو سہی کہ ان بتوں نے کیا چیزیں پیدا کی ہیں (۱)۔

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا لُقْمٰنَ الْحِكْمَةَ أَنِ اشْكُرْ لِلّٰهِ ط وَمَنْ يَشْكُرْ فَإِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ ﴿۱۲﴾ وَإِذْ قَالَ لُقْمٰنُ لِابْنِهٖ وَهُوَ يَعِظُهٗ يَا بُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ ط إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۳﴾

"اور ہم نے لقمان کو دانائی بخشی۔ کہ خدا کا شکر کرو۔ اور جو شخص شکر کرتا ہے تو اپنے ہی فائدے کیلئے شکر کرتا ہے اور جو ناشکری کرتا ہے تو خدا بھی بے پروا (اور) سزاوار حمد (وثنا) ہے [۱۲] اور (اُس وقت کو یاد کرو) جب لقمان نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے کہا کہ اے بیٹا خدا کے ساتھ شرک نہ کرنا۔ شرک تو بڑا (بھاری) ظلم ہے" [۱۳]

امام ابن مردویہؒ نے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ لقمان کون تھے؟ صحابہ نے عرض کی: اللہ اور اس کے رسول بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا وہ ایک حبشی تھے (۲)۔

امام ابن ابی شیبہؒ نے "زہد" میں، امام احمدؒ، ابن ابی الدنیاؒ" کتاب المملوکین" میں، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت لقمان ایک حبشی غلام تھے جو بڑھئی کا کام کرتے تھے (۳)۔

ابن ابی حاتمؒ نے حضرت عبداللہ بن زبیرؓ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت جابر بن عبداللہؓ سے پوچھا حضرت لقمانؑ کے بارے میں تمہیں کیا خبر پہنچی ہے؟ فرمایا وہ چھوٹے قد کے اور نوبہ (نوبہ کا باشندہ) سے بھی زیادہ چپٹی ناک والے تھے (۴)۔

---

(۱) تفسیر الطبری، سورۃ لقمان، ۲۰۷ رقم (۲۸۰۷۷)

(۲) فتح القدیر، سورۃ لقمان، ۵: ۴۹۰

(۳) مصنف ابن ابی شیبۃ: کتاب الزھد، باب: کلام لقمان علیہ السلام، رقم (۳۴۲۹۱)
الزھد، باب، زھد لقمان علیہ السلام ۱: ۴۹
تفسیر الطبری، سورۃ لقمان، ۱۰: ۲۰۸ رقم (۲۸۰۸۵)
تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ لقمان، ۹: ۳۰۹۷ رقم (۱۷۵۳۱)

(۴) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ لقمان، ۹: ۳۰۹۷ رقم (۱۷۵۲۹)

امام طبرانیؒ، ابن حبانؒ نے ضعفاء اور ابن عساکرؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا حبشیوں (سودان) کو لازم پکڑلو ان میں سے تین افراد جنتی لوگوں کے سردار ہوں گے: حضرت لقمان حکیم، حضرت نجاشیؓ اور حضرت بلالؓ مؤذن۔ طبرانیؒ نے کہا سودان سے حبشی مراد لئے ہیں (۱)۔

امام ابن عساکرؒ نے عبدالرحمٰن بن یزیدؒ (۲) سے وہ حضرت جابرؓ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حبشیوں کے سردار چار ہیں: حضرت لقمانؑ، حضرت نجاشیؓ، حضرت بلالؓ، حضرت مہجعؓ (۳) (۴)۔

امام ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت سعید بن مسیبؒ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت لقمانؑ مصر کے حبشیوں میں سے تھے جن کے بڑے بڑے ہونٹ تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں حکمت سے نوازا اور نبوت عطا نہ فرمائی (۵)۔

---

(۱) المعجم الکبیر، ۱۱:۱۹۸ رقم (۱۱۴۸۲)

تاریخ دمشق، ۱۰:۴۶۲

الشیخ الالبانیؒ نے اس حدیث کو [ضعیف جدا] قرار دیا ہے۔ [السلسلۃ الضعیفہ، ۲:۱۳۱ رقم (۶۸۷)]

وفیه عثمان الطرائفی لایحتج به[تذکرة الموضوعات، ۱ :۷۸۶]

قال الهیثمی : رواه الطبرانی...وفیه ابین بن سفیان وهو ضعیف [مجمع الزوائد، ۴:۴۳۰ رقم (۷۲۰۹)]

(۲) عبدالرحمٰن بن یزید بن جابر الازدی، ابوعتبۃ السلمی الشامی الدمشقی، آپ کا شمار کبار تابعین میں ہوتا ہے۔ آپ کو علی بن مدینی نے طبقہ ثانیہ میں شمار کیا ہے، آپ صحابہ کے بعد اھل الشام کے فقہاء میں شمار ہوتے تھے۔ امام ابوداودؒ نے آپ کو ثقات الناس کا لقب دیا ہے۔ [تذکرۃ الحفاظ، ۱:۱۸۳ رقم (۱۷۸)۔ تھذیب التھذیب، ۵:۲۶۶ رقم (۵۸۱)]

(۳) مہجع مولیٰ عمر بن الخطابؓ، اصلا آپ [عک] کے تھے، آپ کو غلام بنایا گیا تھا اور بعد میں حضرت عمرؓ نے کرم کر کے آزاد کیا تھا۔ آپ اسلام کی طرف سبقت کرنے والے اور سابقین الاولین میں سے تھے۔ غزوہ بدر اور اس کے بعد تمام غزوات میں شریک رہے۔ آپ عباد میں سے تھے اور اہل حجاز و عراق آپ سے روایت نقل کرتے تھے۔ [الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ، ۶:۲۳۱ رقم (۸۲۶۵)]

(۴) تاریخ دمشق، ۱۰:۴۶۲

(۵) تفسیر الطبری، سورۃ لقمان، ۱۰:۲۰۸ رقم (۲۸۰۸۴)

تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ لقمان، ۹:۳۰۹۷ رقم (۱۷۵۳۰)

امام ابن جریرؒ نے حضرت عبدالرحمٰن بن حرملہؒ(۱) سے روایت نقل کی ہے کہ کچھ حبشی حضرت سعید بن مسیّبؒ کی خدمت میں آئے تا کہ آپ سے سوال کریں۔ حضرت سعیدؒ نے انہیں فرمایا اس وجہ سے غمگین نہ ہو کہ تم حبشی ہو، بے شک لوگوں میں سے بہترین لوگ تین حبشی ہیں: حضرت بلالؓ، حضرت مجمعؓ [جو حضرت عمر کے غلام تھے] اور حضرت لقمان حکیم، ان کا رنگ سیاہ، نوبی (نوبا کا باشندہ) اور ہونٹ موٹے تھے(۲)۔

امام ابن ابی شیبہؒ اور ابن منذرؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت لقمان حبشی غلام تھے(۳)۔

امام ابن ابی شیبہؒ، امام احمدؒ نے "زہد" میں، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے مجاہدؒ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ حضرت لقمانؑ حبشی غلام تھے، ہونٹ موٹے اور چوڑے قدموں والوں تھے اور بنی اسرائیل کے قاضی تھے(۴)۔

امام ابن ابی شیبہؒ، امام احمدؒ نے "زہد" میں اور ابن منذرؒ نے حضرت سعید بن مسیّبؒ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت لقمانؑ درزی تھے(۵)۔

امام ابن منذرؒ نے حضرت عکرمہؒ سے روایت نقل کی ہے کہ: حضرت لقمان اپنے آقا کے لئے سب سے تابع فرمان غلام تھے، سب سے پہلی حکمت کی بات جسکا مشاہدہ کیا گیا وہ یہ تھی، اسی اثنا میں کہ وہ اپنے آقا کے ساتھ تھے کہ وہ بیت الخلاء میں داخل ہوئے تو وہ اس میں زیادہ دیر تک بیٹھا رہا، تو لقمان نے اپنے آقا کو آواز دی کہ قضائے

---

(۱) عبدالرحمٰن بن حرملۃ بن عمرو بن سنۃ الاسلمی، ابوحرملۃ المدنی، آپ صغار تابعین میں سے تھے۔ امام ابن معینؒ نے [صالح] قرار دیا ہے۔ امام ابن حبانؒ الثقات میں ذکر کیا ہے۔ [تھذیب التھذیب، ۶:۱۴۶ رقم (۳۳۰)۔۔ الثقات، ۷:۶۸ رقم (۹۰۳۸)]

(۲) تفسیر الطبری، سورۃ لقمان، ۱۰:۲۰۸ رقم (۲۸۰۸۶)

(۳) مصنف ابن ابی شیبۃ: کتاب: الزھد، باب: کلام لقمان علیہ السلام، رقم (۳۴۲۹۱) روایت بالمعنیٰ

(۴) مصنف ابن ابی شیبۃ: کتاب: الزھد، باب: کلام لقمان علیہ السلام، رقم (۳۴۲۹۱)

الزھد، باب، زھد لقمان علیہ السلام، ۱:۴۹

تفسیر الطبری، سورۃ لقمان، ۱۰:۲۰۸ رقم (۲۸۰۸۲)

تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ لقمان، ۹:۳۰۹۷ رقم (۳۴۲۹۱)

(۵) الزھد، باب، زھد لقمان علیہ السلام، ۱:۴۹

حاجت کے لیے دیر تک بیٹھنے سے جگر خراب ہو جاتا ہے، اس سے بواسیر کا مرض لگ جاتا ہے، سر کی طرف گرمی چڑھ جاتی ہے، تھوڑی دیر کیلئے بیٹھو اور باہر نکل آؤ۔ وہ باہر نکلا اور اس کی حکمت کی باتوں کو باغ کے دروازے پر لکھ دیا۔ اس کے آقا پر غشی طاری ہوئی۔ اس نے قوم پر لازم کیا کہ وہ بحیرہ کا پانی پیئے گا۔ جب اسے افاقہ ہوا تو اس سے جو کچھ واقعہ ہوا تھا اسے پہچان گیا۔ اس نے لقمان کو بلایا اور کہا اس جیسے موقع کیلئے میں تجھے چھپائے ہوئے تھا۔ لقمان نے کہا ان سب کو جمع کرو۔ جب سب لوگ جمع ہو گئے لقمان نے کہا تم نے اس سے کون سی شرط باندھی تھی؟ انہوں نے کہا کہ وہ اس بحیرے کا پانی پیئے۔ لقمان نے کہا اس بحیرہ کا منبع ہے، اس کا منبع اس سے روک لو۔ لوگوں نے کہا ہم اس کا منبع کیسے روک سکتے ہیں؟ لقمان نے کہا یہ اسے کیسے پی سکتا ہے جب کہ اس کا منبع ہو(۱)۔

امام ابن مردویہؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حکمت سے مراد عقل، سمجھ بوجھ اور ذہانت ہے نہ کہ نبوت(۲)۔

امام حکیم ترمذیؒ نے "نوادر الاصول" میں حضرت ابو مسلم خولانیؒ (۳) سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ حضرت لقمان ایسے بندے تھے جو بہت زیادہ سوچ بچار کرنے والے، حسن ظن رکھنے والے اور بہت شہرت رکھنے والے تھے۔ اس نے اللہ تعالیٰ سے محبت کی تو اللہ تعالیٰ نے اس سے محبت کی۔ اس پر حکمت کے ساتھ احسان فرمایا۔ حضرت داؤدؑ سے پہلے انہیں خلافت کے ساتھ ندا کی گئی۔ ان سے کہا گیا اے لقمان! کیا تو یہ پسند کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تجھے اپنا خلیفہ بنالے تو تو لوگوں کے درمیان انصاف سے فیصلہ کرے؟ لقمان نے کہا اگر اللہ تعالیٰ مجھے زبردستی یہ اختیار دے تو میں قبول کرلوں گا کیونکہ میں جانتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے ایسا کیا تو میری مدد فرمائے گا، مجھے علم عطا فرمائے گا اور مجھے غلطی سے محفوظ رکھے گا۔ اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے اختیار دیا تو میں عافیت کو قبول

---

(۱) روایت نہیں ملی

(۲) روایت نہیں ملی

(۳) عبداللہ بن ثوب ابو مسلم الخولانی الیمانی الشامی، آپ کا شمار کبار تابعین میں ہوتا تھا۔ آپ وہی شخص ہیں جو نبی کریم ﷺ سے ملنے نکل پڑے تھے ابھی راستے ہی میں تھے کہ آپ ﷺ وفات پا گئے، ابو بکر الصدیقؓ سے ملے اور اس کے بعد پوری زندگی تقویٰ کا نمونہ بنے رہے اور ایک زاھد کی حیثیت سے جانے جاتے تھے۔ امام بخاریؒ کے علاوہ ایک جماعت آپ سے روایت نقل کرتی ہیں۔ دمشق کے قریب دارایا علاقے میں مقیم رہے تھے اور یزید بن معاویہؓ کے زمانے میں وفات پا گئے تھے۔ [ھذیب التھذیب، ۱۲:۲۵۶ رقم (۱۰۶۷)]

کروں گا اور آزمائش کا سوال نہیں کروں گا۔ فرشتوں نے کہا ایسا کیوں؟ حضرت لقمان نے کہا بادشاہ سخت ترین اور آلودہ جگہ پر ہوتا ہے۔ ہر جانب سے ظلم اس پر چھایا ہوتا ہے۔ اسے بے یار و مددگار چھوڑ دیا جاتا ہے یا اسکی مدد کی جاتی ہے۔ اگر وہ درست فیصلہ کرے تو اس قابل ہے کہ نجات پائے۔ اگر غلطی کرے تو اس نے جنت کا راستہ چھوڑ دیا۔ جو آدمی دنیا میں کمزور ہے وہ اس سے بہتر ہے جو دنیا میں معزز اور معروف ہے۔ جو آخرت کو دنیا میں ترجیح دیتا ہے دنیا بھی اس سے چھن جاتی ہے اور آخرت کے ملک تک بھی نہیں پہنچ سکتا۔ فرشتے اس کی اچھی گفتگو سے متعجب ہوئے وہ ایک لمحے کیلئے سوئے اور حکمت کا ایک خراٹا لیا۔ بیدار ہوئے اور یہ باتیں کیں۔ ان کے بعد حضرت داؤدؑ کو خلافت کے ساتھ ندا کی گئی۔ انہوں نے خلافت کو قبول کر لیا اور حضرت لقمان جیسی شرط نہ لگائی اور غلطی میں واقع ہو گئے۔ ان کی غلطی سے درگزر کر لیا گیا۔ حضرت لقمانؑ اپنے علم اور حکمت سے انکی مدد کرتے۔ حضرت داؤدؑ نے کہا اے لقمان! تجھے مبارک ہو، تجھے حکمت دی گئی اور تجھ سے مصیبت کو دور کر لیا گیا، داؤد کو خلافت دی گئی اور گناہ، آزمائش میں مبتلا کر دیا گیا (۱)۔

امام فریابیؒ، امام احمدؒ نے "زہد" میں، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت مجاہدؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حکمت سے مراد عقل، فقہ اور سچی بات ہے نہ کہ نبوت (۲)۔

امام ابن جریرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت قتادہؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حکمت سے مراد اسلام میں سمجھ بوجھ ہے۔ آپ نبی نہ تھے اور نہ ہی ان کی طرف وحی کی گئی (۳)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت قتادہؒ سے یہ روایت نقل کی ہے: اللہ تعالیٰ نے حضرت لقمان کو حکمت اور نبوت میں اختیار دیا تو حضرت لقمان نے حکمت کو نبوت پر پسند کیا۔ حضرت جبرائیل ان کے پاس آئے جبکہ یہ سوئے تھے تو ان پر حکمت ڈال دی۔ تو وہ حکمت کی باتیں کرنے لگے۔ ان سے پوچھا گیا آپ نے نبوت پر حکمت کو کیسے اختیار کیا

---

(۱) نوادر الاصول، ۱: ۲۴۷

(۲) تفسیر الطبری، سورۃ لقمان، ۱۰: ۲۰۹ رقم (۲۸۰۹۰)

تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ لقمان، ۹: ۳۰۹۷ رقم (۱۷۵۳۲)

(۳) تفسیر الطبری، سورۃ لقمان، ۱۰: ۲۰۹ رقم (۲۸۰۹۷)

تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ لقمان، ۹: ۳۰۹۷ رقم (۱۷۵۳۰)

جب کہ تیرے رب نے تجھے اختیار دیا تھا؟ تو حضرت لقمان نے کہا اگر اللہ تعالیٰ میری طرف نبوت کو قطعی حکم کے طور پر بھیجتا تو میں اس میں کامیابی کی امید رکھتا اور مجھے امید تھی کہ میں اس کی ذمہ داری کو پورا کر لیتا لیکن اللہ تعالیٰ نے مجھے اختیار دیا۔ تو میں اس بات سے ڈرا کہ میں کہیں نبوت کی ذمہ داریاں ادا کرنے سے کمزور نہ واقع ہوں، حکمت مجھے زیادہ پسند تھی (۱)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت وہب بن منبہؒ سے روایت نقل کی ہے کہ ان سے پوچھا گیا کیا حضرت لقمان نبی تھے؟ جواب دیا نہیں، ان کی طرف وحی نہیں کی گئی، وہ ایک صالح آدمی تھے (۲)۔

امام ابن جریرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت عکرمہؒ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت لقمانؑ نبی تھے (۳)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت لیثؒ (۴) سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت لقمانؑ کی حکمت نبوت تھی (۵)۔

امام ابن جریرؒ نے حضرت مجاہدؒ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت لقمان صالح انسان تھے نبی نہ تھے (۶)۔

امام طبرانی اور رامہرمزی نے (۷) "الامثال" میں ضعیف سند کے ساتھ ابوامامہؓ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ حضرت لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا اے بیٹے! علماء کی مجالس میں بیٹھا کرو، حکماء کی باتیں سنا کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ نور حکمت سے مردہ دل کو زندہ کر دیتا ہے جس طرح مردہ زمین بارش کے موٹے موٹے قطرات

---

(۱) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ لقمان، ۹:۳۰۹۸ رقم (۱۷۵۳۳)

(۲) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ لقمان، ۹:۳۰۹۸ رقم (۱۷۵۳۴)

(۳) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ لقمان، ۹:۳۰۹۸ رقم (۱۷۵۳۵)

(۴) لیث بن ابی سلیم [ایمن یا انس، زائدہ یا عیسیٰ] ابوبکر الکوفی، امام ذہبیؒ نے ضعیف راوی کی حیثیت سے متعارف کرایا ہے حافظ ابن حجرؒ کے نزدیک [صدوق] لیکن مختلط راوی ہے۔ آپ کو آخر میں حدیث کی تمیز نہیں رہی تھی۔ [تقریب التھذیب، ۱:۴۶۴ رقم (۵۶۸۵)]

(۵) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ لقمان، ۹:۳۰۹۸ رقم (۱۷۵۳۶)

(۶) تفسیر الطبری، سورۃ لقمان، ۱۰:۲۰۸ رقم (۲۸۰۸۱)

(۷) حسن بن عبدالرحمن بن خلاد الرامہرمزی، الفارسی ابومحمد، اپنے زمانے میں محدث العجم کہلائے جاتے تھے۔ آپ بیک وقت محدث، قاضی اور ادیب تھے۔ آپ الامثال، المحدث الفاضل، النودر اور ربیع فی اخبار العشاق کے مصنف ہیں۔ ۳۶۰ھ کو وفات پا گئے تھے۔ [تذکرۃ الحفاظ ۳:۹۰۵ رقم (۸۷۰)۔۔ الاعلام ۲:۱۹۴]

سے زندہ ہوتی ہے(۱)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابوالدرداءؓ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے حضرت لقمان کا ذکر کیا کہ جو عطا کیا وہ انہیں اہل، مال، حسب اور خصائل کی وجہ سے عطا نہیں کیا گیا لیکن وہ ایک ایسا انسان تھا جو ثابت قدم، خاموش، طویل سوچ بچار کرنے والا، گہری نظر والا ہو۔ وہ دن کو کبھی نہ سوتا تھا۔ اسے کسی نے تھوکتے ہوئے، کھانستے ہوئے، بول و براز کرتے ہوئے، غسل کرتے ہوئے، فضول کھیلتے ہوئے اور ہنستے ہوئے دیکھا۔ وہ جو بات کرتا اسے نہ لوٹاتا مگر ایسی حکمت کی بات جس کے بارے میں کوئی دوبارہ دہرانے کا مطالبہ کرے۔ اس نے شادی کی۔ اسکی اولاد ہوئی۔ وہ فوت ہوئے مگر یہ ان پر نہ رویا۔ وہ بادشاہ کے پاس رہتا حکماء کے پاس آتا تھا کہ وہ نظر وفکر کرلے اور عبرت حاصل کرے۔ اسی وجہ سے اسے عطا کیا گیا جو عطا کیا گیا(۲)۔

امام ابن ابی الدنیا نے "کتاب الصمت" میں اور ابن جریرؒ نے حضرت عمر بن قیسؒ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی حضرت لقمان کے پاس سے گزرا جبکہ آپ کے پاس لوگ موجود تھے۔ آپ نے پوچھا کیا تو فلاں کا غلام نہیں ہے؟ اس نے کہا ہاں بات ایسی ہی ہے۔ پوچھا تو فلاں فلاں پہاڑ کے پاس بکریاں نہیں چراتا؟ اس نے کہا بات اسی طرح ہے۔ آپ نے کہا جو کچھ میں دیکھ رہا ہوں کس چیز نہ تجھے اس مقام پر پہنچایا ہے۔ اس نے جواب دیا اللہ سے تقویٰ، سچی بات، امانت کو ادا کرنا اور بے مقصد بات سے خاموشی(۳)۔

امام احمدؒ نے "زہد" میں حضرت محمد بن جحادہ(۴) سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے(۵)۔

---

(۱) المعجم الکبیر، ۸:۱۹۹ رقم (۷۸۱۰)

الامثال للمرھری، ۱:۶۰ رقم (۵۷)

قال الھیثمی: راوہ الطبرانی فی الکبیر وفیہ عبید بن زحر عن علی بن یزید وکلاھماضعیف لایحتج بہ[مجمع الزوائد : ج ۱، ص ۳۳۴ رقم(۵۱۸)]۔۔قال رواہ الطبرانی فی الکبیر وسندہ ضعیف[کنزالعمال، ۱۰:۳۰۳ رقم (۲۸۸۸۱)]

(۲) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ لقمان، ۹:۳۰۹۸ رقم (۱۷۵۳۷)

(۳) تفسیر الطبری، سورۃ لقمان، ۱۰:۲۰۸ رقم (۲۸۰۸۳)

الصمت وآداب اللسان: ج ۱، ص ۹۶ رقم (۱۱۶)

(۴) الزھد، ۱:۱۰۴

(۵) محمد بن جحادہ الاودی، الایامی الکوفی، عابد اور پارسا شخصیت کے حامل تھے۔ آپ صغار تابعین میں شمار ہوتے تھے۔ امام احمدؒ آپ کو [ھومن الثقات] سے تعبیر کیا ہے۔ امام ابوعوانہ نے آپ کو غالی شیعہ قرار دیا ہے۔ العقیلی آپ سے روایت اخذ کرتے ہیں۔ [تھذیب التھذیب، ۹:۸۰ رقم (۱۲۰)]

امام احمدؒ، حکیم ترمذیؒ، حاکمؒ نے "کنی" میں اور بیہقیؒ نے "شعب الایمان" میں حضرت ابن عمرؓ سے انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کی ہے کہ لقمان حکیم کہا کرتے تھے جب اللہ تعالیٰ کوئی چیز عطا فرماتا ہے تو اسکی حفاظت بھی فرماتا ہے(۱)۔

امام ابن ابی الدنیاؒ نے حضرت فضل رقاشیؒ سے "نعت الخائفین" میں روایت نقل کی ہے: حضرت لقمان لگا تار اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے رہے یہاں تک کہ اسکا پتہ پھٹ گیا اور وہ مر گیا(۲)۔

امام ابن ابی الدنیاؒ نے حضرت حفص بن عمر کندیؒ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت لقمان نے اپنے پہلو میں کنگھی کی ایک تھیلی رکھی اور اپنے بیٹے کو نصیحت کرنے لگے اور ایک کنگھنی کا دانہ نکالتے۔ وہ دانے ختم ہو گئے کہا اے بیٹے! میں نے تجھے نصیحت کی اگر میں یہ نصیحت پہاڑ کو کرتا تو وہ پھٹ جاتا تو انکا بیٹا بھی پھٹ گیا(۳)۔

امام ابن ابی حاتمؒ اور حاکمؒ نے حضرت موسیٰ اشعریؓ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حضرت لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا جبکہ وہ اپنے بیٹے کو نصیحت کر رہے تھے اے بیٹے! نقاب پہننے سے پرہیز کرو کیونکہ یہ رات کو خوفزدہ کرتا ہے اور دن کے وقت ذلیل ورسوا کرتا ہے(۴)۔

امام عسکریؒ نے "امثال" میں، حاکم اور بیہقیؒ نے "شعب الایمان" میں حضرت انسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت لقمانؑ حضرت داؤدؑ کے غلام تھے۔ حضرت داؤدؑ ذرہ بن رہے تھے۔ حضرت داؤدؑ اسے اپنے ہاتھوں سے یوں بنتے حضرت لقمانؑ اس پر متعجب ہوتے ارادہ کرتے کہ پوچھیں مگر آپ کی حکمت سوال کرنے سے انہیں روکتی۔ جب حضرت داؤدؑ ذرہ بننے سے فارغ ہوئے اور اسے زیب تن کیا اور کہا یہ جنگ کیلئے کتنی اچھی قمیص ہے۔ حضرت لقمانؑ نے کہا خاموشی تاہم اس پر عمل کرنے والے بہت تھوڑے لوگ ہوتے ہیں۔ میں نے سوال

---

(۱) مسند احمد، کتاب: مسند المکثرین من الصحابۃ، باب: باقی مسند عبداللہ بن عمر بن الخطابؓ، رقم (۵۵۷۴)

قال الطبرانی: لم یرو هذا الحدیث عن المعظم الا ابن حمید [طبرانی، المعجم الاوسط، ۵:۶۰ رقم (۴۶۶۷)]۔۔قال شعیب الارنووء ط: اسناده صحیح رجاله الثقات رجال الشیخین غیر نهشل بن مجمع الکوفی، [تعلیق شعیب الارنووء ط علیٰ مسند احمد رقم (۵۵۷۴)]

(۲) روایت نہیں ملی

(۳) روایت نہیں ملی

(۴) مستدرک، کتاب: التفسیر، باب: تفسیر سورۃ لقمان، رقم (۳۵۴۳)۔۔امام حاکمؒ نے اس حدیث کی سند پر حکم لگاتے ہوئے لکھا ہے: هذا متن شاهده و اسناده صحیح [المستدرک: رقم (۳۵۴۳)]۔۔امام ذہبیؒ نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔ [تعلیق الذهبی علیٰ المستدرک للحاکم، رقم (۳۵۴۳)]

پوچھنے کا ارادہ کیا۔ پھر میں خاموش رہا یہاں تک کہ آپ خود ہی مجھے کافی ہو گئے (۱)۔

امام احمدؒ، بیہقیؒ نے "شعب الایمان" میں عون بن عبداللہؒ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت لقمانؑ نے اپنے بیٹے سے کہا اللہ تعالیٰ سے امید رکھ، اس میں بھی اس کی خفیہ تدبیر سے بے خوف نہ ہو، اللہ تعالیٰ سے ایسا ڈر کے اسکی رحمت سے مایوس نہ ہو۔ بیٹے نے عرض کی: اے میرے والد! میں یہ کیسے کر سکتا ہوں جبکہ میرا دل ایک ہے؟ کہا مومن ایسا ہی ہوتا ہے، اس کے دو دل ہوتے ہیں: ایک دل کے ساتھ وہ اللہ تعالیٰ سے امید رکھتا ہے اور ایک دل کے ساتھ وہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے (۲)۔

امام بیہقیؒ نے سلمان تیمیؒ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت لقمانؑ نے اپنے بیٹے سے کہا اے بیٹے! اکثر یہ بات کہا کرو: اے میرے رب! مجھے بخش دے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ایک ایسی ساعت ہے جس میں وہ سائل کی دعا کو رد نہیں کرتا (۳)۔

امام بیہقیؒ، صابونیؒ نے "المائتین" میں حضرت عمر بن سلیمؒ (۴) سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے یہ خبر پہنچی کہ حضرت لقمانؑ نے اپنے بیٹے سے کہا اے بیٹے! میں نے تیر، لوہا اور بھاری بوجھ اٹھایا مگر میں نے برے پروسی سے بھاری بوجھ نہیں اٹھایا۔ اے بیٹے! میں نے ہر کڑواہٹ کو چکھا ہے مگر میں نے فقر سے بڑھ کر کوئی کڑوی چیز نہیں دیکھی (۵)۔

---

(۱) مستدرک، کتاب: التفسیر، باب: تفسیر سورۃ سباء، رقم (۳۵۸۲)

امام حاکمؒ نے اس حدیث کو ذکر کرنے کے بعد اس کی سند پر حکم لگاتے ہوئے لکھا ہے: صحیح علیٰ شرط مسلم ولم یخرجاہ، [المستدرک: رقم (۳۵۸۲)]۔ امام ذہبیؒ نے اس حدیث کو [علیٰ شرط مسلم] قرار دیا ہے۔ [تعلیق الذہبی علیٰ المستدرک للحاکم: رقم (۳۵۸۲)]

(۲) الزھد، ۱: ۱۸ رقم (۱۰۴۶)

شعب الایمان، ۲: ۱۸ رقم (۱۰۴۶)

(۳) شعب الایمان، ۲: ۵۶ رقم (۱۱۶۱)

(۴) عمران بن سلیم: علامہ سیوطیؒ نے الدر المنثور میں شعب الایمان کے حوالے سے عمران بن سلیم کا نام ذکر کیا ہے جب شعب الایمان کی طرف رجوع کیا گیا تو وہاں عمران بن سلیمان التیمی کا نام ذکر ہے، دونوں صورتوں میں آپ کے احوال زندگی معلوم نہ ہو سکے۔

(۵) شعب الایمان، ۷: ۸۲ رقم (۹۵۵۵)

امام ابن ابی الدنیاؒ نے "یقین" میں حضرت حسن بصریؒ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت لقمانؑ نے اپنے بیٹے سے کہا عمل کو یقین کے ساتھ کیا جا سکتا ہے۔ جس کا یقین کمزور ہوتا ہے اس کا عمل بھی کمزور ہوتا ہے۔ اے بیٹے! جب تیرے پاس شیطان شک کی طرف سے آئے تو یقین اور اخلاص کے ساتھ اس پر غلبہ پا۔ جب سستی اور اکتاہٹ کے طریقے سے آئے تو قبر اور قیامت کو یاد کر کے اس پر غالب آ۔ جب رغبت اور رہبت کے ذریعے آئے تو اسے بتا کہ دنیا چھوڑ جانے والی اور ترک کی جانے والی ہے(۱)۔

امام ابن ابی الدنیاؒ نے "کتاب التقویٰ" میں حضرت وہبؒ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت لقمانؑ نے اپنے بیٹے سے کہا اے بیٹے! اللہ کے تقویٰ کو تجارت کے طور پر اپنا لے، نفع تیرے پاس بغیر مال کے آئے گا(۲)۔

امام ابن ابی الدنیا نے "رضا" میں حضرت سعید بن مسیبؒ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت لقمانؑ نے اپنے بیٹے سے کہا تجھ پر کوئی بھی امر واقع ہو جسے تو پسند کرتا ہو یا ناپسند کرتا ہو مگر اپنے دل میں یہ بات بٹھا لے کہ وہ تیرے حق میں بہتر ہے۔ بیٹے نے کہا کیا یہی۔ تو پھر میں تجھے عطا کرنے کی طاقت نہیں رکھتا سوائے اس کے کہ میں وہ جانوں جو تو نے کہا جیسا کہا۔ کہا اے بیٹے! اللہ تعالیٰ نے نبی بھیجا، آؤ تا کہ تو اس کی بارگاہ میں حاضر ہو اور تو اس کی تصدیق کرے۔ تو بیٹے نے کہا اے باپ! چلو۔ وہ ایک گدھے پر نکلے۔ ان کا بیٹا دوسرے گدھے پر تھا۔ دونوں نے زادِ راہ لیا۔ پھر چند دن اور رات چلتے رہے یہاں تک کہ انہیں ایک جنگل نے آلیا۔ دونوں نے اپنا سامان لیا اور اس میں داخل ہو گئے۔ وہ چلتے رہے جتنا اللہ تعالیٰ نے چاہا یہاں تک کہ دوپہر ہو گئی۔ دن لمبا ہو گیا۔ گرمی سخت ہو گئی۔ پانی اور زادہ راہ ختم ہو گیا۔ انہوں نے اپنے گدھوں کو روکا، نیچے اترے پھر انہیں سختی سے ہانکنے لگے۔ وہ ایسی حالت میں تھے کہ حضرت لقمانؑ نے اپنے سامنے سیاہی اور دھواں دیکھا۔ اپنے دل میں کہا یعنی درخت دخان یعنی آبادی اور لوگ۔ وہ اسی طرح سختی سے گدھوں کو ہانکتے رہے کہ راستہ میں حضرت لقمان کے بیٹے کا قدم ہڈی پر پڑا۔ وہ بے ہوش ہو کر اس پر گر پڑا۔ حضرت لقمانؑ تیزی سے اسکی طرف لپکے۔ بیٹے کو سینے سے لگایا اور اپنے دانتوں سے ہڈی کو نکالا۔ پھر بیٹے کو دیکھا تو آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ بیٹے نے کہا اے ابا جان! تم روتے ہو یہ بھی کہتے ہو یہ میرے لیے بہتر ہے۔ یہ میرے حق میں کیسے بہتر ہے؟ جبکہ کھانا اور پانی ختم ہو چکا ہے۔ میں اور تو اس جگہ باقی ہیں۔ اگر تو چلا جائے اور مجھے میرے حال پر چھوڑ دے تو غم واندوہ کے ساتھ جائے گا۔ یہ غم واندوہ اس وقت تک رہے گا۔ جب تک

---

(۱) ابن ابی الدنیا، الیقین، ۱:۱۱۶ رقم (۳۰)

(۲) روایت نہیں ملی

تو باقی رہے گا اگر تو ہمارے ساتھ رہے گا تو ہم سب مر جائیں گے۔ حضرت لقمان حکیم نے کہا اے بیٹے! جہاں تک میرے رونے کا تعلق ہے وہ تو والدین کے فراق کا رونا ہے۔ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ یہ میرے حق میں کیسے بہتر ہے؟ شاید جس مصیبت سے تجھے محفوظ رکھا گیا ہے وہ اس مصیبت سے عظیم ہے جس میں تجھے مبتلا کیا گیا ہے۔ شاید تجھے جس مصیبت میں مبتلا کیا گیا ہے وہ اس سے آسان ہو جس کو تجھ سے پیرا گیا ہے۔ پھر لقمان نے سامنے دیکھا تو نہ دھواں دیکھا نہ ہی سیاہی دیکھی۔

اچانک ایک شخص کو دیکھا جو چتکبرے گھوڑے پر آ رہا تھا جس نے سفید کپڑے زیب تن کر رکھے تھے۔ ایک سفید عمامہ (اس کے سر پر) تھا جو ہوا کو چھو رہا تھا۔ حضرت لقمان لگاتار اسے دیکھتے رہے یہاں تک کہ اس کے قریب پہنچ گیا۔ پھر اس کی انکھوں سے اوجھل ہو گیا پھر یوں چیخا تو لقمان ہے؟ لقمان نے کہا ہاں۔ پوچھا تو حکیم ہے؟ کہا بات اسی طرح ہے۔ پوچھا تیرے بیٹے نے تجھے کیا کہا؟ لقمان نے کہا اللہ کے بندے تو کون ہے؟ میں تیری بات تو سنتا ہوں اور تیرا چہرہ نہیں دیکھتا۔ کہا میں جبرائیل ہوں۔ میرے رب نے اس شہر اور اس میں رہنے والوں کو زمین میں دھنسا دیا ہے۔ مجھے بتایا گیا کہ تم اس شہر کا ارادہ کرتے ہو۔ میں نے اپنے رب سے دعا کی کہ تمہیں اس سے شہر سے روکے جس کے ساتھ چاہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے تمہیں اس چیز کے ساتھ اس شہر سے روکا جیسا چاہا۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو تمہیں بھی انہیں کے ساتھ زمین میں دھنسا دیا جاتا جنہیں زمین میں دھنسایا گیا۔ پھر حضرت جبرائیل امین نے اپنا ہاتھ بچے کے قدم پر مارا۔ وہ سیدھا کھڑا ہو گیا۔ اس چیز پر ہاتھ مارا جس میں کھانا تھا تو وہ کھانے سے بھر گئی۔ جس میں پانی تھا اس میں ہاتھ مارا تو وہ پانی سے بھر گیا۔ پھر حضرت لقمانؑ اس کے بیٹے اور ان کے گدھوں کو اٹھایا اور انہیں لے کر تیزی سے اترے جیسے پرندے تیزی سے اترتے ہیں۔ تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہ اسی گھر میں ہیں جس سے چند دن پہلے نکلے تھے (۱)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت علی بن رباح لخمیؒ (۲) سے روایت نقل کی ہے کہ جب حضرت لقمانؑ نے اپنے بیٹے کو نصیحت کی تو کنگنی کا ایک دانا لیا، اسے یرموک لے آئے۔ اسے اپنے سامان تجارت میں پھینکا۔ پھر وہاں ٹھہرے

---

(۱) ابن ابی الدنیا، الرضا عن اللہ بقضاءہ، ۱: ۶۳ رقم (۲۹)

(۲) علی بن رباح بن قیصر اللخمی ابو عبداللہ، یا ابو موسیٰ المصری، آپ ۱۵ھ کو [المغرب] میں پیدا ہوئے تھے۔ تابعی اور ثقہ روای الحدیث تھے۔ امام عجلیؒ نے مصری، تابعی اور ثقہ کے القابات سے یاد کیا ہے۔ افریقہ میں [۱۰۰ھ] کو وفات پا گئے تھے۔ [تھذیب التھذیب، ۷: ۲۷۰ رقم (۵۴۱)]

رہے جتنا عرصہ اللہ تعالیٰ نے چاہا پھر یاد آیا۔ اپنا ہاتھ بڑھایا۔ ایک مکھی اس دانے کو لائی اور آپ کی ہتھیلی پر اسے رکھ دیا(۱)۔

امام بیہقیؒ نے "شعب الایمان" میں امام مالکؒ سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ حضرت لقمانؑ نے اپنے بیٹے سے کہا صحت جیسی دولت نہیں اور خوش دلی جیسی نعمت نہیں (۲)۔

امام بیہقیؒ نے "شعب الایمان" میں وہب بن منبہؒ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت لقمانؑ نے اپنے بیٹے سے کہا جو جھوٹ بولتا ہے اس کے چہرے کی رونق جاتی رہتی ہے جس کے اخلاق برے ہوتے ہیں اس کا غم زیادہ ہوتا جاتا ہے۔ چٹانوں کو اپنی جگہوں سے منتقل کرنا زیادہ آسان ہے اس چیز سے کہ اسے بات سمجھائی جائے جو سمجھتا نہ ہو(۳)۔

امام ابن ابی شیبہؒ، امام احمدؒ نے زہد میں اور بیہقیؒ نے حضرت حسن بصریؒ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت لقمانؑ نے اپنے بیٹے سے کہا میں نے بڑے پتھر، لوہا اور ہر وزنی چیز اٹھائی ہے۔ میں نے بُرے پڑوسی سے بھاری چیز نہیں اٹھائی۔ میں نے ہر کڑواہٹ دیکھی ہے، فقر سے زیادہ کڑوی چیز نہیں دیکھی۔ اے بیٹے! جاہل کو قاصد بنا کر نہ بھیج۔ اگر تو حکیم کو نہ پائے تو اپنا قاصد خود بن جا۔ اے بیٹے! جھوٹ سے بچ۔ یہ چڑیا کے گوشت کی طرح لذیذ ہے، ہر اس تھوڑی چیز سے جسے آدمی پکاتا ہے۔ اے بیٹے! جنازوں میں حاضر ہو کر شادیوں میں نہ جایا کر کیونکہ جنازے تجھے آخرت کی یاد دلاتے ہیں اور شادی تجھے دنیا کی خواہش دلاتی ہے۔ اے بیٹے! سیر پر سیر ہو کر نہ کھا۔ اگر تو اس کھانے کو کتے کے سامنے پھینک دے تو یہ اس سے بہتر ہے کہ تو خود اسے کھائے۔ اے بیٹے! اتنا میٹھا بھی نہ بن کے تجھے نگل لیا جائے اور نہ اتنا کڑوا ہو جا کہ تجھے باہر پھینک دیا جائے (۴)۔

امام بیہقیؒ نے حضرت حسن بصریؒ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت لقمانؑ نے اپنے بیٹے سے کہا اس مرغے سے بھی عاجز ہو جو سحری کے وقت آواز دیتا ہے جب کہ تو بستر پر سو رہا ہے(۵)۔

---

(۱) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ لقمان، ۸:۳۰۹۸ رقم (۱۷۵۳۹)

(۲) شعب الایمان، ۴:۱۴۹ رقم (۴۶۱۷)

(۳) شعب الایمان، ۴:۲۰۸ رقم (۴۸۱۴)

(۴) مصنف ابن ابی شیبۃ: کتاب: الزھد، باب: کلام لقمان علیہ السلام، رقم (۳۴۲۹۶)
الزھد لابن حنبل، ۱:۴۹۔ شعب الایمان، ۴:۲۳۱ رقم (۴۸۹۱)

(۵) شعب الایمان، ۴:۴۱ رقم (۵۶۹۸)

امام عبداللہؒ نے زواسد میں اور بیہقیؒ نے حضرت عثمان بن زاھدؒ (۱) سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت لقمانؑ نے اپنے بیٹوں سے کہا اے بیٹے! توبہ مؤخر نہ کر کیونکہ موت اچانک آتی ہے (۲)۔

امام ابن ابی شیبہؒ، امام احمدؒ اور بیہقیؒ نے حضرت سیار بن حکمؒ (۳) سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت لقمان سے کہا گیا تیری حکمت کیا ہے؟ جواب دیا میں ضرورت سے زائد کا سوال نہیں کرتا اور بے مقصد چیز کی تکلیف نہیں کرتا (۴)۔

امام احمدؒ نے "زہد" میں حضرت ابوعثمان جعدیؒ سے جو اہل بصرہ میں سے ایک شخص تھا، سے روایت نقل کی ہے: اے بیٹے! جاہل کی محبت کی خواہش نہ کرو ورنہ تیرے بارے میں یہ خیال کیا جائے گا کہ تو اس کے کام پر خوش ہے۔ حکیم کی ناراضگی پر کمزوری نہ دکھا کہ وہ تیرے اندر زہد پیدا کر دے (۵)۔

امام عبدالرزاقؒ نے مصنف میں حضرت عکرمہؒ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت لقمان نے کہا دوسرے کی لونڈی سے شادی نہ کر تو اپنے بیٹے کو طویل دکھ دے کر جائے گا (۶)۔

---

(۱) عثمان بن زاھد المقری، ابومحمد الکوفی الرای،، آپ عابد، متقی اور پرہیز گار شخص تھے۔ امام ابن حبانؒ نے الثقات میں ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ آپؒ اصلاً کوفہ کے باشندہ تھے بعد میں [رای] منتقل ہو گئے تھے۔ امام مسلم نے صحیح مسلم میں آپ کی روایت نقل کی ہے۔ [تھذیب التھذیب، ۷:۱۰۶ رقم (۲۴۷)۔۔ الثقات لابن حبان:، ۷:۱۹۵ رقم (۹۶۳۴)]

(۲) شعب الایمان، ۵:۳۳۹ رقم (۷۱۹۸)

(۳) علامہ سیوطیؒ نے الدر المنثور میں سیار بن الحکم کا نام ذکر کیا ہے، [مصنف ابن ابی شیبہ، شعب الایمان اور الزھد لابن حنبل] پر حوالہ دیا ہے حالانکہ جب وہاں دیکھا گیا تو مصنف میں [یسار] شعب میں [سیار] اور الزھد میں یسار ابوالحکم ذکر ہے۔ اصل نام ان میں یسار ابوالحکم جو امام شعبہؒ کے استاد ہیں اور شعبہؒ سے ہی اس روایت کو نقل کرتے ہیں تو معلوم ہوا کہ اصل راوی کا نام یسار ابوالحکم العنزی الواسطی البصری ہے۔ جو مساور الوراق کا بھائی ہے۔ صحاح کی تمام کتب میں آپ کی روایتیں موجود ہیں۔ ۱۲۲ھ کو وفات پا گئے تھے۔ [التاریخ الکبیر، ۴:۱۶۱ رقم (۲۳۳۳)۔۔ الثقات لابن حبان، ۶: ۴۳۱ رقم (۸۳۸۷)]

(۴) مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب: الزھد، باب: کلام لقمان علیہ السلام، رقم (۳۴۲۹۵)

الزھد، ۱:۱۰۶

شعب الایمان، ۴:۴۱۶ رقم (۱۰۸۰۹)

(۵) الزھد، ۱:۱۰۷

(۶) مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب: الطلاق، باب: نکاح الامۃ علی الحرۃ، رقم (۱۳۱۰۵)

امام ابن ابی شیبہؒ اور امام احمدؒ نے "زہد" میں حضرت محمد بن واسعؒ (۱) سے روایت نقل کی ہے: حضرت لقمانؑ اپنے بیٹے سے فرماتے اے بیٹے! اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔ تو لوگوں کو یہ نہ دکھا کہ تو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے تاکہ وہ تیری عزت کریں جبکہ تیرا دل فسق و فجو کرنے والا ہو (۲)۔

امام ابن ابی شیبہؒ، امام احمدؒ اور ابن جریرؒ نے حضرت خالد ربعیؒ (۳) سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت لقمان ایک حبشی غلام تھے جو بڑھئی کا کام کرتے تھے۔ ان کے آقا نے کہا میرے لیے ایک بکری ذبح کرو۔ حضرت لقمان نے اس کے لیے ایک بکری ذبح کی۔ آقا نے کہا اس بکری سے سب سے اچھے ٹکڑے کو میرے پاس لے آ۔ تو حضرت لقمان زبان اور دل لے آئے۔ آقا نے کہا کیا ان سے بہتر کوئی چیز نہیں تھی؟ لقمان نے کہا نہیں۔ آقا تھوڑی دیر خاموش رہا۔ پھر اس سے کہا میرے لیے ایک بکری ذبح کرو۔ تو حضرت لقمانؑ نے ایک بکری ذبح کی۔ تو مالک نے کہا اس میں سے ناپاک ترین دو ٹکڑے پھینک دو۔ تو حضرت لقمان نے زبان اور دل کو پھینک دیا۔ آقا نے کہا میں نے تجھے اس کے پاکیزہ ترین حصے لانے کو کہا تھا تو تو میرے پاس زبان اور دل لایا۔ میں نے تجھے کہا تو اس کی خبیث ترین دو ٹکڑے پھینک دے تو تو نے زبان اور دل پھینک دیے۔ تو لقمان نے کہا اگر یہ پاکیزہ ہوں تو ان سے پاکیزہ کوئی چیز نہیں۔ اگر یہ خبیث ہو جائیں تو ان دونوں سے زیادہ خبیث کوئی نہیں (۴)۔

امام عبداللہؒ نے زوائد میں حضرت ابن زیدؒ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت لقمان نے کہا: خبردار! اللہ تعالیٰ کی تائید حکماء کی مونہوں کو میسر ہے۔ وہ اپنی زبان سے وہی کچھ کہتے جو اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے تیار کیا ہوتا ہے (۵)۔

---

(۱) محمد بن واسع بن جابر بن الاخنس بن عائذ بن خارجہ الازدی، ابو بکر، آپ کا شمار صغار تابعین میں ہوتا ہے۔ ایک ثقہ راوی الحدیث کی حیثیت سے جانے جاتے ہیں۔ امام الذہبیؒ نے کبیر الشان کے الفاظ آپ کے لئے استعمال کئے ہیں۔ امام العجلیؒ نے لکھا ہے کہ آپ ایک ثقہ راوی تھے لیکن روایتِ سوء کا ملتزم رہے ہیں۔ [الطبقات الکبریٰ، ۷:۲۴۱۔ تہذیب التہذیب، ۹:۴۴۱]

(۲) مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب: الزھد، باب: کلام لقمان علیہ السلام، رقم (۳۴۲۹۳)
الزھد، ۱:۴۹

(۳) [خالد بن ثابت الربعی کے حالاتِ زندگی معلوم نہ ہو سکے]

(۴) مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب: الزھد، باب: کلام لقمان علیہ السلام، رقم (۳۴۲۹۴)
الزھد، ۱:۴۹
تفسیر الطبری، سورۃ لقمان، ۱۰:۲۰۹ رقم (۲۸۰۸۷)

(۵) روایت نہیں ملی

امام عبداللہؒ نے حضرت سفیانؒ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا اے بیٹے! خاموشی پر کبھی بھی شرمندہ نہ ہوا کر۔ اگر گفتگو چاندی کی ہو تو خاموشی سونے سے ہوتی ہے(۱)۔

امام احمدؒ نے حضرت قتادہؒ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا اے بیٹے! شر سے الگ تھلگ رہ تا کہ وہ تجھ سے الگ تھلگ رہے کیونکہ برائی برائی کیلئے پیدا کی گئی ہے(۲)۔

حضرت ہشام بن عروہؒ نے اپنے باپ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت لقمانؑ کی حکمت میں یہ لکھا ہے اے بیٹے! حد درجہ رغبت کرنے سے بچو کیونکہ حد درجہ کی رغبت قربت کو قریبی سے ختم کر دیتی ہے اور حلم کو چھوڑ دیتی ہے جیسے تر کھجور ہے۔ اے بیٹے! انتہا درجہ کے غصے سے بچو کیونکہ انتہا درجے کا غصہ حکیم کی ذہانت کو مٹا دیتا ہے(۳)۔

امام ابن ابی شیبہؒ اور ابن احمدؒ نے حضرت عبید بن عمیرؒ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا جب کہ وہ اسے نصیحت کر رہے تھے اپنی ذات کیلئے مجالس کا انتخاب کر۔ جب تو ایسی مجلس دیکھے جس میں اللہ کا ذکر کیا جا رہا ہو تو اس کے پاس بیٹھ۔ اگر تو عالم ہوگا تو تیرا علم تجھے نفع دیگا اگر تو کند ذہن ہوگا تو وہ تعلیم دیں گے۔ اگر اللہ تعالیٰ ان پر رحمت فرمانا چاہے گا تو ان کے ساتھ تجھے بھی رحمت ملے گی۔ اے بیٹے! ایسی مجالس میں نہ بیٹھو جن میں اللہ تعالیٰ کا ذکر نہیں کیا جاتا اگر تو عالم ہوگا تو تیرا علم تجھے کوئی نفع نہ دیگا۔ اگر تو کند ذہن ہوگا تو وہ لوگ تیرے اس عیب میں اضافہ کریں گے۔ اگر اس کے بعد اللہ تعالیٰ ان پر ناراضگی کا اظہار کرے گا تو ان کے ساتھ تمہیں بھی ناراضگی پہنچے گی، اے بیٹے! تجھے کھلے بازوؤں والا غیض وغضب میں مبتلا نہ کر دے جو مومنوں کا خون بہاتا ہے کیونکہ اس کے لیے اللہ تعالیٰ کے ہاں ایسا قاتل ہے جسے موت نہیں آتی (۴)۔

امام عبداللہؒ نے "زوائد" میں حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا تیرا کھانا متقی لوگ ہی کھائیں اور اپنے معاملہ میں علماء سے مشورہ کرو(۵)۔

---

(۱) الزھد، باب، زھد لقمان علیہ السلام، ۱:۴۹

(۲) الزھد، باب، زھد لقمان علیہ السلام، ۱:۴۹

(۳) الزھد، باب، زھد لقمان علیہ السلام، ۱:۴۹

(۴) الزھد، باب، زھد لقمان علیہ السلام، ۱:۵۰

(۵) روایت نہیں ملی

امام احمد نے ہشام بن عروہؒ (۱) سے وہ اپنے باپ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ لقمان کی حکمت میں یہ بات لکھی ہوئی ہے تیری گفتگو پاکیزہ ہونی چاہیے تیرا دسترخوان وسیع ہونا چاہیے۔ تو لوگوں کے ہاں ان سے محبوب ترین ہو جائے گا جو انہیں عطیہ عطا کرتے ہیں۔ کہا تورات میں لکھا ہے جیسے تم رحم کرو گے ایسا ہی تم پر رحم کیا جائے گا۔ حکمت میں لکھا ہوا ہے جیسا کاشت کرو گے ایسا ہی کاٹو گے۔ کہا حکمت میں لکھا ہوا ہے اپنے دوست سے اور اپنے والد کے دوست سے محبت کر (۲)۔

امام احمدؒ نے حضرت ابو قلابہؒ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت لقمانؑ سے کہا گیا لوگوں میں کون سب سے صابر ہے؟ ایسا صبر جس کے ساتھ اذیت نہ ہو۔ پوچھا گیا لوگوں میں کون زیادہ عالم ہے؟ کہا جو لوگوں کے علم سے اپنے علم میں اضافہ کرے۔ پوچھا گیا لوگوں میں سے کون سب سے بہترین ہے؟ فرمایا غنی پوچھا گیا مال کا غنی؟ کہا نہیں بلکہ وہ غنی جب اس کے پاس بھلائی کو تلاش کیا جائے تو وہ اس کو پالے نہ کہ وہ جو اپنے آپ کو لوگوں سے غنی خیال کرے (۳)۔

امام احمدؒ نے حضرت سفیانؒ سے روایت نقل کی ہے کہ لقمان سے پوچھا گیا لوگوں میں سے برا کون ہے؟ کہا وہ جو اس بات کی پروانہ کرے کہ لوگ اسے برا خیال کریں گے (۴)۔

امام احمدؒ نے حضرت مالک دینارؒ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حکمت کی بعض چیزوں میں سے یہ بات پائی ہے۔ اللہ تعالیٰ انکی ہڈیوں کو ٹھنڈا کر دے گا۔ جو لوگوں کی عزتوں سے کھیلتے ہیں میں نے یہ بات بھی حکمت میں پائی ہے۔ اس میں کوئی بھلائی کی بات نہیں کہ تو ایسی چیز کا علم حاصل کرے جو پہلے نہ جانتا ہو جب کہ تو ایسی بات پر عمل نہ کرے جس کو تو جانتا ہو کیونکہ اسکی مثال ایسے آدمی جیسی ہے جس نے لکڑیاں اکٹھی کی انکا گٹھا بنایا۔ اسے اٹھانے لگا تو اٹھانے سے عاجز رہا۔ تو اس نے ان لکڑیوں کیساتھ اور لکڑیاں جمع کر دیں (۵)۔

---

(۱) ہشام بن عروہ بن زبیر بن العوام القرشی، الاسدی، ابو المنذر، آپ کا شمار صغار تابعین میں ہوتا تھا۔ صحاح کی تمام کتب میں آپ کی روایتیں موجود ہیں، جس سے آپ کی ثقاہت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ حافظ ابن حجرؒ نے ثقہ، فقیہ ہونے کے ساتھ ساتھ تدلیس کی بھی نشاندہی فرمائی ہے۔ امام الذھبیؒ نے [احد الاعلام اور امام] ابو حاتمؒ نے [امام فی الحدیث] مانا ہے۔ [تھذیب التھذیب، ۱۱:۴۴ رقم (۹۰)۔۔ الکاشف، ۲:۳۳۸ رقم (۵۹۷۲)۔۔ طبقات المدلسین، ۱:۲۶ رقم (۳۰)]

(۲) الزھد، باب، زھد لقمان علیہ السلام، ۱:۴۹

(۳) الزھد، باب، زھد لقمان علیہ السلام، ۱:۵۰

(۴) الزھد، باب، زھد لقمان علیہ السلام، ۱:۵۰

(۵) الزھد، باب، زھد لقمان علیہ السلام، ۱:۵۰

امام احمدؒ نے محمد بن جحادہؒ سے روایت نقل کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ لقمانؑ نے فرمایا کہ لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا جس میں حکیم کی بصیرت باقی نہیں رہے گی (۱)۔

امام احمدؒ نے حضرت سفیانؒ سے انہوں نے اپنے خبر دینے والے سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا اے بیٹے! دنیا ایک گہرا سمندر ہے اس میں بہت زیادہ لوگ غرق ہو گئے اس میں اپنی کشتی اللہ تعالیٰ کا تقویٰ بنا لے۔ اسکا فالتو سامان اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایمان اور اسکا بادبان اللہ تعالیٰ پر توکل بنا لے۔ ممکن ہے تو نجات پا جائے میں تجھے نجات پانے والا نہیں دیکھتا (۲)۔

امام عبداللہؒ نے "زوائد" میں حضرت عون بن عبداللہؒ (۳) سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا اے بیٹے! میں نے پتھر اور لوہا اٹھایا ہے۔ میں نے برے پڑوسی سے کوئی بھاری چیز نہیں اٹھائی۔ میں نے تمام قسم کی کڑواہٹ کو چکھا ہے۔ میں نے فقر سے بڑھ کر کوئی کڑوی چیز نہیں چکھی (۴)۔

امام احمدؒ نے حضرت شرجیل بن مسلمؒ (۵) سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت لقمان نے کہا میں جھگڑے کو کم کرتا ہوں۔ وہی بات کرتا ہوں جو میرے مقصد کی ہوتی ہے۔ بغیر تعجب کے زیادہ ہنسنے والا نہیں اور نہ ہی بغیر مقصد کے کسی تک بات پہچانے والا ہوں (۶)۔

امام احمدؒ نے حضرت ابوالجلدؒ (۷) سے روایت نقل کی ہے میں نے حکمت میں یہ بات پڑھی ہے جس کی ذات

---

(۱) الزھد، باب، زھد لقمان علیہ السلام، ۱:۱۰۴

(۲) الزھد، باب، زھد لقمان علیہ السلام، ۱:۱۰۴

(۳) عوف بن عبداللہ الاسی، آپ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ساتھ بزاخہ کے مقام پر جنگ میں شریک رہے تھے۔ اس کے علاوہ آپ کے حالاتِ زندگی معلوم نہ ہو سکے۔ [الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ، ۵:۱۶۵ رقم (۶۵۴۵)]

(۴) الزھد، باب، زھد لقمان علیہ السلام، ۱:۱۰۴

(۵) شرحبیل بن مسلم بن مسلم بن حامد الخولانی الشامی، امام حاکمؒ کی تصریح کے مطابق آپؒ نے پانچ صحابہ کرام سے ملاقات کی ہے۔ امام ابن حبانؒ نے الثقات میں ذکر کیا ہے۔ امام الذھبی کے مطابق امام احمدؒ نے ثقہ اور امام ابن معینؒ نے ضعیف قرار دیا ہے۔ امام ابن حجرؒ کے اپنے الفاظ آپ کے لئے [صدوق وفیه لین] کے ہیں۔ امام مسلمؒ، امام ابوداود، امام ترمذی اور امام ابن ماجہ نے آپ کی روایت نقل کی ہیں۔ [تھذیب التھذیب، ۴:۲۸۶ رقم (۵۷۰)۔ الثقات لابن حبان، ۴:۳۶۳ رقم (۳۳۶۱)]

(۶) الزھد، باب، زھد لقمان علیہ السلام، ۱:۱۰۵

(۷) جیلانی بن ابی فروۃ ابوالجلد البصری، آپ کنیت سے مشہور ہوئے تھے۔ امام بن حبانؒ آپ کو الثقات میں ذکر کیا ہے۔ التاریخ الکبیر میں آپ کے والد کا نام جیلانی بن فروۃ الاسدی البصری مذکور ہے۔ [التاریخ الکبیر، ۲:۲۵۱ رقم (۲۳۶۲)]

اسے نصیحت کرنے والی ہو اللہ تعالیٰ کی جانب سے اس کی حفاظت کرنے والا ہوتا ہے۔ جو اپنی جانب سے لوگوں کے ساتھ انصاف کرنے والا ہو اللہ تعالیٰ اسکی عزت میں اضافہ کر دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہی عاجزی معصیت میں عزت سے بڑھ کر قربت کا باعث ہے(۱)۔

امام احمدؒ نے حضرت عبداللہ بن دینارؒ(۲) سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا اے بیٹے! اپنے نفس کو اس کے مقام پر رکھ جسے تجھ سے کوئی غرض نہیں اور تیرے لیے اسکے سواء کوئی چارہ کار نہ ہو۔ اے بیٹے! تو اس آدمی کی طرح ہو جا جو لوگوں کی تعریف کا خواہشمند نہ ہو اور نہ ہی انکی مذمت حاصل کرنے والا ہو۔ اسکا نفس اس سے تھکا ماندہ ہو مگر لوگ اس سے راحت میں ہوں(۳)۔

امام احمدؒ نے حضرت ابن ابی یحییٰؒ(۴) سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا اے بیٹے! حکمت مساکین کو بادشاہوں کی مجالسوں میں بیٹھاتی ہے(۵)۔

امام احمدؒ نے حضرت معاویہ بن قرہؓ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا اللہ کے صالح بندوں کے ساتھ بیٹھا کرو تو ان کے ساتھ بیٹھ کر بھلائی پائے گا۔ ممکن ہے آخر میں ان پر رحمت نازل ہو تو ان

---

(۱) الزھد، باب، زھد لقمان علیہ السلام، ۱: ۱۰۵

(۲) عبداللہ بن دینار البھرانی الاسدی، ابو محمد الشامی الحمصی، آپ صغار تابعین میں سے تھے۔ امام ابن حجرؒ اور الدارقطنیؒ نے ضعیف قرار دیا ہے۔ امام ابن ماجہؒ نے آپ کی روایت نقل کی ہے۔ امام ابن حبانؒ نے الثقات میں آپ کو ذکر کیا ہے۔ [التاریخ الکبیر، ۵: ۸۱ رقم (۲۲۲)۔۔ تھذیب التھذیب، ۵: ۱۷۸ رقم (۳۵۱)]

(۳) الزھد، باب، زھد لقمان علیہ السلام، ۱: ۱۰۵

(۴) علامہ سیوطیؒ نے الدر المنثور میں الزھد لابن حنبل کے حوالے سے مذکورہ بالا عبارت ذکر کی ہے، جب اصل مرجع [الزھد لابن حنبل] کی طرف رجوع کیا گیا تو وہاں عبارت کچھ یوں ہے: ھارون بن معروف اخبرنا ضمرۃ عن السدی بن یحییٰ قال قال لقمان .. الخ غور و تتبع کے بعد معلوم ہوا کہ [الزھد] کی عبارت میں غلطی ہے، [السری] کی بجائے السدی لکھا ہوا ہے۔ السری بن یحییٰ، ضمرۃ کے اساتذہ میں سے ہے جو کہ السدی بن یحییٰ نہیں ہے۔۔ السری بن یحییٰ بن ایاس بن حرملۃ بن ایاس الشیبانی الحملی، ابو الھیثم، ابو یحییٰ البصری، آپ کا شمار کبار تابعین میں ہوتا ہے۔ امام احمدؒ نے آپ کو [ثقۃ ثقۃ] کے الفاظ سے یاد کیا ہے۔ امام ابو زرعہؒ نے آپ کو [ھو من الثقات] سے یاد کیا ہے۔ [تھذیب التھذیب، ۳: ۴۰۰ رقم (۸۶۱)]

(۵) الزھد، باب، زھد لقمان علیہ السلام، ۱: ۱۰۵

کے ساتھ تجھے بھی رحمت پہنچے۔اے بیٹے! شریر لوگوں کے ساتھ نہ بیٹھا کرو۔ بیشک ان کے ساتھ بیٹھنے سے تجھے بھلائی نہ ملے گی۔ممکن ہے آخرت میں ان پر عذاب نازل ہوتو تجھے بھی ان کے ساتھ عذاب پہنچے(۱)۔

امام احمدؒ نے حضرت ابن ابی نجیحؒ (۲) سے روایت نقل کی ہے کہ لقمان حکیم نے کہا خاموشی حکمت ہے اور اس پر عمل کرنے والے تھوڑے لوگ ہیں۔حضرت طاؤسؒ نے کہا اے ابو نجیحؒ! جس نے بات کی اور اللہ تعالیٰ سے ڈرا تو وہ اس سے بہتر ہے جو خاموش رہا اور اللہ تعالیٰ سے ڈرا(۳)۔

امام احمدؒ نے حضرت عونؒ سے روایت نقل کی ہے کہ لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا اے بیٹے! جب تو کسی مجلس تک پہنچے تو انہیں سلام کہو پھر ان کے ایک طرف بیٹھ جاؤ۔اگر وہ اللہ تعالیٰ کے ذکر میں شروع ہوں تو ان کے ساتھ بیٹھ۔اگر وہ کسی اور کام میں شروع ہوں تو ان کے پاس سے اٹھ جاؤ(۴)۔

عبداللہؒ نے "زہد" میں عبداللہ بن دینارؒ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت لقمان سفر سے آئے تو راستے میں انہیں ایک لڑکا ملا۔آپ نے پوچھا میرے باپ کا کیا ہوا؟ بچے نے کہا وہ مر گیا ہے۔لقمان حکیم نے کہا الحمد للہ میں اپنے معاملات کا خود مالک ہو گیا ہوں۔پوچھا میری ماں کا کیا ہوا؟ اس نے کہا وہ مر گئی ہے۔تو لقمان نے کہا میرا غم جاتا رہا۔پوچھا میری بیوی کا کیا ہوا؟ اس نے کہا وہ مر گئی ہے۔لقمان حکیم نے کہا میں نیا نکاح کروں گا۔پوچھا میری بہن کا کیا ہوا؟ اس نے کہا وہ بھی مر گئی ہے۔کہا اس نے میری عزت پر پردہ ڈال دیا ہے۔کہا میرے بھائی کا کیا ہوا؟ وہ مر گیا ہے۔لقمان حکیم نے کہا میری کمر ٹوٹ گئی(۵)۔

امام عبداللہؒ نے "زوائد" میں حضرت عبدالوھاب بن بخت مکیؒ (۶) سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت لقمان حکیم

---

(۱) الزھد، باب، زھد لقمان علیہ السلام، ۱:۱۰۶

(۲) عبداللہ بن نجیح یسار المکی، ابو یسار الثقفی، آپ کا شمار صغار تابعین میں ہوتا تھا۔امام ابن معین، ابوزرعۃ اور نسائیؒ نے آپ کو [ثقۃ] قرار دیا ہے۔صحاح ستہ میں آپ کی روایتیں موجود ہیں۔امام ابن حجرؒ نے آپ کو ثقۃ قرار دینے کے ساتھ [رمیٰ بالقدر] اور مدلس ہونے کی بھی نشاندہی کی ہے۔۱۳۱ھ کو وفات پا گئے تھے۔[تھذیب التھذیب، ۶:۴۹ رقم (۱۰۲)]

(۳) الزھد، باب، زھد لقمان علیہ السلام، ۱:۱۰۶

(۴) روایت نہیں ملی

(۵) روایت نہیں ملی

(۶) عبدالوھاب بن بخت القرشی الاموی ابوعبیدۃ، آپ آل مروان بن حکم کے موالیوں میں سے تھے۔شام میں مقیم رہے تھے۔امام ابوحاتمؒ نے صالح الحدیث اور لاباس بہ کے القابات سے یاد کیا ہے۔[تھذیب التھذیب، ۶: ۳۹۳ رقم (۸۲۹)۔۔التاریخ الکبیر، ۶:۹۶ رقم (۱۸۲۱)]

نے اپنے بیٹے سے کہا اے بیٹے! علماء کی مجالس میں بیٹھا کرو اور ان کے قریب رہا کرو۔ بیشک اللہ تعالیٰ حکمت کے نور سے مردہ دلوں کو زندہ فرماتا ہے جس طرح مردہ زمین بارش سے زندہ ہوتی ہے(۱)۔

امام عبداللہ نے عبداللہ بن قیسؓ (۲) سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت لقمانؑ نے اپنے بیٹے سے کہا تیرے منہ سے جو نکلتا ہے اس سے رک جا کیونکہ جب تک تو خاموش رہے گا محفوظ رہے گا۔ تجھے وہی بات کرنی چاہیے جو تجھے نفع دے(۳)۔

امام احمدؒ نے حضرت محمد بن واسعؒ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت لقمانؑ نے اپنے بیٹے سے کہا اے بیٹے! جو نہیں جانتا اسے نہ سیکھو یہاں تک کہ جو تو جانتا ہے اس پر عمل کرو(۴)۔

امام احمد نے بکر بن مزنیؒ (۵) سے روایت نقل کی ہے کہ لقمان حکیمؑ نے کہا والد کا اپنے بیٹے کو مارنا ایسا ہی ہے جیسے کھیتی کے لیے پانی (۶)۔

امام قالیؒ (۷) نے "امالی" میں عتبیؒ (۸) سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ حضرت لقمان حکیم

---

(۱) روایت نہیں ملی

(۲) عبداللہ بن قیس بن سلیم بن حضار بن حرب بن عامر بن الاشعر، ابوموسیٰ الاشعری، آپ کو رسول اللہ ﷺ کے صحابی ہونے کا شرف حاصل ہے۔ نبی کریم ﷺ نے زبیدہ، عدن اور ساحلِ یمن کا عامل مقرر کیا تھا۔ امیر المومنین حضرت عمر بن الخطابؓ نے کوفہ اور بصرہ کا گورنر مقرر کیا تھا۔ حضرت ابوعبیدہؓ کے وفات کے وقت اردن میں موجود تھے۔ آپ صحابہ کرامؓ میں سب سے زیادہ سریلی آواز والے تھے۔ ۵۰ھ کو مکہ میں وفات پا گئے تھے۔ [الطبقات الکبریٰ، ۴:۱۰۵]

(۳) روایت نہیں ملی

(۴) الزھد، باب، زھد لقمان علیہ السلام، ۱:۹۶

(۵) عبداللہ بن بکر بن عبداللہ المزنی البصری، آپ کبار تابعینِ کرام میں سے تھے۔ ابن حبانؒ نے [الثقات] میں ذکر کیا ہے۔ امام الدارقطنیؒ نے [ثقۃ] قرار دیا ہے الذھبیؒ نے صدوق کے الفاظ سے یاد کیا ہے۔ [التاریخ الکبیر: ۵:۵۲ رقم (۱۱۳)]

(۶) الزھد، باب، زھد لقمان علیہ السلام، ۱:۹۶

(۷) اسماعیل بن قاسم بن ھارون بن عیذون البغدادی، القالی، قالی ارمینیہ کا ایک علاقہ ہے وہاں کے باشندہ ہونے کی وجہ سے [القالی] سے مشہور ہوئے تھے۔ آپ ایک عالم فاضل اور علم حدیث کے ماہر محدث تھے۔ آپ صاحبِ تصانیف تھے۔ الامالی فی الادب، المقصور والممدود، کتاب الابل اور کتاب الخیل آپ کی تصنیفات میں سے ہیں۔ ۳۵۶ھ کو قرطبہ میں وفات پا گئے تھے۔ [ذھبی، سیر الاعلام النبلاء، ۱۶:۴۷ رقم (۳۱)۔ حموی، معجم البلدان، ۴:۲۹۹ رقم (۳۰۰)]

(۸) محمد بن عبیداللہ بن عمرو بن معاویہ بن عمرو بن عتبۃ العتبی، آپ اہل بصرہ میں سے تھے۔ آپ اخبار اور وہ روایات جو ادب پر مشتمل تھیں اُن روایت کے لئے مشہور تھے۔ آپ کو افصح الناس بھی کہا جاتا تھا۔ [خطیب، تاریخ بغداد، ۲:۳۲۴ رقم (۸۱۵)]

کہا کرتے تھے: تین چیزیں مواقع پر ہی پہچانی جاسکتی ہیں: حلیم غضب کے وقت، بہادر جنگ کے وقت، تیرا بھائی جب تجھے اس کی ضرورت ہو(۱)۔

امام وکیعؒ نے "غرر" میں حضرت حنظلیؒ سے روایت نقل کی ہے کہ لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا اے بیٹے! جب تو ارادہ کرے کہ کسی آدمی کے ساتھ برادرانہ تعلقات قائم کرے تو اس سے پہلے اسے غصہ دلا، اگر غصہ کے وقت وہ تجھ سے انصاف کرے ورنہ اس سے احتیاط کر(۲)۔

امام دارقطنیؒ نے حضرت مالک بن انسؒ سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ حضرت لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا جب سے تو دنیا میں آیا ہے تو نے اس کی طرف پشت کر لی ہے اور دوسرے گھر کی طرف منہ کر لیا ہے ایک ایسا گھر ہے جس کی طرف تو جا رہا ہے۔ وہ اس گھر سے زیادہ قریب ہے جس سے تو دور ہو رہا ہے(۳)۔

امام ابن مبارکؒ نے حضرت ابن ابی ملیکہؒ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت لقمان کہا کرتے تھے اے اللہ! میرے ساتھی کو غافل نہ بنا جب میں تیرا ذکر کرتا ہوں تو وہ میری مدد نہیں کرتے۔ اور اگر میں خاموش ہوتا ہوں تو وہ مجھے غمگین کرتے ہیں(۴)۔

حکیم ترمذیؒ نے معتمرؒ سے وہ اپنے باپ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ حضرت لقمانؑ نے اپنے بیٹے سے کہا اے بیٹے! اپنی زبان کو اس کا عادی بنا کہ وہ کہے اے اللہ! مجھے بخش دے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ایک ایسی گھڑی ہے جس میں دعا رد نہیں کی جاتی(۵)۔

خطیبؒ نے حضرت حسن بصریؒ سے روایت نقل کی ہے: اے بیٹے! قرض سے بچو کیونکہ یہ دن کی ذلت اور رات کا غم ہے(۶)۔

امام ابن ابی الدنیاؒ اور بیہقیؒ نے "شعب الایمان" میں حضرت وہب بن منبہؒ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت لقمانؑ نے اپنے بیٹے سے کہا اے بیٹے! اللہ تعالیٰ سے ایسی امید رکھ جو تجھے اس کی نافرمانی کی جرات نہ

---

(۱) روایت نہیں ملی
(۲) روایت نہیں ملی
(۳) روایت نہیں ملی
(۴) الزھد، ۱:۱۲۲ رقم (۳۵۹)
(۵) نوادر الاصول، ۲:۲۶
(۶) تاریخ بغداد ۴:۴۸ رقم (۱۶۵۵)

دلائے۔اللہ تعالیٰ سے ایسا ڈر جو تجھے اس کی رحمت سے مایوس نہ کرے(۱)۔

امام اعبدالرزاقؒ نے حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت لقمان نے کہا جب تیرے پاس کوئی آدمی آئے جب کہ اس کی انکھوں سے آنسو رواں ہو تو اس کے حق میں فیصلہ نہ کر یہاں تک کہ اسکا مدمقابل آئے۔کہا ممکن ہے کہ وہ آئے تو اس سے دگنا آنسو بہا رہا ہو(۲)۔

امام عبداللہ بن احمدؒ نے "زوائد الزہد" میں حضرت حسن بصریؒ سے روایت نقل کی ہے: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے ابن آدم! میں نے تجھے پیدا کیا ہے اور تو کسی اور کی عبادت کرتا ہے۔تو میری طرف دعوت دیتا ہے اور خود مجھ سے دور بھاگتا ہے۔تو مجھے یاد کرتا ہے اور مجھے بھول جاتا ہے۔یہ زمین میں سب سے بڑا ظلم ہے۔پھر حضرت حسنؒ اس آیات ﴿ان الشرك لظلم عظيم﴾ کی تلاوت کرتے(۳)۔

وَوَصَّيْنَا الْإِنسَانَ بِوَالِدَيْهِ حَمَلَتْهُ أُمُّهُ وَهْناً عَلَى وَهْنٍ وَّفِصٰلُهُ فِي عَامَيْنِ أَنِ اشْكُرْ لِي وَلِوَالِدَيْكَ إِلَيَّ الْمَصِيرُ ﴿١٤﴾ وَإِنْ جَاهَدٰكَ عَلَى أَنْ تُشْرِكَ بِي مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوفاً وَّاتَّبِعْ سَبِيلَ مَنْ أَنَابَ إِلَيَّ ثُمَّ إِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَأُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿١٥﴾ يٰبُنَيَّ إِنَّهَآ إِن تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ فَتَكُن فِي صَخْرَةٍ أَوْ فِي السَّمٰوٰتِ أَوْ فِي الْأَرْضِ يَأْتِ بِهَا اللّٰهُ ط إِنَّ اللّٰهَ لَطِيفٌ خَبِيرٌ ﴿١٦﴾ يٰبُنَيَّ أَقِمِ الصَّلٰوةَ وَأْمُرْ بِالْمَعْرُوفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنكَرِ وَاصْبِرْ عَلَى مَآ أَصَابَكَ ط إِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْأُمُورِ ﴿١٧﴾ وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحاً إِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُورٍ ﴿١٨﴾ وَاقْصِدْ فِي مَشْيِكَ وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ إِنَّ أَنكَرَ الْأَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيرِ ﴿١٩﴾

---

(۱) ابن ابی الدنیا، الوجل والشوق بالعمل، دارالوطن، الریاض، (۱۹۹۷ء)، ۱: ۳۰ رقم (۶)

شعب الایمان، ۲: ۱۸ رقم (۱۰۴۵)

(۲) مصنف عبدالرزاق، ۸: ۳۰۴ رقم (۱۵۳۰۷)

(۳) الزھد، ۱: ۱۰۷

"اور ہم نے انسان کو جسے اُس کی ماں تکلیف پر تکلیف سہ کر پیٹ میں اٹھائے رکھتی ہے (پھر اسکو دُودھ پلاتی ہے) اور (آخرکار) دو برس میں اسکا دُودھ چھڑانا ہوتا ہے (اپنے نیز) اسکے ماں باپ کے بارے میں تاکید کی ہے کہ میرا بھی شکر کرتا رہ اور اپنے ماں باپ کا بھی (کہ) تم کو میری طرف لوٹ کر آنا ہے [۱۴] اور اگر وہ تیرے درپے ہوں کہ کہ تو میرے ساتھ کسی ایسے چیز کو شریک کرے جس کا تجھے کچھ بھی علم نہیں تو اُن کا کہنا نہ ماننا۔ ہاں دنیا (کے کاموں) میں اُنکا اچھی طرح ساتھ دینا اور جو شخص میری طرف رجوع لائے اسکے رستے پر چلنا پھر تم کو میری طرف لوٹ کر آنا ہے۔ تو جو کام تم کرتے رہے میں سب سے تم کو آگاہ کر دوں گا [۱۵] (لقمان نے یہ بھی کہا کہ) بیٹا اگر کوئی عمل (بالفرض) رائی کے دانے کے برابر بھی (چھوٹا) ہو اور ہو بھی کسی پتھر کے اندر یا آسمانوں میں (مخفی ہو) یا زمین میں خدا اس کو قیامت کے دن لا موجود کریگا۔ کچھ شک نہیں کہ خدا باریک بین (اور) خبردار ہے [۱۶] بیٹا نماز کی پابندی رکھنا اور (لوگوں کو) اچھے کاموں کے کرنیکا امر اور بُری باتوں سے منع کرتے رہنا اور جو مصیبت تجھ پر واقع ہو اس پر صبر کرنا۔ بیشک یہ بڑی ہمت کے کام ہیں [۱۷] اور (از راہ غرور) لوگوں سے گال نہ پھُلانا اور زمین میں اکڑ کر نہ چلنا۔ کہ خدا کسی اترانے والے خود پسند کو پسند نہیں کرتا [۱۸] اور اپنی چال میں اعتدال کئے رہنا اور (بولتے وقت) آواز نیچی رکھنا کیونکہ (کیونکہ اونچی آواز گدھوں کی سی ہے اور کچھ شک نہیں کہ) سب سے بری آواز گدھوں کی ہے" [۱۹]

امام ابو یعلیٰؒ، طبرانیؒ، ابن مردویہؒ اور ابن عساکرؒ نے حضرت ابو عثمان نہدیؒ روایت ہے کہ حضرت سعید بن ابی وقاصؓ نے کہا یہ آیت ﴿وان جاهدك على ان تشرك﴾ میرے بارے میں نازل ہوئی۔ میں اپنی والدہ کہ ساتھ حسن سلوک کرتا تھا۔ جب میں نے اسلام قبول کر لیا تو میری والدہ نے کہا اے سعد! میں یہ کیا دیکھتی ہوں کہ تو نے یہ نیا کام کیا ہے؟ تجھے یہ نیا دین چھوڑنا ہوگا یا میں نہ کھاؤں گی، نہ پیوں گی یہاں تک کہ مر جاؤں گی۔ تو میری وجہ سے عار دلائی جائے گی۔ تجھے یوں خطاب کیا جائے گا: اے اپنی ماں کے قاتل! میں نے کہا اے میری ماں! ایسا نہ کر، میں کسی بھی وجہ سے یہ دین نہیں چھوڑوں گا۔ وہ ایک دن رات بغیر کچھ کھائے پیئے رہی اس نے صبح کی تو بڑی مشقت میں مبتلا تھی۔ وہ ایک دن اور رات مزید اسی طرح رہی۔ تو اس کی تکلیف میں اضافہ ہو گیا۔ جب میں نے یہ دیکھا تو میں نے کہا اے ماں! اللہ تعالیٰ کی قسم! تو جانتی ہے اگر تیری سو جانیں ہوں اور تیری ایک ایک جان نکلے سب تب بھی میں اسکے لیے دین نہیں چھوڑوں گا۔ اگر تو چاہے تو کھا، اگر تو نہ چاہے تو نہ کھا، جب ماں نے یہ دیکھا تو اس نے کھانا کھا لیا تو یہ آیت نازل ہوئی (۱)۔

---

(۱) تاریخ دمشق، ۲۰:۳۳۱

امام ابن عساکرؒ نے حضرت سعیدؓ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے کہا میرے بارے میں چار آیات نازل ہوئی ہیں، سورۂ انفال کی ﴿وصا حبهما فی الدنیا معروفا﴾، وصیت اور شراب والی آیت (۱)۔

امام ابن جریرؒ نے حضرت ابو ہریرہؓ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت ﴿وان جاهدك علی ان تشرك بی﴾ حضرت سعید بن ابی وقاصؓ کے حق میں نازل ہوئی (۲)۔

امام ابن سعیدؒ نے کہا حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کے حق میں نازل ہوئی۔ حضرت سعدؓ نے کہا میں تیر اندازی سے واپس آیا تو لوگ میری ماں حمنہ بنت سفیان بن امیہ بن عبد شمس (۳) اور میرے بھائی عامرؓ (۴) کے پاس جمع تھے۔ جب وہ مسلمان ہو گیا تھا میں نے پوچھا لوگوں کو کیا ہوا ہے؟ لوگوں نے بتایا یہ تیری ماں ہے جس نے تیرے بھائی عامر کو پکڑ رکھا ہے۔ وہ اللہ کی قسم اٹھا رہی ہے کہ اسے کوئی سایہ سایہ نہ دیگا، وہ کھانا نہیں کھائے گی، وہ پانی نہیں پیئے گی، یہاں تک کہ وہ اس نئے دین کو چھوڑ دے گا۔ حضرت سعدؓ ماں کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا اے ماں! میری طرف متوجہ ہو، میرے ساتھ وعدہ کر۔ ماں نے پوچھا کیسا؟ حضرت سعدؓ نے کہا تو کسی سایہ میں نہیں بیٹھے گی، تو کھانا نہیں کھائے گی، تو پانی نہیں پیئے گی، یہاں تک کہ جہنم میں اپنا ٹھکانا نہ دیکھ لے گی تو اس نے کہا میں قسم اپنے نیک بیٹے کے لئے اٹھاؤں گی تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا (۵)۔

---

(۱) تاریخ دمشق، ۲۰:۳۱

(۲) تفسیر الطبری، سورۃ لقمان، ۱۰:۲۱۱ رقم (۲۸۰۹۹)

(۳) حمنہ بنت سفیان بن اُمیۃ بن عبد شمس، اُم سعد بن ابی وقاص اور مالک بن اھیب کی زوجہ تھی۔ اسلام کے ابتدائی دنوں میں مسلمانوں کی مخالفت کرنے والوں میں سرفہرست تھی۔ ابوسفیان کے ساتھ چچازاد بھائی کا رشتہ تھا۔ سعدؓ کے ایمان لانے پر بہت زیادہ برہم ہوئی تھی۔ جب دوسرا بیٹا ایمان کی روشنی سے منور ہوا تو اُس پر ظلم کے پہاڑ توڑ ڈالے اور ظلم کی انتہا کر دی تھی۔ [الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ، ۳:۳۷ رقم (۳۱۹۶)]

(۴) عامر بن ابی وقاص بن اُھیب بن عبد مناف بن زھرۃ بن کلاب، ابوعمرو، آپ مشہور صحابی سعد بن ابی وقاص کے بھائی تھے۔ آپؓ نے بعثت کے دسویں سال اسلام قبول کیا تھا۔ جب آپ کی والدہ اور قریش نے آپ پر ظلم کی انتہا کر دی تو حبشہ ہجرت کر گئے تھے۔ [الطبقات الکبریٰ: ۴:۲۳۔ الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ، ۳:۵۹۸ رقم (۴۴۲۶)]

(۵) الطبقات الکبریٰ، ۴:۱۲۳

ابن جریرؒ نے ابن عباسؓ سے ﴿وھنا علی وھن﴾ کا معنیٰ سختی کے بعد سختی ایک صورت کے بعد دوسری صورت کیا ہے(۱)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت عطاء خراسانیؒ سے اس کا یہ معنیٰ نقل کیا ہے کمزوری کے بعد کمزوری (۲)۔

امام فریابیؒ، ابن ابی شیبہؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے مجاہدؒ سے وھن کا معنیٰ مشقت نقل کیا ہے، وہ بچہ ہے(۳)۔

امام جریرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے مجاہدؒ سے ﴿وھن﴾ کا معنیٰ نقل کیا ہے کہ بچے کی کمزوری والدہ کی کمزوری اور ضعف پر ہے(۴)۔

امام ابن جریرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے قتادہؒ سے ﴿وصاحبھما فی الدنیا معروفا﴾ کا یہ معنیٰ نقل کیا ہے کہ جب مریض ہوں تو ان کی عیادت کیا کرو جب مرجائیں تو جنازہ کے ساتھ چلا کرو اور اللہ تعالیٰ نے تجھے مال عطاء کیا ہے ان کے ساتھ انکی غمگساری کیا کر(۵)۔

امام ابن منذرؒ نے حضرت ابن جریجؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ﴿من اناب الی﴾ سے مراد حضرت محمد ﷺ کی ذات ہے(۶)۔

امام ابن جریرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے قتادہؒ سے ﴿انھا ان تك﴾ نے ضمیر سے مراد بھلائی ہے اور صخرۃ سے مراد پہاڑ ہے(۷)۔

---

(۱) تفسیر الطبری، سورۃ لقمان، ۱۰:۲۱۰ رقم (۲۸۰۹۲)

(۲) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ لقمان، ۹:۳۰۹۸ رقم (۱۷۵۴۰)

(۳) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ لقمان، ۹:۳۰۹۸ رقم (۱۷۵۴۱)

(۴) تفسیر الطبری، سورۃ لقمان، ۱۰:۲۱۰ رقم (۲۸۰۹۵)
تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ لقمان، ۹:۳۰۹۸ رقم (۱۷۵۴۲)

(۵) تفسیر الطبری، سورۃ لقمان، ۱۰:۲۱۰ رقم (۲۸۰۹۶)
تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ لقمان، ۹:۳۰۹۸ رقم (۱۷۵۴۳)

(۶) تفسیر الطبری، سورۃ لقمان، ۱۰:۲۱۰ رقم (۲۸۰۸۹)

(۷) تفسیر الطبری، سورۃ لقمان، ۱۰:۲۱۳ رقم (۲۸۱۰۶)
تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ لقمان، ۹:۳۰۹۹ رقم (۱۷۵۴۴)

امام ابن مردویہؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ زمین مچھلی پر ہے، مچھلی سمندر پر ہے، سمندر سبز چھٹان پر ہے، پانی کی سبزی اس چھٹان کی وجہ سے ہے، وہ چھٹان بیل کے سینگ پر ہے، وہ بیل ثری پر ہے، ثری کے نیچے کیا ہے، اللہ تعالیٰ کے سواء کوئی نہیں جانتا اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿لَهُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَمَا تَحْتَ الثَّرٰى (١)﴾ آسمان، زمین، انکے درمیان اور جو ثری کے نیچے ہے۔ وہ سب رحمان کے حرم میں ہے۔ جب قیامت کا دن ہوگا تو اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سے کوئی چیز باقی نہیں رہے گی۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا ﴿لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ (٢)﴾ تو زمین و آسمان سے جو چیز ہوگی۔ اس پر کپکپی طاری ہو جائے گی پھر اللہ تعالیٰ خود ہی جواب ارشاد فرمائے گا ﴿لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ (٣)﴾ (٤)۔

امام فریابیؒ اور ابن جریرؒ نے ابو مالکؒ سے روایت نقل کی ہے: ﴿يات بها الله﴾ کا معنی ہے اللہ تعالیٰ اسے جانتا ہے (٥)۔

امام ابن جریرؒ اور ابن حاتمؒ نے حضرت قتادہؒ سے ﴿ان الله لطيف﴾ یعنی اس خردلہ کو نکالنے میں باریک بین ہے۔ کہا خردلہ کی جگہ کے بارے میں باریک بین ہے (٦)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت سعید بن جبیرؒ سے اس آیت کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ ﴿وامر بالمعروف﴾ یعنی توحید کا حکم دے، شرک سے منع کر۔ ان دونوں میں صبر کر۔ یعنی جب تجھے نیکی کا حکم دیا جائے برائی سے روکا جائے اور اس بارے میں تجھے تکلیف اور آذیت پہنچے تو اس پر صبر کر اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر پر صبر کرنا۔ یہ ان امور میں سے ہے جن کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے (٧)۔

---

(١) القرآن الکریم، طٰہٰ، ٦

(٢) القرآن الکریم، المومن، ١٦

(٣) القرآن الکریم، المومن، ١٦

(٤) یہ موضوع روایت ہے۔ قرآن کریم نے تخلیق کائنات کے واقعہ کو وضاحت سے بیان فرمایا ہے۔ اس عظیم کتاب میں کہی بھی اس قسم کا اشارہ نہیں ہے کہ زمین بیل کے سینگ وغیرہ پر ہے۔ موجودہ سائنسی نظریات بھی اس کے مخالف ہیں۔ [محقق]

(٥) تفسیر الطبری، سورۃ لقمان، ١٠: ٢١٣ رقم (٢٨١٠٥)

(٦) تفسیر الطبری، سورۃ لقمان، ١٠: ٢١٣ رقم (٢٨١٠٥)

تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ لقمان، ٩: ٣٠٩٩ رقم (١٧٥٤٥)

(٧) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ لقمان، ٩: ٣٠٩٩ رقم (١٧٥٤٦)

امام ابن جریرؒ اور ابن منذرؒ نے حضرت ابن جریجؒ سے یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اس بارے میں تجھے جو مصیبت پہنچے اس پر صبر کر بے شک صبر کرنا ان امور میں سے ہے جن کا اللہ تعالیٰ نے قطعی حکم دیا ہے(۱)۔

امام ابن ابی شیبہؒ، امام احمدؒ نے "زہد" میں، عبد بن حمیدؒ، ابن منذرؒ اور خطیبؒ نے "تالی التلخیص" میں حضرت ابو جعفر خطمیؒ (۲) سے روایت نقل کی ہے کہ ان کے دادا عمیر بن حبیب (۳) وہ صحابی تھے انہوں نے اپنے بیٹے کو وصیت کی اے بیٹے! بیوقوفوں کی مجلس سے بچو کیونکہ ان کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا بیماری ہے۔ جو سفیہ سے حلم کرتا ہے وہ اپنے حلم پر خوش ہوتا ہے۔ جو بیوقوف سے بات کرتا ہے وہ شرمندہ ہوتا ہے۔ بیوقوف جو کام کرتا ہے جو آدمی اس کے قلیل کا اقرار نہیں کرتا اسے کثیر کا اقرار کرنا پڑتا ہے جو ناپسندیدہ چیز پر صبر کرتا ہے وہ پسندیدہ چیز پالیتا ہے۔ جب تم میں سے کوئی نیکی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے کا ارادہ کرے تو اذیت پر صبر کرنے پر اپنے آپ کو تیار کرے۔ اللہ تعالیٰ سے ثواب کی امید رکھے جو اللہ تعالیٰ سے ثواب کی اُمید رکھے تو عذاب کا مس کرنا بھی نہ پائے گا (۴)۔

امام طبرانیؒ، ابن عدیؒ اور ابن مردویہؒ نے حضرت ابو ایوب انصاریؓ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان ﴿ولا تصعر خدك للناس﴾ کے بارے میں پوچھا گیا۔ فرمایا اپنی باچھوں کا ٹھڑا کرنا (۵)۔

امام ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ اس کا معنیٰ تکبر نہ کر کہ اللہ تعالیٰ کے بندوں کو حقیر جاننے لگے۔ جب وہ تجھ سے کام کریں تو ان کی طرف منہ کر (۶)۔

---

(۱) تفسیر الطبری، سورۃ لقمان، ۱۰:۲۱۳ رقم (۲۸۱۰۸)

(۲) عمیر بن یزید بن عمیر بن حبیب الانصاری، ابو جعفر الخطمی المدنی، آپ ایک ثقہ راوی الحدیث تھے۔ امام العجلیؒ نے آپ کو ثقہ قرار دیا ہے۔ [الثقات للعجلی، ۲:۱۹۲ رقم (۱۴۳۸)۔ تقریب التھذیب، ۱:۴۳۲ رقم (۵۱۹۰)]

(۳) عمیر بن حبیب بن خماشۃ الخطمی، الانصاری، آپ صحابہ کرام کی عظیم جماعت میں سے تھے۔ بیعت رضوان کے دن حاضر رہے تھے۔ امام ابن سعدؒ نے الطبقات میں آپ کا نسب کچھ یوں بیان کیا ہے: عمیر بن حباشۃ بن جویر بن عبید، امام ابن ماجہؒ نے آپ کی روایت نقل کی ہے۔ [الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ، ۴:۱۴۷ رقم (۶۰۳۳)۔ الطبقات الکبریٰ، ۴:۳۸۱]

(۴) مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب: الادب، باب: فی الرجل ان یجالس ویداخل، رقم (۲۵۵۹۰)

الزھد، ۱:۱۸۶ (زھد عمیر بن حبیب بن حماسۃ)

(۵) المعجم الکبیر، ۴:۱۷۹ رقم (۴۰۷۲)

الکامل فی الضعفاء، ۷:۸۵ رقم (۲۰۰۹)

(۶) تفسیر الطبری، سورۃ لقمان، ۱۰:۲۱۳ رقم (۲۸۱۰۹)

تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ لقمان، ۹:۳۰۹۹ رقم (۱۷۵۴۶)

امام ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ اس سے مراد وہ شخص ہے جب اسے سلام کیا جائے تو وہ متکبر کی طرح اپنی گردن دہری کرے(۱)۔

امام فریابیؒ اور ابن جریرؒ نے حضرت مجاہدؒ سے اسکا یہ معنیٰ نقل کیا ہے کہ لوگوں سے اپنا منہ دوسری طرف کر لینا(۲)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت سعید بن جبیرؒ سے یہ معنیٰ نقل کیا ہے کہ تکبر کرتے ہوئے اپنے چہرے کو فقراء سے نہ پھیر لے(۳)۔

امام ابن منذرؒ، ابن ابی حاتمؒ اور بیہقیؒ نے "شعب الایمان" میں ربیع بن انسؓ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ فقراء اور غنی علم میں تیرے نزدیک ہونے چاہیے کیونکہ نبی کریم ﷺ کو عتاب کیا گیا ﴿عبس و تولی (۴)﴾(۵)۔

امام ابن جریرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت مجاہدؒ سے ﴿واقصد فی مشیك﴾ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ تواضع اختیار کر(۶)۔

امام سعید بن منصورؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ، ابن ابی حاتمؒ اور بیہقیؒ نے یزید بن ابی حبیبؒ سے یہ معنیٰ نقل کیا ہے کہ جلدی چلو(۷)۔

---

(۱) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ لقمان، ۹:۳۰۹۹ رقم (۱۷۵۴۷)

(۲) تفسیر الطبری، سورۃ لقمان، ۱۰:۲۱۵ رقم (۲۸۱۱۱)

(۳) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ لقمان، ۹:۳۰۹۹ رقم (۱۷۵۴۷)

(۴) القرآن الکریم، عبس، ۱

(۵) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ لقمان، ۹:۳۰۹۹ رقم (۱۷۵۴۸)
شعب الایمان، ۶:۲۸۳ رقم (۸۱۷۹)

(۶) تفسیر الطبری، سورۃ لقمان، ۱۰:۲۱۶ رقم (۲۸۱۲۶)
تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ لقمان، ۹:۳۰۹۹ رقم (۱۷۵۴۹)

(۷) تفسیر الطبری، سورۃ لقمان، ۱۰:۲۱۶ رقم (۲۸۱۲۸)
تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ لقمان، ۹:۳۰۹۹ رقم (۱۷۵۴۹)
شعب الایمان، ۶:۲۸۳ رقم (۸۱۶۸)

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت سعید بن جبیرؒ سے اس کا یہ معنی نقل کیا ہے: تکبر نہ کرو اور لوگوں سے اپنی آواز کو پست رکھو کیونکہ سب سے ناپسندیدہ آواز گدھے کی آواز ہے(۱)۔

امام عبد بن حمیدؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت قتادہؒ سے یہ قول نقل کی ہے کہ تکبر سے منع کیا ،آواز میں میانہ روی کا حکم دیا کیونکہ آواز میں قبیح ترین آواز گدھے کی آواز ہے،اس کا آغاز زفیر اور اسکا آخر شہیق کہلاتا ہے(۲)۔

امام سعید بن منصورؒ، ابن جریرؒ اور ابن منذرؒ نے مجاہدؒ سے یہ قول نقل کی ہے کہ یہ کانوں پر سب سے ناپسندیدہ ہے(۳)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت سفیان ثوریؒ سے روایت نقل کی ہے کہ ہر شے کی آواز اللہ کی تسبیح ہے مگر گدھے کی آواز(۴)۔

امام ابن جریرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت زیدؒ سے یہ روایت نقل کی ہے: اگر آواز کے بلند کرنے میں کوئی بھلائی ہوتی تو اللہ تعالیٰ گدھے کی آواز کو بلند نہ کرتا(۵)۔

---

(۱) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ لقمان، ۹: ۳۱۰۰ رقم (۱۷۵۵۱)

(۲) تفسیر الطبری، سورۃ لقمان، ۹: ۲۱۶۔۲۱۷ رقم (۲۸۱۲۷)

تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ لقمان، ۹: ۳۱۰۰ رقم (۱۷۵۵۲)

(۳) تفسیر الطبری، سورۃ لقمان، ۹: ۲۱۷ رقم (۲۸۱۲۸)

(۴) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ لقمان، ۹: ۳۱۰۰ رقم (۱۷۵۵۳)

(۵) تفسیر الطبری، سورۃ لقمان، ۹: ۲۱۷ رقم (۲۸۱۳۵)

تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ لقمان، ۹: ۳۱۰۰ رقم (۱۷۵۵۴)

أَلَمْ تَرَوْا أَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُم مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَأَسْبَغَ عَلَيْكُمْ نِعَمَهٗ ظَاهِرَةً وَّبَاطِنَةً وَّمِنَ النَّاسِ مَن يُّجَادِلُ فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّلَا هُدًى وَّلَا كِتٰبٍ مُّنِيْرٍ ﴿٢٠﴾ وَإِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَآ أَنزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا ط أَوَلَوْ كَانَ الشَّيْطٰنُ يَدْعُوْهُمْ إِلٰى عَذَابِ السَّعِيْرِ ﴿٢١﴾ وَمَن يُّسْلِمْ وَجْهَهٗ إِلَى اللّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى ط وَإِلَى اللّٰهِ عَاقِبَةُ الْأُمُوْرِ ﴿٢٢﴾ وَمَن كَفَرَ فَلَا يَحْزُنْكَ كُفْرُهٗ ط إِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ فَنُنَبِّئُهُم بِمَا عَمِلُوْا ط إِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿٢٣﴾ نُمَتِّعُهُمْ قَلِيْلًا ثُمَّ نَضْطَرُّهُمْ إِلٰى عَذَابٍ غَلِيْظٍ ﴿٢٤﴾ وَلَئِن سَأَلْتَهُم مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ط قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ ط بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿٢٥﴾ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ ط إِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ﴿٢٦﴾

"ا کیا تم نے نہیں دیکھا کہ جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے سب کو خدا نے تمہارے قابو میں کر دیا ہے اور تم پر اپنی ظاہری اور باطنی نعمتیں پوری کر دی ہیں۔ اور بعض لوگ ایسے ہیں کہ خدا کے بارے میں جھگڑتے ہیں نہ علم رکھتے ہیں نہ ہدایت اور نہ کتاب روشن [۲۰] اور جب اُن سے کہا جاتا ہے کہ جو (کتاب) خدا نے نازل فرمائی ہے اُس کی پیروی کرو۔ تو کہتے ہیں کہ ہم تو اُسی کی پیروی کرینگے جس پر اپنے باپ دادا کو پایا۔ بھلا اگرچہ شیطان اُن کو دوزخ کے عذاب کی طرف بلاتا ہو (تب بھی) [۲۱] اور جو شخص اپنے تئیں خدا کا فرمانبردار کر دے اور نیکوکار بھی ہو تو اُس نے مضبوط دستآویز ہاتھ میں لے لی۔ اور (سب) کاموں کا انجام خدا ہی کی طرف ہے [۲۲] اور جو کفر کرے تو اُسکا کفر تمہیں غمناک نہ کر دے۔ اُن کا ہماری طرف لوٹ کر آنا ہے پھر جو کام وہ کیا کرتے تھے ہم اُنکو جتا دینگے۔ بیشک خدا دلوں کی باتوں سے واقف ہے [۲۳] ہم اُن کو تھوڑا سا فائدہ پہنچائیں گے پھر عذاب شدید کی طرف مجبور کر کے لے جائیں گے [۲۴] اگر تم اُن سے پوچھو گے کہ آسمانوں اور زمین کو کس نے پیدا کیا تو بول اٹھیں گے کہ خدا نے۔ کہہ دو کہ خدا کا شکر ہے لیکن اُن میں سے اکثر سمجھ نہیں رکھتے [۲۵] جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے (سب) خدا ہی کا ہے۔ بے شک خدا بے پروا (اور) سزاوارِ حمد (وثنا) ہے"ا [۲۶]

امام بیہقیؒ نے "شعب الایمان" میں حضرت عطاء سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت ابن عباسؓ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿أَسْبَغَ عَلَيْكُمْ نِعَمَهُ ظَاهِرَةً وَبَاطِنَةً﴾ کے بارے میں پوچھا۔ جواب دیا یہ مجھ پر مخفی خزانوں میں سے ہیں۔ کہا میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا۔ فرمایا ظاہر سے مراد جو اس نے تیری صورت کو درست کیا اور باطن سے مراد جو اس نے تیرے پردے والے حصوں کو مخفی کیا۔ اگر اللہ تعالیٰ اسے ظاہر کر دیتا تو تیرے گھر والے اور دوسرے تجھ سے ناراض ہو جاتے (۱)۔

امام ابن مردویہؒ، بیہقیؒ، دیلمیؒ اور ابن نجارؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں پوچھا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا ظاہری نعمتوں سے مراد اسلام اور اس نے جو تیری صورت کو خوبصورت بنایا ہے اور اس نے تجھ پر جو اپنا رزق نازل فرمایا ہے اور باطنی نعمتوں سے مراد یہ ہے جو اس نے تیرے برے اعمال پر پردہ ڈال دیا ہے۔ اے ابن عباسؓ! اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تین چیزیں میں نے مومنوں کے لیے بنائیں ہیں۔ اس کے بعد مومن اس پر نماز پڑھتے ہیں۔ میں اس کے مال کے تیسرا حصہ اس کے گناہوں کا کفارہ بنا دیا ہے اور اس کے برے اعمال پر پردہ ڈال دیا ہے ان میں سے کسی چیز کے لیے اسے رسوا نہیں کیا۔ اگر میں انہیں ظاہر کر دیتا تو اس کے گھر والے اور دوسرے اسے دور پھینک دیتے (۲)۔

امام ابن مردویہؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے اس کی مثل تفسیر نقل کی ہے کہ نعمت ظاہرہ سے مراد اور نعمت باطنہ سے مراد ہر وہ چیز ہے جو اس نے تم پر گناہ، عیب اور حسد کو پوشیدہ رکھا (۳)۔

امام فریابیؒ، ابن ابی شیبہؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ آپ نے آیت ﴿واسبغ عليكم نعمه ظاهرة وباطنة﴾ پڑھی اور کہا لا اله الا الله ہے (۴)۔

امام عبد بن حمیدؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے اس آیت کو پڑھتے تھے اور کہتے یہ اگر یہ نعمت ہوتی تو یہ نعمت دوسری نعمت سے ادنیٰ درجہ کی ہوتی (۵)۔

---

(۱) شعب الایمان، ۴: ۱۲۰ رقم (۴۵۰۴)

(۲) شعب الایمان، ۴: ۱۲۰ رقم (۴۵۰۵)

(۳) روایت نہیں ملی

(۴) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ لقمان، ۹: ۳۱۰۰ رقم (۱۷۵۵۵)

(۵) تفسیر الطبری، سورۃ لقمان، ۱۰: ۲۱۸ رقم (۲۸۱۳۷)

تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ لقمان، ۹: ۳۱۰۰ رقم (۱۷۵۵۶)

امام سعید بن منصورؒ، ابن جریرؒ، ابن ابی حاتمؒ اور بیہقیؒ نے "شعب الایمان" میں حضرت مجاہدؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ نعمت ظاہرہ سے مراد زبان پر لا الہ الا اللہ اور باطن سے مراد دل میں لا الہ الا اللہ ہے(۱)۔

امام ابن ابی حاتمؒ اور بیہقیؒ نے حضرت مقاتلؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ نعمت ظاہرہ سے مراد اسلام اور باطنہ سے مراد یہ ہے اللہ تعالیٰ نے جو تمہارے گناہ مخفی رکھے(۲)۔

امام خرائطیؒ نے "مکارم الاخلاق" میں حضرت ضحاکؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ظاہرہ سے مراد اسلام اور قرآن ہے اور باطنہ سے مراد اس میں جو عیوب چھپائے(۳)۔

وَلَوْ أَنَّ مَا فِي الْأَرْضِ مِن شَجَرَةٍ أَقْلَامٌ وَّالْبَحْرُ يَمُدُّهُ مِن بَعْدِهِ سَبْعَةُ أَبْحُرٍ مَّا نَفِدَتْ كَلِمٰتُ اللّٰهِ إِنَّ اللّٰهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ﴿٢٧﴾

"اور اگر یوں ہو کہ زمین میں جتنے درخت ہیں (سب کہ سب) قلم ہوں اور سمندر (کا تمام پانی) سیاہی ہو (اور) اسکے بعد سات سمندر اور (سیاہی ہو جائیں) تو خدا کی باتیں (یعنی اس کی صفتیں) ختم نہ ہوں۔ بے شک خدا غالب حکمت والا ہے"[۲۷]

امام ابن اسحاقؒ، ابن جریرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ یہود کے علماء نے رسول اللہ ﷺ سے مدینہ طیبہ میں کہا اے محمد ﷺ اپنے قول ﴿وما أوتيتم من العلم الا قليلا(۴)﴾ کے بارے میں بتایئے۔ کہا اس سے مراد ہم ہیں یا آپ کی قوم ہے؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا سب انہوں نے کہا کیا تم اس میں تلاوت نہیں کرتے جو تمہارے پاس پیغام آیا ہے کہ ہمیں تورات عطا کی گئی جب کہ اس میں ہر چیز کا بیان ہے؟ فرمایا یہ اللہ تعالیٰ کے علم میں قلیل ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں نازل فرمایا(۵)

---

(۱) تفسیر الطبری، سورۃ لقمان، ۱۰:۲۱۸ رقم (۲۸۱۳۹)
شعب الایمان، ۴:۱۱۹ رقم (۴۵۰۲)
تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ لقمان، ۹:۳۱۰۰ رقم (۱۷۵۵۷)

(۲) شعب الایمان، ۴:۱۱۹ رقم (۴۵۰۳)
تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ لقمان، ۹:۳۱۰۰ رقم (۱۷۵۵۶)

(۳) مکارم الاخلاق، ۱:۴۳۰ رقم (۴۰۵)

(۴) القرآن الکریم، الاسراء، ۸۵

(۵) تفسیر الطبری، سورۃ لقمان، ۱۰:۲۲۱ رقم (۲۸۱۴۸)

امام ابن مردویہؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ یہودی ایک گھر میں داخل ہوئے انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی طرف پیغام بھیجا کہ ہمارے پاس آئیں۔ نبی کریم ﷺ آئے اور ان کے ہاں تشریف لے گئے۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے رجم کے بارے میں پوچھا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا مجھے سب سے عالم آدمی کے بارے میں بتاؤ تو انہوں نے ابن صوریہ کے بارے میں بتایا۔ نبی کریم ﷺ نے پوچھا کیا تو ان سے زیادہ عالم ہے اس نے کہا لوگ یہی گمان رکھتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا میں تجھے ان عہدوں کا واسطہ دیتا ہوں جو تم سے لئے گئے اور تورات کا واسطہ دیتا ہوں جو حضرت موسیٰ پر نازل کی گئی، تم تواراۃ میں اس کا کیا حکم پاتے ہو؟ اس نے کہا آپ مجھے یہ واسطہ نہ دیتے تو میں تمہیں نہ بتاتا۔ میں اس میں رجم کا حکم پاتا ہوں۔ نبی کریم ﷺ نے ان پر رجم کا فیصلہ کر دیا۔ انہوں نے کہا اے محمد ﷺ تو نے سچی بات کی ہے ہمارے پاس تورات ہے، اس میں اللہ کا حکم ہے۔ وہ اس سے قبل کسی چیز کے ذریعے بھی نبی کریم ﷺ پر کامیابی حاصل کر سکتے تھے۔ تو نبی کریم ﷺ پر یہ آیت نازل ہوئی ﴿وَمَا أُوتِيتُم مِّنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا (۱)﴾ اس گھر میں داخل ہوئے۔ ان کے رئیس نے کہا اے یہودیوں کی جماعت! تم محمد ﷺ کے ذریعے کامیاب ہو سکتے ہو۔ اس کی طرف پیغام بھیجا نبی کریم ﷺ تشریف لائے۔ یہودیوں نے کہا اے محمد ﷺ کیا تم نے یہ نہیں بتایا کہ آپ کی طرف یہ حکم نازل ہوا ہے ﴿وَكَيْفَ يُحَكِّمُونَكَ وَعِندَهُمُ التَّوْرَاةُ فِيهَا حُكْمُ اللَّهِ (۲)﴾ پھر تم ہمیں بتاتے ہو کہ آپ کی طرف یہ حکم نازل کیا گیا ہے ﴿وَمَا أُوتِيتُم مِّنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا (۳)﴾ میں اختلاف ہے۔ نبی کریم ﷺ خاموش ہو گئے۔ انہیں کچھ جواب نہ دیا۔ تو نبی کریم ﷺ پر یہ آیت نازل ہوئی ولو ان ما فی الارض من شجرۃ اقلام۔ اللہ تعالیٰ کی تمام مخلوق کتاب ہے۔ یہ سمندر جس کے سات اور سمندر اسی جیسے مدد کریں۔ یہ سارے کاتب مر جائیں۔ یہ سب کلمیں ٹوٹ جائیں۔ یہ آٹھوں سمندر خشک ہو جائیں۔ اللہ کا کلام اسی طرح ہوگا اس میں کمی نہ ہوگی۔ لیکن تمہیں تورات عطا کی جس میں اللہ کا کچھ حکم موجود ہے۔ یہ اللہ کے حکم میں قلیل ہے۔ نبی کریم ﷺ نے انہیں پیغام بھیجا وہ حاضر ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے ان پر یہ آیت تلاوت کی (۴)۔

امام ابن مردویہؒ نے حضرت ابن مسعودؓ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کہا جو کہا ایک آدمی نے کہا تو یہ کیا گمان کرتا ہے کہ تجھے حکمت دی گئی ہے تجھے قرآن دیا ہے اور ہمیں تورات دی گئی ہے تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا جس میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے جس میں اللہ تعالیٰ کا علم اس سے بڑھ کر ہے ﴿وما اوتیتم من

---

(۱) القرآن الکریم، الاسراء، ۸۵

(۲) القرآن الکریم، المائدہ، ۴۳

(۳) القرآن الکریم، الاسراء ۵۸

(۴) روایت نہیں ملی

العلم (۱)﴾ وہ تمہارے لیے زیادہ ہے کیونکہ تم یہ کہتے ہو میرے ہاں تھوڑا ہے (۲)۔

امام ابن جریرؒ نے حضرت عکرمہؒ سے روایت نقل کی ہے کہ اہل کتاب نے رسول اللہ ﷺ سے روح کہ متعلق پوچھا تو اللہ تعالیٰ نے آیت ﴿وَيَسْئَلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي وَمَا أُوتِيتُم مِّنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا﴾ (۳) انہوں نے کہا تم یہ گمان کرتے ہو کہ ہمیں تھوڑا سا علم دیا گیا ہے جبکہ ہمیں تورات دی گئی اور وہ حکمت ہے ﴿وَمَن يُؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوتِيَ خَيْرًا كَثِيرًا﴾ (۴) تو یہ آیت ﴿ولو ان ما فی الارض من شجرة اقلام﴾ نازل ہوئی (۵)۔

امام عبدالرزاقؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ، ابن ابی حاتمؒ، ابوالشیخؒ نے "العظمۃ" میں اور ابونصر سجزیؒ نے "الابانہ" میں حضرت قتادہؒ سے روایت نقل کی ہے کہ مشرکوں نے کہا یہ کلام ہے۔ قریب ہے کہ ختم ہو جائے۔ تو یہ آیت نازل ہوئی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اگر زمین کے درخت کلمیں اور سمندر کے ساتھ اور سات سمندر روشنائی بن جائیں تو کلمیں ٹوٹ جائیں گئیں اور سمندر کا پانی ختم ہو جائے گا جبکہ میرے رب کی عجائب، اس کے حکمت اور اسکا علم ختم نہیں ہوگا (۶)۔

امام ابن منذرؒ نے حضرت ابن جریجؒ سے روایت نقل کی ہے کہ حی بن اخطب (۷) نے کہا اے محمد ﷺ تو گمان کرتا ہے کہ تجھے حکمت دی گئی ہے اور جسے حکمت دی جائے اسے خیر کثیر دیا گیا جبکہ تیرا یہ گمان ہے کہ ہمیں تھوڑا علم دیا گیا ہے تو یہ دونوں کیسے جمع ہوسکتیں ہیں تو یہ آیت نازل ہوئی اور سورۂ کہف میں یہ آیت نازل ہوئی ﴿قُل لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا (۸)﴾

---

(۱) القرآن الکریم، الاسراء، ۸۵

(۲) روایت نہیں ملی

(۳) القرآن الکریم، الاسراء، ۸۵

(۴) القرآن الکریم، البقرۃ، ۲۶۹

(۵) تفسیر الطبری، سورۃ لقمان، ۱۰:۲۲۱ رقم (۲۸۱۴۹)

(۶) تفسیر الطبری، سورۃ لقمان، ۱۰:۲۲۱ رقم (۲۸۱۴۸)
تفسیر ابن ابی حاتم: سورۃ لقمان، ۹:۳۱۰۱ رقم (۱۷۵۶۰)۔۔ العظمۃ، ج۲، ص۵۰۵

(۷) حیی بن اخطب بن سعید بن ثعلبۃ بن عبید بن کعب الاسرائیلی، یہودی مذہب پر قائم رہا اور بعثت کے بعد انکار نبوت کی وجہ سے ملعون ٹہرا، اصلا آپ کا قبیلہ ہارون بن عمرانؑ کی اولاد میں سے تھا۔ اسلام اور نبی کریم ﷺ کے خلاف افواہوں میں سرگرم رہا جس کے پاداش میں بنوقریظہ کے سات سو افراد کے ساتھ مدینے کے بازار میں قتل کیا گیا تھا۔ حضرت صفیہؓ اُم المومنین آپ کی بیٹی تھی۔ [میزان الاعتدال، ۴:۸۱۔۔ الثقات لابن حبان، ۱:۲۷۸]

(۸) القرآن الکریم، الکہف، ۱۰۹

امام عبدالرزاقؒ اور ابونصر سجزی نے "الابانہ" میں ابوالجوزاء سے روایت نقل کی ہے کہ اگر زمین کے تمام درخت قلمیں بن جائیں، سمندر روشنائی بن جائیں پانی ختم ہوجائے گا، قلمیں ٹوٹ جائیں گئیں جبکہ ابھی میرے رب کے کلمات ختم نہ ہونگے (۱)۔

امام حاکمؒ نے حضرت ابن عمرؓ سے روایت نقل کی ہے (جب کہ حاکمؒ نے اسے صحیح قرار دیا ہے) کہ رسول اللہ ﷺ س والبحر یمده کو رفع کے ساتھ پڑھا (۲)۔

مَّا خَلْقُكُمْ وَلَا بَعْثُكُمْ إِلَّا كَنَفْسٍ وَّاحِدَةٍ ط إِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ بَصِيْرٌ ﴿۲۸﴾ أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللّٰهَ يُوْلِجُ اللَّيْلَ فِيْ النَّهَارِ وَيُوْلِجُ النَّهَارَ فِيْ اللَّيْلِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ كُلٌّ يَجْرِيْ إِلٰى أَجَلٍ مُّسَمًّى وَّأَنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴿۲۹﴾ ذٰلِكَ بِأَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَأَنَّ مَا يَدْعُوْنَ مِن دُوْنِهِ الْبَاطِلُ وَأَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ ﴿۳۰﴾ أَلَمْ تَرَ أَنَّ الْفُلْكَ تَجْرِيْ فِي الْبَحْرِ بِنِعْمَتِ اللّٰهِ لِيُرِيَكُم مِّنْ اٰيٰتِهٖ إِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ﴿۳۱﴾ وَإِذَا غَشِيَهُم مَّوْجٌ كَالظُّلَلِ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ فَلَمَّا نَجّٰهُمْ إِلَى الْبَرِّ فَمِنْهُم مُّقْتَصِدٌ وَمَا يَجْحَدُ بِاٰيٰتِنَآ إِلَّا كُلُّ خَتَّارٍ كَفُوْرٍ ﴿۳۲﴾ يٰٓأَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ وَاخْشَوْا يَوْماً لَّا يَجْزِيْ وَالِدٌ عَن وَلَدِهٖ وَلَا مَوْلُوْدٌ هُوَ جَازٍ عَن وَالِدِهٖ شَيْئاً ط إِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَلَا يَغُرَّنَّكُم بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ﴿۳۳﴾

"(خدا کو) تمہارا پیدا کرنا اس اور تمہارا جلا اُٹھانا ایک شخص (کے پیدا کرنے اور جلا اٹھانے) کی طرح ہے ۔ بیشک خدا سننے والا دیکھنے والا ہے [۲۸] کیا تم نے نہیں دیکھا کہ خدا ہی رات کو دن میں داخل کرتا ہے اور (وہی) دن کو رات میں داخل کرتا ہے اور اُسی نے سورج اور چاند کو (تمہارے) زیر فرمان کر رکھا ہے۔ ہر ایک ایک وقتِ مقرر تک چل رہا ہے اور یہ کہ خدا تمہارے سب اعمال سے خبردار ہے [۲۹] یہ اس لیے کہ خدا کی ذات برحق ہے۔ اور جن کو یہ لوگ خدا کے سوا پکارتے ہیں وہ لغو ہیں ۔ اور یہ کہ خدا ہی عالی رتبہ (اور) گرامی قدر ہے [۳۰] کیا تم نے نہیں دیکھا کہ خدا ہی کی مہربانی سے کشتیاں دریا میں چلتی ہیں ۔ تاکہ وہ تم کو اپنی کچھ نشانیاں دیکھائے ۔ بے شک

(۱) تفسیر عبدالرزاق، سورۃ لقمان، قولہ تعالیٰ (قل لو کان البحر مدادا)
(۲) مستدرک، کتاب: التفسیر، باب: قراءت النبی ﷺ، رقم (۲۹۷۶)

اس میں ہر صبر کرنے والے(اور)شکر کرنے والے کے لیے نشانیاں ہیں[۳۱]اور جب اُن پر (دریا کی)لہریں سائبانوں کی طرح چھا جاتی ہیں تو خدا کو پکارنے اور خالص اسکی عبادت کرنے لگتے ہیں۔ پھر جب وہ اُن کو نجات دے کر خشکی پر پہنچا دیتا ہے تو بعض ہی انصاف پر قائم رہتے ہیں۔اور ہماری نشانیوں سے وہی انکار کرتے ہیں جو عہد شکن (اور) ناشکری کرتے ہیں[۳۲]لوگو اپنے پروردگار سے ڈرو اور اُس دن کا خوف کرو کہ نہ تو باپ اپنے بیٹے کے کچھ کام آئے۔اور نہ بیٹا باپ کے کچھ کام آسکے۔ بے شک خدا کا وعدہ سچا ہے پس دنیا کی زندگی تم کو دھوکے میں ڈال دے اور نہ فریب دینے والا (شیطان) تمہیں خدا کے بارے میں کسی طرح کا فریب دے"[۳۳]

امام ابن ابی شیبہؒ،اب جریرؒ،ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت مجاہدؒ سے ﴿ما خلقكم ولا بعثكم الا كنفس واحدة﴾ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے فرمائے گا ہو جا تو وہ ہو جائی گی، وہ تھوڑی ہو یا زیادہ(۱)۔

امام عبد بن حمیدؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے قتادہؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام انسانوں کو پیدا کیا اور سب کو اٹھائے گا جیسے اس نے ایک نفس کو پیدا کیا اور اسے دوبارہ اٹھائے گا۔اور﴿الم تر ان الله يولج اليل فى النهار﴾ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ رات کی کمی دن کی زیادتی ہے۔ ہر ایک کے لئے ایک معلوم وقت ہے نہ اس سے تجاوز کرتا ہے اور نہ اس سے کم ہوتا ہے اور ﴿ان فى ذلك لايت لكل صبار شكور﴾ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کی اللہ تعالیٰ کہ ہاں سب سے زیادہ محبوب بندے اس کے صابر اور شاکر بندے ہیں۔ جب اسے عطا کیا جائے تو شکر بجالائے جب مصیبت میں مبتلا ہو تو صبر کرے۔الظلل کا معنیٰ بادل ہیں۔﴿ختار كفور﴾ کا معنی ہے اپنے وعدہ کو توڑنے والا اور اپنے رب کا انکار کرنے والا (۲)۔

امام فریابیؒ،ابن ابی شیبہؒ،ابن منذرؒ،ابن جریرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت مجاہدؒ سے ﴿فمنهم مقتصد﴾ کا یہ معنیٰ نقل کیا ہے ان میں سے کچھ گفتگو میں میانہ روی اختیار کرنے والے ہیں جبکہ وہ کافر ہوتا ہے۔(۳)ختار کا معنیٰ

---

(۱) تفسیر الطبری،سورۃ لقمان،۱۰:۲۲۲رقم(۲۸۱۵۱)

تفسیر ابن ابی حاتم،سورۃ لقمان،۹:۳۱۰۱رقم(۱۷۵۶۱)

(۲) تفسیر الطبری،سورۃ لقمان،۱۰:۲۲۲رقم(۲۸۱۵۲)

تفسیر ابن ابی حاتم،سورۃ لقمان،۹:۳۱۰۱رقم(۱۷۵۶۲)

(۳) تفسیر الطبری،سورۃ لقمان،۱۰:۲۲۴رقم(۲۸۱۵۸)

وعدہ توڑنے والا اور کفور کا معنی کفر کرنے والا ہے(۱)۔

امام ابن جریرؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ ختار کا معنیٰ انکار کرنے والا ہے(۲)۔

امام طستیؒ سے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت نافع بن ازرقؒ نے آپ سے عرض کی: مجھے اللہ تعالیٰ کے فرمان ختار کفور کے بارے میں بتایئے فرمایا جبار، دھوکہ باز، بہت زیادہ ظلم وستم کرنے والا کفور جو نعمت کو چھپاتا ہے۔عرض کی کہ عرب اسے پہچانتے ہیں۔فرمایا ہاں کیا تو نے شاعر کا قول نہیں سنا؟ وہ کہتا ہے:

لقد علمت واستیقنت ذات نفسها بان لا تخاف الدهر صرمی ولا ختری(۳)

"تحقیق اس نے جان لیا اور یقین کرلیا کہ زمانہ کو میرے انقطاع اور دھوکہ کا کوئی خوف نہیں"

امام ابن ابی شیبہ اور ابن جریرؒ نے حضرت قتادہؒ سے روایت نقل کی ہے کہ ختار سے مراد وعدہ توڑنے والا ہے اور کفور سے مراد اپنے رب کی ناشکری کرنے والا ہے(۴)۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباسؓ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ الغرور سے مراد شیطان ہے(۵)۔

امام عبد بن حمیدؒ نے حضرت عکرمہؒ سے روایت نقل کی ہے کہ الغرور سے مراد شیطان ہے(۶)۔

امام عبدالرزاقؒ، عبد بن حمیدؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت قتادہؒ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ الغرور سے مراد شیطان ہے(۷)۔

---

(۱) تفسیر الطبری، سورۃ لقمان، ۱۰:۲۲۴ رقم (۲۸۱۱۶۱)

تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ لقمان، ۹:۳۱۰۱ رقم (۱۷۵۶۳)

(۲) تفسیر الطبری، سورۃ لقمان، ۱۰:۲۲۴ رقم (۲۸۱۱۶۴)

(۳) مسائل نافع بن الازرق، ۱۴۶

(۴) تفسیر الطبری، سورۃ لقمان، ۱۰:۲۲۴ رقم (۲۸۱۱۶۳)

(۵) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ لقمان، ۹:۳۱۰۱ رقم (۱۷۵۶۴)

(۶) روایت نہیں ملی

(۷) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ لقمان، ۹:۳۱۰۱ رقم (۱۷۵۶۱)

امام عبد بن حمیدؒ اور ابن جریرؒ نے حضرت سعید بن جبیرؒ سے روایت نقل کی ہے کہ الغرور کا معنی ہے کہ تو برائی کرے اور مغفرت کی آرزو کرے(۱)۔

إِنَّ اللّٰهَ عِندَهُۥ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ ۖ وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا ۖ وَمَا تَدْرِي نَفْسٌۢ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ ۚ إِنَّ اللّٰهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ ﴿٣٤﴾

"خدا کو قیامت کا علم ہے اور وہی مینہ برساتا ہے۔ اور وہی (حاملہ کے) پیٹ کی چیزوں کو جانتا ہے (کہ نر ہے یا مادہ) اور کوئی شخص نہیں جانتا کہ وہ کل کیا کام کرے گا۔ اور کوئی متنفس نہیں جانتا کہ کس سرزمین میں اُسے موت آئے گی بے شک خدا ہی جاننے والا (اور) خبردار ہے"[۳۴]

امام ابن فریابیؒ، ابن جریرؒ، ابن ابی حاتمؒ نے حضرت مجاہدؒ سے روایت نقل کی ہے کہ دیہاتی علاقہ سے ایک آدمی آیا اس نے کہا میری بیوی حاملہ ہے۔ مجھے بتاؤ وہ کیا جنے گی؟ ہمارے علاقہ بنجر ہیں، مجھے بتاؤ کب بارش ہوگی؟ مجھے علم ہے کہ میں کب پیدا ہوا، مجھے بتاؤ میں کب مروں گا؟ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا(۲)۔

امام ابن منذرؒ نے حضرت عکرمہؒ سے روایت نقل کی ہے ایک آدمی جسے وارث کہا جاتا جو بنو مازن بن حفصہ بن قیس غیلان سے تعلق رکھتا تھا۔ وہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ عرض کی اے محمد ﷺ قیامت کب واقع ہوگی؟ جب کہ ہمارے شہر بنجر ہیں کب سرسبزی ہوگی؟ مجھے علم ہے کہ میں کہاں پیدا ہوا میں کس جگہ مرواں گا؟ تو یہ آیت نازل ہوئی (۳)۔

امام ابن جریرؒ، ابن ابی حاتمؒ نے حضرت قتادہؒ سے روایت نقل کی ہے: پانچ چیزیں غیب سے تعلق رکھتی ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے علم کے ساتھ مختص کیا ہے جن پر وہ مقرب فرشتے اور کسی نبی مرسل کو آگاہ نہیں کرتا۔ کوئی انسان نہیں جانتا کہ قیامت کب واقع ہوگی، کس سال یا کس مہینہ میں رات کے وقت یا دن کے وقت۔ کوئی آدمی یہ نہیں جانتا کہ کب بارش ہوگی۔ رات کے وقت یا دن کے وقت۔ کوئی آدمی یہ نہیں جانتا کہ رحموں میں کیا ہے مذکر ہے یا مؤنث، سرخ ہے یا سیاہ، کوئی نہیں جانتا کہ وہ کل کیا کرے گا۔ اچھا یا برا۔ لوگوں میں سے کوئی نہیں جانتا کہ زمین

---

(۱) تفسیر الطبری، سورۃ لقمان، ۱۰: ۲۲۵ رقم (۲۸۱۶۷)
تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ لقمان، ۹: ۳۱۰۱ رقم (۱۷۵۶۵)
(۲) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ لقمان، ۹: ۳۱۰۱ رقم (۱۷۵۶۶)
(۳) روایت نہیں ملی

میں اسکی موت کی جگہ کہاں ہوگی سمندر میں یا خشکی میں، میدانی علاقہ میں یا پہاڑی علاقہ میں (۱)۔

امام فریابیؒ، امام بخاریؒ، امام مسلمؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن عمرؓ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مفاتیح غیب پانچ چیزیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ کل کیا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ قیامت کب ہوگی اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ رحموں میں کیا ہے اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ بارش کب ہوگی اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ انسان کہاں فوت ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا (۲)۔

امام ابن ابی شیبہؒ، امام بخاریؒ، امام مسلمؒ، ابن ابی حاتمؒ، ابن منذرؒ اور ابن مردویہؒ نے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ قیامت کب واقع ہوگی؟ رسول اللہ ﷺ نے جواب دیا جس سے پوچھا جا رہا ہے وہ سائل سے زیادہ نہیں جانتا۔ لیکن میں اس کی نشانیاں تمہیں بتائے دیتا ہوں۔ جب عورت اپنی مالکہ جنے گی تو یہ قیامت کی نشانی ہے۔ جب ننگے پاؤں اور ننگے جسم لوگ لوگوں کے سردار بن جائیں گے۔ تو یہ قیامت کی نشانی ہے جب بکریوں کے چرواہے بڑی بڑی عمارتیں بنائیں گے تو یہ قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے۔ غیب میں سے پانچ چیزیں ایسی ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ پھر اس آیت کی تلاوت کی (۳)۔

---

(۱) تفسیر الطبری، سورۃ لقمان، ۱۰:۲۲۶ رقم (۲۸۱۷۴)

تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ لقمان، ۹:۳۱۰۲ رقم (۱۷۵۶۶)۔

(۲) صحیح بخاری، کتاب: تفسیر القرآن، باب: قول اللہ: یعلم ما تحمل کل انثیٰ، رقم (۴۴۲۰)

تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ لقمان، ۹:۳۱۰۲ رقم (۱۷۵۶۷)

قال الهيثمي: رواه احمد والطبراني ورجال احمد رجال الصحيح [مجمع الزوائد، ۸: ۱۷۴ رقم (۱۳۹۶۸)۔ شیخ البانیؒ نے اس حدیث کو [صحیح] قرار دیا ہے۔ [الجامع الصغیر وزیادتہ، ۱:۱۰۸۳ رقم (۱۰۸۲۴)]

(۳) صحیح بخاری، کتاب: تفسیر القرآن، باب: قول اللہ: ان اللہ عندہ علم الساعۃ، رقم (۴۴۹۹)

صحیح مسلم، کتاب: الایمان، باب: بیان الایمان والاسلام والاحسان، رقم (۹)

تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ لقمان، ۹:۳۱۰۲ رقم (۱۷۵۶۸)

قال الشيخ الالبانیؒ اسناده صحيح [ارواء الغليل، ۱: ۳۳]

امام احمدؒ، بزارؒ، ابن مردویہؒ، رویانیؒ اور ضیاءؒ نے صحیح سند کے ساتھ حضرت بریدہؓ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: پانچ چیزوں کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا (۱)۔

امام ابن جریرؒ نے حضرت ابو ہریرہؓ سے اس جیسی روایت نقل کی ہے (۲)۔

امام ابن مردویہؒ نے روایت نقل کی ہے کہ ایک بدو غزوۂ بدر کے دن نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس کی اونٹنی دس ماہ کی گابن تھی۔ اس نے کہا اے محمد ﷺ میری اس اونٹنی کے پیٹ میں کیا ہے؟ ایک انصاری نے اسے کہا رسول اللہ ﷺ کو چھوڑو۔ آؤ میں تمہیں بتاتا ہوں، تو اس نے اونٹنی کے ساتھ بدفعلی کی، اس کے پیٹ میں تیرا نطفہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے رخ پھیر لیا۔ پھر فرمایا اللہ تعالیٰ ہر حیاء دار، کریم، بات چھپانے والے کو پسند کرتا ہے اور ہر کمینے فحش گو کو ناپسند کرتا ہے۔ پھر بدو کی طرف متوجہ ہوئے۔ فرمایا پانچ چیزوں کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا (۳)۔

امام ابن مردویہؒ نے حضرت سلمہ بن اکوعؓ (۴) سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سرخ قبہ میں تشریف فرما تھے کہ ایک آدمی گھوڑی پر آیا۔ پوچھا تو کون ہے؟ فرمایا میں رسول ہوں۔ پوچھا قیامت ہوگی؟ فرمایا وہ غیب ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سوا غیب کوئی نہیں جانتا۔ پوچھا میری گھوڑی کے پیٹ میں کیا ہے؟ فرمایا علمِ غیب ہے، اللہ تعالیٰ کے سوا علمِ غیب کوئی نہیں جانتا۔ پوچھا بارش کب ہوگی؟ فرمایا غیب ہے، اللہ تعالیٰ کے سوا غیب کوئی نہیں جانتا (۵)۔

---

(۱) مسند احمد، کتاب، باقی مسند الانصار، باب: حدیث بریدۃ الاسلمی، رقم (۲۲۴۷۷)

رواہ احمد والبزار ورجال احمد رجال الصحیح [مجمع الزوائد، ۷: ۲۰۴ رقم (۱۱۲۶۴)]

قال شعیب : صحیح لغیرہ وھذا اسنادہ من اجل حسین بن واقد المروزی [تعلیق شعیب الارنووء ط علیٰ مسند احمد :، رقم (۲۲۴۷۷)۔ الشیخ الالبانیؒ نے اس حدیث کو [صحیح] قرار دیا ہے۔ [السلسلۃ الصحیحۃ، ۷: ۱۱۵ رقم (۲۹۵۴)]

(۲) تفسیر الطبری، سورۃ لقمان، ۱۰: ۲۲۷ رقم (۲۸۱۸۲)

(۳) روایت نہیں ملی

(۴) سلمۃ بن عمرو بن الاکوع، یا اکوع آپ کا لقب اور ابو عامر کنیت ہے۔ صحابہ کرام میں سب سے زیادہ شجاع اور پیدل تیز دوڑنے والے تھے۔ نبی کریم ﷺ کے ساتھ مختلف غزوات میں شریک رہا غزوہ ذات رقاع کے موقع پر نبی کریم ﷺ نے آپ کو گھوڑا سوار کے برابر یعنی تین حصے دیئے تھے کیونکہ آپ گھوڑے کی طرح دوڑنے والے تھے۔ ۷۴ھ کو مدینہ میں وفات پا گئے تھے۔ [، مشاہیر علماء امصارا: ۲۰ رقم (۸۰)]

(۵) روایت نہیں ملی

امام احمدؒ اور طبرانیؒ نے حضرت ابن عمرؓ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ، مجھے پانچ چیزوں کے علاوہ تمام چیزوں کی چابیاں دی گئی ہیں (۱)۔

امام احمدؒ، ابویعلیٰؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن مردویہؒ نے حضرت ابن مسعودؓ سے روایت نقل کی ہے کہ تمہارے نبی کریم ﷺ کو ہر چیز کی کنجیاں عطا کی گئی ہیں مگر پانچ چیزوں کی (۲)۔

امام ابن مردویہؒ نے حضرت علی بن ابی طالبؓ سے روایت نقل کی ہے کہ تمہارے نبی پر کوئی چیز مخفی نہ رہی مگر پانچ چیزیں۔غیب کے اسرار میں سے یہ آیت ہے جو سورۃ لقمان کے آخر میں ہے (۳)۔

امام سعید بن منصورؒ، امام احمدؒ اور امام بخاریؒ نے "ادب مفرد" میں حضرت ربعی بن حرشؒ (۴) سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے بنی عامر کے ایک آدمی نے بتایا کہ اس نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ کیا ان میں سے کوئی چیز ایسی چیز بھی ہے جو باقی ہو اور آپ کو اس کا علم نہ ہو تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے خیر کا علم عطا کیا ہے۔علم میں سے کچھ چیزیں ایسی بھی ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا وہ پانچ ہیں (۵)۔

---

(۱) مسند احمد، کتاب: مسند المکثرین من الصحابۃ، باب: باقی مسند عبداللہ بن عمر بن خطاب، رقم (۵۵۵۴)

المعجم الکبیر، ۱۲: ۳۶۰ رقم (۱۳۳۴۴)

شعیب الارنووط نے مذکورہ حدیث کی سند پر بحث کرتے ہوئے لکھا ہے۔[صحیح لغیرہ وھذا اسناد یحتمل تحسین وحسنہ ابن کثیر فی التفسیر، [تعلیق شعیب الارنووط علیٰ مسند احمد : رقم(۵۵۵۴)]۔۔شیخ الالبانیؒ نے اس حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے۔[الجامع الصغیر وزیادتہ، ۱: ۴۹۲ رقم(۴۹۱۹)]

(۲) مسند احمد، کتاب: مسند المکثرین من الصحابۃ، باب: احادیث رجال من اصحاب النبی ﷺ، رقم (۴۱۵۶)۔۔شعیب الانووط نے مذکورہ حدیث کی سند پر بحث کرتے ہوئے اس کو [صحیح لغیرہ] قرار دیا ہے۔[تعلیق شعیب الارنووط علیٰ مسند احمد، رقم (۴۱۵۶)]

(۳) روایت نہیں ملی

(۴) ربعی بن حراش بن جحش بن عمرو بن عبداللہ بن بجاد العطفانی، العبسی، ابومریم الکوفی، شام میں سکونت اختیار کر لی تھی۔آپ کا شمار کبار تابعین میں ہوتا ہے۔صحاح ستہ کی تمام کتب میں آپ کی روایت موجود ہے۔امام ذہبیؒ آپ کے بارے میں فرماتے ہیں آپ ایک ثقہ راوی الحدیث، حجۃ اور قانت تھے جس نے کبھی بھی جھوٹ نہیں بولا تھا۔[الطبقات الکبریٰ، ۶: ۱۲۷]

(۵) مسند احمد، کتاب: باقی مسند الانصار، باب: احادیث رجال من اصحاب النبی، رقم (۲۳۱۷۶)

الادب المفرد: کتاب: الاسیذان، باب: قال اذا ادخل ولم یسلم، ۱: ۳۷۲ رقم (۱۰۸۴)

شیخ الالبانیؒ نے اس حدیث کو [صحیح] قرار دیا ہے۔[تعلیق الالبانی علیٰ الادب المفرد: ج ۱، ص ۳۷۲ رقم (۱۰۸۴)]

امام ابن ماجہؒ نے حضرت ربیع بنت معوذؓ (۱) سے روایت نقل کی ہے کہا میرے پاس رسول اللہ ﷺ میری شادی کے دن تشریف لائے جب کہ میرے پاس دو بچیاں تھیں جو گا گا رہی تھیں اور کہہ رہی تھیں ہمارے درمیان ایسے نبی ہیں جو کل کی خبر رکھتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا رہی یہ بات تو یہ نہ کہا کرو، کل کیا ہوگا اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا (۲)۔

امام طیالسیؒ، امام احمدؒ، ابن ابی حاتمؒ، ابن مردویہؒ اور بیہقیؒ نے "الاسماء والصفات" میں ابوغرہ ہذلیؓ (۳) نے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ کسی انسان کی روح کسی علاقہ میں قبض کرنا چاہتا ہے تو اس جگہ اس کے لیے کوئی ضرورت پیدا فرما دیتا ہے، اسے موت نہیں آتی یہاں تک کہ وہ اس جگہ پہنچ جاتا ہے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے اس آیت کی تلاوت فرمائی (۴)۔

امام ترمذیؒ جب کہ ترمذیؒ نے اسے حسن قرار دیا ہے اور ابن مردویہؒ نے مطر بن عکامسؒ (۵) سے روایت

---

(۱) ربیع بنت معوذ بن عفراء الانصاریہ النجاریہ، آپ کو صحابیہ ہونے کا شرف حاصل ہے۔ ابوعمر بن عبدالبر لکھتے ہیں: آپ ایسی صحابیہ تھی جس کو نبی کریم ﷺ سے ساتھ غزوات میں شریک ہونے کا شرف حاصل ہے۔ زہیرؒ نے آپ کے متعلق کہا ہے کہ آپ بیعت رضوان کے وقت بھی حاضر رہی تھی اور اس عظیم بیعت میں شرکت کی سعادت حاصل کی ہے۔ [الطبقات الکبریٰ، ۸: ۴۴۷]

(۲) سنن ابن ماجۃ، کتاب: النکاح، باب: الغناء والدف، رقم (۱۸۹۷)

شیخ الالبانیؒ نے اس حدیث کو [صحیح] قرار دیا ہے۔ [صحیح ابن ماجۃ، ۱: ۳۲۰ رقم (۱۵۳۹)]

(۳) یسار بن عبد ابوعزۃ الھذلی، آپ کا شمار بصریین صحابہ کرام میں ہوتا ہے۔ آپ نے کنیت سے شہرت پائی تھی۔ بعض علماء تراجم نے آپ کا نام مطر بن عکاش ذکر کیا ہے لیکن دونوں مختلف شخصیات ہیں۔ امام بخاریؒ نے الادب المفرد میں، ابوداودؒ نے القدر میں اور امام ترمذیؒ نے جامع میں آپ کی روایت نقل کی ہے۔ [تھذیب التھذیب، ج ۱۱: ص ۳۳۰ رقم (۶۳۲)۔ التاریخ الکبیر، ۸: ۴۱۹ رقم (۳۵۵۵)]

(۴) مسند احمد، کتاب: مسند المکیین، باب: حدیث ابی عزہ، رقم (۱۵۵۷۸)

مسند الطالیسی: مسند ابی عزہ الھذلی، رقم (۱۳۲۵)

شعیب الارنووط نے مذکورہ حدیث کی سند کے بارے میں لکھا: اسنادہ صحیح رجالہ الثقات رجال الشیخین غیر صحابیۃ [تعلیق شعیب الارنووط علیٰ مسند احمد: رقم (۱۵۵۷۸)]

(۵) مطر بن عکامس السلمی، آپ کو صحابی رسول ہونے کا شرف حاصل ہے۔ آپ کا شمار کوفیین صحابہ میں ہوتا تھا۔ امام طبرانیؒ لکھا ہے کہ آپ کی صحبت میں اختلاف موجود ہے۔ امام ابن حبانؒ نے آپ کو صحابی ذکر کیا ہے۔ [تھذیب التھذیب، ۱۰: ۱۵۳ رقم (۳۲۰)]

نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ کسی آدمی کے بارے میں یہ فیصلہ فرماتا ہے کہ اسے فلاں جگہ موت آئے تو اللہ تعالیٰ اس جگہ ان کے لیے حاجت پیدا کر دیتا ہے(۱)۔

امام احمدؒ نے عامر یا ابو عامر یا حضرت ابو مالکؓ (۱) سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ صحابہ کی مجلس میں تشریف فرما تھے کہ جبرائیل امین اپنی اصلی صورت کے علاوہ ایک اور صورت میں تشریف لائے۔ نبی کریم ﷺ نے انہیں ایک آدمی گمان کیا حضرت جبرائیل امین نے سلام کیا۔ نبی کریم ﷺ نے انہیں سلام کا جواب دیا۔ پھر انہوں نے اپنے ہاتھ نبی کریم ﷺ کے گھٹنوں پر رکھے اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! اسلام کیا ہے؟ فرمایا اسلام یہ ہے کہ تو اللہ تعالیٰ کے لیے اپنے آپ کو جھکا لے، اس بات کی گواہی دے "لا الہ الا اللہ وان محمد اعبدہ ورسولہ "نماز قائم کر اور زکوۃ ادا کرے۔ پوچھا جب میں یہ کر لوں تو میں مسلمان ہو جاؤں گا؟ فرمایا ہاں۔ پوچھا ایمان کیا ہے؟ فرمایا اللہ تعالیٰ، یوم آخرت، فرشتوں، کتاب، انبیاء، موت، موت کے بعد زندگی، جنت، جہنم، حساب، میزان، اچھی اور بری تقدیر پر ایمان لائے۔ عرض کی جب میں یہ کر لوں تو میں مومن ہو جاؤں گا؟ فرمایا ہاں۔ پوچھا احسان کیا ہے؟ فرمایا تو ایسے عبادت کر کہ تو اللہ تعالیٰ کا دیدار کر رہا ہو۔ اگر تو اسے نہ دیک سکے تو وہ تجھے دیکھ رہا ہے۔ پوچھا جب میں ایسا کر لوں تو میں احسان کرنے والا ہو جاؤں گا؟ فرمایا ہاں۔ پوچھا قیامت کب ہوگی یا رسول اللہ ﷺ! رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سبحان اللہ! پانچ چیزیں ایسی ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا پھر یہ آیت تلاوت کی (۳)۔

---

(۱) سنن الترمذی، کتاب: القدر عن رسول اللہ ﷺ، باب: ماجاء ان النفس تموت حیث ما کتب لھا، رقم (۲۱۴۶)

امام ترمذی نے مذکورہ حدیث کی سند پر حکم لگاتے ہوئے لکھا ہے: قال ابو عیسیٰ ھذا حدیث صحیح وابو عزہ لہ صحبة واسمہ یسار بن عبد وابو المليح اسمہ عامر بن اسامة عمیر الھذلی ویقال زید بن اسامة [الترمذی: (۲۱۴۶)]

شیخ البانیؒ نے اس حدیث کو [صحیح] قرار دیا ہے۔ [السلسلة الصحیحة، ۳: ۲۲ رقم (۱۲۲۱)]

(۲) اس حدیث کے روای ابو مالک الاشعری ہے کیونکہ اسکے شاگرد [شہر بن حوشب] ہے اور شہر بن حوشب کے اساتذہ میں عامر یا ابو عامر نامی شخصیت کوئی نہیں ہے۔

(۳) مسند احمد، کتاب: مسند الشامیین، باب: حدیث ابی عامر الاشعری، رقم (۱۷۵۳۷)۔ امام ہیثمیؒ نے مذکورہ حدیث پر حکم لگاتے ہوئے لکھا ہے: رواہ احمد ورجالہ کلھم ثقات الائمة [مجمع الزوائد، ۱: ۱۹۷ رقم (۱۲۰)]

سورۃ السجدۃ

باب دہم

سورۃ السجدۃ کا اردو ترجمہ اور علمی تحقیق

فصل اول: فضائل سورۃ السجدۃ کے روایات کی تحقیق

فصل دوم: سورۃ السجدۃ کے روایات کی تحقیق

سورۃ السجدہ کا اردو ترجمہ اور علمی تحقیق

فصل اول: فضائلِ سورۃ السجدہ کے روایات کی تحقیق

امام ابن ضریسؒ، ابن مردویہؒ اور بیہقیؒ نے (دلائل) میں حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ الم سجدۃ مکرمہ میں نازل ہوئی (۱)۔

امام ابن مردویہؒ نے حضرت عبداللہ بن زبیرؓ سے اس جیسی روایت نقل کی ہے (۲)۔

امام نحاسؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ سورۃ سجدہ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی سوائے تین آیات کے جو ﴿افمن کان مومنا کمن کان فاسقا لا یستون(۳)﴾ (۴)۔

امام ابن ابی شیبہؒ، امام بخاریؒ، امام مسلمؒ، امام انسائیؒ اور امام ابن ماجۃؒ نے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جمعہ کے دن فجر کی نماز میں الم تنزیل سجدۃ اور ﴿ھل اتی علی الانسان﴾ کی تلاوت کرتے تھے (۵)۔

امام ابن ابی شیبہؒ، امام مسلمؒ، امام ابو داؤدؒ، امام ترمذیؒ، امام نسائیؒ اور ابن ابی ماجہؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ جمعہ کے دن فجر کی نماز میں الم تنزیل سجدہ اور ﴿ھل اتی علی الانسان﴾ کی تلاوت کرتے تھے (۶)۔

---

(۱) مکارم الاخلاق، ۱:۲۱ رقم (۱۷)
دلائل النبوۃ، ۷:۱۴۳

(۲) سابقہ حوالہ [منقول از ابن عباسؓ]

(۳) القرآن الکریم، السجدۃ، ۸

(۴) الناسخ والمنسوخ، ۱:۶۲۰

(۵) مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب: الصلوات، باب: ماکان یستحب ان یقراء فی الفجر یوم الجمعۃ، رقم (۵۴۵۰)
صحیح بخاری، کتاب: الجمعۃ، باب: مایقرء فی صلاۃ الفجر یوم الجمعۃ، رقم (۸۵۱)
صحیح مسلم، کتاب: الجمعۃ، باب: مایقراء فی یوم الجمعۃ، رقم (۸۸۰)
المجتبیٰ من السنن، کتاب: الصلاۃ، باب: القراءۃ فی الصبح، رقم (۹۵۵)
سنن ابن ماجۃ، کتاب: اقامۃ الصلاۃ والسنۃ، باب: القراءۃ فی الصبح، رقم (۸۲۳)
شیخ الالبانیؒ نے اس حدیث کو [صحیح] قرار دیا ہے۔ [اراء الغلیل، ۳:۹۵]

(۶) مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب: الصلوات، باب: ماکان یستحب ان یقراء فی الفجر یوم الجمعۃ، رقم (۵۴۴۴)
صحیح مسلم، کتاب: الجمعۃ، باب: مایقراء فی یوم الجمعۃ، رقم (۸۷۹)
سنن ابی داود، کتاب: الصلاۃ، باب: مایقرء فی الصلاۃ الصبح یوم الجمعۃ، رقم (۱۷۰۴)
المجتبیٰ من السنن، کتاب: الصلاۃ، باب: القراءۃ فی الصبح، رقم (۹۵۶)۔
سنن ابن ماجۃ، کتاب: اقامۃ الصلاۃ والسنۃ، باب: القراءۃ فی الصبح، رقم (۸۲۱)

امام بیہقیؒ نے "سنن" میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے اس جیسی روایت نقل کی ہے(۱)۔

امام ابن ابی شیبہؒ، ابوداؤدؒ اور حاکمؒ نے حضرت ابن عمرؓ سے روایت نقل کی ہے جب کہ حاکمؒ نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ظہر کی نماز پڑھی، اس میں سجدہ کیا۔ ہم نے گمان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے الم تنزیل سجدہ کی تلاوت کی ہے(۲)۔

امام ابویعلیٰؒ نے حضرت براءؓ سے روایت نقل کی ہے کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ظہر کی نماز پڑھی۔ ہم نے گمان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے تنزیل سجدہ کی تلاوت کی ہے(۳)۔

امام ابوعبیدؒ نے "فضائل" میں امام احمدؒ، عبد بن حمیدؒ، دارمیؒ، ترمذیؒ، نسائیؒ، حاکمؒ جبکہ حاکمؒ نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور ابن مردویہؒ نے حضرت جابرؓ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ اس وقت تک نہیں سوتے تھے جب تک ﴿ الٓمٓ ☆تنزیل اور تبارك الذی بیده الملك﴾ کی تلاوت نہ کرتے(۴)۔

سنن الترمذی، کتاب: الجمعۃ عن رسول اللہ ﷺ، باب: ماجاء فی مایقراء بہ فی صلاۃ الجمعۃ، رقم (۵۲۰)۔۔امام ترمذیؒ نے مذکورہ حدیث کو ذکر کرنے کے بعد اس کی سند پر حکم لگاتے ہوئے لکھا ہے: قال ابوعیسیٰ حدیث ابن عباس حسن صحیح. وقد رواہ سفیان الثوری [وشعبة] وغیر واحد عن محول[الترمذی: رقم(۵۲۰)]۔۔شیخ الالبانیؒ نے اس حدیث کو[صحیح] قرار دیا ہے۔[الترمذی: رقم (۵۲۰)]

(۱) سنن البیھقی الکبری، ۳: ۲۰ رقم (۵۵۲۰)

(۲) سنن ابی داود، کتاب: الصلاۃ، باب: قدر القراءۃ فی صلاۃ الظھر والعصر، رقم (۸۰۷)

مستدرک، کتاب: الامامۃ وصلوۃ الجماعۃ، باب: التامین، رقم (۸۰۶)۔۔امام حاکمؒ نے مذکورہ حدیث پر حکم لگاتے ہولکھا ہے: ھذا حدیث صحیح علیٰ شرط الشیخین ولم یخرجاہ وھو سنة صحیحة غریبة ان الامام یسجد فیما یسر بالقراءۃ مثل سجودہ فیما یعلن [المستدرک رقم: ۸۰۶]۔۔امام ذہبیؒ نے اس حدیث کو[علیٰ شرطھما] قرار دیا ہے۔[تعلیق الذھبی علیٰ مستدرک: رقم (۸۰۶)]۔۔شیخ الالبانیؒ نے اس حدیث کو[ضعیف] قرار دیا ہے۔[ضعیف ابی داود، ۱: ۹۷ رقم (۱۷۲)]

(۳) مسند ابی یعلیٰ: مسند البراء بن عازب، رقم (۱۶۷۱)۔۔حسین سلیم اسد نے اس حدیث کی سند پر بحث کرتے ہوئے لکھا: اسنادہ ضعیف [تعلیق حسین سلیم اسد علیٰ مسند ابی یعلیٰ رقم: ۱۶۷۱]

(۴) فضائل القرآن، ۱: ۴۴۵ رقم (۴۰۰)

مسند احمد، کتاب: باقی مسند المکثرین، باب: مسند جابر بن عبداللہ، رقم (۱۴۲۴۹)

سنن الترمذی، کتاب: فضائل عن رسول اللہ، باب: ماجاء فی فضل سورۃ الملک، رقم (۲۸۹۲)

امام ابن نصرؒ، طبرانیؒ اور بیہقیؒ نے "سنن" میں ﴿قل یایھا الکفرون (۱)﴾ اور ﴿قل ھو اللہ احد (۲)﴾ پڑھیں اور آخری دو رکعتوں میں ﴿تبرك الذی بیده الملك اور الم[☆]تنزیل سجده﴾ پڑھیں تو اس کے لیے یہ چار رکعات ایسی لکھ دی جائیں گے جیسے لیلۃ القدر کی چار رکعتیں ہوں (۳)۔

امام ابن مردویہؒ نے حضرت ابن عمرؓ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے سورۃ ﴿تبارك الذی بیده الملك﴾ اور الم (۴) کی تلاوت مغرب اور عشاء کے درمیان کی تو گویا اس نے لیلۃ القدر کو قیام کیا (۵)۔

امام ابن مردویہؒ نے حضرت عائشہؓ سے روایت نقل کی ہے کہ جس نے ﴿الم[☆]تنزیل، سورۃ یٰسین، سورۃ اقتربت الساعۃ اور سورۃ تبارك الذی بیده الملك﴾ کی تلاوت کی تو یہ سب اس کا نور اور شیطان سے پناہ ہوں گی اور قیامت تک اس کے درجات بلند کیے جاتے رہیں گے (۶)۔

سنن الدارمی، کتاب: فضائل القرآن، باب: فی فضل سورۃ تنزیل السجدۃ وتبارک، رقم (۳۴۱۱)
سنن النسائی الکبریٰ، ۶: ۱۷۸ رقم (۱۰۵۴۲)
مستدرک کتاب: التفسیر، باب: تفسیر سورۃ السجدۃ، رقم (۳۵۴۵)

امام ترمذیؒ نے مذکورہ کی سند پر حکم لگاتے ہوئے لکھا: قال ابو عیسیٰ ھذا حدیث رواہ غیر واحد عن لیث بن ابی سلیم مثل ھذا ورواہ مغیرۃ بن مسلم عن ابی الزبیر عن جابر عن النبی ﷺ نحو ھذا وروی زھیر قال: قلت لابی الزبیر :سمعت من جابر فذکر ھذا الحدیث فقال ابو الزبیر :انما اخبرنیه صفوان اوابن صفوان وکا ن زھیر انکر ان یکون ھذاالحدیث عن ابی الزبیر عن جابر حدثنا ھنا دحدثنا ابو الاحوص عن لیث عن ابی الزبیر عن جابر فذکرھذا الحدیث [سنن الترمذی: رقم (۲۸۹۲)]

امام حاکمؒ نے اس حدیث کی سند پر حکم لگاتے ہوئے لکھا ہے: ھذا حدیث صحیح علیٰ شرط مسلم ولم یخرجاہ لان مداره علیٰ حدیث لیث بن ابی سلمة عن ابی الزبیر [المستدرک: رقم (۳۵۴۵)]

امام ذھبیؒ نے اس حدیث کو [علیٰ شرط مسلم] قرار دیا ہے۔ [تعلیق الذھبی علیٰ المستدرک رقم (۳۵۴۵)]

شیخ الالبانیؒ نے اس حدیث کو [صحیح] قرار دیا ہے۔ [السلسلۃ الصحیحۃ، ۲: ۵۸۵]

(۱) القرآن الکریم، الکافرون، ۱
(۲) القرآن الکریم، الاخلاص، ۱
(۳) المعجم الکبیر، ۱: ۴۳۷ رقم (۱۲۲۴۰)
سنن البیھقی الکبری، ۲: ۴۷۷ رقم (۴۲۸۹)
(۴) القرآن الکریم، تنزیل سجدہ، ۱
(۵) روایت نہیں ملی
(۶) روایت نہیں ملی

امام ابن ضریسؒ نے حضرت مسیّب بن رافعؓ (۱) سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا الم ☆ تنزیل قیامت کے روز آئے گی۔ اس کے دو پر ہوں گے۔ وہ اپنے پڑھنے والے پر سایہ کرے گی اور کہے گی اس پر کسی کو کوئی راہ نہیں، اس پر کسی کو کوئی راہ نہیں (۲)۔

امام دارمیؒ نے حضرت خالد بن معدانؒ سے روایت نقل کی ہے کہ نجات دینے والی سورت کو پڑھو وہ الم ☆ تنزیل ہے۔ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ ایک آدمی اسے پڑھا کرتا تھا۔ اس کے علاوہ کسی چیز سے کوئی محبت نہیں رکھتا تھا۔ اس کے بہت زیادہ گناہ تھے۔ اس سورت نے اس آدمی پر پر پھیلا لیے اور کہا اے میرے رب! اسے بخش دے کیونکہ یہ کثرت سے مجھے پڑھا کرتا تھا۔ اللہ تعالیٰ اس آدمی کے بارے میں سورت کی شفاعت قبول فرمائے گا اور فرمائے گا اس کے ہر گناہ کے بدلے میں نیکی لکھ دو اور اس کا درجہ بلند کر دو (۳)۔

امام دارمیؒ نے حضرت خالد بن معدانؒ سے روایت نقل کی ہے کہ ﴿الم ☆ التنزیل﴾ قبر میں اپنے پڑھنے والے کے بارے میں جھگڑا کرے گی۔ عرض کرے گی اے اللہ! اگر میں تیری کتاب سے ہوں تو اس کے بارے میں میری سفارش قبول فرما لے۔ اگر میں تیری کتاب سے نہیں ہوں تو مجھے اپنی کتاب سے مٹا دے۔ یہ پرندے کی مانند ہوگی۔ وہ اپنے پر پڑھنے والے پر پھیلا لے گی وہ اس کے حق میں شفاعت کرے گی اور اسے قبر کے عذاب سے محفوظ رکھے گی تبرک الذی کے بارے میں اس جیسی روایت نقل کی ہے حضرت خالد اس وقت تک نہیں سوتے تھے جب تک اسے نہ پڑھتے (۴)۔

امام درامی اور ابن ضریسؒ نے حضرت کعبؓ سے روایت نقل کی ہے کہ جس نے رات میں الم ☆ تنزیل اور

---

(۱) مسیّب بن رافع السدی الکاہلی، ابوالعلاء الکوفی، آپ ایک ثقہ راوی الحدیث تھے۔ صحاح ستہ کے راویوں میں سے ہیں۔ امام داودؒ فرتے ہیں کہ آپ اندھے تھے۔ امام عجلیؒ نے آپ کو کوفی، تابعی اور ثقہ کہا ہے۔ امام ابن حبانؒ نے الثقات میں ذکر کیا ہے۔ [تھذیب التھذیب: ۱۰: ۱۳۹ رقم (۲۹۱)۔۔ الثقات لابن حبان، ۵: ۴۳۷ رقم (۵۵۹۴)۔۔ الثقات للعجلی، ۲: ۱۵۰ رقم (۱۲۸۶)]

(۲) فضائل القرآن، ۱: ۲۲۷ رقم (۲۰۹)

(۳) سنن الدارمی، کتاب: فضائل القرآن، باب: فی فضل سورۃ التنزیل السجدہ، رقم (۳۴۰۸)

(۴) سنن الدارمی، کتاب: فضائل القرآن، باب: فی فضل سورۃ التنزیل السجدہ، رقم (۳۴۱۰)

محقق حسین اسد سلیم نے مذکورہ حدیث پر حکم لگاتے ہوئے لکھا ہے: عبداللہ بن صالح کی وجہ سے یہ سند ضعیف ہے جو خالد بن معدان پر موقوف ہے۔ [تعلیق حسین اسد سلیم علی سنن الدارمی رقم (۳۴۱۰)]

تبرك الذی بیده الملك﴾ دونوں قرآن کی تمام سورتوں پر ساٹھ نیکیوں پر فضیلت رکھتی ہیں (۱)۔

امام دارمیؒ، امام ترمذیؒ اور ابن مردویہؒ نے حضرت طاؤسؒ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ سورت الم ☆ تنزیل سجدہ اور ﴿تبرك الذی بیده الملك﴾ دونوں سورتیں باقی سورتوں پر ستر درجے فضیلت رکھتے ہیں (۲)۔

امام ابن مردویہؒ نے حضرت طاؤسؒ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ سورۃ ﴿الم[۱] تنزیل سجدہ اور تبرك الذی بیده الملك﴾ عشاء اور فجر کی نماز میں پڑھتے تھے اور کہتے جس نے ان دونوں کو پڑھا تو اس کے حق میں ہر آیت کے عوض ستر نیکیاں لکھی جائیں گی۔ یہ باقی تمام قرآن پر فضیلت کے طور پر ہوں گی۔ اس سے ستر گناہ مٹا دیے جائیں گے اور اس کے ستر درجے بلند کیے جائیں گے (۳)۔

امام ابن ضریسؒ نے حضرت یحییٰ بن ابی کثیرؒ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت طاؤسؒ اس وقت تک نہیں سوتے تھے یہاں تک کہ یہ دو سورتیں پڑھتے اور کہا کرتے تھے ان دونوں کی ہر ایک آیت ساٹھ آیتوں کے ہم پلہ ہے (۴)۔

امام خرائطیؒ نے "مکارم الاخلاق" میں حضرت حاتم بن محمدؒ (۵) کے واسطے سے طاؤسؒ سے روایت نقل کی ہے کہ روئے زمین پر جو آدمی بھی الم[۱] تنزیل سجدہ اور ﴿تبرك الذی بیده الملك﴾ رات میں تلاوت کرتا ہے تو اس

---

(۱) سنن الدارمی، کتاب: فضائل القرآن، باب: فی فضل سورۃ التنزیل السجدہ، رقم (۳۴۰۹)

فضائل القرآن، ۱: ۲۲۷ رقم (۲۰۷)

محقق حسین سلیم اسد نے مذکورہ حدیث کو صحیح الاسناد اور موقوف علیٰ کعب قرار دیا ہے۔ [تعلیق حسین سلیم علیٰ سنن الدارمی رقم (۳۴۰۹)]

(۲) سنن الدارمی، کتاب: فضائل القرآن، باب: فی فضل سورۃ التنزیل السجدہ، رقم (۳۴۱۲)

سنن الترمذی، کتاب: فضائل عن رسول اللہ، باب: ماجاء فی فضل سورۃ الملک، رقم (۲۸۹۲)

محقق حسین سلیم اسد نے مذکورہ حدیث کو [ضعیف] اور موقوف علیٰ طاوس قرار دیا ہے۔ [تعلیق حسین سلیم علیٰ سنن الدارمی رقم (۳۴۰۹)]

(۳) سنن الدارمی، کتاب: فضائل القرآن، باب: فی فضل سورۃ التنزیل السجدہ، رقم (۳۴۱۲)

(۴) فضائل القرآن، ۱: ۲۴۹ رقم (۲۲۵)

(۵) حاتم بن محمد، امام سیوطی نے الدر المنثور میں حاتم بن محمد کا نام ذکر کیا ہے اور حوالہ مکارم الاخلاق للخرائطی پر دیا ہے وہاں جب دیکھا گیا تو حاتم عن محمد لکھا ہوا ہے دونوں صورتوں میں راوی مجہول الحال ہے اور دونوں صورتوں میں شخصیت کا تعین ناممکن ہو جاتا ہے۔

کے حق میں لیلۃ القدر کا اجر لکھ دیا جاتا ہے۔ حضرت حاتمؒ نے کہا میں نے اس کا ذکر عطاءؒ سے کیا تو انہوں نے کہا طاؤسؒ نے سچی بات کی ہے۔ اللہ کی قسم! جب سے میں نے ان کے بارے میں سنا ہے تو میں نے ان کو نہیں چھوڑا مگر اس صورت میں کہ میں مریض ہوں (۱)۔

امام سعید بن منصورؒ اور ابن ابی شیبہؒ نے حضرت علیؓ سے روایت نقل کی ہے: قرآن حکیم کے قطعی سجدے الم☆تنزیل سجدہ حم☆تنزیل سجدہ والنجم اور ﴿اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ﴾ (۲) ہیں (۳)۔

امام احمدؒ، امام مسلمؒ اور ابو یعلیٰؒ نے حضرت سعید خدریؓ سے روایت نقل کی ہے کہ ہم نے ظہر کی پہلی دو رکعتوں میں رسول اللہ ﷺ کے قیام کا اندازہ تیس آیتیں لگایا جو (الم تنزیل) سجدہ کے برابر ہے (۴)۔

امام عبدالرزاقؒ نے حضرت ابو العالیہؒ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ نے ظہر میں نگاہ رکھی تو ظہر کی پہلی رکعت میں الم☆تنزیل سجدہ کا اندازہ لگایا (۵)۔

---

(۱) مکارم الاخلاق، ۲:۴۹۲ رقم (۹۱۸)

(۲) القرآن الکریم، علق، ۱

(۳) مصنف ابن ابی شیبہ، رقم (۴۳۸۱)

(۴) مسند احمد، کتاب: باقی مسند المکثرین، باب: مسند ابی سعید الخدریؓ، رقم (۱۰۶۰۳)

صحیح مسلم، کتاب: الصلاۃ، باب: القراءۃ فی الظھر والعصر، رقم (۴۵۲)

مسند ابی یعلیٰ، مسند ابی سعید الخدریؓ، رقم (۱۱۲۶)

محقق شعیب الارنؤوط نے مسند احمد کی احادیث پر حکم لگاتے ہوئے اس حدیث کے ذیل میں لکھا ہے: اس حدیث کی سند صحیح اور امام مسلمؒ کی شرط کے مطابق ہے اور اس کے رجال ثقات ہیں سوائے ولید بن مسلم کے جو امام مسلم کے رجال میں سے ہے۔ [تعلیق شعیب الارنؤوط علیٰ مسند احمد رقم: ۱۰۶۰۳]۔۔ شیخ الالبانیؒ نے اس حدیث کو [صحیح] قرار دیا ہے۔ [صحیح ابی داود، ۱:۱۵۲ رقم (۱۷۲۱)]

(۵) مصنف عبدالرزاق، کتاب: الصلاۃ، باب: القراءۃ فی الظھر، رقم (۲۶۷۷)

فصل دوم: سورۃ السجدہ کے روایات کی تحقیق

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

الٓمٓ ﴿١﴾ تَنزِيلُ الْكِتٰبِ لَا رَيْبَ فِيهِ مِن رَّبِّ الْعٰلَمِينَ ﴿٢﴾ أَمْ يَقُولُونَ افْتَرٰهُ بَلْ هُوَ الْحَقُّ مِن رَّبِّكَ لِتُنذِرَ قَوْماً مَّآ أَتٰهُم مِّن نَّذِيرٍ مِّن قَبْلِكَ لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُونَ ﴿٣﴾ اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ ط مَا لَكُم مِّن دُونِهِ مِن وَلِيٍّ وَلَا شَفِيعٍ ط أَفَلَا تَتَذَكَّرُونَ ﴿٤﴾

"الٓمٓ[۱] اِس میں کچھ شک نہیں کہ اس کتاب کا نازل کیا جانا تمام جہاں کے پروردگار کی طرف سے ہے[۲] کیا یہ لوگ یہ کہتے ہیں کہ پیغمبر نے اس کو از خود بنا لیا ہے (نہیں) بلکہ وہ تمہارے پروردگار کی طرف سے برحق ہے تاکہ تم ان لوگوں کو ہدایت کرو جن کے پاس تم سے پہلے کوئی ہدایت کرنے والا نہیں آیا تاکہ یہ رستے پر چلیں[۳] خدا ہی تو ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو اور جو چیزیں ان دونوں میں ہیں سب کو چھ دن میں پیدا کیا پھر عرش پر قائم ہوا۔ اس کے سوا تمہارا نہ کوئی دوست ہے اور نہ سفارش کرنے والا۔ کیا تم نصیحت نہیں پکڑتے؟"[۴]

امام ابن منذرؒ نے حضرت جریجؒ سے روایت نقل کی ہے کہ قوم سے مراد قریش ہے۔ ان کی طرف اور ان کے آباء کی طرف اللہ تعالیٰ کی جانب سے کوئی رسول نہیں آیا تھا(۱)۔

يُدَبِّرُ الْأَمْرَ مِنَ السَّمَآءِ إِلَى الْأَرْضِ ثُمَّ يَعْرُجُ إِلَيْهِ فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُۥٓ أَلْفَ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّونَ ﴿٥﴾ ذٰلِكَ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ﴿٦﴾

"وہی آسمان سے زمین تک (کے) ہر کام کا انتظار کرتا ہے۔ پھر وہ ایک روز جس کی مقدار تمہارے شمار کے مطابق ہزار برس ہوگی۔ اُس کی طرف صعود (اور رجوع) کریگا[۵] یہی تو پوشیدہ اور ظاہر کا جاننے والا (اور) رحم والا (خدا) ہے"[۶]

امام عبدالرزاقؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت قتادہؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ امر آسمان سے زمین کی طرف اتارتا ہے اور زمین سے آسمان کی طرف بلند ہوتا ہے، ایک ایسے دن میں جسکی مقدار ہزار سال ہے۔ پانچ سو سال اتارتے وقت اور پانچ سو سال اوپر چڑھتے وقت (۲)۔

---

(۱) روایت نہیں ملی

(۲) تفسیر الطبری، بیروت، سورۃ السجدہ ۱۰:۲۳۱ رقم (۲۹۱۸۹)

تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ السجدہ، ۹:۳۰۱۳ رقم (۱۷۸۱۹)

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت سدیؒ سے روایت نقل کی ہے کہ امر آسمان دنیا سے بلندترین زمین کی طرف اترتا ہے۔ پھر ایک دن میں بلند ہو جاتا ہے۔ اگر اتنی مسافت لوگ آنے جانے میں چلیں تو ایک ہزار سال تک چلیں گے (۱)۔

امام ابن جریرؒ اور ابن منذرؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ دنیا میں ہوگا۔ فرشتے ایک دن میں بلند ہونگے جس کی مقدار ہزار سال ہے (۲)۔

امام عبد بن حمیدؒ اور ابن منذرؒ نے حضرت ابو مالکؒ سے روایت نقل کی ہے کہ فرشتے اوپر چڑھیں گے اور نیچے اتریں گے ایسے دن میں جس کی مقدار ہزار سال کے برابر ہوگی (۳)۔

امام فریابیؒ، ابن جریرؒ، ابن ابی حاتمؒ اور حاکمؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے جب کہ حاکمؒ نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ ان چھ دنوں میں سے ایک ہے جن میں اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان پیدا کئے (۴)۔

امام عبدالرزاقؒ، سعید بن منصورؒ، ابن منذرؒ، ابن ابی حاتمؒ، ابن ابی انباریؒ نے مصاحف میں اور حاکمؒ نے حضرت عبداللہ بن ابی ملکیہؒ سے روایت نقل کیا ہے کہ میں اور عبداللہ بن فیروزؒ (۵) [جو حضرت عثمان کا غلام تھا] حضرت ابن عباسؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے فیروز نے عرض کی اے ابن عباسؓ! اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے گویا حضرت عباسؓ اس پر تہمت لگاتے رہے تھے اور کہا کوئی ایسا دن نہیں جس کی مقدار پچاس ہزار سال ہے؟ فیروز نے کہا

---

(۱) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ السجدہ، ۹:۳۰۱۳ رقم (۱۷۸۲۱)

(۲) تفسیر الطبری، سورۃ السجدہ ۱۰:۲۳۱ رقم (۲۹۱۹۴)

(۳) روایت نہیں ملی

(۴) تفسیر الطبری، سورۃ السجدہ ۱۰:۲۳۱ رقم (۲۹۱۹۵)

تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ السجدہ، ۹:۳۰۱۳ رقم (۱۷۸۲۰)

مستدرک، کتاب، التفسیر تفسیر سورۃ السجدۃ، رقم (۳۵۴۶)

امام حاکمؒ نے اس حدیث کی سند پر حکم لگاتے ہوئے لکھا: هذا الحديث صحيح لاسناد ولم يخرجاه [المستدرک: رقم (۳۵۴۶)]

(۵) عبداللہ بن فیروز الدیلمی، ابو بشر یا ابو بسر، آپ کبار تابعین میں سے تھے۔ بیت المقدس میں مقیم رہے تھے۔ امام ابن حبانؒ نے الثقات میں ذکر کیا ہے اور امام عجلیؒ نے شامی، تابعی اور ثقہ کے الفاظ سے یاد کیا ہے۔ امام ابوداودؒ، امام نسائیؒ اور امام ابن ماجہؒ آپ کی روایت نقل کی ہیں۔
[الاصابۃ فی تمیز الصحابہ، ۵:۲۰۴ رقم (۶۶۳۱)۔ تہذیب التہذیب، ۵:۳۱۳ رقم (۶۱۵)]

میں نے آپ سے پوچھا ہے کہ مجھے بتایئے۔ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا یہ دونوں ایسے دنوں میں سے ہیں جن کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں کیا۔ اللہ تعالیٰ ان دونوں کے بارے میں خوب جانتا ہے۔ میں اس امر کو ناپسند کرتا ہوں کہ میں کتاب اللہ کے بارے میں ایسی بات کروں جس کا مجھے علم ہی نہ ہو۔ زمانے نے کئی مصیبتیں مجھ پر لازم کر دیں یہاں تک کہ میں حضرت ابن مسیّب کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں۔ ایک انسان نے ان سے سوال کیا تو انہوں نے کوئی جواب نہیں دیا اور وہ کچھ جانتا بھی نہیں۔ میں نے کہا کیا میں تجھے نہ بتاؤں جو حضرت ابن عباسؓ کو پیش آیا؟ فرمایا میں نے اسے بتایا تو آپ نے سائل سے کہا انہوں نے اس میں کچھ کہنے سے انکار کر دیا جب کہ یہ مجھ سے زیادہ عالم ہے(۱)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے: اس روز دنیا کے دنوں میں ایک دن ابھی نصف تک نہیں پہنچے گا کہ اللہ تعالیٰ بندوں کے درمیان فیصلہ فرما دے گا۔ جنتیوں کو جنت میں اور جہنمیوں کو جہنم میں ٹھکانا دے دے گا۔ اگر یہ معاملہ کسی غیر کے سپرد ہوتا تو پچاس ہزار سال میں بھی اس سے فارغ نہ ہوتا(۲)۔

امام ابن جریرؒ نے حضرت مجاہدؒ سے روایت نقل کی ہے کہ آسمان سے زمین اور زمین سے آسمان تک امر کا نزول ایک دن میں ہوگا یہ ایک ہزار سال کا ہوگا کیونکہ آسمان سے زمین تک کا فاصلہ پانچ سو سال کا ہے(۳)۔

امام ابن جریرؒ نے حضرت قتادہؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس دن میں اس کے سفر کی مقدار ہزار سال کی ہوگی جسے تم شمار کرتے ہو دنیا کے پانچ سو سال اس کے اترنے کے اور پانچ سو سال اس کے چڑھنے کے ہیں۔ یہ کل ایک ہزار سال ہے(۴)۔

---

(۱) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ السجدۃ، ۹: ۳۱۰۳ رقم (۱۷۸۲۲)

تفسیر عبدالرزاق، سورۃ السجدۃ، ۳: ۲۵

مستدرک، کتاب: الاھوال، رقم (۸۸۰۳)۔ امام حاکمؒ نے اس حدیث پر حکم لگاتے ہوئے لکھا ہے: ھذا حدیث صحیح علیٰ شرط البخاری [المستدرک: ۸۸۰۳]۔ امام الذھبی نے اس حدیث کو [علیٰ شرط البخاری] قرار دیا ہے۔ [تعلیق الذھبی علی المستدرک: رقم (۸۸۰۳)]

(۲) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ السجدۃ، ۹: ۳۱۰۳ رقم (۱۷۸۲۳)

(۳) تفسیر الطبری، سورۃ السجدۃ، ۱۰: ۲۳۰ رقم (۲۸۱۸۷)

(۴) تفسیر الطبری، سورۃ السجدۃ، ۱۰: ۲۳۰ رقم (۲۸۱۸۸)

امام ابن جریرؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے یہ قول نقل کیا ہے: پھر وہ اس دن میں بلند ہوگا جو تمہارے انہیں دنوں جیسا ہے۔ آسمان اور زمین کے درمیان مسافت پانچ سو سال کی ہے(۱)۔

امام ابن جریرؒ نے حضرت عکرمہؒ سے یہ قول نقل کیا ہے: جو تم دنیا کے دن شمار کرتے ہو(۲) واللہ اعلم۔

الَّذِیٓ أَحۡسَنَ كُلَّ شَیۡءٍ خَلَقَهُۥۖ وَبَدَأَ خَلۡقَ ٱلۡإِنسَٰنِ مِن طِینٍ ﴿٧﴾ ثُمَّ جَعَلَ نَسۡلَهُۥ مِن سُلَٰلَةٖ مِّن مَّآءٖ مَّهِینٖ ﴿٨﴾ ثُمَّ سَوَّىٰهُ وَنَفَخَ فِیهِ مِن رُّوحِهِۦ وَجَعَلَ لَكُمُ ٱلسَّمۡعَ وَٱلۡأَبۡصَٰرَ وَٱلۡأَفۡـِٔدَةَۚ قَلِیلٗا مَّا تَشۡكُرُونَ ﴿٩﴾ وَقَالُوٓاْ ءَإِذَا ضَلَلۡنَا فِی ٱلۡأَرۡضِ ءَإِنَّا لَفِی خَلۡقٖ جَدِیدِۭۚ بَلۡ هُم بِلِقَآئِ رَبِّهِمۡ كَٰفِرُونَ ﴿١٠﴾

"جس نے ہر چیز کو بہت اچھی طرح بنایا (یعنی) اُس کو پیدا کیا۔ اور انسان کی پیدائش کو مٹی سے شروع کیا[۷] پھر اُسکی نسل خلاصے سے (یعنی) حقیر پانی سے پیدا کی[۸] پھر اُس کو درست کیا پھر اس میں اپنی (طرف سے) روح پھونکی اور تمہارے کان اور آنکھیں اور دل بنائے (مگر) تم بہت کم شکر کرتے ہو[۹] اور کہنے لگے کہ جب ہم زمین میں ملیا میٹ ہو جائینگے تو کیا ازسرِ نو پیدا ہونگے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ لوگ اپنے پروردگار کے سامنے جانے ہی کے قائل نہیں"[۱۰]

امام ابن ابی شیبہؒ، حکیم ترمذیؒ نے "نوادر الاصول" میں، ابن جریرؒ اور ابن منذرؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ آپ اس آیت ﴿الذی احسن کل شی ء خلقه﴾ کی تلاوت کرتے اور کہا تو بندر کو نہیں دیکھتا وہ خوبصورت تو نہیں مگر اللہ تعالیٰ نے اس کہ تخلیق کو محکم بنایا ہے(۳)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں: خبردار بندر کی سرین خوبصورت نہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کی تخلیق کو محکم کیا ہے(۴)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ہر شے کی صورت کو خوبصورت بنایا(۵)۔

---

(۱) تفسیر الطبری، سورۃ السجدۃ، ۱۰: ۲۳۰ رقم (۲۸۱۹۱)

(۲) تفسیر الطبری، سورۃ السجدۃ، ۱۰: ۲۳۰ رقم (۲۸۱۹۲)

(۳) تفسیر الطبری، سورۃ السجدۃ، ۱۰: ۲۳۰ رقم (۲۸۱۹۲)

(۴) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ السجدۃ، ۹: ۳۱۰۴ رقم (۱۷۸۲۴)

(۵) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ السجدۃ، ۹: ۳۱۰۴ رقم (۱۷۸۲۵)

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے قول نقل کیا ہے کہ کتے کو اس کی صورت میں اچھا کر دیا (۱)۔

حضرت ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے یہ ترجمہ نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر شے قبیح ہوا یا حسن سانپ ہو یا بچھو یا ہر چیز جسے بنایا سب کی صورتوں کو اچھا بنایا، اسکا غیر کوئی بھی خوبصورت نہیں (۲)۔

امام فریابیؒ، ابن ابی شیبہؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت مجاہدؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ احسن کا معنیٰ مضبوط کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو گدھے کی صورت میں اور گدھے کو انسان کی صورت میں نہیں بنایا (۳)۔

امام طبرانیؒ نے حضرت امامہؓ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ اسی اثناء میں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے حضرت عمرو بن زرارہ انصاریؓ (۴) ہمیں آ کر ملے۔ انہوں نے اپنے حلہ کو ڈھیلا چھوڑا ہوا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کے کپڑے کے کونے کو پکڑ لیا۔ اس نے عرض یا رسول اللہ ﷺ میری پنڈلیاں باریک ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے عمر بن زرارہ! اللہ تعالیٰ نے ہر شے کی شکل وصورت کو بہتر بنایا ہے۔ اے عمرو بن زرارہؓ! اللہ تعالیٰ چادر لٹکانے والے کو پسند نہیں کرتا (۵)۔

امام احمدؒ اور طبرانیؒ نے حضرت شرید بن سویدؓ (۶) سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے یک آدمی کو

---

(۱) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ السجدۃ، ۹: ۳۱۰۴ رقم (۱۷۸۲۶)

(۲) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ السجدۃ، ۹: ۳۱۰۴ رقم (۱۷۸۲۷)

(۳) تفسیر الطبری، ۱۰: ۲۳۳ رقم (۲۸۲۰۵۔۲۸۲۰۷)

تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ السجدۃ، ۹: ۳۱۰۴ رقم (۱۷۸۲۸)

(۴) عمرو بن زرارہ الانصاری، آپ صحابہ کی عظیم جماعت میں شامل تھے۔ نبی کریم ﷺ نے ایک مرتبہ شلوار ٹخنوں سے نیچے لٹکانے پر آپ کو تنبیہ کی تھی۔ آپؓ نے مودبانہ انداز میں فرمایا تھا کہ جناب میں کچھ بیماری رکھتا ہوں۔ اس کے علاوہ آپ کے حالاتِ زندگی سے اگاہی نہ ہوسکی۔ [الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ، ۴: ۶۳۰ رقم (۵۸۳۶)]

(۵) المعجم الکبیر، ۸: ۲۳۲ رقم (۷۹۰۹)

(۶) الشرید بن سوید الثقفی، آپ کو صحابی ہونے کا عظیم مرتبہ حاصل ہے۔ نبی کریم ﷺ کے ردیف رہے تھے اور بیعت رضوان کے دن حاضری کا شرف بھی حاصل کیا ہے۔ ایک قول کے مطابق آپ اصلاً حضرموت کے رہنے والے تھے لیکن آپ کو ثقیف میں شمار کیا گیا ہے۔ امام بخاریؒ نے آپ کی روایت الادب المفرد میں اور امام الترمذیؒ الشمائل میں ذکر کی ہے۔ [الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ، ۳: ۳۴۰ رقم (۳۸۹۶)]

دیکھا جس نے اپنی چادر لٹکائی ہوئی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے فرمایا اپنی چادر کو اونچا کرو۔ اس نے عرض کی میں احنف ہوں میرے گھٹنے آپس میں ٹکراتے ہیں۔ فرمایا اپنی چادر کو اونچا کرو۔ اللہ تعالیٰ کی پیدا کردہ ہر چیز خوبصورت ہے(۱)۔

امام فریابیؒ، ابن ابی شیبہؒ، ابن جریرؒ اور ابن منذرؒ نے حضرت مجاہدؒ سے یہ قول نقل کیا ہے، کہا: الانسان سے مراد حضرت آدمؑ نسلہ سے مراد آپ کی اولاد، سلالة سے مراد بنی آدم اور ماء مهين سے مراد کمزور جو مرد کا نطفہ ہے(۲)۔

امام عبد بن حمیدؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت قتادہؒ سے یہ قول نقل کیا ہے نسلہ یعنی سے مراد ذریت، سلالة سے مراد پانی، ثم سوہ یعنی اس کی ذریت کو درست کیا(۳)۔

امام عبدالرزاقؒ اور ابن منذرؒ نے قتادہؒ سے یہ قول نقل کیا ہے: من سلالة ایسا پانی جو مرد سے نکلتا ہے۔ مهين یعنی کمزور(۴)۔

امام فریابیؒ، ابن ابی شیبہؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے اور مجاہدؒ سے قول نقل کیا ہے کہ ضللنا سے مراد ہم ہلاک ہوں گے(۵)۔

امام ابن منذرؒ حضرت ابن جریجؒ سے وہ حضرت عطا ابن ابی رباحؒ سے روایت نقل کرتے ہیں انہوں نے حضرت ابن عباسؓ کو ارشاد فرماتے سنا کہ اُبی بن خلف یہ کہا کرتا تھا کیسے ہمیں لوٹایا جائے گا اور کیسے ہم پہلے کی طرح لوٹیں گے؟(۶)۔

---

(۱) مسند احمد، کتاب: اول مسند الکوفیین، باب: حدیث الشرید بن سوید الثقفی، رقم (۱۸۹۸۱)
المعجم الکبیر ۷: ۳۱۵ رقم (۷۲۴۰)۔ شعیب الارنووطؒ نے اس حدیث پر حکم لگاتے ہوئے لکھا: اسنادہ علیٰ شرط مسلم [تعلیق شعیب الارنووط علیٰ مسند احمد: رقم (۱۸۹۸۱)].

(۲) تفسیر الطبری، سورۃ السجدۃ، ۱۰: ۲۳۵ رقم (۲۸۰۰)

(۳) تفسیر الطبری، سورۃ السجدۃ، ۱۰: ۲۳۵ رقم (۲۸۰۸)

(۴) روایت نہیں ملی

(۵) تفسیر الطبری، سورۃ السجدۃ، ۱۰: ۲۳۵ رقم (۲۸۱۲)

(۶) روایت نہیں ملی

قُلْ يَتَوَفّٰكُم مَّلَكُ الْمَوْتِ الَّذِىْ وُكِّلَ بِكُمْ ثُمَّ إِلٰى رَبِّكُمْ تُرْجَعُوْنَ ﴿١١﴾

"کہہ دو کہ موت کا فرشتہ جو تم پر مقرر کیا گیا ہے تمہاری رُوحیں قبض کر لیتا ہے پھر تم اپنے پروردگار کی طرف لوٹائے جاؤ گے"[۱۱]

امام ابن ابی الدنیاؒ نے "ذکر الموت" میں، ابن ابی حاتمؒ اور ابو الشیخؒ نے "العظمۃ" میں حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ آپ سے ان دونوں آدمیوں کے بارے میں پوچھا گیا جن کی موت ایک ہی لمحہ میں ہوگی، ایک مشرق میں اور دوسرا مغرب میں، تو ملک الموت کو ان دونوں پر کیسے قدرت ہوگی؟ فرمایا ملک الموت کی قدرت اہل مشارق، اہل مغارب، ظلمات، ہوا اور سمندروں میں موجود افراد پر ایسے ہی ہے جیسے ایک آدمی ہو جس کے سامنے دستر خوان پڑا ہو تو وہ جہاں سے چاہے کھائے (۱)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت زہیر بن محمدؒ سے روایت نقل کی ہے کہ عرض کی گئی یا رسول اللہ ﷺ ملک الموت تو ایک ہے جب کہ لشکر مشرق و مغرب میں ملتے ہیں اور ان کے درمیان بھی انسان گرتے اور مرتے ہیں۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے تمام دنیا کو ملک الموت کے لیے جمع کر دیا ہے یہاں تک کہ دنیا کو اس کے سامنے ایسے بنا دیا ہے جیسے تم میں کسی کے سامنے ایک تھال ہو، کیا اس تھال میں سے کوئی چیز اس آدمی کی دسترس سے باہر ہوتی ہے؟ (۲)۔

امام ابن جریرؒ حضرت کلبیؒ سے وہ حضرت ابو صالحؒ سے وہ حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ ملک الموت وہ ہے جو تمام روحوں کو قبض کرتا ہے، تمام زمین میں جو کچھ ہے اس پر اللہ تعالیٰ نے ملک الموت کو یوں تسلط عطا فرما دیا ہے جیسے تم میں سے کوئی اس چیز پر تسلط جمائے ہوئے ہوتا ہے جو اس کی ہتھیلی میں ہو اس کے ساتھ رحمت کے فرشتے اور عذاب کے فرشتے ہوتے ہیں۔ جب وہ کسی پاکیزہ روح کو قبض کرتا ہے تو وہ رحمت کے فرشتوں کے حوالے کر دیتا ہے اور جب خبیث نفس کو قبض کرتا ہے تو عذاب کے فرشتوں کے حوالے کر دیتا ہے (۳)۔

امام ابن ابی الدنیاؒ نے ذکر الموت میں حضرت ابن مسعودؓ اور حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم کو خلیل بنا لیا تو ملک الموت نے اپنے رب سے سوال کیا کہ اسے اجازت دی جائے کہ وہ حضرت ابراہیمؑ کو اس کی خوش خبری دے۔ اللہ تعالیٰ نے اسے اجازت دے دی۔ ملک الموت اس کے پاس آیا۔ حضرت ابراہیمؑ نے اسے کہا اے ملک الموت! مجھے دکھاؤ تم کیسے کفار کی روحوں کو قبض کرتے ہو؟ ملک

---

(۱) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ السجدۃ، ۹: ۳۱۰۵ رقم (۱۷۸۲۹)

العظمۃ، ۳: ۸۹۳ رقم (۴۳۲)

(۲) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ السجدۃ، ۹: ۳۱۰۵ رقم (۱۷۸۳۰)

(۳) تفسیر الطبری، سورۃ السجدۃ، ۱۰: ۲۳۵ رقم (۲۸۱۳)

الموت نے کہا اے ابراہیم! تم اس کی طاقت نہ رکھو گے۔ حضرت ابراہیمؑ نے کہا کیوں نہیں۔ کہا حضرت ابراہیمؑ نے رخ انور پھیرا۔ پھر ملک الموت کی طرف دیکھا تو وہ ایک سیاہ رنگ کا آدمی تھا۔ جس کا سر آسمان سے باتیں کر رہا تھا۔ اس کے منہ سے آگ کا شعلہ نکل رہے تھے۔ حضرت ابراہیمؑ پر غشی طاری ہوگئی۔ پھر حضرت ابراہیمؑ کو افاقہ ہوا جبکہ ملک الموت پہلی صورت میں آچکے تھے۔ کہا اے ملک الموت! اگر کافر کو کوئی اور آزمائش اور غم نہ پہنچے مگر تیری صورت ہی دیکھے تو اسے یہ کافی ہو جائے۔ مجھے دکھاؤ کہ تو مومنوں کی روحیں کیسے قبض کرتا ہے؟ کہا منہ پھیریئے تو حضرت ابراہیمؑ نے منہ دوسری طرف پھیر لیا۔ دیکھا تو وہ ایک انتہائی خوبصورت چہرے والے نوجوان کی صورت میں موجود تھے، کپڑے سفید تھے۔ حضرت ابراہیمؑ نے کہا اے ملک الموت! اگر مومن موت کے وقت تیری صورت کے سوا کوئی اور آنکھ کی ٹھنڈک اور کرامت کی بات نہ دیکھے تو اس کے لیے یہی کافی ہو جائے (۱)۔

امام طبرانیؒ، ابونعیمؒ اور ابن مندہؒ دونوں نے الصحابہ میں حضرت خزرجؓ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا جب کہ آپ نے ملک الموت کو ایک انصاری کے پاس دیکھا تھا۔ فرمایا اے ملک الموت! میرے ساتھی کے ساتھ نرمی کیجئے کیونکہ یہ مومن ہے۔ ملک الموت نے عرض کی خوش ہو جایئے اور آنکھ ٹھنڈی رکھیئے۔ میں ہر مومن کے ساتھ نرمی کرتا ہوں۔ جان لیجئے اے محمد ﷺ میں ابن آدم کی روح قبض کرتا ہوں۔ جب کوئی چیخنے والا چیختا ہے تو میں گھر میں کھڑا ہو جاتا ہوں۔ میرے ساتھ اس کی روح بھی ہوتی ہے۔ میں کہتا ہوں یہ کیوں چیخ رہا ہے۔ اللہ کی قسم! ہم نے اس پر ظلم نہیں کیا، ہم اس کے وقت مقررہ سے پہلے نہیں آئے اور نہ ہم نے اس کی قدر کو جلدی کیا ہے۔ اس کی روح قبض کرنے میں ہمارا گناہ بھی کچھ نہیں۔ اگر تم اس بات پر راضی ہوئے جو اللہ تعالیٰ نے کیا ہے تو تمہیں اجر دیا جائے گا۔ اگر تم نے ناراضگی کا اظہار کیا تو تم گناہ گار ہونگے اور تم پر بوجھ ہوگا۔ ہم تمہارے پاس بار بار آتے رہیں گے۔ پس بچو بچو، کوئی خیمہ نہیں، نہ مٹی کا گھر ہے، کوئی نیک اور بد نہیں، نہ کوئی میدانی علاقہ ہے اور نہ پہاڑی علاقہ مگر میں ان سے ہر روز رات دن مصافحہ کرتا ہوں یہاں تک کہ میں ان کے چھوٹے اور بڑے کو جانتا ہوں۔ اللہ کی قسم! اگر میں مچھر کی روح قبض کرنے کا ارادہ کروں، میں اس وقت تک اس پر قادر نہیں ہوں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس روح کو قبض کرنے کا اذن دے (۲)۔

امام ابن ابی الدنیاؒ اور ابوالشیخؒ نے العظمۃ میں حضرت اشعث بن شعیبؓ (۳) سے روایت نقل کی ہے کہ

---

(۱) روایت نہیں ملی

(۲) معرفۃ الصحابۃ لابی نعیم الاصبھانی، ۷:۲۶۲ رقم (۲۲۸۶)

(۳) اشعث بن شعیب کے نام سے آپ کے حالات زندگی معلوم نہ ہو سکے اصل مرجع میں ابوالشیخ نے صرف اشعث کا نام ذکر کیا ہے جس کی وجہ سے آپ کی شخصیت متعین نہ ہو سکی۔

حضرت ابراہیمؑ نے ملک الموت سے پوچھا، اس کا نام عزرائیل ہے، اس کی دو آنکھیں چہرے پر اور دو آنکھیں گدی کی جانب ہیں۔ پوچھا اے ملک الموت! تو اس وقت کیا کرتا ہے جب ایک نفس مشرق اور ایک نفس مغرب میں ہو، زمین میں دیا پھوٹ پڑے اور وہ لشکر آپس میں برسر پیکار ہو جائیں؟ تو اس وقت تو کیا کرے گا؟ کہا میں اللہ کے اذن سے روحوں کو بلاتا ہوں تو وہ سب میری ان دو انگلیوں کے درمیان ہوتی ہیں (۱)۔

امام ابن ابی الدنیاؒ، ابوالشیخؒ اور ابونعیمؒ نے "حلیہ" میں حضرت شہر بن حوشبؒ سے روایت نقل کی ہے کہ ملک الموت بیٹھے ہوئے ہیں جب کہ دنیا اس کے دو گھٹنوں کے درمیان ہے۔ وہ لوح جس میں انسانوں کی موتیں لکھی ہوئی ہیں وہ اس کے سامنے ہے۔ اس کے سامنے ملائکہ کھڑے ہیں۔ وہ لوح کو دیکھ رہا ہے۔ ایک لمحہ بھی نظر ادھر ادھر نہیں کرتا۔ جب کسی بندے کی موت کا وقت آتا ہے تو وہ کہتا ہے اس کی روح قبض کر لو (۲)۔

امام ابن ابی شیبہؒ نے "مصنف" میں حضرت خیثمہؒ سے روایت نقل کی ہے: ملک الموت حضرت سلیمانؑ کے پاس آیا۔ وہ آپ کا دوست تھا۔ حضرت سلیمانؑ نے اسے کہا تجھے کیا ہوتا ہے، اگر ایک گھر والوں کے پاس آتا ہے اور ان سب کی روحوں کو قبض کر لیتا ہے اور ان کے پہلو میں ایک گھر کو چھوڑ دیتا ہے۔ ان میں سے کسی کی روح کو قبض نہیں کرتا؟ کہا جن کی روحوں کو میں قبض کرتا ہوں تو میں تو انہیں کچھ نہیں جانتا۔ میں عرش کے نیچے ہوتا ہوں۔ میری طرف ایک چھٹی پھینکی جاتی ہے جس میں ان لوگوں کے نام ہوتے ہیں (۳)۔

امام ابن ابی الدنیاؒ نے حضرت ابن جریجؒ سے روایت نقل کی ہے ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ ملک الموت کو کہا جاتا ہے: فلاں کو فلاں وقت اور فلاں دن میں قبض کر لے (۴)۔

امام سعید بن منصورؒ، امام احمدؒ نے "زہد" میں اور ابوالشیخؒ نے عطاء بن سیارؒ سے روایت نقل کی ہے کہ کوئی گھر والا ایسا نہیں جس سے ملک الموت دن میں پانچ دفعہ مصافحہ نہ کرتا ہو، کیا ان میں سے کوئی ایسا تو نہیں جس کی روح کو قبض کرنے کا حکم ہوا ہو (۵)۔

---

(۱) العظمۃ، ۳: ۸۹۳ رقم (۴۳۲)

(۲) العظمۃ، ۳: ۹۰۹ رقم (۴۴۴)
حلیۃ الاولیاء، ۶: ۶۱

(۳) مصنف عبدالرزاق، کتاب: الزھد، باب: کلام سلیمان بن داودؑ، رقم (۳۴۲۶۷)

(۴) العظمۃ، ۳: ۹۱۱ رقم (۴۴۶)

(۵) العظمۃ، ۳: ۸۹۳ رقم (۴۷۳)

امام جویبرؒ حضرت ضحاکؒ سے وہ حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ ملک الموت کے ذمہ انسانوں کی روحیں قبض کرنے کا کام لگایا گیا ہے۔ وہی ان کی روحیں قبض کرنے کا ذمہ دار ہے۔ جنوں میں ایک فرشتہ ہے۔ شیاطین میں ایک فرشتہ ہے، پرندوں میں، وحشیوں، درندوں، مچھلیوں اور چیونٹیوں میں ایک فرشتہ ہے۔ یہ چار فرشتے ہیں۔ فرشتے پہلے صعقہ میں مرجاتے ہیں جبکہ ملک الموت ان کی روحیں قبض کرنے کا ذمہ دار ہے۔ ان کی بزرگی کی وجہ سے یہ کام ملک الموت کے سپرد نہیں ہوتا (۱)۔

امام ابن ماجہؒ نے حضرت ابوامامہؓ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا اللہ تعالیٰ نے روحوں کو قبض کرنے کی ذمہ داری ملک الموت کو دی ہے مگر سمندر کے شہیدوں کی روحیں اللہ تعالیٰ خود قبض کرتا ہے (۲)۔

امام ابن ابی الدنیاؒ، مروزیؒ نے "جنائز" میں اور ابوالشیخؒ نے حضرت ابوشعثاء جابر بن زیدؒ (۳) سے روایت نقل کی ہے کہ ملک الموت بغیر درد کے روحوں کو قبض کرتا تھا۔ لوگوں نے اسے گالیاں دیں اور اس پر لعنت کی تو ملک الموت نے اپنے رب کے حضور شکایت کی۔ اللہ تعالیٰ نے لوگوں میں درد رکھ دیے تو وہ ملک الموت کو بھول گئے (۴)۔

امام ابونعیمؒ نے "حلیہ" میں حضرت اعمشؒ سے روایت نقل کی ہے کہ ملک الموت لوگوں کے سامنے ظاہر ہوتا ہے ایک آدمی کے پاس آتا اور کہتا اپنا کام پورا کرلے۔ میں تیری روح قبض کرنا چاہتا ہوں تو حضرت ملک الموت نے شکایت کی تو بیماری اتاری گئی اور موت کو خفیہ کردیا گیا (۵)۔

---

(۱) روایت نہیں ملی

(۲) سنن ابن ماجۃ، کتاب: الجھاد، باب: فضل غزوہ البحر، رقم (۲۷۷۸)
شیخ الالبانیؒ نے اس حدیث کو [ضعیف جدا] قرار دیا ہے۔ [ضعیف ابن ماجہ: ج۱ ص۲۲۴ رقم (۶۱۱)]

(۳) جابر بن زید الازدی، الجوفی البصری، آپ کو ابوالشعثاء کی کنیت سے یاد کیا جاتا ہے۔ امام بخاریؒ نے اپنی تاریخ میں آپ کا قول نقل کیا ہے کہ ایک مرتبہ مجھ سے عبداللہ بن عمرؓ کی ملاقات ہوئی آپؓ نے فرمایا کہ اے جابر! آپ بصرہ کے فقہاء میں سے ہیں۔ امام ابن حبانؒ آپ الثقات میں ذکر کیا ہے اور لکھا ہے کہ انس بن مالک اور آپؓ دونوں ایک جمعے کے دن دفن ہوئے تھے اور آپ اعلم الناس تھے۔ امام احمدؒ نے الزھد میں لکھا ہے کہ جب آپ فوت ہوئے تو قتادہؒ نے فرمایا کہ آج اعلم اہل العراق وفات پا گیا ہے۔ [الطبقات الکبریٰ، ۷: ۱۷۹۔۔ الثقات لابن حبان، ۴: ۱۰۱ رقم (۲۰۰۹)]

(۴) العظمۃ، ۳: ۸۹۷ رقم (۴۳۷)

(۵) حلیۃ الاولیاء، ۵: ۵۱

امام ابو الشیخؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ ملک الموت کا قدم مشرق ومغرب کے درمیان ہے(۱)۔

امام ابن ابی حاتمؒ اور ابو الشیخؒ ابو جعفرؒ نے حضرت محمد بن علیؒ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک انصاری کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے جب کہ ملک الموت اس کے سر کے پاس موجود تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے ملک الموت! میرے ساتھی کے ساتھ نرمی کر کیونکہ یہ مومن ہے۔ ملک الموت نے کہا اے محمد ﷺ تمہیں بشارت ہو میں ہر مومن کے ساتھ نرمی کرنے والا ہوں۔ اے محمد ﷺ جان لو میں انسان کی روح قبض کرتا ہوں۔ اس کے گھر والے چیختے ہیں چلاتے ہیں۔ میں گھر کی ایک جانب کھڑا ہو جاتا ہوں اور میں کہتا ہوں اللہ کی قسم! میرا تو کوئی گناہ نہیں۔ بے شک میرا تو آنا جانا لگا رہتا ہے۔ اس لیے محتاط رہو۔ اللہ تعالیٰ نے کسی گھر والے، کچے مکان والے، بکری کے بالوں کے خیمے والے، اونٹ کے بالوں کے خیمے والے، خشکی میں یا سمندر میں پیدا نہیں کیا مگر میں دن میں پانچ دفعہ اس سے مصافحہ کرتا ہوں یہاں تک کہ میں ان میں سے ہر چھوٹے بڑے کو اس کی ذات کے حوالے سے جانتا ہوں۔ اللہ کی قسم! اے محمد ﷺ میں ایک مچھر کی روح کو قبض کرنے پر قادر نہیں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس کو قبض کرنے کا حکم دیتا ہے(۲)۔

ابن جریرؒ نے قتادہؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ملک الموت تمہاری روحیں قبض کرتا ہے۔ فرشتوں میں سے اس کے مددگار ہیں(۳)۔

امام ابن جریرؒ نے حضرت مجاہدؒ سے یہ قول نقل کیا ہے: زمین اس کے لیے جمع کر دی گئی ہے۔ اس کے لیے زمین ایک تھال کی طرح بنا دی گئی ہے۔ وہ اس سے جہاں سے چاہتا ہے لے لیتا ہے(۴)۔

---

(۱) العظمۃ، ۳:۹۲۴ رقم (۴۵۷)

(۲) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ السجدۃ، ۹:۳۱۰۵ رقم (۱۷۸۳۲)

العظمۃ، ۳:۹۳۹ رقم (۴۷۳)

(۳) تفسیر الطبری، سورۃ السجدۃ، ۱۰:۲۳۶ رقم (۲۸۲۱۵)

(۴) تفسیر الطبری، سورۃ السجدۃ، ۱۰:۲۳۶ رقم (۲۸۲۱۶)

وَلَوْ تَرٰى إِذِ الْمُجْرِمُوْنَ نَاكِسُو رُؤُوْسِهِمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ط رَبَّنَآ أَبْصَرْنَا وَسَمِعْنَا فَارْجِعْنَا نَعْمَلْ صَالِحاً إِنَّا مُوْقِنُوْنَ ﴿١٢﴾ وَلَوْ شِئْنَا لَاٰتَيْنَا كُلَّ نَفْسٍ هُدٰهَا وَلٰكِنْ حَقَّ الْقَوْلُ مِنِّيْ لَأَمْلَأَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِيْنَ ﴿١٣﴾ فَذُوْقُوْا بِمَا نَسِيْتُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا إِنَّا نَسِيْنٰكُمْ وَذُوْقُوْا عَذَابَ الْخُلْدِ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿١٤﴾ إِنَّمَا يُؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا الَّذِيْنَ إِذَا ذُكِّرُوْا بِهَا خَرُّوْا سُجَّداً وَّسَبَّحُوْا بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿١٥﴾

"اور (تم تعجب کرو) جب دیکھو کے گنہگار اپنے پروردگار کے سامنے سر جھکائے ہونگے (اور کہیں گے کہ) اے ہمارے پروردگار ہم نے دیکھ لیا اور سُن لیا۔ تو ہم کو (دنیا میں) واپس بھیج دے کہ نیک عمل کریں بیشک ہم یقین کرنے والے ہیں[۱۲] اور اگر ہم چاہتے تو ہر شخص کو ہدایت دے دیتے۔ لیکن میری طرف سے یہ بات قرار پا چکی ہے کہ میں دوزخ کو جنّوں اور انسانوں سب سے بھر دُوں گا[۱۳] سو (اب آگ کے) مزے چکھو اسلئے کہ تم نے اس دن کے آنے کو بُھلا رکھا تھا (آج) ہم بھی تمہیں بُھلا دینگے اور جو کام تم کرتے تھے اُن کی سزا میں ہمیشہ کے عذاب کے مزے چکھتے رہو[۱۴] ہماری آیتوں پر تو وہی لوگ ایمان لاتے ہیں کہ جب اُنکو اُن سے نصیحت کی جاتی ہے تو سجدے میں گر پڑتے اور اپنے پروردگار کی تعریف کے ساتھ تسبیح کرتے ہیں اور غرور نہیں کرتے"[۱۵]

امام عبد بن حمیدؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت قتادہؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مجرموں نے اس وقت دیکھا جب دیکھنا انہیں کوئی نفع نہیں دیتا۔ انہوں نے اس وقت سنا جب سننے نے انہیں کوئی نفع نہ دیا۔ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو تمام لوگوں کو ہدایت عطا فرماتا۔ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو آسمان سے ان پر کوئی آیت نازل فرماتا (۱)۔

امام حکیم ترمذیؒ نے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا قیامت کے روز اللہ تعالیٰ بندوں کے سامنے تین عذر پیش کرے گا۔ وہ فرمائے گا اے آدم! اگر میں نے جھوٹوں پر لعنت نہ کی ہوتی۔ جھوٹ اور وعدہ خلافی کرنے والوں سے بغض نہ کیا ہوتا اور اس پر عذاب نہ دیا ہوتا تو آج تیری اولاد پر رحمت کرتا۔ اس سختی کی بجائے جو میں نے ان کے لیے عذاب تیار کر رکھا ہے لیکن میں نے یہ اپنے ذمہ لے لیا ہے کہ جس نے میرے رسولوں کو جھٹلایا اور میرے حکم کی نافرمانی کی تو میں ان سے اپنی جہنم کو بھروں گا (۲)۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے آدم! میں تیری اولاد میں سے کسی کو آگ میں داخل نہ کرتا اور ان میں کسی کو جہنم میں

---

(۱) تفسیر الطبری، سورۃ السجدۃ، ۱۰: ۲۳۶ رقم (۲۸۲۱۶)

(۲) القرآن الکریم، الاعراف، ۱۸

عذاب میں مبتلا نہ کرتا مگر مجھے پہلے ہی علم تھا۔ اگر میں اسے دنیا کی طرف بھیجتا تو وہ اس سے بھی بدتر حالت میں ہوتا جس میں وہ اب ہے، نہ وہ اس سے لوٹتا اور نہ اس پر عتاب کرتا۔ اللہ تعالیٰ حضرت آدم سے فرمائے گا اے آدم! میں نے آج تجھے اپنے اور تیری اولاد کے درمیان ثالث بنایا ہے، میزان کے پاس کھڑے ہو جاؤ۔ دیکھو ان کے اعمال تیرے سامنے کیسے بلند ہوتے ہیں جس کی بھلائی برائی پر ایک ذرہ برابر بھاری ہو جائے تو اس کے لیے جنت ہے یہاں تک کہ تو جان لے گا کہ میں آج جہنم میں صرف ظالم کو داخل کرتا ہوں (۱)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت سدیؒ سے ﴿فَذُوقُوا بِمَا نَسِيتُمْ لِقَاءَ يَوْمِكُمْ هَذَا﴾ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ تم نے اس دن کے لیے اعمال کرنا چھوڑ دیے تھے (۲)۔

امام ابن ابی الدنیاؒ نے حضرت ضحاکؒ سے یہ قول نقل کیا ہے: آج ہم تمہیں آگ میں اسی طرح چھوڑ دیں گے جس طرح تم نے میرے حکم کو چھوڑ دیا تھا (۳)۔

امام ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ انا نسینکم کا معنی ہے کہ ہم نے تم کو چھوڑ دیا ہے (۴)۔

امام بیہقیؒ نے "شعب الایمان" نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت پانچ نمازوں کے بارے میں نازل ہوئی ﴿إِنَّمَا يُؤْمِنُ بِآيَاتِنَا ..... وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُونَ﴾ یعنی انہوں نے سجدہ کیا۔ وسبحوا یعنی اپنے رب کے حکم سے نماز پڑھی اور جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے سے تکبر نہیں کرتے (۵)۔

تَتَجَافَىٰ جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَطَمَعًا وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ ﴿١٦﴾

"اُن کے پہلو بچھونوں سے الگ رہتے ہیں (اور) وہ اپنے پروردگار کو خوف اور اُمید سے پکارتے اور جو (مال) ہم نے اُن کو دیا ہے اُس میں سے خرچ کرتے ہیں" [۱۶]

---

(۱) نوادر الاصول، ۲:۷

(۲) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ السجدۃ، ۹:۳۱۰۵ رقم (۱۷۸۳۴)

(۳) روایت نہیں ملی

(۴) تفسیر الطبری، سورۃ السجدۃ، ۱۰:۲۳۶ رقم (۲۸۲۲۱)

تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ السجدۃ، ۹:۳۱۰۵ رقم (۱۷۸۳۵)

(۵) شعب الایمان، ۳:۷۵ رقم (۲۹۱۳)

امام ترمذیؒ (امام ترمذیؒ نے اسے صحیح قرار دیا ہے)، ابن جریرؒ، ابن ابی حاتمؒ، ابن مردویہؒ اور محمد بن نصرؒ نے کتاب الصلوٰۃ میں حضرت انس بن مالکؓ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت ﴿ تتجافی جنوبهم ﴾ اس نماز کے انتظار کے بارے میں نازل ہوئی جسے عشاء کی نماز کہتے ہیں (۱)۔

امام فریابیؒ، ابن ابی حاتمؒ اور ابن مردویہؒ نے حضرت انس بن مالکؓ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ لوگ اس وقت تک نہیں سوتے جب تک عشاء کی نماز نہ پڑھ لیں (۲)۔

امام بخاریؒ نے "تاریخ" میں اور ابن مردویہؒ نے حضرت انسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت عشاء کی نماز کے بارے میں نازل ہوئی (۳)۔

امام ابن ابی شیبہؒ نے حضرت انسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ ہم عشاء کی نماز سے پہلے بستروں سے اجتناب کرتے (۴)۔

امام محمد بن نصرؒ اور ابن جریرؒ نے حضرت ابوسلمہؓ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ عشاء کی نماز کے بارے میں ہے (۵)۔

عبد الرزاقؒ نے "مصنف" میں اور ابن مردویہؒ نے حضرت انسؓ سے روایت نقل کی ہے: میں نے رسول اللہ ﷺ کو عشاء کی نماز سے پہلے سوتے ہوئے اور اسکے بعد باتیں کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔ یہ آیت اسی نماز کے بارے میں نازل ہوئی (۶)۔

---

(۱) سنن الترمذی، کتاب: تفسیر القرآن، باب: ومن سورۃ السجدۃ، رقم (۳۱۹۶)

تفسیر الطبری، سورۃ السجدۃ، ۱۰:۲۳۹ رقم (۲۸۲۳۱)

تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ السجدۃ، ۹:۳۱۰۵ رقم (۱۷۸۳۶)۔۔امام ترمذیؒ نے اس حدیث کی سند پر حکم لگاتے ہوئے لکھا ہے: هـذا حديث حسن صحيح غريب لانعرفه الا من هذا الوجه[سنن رقم(۳۱۹۶)] ۔۔شیخ الالبانیؒ نے اس حدیث کو[صحیح] قرار دیا ہے۔[صحيح الترمذی: ج۳|ص ۸۹ رقم(۲۵۵۴)]

(۲) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ السجدۃ، ۹:۳۱۰۵ رقم (۱۷۸۳۷)

(۳) التاریخ الکبیر، ۲:۳۴۴ رقم (۲۶۹۰)

(۴) مصنف ابن ابی شیبۃ: کتاب: الصلوٰت، باب: من کرہ النوم بین المغرب والعشاء، رقم (۷۱۷۸)

(۵) تفسیر الطبری، سورۃ السجدۃ، ۱۰:۲۳۹ رقم (۸۸۲۳۰)

(۶) مصنف عبد الرزاق: کتاب: الصلوٰت، باب: وقت العشاء الاخرۃ، رقم (۲۱۳۷)

ابن مردویہؒ نے حضرت انسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت ہم انصاریوں کے بارے میں نازل ہوئی۔ ہم مغرب کی نماز پڑھتے۔ ہم اپنے گھروں کی طرف نہ لوٹتے یہاں تک کہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھتے۔ تو یہ آیت نازل ہوئی (۱)۔

امام ابن مردویہؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو عشاء کی نماز سے پہلے نہیں سوتے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی تعریف کی۔ جب نبی کریم ﷺ نے ایسا کہا تو مرد نے اپنے بستر سے دوری اختیار کر دی اس خوف سے کہ اسے نیند ہی نہ آ جائے۔ اسکا وقت چھوٹے بچے کے سلانے اور بوڑھے کے سست ہونے سے پہلے ہے (۲)۔

امام ابن مردویہؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت عشاء کی نماز کے بارے میں نازل ہوئی۔ نبی کریم ﷺ کے صحابہ عشاء کی نماز پڑھنے سے پہلے نہیں سوتے تھے (۳)۔

امام ابن ابی شیبہؒ، ابو داؤدؒ، محمد بن نصرؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ، ابن ابی حاتمؒ، ابن مردویہؒ اور بیہقیؒ نے "سنن" میں حضرت انس سے روایت نقل کی ہے: وہ مغرب اور عشاء کی نماز کے دوران نماز پڑھتے ہوئے عشاء کی نماز کا انتظار کرتے (۴)۔

امام عبداللہ ابن احمد بن حنبلؒ نے "زوائد زہد" میں ابن عدیؒ اور ابن مردویہؒ نے حضرت مالک بن دینارؒ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت انس بن مالکؓ سے اس آیت کے متعلق پوچھا تو انہوں نے فرمایا مہاجرین اولین میں سے کچھ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ اسے تھے کہ وہ مغرب کی نماز پڑھتے اور پھر عشاء کی نماز تک نماز پڑھتے رہتے تھے۔ یہ آیت ان کے بارے میں نازل ہوئی (۵)۔

---

(۱) روایت نہیں ملی

(۲) روایت نہیں ملی

(۳) روایت نہیں ملی

(۴) سنن ابی داود، کتاب: الصلاۃ، باب: وقت قیام النبی من اللیل، رقم (۱۳۲۱)
تفسیر الطبری، سورۃ السجدۃ، ۱۰: ۲۳۹ رقم (۲۸۲۲۷)
تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ السجدۃ، ۹: ۳۱۰۵ رقم (۱۷۸۳۹)
سنن البیہقی الکبری، ۳: ۱۹ رقم (۲۶-۴۵۵۲۴)
شیخ الالبانیؒ نے اس حدیث کو [صحیح] قرار دیا ہے۔ [صحیح ابی داود، ۱: ۲۴۵ رقم (۱۱۷۳)]

(۵) الکامل فی الضعفاء الرجال، ۲: ۱۹۲ رقم (۳۷۶)

امام بزارؒ اور ابن مردویہؒ نے حضرت بلالؓ سے روایت نقل کی ہے کہ ہم مجلس میں بیٹھتے جب کہ رسول اللہ ﷺ کے کچھ صحابہ مغرب سے عشاء تک نماز پڑھتے رہتے تھے۔ تو یہ آیت نازل ہوئی (۱)۔

امام محمد بن نصرؒ اور بیہقیؒ نے "سنن" میں حضرت ابن منکدرؒ اور ابی حازمؒ سے روایت نقل کی ہے کہ اس سے مراد اوابین کے نوافل ہیں جو مغرب اور عشاء کے درمیان پڑھے جاتے ہیں (۲)۔

امام محمد بن نصرؒ نے حضرت عبداللہ بن عیسیٰؒ سے روایت نقل کی ہے کہ صحابہ میں سے کچھ لوگ مغرب اور عشاء کے درمیان نماز پڑھتے رہتے تھے تو یہ آیت ان کے بارے میں نازل ہوئی (۳)۔

امام احمدؒ، ابن جریرؒ اور ابن مردویہؒ نے حضرت معاذ بن جبلؓ سے روایت نقل کی ہے کہ اس آیت سے مراد بندے کا رات کو عبادت کرنا ہے (۴)۔

امام احمدؒ، امام ترمذیؒ (جب کہ امام ترمذیؒ نے اسے صحیح قرار دیا ہے)، امام نسائیؒ، ابن ماجہؒ، ابن نصرؒ نے کتاب الصلوٰۃ میں ابن جریرؒ، ابن ابی حاتمؒ، حاکمؒ جبکہ حاکمؒ نے اسے صحیح قرار دیا ہے، ابن مردویہؒ اور بیہقیؒ نے "شعب الایمان" میں حضرت معاذ بن جبلؓ سے روایت نقل کی ہے کہ میں سفر میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھا۔ ایک صبح میں نے نبی کریم ﷺ کے قریب کی جب کہ ہم چل رہے تھے۔ میں نے کہا اے اللہ کے نبی! مجھے ایسے عمل کے بارے میں بتایئے جو مجھے جنت میں داخل کردے اور جہنم سے مجھے دور کردے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تو نے مجھ سے ایک بڑے عمل کے بارے میں پوچھا ہے مگر یہ اس آدمی کے لیے آسان ہے جس پر اللہ تعالیٰ اسے آسان کردے۔ تو اللہ تعالیٰ کی عبادت کیا کرے، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کیا کرے، نماز قائم کرے، زکوٰۃ ادا کرے، رمضان کے روزے رکھے اور بیت اللہ کا حج کرے۔ پھر فرمایا کیا میں تیری رہنمائی بھلائی کے دروازوں پر نہ کروں؟ روزہ ڈھال ہے، صدقہ خطا کو مٹا دیتا ہے اور رات کے درمیان میں نماز پڑھنا۔ پھر اس آیت کی تلاوت کی۔ پھر فرمایا کیا میں تجھے

---

(۱) مسند البزار: کتاب: اول المسند بلال عن النبی ﷺ، باب: اسلم مولیٰ عمر عن بلال، رقم (۱۳۶۴)

(۲) سنن البیھقی الکبری، ۳: ۱۹ رقم (۴۵۲۷)

(۳) روایت نہیں ملی

(۴) مسند احمد، کتاب: مسند الانصار، باب: حدیث معاذ بن جبلؓ، رقم (۲۱۱۵۱۷)
تفسیر الطبری، سورۃ السجدۃ، ۱۰: ۲۳۹ رقم (۲۸۲۳۷)
محقق شعیب الانووطؒ نے اس حدیث کی سند پر حکم لگاتے ہوئے لکھا ہے: صحیح بطرقه وشواهده وهذا الحديث ضعيف لضعف شهر بن حوشب، [تعلیق شعیب الارنووط علیٰ مسند احمد رقم (۲۱۱۵۱۷)]

اُمور کے سردار، ان کے ستون اور ان کی چوٹی کے بارے میں آگاہ نہ کروں؟ میں نے عرض کی کیوں نہیں۔ فرمایا امور کا سردار اسلام، انکا ستون نماز اور اس کی چوٹی جہاد ہے۔ پھر فرمایا کیا میں تجھے ان تمام چیزوں کے جوہر کے بارے میں نہ بتاؤں؟ میں نے عرض کی ضرور یارسول اللہ! ﷺ تو حضرت نے اپنی زبان کو پکڑا۔ تو فرمایا اس کو روک کر رکھو۔ میں نے عرض کی یارسول اللہ! کیا ہم جو باتیں کرتے ہیں ان پر بھی ہمارا مؤاخذہ ہوگا؟ فرمایا اے معاذ! تیری ماں تجھ پر روئے۔ لوگ جہنم میں منہ کے بل اپنی زبانوں کے کاٹے کی وجہ سے گریں گے (۱)۔

امام ابن جریرؒ نے حضرت مجاہدؒ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمارے لیے رات کی عبادت کو بیان کیا تو نبی کریم ﷺ کی آنکھیں بھر گئیں اور آپ ﷺ کے آنسو گرنے لگے (۲)۔

امام ابن مردویہؒ نے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے کہا یارسول اللہ ﷺ! مجھے جنتیوں کے عمل کے بارے میں بتایئے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تو نے عظیم کام کے بارے میں پوچھا جب کہ یہ اس پر آسان ہے جس پر اللہ تعالیٰ آسان کردے۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت کیا کر۔ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرا، فرض نماز پڑھا کر، میں یہ نہیں جانتا کہ نبی کریم ﷺ نے زکوٰۃ کا ذکر کیا یا نہ کیا۔ فرمایا اگر تو چاہے تو میں تجھے امور کے سردار، ان کے

---

(۱) مسند احمد، کتاب: مسند الانصار، باب: حدیث معاذ بنؓ، رقم (۲۱۵۶۳)

سنن الترمذی، کتاب: الایمان عن رسول اللہ ﷺ، باب: ماجاء فی حرمۃ الصلاۃ، رقم (۲۶۱۲)

سنن النسائی الکبریٰ، ۶: ۴۲۸، رقم (۱۱۳۹۴)

سنن ابی داود، کتاب: الفتن، باب: کف اللسان فی الفتنۃ، رقم (۳۹۷۳)

تفسیر الطبری، سورۃ السجدۃ، ۱۰: ۲۳۹ رقم (۲۸۲۳۸)

تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ السجدۃ، ۹: ۳۱۰۵ رقم (۱۷۸۴۱)

مستدرک، کتاب: التفسیر، باب: تفسیر سورۃ السجدۃ، رقم (۳۵۴۸)

شعب الایمان، ۳: ۲۱۳ رقم (۳۳۵۰)

امام ترمذیؒ نے اس حدیث کی سند پر بحث کرتے ہوئے لکھا: قال ابو عیسیٰ ھذا حدیث حسن صحیح [سنن الترمذی: کتاب: الایمان عن رسول اللہ ﷺ، باب: ماجاء فی حرمۃ الصلاۃ، رقم (۲۶۱۲)]۔ امام حاکمؒ نے اس حدیث کی سند پر حکم لگاتے ہوئے لکھا: ھذا حدیث صحیح علیٰ شرط الشیخین ولم یخرجاہ [المستدرک: کتاب: التفسیر، باب: تفسیر سورۃ السجدۃ، رقم (۳۵۴۸)]

شیخ الالبانیؒ نے اس حدیث کو [صحیح] قرار دیا ہے۔ [السلسلۃ الصحیحۃ، ۳: ۱۱۴ رقم (۱۱۲۲)]

(۲) تفسیر الطبری، سورۃ السجدۃ، ۱۰: ۲۳۹ رقم (۲۸۲۴۱)

ستون اوران کی چوٹی کے بارے میں بتاؤں؟امور کا سرادر اسلام ہے،جس نے اسلام قبول کیا وہ سلامتی پا گیا،ان کا ستون نماز ہے اور چوٹی اللہ کی راہ میں جہاد ہے،روزے ڈھال ہیں،صدقہ خطاؤں کومٹا دیتا ہے اور رات کے درمیان نماز پڑھنا۔پھر رسول اللہ ﷺ نے اس آیت کی تلاوت کی (۱)۔

ابن مردویہؒ نے حضرت انسؓ سے روایت نقل کی ہے:ان پر کوئی رات نہیں گزرتی تھی مگر اس رات سے کچھ حصہ لیتے تھے (۲)۔

امام فریابیؒ،ابن ابی شیبہؒ،محمد بن نصرؒ،ابن جریرؒ اور ابن منذرؒ نے حضرت مجاہدؒ سے اس کی یہ تفسیر نقل کی:وہ اٹھتے ہیں اور رات کو نماز پڑھتے ہیں (۳)۔

امام ابن نصرؒ اور ابن جریرؒ نے حضرت حسن بصریؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس سے مراد رات کو عبادت کرنا ہے (۴)۔

امام عبداللہ بن احمدؒ نے "زوائد زہد" میں حضرت ابوعبداللہ جدلیؒ (۵) کے واسطے سے حضرت عبادہ بن صامتؓ (۶) سے انہوں نے حضرت کعبؓ سے روایت نقل کی ہے کہ جب لوگوں کو دوبارہ اٹھایا جائے گا تو ایک ندا کرنے والا ندا کرے گا:یہ فیصلہ کا دن ہے،وہ لوگ کہاں ہیں ﴿تَتَجَافَى جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ﴾ وہ لوگ کہاں ہیں ﴿الَّذِينَ يَذْكُرُونَ اللَّهَ قِيَاماً وَقُعُوداً وَعَلَى جُنُوبِهِمْ (۷)﴾ پھر جہنم سے ایک گردن نکلے گی۔وہ کہے گی مجھے تین قسم کے لوگوں کے بارے میں حکم دیا گیا جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرائیں،ہر سخت دل جابر اور ہر حد سے تجاوز کرنے والا،میں آدمی یعنی والد کو بچے کے ساتھ اور بچے کو والد کے ساتھ جانتا ہوں۔مسلمانوں میں سے فقراء کو جنت

---

(۱) روایت نہیں ملی

(۲) روایت نہیں ملی

(۳) تفسیر الطبری،سورۃ السجدۃ،۱۰:۲۳۹ رقم (۲۸۲۲۴)

(۴) تفسیر الطبری،سورۃ السجدۃ،۱۰:۲۳۹ رقم (۲۸۲۳۲)

(۵) عبد بن عبد بن عبداللہ بن ابی یعمر بن حبیب بن عایذ بن مالک بن وائلہ الجدلی،ابوعبداللہ،آپ کنیت سے مشہور ہوئے تھے۔امام ابن حجرؒ نے آپ کو اہل تشیع میں سے شمار کیا ہے۔امام الذھبیؒ اور العجلیؒ نے ثقہ قرار دیا ہے۔[الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ،۵:۱۱۱ رقم (۶۳۹۲)]

(۶) عبادۃ بن صامت بن قیس بن اصرم بن فہر الانصاری الخزرجی،ابوالولید المدنی،آپ مشہور صحابہ میں سے تھے۔آپ کا شمار نقباء صحابہ میں ہوتا ہے۔بیعت رضوان سمیت تمام غزوات میں شریک رہے تھے۔۳۴ھ کو وفات پا گئے تھے۔[الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ ۳:۶۲۴ رقم (۴۵۰۰)]

(۷) القرآن الکریم،ال عمران،۱۹۱

کی طرف جانے کا حکم دیا جاتا ہے۔انہیں روکا جاتا ہے تو کہتے ہیں تم ہم سے حساب لینا چاہتے ہو جبکہ ہمارے پاس نہ اموال تھے اور ہی ہم امراء تھے(۱)۔

امام محمد بن نصرؒ اور ابن جریرؒ نے حضرت ضحاکؒ سے روایت نقل کی ہے کہ آیت سے مراد قوم ہے جو لگا تار اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں، نماز میں، قیام میں یا بیٹھے ہوئے یا جب وہ نیند سے بیدار ہوتے ہیں۔وہ ایسی قوم ہیں جو لگا تار اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے رہتے ہیں(۲)۔

امام بیہقیؒ نے "شعب الایمان" میں حضرت ربیعہ جرشیؒ (۳) سے روایت نقل کی ہے کہ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ ایک میدان میں جمع فرمائے گا۔وہ وہاں رہیں گے جتنا عرصہ اللہ تعالیٰ چاہے گا تو ایک منادی کرنے والا ندا کرے گا۔عنقریب سب جان لیں گے کہ آج کس کے لیے عزت اور کرم ہے۔وہ اٹھ کھڑے ہوں جن کے پہلو بستروں سے جدا رہے۔وہ کھڑے ہو جائیں گے۔انکی تعداد بہت تھوڑی ہوگی۔پھر منادی کرنے والا ٹھہرا رہے گا جتنا عرصہ اللہ تعالیٰ چاہے گا۔پھر منادی کرنے والا ندا کرے گا جمع ہونے والا عنقریب جان جائیں گے کہ کس کے لیے عزت وکرم ہے، وہ لوگ اٹھ کھڑے ہوں جنہیں اللہ تعالیٰ کے ذکر سے تجارت اور خرید وفروخت نے غافل نہیں (۴) کیا وہ لوگ کھڑے ہو جائیں گے۔ان کی تعداد زیادہ ہوگی۔پھر وہ منادی کرنے والا ٹھہرا رہے گا جتنا عرصہ اللہ تعالیٰ چاہے گا۔پھر وہ واپس آئے گا اور اعلان کرے گا جمع ہونے والے لوگ جان جائیں گے کہ آج کس کے لیے عزت وشرافت ہے، وہ لوگ کھڑے ہو جائیں جو ہر حال میں اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرتے تھے۔وہ لوگ اٹھ کھڑے ہو گئیں وہ پہلوں سے بھی زیادہ ہوں گے(۵)۔

امام ابن جریرؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے اس کی یہ تفسیر نقل کی ہے: اللہ تعالیٰ کے ذکر کے لئے ان کے پہلو بستروں سے الگ رہتے جب بھی بیدار ہوتے وہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے، نماز میں، قیام میں، بیٹھے ہوئے اور پہلوؤں کے بل لیٹے ہوئے یہ لوگ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے رہتے ہیں(۶)۔

---

(۱) روایت نہیں ملی

(۲) تفسیر الطبری، سورۃ السجدۃ، ۱۰:۲۳۹ رقم (۲۸۲۳۵)

(۳) ربیعۃ الجرشی آپ کا نام عمرو بن الغار تھا۔ابن السکنؒ نے آپ کا نام ربیعۃ بن الدوم ابو الغار بتایا ہے جو ہشام کے دادا تھے۔آپ کی صحبت میں اختلاف پایا جاتا ہے۔امام الذہبیؒ کی تصریح کے مطابق آپ فقیہ الناس تھے اور معاویہؓ کے زمانے میں مرج راھط کے دن قتل ہو گئے تھے۔[الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ، ۲:۴۷۱ رقم (۲۶۲۰)۔۔الکاشف، ۱:۳۹۴ رقم (۱۵۵۵)]

(۴) القرآن الکریم، النور، ۳۷

(۵) شعب الایمان، ۳:۱۶۹ رقم (۳۲۴۵)

(۶) تفسیر الطبری، سورۃ السجدۃ، ۱۰:۲۳۹ رقم (۲۸۲۳۶)

فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ أُخْفِيَ لَهُم مِّن قُرَّةِ أَعْيُنٍ جَزَآءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿١٧﴾

"کوئی متنفس نہیں جانتا کہ اُن کے لئے کیسی آنکھوں کی ٹھنڈک چھپا کر رکھی گئی ہے۔ یہ اُن اعمال کا صلہ ہے جو وہ کرتے تھے"[۱۷]

امام حاکمؒ (جب کہ حاکمؒ نے اسے صحیح قرار دیا ہے) اور ابن مردویہؒ حضرت ابو ہریرہؓ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے پڑھا ﴿فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أُخْفِيَ لَهُم مِّن قُرَّةِ أَعْيُنٍ﴾ (۱)۔

امام ابو عبیدؒ نے "فضائل" میں، سعید بن منصورؒ، ابن ابی حاتمؒ اور ابن انباریؒ نے "مصاحف" میں حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے اس آیت کو پڑھا (۲)۔

امام فریابیؒ، عبد بن حمیدؒ، ابن جریرؒ، محمد بن نصرؒ، ابن منذرؒ، ابن ابی حاتمؒ، ابو الشیخؒ، حاکمؒ (جب کہ حاکمؒ نے اسے صحیح قرار دیا ہے) اور بیہقیؒ نے "بعث" میں حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا عرش پانی پر تھا۔ اس نے اپنے لیے جنت بنائی۔ پھر اس کے نیچے ایک اور جنت بنائی۔ پھر ان دونوں کے اوپر ایک موتی کو چڑھا دیا۔ پھر کہا ان دونوں کے نیچے دو جنتیں ہیں۔ مخلوق نہیں جانتی کہ ان دونوں میں کیا ہے۔ یہی وہ ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أُخْفِيَ لَهُم مِّن قُرَّةِ أَعْيُنٍ جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ﴾ اس میں ہر روز ان کے پاس تحفہ آتا ہے (۳)۔

---

(۱) مستدرک، کتاب: التفسیر، باب: قراءت النبی ﷺ، رقم (۲۹۷۵)۔

(۲) فضائل القرآن، ۲:۱۰۲ رقم (۵۴۰)۔ تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ السجدۃ، ۹:۳۱۰۵ رقم (۱۷۸۴۳)

(۳) تفسیر الطبری، سورۃ السجدۃ، ۱۰:۲۴۲ رقم (۲۸۲۵۰)

تعظیم قدر الصلوٰۃ، ۱:۳۱۳ رقم (۲۴۳)

تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ السجدۃ، ۹:۳۱۰۵ رقم (۱۷۸۴۴)

العظمۃ، ۲:۵۷۸ رقم (۲۳)

مستدرک، کتاب: التفسیر، باب: تفسیر سورۃ الرحمٰن، رقم (۳۷۷۵)

البعث والنشور للبیهقی، ۱:۲۲۴ رقم (۲۰۹)

امام حاکمؒ نے اس حدیث پر حکم لگاتے ہوئے لکھا ہے: هذا حديث صحيح على شرط الشيخين، ولم يخرجاه [المستدرک: رقم (۳۷۷۵)۔ امام ذہبیؒ نے اس حدیث کو [علیٰ شرط البخاری ومسلم] قرار دیا ہے۔ [تعلیق الذهبی علی المستدرک، رقم (۳۷۷۵)]

امام فریابیؒ، ابن ابی شیبہؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ، ابن ابی حاتمؒ، طبرانیؒ اور حاکمؒ نے حضرت ابن مسعودؓ سے روایت نقل کی ہے (جب کہ حاکمؒ نے اسے صحیح قرار دیا ہے) کہ تورات میں لکھا ہے اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے لیے جن کے پہلو بستروں سے دور رہتے ہیں، ایسی جنت تیار کی ہے جو کسی آنکھ نے نہیں دیکھی، کسی کان نے اس کے بارے میں نہیں سنا، نہ کسی دل میں کھٹکی ہے، نہ مقرب فرشتہ اسے جانتا ہے اور نہ ہی مراسل اسے جانتا ہے۔ بیشک یہ قرآن میں ہے ﴿فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أُخْفِيَ لَهُم مِّن قُرَّةِ أَعْيُنٍ﴾ (۱)۔

امام ابن ابی شیبہؒ، امام احمدؒ اور ہنادؒ نے "زہد" میں، امام بخاریؒ، امام مسلمؒ، امام ترمذیؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ، ابن ابی حاتمؒ، ابن مردویہؒ اور ابن انباریؒ نے حضرت ابو ہریرہؓ سے انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں نے اپنے صالح بندوں کے لیے ایسی جنت تیار کر رکھی ہے جسے کسی آنکھ نے نہیں دیکھا، کسی کان نے اس کے بارے میں نہیں سنا، وہ کسی دل پر نہیں کھٹکی۔ حضرت ابو ہریرہؓ نے کہا اگر چاہو تو یہ آیت پڑھو ﴿فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أُخْفِيَ لَهُم مِّن قُرَّةِ أَعْيُنٍ﴾ (۲)۔

---

(۱) مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب: الجنۃ، باب: ماذکر الجنۃ، رقم (۳۴۵۶۸)
تفسیر الطبری، سورۃ السجدۃ، ۱۰: ۲۴۱ رقم (۲۸۲۴۴)
تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ السجدۃ، ۹: ۳۱۰۵ رقم (۱۷۸۴۴)
المعجم الکبیر، ۹: ۳۵۷ رقم (۹۷۶۳)
مستدرک، کتاب: التفسیر، باب: تفسیر سورۃ السجدۃ، رقم (۳۵۵۰)
امام حاکمؒ نے اس حدیث کی سند پر حکم لگاتے ہوئے لکھا: صحیح الاسناد ولم یخرجاہ [المستدرک: رقم (۳۵۵۰)]۔ امام ذہبیؒ نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔ [تعلیق الذہبی علی المستدرک: رقم (۳۵۵۰)]

(۲) مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب: الجنۃ، باب: ماذکر الجنۃ، رقم (۳۴۴۷۴)
صحیح بخاری، کتاب: بدء الوحی، باب: ماجاء فی صفۃ الجنۃ، رقم (۳۰۷۲)
صحیح مسلم، کتاب: الجنۃ وصفۃ نعیمھا، رقم (۲۸۲۴)
سنن الترمذی، کتاب: تفسیر القرآن، باب: تفسیر سورۃ السجدۃ، رق، (۳۱۹۷)
تفسیر الطبری، سورۃ السجدۃ، ۱۰: ۲۴۳ رقم (۲۸۲۵۳)
تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ السجدۃ، ۹: ۳۱۰۵ رقم (۱۷۸۴۵)
امام ترمذیؒ نے اس حدیث کی سند پر حکم لگاتے ہوئے لکھا: ھذا حدیث حسن صحیح [سنن الترمذی: رقم (۳۱۹۷)]
شیخ الالبانیؒ نے اس حدیث کو [صحیح] قرار دیا ہے۔ [صحیح الترمذی، ج ۳، ص ۸۹ رقم (۲۵۵۵)]

امام ابن ابی حاتمؒ نے عامر بن عبدالواحدؒ(۱) سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ جنتی اپنے مکان میں ستر سال تک رہے گا پھر وہ متوجہ ہوگا تو وہ ایک حسین ترین عورت کے پاس ہوگا۔ وہ عورت اسے کہے گی اب وہ وقت آ گیا ہے کہ ہمارا تجھ سے کچھ حصہ ہو۔ وہ جنتی کہے گا تو کون ہے؟ وہ کہی گی میں مزید ہوں۔ وہ جنتی اس کے ساتھ ستر سال تک رہے گا۔ وہ پھر متوجہ ہوگا تو وہ پہلے سے بھی حسین عورت کو پائے گا۔ وہ کہے گی اب وہ وقت آ گیا ہے کہ ہمارا تجھ سے کچھ حصہ ہو۔ وہ جنتی پوچھے گا تو کون ہے؟ وہ کہے گی میں وہ ہوں جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أُخْفِيَ لَهُم مِّن قُرَّةِ أَعْيُنٍ﴾ (۲)۔

امام ابن ابی شیبہؒ نے حضرت ابن عمرؓ سے روایت نقل کی ہے کہ جنتی آئے گا، عورتیں اس کی طرف جھانکیں گی۔ وہ کہیں گی اے فلاں بن فلاں! جب تو ہمارے پاس سے نکلا تو ہم سے بڑھ کر تیرا کوئی زیادہ حقدار نہ تھا۔ وہ کہے گا تم کون ہو؟ وہ کہیں گی ہم ان میں سے ہیں جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿فلا تعلم نفس ما اخفی لهم من قرة اعين﴾ (۳)۔

امام ابن ابی شیبہؒ نے حضرت سعید بن جبیرؒ سے روایت نقل کی ہے: وہ دنیا کے دنوں کی مقدار ہر دن میں تین دفعہ داخل ہوں گے، ان کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی جانب سے جنات عدن کے تحفے ہوں گے جوان کی اپنی جنتیوں میں نہ ہوں گے۔ یہی وہ چیز ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أُخْفِيَ لَهُم مِّن قُرَّةِ أَعْيُنٍ﴾ (۴)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت کعبؓ سے روایت نقل کی ہے کہ میں تمہارے لیے اس جنتی مرتبہ بیان کروں گا جو دنیا میں حلال کی تلاش کرتا اور حلال کھاتا تھا یہاں تک کہ اسی حال میں اللہ تعالیٰ سے ملاقات کی۔ اسے قیامت کے روز ایک ہی موتی کا محل دیا جائے گا۔ نہ اس میں کوئی پھٹن ہوگی نہ جوڑ ہوگا۔ اس میں ستر ہزار بالا خانے ہوں

---

(۱) عامر بن عبدالواحد الاحول، البصری، آپ ایک ثقہ راوی الحدیث تھے۔ امام ابن حبانؒ نے الثقات میں آپ کو ذکر کیا ہے اور امام بخاریؒ نے آپ کی روایت [القراءۃ خلف الامام] میں نقل کی ہے۔ امام احمدؒ نے آپؒ کو ضعیف راوی قرار دیا ہے۔ امام نسائیؒ نے [لیس بالقوی] کے الفاظ سے یاد کیا ہے۔ [تھذیب التھذیب، ج۵، ص ۶۷ رقم (۱۲۴)۔۔ التاریخ الکبیر، ۶: ۴۵۶ رقم (۳۹۷۷)۔۔ الثقات لابن حبان، ۵: ۱۹۳ رقم (۴۵۱۲)]

(۲) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ السجدۃ، ۹: ۳۱۰۸ رقم (۱۷۸۴۶)

(۳) مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب: الجنۃ، باب: ماذکر الجنۃ، رقم (۳۴۰۰۲)

(۴) مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب: الجنۃ، باب: ماذکر الجنۃ، رقم (۳۴۰۰۳)

گے۔ان بالا خانوں کے نیچے ستر ہزار کمرے ہوں گے۔ ہر کمرے کا چھت سونے اور چاندی کی پتریوں کا ہوگا جن میں کوئی جوڑ نہیں ہوگا۔اگر اللہ تعالیٰ نے اسے دیکھنا اس کے لیے مسخر نہ کیا ہوتا تو اس کے نور سے اس کی آنکھ کی روشنی جاتی رہتی۔باغ کی چوڑائی بارہ سیل ہوگی اور لمبائی آسمان کی جانب ستر میل ہوگی۔ ہر کمرے میں ستر ہزار دروازے ہوں گے جن سے وہ داخل ہوگا۔ ہر کمرے میں ہر دروازے پر ستر ہزار خادم ہوں گے جو اس کمرے میں ہوگا۔وہ انہیں نہیں دیکھے گا اور نہ ہی باہر والا خادم اندر والوں کو دیکھے گا۔جب وہ اپنے محل میں نکلے گا تو اس کی ملک میں دنیا جیسی آبادی ہوگی جو اس کے ملک میں اس کے دائیں بائیں اور پیچھے چلے گی۔اس کی بیویاں اس کے ساتھ ہوں گی۔اس کے علاوہ ان میں کوئی مذکر نہ ہوگا۔اس کے سامنے فرشتے ہوں گے جو اس کے تابع فرمان ہوں گے۔اس کے اور اس کی بیویوں کے درمیان پردہ ہوگا۔اس کے سامنے پردہ ہوگا خادم اور خادمائیں ہوں گی۔وہ خوب سمجھتے ہوں گے کہ وہ اور اس کی بیویاں کیا خواہش کریں گے۔وہ خود اس کی بیویاں اور اس کے خادم کبھی بھی فوت نہ ہوں گے۔ان کی نعمتیں بڑھتی جائیں گی جبکہ پہلی نعمت بھی بوسیدہ نہ ہوگی۔آنکھ کی ٹھنڈک کبھی ختم نہ ہوگی۔اس جنت میں اس جنتی پر کبھی خوف داخل نہ ہوگا(۱)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت نقل کی ہے، وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! اگر جنتیوں میں سے آخری جنتی حضرت آدمؑ اور دوسروں کی ضیافت کرے وہ ان کے سامنے کھانا اور شراب رکھے یہاں تک کہ وہ سب اس کے پاس سے کھانا کھا کر نکلیں تو یہ عمل اس میں کچھ کمی نہیں کرے گا جو اللہ تعالیٰ نے اسے عطا فرمایا(۲)۔

امام ابن ابی شیبہؒ، امام احمدؒ، امام مسلمؒ، طبرانیؒ، ابن جریرؒ، حاکمؒ (جب کہ حاکمؒ نے اسے صحیح قرار دیا ہے)، ابن مردویہؒ اور محمد بن نصرؒ "کتاب الصلاۃ" میں ابو صخرؒ کے واسطے سے حضرت ابو حازمؒ سے وہ حضرت سہل بن سعدؓ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ اسی اثناء میں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس تھے جب کہ آپ جنت کی صفت بیان کر رہے تھے یہاں تک کہ آپ نے گفتگو اس امر پر ختم کی ان میں وہ چیز ہے جو کسی آنکھ نے نہ دیکھی اور نہ کسی کان نے اس کے بارے میں سنا اور نہ ہی کسی انسان کے دل پر کھٹکی پھر اس آیت ﴿تتجافی جنوبھم عن المضاجع﴾ (۳) کی تلاوت کی۔ابو صخرؒ نے کہا میں نے قرظیؒ سے اس کا ذکر کیا تو انہوں نے کہا انہوں نے

---

(۱) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ السجدۃ، ۹: ۳۱۰۸ رقم (۱۷۸۴۷)

(۲) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ السجدۃ، ۹: ۳۱۰۸ رقم (۱۷۸۴۸)

(۳) القرآن الکریم، السجدہ، ۱۶

اپنے اعمال کو مخفی رکھا۔ اللہ تعالیٰ نے انکے لیے ثواب کو مخفی رکھا۔ وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوئے تو ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوگئیں (۱)۔

امام ابن جریرؒ نے حضرت ابوالیمانی ہذلیؒ (۲) سے روایت نقل کی ہے کہ جنت کے سو درجے ہیں پہلا درجہ چاندی کا ہے، اس کی زمین چاندی کی ہوگی، برتن چاندی کے ہوں گے، مٹی کستوری کی ہوگی، دوسرا درجہ سونے کا ہے، اس کے مکانات سونے کے ہوں گے، برتن سونے کے ہوں گے اور مٹی کستوری کی ہوگی، تیسرا موتی کا ہوگا، اس کی زمین موتی کی، اس کے گھر موتی کی اور اس کے برتن بھی موتی کے ہوں گے۔ اس کے بعد ستانوے درجے ہیں جنہیں نہ کسی آنکھ نے دیکھا، نہ کسی کان نے اس کے بارے میں سنا اور نہ ہی کسی انسان کے دل پر کھٹکے۔ اور یہ آیت تلاوت کی (۳)۔

---

(۱) مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب: الجنۃ، باب: ماذکر الجنۃ، رقم (۳۳۹۷۳)

مسند احمد، کتاب: باقی مسند الانصار، باب: حدیث ابی مالک سھل بن سعد، رقم (۲۲۳۱۹)

صحیح مسلم، کتاب: الجنۃ نعیمھا واھلھا، رقم (۲۸۲۵)

المعجم الکبیر، ۶: ۲۰۱ رقم (۶۰۰۲)

تفسیر الطبری، سورۃ السجدۃ، ۱۰: ۲۴۳ رقم (۲۸۲۵۷)

مستدرک، کتاب: التفسیر، باب: تفسیر سورۃ السجدۃ، رقم (۳۵۴۹)

تعظیم قدر الصلوٰۃ، ۱: ۳۰۱

امام حاکمؒ نے اس حدیث کی سند پر حکم لگاتے ہوئے لکھا ہے: ھذا حدیث صحیح الاسناد ولم یخرجاہ [المستدرک: کتاب: التفسیر، باب: تفسیر سورۃ السجدۃ، رقم (۳۵۴۹)] ۔۔امام ذہبیؒ نے اس حدیث کو [صحیح] قرار دیا ہے۔ [تعلیق الذھبی علی المستدرک: رقم ((۳۵۴۹))] ۔۔شیخ الالبانیؒ نے اس حدیث کو [صحیح] قرار دیا ہے۔ [صحیح ترمذی، ۳: ۳۷ رقم (۱۰۸۶)]

(۲) الدر المنثور میں ابوالیمان الھذلی کا نام مذکور ہے اور تفسیر الطبری کے حوالے کے مطابق ذکر کیا گیا ہے۔ الطبری میں ابوالیمان الھوزی ذکر کیا ہے جو اصل راوی ہے۔ عامر بن عبداللہ ابوالیمان الھوزی، الحمصی، آپ ایک ثقہ راوی الحدیث ہے اور امام ابن حبانؒ آپ کو الثقات میں ذکر کیا ہے امام ابوداودؒ نے آپ کی روایت اپنی کتاب المراسیل میں نقل کی ہے۔ ابن حبانؒ نے ابوالحسن بن قطان کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ اس سے زیادہ حالاتِ زندگی آپ کے معلوم نہ ہو سکے۔ [تھذیب التھذیب: ۵: ۶۵ رقم (۱۲۰)۔۔التاریخ الکبیر: ۵: ۴۴۸ رقم (۲۹۵۲)۔۔الثقات لابن حبان: ۵: ۱۸۸ رقم (۴۴۹۵)]

(۳) تفسیر الطبری، سورۃ السجدۃ، ۱۰: ۲۴۳ رقم (۲۸۲۵۲)

امام ابن جریرؒ، طبرانیؒ، حاکمؒ، ابن مردویہؒ اور بیہقیؒ نے "شعب الایمان" میں حضرت حاکم بن ابانؒ (۱) کے واسطے سے عطرفؒ (۲) سے وہ جابر بن زیدؒ سے وہ ابن عباسؓ سے وہ رسول اللہ ﷺ سے وہ جبرائیل امین سے روایت نقل کرتے ہیں کہ بندے کی نیکیاں اور برائیاں لائی جائیں گئی بعض کا بعض سے حساب برابر کیا جائے گا۔ اگر ایک نیکی بھی باقی رہ گئی تو اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل فرمادے گا کہا میں یزدان کے پاس حاضر ہوا تو اس نے بھی اسی کی مثل روایت نقل کی۔ تو میں نے پوچھا کہ اگر نیکیاں ختم ہوگئیں؟ کہا ﴿أُولَـٰئِكَ الَّذِينَ نَتَقَبَّلُ عَنْهُمْ (۳)﴾ میں نے کہا کیا آپ نے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان نہیں سنا ﴿فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أُخْفِيَ لَهُم مِّن قُرَّةِ أَعْيُنٍ﴾ فرمایا اس آیت میں اس آدمی کا ہے جو مخفی طریقے سے عمل کرتا ہے اسے اللہ تعالیٰ کے ہاں مخفی کر دیتا ہے۔ لوگ اسے نہیں جانتے۔ اللہ تعالیٰ اس کے عمل کو قیامت تک مخفی رکھتا ہے (۴)۔

امام ابن مردویہؒ نے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جنتیوں میں سے سب سے کم مرتبہ وہ لوگ ہوں گے جن کے جہنم میں جل جانے کے بعد اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے انہیں جہنم سے نکالے گا۔ اللہ تعالیٰ ان کی اس بات پر خوش ہوگا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتے تھے۔ انہیں ننگے پھینکا جائے گا تو وہ یوں اُگیں گے جیسے سبزیاں اُگتی ہیں یہاں تک کہ جب روحیں ان کے جسموں تک لوٹیں گیں تو کہیں گے اے ہمارے رب! تو نے ہمیں جہنم سے نکالا اور روحوں کو ہمارے جسموں کی طرف لوٹایا، ہمارے چہروں کو جہنم سے پھیر دے تو ان کے چہروں کو جہنم سے پھیر دیا جائے گا۔ ان کے لیے ایسا درخت لگایا جائے گا جو سائے والا ہوگا۔ وہ کہیں گے اے ہمارے رب! جیسے تو نے ہمیں جہنم سے نکالا ہے اسی طرح ہمیں اس درخت کے سائے کی طرف منتقل کر دے۔ اللہ تعالیٰ انہیں اس درخت کے سائے کی طرف منتقل کرے گا۔ وہ جنت کے دروازے دیکھیں گے۔ وہ عرض کریں گے اے ہمارے رب! جیسے تو نے ہمیں جہنم سے نکالا اسی طرح ہمیں جنت کے دروازوں کی

---

(۱) [التعریف] آپ الحکم بن ابان کے استاد اور ابو ھارون العمانی آپ کے تلامذہ میں سے تھے لیکن آپ کے حالاتِ زندگی معلوم نہ ہو سکے۔

(۲) الحکم بن ابان، ابوعیسیٰ العدنی، آپ ۸۰ھ کو پیدا ہوئے تھے۔ ایک صادق، ثقہ اور عابد کی حیثیت سے جانے جاتے تھے۔ امام نسائیؒ اور یحییٰ بن معینؒ نے [ثقہ] قرار دیا ہے۔ [تھذیب التھذیب، ۲:۳۶۴ رقم (۷۳۶)]

(۳) القرآن الکریم، الاحقاف، ۱۶

(۴) تفسیر الطبری، سورۃ السجدۃ، ۱۰:۲۴۳ رقم (۲۸۲۵۵)

طرف منتقل کردے۔تو ایسا ہی کر دیا جائے گا۔جب وہ جنت میں خیر و برکت کو دیکھیں گے،حضرت ابو ہریرہؓ نے یہ آیت پڑھی ﴿فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أُخْفِيَ لَهُم مِّن قُرَّةِ أَعْيُنٍ﴾ تو وہ کہیں گے اے ہمارے رب! جیسے تو نے ہمیں جہنم سے نکالا ہے اسی طرح ہمیں جنت میں داخل کردے۔تو انہیں جنت میں داخل کر دیا جائے گا۔پھر انہیں کہا جائے گا تمنا کرو۔وہ عرض کریں گے اے ہمارے رب! ہمیں عطا فرمایا یہاں تک کہ وہ کہیں گے اے ہمارے رب! کافی ہے تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا یہ تمہارے لیے ہے اور اس کا دس گنا بھی تمہارے لیے ہے(۱)۔

امام ابن ابی شیبہؒ، امام مسلمؒ، امام ترمذیؒ، ابن جریرؒ، طرانیؒ، ابو الشیخؒ نے "العظمۃ" میں ابن مردویہؒ اور بیہقیؒ نے "الاسماء والصفات" میں حضرت مغیرہ بن شعبہؓ سے وہ نبی کریم ﷺ سے مرفوع روایت نقل کرتے ہیں کہ حضرت موسیٰؑ نے اپنے رب سے سوال کیا عرض کی اے میرے رب! جنتیوں میں سے کون سب سے کم مرتبہ والے ہیں؟ فرمایا وہ آدمی جو جنتیوں کی جنت میں داخل ہونے کے بعد آئے گا۔اسے کہا جائے گا داخل ہو جا۔وہ کہے گا میں کیسے داخل ہوں جب کہ وہ اپنی جگہوں پر پہنچ چکے ہیں اور اپنے اپنے حصے لے لئے ہیں؟ کہا تو اس بات پر راضی ہے کہ تیرے لیے وہ کچھ ہو جو دنیا کے بادشاہوں کے لیے ہوتا ہے؟ وہ عرض کرے گا ہاں۔اے میرے رب! میں راضی ہوں اسے کہا جائے گا اس میں تیرے لیے وہ کچھ ہے جو تیرا نفس چاہے اور تیری آنکھوں کو لذت دے۔حضرت موسیٰؑ نے عرض کی اے میرے رب! جنتیوں میں سے سب سے بلند مرتبہ کون ہے؟ فرمایا تو نے اس کا ارادہ کیا؟ میں ضرور اس کے بارے میں تجھ سے بات کروں گا۔میں نے ان کی عزت کو اپنے دست قدرت سے گاڑا اس پر بذات خود مہر لگائی، کسی آنکھ نے اسے نہیں دیکھا، کسی کان نے اس کے بارے میں نہیں سنا اور نہ ہی کسی انسانی دل پر وہ کھٹکا ہے۔اس کا مصداق اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے ﴿فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أُخْفِيَ لَهُم مِّن قُرَّةِ أَعْيُنٍ﴾ (۲)۔

---

(۱) روایت نہیں ملی

(۲) صحیح مسلم، کتاب: الایمان، باب: ادنیٰ اھل الجنۃ منزلھا فیھا، رقم (۱۸۹)

سنن الترمذی، کتاب: تفسیر القرآن عن رسول اللہ، باب: ومن سورۃ السجدۃ، رقم (۳۱۹۸)

تفسیر الطبری، سورۃ السجدۃ، ۱۰:۲۴۲ رقم (۲۸۲۴۹)

العظمۃ، ۳:۱۱۲۲

امام ترمذیؒ نے اس حدیث پر حکم لگاتے ہوئے لکھا ہے: هذا حديث حسن صحيح ، وروىٰ بعضهم هذا الحديث عن الشعبي عن المغيره ولم يرفعه والمرفوع اصح [سنن الترمذی: کتاب: تفسیر القرآن عن رسول اللہ، باب: ومن سورۃ السجدۃ، رقم (۳۱۹۸)]۔۔شیخ الالبانیؒ نے اس حدیث کو [صحیح] قرار دیا ہے۔[صحیح الترمذی، ۳:۸۹ رقم (۲۵۵۶)]

أَفَمَنْ كَانَ مُؤْمِناً كَمَنْ كَانَ فَاسِقاً لَّا يَسْتَوُنَ ﴿١٨﴾ أَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَهُمْ جَنّٰتُ الْمَأْوٰى نُزُلاً ۢ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿١٩﴾ وَأَمَّا الَّذِيْنَ فَسَقُوْا فَمَأْوٰهُمُ النَّارُ ط كُلَّمَآ أَرَادُوْٓا أَن يَخْرُجُوْا مِنْهَآ أُعِيْدُوْا فِيْهَا وَقِيْلَ لَهُمْ ذُوْقُوْا عَذَابَ النَّارِ الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ ﴿٢٠﴾

"بھلا جو مومن ہو وہ اس شخص کی طرح ہوسکتا ہے جو نافرمان ہو؟ دونوں برابر نہیں ہو سکتے [۱۸] جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے اُن کے (رہنے کے) لئے باغ ہیں۔ یہ مہمانی اُن کاموں کی جزا ہے جو وہ کرتے تھے [۱۹] اور جنہوں نے نافرمانی کی اُن کے (رہنے کے) لئے دوزخ ہے جب چاہیں گے کہ اس میں سے نکل جائیں تو اس میں لوٹا دیئے جائیں گے۔ اور اُن سے کہا جائے گا کہ جس دوزخ کے عذاب کو تم جھوٹ سمجھتے تھے اُس کے مزے چکھو" [۲۰]

امام ابوالفرج اصفہانیؒ نے "کتاب الاغانی" میں، واحدیؒ، ابن عدیؒ، ابن مردویہؒ، خطیبؒ اور ابن عساکرؒ نے مختلف سندوں سے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ولید بن عقبہ نے حضرت علیؓ بن ابی طالب سے کہا میں لڑائی کے اعتبار سے تم سے زیادہ تیز، تم سے زیادہ فصیح اور تم سے زیادہ لشکر کا سہارا ہوں۔ حضرت علیؓ نے اسے کہا خاموش ہو جا تو فاسق ہے تو یہ آیت نازل ہوئی ﴿أَفَمَن كَانَ مُؤْمِناً كَمَن كَانَ فَاسِقاً لَّا يَسْتَوُونَ﴾ مومن سے مراد حضرت علیؓ اور فاسق سے مراد ولید بن عقبہ بن ابی معیط ہے (۱)۔

امام ابن اسحاقؒ اور ابن جریرؒ نے عطا بن یسارؒ سے روایت نقل کی ہے کہ میں مدینہ طیبہ میں حضرت علیؓ بن ابی طالب اور ولید بن ابی معیط کے درمیان اترا۔ ولید اور حضرت علیؓ کے درمیان گفتگو ہوئی۔ ولید نے کہا میں تم سے زیادہ فصیح، زیادہ جنگ جو اور لشکر کو بھگانے والا ہوں۔ حضرت علیؓ نے کہا خاموش ہو جا تو فاسق ہے تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا (۲)۔

---

(۱) الکامل فی الضعفاء الرجال، ۶:۱۱۸
تاریخ بغداد، ۱۳:۳۲۱ رقم (۷۲۹۱)
تاریخ دمشق، ۶۳:۲۳۵

(۲) تفسیر الطبری، سورۃ ۱۰:۲۴۵ رقم (۲۸۲۶۰)

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت سدیؒ سے اس جیسی روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت حضرت علیؓ بن ابی طالب اور ولید بن عقبہ کے بارے میں نازل ہوئی (۱)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰؒ (۲) سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت حضرت علیؓ بن ابی طالب اور ولید بن عقبہ کے بارے میں نازل ہوئی (۳)۔

امام ابن مردویہؒ، خطیب اور ابن عساکرؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ مومن سے مراد حضرت علیؓ بن ابی طالب اور فاسق سے مراد عقبہ بن ابی معیط ہے۔ یہ اس گفتگو کی وجہ سے ہوئی جو ان کے درمیان ہوئی تھی تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمائی (۴)۔

امام عبد بن حمیدؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت قتادہؒ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ دنیا، موت اور آخرت میں برابر نہ ہوں گے۔ اما الذین فسقوا سے مراد وہ لوگ ہیں جنہوں نے شرک کیا۔ کنتم به تکذبون وہ جھٹلاتے تھے جسے تم دیکھتے ہو (۵)۔

وَلَنُذِيقَنَّهُم مِّنَ الْعَذَابِ الْأَدْنَىٰ دُونَ الْعَذَابِ الْأَكْبَرِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ﴿٢١﴾

"اور ہم اُن کو (قیامت کے) بڑے عذاب کے سوا عذاب دنیا کا بھی مزہ چکھائیں گے شاید (ہماری طرف) لوٹ آئیں" [۲۱]

---

(۱) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ السجدۃ، رقم (۱۷۸۵۰)

(۲) عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ الانصاری الاوسی، ابوعیسیٰ المدنی، الکوفی، آپ کا شمار کبار تابعین میں ہوتا تھا۔ آپ ایک ثقہ راوی الحدیث اور عالم الکوفہ کہلائے جاتے تھے۔ آپ صحاح ستہ کے راوی ہیں۔ ۸۳ھ کو جماجم کے موقع پر وفات پا گئے تھے۔ [تھذیب التھذیب، ۶: ۲۳۴ رقم (۵۱۸)۔ تقریب التھذیب، ۱: ۳۴۹ رقم (۳۹۹۴)]

(۳) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ السجدۃ، ۹: ۳۱۰۹ رقم (۱۷۸۵۱)

(۴) تاریخ بغداد، ۱۳: ۳۲۱

تاریخ دمشق، ۶۳، ص ۲۳۵

(۵) تفسیر الطبری، سورۃ السجدۃ، ۱۰: ۲۴۵ رقم (۲۸۲۶۳) تفسی

تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ السجدۃ،، ۹: ۳۱۰۹ رقم (۱۷۸۵۲)

امام فریابیؒ، ابن منیعؒ (۱)، ابن جریرؒ، طبرانیؒ، حاکمؒ جب کہ حاکمؒ نے اسے صحیح قرار دیا ہے، ابن مردویہؒ، خطیبؒ اور بیہقیؒ نے "دلائل" میں حضرت ابن مسعودؓ سے روایت نقل کی ہے کہ ﴿العذاب الادنیٰ﴾ سے مراد غزوۂ بدر اور ﴿العذاب الاکبر﴾ سے مراد قیامت کا دن ہے۔ ممکن ہے جو باقی بچ گئے ہیں وہ واپس پلٹ آئیں (۲)۔

امام ابن ابی شیبہؒ، امام نسائیؒ، ابن منذرؒ، حاکمؒ (جب کہ حاکمؒ نے اسے صحیح قرار دیا ہے) اور ابن مردویہؒ نے حضرت ابن مسعودؓ سے روایت نقل کی ہے کہ ﴿العذاب الادنی﴾ مراد قحط جو انہیں پہنچا ﴿لعلھم یرجعون﴾ ممکن ہے ۔وہ توبہ کریں (۳)۔

امام مسلمؒ، عبداللہ بن احمدؒ نے "زوائد" میں، ابوعوانہ نے اپنی صحیح میں، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ، ابن ابی حاتمؒ، حاکمؒ (جب کہ حاکمؒ نے اسے صحیح قرار دیا ہے) اور بیہقیؒ نے "شعب الایمان" میں حضرت ابی بن کعبؓ سے روایت نقل کی ہے کہ ﴿العذاب الادنیٰ﴾ سے مراد دنیا کے مصائب، غزوۂ بدر کی مصیبت پکڑ اور دھواں ہے (۴)۔

---

(۱) احمد بن منیع بن عبدالرحمن البغوی، ابوجعفر، آپ بغداد میں مقیم رہے اور حافظ، عالم الحدیث کی حیثیت سے شہرت رکھتے تھے۔ آپ صاحب المسند بھی تھے۔ جس وقت آپ وفات پا گئے تھے آپ کا پورا اثاثہ سوائے کتابوں کے فروخت کر دیا گیا تو کل ۲۴ درھم کا بنا تھا جس سے آپ کو کفن دفن کر دیا گیا تھا۔ [تذکرۃ الحفاظ، ۲:۴۸۱ رقم (۴۹۶)۔ تھذیب التھذیب، ۵:۷ رقم (۱۴۴)]

(۲) تفسیر الطبری، سورۃ السجدۃ، ۱۰:۲۴۷ رقم (۲۸۲۸۷)

تفسیر الطبری، سورۃ السجدۃ، ۱۰:۲۴۷ رقم (۲۸۲۷۶)

تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ السجدۃ، ۹:۳۱۰۹ رقم (۱۷۸۵۲)

المعجم الکبیر ۹:۲۱۳ رقم (۹۰۳۸)

مستدرک: کتاب: التفسیر، باب: تفسیر سورۃ السجدۃ، رقم (۳۵۵۱)۔ امام حاکمؒ نے اس حدیث کی سند پر حکم لگاتے ہوئے لکھا ہے: ھذا حدیث صحیح علیٰ شرط الشیخین ولم یخرجاہ [المستدرک: کتاب: التفسیر، باب: تفسیر سورۃ السجدۃ، رقم (۳۵۵۱)]۔ امام ذھبیؒ نے اس حدیث کو [علیٰ شرط البخاری ومسلم] قرار دیا ہے۔ [تعلیق الذھبی علی المستدرک: کتاب: التفسیر، باب: تفسیر سورۃ السجدۃ، رقم (۳۵۵۱)]۔

(۳) سنن النسائی الکبریٰ، ۶:۴۲۹ رقم (۱۱۳۹۵)

(۴) صحیح مسلم، کتاب: صفۃ القیامۃ والجنۃ، والدخان، باب: الدخان، رقم (۲۷۹۹)

تفسیر الطبری، سورۃ السجدۃ، ۱۰:۲۴۷ رقم (۲۸۲۸۸)

تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ السجدۃ، ۹:۳۱۰۹ رقم (۱۷۸۵۴)

مستدرک، کتاب: الفتن والملاحم، رقم (۸۳۱۶)، امام حاکمؒ نے اس حدیث کو [صحیح الاسناد] قرار دیا ہے۔ امام ذھبیؒ نے اس حدیث کو [صحیح] قرار دیا ہے۔ [تعلیق الذھبی المستدرک: کتاب: الفتن والملاحم، رقم (۸۳۱۶)]

امام ابن مردویہؒ نے حضرت ابو ادریس خولانیؒ (۱) سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت عبادہ بن صامتؓ سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس آیت کے بارے میں پوچھا تھا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس سے مراد مصیبتیں، بیماریاں اور تھکاوٹیں ہیں، دنیا میں اسراف کرنے والے کا عذاب آخرت سے کم ہوتا ہے۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ وہ ہمارے لیے کیا ہیں؟ فرمایا زکوۃ اور وضو (۲)۔

امام ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن حاتمؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ عذاب ادنیٰ سے مراد دنیا کی مصیبتیں، اس کی بیماریاں اور آزمائشیں ہیں جن کے ساتھ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو آزمائش میں ڈالتا ہے تاکہ وہ توبہ کریں (۳)۔

امام ابن ابی شیبہؒ اور ابن جریرؒ نے حضرت ابراہیمؒ سے روایت نقل کی ہے عذاب ادنیٰ سے مراد ایسی مصیبتیں ہیں جو دنیا میں انسان کو پہنچتی ہیں۔ ﴿لعلهم يرجعون﴾ تاکہ وہ لوٹ آئیں (۴)۔

امام عبد بن حمیدؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ عذاب ادنیٰ سے مراد حدود ہیں۔ ﴿لعلهم يرجعون﴾ تاکہ وہ توبہ کریں (۵)۔

---

(۱) عائذ اللہ بن عبداللہ بن عمرو، ابو ادریس الخولانی، العوذی، یا العبدی، آپ کبار تابعین میں سے تھے۔ امام ابن حجرؒ لکھتے ہیں کہ ابو الدرداء کے بعد آپ سب سے زیادہ علم رکھنے والے تھے۔ آپ صحاح کے راوی ہیں۔ [الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ، ۵: ۵ رقم (۶۱۶۱)۔ تھذیب التھذیب، ۵: ۷۴ رقم (۱۴۱)]

(۲) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ السجدۃ، ۹: ۳۱۰۹ رقم (۱۷۸۵۴)

(۳) تفسیر الطبری، سورۃ السجدۃ، ۱۰: ۲۴۵ رقم (۲۸۲۶۵)

تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ السجدۃ، ۹: ۳۱۰۹ رقم (۱۷۸۵۴)

(۴) مصنف عبد الرزاق، کتاب: الزھد، باب: حدیث ابراھیم، رقم (۳۵۳۹۶)

تفسیر الطبری، سورۃ السجدۃ، ۱۰: ۲۴۶ رقم (۲۸۲۷۳)

تفسیر الطبری، سورۃ السجدۃ، ۱۰: ۲۴۶ رقم (۲۸۲۹۳)

(۵) تفسیر الطبری، سورۃ السجدۃ، ۱۰: ۲۴۶ رقم (۲۸۲۸۳)

تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ السجدۃ، ۹: ۳۱۰۹ رقم (۱۷۸۵۵)

امام فریابیؒ، ابن جریرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت مجاہدؒ سے عذاب ادنیٰ کی یہ تفسیر نقل کی ہے: دنیا اور قبر کا عذاب(۱)۔

امام فریابیؒ اور ابن جریرؒ نے حضرت مجاہدؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ﴿العذاب الادنیٰ﴾ سے مراد دنیا میں قریش کا قتل اور انہیں بھوک دینا ہے اور عذاب اکبر سے مراد آخرت میں یوم قیامت ہے(۲)۔

امام ہنادؒ نے حضرت ابوعبیدؒ سے العذاب الادنیٰ کا معنی عذاب قبر نقل کیا ہے(۳)۔

وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ ثُمَّ أَعْرَضَ عَنْهَا ؕ إِنَّا مِنَ الْمُجْرِمِيْنَ مُنْتَقِمُوْنَ ﴿٢٢﴾

"اور اُس شخص سے بڑھ کر ظالم کون جس کو اُس کے پروردگار کی آیتوں سے نصیحت کی جائے تو وہ اُن سے منہ پھیر لے۔ ہم گنہگاروں سے ضرور بدلہ لینے والے ہیں" [۲۲]

امام ابن منیعؒ، ابن جریرؒ، ابن ابی حاتمؒ، طبرانیؒ اور ابن مردویہؒ نے ضعیف سند سے حضرت معاذ بن جبلؓ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: تین امور ایسے ہیں جس نے یہ کئے وہ مجرم ہے: جس نے ناحق جھنڈا باندھا، والدین کی نافرمانی کی یا ظلم کے ساتھ چلا تا کہ مجرم کی مدد کرے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ﴿إِنَّا مِنَ الْمُجْرِمِيْنَ مُنْتَقِمُوْنَ﴾(۴)۔

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ فَلَا تَكُنْ فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْ لِّقَآئِهٖ وَجَعَلْنٰهُ هُدًى لِّبَنِيْٓ إِسْرَآئِيْلَ ﴿٢٣﴾ وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ أَئِمَّةً يَّهْدُوْنَ بِأَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوْا ط وَكَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يُوْقِنُوْنَ ﴿٢٤﴾ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ يَفْصِلُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿٢٥﴾ أَوَلَمْ يَهْدِ لَهُمْ كَمْ أَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنَ الْقُرُوْنِ يَمْشُوْنَ فِيْ مَسٰكِنِهِمْ ط إِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ ط أَفَلَا يَسْمَعُوْنَ ﴿٢٦﴾

---

(۱) تفسیر الطبری، سورۃ السجدۃ، ۱۰: ۲۴۷ رقم (۲۸۲۷۵)

تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ السجدۃ، ۹: ۳۱۱۰ رقم (۱۷۸۵۶)

(۲) تفسیر الطبری، سورۃ السجدۃ، ۱۰: ۲۴۷ رقم (۲۸۲۸۱)

(۳) ھناد بن السری الکوفی، الزھد، ۱: ۲۱۱ رقم (۳۴۵)

(۴) تفسیر الطبری، سورۃ السجدۃ، ۱۰: ۲۴۹ رقم (۲۸۲۹۸)

تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ السجدۃ، ۹: ۳۱۱۰ رقم (۱۷۸۵۷)

"اور ہم نے موسیٰ کو کتاب دی تو تم اُن کے ملنے سے شک میں نہ ہونا اور ہم نے اس (کتاب) کو (یا موسیٰ کو) بنی اسرائیل کے لئے (ذریعہ) ہدایت بنایا[۲۳] اور اُن میں سے ہم نے پیشوا بنائے تھے جو ہمارے حکم سے ہدایت کیا کرتے تھے۔ جب وہ صبر کرتے تھے۔ اور وہ ہماری آیتوں پر یقین رکھتے تھے[۲۴] بلاشُبہ تمہارا پروردگار ان میں جن باتوں میں وہ اختلاف کرتے تھے۔ قیامت کے روز فیصلہ کردیگا[۲۵] کیا ان کو اس (امر) سے ہدایت نہ ہوئی کہ ہم نے ان سے پہلے بہت سی امتوں کو جن کے مقامات سکونت میں یہ چلتے پھرتے ہیں ہلاک کردیا۔ بیشک اسمیں نشانیاں ہیں۔ تو یہ سنتے کیوں نہیں؟"[۲۶]

امام عبد بن حمیدؒ، امام بخاریؒ، امام مسلمؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ، ابن ابی حاتمؒ، ابن مردویہؒ اور بیہقیؒ "دلائل" میں حضرت قتادہؒ کی سند سے حضرت ابوالعالیہؒ سے وہ حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس رات مجھے آسمانوں کی سیر کرائی گئی۔ اس میں میں نے حضرت ابن عمران کو دیکھا تو وہ لمبے قد اور گھنگھریالے بالوں والے تھے، گویا وہ شنوأہ کے افراد میں سے ایک ہوں۔ میں نے حضرت عیسیٰؑ کو دیکھا، وہ درمیانے قد سرخ وسفید قد اور چوڑے سروالے تھے۔ میں نے مالک کو دیکھا جو جہنم کے خازن ہیں اور دجال کو اسکی نشانیوں میں دیکھا جو اللہ تعالیٰ نے انہیں دکھائیں۔ کہا ﴿ فَلَا تَكُن فِي مِرْيَةٍ مِّن لِّقَائِهِ ﴾ قتادہ یہ تفسیر بیان کیا کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ حضرت موسیٰؑ سے ملے اور اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ کو بنی اسرائیل کے لیے ہدایت بنادیا (۱)۔

امام طبرانیؒ، ابن مردویہؒ اور ضیاءؒ نے مختارہ میں صحیح سند کے ساتھ حضرت ابن عباسؓ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ لقائہ سے مراد حضرت موسیٰؑ سے ملاقات ہے اور اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ کو بنی اسرائیل کے لیے ہدایت بنایا (۲)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابوالعالیہؒ سے روایت نقل کی ہے کہ لقائہ سے مراد حضرت موسیٰؑ سے ملاقات ہے۔ کہا گیا کیا آپ حضرت موسیٰؑ سے ملے؟ فرمایا ہاں۔ کہا آپ نے اس ارشاد کو نہیں دیکھا ﴿ وسئل

---

(۱) صحیح بخاری، کتاب: بدء الخلق، باب: ذکر الملائیکہ، رقم (۳۰۶۷)

صحیح مسلم، کتاب: الایمان، باب: الاسراء برسول اللہ، رقم (۱۶۵)

شیخ الالبانیؒ نے اس حدیث کو [صحیح] قرار دیا ہے۔ [الجامع الصغیر وزیادتہ: ج۱، ص۵۷۹ رقم (۵۷۹۰)]

تفسیر الطبری، سورۃ السجدۃ، ۱۰: ۲۵۰ رقم (۲۸۲۹۹)

(۲) المعجم الکبیر، ۱۲: ۱۶۰ رقم (۱۲۷۵۸)

من ارسلنا من قبلك من رسلنا(۱)﴾(۲)۔

امام فریابیؒ، ابن ابی شیبہؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت مجاہدؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ آپ حضرت موسیٰؑ سے ملاقات میں شک نہ کریں(۳)۔

امام حاکمؒ نے حضرت امام مالکؒ سے روایت نقل کی ہے کہ آپ نے ﴿ وجعلنا منهم ائمة ﴾ کی تلاوت کی اور کہا مجھے حضرت زہریؒ نے بیان کیا کہ حضرت عطاء بن یزیدؒ(۴) نے اسے ابو ہریرہؓ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا صبر سے بڑھ کر بندے کو کوئی بھلائی عطا نہیں کی گئی(۵)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت قتادہؒ سے روایت نقل کی ہے کہ ﴿ وجعلنا منهم ائمة﴾ کا یہ معنیٰ ہے کہ ہم نے انہیں انبیاء کے علاوہ بھلائی میں سردار بنا دیا اور دنیا کو ترک کرنے پر جب صبر کیا تو ہمارے حکم کے مطابق ہدایت پا گئے(۶)۔

أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّا نَسُوقُ الْمَاءَ إِلَى الْأَرْضِ الْجُرُزِ فَنُخْرِجُ بِهِ زَرْعًا تَأْكُلُ مِنْهُ أَنْعَامُهُمْ وَأَنْفُسُهُمْ أَفَلَا يُبْصِرُونَ ﴿٢٧﴾

"کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ ہم بنجر زمین کی طرف پانی رواں کرتے ہیں پھر اس سے کھیتی پیدا کرتے ہیں جس میں سے ان کے چوپائے بھی کھاتے ہیں اور وہ بھی (کھاتے ہیں) تو یہ دیکھتے کیوں نہیں؟"[۲۷]

امام فریابیؒ، ابن جریرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ الجرز سے مراد ایسے علاقے ہیں جہاں تھوڑی بارش ہوتی، انہیں سیلابوں کے علاوہ کوئی چیز نفع نہیں دیتی۔(۷)

---

(۱) القرآن الکریم، الزخرف، ۴۵

(۲) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ لقمان، ۹:۳۱۱۱ رقم (۱۷۸۵۸)

(۳) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ لقمان، ۹:۳۱۱۱ رقم (۱۷۸۵۹)

(۴) عطاء بن یزید اللیثی، الجعدی، ابو محمد المدنی، شام میں سکونت اختیار کرنے کی وجہ سے شامی بھی کہلائے جاتے تھے۔ امام علی بن مدینی فرماتے ہیں: [سکن الرملة و کان ثقة]، امام ابن سعدؒ نے لکھا ہے کہ آپ کا تعلق بنو کنانہ سے تھا اور ایک کثیر الحدیث راوی تھے۔ ۱۰۷ھ کو وفات پا گئے تھے۔ [تھذیب التھذیب، ۷:۱۹۲ رقم (۳۹۹)۔۔ الطبقات الکبریٰ، ۵:۲۴۹]

(۵) مستدرک، کتاب: التفسیر، تفسیر سورۃ السجدۃ، رقم (۳۵۵۲)۔۔ امام ذہبیؒ نے اس حدیث کو [علیٰ شرط مسلم و البخاری] قرار دیا ہے۔ [المستدرک: رقم (۳۵۵۲)]

(۶) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ لقمان، ۹:۳۱۱۱ رقم (۱۷۸۵۹)

(۷) تفسیر الطبری: سورۃ السجدۃ، ۱۰:۲۵۲ رقم (۲۸۳۰۹)۔۔ تفسیر ابن ابی حاتم: سورۃ لقمان، ۹:۳۱۱۱ رقم (۱۷۸۶۰)

امام ابن ابی شیبہؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ الجرز سے مراد یمن کا علاقہ ہے(۱)۔

امام عبد الرزاقؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت مجاہدؒ سے یہ قول نقل کیا ہے الارض الجرز سے مراد وہ علاقے ہیں جو کوئی فصل نہیں اگاتے۔ یہاں ایبیں اور اس جیسے دوسرے علاقے ہو سکتے ہیں(۲)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت عکرمہؒ سے روایت نقل کی ہے کہ الارض الجرز سے مراد بے آب و گیاہ زمین(۳)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت سدیؒ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ الارض الجرز سے مراد مردہ زمین ہے(۴)۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت حسن بصریؒ سے روایت نقل کی ہے کہ الارض الجرز سے مراد وہ بستیاں ہیں جو یمن اور شام کے درمیان ہوں(۵)۔

امام ابو بکرؒ اور ابن حبانہؒ نے "کتاب الغرر" میں حضرت ربیع بن سبرہؒ سے روایت نقل کی ہے کہ امثال معنیٰ کو عقول کے زیادہ قریب کرنے والے ہیں۔ کیا تو نے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان نہیں سنا ﴿اولم یروا انا نسوق الماء الی الارض الجرز(۶)﴾

وَيَقُولُونَ مَتَىٰ هَٰذَا الْفَتْحُ إِن كُنتُمْ صَٰدِقِينَ ﴿٢٨﴾ قُلْ يَوْمَ الْفَتْحِ لَا يَنفَعُ الَّذِينَ كَفَرُوٓا إِيمَٰنُهُمْ وَلَا هُمْ يُنظَرُونَ ﴿٢٩﴾ فَأَعْرِضْ عَنْهُمْ وَانتَظِرْ إِنَّهُم مُّنتَظِرُونَ ﴿٣٠﴾

"اور کہتے ہیں اگر تم سچے ہو تو یہ فیصلہ کب ہوگا؟[۲۸] کہہ دو کہ فیصلے کے دن کافروں کو اُن کا ایمان لانا کچھ بھی فائدہ نہ دے گا اور نہ اُن کو مہلت دی جائے گی[۲۹] تو اُن سے منہ پھیر لو اور انتظار کرو یہ بھی انتظار کر رہے ہیں"[۳۰]

---

(۱) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ لقمان، ۹: ۳۱۱۱ رقم (۱۷۸۶۱)

(۲) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ لقمان، ۹: ۳۱۱۱ رقم (۱۷۸۶۲)

(۳) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ لقمان، ۹: ۳۱۱۱ رقم (۱۷۸۶۳)

(۴) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ لقمان، ۹: ۳۱۱۱ رقم (۱۷۸۶۴)

(۵) تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ لقمان، ۹: ۳۱۱۱ رقم (۱۷۸۶۵)

(۶) روایت نہیں ملی

امام ابن جریرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت قتادہؒ سے روایت نقل کی ہے کہ صحابہ کرام نے کہا ہمارا بھی ایسا وقت ہو گا امید ہے جس میں ہم آرام کریں گے اور اس میں نعمتوں سے لطف اندوز ہوں گے۔ تو مشرکوں نے کہا ﴿متٰی ھذا الفتح ان کنتم صدقین﴾ تو یہ آیت نازل ہوئی (۱)۔

امام حاکمؒ (جب کہ حاکمؒ نے اسے صحیح قرار دیا ہے) اور بیہقیؒ نے "دلائل" میں حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ بدر کے دن نبی کریم ﷺ کو فتح دی گئی جنہوں نے کفر کیا تھا موت کے بعد ان کے ایمان نے انہیں کچھ نفع نہ دیا (۲)۔

امام فریابیؒ، ابن ابی شیبہؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت مجاہدؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یوم الفتح سے مراد قیامت کا دن ہے (۳)۔

امام عبدالرزاقؒ، ابن جریرؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت قتادہؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یوم الفتح سے مراد فیصلہ کا دن ہے ﴿وَانتَظِرْ إِنَّهُم مُّنتَظِرُونَ﴾ اس سے مراد قیامت کا دن ہے (۴)۔

---

(۱) تفسیر الطبری، سورۃ السجدۃ، ۱۰:۳۵۳ رقم (۲۸۳۱۳)

تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ السجدۃ، ۹:۳۱۱۱ رقم (۱۷۸۶۶)

(۲) مستدرک، کتاب، التفسیر، باب، تفسیر سورۃ السجدۃ، رقم (۳۵۵۳)

امام حاکمؒ نے اس حدیث کی سند پر حکم لگاتے ہوئے لکھا ہے: ھذا صحیح الاسناد ولم یخرجاہ۔۔ امام ذھبیؒ نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔ [تعلیقات الذھبی علی المستدرک للحاکم، رقم (۳۵۵۳)]

(۳) تفسیر الطبری، سورۃ السجدۃ، ۱۰:۳۵۳ رقم (۲۸۳۱۴)

تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ السجدۃ، ۹:۳۱۱۱ رقم (۱۷۸۶۷)

(۴) تفسیر الطبری، سورۃ السجدۃ، ۱۰:۳۵۳ رقم (۲۸۳۱۶)

تفسیر ابن ابی حاتم، سورۃ السجدۃ، ۹:۳۱۱۱ رقم (۱۷۸۶۷)

نتائجِ تحقیق

امام جلال الدین السیوطیؒ کی تفسیر الدر المنثور فی التفسیر الماثور ایک معروف ومشہور تفسیر ہے۔ جو امام السیوطیؒ کی کاوشوں کا نتیجہ ہے۔ اس تفسیر پر تحقیقی کام انسٹیٹیوٹ آف اسلامک اینڈ اریبک سٹڈیز (یونیورسٹی آف پشاور) نے ایک پراجیکٹ کی صورت میں شروع کیا تھا۔ میرے ذمے اس تفسیر کا (سورۃ المؤمنون سے سورۃ السجدہ تک) حصہ آیا تھا۔ ایک ریسرچ سکالر کی حیثیت سے میں اپنا کام مکمل کر چکا ہوں۔ اس تحقیق سے جو نتائج حاصل ہوئے ہیں۔ وہ مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) مصادر ومراجع کا تعین:

امام السیوطیؒ آیت کی تفسیر کے لئے احادیث وآثار نقل کرتے ہیں لیکن صرف مراجع کی طرف اشارہ کرتے ہیں اُس کا ذکر وضاحت کے ساتھ نہیں کرتے (یعنی جلد وصفحہ نمبر وغیرہ) جو قاری کے لئے تجسس کا باعث بن جاتا ہے۔

اب تفسیر کے اس حصے کے مصادر ومراجع متعین کر دیئے گئے ہیں۔ امام صاحبؒ نے جس کتاب کا ذکر کیا ہے اگر وہ کتاب دستیاب ہے تو اس تک رسائی حاصل کی گئی ہے۔ اُس کتاب کا نام، مصنف کا نام، سن اشاعت اور جس ادارے سے شائع ہوئی ہے اس ادارے کا نام ذکر کیا گیا ہے۔ جس سے اس کی تفسیری کی حیثیت مستحکم ہو جاتی ہے۔

(۲) صحیح وضعیف احادیث کی نشاندہی

تفسیر الدر المنثور میں امام صاحبؒ نے بہت ساری احادیث نقل کی ہیں۔ وہ جب بھی کوئی حدیث نقل کرتے ہیں تو اس کا حوالہ بھی دیتے ہیں۔ لیکن نقل حدیث میں احتیاط سے کام نہیں لیتے کہ یہ حدیث کس درجے کا ہے۔ تو تحقیقی کام کا دوسرا مرحلہ احادیث پر حکم لگانے کا تھا۔ تفسیر الدر المنثور کی احادیث کو صحیح وضعیف کی بنیاد پر الگ الگ کیا گیا ہے۔ مقالہ کے آخر میں نتائج کی صورت میں ان احادیث کی فہرستیں مہیا کی گئی ہیں۔ مثلاً صحیح احادیث کی فہرست، ضعیف احادیث کی فہرست، موضوع احادیث کی فہرست۔

(۳) اسرائیلی روایات کی نشاندہی:

امام صاحبؒ کبھی کبھی وضاحت کے لئے اسرائیلی روایت کو بیان کرتے ہیں۔ اسرائیلی روایات کو الگ کرنا بھی تحقیقی کام کا حصہ تھا۔ مذکورہ حصے میں جتنی بھی اسرائیلی روایات سامنے آئی ہیں۔ اُن کی نشاندہی کی گئی ہیں اور مقالہ

کے آخر میں اُن کی فہرست بھی مہیا کی گئی ہے۔

(۴) راویوں کی جرح وتعدیل:

امام صاحبؒ اگر چہ راویوں کی پہچان کا گہرا علم رکھتے تھے لیکن تفسیر الدر المنثور میں روایت نقل کرنے کے معاملے میں کھلے دل کا مظاہرہ کیا ہے۔ جرح وتعدیل کے اصولوں کا خاص خیال نہیں رکھا ہے۔ جس کی وجہ سے ضعیف راویوں کی روایات بھی ذکر کئے ہیں۔ تحقیقی کام کا یہ بھی حصہ تھا کہ راوی کی حیثیت کو متعین کیا جائے اور اُس کے بارے میں علماءِ جرح وتعدیل کے اقوال نقل کر کے راوی کی ثقاہت وضعف کو بیان کیا جائے۔

تحقیقی کام میں راویوں کی جرح وتعدیل کا خاص اہتمام کیا گیا ہے اور راویوں کے بارے میں ماہر علماء کے اقوال ذکر کئے ہیں تا کہ ان کی پہچان ہو سکے۔

(۵) عربی اشعار کے مراجع ومصادر تک رسائی:

امام صاحبؒ کا طریقہ ہے کہ قرآن کے لفظی وضاحت کے لئے عربی اشعار پیش کرتا ہے۔ یہ تحقیقی کام کا حصہ تھا کہ عربی اشعار کے مصادر معلوم کئے جائے۔ تفسیر کے مذکوہ حصے میں جتنے اشعار آئے تھے اُن کے مراجع ومصادر معلوم کئے گئے اور ان اشعار کی ایک فہرست مقالہ کے آخر میں دی گئی ہے۔

(۶) بلدان وابحار کی نشاندہی:

امام صاحبؒ نے تفسیر کے اس حصے میں جن بلادوابحار کا ذکر کیا ہے اُن کا مختصر تعارف پیش کیا گیا ہے۔

(۷) اعلام کا تعارف:

امام صاحب نے تفسیر کے اس حصے میں جو نام ذکر کئے ہیں مثلا مصنف کو ذکر کرتا ہے یا حدیث میں کسی شخص کا نام آتا ہے یا صحابی کا ذکر ہوتا ہے تو اسے افراد کا مختصر تعارف پیش کیا گیا ہے تا کہ یہ لوگ مجہول نہ رہیں۔

تحقیق کے بعد تفسیر الدر المنثور کی کہی خامیاں خوبیوں کی صورت اختیار کر گئیں ہیں۔ اس سے پہلے اس تفسیر کو ضعیف نگاہ سے دیکھا جاتا تھا اب اہل علم کے ہاں اس کا درجہ بڑھ جائے گا۔

میں امید رکھتا ہوں کہ میری یہ ادنیٰ سی کوشش مجھے فوائدِ حقیقی کے حصول سے محروم نہیں کرے گی۔

سفارشات

قرآن وحدیث اسلامی قانون کے بنیادی ماخذ ہیں۔ان کی سمجھ حاصل کرنا مسلمانوں کی اولین کوشش ہونی چاہیے۔قرآن وحدیث کا سمجھنا عربی پر موقوف ہے۔لیکن مصروفیات کی بنیاد پر اُمت کا بیشتر حصہ اس کے حصول سے قاصر ہے۔جس طرح انسٹیٹیوٹ آف اسلامک اینڈ اریبک سٹڈیز (یونیورسٹی آف پشاور) نے تفسیر الدر المنثور کا اردو ترجمہ کیا اوراس پر تحقیقی کام کی بنیاد ڈالی۔اگراس طرح دوسرے عربی تفاسیر بھی اردو میں ترجمہ کئے جائے تو یہ کام بہت مفید ثابت ہوگا۔

تفسیر الدر المنثور پر جب تحقیقی کام مکمل ہوجائے تو مجموعی صورت میں اس کو شائع کرنا بھی ایک اہم مرحلہ ہوگا تاکہ یہ عوام الناس تک پہنچ کر مفید کتاب کی صورت اختیار کر جائے۔

علمی فہارس

قرآنی آیات کی فہرست

سورۃ الفاتحہ (۱)

(۱:۲) مَالِكِ يَوْمِ الدِّينِ ۱۵۴

سورۃ البقرۃ (۲)

(۲:۵۸) ثُمَّ اَنْتُمْ هٰٓؤُلَآءِ تَقْتُلُوْنَ اَنْفُسَكُمْ ۲۸۸

(۲:۱۲۵) وَاتَّخِذُوْامِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى ۳۹

(۲:۱۵۲) فَاذْكُرُوْانِيْٓ اَذْكُرْكُمْ ۶۷۰_۶۷۱

(۲:۱۶۳) اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَاحِدٌ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَحمٰنُ الرَّحِيْمُ ۳۵۱

(۲:۱۸۰) كُتِبَ عَلَيْكُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ اِنْ تَرَكَ خَيْرَ ۲۲۲

(۲:۱۲۰) فِيْ ظُلَلٍ مِّنَ الْغَمَامِ ۳۲۱

(۲:۲۶۹) وَمَنْ يُؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ اُوْتِيَ خَيْرًا كَثِيْرًا ۷۷۴

سورۃ ال عمران (۳)

(۳:۳۰) يَوْمَ تَجِدُ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ مِنْ خَيْرٍ مُّحْضَرًا وَمَا ۳۷۱

(۳:۶۷) اِبْرٰهِيْمُ يَهُوْدِيًّا وَّلَا نَصْرَانِيًّا وَّلٰكِنْ كَانَ حَنِيْفًا مُّسْلِمًا..... ۲۳۶

(۳:۱۸۵) كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ۶۳۷

(۳:۱۹۱) الَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِهِمْ ۸۰۷

سورۃ النساء (۴)

(۴:۸) وَاِذَا حَضَرَالْقِسْمَةَ ۲۷۱

(۴:۲۹) وَلَا تَقْتُلُوْٓااَنْفُسَكُمْ ۲۸۸

(۴:۲۹) يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْ الَا تَاْكُلُوْٓا ۲۷۹_۲۸۱

(۴:۴۳) فَتَيَمَّمُوْ اصَعِيْدًا طَيِّبًا ۲۸۸

سورۃ المائدہ (۵)

(۵:۴۳) وَكَيْفَ يُحَكِّمُوْنَكَ وَعِنْدَ هُمُ التَّوْرٰةُ فِيْهَا حُكْمُ اللّٰهِ ۷۷۳

(٦٧:٥) يٰٓاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ ٥٢٣

سورة الانعام (٦)

(٦٦:٦) وَكَذَّبَ بِهٖ قَوْمُكَ وَهُوَالْحَقُّ ٤٤٨

(١٠٣:٦) لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ وَ هُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْر ٥٢٣

سورة الاعراف (٧)

(٧:٧-٨) فَلَنَسْئَلَنَّ الَّذِيْنَ أُرْسِلَ إِلَيْهِم ٥٢٨

(١٨:٧) لَاَمْلَاَنَّ جَهَنَّمَ مِنْهُمْ اَجْمَعِيْنَ ٨٠١

(١٠٦:٧) وَاِنْ كُنْتَ جِئْتَ بِاٰيَةٍ فَأْتِ بِهَا ٣٩١

(١٢٩:٧) عَسَى رَبُّكُمْ أَن يُهْلِكَ عَدُوَّكُمْ وَيَسْتَخْلِفَكُمْ..... ٤٠٤

سورة الانفال (٨)

(٢٢:٨) اللَّهُمَّ إِن كَانَ هَـذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِندِكَ فَأَمْطِر ٦٨٢

سورة التوبة (٩)

(٤٤:٩) لَا يَسْتَاْذِنُكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰه ٢٩٤

(٦٠:٩) وَفِى الرِّقَاب ٢٢٥

(٧٣:٩) وَاغْلُظْ عَلَيْهِم ٣٤٦

سورة هود (١١)

(٣٦:١١) وَاُوْحِىَ اِلٰى نُوْحٍ اَنَّهٗ لَنْ يُّؤْمِنَ مِنْ قَوْمِكَ اِلَّا مَنْ قَدْ اٰمَنَ ٥٢٩

(٤١:١١) بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖهَا وَمُرْسٰهَا اِنَّ رَبِّىْ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْم ٤٨-٢٩٤

(١١٤:١١) وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ ٢١

سورة يوسف (١٢)

(١٨:١٢) اِنَّمَآ اَشْكُوْا بَثِّىْ وَحُزْنِىْٓ اِلَى اللّٰهِ وَاَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ..... ١٥٠

(١٨:١٢) فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ ١٤٠

سورة ابراهيم (١٤)

(٤٤:١٤) رَبَّنَا أَخِّرْنَا إِلَى أَجَلٍ قَرِيْبٍ نُّجِبْ..... ٩٨

سورۃ نحل (۱۶)

(۲۶:۱۶) لِيَحْمِلُوا أَوْزَارَهُمْ كَامِلَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَمِنْ أَوْزَارِ الَّذِيْنَ ٦٤٨

(۱۱۰:۱۶) ثُمَّ إِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِيْنَ هَاجَرُوا مِن بَعْدِ مَا فُتِنُوا ثُمَّ ٦٤٠

سورۃ بنی اسرائیل (۱۷)

(۷۸:۱۷) أَقِمِ الصَّلَاةَ لِدُلُوكِ الشَّمْسِ ٣٤٢

(۸۵:۱۷) وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّيْ ٧٧٤

(۸۵:۱۷) وَمَا أُوتِيْتُم مِّن الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيْلًا ٧٧٣

(۱۱۰:۱۷) قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ أَوِ ادْعُوا الرَّحْمَنَ ٤٩٢

سورۃ کہف (۱۸)

(۱۰۹:۱۸) قُلْ لَوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَاداً ٧٧٤

سورۃ طٰہٰ (۲۰)

(۶:۲۰) لَهُ مَا فِيْ السَّمٰوٰتِ وَمَا فِيْ الْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَمَا ٧٦٦

(۵۰:۲۰) رَبُّنَاالَّذِيْ اَعْطٰى كُلَّ شَيْءٍ خَلْقَهُ ثُمَّ هَدٰى..... ٣٩٠

(۶۳:۲۰) قَالُوا إِنْ هَذَانِ لَسَاحِرَانِ يُرِيْدَانِ أَن يُخْرِجَاكُم..... ٣٩١

(۸۱:۲۰) وَمَنْ يَحْلِلْ عَلَيْهِ غَضَبِيْ فَقَدْ هَوَى ٣٦٤

(۱۲۹:۲۰) وَاَجَلٍ مُّسَمّٰى ٧٣٠

سورۃ الانبیاء (۲۱)

(۴۷:۲۱) وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ ٤٤٦

(۶۳:۲۱) بَلْ فَعَلَهٗ كَبِيْرُهُمْ هٰذَا ٤١١

(۷۳:۲۱) وَجَعَلْنَاهُمْ أَئِمَّةً يَهْدُونَ بِأَمْرِنَا ٣٧٦

(۹۲:۲۱) وإِنَّ هٰذِهٖ اُمَّتِكُمْ اُمَّةً وَاحِدَةً ٦٢

سورۃ المؤمنون (۲۳)

(۵۷:۲۳) بَلْ قُلُوبُهُمْ فِيْ غَمْرَةٍ مِّنْ هَذَا وَلَهُمْ أَعْمَالٌ ٧٠

(۱۰۶:۲۳) قَالُوا رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا..... ٩٦_٩٨

سورة النور (۲۴)

(۲۲:۲۴) وَلَا يَأْتَلِ أُولُوا الْفَضْلِ مِنكُم ۱۴۱

(۳۱:۲۴) وَقُل لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنّ ۳۶۱_۲۷۶

(۳۹:۲۴) الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَعْمَالُهُمْ كَسَرَابٍ ۲۳۴

(۴۰:۲۴) اَوْ كَظُلُمٰتٍ فِيْ بَحْرٍ لُّجِّيٍ ۲۳۲_۲۳۵

(۴۵:۲۴) فَمِنْهُم مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰى بَطْنِهٖ..... ۳۶

(۶۴:۲۴) اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۲۹۰

سورة شعراء (۲۶)

(۲۲۴:۲۶) وَالشُّعَرَاء يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوُون ۳۸۳

(۳۰۲:۲۶) لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ أَلَّا يَكُونُوا مُؤْمِنِين ۶۱۰

سورة القصص (۲۸)

(۷:۲۸) إِنَّا رَآدُّوهُ إِلَيْكِ وَجَاعِلُوهُ مِنَ الْمُرْسَلِين ۵۴۹

(۷:۲۸) أَنْ أَرْضِعِيهِ ۵۴۹

(۸:۲۸) وَكَمْ أَهْلَكْنَا مِن قَرْيَةٍ بَطِرَت ۴۷۴

(۱۰:۲۸) إِنْ كَادَتْ لَتُبْدِيْ بِهٖ لَوْلَآ أَن رَّبَطْنَا عَلٰى..... ۵۴۹

(۴۱:۲۸) وَجَعَلْنَاهُمْ أَئِمَّةً يَدْعُونَ إِلَى النَّار ۳۷۶

(۷۱:۲۸) إِنَّمَا أُوتِيتُهُ عَلَى عِلْمٍ عِندِي ۶۵

سورة العنكبوت (۲۹)

(۶۹:۲۹) وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ۶۴۰

سورة الروم (۳۰)

(۱:۳۰_۲) الٓمٓ ☆غُلِبَتِ الرُّوْم ۳۱۰

(۲۱:۳۰) خَلَقَ اللّٰهُ مِنْ اَنْفُسِكُمْ ۲۸۸

سورة لقمان (۳۱)

(۲۷:۳۱) وَلَوْاَنَّ مَا فِي الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ اَقْلَامٍ ۷۳۱

سورة السجدہ (۳۲)

(۱۲:۳۲) رَبَّنَا أَبْصَرْنَا وَسَمِعْنَا فَارْجِعْنَا نَعْمَلْ صَالِحاً ۹۸

(۸۰:۳۲) اَفَمَنْ كَانَ مُومِناً كَانَ فَاسِقاً ۷۸٤

سورة الاحزاب (۳۳)

(۵۳:۳۳) وَاِذَا سَاَلْتُمُوْ هُنَّ مَتَاعًا ۳۹

(۵۹:۳۳) يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَا بِيْبِهِن ۲۰۷

(٦۱:۳۳) مَّلْعُوْنِيْنَ اَيْنَمَا ثُقِفُوْٓا اُخِذُوْا وَقُتِّلُوْا تَقْتِيْلًا ۱۵۳

(۷۷:۳۳) يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلاً سَدِيْداً ۳٦۱

سورة سبا (۳۴)

(۱۵:٤۳) لَقَدْ كَانَ لِسَبَافِى مَسَاكِنِهِمْ ٤۸۵

سورة صافآت (۳۷)

(۲۹:۳۷) اِنِّىْ سَقِيْم ٤۱۱

سورة الزمر (۳۸)

(۱۸:۳۸) الَّذِيْنَ يَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُوْنَ أَحْسَنَه ۳٦۱

(۳۰:۳۸) إِنَّكَ مَيِّتٌ وَإِنَّهُم مَّيِّتُوْن ٦۸٤

(۵۳:۳۸) قُلْ يٰعِبَادِىَ الَّذِيْنَ اسْرَفُوا عَلَى اَنْفُسِهِمْ ۳٦۳_۳٦۷

(٦۵:۳۸) وَلَقَدْ أُوْحِىَ إِلَيْكَ وَإِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ..... ۷۳۰

سورة المومن (الغافر) (۴۰)

(۱۱:٤۰) رَبَّنَا أَمَتَّنَا اثْنَتَيْنِ وَأَحْيَيْتَنَا اثْنَتَيْن ۹۷

(۱۲:٤۰) ذَلِكُم بِأَنَّهُ إِذَا دُعِىَ اللّٰه ۹۷

(۱٦:٤۰) لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْم ۷٦٦

(۱٦:٤۰) للّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهّارِ ۷٦٦

سورة الشوریٰ (۴۲)

(۱۱:۴۲) لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَیْءٌ ۷۱۲

(۵۱:۴۲) وَمَا كَانَ لِبَشَرٍاَنْ يُكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا ۵۲۳

سورة زخرف (۴۳)

(۱۳:۴۳) سُبْحٰنَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْن ۴۸

(۳۲:۳۴) لِيَتَّخِذَ بَعْضُهُمْ بَعْضا سخْرِيًّا ۱۰۰

(۴۵:۴۳) وَسْئَلْ مَنْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ ۸۲۲

(۷۷:۴۳) يَامَالِكُ لِيَقْضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ ۹۶

سورة الدخان (۴۴)

(۲۳:۴۴) وَاتْرُكِ الْبَحْرَ رَهْوا ۳۹۳

(۲۴:۴۴) فَاَسْرِبِعِبَادِیْ لَيْلًا ۳۹۳

سورة احقاف (۴۶)

(۱۶:۴۶) أُولٰئِكَ الَّذِيْنَ نَتَقَبَّلُ عَنْهُم ۸۱۴

سورة الفتح (۴۸)

(۱:۴۸) إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحاً مُّبِيْناً ۳۶۸

سورة الحجرات (۴۹)

(۲:۴۹) اِنَّ الَّذِيْنَ يَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَرَسُوْلِ اللّٰه ۲۹۲

(۹:۴۹) وَاِنْ طَآئِفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا ۱۴۹

(۱۳:۴۹) اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُم ۲۹۲

سورة الرحمٰن (۵۵)

(۱:۵۵-۲) الرَّحْمٰنُ ☆ عَلَّمَ الْقُرْاٰن ۳۵۱

(۲۶:۵۵) كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَان ۶۳۷

(۴۱:۵۵) يُعْرَفُ الْمُجْرِمُوْنَ بِسِيْمٰهُمْ ۶۲۷

سورة الواقعہ (۵۶)

(۸۲:۵۶) وَتَجْعَلُوْنَ رِزْقَكُمْ اَنَّكُمْ تُكَذِّبُوْنَ ۳۴۴

سورة التحريم (٦٦)

(٥:٦٦) عَسٰى رَبُّهٗٓ اِنۡ طَلَّقَكُنَّ ٣٩

سورة المعارج (٧٠)

(٢٣:٧٠) وَالَّذِيۡنَ هُمۡ عَلٰى صَلَوٰتِهِمۡ يُحَافِظُوۡنَ ٢٩

سورة عبس (٨٠)

(٣٤:٨٠) يَوۡمَ يَفِرُّ الۡمَرۡءُ مِنۡ اَخِيۡهِ ٩١

سورة انشقاق (٨٤)

(٨٤:٧-٨) فَاَمَّا مَنۡ اُوۡتِىَ كِتٰبَهٗ بِيَمِيۡنِهٖ ٣١٨

سورة علق (٩٦)

(٩٦:١) اقۡرَاۡ بِاسۡمِ رَبِّكَ الَّذِىۡ خَلَقَ ٧٨٩

صحیح احادیث کی فہرست

ابصروها فان جاء ت به اسحم ادعج العنيين..... ١٣١

اتركواالحبشة ماتركتم ٤٦٥

اخرج الىٰ هذا فعلمه الاستيذان..... ١٨٨

اذا اراد اللّٰه قبض عبد بارض جعل له اليها حاجة..... ٧٨٢

اذا استاذن احدكم ثلاثا فلم يوذن لهٗ فليرجع..... ١٩٤

اذا دخل البيت غير مسكون اوالمسجد فليقل السلام علينا ٢٨٧

اذا قضىٰ اللّٰه لرجل ان يموت بارض جعل لهٗ اليها حاجة..... ٧٨٢

اذامراحدكم بالنبل فى المسجد..... ٢٤٧

اذا ولدت الامة ربتها..... ٧٧٩

اراء يت رجلا عمل الذنوب كلها..... ٣٧٢

اعطوه مكان كل سيئة عملها حسنة ٣٧١

افعميا ان انتما الستما تبصرانه..... ٢٠٥

اكفلوا لى بست اكفل لكم الجنة..... ٢٠٠

اللهم انى استخيرك بعلمك..... ٦١٧

اللهم انى ظلمت نفسى ظلما كثيرا..... ١٠٤

ان الانساب تنقطع يوم القيامة غير نسبى..... ٩٣

انكحوا النساء فانهن ياتينكم بالمال..... ٢١٨

ان ابن جدعان كان يقرى ء الضيف..... ٤١٢

ان اللّٰه اذا استودع شيئا حفظه ٧٤٨

ان اللّٰه اصطفىٰ من الكلام اربعا :سبحان اللّٰه،..... ٧٠٨

ان اللّٰه لايحب المبلسين..... ٧٩٥

ان رسول اللّٰه نظر الىٰ السماء يوما فقال هذا اوان..... ٢٠

ان رسول اللّٰه كان يقرا ء﴿مستكبرين به سٰمرا﴾..... ٧٣

ان فضل عائشةؓ علىٰ النساء ١٨٣

انما جعل الاستيذان من اجل البصر ١٩٣

انما كره السمرة حين نزلت هذه الاية ﴿مستكبرين به سٰمرا﴾ ٧٤

انما الماء طهورلاينجسه شيء ٣٤٤

ان نبى اللّٰهﷺ امر يوم بدر باربعة وعشرين رجلا من صناديد قريش..... ٧٢٨

ان النبى ﷺ كان اذا صلىٰ رفع بصره الىٰ السماء ١١

ان اوّل من يكسىٰ حلة النار ابليس..... ٣٠٦

انه سئل عائشة كيف كان يقرءُ هذه الاية﴿والذين يوتون ما اتوا﴾ ٦٩

اول من اظهر اسلامه سبعة : رسول اللّٰه ، ابوبكرؓ..... ٦٤٣

اهم الذين يخطئون ويعملون بالمعاصى..... ٦٦

اهو الرجل يسرق ويزنى ويشرب الخمر ٦٦

ايما امراء ة استعطرت ،فخرجت ،فمرت علىٰ قوم ٢٠٣

اين الحمادون الذين يحمدون ربهم ٢٥٣

البزاق فى المسجد خطيئة ٢٤٥

بسم اللّٰه اعوذ بكلمات اللّٰه التامة من غضبه ٨٤

بشر هذه الامة بالسنا والرفعة والدين ٢٦٦

البضع ما بين الثلاث..... ٦٩٧

ثلاثة حق علىٰ اللّٰه عونهم ٢١٨

ثلاثة يوتون اجرهم مرتين ٦٠٧

جاء ابو سفيان الىٰ النبى ﷺ فقال يا محمد (ﷺ)انشدك اللّٰه والرحم ٧٨

خلال فى تسع لم تكن لاحد الا ١٦٠

خمس لايعلمهن الّا اللّٰه..... ٧٨٠

خير النساء قعربيوتهن ٢٥٠

﴿تتجافىٰ جنوبهم عن المضاجع ﴾نزلت فى انتظار الصلاة التى تدعىٰ العتمة ٨٠٣

تخرج الدابة الارض ومعها عصىٰ موسىٰ ٥٣٥

رحم اللّٰه النساء والمهاجرات الاوّل..... ٢٠٦

سئل النبى ﷺ اى عمل افضل؟ فقال الصلاة علىٰ وقتها..... ٣٦٤

سحاق النساء الزنابينهن ٣٣٣

الصوم جنة ٨٠٦

عليهم ما حملوا وعليكم ما حملتم ٢٦٣

فى قوله﴿ولايبدين زينتهن ﴾قال:الزينة ،السوار،..... ٢٠٢

قام رسول اللّٰه علىٰ المنبر ١٥٩

قراء ت علىٰ النبى ﷺ﴿واللّٰه الذى خلقكم م ضَعُفٍ﴾ ٧٢٨

قراء ناعلىٰ عهد النبى ﷺ سنتين ﴿والذين لايدعون .....يلق اثاما ﴾ ٣٦٨

كان رجل يقال له مرثد يحمل الاسارىٰ من مكة..... ١١٦

كان رسول اللّه ﷺ اذا اتىٰ باب قوم لم يستقبل الباب..... ١٩٢

كان رسول اللّه ﷺ اذاراد ان يخرج الىٰ سفر اقرع بين ازواجه..... ١٤١

كان رسول اللّه ﷺ اذاتهجد فى الليل يدعواللهم لك الحمد ٢٣٢

كان رسول اللّه ﷺ يقرء فى الفجر يوم الجمعة الٓمٓ تنزيل السجدة..... ٧٨٤

كان لقمان عليه السلام عبدا لداود عليه السلام ٧٤٩

كان يوم بدر ظهرت الروم علىٰ فارس ماعجب ذلك المومنين..... ٦٩٥

كان النبى ﷺ لاينام حتىٰ يقرء ﴿الٓم تنزيل السجدة﴾ ٧٨٥

كانوا ينتظرون ما بين المغرب والعشاء يصلون..... ٨٠٤

كل مولود يولد علىٰ فطرة الاسلام..... ٧١٥

كلوح الراس النضيج ٩٥

كلوا الزيت وادهنو ابه فانهٗ من شجرة مباركة..... ٢٤٠

كنا جلوسا غشية الجمعة فى المسجد فجاء رجل من الانصار..... ١٣٠

كيف كان خلق رسول اللّٰه ﷺ..... ٠٦

لاتبيعوا القينات ،ولاتشتروهن ،ولاتعلموهن ٧٣٣

لاول لعان كان فى الاسلام ان شريك..... ١٣٢

لايتنصف النهار من يوم القيامة ٣١٨

لقد اذيت فى اللّٰه ما اذى احد ٦٤٧

لقد بعث اللّٰه النبى ﷺ علىٰ اشد حال بعث عليها نبيا من الانبياء..... ٣٧٨

لما قدم رسول اللّٰه ﷺ واصحابهٗ المدينة وآوتهم الانصار ،ورمتهم العرب ٢٦٦

مااهلك اللّٰه قوما ولاقرنا ولاأمة ولاهل قرية بعذاب ٥٩١

ما بال اقوام يرفعون ابصارهم الىٰ السماء..... ٢٢

ماعلمت من اهلى سوء ١٤٤

مامن باقل مطرا من عام ولكن اللّٰه لصرفه حيث يشاء ٣٤٥

ما من مولود يولد علىٰ فطرة الاسلام ٧١٥

مفتاح الغيب خمس ٧٧٩

من اسلم من اهل الكتاب فله اجره مرتين ٦٠٧

من اسن خيرا فاستن به..... ٦٥٠

النظرة سهم ٢٠٠

نهىٰ رسول الله ﷺ عن البيع والشراء فى المسجد ٢٤٧

واذاطعمتم فاذكروا اسم الله..... ٢٨٣

والذى نفسى بيده ماانتم باسمع منهم ولكنهم لايطيقون..... ٧٢٦

والذى نفسى بيده ما من نسمة تولد الاعلىٰ فطرة..... ٧١٦

وضع رسول الله ﷺ اصبعيه فى اذنيه ورفع صوته..... ٤٤٣

وقف النبى ﷺ علىٰ قليب بدرفقال هل وجدتم ٧٢٦

ياأُمة محمد ﷺ اعطيتكم قبل ان تسالونى ٥٩٢

ياأُم حارثة انها جنان فى الجنة ٣١

ياايهاالناس توبواالىٰ الله جميعا فانى اتوب اليه كل يوم مئة مرة..... ٢١٥

يابُنىّ اياك والتقنع فانها مخوفة بالليل ،ومذلة بالنهار..... ٧٤٨

يارسول الله ماالاسلام ؟..... ٧٨٣

يامعشرقريش انقذوا انفسكم من النار فانى لااملك لكم ضراوّلانفعا ٤٤١

ياعماه قل لااله الا الله اشهد لك بها عندالله يوم القيامة ٦٠٨

يافاطمة ابنة محمد ﷺ ياصفية ابنة عبدالمطلب ٤٤٢

يبايع رجل بين الركن والمقام ،ولن يستحيل هذا البيت الا اهله..... ٤٦٤

يجمع الله الناس فى صعيد واحد..... ٢٤٢

يخرب الكعبة ذو السويقتين من الحبشة..... ٤٦٥

ضعیف احادیث کی فہرست

اسبغ الوضوء یزد فی عمرك..... ۲۸۷

استعیذوا بالله من خشوع النفاق..... ۱۳

استمع کلام الحکماء..... ۷٤٦

الااخبرکم لم سمی اللّٰه ابراهیم خلیله..... ۷۰۷

الٓم تنزیل و تبارك الذی بیدهٖ الملك تفضلان علیٰ کل سورة فی القرآن..... ۷۸۸

اللّٰهم ربنا ورب کل شیء انا شهید بانك انت الرب وحدك..... ۲۳۲

ان الٓمٓ تجاهل عن صاحبها فی القبر..... ۷۸۷

ان اللّٰه حرم القینة وبیعها وثمنها وتعلیمها..... ۷۳۳

ان اللّٰه قد زوجنی معك فی الجنة مریم بنت عمرآن..... ۵۵۷

ان رسول اللّٰه ﷺ صلیّ بهم الصبح فقراء فیها الروم ٦۸۹

ان النبی ﷺ صلیٰ الظهر فظننا انهٗ قرء ﴿الم تنزیل﴾ السجدة ۷۸۵

ان النبی ﷺ صلیٰ الظهر،فسجد، فظننا انهٗ قرء ﴿الم تنزیل﴾ السجدة ۷۸۵

ان النبی ﷺ قال قال لعائشةؓ قدانزل اللّٰه عذرك..... ۱۵۱

اوتیت مفتاح کل الشی ء الا الخمس..... ۷۸۱

اوتی نبیکم کل الشیء غیر الخمس ۷۸۱

اول ما تفقدون من دینکم الخشوع وآخر..... ۲۱

اوّل من دخل الحمام سليمان ٥١٣

اى الاجلين قضىٰ موسىٰ ؟..... ٥٨٠

البزاق فى المسجد خطيئة .....[عن ابن عباسؓ] ٢٤٤

تعوذا باللّٰه من خشوع النفاق..... ١٣

خصال لاينبغن فى المسجد :لايتخذ طريقا ولا يشهرفيه سلاح..... ٢٤٦

خلق اللّٰه جنة عدن..... ٠٧

الرملة الربوة..... ٥٦

الرافلة فى الزينة فى غير اهلها كمثل ظلمة يوم القيامة لانورلها ٢١٥

زرالقبور تذكربها الآخرة ٦٢٥

سافروا تصفحوا وتغنوا ٦٨٤

سجدنا مع رسول اللّٰه فى الظهر فظننا انهٗ قرء الٓمٓ تنزيل السجدة ٧٨٥

السلام قبل الكلام ١٩١

سيروا سبق المفردون..... ٦٥٠

علموا رجالكم سورة مائدة وعلموا نسائكم ١٠٥

كل فرج عليك حرام الا فرجين ٢٥

كنا نصلى خلف النبى ﷺ الظهر ونسمع منه الاية بعد الاية من سورة لقمان ٧٣١

كن ما لايرجو ا ارجىٰ منك لما ترجوا..... ٥٨٣

لايحملنكم استبطاء الرزق علىٰ ان تطلبوا بمعاصى اللّٰه ٤٣٧

لو خشع قلب هذا خشعت جوارحهٗ..... ١٦

ما تحت ظل السماء من الة يعبد من دون اللّٰه اعظم عنداللّٰه من هوىٰ متبع ٣٣٨

مارفع احد صوتهٗ بغناء الا بعث اللّٰه اليه شياطين ٧٣٦

ما نقض مال من صدقة قط تصدقوا..... ١٧١

من لم تامره الصلاة بالمعروف، وتنهه عن المنكر لم يزدد..... ٦٦٨

من لم تنهه صلاته عن الفحشاء والمنكر تم تزده من اللّٰه الا بعداً ٦٦٧

من حدثك من العلماء ما عذاب يوم الظلة ،فكذبهٗ..... ٤٣٥

من سره ان لا يجد الشيطان عنده طعاما ولا مقيلا ٢٥٨

من صلىّ صلاةلم تامره بالمعروف وتنهه عن المنكر لم تزده..... ٦٦٨

من قال حين تصبح (سبحان تمسون وحين تصبحون)..... ٧٠٧

موضوع احادیث کی فہرست

اتخذوا السودان اربعة..... ٧٤٢

اذاقام احدکم فی الصلاة فلیسکن اطرافه..... ١٦

ان امتك ستفتن من بعدك ٥٢٨

انزل اللّٰه من الجنة الیٰ الارض خمسة انهار..... ٤٣

ان اللّٰه و کل ملك الموت بقبض..... ٧٧٩

العنکبوت شیطان مسخهااللّٰه ٦٦٥

فلمارآه موسیٰ علیه السلام سجدله من الفرق..... ٥٦٧

نفسی بیدهٖ لو ان رجلا موقنا قرء ها علیٰ جبل لزال ١٠٢

عربی اشعار کی فہرست

اسمر خطبی کان کعوبه	نوی القصب قد اردی ذراعا علی عشر	٥٨٧
ان تسالینا فیم نحن فاننا	عصا فیر من هذا الانام المسحر	٤٢٨
بلاد سقا ها اللّٰه اما سهولها	فقضب ودر مغدق وحدائق	٥١٨
تمشی فتشقلهاعجیزتها	مشی الضعیف ینوئبالوسق	٦٢٣
ثبت اللّٰه ما اعطاك من حسن	تشبیت موسی ونصرا مثل ما نصرا	٤٦٠
حصان رزان مَاتزن بربیة	وتصبح غرثی من لحوم الغوافل	١٦٣
خفیفة فی کتاب حاذرات	یقودهم ابو شبل هزبر	٣٩٨
دار البیضاء العواض طفلة	هضومة الکشحین ریا المعصم	٤٢٥
ذهبوا وخلقنی المخلف فیهم	فکاننی فی الغابرین غریب	٤٣١
شحنا ارضهم بالخیل حتی	ترکنا هم اذل من الصراط	٤٢٠
فاعقلی ان کنت ما تعقلی	و لقد افلح من کان عقل	١٠
فلا تکفروا ما قد صنعنا الیکم	وکافر به فالکفر بورلصانعه	٣١٠
فی ذمة من ابی قابوس منقذة	للخائفین ومن لیست له عضد	٥٨٧
وباتوابشعب لهم سامرا	اذا خب نیرانهم اوقدوا	٧٣
وروینا انا سنة من صداء	ولاقت حمیر منا اثاما	٣٦٦

وزعت رعيلها باقب نهد	اذا ما القوم شدوا بعد خمس	٤٧٨
وما اكلة ان نلتها بغنيمة	ولا جوعة ان جعتها بغرم	٣٦٠
ويوم النسار ويوم الجفار	كان عذابا وكانا غراما	٣٦٠
همت سخينة ان تغالب ربها	فليغلبن مغالب الغلاب	٤٦٠
هم عرانى فبت اذفعه	دون سهادى كشعلة القبس	٤٦٨
يخبرنا المخبر ان عمروا	امام القوم من عنق مخيل	٣٨٥
يدعو الى الحق لا يبغى به بدلا	يجلو بضوء سناه داجى الظلم	٢٥٩

بلدان وابحار کی فہرست

آزربائیجان	۳۲۲
اصطخر	۵۶۱
بخاریٰ	۰۲
بدر	۴۱
بعلبک	۵۱۴
بلخ	۴۲
بیت المقدس	۵۳
ترمذ	۰۴
جیحون	۴۲
خراسان	۹۹
دجلہ	۴۲
رملہ	۵۶
سیحون	۴۱
سینا	۴۵
طحاء	۰۲

عراق	۴۲
غوطۃ	۵۲
فرات	۴۲
فریاب	۱۱
فلسطین	۵۷
نساء	۰۴
نیل	۴۲
مدینہ طیبہ	۲۰
مصر	۴۵
مکہ	۰۱
ھند	۴۱
یمامہ	۷۹

اعلام کی فہرست

آدم بن آیاس	۳۰۵
ابراہیم تیمی	۳۱۴
ابراہیم حنفی	۱۴
ابراہیم بن ابی ھذیل	۵۷۴
ابراہیم بن سعد	۶۹۷
ابراہیم بن میسرہ	۳۷۵
ابن اشتہ	۶۸
ابن الانباری	۶۶
ابن ابی الاوفیٰ	۱۱۱
ابن ابی حاتم	۹
ابن ابی داود	۸۲
ابن ابی الدنیا	۴۳
ابن ابی شیبہ	۰۲
ابن عمر العدنی	۴۵۳
ابن ابی ملیکہ	۲۵
ابن ابی نجیح	۷۵۹
ابن ابی یحییٰ	۷۵۸
ابن بریرۃ	۲۴۳
ابن جدعان	۴۱۲
ابن جریج	۳۸
ابن جریر	۰۷
ابن حبان	۰۳

ابن حزیمۃ	۰۲
ابن راہویہ	۴۰
ابن زبعری	۴۶۲
ابن سابط	۳۲۵
ابن سعد	۰۱
ابن شھاب	۱۴
ابن الضریس	۲۹۶
ابن عباسؓ	۰۱
ابن عبدالبر	۱۹۰
ابن عبدالحکم	۴۰۶
ابن عدی	۰۶
ابن عساکر	۳۹
ابن عطاف	۴۳
ابن عمرؓ	۱۲
ابن قانع	۲۶۴
ابن لبید	۱۹
ابن لھیعۃ	۴۸۵
ابن مبارک	۱۲
ابن مردویہ	۰۱
ابن مندہ	۵۷
ابن منذر	۰۴
ابن منیع	۸۱۸
ابن نجار	۱۸۵
ابواُسید	۲۴۰

ابوامامۃ	۵۶
ابوایوب الانصاریؓ	۱۶۸
ابوایوب انصاریؓ (غیر مشہور صحابی)	۲۸۱
ابوبرزہ الاسلمی	۱۱۰
ابوبکر الصدیقؓ	۱۳
ابوبکر بن عبداللہ	۲۷
ابوبکر بن عبدالرحمٰن	۶۱۲
ابوالبختری (سعد بن فراء)	۲۸۴
ابوتمیلۃ	۲۵۸
ابوجحاف	۳۷۵
ابوالجلد	۷۵۷
ابوالجوزاء	۱۷۵
ابوجہل	۳۰۰
ابوجعفر خطمی	۷۶۷
ابوجحیفۃ	۲۲۹
ابوحزم	۳۰۸
ابوحسن سلمی	۴۵۶
ابوحمید الساعدی	۲۵۰
ابوداود	۰۲
ابوداود نقیع الاعمیٰ	۳۳۰
ابودرداء	۱۳
ابورافع	۲۱۵
ابورجاء عطاری	۳۳۴
ابورواد	۵۵۷

ابوروح	۶۹۰
ابوروق	۲۲۰
ابوزبیر	۲۲۶
ابوزرین	۳۷۰
ابوسعید رافع	۶۰۹
ابوسلمٰی بن عبدالرحمٰن	۱۶۲
ابوسنان	۲۴۳
ابوسھل السری	۶۰۹
ابوشعثاء (مسلم بن اسود)	۲۶۷
ابوالشیخ	۲۹
ابوصالح	۲۹
ابوصخر	۸۸
ابوصدیق ناجی	۴۷۵
ابوصھباء	۷۳۴
ابوطلحہ	۷۲۶
ابوطویل	۳۷۲
ابوعبداللہ	۸۰۷
ابوعبدالرحمٰن حبلی	۵۵۲
ابوعبدالرحمٰن سلمی	۲۲۴
ابوعبیدہ بن جراح	۱۵۰
ابوعثمان النھدی	۳۷۰
ابوعزہ ھذلی	۷۸۲
ابوعون حمصی	۶۱۷
ابوعوانہ	۴۴۲

ابوالقاسم البغوی	۲۰۰
ابوقتادہ	۳۶۵
ابومرہ	۶۷۱
ابوقصیبہ	۵۵۹
ابوقلابہ	۱۶
ابومالک اشعری	۳۷۳
ابومجلز	۱۰۸
ابومحلم	۸۹
ابومسلم حولانی	۴۴۹
ابومسلم خراسانی	۵۶۴
ابومعاویہ اسود	۶۳۳
ابوملیح	۵۸۲
ابومیسرہ عمر	۶۰
ابومیمون	۶۳۰
ابونصر سجزی	۵۹۳
ابونعیم اصبھانی	۵۷
ابووائل	۱۰۶
ابوھریرہؓ	۱۱
ابوالھیثم	۳۳۶
ابویسر	۲۱
ابویعلیٰ	۹۳
ابوالیمان ھرزیل	۸۱۳
اُبی بن خلف	۳۲۳
اُبی بن کعبؓ	۸۱

احمد ۱۵

احنف ۱۸۴

ارطاء ۶۱۷

اسامۃ بن زیدؓ ۱۳۸

اسحاق بن بشر ۴۳۲

اسماء بنت ابی بکرؓ ۱۵

اسماء بنت مرثد ۲۶۹

اسماء بنت یزید ۲۵۳

اسماعیل بن عیاش ۲۹۱

اسود بن سریع ۷۱۶

اسود بن مطلب ۳۰۰

اسود بن یزید ۳۶۴

اُسید بن حصیر ۱۴۹

اُسید بن زید ۸۲

اسیر بن عمر ۱۸

اشعث بن قیس ۲۸۴

اعمش ۳۱۶

الاغر ۲۱۵

افلح ۱۶۸

اقرع بن شفیؓ ۳۱۶

اُم ایاس ۱۹۰

اُم حسان ۱۴۲

امراء القیس ۴۲۵

اُم رومانؓ ۱۵

اُم سلمیٰؓ	۲۰۵
اُم عبداللہ	۵۹
اُم مسطح	۱۳۷
اُم ھانیؓ	۶۶۰
انس بن مالکؓ	۶۶
اوس بن اوس الثقفی	۶۲۸
اوزاعی	۴۷۴
ایقع عبدالکلاعی	۱۰۱
ایوب بن موسیٰ	۳۴۱
امام بخاریؒ	۰۲
براء بن عازب	۲۶۵
بریرہؓ	۱۳۳
بشر بن منصور	۳۹۱
بلالؓ	۶۴۳
بلھیچم	۵۲۰
بہز بن حکیم	۱۷۷
بیہقی	۰۳
امام ترمذیؒ	۰۴
تمام الرازی	۵۵
ثابت بن اسلم	۶۱
ثابت بن عبید	۲۸۹
ثعلبۃ قرظی	۲۶۹
ثعلبی	۲۸۱
ثوبان	۲۸۱

جابر بن سمرة ۲۲

جابر بن عبداللہ ۸۶

جبیر بن مطعم ۲۴۸

جبیر بن نفیر ۱۹

جریر بن عبداللہ البجلی ۲۸۵

جعدہ بن ھبیرہ ۵۴

جعفر بن برقان ۱۲۳

جعفر بن سلمان ۶۱

جعفر بن محمد ۳۳۳

حاکم ۴

حارث بن مضرب ۱۰۵

حارث بن سراقہ ۳۰

حارث بن عامر ۶۱۱

حارث بن عمر ۲۸۱

حرث عکلی ۴۹۲

حجاج بن یوسف ۴۱۴

حزیفہ بن اسید ۵۳۳

حزیفہ بن یمانؓ ۲۱

حسن بصری ۱۴

حسن بن علی ۴۶۱

حسین بن علی جعفی ۳۵۱

حفصہ بن ابی حبلۃ ۶۰

حفصہ بنت سرین ۲۷۸

حفصہ بنت عمرؓ ۶۷۹

حکیم الترمذی	۱۳
حکیم بن عتبۃ	۱۵۸
حکیم بن جابر	۴۸۹
حکیم بن ایان	۸۱۴
حضرمی بن لاحق	۲۱۳
حماد بن سلمہ	۵۰۲
حماد بن ابی سلیمان	۶۶۹
حمنہ بنت جحش	۱۱۴
حمنہ بنت سفیان	۷۶۴
حمید بن عبدالرحمٰن	۲۹۷
حنظلۃ	۶۱
خالد ربعی	۴۱
خالد بن دریک	۳۰۴
خالد بن عبداللہ	۳۲
خالد بن ولیدؓ	۸۶
الخرائطی	۱۳۵
خباب بن الارتؓ	۳۸۳
خصیف	۱۷۴
خطیب	۴۱
خیثمۃ	۳۰۳
الدارقطنی	۶۸
دیلمی	۳۳
دینوری	۷۰۴
ذکوان	۱۸۲

رافع بن خدیج ۲۲۹
راھز مزی ۷۴۶
ربیع بنت نصر ۳۰
ربیع بن انس ۴۴
ربیعہ الجرشی ۸۰۸
رفاعہ بن رافع ۳۱۳
رفیع بن مھران (ابوالعالیہ) ۰۸
رفاعہ القرظی ۵۹۹
روضہ ۱۸۹
رویانی ۲۲۳
زبیر بن محمد ۴۸۶
زرارہ بن اوفیٰ ۳۳۵
زرعہ بن ابراہیم ۵۴۵
زمعہ بن اسود ۳۰۰
زھیر بن عمرو ۴۴۲
زیاد بن سعد ۹۷
زید بن ارقم ۲۳۱
زید بن اسلم ۵۳
زید بن ثابت ۴۰
زید بن رفیع ۷۲۰
زید بن میسرہ ۶۵۵
زینب بن جحش ۱۴۱
سالم براء ۶۱۴
سالم بن عتبۃ ۳۱۷

السدی ۲۴

سراقہ بن مالکؓ ۶۴

سحیم بن نوفل ۵۲۰

سعید بن جبیر ۹

سعید بن عاصم ۱۲۲

سعید بن مسیّب ۵۶

سعید بن ابی وقاصؓ ۹۵

سعید بن ابی سعید ۷۰۶

سعید بن جنادۃ ۱۲۵

سعید بن معاذ ۱۳۹

سعید بن منصور ۱

سعید بن وھب ۲۷

سفیان بن حسین ۸۷

سفیان بن عیینہ ۴۵۲

سفیان بن منصور ۴۹۱

سلمان فارسیؓ ۲۸۵

سلمۃ بن نبیط ۱۷۵

سلمۃ بن نفیل ۳۷۲

سلمۃ بن اکوعؓ ۷۸۰

سلمۃ بن یزید ۲۶۴

سلمۃ بن عبداللہ ۵۱۴

سلیمان بن ربیعہ ۳۷۰

سلیمان بن یسار ۱۱۳

سلیمان بن عبدالملک ۴۶

سلیط ۶۹۹

سماک بن حرب ۴۰۶

سمیہؓ ۶۹۲

سمرہ بن جندب ۲۶۲

سمویہ ۸۹

سنید ۲۰۴

سھیل بن سعد ۱۳۰

سھیل بن بیضاء ۱۳۳

سیار بن حکم ۲۵۳

شافعی ۱

شبل بن معبد ۱۲۲

شبیل بن عوف ۱۷۰

شداد بن اوس ۲۰

شرحبیل بن محلم ۷۵۷

شرید بن سوید ۷۹۴

شعبی ۸۹

شعبۃ ۱۰۹

شعیب جبائی ۵۰۱

شعیب بن سیار ۷۳۴

شفی بن ماتع ۳۶۴

شمر بن عطیہ ۲۳۶

شھر بن حوشب ۲۵۹

شیبانی ۱۱۱

شیبہ بن ربیعہ ۳۰۰

صالح ابوالخلیل ۳۵
صدقہ بن مزید ۵۳۸
صخر بن حرب ۷۸
صفوان بن عسال ۵۴۳
صفوان بن محرز ۳۱۹
صفوان بن معطل ۱۳۶
صفوان بن اُمیہ ۱۸۹
صفیہ بن شیبہ ۲۰۶
صہیب ۶۴۲
ضحاک ۳۵
ضیاءالدین ۴
طاؤس بن کیسان ۲۸
طبرانی ۷
طحاوی ۳
طرفہ بن عبد ۴۶۸
طستی ۹
طلحہ بن مصرف ۹
طیالیسی ۳۹
عائشہؓ ۶
عاصم ۹
عاص بن وائل ۳۰۱
عاصم بن عدی ۱۲۴
عاصم الاحوال ۲۷۸
عاصم الجحدری ۸۱

عامر بن طفیل ۳۶۶
عامر بن ابی وقاصؓ ۷۶۵
عامر بن عبدالواحد ۸۱۱
عبادۃ بن صامتؓ ۲۶
عباس بن عبدالرحمٰن ۲۴۵
عبدالغنی بن سعید ۲۹۲
عبدان ۶۰
عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ ۱۴۸
عبدالرحمٰن بن ابی بکرۃ ۶۴
عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ ۸۱۷
عبدالرحمٰن بن رملہ ۷۴۳
عبدالرحمٰن بن زید ۲۷۵
عبدالرحمٰن بن غنم ۳۰۹
عبدالرحمٰن بن معاویہ ۶۹۷
عبدالرحمٰن بن یزید ۷۴۲
عبداللہ بن اُبی ۳۰۰
عبداللہ بن احمد ۹۷
عبداللہ بن بشر ۱۹۲
عبداللہ بن بخت ۷۵۹
عبداللہ بن ثابت ۶۸۰
عبداللہ بن حرث ۶۲۹
عبداللہ بن دینار ۷۵۸
عبداللہ بن رباح ۴۶۵
عبداللہ بن رواحہ ۴۵۶

عبداللہ بن ربیعۃ ۶۷۰

عبداللہ بن زبیر ۱۵

عبداللہ بن السائب ۳

عبداللہ بن سلول ۱۳۷

عبداللہ بن سوید ۲۶۹

عبداللہ بن شداد ۴۱۹

عبداللہ بن صبیح ۲۲۰

عبداللہ بن طفیل ۲۰۴

عبداللہ بن عامر ۶۸۱

عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ ۹۷

عبداللہ بن فیروز ۷۸۱

عبداللہ بن کثیر ۵۸۶

عبداللہ بن کعب ۳۳۵

عبداللہ بن مغفل ۲۱۵

عبداللہ بن مسعودؓ ۱۸۱

عبداللہ بن مکبر ۷۶۰

عبداللہ بن مکتومؓ ۲۰۵

عبداللہ بن منقذ ۱۸

عبداللہ بن قیص ۷۶۰

عبد بن حمید ۴

عبدالرزاق ۱

عبدالکریم ۵۹۷

عبدالملک بن حبیب ۳۲۷

عبدالملک بن عبدالعزیز ۳۸

عبدالملک بن عمیر ۶۹۰

عبدالملک بن مروان ۱۶۱

عبدۃ بن ابی لبابۃ ۶۲۸

عبید بن ابرص ۴۱۹

عبید بن تعلیٰ ۳۱۷

عبیدۃ سلمانی ۲۲۲

عبید بن عبداللہ ۱۰۹

عبید بن عمر ۶۹

عبید بن عمیر ۳۰۵

عتبۃ ۷۶۰

عتبۃ بن ابی زینب ۳۵۰

عتبۃ بن ربیعۃ ۳۰۰

عتبۃ بن منذر سلمی ۵۷۶

عثمان بن حاضر ۴۸۷

عثمان بن عطاء ۳۳۸

عثمان بن عفانؓ ۸۱

عثمان بن زاھد ۷۵۳

عدی بن ثابت ۱۸۶

عدی بن حاتم ۴۴۴

عروۃ بن زبیر ۱۶۱

عسکری ۷۹

عطاء بن مسلم ۱۷

عطاء بن خالد ۳۰۵

عطاء بن یسار ۲۷۴

عمرو بن ثابت ۲۲۸
عمرو بن زارۃ ۷۹۴
عمرو بن سعد الثقفی ۱۸۹
عمرو بن شعیب ۸۴
عمرو بن مرۃ ۴۴۸
عمرو بن میمون ۳۲۷
عمرو بن عتبۃ ۵۹۳
عمرو بن قیس ۲۹۱
عمیر بن حبیب ۷۶۷
عنترۃ ۶۷۲
عوف بن مالک ۱۹
عون بن عبداللہ ۳۶۴
عون بن شداد ۶۵۱
عویمر ۱۳۰
فاطمۃ الزھراء ۲۰۹
فریابی ۱۲
فضیل بن عیاض ۳۵۷
قاسم بن ابی بزہ ۳۴۴
قاسم بن اصبح ۱۹۰
قاسم بن محمد ۱۵
قالی ۷۶۰
قبصہ بن محارق ۴۴۲
قتادۃ بن دعامۃ ۷
قضاعی ۶۸۴

کسریٰ	۶۴
کعب بن امراء	۵۴۳
کعب بن علقمۃ	۵۶۸
کعب بن مالع	۸
کلدۃ	۱۸۹
لبید بن ربیعۃ	۱۱
لیث	۷۴۶
مالک بن دینار	۶۳۱
ماھانی الحنفی	۲۸۴
مبشر بن عبید	۴۳۹
مجاہد	۸
محاملی	۵۵۹
محمد بن ابراہیم	۱۰۲
محمد بن اسحاق	۴۰۱
محمد بن جحادۃ	۴۴۹
محمد بن حنفیہ	۱۱۵
محمد بن سرین	۱۰
محمد بن عبداللہ	۱۵۹
محمد بن علی باقر	۳۵۷
محمد بن قیس	۵۰۴
محمد بن کعب	۲۵
محمد بن منذر	۷۰۴
محمد بن نصر	۲۵۳
محمد بن واسع	۷۵۴

مدثر بن ابی مدثر ۱۱۵

مدرک بن عمارۃ ۴۶۱

مرۃ البھزی ۵۶

مسدد ۴۴۲

مسروق بن اجدع ۲۹

مسعد ۲۵۷

مسلم بطین ۱۸۴

مسلم بن جندب ۵۸۷

مسلم بن یسار ۱۶

مسور بن مخرمۃ ۹۲

مسیّب بن رافع ۷۸۷

مطرف بن عبداللہ ۵۷۴

مطرف بن عکاس ۷۸۲

معاذ بن انس ۷۰۷

معاذ بن جبلؓ ۴۰

معاذۃ ۲۲۷

معاویہؓ ۴۰۲

معاویہ بن قرۃ ۲۱۴

معتمر بن سلیمان ۶۸۹

معد بن عدنان ۳۳۶

معدی کرب ۳۸۳

مغیث بن سمی ۹۴

مغیرۃ بن شعبہؓ ۱۲۰

مقداد ۶۴۳

مقداد بن اسود	۳۷۷
مکحول	۱۲۱
موسیٰ بن ابی عائشہ	۲۷۳
موسیٰ بن طلحہ	۱۸۳
مھجع	۷۴۲
میمونہ	۱۰۵
میمونہ بنت سعد	۲۱۵
نابغہ	۵۸۷
نافع بن ابی نعیم	۵۸۷
نافع بن ازرق	۹
نافع بن حارث	۱۲۲
نبیہ بن حجاج	۳۰۱
نجاشی	۳۹۸
نحاس	۲۹۶
نزال بن سمرۃ	۵۳۶
نسائی	۴
نضر بن علقمہ	۱۱۱
نضر بن حارث	۳۰۰
نعمان بن مقرن	۳۵۸
نعیم بن حجار	۵۲۸
نفیع بن حارث	۱۲۰
نوف	۴۷۹
نیار بن مکرم سلمی	۶۹۳
واثلہ بن اسقع	۲۴۶

واحدی ۱۶۶
وائل بن حجر ۲۶۳
وحشی بن حرب ۳۶۷
وکیع ۵۵
ولید بن ابی الولید ۳۸۰
ولید بن عبد الملک ۱۶۲
ولید بن عقبۃ ۱۸۷
ولید بن مغیرۃ ۳۰۰
وھب بن منبۃ ۳۵
ہشام بن حکیم ۲۹۶
ہشام بن عبد الملک ۱۶۳
ہشام بن عروۃ ۳۲۶
ھلال بن اُمیۃ ۱۲۷
ہناد بن السری ۸۷
یحییٰ بن ابی اُسید ۳۰۶
یحییٰ بن رافع الثقفی ۳۵۲
یحییٰ بن عروۃ ۳۹۶
یحییٰ بن جزار ۱۸۰
یحییٰ بن جعدۃ ۶۷۹
یحییٰ بن عتیق ۸۲
یحییٰ بن کثیر ۲۲۱
یزید بن ابی زیاد ۴۲۶
یزید بن ابی حبیب ۳۶۱
یزید بن بابنوس ۶

یزید بن رومان	۴۸۴
یزید بن سنجرۃ	۵۵
یزید بن مدثر	۶۶۵
یزید بن میسرۃ	۶۴
یزید بن ولید النافعی	۷۳۷
یعقوب بن زید	۲۴۶
یعقوب بن شیبہ	۱۶۲
یوسف بن سرف	۵۷۸
یوسف بن عبداللہ	۴۰۱
یوسف بن ماھک	۴۸۲
یوسف بن مھران	۴۰۲

مراجع ومصادر

القرآن الکریم

الادب المفرد، محمد بن اسماعیل بخاری، دار البشائر الاسلامیہ، بیروت، طبع ثانی (۱۴۰۹ھ)

احیاء العلوم، محمد بن محمد غزالی، دار المعرفۃ، بیروت، (بدون تاریخ)

ارواء الغلیل، ناصر الدین الالبانی، المکتب الاسلامی، بیروت، (بدون تاریخ)

الاسرائیلیات والموضوعات فی کتب التفسیر، ابو شہبہ، محمد بن محمد، مکتبۃ السنۃ، طبع (۱۴۰۸ھ)

الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ، احمد بن علی بن حجر العسقلانی، دار الجبل، بیروت، طبع اول (۱۴۱۳ھ)

الاعلام، خیر الدین زرکلی، دار العلم للملایین، بیروت، طبع (1980ء)

الاوسط، محمد بن المنذر، مکتبۃ طیبۃ، الریاض، طبع اوّل، (۱۴۰۵ھ)

الایمان لابن مندہ، ناصر الدین الالبانی، المکتب الاسلامی، بیروت، طبع رابع (1993ء)

البعث والنشور، احمد بن حسین بیہقی، مئوسسۃ الثقافیہ، بیروت، طبع (۱۴۰۸ھ)

تاریخ بغداد، احمد بن علی خطیب بغدادی، دار الکتاب العلمیۃ، بیروت، (بدون تاریخ)

تاریخ دمشق، ابن عساکر ھبۃ اللہ بن الحسن، دار الفکر، بیروت، (بدون تاریخ)

تاریخ الطبری، محمد بن جریر الطبری، مئوسسۃ الاعلمی للمطبوعات، بیروت، (بدون تاریخ)

التحریر والتنویر، ابن عاشور، محمد الطاہر، موئسسۃ التاریخ العربی، طبع (۱۴۲۰ھ)

تخریج الاحادیث والاثار الواقعۃ فی تفسیر الکشاف، جمال الدین الزیلعی، دار ابن خزیمۃ، الریاض، طبع اول (۱۴۱۴ھ)

تخریج الاحیاء، العراقی، برنامج منظومۃ، مرکز الاسلام لابحاث القرآن والسنۃ بالاسکندریۃ، (بدون تاریخ)

تخریج الظلال فی تخریج السنۃ لابن عاصم، المکتبۃ الاسلامیہ، بیروت، طبع (1993ء)

تذکرۃ الحفاظ، محمد بن احمد ذہبی، دار احیاء التراث، بیروت، (بدون تاریخ)

الترغیب والترھیب، اسماعیل بن محمد الاصبھانی، دارالحدیث، القاھرہ، طبع ثانی (۱۴۱۴ھ)

تعجیل المنفعۃ، احمد بن علی بن حجر العسقلانی، دارالکتاب العربی، بیروت، (بدون تاریخ)

التعدیل والتجریح، سلیمان بن خلف باجی، دارالواء للنشر والتوزیع، ریاض، طبع (1986ء)

تعظیم قدرۃ الصلوٰۃ، محمد بن نصر المروزی، مکتبۃ الدار، المدینۃ المنورہ، طبع اول (۱۴۰۶ھ)

تعلیقات الالبانی علیٰ جامع الصغیر وزیادتہ، ناصر الدین الالبانی، المکتب الاسلامی، بیروت، (بدون تاریخ)

تفسیر عبدالرزاق، عبدالرزاق بن ہمام الصنعانی، دارالکتاب، بیروت، (بدون تاریخ)

تفسیر القرآن العظیم مسندا عن الرسول ﷺ، عبدالرحمٰن بن ابی حاتم، المکتبۃ العصریہ، بیروت، (بدون تاریخ)

تفسیر مجاہد، مجاہد بن حبر، دارالکتاب العلمیہ، بیروت، طبع (2005ء)

تفسیر القرآن العظیم، اسماعیل بن کثیر، دارالغد العربی، قاہرہ، طبع اول (۱۴۱۱ھ)

تفسیر مقاتل بن سلیمان، مقاتل بن سلیمان، دارالکتاب العلمیہ، بیروت، طبع (۱۴۲۴ھ)

تقریب التھذیب، احمد بن علی بن حجر العسقلانی، دارالرشد، سوریا، طبع اول (۱۴۰۶ھ)

تنزیل القرآن، ابن شھاب الزہری، دارالکتاب الحدیث، بیروت، طبع ثانی، (1980ء)

التمھید، یوسف بن عبداللہ بن عبدالبر، وزارۃ عموم الاوقاف، المغرب، طبع (۱۳۸۷ھ)

تھذیب التھذیب، احمد بن علی بن حجر العسقلانی، دارالفکر، بیروت، طبع اول (۱۴۰۴ھ)

تھذیب الکمال، یوسف بن الزکی مزی، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت، طبع اول (۱۴۰۰ھ)

الثقات، محمد بن حبان، دارالفکر، بیروت، طبع اول (۱۳۹۵ھ)

جامع البیان فی تاویل القرآن، محمد بن جریر الطبری، دارالکتاب العلمیہ، بیروت، (بدون تاریخ)

الجامع الصحیح، محمد بن اسماعیل بخاری، دارابن کثیر، الیمامۃ، بیروت، طبع ثالث، (1987ء)

جامع لاحکام القرآن، محمد بن احمد قرطبی، داراحیاء التراث العربی، بیروت طبع (1985ء)

الجرح والتعدیل، عبدالرحمٰن بن ابی حاتم، داراحیاء التراث العربی، بیروت طبع (1982ء)

حجۃ القراءت، عبدالرحمٰن بن محمد ابوزرعۃ، مئوسسۃ الرسالۃ، بیروت، طبع (1982ء)

حلیۃ الاولیاء، ابونعیم الاصبھانی، دارالکتاب العربی، بیروت، طبع رابع، (۱۴۰۵ھ)

دلائل النبوۃ، احمد بن حسین بیہقی، دارالکتاب العلمیہ، بیروت، (بدون تاریخ)

دیوان بشر بن حازم، وزارۃ الثقافۃ بدمشق، طبع ثانی، (1972ء)

دیوان حسان بن ثابتؓ، مکتبۃ الیمانی الحلبی، مصر، طبع اول (1985ء)

دیوان طرفۃ بن عبد، مجمع اللغۃ العربیہ، دمشق، طبع (1975ء)

دیوان عبید بن ابرص، دارصادر، بیروت، (بدون تاریخ)

دیوان کعب بن زھیر، دارالکتاب المصریہ، طبع (1971ء)

دیوان لبید بن ربیعۃ، لبید بن ربیعۃ العامری، دارصادر، بیروت، (طبع اول)

ذم الدنیا، ابن ابی الدنیا، عبداللہ بن محمد ابوبکر، مکتبۃ الرشد، الریاض، طبع (۱۹۹۰ء)

الرضاء عن اللہ بقضاءہ، ابن ابی الدنیا، دارحزم، بیروت، طبع (1989ء)

روح المعانی فی تفسیر القرآن العظیم والسبع المثانی، شھاب الدین محمود بن عبداللہ الالوسی،

زادالمسیر فی علم التفسیر، عبدالرحمٰن بن علی الجوزی، المکتب الاسلامی، بیروت، طبع ثانی (۱۴۰۴ھ)

الزھد، احمد بن حنبل، دارالکتاب العلمیۃ، بیروت، (بدون تاریخ)

الزھد، عبداللہ بن المبارک، دارالکتاب العلمیہ، بیروت، (بدون تاریخ)

الزھد، ہناد بن السری الکوفی، دارالخلفاء الکتاب الاسلامی، الکویت، طبع (۱۴۰۶ھ)

السلسلۃ الصحیحۃ المختصرۃ، ناصر الدین الالبانی، المعارف، الریاض، (بدون تاریخ)

السلسلۃ الضعیفۃ المختصرۃ، ناصر الدین الالبانی، المعارف، الریاض، (بدون تاریخ)

سنن ابن ماجۃ، محمد بن یزید، دار الفکر، بیروت، تحقیق محمد فواد عبد الباقی، (بدون تاریخ)

سنن ابی داود، سلیمان بن اشعث، دار الفکر، بیروت، (بدون تاریخ)

سنن البیھقی الکبریٰ، احمد بن حسین بیہقی، مکتبۃ الباز، مکۃ مکرمۃ، طبع (۱۴۱۴ھ)

سنن الترمذی، محمد بن اسماعیل، دار احیاء التراث العربی، بیروت، طبع اول (۱۴۰۷ھ)

سن الدار قطنی، علی بن عمر، دار المعرفۃ، بیروت، طبع (۱۳۸۶ھ)

سنن الدارمی، عبد اللہ بن عبد الرحمن، دار الکتاب العربی، بیروت، طبع اول (۱۴۰۷ھ)

سنن النسائی الکبریٰ، احمد بن شعیب، دار الکتاب العلمیۃ، بیروت، طبع اول (۱۴۱۱ھ)

سیر اعلام النبلاء، محمد بن احمد ذہبی، مئوسسۃ الرسالۃ، بیروت، طبع (1990ء)

شرح معانی الاثار، احمد بن محمد طحاوی، دار الکتاب العلمیۃ، بیروت، طبع اول (۱۳۹۹ھ)

شعب الایمان، احمد بن حسین بیہقی، دار الکتاب العلمیۃ، بیروت، (بدون تاریخ)

صحیح ابن حبان، محمد بن حبان، مئوسسۃ الرسالۃ، بیروت، طبع ثانی (۱۴۱۴ھ)

صحیح ابن خزیمۃ، محمد بن اسحاق بن خزیمۃ، المکتب الاسلامی، بیروت، طبع (۱۳۹۰ھ)

صحیح الترغیب والترھیب، ناصر الدین الالبانی، مکتبۃ المعارف، الریاض، طبع خامس (بدون تاریخ)

صحیح مسلم، مسلم بن حجاج، دار احیاء التراث العربی، بیروت، (بدون تاریخ)

صفۃ الجنۃ، ابن ابی الدنیا، مکتبۃ القرآن، قاہرہ، (بدون تاریخ)

صفۃ الجنۃ، حافظ ضیاء الدین، دار تلبینہ، ریاض، طبع (2002ء)

صفۃ الصفوۃ، عبدالرحمٰن بن جوزی، دارالمعرفۃ، بیروت، (بدون تاریخ)

ضعفاء العقیلی، محمد بن عمر عقیلی، دارالمکتبۃ العلمیۃ، بیروت، طبع (۱۴۰۴ھ)

ضعیف الترغیب والترھیب، ناصرالدین الالبانی، مکتبۃ المعارف، الریاض، طبع خامس (بدون تاریخ)

الطبقات، احمد بن شعیب نسائی، دارالوعی، حلب، طبع اوّل (۱۳۶۹ء)

الطبقات، خلیفہ بن خیاط، دارطیبۃ، ریاض، (بدون تاریخ) البابی الحلبی، (بدون تاریخ)

الطبقات الشافعیہ الکبریٰ، عبدالوہاب بن علی سبکی، فیصل عیسیٰ

الطبقات الکبریٰ، محمد بن سعد، دارصادر، بیروت، (بدون تاریخ)

الطبقات المدلسین، احمد بن علی بن حجر، مکتبۃ المنار، عمان، طبع اوّل (۱۴۰۳ھ)

العافیہ فی ذکر الموت، عبدالحق بن عبدالرحمٰن الاشبیلی، مکتبۃ دارالاقصیٰ، الکویت، طبع (۱۹۸۶ء)

العظمۃ، عبداللہ بن محمد ابوالشیخ، دارالعاصمۃ، ریاض، طبع (۱۴۲۰ھ)

العلل الواردۃ فی الاحادیث النبویۃ، علی بن عمر الدارقطنی، دارطیبہ، ریاض، طبع (۱۴۰۵ء)

غایۃ النھایۃ فی الطبقات القراء، ابن الجزری، مکتبۃ الخانجی، مصر، طبع (۱۹۳۲ء)

غریب القرآن، ابن قتیبۃ، دارالکتب العلمیۃ، بیروت، (1978ء)

الفتن، نعیم بن حماد المروزی، مکتبۃ التوحید، القاھرہ، طبع (۱۴۱۲ھ)

فتوح مصر واخبارھا، عبدالرحمٰن بن عبدالحکم، دارالفکر، بیروت، طبع اوّل (۱۴۱۶ھ-1996ء)

فضائل القرآن، قاسم بن محمد ابوعبید، دارابن کثیر، دمشق، طبع (۱۴۲۰ھ)

فیض القدیر شرح الجامع الصغیر، زین الدین محمد، دارالکتاب العلمیہ، بیروت، طبع (۱۴۱۵ھ)

الفوائد المجموعۃ، محمد بن علی شوکانی، المکتب الاسلامی، بیروت، طبع (۱۴۰۷ھ)

الکاشف، محمد بن احمد ذہبی، دار القبلۃ للثقافۃ، جدّۃ، طبع اوّل (1990ء)

الکنیٰ، محمد بن اسماعیل بخاری، دار الفکر، بیروت (بدون تاریخ)

الکامل فی الضعفاء الرجال، عبداللہ بن عدی، دار الفکر، بیروت، طبع اوّل (۱۴۰۹ھ)

کتاب السبعۃ فی القراءت، احمد بن موسیٰ، دار المعارف، القاھرۃ، طبع ثانی (۱۴۰۰ھ)

کتاب عمل الیوم واللیلہ، ابن السنی، مکتبہ القاھرۃ، طبع (۱۴۰۴ھ)

الکشف والبیان، احمد بن ابراہیم ثعلبی، دار احیاء التراث العربی، طبع (۱۴۲۲ھ)

کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال، علی بن حسام، مئوسسۃ الرسالۃ، بیروت، طبع (1989ء)

لسان العرب، محمد بن مکرم بن منظور، دار صادر، بیروت، طبع اوّل (بدون تاریخ)

لسان المیزان، احمد بن علی بن حجر، مئوسسۃ الاعلمی للمطبوعات، بیروت، طبع ثالث (۱۴۰۶ھ)

مئوطا مالک، مالک بن انس، دار القلم، دمشق، طبع اوّل (۱۹۹۱ء)

المجالسۃ وجواھر العلم، احمد بن مروان دینوری، جمعیۃ التربیۃ الاسلامیۃ، دار ابن حزم، بیروت، طبع (۱۴۱۹ھ)

المجتبیٰ من السنن، احمد بن شعیب نسائی، مکتب المطبوعات الاسلامیہ، حلب، طبع ثانی (1986ء)

مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، علی بن ابی بکر ہیثمی، دار الفکر، بیروت، طبع (۱۴۱۲ھ)

مراسیل، سلیمان بن اشعث، مئوسسۃ الرسالۃ، بیروت، طبع (۱۴۱۸ھ)

مسائل، نافع ابن الارزق، الخفان والحالی للطباعۃ والنشر، طبع اوّل (1993ء)

المستدرک علی الصحیحین، محمد بن عبداللہ حاکم، دار الکتاب العلمیۃ، طبع اوّل (1990ء)

مسند احمد، احمد بن حنبل، مئوسسۃ قرطبۃ، القاھرہ (بدون تاریخ)

مسند ابی یعلیٰ، احمد بن علی، دار المامون للتراث، دمشق، طبع اوّل (۱۴۰۴ھ)

مسند الطیالیسی، سلیمان بن داود، دار المعرفۃ، بیروت (بدون تاریخ)

مسند الشافعی، محمد بن ادریس، دار الکتاب العلمیۃ، بیروت (بدون تاریخ)

مصنف ابن ابی شیبہ، عبداللہ بن محمد، مکتبۃ الرشد، الریاض، طبع اوّل (۱۴۰۹ھ)

مصنف عبدالرزاق، عبدالرزاق بن ہمام، المکتب الاسلامی، بیروت، طبع ثانی (1985ء)

معالم التنزیل، حسین بن مسعود بغوی، دار طیبہ للنشر والتوزیع، طبع رابع (۱۴۱۷ھ)

معانی القرآن، احمد بن محمد نحاس، جامعۃ اُم القریٰ، مکہ مکرمہ، طبع اوّل (۱۴۰۹ھ)

المعجم الاوسط، سلیمان بن احمد طبرانی، دار الحرمین، القاھرۃ، طبع (۱۴۱۵ھ)

المعجم البلدان، یاقوت بن عبداللہ حموی، دار الفکر، بیروت، دمشق (بدون تاریخ)

المعجم الصغیر، سلیمان بن احمد طبرانی، المکتب الاسلامی، دار عمار، بیروت، عمان، طبع اوّل (۱۴۰۵ھ)

المعجم الکبیر، سلیمان بن احمد طبرانی، مکتبۃ العلوم والحکم، الموصل، طبع ثانی (1983ء)

المعجم فی اسامی شیوخ ابی بکر الاسماعیلی، احمد بن ابراہیم، مکتبۃ العلوم والحکم، المدینۃ المنورۃ، طبع اوّل (بدون تاریخ)

معرفۃ الثقات، احمد بن عبداللہ عجلی، مکتبۃ الدار، المدینۃ المنوّرۃ، طبع اوّل (1985ء)

معرفۃ الصحابۃ، ابونعیم الاصبھانی، دار الوطن، الریاض، طبع (۱۴۱۹ھ)

مکارم الاخلاق، محمد بن جعفر الخرائطی، دار الفکر، دمشق، طبع (۱۴۰۶ھ)

میزان الاعتدال فی نقد الرجال، امام ذہبی، دار المعرفۃ، بیروت (بدون تاریخ)

الناسخ والمنسوخ، احمد بن محمد نحاس، مکتبۃ الفلاح، الکویت، طبع اوّل (۱۴۰۸ھ)

الناسخ والمنسوخ، علی بن احمد بن حزم، دار العلمیۃ، بیروت، طبع (۱۴۰۶ھ)

النکت والعیون، علی بن محمد ماوردی، دار الکتاب العلمیۃ، بیروت (بدون تاریخ)

نوادر الاصول، حکیم الترمذی، دار صادر، بیروت، (بدون تاریخ)

الوافی فی الوافیات، الصفدی، دار الکتاب السلطنیہ، (بدون تاریخ)

الوجل، ابن ابی الدنیا، عبداللہ بن محمد ابو بکر، دار الوطن، الریاض، طبع (1997ء)

الورع، ابن ابی الدنیا، عبداللہ بن محمد ابو بکر، الدار السلفیۃ الکویت، طبع (1988ء)

وفیات الاعیان، احمد بن محمد بن خلکان، مشورات الرضی، قم، ایران، طبع (۱۳۶۴ھ)